اسنے بھی ارادہ کیا کہ درہ میں داخل ہوں مظالم شاہ دوڑ کے لپٹ گیا اور کہا ای فرزند اب اس ارادہ سے
تو باز آ کیونکہ اس درہ کے اندر سے ملکہ مہر نوش زندہ واپس نہ آئیگی پھر تو خواہ مخواہ اپنی جان کیوں ضایع
کرتا ہی کیا تو نہیں جانتا آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہی اس درہ کے اندر جو داخل ہوا پھر وہ واپس نہ آیا اتو یہ سمجھ لے خود
سمجھ لے کہ ہم سے نہیں گویا اسے مار ڈالا زال نے اپنے باپ کے کہنے کی طرف کچھ اعتنا نہ کی اور بلا تکلف
درہ کے اندر داخل ہو گیا مظالم شاہ بغور و فکر بسیار سمجھا کہ یہ آگ قارن ملعون نے لگائی ہی اسکو قتل کرنا چاہیے
مریں خیال اسکو اپنے قریب بلایا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قارن مظالم شاہ کے اس ارادہ سے آگاہ ہو گیا جان
کے خوف سے یہ بھی درہ میں بھاگا مظالم شاہ متاسف ہو کے رہ گیا اب قصد کیا کہ اپنے شہر میں آئے اثنائے
راہ میں دیکھا دور سے ایک گرد تیرہ و تار نمایاں ہی چند لمحہ تک حیرت سے اس گرد کو دیکھتا رہا یکایک دامن
گرد چاک ہوا اور ایک جوان خوش رو دوڑا ہوا چلا آتا ہی جب قریب پہونچا مظالم شاہ سے پوچھا کہ یہ مقام کونسا
ہی اور اس مقام کا کیا نام ہی اور یہ ہو تم آزردہ معلوم ہوتے ہو اسکا کیا سبب ہی کچھ تو بیان کرو مظالم شاہ نے
کہا ای جوان آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہی اور پریشانی کو جو تو پوچھتا ہی تو اسکا سبب یہ ہی کہ میں اپنے ملک کا بادشاہ ہوں
جو ملک یہاں سے بہت قریب ہی چنانچہ میرے ملک میں حمزہ کا پوتا بدیع الملک نام آیا میں نے اسے گرفتار
کیا لیکن میری ایک بیٹی ملکہ مہر نوش نام اسپر فریفتہ ہو گئی اور بیمار ہو کر ہو رہا منگایا میں نے ایک روز اس ناشدنی
کی محفل میں بدیع الملک کو دیکھا اور قصد اسکے ہلاک کرنے کا کیا کیونکہ وہ مضبوط و زبردست ہی مجھے
اسنے پکڑ لیا لیکن میرے ہلاک کرنے سے باز رہا بلکہ بمدارا و خاطر داری پیش آیا اور مجھے کہا کہ خدائے نادیدہ کی پرستش
کریں اس شرط پر مسلمان ہونے کو راضی ہوا کہ اگر تو طلسم شیران کو فتح کرے چنانچہ وہ اس شرط پر راضی ہو گیا اور طلسم میں
داخل ہو گیا اب سنو کہ میرا ایک بیٹا زال نام شکار کو گیا تھا جب شکار سے واپس آیا تمام قصۂ گذشتہ اسکے
گوش زد ہوا جس سے اسکو بہت غصہ آیا اور اپنی بہن ملکہ مہر نوش کے قتل پر آمادہ ہو گیا ملکہ بھی جان کے خوف سے
یا شاہزادہ کی الفت میں داخل طلسم ہوئی زال بھی اسکے تعاقب میں گرفتار طلسم ہو گیا پس یہ سبب ہی میری اسقدر پریشانی کا
واضح ہو کہ یہ جوان وہی عیار ہی جس کو حمزہ ثانی نے واسطے تلاش شاہزادہ بدیع الملک کے بھیجا تھا نام اس عیار کا
شاپور تھا پھر اس جوان نے پوچھا کہ اس واقعہ کو کس قدر عرصہ گذرا یعنی الغرض شاہزادہ کو داخل طلسم ہوئے
کتنا عرصہ ہوا مظالم شاہ نے کہا تین دن کا واقعہ ہی شاپور بیٹیا باب طلسم میں چلا گیا کیونکہ اپنے آقا کی مفارقت میں بیقرار تھا
اب اس حال کو یہیں چھوڑا اور حال شاہزادہ کا بیان کیا جاتا ہی تین روز کے بعد ایک پہاڑ کے دامن میں پہونچا وہاں ایک
غار نظر آیا جو نہایت عمیق تھا شاہزادہ اس غار کے کنارہ پر استادہ ہو کے محو تماشا ہوا یکایک ایک شخص حسین نیک سیرت
پہاڑ پر سے اترا اور شاہزادہ سے بطریق اسلام سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو اور یہ کونسا
مقام ہی وہ مرد حسین تبسم ہوا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں اور یہ مقام طلسم شیران نام سے مشہور ہی حضرت سلیمان علی نبینا
علیہ السلام ... سے تم نے سنا اب بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس طرح اس بلا میں
... کہا ای شخص تو حال پوچھتا ہی اور بیان کرنے کی ... ہلاک کیے ڈالتی ہی
... سے تو بیان کرتا ہوں ابھی مجھ میں تاب طاقت کرنے کی
... پیش کیے شاہزادہ نے اسے نوش فرمایا بکرو تناول کے
... انواع اقسام کے کھانے پینے کی چیزیں بھیجیں

اور ایک گروہ زن و مرد چابک وچست مصروف خرام ہی اپنے پاؤن کو جو خیال کیا بالکل بیکار پایا دریا سے تردد کا
آشنا ہوا کہ خداوندا یہ کیا سامان پیش نظر ہی اس اثنا مین دیکھا سامنے سے ایک نازنین مع اپنی دایہ اور کنیزون کے
چلی آتی ہی جو خدمتی کہ خدمت پر مامور تھے انھون نے ملکہ کو لاکر پہلو مین شاہزادہ کے بٹھایا شاہزادہ نہایت متعجب
ہوا اور پوچھا تم ایسی نازنین یہان کیونکر آئین کیا سبب ہی کون ایسا شخص تھا جسنے تمکو اس بلا مین مبتلا کیا ملکہ
نے اپنے دیبالی کا شکار سے آنا اور باپ سے زلازال کا حال پوچھنا باپ کا واقعہ کو بیان کرنا پھر قارن کے [illegible]
مفصل حال سنا کر زیادہ قتل ہوئے حرم کی حرمت آنا خود ستمگر بخوف جان نقب کی راہ سے بھاگنا کب در کو زال کا پوچھنا اپنا مع ہمراہیون کے
اور چلا آنا بیان کیا اور کہا یقین ہی کہ وہ بھی قریب تر پہونچے ہنوز یہ ذکر تمامی کو نہین پہونچا تھا کہ سامنے سے زال بھی نمودار ہوا جیسے ہی شاہزادہ
پر زال کی نظر پڑی دیکھا ایک جوان خوش رو عنبرین مو فر شاہی چہرہ سے نمایان عظمت و شان ہر ایک طرح سے عیان جس سے ایک طرح کی محبت
زال کے دل مین پیدا ہوگئی شاہزادہ نے جو زال کی صورت دیکھی ملکہ سے کہا تمھارا بھائی ایک جوان صالح اور جری معلوم ہوتا ہی انشاءاللہ تعالی
اسے دائرہ اسلام مین لاتا ہون لیکن جیسے ہی زال کی نظر شیرنگ پر پڑی بہ آواز مہیب پکارا کہ او مفسد کہان جاتا ہی یہ تمام فساد تیری
ذات سے پیدا ہوا ہی اگر تجھے قتل نکیا تو مین مرد نہین شیرنگ نے جواب دیا کہ مجھے تجھ سے کچھ خوف نہین ہی میرا آقا
سلامت ہی تو کسکی مجال ہی کہ مجھکو نظر تیز سے دیکھ سکے یقین ہی کہ اگر کوئی شخص میری خصومت دل مین رکھے
خود ہی سزا کو پہونچ جاتے پھر مین اپنی حفاظت کیون کرون اور اب خاموش ہوا اور کوئی کلمہ خلاف
زبان سے نکالا تو میرا آقا سزا دیگا اور سزا بھی وہ جو عبرت الغیر یاد رہے زال کو یہ گفتگو شیرنگ کی بہت ناگوار معلوم ہوئی
مگر چونکہ خاصہ اس مقام کا یہ تھا کہ جو وہان پہونچا اسکے پاؤن بیکار ہوگئے اس سبب سے مجبور تھا جو لغویات اور بیہودہ
واسطے شاہزادہ کے بیٹھے ہوے تھے اسمین سے ایک سیب اٹھاکر شیرنگ عیار کی پیشانی پر مارا جو خدام اور غلام
وغیرہ موجود تھے دوڑ پڑے اور زال کا ہاتھ پکڑ لیا اور بہت کچھ سخت وسست کہا لیکن آگے جو قابو نہ تھا
اور بالکل بیکار ہوگئے تھے بدین وجہ کچھ نہ بنا سکا جب شیرنگ نے قارن ملعون کو دیکھا کہا او سگ ناپاک
مجھکو خبر نہ تھی کہ تو بھی یہان موجود ہی قارن نے کہا اے شیرنگ تو اسقدر بے باکانہ بدزبانی کیون کرتا ہی تجھکو اپنی جان کا
کچھ خوف وخیال نہین ہی شیرنگ نے کہا او گیدی تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی پہلے تو یہ بیان کر کہ تو میرا
کیا بنا سکتا ہی مین تو کسی کو ایسا نہین دیکھتا کہ جو مجھے کسی طرح سے گزند پہونچا سکے گا تیرے آقا نے مجھے ایک سیب
کھینچ کے مارا مجھے مطلق آسیب نہین پہونچا پھر تو کس جز بلا کا سگ مردار خوار ہی زال نے غصہ سے اور زیادہ تاؤ کھایا آخر
قاب مین سے ہاتھ بڑھا کے ایک بہی اٹھائی اور شیرنگ کے سینہ کی طرف پھینکی تمام ملازم جس طرح پہلے مرتبہ زال سے
پیش آئے تھے اسیطرح پھر اسے لعنت ملامت کی اس عرصہ مین شہزادہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ شاپور کو لیے ہوے
آئے آتے ہی بدیع الملک کو سلام کیا شہزادہ بدیع الملک نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب سلام دیا اور کہا بھائی جان
کیا خبر ہی شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار جس روز سے حضور نے کشکرہ ملعون کے ہاتھ سے زخم کھایا اور مرکب حضور کا
باہر آیا غلام بھی تعاقب مین باہر آیا پھر ایک بار دوسرے محلہ مین گیا وہان دیکھا شہزادہ جادو و ساحران سے وہ جنگجو
آمادہ کہ بہ زد و ست موجود ہی مقابلہ ہوا اور شمشیر جانبین طرفین کی ضائع ہوئے
شمشیر آبدار ہلاک کیا دو مرتبہ یہ مرحج نام ایک کافر سے قائم مقابلہ مین
حضور تشریف لے گئے کہان یہ ذرہ بمقدار بھی ہوا یہ جان نثاری پر
مطلق نہین معلوم ہوئی کہ اب وہان کا کیا رنگ ہی شاہزادہ نے [illegible]

دلداری سے پیش آیا القصہ سات روز گذر گئے جب آٹھواں روز آیا کچھ لوگ آئے اور شاہزادہ کو مع ہمراہیوں کے
اور زال اور قارن کو بھی ہمراہ اپنے لے گئے ایک مقام پر شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک شیر سفید نہایت تنا ور زانو اپنا
زیر درخت تنہ درخت سے پشت لگائے بیٹھا ہے اور اُسکے برابر ایک کرسی مرصع پر ایک شخص ضعیف و نحیف جس نے
کہ لب غار شاہزادہ کو روٹی کھلائی تھی بیٹھا ہوا ہے شیر نے اُس سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ اے افسون کچھ تحقیق ہے کہ یہ سب
کون لوگ ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں افسون نے جواب دیا کہ یہ جوان خوش رو قوی بازو قطرہ کا پوتا
بدیع الملک نام ہے اور یہ جو دوسرا جوان ہے یہ منظالم شاہ کا بیٹا زال نام ہے اور یہ عورت اس زال کی بہن ہے اسیطرح
سبکے پتے دیے بعد اسکے ہر ایک کا دین و آئین بیان کیا شیر نے کہا نہیں صاحب مجھکو کسی کے دین و آئین سے کچھ غرض
نہیں ہے اور ان سب سے خطاب کیا کہ اگر تم لوگ اپنی زندگی چاہتے ہو اور طلسم کی سیر بھی مطلوب ہے تو جادہ محنت
کو نہ چھوڑو اغذیہ لطیف تمہارے واسطے ہم عنایت کرینگے اور اگر تمکو یہ منظور نہیں ہے تو اپنی جان سے ہاتھ
دھو لو اور جیتے جی اپنے تئیں مردہ تو کیونکہ ہر چند جد و جہد عمل میں لاؤ گے اور ہاتھ پاؤں مارو گے مگر چاہیے کہ اس
طلسم سے نجات ملے تو بضرور اس طلسم میں سڑ گل کے مر جاؤ گے بیرون طلسم جانے کی یارا نہ پاؤ گے بدیع الملک نے
کہا پھر کیا کرنا چاہیے بادشاہ طلسم نے جواب دیا کہ اس پہاڑ پر ایک باغ ہے اُسمیں بیشتر کنوئیں اور حوض خالی ہیں تم
سبکو چاہیے کہ کنوؤں سے پانی نکالو اور حوض میں بھرو جب حوض لبالب ہو جاوین اُس وقت تمہارا کام باغبانی
آب پاشی کرو اس محنت کا عوض یہ ہے کہ جان سلامت بچیگی اور کھانے کو بھی مل جاویگا اور اُسکے ضمن میں سیر باغ بھی ہو جاویگی
جو یہاں آنے کا اتفاق ہو ہی گیا ہے بندھا خوب مار رکھا تا ہے چونکہ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا بخوف جان سب نے اس
محنت کو منظور کیا تا اینکہ باغ میں سب آئے اور پانی کنوؤں سے کھینچنے میں مصروف ہوئے جب حوض لبریز ہو گئے
پھر درختوں میں پانی دینا شروع کیا اور زمین پر بھی چھڑکا شام ہو گئی سب نے ارادہ کیا کہ یہیں تمام رات بسر کریں
قدرت خدا کو دیکھیں نگہبان باغ آئے اور کہا کہ رات کو یہاں قیام کا حکم نہیں ہے سب نے کہا پھر کہاں جائیں ہمکو
اور کوئی جگہ بتاؤ اُن نگہبانوں نے جگہ بتائی وہاں ان سب نے قیام کیا مگر اُس مقام میں دیکھا کہ شمار میں جسقدر آدمی
ہیں اسیقدر رکھا تا بھی وہاں موجود ہے سب بھوکے تھے کھانا کھایا شہزادہ نے رزاق مطلق کا شکر ادا کیا چونکہ محنت
کرتے کرتے بہت تھک گئے تھے کھانے سے فارغ ہوتے ہی نیند نے غلبہ کیا بیخبر سو گئے علی الصباح شاہزادہ
بیدار ہوا نماز صبح پڑھی پھر سب یکے بعد دیگرے بیدار ہوئے اور حسب دستور باغ میں آ کے آبکشی اور آبپاشی
میں مصروف ہوئے اسی محنت میں ایک مدت بسر ہوئی جو شاہزادہ کے واسطے کھانا لاتا تھا اُس سے ایک روز شاہزادہ
نے پوچھا کہ کیا سبب ہے جو شب کو اس باغ میں قیام کی ممانعت ہے اُس نے کہا اے شہریار اصل حقیقت اسکی یہ ہے کہ جو شخص
اس طلسم کا بانی ہے اُسنے بذریعہ تحریر کتابوں میں اس بات کی خبر دی ہے کہ جو شخص غیر اس باغ میں شب کو مقیم ہوگا وہی
اس طلسم کو درہم برہم کریگا یہی وجہ ہے کہ کسی غیر شخص کو اس باغ میں شب کو قیام کرنے کی ممانعت ہے یہ سُن کے شاہزادہ
نے [illegible] طرح اس باغ میں شب باش ہونا چاہیے بلکہ پھر تو شوق شاہزادہ کے اسکا
کہا کہ ہرگز نہیں جانا ہوگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر وقت کا منتظر
سے اٹھا اور محافظوں کی نظر بچا کے دروازہ باغ پر آیا ادھر
ادھر محافظوں کو جو شک معلوم ہوا اُسکو شمار کیا شاہزادہ کو
غائب پایا وہ ادھر اُدھر دیکھا قارن نے کہا غائب کہاں ہے کہ

کہ شاہزادہ باغ مین ہوگا محافظون کو سخت تردد پیدا ہوا تھے کہ جانب باغ نہایت غضب مین آ کر وہ روانہ ہوئے شاہزادہ
اس خیال مین تھا کہ اگر باغ مین شب بسر ہو جائیگی تو طلسم کی فتاحی میسر ہوگی یہی سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک
گنبد مرتفع بنا ہوا ہی درہاے شدادی و حلقہاے سلیمانی قفلہاے زر سرخ سے مزین ہین اور کوئی قفل شتر
کی ران سے کم نہین ہی اور ایک مرد پیر خوش وضع کو دیکھا کہ آگے گنبد کے بیٹھا ہی شاہزادہ نے سلام کیا اُسنے
جواب سلام دیا اور کہا اے جوان مین اسوقت تجھکو یہان دیکھ کے کمال حیرت مین مبتلا ہون آخر کہہ تو کہ تو کون ہی
اور کیا سمجھ کر تو شب باش ہوا ہی کیا تو اپنی جان سے بالکل بیزار ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین اس باغ مین اسوجہ
سے شب باش ہوا ہون کہ طلسم کو فتح کرون اور جس طرح ممکن ہوگا طلسم کو فتح کرونگا اُس بڈھے نے کہا اگر یہی ارادہ ہی
تو کوئی نشانی طلسم کشائی کی ہونا چاہیے شاہزادہ نے پوچھا وہ نشانی کیا ہی اُس بڈھے نے کہا قفل طلسمی کو بزور بازو توڑے
شاہزادہ نے کہا میری قیام کرنے کی حالت نہین تو ایسا سخت اعتراض کیا گیا ہی اب اگر اس قفل پر زور کرون تو کسقدر تعرض
کیا جاویگا بڈھے نے کہا اگر اس قفل پر زور کروگے تو تجھ تعرض نہین کیا جاویگا بشرطیکہ قفل ٹوٹ جاوے شاہزادہ نے
اُس قفل پر دونون ہاتھون سے اسقدر زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اپنی جگہ سے متحرک ہوتا مگر اُس قفل نے کچھ بھی جنبش
نہکی بڈھے نے کہا اے جوان کیا دیر ہی کہ اسکو تو نہ توڑ سکا پھر تو کیون یہان آیا شاہزادہ نہایت منفعل ہوکے خاموش ہو رہا
اُس بڈھے نے تبسم ہوکے کہا خیر اب تو یہان آنے کا اتفاق ہو ہی گیا ہی بے مقصد حاصل ہوئے چلے جانا کم ہمتی کی بات
ہی طلسم کشائی کا ارادہ کیا ہی تو پورا کرنا چاہیے ہمت بلند دار اگر قفل نہین کھلا ہی نہ سہی اور کوئی فکر کر جا اور طرف کی
سیر کر میرا گمان یہ ہی کہ تو محفوظ نہین رہیگا آج نہین تو کل ضرور اپنی خودسری کی سزا پائیگا طلسم کشائی کا خیال آسان نہین
ہی شاہزادہ شرمندگی مین مبتلا چبوترہ سے نیچے اترا پہلو مین ایک دروازہ دیکھا اُس دروازہ مین زر سرخ کا قفل لگا تھا
اور اُسپر لکھا تھا کون ہی جو طلسم کشائی کا ارادہ رکھتا ہی یہان آدمی اور اس قفل پر زور کرے جب قفل ٹوٹ جاے دروازہ
کھول کر اندر داخل ہو وہان زمین کے نیچے تین قلعہ مکان پائیگا بدیع الملک اس عبارت قفل کو پڑھ کے نہایت
مسرور ہوا اور قفل کو گرفت مین لا کے بسم اللہ کہکے ایسا ایک زور کیا کہ قفل ٹوٹ گیا بس خوشی سے دل باغ باغ ہوگیا
دروازہ کھولا اندر دروازہ کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان ہی نہایت صاف و شفاف اور صحن مکان مین ایک حوض ہی
ہشت گوشہ مملو از آب صاف و خنک اور وسط حوض مین ایک ستون ہفت جوش بلند و مرتفع نصب ہی اور کنارہاے حوض پر
طرہاے زر سرخ صناعان چابک دست و نازک خیال نے بنا کے بٹھادی ہین جنکی منقارون اور سوراخ ہاے بینی
و گوش سے تقاطر آب ہو رہا ہی بس اور کوئی شی نظر نہ آئی شاہزادہ کو حیرت ہوئی کہ اس جد و جہد سے یہانتک پہونچا
اور ایسا مختصر سامان نظر آیا یہ کیا رمز ہی آخر طلسم کے ارادہ کیا کہ یہان سے واپس چلنا چاہیے مڑ کے جو دیکھا تو جس دروازہ
سے آنا ہوا وہ غائب ہوگیا اور بجز مایوسی کے بھی یقین ہوگیا کہ اب یہان سے رہائی نہین ہوگی جب نہین تو اب
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا پھر خیال آیا کہ نماز تو پڑھ لو اُسی حوض سے وضو کیا بنہایت خضوع و خشوع نماز پڑھی بعد
فراغ نماز دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور بالحاح و زاری دعا مانگنا شروع کی کہ اے کس بیکسان و اے حامی درماندگان
اگر میری قضا اسی مقام پر مقرر ہی تو کیا چارہ ہی لیکن تو وہ مسبب الاسباب ہی جس وقت جو کچھ چاہے
وہی ہو جاے گدا بادشاہ ہو جاے اور بادشاہ فقیر ہو جاے تو میری
ہوس نہین ہی البتہ طلسم کشائی کا آرزومند ہون اے برارندہ مرادات
ہنوز یہ دعا ختم نہین ہوئی تھی کہ بالاے سر سے آواز آئی کہ اے شاہ

اور شیشۂ امید کو سنگ مایوسی سے نہ توڑو شہزادے نے متعجب ہو کے سر اٹھا کے دیکھا ایک پیر سبز پوش کو بالائے
ہوا معلق پایا یعنی علاوہ عبا و قبا اور عمامے کے عصا بھی ہاتھ میں سبز تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے فرزند مطمئن رہ یہ طلسم خاص
تیرے نام پر باندھا گیا ہے کچھ اندیشہ نہ کر بلا تکلف یہ ستون اکھاڑ لے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لیکن جو چار
پیرزادے قید ہیں انکے کہنے سے تو خلاف ہرگز نہ کرنا اور آگاہ ہو کہ میں خضر ہوں تیری راہ نمائی کے واسطے آیا ہوں
یہ کہکر شاہزادہ کی نظر سے غائب ہو گئے شہزادہ بدیع الملک پھر خوش ہوا اور مطلب کے حاصل ہونے کی امید
ہوئی فوراً اس حوض میں اتر گیا اور اس ستون کو گرفت میں لا کے ایک زور جو کیا ستون اکھڑ آیا ادھر ستون نکلا
ادھر تمام حوض کا پانی خشک ہو گیا اب جو خیال کر کے دیکھا تو دیوار حوض میں جانب شمال ایک دریچہ نظر آیا اسکو
کھول کر اندر داخل ہوا دیکھا ایک زینہ نہایت پاکیزہ ہے شہزادہ زینہ سے نیچے اترا ایک نقب بہت وسیع دیکھی
کہ دار مع ہر کس چلا جاتا ہے اور ترتیب قریب دریچیاں سنگ یشب اور سنگ مرمر و یراق و سماق وغیرہ کی صاف و شفاف
بنی ہیں شاہزادہ نقب میں داخل ہو کے ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دروازہ ملا جسکے دونوں پٹ لگے ہوئے ہیں
شاہزادہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اس دروازہ میں قدم رکھا عجب سامان دیکھا کہ اندرون مکان چار تخت بچھے
ہوئے ہیں اور ہر تخت پر ایک ایک پیر زادہ سلاسل و طوق ہے شاہزادہ پہلے متعجب ہوا پھر سمجھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہے جو کچھ ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جاوے گا صاحب سلامت تو کرو تا انکو سلام کیا پیرزادوں نے جواب سلام دیا دیکھا ایک محبوب
سراپا ناز و انداز آفتاب تمثال حور خصال ہے کہ جسکے شعشۂ حسن و جمال سے تمام مکان منور ہو گیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے شخص تو
کون ہے اور کس آفت میں مبتلا ہو کر یہاں تک پہونچا ہے خیر اب میں اس سوال کا بھی جواب نہیں چاہتی کیونکہ دیر ہو گی
اور دیر ہونے میں ضرر ہے تو جلد یہاں سے چلا جا ورنہ ہلاک ہو جائیگا یہ مقام جبار دیو کا ہے اگر وہ تجھے دیکھ لیگا تو ہرگز
زندہ نہیں رکھیگا شاہزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ میں یہاں خاص جبار ہی کے قتل کرنے اس مقام مخوف میں وارد ہوا ہوں
میں یہاں سے ہرگز نہیں جا سکتا کسیکا خوف دلانا بالکل بیکار ہے میں جبار کو تہ تیغ ضرور کرونگا اور تمکو بھی قید سے
چھڑا دونگا کیا تمکو نہیں معلوم ہے میں کسی اور کا فرستادہ نہیں ہوں خاص حضرت خضر علیہ السلام کا فرستادہ ہوں میں کسی
مہم سے ہراسان نہیں ہوتا ہوں کیونکہ امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا ہوں طلسم کشائی خاص میرا کام ہے اور بدیع الملک
میرا نام ہے تمہارے کہنے کے خلاف کبھی کچھ نہ کرونگا اور حسب الامر جناب خضر تمہارے کہنے کے موافق عمل کرونگا ہاں
اب تم اپنی سرگذشت بیان کرو اور چارہ جوئی میں مصروف ہو انھوں نے کہا کہ آگاہ ہو ہم چار دن بادشاہ ہیں چار رکن
عالم کے اور اب اس دیو کی قید میں مبتلا ہیں رہا ہونا معلوم نہیں ہاں اس صورت سے ہماری رہائی ممکن ہے کہ وہ
دیو یہاں سے مارا جاوے شاہزادہ نے کہا انشاء اللہ الرحمن تم اس دیو کو آنے تو دو تو سہی کہ اس کو ضرب
ایک ہی ہاتھ میں دو لخت کر دوں انھوں نے جواب دیا کہ تمہارے بھی دلی امیدیں بر آئیں گی اگر تم ہماری رہائی
میں کوشش کرو گے مگر مشکل امر یہ ہے کہ اس دیو کا ہلاک ہونا قیاس میں نہیں آتا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ دیو کلی اسم
تلواروں سے ہلاک نہیں ہو [illegible] حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام و مستجاب ہو چکا ہے تو قالب ہلاک نہ ہوگا
[illegible] ان سب کے ایک یہ تیغ ہے جسکا نام بلا شان سلیمانی ہے [illegible]
[illegible] ہر دم اسکے پاس ہے شاہزادہ نے کہا یہ تو تمہاری زبانی [illegible]
دیگا جو ہم اسے ہلاک کر سکینگے انھوں نے کہا [illegible]
[illegible] پس اس حالت میں اگر ممکن ہو قتل کر [illegible]

مین پوشیدہ ہو رہا اس وقت شاہزادہ کو خیال آیا کہ یہ کون سی مردانگی ہی کہ اُسے عالم خواب مین ہلاک کرون آخر اُسنے
کہا کہ نہین صاحب مجھکو عالم خواب مین اُسے ہلاک کرنا ہرگز منظور نہین ہی اُن پریزادون نے کہا تو پھر اُسکا ہلاک ہونا بھی
ممکن نہین کیونکہ بغیر اُسکے خواب آلودہ ہوے تلوار نہین لگسکتی اور جبتک تلوار نہین لگیگی وہ ہلاک نہین ہوگا اور اگر یہ خیال
ہی کہ کسی اور حربہ سے کام نکلیگا یقین سمجھ لو کہ اور کوئی حربہ اُسپر کارگر نہین ہوگا اور بالفرض عالم خواب مین اُسے ہلاک کرنا
خلاف مردانگی معلوم ہوتا ہی عالم خواب مین پہلے اُس سے تلوار لیلے تو بعدہ عالم بیداری مین اُسے ہلاک کرنا شاہزادہ کو یہ
رائے پسند آئی اور کہا ہان اسکا مضائقہ نہین ہے کہکے ایک محفوظ گوشہ مین پوشیدہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد دیو چیار نا ہنجار
آیا اور قیدی پریون کو قسم طعام سے جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا کھلایا پھر تخت پر دراز ہوا بصورت قضا سے معلق بند بھی ہو گئی
شاہزادہ کمینگاہ سے باہر آیا اور اُس دیو کی کمر سے تیغ بلاشان سلیمان باسانی نکالکر اپنے قبضہ مین کی اور سرہانے کھڑے
با طمینان تمام استادہ ہوکے ٹھوکر سے اُسے بیدار اور خواب خرگوش سے اُسے ہوشیار کیا اور یہ آواز بلند کہا کہ
او خفتہ بخت ذرا چونک دیو اُچھل کر اُٹھا طرفت دیکھا کہ کھڑی ہی اور کہتی ہی آمین بوری دیکھا ایسا شعلہ دون کو پھر قیامت
تک بیدار نہ ہو دیو چیار نے فوراً گھبرا کے آنکھ کھول دیکھا کہ ایک جوان تیغ بلاشان سلیمانی ہاتھ مین لیے سرہانے
کھڑا ہی فوراً اُٹھ کے بلا کی طرح شاہزادہ کی طرف اُڑا کہ تیغ بلاشان چھین کے اپنے قبضہ مین لے اور ادھر شاہزادہ نے
ارادہ کیا کہ چاہی ایک وار ایسا لگاؤن کہ پھر وہ دو ٹکڑے ہو جاے مگر دونون کا خیال غلط رہا دیو چیار برق وار
لپکتا تھا کسی طرح زد پر نہ آتا تھا ادھر شاہزادہ بہت پھرتی چست فصل مین دیو فلک سے بھی زیادہ اس سے تلوار
چھین جانا سخت دشوار تھی کہ بعد رد و بدل بسیار کشتی کی نوبت پہونچی دیر تک گاؤزوریان رہین ایک جگہ پر دیو نے دستی
کی اور زبردستی شہزادہ کی پشت پر آیا چاہتا تھا کہ ایک اکھیڑ مار سے شاہزادہ نے ہزار چستی و چالاکی ہاتھ بڑھا کر
اُسے گردن پر رکھا اور پیٹ اپنا اُسکے سینہ مین لگا کر وہین سے دھوبی پاٹ کیا لیکن دیو زمین تک آتے آتے
چیتہ ہو گیا شاہزادہ نے چھوڑ دیا اور علیحدہ درست استادہ ہو کے پھر حملہ کیا اور پھر دونون لپٹ گئے اب کی مرتبہ شاہزادہ
نے بغلی ڈوب کے بیعت تمام اکھاڑی اور کمر تک لایا اور پھر ایک بار زور کر کے سینہ تک بلند کیا اور مسلے سے زور مین سر
سے اونچا کیا اور پیچ دیکر زمین پر دے پٹکا چیار پشتی پر جو اس ہو چکا تھا اس مرتبہ چارون شانے چت آرہا شاہزادہ سینہ پر
سوار ہو گیا اور چاہا کہ تیغ بلاشان سلیمانی سے سر اُس خود سر کا تن سے جدا کرے چیار نے کہا ای جوان مجھکو ناحق ہلاک
کرتا ہی مین مسلمان ہونے کو راضی ہون شاہزادہ نے اُسے چھوڑ دیا تا بیعت کرنے کے لیے وہ کھڑا ہو گیا اور کہا ای انسان
ضعیف البنیان مین تو جاتا ہون تو یہین رہ کیونکہ بسبب تشنگی و گرسنگی کے خود ہی ہلاک ہو جائیگا یہ کہکر وہ ہوا ہون چلا گیا
شاہزادہ کو نہایت صدمہ ہوا اور اُن پریزادون کے پاس آکے تمام و کمال واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اُنہون نے جواب دیا
کہ خود کردہ را علاجے نیست حالانکہ خود حضور نے تاکید کر دیا تھا کہ بے مشورت پریزادون کے کوئی کام نہ کرنا اور خود بھی
اقرار اپنی زبان سے اقرار کیا تھا کہ مین بغیر تمہارے مشورہ کے کوئی کام نہ کرونگا اور پھر اس تمام فہمائش کو فراموش
کیا ای شہریار یہ بہت بڑی مہم تھی جسکو سہل سمجھ کے اپنی رائے سے کام لیا اسکا نتیجہ دیکھا ایسا دشمن قوی اور اسکو گرفتار
کر کے چھوڑ دیا بیشک اب ہم اور آپ بھی تشنگی اور گرسنگی کی تاب نہ لا کے ہلاک ہو جائینگے شہزادہ نے کہا خیر
اگر میری تقدیر مین یہی ہونا تھا تو جو کچھ ہونا تھا ہوا تاہم مین بالکل ناامید نہین ہون دیکھو وہ
ہوس نہین شاہزادگی سے مگر اب مرتبہ مین عہد کرتا ہون کہ اگر
حضور نے [illegible] کیا ایسا اسکا [illegible] ہوتا تھا حالات سے سمجھو

تین شب و روز ان سکو بے آب و دانہ گذر گئے شاہزادہ اسقدر اُس دیو کا مقابل تھا کہ شب و روز مین ایک لمحہ بھی
نہ سویا بدین خیال کہ شاید میری غفلت مین جبار دیو آجاوے اور مجھسے میری غفلت مین بدلہ لے لیکن جبار دیو بھی
اس عرصہ مین نہ آیا چوتھے روز شاہزادہ پر بھوک اور پیاس نے ایسا غلبہ کیا کہ تاب ضبط نہ رہی مگر بیچارہ کیا اور نیند کے
سبب سے بیگانہ حال غیر تھا لمحہ کے لمحہ آنکھ جھپک گئی یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ جبار دیو شاہزادہ کی غفلت کے وقت پہونچا
اور قابو پاکے تیغ بلا نشان سلیمانی شاہزادہ کی کمر سے کھول لے گیا جب شاہزادہ بیدار ہوا اور تیغ کو کمر مین نہ پایا بہت
افسوس کیا اور کہا [illegible] برباد گرفتاری [illegible] پاس رہتی ضرور وہ تیغ کی تلاش مین آتا اب ہرگز دستیاب
نہوگا سخت غلطی مجھسے ظہور مین آئی اب بغیر ہلاک ہوئے چارہ نہین مفت جان ضایع ہوئی حضرت خضر نے کہدیا
کہ پریزادون کے خلاف کام کرنا اب بیدار رہنا بیکار ہے کیونکہ نہ وہ یہان آئیگا اور نہ کسی طرح کا مجھکو صدمہ ہوئیگا یہ خیال کر کے
سو رہا عالم غفلت مین جبار پھر آیا اور شاہزادہ کو مضبوط باندھ کے جانب آسمان روانہ ہوا اُٹھانے سے راہ مین شاہزادہ کی
آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار بلا پایا ہر چند چاہا کہ زور و طاقت سے کام لون مگر کچھ نہ ہوا اور جبار اُنکو گرفتہ دست بستہ لیکے
ہوا کے ایک جانب چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک ایسے پہاڑ پر پہونچا کہ ہر چہار جانب اُس پہاڑ کے دریا واقع
تھا وہان شہزادہ کو چھوڑ دیا شہزادہ نے کہا کہ تو نے مجھسے بڑی دغا کی میری تلوار کو چرا لیا اگر جاگتا تو تجھے عالم
خواب مین ہلاک کرتا لیکن خلاف مردانگی سمجھ کے باز رہا اور تجھکو بیدار کر کے مقابلہ کیا یہ کیا مردانگی ہے کہ اسکا عوض
مین تو نے عالم خواب مین مجھسے یہ بدلا لیا اُس دیو ملعون نے مطلق اس بات کا جواب نہ دیا اور کہا بھی تو یہ کہا کہ ای
آدمی تیرے جتنے دن کی زندگی ہے اُسے یہین تمام کر یہ کہا اور وہان سے چلا گیا شہزادہ بدیع الملک ایک طرف
روانہ ہوا اور چاہا کہ اگر کسی طرف راستہ ہو تو نکل جاؤن مگر راہ نہ پائی بہت حیران و سرگردان ہوا آخر الامر ایک درخت
کو زمین سے اُکھاڑا اور اُسکو دریا مین ڈال دیا اُس درخت پر سوار ہو کے پانی پر روانہ ہوا وہ درخت ایک جزیرہ کے کنارے
جا لگا بدیع الملک درخت سے اُتر کے اُس جزیرہ مین آیا اور سیر کرنے لگا یکایک ایک شیر پر نظر پڑی کہ وہ اُنکی طرف
چلا آتا ہے جب وہ شیر قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھا بہ آواز بلند کہا ای شیر مرد تو کون ہے اور کیونکر اس جزیرہ مین تیرا آنا
ہوا شہزادہ بدیع الملک نے جو اُس شیر کو انسان کی طرح بات کرتے دیکھا غریق بحر حیرت و تعجب ہو گیا اور کہا ای
شیر آگاہ ہو کہ مین اس جگہ اپنے اختیار سے نہین آیا ہون بلکہ باختیار قضا و قدر یہانتک پہونچا ہون اُس شیر نے کہا
اچھا تیرا آنا جس طرح ہوا ہوا لیکن خیریت اسی مین ہے کہ جس طرح یہان آیا ہے اُسی طرح یہان سے چلا جا ورنہ ہرگز تیری جان
سلامت نہین رہیگی شہزادہ نے کہا مین یہان مرد مسافر ہون اپنے اختیار سے آیا تھا اور نہ اپنے اختیار سے
جا سکتا ہون اور جاؤن تو کہان جاؤن یہ سنکے وہ شیر غیظ و غضب مین آیا وہ شہزادہ بدیع الملک کے طرف جھپٹا
تاکہ شہزادہ کو ہلاک کرے شاہزادہ نے جو اسکا کوئی علاج نہ دیکھا کہ شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور ایک وار
شیر پر کیا جس سے اُس شیر کا ایک کان کٹ گیا بس کان کٹنا تھا کہ [illegible] پیدا ہو گئے اور ہوا پر آ گیا اور
تھوڑی ہی دیر کے بعد بارہ ہزار دیوؤن کی جمعیت سے آیا اور شاہزادہ بدیع الملک سے جنگ کے واسطے
[illegible] شیر کو قتل کرنا شروع کیا [illegible] امر تھا کہ [illegible]
[illegible] کہ وہ [illegible] تمام جنگل اور [illegible]
ہو گیا ناگاہ ہوا سے آسمان سے ایک [illegible]
[illegible] زور کمان سے آیا ہے اور [illegible] سے تمام لشکر کو ہلاک [illegible]

کہ پھر ان شیرون پر غصہ کیا اور کلمات سخت و درشت کہے وہ سب ... خاموش ایک جانب استادہ ہوئے کہ وہ
لقابدار تیغ آبدار میان سے کھینچ کے شاہزادہ کی جانب حملہ آور ہوا شاہزادہ نے بچالاکی تمام اسکے ہاتھ کو مضبوط
گرفت مین لا کے وہ تلوار ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی اور اسکی کمر بند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا
اور دو چار چرخ دیکے زمین پر مارا اور اسکے سینہ پر سوار ہوگیا اور کہا کیون اب کیا کہتا ہی لقابدار نے کہا کہ مجھکو نوفل
بن جمیل ماہرو کہتے ہین ای شہریار آپکا کیا نام ہی شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نورالدہر کہتے ہین نوفل
نے کہا ای شہریار بلند وقار مین نے بجاسے خود عہد کیا تھا کہ جس کسی سے مقابلہ مین لیپا ہونگا اسکا مطیع فرمان ہوجاؤنگا
اور یہ بیان کرو کہ یہان کس طرح آنے کا اتفاق ہوا شاہزادہ بدیع الملک نے اول سے آخر تک اپنی تمام سرگذشت
بیان کی حتی کہ طلسم شیران کے ذکر کی نوبت آئی لقابدار نے کہا ای شہریار در اصل یہ شیر نہین بلکہ قوم جنات سے
ہین حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے یہ اجنہ شیر کی صورت ہین اور یہ بھی کہا ہی کہ جب کوئی طلسم شیران
کو فتح کریگا تمام اجنہ اپنی صورت اصلی پر ہوجاینگے ای شہریار اگر تم طلسم فتح کروگے تو یہ تمام شیران اپنی اصلی صورت پر
آجاوینگے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر واقعی یہ امر ہی تو پھر کسی طرح مجھکو طلسم مین پہونچاؤ تاکہ مین طلسم کو فتح
کرون نوفل نے کہا شہریار یہان سے قریب ایک شہر ہی کہ اسکو شہرستان قاف کہتے ہین وہان کا حاکم و فرمانروا پنچیس
ہزار دیو پری پر حکومت کرتا ہی اور خدا پرست ہی اور میرا تابع فرمان ہی اسکا نام اعمال شاہ ہی دو چار روز یہان رہو اور
بسر کرو بعد ہم تم کو طلسم مین پہونچاوینگے شہزادہ نے کہا کیا مضایقہ ہی غرض بیچ مین چار روز بسر کیے پانچوین
روز شیر پر سوار ہوکے شہرستان قاف کی جانب روانہ ہوا یہ خبر اعمال شاہ کو پہونچی کہ نوفل آتا ہی اور اسکے ساتھ
ایک مہمان معزز بھی ہی اعمال شاہ با جاہ و حشم استقبال کے واسطے آیا اور کمال اعزاز و احترام اپنے شہر مین لایا
اعمال شاہ نے جو شہزادہ کو نوفل کے ہمراہ ایک جوان باشوکت و شان دیکھا نوفل سے پوچھا کہ ای شہریار
یہ جوان کون ہی جو ہمراہ ہی نوفل نے کہا ای اعمال شاہ یہ وہ شاہزادہ والاجاہ ہی کہ جسکے تمام اہل قاف اور ہم اسکے
ملازم ہین اعمال شاہ بار دیگر اٹھکر کھڑا ہوا اور شہزادہ کی تعظیم بجالایا اور عظیم الشان ایک قصر شاہزادہ کے قیام
اور دعوت کے واسطے مقرر کیا اور چند پریزاد جو حسن و جمال مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھین خدمت کے واسطے
مقرر کین شاہزادہ نے اس قصر عالیشان مین قیام کیا اور نوفل بھی اسی قصر مین مقیم ہوا ہر وقت پریزاد ان
شوخ و شنگ رقص و سرود کا ہنگامہ گرم کرتی ہین اور انواع اقسام کی غزلین گاتی ہین مگر قاعدہ ہی کہ تعلق دلی
انسان کو کسی پہلو قرار نہین لینے دیتا اگرچہ اسکے روبرو کیسے ہی سامان عجیب و غریب مہیا ہون ؎ محبت
کہ دل را نمی دہد آرام ؛ دگر نیست کہ آسودگی نمی خواہد ؛ وہ تعلق دلی ملکہ ماہ فروش کا ہی کہ کسی پہلو قرار نہین
آتا لحظہ بلحظہ رنگ دگرگون ہوا جاتا ہی گو بظاہر اس ہنگامہ رقص و غنا کی جانب نظر ہی مگر خیال محبوبہ مین دل تہ و بالا ہوا جاتا ہی
ہر چند شاہزادہ بجاسے خود کہتا ہی کہ ؎ دل ناداں تجھے ہوا کیا ہی آخر اس درد کی دوا کیا ہی
جو کچھ ہونا ہی وہ تو ضرور ہوگا پھر اس بیقراری سے کیا فائدہ مگر استغفر اللہ اس فہمایش سے کیا ہوتا ہی ؎ نہ صبر رہ گیا جب اس
... ٹپکا ایک اس حال پر اختلال و شاہزادہ بدیع الملک ... زندگی سے بہت پریشان ہو ...
دل مین انواع اقسام کے خیال وسیع کیے کوئی بات سمجھ مین نہ آئی آخر ...
عالی جاہ والا دستگاہ مین عرصہ سے اس بات پر نظر کر رہا ہون کہ باوجود ...
کے آپ مغموم و محزون معلوم ہوتے ہین اور بار بار آنکھون کی طرف ...

کہا اے نوفل کیا بیان کروں بس یہ سمجھو	دلستان اینکہ گردید زاری فروشش	وز روگرم گردید بازار جوشش
دلستان اینکہ عشقش لرزہ کردہ است	پر ز ملامت بہ بر کردہ است	دلستان اینکہ دل وا دیدہ و ندرا
کہ افروخت از بال کاشانہ را	دلستان اینکہ نازنیان می کشد	دلستان اینکہ تشویش جان می کند
نوفل نے کہا اے شہریار والا تبار ع	نور و دولت بود چون سایہ پر ہما	بہ بہران تو می کہ تو فال ہمایون گستری

آپکی تعریف اوری ہمارے واسطے باعث عزت افزائی ہے اس اعتبار سے ہمارا منصب یہ ہے کہ آپ کے لئے
ایسا سامان مہیا کریں کہ خوش و مسرور رہوں نہ یہ کہ آپ مغموم و محزون ہوں آخر ارشاد تو ہو کہ کس خیال میں دل ہے اور
پر انتشار رنج علیہ کیمہ ہو سکے لیکن تجھ سے اس طرح کی خیالی باتیں اگرچہ آتش شوق پر ہوا سے تیل کا کام دے رہی تھیں مگر
وہ اسکے سوا کیا کہتا کہ پیاری ملکہ ماہ نوش تیرا خیال کسی وقت میرا ساتھ نہیں چھوڑتا جیسا کہ اس وقت میرا حال ہے اور نوفل
کے اصرار پر ہر نوع کہنا ہی پڑا کہ اے نوفل حقیقت امر یہ ہے کہ میں ملکہ مہر نوش دختر مظالم شاہ کا دلدادہ ہوں چنانچہ
اس وقت بھی اس محبوبہ سحر آنا ناز و انداز کے خیال نے دل تہ و بالا کر دیا نوفل نے کہا یہ بات تو چنداں دشوار نہیں ہے
اگر حکم ہو میں ابھی ملکہ مہر نوش بنت مظالم شاہ کو بلا بھیجوں کیونکہ میں ہر طرح آپکی خوشی کا خواہاں ہوں یہ سنتے ہی شہزادہ
کی جان میں جان تازہ آگئی اور کہا اے نوفل تجھ کا بہت بڑا احسان ہوگا اگر میری محبوبہ یہاں مجھ تک ہو سکے نوفل نے
اسیوقت اپنے بازو سے ایک بال نکالا اور اسکو آگ پر رکھا فوراً مشعر جادو حاضر ہوا اور بکمال ادب نوفل کو
سلام کرکے کہا کیا حکم ہے اور کیوں مجھکو طلب فرمایا ہے تابع فرمان حاضر ہے نوفل نے کہا اے مشعر میرے یہاں ایک مہمان
سراپا عز و شان وارد ہوا ہے اسکی خاطرداری ہمپر فرض ہے تجھکو بھی اسی واسطے بلایا ہے کہ اسکے متعلق کچھ کام کر اور وہ کام
یہ ہے کہ تو ابھی طلسم مہران میں جا وہاں اس شکل و شمائل کی ایک نازنین مہ جبین آب گنتی میں مصروف ہے اسکو لے آ حتی الامکان
اس کام میں کوشش کر اور کوئی عذر درمیان میں نہ لا اور حاضر رہتا ہے مشعر نے بسر و چشم قبول کیا اور اسی وقت
طلسم مہران میں پہونچا اور تلاش کرکے ملکہ مہر نوش کو لے آیا بدیع الملک اپنی مطلوبہ دلنواز کو دیکھکے بہت
خوش ہوا نوفل نے تبسم ہوکے کہا شہریارا اب تو کوئی وجہ ملال کی نہیں ہے شوق سے اپنی محبوبہ کو دیکھیے باتوں سے دل خوش
کیجیے میں ہر طرح آپکی خوشی و سرور کا خواہاں ہوں شہزادہ نوفل کا بہت مشکور ہوا اور پھر ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا انواع و
اقسام کی گفت و شنید کی نوبت آئی ملکہ نے کہا شہریارا ہم آپکو منع کرتے تھے کہ آپ باغ میں شب کو قیام کرنے کا ارادہ
ہرگز نہ کیجیے گا مگر آپنے نہ مانا جسکا نتیجہ دیکھا کہ ہم کہیں اور آپ کہیں شہزادہ نے کہا ہاں اگرچہ میں بھی سمجھتا تھا کہ میں بالکل
ناواقف کار ہوں ایسے مقام مخدوش میں دیدہ و دانستہ داخل ہو جانا قرین عقل نہیں ہے پھر بھی سپاہیانہ رنگ دماغی سے
یہ بعید تھا کہ میں خائف ہوکے خاموش ہو بیٹھتا اور بالفرض میں اس ارادہ کو عمل میں نہ بھی لاتا پھر وہاں کیا راحت و آسایش
تھی جیسا کہ تم خود جانتی ہو تاہم اس وقت کی جرأت کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہاں با عزاز و احترام ہیں البتہ تمہاری مفارقت شاق و
ناگوار تھی خدا کے فضل و کرم سے ایسا سبب بھی پیدا ہو گیا کہ تم مجھ تک پہونچیں ہاں ایک ملال اور بھی باقی ہے ملکہ نے پوچھا
کہ وہ کیا شاہزادہ نے [illegible] اور طرار سرہنگ سا سردار یعنی شنا اور میرے پاس نہیں کسی طرح وہ بھی مجھ تک پہونچ
[illegible] طرح میں یہاں تک پہونچی شاہزادہ نے کہا خیر اس بات کی بھی فرمایش
سے تمکو بہت تکلیف ہوئی خیر خداوند عالم تمکو اس مہمان نوازی کا عوض
دے کیونکہ خفیف و مقبول کرتے ہیں مجھکو اپنا ادنیٰ خادم سمجھیے اور خادم
نے کوئی ایسی خدمت نہیں کی ہے کہ آپ میری تعریف کریں شاہزادہ

بدیع الملک نے کہا نہیں صاحب سچی بات کا اقرار کرنا چاہیے میں ضرور تمہارا ممنون ہوا اور اچھا اس قصہ کو ملتوی رکھو
اور ایک کام میرا اور بھی کرو نوفل نے کہا ارشاد فرمائیے وہ کام کیا ہے شہزادہ نے کہا وہ کام یہ ہے کہ پیشتر مجھکو یاد نہ رہا کہ میں
کہتا اسی طلسم میں میرا عیار شاپور نام بھی ہے اگر وہ بھی مجھ تک پہنچ جاتا تو میرا دل خوب بہلتا اور ہر روز تمہارے شہر میں سیر
تماشے کا کچھ لطف حاصل ہوتا نوفل نے بار دیگر اسی ترکیب سے مشعر کو بلایا مشعر نے آ کے نوفل کو سلام کیا اور
کہا شہریار آج کس کام کے واسطے طلب فرمایا نوفل نے کہا ای مشعر کل میں نے تجھکو بلایا ایک کام لیا دوسرا کام رہ
گیا آج وہ دوسرا کام یاد آیا اسی طلسم میں جہان سے ملکہ مہر نوش بنت مظالم شاہ کو لایا تھا شاپور عیار کو بھی لا دے
وہ بھی وہاں قید ہی میں ہے تیرا نہایت ممنون و متشکر رہونگا مشعر تا دیر سکوت میں بیٹھا رہا نوفل نے اسکے سکوت سے متعجب
ہو کے پوچھا کہ سکوت کی کیا وجہ ہے مشعر نے کہا کہ سکوت اس بات کا ہے کہ اول مرتبہ جو میں ملکہ کو طلسم سے لے آیا محافظ طلسم
غافل تھے کام نکل گیا اور اگر دیکھ لیتے تو ضرور مجھکو ہلاک کر ڈالتے اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ شاید اب میں جاؤں اور مجھکو
دیکھ لیں تو جان سلامت رہنا دشوار ہوگا اور یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ کا فرمانا بجا نہ لاؤں اگرچہ میں ہلاک بھی ہو جاؤں نوفل
نے کہا میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تیری جان ضایع ہو جاے اگر تو نہیں جا سکتا کبھی اور تدبیر سے بلاوے مشعر نے کہا
شہریار میں خود جاتا ہوں جو کچھ ہو سو ہو یہ کہا اور جانب طلسمات روانہ ہوا ابجد طی مراحل و قطع منازل طلسم حیران میں داخل ہوا
اور جس جا کو نوفل نے بیان کر دیا تھا اسکے موافق شاپور کو تلاش کیا اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیجانا چاہتا تھا کہ
اس مرتبہ جادوان طلسم خبردار تھے انہوں نے جو مشعر کو دیکھا کہ شاپور کو لیے جاتا ہے غل و شور کرتے ہوئے مشعر کے
تعاقب میں دوڑے ہر چند کہ مشعر شاپور عیار کو بچا لا کہ تمام اٹھا لیجاتا تھا ہر چند سب نے جد و جہد کی مشعر کو نہ پایا اور
مشعر شاپور کو لیے ہوئے طلسم کے باہر نکل آیا گر جادوان طلسم بیرون طلسم بھی تعاقب سے باز نہ آئے یا انکا مشعر کے
اور بجز اس کے چارہ نہ دیکھا کہ شاپور کو چھوڑ کے آمادہ حرب ہوا اور شاپور نے جو موقع پایا مانند برق لامع وہاں سے
نکل گیا ادھر ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا مشعر تنہا تھا جادوان طلسم کی کثرت تھی مشہور ہے کہ ایک تنہا دو سے مقابلہ نہیں
کر سکتا نہ کہ متعدد کا مقابلہ نتیجہ یہ ہوا کہ جادوان طلسم نے تھوڑی دیر میں مشعر کا کام تمام کیا اور سر اس کا تن سے جدا کر کے
ایک رقعہ لکھا اور سر مشعر اور وہ رقعہ اعمال شاہ کے حلوا خانہ میں پھینک دیا اور وہاں سے چلے گئے جب صبح ہوئی شہزادہ
بدیع الملک اور نوفل اعمال شاہ کی مجلس میں آئے انواع اقسام کی باتیں شروع ہوئیں ناگاہ کیا دیکھتے ہیں
کہ ملازمان شاہی ایک سر لیے چلے آتے ہیں سب متعجب ہوئے جب وہ ملازمان شاہی قریب آ گئے ہر ایک حاضر مجلس سر مشعر
کو دیکھ کے متعجب ہوا ادھر ملازمان شاہی نے وہ رقعہ بھی بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بہ آواز اس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا
کہ آگاہ ہو ای اعمال شاہ ہمکو تیری کارروائی کا حال معلوم ہوا کیا بیہودہ حرکت کی کہ مشعر خیرہ سر کو یہاں بھیجا اور
وہ ہمکو بیخبر پا کے ملکہ مہر نوش دختر مظالم شاہ کو قید سے رہا کر لے گیا اور مطلق اس بات کا خیال نہ کیا کہ اس بلا کی کا نتیجہ
کیا ہوگا یہ طلسم اس واسطے نہیں بنا ہے کہ ہر کہ و مہ داخل طلسم ہو کے جو کچھ چاہے لے جاوے طرفہ تر یہ کہ ایک مرتبہ کی چوری
پر اکتفا نہ کی دوسری مرتبہ پھر جسارت کی اور چاہتا تھا کہ شاپور کو بھی بیرون طلسم لے جاوے اس مرتبہ ہم نے دیکھ لیا اور اس
بدبخت کو ہلاک کیا اور دختر مظالم شاہ تو ہمارے ہاتھ سے نکل ہی گئی تھی اور مہر نوش نکلتا تو ہم کچھ نہیں بولتے
کیونکہ ہم سرگران ہوا چاہتے ہیں نہیں سہہ سکتا ہم تیری تمام سلطنت کو تباہ و برباد
مضمون اعمال شاہ نے پڑھا خوف سے رنگ زرد ہو گیا شہزادہ
شہزادہ کو دیا شاہزادہ نے اس رقعہ کو اول تا آخر پڑھ کے

کا

ی

ظاہر کرتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ تین مہینہ کی مدت گذرنے کے قبل ہی اگر طلسم کو درہم و برہم نہ کردوں تو کچھ کام نہ کیا اور
بدیع الملک اپنا نام نہ رکھوں یہ حال یہاں ملتوی رکھا جاتا ہے

اب کچھ حال شہرستان قاف کا معرض تسطیر میں آتا ہے جادو ان اقلیم فصاحت و باج گیران مملکت بلاغت

اس داستان غرابت عنوان میں اس طرح قلم فرسائی کرتے ہیں کہ شہرستان قاف کے قریب ایک شہر ہے نہایت وسیع و عریض اور نام اسکا عریان کوہ ہے کیونکہ اس شہر وسیع الفضا میں بیشتر پہاڑ واقع ہیں حاکم و فرمانروا وہاں کا ملک طوفان پریزاد ہے حضرت سلیمان کے زمانہ سے اس وقت تک باپ دادا اعمال شاہ کے ملک طوفان پریزاد کے باپ دادا کو خراج دیتے رہے ہیں چنانچہ اس وقت بھی اعمال شاہ اسکو خراج دیتا ہے جب ملک طوفان پریزاد حاکم عریان کوہ کو یہ خبر پہونچی کہ نوفل اور اعمال شاہ میں نہایت درجہ ربط ضبط بڑھ گیا اور انواع و اقسام کے آپس میں مشورہ ہوتے ہیں اسکو بہت ناگوار معلوم ہوا اور اپنے ارکین سلطنت سے اس بارہ میں مشورہ کیا کہ اس بارہ میں کیا کرنا چاہیے ان سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ اے شہریار عالی وقار سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل چو پر شد نشاید گرفتن بہ پیل ابھی ابتدا ہے اگر کسی طرح کا بندوبست ہو جائے تو آیندہ کے واسطے مفید ہے ورنہ ایک روز ضرور نتیجہ بد ظہور میں آئیگا آیندہ اختیار بدست مختار ملک طوفان نے کہا ہاں میں بھی اسی تردد میں مبتلا ہوں غرضکہ بعد گفت و شنید بسیار ملک طوفان نے اعمال شاہ کو اس مضمون کا ایک نامہ لکھا کہ اے اعمال شاہ مدت دراز سے تم ہمارے تابع فرمان ہو تا ہم ہمنے ہمیشہ تمہاری رعایت پر نظر رکھی اور تمہاری حکومت برقرار رکھنے کی غرض سے تمہارے دشمن سے برسر پرخاش اور تمہاری حمایت کرنے کو بدل مستعد و آمادہ رہے جیسا کہ تم خود بھی خیال سمجھتے ہوگے نظر برین تمسے سدا راضی ہے غرض یہ کہ کوئی مشورہ بغیر ہمارے اطلاع اور شراکت کے عمل میں نہ لاؤ آجکل ہماری سماعت میں گذرا ہے کہ تم نوفل سے کسی طرح کا مشورہ کرتے ہو اور نوفل سے تمہاری ملاقات کو طول کھینچ گیا اور اس طرح کے مراسم دوستی عمل میں آتے ہیں بہتر یہ ہے کہ بمجرد پہونچنے اس تحریر کے اپنے اس مشورہ سے اطلاع دو ورنہ منتظر جنگ رہو جب اس طرح کی تحریر اعمال شاہ کی نظر سے گذری نہایت غیظ و غضب میں آلودہ ہوا اور نوفل سے کہا تمہاری رائے اس بارہ میں کیا ہے آیا اس تحریر کا جواب دینا چاہیے یا سکوت اختیار کیا جاوے اور اگر جواب دیا جاوے تو کیا نوفل نے کہا میری رائے اس بارہ میں سکوت کی ہے بالفرض جنگ ہوگی باشد اور ابکی برس خراج بھی نہ بھیجا جاوے اعمال شاہ نے بنا بر مشورہ کے سکوت اختیار کیا وہاں طوفان نے جواب کا انتظار کرکے سامان جنگ مہیا کیا طرفین میں مقام جنگ تجویز ہو کے روز مقررہ پر صف آرائی ہوئی اور کشت و خون کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ اعمال شاہ غالب آیا ملک طوفان نے ذلیل ہو کے درخواست کی کہ جسطرح تمہارے یہاں سے ہمکو خراج وصول ہوتا تھا اسی طرح اب ہم تمکو خراج دینگے اعمال شاہ نے قبول کیا لیکن جب خراج دینے کا وقت آیا ملک طوفان نے سرکشی پر کمر باندھی یعنی سباک دیو افغان دیو خوار بلوت آہنی شاخ کے نام خط لکھے جنکا یہ مضمون تھا کہ اسوقت [illegible] دنیا میں کون ایسا میرا دوست ہے جو میری مدد و حمایت کے واسطے مستعد ہو [illegible] خراج گذاری کا وعدہ کیا اور اب وقت خراج ادا کرنے کا آگیا ہے غرضکہ [illegible] پہونچا لشکر کشی کی نوبت آگئی اور تمام ملک [illegible] سباک دیو بلوت آہنی شاخ و افغان دیو خوار لشکر لے کے جدا جدا [illegible] کیا اعمال شاہ کی جو عریان کوہ سے

خراج وصول کرسکے ہم سب جان دینے کو آمادہ ہین پہلی ہی مرتبہ قضیہ فیصل ہوگیا ہوتا مگر کیا کہین کہ اسوقت اطلاع نہ ہوئی
ملک طوفان نے کہا خیر اب سہی چنانچہ اپنے لشکر کو بھی ساز و سامان جنگ سے آراستہ کیا اور بعریان کوہ سے کوچ
کیا بعد قطع منازل و طی مراحل چند روز کے بعد نواح شہرستان مین پہونچا یہ خبر اعمال شاہ کو پہونچی سمجھا کہ طوفان نے
پھر بغاوت پر کمر باندھی با لشکر بیکران و فوج گران یہ کلی غنیم کے مقابلہ مین خیمہ زن ہوا اور تحریر آ یہ پیام بھیجا کہ کیا وجہ اس
لشکر کشی کی ہے طوفان نے بھی تحریراً جواب دیا کہ ہمکو خراج دینا نہین منظور ہی اعمال شاہ خاموش ہو رہا شب کو
طوفان نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا شب ہی کو بلوت آہنی شاخ برملک طوفان کے پاس آیا اسوقت
ملک طوفان اپنے خیمہ مین تنہا بیٹھا تھا پوچھا ای بلوت دلاور اسوقت یہان کہان آیا بلوت نے کہا یہان اسوقت
اس بات کی اطلاع کے واسطے آیا ہون کہ کل کے ہنگامہ حرب کی ابتدا مجھسے ہوگی قبل میرے کوئی مستعد جنگ
نہو ملک طوفان نے بلوت کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا بہادر اس بارہ مین مجھسے پوچھنے کی کیا
ضرورت ہی صبح کو طرفین مین صف آرائی ہوچکی اول جو شخص کہ میدان مین آیا وہ بلوت آہنی شاخ تھا اور مبارز طلب ہوا
ادھر لشکر اعمال شاہ سے نوفل مقابلہ کے واسطے آیا اور بآواز بلند پکارا کہ ـ بیارا نچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ٭ بلوت آہنی شاخ نے کہا ای نوفل تو ہی اس فساد کا باعث ہوا ہی ابتدا مین بھی
مین نے سنا تھا کہ تو نے اعمال شاہ کو جنگ کا مشورہ دیا تھا دیکھون آج تو میرے ہاتھ سے کس طرح
جان سلامت لیجاتا ہی یہ کہا اور اس دیو قوی ہیکل نے بچستی تمام نوفل کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور
سیدھا ہاتھ پابند کرلیا اور اسی اٹھائے ہوئے ملک طوفان کی خدمت مین پہونچا اور کہا شہریار دیکھو مین اس
فتنہ پرداز کو لے آیا اب اختیار ہی چاہو قتل کرو ورنہ قید و بند مین رکھو ملک طوفان نے گرفتاری کا حکم دیا اور
بلوت بار دیگر میدان حرب مین آیا اور دوسرا مرد مقابل طلب کیا اس مرتبہ شہزادہ بدیع الملک نے اعمال شاہ
سے اجازت چاہی اعمال شاہ نے کہا ای شاہزادہ والا قدر مین خوب جانتا ہون کہ تم ایک جوان جری و دلاور
ہو مگر اس دیو قوی الجثہ سے مقابلہ کرنا ہرگز قرین عقل نہین ہی شہزادہ بدیع الملک نے اصرار بلیغ کیا حتی کہ
اعمال شاہ مجبور ہوگیا اور کہا اگر یہی منظور ہی تو مجھکو کچھ عذر نہین ہی شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ مین ہرگز اس قدر
اصرار نہ کرتا اگر میرا دوست نوفل گرفتار نہو جاتا اگرچہ یہ دیو قوی الجثہ ہی لیکن مین بھی اسکے مقابلہ سے عاجز نہین ہون
یہ کہا اور میدان حرب و ضرب مین آ کے رد و بدل مین مصروف ہوا بلوت نے بقوت تمام وار شمشاد کا وار کیا شاہزادہ
بھی فن جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اس دیو زبردست کے وار کو رد کیا اور ایک ہی ضرب بے پناہ مین اسکا
کام تمام کیا اعمال شاہ شاہزادہ بدیع الملک کے اس زور خداداد سے بہت متعجب ہوا اور باواز بلند کلمات تحسین و
آفرین زبان پر جاری کرکے کہا ای شاہزادہ والا قدر اگر ہوس ہست ہمین قدر بس ست اب دوسرے کسی لشکری کو
ہنگامہ حرب گرم کرنے دو اور خود تھوڑی دیر استراحت کرلو بار دیگر کسی کے مرد مقابل ہونا شاہزادہ دلاور نے
مطلق اعتنا نہ کی اور اسیطرح آمادہ حرب رہا پھر دوسرا دیو قوی ہیکل آیا اور شاہزادہ بدیع الملک کی صورت
دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای آدمی تو خواہ مخواہ اجل کو اپنا دامنگیر کرتا ہی جا اور کسی مرد پہلوان زبردست کو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیج شاہزادہ نے مطلق جواب نہ دیا اور پہلے ہی ایک
کیا اُس روز چالیس نفر دیوان سل زور و کوہ پیکر دیوان ملک طوفان کے
ہاتھ سے یکے بعد دیگرے ہلاک ہوئے چونکہ آفتاب قریب غروب تھا اور

طبل بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے ملک طوفان متعجب تھا اور ہر ایک سے کہتا تھا کہ یہ کس قوم و قبیلہ کا انسان ہے جسنے اس قدر دیوان قوی کو ہلاک کیا اگر یہی حال ہے تو فتح سے نا امید ہو رہنا چاہیے ہر ایک لشکری ملک طوفان کو امید دلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اے بادشاہ یہ ایک امر اتفاقی تھا ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے ؛ آج نہین کل اس انسان قوی بازو سے اسکی بیباکی کا عوض لے لینگے چنانچہ دوسرے روز پھر نقارہ جنگ بجا اور دونون لشکر میدان مین صف آرا کیے گئے لشکر طوفان شاہ سے افغان دیوخوار میدان مین آیا اور ہر و مقابل طلب کیا ادہر سے بھی ایک ہزہ دیو آسکے مقابلہ کیواسطے آیا افغان دیوخوار نے کہا ہان حملہ کر اسنے کہا پہلے تو حملہ کر افغان نے پہلے ہی اسکی دونون شاخون مین ہاتھ ڈال دیا اور بزور بازوے زبردست اسکو سر سے بلند کر لیا اس دیو نے ایک چیخ ماری افغان نے زمین پر مار کے سینہ پر بمقام نشست قرار دی اور سر اسکا تن سے جدا کر کے منھ مین رکھ کے نگل گیا بعدہ بند بند اس دیو کا جدا کیا اور مغز استخوان کہا گیا اور نعرہ مارا کہ منم افغان دیو خوار ہیبت کنندہ فوج جرار اے اعمال شاہ کدہر ہے وہ انسان ضعیف البنیان جس نے کل طوبت آہنی شاخ ایسے دیو زبردست کو پکڑ کر ہلاک کیا سو نوبت اوگذشت نوبت ماست وہ آج آوے اور میرا مقابلہ کرے دیکھونا کیسا جری و زور آور ہے تو سہی دانت کو بھی حرکت نہ دون اور مسلم نگل جاؤن اس مرتبہ بھی اعمال شاہ نے منع کیا مگر شہزادہ بدیع الملک نے مطلق اعتنا نہ کی اور اسپ پری نژاد پر سوار ہو کے افغان دیوخوار کا مقابل ہوا اور با آواز کہا او خیرہ سر مغرور یہ کیا کلمات زبان پر جاری کرتا تھا مین تیرا حریف آپہونچا افغان نے کہا اے انسان زبان بند کر اور حملہ آور ہو شاہزادہ نے فرمایا تیرا خیال ہے کہ دانت بھی نہ لگاؤنگا نگل لونگا پھر حملہ آوری کی کیا ضرورت ہے افغان مثل بلاے بے درمان شاہزادہ کی طرف جھپٹا جب قریب پہونچا چاہا کہ لپٹ جاے شاہزادہ نے جگہ خالی کر کے اور پھرتی تمام پشت کی طرف آکے اس زور سے تمانچا اسکی پشت پر مارا کہ اوندھے منھ زمین پر آرہا شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا او بیہودہ گو تو تو مجھے نگل لینے کو کہتا تھا اب تو خود زمین کا نوالہ ہونے کو چلا افغان بار دیگر سنبھل کے شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب آکے وار شمشاد کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اس مرتبہ بھی جگہ خالی کی اور وار شمشاد اسکی نصف زمین مین غرق ہو گئی افغان دیوخوار وار کھینچنے مین مصروف ہوا اس طرف شاہزادہ نے وقت فرصت کو غنیمت جانا اور ایک ہی ضرب تیغ آبدار مین اسکو دو پارہ کیا پھر دونون لشکرون مین غلغلہ عظیم برپا ہوا ہر ایک ادنی و اعلی کی زبان پر شاہزادہ بدیع الملک کی صفائی دست و زبردستی کی تعریف تھی ادہر افغان دیوخوار کا دوپارہ ہونا تھا کہ دیو افلاک آہن تن نام ایک دیو کوہ پیکر میدان مین آیا جسکے تمام بدن پر بال تھے اور شاہزادہ زبردست بازو مین مصروف ہوا پہلے انواع اقسام کی لپٹ جھپٹ رہی آخر شاہزادہ بدیع الملک نے اسکو زمین پر مارا اور اسکے ایک پاؤن کو اپنے پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤن دونون ہاتھون سے گرفت مین لا کے مثل کرباس کے دریدہ کر ڈالا اور ایک حصہ اٹھا کے جانب دست راست پھینک دیا اور دوسرا حصہ جانب دست چپ اسکے بعد دیو سنباک جو تمام مملکت ملک طوفان مین جان و عفریت ثانی مشہور تھا اور ساتھ گز کا قد تھا تنانا میدان مین آیا اور آتے ہی وار شمشاد کا وار شاہزادہ بدیع الملک تیغ اس قوت سے اسکے سر پر لگائی کہ نصف سر اسکا قطع ہو گیا تاب زخم سرکی نہ لایا اور شاہزادہ کے مقابلہ سے بھاگ کے دیکھو بد حواس اور اسکے سر سے دریا سے خون جاری

دیکھا سب کے حواس جاتے رہے اور ارادہ کیا کہ اس مقام سے بھاگین ملک طوفان فوج کا حال بد رنگ دیکھکے وسط فوج مین مقام بلند پر ایستادہ ہوا اور بآواز بلند کہا ای اہل فوج عریان کوہ خبردار بزدلی نہونا اگر دم بھر کی غلط گمانی سے تمام عریان کوہ مین جان قاف و عفریت ثانی مشہور تھا مگر آج آپ نے بزدلی اپنی ظاہر کردی کہ تاب زخم سہ نہ سکا اور حریف ضعیف البنیان کے مقابلہ سے بھاگا مقتضاے جرات و دلاوری یہ ہی کہ اپنی بزدلی کی جانب مطلق اعتنا نہ کی جاوی اور باستقلال تمام اس انسان ضعیف البنیان کو ہر چہار جانب سے گھیر کر اسکو سپر مہ ... کر دیا جاوے ورنہ باشندگان عریان کوہ ہمیشہ کے واسطے بدنام ہوجائینگے کہ ایک انسان مشت استخوان کا اب مقابلہ نہ کر سکے اس طرح کی تقریر سے طوفان شاہ کی اس تقریر سے تمام کے دل مین ایک نوع کی جرأت پیدا ہوگئی اور بگیر و بزن کہتے ہوے آندھی کی طرح دوڑے اور شاہزادہ بدیع الملک کو گھیر لیا شہزادہ نے جو یہ رنگ دیکھا تیغ و سپر کو سنبھال کے فوج طوفان شاہ مین ور آیا اعمال شاہ نے جو یہ جنگ مغلوبہ دیکھی یہ لیکے کہ غضب ہوا ایسا نہو شاہزادہ دلاور ہلاک ہوجاے فوجا تمام سرداران فوج کو حکم دیا کہ جلدی شاہزادہ کی مدد کرو ایسا نہو کہ فوج مخالف سے کسی طرح کی اس دلاور کو گزند پہونچے تا اینکہ یہ فوج بھی حملہ آور ہوی جسکی تعداد بنا بر تحریر بعض مورخان صداقت بیان سات لاکھ کئی ہزار تھی اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اعمال شاہ کی تحریک سے ساٹھ لاکھ دیوان قوی ہیکل کی جمعیت شاہزادہ بدیع الملک کی حمایت کے واسطے پہونچی اور علاوہ اس تعداد کے بکثرت فوج اعمال شاہ کی اس مقام پر آمادہ حرب تھی القصہ تا غروب آفتاب فوج طرفین مین وہ جنگ مغلوبہ ہوئی اور اس غضب کا کشت و خون ہوا کہ پناہ بخدا کشتون کے پشتے سرون کے انبار ہوگئے اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا خون کا بہ رہا ہی ہر طرف صداے بگیر و بزن بلند تھی جب بالکل تاریکی ہوگئی نقارہ بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے شاہزادہ بدیع الملک بھی بارگاہ اعمال شاہ مین آکے استراحت گزین ہوا

غریب کو دل اہل صفا مین راہ نہین
ہوا اس تمہارے سے بہتر کوئی سپاہ نہین
کھڑے ہین ... ہو ... سنگ ...
قد بلند سے کوتاہ ... نہین
صدا ... سے بیدار دل کو آتی ہی
دکھاؤن کسکو وہ رخ ... راہ نہین

ہر وقت وہ ہی جہان آسمان زیر کاہ نہین
ہتون ناز سے ... کے دلم ... ہین دل
تمہاری تیغ کی زخمون کی بند راہ نہین
غریب کو نہ کرین قتل خط وہ ... کرین
عمل جو نیک ہون تو ... نگاہ نہین
... سکے قدم ... آتش

برن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین
وہ کون ہی کہ خدا سے جو داد خواہ نہین
نہ ہوشمند کو ... زرد ... عجب ہی
مرا گناہ ہی قاصد کا کچھ گناہ نہین
تمام ... سے نکلنے کا حال کھل جاتا
طریق احمد مرسل سی شاہ راہ نہین

تواریخ ... سے مر ... سخندان ... آشکار کرتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا عالی مقام ملک داد بخش نام اسکی ایک دختر تھی نام آشکار روان بخش تھا حسن و جمال مین یکتا ناز و انداز مین بے ہمتا کثرت صفا سے دل تجلی زار سینہ مظہر انوار ...

خیال از جلوہ او روح پرور	دہن از نام او لبریز کوثر	بدرج او دلم شد فکرت اندیش	توان گشتن مرید طالع خویش

جس روز یہ ہنگامہ برپا ہوا اسی روز ملک داد بخش مع دختر اعمال شاہ کی ملاقات کو آیا اور بعد صاحب سلامت روبرو شاہزادہ بدیع الملک کے مقیم ہوا شاہزادہ کی نظر جو روان بخش دختر ملک داد بخش ... پڑی ... عجیب حال ہوا

... ہوا نگاہ کے ساتھ	ہوش جاتا رہا الفت ... کے ساتھ	دل ...	... داز

ہر چند دل مین کہا ای بدیع الملک اس راہ پر خطر مین قدم رکھنا ... ادھر روان بخش بھی شاہزادہ کو دیکھکے ہزار جان ... فریفتہ ہ

سلام باہمی روان بخش نے گوشہ چشم سے شاہزادہ کو سلام کیا جسنے شاہزادہ بدیع الملک کی آتش محبت کے لیے ہوا کا کام کیا تمام دن تو دربار مین گذرا جب شام ہوئی پھر حسب دستور سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے اسکے بعد شہزادہ بھی ملکہ ماہ نوش لب کے پاس چلا آیا مگر اسیطرح مغموم و محزون کبھی اپنے نصیبون پر اشک گلرنگ بہاتے خار خار الم سے چرخ جفا کار کے شکوے کرنے لگا ؎ منم آن میوہ کز خامی بہ بستان ہوس ماندم ؛ زلیس کا یام باین کرو سر و سے نم بس ماندم ؛ کبھی کہتا تھا زمانہ کا عجب رنگ ہی محبت ایسی شی ہے جسکو صاحب ہی خوب جانتا ہی مگر اہل عقل کہتے ہین کہ اس طرح کی محبت ہمارے واسطے ننگ ہی ؎ این اہل زمانہ جور و ناکم کردند

این ہیچ عبث عبث ہا کم کردند | از چار طرف غبار دلہا چندان | برخاست کہ زندہ زیر خاکم کردند

اسی غم خیالکاہ مین مبتلا رہا ظاہر مین ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا تھا مگر باطن مین خون ستلسل ہوا جاتا تھا

کبھی آہ کرتا اور کہتا تھا ؎ کا ہیدہ زعشق تو تنم جان از | از شعلہ نالہ گشت سوزان بارا | وز رازش کل رعنا تو گوئی تن ما

خار لیست فتادہ در گریبان ما ؛ ملکہ مہر نوش شہزادہ کی صورت دیکھتی ہی اور خاموش ہو رہتی ہی اور بجاے خود کہتی ہی کہ مین پوچھون تو کیا پوچھون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا مرض ہی ادھر کا حال سنیے کہ جب روان بخش اپنے گھر مین آئی چونکہ محبت بیان بھی دل مین گھر کر چکی تھی بہت گھبرائی زبان حال سے کہتی تھی ؎ خوش اوقتے و خرم روزگارے کہ یار برخورد وازو وصل یارے ؛ بسکہ مشتاق دید محبوب و مسافر تھی تاب ضبط نہ لا سکی ایک گوشہ تنہائی مین اپنی دایہ کو لیگئی اور آہستہ کہا ای مادر گرامی تمنے مجھکو پالا گود مین کھلایا تمہارا مجھپر حق ہی اور مجھپر تمہارا حق ہی اگر کسیکو کسیطرح کا ملال ہوتا ہی اسکا رفیق ملال کے دفع کرنے مین دل سے کوشش کرتا ہی دایہ نے کہا قربانت شوم کچھ تو کہو کہ نصیب دشمنان کیا ایسا ملال ہی جس سے تمہارا چہرہ دیکھتی ہون فق ہی اور خراب حالی ہی اگر کسی نے کچھ کہا ہو اسکو سزا دلواؤن کسی نے کچھ چھین لیا ہو اسکی ویسی تدبیر کرون ملکہ روان بخش نے کہا دایہ جان میری یہ بات امانت سمجھنا خبردار کسی سے نہ کہنا اور تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا ؎ آن ہونی کی ہون کونا کتا ہین سب کو سے ہو ان ہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوے ؛ اور بالفرض تم میری غلطی سمجھتی ہو ہم ؎ ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم ؛ دایہ نے دونون ہاتھ کانون پر رکھے اور کہا جان مادر تو جو کچھ کہا لیکن بار دیگر ایسا ذکر میرے گوش زد نہ کرنا مین کیا جانون محبت کس جانور کا نام ہی اور الفت کسکو کہتے ہین وہ عقلمند کیا جو عقل سے کام نہ لے اور بیہودگی کے درپے ہو جاے بھلا عام لوگون مین سے کیسی کی دختر اس طرح کے کلام زبان پر لاے تو ہو سکتا ہی ملک داد بخش ایسے بادشاہ عالیجاہ کی دختر اور آدمی زاد پر فریفتگی ظاہر کر دا سکے سکیا معنی روان بخش آبدیدہ ہوئی اور کہا ای مادر گرامی یہ جو کچھ تم نے کہا سچ کہا مگر مین نے کہانیون مین سنا ہی کہ رسم و راہ محبت مین سب ہی مجبور رہین ہین و وابستہ کون ایسا ہوگا جو اپنے کو بلا مین مبتلا کر دیگا ہان اگر اختیاری امر ہو تو محل شکایت ہی مین نے اپنے پدر عالی مقدار سے یہ نہین کہا تھا کہ مجھکو اعمال شاہ کی دربار مین ہمراہ لے چلو اور نہ انہین کو یہ معلوم تھا یہ بخت و اتفاق ہی کہ مین دام محبت مین گرفتار ہو گئی اگر کوئی چارہ کار نظر نہ آیا تو ضرور ہلاکت کا سامنا ہی دایہ کو غصہ آگیا اور کہا او شوخ دیدہ مین نے کہدیا کہ اس خیال بیہودہ سے درگذر مگر تجھکو معلوم تیری ایسی ہی محبت میرے دل مین جا گزین ہی کہ تیرے سمجھانے ہی پر اکتفا کرتی ہون کیا ہی اور جبر دار تو مجھ سے اس بارہ مین کسی طرح کی امید نہ رکھنا مین تیری ایسی نمک حرامی نہ کرونگی اور بجاے خود سمجھ تو کہ اگر مین اس

یہ ممکن نہین کہ یہ راز پوشیدہ رہے پھر میرا اور تیرا کیا حال ہوگا عجب ملال ہے روان بخش کو خبر پہونچیگی اُس نازنین نے
دایہ کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا اے مادر مہربان اتنو کچھ بد اعتقادہ ہوا اگر میری زندگی چاہتی ہو اس بارہ مین
کوئی تدبیر نکالو اور یہ جو تم کہتی ہو کہ آدمی پر فریفتہ ہوئی تو اسکا یہ جواب ہے کہ ملکہ اسمان پری جو ہماری بادشاہ
ہے وہ کیون جلد بدیع الملک سے راضی ہوگئی جلد بدیع الملک کیا آدمی زاد نہ تھا اس طرح کے اصرار سے دایہ
مجبور ہوگئی اور تا دیر سکوت مین سرنگون رہی بعد ازان کہا خیر تیری خاطر مجھکو عزیز ہے خاموش ہو رہو تباہون کا
معاملہ ہی ویسا ہے ہم گوش دار دیجا سے خود فکر کرونگی اگر کوئی تدبیر درست سمجھ مین آئیگی تو تجھسے کہونگی روان بخش
نے موتیون کا ہار جو پہنے تھی اپنی گردن سے اتار کے دایہ کی گردن مین ڈال دیا اور نہایت منت سے کہا دایہ
جان دوسرے وقت پر محول نہ کرو ابھی وقت کوئی ایسی تدبیر مجھکو بتا دو جس سے میرے دل کو قرار آوے دایہ
نے نفس سرد بھر کے کہا اے نور نظر افسوس کہ تو میری بھی جان کی درپے ہوگئی خیر ایک تدبیر میرے سمجھ مین
آئی ہے وہ یہ ہے کہ جس حویلی مین شہزادہ مقیم ہے اسمین درختان گل بکثرت ہین گلچینی کے بہانہ سے وہان
جاؤنگی تو بھی میرے ہمراہ چلنا روان بخش بہت خوش ہوئی غرضکہ تمام رات اضطراب و بیقراری مین گذری
صبح ہوتے ہی روان بخش دایہ کے پاس پہونچی اور آہستہ کہا اے مادر جانا ہے تو چلو دایہ نے اور بھی چند
پریزادون کو مع روان بخش اپنے ہمراہ لیا اور بدیع الملک کی حویلی کی طرف گلچینی کے بہانہ روانہ ہوئی
یہان شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا ہوا یاد دلدار مین محو تھا یکایک دیکھتا ہے کہ روان بخش
چند پریزادون کے ہمراہ چلی آتی ہے اور آتے ہی گلچینی مین مصروف ہوگئی ملکہ مہر نوش لب کی نظر سے پوشیدہ
ہر بار روان بخش کی طرف نظر جانے لگی اور روان بخش بھی شاہزادہ کی طرف دیکھتی جاتی تھی اور پھول چنتی جاتی
تھی کبھی چنے ہوئے پھولون کو دانستہ گرا دیتی تھی اور متبسم ہوکے از سر نو پھول چنتی تھی جس سے مفہوم
ہوتا تھا کہ برائے نام پھول چنتی ہے ایک مرتبہ ملکہ مہر نوش لب نے شہزادہ کو دیکھ لیا کہ روان بخش
کی طرف رغبت سے دیکھتا ہے سمجھ گئی کہ اسی پریزاد کی محبت مین شہزادہ مبتلا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دو روز سے
میری جانب ویسا التفات نہین جیسا پیشتر تھا اور بالکل مضطرب و بیقرار ہو رہا ہے آخر شہزادہ سے کہا شہریار
میرا دل چاہتا ہے کہ چند روز ان پریزادون سے گرم صحبت ہون اور انکو اپنے یہان مہمان رکھون لیکن اگر
تمکو ناگوار نہ ہو میرا تمہارا دونون کا گفت و شنید سے دل بہلیگا شہزادہ بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے
شوق سے انکو مہمان رکھو ملکہ مہر نوش لب روان بخش کی جانب متوجہ ہوئی اور کہا اے خواہر ہم بھی یہان
مسافرانہ وارد ہین اور شاید تم بھی مسافر ہو اتفاق سے ہمارا تمہارا سامنا ہوگیا ہے اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھو تو تھوڑی
دیر کے واسطے ہمارے پاس بھی چلی آؤ کچھ باتین کرین اور ہم تم دل بہلائین ادھر روان بخش کی تو
مراد دلی تھی متبسم ہوکے کہا کچھ مضائقہ نہین ہے یہ کہا اور بہزار ناز و انداز ملکہ مہر نوش لب کے پہلو مین شاہزادہ کے
روبرو آکے بیٹھ گئی ملکہ مہر نوش روان بخش سے کہنے لگی کہ تم یہان توقف کرو مین آتی ہون شاہزادہ کو علیحدہ
لے آئی اور کہا شہریار مین پیشتر ہی تمہارے انداز سکوت سے سمجھ گئی تھی کہ تم کسی کے فریفتہ معلوم ہوتے ہو مگر
[illegible] اب مجھکو بخوبی دریافت ہوگیا کہ تم خاص اسی پریزاد پر فریفتہ
[illegible] اس واسطے مین نے اسکو اپنے پاس بلایا ہے اسے جو کچھ
[illegible] دش ہو رہا ملکہ مہر نوش اور شہزادہ دونون پھر اپنی جگہ پر

آکے بیٹھ گئی ملکہ مہر نوش لب نے روان بخش سے کہا اگر اس حویلی مین پھول اس کثرت سے نہ ہوتے تو کیون تم
یہان آتین اور کس طرح ہماری تم سے ملاقات ہوتی روان بخش نے متبسم ہو کے کہا ہان پھولون کا تو ایک بہانہ ہی
لیکن اصل بات یہ ہی کہ تمھاری محبت ہمکو یہان کھینچ لائی ملکہ مہر نوش روان بخش سے یہ سن کے خوب ہنسی اور کہا
ہان ہان یہ تم نے سچ کہا مگر تھوڑا اس مین جھوٹ بھی ہے بے شبہہ پھولون کا بہانہ تھا مگر میری محبت تمکو نہین کھینچ لائی
ہان محبت ضرور تمکو کھینچ لائی مین نہین کسی اور کی محبت سہی ای خواہر تم تو تم اگر تم ایسے ہزار پریزادون پر فریفتہ ہو جاؤ
اور پاس اپنے لے آؤ تو ان سبکی کنیزی فخر یہ کرنے کو موجود ہون اور اس میرے کہنے کو معمولی کہنا نہ سمجھو یہی
بات ہی یقین سمجھو روان بخش نے کہا ہان یہ تم کیا کہتی ہو مجھکو تم خود اپنی ایک ادنی کنیز سمجھو شہزادہ بدیع الملک
ملکہ مہر نوش لب کے اس طرز کلام سے دل مین بہت خوش ہوا اور ہزار ہزار آفرین کی اور کہا حقیقت امر یہ ہی
کہ اگر ہزار در ہزار محبوبان سراپا ناز و انداز و نازنینان دلنواز کا دل دادہ ہونگا اور وہ سب میرے قبضہ و اختیار
مین آئینگی تو سبکی سردار تمھین کو سمجھونگا اس بارہ مین قوم اناث سے آدمی زاد ہو یا پریزاد کوئی ایسا نہین جسکو
دوسرے سے رشک و حسد نہین ہوتا مگر تمھارا خیال بالخصوص اس بارہ مین قابل تعریف ہی اب روان بخش
کی دعوت کرنا چاہیے چنانچہ مجلس رقص و سرود آراستہ کی گئی پریزادان رقاصہ و خوش گلو و خوش ادا نے طرح طرح کی
عاشقانہ غزلین گائین تین شبانہ روز اسی طرح کا ہنگامہ گرم رہا چوتھے روز روان بخش نے ملکہ مہر نوش لب سے
کہا ای ملکہ اب مجھکو رخصت کرو نہ مین لوٹ پھر جاؤنگی ملکہ مہر نوش نے کہا ہان ابھی اور کچھ دن یہان دل بہلاؤ رقص و سرود
کے جلسے سے دل خوش کرو نہین معلوم اب کب بار دیگر ہم سے ملاقات کرنے کا اتفاق ہو روان بخش نے کہا
ہان صحیح ہی مگر اب زیادہ توقف نہین کر سکتی کیونکہ مین یہان اس ارادہ سے نہین آئی تھی کہ دو چار روز توقف ہوگا تمھارے
خاطر سے اسقدر توقف کا اتفاق ہو گیا ملکہ مہر نوش نے بمجبوری روان بخش کو رخصت کیا اور کہا ای خواہر روان بخش اگر
تم غیریت نہ سمجھنا جسوقت دل چاہے بلا تکلف چلی آنا اور اس گھر کو اپنا گھر سمجھنا مین تمھاری خوش خلقی اور محبت سے
پیش آنے کی ممنون ہون روان بخش یہ کہکے کہ واہ یہ تو مجھکو کہنا چاہیے رخصت ہوئی اور اپنے مقام پر چلی گئی
پیشتر ذکر ہوا ہی کہ ہنگام مقابلہ طوفان شاہ حاکم عریان کوہ سباک دیو کوہ پیکر جو تمام عریان کوہ مین جان قاف
اور عفریت ثانی مشہور تھا شاہزادہ بدیع الملک دلاور کے دست زبردست سے شمشیر آبدار کا سر پر زخم کاری
کھا کے لشکر طوفان شاہ مین جا چھپا تھا وہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اسکا بیٹا مقابل دیو نام آیا اور سباک دیو
کو سلام کیا اور اسکا سر زخمی دیکھ کے متعجب ہوا پوچھا یہ کیا ہوا سباک دیو نے کہا ای فرزند میدان حرب و ضرب
مین جو کچھ ہوتا ہی وہ ہوا مقابل دیو نے پوچھا کہ وہ کون ایسا دیو زبردست تھا جس نے ایسی ضرب شدید پہونچائی سباک
دیو نے کہا جان پدر کیا کہون مفصل حال بیان کرنے مین شرم دامنگیر ہوتی ہی مقابل دیو بہت مصر ہوا اور کہا ای پدر بزرگوار
کچھ تو بیان کرو وہ کون ہی اور اسکا کیا نام ہی سباک دیو نے کہا ای فرزند وہ دیو زاد نہین ایک آدم زاد ہی اور اسکا نام
بدیع الملک ہی یہ سن کے مقابل دیو بہت برہم ہوا اور کہا آدم زاد کی یہ طاقت نہین ہو سکتی کہ وہ اس طرح زخمی
کر سکے ہان کوئی اور سبب ایسا ہوا جس سے زخم کاری لگا سباک دیو نے کہا ای فرزند تجھکو نہین معلوم کہ وہ آدم زاد
کیسا جری اور شہ زور ہی پیشتر مین بھی اسکی کچھ قدر نہ سمجھتا تھا مگر جب مقابلہ ہوا کہ وہ آدمی ایسا زبردست
ہی مقابل نے کہا اب مین جاتا ہون پہلے اس آدم زاد سے عوض
اصرار کیا کہ جلدی کیا ہی چلے جانا مگر اسنے نہ مانا آدھی رات گذری تھی کہ

محل مین پہونچا شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے ساتھ خوابگاہ مین بیخبر سو رہا ہی جون ہی اس دیو کی نظر
ملکہ مہر نوش پر پڑی بہزار جان اُس نازنین پر فریفتہ ہو گیا سوچا کہ اگر اس نازنین کو نہین رہنے دون اور اس
آدمی زاد کو بیدار کرون نہین معلوم کیا صورت پیش آئے بہتر یہ ہی کہ پہلے اس نازنین کو یہان سے لیجاؤن پہر اُس
آدم زاد سے سمجھ لون چنانچہ شہزادہ کو عالم خواب مین رکھا اور ملکہ مہر نوش لب کو بآہستگی تمام اُٹھا کے ہوئے
جزیرہ شبنم مین لایا جزیرہ شبنم مین پہونچ کے ملکہ مہر نوش لب خواب سے بیدار ہوئی متعجب ہو کے مقابل دیو
کی صورت دیکھی اور کہا تو کون ہی اور مجھکو یہان کون لایا ہی مقابل دیو نے کہا مین مقابل دیو ہون اور ای نازنین مین ہی
تجھکو یہان لایا ہون اس سبب سے کہ جس جوان آدم زاد کے ساتھ تو سو رہی تھی اُسنے میرے باپ سیماک دیو کو
زخمی کیا ہی اُس سے بدلا لینے تیرے محل مین آیا تھا جب تجھکو دیکھا تیرا دلدادہ ہو گیا تھی کہ ابھی اُس جوان سے بدلہ
لینا ملتوی رکھا اور تجھکو یہان اُٹھا لایا اب مجھکو اجازت دے کہ مین تجھسے اپنی مراد حاصل کرون اور ای نازنین
تو خوب جانتی ہی کہ اس وقت تو ہر طرح سے میرے قبضہ مین ہی تیرا انکار عبث ہوگا ملکہ آبدیدہ ہوئی اور کہا او
ظالم تو نے بڑا ظلم کیا کہ مجھکو اُس جوان کے پاس سے یہان لے آیا مین اُس جوان آدم زاد کی مطلوبہ ہون
کسی غیر کا دست گستاخ ہرگز نہین میری جانب دراز ہو سکتا اگرچہ اس وقت مین تیرے قبضہ مین ہون پہر قبضہ سے
کیا فائدہ کہ جب مجبوری کی حالت مین اپنی ہلاکت کے درپے ہو جاؤن گی ہان اُسوقت تیرا کہنا بجا ہوتا جب اُس
شاہزادہ ذیجاہ یعنی بدیع الملک والا بارگاہ کے مطلوب نہ ہوتی مقابل دیو نے کہا ای نازنین مین تیرا مطلب
سمجھ گیا تیرا یہ خیال ہی کہ جب اُس جوان کا سامنا ہوگا تجھے شرم آئیگی آگاہ ہو کہ مین اُس آدمزاد سے ضرور اپنے
باپ کا عوض لونگا اور ایسا عوض لونگا کہ مدت العمر تیرا اور اُسکا سامنا نہوگا اور اچھا سمجھ کیون باقی رہی مین جاتا ہون
اور پہلے اُس جوان آدم زاد ہی کا کام تمام کیے آتا ہون یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوا اس طرف کا حال سنیے
کہ جب صبح ہوئی حسب دستور وقت مقررہ پر شہزادہ بدیع الملک خواب سے بیدار ہوا پہلو مین نظر کی ملکہ
مہر نوش لب کو نہ پایا ہمتن حیرت ہو گیا طرح طرح کے خیال پیدا ہوے کوئی بات قابل یقین سمجھ مین نہ آئی گھبرایا ہوا
اعمال شاہ کی بارگاہ مین آیا اعمال شاہ نے جو شاہزادہ بدیع الملک کو پریشان حال دیکھا اپنی جگہ سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار کیون خیریت تو ہی تم اس قدر بدحواس کیون ہو شاہزادہ اعمال شاہ کو خلوت مین لے گیا
اور حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ ملکہ مہر نوش لب کو کون لے گیا اعمال شاہ بھی غریق بحر حیرت
ہو گیا کہا شب کو کوئی اجنبی تمہارے یہان آیا تھا شہزادہ نے کہا کوئی نہین بعد ازان شہزادہ اور اعمال شاہ خلوت
سے باہر چلے آئے اور تا دیر ساکت این دونو بیٹھے رہے اور حاضرین دربار شہزادہ اور اعمال شاہ کی سکوت کو
خاموش بیٹھے دیکھ رہے تہے مجال دم زدن نہ تھی شہزادہ نے کہا ای اعمال شاہ اب مین باعلان کہتا ہون سنو اگرچہ میری
معشوقہ کو خوابگاہ سے کوئی لے گیا ہی بہتر یہ ہی کہ جس طرح لے گیا ہی اُسی طرح خود پہونچا دے مین اقرار کرتا ہون کہ کسی طرح
تعرض اُس سے مین نہین کرونگا ورنہ یہ ممکن نہین کہ مین تجسس و تلاش کرون اور وہ نہ ملے اُسوقت اُس لیجانے والے کو
اس ذلت اور فضیحت ... ... کرونگا کہ ہوا نوران ہوائی اور صحرائی تک اُسکے حال خراب پر افسوس کرینگے اس بات کو
... نام کا ہوا ... اچھا کیا جو کچھ کیا جسوقت شہزادہ بدیع الملک نے
... داد بخش ... ان بخشش بھی وہان موجود تھے روان بخش کو
... مجھکو سناتے ہیں اس طرح کہتا ہی اور میری طرف اُسکا خیال ہی

کیونکہ مین ملکہ مہر نوش لب کے پاس جا کے بیٹھی تھی اور ملکہ مہر نوش نہایت لطافت و محبت سے پیش آتی تھی
اسوقت تو اس طرح کا خیال کر کے خاموش رہی اور شہزادہ بدیع الملک کی صورت حیرت سے دیکھا کی جب
شہزادہ اپنی بارگاہ مین گیا روان بخش سبکی نظر سے پوشیدہ فوراً شاہزادہ کے پاس آئی اور صورت حال کو
پوچھا شاہزادہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا اس بارہ مین متحیر ہون کہ کون ایسا مکار بے ایمان تھا
جس نے میری محبوبہ آرام جان کو مجھسے جدا کیا ابھی تو مین خاموش ہون البتہ سراغ مل جاویگا تو اس بدبخت کو بتاؤن
اگر میری غفلت مین یہ حرکت نالائق کی تو کیا کی بات بلطف اسوقت تھا کہ میری بیداری کی حالت مین حملہ کیا ہو
تو معلوم ہو جاتا یہ پیشہ محض نامردون کا ہی روان بخش نے اول بہت افسوس کے کلمات کہکے بعد ازان
کہا شہریار اگر تمکو میری جانب کسی طرح کا گمان ہی تو مین جسطرح کہو قسم کھانے کو موجود ہون کہ مجھکو مطلق اس
واقعہ سے اطلاع نہین ہی اور نہ مین کسی طرح کی اس مقدمہ مین شریک ہون کیونکہ ہر ایک فعل ار اسکے ضمن مین
مصلحت ہوتی ہی جس غرض سے وہ کام کیا جاتا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ ہنگام ملاقات خواہر مہر نوش جس لطف و
خوبی اور بے تکلفی سے مجھسے پیش آئین اور یہ مجھکو یقین ہی کہ میری ملاقات سے خوش ہوئین اور ہرگز میری
مفارقت وہ نہین چاہتی تھین پھر یہ حیرت ہی کہ وہ کون ایسا مردی تھا جس نے اس طرح کی حرکت ناشائستہ کی
شاہزادہ بدیع الملک نے کہا نہین صاحب اس بارہ مین تمہارا کیا دخل ہی اور تم سے اس مقدمہ مین کیا تعلق
ہو اگر تم کیا انکو لیجانا منظور ہوتا تو مانع کون تھا نہین روز تم ہمارے یہان مقیم رہین ممکن تھا کہ تم بھی ملکہ کو اپنے ہمراہ
لیجاتین پوشیدہ لیجانے کی کیا ضرورت تھی پھر ہرگز تمہاری جانب گمان نہین اور یہ فعل تو قوم اناث کا
کسیطرح عقل مین نہین آتا ہان ہونگے تو قوم ذکور ہی سے کوئی حضرت ہونگے غرض کبھی تو ملینگے اس گفت و شنید
مین شاہزادہ بدیع الملک محزون و مغموم تو تھا ہی لیکایک بیخبر سو گیا روان بخش شہزادہ کو سوتا دیکھ کے
اپنے یہان چلی آئی ادھر طرف شاہزادہ کی بچھری مین مقاتل دیو پھر آیا دیکھا شہزادہ بیخبر سو رہا ہی مقاتل نے
قریب آکے شہزادہ کو طوق و زنجیر مین خوب مستحکم جکڑا تا کہ اگر شاہزادہ بیدار بھی ہو جاوے تو کھل نہ سکے اور
اسیطرح گرفتہ و بستہ ملکہ مہر نوش کے پاس لایا اور پوچھا ای ملکہ تم اس جوان کو پہچانتی ہو ملکہ مہر نوش نے کہا
ہان مین اس جوان کو خوب پہچانتی ہون اس جوان کی مین مطلوب ہون محض بیکار تو نے اس جوان کو یہان
لا کے تکلیف دی مقاتل دیو نے کہا ای ملکہ پہلا اس جوان کی تو مطلوب تھی اور اب میری مطلوب ہی اب ہرگز
امید نہ رکھ اس جوان کی بار دیگر مطلوب ہو گی تیری خاطر سے مین اس جوان کو یہان لایا ہون اب مین ابھی اس
جوان کو تیرے روبرو ہلاک کرتا ہون بعد اسکے تجھسے کام دل حاصل کرونگا یہ کہا اور اپنے خنجر کو تیز کر کے
چاہا کہ شہزادہ کو ہلاک کرے ملکہ مہر نوش لب نے بہزار منت و زاری کہا ای شاہ دیوان مجھکو تو اپنی ادنی خادمہ
سمجھ لیکن جوان آدم زاد کو ہلاک نہ کر اگر تجھکو مال و متاع کی ضرورت ہی اور لینا چاہتا ہی تو مین اقرار کرتی ہون کہ
جو کچھ کہیگا دونگی اس عرصہ مین لیکایک شہزادہ بدیع الملک کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ملکہ ایک دیو سے بہت منت
کرتی ہی اور زار و قطار روتی ہی اس شہزادہ عالی وقار نے تڑپ کے دست و پا کو ایک جھٹکا جو دیا تمام بند دست و پا
ٹوٹ گئے اور دیو کے دست زبردست سے ایک گھونسا مارا کہ مقاتل کے بغل گر کے پھڑکنا
وہین موت کی ہچکیان آئین اور دم نکل گیا یہ دیکھ کے ملکہ نے
اکر دی اب یہان سے نکل چلنے کی کیا تدبیر کرو کیونکہ دریا

ہوتی جاتی ہے چنانچہ چند چیتون کو بیچ سے کندہ کیا اور انکو بلا کے باندھا اسپر دونون طالب و مطلوب اسکے دریا مین
روانہ ہوئے جس طرف موج دریا لیے جاتی تھی دونون چلے جاتے تھے انکو تو یونہی سر دے آب چلنے دیجیے اور روکار شہزادہ نوفل کی
سماعت کیجیے راوی کہتا ہے کہ جب نوفل کو سیران حرب مین ملوث دیو قوی ہیکل نے گرفتار کرکے طوفان شاہ حاکم عریان کو دہ
پاس بھیجا طوفان شاہ نے نوفل کو وہان رکھنا مناسب نہ جانا تعجبات تمام گرفتہ کیے ہوئے عریان کو اپنی دار السلطنت مین بھیج دیا اور
قمر رخ نام اپنے فرزند کو یہ لکھا کہ نوفل تمھاری حراست مین بھیجا جاتا ہے اسکو ہوشیاری سے قید رکھنا قمر رخ نے اپنے
باپ کی تاکید سے نوفل کی حراست مین نہایت اہتمام کیا اور اپنی بہن ملائکہ پری نام دختر طوفان شاہ سے اس
حال کو بیان کیا اور کہا ای خواہر نہین معلوم کیا وجہ ہے کہ اس قیدی کو اپنے پاس نہین رکھا اور نہ قتل کیا یہان بھیج دیا ہے اور
اسکی قید کی بابت تاکیداً لکھا ہے کہ خبردار رہنا نہین معلوم کس طرح کا قیدی ہے ملائکہ پری دختر طوفان نے کہا برادر مین بھی
دیکھون کہ وہ کس طرح کا قیدی ہے جسکے واسطے اسقدر اہتمام کیا گیا ہے قمر رخ نے کہا مین نے اس قیدی کو اپنے مکان ہی کے
ایک درجہ مین قید کیا ہے جب چاہو دیکھ لو چنانچہ ملائکہ پری نوفل کو دیکھ کے فریفتہ ہو گئی
اپنے بھائی کے بیان پر تجاہل کیا مطلب یہ تھا کہ کسی طرح شاہزادہ نوفل کو دیکھون جب قمر رخ نے اجازت
دیدی کہ جب چاہو دیکھ لو پوشیدہ قید مین شاہزادہ نوفل کے پاس جانا شروع کیا اور بجا سے خود سمجھ لیا کہ جب کبھی
قمر رخ دیکھ لیگا اس سے کہدونگی کہ تیری اجازت کے موافق اس قیدی کو دیکھنے آئی ہون کچھ عرصہ تو اسی انتظام
مین گذرا کہ ملائکہ پری شاہزادہ نوفل کے پاس جایا کی آخر نوفل کو قیدخانہ سے رہا کرکے اپنے یہان لے آئی اور
قمر رخ کو مطلق خبر نہ ہوئی حسب معمول قمر رخ قیدخانہ مین آیا دیکھا تو نوفل نہین ہے بہت گھبرایا ہر ایک ملازم سے حال
دریافت کیا سبھون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا خداوند نعمت یہ ممکن نہین کہ کوئی غیر یہان آیا ہو اگر آتا بھی تو ہمکو ضرور
اطلاع ہوتی اور نہ ہمنے اس قیدی ہی کو دیکھا سے گئے دیکھا اندرونی حالات کی ہمکو اطلاع نہین ہے قمر رخ جابجا ڈھونڈھتا
تلاش کرتا ملائکہ پری کے یہان بھی آیا دیکھا نوفل ملائکہ پری کے پہلو مین بیٹھا ہوا بے تکلف باتین کر رہا ہے بس
اس حال کو دیکھ کے ازسرتاپا غیظ و غضب مین ہو گیا فوراً تیغ آبدار میان سے کھینچ لی اور چاہتا تھا کہ شہزادہ نوفل
کے اوپر وار کرے شاہزادہ نوفل بعجلت تمام اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کے قمر رخ کی تیغ اسکے ہاتھ سے چھین لی
اور اس طاقت سے اسکی کمر پر وار کیا کہ دو حصہ ہو گیا ملائکہ پری گھبرا گئی اور کہا ای شہریار یہ واقعہ روبکار تو ہوا ہے
مگر اسکا نتیجہ کیا ہوگا بالیقین طوفان شاہ کو خبر پہنچیگی وہ ضرور تمکو ہلاک کریگا اور تم تنہا ہو کیا کر سکو گے خیر اب تو جو کچھ ہونا
تھا ہوا میرے خیال مین ایک تدبیر آئی ہے تم یہین توقف کرو مین جاتی ہون گھبرانا نہین بہت جلد آتی ہون یہ کہا اور
بعجلت الکلام باہر آ کے چار ہزار سرداروں کو جمع کیا ان سب سے کہا کہ خبردار مین جو کچھ کہون اسپر عمل کرنا ورنہ
سبکو ہلاک کرنے کی کوشش کرونگی اور شہزادہ نوفل کو وہان لا کے سب سے کہا خبردار تم سب اس والا جاہ
کی اطاعت قبول کرو سب نے کہا ای ملکہ تم جس طرح ہماری حاکم و فرمانروا ہو جو کچھ حکم ہو اسکی تعمیل سے ہم سب
انکار نہین کر سکتے ملائکہ پری نے شہزادہ نوفل کو تخت پر بٹھایا اور وہان سے روانہ ہو کے جزیرہ بلور مین پہنچ
کے قیام کیا او [illegible] جاتا ہے کہ جب مقابل ولیعہد [illegible] شہزادہ بدیع الملک
[illegible] کو قتل ملکہ مہر نوش کے غائب ہو گئی اور آج شہزادہ بدیع الملک
[illegible] نے بھی یہ خبر سنی متحیر ہو گیا ہر ایک سے کہتا تھا ارے یہ کیا
[illegible] بڑی مصیبت کا سامنا ہوا دیکھی ایسا جوان تھا جس نے

شہزادہ بدیع الملک نے نفس سرد بھر کے کہا خیر جو کچھ خدا کی مرضی ہو نوفل نے پوچھا شہریار اب ارشاد ہو کہ یہ
کسی طرح وارد ہونے کا اتفاق ہوا بدیع الملک نے مقدمہ مقابل ولواد اسکو جزیرہ شبنم میں ہلاک کرنا اور
اپنا اور ملکہ مہر نوش لب کا درختان لبتہ پر سوار ہوکے روانہ ہونا اور ملکہ کا جدا ہونا مفصل بیان کیا نوفل نے پوچھا
کہ اعمال شاہ کا حال آپ کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور اس جنگ و حرب کا کیا نتیجہ ہوا شہزادہ نے کہا بلکہ آج
چند روز کا عرصہ ہوا کہ میں اعمال شاہ کے لشکر سے جدا ہوں اس درمیان کی کچھ مجھکو مطلق اطلاع نہیں ہے ہاں
اگر تم چاہو تو اعمال شاہ کا حال معلوم ہو سکتا ہے یعنی کسی پریزاد کو بھیجو نوفل نے ایک پریزاد ہوشیار کو قریب
بلایا اور کہا جاؤ بہت جلد اعمال شاہ کے حال کی مفصل خبر لاؤ کہ وہ مع لشکر فی الحال کس کیفیت میں ہے وہ پریزاد حسب الحکم
نوفل اسیوقت روانہ ہو گیا

اب کچھ حال اعمال شاہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ القصہ اعمال شاہ بمقتضائے وقت و بہر نوع مناسب سمجھ کے
قلعہ حصن آہنی میں مقیم ہوا یہ خبر طوفان شاہ کو پہونچی کہ بدیع الملک غائب ہو گیا اور اعمال شاہ نے
خائف ہو کے حصن آہنی میں جا کے پناہ لی ہے طوفان شاہ نے سماک دیو کو ہمراہ لیا اور وہاں سے کوچ
کر کے زیر حصن آہنی پہونچا اور چار جانب سے اس قلعہ کو گھیر لیا ہر چند کوشش کی کہ کسی طرح قلعہ کے اندر داخل
ہو جائے مگر اعمال شاہ نے اندرون قلعہ بخوبی بند و بست کر لیا تھا قلعہ میں داخل نہ ہو سکا پھر یورش کا حکم دیا
اعمال شاہ نے بجز اسکے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ ایک شخص کو اسی میل بھیجا اسنے میل پر آگ روشن کی بمجرد
اس عمل کے بحکمت حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام قلعہ کے تمام برجوں سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے
بیشتر لشکری طوفان شاہ کے جل کے خاک سیاہ ہو گئے طوفان شاہ اس طرح کی آتش باری سے گھبرا گیا
اور فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ سے بیچ میں علیحدہ مقیم ہو ورنہ تمام لشکر خاک سیاہ ہو جائیگا یہاں بیرون قلعہ یہ ہنگامہ
ہو رہا تھا اور جس پریزاد کو نوفل نے واسطے خبر اعمال شاہ کے بھیجا تھا وہ واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک
سے کہا ای شہریار اعمال شاہ حصن آہنی میں قلعہ بند ہے اور سماک دیو نام کی سرکردگی سے بکثرت فوج
اس قلعہ کو گھیرے ہوئے ہے یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے جو بیان اسکے حضور کو اطلاع دی
شہزادہ بدیع الملک نے نوفل سے مشورہ کیا کہ اس بارہ میں کیا کرنا چاہیے یہ تو ظاہر ہے کہ اعمال شاہ لاچار
ہو کے قلعہ حصن آہنی میں پناہ گزین ہوا ہے اگر چند روز یہی حال رہا بالیقین مغلوب ہو جائیگا نوفل نے کہا یار
ابھی آپ خود ہی پریشان ہیں ورنہ ایسی حالت میں اعمال شاہ کی مدد تو ضرور ہی شہزادہ نے کہا نہیں صاحب اگر
میں پریشان ہوں مگر جانا ضروری ہے یہ کہا اور تخت روان پر سوار ہو کے روانہ ہوا وہاں جب بیرون قلعہ آتشباری ہونا
شروع ہوئی اور ملک طوفان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ قلعہ سے علیحدہ مقیم ہو تمام برج قلعہ سے علیحدہ چلی آئی
اور وہ رات اسی طرح بسر کی دوسرے روز صبح کو ملک طوفان نے پھر یورش کا حکم دیا سماک دیو خود لشکر
کو سنبھال کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا الغرض دور سے بگولا گرد نمایان ہوا اہل لشکر اس گرد کی جانب متوجہ
ہوئے گرد چاک ہوا دیکھا شہزادہ بدیع الملک عالی وقار اسپ سبار رفتار پر
سوار ہے نہایت متعجب ہوا اور سماک دیو سے کہا اے پہلوان
ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہے سماک دیو نے کہا ای بادشاہ
ہے آدم زاد میرے ہاتھ سے زندہ بچ جائے یہ گفتگو ہو رہی تھی

شہزادہ بدیع الملک دلاور میدان حرب میں پہونچ گیا اور با آواز پکارا کہ آگاہ ہو اے طوفان شاہ میں سرکوب اشرار
و برہم زن صفوف کفار آپہونچا کہان ہی سباک ناپاک اس روز تو میرے روبرو سے بھاگ گیا اب اگر تیرے کلیجہ میں
درست ہو گئے ہون تو میرے مقابلہ میں پھر آ دیو ورنہ اور کوئی کوہ پیکر میرے مقابلہ کو آئے سباک دیو
شہزادہ کی اس تقریر کو سنکے مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے آکے کہا
ای آدم زاد میں تو صبح سے تیرا مشتاق تھا ۔ بیا اینکہ داری زمردی نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران
شاہزادہ نے ایک نعرہ مارا کہ باش او نابکار میں تیرا حریف آپہونچا دیکھون آج تو کس طرح میرے روبرو سے
جان سلامت لیے جاتا ہی سباک دیو نے عمود کا وار کیا شہزادہ نے اس ضرب عمود کو سپر پر رد کیا اور کہا ہان
اب دوسرا وار کر سباک دیو نے غصہ میں دوسرا وار اسی عمود کا کیا شہزادہ نے اس مرتبہ جو اس دیو نے وار
کیا اس طرح ٹکنہالی کی کہ سباک معہ عمود زمین پر آ رہا اور وہ ضرب عمود زمین پر پڑی شاہزادہ نے اسکو
سنبھلنے کی مہلت نہ دی کہ دست بردی ضرب عمود و ضرب تا نوش کن ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اسکی کمر پر لگایا کہ وہ دو حصہ
ہو گیا طوفان شاہ نے جو سباک کو دو حصہ دیکھا اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ خبردار یہ آدم زاد زندہ نہ جانے پاوے
ہر چہار جانب سے گھیر کے کشتہ کرو چنانچہ تمام فوج شاہزادہ پر حملہ آور ہوئی شہزادہ نے داد مردی و مردانگی
دی کہ یا بدوح شاید یعنی شمشیر آبدار ستمگر سنبھال کے اس فوج میں در آیا اور جو زد پر آگیا اسکو دو لخت کر ڈالا اتنی کہ
تمام فوج طوفان شاہ کا رخ پھر گیا اور بے تحاشا بھاگی طوفان شاہ کو بجز اسکے کوئی چارہ نظر آیا کہ دیو ہزارہ
ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے پہونچا ادھر اعمال شاہ کو وقتاً فوقتاً اندرون قلعہ خبر پہنچتی تھی جب اسکو
معلوم ہوا کہ سباک دیو شہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور تمام فوج طوفان شاہ کی فراری
ہو گئی دروازہ قلعہ کا کھلوا کے باہر آیا اور شہزادہ کی ملازمت حاصل کر کے کہا ای دلاور والا قدر ہم تو مع فوج
اپنی زندگی سے ناامید ہو چکے تھے کیونکہ سباک دیو ہماری ہلاکت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا اور تم
ایسے بہادر یگانہ یہان تشریف نہ رکھتے تھے مجبوری ہم نے اس قلعہ میں پناہ لی تھی پھر کب تک اس قلعہ میں
محصور رہتے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ای بادشاہ ابھی اطمینان نہیں ہو سکتا ہی تا وقتیکہ یہ نہ معلوم ہو جاوے
کہ طوفان شاہ بھاگ کے کہان گیا ہی ممکن ہی کہ دوسرے وقت وہ یورش کرے اعمال شاہ نے کہا
شہریار اگر یہ خیال ہی طوفان شاہ کا سراغ لگانا چاہیے شاہزادہ بدیع الملک نے ایک دیو کو طوفان شاہ
کی خبر کے واسطے بھیجا وہ دیو روانہ ہوا اور بعد تجسس و تلاش لیا واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی
خدمت میں عرض کی کہ ای شہریار حسب الحکم والا مجھکو از روے تحقیق یہ دریافت ہوا ہی کہ طوفان شاہ دیو
ہزارہ ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے گیا ہی اور دیو ہزارہ ہزار دست ہمشیرون ہزار دست کا
بھائی ہی اعمال شاہ اس خبر وحشت اثر کو سنکے بہت گھبرایا اور شہزادہ سے کہا ای شہریار اگرچہ طوفان شاہ
یہان سے بھاگ گیا ہی لیکن بے شبہ اب سخت مصیبت کا سامنا ہونے والا ہی اول تو یہ ہزارہ ہزار دست
ایک دیو کوہ پیکر ہی علاوہ برین اسکے ہزار ہاتھ ہین ان ہزارون ہاتھ سے حریف کا مقابلہ کرتا ہی شہزادہ بدیع الملک
تا دیر سکوت میں سرنگون رہا پھر کہا ای اعمال شاہ کچھ تردد کا محل نہ ... ہزار ہاتھ مین فرض کیا
اسکے لاکھون ہاتھ ہین بادشاہ خدا اسے بالا تر کسے ... ان ہر ...
... منظور دو و نہین ہوا اب مصلحت وقت یہ ہی کہ توقف نہ کرو

اعمال شاہ برابر چلے آتے ہیں اور عنقریب یہاں پہونچتے ہیں ہزارہ ہزار دست نے کہا اعمال شاہ کو میں بھی
جانتا ہوں یہ بدیع الملک کون ہے جو آتا ہے طوفان شاہ نے کہا اے ہزارہ میں بھی اسی بدیع الملک کا
ذکر کر رہا تھا یہ آدم زاد بلا سے دو گا رہے یہ کہا اور تھر تھر مثل بید خوف سے کانپنے لگا ہزارہ متبسم ہوا اور کہا
تعجب ہے کہ تم ایک بادشاہ عالی جاہ ایک آدم زاد کے نام سے اسقدر خائف ہوا تا ہے تو آنے دو وہ آدم زاد کیا
کریگا اے طوفان شاہ جو میں کہتا ہوں چاہیے اسکو فکر تو کہ کل کی میدان داری میں اگر اس جوان آدم زاد کو مع اعمال شاہ
گرفتہ و بستہ کر کے تمہارے حوالہ کروں تو میں ہزارہ ہزار دست نہیں الغرض اعمال شاہ مع شہزادہ بدیع الملک
اپنا تمام لشکر لیکے ہزارہ ہزار دست کی حد میں داخل ہوے اور اپنی فوج کو ہزارہ ہزار دست کی فوج کے روبرو
خیمہ کیا راوی کہتا ہے کہ ہزارہ ہزار دست دیو کے ملازموں میں سے موران دیو نام بھی ایک ملازم تھا وہ کنارہ دریا
کے نہنگ و ماہی کے شکار میں مصروف تھا اتفاقاً ایک نہنگ کلان کا شکار کیا تھا اور چاہتا تھا کہ اس نہنگ کو اوٹھالے یکایک
اسکی نظر دریا کے جانب گئی دیکھا دور سے کچھ بہتا چلا آتا ہے موران متحیر ہوا کہ یہ کیا شے ہے نہنگ کو ایک طرف رکھ دیا اور منتظر رہا
کہ اس شے کو دیکھوں تو چلوں جب وہ شے قریب آئی نہنگ نے دیکھا کہ ایک درخت ہے اسپر ایک نازنین بیٹھی ہوئی ہے اگرچہ
دریا کے خوف سے اسکے بشرہ پر اداسی چھائی ہوئی ہے تاہم چہرہ مثل آفتاب درخشاں ہے موران دیو دریا میں
اوتر گیا اور اس درخت کو کنارہ پر کھینچ لایا اور اس نازنین کو درخت پر سے اوتار کے دریا کے کنارہ بٹھایا اور بغور
اسکی صورت دیکھ کے کہا اے نازنین تو کون ہے اور کیا ایسی آفت تجھپر نازل ہوئی جو بایں صورت دریا اس بلا میں مبتلا ہو
یہاں تک پہونچی تیری اس بیکسی پر میرا دل آب ہو گیا وہ نازنین ایسی نحیف و ناتوان تھی کہ ہر چند چاہا ارادہ کیا کچھ جواب
دے مگر آواز نہ نکل سکی البتہ اشک حسرت رخسارہ گلگوں پر جاری ہو گئے موران دیو خاموش ہو رہا اور چند
لمحہ کے بعد پھر کہا اے مہ جبین میں نے تجھ سے تیرا حال پوچھا تو نے کچھ بیان نہ کیا اس نازنین نے نہایت آہستہ سے کہا اے
شاہا دیوان مجھ میں زیادہ طاقت گفتار نہیں ہے جو تمام حال مفصل بیان کروں ہاں اسقدر کہ سکتی ہوں کہ میں مظالم شاہ کی
دختر بد اختر ہوں اور شہزادہ بدیع الملک کی مطلوبہ ہوں یہ کہا اور چونکہ بخارات دریا سرایت کر گئے تھے اس نازنین
پر غشی طاری ہو گئی موران دیو بہ مجرد مہر نوش لب پر بہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا اوسوقت سوچا کہ اگر میں اسکو اپنے
گھر لیے جاؤں یہ خبر پوشیدہ نہیں رہیگی ضرور مشہور ہو گی اور ہزارہ ہزار دست کے بھی گوش زد ہو گی وہ شکایت کریگا
اور کہیگا کہ ایسی نازنین سراپا حسن و ناز تجھکو دستیاب ہوئی اور تو نے مجھکو مطلق خبر نہ کی بلکہ کیا عجب ہے جو وہ میری
ضرر یا ہلاکت کے درپے ہو جاوے نظر برین حالات بہتر اور مناسب یہ ہے کہ اسکو اطلاع دیجاوے یہ سوچ کے
ہزارہ کے پاس آیا اور کہا اے شاہ دیوان فی الحال ایک نازنین مجھکو دستیاب ہوئی ہے کیا کہوں کہ کیسا حسن و جمال
رکھتی ہے میں اسکو دیکھتے ہی اسیر فریفتہ ہو گیا ہزارہ نے کہا میں اس نازنین کے حسن و جمال کو دیکھنا چاہتا ہوں
موران دل میں کڑھا کہ اگر اس نازنین کو دکھا دوں شاید یہ بھی اسیر فریفتہ ہو جاوے کہا اے شاہ دیوان وہ نازنین
ہر گز نہ آئیگی اور بالفرض میں اسے یہاں لے بھی آؤں پھر تیرا فائدہ کیا ہوگا

یہ سنکر ہزارہ نے غضبناک ہو کے کہا خاموش باش جو میں حکم دیتا ہوں اسکی تعمیل کر
اور ملکہ مہر نوش کو ہزارہ ہزار دست کی خدمت میں حاضر کیا
پوچھا تو اس نازنین کو کہاں سے لایا موران نے کہا میں ایک
دریا پار سے یہ نازنین مجھکو دستیاب ہوئی اب میرا حال یہ ہے کہ اگر

ہزارہ دیو نے کہا او دیو یہ نازنین تیری فرزندگی کے قابل ہرگز نہیں ہے تو اس سے دست بردار ہو اور مجھکو دیدے کہ یہ
نازنین میری خدمت میں رہے اور میں اسکی صحبت سے محظوظ ہوں موران دیو نے کہا اے شاہ دیوان یہ کس طرح
ہو سکتا ہے کہ میں اس نازنین پر عاشق ہوں اور تجھکو دیدوں البتہ اسکے تو ایک بادشاہ ذی اقتدار ہے تجھکو ایسی
ہزار ہا نازنین دستیاب ہو سکتی ہیں مجھکو البتہ کوئی نازنین نہیں ملسکتی ہزارہ دیو کو غصہ آیا اسکے روبرو ستون
کا ایک گرز رکھا تھا اسکو اٹھا موران کے سر پر مارا موران نے بچکر خالی کی وہ گرز گران سر ایک اور دیو کے کھوپڑ
پڑا کہ اسکا کاسہ پاش پاش ہوگیا اور موران خائف و لرزان وہان سے بھاگا اور شہزادہ بدیع الملک کے پاس
آکے سلام کیا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہے اور کیون آیا ہے موران نے کہا شہریار تمھاری کوئی معشوقہ مہر نوش لب
نامہ تھی شاہزادہ نے فرمایا تو اس نازنین کو کیا جانے موران دیو نے کہا سنو میں نے اس نازنین کو دریا پار
سے پایا تھا اور تمام حقیقت بیان کی شہزادہ نے پوچھا اب وہ نازنین کہاں ہے موران دیو نے کہا اس نازنین کو
ہزارہ ہزار دست دیو نے مجھسے چھین لیا ہے اگر ممکن ہو تو تم اس سے لے لو اور اب میں مسلمان ہو کے تمھاری
خدمت میں رہنا چاہتا ہوں شہزادہ نے اسکی درخواست کو بدل قبول کیا اور ارکان مذہب اسلام تعلیم کیے اسکی
نشست کے واسطے ایک مقام خاص مقرر کیا اب اس طرف کا حال سنیے کہ جب ملکہ مہر نوش لب کو ہزارہ
دیو نے موران سے چھین لیا اور موران دیو وہان سے بھاگ کے شہزادہ بدیع الملک کے پاس
آکے مسلمان ہوا یہ خبر ہزارہ کو پہونچی اسکو اسکے مشیروں نے رائے دی کہ یہان عنقریب ہنگامہ برپا ہوگا لا
ہے اس نازنین کو یہان مقیم کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے کہیں بھیج دینا چاہیے لعل فرلو نام ایک دیو زبردست کہ اس
ملک کے اکابرین سے تھا اسکی جانب ہزارہ دیو متوجہ ہوا اور کہا اے لعل دیو میری رائے ہے کہ تو اس
نازنین کو یہان سے لیجا کے چھپا رکھ اور ہر طرح سے اس نازنین کی نگرانی کر تا جب میں شہزادہ بدیع الملک
کے قصہ سے فارغ ہونگا اسوقت اس نازنین کو تجھسے لے لونگا لعل دیو نے قبول کیا اور ملکہ مہر نوش لب کو
اپنے گھر کی طرف لیچلا اثناے راہ میں دیکھا دیو قہار نشیل ہمرچلا آتا ہے لعل دیو نے چاہا کہ ملکہ مہر نوش کو
اس سے چھپالے مگر دیو قہار نشیل ہمر نے ملکہ کو دیکھ لیا اور لعل دیو کے قریب آکے کہا او خیرہ سر یہ کون نازنین
ہے جسکو تو اس طرح چھپائے لیے جاتا ہے لعل دیو نے کہا تیرا کیا مطلب ہے جو تو پوچھتا ہے میں کسی نازنین کو چھپائے
لیے جاتا ہوں دیو قہار نے کہا تجھکو ضرور بتانا ہوگا ورنہ میں آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا اے قہار تو بیکار
متعرض ہوتا ہے یہ نازنین اور کوئی نہیں ہے خاص ہزارہ ہزار دست دیو کی معشوقہ ہے بمصلحت اس نازنین کو اسنے
یہان سے لیجاتا ہوں دیو قہار نے کہا اے لعل دیو یہ نازنین ہزارہ دیو کی معشوقہ ہو یا مصدر ہزارہ دیو کی خیریت اسی میں
ہے کہ تو اسے میرے حوالہ کر ورنہ تو یہان سے سلامت نہ جائیگا اور میں اس نازنین پر فریفتہ ہوگیا ہوں ایک قدم
بھی آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا اے قہار دیو یہ امر مجھسے کسی طرح ممکن نہیں کہ ہزارہ دیو کی معشوقہ تیرے
حوالہ کر … اپنی پس پشت استادہ کرکے قہار دیو کے قریب آکھڑا ہوا اور کہا کس طرح
… تا لعل دیو نے دوڑ کے اسکے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا قہار نے کہا اے
… بہتر ہے کہ اس نازنین سے دست بردار ہو لعل دیو نے گرز گران
… ہاتھ سے ایک لیا اور تیغ کا اسپر کیا کہ لعل دیو دو پرکالہ ہوگیا
… کے واسطے آیا تھا لیکن جب ملکہ مہر نوش لب ایسی نازنین ہمراہ

حسن و ناز اس طرح دستیاب ہوئی ہزارہ ہزار دست دیو کی مدد سے باز آیا اور ملکہ کو لیے ہوئے اپنے ملک
کی طرف مراجعت کی یہ خبر ہزارہ ہزار دست دیو کو پہونچی کہ وہ نازنین اس طرح قمار دیو کے قبضہ مین آگئی بہت غیظ و
غضب مین آلودہ ہوا چاہا کہ پہلے قمار دیو سے مقابلہ کرے اور ملکہ کو چھین لے مگر پہر آپ ہی خود سمجھا کہ یہ قضیہ
بعد کو بھی طے ہو سکتا ہی پہلے بدیع الملک ہی سے مقابلہ کر لینا چاہیے بعد فتح و ظفر قمار دیو کے حال کی خبر لی جاوے گی
اور طمو فان شاہ سے کہا ای بادشاہ مین جاتا ہون عنقریب اُس آدمی زاد کو گرفتہ و بستہ کر کے لاتا ہون اور
تیرے حوالہ کرتا ہون راوی کہتا ہی کہ ہزارہ ہزار دست دیو جس وقت کہین جاتا ہی ہزار نفر ترہ دیوان جرار انواع
و اقسام کے حربون سے آراستہ ہوکے اسکے ہمراہ چلتے ہین غرض کہ ہزارہ دیو انہین ہزار نفر دیوون کو ہمراہ
لیکر اپنے ملک سے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل شاہزادہ بدیع الملک کے لشکر کے روبرو مقیم ہوا اور ایک دیو
کو شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین تجھسے کچھ کہنا چاہتا ہون چند لمحہ کے واسطے میرے پاس
علحدہ دیو لشکر مین آیا اور چاہا کہ شہزادہ کے دربار مین داخل ہو درباری مانع ہوے اور کہا تو کون ہی اور کیون آیا ہی
اُس دیو نے کہا مین شاہ دیوان یعنی ہزارہ ہزار دست دیو کا بھیجا ہوا آیا ہون اور ایک پیغام بھی لایا ہون دربانون
نے کہا وہ پیام کیا ہی اُسنے کہا وہ پیام تمسے بیان کرنے کا نہین ہی تو وہ تمہارے مالک سے کہونگا دربانون نے
کہا یہین توقف کر اور شہزادہ بدیع الملک کو اطلاع دی شہزادہ نے حکم دیا کہ اُس دیو کو بلا لو وہ دیو دربار مین
آیا شہزادہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہی اُسنے
کہا مین ہزارہ ہزار دست دیو شاہ دیوان کا ملازم ہون ہمارے مالک نے پیام دیا ہی کہ تمکو کچھ کہنا ہی چند
لمحہ کے واسطے یہان آؤ شہزادہ نے فرمایا ہماری طرف سے اپنے مالک سے کہہ کہ ہمارے تئین کسی سے
کچھ ضرورت نہین ہی اگر کچھ کہنا ہی تو خود یہان آ اُس دیو نے نہایت چین بجبین ہوکے کہا کہ ہمارے مالک کی
یہ وضعت نہین ہی کہ ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کے یہان آئے شاہزادہ نے جانب راست ایک ملازم کی
طرف دیکھا اور اس دیو کی طرف اشارہ کر کے کہا بگیر این قرمساق را اُسنے چند قدم بڑھ کے اس زور سے
ایک گھونسا اُسکی ناک پر مارا کہ ناک بالکل مسطح ہو گئی وہ دیو دونون ہاتھ منہ پر رکھ بجانب ہزارہ دیو بھاگا اور
تمام روداد بیان کی ہزارہ اور زیادہ غضب آلودہ ہوا اور اسیوقت شاہزادہ بدیع الملک کے دربار مین آیا
شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت دیو ہی جسکے دونون شانون سے دو دو ہزار ہاتھ نکلے ہین اور ہر ہاتھ سے ہزارون
ہاتھ مثل شاخہا سے درخت نکلے ہین پانچ سو سر ہین ہر ایک سر مثل گنبد کے درازی رکھتا ہی جنمین ہزار آنکھین ہین صنعت
خدا کی قدرت نظر آتی ہی ہزارہ ہزار دست نے اعمال شاہ کی طرف دیکھ کے کہا ای بادشاہ وہ بدیع الملک نام کون
آدم زاد ہی جس نے سب کو ایسے ایسے اکثر دیوان زبردست کو ہلاک کیا ہی شاہزادہ بدیع الملک عالی قدر نے
ہزارہ ہزار دست کے اس طرح کے استفسار سے ایک بلند نعرہ مارا اور کہا او نابکار منم بدیع الملک کیا کہنا چاہتا ہی
جلد کہہ ہزارہ ہزار دست نے جب بدیع الملک کی آواز سنی بکمال حیرت دیکھا شہزادہ بدیع الملک
کی صورت دیکھی اور کہا ای آدم زاد اپنے قد و قامت کو دیکھ اور اس ... قد و
نعرہ مارنے کو کہا خاموش باش اور دود ہزارہ بکارہ طول کلام
بہر رکھتا ہی بیچارا بچہ داری زمرد نشان ہزارہ دیو سے کو
معلوم ہوتا ہی اور تیری صورت پر مجھکو رحم آتا ہی تجھکو بھی چاہیے کہ

چلا جا میں ہرگز تجھسے کسی طرح کا تعرض نہ کرونگا اور اعمال شاہ باہم سمجھ لینگے شہزادہ نے کہا او بیہودہ گو مجھکو بہت افسوس اس بات کا ہی کہ تو میرے سامنے آیا ہوتا ورنہ میں اسی وقت تجھسے سمجھ لیتا اور تجھکو سمجھا دیتا اچھا اب تو مغز خراشی نہ کر اپنے لشکر میں جا کے نقارہ جنگ بجانے کا حکم دے انشاء اللہ الرحمن کل میری ضعیفی و شہزوری کا حال دریافت ہوجائیگا ہزارہ دیو وہاں سے چلا آیا اور حکم دیا کہ نقارہ جنگ بجایا جاوے ادھر نقارہ جنگ پر چوب پڑی ادھر دونوں طرف کے لشکروں میں تیاری جنگ شروع ہوگئی تمام شب ہر ایک لشکری اپنے اپنے اسلحہ درست و آراستہ کرتا رہا تا اینکہ صبح کا ستارہ چمکا سپیدہ سحر نمایاں ہوا تاریکی کا دور ختم ہوا روشنی کا عمل شروع ہوا دونوں طرف فوجوں میں صف آرائی ہوئی ہزارہ دیو نے اپنے ہاتھوں میں ہزار من پتھر اٹھا کے اور وسط میدان میں آ کے پکارا کہ کہاں ہے وہ آدم زاد ضعیف البنیاد آوے اور میرا مقابلہ کرے شہزادہ بدیع الملک نے نوفل کی طرف دیکھا اور کہا برادر میں جاتا ہوں تم خبردار و ہوشیار رہنا نوفل نے کہا شہریار تجھے فرمانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے البتہ تمکو بخوبی خبرداری و ہوشیاری چاہیے یہ ہزارہ دیو ایک بلا ہے سب سے بڑا درمان ہے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ دیو اور آدم زاد کا مقابلہ کیا مگر یہ بڑا دیو ہے وہ جو ہزار ہاتھ رکھتا ہے شہزادہ نے فرمایا مجھکو اسکے ہزار ہاتھ کا کچھ خیال نہیں ہے دشمن اگر قوی ہست نگہبان قوی تر ہست ۞ اگر لاکھ ہاتھ ہوتے تو مطلق کسی طرح کا خیال دل میں نہ لاتا تم یہ کام کرو کہ ہزار نفر دیو اپنے ہمراہ لو اور ان ہزار نفر میں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک عمود اور ایک زنجیر رہے ۞ ببینم تا کہ درکار جہان در زمین آتشکدہ چہ دارو نہان ۞ یہ کہا اور مرکب صبا رفتار پر سوار ہوکے ادھر چلے وقتا ہزارہ دیو سامنے کے روبرو جا پہنچا ہزارہ دیو نے جو شاہزادہ کو اپنے قریب دیکھا اپنے تمام ہاتھوں سے پتھر ایک ہی مرتبہ شاہزادہ کی طرف پھینک دیے شہزادہ بدیع الملک نے اس طرح سپر کی آڑ کی کہ وہ سب پتھر خالی گئے اور ہر چہار جانب شاہزادہ کے پتھروں کا تودہ بن گیا شاہزادہ نے اپنے رہوار کو راہ دی کہ ان پتھروں کو پھاند کے رہوار سے اس تودۂ سنگ پر کود پڑا اور ایسا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ ہزارہ دیو کا بند بند کانپ گیا شہزادہ نے بار دیگر بآواز سخت کہا کہ او نابکار زبان دراز اب تیری وہ یاوہ گوئی کہاں گئی اور مخالفت کیوں ہے اپنے حواس درست کر تاکہ چند لمحہ کے رد و بدل سے کچھ لطف حاصل ہو ہزارہ دیو کے حواس باختہ تھے جواب کیا دیتا اسی طرح اپنی جگہ قائم رہا مگر مخالفت در زبان ادھر نوفل نے آواز دی کہ اے شہریار یہ موقع توقف کا ہرگز نہیں ہے بلکہ ابن قرمساق پر شہزادہ جھپٹے تمام ہزارہ دیو کے قریب آیا اور دونوں پاؤں اسکے گرفت میں لا کے گردش دینا شروع کیا یہاں تک کہ ہزارہ بالکل سست ہوگیا پس اللہ اکبر کہکے بقوت خداداد زمین پر مارا یہ معلوم ہوا کہ زمین پر پہاڑ ٹوٹ پڑا شہزادہ ہزارہ دیو کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور بآواز بلند کہا ہاں برادر نوفل لاؤ ان زنجیروں کو وہ ہزار نفر دیو پیشتر ہی سے منتظر وقت تھے سب ایک بار دوڑے اور وہ زنجیریں شاہزادہ بدیع الملک کو دیں شاہزادہ نے پہلے ایک زنجیر سے اسکے وہ ہاتھ باندھے جنمیں شاخ ہائے درخت کی طرح تمام ہاتھ نکلے ہوئے تھے [illegible] اسکے ہاتھ کے مستحکم باندھے اسی طرح اسکے تمام دست و پا کو مضبوط باندھا اور تمام دیوان حامل زنجیر کو حکم دیا کہ جس وقت ہزارہ نے اپنے گرز سے اسکے دست و پا کو نرم کریں اس کام کو شاہ میں فور آپہنچا اعمال شاہ اور [illegible] آئے ملک طوفان نے پکار کے کہا او بدیع الملک

اگر جنگ و حرب کی خواہش ہو تو اپنی مقاومہ کا ارادہ نہ کر علیحدہ اپنی فوج کے قریب استادہ ہو شہزادہ علیحدہ چلا آیا
اور کہا اے طوفان شاہ تیری مرضی کے موافق مین تیری فوج سے علیحدہ ہون ہان بیان کر کس طرح جنگ چاہتا ہے
ملک طوفان نے کہا اے بدیع الملک اب تو تھک گیا ہے بیکار اپنے دست و پا کو زیادہ تکلیف نہ دے اور
میری اطاعت قبول کر لے مین اقرار کرتا ہون کہ تجھے اور تیری خاطر اعمال شاہ سے بھی کسی طرح کا تعرض
نہ کرونگا اے بدیع الملک زمانہ کی نیرنگیان ہر وقت عجیب و غریب پیش نظر ہوتی ہین یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ آج سے ہی
تو فتحیاب ہو اگرچہ ہزارہ ہزار وحشت دیو کو تو نے بستہ و گرفتہ کر لیا شاہزادہ بدیع الملک نے جواب دیا کہ او اجل
گرفتہ تیری اس طرح کی تقریر بیہودہ سے مین ہرگز نہین تھکا ہون ہزارہا سینہ ہزار دیو ہون تو ابھی خدا کے
فضل سے ان سبکو گرفتہ و بستہ کرنے کو موجود ہون اور تیری کیا حقیقت ہے جو تیری اطاعت قبول کرون طوفان نے
اپنے ایک لشکری سے اشارہ دیا کہ تو بدیع الملک کے روبرو جا کے گفت و شنید مین مصروف کر اور مین
اسکے عقب مین جا کے اسپر وار کرونگا بغیر حیلہ کے یہ جوان ہلاک نہ ہوگا بعض بعض سردارون نے طوفان شاہ
کو منع کیا کہ اس طرح کی جنگ تمام بادشاہون کی عزت و عظمت کے خلاف ہے طوفان شاہ کو ان سرداران
کے اس کلام سے غیرت آئی اور شہزادہ بدیع الملک کے قریب آ کے کہا ہان وار کر شاہزادہ نے فرمایا
ہم لوگ جنگ مین سبقت کرنا معیوب جانتے ہین اگر تو جرات رکھتا ہے تو وار کر ملک طوفان نے جھنجھلا کے
تیغ کو بلند کیا اور بقوت تمام شہزادہ پر وار کیا شہزادہ نے اس ضرب تیغ کو سپر پر رد کیا بعد اسکے ایک ایسی اوچھی
دی کہ طوفان شاہ کی ناک اڑ گئی اسنے دوسرا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اسکو وار کو بھی رد کیا اور یہ آواز
بلند کہا خبردار ہوشیار ہو یا یہ دو ضرب خود و ضرب بانوش کن غم دین و دنیا فراموش کن ملک طوفان
جو اس بات سے تو پہلے ہی چکا تھا شہزادہ کی ہیبت سے غضبناک سے خایف ہوا چند قدم پسپا ہو گیا شہزادہ نے بڑھکے
ایک ایسا وار زمین دوز کیا کہ چارون پیر مرکب کے قلم ہو گئے طوفان شاہ پیادہ ہو گیا اور یہ آواز بلند اپنی فوج کی
طرف متوجہ ہو کے کہا اے بدبختو کیا دیکھتے ہو جلد دوسرا مرکب لاؤ شاہزادہ دلاور نے کہا کیون گھبراتا ہے جبتک
تیرے واسطے مرکب نہ آئیگا مین تجھپر وار نہین کرونگا تا اینکہ ملازم دوسرا مرکب لائے اور طوفان کو اسپر سوار
کیا شہزادہ نے فرمایا خبردار ہو اب مین وار کرتا ہون طوفان شاہ نے خود جنبش کے شاہزادہ پر وار کیا
شاہزادہ نے اس وار کو رد کر کے اس صفائی دست سے تلوار کا وار اسکے سر پہ کیا کہ طوفان شاہ مع
مرکب چار پرکالہ ہو گیا لشکر طوفان شاہ مین طوفان شاہ کے ہلاک ہونے سے ایک شور بلند ہوا اور تمام سرداران
فوج نے فوج کو جرات دلا کے شہزادہ پر دھاوا کیا اور ہر چہار جانب سے گھیر لیا ادھر بھی اعمال شاہ اور
ملک داد بخش کی فوج مسلح و مکمل تھی سب شہزادہ کی حمایت کو بڑھے اور جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی تا دیر دار و
گیر کی آواز بلند آئی کثرت گرد و غبار سے زمین و آسمان ایک ہو رہا تھا کسیکو یگانہ و بیگانہ کی خبر نہ تھی ہنگام
گریز یارا گیا کوئی منہ پھیر کے آیا اور وہین زمین پر گرنے کا دھماکا ہوا البتہ فوج طوفان شاہ کی گریز کر گئی
اور اکثر لشکری کشتہ ہوئے بقیہ کو شاہزادہ بدیع الملک دلاور نے علی الحمد حکم دیا کہ
گرفتاران فوج طوفان شاہ سے جو کوئی مسلمان ہو جاوے
مسلمان ہوگا وہ تین روز تک گرفتار رہیگا چوتھے روز رہا کیا
کیا جاویگا چنانچہ تمام گرفتارون نے وحدانیت خدا کا اقرار کیا

معروف وزیر نے کہا میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ ایک نازنین نہیں ایسے ہزار نازنین اس آدم زاد کو دیے جاوینگے اور
اطاعت بھی قبول کر لی جاویگی مگر کسی صورت کسی طرح نظر نہ آئیگی اور اصل امر تو یہ ہے کہ دین و ایمان کے بارہ میں آباؤ
اجداد کا خیال بالکل خلاف ہے ہر وقت حق کا متلاشی رہنا چاہیے میں نے جہاں تک دین اسلام کو دریافت کیا اس سے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ دین حق و صحیح یہی ہے اس مرتبہ قہار نے بغیظ و غضب معروف وزیر کی صورت دیکھی مگر اس خیال سے
خاموش ہو رہا کہ ایک واقعہ عظیم درپیش ہے معروف افتر شمار قہار کو غضبناک دیکھ کے قہار کے پاس سے چلا آیا
بعد چلے جانے معروف وزیر کے قہار نے اور ارکین سے مشورہ کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے کسی نے کہا
اے شاہ دیوان یہ شیوہ مذہب غیر اختیار کرنا تو نہایت معیوب امر ہے کسی نے کہا یہ کیا خیال کہ تشویش کرتا ہے جب وقت آئیگا
جیسا مناسب ہوگا اس پر عمل کیا جاویگا آخر ہم جان نثار مر گئے تو نہیں ہیں جب تک جان ہے ممکن کیا جو کوئی اس سرحد
میں قدم رکھ سکے یہ ظاہر ہے کہ وہ آدم زاد دلیا سے بے دریاں ہے جس نے ہزارہ ہزار دست کو گرفتار کر لیا اچھا جب
ہم جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم کر کے عاجز ہو جائیں اسوقت بمجبوری اطاعت قبول کر لینگے قہار دیو کے انتشار کو
اس رائے سے بھی سکون نہوا اور ایک ملازم سے کہا جلد معروف افتر شمار وزیر کو بلا لا جب معروف آیا
قہار نے کہا اس امر میں تیری کیا رائے ہے کہ ہنگامہ حرب و ضرب گرم کرنے کے بعد اگر کچھ رنگ دگرگون نظر آوے کہ
اسوقت بہر نوع اس آدم زاد کی اطاعت قبول کر لی جاوے معروف نے کہا قوم آدم زاد میں یہ مشہور ہے کہ دنیا میں
تین طرح کے آدمی ہیں ایک عقلمند دوسرے بیوقوف تیسرے نیم عقلمند نہ بیوقوف عقلمند وہ ہے جو قبل کسی طرح کی مصیبت
میں مبتلا ہونے کے اپنا بند و بست کرے اور بیوقوف وہ ہے جو نہ قبل کسی طرح کا سبب نجات مہیا کرے اور نہ ہنگام
مصیبت کوئی چارہ جوئی کر سکے اور نیم عقلمند نہ بیوقوف وہ ہے جو قبل از نزول آفت کوئی بند و بست نہ کرے البتہ ضرورت
کے وقت اپنی جان بچا لینے کی تدبیر پیدا کرے پس جب ظاہر اور بخوبی واضح ہے کہ اس آدم زاد کا مقابلہ کسی طرح ممکن نہیں
اور ہر طرح حرب و ضرب میں نقصان ہے تو پھر یہ عقل کا مقتضا کب ہے کہ ہزارہا جانیں تلف کی جاویں اور بے عزتی ہو اور بھی
طرح طرح کا نقصان ہو اسوقت بہزار ذلت و خواری اطاعت اختیار کی جاوے میری تو پیشتر بھی یہی رائے تھی اور اب بھی یہی
رائے ہے کہ اگر مقابلہ کی قابلیت نہیں ہے تو پیشتر ہی اطاعت قبول کر لی جاوے قہار دیو نے ناچار معروف افتر شمار
وزیر کی رائے کو قبول کیا اور کہا اے معروف اس نازنین کے بارہ میں تیری کیا رائے ہے اسکو آدم زاد کے حوالہ
کرنا چاہیے یا سکوت کیا جاوے جسوقت وہ آدم زاد طلب کرے اس نازنین کو بھیج دیا جاوے معروف وزیر متبسم ہوا اور
کہا اے بادشاہ اس بارہ میں رائے لینے کی کیا ضرورت ہے وہ کون ایسا ہے جسکے محبوب کو کوئی دوسرا اپنے قبضہ میں رکھے اور
وہ خوش و راضی رہے اس نازنین کو ایک محافہ میں سوار کر کے بعزت اس آدم زاد کے پاس بھیج دینا چاہیے قہار
دیو نے معروف وزیر کی رائے کے موافق ایک محافہ زرنگار در پردۂ کلابتون میں ملکہ مہر نوش لب کو سوار کیا اور
ستہ ہزار دیوان قوی ہیکل کی جمعیت کو ہمراہ لیکے شاہزادہ بدیع الملک کی طرف روانہ ہوا یہاں بھی خبرداروں نے
شہزادہ کو خبر پہنچائی کہ دیو قہار بجمعیت کثیر اطاعت قبول کرنے کو آتا ہے شہزادہ نے اعمال شاہ سے کہا میری سمجھ میں
نہیں آتا کہ دیو قہار کس طرح کی اطاعت قبول کرنے کو آتا ہے حالانکہ میری محبوبہ اسکے قبضہ میں ہے
اعمال شاہ نے ایک دیو کو بھیجا کہ جلد مفصل خبر لا کہ قہار دیو کس ارادہ
قبول کرنے آتا ہے تو ملکہ کو کیوں نہیں بھیج دیا دیو تحقیقات تمام و کمال اسکی
تفصیلی دریافت کر کے واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی خدمت

تمام ایک محافہ پر تکلف مین سوار قہار دیو کے ہمراہ ہی اور رای ولا در دوران قہار دیو ضرور بدائرہ اسلام مین بھی داخل ہوگا یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا قہار دیو مع جمعیت جب قریب پہونچا شہزادہ نے باہتمام تمام اسکا استقبال کیا اور اپنے دربار مین مناسب و معقول جگہ دی ادھر ملکہ مہر نوش محافہ زرنگار سے اتر کے محل مین داخل ہوئی شہزادہ نے قہار دیو سے کہا ہان ای قہار بیان کرو کیا ارادہ ہی قہار نے دست بستہ عرض کی مین ہر نوع مطیع فرمان ہون جو حکم ہو بجا لاؤن شاہزادہ نے اصول دین وغیرہ تلقین کر کے اسکو مسلمان کیا چونکہ شوق دید محبوبہ آرام جان میں بیقرار ہو رہا تھا دربار مین زیادہ قیام نہ کر سکا محل مین داخل ہوا ادھر ملکہ بھی شہزادہ کی فراق مین از خود رفتہ ہو رہی تھی شہزادہ کو آتا دیکھکے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی دونون طالب و مطلوب جو مدت سے غم ہجر مین مبتلا تھے خوب گلے ملے اور شکایت کے دفتر کھلے ہر ایک نے اپنی اپنی مجبوری کا حال بیان کیا بعد ازان شاہزادہ دربار مین پھر آیا قہار دیو کو ہزارہ ہزار دست کی قید و بند کا داروغہ مقرر کیا اعمال شاہ نے کہا شہریار اب ارشاد فرمایئے کیا ارادہ ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا ارادہ یہ ہی کہ اب مین نوفل کو ہمراہ لیکے پردہ دنیا کی طرف جاتا ہون تمکو چاہیے کہ اپنی مملکت اور عریان کوہ کا بخوبی بندوبست کر کے روان بخشش کو محافہ مین سوار کر کے تم اور ملکہ دادبخشش مع قہار دیل سر دیو قید و بند ہزارہ ہزار دست دیو کو اپنی تحویل مین لینا اور پردہ دنیا مین قریب طلسم شیران کے آ کے مجھسے ملاقات کرنا اور اگر حسب اتفاق وہان مجھسے ملاقات نہو تو بلقا مین آنا انہون نے قبول کیا اس فہمائش کے بعد شہزادہ بدیع الملک پردہ دنیا کی طرف روانہ ہوا اور نوفل مع شیران نوفل کہ یہ سب قوم جنات سے تھے ملک جہان آفرین کی طرف راہی ہوے

اس داستان حیرت عنوان کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور بعالی منزلت والا تبار سرکوب اشرار و کفار حامی دین سبحانی تائید یافتہ سبحانی یعنی حمزہ ثانی کے حال خیریت اشتمال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی
قامت جانان اور ہی قد اجانان اور ہی
جانور اسیر ہی عاشق اسیر عاشق اور ہی
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
فرق ہی شاہ و گدا مین قول شاعر ہی یہ

وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی
ایک یوسف وہان گرا تھا یہان گر گئے لاکھ
سرو بستان اور ہی سرو پرافشان اور ہی
ناتراشیدہ ہی یہ اور وہ ہی سانچہ مین ڈھلا
شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

خاک چھنتا ہین لگیگا بعد مردن دل ہرا
چاہ کنعان اور ہی چاہ زنخدان اور ہی
گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہی
لفاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور ہی
تاجداران اقلیم جادو بیانی و باجلیں

ساکت شیرین کلامی اس داستان تعجب خیز و قصہ حیرت انگیز کے بیان مین اسطرح گویا ہوے ہین کہ جب شاہزادہ با فوج و شوکت لشکر با فتح و نصرت مین روبرو لشکر کفار و صفوف اشرار کے وارد ہوا یکایک فوج کفار دوبدکار سے صدا سے نقارہ خوشی و خرمی بلند ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے راست و چپ دیکھا اور پوچھا کہ یہ صدا سے نقارہ و بشارت کیون بلند ہی بدکار سے ... اسمین لگ گئے تھے کہ حمزہ ثانی آپہونچے شہزادہ نے استفسار حال کیا عمر تاہی ... کہ حاصل ہی کہند اختران آسمان از رفعت نیک اختری ہوگیا ہی گرا... ان بدکردار اسکے آنے سے بہت خوش ہوے ہین ... دو بدکار سمجھون نہ خوش ہون اس دیوانہ کا قد نصف کوس کا ... وانہ کون ہی اور کہان سے آیا ہی عمر ثانی نے عرض کی اسکا

دیوانہ کو کیکاؤس پردہ ظلمات سے لایا ہے اور یہ وہ دیوانہ ہے جسکے باپ کو شاہ پور شیر دل نے امیر معظم کے روبرو
ہلاک کیا تھا اسپس خبر کو سنکے شہزادہ خاموش ہو رہا واضح ہو کہ ملک کیکاؤس کا ایک عیار ہے شمیم نام اور
شمیم عیار نسیم کا بیٹا ہے شمیم عیار کسی ضرورت سے سائل کی طرف جا نکلا وہان خواجہ عمرو کا براق عیاری لیکے
اپنے زیب تن کیا اور لشکر اسلام مین داخل ہو کے خیمہ رستم ثانی کے قریب پہونچا پاسبانان خیمہ کو بعیاری
بیہوش کیا اور خیمہ مین داخل ہو کے شہزادہ رستم کو بھی بیہوش کیا اور گلیم عیاری مین لپیٹ کے پشتارہ
اپنی پشت پر رکھا اور وہان سے روانہ ہوا ابھی لشکر اسلام کے چارسو قدم چلنے نہین گذرنے پایا تھا دیکھا
سامنے سے ستارہ ثانی عیار شہزادہ رستم چلا آتا ہے شمیم عیار نے چاہا کہ ستارہ ثانی عیار کی نظر بچا کے نکل جائے
مگر ممکن نہوا کہ ستارہ ثانی قریب آ پہونچا اسکے جو ایک سیہ پوش کو پشتارہ بردوش دیکھا بہ آواز بلند کہا باش
او نابکار اس پشتارہ مین کیا ہے اور کہان سے لیے جاتا ہے شمیم عیار وہین ٹھہر گیا اور کہا تو کون ہے جو مجھسے اس پشتارہ کا
حال پوچھتا ہے اس پشتارہ مین کچھ ہے اور مین کہین لیے جاتا ہون ستارہ ثانی نے قرینہ سے دریافت کیا کہ ضرور
یہ کوئی عیار ہے کہا جبتک مجھکو حقیقت حال دریافت نہو گی مین ہرگز تجھکو یہان سے نہ بڑھنے دونگا شمیم نے
وہان سے بھاگنا چاہا ستارہ ثانی نے حلقہ کمند پھینکا اور اسکو بستہ کر لیا بعد اوس پشتارہ کو کھولا دیکھا
شہزادہ رستم ہی ایک مکا شمیم کے کلہ پر مارا اور کہا او مکار مجھکو یہ خبر تھی کہ تو نے یہ چالاکی کی پھر ستارہ عیار نے
جلد سے فتیلہ رفع بیہوشی روشن کیا اور شہزادہ رستم کو ہوش مین لایا رستم نے جو آنکھ کھولی دیکھا ستارہ ثانی عیار
کھڑا ہوا ہے اور مین گلیم عیاری سے باہر لایا گیا ہون پس ستارہ ثانی عیار کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے ستارہ
اسوقت مین کہان آگیا ہون اور یہ گلیم عیاری کیسی ہے جسمین لپٹا ہوا تھا ستارہ عیار نے کہا شہریار ذرا تم ہی غور
فرماؤ کہ یہ کیا واقعہ ہے شہزادہ رستم نے کہا مین کیا جانون مجھکو مطلق خبر نہین ہے ہان مجھکو یہ بخوبی یاد ہے کہ مین اپنے
خیمہ مین تھا ناگاہ اپنے کو یہان پایا ستارہ عیار نے کہا مجھکو بھی اس حال کی مطلق خبر نہین ہے مین طلایہ پھیر رہا
تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بر پشت چلا آتا ہے مین نے اسکو ٹوکا پہلے وہ مجھسے جنگ پر آمادہ ہوا اور چاہا
کہ نکل جاوے مین نے اسکو نہ چھوڑا اور کمند سے بستہ کر لیا جب پشتارہ کو کھولا تو آپکو بیہوش دیکھا فتیلہ رفع
بیہوشی سے آپکو ہوش مین لایا شہزادہ رستم نے کہا اس حقیقت سے تو ظاہر ہے کہ وہ عیار تھا اچھا وہ کہان ہے
مین بھی دیکھون ستارہ عیار نے کہا وہ کہین گیا نہین ہے یہین موجود ہے یہ کہا اور شمیم بن نسیم عیار کو اسی طرح
کمند سے بندھا ہوا شاہزادہ رستم کے روبرو حاضر کیا شاہزادہ رستم نے شمیم کو ایک جوان نہایت چست و چالاک
دیکھا اور زیادہ تر تعجب اس بات سے ہوا کہ شمیم کو کسوت ہاے خواجہ عمرو سے آراستہ دیکھا شہزادہ نے پوچھا
اے جوان چالاک و مکار تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور کیا وجہ ہے جو تو مجھکو پشتارہ کر کے لیے جاتا تھا اور کہان لیے جاتا تھا
اسنے مطلق جواب نہ دیا اور اسیطرح نظر نیچی کیے خاموش رہا شاہزادہ رستم نے ستارہ سے پوچھا
کہ یہ کیون نہین جواب دیتا ستارہ شمیم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تو جواب کیون نہین دیتا بیان کر تو کون ہے شمیم
نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا ستارہ نے شمیم کا کان نوچ لیا اور کہا اگر تو جواب نہ دیگا تو اور طرح سے
تجھسے پوچھونگا شمیم نے چین بر جبین ہو کے کہا تو کیا پوچھتا ہے ... رہیگا
عیار ہون میرے باپ کا نام خواجہ نسیم ہے میرا نام شمیم ہے یہ سن
ہنس دیا اور ستارہ سے کہا صاحب طبع سلیم کے صاحبزادہ

امر واقعی یہ ہی کہ مین اسی وقت پھر تو ہی تجھے قتل کرتا مگر تو نے اپنے باپ کا نام ایسی عزت و صفت کے ساتھ لیا کہ مجھکو
ہنسی آگئی فلہذا اسکا عوض یہ ہی کہ اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو مین تجھسے کچھ تعرض نہ کرون شمیم نے کہا واہ یہ خوب
کہا کہ دین اسلام قبول کرلو کچھ اور فرمائش کی ہوتی تو مین قبول بھی کر لیتا میرے استاد نے نہین پڑھایا ہی کہ جب
کسی وقت مین مجبور ہو جاتا تو اپنا مذہب بدل دینا پر تو مجھسے نہ کبھی ہوا ہی اور نہ کبھی ہوگا ستارہ نے کہا تجھکو کیا
یہ منظور ہی کہ اسیوقت ہلاک کیا جاوے شمیم نے کہا بھلا کسیکو کبھی اپنا ہلاک کرنا منظور ہوا ہی یا کبھی کو ہوگا شہزادہ
رستم نے پوچھا یہ تو نے کچھ نہ بیان کیا کہ میرا سے بیہوش کرکے لیجانے مین کیا امر تھا شمیم نے کہا یہ مین کچھ نہین
جانتا ستارہ نے کہا شہریارا یہ ہر دک اسی طرح حرف بکیگا بیگار اس سے بات کرکے مغز پریشان کرنا ہی جو کچھ
اسکے بارہ مین منظور ہو حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا یہی مناسب ہی کہ اسکا کام تمام کیا جاوے لیکن اگر پھر پوچھ لو کہ دین اسلام
کے قبول کرنے مین اسے کیا عذر ہی ستارہ نے شمشیر آبدار میان سے کھینچی اور بلند کرکے کہا بول کیا کہتا ہی
شمیم نے پھر کچھ جواب نہ دیا ستارہ نے ایک ہی ضرب شمشیر مین شمیم کا کام تمام کیا شہزادہ رستم ثانی نے
ستارہ ثانی عیار کی طرف دیکھا اور کہا کچھ معلوم ہی کہ یہ جو اسکے تن مردہ پر آراستہ ہی کسکی کسوت ہی ستارہ نے
کہا ہان اے والا گہر مین خوب اس کسوت کو پہچانتا ہون یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہی شہزادہ نے کہا دیر کیون کرتے
اسکے تن سے علیحدہ کرلو اور خود پہنو یہ اس کسوت کا لائق نہین ہوسکتا ستارہ نے اس تمام سامان عیاری کو
اسکے جسم سے علیحدہ کرلیا اور اپنے تن پر اس کسوت کو آراستہ کرکے بکمال ادب تسلیم عرض کی اور شمیم ہوکے
کہا زہے رحمت و عنایت حق بحق دار رسید مگر یہ تو ارشاد ہو کہ کسوت خواجہ عمرو میرے ہی پاس رہیگی یا پھر لیجاؤگے
رستم ثانی نے کہا اے ستارہ وہ کون ہی جو اس کسوت کو تجھسے لیگا اور کیا وجہ کسی سے لینے کی کیا تو چرا لایا ہی بزور
بازوی ہی ستارہ نے کہا مجھکو اگر خیال ہی تو چالاک ابن عمرو کا خیال ہی کہ چالاک جسوقت دیکھیگا ضرور کچھ کہیگا
رستم ثانی نے کہا اگرچہ چالاک کچھ کہیگا تو ہم اسکا جواب دینگے آج تو نہین انشاء اللہ کل بارگاہ سلیمانی مین چلینگے
اور ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی کی خدمت والا منزلت مین شمیم کا سر پیش کرینگے تو بھی اسی کسوت سے آراستہ
ہوکر میرے ہمراہ چلنا وہان جسکو جو کچھ کہنا ہوگا کہیگا ستارہ عیار نے وہ رات تو اسی خیال مین بسر کی سہ روز دیگر
کہ این جہان پر غرور یافت از سر چشمہ خورشید نور و نیچہ دن چڑھے شاہزادہ رستم عازم بارگاہ ہوا ستارہ سے
کہا تو بھی تیار ہو چنانچہ ستارہ عیار اسی کسوت سے آراستہ سر شمیم لیکے ہمراہ ہوا رستم ثانی داخل بارگاہ
سلیمانی ہوا دیکھا تمام دربار رؤسا سے عظام و امراے کرام سے مملو ہی سب اپنے اپنے مرتبہ سے کرسی اور دنگلون
کرسیون پر راست و چپ کمال جاہ و حشم سے بیٹھے ہین اور جا کر حکومت حکمرانی و مسند نشین جہانبانی یعنی جناب
حمزۂ ثانی بکمال استغنا مقام صدر مین جلوہ افروز ہین ستارہ عیار نہایت چستی اور چالاکی سے سر شمیم کا لیکے قریب
حمزۂ ثانی کے گیا اور سر پیش کش کیا حمزۂ ثانی نے بغور اس سر کو دیکھا پوچھا یہ کسکا سر ہی ستارہ تو سر کو
پیش کرکے خاموش [illegible] نے کہا شہریارا یہ سر ایک عیار کا ہی جس نے شہزادہ کو مجھے بیہوش
کیا اور لیٹ [illegible]
[illegible] اتفاقی امر تھا کہ ستارہ عیار راہ مین مل گیا کہ اسنے مجھکو
[illegible] مین اسکے ہاتھ سے ہرگز زندہ نہ بچتا حمزۂ ثانی نے
[illegible] شمیم [illegible] اور اے شہریار جب اسکو ستارہ نے گرفتار
[illegible] اپنے باپ کا نام کمال عزت سے لیا یعنی کہا میرا نام شمیم ہی

اور میرے باپ کا نام صاحب طبع سلیم حضرت نسیم تھا یہ سن کے حمزۂ ثانی بھی متبسم ہوئے راوی کہتا ہی کہ چالاک
بن عمرو بھی بارگاہ مین موجود تھا اُسنے جو سیارۂ ثانی کو آراستہ با کسوت ہاے خواجہ سے آراستہ دیکھا ہمہ تن
تحفلہ غضب ہوگیا کبھی اُس کسوت کو دیکھا کبھی تیز نظر سے سیارۂ ثانی کی صورت دیکھی اور سُرخ ہوگیا بعض حاضرین
بارگاہ کی بھی نظر چالاک بن عمرو کی طرف پڑی متعجب ہوے ایک نے دوسرے سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اور
پھر چالاک کی طرف دیکھا آخر الامر تاب ضبط نہ رہی بلاتکلف پکار کے کہا ای سیارۂ ثانی ذرا میری طرف بھی
متوجہ ہو سیارہ نے مڑ کے چالاک کی صورت دیکھی اور خاموش ہو رہا چالاک نے بار دیگر کہا ای سیارہ
مین تجھسے کہتا ہون سیارہ نے کہا کچھ کہو تو کیا کہتا ہی مین متوجہ ہون چالاک نے کہا جو تو کسوت ہاے عیاری پہنے ہی یہ کسکی
ملک ہی سیارۂ ثانی نے کہا کسکے ملک کا ہو مگر اب تو اس کسوت کا مالک مین ہون الفیض دلیل الملک جس چیز پر
جس شخص کا قبضہ ہوتا ہی وہی اُسکا مالک سمجھا جاتا ہی چالاک نے کہا یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہی اسکا مالک مین ہونا چاہیے
ہون سیارہ نے کہا یہ کوئی بات نہین ہی کہ خواجہ عمرو کی کسوت ہی اسواسطے تو ہی مالک ہوسکتا ہی اور بالفرض
تو ہی مالک ہوسکتا ہی پھر کیون نہ مالک ہوا جبکہ اس کسوت کو میرے زیب تن ہونا مقرر تھا اسکا یہ سامان ہوا کہ تم
عیار اس کسوت کو لایا مین نے نسیم بن نسیم کو ہلاک کیا اور کسوت کو اپنے زیب تن کیا اُس طرف رستم ثانی
اس گفتگو کو سُن رہا تھا اور گوشۂ چشم سے چالاک کو دیکھ رہا تھا جب چالاک نے یہ کہا کہ ای سیارہ ہر حالت مین
اس کسوت کا مالک مین ہی ہوسکتا ہون رستم ثانی سے ضبط نہوسکا ڈانٹ کے کہا باش او دزد کیا بکار غرغا
مچا رکھا ہی تو نہین جانتا کہ اس قسم کی چیزون کا مالک وہی ہوسکتا ہی جو جرأت و دلاوری سے بسر رکھتا ہی
جب میرے عیار نے جوانمردی سے اس کسوت کو حاصل کیا تو پھر کیا اعتراض کا محل ہی چالاک نے غضب آلود
نگاہ سے رستم ثانی کو دیکھا اور کہا کیون بیکار بکتے ہو سُننا چاہتے ہو ابھی ساری حقیقت بیان کر دون تو معلوم ہو جاے
رستم ثانی نے کہا کیا حقیقت بیان کریگا بیان کر مین ضرور سُننا چاہتا ہون چالاک نے کہا اگر سُننا چاہتے ہو تو سنو تم کیون
اس بارہ مین دخل دیتے ہو یہ بھی دنگل کا مقدمہ ہوا کہ تمھارے باپ نے تمام عمر تو مسلمان کشی کی جب صاحبقران
کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہوے اُنھون نے یہ بیان کی کہ شہریار جہان شاہزادہ نور الدہر سے ہمیشہ پھر کر باندھی
اس بارہ مین تمھارے دخل دینے سے مین ہرگز باز نہ آؤنگا یہ کسوت میرا مال ہی مین اسکو ضرور لونگا مین کسی
مخالفت نہ ہونگا سیارہ کی کیا وقعت ہی کہ مجھکو کسوت نہ دی اور ای رستم ثانی یہ مقدمہ عیارونکا ہی تمھارا کوئی
حق نہین ہی کہ سیارہ کی طرف سے کچھ کہو رستم ثانی نے کہا واہ یہ خوب کہا کہ میرے کہنے کا حق نہین ہی ای خیرہ سر
مجھکو خوب معلوم ہی کہ عنقریب تو اپنی خاک و خون مین آلودہ دیکھیگا اور سر آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + اگر
کسوت خواجہ کی لینا چاہیگا تو معلوم ہو جائیگا قران وہان موجود تھا اُسنے جو رنگ دگرگون دیکھا رستم ثانی سے قریب آیا
اور کہا ای رستم دلاور چالاک سچ کہتا ہی کہ یہ مقدمہ عیارون کا ہی تم اس بارہ مین دخل نہ دو دونون عیار باہم کر سمجھ لینگے
معلوم ہوتا ہی کہ اس یراق عیاری کے بارہ مین جو کچھ خواجہ عمر نے کہا ہی اس سے تمکو اطلاع نہین ہی آگاہ ہو ای رستم ثانی
خواجہ عمر نے کہا ہی کہ اس یراق عیاری کا وہی مالک ہوسکتا ہی جو ملا شور کو بلا
سیارۂ ثانی کیا وہی رکھتا ہی یہ کہا اور سیارۂ ثانی کے پاس آ کے
کہا ارشاد فرمایا رستم ثانی نے کہا جو گفتگو تو اسوقت کر رہا ہی
اگر ولیکن خواجہ عمر کی یراق عیاری کو اتار ڈال رستم ثانی نے

ارشاد کہ اس شہر کے طاق ... محل

رکھتا ہی یہ عجیب بات ہی جو لوہار سے روبرو سیارہ ثانی سے کہتا ہی کہ بیراق خواجہ عمر کو اتار ڈالو قران نے کہا ای
رستم ثانی یہ تمہارا خیال بہت صحیح ہی کہ مین تم سے زیادہ خصوصیت رکھتا ہون اسکا تقضا یہ تھا کہ مین تمہاری طرفداری
کرتا لیکن یہ بھی بجا ہے خود سمجھتے ہو کہ مین اس خصوصیت کے اعتبار سے کبھی راستی کو ہاتھ سے نہ دونگا صرف
خواجہ عمر کا قول مجھے یاد ہی پھر کہہ نکر کیونکر کہا ای سیارہ تم بیراق عیاری نہ دو بعد اسکے گفت و شنید قران
سیارہ کے قریب آیا اور کہا ای سیارہ ثانی اب دیر نہ کر سیارہ نے رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم نے
سکوت کیا سیارہ نے تمام بیراق عیاری اتار کے اور قران کے حوالے کی قران نے اس تمام سامان عیاری
کو لیکے خزانہ مین امانت رکھا اور اس قصہ کو اس طرح پاک کیا اب اس طرف کا حال سنیے کہ جب عروج دیوانہ لشکر
گبران مین وارد ہوا اور قیارہ شاہ ولی نے مچلکا گردن نے کہا ای عروج مجھکو یہ خوب معلوم ہی کہ خدا پرستون کے لشکر
نے تیرے باپ کو ہلاک کیا ہی اب وہ وقت آگیا ہی کہ تو خدا پرستون سے اس شدت کا عوض لے عروج دیوانہ نے
کہا پھر کس طرح خدا پرستون سے عوض لیا جاوے کہ میرا دل نے کہا اس سے بہتر کوئی عوض نہین ہی کہ شب کے وقت خدا پرستون
کے لشکر پر پتھر برسا مگر جب اُنکے لشکر کا حال آتا ہی کیا کہین کہ کیسا قلق ہوتا ہی عروج دیوانہ نے قبول کیا اور رات کی
شب مین لشکر کفار سے باہر آیا ایک پہاڑ کی جانب چلا اور بلندی کوہ پر پہونچ کے بہت بھاری ایک پتھر پہاڑ سے
توڑا اور ہاتھ مین سنبھالا عمر ثانی اسوقت وہان موجود تھا یہ بھی تمام بلا شورتی کی صورت سے مشابہ ہو کے عروج
دیوانہ کے روبرو آیا جو زنگ کہ اسکی گردن مین آویزان تھا اُسکی زنجیر کو حرکت دی جس سے زنگ بجا دیوانہ نے
کہا کون ہی جو مجھسے کچھ کہنا چاہتا ہی کہا اور ہاتھ بڑھایا عمر ثانی بصورت بلا شورتی قریب موجود ہی تھا دیوانہ کے
ہاتھ مین آگیا دیوانہ نے عمر ثانی کو اپنے کان مین رکھ لیا عمر ثانی نے اس کے کان مین باطمینان تمام قیام کیا اور
کہا ای عروج کیکاوس اور لاہوت استفسار فرماتے ہین کہ کس طرف کا قصد ہی عروج دیوانہ نے کہا تجھے
کی کیا ضرورت ہی خدا پرستون کے لشکر کی طرف جاتا ہون عمر ثانی نے کہا کیکاوس و لاہوت کہتے ہین کہ اس طرف
خدا پرستون کا لشکر نہین ہی بلکہ پشت کی جانب ہی راوی کہتا ہی کہ دیوانہ کی پشت کی جانب لشکر گبران تھا عروج کو کیا
خبر تھی کہ مجھکو بہکایا چاہتا ہی اپنے جانب پشت رخ پھیرا اور وہ سنگ گران بقوت تمام لاہوت کے لشکر پر مارا
جس سے پچاس ہزار سوار برابر ہوگئے عروج دیوانہ پھر پہاڑ کی طرف چلا تاکہ دوسرا پتھر لاوے عمر ثانی وہان حمزہ کی
خدمت مین پہونچا اور دست بستہ عرض کی سہ خسروا مہر سپہر بندہ باد روزگارت فرخ و فرخندہ باد اگرچہ بندہ فدوی اپنے کو
کسی لائق نہین سمجھتا ہی لیکن جب پرتو خورشید سے سایہ دولت ارزانی فرمایا ہی تو کیا عجب ہی جو کوئی کام مجھ بیکار سے انجام پذیر
ہو جاوے حضور کے اقبال سے خادم واقعہ کرتا ہی کہ قبل کسیطرح کے آسیب پہونچنے کے سنگ جو دشمنان کو راہ سے ہٹا سکے کھیل کو لگا دو
چمن حکومت و کامرانی کو خار آزار سے پاک کر لگا و سنگ گیست ربا نا زوبر سند کہ تیغ زبان را بساند گزند بہ فرا حضور
ملاحظہ کرین اور چل کے تماشا عجیب ملاحظہ فرمائین حمزہ ثانی مع ہمراہیان چار ہزار سوار سوار ہوا اور ایک بلند مقام پر استادہ ہو کے
حقیقت کا ملاحظہ کرتا تھا کہ عروج دیوانہ نے پہاڑ سے ایک سنگ گران توڑا اور لشکر گبران پر مارا جس سے ہزارہا لشکری فوج
کو صاف آ گئی پھر عروج دیوانہ پہاڑ سے لا کے فوج
لشکر کفار مین مارا سے واویلا بلند ہوئی اور سب پکار پکار کے
کہتا تھا کہ کیا ہی یہ ہماری بد بختی کو آیا ہی باہم سب کو خاک
پہ تھے اور کہتے تھے یہ عجب طرح کی عیاری عمر ثانی سے ظہور مین آئی

الٰہی کیونکر نہیں عقل کو باری تعالیٰ نے ایسا ہی مرتبہ عنایت فرمایا ہے قطعہ	بہ پیشکاری عقل شریف ور آید درست
توان کرد تصرف بر آسمان افگند | اگر نہ دیدۂ دل بر کشاید از ہمت	لزر نیسر سے معانی نمی توان افگند

اور عقل ہی سے ہمیشہ تمامی ایسے عیار کامل الفن کے دوسرے روز دن کو عروج دیوانہ بارگاہ کبراں میں آیا اور بیٹھا تمام اہل دربار نے دیوانہ کی صورت دیکھ کے دل میں ہزار آفرین کی حتی کہ یا شور بھی دربار میں وارد ہوا دیکھا عروج دیوانہ بیٹھا ہوا ہے یا شور نے کہا اے عروج تو واقعی دیوانہ ہے ارے کمبخت تو نے ہماری تمام فوج کو زخمی کیا اور جو تھا صحیح فوج کا تو بالکل پیوند خاک ہو گیا یعنی تو نے جو پتھر پھینکا ہمارے ہی فوج کی طرف پھینکا لشکر اسلام کو مطلق گزند نہ پہنچی حالانکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ تمام مسلمانوں کو سنگسار کروں گا عروج دیوانہ کو غصہ آ گیا کہا کمبخت تو اور تیرا باپ پیلا پتھر جب میں نے پہاڑ سے توڑا اور پھینکا اسوقت خود تو نے پیغام دیا کہ اس طرف فوج اسلام نہیں ہے بلکہ اسی پشت ہوا اور اب مجھے شکایت کرتا ہے اس صورت میں اگر تیری فوج ہلاک ہوئی تو میری پاپوش سے تو خود اس ہلاکت کا باعث ہوا یا شور نے کہا میں نے ہرگز تجھکو پیغام نہیں دیا نہیں معلوم تجھکو کس نے بہکایا بختگان نے پیغام کے لفظ کو سن کے کان کھڑے کئے اور لاہوت کی طرف دیکھ کے کہا ابے حرامزادے یہ پیغام کا کیا ذکر ہے اسنے کہا میں کیا جانوں عروج جو کچھ کہتا ہے وہی میں نے بھی سنا ہاں یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ ہماری طرف سے کوئی پیغام لیکے نہیں گیا بختگان نے کہا ہاں یہ تو مجھکو بھی معلوم ہے کہ یہاں سے کسی نے پیغام نہیں دیا مگر تیری سمجھ میں کچھ آتا ہے کہ یہ کیا واقعہ ہوا لاہوت نے کہا میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا بختگان نے کہا خداوند زادہ یہ پیغام کا کام عیاران لشکر اسلام کا ہی قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب عروج دیوانہ پتھر لیکے لشکر اسلام کی طرف پھینکنے چلا لشکر اسلام سے کوئی عیار آیا اور اسنے عروج دیوانہ کو بہکایا کہ اس طرف نہیں پس پشت لشکر اسلام ہے پس تم نے ہماری طرف پتھر پھینکنا شروع کر دیے لاہوت نے کہا بیشک یہی کارروائی ہوئی ہے پھر اب کیا کیا جاوے بختگان نے کہا اب یہ کیا جاوے کہ نقارۂ جنگ بجنے کا حکم دیا جاوے تاکہ دیوانہ میدان میں جا کے خدا پرستوں سے کارزار کرے شب کے بجانے کا حکم ہوا اب وہاں کا سنئے چنانچہ سب کفار اس کارسازی میں مصروف ہوئے

شاپور کا طلسم سے نجات پانا اور مرج وین حجازی یعنی حمزۂ ثانی کی خدمت والا منزلت میں پہونچنا اور جنگ و حرب کفار بد کردار کا حال بیان کیا جاتا ہے

بزم میں رنگین جمالوں کے جو ہو روشن چراغ
پھر تو ہتا پاس سے بن جائے میں روشن چراغ
دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
آتش افروزی سے ہمارے کا نہیں روشن چراغ
دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
مثل لب کو میں نے جانا مال پر روشن چراغ
سیکڑوں پروانوں کو آتش کیا خاکستر ہ
رات ہو جائے تو دکھلا مجھے رخسار کا چراغ
داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گورستان کو

سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ
روشنی ہو رہے ہو بارہ گر ممکن نہیں
داغ سینہ کا ہے گر یا گور پر روشن چراغ
صبح تک جلتی ہے آہوں سے ہمارا دم بدم
واسطے تشبیہ کے ہو دین گل سوسن چراغ
دن تہداری میں رہتا ہے خیال رود و
ہم دم کر سکتا نہیں اپنا دل آہ
دوستداری کے عزیز سے آشنا
غم نہیں اسکا نہ ہوں اے شیخ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھ روشن ہوگئیں
تیرے عارض کا کہاں سے لائے گا روغن چراغ
یار کو پھر گالی کے مجھے کوئی پاتا ہے فروغ
شام سے فانوس رکھتی ہے تہ دامن چراغ
گنج زر نگ طلائی نے کیا منہ یار کا
رات کو میں دیکھتا ہوں خواب میں روشن چراغ
شب کو [illegible]

نکتہ دانی نقد سخن کو اس رنگ سے رائج کرتے ہیں کہ جب شاپور

جہان آفرین کے ہاتھ سے ہلاک ہوا مخمور جادو کہ شہر جہان آفرین کا وزیر تھا شاپور کے پاس پہونچا اور کہا کہ
جوان خبردار ہو جا اب وسعت راست جانے کا قصد نہ کرنا ورنہ بار دیگر طلسم میں گرفتار ہو جائیگا البتہ دست چپ جس قدر
بھاگا جائے بھاگ شاپور نے حیرت سے مخمور وزیر کو دیکھا اور کہا تو کون ہے جو اس حالت اضطراب میں میری
حمایت کرتا ہے مخمور نے کہا میں کوئی ہوں مگر اس وقت میں تیری دوستی کی راہ سے ہدایت کرتا ہوں اگر میری ہدایت
کے موافق عمل کریگا طلسم سے نجات پائیگا ورنہ ضرور پھر طلسم میں گرفتار ہو جائیگا ہ آنکس کہ بخشا سے عزیزان
نہ کند گوش پند بسیار کشد بر سر انگشت ندامت ہا اور اے جوان کیسا ہی بہادر ہے مگر بھاگ اور اگرچہ تو تھک بھی جائے مگر
ہمت کو نہ ہار ہ ہر کار سے بہ دلی بپاید نہ شکستہ ہو پاید ز دل شکستہ بدر رستہ ہا شاپور نے پھر نام پوچھا مخمور
وزیر نے کہا کہ میں شہر جہان آفرین کا وزیر ہون اور میرا نام مخمور ہے شاپور نے مذہب کے بارہ میں سوال کیا
اس نے کہا میں مسلمان ہون شاپور نے مخمور وزیر کو ہزاروں دعائیں دین اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اثنائے
راہ میں انواع و اقسام کے واقعہ دیکھا ہوا سیر کرتا ہوا چند روز کے بعد لشکر اسلام میں پہونچا اور عمرو ثانی
شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای شاپور اس قدر عرصہ سے تو کہان تھا شاپور نے کہا ای شہریار اس زمانہ میں
شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت میں تھا اسکے بعد از اول تا آخر تمام سرگذشت بیان کی عمرو ثانی نے شاہزادہ
کی بہت تعریف کی اور کہا خداوند عالم اسکی عمر میں برکت عطا فرمائے ای شاپور بس یہ سمجھ لو کہ لشکر اسلام کی رونق بکر
تو شہزادہ بدیع الملک کے دم سے ہے شاپور نے کہا لا ریب فیہ وہ والا قدر ایک شجاع زمانہ اور دلیر یگانہ ہے پھر نور الدہر
اور بدیع الزمان کو بھی پہونچی سب نے اسکے استفسار حال کیا شاپور نے ہر ایک کے روبرو حال بیان کیا سب
خوش ہوئے عمرو ثانی نے کہا ای شاپور جس دیوانہ کو تمنے ہلاک کیا تھا کہ اسکے بیٹے کو فلک کلہ کا وسیں
لایا ہے اسکا قد بھی مثل اپنے باپ کے بہت طویل ہے شاپور نے کہا کیا تردد کی بات ہے بادشاہ کے اقبال سے
وہ بھی ہلاک کیا جاویگا عمرو ثانی نے کہا ہان خدا کی ذات سے تو ہمکو بھی امید ہے لیکن اسکا مرنا ہلاک کرنا خالی از وقت
نہیں ہے عمرو ثانی نے کہا شہریار کچھ وقت کی بات نہیں ہے شب کی سنگباری کا تدارک کسی کی سمجھ میں آتا تھا مگر خدا کے
فضل سے اسکا ایسا تدارک ہوگیا کہ جسکا گمان بھی نہ تھا یعنی یہ بھی کوئی قیاس کی بات ہے کہ فوج اسلام کی
ہلاکت کا آتش نے ارادہ کیا اور خود لشکر کفار کی ہلاکت کا باعث ہوگیا عمرو ثانی نے فرمایا ای شاپور یہ ذکر عمرو ثانی
نے عجب عیاری کی بعدہ تمام حقیقت عیاری بیان کی جس سے شاپور نے بھی قہقہہ مارا اور کہا بیشک عیاری ہو اسکا
نام ہے یہان تو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نقارہ جنگ کی آواز گوش زد ہوئی عمرو ثانی نے عمرو ثانی سے کہا جانا
دیکھنا لشکر کفار میں کسکے نام سے طبل جنگ بجا عمرو ثانی گیا اور مفصل حال دریافت کر کے عمرو ثانی کی خدمت میں
عرض کی کہ شہریار جس بات کا ذکر تھا وہی پیش آئی یعنی آج اسی دیوانہ کے نام نقارہ جنگ بجا ہے عمرو ثانی نے کہا
پھر کیا ہوگا اس بلا سے [illegible] مقابلہ کریگا شاپور نے کہا شہریار اگر عمرو ثانی اپنی عیاری دکھا چکے ہین تو
ابکی مرتبہ [illegible] زرا دیکھو ہی عمرو ثانی نے شاپور کی ہمت مردانہ پر ہزار ہزار آفرین
[illegible] شب یہ کارروائی کی سنگ ارگند کی جو لڑائی میں ایک عمیق کنوا
[illegible] ردون سے پر کیا اور اسی کنوئین سے [illegible]
[illegible] شاگردون کو اس نقب پر مقرر کیا اور انسے کہہ دیا کہ
[illegible] ویرانیا بعدہ اس کنوئین کو نقب [illegible] تھا شاک سے [illegible]

اُس طرف لشکر مخالف مین ہر ایک دیوانہ سے کہتا تھا اب تو رابرداری و ہوشیاری سے کام کرنا ایسا نہین کہ شب کی
طرح دن کو بھی اپنی کی ہلاکت کے درپے ہو جاؤ دیوانہ نے کہا کیا خوب مجھکو دیوانہ بنایا ہی کفار نے کہا بیشک ہم
تمھکو دیوانہ سمجھے ہین اگر دیوانہ نہو تو کیون ایسی غافلی کرتا دیوانہ نے کہا مین دیوانہ نہین تھا تم خود دیوانہ تھے
کہ میرا شیخ لشکر اسلام کی جانب سے پھر و اسکا اپنی فوج کو ہلاک کروایا الحاصل تمام شب لشکرون مین سامان
حرب و ضرب مہیا و درست ہوتا رہا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لشکر کفار سے اول جو میدان مین آیا
وہ عروج بن بروج تھا تمام میدان معرکہ مین زلزلہ پیدا ہوگیا گویا آثار قیامت ظاہر تھے دیوانہ کی آواز نفخ صور
اسرافیل کا معلوم ہوتا تھا اسنے یہی نعرہ مارا کہ ای لشکر خدا پرست اگر نہین جانتے ہو تو آگاہ ہو مین ہون عروج
بن بروج دیوانہ جب سے میرے باپ کو تم ایسے آدم زاد و مشت استخوان اور خدا سے نادیدہ کی نیند کی کرنے
والون نے ہلاک کیا ہی کیا کہون کہ کیسا ملال ہی آج دیکھنا کہ کیسا تمسے انتقام لیتا ہون ورنہ بہتر یہی ہی
کہ تم مین سے جس نے میرے باپ کو ہلاک کیا اُسکو میرے حوالہ کرد و اور جو حوالہ کرنا منظور ہو تو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیجو دیکھون وہ کیسا دلاور جری ہی آج یا تو مین اُس سے اپنے باپ کے خون کا
بدلا لونگا یا اپنے باپ کی طرح مین بھی اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا مگر یہ خیال رہے کہ میرا ہلاک ہونا ایسا
ویسا نہین ہی تمام روے زمین کو متزلزل کرونگا حمزہ ثانی سے جو اس نحیف کو متحمل سمجھتے کہتے تھے دیکھئے کیا ہوتا ہی جب
عروج نے مرد مقابل طلب کیا حمزہ ثانی نے شاپور کی طرف دیکھا جستی تمام شاپور حمزہ ثانی کے قریب آیا
اور کہا کیا حکم ہی حمزہ نے کہا کیا حکم کرون تم دیکھتے ہو دیکھتے ہو کہ یہ پہاڑ اپنا مرد مقابل طلب کرتا ہی اب اسکا مرد مقابل
کون ایسا بہادر ہی جو ہو شاپور متبسم ہوا اور کہا شہریار حضور دونون مین اس مرد کے مقابلہ کو جاتا ہون اور اگر خدا نے
چاہا تو عنقریب اسکا کام تمام کرتا ہون حمزہ نے کہا ارے صاحب یہ کیا کہتے ہو خدا کو اگرچہ نہین دیکھا ہی لیکن عقل سے
ضرور پہچانا ہی کہان تم یا ایسے تن ناتوان کہان وہ ایک کوہ گران شاپور نے کہا شہریار اجازت تو فرمائین پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیں کہ کیا ہوتا ہی حمزہ ثانی نے بہزار مجبوری اجازت دی اور تمام حاضرین نے شاپور کے حق مین
دعاے خیر کی شاپور حمزہ ثانی کو بکمال ادب تسلیم عرض کرکے اور خدا حافظ کہکے عازم میدان ہوا اور عروج
بن بروج دیوانہ کے روبرو بکمال استغنا استادہ ہوکے کہا او مغرور کیا کہتا ہی مین ترا سر کاٹنے آپہنچا دیوانہ
آنکھین پھاڑ کے اور متعجب ہوکے چہار جانب دیکھا اور بادل کی طرح گرج کے کہا یہ آواز کہان سے آئی وہ
کون ایسا بہادر مرد مقابل ہی جو نظر تک نہین آتا مقابلہ کیونکر کریگا شاپور نے کہا او اجل گرفتہ تجھکو نظر کیا آوے کہ الہی
نے تو ابھی سے تجھے اندھا کر دیا قاعدہ ہی جب کسیکی موت قریب ہوتی ہی پہلے وہ اندھا ہو جاتا ہی پس اسی طرح اپنی
نسبت بھی سمجھ لے پھر کہا ع یکے نعرہ زد آن یل ارجمند ۔ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ۔ چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت
کہ آوازش از آسمان درگذشت ۔ عروج بن بروج اُسی طرح پہاڑ کی طرح اپنی جگہ قایم رہا مطلق اعتنا نہ کی شاپور دلاور
نے قدم آگے بڑھایا ع ارادہ کرد کہ از دست دیو ہرزہ ۔ کمیست ہمت و جرأت بر آسمان بلند ۔ عروج نے سمجھا اور کہا
تم دیکھا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی اپنی بد قامتی کو دیکھ اور اس جرأت
اسے تم تو ہو ستون
کے ہاتھ سے کیا ہلاک ہو گیا تم ہزار ایک کو مقابلہ مین جرأت ہے
چنانکہ وہ اُس پتھر کو چھپانے لگا آنکھین بند کر لین و ستون ہم کہ دیوانہ
غرض کہ وہ پتھر چھپاتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا اے آدم زاد تیرا بدن

حمزہ ثانی سر دیوانہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور مرکب سے اُتر کے شاپور کو گود میں اُٹھالیا اور اُسی وقت
نہایت گران قیمت ایک خلعت خاص شاپور کو دیا اور بارگاہ سلیمانی میں آئے قرار پایا نوبت شادمانی کی صدا
بلند ہوئی رقص و سرود کی محفل آراستہ ہونے کا بند و بست شروع ہو گیا جو آیا پہلے شاپور سے بگرمجوشی و خرمی بغلگیر
ہوا پھر مدح و ثنا سے پرولی و جوان مردی شاپور میں اس طرح گویا ہوا واہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے ع این کار از تو آید
و مرداں چنیں کنند ٭ کار نمایاں اسکو کہتے ہیں اس وقت رستم و افراسیاب زندہ ہوتے تو اس بہادری
کی داد دیتے کیسے کیسے حکما ہیں صاحب افلاطون و فیثاغورث اس حکمت کو دیکھتے تو البتہ تعریف کرتے
بغیر اس تدبیر کے کسی طرح دیوانہ گرفتہ نہوتا خدا نے عقل کوئی کیا صرف بخشا ہے شاپور نے کہا صاحبو میں کیا
اور میری تدبیر کیا اور ایسے بہادر کے مقابلہ میں زور و طاقت کا ذکر کرنا تو بالکل ہی عبث ہے اصل امر یہ ہے کہ انسان خاکی
بنیان کے اختیار میں کوئی فعل نہیں ہے جو چاہتا ہے وہی واحدہ لاشریک کرتا ہے ہاں دنیا عالم اسباب ہے ہر حالت میں ایک
سبب پیدا ہو جاتا ہے ع گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست ٭ ور نیز بدست ہم بہ تقصیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا
پیشہ کن و شاد بزی ٭ کین نیک و بد جہان بہ تقدیر تو نیست ٭ حمزہ ثانی نے کہا ہاں صاحب یہ سب صحیح ہے مگر
جرات و دلیری بھی کوئی شے ہے اگرچہ وہ بھی خدا ہی کے طرف سے ہے سچ پوچھو تو میں بالکل نا امید ہو گیا تھا اور
کیوں نا امید نہ ہوتا کہ اسکا مقابل کوئی نظر نہ آتا تھا خداوند عالم ہر وقت میں اپنے بندہ کا حامی و نگہبان ہے اُس طرف
کفار میں کھلبلی مچ گئی ہر ایک حیران ہو رہا تھا دلوں میں ہول سمایا ہوا تھا کوئی کہتا یہاں سے بھاگو کوئی کہتا تھا
یہاں سے ہرگز نہ بھاگو جان دیدہ بھاگ کے کہاں جاؤ گے خدا پرستوں کے ہاتھ سے جہاں جاؤ گے جہاں
نہیں بچو گی واہ رے خداوند ابلیس کچھ مدد نہ کی اپنی قدرت سے دیوانہ کے ایسے دست و پا بنائے ایسی طاقت
دی جسکا مقابلہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کون کر سکے گا اور پھر اُسکو اُسکے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک کروا یا کسی نے کہا
چپ رہو کافر نہ بکو حقیقت کی آنکھ کھولو اور دیکھو یہی خداوند ابلیس نے اپنی قدرت نمائی کی ہے کہ دیوانہ ایسی طاقت
والے ایسے ضعیف الجثہ کے ہاتھ سے ہلاک کروایا خداوند ابلیس کو اس بارہ میں الزام نہ دو بلکہ دیوانہ ہی کی
دیوانگی کی کہ آدم زاد کو مہلت دی اُسکے دام فریب میں گرفتار ہو گیا اگر پہلے اُسکا کام تمام کرتا تو کیوں یہ صورت
پیش نظر ہوتی اور وہ تو ہلاک ہو گیا اب بھی تو کسی کو کچھ فکر نہیں ہے ایک نے کہا اچھا اب کیا فکر کی جاوے رائے
اس بات پر قرار پائی کہ جابلقا چلو اور وہاں پہونچ کے قلعہ بند ہونا چاہئے لشکر اسلام ہمارے استیصال پر
آمادہ ہے ضرور ہم سب ہلاک کئے جاوینگے چنانچہ وہ شب جابلقا میں آ کے قلعہ بند ہو گئے لشکر اسلام میں ایک دن
ایک رات ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا لولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش گلو و خوش آہنگ نے ایسا ایسا گایا
اور طرح طرح کے باجوں کو بجایا کہ سب پر محویت کا رنگ طاری ہو گیا انعام تقسیم ہوئے مراد فی و اعلی کے بشرہ
سے خوشی و فرحت نمایاں تھی دوسرے روز جب بارگاہ سلیمانی میں حمزہ ثانی رونق افروز ہوئے بعد انواع و اقسام کے
حرف و حکایات کے شاپور اپنی جگہ سے اُٹھا حمزہ ثانی نے فرمایا کیوں کیا قصد ہے شاپور نے عرض کی میں چاہتا ہوں
بوجہ سے شاہزادہ عمرو لنگا نہ و ہرمز بدیع الملک کی خبر نہیں معلوم ہوتی ہے اس واسطے ... مرحمت کی خبر خیر و عافیت
دریافت کرنا ضرور ہے واللہ اعلم کیا واقعات پیش آئے ہوں گے حمزہ ثانی نے کہا
کر و کسل و کاہلی کے اثر کو اپنے اعضا سے دور ہو جانے دو پھر اختیار
ضرور جاؤ گا حمزہ ثانی نے مجبوری اجازت دی اور کہا اے شاپور جب شا

سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ مجھکو تمھارا کمال اشتیاق ہے سے یہ دیدے نہ یہ سے ہین دیدار سکے بد کا افسوس تمنے بالکل
فراموش کیا تم ایسے عالی جاہ سے نہایت بعید ہے یہ مین بھی جانتا ہون کہ کار اسکے موقوف ہے استدر فرصت نملی جو
کہ ملاقات کی نوبت آتی مگر زندگی کا کیا اعتبار ہے آج زندہ ہین کل نوع دیار مین آیا تو حسرت ہی رہگئی شاپور یہ سنکر
کہکے رخصت ہوا اور جانب نگارستان وجابلقا کے روانہ ہوگیا بعد جانے شاپور کے حمزہ ثانی عمر ثانی کی طرف
متوجہ ہوئے اور کہا اے عمر ثانی تمھاری سمجھ مین کچھ آتا ہے کہ مین آج کس جگہ بیٹھا ہون اور تم کس جگہ بیٹھے ہو عمر ثانی نے
عرض کی شہریار ارشاد کیا حضرت با ظاہر ہے کہ آپ آج امیر حمزہ والا توقیر کے مرتبہ پر فائز ہین اور بندہ بھی اگرچہ کسی طرح کی
قابلیت نہین رکھتا ہے تاہم خدا کے فضل اور آپ ایسے عالی جاہ کے اقبال سے خواجہ عمر بلند توقیر کے مقام پر ہے حمزہ ثانی
نے کہا یہ تو تم خود سمجھتے ہو مگر یہ بھی بتاو کہ جو شخص جسکی جگہ مقیم ہوتا ہے اسکے کام کا وہ ذمہ دار ہوتا ہے یا نہین عمر ثانی نے
کہا بیشک ذمہ دار ہوتا ہے یہ کہا اور عمر ثانی نے تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا اے یاران من واے سرہنگان پرفن کمال
فن و ہنر اسیکا نام ہے کہ جب وہ فن اپنی جا سے مناسب پر صرف کیا جاوے ورنہ وہ فن نہین تم لوگ لشکر اسلام مین
اسی واسطے مقرر ہو کہ جب کوئی وقت پیش آوے اسکو اپنی عیاری وچالاکی سے دفع کرو اور ہر وقت بھی خواہ لشکر
اسلام ہو سب نے کہا بیشک عمر ثانی نے کہا پھر اس سے بھی کوئی انکار نہین کرسکتا کہ ہر شخص اپنے مرتبہ کی ترقی
چاہتا ہے سب نے کہا صحیح ہے عمر ثانی نے کہا فی الحال بلاشور کا علاج درپیش ہے جو کوئی اسکے علاج مین کامیاب
ہوگا اسکا مرتبہ بالا ہوگا بابا مین نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ جس طرح ممکن ہوگا بلاشور کا کام تمام کرونگا
اور عنقریب اسی غرض سے روانہ ہوتا ہون جسکو کسی طرح کی جرأت ہو وہ میرے ہمراہ چلے اور یہ اطلاع مین نے
تمکو اسی غرض سے دی ہے کہ ایسا نہو کوئی میرے جانے کے بعد اس بات کی شکایت کرے کہ عمر ثانی بلاشور
کے ہلاک کرنے کو چلا گیا اور ہمکو اطلاع نہ دی اس مضمون کو سنتے ہی سات سو عیاران چابکدست اٹھکر ار
اٹھ کھڑے ہوے اور کہا اے عمر ثانی خوب ہوا کہ تمنے ہمکو اطلاع دیدی ورنہ ہم بالکل غافل رہتے اور
تمھارے جانے کے بعد ہمکو افسوس ہوتا چلو ہم سب بسر وچشم اس مردود کا کام تمام کرنے اور اسلام کی حمایت
کرنے کو موجود ہین عمر ثانی نے کہا چلو پھر کیا دیر ہے غرضکہ سب عمر ثانی کے ہمراہ روانہ ہوے عمر ثانی کے جانے
کے بعد چالاک بن عمر کو بھی جرأت ہوئی آسنے بھی اپنے موافق سرہنگون سے مشورہ کیا کہ عمر ثانی بلاشور
کے ہلاک کرنے کو گئے ہین اب تم لوگون کا کیا ارادہ ہے یہی موقع ہے جسمین عمر ثانی کا اور ہمارا امتحان ہوجائیگا اگر
تم لوگون کی راے ہو تو پھر چلین اور بلاشور کا کام تمام کرکے ترقی منصب اور خلعت و انعام کے مستحق ہون سب
ہمزبان ہوکر کہا اے چالاک ضرور چلو ہم سب تمھارے ہمراہ ہین چنانچہ چالاک بھی سات سو سرہنگون کو
ہمراہ لیکے روانہ ہوا چالاک بن عمر کے جانے کے بعد شاپور عیار ایرج نے بھی سات سو عیار اپنے ہمراہ
لیے اور بلاشور کی ہلاکت کا تہیہ کرکے روانہ ہوا اسی طرح سے شاہ ثانی بھی سات سو عیار لیکر روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ
شاگردان بلاشور سے دو شاگرد تھے فیروز نقاب والماس جب یہ دونون بارگاہ سلیمانی مین موجود تھے اور انہین
کے سامنے یہ ... جانب بلاشور روانہ ہوے یہ دونون بعجلت تمام جانب بلاشور
روانہ ... دونون بلاشور کے پاس پہونچ گئے اور کہا استاد کیا
... ارک کر رکھو بلاشور نے کہا کچھ مفصل بیان کرو یہ مجمل
... اتفاق ہوا اگر خدا پرستون کی بارگاہ مین ہو گیا ہے ان

تمہارا ذکر سُنا بلاشور نے کہا کیا ہمارا ذکر سنا اُنہون نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا لشکر اسلام کے عیارون
نے تمہارے قتل و ہلاکت پر مستحکم کمر باندھ لی ہی اور ایک نے دوسرے سے قسم کھائی ہی کہ جس طرح ممکن ہوگا
بلاشور کو زندہ نہ چھوڑین گے بلاشور اس خبر کو اپنے شاگردون کی زبانی سنکے بید کی طرح کانپنے لگا چہرہ پر
مردنی چھا گئی حیرت سے فیروز نقاب اور الماس حبیب کی صورت دیکھی کہا سچ کہتے ہو اُنہون نے کہا جھوٹ کا
کیا محل ہی اور عیان را چہ حاجت بیان عنقریب وہ عیار یہان پہونچتے ہین جھوٹ سچ معلوم ہوا جاتا ہی بلاشور نے
کہا پھر اسکا کوئی تدارک بھی تمہاری سمجھ مین آیا اُنہون نے کہا تدارک ہمکو کیا معلوم تجھے جو مناسب سمجھو عمل
مین لاؤ ہمنے اپنا فرض ادا کر دیا کہ خدا پرستون کے لشکر کی تحقیق خبر تمکو پہونچا دی بلاشور گھبرایا ہوا وہان سے
محل مین داخل ہوا ان کے پاس آیا جسکا نام بدرقہ تھا اُسنے پریشانی کا سبب پوچھا کہا کیا پوچھتی ہو بس
اجل کے پنجہ مین پھنسا سمجھو اُسنے کہا ای بلاشور کچھ اُسکا علاج نہین ہی اُسنے کہا میری سمجھ مین کوئی علاج نہین
آتا بدرقہ نے کہا تو مفصل بیان کر تو شاید مین کوئی تدارک کر سکون بلاشور نے تمام حقیقت فیروز نقاب و
الماس حبیب کی زبانی بیان کی اور کہا ای مادر مسلمانون کے نام سے کلیجہ میری روح فنا ہوا کی اور آنکھین کا سا
ہی بدرقہ نے کہا مطمئن رہ مین اسکا بندوبست کر دونگی اسنے کہا تم قوم اناث سے ہو کیا کر سکتی ہو ہم سب عاجز ہو گئے ہین بدرقہ نے کہا
تو بالکل نادان ہی جو کام جسکے فہم مین آجاتا ہی وہ اُس کام کو بخوبی انجام دے سکتا ہی تیری سمجھ ہی مین کچھ نہین آتا بلاشور خاموش ہو رہا
بدرقہ اُسیوقت وہان سے بدریعہ تقریب کے باہر آئی پیرزال کہن سال کی صورت سے مشابہ ہوئی ہاتھ مین عصا پکڑ لیا کانپتی
لپ لپ کرتی اُس راہ مین بیٹھی جس طرف وہ عیار گذرنے والے تھے اور زار و قطار روئی جاتی تھی دونون ہاتھون سے پیری
تھی بالون کو نوچتی تھی پہلے جو عیار اُس طرف سے گذرا وہ چالاک بن عمرو تھا دیکھا ایک پیرزال تباہ حال بیٹھی نوحہ و زاری کر رہی ہی
چالاک بدرقہ سے قریب آیا کہا ای مادر یہان کیون بیٹھی ہو اور اسقدر نوحہ و زاری مین کیون مصروف ہو اُسنے مطلق التفات
نہ کی اور اُسیطرح زار و قطار روتی رہی بلکہ چالاک کے استفسار حال سے آواز گریہ کو اور زیادہ بلند کیا چالاک
کو اُس مکارہ کے حال پر اختلال پر بہت افسوس ہوا دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ ضعیفہ کس بلاے عظیم و مصیبت سخت
مین مبتلا ہو گئی جو اسقدر تباہ حال ہی دست بستہ کہا ای مادر گرامی کچھ بیان تو کر کہ تجھپر کیا ایسا کوہ مصیبت ٹوٹ پڑا جو تونے
اپنے کو اسقدر ہلاک کر رکھا ہی شاید تیرے بیان کرنے سے ہم اُس مصیبت کا کوئی تدارک کر سکین بدرقہ نے
بآواز دردناک کہا ای فرزند جو آفت مجھپر گذرنا تھی وہ گذر گئی اب کہا اُسکا تدارک ہو سکتا ہی بقول شخصے کہ ؎
در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را ؎ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را ؎ اگر مین اپنی مصیبت کو بیان کرون بجز اسکے کہ تجھکو
بھی ملال ہو اور کیا ہو سکتا ہی چالاک نے کہا اگر اُس مصیبت کا کوئی تدارک ہم سے نہو سکیگا تو غمخواری ہی کرینگے
بدرقہ نے کہا فرزند میرا ایک نور نظر لخت جگر تھا جو میرے اس پیرانہ سالی کا سہارا تھا اور بہزار محنت و مشقت
اُسکو پالا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا یہ کہا اور پھر رونا شروع کیا چالاک نے کہا پھر یہ بھی بیان کرو کہ وہ لڑکا
کیا ہوا اُسنے کہا ای فرزند اس بلاشور حرامزادہ و بدکار کا برا ہو کہ اس ظالم نے میری ضعیفی پر مطلق رحم نہ کیا
بیجرم و خطا اُسکو مار ڈالا اس واقعہ کو پورا ایک سال کا عرصہ گذرا جسمین [illegible] میں رویا کرتی ہون کیا کرون
کس سے کہون آج تک اس انتظار مین رہی کہ کوئی ایسا اُس [illegible] سے اس
ظالم کا عوض لیتا تاکہ میرے دل بیقرار کو کچھ قرار آتا اسلئے مین
اُس موذی کو ہلاک کرین بلاشور نے عیاران لشکر حمزہ کی آمد

یہان اس ارادہ سے آئی ہون کہ اگر سرہنگان لشکر اسلام چاہین تو مین اُنکی راہبری کرون اور اُنکو بلا شور تک پہونچا دون
تاکہ میرے بھی دل کے آبلے پہوٹین مگر اسوقت مین اس خیال مین مبتلا ہون کہ میرا پارہ جگر تو ہلاک ہو گیا وہ
کسی طرح زندہ نہین ہو سکتا اسپر اگر بلا شور موذی کا سر کچلا گیا تو کیا یہ کہکے پھر بدستور رونا شروع کیا چالاک نے
اے مادر تو خاموش ہو رہ دیکھ مین کیسا عوض بلا شور سے لیتا ہون تو ضرور میری راہبری کر بدر رقہ نے نام پوچھا
کہا مجھکو چالاک بن عمر کہتے ہین بدر رقہ مکارہ نے کہا مین نے تو اسی ارادہ کو ترک کر دیا تھا از بسکہ بکمال حسرت میرا
پریشان حال ہوا ہے مین بھی تجھے بلا شور کی خاص نشستگاہ مین پہونچا دونگی چنانچہ چالاک مع آن سات سو سرہنگون کے
نقب کی راہ سے قلعہ مین لایا اور وہان سے ایک مکان عالی شان مین لا کے مقیم کیا اور کہا یہ مکان خاص بلا شور
کی استراحت کا ہے جسوقت وہ یہان وارد ہو باطمینان تمام اُسکا کام تمام کر ڈالیو لیکن اُسکا سر مجھکو ضرور دکھانا تاکہ میرے دل بیقرار
کو کسیقدر تسکین ہو اور اے فرزند تو بخوف و خطر یہان مقیم ہو مین تیرے واسطے اکل و شرب کا سامان لینے جاتی ہون اور
اس کام کے انجام پانے کے بعد تجھکو اسی راہ سے وہین پہونچا دونگی تو اپنے مقام قیام کی راہ لینا چالاک بن عمر واس بھید
سے بالکل لاعلم تھا اُسنے قبول کر لیا بدر رقہ گئی اور متعدد الوان الواع و اقسام کے کھانے لائی سب نے پیٹ بھر کے
کھانا کھایا بعد فراغ طعام بدر رقہ نے بلا شور کی شکایت کا پھر دفتر کھولا جس سے چالاک بن عمر کو یقین ہو گیا کہ یہ
ضعیفہ بہت دلدر رسیدہ ہے اور بلا شور کے ہاتھ سے عاجز ہے چونکہ وہ مکارہ کھانے مین بیہوشی ملوا کر کے لائی تھی تھوڑی دیر
ٹھہر کے بعد وہ سب سرہنگ بیہوش ہو گئے بدر رقہ نے سبکو طوق و زنجیر پہنا کے اُسی مکان مین قید کیا اور بدستور
اُسی نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور گریہ و زاری مین مصروف ہوئی اُس مرتبہ ستارہ ثانی کا اسطرف
سے گذر ہوا ستارہ نے ایک عیار کو بھیجا کہ دیکھ یہ ضعیفہ کیون گریہ و زاری کر رہی ہے وہ عیار آیا اور مستفسر حال
ہوا اُسنے زیادہ فریاد و واویلا کی بعد اصرار بسیار بدستور اول مصنوعی کیفیت بیان کی وہ عیار واپس گیا اور ستارہ
سے اس حقیقت کو بیان کیا ستارہ بھی اس کیفیت سے لاعلم تھا عیار کی زبانی اُس مصنوعی کیفیت کو سن کے
متاسف ہوا کہا مین خود جاتا ہون اور بدر رقہ کے پاس آ کے کہا اے مادر کیا واقعی بلا شور سے تو انتقام لینا چاہتی
ہے اُسنے بآواز حزین و غمگین کہا اے فرزند اگرچہ بلا شور موذی سے انتقام لینا عبث ہے تاہم اگر کوئی میرا حامی
ہو جاوے اور اُسکو ہلاک کرنے کا تہیہ کرے تو مین اُسکو ایسی مدد دون کہ بلا شور کے ہلاک کرنے مین ذرا دقت
نہو اور مین بھی خوش ہون ستارہ ثانی نے کہا اے مادر مہربان تیری کیفیت سن کے اور تیرے رنج و ملال دیکھ کے
میرا دل آب ہو گیا مین ضرور بلا شور سے تیری مظلومی کا انتقام لونگا تو میری راہبری کر بدر رقہ ستارہ ثانی کو بھی
بہمراہی اُن پانچ سو سرہنگون کے مکان مین لے گئی اور اُنکو بھی طعام بیہوشی آمیز کھلا کے بیہوش کیا اور طوق و زنجیر
مین بستہ کر کے قید کر دیا تیسرے مرتبہ پھر نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور رونے پیٹنے مین مصروف ہوئی ابکی
مرتبہ پور بن عمر کو تمام سرہنگون کے ساتھ طوق و زنجیر مین بستہ کر کے محبوس کیا چوتھی مرتبہ بھی بدستور اُسی نقب
کی راہ [illegible]
اکی آواز بلند کی اس مرتبہ عمر ثانی کا سامنا ہوا چونکہ عمر ثانی کی عیاری
مشہور تھی نہایت ہوشیار اور چالاک عیار ہے اُسنے اول مرتبہ لفظ
سے بدر رقہ سے سرگوشی کی کہا کہ بیٹا تم ذرا تم بھی مجھکو بخوبی غور کر لو یہ عورت ہے
ہم کو یاد ہے کہ ہماری ہمارے عیارین میدان ... اگرچہ ہم کچھ [illegible]
[illegible]

بھی تمھارا یہ قیاس صحیح ہی اچھا پھر اس سے کچھ اسکا حال تو پوچھو راوی کہتا ہی کہ جب عمر ثانی نے اپنے سرہنگون سے
بذریعہ سرگوشی کہا تو بدر رقم مکارہ بھی کچھ سمجھی چنانچہ اس مرتبہ اُسنے بدرجہا گریہ وزاری کی ایک سرہنگ قریب آیا
اور کہا ای ضعیفہ کیا تجھپر آفت نازل ہوئی ہی جو تونے اپنا ایسا خراب حال کیا ہی اُسنے کہا ای فرزند کیا پوچھتے ہو بلا شعور
موذی نے مجھکو زندہ درگور کردیا کوئی ایسا نظر نہین آتا جو اُس ظالم کا سر کچلے اسکے بعد بدستور کیفیت مصنوعی بیان
کی اور اپنا سینہ کھول کے ایک دوہتڑ سینہ پر مارا اور کہا ہاے غضب میرا اکلوتا فرزند اُس جابر کے ہاتھ
سے ہلاک ہوگیا اور مین اسکا غم سہنے کو زندہ رہی واضح ہو کہ بدر رقم کا سینہ کھول کے دوہتڑ مارنا یہ بھی خالی رمز
سے نہ تھا یعنی عمر ثانی کی سرگوشی سے وہ سمجھی کہ ہوشیار لوگ ہین ایسا نہو کہ مجھکو بھی کوئی عیار سمجھے ہون اور مشکوک
ہوکے میرے دام مکر مین گرفتار نہون فلہذا ان سبکو سینہ دکھا دینا چاہیے تاکہ میری نسبت عیاری کا گمان
نہ رہے اُدھر جب عیارون نے سینہ اس مکارہ کا دیکھا سبکو یقین ہوگیا کہ واقعی یہ کوئی ستم رسیدہ عورت ہی اور
عمر ثانی کی طرف گوشہ چشم سے اشارہ کیا عمر ثانی نے بھی اشارہ سے کہا کہ ہان مین نے دیکھا اور بدر رقم سے کہا ہان
بیان کر تیرا کیا مطلب ہی اُسنے آنکھون سے آنسو پاک کیے اور کہا ای فرزند میرے مطلب کو کیا پوچھتا ہی ظاہر ہی
کہ جبتک بلا شعور بھی میرے فرزند کی طرح ہلاک نہو گا میرے دل کو کس طرح قرار آسکتا ہی عمر ثانی کو یہ مثال ہوا اور
کہا اچھا چل بتا وہ کونسا مقام ہی جہان سے بلا شعور بسہولت ہلاک ہوسکتا ہی بدر رقم عمر ثانی کو اُس نقب کی راہ سے مکان
مین لائی عمر ثانی نے دیکھا ایک محل عالی شان ہی جسکا ایک ایک گوشہ تمام سامان آرایش وفرش بیش بہا وضروریات
سے آراستہ ہی بدر رقم نے کہا یہ مقام بلا شعور کی استراحت کا ہی جس وقت وہ یہان آئیگا مین تمکو مطلع کرونگی
اور ای فرزند تم منزلین طی کرتے چلے آئے ہو اس فرش پر بلا تکلف استراحت کرو ابھی بلا شعور کے آنے مین بہت دیر
ہی اور مین جاتی ہون تمھارے واسطے کچھ اکل وشرب کا سامان لاتی ہون عمر ثانی نے کہا ای مادر تو خود اپنے
غم وملال مفارقت فرزندی مین مبتلا ہی بیکار تکلیف ہوگی خاموش رہ پھر کسی وقت کھانا کھا لینگے اُسنے کہا بیٹا نہین
یہ کیا بات ہی کہ تو میرے واسطے ایسے امر عظیم کا درپے ہوا ہی اور مین تیری کچھ بھی ضیافت نہ کرون کچھ دیر نہوگی مین
ابھی آتی ہون یہ کہا وہان سے چلی گئی اُسکے جانے کے بعد عمر ثانی نے اپنے سرہنگان ہمراہی سے کہا کیا میان کچھ
تحقیق ہوگیا کہ یہ پیرزال قوم زنانشہ سے ہی لیکن پھر بھی میرا دل یہ کہتا ہی کہ اسکو یہان آئے لیکن اسکا لایا ہوا کھانا نہ کھاؤ
سب نے کہا ای عمر والا قدر ہمارے نزدیک تو کھانے سے انکار بالکل بیجا ہی آیندہ جیسی تمھاری راے عمر ثانی نے
کہا میری راے تو یہی ہی سب نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی ناگاہ بدر رقم خوانہا سے متعدد پر از طعامہاے رنگارنگ لائی
اور کہا لو بیٹا کھاؤ اس رنگارنگ کے کھانے کو دیکھکے عمر ثانی کو اور بھی توحش ہوا اور نکو اشارہ سے کہا
کہ یہ کھانا نہ کھاؤ سب نے کہا ای مادر مہربان یہ وقت کھانے کا نہین ہی اب تھوڑی سی رات باقی ہی دن کو جیسا کچھ
مناسب ہوگا کھائینگے اس مرتبہ بدر رقم نے عمر ثانی کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا ای فرزند تو مجھ غمدیدہ ضعیفہ کی دلداری
کر کہ مہمان پر میزبان کی خاطرداری فرض ہی علاوہ اسکے ابھی مجھکو بہت کچھ کام کرنا ہی [illegible] معلوم کب اکل وشرب کی نوبت
آئے کھانا کھا کے فارغ ہولے تو مین تجھکو اُس مقام پر لے چلون [illegible]
استراحت کرتا ہی بلکہ یہی وقت ہی کچھ عجب نہین کہ وہ موذی وہان آ
بدر رقم کے حد درجہ اصرار پر عمر ثانی فوراً دل مین سمجھ گیا کہ اور کوئی بھید
[illegible]

سرہنگان ہمراہی عمر ثانی کی اس حرکت سے متعجب ہوئے کہا اے عمرو الاقدر تمہاری یہ حرکت ہماری سمجھ مین نہ آئی اگر تم
کچھ اس پیرزال کی طرف سے مشکوک تھے تو پیشتر ہی اسکے ہمراہ آنے سے انکار کیا ہوتا عمر ثانی متبسم ہوا اور کہا بھائیو
مین اسیوقت مشکوک ہوگیا تھا جب سر راہ میری نظر اسکی صورت پر پڑی تھی مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا چونکہ پیشتر مجھکو دریافت
ہوگیا تھا کہ یہ قوم اناث سے ضرور ہی بدین وجہ حقیقت امر کو دریافت کرنے اور اسکے شک کو رفع کرنے کی
غرض سے چلا آیا ورنہ اگر اسکا مونث ہونا تحقیق نہ ہوجاتا تو مین ہرگز اندرون قفس قدم نہ رکھتا سب نے کہا اچھا
کہو تو اس وقت تمنے کیا دیکھا عمر ثانی نے بدرقہ کا سر اٹھا کے دکھایا اور کہا بغور اسکی آنکھون کی طرف تو نظر کرو
بعض نے کہا ہم نہین سمجھتے بعضون نے کہا ہان اسکی آنکھ کا حدقہ کچھ سفید سا تو معلوم ہوتا ہے مگر یہ نہین کہہ سکتے کہ اسکو
کہان دیکھا ہے عمر ثانی نے کہا یہ بلاشور زنانی کی مان ہے ہم سبکو گرفتار کرنا چاہتی تھی سب نے کہا بیشبہہ تمہارا خیال صحیح
ہے واقعی تمہاری بدولت سے اس وقت جان بچ گئی ورنہ نہین معلوم اس وقت کس خرابی کا سامنا ہوتا عمر
ثانی نے کہا اب یہان توقف نہ کرو جو کچھ لینا ہو ان سے لو اور اسکو کسی جا سے محفوظ مین دفن کردو یہ کہہ کار خود
کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ تمام سرہنگ آمادہ و مستعد ہوگئے جو کچھ جسنے پایا اٹھا لیا اور بیرون شہر جا کے زمین مین
دفن کردیا ضرغام شیردل مالکی تلاش مین ایک کوٹھری کے قریب گیا دیکھا ایک بھاری قفل اسکے دروازہ
مین آویزان ہے ہرچند کوشش کی نہ کھلا اور دوسرے سرہنگ شریک ہوئے بہزار مشکل قفل ٹوٹا دروازہ کھولا
زینہ نظر آیا معلوم ہوا تہخانہ ہے ضرغام سمجھا اس تہخانہ مین بکثرت مال ہے اندرون تہخانہ جانے کا ارادہ کیا اندھیرے
کے سبب جرات آگے بڑھنے کی نہوئی دوسرے سرہنگ سے کہا دیکھو تو بھی میری نظر اس وقت مجھکو دھوکا
دیتی ہے کچھ نظر نہین آتا دوسرے عیار نے کہا اے حال میری بھی ہے ضرغام نے جرات کرکے دو زینے طے کیے کہا
آف کس وقت میری آنکھون کو مجھسے مذاق سوجھا ہے اور ایک زینہ طے کیا اور کہا یاردم میرا دم گھٹا جاتا ہے تیز دم
عیار نے ضرغام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا زیادہ جرات نہ کرو نہین معلوم اسقدر اندھیرا کیون ہے تھوڑی دیر صبر کرو پھر
آگے بڑھنا گو ضرغام کو بہت روکا زیادہ تر خیال اس بات کا تھا کہ یہ حریف کا مکان ہے نہین معلوم کیا صورت پیش
آئے۔ اس طرف کا حال سنیے کہ شالور بن عمر کو بیہوشی سے کچھ افاقہ ہوا تھا اپنی گرفتاری پر نہایت متاسف ہورہا تھا
اور دل مین کہہ رہا تھا کہ دیکھیے اب کس طرح یہان سے نجات ملتی ہے اس مکارہ نے بڑا مکر کیا اور دوسرے
سرہنگون کا نہین معلوم کیا حال ہوا کیا عجب ہے جو میں وہ بھی قید ہون تاریکی کے سبب سے کسی کو نہ دیکھ سکا
یکایک اندرون تہخانہ آدمی کی چاپ معلوم ہوئی سمجھا اس قیدخانہ کے نگران ہونگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اتنا
کہا کون ہے اس عرصہ مین ضرغام تہخانہ کے اندر پہونچ چکا تھا آدمی کی آواز سنکے الٹا پھرا اور باہر آکے کہا بھائیو
اس تہخانہ مین مال تو نہین معلوم ہوتا کچھ رنگ دگرگون ہے سب نے پوچھا کیون مفصل حال بیان کرو ضرغام نے
کہا اس تہخانہ مین آدمی کی آواز معلوم ہوتی ہے سب نے کہا روشنی لیجل کے دیکھنا چاہیے متور و مشعلین روشن کرکے
اس تہخانہ مین [illegible] تری ہین اور ایک شخص بیٹھا ہے روشنی مین شالور بن عمر نے ضرغام
[illegible] تھا تو کون ہے شالور نے کہا اے ضرغام تم انہین مین ہو ن
[illegible] یہان کہان شالور نے مجمل کیفیت بیان کی اور کہا صرف
[illegible] ن مین چنانچہ روشنی مین سبکو دیکھا اور فیلبہ رفع بیہوشی سے
[illegible] رکا شکریہ ادا کیا اور بلاشور شاہ کی تلاش تمام عمارت مین

آگ لگا دی اور سب عیاران سے نکل کے پوشیدہ تمام شہر میں متفرق ہو گئے جب دن ہوا یہ خبر بلاشور کو پہنچی
کہ آج رات کو تیرے گھر میں آگ دیدی گئی بلاشور ثانی نے کہا جاو مفصل کیفیت بیان کرو ایک ہرکارہ
نے خبر دی کہ چند لوگ تیرے گھر میں آ گئے انہوں نے تیری مان کو جان سے مارا اور تیرے گھر میں آگ
دیدی بلاشور نے دو نون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ہاے غضب میری مان میری رفاقت میں
ہلاک ہوئی ہاے ان خدا پرستون کے ہاتھ سے جان سلامت رہتی نہیں معلوم ہوتی اور ہر چند اپنی حفاظت
کی تدبیر سوچی کچھ سمجھ میں نہ آیا آخر اپنے عیارون کو بلایا اور کہا اے فلان عیاران لشکر اسلام کی عیاری کا حال تمنے
سنا ہوگا کہ میری مان کو ہلاک کیا اور گھر میں آگ دیدی حالانکہ میری مان نے انکے گرفتار کرنے کی کوشش
کی تھی اب تمکو بھی چاہیے کہ ان عیارون کو گرفتار کرکے ہلاک کرو وہ عیار اسی شہر میں میری ہلاکت کی تدبیر سوچ رہے
ہونگے وہ عیار اس طرف روانہ ہوے ادھر بلاشور نے بھی چند عیاران چست و چالاک کو ہمراہ لیکے شہر میں نظر بازی کے
واسطے نکلا جسپر کچھ شبہہ ہوا وہین اسے گرفتار کیا حتی کہ حمام کے دروازہ پر پہنچا تمام حمامی آگے دوڑ کے ہو
اور دست بستہ عرض کی کہ حمام تیار ہے حضور تشریف لائیں بلاشور نے جامہ خانہ میں جا کے کپڑے اتار کے
لنگ باندھا اور چند اپنے معتمدون اور عیاران سلیح و بکمل کو حمام کے دروازہ پر نگہبان مقرر کرکے حمام میں داخل
ہوا ادھر تمام عیاران لشکر اسلام بلاشور کی فکر میں پوشیدہ پھر رہے تھے اور انواع و اقسام کے اہل حرفہ
کی صورت سے مشابہ تھے تاکہ کوئی اہل شہر نہ پہچانے عمر ثانی سرمہ فروشون کی قطع بنا کے چوک میں سرمہ کی پڑیان
فروخت کر رہا تھا اور مجمع کثیر میں اپنے سرمہ کی تعریف کر رہا تھا اس مجمع میں بلاشور کا ایک ملازم بھی تھا اسکو اسکے
لباس سے عمر نے پہچانا اسنے بھی ایک پڑیا سرمہ کی عمر سے خریدی عمر نے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا میں
بلاشور کا ملازم ہون عمر نے کہا آج تو دربار میں نہیں گیا اسنے کہا آج کل بلاشور سخت تردد میں مبتلا ہے عمر
نے سبب تردد کا پوچھا اسنے کہا اس شہر پر مسلمانون کی چڑھائی ہے چنانچہ خبر اڑ رہی ہے عیاران لشکر اسلام بلاشور کی
ہلاکت کے درپے ہو کے آئے ہیں کل شب کو بلاشور کے گھر میں آگ لگا دی اسکی مان کو ہلاک کیا بلاشور نے
بھی اپنے عیار لشکر اسلام کے عیارون کی تلاش میں بھیجے ہیں اور خود بھی چند عیارون کو ہمراہ لیے شہر میں نظر بازی
کر رہا تھا چنانچہ اسوقت بلاشور ثانی حمام میں گیا ہے میں وہین جاتا ہون اور یہ خبر تو تمام شہر میں نشر ہے کیا تجھکو نہیں معلوم
ہے عمر ثانی نے کہا اس کیفیت کو تو میں نے بھی کسی قدر سنا ہے لیکن اس تفصیل سے اسوقت اطلاع ہوئی وہ ملازم
اس طرف روانہ ہوا عمر ثانی نے جو بلاشور کے حمام میں جانے کی خبر سنی فوراً حمام کی راہ لی جب قریب حمام
پہونچا دیکھا چند نگہبان سلیح و بکمل دروازہ حمام پر بیٹھے ہیں سوچا کہ حمام میں کیونکر داخل ہون اور یہ بھی خیال آیا کہ
شاید کوئی اور حمام ہو ایک مزدور حمام کے آتش دان میں آگ روشن کر رہا تھا اس سے کہا برادر آج حمام ابھی
گرم نہیں ہوا اس مزدور نے کہا کہ حمام تو گرم ہو گیا ہے بلاشور کی وجہ سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے عمر ثانی خاموش
ہو رہا اور وہیں پاس [illegible] ہوا یہانتک کہ وہ مزدور آگ روشن کر کے آتش دان کو بند کر کے
[illegible] چلا گیا عمر ثانی نے آتش دان کو کھولا اور دیکھا تمام آتشدان کی آگ
حمام میں داخل ہوا دیکھا بلاشور دراز ہے اور ایک [illegible] اسکے
عمر ثانی [illegible] شہزادہ [illegible] آپ کون ہو
[illegible] کیا اور ایک [illegible] سے جدا کیا [illegible]

اسکے عیاروں اور معتمدوں نے جو بلاشور کا سر عمر کے ہاتھ میں دیکھا ایک ہی مرتبہ سب دوڑ پڑے راوی کہتا ہے کہ
جب عمر ثانی کو اُس ملازم بلاشور کی زبانی یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ بلاشور رصافی حمام میں ہے اور عمر ثانی اُس حمام
کی جانب روانہ ہوا جو سلمان عیار راہ میں ملا اُس سے اس بات کی اطلاع کر دی تھی کہ میں نے سنا ہے جو بلاشور رئیس و
حمام صافی میں ہے میں اُسکی فکر میں جاتا ہوں تم سب دروازہ حمام صافی پر پوشیدہ موجود رہو چنانچہ چالاک
بن عمر و دشاپور و ستارہ ثانی مع دو ہزار آٹھ سو عیاران ہمراہی کے جابجا قریب دروازہ حمام کے پوشیدہ
موجود تھے جس وقت عیاران و شاگردان و معتمدین بلاشور عمر پر حملہ آور ہوئے ہیں یہ سب عیاران لشکر اسلام
بھی آموجود ہوئے اور دروازہ حمام پر ردو بدل شروع ہو گئی اور اسی طرح ردو بدل کرتے ہوئے دروازہ شہر
پر پہنچے تا اینکہ دروازہ کو توڑ کے اور قلعہ سے باہر آ کے بعد جنگ تمام اپنے کو صحیح و سلامت حمزہ ثانی کی خدمت
میں پہنچایا اور بلاشور ثانی کے سر کو حمزہ ثانی کی خدمت میں پیش کش کیا حمزہ ثانی بلاشور کا سر دیکھ کے
بہت خوش ہوئے خلعت گران بہا عمر ثانی کو مرحمت کیا عمر ثانی کی عیاری کی تعریف کی سعد شہریار نے کہا اے
یا عمر ثانی جانشینی عمر تمکو مبارک ہو واقعی کار نمایاں کر دیا ہے این کار از تو آید و مردان چنین کنند عمر ثانی نے بکمال
ادب آداب بجالایا اور ثنا و صفت حمزہ ثانی کی بیان کر کے کہا اے والا مرتبت و عالی منزلت میری کیا وقعت و حقیقت
تھی کہ مجھ سے ایسا کار نمایاں ظہور میں آیا البتہ خداوند جل و علا نے میری مدد و حمایت کی یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ جو [illegible]
اس بدکارہ کے میری نظر پڑ گئی جس سے مجھکو یقین ہو گیا کہ یہ پیرزال کوئی شخص رسیدہ نہیں ہے بلکہ بلاشور ثانی کی
مادر یا [illegible] ہے ورنہ جس طرح اور رنگ سے اُسکے دام مکر میں گرفتار ہو گئے تھے میں بھی گرفتار ہو جاتا اور رہائی دشوار تھی
خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان ہے اس گفت و شنید کے بعد صندوق کسوت ہائے عیاری خواجہ
عمر آیا اور پیراق عیاری سے عمر ثانی کو آراستہ کر کے کرسی پر بٹھا کے خواجہ بنایا پہلے جو شخص عمر ثانی کی بیعت
کے واسطے آیا وہ چالاک بن عمر تھا بعدہ ستارہ ثانی و بنام و قران و شاپور وغیرہ تمام سب نے یکے
بعد دیگرے عمر ثانی کے پاس آ کے رسم بیعت ادا کر کے مبارکباد دی قائم مقامی خواجہ دی اور اطاعت قبول کی
حمزہ ثانی نے سلطان سعد بن قباد سے کہا اے شہریار یہ تمنے دیکھا کہ عمر ثانی سے کیسا کار نمایاں ظہور میں آیا اسوقت
خواجہ ہوتے تو اس عیاری کی عمر ثانی کو داد دیتے سلطان بن قباد نے کہا کیا شک ہے حمزہ ثانی نے کہا ہر ایک شکر
کے عطیہ کے عوض ہماری کوشش کرتے ہیں اور یہ شکر بندوں اور خدا اور بادشاہ تمام بندوں میں شامل ہے اگر کسی شخص نے
کسی اپنے دوست کو کوئی شئے عطا کی اُس دوست نے کہا میں تمہارا شکرگذار ہوں (واہ یہ ایک کہی کہ میں آپکا شکرگذار
ہوں) اسی طرح بجا ہے اس لفظی شکریہ کو اُٹھتے یا بیٹھتے یا کہتا ہے بلکہ دوسرے کسی وقت میں اس دوست کو کوئی
ایسی شئے یا اُسکے مقابلہ میں کوئی دوسری شئے دے تب شکریہ ہوگا سلطان سعد نے کہا شہریارا یہ تو میں نے سنا
لیکن اصل مطلب تو ارشاد ہو حمزہ ثانی نے کہا مطلب یہ ہے کہ عمر ثانی سے جو کام ظہور میں آیا ہے وہ قابل قدر ہے یعنی عمر ثانی کی
دعوت کے واسطے ایک محفل [illegible] نے بھی ذکر کیا اور اسکا اہتمام اپنے ذمہ لو سلطان سعد بن قباد نے
قبول کیا [illegible] کس طرح کا [illegible] نے بلوا کے زبان رقاصہ و مطربہ کو بلایا

ظفر ہے کمال خوبی ثانی	نیز جمی کار من اقر محمودی مرحبا قابل
پر شام و [illegible] کر دی	مبارک باد در دست تو این رنگ [illegible] قابل
[illegible] آتی جز آمال	درین [illegible] بہ ہر وقت [illegible]

نخواہم زد بخاک و خون چو بسمل دست و پا را
برنگ گوسپند عید قربانم درین وادی
بہ آہ و نالہ می گویدکجا قاتل کجا قاتل

اگر صد گونہ خونریزی من صد گونہ منظور می
بغفتو اسے محبت خون من باشد روا قاتل
اگر طبع تو خونریزی بہ بازی می داند

نیازم را بو ناز تو فزدا خون بستا قاتل
زبس مشتاق دیدار تو ہر دم دست بستہ
سر و شمشیر و طشت اینک بیا قاتل بیا قاتل

تمام حاضرین جلسہ حیرت میں ہوئے اور حمزہ ثانی کا چھوڑ دینا ہم نے یہ جانا کہ فریب تھا براق عیاری خواجہ عمر السلام میں وہاں سے بازاروں میں آیا ہندی کا حکم کیا کہ کوئی جانے اچھا ہوا کو رستہ نہ ملتا تھا بڑی آبادی اور کیفیت تھی

چو گویم ز اینجا بازار ما
زبس کز او روز ہست شکست

نہ بازار ما تازہ گلزار ما
برج و کاکبین ہر تازہ و ہم

لبالب ملاقات شہدا ایمان
بود از بس دری کردہ اند

بغرض خیالات سود ایمان
سود زہرہ راستی کردہ اند

تمام جہان کی چیزیں موجود تھیں جا بجا خرید اروں کا ہجوم تھا القصہ یہ کہ میں شب و روز جشن عظیم برپا رہا چوتھے روز حمزہ ثانی نے کہا اے یارو اب ہم ان گبروں کی بھی خبر لو گے یا اس جشن ہی میں مصروف رہو گے اکثر ملازم گئے اور جسم لائے کہ آج رات کو ان گبروں نے اپنے طلسم نامی میں گرا دیا ہے حمزہ ثانی بدیع الزمان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ہوا دار ہو خدا کی بندہ نوازی کا شکر ہو کیونکہ جس نے آج تک تو اپنے فضل و کرم سے دشمنوں پر غالب رکھا اگر اب حمزہ کا کام یہ ہے کہ ان گمراہوں کو ہدایت کیجئے اور ہر طرح انکو راہ راست پر لانا چاہیے دریائے حیرت کی بلا سے بچا لیجئے بیشک یہ عمل ہی سفینہ نجات کا ہے ورنہ تمام محنت ضائع ہے بدیع الزمان نے بہزار آرزو منظور کیا اور اسیوقت وہاں سے کوچ کر کے جابلقا میں پہونچا اہل شہر کو جمع کیا اور خود مجمع کے بیچ میں قیام کیا پہلے حمد خدا اور بعد ہ پیمبر کی تعریف بیان کی پھر منقبت علی ولی خدا وصی رسول نبی گویا ہوا اور کہا او حاضرین جو میں کہتا ہوں اسکے سننے کے واسطے چند لمحہ آمادہ ہو جاؤ اور گوش دل سے سنو جس ذات جمیع صفات کو میں معبود برحق جانتا ہوں اسکی قدرت کو مانتا ہوں اسکے فضل و کرم سے امید رکھتا ہوں کہ تم حق و باطل میں امتیاز کرو گے اور سچی بات کو سچا جانو گے اس بندہ چیچہ مدان کی گفتگو خدا وند راست پر سنو کہ تم سب آج تک گمراہی میں مبتلا رہے ہو چند روزہ زندگی ہے اس سے زیادہ کیا افسوس کی بات ہوگی کہ بجائے خود سمجھ لیا کہ جو کچھ ہمارے باپ دادا کا دین ہے وہی جانا دین ہے جب تک ممکن ہو حق کا متلاشی رہنا چاہیے میں سچ کہتا ہوں اور تحقیق کر کے کہتا ہوں اور تعصب کو اپنے دل سے برطرف کر کے کہتا ہوں معبود برحق رحیم و کریم قادر مطلق وہ ہے جس نے آسمان و زمین مہر و ماہ لوح و قلم کو تمام عالم کو پیدا کیا ہے جو عالم میں نظر آتا ہے اسکی قدرت کے آثار ہیں اسکے کارخانے عجائبات

انجم آرائے آسمان بلند
ہر چہ ہست از بلندی و پستی

ہم زمین ساز و ہم فلک پیوند
ہم ز دریافت صنعت ہستی

اوست در با کمال لوا زد
تا درلیم بزل حکیم و علیم

بود و ہستا بود را وجود از و
خالق الخلق واجب التعظیم

اے حاضرین اگر تم ذات معبود واجب الوجود کو پہچانو تو جانو کہ زندگی کی کیا لذت ہے اور کس طرح کی اس دین میں برکت ہے بدیع الزمان کی اس تقریر مختصر نے ان کفاروں پر اسوقت ایسا اثر کیا کہ ہر ایک نے یہ آواز بلند کہا اے جوان عالی شان فصیح البیان تیری باتیں دل میں تاثیر کرتی ہیں روح کو ایک طرح کا لطف حاصل ہوتا ہے اتنا تقریر میں ارادہ تھا کہ وہ بدیع الزمان کی ہدایت باتیں اور باہم مشورہ کر کے کہا ہ ہ ، ، و دل سے دین پر آمادہ ہیں یہاں
بیان کر گیا نہ سپاہی اور اسکے ارکان کیا ہیں شاہزادہ نے کہا
اور بھی چند مسائل اسلام کے سنائے پھر دوسری جلد آیا
عالی مرتبت کے بعد دلائل دین اسلام کے حق ہونے کے بیان

اسی طرح تمام جابلقا مین دین اسلام کو رواج دیا اور مظفر و منصور حمزہ ثانی کی خدمت مین واپس گیا اور کہا سہ نور مہر و
فلک از روشنی رای تو باد و چہ سرمہ اہل شرف خاک کف پای تو باد و حسب الحکم والا و مطیع رای کے
رواج دین اسلام کی بابت کوشش کی گئی خداوند تعالی کے فضل سے نہایت و مرحمت سے تمام
اہل جابلقا کی ایسی توفیق آسمانی رفیق ہوئی کہ تمام سبھا نے اسلام مین داخل ہوئے اب جو کچھ حکم والا ہو اسکی تعمیل
واجب سمجھی جاوے حمزہ ثانی نے کہا اے دلاور زمان و بہادر دوران سہ چشم بد ان زجاہ جلال تو دور باد
در دولت تو اہل جہان را سرور باد ہو اب اُن گبرون کی بھی خبر لینا چاہیے کہ جو بسبب خوف کے طلسم تاریخ
مین چلے گئے ہین در شہر دو دولت و دین حق سے محروم ہین چاہئے شہزادہ بدیع الزمان نے قبول کیا اور
تجویز تمام سامان سفر کیا کہ دوسرے ہی روز وہان سے بجانب طلسم تاریخ روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع
منازل لب جو پہونچا حامی دین سبحانی جناب حمزہ ثانی نے بھی کوچ کرکے قریب لب جو قیام کیا دیکھا ایک
دریا ہے مختصر جسکا پانی نہایت صاف و سفید ہو پانی کے ساتھ بکثرت تاریخ رواں ہین تمام لشکر شاہی
دریا کنارے تماشا دیکھتا بالعرض نے چند تاریخ پانی سے نکال لیے اور متعجب ہوکے کہا کہ فلان [illegible]
کیا خوشنما تاریخ ہین انکا ذائقہ نہین معلوم کیسا ہو کسی نے کہا چکھو تو ذائقہ کا حال معلوم ہو کسی نے کہا خبردار
ابھی کھانا نہین معلوم انکا اثر کیا ظہور مین آئے یہ سمجھ سکتا ہو کہ یہ تاریخ طلسمی ہون کسی نے کہا کیا یہ تاریخ کسی آدمی کے
بنائے ہوئے ہین طلسمی ہین درخت کے ہین اس سے اور طلسم سے کیا نسبت تھی کہ ایک لشکری نے ایک تاریخ
[illegible] اسکو دیکھ کے دوسرے نے بھی چکھا بس پھر تو تاریخ خوری شروع ہو گئی فی الحقیقت وہ تاریخ خاص ایک
خاصیت رکھتے تھے جسکے سبب سے جس نے تاریخ کھایا دیوانون کی طرح بکنے لگا کسی نے گانا شروع کیا الٹا پلٹا
جانے خدا سے کوئی کہتا تھا [illegible] آسمان مین کوئی چیخ چیخ کے کہتا تھا اے ہے آنکھ [illegible] کیا فضول
بکتا تھا [illegible] کوئی کہتا تھا واہ کیا کہنا ہے غرضیکہ سب حماقت کی گفتگو اور خرافات کے تو ہے ہو [illegible] غرضکہ
اسی طرح ہر ایک نے فضول بکا تھا اور قول و فعل دونون کا انتظام نہ رہا یہ تماشا دیکھ حمزہ ثانی کو بھی سخت تردد ہوا
خواجہ والا گہر خواجہ گرامی دریا دل خواجہ سیاوش کو طلب کیا انہون نے اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا اے دانا
رموز فضل و کمال و اے عالمان علوم حقیقت حال و اقبال اپنے بدر الدین کے روزنامچہ سے اس بات کو دریافت
کرو کہ یہ لشکر جو دیوانہ ہو گیا ہی اسکا اصل سبب کیا ہی اور [illegible] یہ بار دیگر اپنی حالت اصلی کی طرف عود کرینگے
یا اسی طرح دیوانہ وار خود رفتہ رہینگے خواجہ زادون نے روزنامچہ کو دیکھا اور بعد استخراج امور مستفسرہ عرض کی کہ
اے مبارک [illegible] شاہی کہ حاصل [illegible] اختران سعادت [illegible] لشکر کے دیوانہ ہونے کا سبب
وہی تاریخ ہین اگر انہین تاریخ کے پوست ان دیوانون کو کھلائے جائین تو اپنی اصلی حالت پر آجائین حمزہ ثانی نے
اُن دیوانون کو پوست تاریخ کھلانے کا حکم دیا جس سے سب کے حواس درست ہوگئے حمزہ ثانی نے پھر [illegible]
جمع کیا اور کہا اے دلاورو ہم یہان گبرون کی خبرگیری کے واسطے آئے ہین اور اُن گبرون کی خبرگیری اس طلسم
کے [illegible] ایسا ہی جو اس طلسم کو فتح کرکے بہت کو مضبوط باندھ سکتا ہی
ہم پہونچا سکتا ہی تاکہ دین اسلام انکو تعلیم کیا جاوے [illegible]
[illegible] آتش [illegible] جانثار [illegible] چار سو [illegible] کو ہمراہ
کیا خواجہ زادون کی ہدایت کے موافق [illegible]

بدیع الزمان کی نوبت آئی اور یہ شہزادہ بھی جب داخل طلسم ہوئے مفقود الخبر ہو گیا پھر خواجہ زادہ صالح کی ہدایت سے
ہفت قفل ہدد ملک قاسم بھیجا گیا جیسا کہ شروع کتاب میں اسکا ذکر ہو چکا ہے غرض بار بار یہ شمار سے سمجھ کے اختصار پر اکتفا کی راوی کہتا ہے کہ
ایک ہزار دو سو ستر بادشاہ اور پانچ سو پچاس گردن کش اور ستائیس فرزندان امیر والا تبار پہلے ابجد و پیکر کے روانہ ہو
سلیمان ثانی اُس درہ طلسم میں چلا جاتا تھا اکیس روز تک راہ طلسم طی کی ایک مقام پر دیکھا کہ چند نازنینان حور وش
پانی بھر رہی ہیں جونہی انکی نظر سلیمان ثانی پر پڑی سب نے پکار کے کہا اے جوان نادان کہاں چلا جاتا ہے تجھکو خبر نہیں
ہفت کہ تیری جان ضائع ہو جائیگی خیریت اسی میں ہے کہ جس طرف سے آیا ہے اسی طرف پھر جا ورنہ عنقریب تجھ میں طاقت
بازگشت نہیں رہیگی آگاہ ہو اے جوان ہم جو تجھ سے کہتے ہیں تیری دوستی کی راہ سے کہتے ہیں نہ کسی اور غرض سے سلیمان
ثانی نے کہا اگرچہ اس مقام پر پہونچ کے کوئی واپس نہیں جا سکتا لیکن میں خود اس مقام سے واپس جانے کا
ارادہ نہیں رکھتا اُن نازنینوں نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہے تو کچھ سامان اکل و شرب اپنے ساتھ لے لے سلیمان ثانی
کہا جو کچھ میں اپنے ہمراہ لایا ہوں وہ موجود ہے اس سے زیادہ سامان لینے کو واپس نہیں جاؤنگا پس وہ نازنین
نظر سے غائب ہو گئیں سلیمان ثانی آگے بڑھا اور تین روز تک اور چلتا رہا یکایک دور سے ایک باغ دکھائی دیا
سلیمان ثانی قریب اُس باغ کے گیا چند درخت نارنج کے دیکھے جنکے نیچے فرش پاکیزہ و مکلف بچھا ہے ہر درخت میں
پانچ سات سات قفس ہائے مرصع آویزاں ہیں جن میں خوش رنگ و خوش آہنگ جانور چہچہا رہے ہیں فرش پر ہر درخت
کے نیچے قریب خوش رنگ مختصر قالین بچھے ہیں اور مقام صدر میں وسیع و پر تکلف قالین پر ایک نازنین سراپا
حسن و ناز ہزار کرشمہ و انداز سے بیٹھی ہے اور چار سو نازنیناں سنبل موئے اُسکے گرد بیٹھی ہیں اور بیچ میں اُن نازنینوں کے
نارنج کا ڈھیر لگا ہے اور ایک ایک نارنج سبکے ہاتھ میں ہے اُس نازنین صدر نشین نے یکایک سلیمان ثانی کو دیکھا اپنی
جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور باواز بلند کہا اے جوان تو کون ہے اور کیونکر یہاں تک پہونچا سلیمان ثانی نے بغور
اُس نازنین کو دیکھا اور کہا صاحب تم کون ہو اور کس واسطے میرے نام و نشان کو پوچھتی ہو اُس نے کہا میری
کوئی غرض نہیں ہے البتہ اسواسطے پوچھا کہ یہ مقام خونخوار ہرگز کسی کے وارد ہونے کے قابل نہیں ہے اگر نادانستہ
یہاں وارد ہونے کا اتفاق ہو گیا ہے تو پھر جا اب آگے قدم نہ بڑھانا سلیمان ثانی نے کہا سبحان اللہ اسقدر کوشش
کے بعد تو یہاں تک پہونچا ہوں اور پھر یہاں سے واپس چلا جاؤں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اُس نازنین نے کہا واپس
چلا جا دیدہ و دانستہ مبتلائے بلا ہونا ہرگز قرین عقل نہیں ہے تو نہیں جانتا یہاں انواع و اقسام کے واقعات طلسمی
درپیش ہونگے جنمیں مطلق عقل کو دخل نہوگا سلیمان ثانی نے کہا اے تاجدار اقلیم دلبری و دلربائی تو مجھے بیکار بحث
و سوال سے متعرض ہوتی ہے میں خاص اسی طلسم کے فتح کرنے کا تہیہ کیے ہوں اگر واقعات طلسمی پیش آئینگے باشد مجھکو
کچھ تردد نہیں ہے اُس نازنین نے کہا پھر تو الٰہی میں نے تجھکو سمجھا دیا یہ کہا اور اپنے ہاتھ کا نارنج آسمان کی طرف
پھینکا اُسکو دیکھ کے تمام نازنینوں نے اپنے اپنے ہاتھ کے نارنج جانب آسمان پھینکے بمجرد اس حرکت کے ایک شور
و غل اُٹھا اور زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا سلیمان ثانی گھبرایا اور دل میں کہا خداوندا تو ہی اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان ہے
دیکھیے اس تاریکی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے تھوڑی دیر تک وہ تاریکی رہی بعدہ روشنی ہو گئی سلیمان ثانی نے غور سے
دیکھا اپنے کو ایک باغ میں دیکھا جس میں درختان نارنج بکثرت ہیں اور سامنے سے
کہا [illegible] زنگی نے آتے ہی ہاتھ میں چپاق
کیوں جی تم یہاں کیوں آئے ہو سلیمان نے کہا خوب کیا جو ہم آئے

بیکار پوچھتے ہو سلیمان نے کہا مین بھی اپنی خوشی سے چلا آیا تو بھی بیکار پوچھتا ہی زنگی نے کہا اچھا آئے تو آئے اب کب جاؤ گے سلیمان نے کہا مین ہرگز نہین جاؤنگا اور کبھی نہین جاؤنگا زنگی نے کہا اگر نہین جاؤ گے تو ان چرخون سے تاریخ چنو سلیمان نے کہا مین تاریخ چننے تو آیا نہین ہون اگر ایسی ہی ضرورت تاریخ چنوانے کی ہی تو کوئی مزدور بلوا دیجیے کام ہمارا نہین ہی زنگی بولا ضرور چنو گے اور کہا اپنی خوشی سے نہ چنو گے پس کہدیا جلدی چنو سلیمان ثانی بھی درست ہو گئے اسکے روبرو کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ سر تو بکتا کیا ہی ہم ہرگز تاریخ نہین چننیگے زنگی یہ سنتے تمام قریب سلیمان کے آیا اور اس تیزی سے وہ چماق سلیمان پر مارا کہ سلیمان کو مطلق خبر نہوئی کہ اس زنگی نے کب ہاتھ اٹھایا اور کب قریب آیا طرفہ تر یہ کہ پہلے تو سلیمان تہیہ کیے ہوئے تھا کہ ہرگز تاریخ نہ چننگے لیکن چماق کی ضرب کھاتے ہی کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ بے اختیار زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ اے شاہ زنگیان توقف کر اور ہاتھ کو روک جو کچھ تیرا حکم ہوگا اسکو بجا لائنگے زنگی نے کہا بس یہی حکم ہی کہ تاریخ چنو اور ایک مقام کا نشان دیا کہ یہان تمام تاریخون کا ڈھیر لگاؤ سلیمان اپنے ہمراہیون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا بھائیون کیا دیکھتے ہو ان تاریخون کو چنو ان سبنے انکار کیا اور کہا اے سلیمان تم مزدورون کا کام کرو ہمسے امید رکھو وہ زنگی ان سب کے قریب گیا اور کہا تم بھی تاریخ چنو انھون نے کہا اسکا عوض ہمکو کیا ملیگا زنگی بولا عوض مزدور کو ملتا ہی تم سب مزدور نہین ہو سب نے کہا جب ہم مزدور نہین ہین تو کیون تاریخ چننے کی فرمایش کی جاتی ہی زنگی بولا یہان پہنچنے کا یہی نتیجہ ہی کہ تم مزدور ہو انھون نے کہا ہرگز نہین چننگے زنگی نے ان کو بھی ایک ایک چماق مارا بس جسپر چماق پڑا اسنے کہا فوراً اچھا ہم تاریخ چننے کو موجود ہین چنانچہ سلیمان ثانی بمع ہمراہی تاریخ چننے مین مصروف ہوا پھر بدیع الزمان کی نوبت آئی اس زنگی سے انکا بھی سامنا ہوا اور بعد گفت و شنید بسیار چماق کی نوبت آئی آخر الامر بدیع الزمان بھی مع ہمراہی تاریخ چننے مین مصروف ہوئے کہانتک بالتفصیل ہر ایک سردار و فرزند امیر کے اس مقام پر وارد ہونے اور تاریخ چننے کا حال مذکور ہو خلاصہ یہ کہ سب ہی یہان سے اور سبنے اپنی باری آکے بہت کچھ غرفش کی لیکن انجام یہی ہوا کہ سب تاریخ چننے کے واسطے مجبور ہوئے حتی کہ جناب حمزہ ثانی ظل سبحانی بھی خواجہ زادون کے مشورہ سے اس طرف وارد ہوئے پہلے تو وہان بہت کچھ گفت و شنید کی نوبت آئی جہان وہ نانہ نہین چار صد نازنینون کے ساتھ بیٹھی تھی حمزہ ثانی کو اسے اپنے واحترام کا خیال تھا مگر وہ نازنین صدر نشین اسیطرح بیٹھی رہی جس طرح سلیمان ثانی سے پیش آئی تھی زنگی کا سامنا ہوا تو اس زنگی کو تنا تھا کہ زیادہ گویائی نہ کرو تاریخ چنو اور اس مقام پر ڈھیر کرو حمزہ ثانی نے کہا کہ مین ہرگز مزدورون کا کام نہین کرونگا آخر الامر چماق کی نوبت آئی انھون نے بھی اسیطرح کہا کہ اے شہنشاہ زنگیان جو کچھ حکم کرو اسکی تعمیل مین مجھکو کچھ عذر نہین ہی اس زنگی نے کہا تاریخ چنو اور اس جگہ ڈھیر کرو حمزہ ثانی بھی مع ہمراہی تاریخ چننے مین مصروف ہوئے

اب ان تمام سرداران و فرزندان امیر کو مع حمزہ ثانی ظل سبحانی کے تاریخ چننے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور شہزادہ والا قدر بدیع الملک دلاور کا حال خیریت اشتمال قلمبند ہوتا ہے

بیا تو بخور رشید کن ہم رکاب	مئی لعل در جام گلگون بریز	[illegible]
نگل آفتاب گل ماہتاب	شب و روز روز دستہ از رخ	[illegible]
مخور غم کہ فردا ست یوم الحساب	ادای زاہد امروز می نوش کن	[illegible]
[illegible]	بقول تو گر می حرام آمدہ	[illegible]

اگر تمھارے طلسم کے خواستگار ہو تو کوئی نشانی مجھکو دو تاکہ ہمکو تمھارے طلسم لینے کا مستحق سمجھوں کوئی دعوے
صحیح نہیں ہوتا جبتک کہ اُسکی دلیل پیش نہ کیجاوے بدیع الملک نے کہا ای بزرگ یہ دو گواہ میرے
ساتھ ہیں جو کچھ منظور ہو اُن سے پوچھ لو پیر مرد نے کہا ای جوان تو بالکل نادانوں کی طرح باتیں کرتا ہی یہان
گواہی کی مطلق ضرورت نہیں ہی دو نہیں دو سو گواہ ہوں ہاں اگر کوئی نشانی تیرے پاس ہو تو اُسے پیش کر
بدیع الملک نے سر سے پگڑی اُتاری اور خال سبز در رگ ہاشمی کو دکھا کے کہا ای بزرگ اس سے زیادہ
نشانی کیا ہوگی اور اگر اور بھی نشانی کی ضرورت ہو تو میرے خط و خال و شکل و لبس اور کیا چاہتے ہو پیر مرد نے
چین بر جبین ہو کے اور شاہزادہ کو بنظر تیز دیکھ کے کہا واہ تم عجب طرح کے مرد آدمی ہو سوال از آسمان
جواب از ریسمان ہم کچھ کہتے ہیں تم کچھ تقریر کرتے ہو میں صریحی نشانی تمھارے طلسم پانے کی مانگتا ہوں تمنے
پگڑی اُتار کے سر کے نشانوں اور رگوں کو دکھانا شروع کر دیا میں کیا جانوں کہ خال کیسے اور خط کیسا اگر
سچی نشانی لاؤ جو مجھے تمھارے طلسم طلب کرتے شاہزادہ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا دیے اور پیشانی کی
طرف اشارہ کر کے کہا ہاتھوں کی اور پیشانی کی لکیروں کو دیکھ لو اور ان لکیروں سے استخراج کر لو اگر میں تمھارے
طلسم پانے کا مستحق ہوں کیونکہ تم رمل و نجوم وغیرہ کے علوم سے بخوبی آگاہ ہو اس پیر مرد نے اس مرتبہ اپنی نظر
نیچی کر لی اور کہا اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی لکیرین کسی اور کو دکھاؤ میں نہیں پہچانتا نشانی لاؤ اسی طرح شاہزادہ نے
متعدد نشانات دکھائے مگر اس پیر مرد نے کسی نشان کو قبول نہ کیا مہتر شاپور نے کہا شہریارا اب یہاں توقف
بیکار ہی یہ بزرگ ہرگز کچھ نہ دیگا شہزادہ وہاں سے روانہ ہوا قریب گنبد کے آیا دیکھا دروازہ گنبد میں
ایک بھاری قفل لگا ہی اور بالائے گنبد اور دروازہ کے اوپر یہ عبارت لکھی ہی کہ بغرض آگاہی صاحب
ضرورت اطلاع دیجاتی ہی کہ اصل مقصود شکستندہ طلسم کا اس گنبد کے اندر موجود ہی شاہزادہ بدیع الملک
اس عبارت کو پڑھ کے بہت خوش ہوا اور شاپور سے کہا برادر اس قفل کے توڑنے کی کوشش کرو
شاپور نے بقوت تمام اس قفل کو گرفت میں لا کے دو تین مرتبہ حرکت دی قفل نہ کھلا پھر نوفل بڑھا اور اُسنے
بھی زور آزمائی کی پھر بھی قفل نہ کھلا جب سب اپنی اپنی باری زور آزمائی کر چکے اور قفل بجنسہ بند رہا بدیع الملک نے
کہا ہاں اب میری باری ہی یہ کہکے قفل کے قریب آیا اور مستحکم گرفت میں لا کے اور اللہ اکبر کہکے جو زور کیا قفل
شکستہ ہو کے دو حصے زمین پر گر پڑا شاہزادہ نے اس گنبد کا دروازہ کھولا مع یاران ہمراہی اندر داخل ہوا
اُسی ایوان اور اُسی حوض کو دیکھا کہ طاؤس زرین و خوش قطع حوض کے فوارہ پر بیٹھا ہوا رقص کر رہا ہی شاہزادہ
جست مار کے اس حوض میں کودا اور قریب فوارہ پہونچ کے فوارہ کو گرفت میں لایا اور بقوت دست و
بازو فوارہ کو حوض سے نکال لیا اور حوض کے کنارہ پھینک دیا چونکہ مہتر شاپور اور نوفل دونوں حوض
کے کنارہ کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے جب وہ فوارہ حوض سے نکل آیا دفعتاً تمام پانی حوض کا غائب
ہو گیا اور ایک دروازہ اندرون حوض نمودار ہوا شاہزادہ نے دروازہ کو کھولا اندرون دروازہ نقب دکھائی
دی شاہزادہ نے شاپور اور نوفل اپنے یاران ہمراہی کو بلایا اُنھوں [illegible] تامل کیا شاہزادہ نے اصرار کیا
تو لوگ تامل کیوں کرتے ہو بلا تکلف چلے آؤ سب [illegible]
شاہزادہ کے قریب [illegible] شاہزادہ ان سبکو اپنے
پہونچا اور راہ نقب طی کر کے باغ میں نکلا اور سیر گلگشت

جنوب کبھی جانب شمال تھی کہ سیر باغ کرتا ہوا اُس قصر کے قریب پہونچا کہ جہاں چار سو پریزادیں بیٹھی تھیں لیکن اس مرتبہ
اُن پریزادون کو بہ نسبت قبل کے پریشان دیکھا اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب مجروح بھی ہیں حیرت ہوئی
اُن پریزادون نے جو شہزادہ کو دیکھا بہت منغص ہوئیں اور بہ آواز کہا ای جوان نادان تو کیون بار دیگر اس طرف آیا
تو یہان سے چلا جا سچ کہا ہی کہ اُسی دوستان دشمن ہزار درجہ بہتر ہی جو دانا ہو سے صحبت سفلہ چو انگشت نماید
نقصان ۞ گرم سوزد بدن و سرد کند جامہ سیاہ ۞ شاہزادہ بدیع الملک کو اُن پریزادون کی اس تقریر سے
اور زیادہ حیرت ہوئی کہا اے مہجبینو مین نے کیا ایسی نادانی کی جو تم میری مذمت کرتے ہو اُن پریزادون نے کہا
اس سے زیادہ تیری نادانی کیا ہوگی کہ پیشتر ہی سے ہم گرفتار بلا ہیں تیری ہمدردی سے اب ہم اس حال کو پہنچے جو تو
دیکھ رہا ہی شاہزادہ نے کہا مفصل کہو یہ حال تمہارا کس سبب سے ہوا ہی پریزادون نے کہا جس روز سے کہ تجھکو
جبار اُٹھا لے گیا ہر روز وہ ظالم ہمیں زد و کوب کرتا ہی اور سخت اذیت پہونچاتا ہی اور ہم سے کہتا ہی کہ ای بدبختون تم نے
بدیع الملک کو مشورہ دیا کہ وہ مجھکو ہلاک کرے اور میری ہلاکت کی تدبیر بھی تمھی نے بتائی ورنہ اُسکو کیا معلوم تھا
اور کیا جان رکھتا تھا کہ میری ہلاکت کے درپے ہو سکتا ای جوان اگرچہ جبار دیو تجھکو لے گیا مگر پھر بھی اُسکے دست
جبر سے رہا ہو گیا کہ بار دیگر یہان آیا ہم آج تک اس رہائی کی سزا مین مبتلا ہیں بیان کر کہ جبار کے ہاتھ سے
کیونکر رہا ہوا اور اس مدت تک کہان کہان پھرا اور کیا کیا واقعات پیش آئے اور اب کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے
از اول تا آخر اپنی کیفیت بیان کی اور کہا اول مرتبہ تو بیشک مجھ سے غلطی ہو گئی اب جو تم کہو گی اُسپر عمل کرونگا اُن
پریزادون نے کہا مَن جرّب المجرّب حلّت به الندامة ہمکو خوف ہی کہ بار دیگر بھی اگر تو نے غلطی کی تو شاید جبار دیو
کے ہاتھ سے تو زندہ نہ رہے بدیع الملک نے کہا تم مطمئن رہو انشاء اللہ اس مرتبہ غلطی نہ ہوگی پریزادون نے کہا
خیر تجھے اختیار ہی اب جبار دیو آتا ہوگا تجھکو چاہیے کہ اُسکی تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لے اور پھر اُس موذی کو
فرصت نہ دے بلکہ تمام اُسکی کمر پر وار کر جب وہ ہلاک ہو جائیگا اور ہم اس مصیبت سے رہا ہو جائینگی ہم وعدہ کرتی
ہیں کہ اپنے ملک مین پہونچ کے اور اپنا لشکر فراہم کرکے جنگ شیران مین ہم تیری مدد کرینگی ہنوز یہ باتین ہو رہی
تھیں کہ ہوا سے تند چلی اُن پریزادون نے کہا ای جوان ہوشیار ہو جا وہ موذی آتا ہی یکایک ہوا سے آسمان سے
جبار آیا اور بدیع الملک کو دیکھ کے کہا ای احمق گرفتہ انسان تو بار دیگر یہان آیا اس مرتبہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا اول مرتبہ
تو خیر تیری جوانی پر مجھکو رحم آگیا تھا جو مین نے تجھکو زندہ و سلامت چھوڑ دیا اس مرتبہ ان بدبختون کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا
جنکی ہدایت سے تو نے میری ہلاکت کا سامان مہیا کیا تھا اگرچہ تو باین قلیل العقلی و کم سنی بہت دلیر تھا مع ہذا تو نادان
بھی ہی جو تو غافل ہو گیا تھا خیر اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی شہزادہ نے کہا او مغرور اگرچہ مین اول مرتبہ غافل ہو گیا تھا
لیکن اس مرتبہ تیرا تو میرے ہاتھ سے زندہ رہنا دشوار ہی جبار دیو نے چاہا کہ شہزادہ پر تیغ کا وار کرے بدیع الملک نے
نہایت چستی سے اُس تیغ کا قبضہ مع بند دست مضبوط گرفت مین لایا اور بزور دست ایسا زور ایسا فشار دیا کہ وہ تیغ
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری بدیع الملک نے اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا اور دوڑ کے وہ تیغ اپنے قبضہ مین لایا
جبار دیو [illegible] خوف زدہ ہو کے وہان سے غائب ہو گیا شہزادہ نے [illegible] کے دیکھا جبار کو
[illegible] سلامت کھولی اور کہا ای جوان [illegible] بالکل نادان ہی [illegible] کیا گیا [illegible]
[illegible] نے کہا تم سب بیکار خفا ہو [illegible] جبار [illegible]
[illegible] اس تیغ کو اٹھا نہ سکا [illegible] بیان ہو چکا [illegible]

تو کیا کر سکتا تھا انجام یہ ہوتا کہ یہ تیغ بھی میرے ہاتھ سے آ تی ہر شہزادہ نے کہا خیر گذشت انچہ گذشت اب بجز لی ہوشیار
رہ ایسا نہو کہ اس مرتبہ بھی تیغ ہاتھ سے نکل جاوے بدیع الملک بکمال ہوشیاری اُسی جگہ مقیم رہا راوی کہتا ہی
کہ جبار دیو کی موت ازانکہ اُسی تیغ کی ضرب سے مقرر تھی اور وہ بھی بجز لی آگاہ تھا بدین وجہ اُس تیغ کے ہاتھ سے
نکل جانے کے سبب سے بدحواس ہو گیا اور ہر چہار جانب دوڑتا پھرتا تھا اور طرح طرح کی تدبیرین سوچتا تھا
کہ کسی طرح وہ تیغ ہاتھ آ جاوے چنانچہ دو مرتبہ بدیع الملک کے پاس بھی آیا کہ شاہزادہ کو غافل پاکے تیغ لے جا
مگر موقع نہ پایا اور شاہزادہ اول مرتبہ اپنی غفلت کی سزا پا چکا تھا نہایت ہوشیاری سے وہان مقیم تھا مزید بران
وہ ہر بزرگ ہوشیاری کے بارہ مین تاکید کیے جاتی تھین جب جبار دیو کی سمجھ مین کوئی تدبیر تیغ دستیاب ہونے کی
نہ آئی گھبرایا ہوا اپنی محبوبہ کے پاس آیا جسکا نام معنبر جادو تھا اُسنے نہایت بدحواس دیکھ کے حال پوچھا جبار
دیو نے کہا اے آرام جان وای راحت روح دیوان کیا حال پوچھتی ہے معنبر سب تو بے ہوش ہو گئی کہ جبار ہلاک ہو گیا
اور اُسکا گوشت و پوست جانوران صحرائی کھا گئے معنبر جادو نے کہا آخر مفصل بیان تو کر کیا ایسا سبب واقع ہوا
جو تجھکو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا جبار نے کہا ایک آدم زاد اس مقام مین وارد ہو گیا ہے نہین معلوم کس قسم کا
انسان ہے کہ دیو زاد کے مقابلہ مین سر بسر ہو جاتا ہی اول مرتبہ بھی اُسنے میری تیغ مجھسے چھین لی تھی مگر میرا طالع یاور تھا
وہ وہ تیغ مجھکو مل گئی اس مرتبہ پھر وہ آدم زاد آیا ہی اور میری تیغ پھر مجھسے چھین لی اور اے معنبر راحت دل و جگر میرا
ہلاک ہونا اُسی تیغ سے مقرر ہی اگر وہ تیغ میرے ہاتھ سے نکل نجاتی تو مجھکو کسی طرح کا خوف نہ تھا اگرچہ وہ آدم زاد
کیسا ہی زبردست و زور آور ہوتا معنبر جادو نے متعجب ہوکے کہا واہ تو دیو زاد اور وہ جوان آدم زاد تو بھی
تو اُسکے مقابلہ سے عاجز ہو رہا ہے کہ اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اگر اُس تیغ سے تیری ہلاکت مقرر ہی تو تو نے وہ تیغ
اُسکو کیون دیدی جبار نے کہا اے آرام جان کوئی بھی اپنے کو دیدہ و دانستہ ہلاک کرتا ہی اُسکے مقابلہ مین ایسا ہی
عاجز ہو گیا جو تیغ میرے ہاتھ سے نکل گئی معنبر جادو نے کہا اچھا وہ کہان ہے مین جاتی ہون اور اُس آدم زاد کو
گرفتہ و بستہ کرکے تیری خدمت مین حاضر کرتی ہون جبار دیو نے کہا وہ طلسم مین موجود ہی اور اے معنبر وہ جوان
تنہا نہین ہے دو رفیق بھی اُسکے ہمراہ ہین معنبر نے کہا وہ رفیق بھی آدم زاد ہی ہین یا کوئی اور ہین اُسنے کہا ہان وہ بھی
آدم زاد ہی ہین میرے خیال مین تو غیر ممکن ہے کہ تو اُس آدم زاد کو گرفتہ و بستہ کر لاوے کیونکہ جب مین اُسکے
مقابلہ مین ایسا ہو گیا تو تیرا سر بسر ہونا کب عقل مین آتا ہی اُسنے کہا خیر اب تو مین جاتی ہون یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوکے
داخل طلسم ہوئی تو دیکھا واقعی تین آدم زاد اُس قصر مین موجود ہین دروازہ قصر پر قیام کرکے معنبر نے دستک دی
ایک جادو نہایت مشکل صورت اُڑتا ہوا آیا اور کہا اے معنبر کیا حکم ہے معنبر نے کہا اے بہران جادو اس قصر مین سے ایک چیز مجھکو
لینا ہے تو اپنا عمل کر بہران جادو اوڑا اور اُس قصر کے گرد تین بار پھرا کیے دفعتاً تمام قصر مین تاریکی ہو گئی معنبر
جادو قصر مین گئی اور اُس تاریکی مین سبکی نظر سے پوشیدہ نوفل کو اُٹھا لیگئی اور کہا اے جبار یہ آدم زاد موجود ہی جسطرح
تیرا دل چاہے اُس سے پیش آ جبار دیو نے نوفل کو دیکھ کے کہا اے معنبر یہ آدم زاد وہ نہین ہے جسنے تلوار لے لی ہے
بلکہ یہ اُسکا رفیق ہے معنبر جادو پھر وہان سے طلسم مین آئی دستک دی بہران جادو موجود ہوا اور کہا کیا حکم ہے
معنبر جادو نے کہا پھر مجھکو طلسم سے ایک شے لینے کی ضرورت ہے جادو ... تا ... کے ... تاریکی کر ...
اس مرتبہ معنبر جادو شاہزادہ شہر دل کو لائی اور کہا دیکھ یہ آدمی ...
یہ بھی اُس آدم زاد کا رفیق و ہمدم ہے اس سے بھی مجھکو کچھ غرض ...

تو کام سے نکلے معشر جادو چھپ گئی تا کہ شہزادہ بدیع الملک کو اٹھا لاوے وہان اتفاق قضا و قدر سے رنگ دگرگون ہوگیا اشعار

دوران کہ بصد طلسم سازیست	در پردهٔ او ہزار رازیست	از پردہ کاین طلسم خیالہ
صد رنگ بر آورد زمانہ	نیرنگ قضاست نقش پردازی	تا دیدهٔ عبرتی کشد باز ❊ یعنی جون ہی معشر جادو

کی نظر بدیع الملک کے جمال جہان آرا پر پڑی ہزار جان و دل فریفتہ ہوگئی بیتابانہ شہزادہ کے قریب آئی پاؤں سر پر رکھ دیا شہزادہ نے متحیر ہوکے اسکی صورت دیکھی اور بے اختیار زبان سے نکلا تو کون ہی ہٹ اودھر سے معشر جادو بدیع الملک کے پاس سے علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور دست بستہ کہا کہ اے شہریار بہ فلک اقتدار سکندر سے ہون تیرے ہزار بندہ ہو ❊ یہ شوکت یہ اقبال دایم رہے ❊ صدا تو زمانہ مین قایم رہے ❊ میرا نام معشر جادو ہی اور مین جبار دیو کی مطلوبہ ہون اور جبار وہ دیو ہی جسکی تیغ تو نے چھین لی ہی آسنے مجھسے اس حال کو بیان کیا مین نے اس سے وعدہ کیا کہ مین اس جوان کو گرفتہ و بستہ کر لاؤن کی چنانچہ وہ اسیدون کو عالم تاریکی مین یہان سے اسکے روبرو لیگئی اسنے ہر ایک کی صورت دیکھکے کہا کہ یہ اس جوان کا رفیق ہی اب تیرے گرفتار کرنے کو آئی لیکن جب تیری صورت زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہوگئی اب تیری خدمت مین حاضر ہون جو حکم ہو آسے بجا لاؤن اگر اس طلسم مین تجھے کسی طرح کی مدد کا طالب ہو حکم کر مین ابھی مدد کرنے کو موجود ہون بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ مین ہرگز تجھسے کسی طرح کی مدد کا خواہان نہین ہون خدا اسکے پاس بس ہی ان اللہ علی کل شئی قدیر علاوہ اسکے مجھے اس بات کا بھی خیال ہی کہ اگر مین تجھسے کسی کام کی فرمایش کرون تو اسکے عوض مین تجھسے امید وصال کی رکھیگی مین مرد مسلمان ہون مجھکو کسی جادوگرنی سے اختلاط ہرگز پسند نہین جا اپنا کام کر اور مجھکو یہان سے لیجانے کا ارادہ ہی مین مانع نہین اگر تجھسے ممکن ہو بلا تکلف مجھکو لیجا معشر جادو نے کہا اے جوان تو میری نسبت اور کسی طرح کا گمان نہ کر مین واقعی تیری شیفتہ ہون اب جبار کو پاپوش کی برابر بھی نہین سمجھتی تیرا حکم بجا لانے کو دل و جان سے حاضر ہون اگر تیرا یہ خیال ہی کہ مین کسی وقت تجھسے خواہان وصال ہونگی مین وعدہ کرتی ہون کہ بغیر مرضی تیرے ہرگز خواہان وصال نہونگی البتہ تیرے دیدار فرحت آثار سے دل خوش کرنے پر اکتفا کرونگی شہزادہ نے کہا واقعی مین جو کچھ کہونگا اسپر عمل کریگی آسنے کہا سر آنکھون سے شاہزادہ نے کہا اگر جبار دیو ہی کی نسبت تجھکو کچھ حکم دون تو بھی اپنا رفیق سمجھکے رعایت کریگی معشر جادو نے کہا ہرگز نہین رعایت کرونگی ہان فرماؤ کیا مطلب ہی بدیع الملک نے کہا پہلا مطلب میرا تو یہی ہی کہ جبار دیو تک مجھکو پہونچا دے تاکہ اسکو قتل کرون اور طلسم فتح ہو دوسرا مطلب یہ ہی کہ مین اپنے رفیقون کو بکمال کوشش یہان تک لایا ہون دو مرتبہ کی تاریکی مین وہ دونون غائب ہوگئے مجھکو کمال تردد ہی کوئی ایسی سبیل کر کہ وہ دونون رفیق مجھ تک پہونچ جائین یہ مقام طلسم ہی ایسا نہو کہ ان دونون کو یہان کسی طرح کا گزند پہونچے معشر نے کہا شہریارا مطمئن رہو جبار دیو اور وہ دونون رفیق میرے یہان موجود ہین میرے یہان چلو اور بلا تکلف جبار کو قتل کرو اور ان دونون رفیقون کو وہان سے لے آؤ اس طرف پریزادون مین باہم سرگوشی باتین ہونے لگین جس سے شہزادہ کے دل مین شک پیدا ہوا ... باتین کر رہے ہوا انھون نے اشارہ سے شاہزادہ کو قریب ...

... جادو تجھ اپنا شیفتہ ہونا ظاہر کرتی ہی مگر اسکے باطن سے ... یہان لیجا اور وہان بدی کری ہمارے نزدیک ... اختیار بدست تمھارا اور اگر ہمارا مشورہ درست ہو اور بجا ہو

خیال کرسکتے ہو کہ یہ سچے دل سے کہتی ہی کہ مین فریفتہ ہون اور بالفرض اسنے مکر و فریب بھی اسکے گھر مین کی
تو کچھ بندہ نہین ہو سکتی تو چلی جاؤ ہم یہ کہتے ہین کہ جانا تو بہت خبردار و ہوشیار رہنا ای شہریار یہ بھی ہم بتلائے
دیتے ہین کہ تم اس جادو کے گھر مین پہونچ کے جبار کو قتل کرنا تو اسکے بالون مین تلاش کرنا ایک ایک مہرہ نکلیگا
اسے بحفاظت اپنے قبضہ مین رکھنا جب پیر دل انداز کے پاس پہونچا وہ بزرگ تمسے نشانی مانگیگا تم اس مہرہ کو
اسے دیدینا وہ پیر دل انداز تمام تمھارے مطلب تمھارے حوالہ کر دیگا بدیع الملک نے کہا افسوس مجھکو نہین
معلوم تھا کہ وہ پیر مرد مجھسے اس نشانی کو مانگتا ہی وہ جب نشانی طلب کرتا تھا مین ہر ایک عضو کے نشانات کو دکھا دیتا تھا
اور وہ خفا ہو کے کہتا تھا کہ مین ان نشانات کو نہین سمجھتا کوئی نشانی لاؤ ان پیر مرد دون نے کہا شہریار وہ پیر مرد
اسی مہرہ کو مانگتا تھا غرضکہ معنبر جادو و شاہزادہ بدیع الملک کو اپنے یہان اٹھا لیگئی جون ہی جبار دیو
کی نظر بدیع الملک پر پڑی غضب آلودہ آواز سے کہا کہ ای آدم زاد تو نے میری تیغ مجھسے چھین لی تھی
تا کہ مین مجھکو کس طرح ہلاک کردون اور تو اپنے کو بڑا شجاع و دلیر سمجھے ہوئے تھا اب کیونکر میری محبوبہ آرام جان
کے قبضہ مین آگیا معنبر جادو نے کہا او نابکار یہ کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہی توبہ کر کان پکڑ خبردار کوئی کلام
کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا جبار نے کہا یہ تو کیا کہتی ہی کیا تو اس جوان کو ہلاک کرنے کی غرض سے نہین لائی ہی معنبر جادو
نے کہا مین خاص تیرے ہلاک کروانے کو اسے لائی ہون جبار نے کہا ای آرام جان تجھسے مجھکو ایسی امید
نہ تھی معنبر نے کہا اب تو تجھے ایسی ہی امید رکھ کہ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا او نابکار اب تو معنبر جادو
سے کچھ نہ کہہ جو کچھ کہنا ہو مجھسے کہہ جبار دیو نے کہا ای آدم زاد اگرچہ تو نے میری تیغ لے لی ہی پھر بھی کیا کر سکتا
ہی شاہزادہ نے کہا مین یہ کر سکتا ہون یہ کہا اور اسی تیغ بلا نشان سلیمانی کا وار کیا کہ مثل خیار تر دو پرکالہ ہو گیا اور
معنبر سے کہا وہ دونون ہمارے رفیق کہان ہین معنبر جادو نے کہا سامنے کوٹھری مین ہین جو مقفل ہی شاہزادہ
نے قفل کی کنجی مانگی معنبر نے کہا کنجی میرے پاس نہین ہی جبار ہی کے پاس تھی شاہزادہ نے جبار مقتول کی کمر
سے کنجی نکالی قفل کھول کے کوٹھری مین گیا دیکھا نوفل اور شاپور مضمحل ایک طرف سکوت مین بیٹھے ہین شاہزادہ نے
کہا ارے بھائیون یہان بیٹھے کیا کر رہے ہو چلو ان دونون نے کہا شہریار گرسنگی سے حال خراب ہی کچھ
کھانا مرحمت فرماؤ شاہزادہ نے معنبر سے کہا وہ پریزادون سے کچھ کوفتے اور چند روغنی روٹیان اور ایک طرف
مین پانی لائی نوفل اور شاپور نے کھانا کھایا پانی پیا اور شکر خدا بجا لا کے کہا شہریار اگر تھوڑی دیر یہان تشریف
نہ لاتے تو ہم دونون شدت گرسنگی سے ہلاک ہو جاتے معنبر جادو نے کہا ای دلاور والا قدر جبار تیغ کے
چھین جانے سے ایسا بدحواس تھا کہ اسکو خود کھانے پینے کا خیال نہ تھا اور کا کیا ذکر شاہزادہ نے کہا ای
معنبر اب ہم سبکو اسی قصر مین ان پریزادون کے پاس پہونچا دے اسنے کہا شہریار مین تمھارے
فرمانے کے موافق اپنے پر اسنے محبت جبار کے قتل پر راضی ہو گئی یہانتک کہ تم نے اسکو ہلاک کیا
اب میری خاطر سے میری معافی قبول فرماؤ اور دو چار روز یہان استراحت کرو شہزادہ نے کہا ای معنبر مین
پیشتر ہی کہہ دیا تھا کہ اپنے کام کے کسی قسم کے عوض کی مجھسے امید نہ رکھنا پھر کیون مجھسے توقف و مہمانی کی
درخواست کرتی ہی معنبر نے کہا شہریار تم بجا ... خود اور کچھ نہ سمجھ ... کو اس ... اسلیے
... ہون کہ آمد و رفت و جنگ و جدل کی وجہ سے کسل و کاہلی ... کہا
... مرسے اعضا مین کسل و کاہلی نے مطلق راہ نہین پائی ہو ...

اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بکمال ادب و تعظیم شاہزادہ بدیع الملک کو سلام کرکے کہا ای شہریار معظم ذات
والا ای شاہزادۂ بکرم صفات آفرین باد برین ہمت مردانہ و جرأت دلیرانہ مین جو بیشتر سے نشانی نشانی کہہ رہا ہون میری مراد
اس نشانی سے یہی مہرہ تھا جو تمہارے پاس موجود ہی یہان بدیع الملک سے وہ پیر مرد درمل انداز کررہا تھا
یکایک ضیغم جادو مع جادوان ہمراہی وہان آپہنچا جون ہی پیر مرد نے اُسکو دیکھا شہزادہ سے کہا اے جوان اقبالمند ہوشیار
ہوجاؤ اور اس مہرہ کو بکمال ہوشیاری اپنی بغل مین چھپالو تمکو ابھی ان جادوان نابکار سے جنگ کرنا ہی یہ ضیغم جادو
اس قدر جمعیت لیکے خاص اس غرض سے یہان آیا ہی کہ جس طرح ممکن ہو اس مہرہ کو تمسے لے لے اگر یہ مہرہ
تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے گا تو پھر تمکو کبھی وغیرہ ہرگز نہین ملیگی جسوقت ضیغم جادو کے مقدمہ سے فارغ
ہونا پھر اس مہرہ کو لیکر بشرطیکہ تمہارے پاس رہجاے تیرے مجھے دینا اور ای جوان یہ بھی ہم تمکو بتائے دیتے ہین کہ اُسے
جبار دیو کی تیغ بلانشان سے ضیغم جادو کا مقابلہ کرنا ایک اقتدار سے یہ تیغ بلانشان بھی کلید فتح طلسم ہی شاہزادہ
بدیع الملک نے دامن گردا کے چہ فتاد [illegible] کی آستینون کو بھی کہنیون تک چڑھایا تیغ بلانشان سلیمانی کو علم کرلیا
نوفل و شاپور نے کہا شہریار ہمارے بارہ مین کیا حکم ہوتا ہی بدیع الملک نے کہا ای برادر بس یہی حکم ہی کہ ہمارے
ساتھ آؤ اور ان فرساقون کو مارو نوفل و شاپور شیر دل ہمراہ ہوے بدیع الملک لشکر جادوان مین آیا اور تیغ
بلانشان سلیمانی علم کرکے کہا آج کون ہی مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے ضیغم جادو کے لشکر مین ایک
سبع خوک دندان جادو نام آور پہلوان و جادوگر تھا کہ مدت ہاے مدید سے ضیغم جادو کی سرکار مین بیش قرار
وظیفہ پاتا تھا اور ضیغم کو اُسپر بڑا اعتماد تھا جب بدیع الملک نے میدان مین آکے مقابل طلب کیا ضیغم جادو نے
سبع خوک دندان جادو کو بلایا اور کہا ای سبع مدت سے تو ہمارے یہان رہتا ہی اور باوجود وظیفہ بیش قرار کے بجز
خورد و خواب کے کوئی کام متعلق نہین رہا آج سخت واقعہ درپیش ہی کہ یہ آدمزاد جبار دیو کو ہلاک کرکے ہمسے ہم
مقابلہ ہوا اس آدمزاد کا کام تمام کر اور اس سے تیغ بلانشان اور وہ مہرا اپنے قبضہ مین لے سبع خوک
دندان نے چین بر جبین ہوکے کہا ای شہنشاہ جادوان کیا مجھسے ایک ادنی آدم کی فرمایش کرتا ہی آدمزاد سے
مقابلہ کرنا شرم کی بات ہی ضیغم نے کہا ای سبع تیرا یہ خیال بالکل خام ہی اگرچہ وہ آدمزاد ہی مگر یہ تو سمجھ لے کہ وہ
کیسا بلاے بے درمان آدمزاد ہی جس نے جبار ایسے دیو زبردست کو ہلاک کیا اور مہرہ لے لیا جو فتح طلسم کا
کبھی ہو سکتی ہی خداوند بے رنگ کا اگر فضل شامل حال ہی تو یہ آدمزاد تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیگا تو پھر در جا
اور مقابل ہو سبع جادو بکمال استغنا وہان سے روانہ ہوا اور بدیع الملک کے مقابلہ مین آکے کہا او آدمزاد
اجل گرفتہ کیون تیری قضا دامنگیر ہے خداوند جل الجبار کا فضل اپنے شریک حال سمجھ جو میرے دل مین تیری ہلاکت کا
افسوس ہی لا مہرہ اور تیغ بلانشان مجھکو دیدے اور جس طرف سے آیا ہی اُس طرف چلا جا [illegible] خداوند [illegible]
کے پاس مبارک کی قسم کھاتا ہون کہ تجھے ہرگز تعرض نہین کرونگا ورنہ یاد رکھ ایسی [illegible] سے تجھکو
ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرینگے بدیع الملک نے باواز بلند قہقہہ مارا اور کہا اے
ملعون تو کیا ہی وہ کیا ہی [illegible] وہ تیرا خدا [illegible] جل الجبار کیا بلا ہی [illegible] ہی لائق پرستش وہ خالق ارض و سما
[illegible] ہی ماننا ہی [illegible] کہ تم ظلم سے [illegible] فضل [illegible]
[illegible] عالم کا پیدا کرنے والا ہو جو کوئی کہ [illegible] و شدید
پہیا [illegible] کا ارادہ [illegible] کرے وہ حیوان سے بدتر ہی اور

هر دو دو دو مادر ببند و دو دو مچھ میں سے نسبت خدا ہی نہ خورشیدی ستارہ وماہ ٭ کہیں تمام یہ بستی خدا یہ گواہ
خدا وہ ہی کہ جو فہم بشر سے خارج ہی ٭ اوسی کا سکہ قدرت جہان میں رائج ہی ٭ خدا وہ ہی کہ جو پردہ کو زرنگار کرے
ہزار صورت زیبندہ آشکار کرے ٭ خدا وہی ہی کہ بندہ پر جب عنایت کی ٭ طریق کج سے رہ راست پر ہدایت کی
سبع جادو شہزادہ کی اس تقریر کو سن کے ازسرتاپا غیظ و غضب ہو گیا کہا او آدم زاد تو بڑا انسان وچالاک
معلوم ہوتا ہی یہ وقت خدا سے نادیدہ او رخداوند بت بزرگ میں حق و ناحق کے تصفیہ کا نہیں ہی ہوشیار ہو جا اور
میرا وار روک یہ کہکے دار شمشاد ویسہ کچھ بڑھ بڑا یا بعدہ اسپر دار شمشاد و کا وار کیا بدیع الملک نے تیغ بلا نشان پہ وار روکا
اور یہ کہکے کہ یہ ردی ضرب خود ضرب با نوش کن ٭ ہم دین و دنیا فراموش کن ٭ ایک ایسا وار تیغ بلا نشان
کا اسپر کیا کہ دو لخت ہو کے زمین پر گرا سبع جادو کے ہلاک ہونے سے ضیغم جادو کی تمام فوج میں ہو ہو
کی آواز بلند ہوئی جس سے انسان کا دل دہل جاوے نوفل نے نغما پور سے پوچھا یہ ہو ہو کی آواز کیسی ہی
شاپور نے کہا اس ہو ہو کی حقیقت تو مجھکو بھی نہیں معلوم ہی البتہ قیاس یہ کہتا ہی کہ یہ حیوان مثل اپنی زبان
میں اسی طرح افسوس کرتے ہونگے خلاصہ یہ کہ سبع جادو کی طرح بلقیس جادو آئے اور اس تیغ
بدیع سے مالک کے ملک میں پہونچے ناگہاں جانب شرق سے ایک ٹکڑا ابر کا نمایان ہوا جس سے
گمان ہوا کہ پانی برسے گا اور ہوا تند چلی تمام میدان حرب گرد و باد ہو گیا بدیع الملک حیران ہوا کہ یہ کیا سامان
ہی دفعتاً دیکھا کہ چار سو پیزادون کا غول ہوا سے آسمان سے نازل ہوا جسکے ساتھ بکثرت فوج و لشکر ہی اور
آتے ہی وہ پیزاد مع فوج و لشکر جادو ان نابکار کے لشکر میں در آئے لیکن ضیغم جادو بدیع الملک کے
پاس پہونچا اور غراتا ہوا شہزادہ کے جانب دوڑا نغما پور نے گھبرا کے کہا ای شہریار بہت خبردار ہو ضیغم جادو
یہی ہی بدیع الملک نے فوراً تیغ بلا نشان کا ایسا بر دست وار کیا کہ اگرچہ بطور حرکت اضطراری سے بچا مگر
ضیغم جادو پر کارگر ہو گیا جس سے ضیغم جادو دو مرتبہ زمین پر گر کے تڑپا آخر کو اس نابکار کی روح ناپاک
فی النار ہو گئی پھر تو جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی ضیغم جادو کے لشکر میں ایسی ابتری اور انتشار رہا کہ آپس میں
جو جسکے سامنے آ گیا اُسے اُسکو دمین جہنم نصیب کیا جس سے بکثرت جادو فنا ہو گئے اور باقی بھاگ کھڑے
ہوئے جب لشکر جادو سے میدان صاف و پاک ہو گیا شہزادہ بدیع الملک نے مظفر و منصور وہان سے مراجعت
کی اور اس پیر مرد صاحب کلید کے پاس آ کے کہا ای بزرگ بس اب کیا دیر ہی حق حقدار کو پہونچنا چاہیے وہ پیر مرد
شہزادہ کے آتے ہی تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا اپنے پہلو میں نہایت عزت و حرمت سے بٹھا کے کہا کہ
ای مبارک پے شہنشاہی کو حاصل میکنند ٭ اختران آسمان از رفعت نیک اختری ٭ مور دو دولت شود چون سایہ
پر ہما ٭ بر ہران بوی کہ تو ظل ہمایون گستری ٭ من چہ گویم در کمال کبریاے حضرتت ٭ آفرین باد آفرین
کز ہر چہ گویم برتری ٭ مبارک مبارک کہ تمنے طلسم کو فتح کیا اب اُس نشانی کو جو مہرہ تمھارے پاس ہی
مجھکو دو تاکہ تمھارے طلسم میں تمکو دون شہزادہ نے مہرہ بغل سے نکالا اور پیر مرد کو دیا پیر مرد اُس مہرہ کو
لیکے بہت خوش ہوا اور اُس مہرہ کو چھپا کے بغل میں رکھ لیا اور کنجی بغل سے نکالی اُس قفل کو کھولا اندر گیا
بدیع الملک بھی اندرون قصر داخل ہوا اور کہتا ہی کہ چار سو تجمیرے ار آمد ار ولطہا سے شب چراغ
سے مملو تھا پیزاد تمام صندوق خزانون کے باہر اٹھالائے اور کو
دکھا دیا سب صندوقون میں ایک صندوق بہت بڑا اچھا ہی

اے شہریار یہ خزانہ دار ہے اس سے جو کچھ منظور ہو پوچھو شہزادہ نے اُس خزانہ دار سے اُس بڑے صندوق کا
حال پوچھا اُس خزانہ دار نے پیر مرد کی طرف اشارہ کیا اور کہا شہریار مجھے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اصل
خزانہ دار یہی بزرگ ہے شاہزادہ نے اُس پیر مرد سے اُس صندوق کا حال پوچھا پیر مرد نے چند لمحہ سکوت کیا
پھر صندوق کے پاس آیا اُس کا قفل کھولا صندوق میں سے ایک ہیکل نکالی جس میں ایک ہزار ایک دانہ یاقوت احمر کا
تھا اور ہر دانہ کے ایک طرف اسما سے بزرگ کندہ تھے اور ایک طرف لوح طلسم کے دستیاب ہونے کا حال
لکھا تھا پیر مرد افسر خزانہ دار نے کہا شہریار پہلی خاصیت اس ہیکل کی یہ ہے کہ اگر تمام جہان جادوگروں سے معمور ہو
اور وہ سب جادوگر سحر کریں تو بھی صاحب ہیکل پر سحر کا اثر نہ ہو اور ایک ہزار ایک طلسم کی مالک یہ لوح ہے اُن تمام ایک ہزار
ایک طلسموں میں سے ہر ایک طلسم کی لوح اس ہیکل کے ذریعہ سے دستیاب ہوتی ہے بدیع الملک اس
ہیکل کے دستیاب ہونے سے بہت خوش ہوا ہیکل کو گلے میں پہن لیا پھر ایک صندوق کھول کے ایک
دستہ براق سلیمانی کا نکالا اور بخوشی تمام وہ بھی پہنا پیر مرد نے کہا اب ارشاد ہو خزانہ مطلوب پایا شہزادہ نے اقرار کیا
کہ ہاں پایا پیر مرد نے کہا رسید مرحمت ہو شاہزادہ نے رسید لکھی اور اُس پر اپنی مہر ثبت کر کے پیر مرد کلید بردار
کے حوالہ کی پیر مرد نے بکمال ادب تسلیم بجالا کے رسید اپنے ہاتھ میں لی اور وہاں سے دفعتاً غائب ہو گیا شاپور
نے کہا شہریار یہ تیز نگاہ عیار اور زال ابن مظالم شاہ کے بارہ میں کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا ہنوز
اُن دونوں کو بھی قید طلسم سے نجات دینا مقدم امر ہے لیکن یہ نہیں معلوم کہ وہ دونوں بیچارے کہاں قید ہیں نوفل اور
شاپور نے تجسس و تلاش کر کے اُن کا پتہ لگایا بدیع الملک نے اُن دونوں کو بھی قید سے رہا کیا اور تمام خزانہ کو
اپنے ساتھ لیکے جانب نگارستان کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل قریب نگارستان پہونچا مظالم شاہ اپنے قصر میں
اپنے جلیسوں اور انیسوں سے سرگرم صحبت تھا اور یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہیں معلوم شاہزادہ بدیع الملک اور
کس مرحلہ کے طے کرنے میں مصروف ہے دفعتاً ایک ہرکارہ آیا اور خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الملک مع نوفل و شاپور
تختہا سے طلسمی اس طرف چلا آتا ہے مظالم شاہ خوش ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا اور مع جاہ و حشم وہاں سے روانہ
ہو کے بدیع الملک کا استقبال کیا اور بکمال تعظیم و تکریم اپنے قصر میں لا کے بٹھایا تمام نگارستان میں یہ
معلوم ہو گیا کہ شہزادہ بدیع الملک تختہا سے طلسمی لایا ہے اور ایک سال کا مقفل جو تھا کھول دیا بلند ہوئیں شہزادہ نے مبلغ خیرات انعام
و اکرام میں صرف کیا مظالم شاہ نے صحبت جشن قرار دی تمام قصر آراستہ کیا گیا محفل رقص و سرود منعقد ہوئی مطربان
خوش گلو و خوش آواز نے طرح طرح کے گانے گا کے دن جیسا کی طرح بسر ہوا رات کو شب برات کا سما
دکھائی دیا جتنے شہر تھے اصل میں وہ بغیر سحر کے اثر طلسمی سے صورت شہر تھے جب طلسم فتح ہو گیا وہ بھی اپنی اصلی
صورت پر آ گئے تھے دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک نے مظالم شاہ سے کہا اے بادشاہ اب تو
وقعت و حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی ہوگی ہزار ہزار شکر اُس عز اسمہ کی بارگاہ بے نیاز میں کہ
تمہارا ایسے ناچیز کی سبب سے گو نہ اسلام ... بڑے سرکش و خود سر راہ ضلالت سے روگرداں ہوئے مگر افسوس
کہ تمہارا اقرار ...
اس بارہ میں میری تحریک کی مطلق ضرورت نہیں ہے ذرا آنکھ اُٹھا کے تم الیہ
زال کی طرف دیکھا اشارہ سے کہا کہ مسلمان ہو جا زال ...
... کی مظالم شاہ نے باعلان کہا اے زال چند روز ...

کوشش کیجے اور دین برحق کی جانب ہدایت فرمائیے طریق ضلالت سے راہ راست پر لاؤ اور پھر بھی گمراہی کو نہ چھوڑے
پرین عقل و دانش ببایدگریست ع ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہی کہ ہم بھی اسی حالت مین مبتلا تھے بارے توفیق اسمانی
رفیق ہوئی اور خود بھی حق پسندی کو اپنے دل مین جگہ دی تا اینکہ گرداب ضلالت سے نجات ملی میری سمجھ مین
نہین آتا کہ تو نے اسقدر کیون سکوت اختیار کیا ہی اے فرزند تو بھی اس دین حق یعنی اسلام کو بصفائے قلب
قبول کر زال نے کہا اے بدیع پوچھو تو یہ امر ہی کہ اپنا دین چھوڑ کے دوسرا دین اختیار کرنے کو ہرگز دل گوارا
نہین کرتا مظالم شاہ نے کہا اے فرزند یہ تو نے سچ کہا مگر عقل کا مقتضا یہ ہرگز نہین ہی کہ اگر کوئی کسی بدافعالی
مین مصروف ہو اور وہ خود بھی سمجھتا ہو کہ یہ بدافعالی ہی اور اسکا نتیجہ بھی جلد ظہور مین آئیگا اور پھر بھی اس بدافعالی
سے اجتناب نہ کرے زال نے کہا اچھا پھر تم نے تو دین اسلام قبول کر لیا بس کافی ہی اب میرے اسلام
قبول کرنے کی کیا ضرورت ہی مظالم شاہ کو زال کے اس جواب سے بہت غصہ آیا مگر پھر ضبط کر کے کہا اے
زال تجھسے ہرگز اس طرح کے جواب کی امید نہ تھی تجھکو میری بزرگی کا بھی خیال نہ آیا اور مجھکو ایسا بیباکانہ جواب
دیا آگاہ ہو کہ تجھکو دین اسلام ضرور قبول کرنا پڑیگا جسطرح قبول کرے زال نے کہا اے پدر یہ دین و مذہب کا معاملہ
ہی کہ خداوند بہت بزرگ نے مجھکو بھی عقل دی ہی میرے نزدیک مذہب و ملت کے مقدمہ مین باپ بیٹا دونون
برابر ہین اور یہ جو تم نے کہا کہ ضرور دین اسلام قبول کرنا ہوگا آگاہ ہو کہ مین ہرگز نہین اسلام قبول کرونگا یہی نا ہلاک کیا جاؤنگا
باشد خداوند بہت بزرگ مجھکو اس ہلاکت کا عوض نیک دیگا مظالم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا اور پھر بدیع الملک کو
بھی خداوند بہت بزرگ کا نام سن کے غصہ آیا مظالم شاہ نے زال سے کہا دیکھ اب بھی غنیمت ہی اسلام قبول کرلے
یہ دین اسلام ہی کی برکت تھی جو تو نے اس قید شدید سے نجات پائی جتنے بزرگ کوئی شے نہین ہی ظاہر ہی کہ تجھسے
کونسا سے کیا ہوسکتا ہی ایک شے بےحس و حرکت ہی جسکا جس طرف دل چاہے اُٹھا کے پھینک دے زال نے کہا اے
پدر بس اب خداوند بہت بزرگ کی شان مین کلمات نازیبا نہ کہو مظالم شاہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوے غیظ مین اُٹھا
اور ارادہ مصاف کیے چاہتا تھا کہ زال پر وار کرے شاہزادہ عباس و جمال مظالم شاہ کو روکا اور کہا توقف کرو اور زال
کی طرف متوجہ ہو کے کہا مین تجھسے پوچھتا ہون کہ تو محض اس خیال سے کہ دین قدیم ہی دین اسلام نہین قبول کرتا ہی
یا اپنے دین کے حق ہونے کے کچھ دلائل بھی رکھتا ہی زال نے کہا میرے مذہب کے حق ہونے کی کوئی دلیل
میرے پاس نہین ہی مگر مین ضرور اپنے دین کو بلا دلیل مدلل اور حق سمجھتا ہون سو مین ابلیس پر دل سے قربان ہون
بھلا کس طرح سے مسلمان ہون یہ شہزادہ خاموش ہو رہا مظالم شاہ نے بار دیگر تلوار کا وار کرنا چاہا زال بھاگا مظالم
شاہ نے تعاقب کیا تا اینکہ زال کے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی ضرب شمشیر مین زال کا کام تمام کیا زال زمین پر
گر کے تڑپنے لگا مظالم شاہ کے آنکھون مین آنسو بھر آئے مگر اسوقت اس مسلمان پاک اعتقاد نے جانب
اسمان سر بلند کیا اور کہا خداوندا تو میری نیت سے خوب واقف ہی کہ مین نے اپنے فرزند کو محض تیری خوشنودی کے
واسطے ہلاک کیا ہی مین چاہتا ہون کہ اسکے عوض مین مجھکو ایسا صبر عنایت فرما کہ بار دیگر مجھکو خیال بھی زال کی
ہلاکت کا نہ آوے بدیع الملک نے مظالم شاہ کی خوش اعتقادی کی [illegible] بادشاہ [illegible] کار سے
کردی مجھکو ہرگز ایسی امید نہ تھی جیسا کچھ تم سے ظہور مین آیا القصہ
پھر دونون کو رخصت کیا اور نوفل نے بھی لشکر اجتشہ کو رخصت
ساتھ لیکے اپنے لشکر ظفر پیکر کی جانب کوچ کیا اور مسافت راہ طے کرنے

اگر آج امیر کے جانشین ہین کیونکر ممکن ہی کہ ایسے امور مین سکوت اختیار کرین جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی اوس سے ہر نوع
اسی مرتبہ کے موافق حرکات ظہور مین آتے ہین سب ہی واقف ہین کہ سہ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ۔ غرض کہ اسی طرح کی گفت وشنید مین تمام راہ طی ہوئی بدیع الملک مع ہمراہی
طلسم تاریخ مین پہونچا اور اوس مقام پر پہونچا جہان حمزہ ثانی اور تمام ہمراہی اوسنے اپنے دامنون کو گردانے
کچھ کمر کو اونچے ہوئے کچھ جھکے ہوئے تاریخ چن رہے تھے اور اوس طرح تاریخ چننے مین مصروف تھے
کہ مطلق کسی جانب کا خیال نہ تھا شاہزادہ نے دور سے دیکھا کہ کچھ آدمی نظر آئے تم مین شاپور سے کہا برادر دیکھو
تو سہی یہ کون ہین میری نظر غلطی کرتی ہی شاپور اور نوفل نے غور دیکھ کے کہا شہریار بیشک یہ آدمی ہی ہین اور میرا گمان ہی
کہ یہ آدمی اور کوئی نہین جناب حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی ہین جب تھوڑی دور اور آگے بڑھے شاہزادہ نے کہا
ای برادر شاپور بیشک یہی والا قدر ہین اور سب کے ساتھ تاریخ چننے مین مصروف ہین اور متبسم ہو کے کہا او طلسم کا بھی عجب
کارخانہ ہی کہان جانشین امیر اور کہان یہ تاریخ چننی مزدورون کا کام جب بالکل قریب ہوا تب یکایک حمزہ ثانی نے
شہزادہ کو دیکھا بیتابانہ دوڑ کے بدیع الملک کو گود مین اٹھا لیا پیشانی اور آنکھون پر بوسہ دیکے کہا تم کہان مین اس وقت
تاریخ چننی مین ایسا محو تھا کہ مطلق تمہارا خیال نہ تھا شہزادہ بدیع الملک نے بکمال ادب سلام کیا اور کہا جہان مخدوم
خادمان حمزہ ثانی کی نسبت کی جانب نورالدہر بھی تاریخ چننی مین مصروف تھے وہ بھی فرزند دلبند کو دیکھ کے بیتاب
ہو گئے اور آتے ہی بدیع الملک کو گود مین اٹھا کے دیدہ بوسی کی اور مزاج کی خیر وعافیت پوچھی بدیع الملک
نے دست بستہ کہا الحمد للہ بخیر تمام ہمراہیون سے ملاقات ہوئی اور ایک دوسرے کو دیکھ کے خوش وخرم ہوا حتی کہ
بدیع الملک رستم ثانی کے پاس آیا رستم ثانی شاہزادہ کو دیکھ کے گونہ چین بجبین ہوا اور دل مین کہا استغفر اللہ
یہ کشتی گیر زادہ اس وقت یہان کہان نازل ہوا اتنی تو خیر جو کچھ ہونے والا تھا وہ ہوا لیکن دیکھئے اب کیا ہوتا ہی کیا خوب
ہوا اگر بدیع الملک یہان سے کسطرح واپس جا سکے شہزادہ نے رستم ثانی کو دیکھ کہا ای برادر رستم
کہو خیریت سے تو ہو رستم ثانی نے کہا اگرچہ خیریت سے نہین لیکن کوئی درد بھی نہین ہی بدیع الملک متبسم ہوا
اور کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ کوئی درد نہین ہی اور خدا نہ کرے کہ کوئی درد ہو تمہارا بدخواہ کون ہی لیکن اپنے منصبی کام کی
انجام دہی مین تو مصروف ہو رستم ثانی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا ای بدیع الملک مین نا ہی اپنے منصبی
کام کی انجام دہی مین مصروف نہین ہون تمہارے باپ دادا البتہ اپنے منصبی کام کے انجام دہی مین
مصروف ہین یعنی مزدورون کی طرح تاریخ چننی کر رہے ہین پہلے انکی خیر وعافیت پوچھو تو پھر میری خیر وعافیت
پوچھنا انکی نسبت سے میری تاریخ چننی کوئی بھی مضائقہ نہین رکھتی اور گھبراتے کیون ہو دیکھو تم بھی عنقریب تاریخ چننی مین
مصروف ہوا چاہتے ہو جب یہان پہونچ گئے تو پھر کہان بچ کے جاؤ گے ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے
وہی جلشی ہاتھ مین چاق لیے ہوئے آتا دکھائی دیا رستم ثانی نے کہا لیجئے وہ آپکے عزت دینے واسطے آ گئے آپ سے
تاریخ چننی کو نہین کہین گے بلکہ آپکے واسطے جواہر نگار کرسی لیے آتے ہین بکمال عزت آپکو اوس کرسی پر بٹھائینگے تاکہ
آپ یہان بیٹھ کے اپنے پدر بزرگوار کے منصبی کام کے انجام دہی کا تماشا [illegible] ہون اسی عرصہ مین جلشی
جلشی چاق در دست قریب آیا اور بدیع الملک سے کہا او
ہاتھون مین مشغول کرتا ہی کام نہین کرنے دیتا بدیع الملک کی
کی شکایت کرتا ہون شاید یہ برخاستہ خاطر ہو کے مجھے بھی تار

وہ مرغ سپید درختان نارنج کو جڑ سے کندہ کرنا شروع کریگا جب اُس درخت سرو کے قریب آئے جسکے عقب میں تو
پوشیدہ ہو اور تیرا سامنا ہو یہ آواز بلند کہنا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی وہ بہت خوش
ہو کے کہیگا ای جوان میں تجھسے بہت خوش ہوا اگر تو نے مجھکو شرمندہ کیا خیر اپنا مطلب بیان کر تو کہنا کہ ای مرغ
خوش خبر ہمکو اُس جگہ پہونچا دے جو مقام طلسم کشا کا ہی وہ مرغ سفید اُڑ جائیگا اسی طرح تین مرتبہ آمد و رفت کریگا
چوتھے روز تجھکو لیجائیگا اور تیرا مطلب حاصل ہو جائیگا یعنی طلسم باطل ہو جائیگا بدیع الملک نے ہیکل کو
پہن لیا اور وہاں سے روانہ ہوا تین شب و روز طی مراحل میں مصروف رہا چوتھے روز ایک قصر عالی شان دکھائی دیا شہزادہ
دیر سے زیادہ تر قدم بڑھایا شہزادہ قریب اُس قصر بلند کے پہونچا اور بر وقت عصر کے درخت سرو کو بھی پایا اپنے کو
اُسکی آڑ میں چھپایا اور اُس مرغ سفید کا منتظر رہا تا دو روز تمام کو نہ گذرا تھا کہ ہوا کا سناٹا معلوم ہوا معاً وہ
مرغ سفید آیا جسکا قد ہاتھی کے برابر تھا اور آتے ہی اُن درختان نارنج کو جڑ سے اُکھاڑنا شروع کیا حتی کہ اُس
درخت سرو کی نوبت آئی جسکے نیچے کی آڑ میں شاہزادہ پوشیدہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا چاہتا تھا کہ اُس درخت کو
مع بیخ زمین سے نکالے یکایک بدیع الملک درخت سرو کی آڑ سے اُس مرغ سفید کے روبرو آیا
اور بہ آواز بلند کہا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی جونہی اُس مرغ سفید و فیل قامت
نے سلام کی آواز سُنی اُسی لہجہ سے اُسنے بھی کہا علیک السلام ای شہریار فرخ تم نے مجھکو مشکور اور شرمندہ
احسان کیا اب جو کچھ ارشاد فرماؤ اُسکی تعمیل واجب جانوں بدیع الملک نے کہا ای مرغ خوش خبر مجھکو مقام طلسم کشا میں
پہونچا دے مجھکو وہاں جانے کی اشد ضرورت ہے یہ سنتے ہی وہ مرغ سفید جو شہزادہ کے روبرو بکمال مستعدی
موجود تھا اور پوچھ رہا تھا کہ کیا حکم ہی نام طلسم کشا سنتے ہی پھر نہ ٹھہرا فوراً پرواز کی اور وہاں سے چلا گیا بدیع الملک کو
اُس مرغ عجیب الخلقت کے اس حرکت پر ہنسی آئی دل میں کہا سبحان اللہ یہ بھی جانور کہہ رہا تھا کہ جو حکم ہو اُسکو
بجا لاؤں طلسم کشا کا نام کیا لیا گویا کوئی کلمہ فحش زبان پر جاری کیا کہ جسکو نہ سن سکا پھر وہ دن وہیں بسر کیا حالانکہ وہاں کے
قیام سے طبیعت کارہ تھی مگر چارہ کیا تھا ہیکل سے بات ہو چکی تھی دوسرے روز وہ مرغ سفید پھر آیا بدیع الملک
پھر اُسکے روبرو گیا اور کہا سلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی اُسنے پھر بشکل سابق کے جواب
سلام دیا اور کہا ای جوان تم نے مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ اُسکو عمل میں لاؤں شاہزادہ نے پھر وہی درخواست
پیش کی کہ مجھکو مقام طلسم کشا میں پہونچا دے وہ مرغ سفید پھر وہاں سے غائب ہو گیا غرضکہ تین شب و روز
میں چند مرتبہ آیا اور ہر مرتبہ شاہزادہ سے کہا مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ جب شاہزادہ نے کہا کہ مجھکو
مقام طلسم کشا میں پہونچا دے فوراً وہاں سے روانہ ہو گیا چوتھے روز جب مرغ سفید آیا اور شہزادہ نے سلام کیا
اور اُسنے جواب سلام کے بعد کہا تم نے مجھکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا ای مرغ خوش خبر کیا خاک
حکم فرماؤں جب طلسم کشا کا ذکر آتا ہی تو یہاں سے غائب ہو جاتا ہی اور ہر روز مجھ سے یہی درخواست کرتا ہی کہ
کچھ حکم فرماؤ اب تو ہی بتا کہ کیا حکم فرماؤں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تو از راہ مذاق کہتا ہو کہ شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ
یا در اصل تو کہتا ہی اگر در اصل کہتا ہی تو کیوں نہیں مجھکو مقام طلسم کشا میں ... اگر اس مرتبہ بھی تو چلا گیا اور پھر
آ کے یہی کہیگا تو میں واقعی مذاق سمجھ کے خاموش ہو رہونگا مرغ
سفید سنتا رہا اور بغور شاہزادہ کو دیکھتا رہا جب شاہزادہ کہہ چکا
اور گردن جھکا کے کہا ای شہریار تمھاری خاطر مجھکو ہر طرح ... آ گیا

مرغ سفید کی گردن پر سوار ہو گیا اُس مرغ فیل قامت نے وہان سے پرواز کی اور اُس مقام پر آیا جہان حمزہ ثانی
اور اُنکے تمام ہمراہی تاریخ چینی مین مصروف تھے یکایک حمزہ ثانی کی نظر اُس مرغ قوی الجثہ پر پڑی فی الجملہ دیکھا
شہزادہ بدیع الملک اُس مرغ کی گردن پر باطمینان تمام سوار ہے بہت تعجب ہوا پھر دل مین کہا اے حمزہ یہ جوان
مرغ سوار بدیع الملک نہوگا کوئی اہل طلسم سے ہوگا جو بدیع الملک کی صورت سے مشابہ ہے منجملہ
تمام رموز طلسم سے یہ بھی کوئی رمز ہوگا جب بدیع الملک نے حمزہ ثانی کو بکمال ادب و تعظیم تسلیم کی اُس وقت
حمزہ ثانی کو یقین ہوا کہ یہ کوئی جوان نہین ہے بدیع الملک ہی ہے کہا اے فرزند تم تو ہمارے پاس تھے اور تاریخ چینی
مین ہماری طرح مصروف تھے یکایک کہان غائب ہو گئے اور اسقدر عرصہ تک کہان کہان پھرے اور یہ کیا واقعہ
ہے جو تم اس جانور عجیب الخلقت پر سوار ہو بدیع الملک نے کہا اے جناب معظم و مکرم بے شبہ مین بھی
آپکے ساتھ تاریخ چینی مین مصروف تھا یکایک میرا دم گھبرایا اس خیال سے کہ آخر کب تک اس مزدوری و
محنت مین زندگی بسر کرونگا ناچار آپ سب صاحبون کی نظر سے پوشیدہ ایک جانب روانہ ہو گیا تمام حال
بیان کرنے کی تو مجھکو فرصت نہین ہے صرف اسقدر عرض کیے دیتا ہون کہ انجام کار یہ سواری مجھکو میسر آگئی ہے طلسم
کی کوشش مین جاتا ہون آپ سب صاحب میرے حق مین دعاے خیر کرین اور رخصت دین تاکہ مین منزل
مقصود کی راہ لون اگر زندہ رہونگا تو پھر کبھی آپکے دیدار فرحت آثار سے آنکھین روشن و منور ہونگی حمزہ
ثانی نے کہا خیر اے فرزند جا خداوند عالم تجھکو تیرے مطالب پر جلد فائز کرے اور صحیح و سلامت بار دیگر ہم سے
ملا اسی طرح حمزہ ثانی کے تمام یاران ہمراہی نے بدیع الملک کے حق مین دعاے خیر کی لیکن رستم ثانی
دل مین کہتا تھا کہ اے رستم بدیع الملک کے ہاتھ سے یہ طلسم محفوظ رہتا نہین معلوم ہوتا ضرور اس طلسم کو یہ شہزادہ
فتح کریگا اور ہم سب اسکے آزاد کردہ سمجھے جاوینگے اگر ایسا ہوا تو کچھ بھی نہوا کیا ایسی تدبیر عمل مین لاوین کہ بدیع الملک
کی کوشش سے پیشتر ہمارے ہاتھ سے یہ طلسم فتح ہو جاے اسی طرح کے خیالات وسیع کرتے کرتے طبیعت مین
وحشت جو سمائی درختان تاریخ کو بیخ زمین سے کندہ کرنا شروع کر دیا حمزہ ثانی اور تمام یاران ہمراہی کے دل مین
ہول سمایا سب رستم ثانی کے قریب آئے اور کہا اے رستم یہ معاملہ طلسم ہے یہان سے یونہین جان سلامت لیکے جانا
دشوار ہے نہ یہ کہ بے سمجھے بوجھے کوئی حرکت عمل مین لانا یہ کیا غضب کرتے ہو کہ درختان تاریخ کو زمین سے بیخ
کندہ کر رہے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ درختان تاریخ عام قسم کے ہین ارے یہ زمین طلسم ہے یہان کا ایک ایک ذرہ رموز
طلسم سے مملو ہے اس حرکت سے باز آؤ ورنہ تمہارے ساتھ ہم سب بھی گرفتار بلا ہو جاوینگے اگر تم بدیع الملک کا
مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو یہ خیال تمہارا عبث ہے کیا تمہارے گوش زد وہ خبرین نہین ہوئی ہین جو از روے قواعد علم رمل
دریافت کی گئی ہین اے مرد خدا کار بوزنہ نیست نجاری رستم نے کہا اے شہریار عالی تبار یہ کار بوزنہ نیست نجاری کیسا کیا مین
بوزنہ ہون حمزہ ثانی نے کہا اے عزیز تمکو بوزنہ نہین کہتا ہون بلکہ مین نے ایک مثل کہی ہے جو تمہاری سماعت مین گذر
چکی ہے سب اس [illegible] مشتاق ہوے حمزہ ثانی نے کہا دو [illegible] سمجھے کو ارہ [illegible]
[illegible] رہا تھا دو نون جناب [illegible] کرنے لگے [illegible] سے مرا
[illegible] کو [illegible] بھول گیا وہ [illegible] کشتا دو [illegible]
[illegible] مین آویزان تھا [illegible] کے ل جانے سے
ان نجارون نے [illegible] کے اس [illegible] حسب اتفاق [illegible]

تمہارے حال سے مطابق پاتا ہون جو کام جس سے مخصوص ہو اُسی سے خوب انجام پاتا ہی رستم ثانی نے اس بات کا
مطلق جواب نہ دیا دل مین کہتا تھا کہ اگرچہ بدیع الملک ہم سے علیحدہ جا کے مرغ سفید پر سوار ہو کے ہمارے
دکھانے کو آیا لیکن ہم بھی اپنی کوشش سے باز نہ آوینگے اور اُسی بدستور درختان نارنج کو زمین سے کندہ کرنے مین
مصروف رہا ناگاہ ایک درخت نارنج کو جو زمین سے کندہ کیا وہین ایک نقب نمودار ہوا رستم ثانی نے خوش ہو کے اور
زیادہ زمین کو کھودا پھر تو بخوبی نقب کا دروازہ ظاہر ہوا رستم بلا تکلف اُس نقب مین داخل ہوا حمزۂ ثانی
وغیرہ منع کرتے رہے کہ ای رستم یہ تو کیا کرتا ہی دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت مین ڈالتا ہی نہین معلوم یہ نقب کسی ہی
اور تو کس بلا مین مبتلا ہو جاوے رستم ثانی نے کچھ خیال نکیا نقب مین داخل ہو کے غائب ہو گیا جب انتہاے نقب پر
پہونچا دیکھا ایک تہ خانہ بنا ہوا ہی اور اُس تہ خانہ مین کسی آدمی کا گذر معلوم ہوتا ہی وہین ٹھہرا اور بغور دیکھنا شروع کیا کہ کیا
واقعہ ہی کچھ نشانہ لعلوم ہوا اور آگے بڑھا دیکھا ایک شخص نہایت وجیہہ و شکیل مسلسل بطوق و زنجیر ہی رستم ثانی
روبرو اُسکے گیا اور کہا ای شخص تو کون ہی جو اس طرح مقام تاریک مین مقید ہی اور کس جرم مین یہ سزا تجھے دی گئی ہی
اُسنے نفس سرد بھر کے کہا ای شخص مین تیرا نہایت ممنون و مشکور ہون کہ تو نے اسقدر جد و جہد کر کے اپنے کو یہا تک
پہونچایا اور میرا سمت حال ہوا ورنہ کون کسیکی خبر لیتا ہی آگاہ ہو کہ مین قوم جنات کا بادشاہ ہون میرا نام حرمیمہ جنی ہی
ای جوان تو بتا کہ کون ہی اور کیونکر اس مقام مخدوش مین وارد ہوا رستم ثانی نے کہا ای بادشاہ مین نبیرۂ زلزلہ
قاف اور سلیمان کوہ ہون چاہتا ہون کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہو حرمیمہ جنی نے کہا ہے جرات
و جہد شجاعت کہ تو اس طلسم کے واسطے مستعد ہوا ضرور اس طلسم کو فتح کر ای شہریار تو مجھکو اس قید و بند سے رہا کر دے
مین تجھکو کوہ قاف مین لیجاونگا اور وہان پہونچکے اپنے تمام لشکر کو فراہم کرونگا پھر مع لشکر یہان آونگا اور
فتح طلسم مین تیرا معین ہونگا رستم ثانی نے اُسکے وعدہ کو قبول کر لیا اور قید و بند سے اُسے رہا کر دیا حرمیمہ جنی اُس
قید سے رہا ہوتے ہی فوراً پریزاد کی صورت ہو گیا اور رستم ثانی کے قریب آ کے کہا ای شہریار ہوشیار ہو جاؤ مین
تمکو لیجانا چاہتا ہون رستم نے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون جہان چاہو لے چلو حرمیمہ جنی رستم کے کمر بند مین
ہاتھ ڈال کے اُٹھا لے چلا اور اُسطرف سے گذرا جس طرف حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی نارنج چننے مین مصروف
تھے رستم ثانی نے بآواز بلند کہا ای شہریار بلند مرتبت آگاہ ہو کہ مجھکو حرمیمہ جنی کوہ قاف کی طرف لیے جاتا ہی
کہان ہین بدیع الملک کہ وہ مرغ سفید کی سواری پر بڑا فخر کرتے تھے بندہ بھی ایک بادشاہ جنات پر سوار ہی
اور اُسکی رائے کے موافق کوہ قاف کو جاتا ہون جسوقت کوہ قاف سے مراجعت کر کے یہان پہونچونگا بس تم
یقین کر لینا کہ اب طلسم برقرار نہین رہ سکتا ضرور اسکی مدت العمر تمام ہو گئی اور بدیع الملک سے ملاقات
ہو تو میرا حال ضرور اُس شہزادہ کے روبرو بیان ہونے کے قابل ہی اس تقریر کے بعد دفعتاً رستم ثانی غائب
ہو گیا سبکو حیرت تھی کہ یہ کیا واقعہ ہی قواعد علم رمل وغیرہ سے تو یہ دریافت ہو چکا ہی کہ فاتح طلسم شاہزادہ بدیع الملک ہی
ہی رستم کو یہ طاقت کیونکر میسر آ گئی کہ بادشاہ جنات اُسکو کوہ قاف لے گیا اُدھر شاہزادہ بدیع الملک کا حال سنیے
کہ وہ مرغ سفید خوش خبر کی گردن پر سوار چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک سرزمین پر وارد ... بالکل سیاہ تھی شاہزادہ کو
اُس زمین کی سیاہی سے تعجب ہوا پوچھا ای مرغ خوش خبر یہ کون مقام
اس رنگ کی زمین نہین دیکھی مرغ خوش خبر نے کہا اس مقام کا نام
تمام کرۂ زمین اس زمین کا رنگ بخوبی دیکھ لو وہ مرغ عجیب الخلقہ

اور کیا عجیب وہ مرغ شہزادہ کو لیکے پھر جانب ہوا روانہ ہوا اور خیز اخیز چلا جاتا تھا درمیان راہ مین پھر ایک
زمین پر اُترا اور کہا ای شہزادہ بلند مرتبت کچھ تمکو معلوم ہی کہ اب تم کہان وارد ہو بدیع الملک نے اپنی لاعلمی
ظاہر کی مرغ خوش خبر نے کہا آگاہ ہو کہ یہ دیار مشرق ہی بیابان فیلان جہان کی زمین تمنے سیاہ دیکھی تھی
وہ یہان سے ایک سال کی راہ ہی اور طلسم سے بیابان فیلان ایک سال کی راہ ہی اس حساب سے
اب طلسم یہان سے دو برس کی راہ ہی جو اسقدر جلد طی ہو گئی غرضکہ اسی طرح بعجلت تمام وہ مرغ سفید
شاہزادہ بدیع الملک کو لیے چلا جاتا تھا راوی کہتا ہی کہ وہ مرغ سفید شاہزادہ کو طلسم سے بارہ سال
کی راہ لیگیا پھر ایک مقام پر پہونچ کے بدیع الملک مرغ سفید سے اُس مقام کا نام و نشان پوچھتا
وہ مرغ بالتصریح بیان کرتا تھا یہان تک کہ ایک جزیرہ مین گذر ہوا شہزادہ نے دیکھا کہ وہ جزیرہ بہت
سرسبز و شاداب ہی ہر طرف نہرین جاری ذرہ ذرہ مین یاد بہاری ساری طرح طرح کے جانوران خوش رنگ
و خوش آواز درختون پر بیٹھے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اور طرفہ تر یہ کہ بیشتر جانور انھین درختون پر بیٹھے
ہوکے باہم انسان کی طرح گفتگو کر رہے تھے جب اُن جانوران عجیب الخلقت نے بدیع الملک کو دیکھا
کہ مرغ سفید کی گردن پر سوار چلا آتا ہی بہت متعجب ہوے اور آپس مین ایک نے دوسرے سے
کہا ای فلان آج اس مرغ سفید کو کیا ہو گیا ہی کہ باوجودیکہ تمام بہت احتیاط سے اِس آدم زاد کو اپنی
گردن پر سوار کرکے یہان لایا ہی دوسرے نے کہا ای فلان تم پوچھو اول نے باواز بلند کہا ای مرغ
کیون اس جوان آدم زاد کو یہان لایا ہی مرغ خوشخبر نے جواب دیا کہ برادر مین ہرگز اس جوان کو یہان
مین کبھی نہ لاتا مگر اس وجہ سے مجبور ہو گیا کہ تین روز تک پی در پی اس جوان نے تقاضا کیا اس
عرصہ مین ہرچند مین نے طرح دی مگر اسنے نہ مانا مجبور ہو کر اسکو یہان لایا ہون بعد ازان اُس مرغ
خوشخبر نے شہزادہ بدیع الملک کو اُس مقام پر اپنی گردن سے اُتار دیا اور کہا شہزادہ بس یہان تک
میرے اختیار مین تیرا لانا تھا اب مین مجبور ہون ممکن نہین کہ ایک قدم بھی یہان سے آگے بڑھ سکون
بدیع الملک نے بکمال سماجت کہا ای طائر مہربان مین تیرا کمال درجہ ممنون ہون کہ تو نے
محنت گوارا کرکے مجکو یہان تک پہونچایا مگر اب یہ بھی بتا کہ تو آگے بڑھ جانے سے کیون عاجز ہی اور مین یہان
مقیم رہ کے بیچارہ ہوا جاتا ہون کوئی تو ایسی تدبیر بتا کہ مین اپنے مطلب پر فائز ہو سکون
وہ مرغ سفید تادیر کچھ سوچتا رہا آخر اپنے پرون مین سے ایک پر شہزادہ کو دیا اور کہا اس
پر کو بحفاظت اپنے پاس رکھیو کسی شدید ضرورت کیوقت مین اگر میری ضرورت ہو اس پر کو آگ پر رکھنا فوراً حاضر
خدمت ہو جاونگا یہ کہا اور وہان سے چلا گیا بدیع الملک مجبور اُس جزیرہ مین ایک جانب روانہ ہوا خیز اخیز چلا جاتا
تھا دور سے ایک منارہ بلند دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہان یہ منارہ کیسا ہی قریب پہونچا معلوم ہوا وہ منارہ
نہین ہی دیو ہی جس کا رنگ زعفران سرخ کے مانند ہی اُس دیو نے شہزادہ کو دیکھکر کہا ای آدمی تو بہت اچھے
وقت آیا [illegible] تا فکر کر رہا تھا کہ زخمون کے مندمل ہونے کی کیا تدبیر کرون تو میرے
[illegible] ہو جاؤن شہزادہ نے کہا تو مجکو نہین کہا سکتا اُس دیو نے کہا کیون
[illegible] قاف اور سلیمان کو چکھ چکا ہون اُس دیو نے کہا ای جوان آدم زاد
[illegible] مشقت گوارا کرکے یہان آیا شہزادہ نے کہا ای دیو [illegible]

میں اس مقام محنت انجام میں نہ آتا مگر طلسم کشا کی ضرورت نے مجھکو مجبور کیا اور بہتیرا تمام بدن زخمی کیوں ہی دیو خوب رویا
اور کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی یہ حال میرا عشق و محبت کے ہاتھ سے ہوا ہی شہزادہ سمجھا کہ عشق و محبت کسی نازنین
سیمین تن کا کام ہی جسپر یہ دیو عاشق ہوگیا ہی اور اسکے سبب سے اسکا یہ حال ہی اور اس دیو سے کہا آخر وہ عشق
و محبت کہاں ہی دیو نے کہا اصل حقیقت یہ ہی کہ اس دریا سے ایک جانور نکلتا ہی جسکا سر شیر کے سر کے مثل ہی اور جسم
گاو کے مشابہ اور پانوں اژدہے کے پانوں کے مشابہ اور ریش آدمی کی ریش کے مشابہ ہی اس جانور کے پاس ایک موتی
ہی جسکی صورت آدمی کی صورت کے مشابہ ہی بلکہ بالکل آدمی ہی کا چہرہ کہنا چاہیے اور آدمی بھی وہ جو حسن و جمال میں یکتا ہوں
اسکو میں ہزار جان و دل فریفتہ ہوں اسکی مفارقت میں کسی پہلو قرار نہیں آتا کیا کروں کیونکر میرا مطلوب مجھ تک
پہونچے کوئی ایسا حامی و مددگار میرا نہیں ہی جو اسوقت عاجزی میں میری حمایت کرے وہ جانور عجیب الخلقت ہر شب کو
دریا سے نکلکر اس جزیرہ میں آتا ہی اس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیتا ہی جس سے تمام جزیرہ روشن ہوجاتا ہی
اور خود تمام جزیرہ میں چرتا پھرتا ہی چونکہ میں اس گوہر پر عاشق ہوں چاہتا ہوں کہ اس گوہر کو اٹھا لیجاؤں وہ جانور دیکھتا
دوڑ کر میرے قریب آتا ہی اور مجھ پر حملہ کرتا ہی یہانتک مجھکو زخمی کرتا ہی کہ میں بیہوش ہوکے گر پڑتا ہوں اور وہ اس گوہر کو لیکے دریا میں
چلا جاتا ہی جبتک بیہوش رہتا ہوں مجھکو کچھ خبر نہیں رہتی جب ہوش آتا ہی اسوقت مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ اس جانور نے مجھکو اسقدر زخمی کیا
جیسا کہ تو مجھکو اسوقت دیکھ رہا ہی میں نے سنا ہی کہ آدمی کا گوشت کھانے سے زخم بہت جلد مندمل ہوجاتا ہی اسیوجہ سے تجھکو دیکھکے
میں خوش ہوا اور تیرے کھانے کا ارادہ کیا مگر تو یہ عذر کرتا ہی کہ میں نبیرہ زلزلہ قاف اور سلیمان ثانی ہوں میں نبیرہ زلزلہ
قاف اور سلیمان کو جانتا ہوں تجکو اسیوقت چھوڑونگا کہ تجھسے ایسے مرتبہ کے لایق کچھ کام ظاہر ہو صرف زبان سے کہدینا کافی نہیں ہو سکتا
شاہزادہ نے کہا وہ کونسا اہم کام ہی جسکو تو اس مرتبہ کے لایق سمجھتا ہی اس دیو نے کہا ایسا ہی کام ہی کہ وہ جانور دریائی ہلاک
ہوجاوے اور وہ گوہر مجھکو ملجاوے ورنہ میرا وہی ارادہ ہی جو میں نے پہلے ظاہر کیا تھا شاہزادہ نے کہا ای دیو اگر اس مرتبہ کا یقین اسی
شرط پر موقوف ہی تو میں موجود ہوں مگر اس مہم کے سر کرنے کا عوض کیا ہے دیو نے کہا جو کچھ تو کہے شاہزادہ نے کہا میں عہد کرتا ہوں
کہ انشاء اللہ الرحمن اس جانور کو ہلاک کرونگا اور اس گوہر کو تجھے دونگا اسکے عوض میں تو مجکو مقام طلسم کشا میں پہونچا دے دیو نے کہا ای آدمزاد
تو یقین سمجھ لے کہ اگر وہ گوہر مجکو ملجاویگا اور وہ جانور ہلاک ہوجاویگا کیونکہ جانور کے زندہ رہنے میں خدشہ ہی میں ضرور تجکو مقام طلسم کشا میں
پہونچا دونگا اور مقام طلسم کشا پر کچھ موقوف نہیں ہی جہاں کہدیگا وہاں پہونچا دونگا شاہزادہ خاموش ہو رہا اور اسی مقام میں موجود
رہا یہانتک کہ رات ہوگئی تاریکی شب میں دیکھا کہ وہ جانور دریائی دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ اس گوہر شب چراغ کی روشنی
سے تمام میدان میں گویا دن ہوگیا پہلے وہ جانور ہر چہار جانب نگران ہوا بعدہ اس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیا اور خود مشغول چرا
ہوا دیو نے کہا شہریار دیکھو میں اسی گوہر تابان پر عاشق ہوں جب یہ جانور اسیطرح یہاں آتا ہی اور اس گوہر کو اسیطرح بلندی پر رکھکے
مشغول چرا ہوتا ہی اور میرا کچھ بس نہیں چلتا کہ اس گوہر کو لے لوں شہزادہ نے کہا ای دیو آخر یہ جانور کسطرح حملہ آور ہوتا ہی دیو نے کہا الغرض
لگد حملہ کرتا ہی شاہزادہ نے کہا خیر دیدہ شود چہ میشود اور اس گوہر تابان کیطرف روانہ ہوا اس جانور نے جو دیکھا کہ ایک آدمی گوہر کی جانب
جاتا ہی ہنوز شہزادہ اس گوہر تک پہونچنے نہیں پایا تھا کہ شاہزادہ کا سد راہ ہوا شاہزادہ اسی مقام پر ٹھہر گیا کہ دیکھوں کیا کرتا ہی وہ جانور
بھی اسی جگہ ٹھہر گیا اسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ گوہر کے لینے کا مانع ہی شاہزادہ نے قدم آگے بڑھایا اس وقت اس جانور نے
شاہزادہ کے قریب آکے لگد پشت شاہزادہ کیجانب پھیر کے دولتی اچھالی شاہزادہ نے ... عجیب الخلقت
دو سر کی حقیقت آلکد کا وار کیا شہزادہ نے پھر [illegible] ضرب لگد کو دفع کیا اور اس
اور زخم دینا شروع کیا ہر چند وہ جانور تڑپا اور چاہا کہ رہا ہو جاؤں مگر اس ہمت

جسکے صدمہ سے تمام استخوان سرمہ سا ہوگئے اور اسیوقت بیجان ہوگیا شہزادہ نے اسکو اسی جگہ چھوڑا اور اس گوہر تابان کی
جانب متوجہ ہوا اس دیو نے بآواز بلند کہا ای آدمزاد خبردار تو اس گوہر کے پاس نہ جانا اور ہرگز ہاتھ نہ لگانا مین اوٹھا لے
لیتا ہون شہزادہ نے متعجب ہوکے اس دیو کی صورت دیکھی اور کہا او بے ایمان تیرے ہی واسطے مین نے یہ کوشش
کی اس کوشش کا یہی عوض ہے کہ تو مجھے ایسا بدگمان ہے تو ذرا ٹھہر کہ مین دیکھون یہ کیا شے ہے اسنے کہا شہریار مین بدگمان
نہین ہون بلکہ سبب تو نے میرے واسطے کوشش کی ہے تو مین چاہتا ہون کہ مین ہی پہلے اپنے مطلوب کو ہاتھ مین لون شاہزادہ
نے مطلق اسکے کہنے کیجانب اعتنا نہ کی اور جاتے ہی وہ گوہر آبدار اوٹھا لیا دیکھا کہ واقعی گویا آدمیزاد کو گوہر آبدار
تراشا ہے ادہر وہ دیو دوان دوان شاہزادہ کے قریب آپہنچا اور کہا ای شہریار لا ہمیری امانت میرے حوالہ کر
مین اسکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہون شاہزادہ نے کہا او کمبخت تو اسقدر بیتاب کیون ہوا جاتا ہے کیا مین اسے
کہا لونگا یا تجکو نہ دونگا اسنے بہزار عاجزی شاہزادہ کے پانون پر سر رکھدیا اور کہا شہریار یہ بڑا ماننے کی بات نہین ہے مین
مدت سے اسکی جستجو و تلاش مین سرگردان ہون پھر تم ہی سمجھو کہ کوئی کسی شے کی تلاش مین ایسا سرگردان ہوگا اور طرح طرح کی
اذیت کا متحمل ہوچکا ہوگا اگر وہ شے اس تک پہنچ جائیگی تو کیسا بیتاب ہوکے اسکو لیگا اور وہ کس طرح چاہیگا کہ وہ شے ایک لمحہ بھی
کسی دوسرے کے قبضہ مین رہے شاہزادہ نے استغفر اللہ کہکے وہ گوہر تابان اس دیو کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا
لے اسے اپنے پیٹ مین رکھ لے ایسا نہو اس مین ہوا لگ جاوے دیو یار نجات نے وہ گوہر خوش ہوکے شاہزادہ
کے ہاتھ سے لے لیا اور فوراً چلتا ہوا شاہزادہ نے کہا او کمبخت یہ کیا حرکت ہے کہ گوہر لیکے جاتا ہے تو بڑا دغا باز معلوم
ہوتا ہے اسی واسطے تو مجھے مانگتا تھا اگر مین نہ دیتا پس تو کیا کرتا اور اب بھی ممکن ہے کہ تجھسے یہ گوہر چھین لون کچھ یاد بھی ہے
کہ تو نے مجھسے کیا وعدہ کیا تھا دیو یار نجات نے مطلق جواب نہ دیا اور وہان سے چلا گیا شاہزادہ نے اسکی اس بیوفائی
پر ہزار ہزار لعنت کی اور کہا نیکی کا زمانہ نہین ہے ہرگز کسی سے نیکی نہ کرنا چاہیے پھر کچھ دیر کے بعد دیو یار نجات پھر آیا اور
وہ گوہر شاہزادہ کو دیدیا اور کہا شہریار میری مراد صرف اسی قدر تھی کہ کسی طرح یہ گوہر تجکو دستیاب ہوجاوے
تو مین اسکے منہ پر منہ رکھون دو چار بوسے لب و رخسار کے لون عجلت کی یہی وجہ تھی تم نہین معلوم کہ تمنے کیا
سمجھے جو بد دل ہوکے وہ گوہر تجکو دیا اب تمہاری وجہ سے میری مراد حاصل ہوگئی یہ گوہر موجود ہے اپنے پاس رکھو اور مجکو
جو کچھ حکم فرماؤ اسکو عمل مین لاؤن شہزادہ نے بار دیگر اس گوہر کو غور سے دیکھکے جیب مین رکھ لیا اور دیو سے کہا میرا
یہی حکم ہے کہ مجکو طلسم کشا کے پاس پہونچا دے جس سے جو کچھ وعدہ کرے اسکا وفا کرنا ہر فرد بشر پر فرض ہے بیوفائی عورتون کا کام
ہے وعدہ وفا کرنا مردون کا دستور ہے ❊ شعر ❊ ہر یار کہ یار نیست دشمن بہ ازو ❊ ہر تیغ کہ تیز نیست سوزن بہ ازو ❊ شرط ست
کہ مرد ہر چہ گوید بکند ❊ ہر مرد کہ گوید نکند زن بہ ازوست ❊ دیو نے کہا مجکو کب انکار ہے چلو لیچلون مگر خیال
رہے کہ مقام مخدوش کی فرمائش ہے جو کچھ صدمہ پہونچے مجھے شکایت نہ کرنا اپنی فرمائش کا ہر وقت خیال رکھنا
اور میرا اسوقت کے کہنے کو فراموش نہ کرنا شاہزادہ نے کہا ای یار نجات دنیا مین بجز زحمت و تکلیف کے کیا ہے
خداوند عالم کی جو [illegible] ہے کیا عجب ہے اگر وہ عز اسمہ میری وہان بھی مدد و حمایت کرے دیو نے کہا تم جانو
اور شہ [illegible] مقام کی سیر دکھاتا اور کیفیت بیان کرتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک مقام
[illegible] ہوا تھا درمیان صفہ سیمگون کے سیاہ چادرون کو شہون پر جا بجا
[illegible] سایہ کئے ہوئے بالائے گنبد ایک درخت سرو نہایت سبز و شاداب
[illegible] درخت سرو پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا اسکی منقار زرین

ایک نارنج ہے دیو نارنجات نے شہزادہ کو وہان مقیم کیا اور کہا شہریار تمھارسے حکم کے موافق ہر آفتون سے
بچا کر بسہولیت تمام مین نے منزل مقصود پر پہونچا دیا شہزادہ نے کہا اے نارنجات مجکو کیا معلوم کہ یہ کون مقام ہے
کچھ بیان کرو دیو نے کہا وہ دیکھو گنبد پر درخت سرو ہے اور اُس درخت پر طاؤس ہے جسکی منقار مین نارنج ہے بس
یہی نارنج طلسم کشا ہے بجز اس حال کے بیان کر دینے کے اور کسی طرح کی قدرت مجھمین نہین ہے ورنہ تم سے
محسن ہو ضرور مین تمھاری حمایت کرتا اور بھی جو کام میرے کرنے کا ہے اُسمین ہرگز کمی نہین کرونگا ہان اگر تم مین
طاقت ہو تو اس نارنج طلسم کشا کو اس طاؤس کی منقار سے لو اور طلسم کو فتح کرو شاہزادہ نے دیکھا کہ ہزارون
پتھر کے آدمی اُس صفہ پر پڑے ہوے ہین بہت حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے اور اب بیان کیا کرنا چاہیے دفعتاً خیال
آیا کہ ہیکل کو دیکھنا چاہیے چنانچہ ہیکل کو نکالا اور اُس لعل کیطرف نظر کی لکھا تھا کہ اے جوان جس وقت تو گنبد اور
درخت سرو کے قریب پہونچے اُس درخت کی جانب راست ایک کنیر کا درخت ہوگا اُسمین سے ایک باریک
ٹہنی کاٹنا مگر بالائی حصہ اُس ٹہنی کا دوشاخہ ہو اُس ٹہنی کو مثل تیر کے درست کرنا اُس تیر دوشاخہ پر یہ اسم
پڑھنا پھر اُس تیر دوزبان کو طاؤس کی دونون آنکھون پر مارنا کہ قدرت خدا کا تماشا دیکھنا فقط شاہزادہ
تا اُس کے اُس درخت کنیر کے قریب گیا باریک ٹہنی کاٹی تیر دوزبانہ تیار کیا اُس پر وہ اسم پڑھا طاؤس
کے سامنے آیا اور نشانہ تاک کے وہ تیر دوزبان طاؤس پر مارا جس سے طاؤس کی دونون آنکھین بیکار ہوگئین
فوراً وہ نارنج اُسکی منقار سے زمین پر گرا اگرچہ اُس نارنج کے زمین پر گرنے کی بالکل آواز نہ معلوم ہوئی مگر ہان
اُسی وقت علیحدہ آواز تڑاقے کی محسوس ہوئی سامنے سیاہی دکھائی دی ہوا سے تند کا جھونکا چلا مگر وہ
سیاہی اسی طرف بڑھتی معلوم ہوئی اب تو شہزادہ نے گھبرا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے پھر ہیکل کے لعل کی نظر کی ہنوز
سطح کو بخوبی دیکھا بھی نہ تھا کہ وہ تاریکی قریب آگئی شہزادہ نے اس خیال سے کہ نہین معلوم اس تاریکی مین
کیا سانحہ رونما ہو ہیکل کو پھر جیب مین رکھ لیا وہ تاریکی ایسی محیط ہوئی کہ جس طرف نگاہ کی کچھ محسوس نہ ہوا یہ
کیفیت تھی کہ ہر چہ بادا باد اُسی جگہ مقیم رہا جب ارادہ کیا کہ اس تاریکی مین گرتا پڑتا اُس نارنج تک پہونچون اور نارنج طلسم کشا کو
قبضہ مین لاؤن مگر پھر خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہے تاریکی مین اندھون کی طرح ٹھوکرین کھاؤن نہین معلوم کیا ہو اور کس جگہ پہونچون
کس خرابی مین مبتلا ہو جاؤن بہتر یہی ہے کہ یہین مقیم رہون حتی کہ وہ تاریکی کم ہونا شروع ہوئی اور کچھ کچھ نظر آنے لگا
اب جو نارنج کی طرف دیکھا اس نارنج طلسم کشا کے قریب ایک دیو قوی ہیکل بیٹھا ہے جس کا سر ہاتھی کا ہے اور علاوہ خرطوم کے
اُسکے سر کے بالائی حصہ پر ایک نوجوان آدمی کا چہرہ نکلا ہوا ہے جسکی سیاہ ڈاڑھی ہے لمبی ایک وجب کے ہے اور
مونچھین بھی بہت بڑی ہین شاہزادہ نے اُسکی صورت دیکھکر کہا الہی احفظنا دیکھیے اسکے قبضہ سے کب اور کس طرح
نجات ملتی ہے اس دیو نے پہلے خرطوم کو اپنی ڈاڑھی پر پھیرا بعدہ بکمال سہولت کہا اے جوان آدمزاد تو باوجود
اپنے ضعیف الجثہ ہونے کے بڑا جری ہے کہ یہاں تک جیتے جی پہونچا اور اس نارنج کو قبضہ مین لانے کی تدبیر پیدا کرلی مگر
تو اس بات سے بالکل غافل تھا کہ مین بہت بڑا محافظ اس نارنج کا مقرر ہون ازبسکہ تجھمین بیخبری بہت ہے اس
لحاظ سے تجکو آگاہ کرتا ہون کہ اپنی زندگی چاہتا ہے تو اس امر محال سے باز آ اور جس طرف سے آیا ہے اُس طرف واپس جا ورنہ نارنج لینے کا تو کیا ذکر ہے
زندہ بچکر [illegible] اور اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جو کوئی کسی امر کے انجام دہی کا ارادہ کرتا ہے وہ پہلے سمجھ
ہی لیتا ہے کیا سمجھ کے یہان آیا اور اس نارنج کو طاؤس کی منقار سے گرا دیا شاہزادہ نے
کہا ہوے ہون کہ جب تک اس نارنج کو نہ لیلونگا یہان سے واپس

کون جو حق مری زبان کو نہین ہی یارا بیان کا ہمدمی زمین کو ہے صنم کا رتبہ کہین ہے وہ چند آسمان سے
راویان روایات عجیب و محرران مضامین غریب اس حال بحسن انتقال کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ حمزہ ثانی
تاریخ چینی مین مصروف تھے کہ چند حبشی اہل طلسم سے وہان آئے اور غضب آلود آواز سے کہا ای حمزہ سر و تمہارا
کام تاریخ چینی تھا یہ درخت کیون زمین سے علیحدہ کیے ہین شمر یہ ہی کہ اسی طرح تمہارے سرون کو تن سے جدا کرون
حمزہ ثانی نے کہا بھائیو یہ درخت ہمنے نہین زمین سے علیحدہ کیے تم دیکھ رہے ہو کہ ہم تاریخ چینی مین مصروف
ہین اُن زنگیان طلسمی نے کہا آخر وہ کون بیہودہ تھا جسنے یہ حرکت بیہودہ کی اُسکو ہمارے سامنے لاؤ معقول عذر
وین حمزہ ثانی نے کہا بھائیو جسنے یہ درخت کندہ کیے ہین اُسنے حمزہ جنی کو رہا کیا اور اب کوہ قاف کی طرف گیا ہوا ہی
اُن حبشیون نے کہا یہ سب تمہارا حیلہ ہی ہم خوب جانتے ہین کہ یہ تمہاری ہی شرارت ہی اور حمزہ ثانی اور
تمام یاران ہمراہی کو بستہ کرکے قید کیا ہر چند سب نے عذر کیا کہ یہ حرکت ہماری ہرگز نہ تھی ہمکو بیکار بستہ و گرفت
کر لیا ہی اُن زنگیون نے مطلق نہ سنا یہی کہا کہ اگر تمہاری حرکت نہ تھی تو اُس شریر کو ہمارے روبرو حاضر کرو اُس
حیلہ سے تمہاری رہائی نہین ہو سکتی راوی کہتا ہی کہ اُس طرف شہزادہ بدیع الملک کو وہ مرغ خوش تحریر طلسمات مین
لایا اور لونڈیان و کنیزان بھی ہمراہ تھا شہزادہ نے دیکھا ایک باغ ہی نہایت سر سبز و شاداب نہرین ہر طرف جاری ذرہ ذرہ

ہین تر و تازگی سارے چمن
سر سبز باد در کنار جویبار
دل لالہ از عشق خود داغدار
بہر سیر یاران دل غنچہ پر

بگذار ارض افگندہ چتر شہا
در جام جمشید از عبیر شش
معطر مشام از نسیم سمن
جیسے کہ زنی نرگس سرخمار

نہ گنجیدہ در پوست گل از لقا
زند چتر خورشید نیلوفر ش
بوطت ریحان نسیم ختن
نظر کردہ نرگس مست یار

صبا مست افتادہ در سبزہ زار
زہر برگ آثار حسن آشکار
ریاحین از شبنم مزین بدر
زہر سو سر آوردہ مرجان خروش

زجام گل لالہ مست جوش ۔۔ اُس باغ ہمیشہ بہار مین بہ نسبت اور درختان گل و ثمر کے درختان نارنج بکثرت
تھے یکایک آواز طراق طراق پیدا ہوئی شہزادہ نے متعجب ہو کے ہر چہار جانب باغ مین دیکھا اُس آواز
کی تو کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی البتہ ایک جانب دیکھا کہ ایک نقابدار بلباس طلا کار چلا آتا ہی اور آتے ہی اُسنے
درختون کو زمین سے کندہ کرنا شروع کیا شہزادہ تا دیر اس تماشے کو دیکھتا رہا یہانتک کہ وہ نقابدار شہزادہ کے
قریب پہونچا بدیع الملک نے کہا ای جوان یہ کیا کرتا ہی کہ ان درختان طلسمی کو زمین سے کندہ کر رہا ہی اگر طلسم کشا کو
اپنے پاس رکھتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین شوق سے اُن درختان نارنج کو کندہ کر کے طلسم کو فتح کر اگر طلسم کشا نہین رکھتا
تو یہ ایک فعل عبث ہی نقابدار نے شہزادہ کو از سر تا پا غور دیکھا سلام کرکے کہا ای جوان طلسم کشا کیا شی ہی مین نے
طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین تھا شہزادہ متبسم ہوا اور کہا ظرفہ ماجرا ہی کہ طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین اور یہ جرأت کی کہ درختان طلسم کو
کندہ کرنا شروع کر دیا آگاہ ہو ای نقابدار وہ طلسم کشا میرے پاس ہی انشاء اللہ الرحمن اس طلسم کو مین فتح
کرونگا نقابدار نے کہا ای جوان تمہارا نام کیا ہی شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک کہتے ہین نقابدار یہ سن کے
شہزادہ کے قریب آیا اور بکمال ادب دوبارہ سلام کیا اور کہا جانم فدا ہوے تو باد بہت مبارک یاد ہی تم اس طلسم کو فتح
کرو شہزادہ نے کہا تم کون ہو اور کیا نام ہی اُسنے کہا ای والا منزلت مین جو کہ ۔۔ گر الیسے خادمون مین سے
ایک مین بھی ادنی خادم ہون قبل ازین مین نے نیلگون شاہ کو مطیع فرمان
اور تمہاری ہوا داری مین شب و روز تک رستم کے ہنگام
طرف تم کو نکلے فی الحال مین نے تمہارے اقبال کے سے کو دو

ہمراہ لیکے اس طرف کا عزم کیا یہان تمہارے جیسے جوان ذیشان کی ملازمت حاصل ہوئی شہزادہ نے کہا ہان ای نقابدار بیشتر
تمہارے اوصاف میری سماعت مین گذرے ہین اچھا یہ تو مین نے سُنا کہ اب بتاؤ کہ تمہارا کیا ارادہ ہی نقابدار نے کہا
یہی ارادہ ہی کہ اب تمہاری دامن دولت سے وابستہ رہون بشرطیکہ یہ امر تمہارے خلاف طبع نہو شہزادہ نے کہا
کیا مضائقہ ہی اور اس مین خلاف طبع ہونے کی کیا وجہ ہی نقابدار نے اپنے لشکر ہمراہی کو رخصت کرکے شہزادہ
بدیع الملک کی ملازمت اختیار کی ہنوز ایک ساعت کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ چند حمال سرون پر کھانے کے
خوان اٹھائے ہوئے آموجود ہوئے نقابدار نے اشارہ کیا جو حمال کہ اون مین کسیقدر ممتاز تھا قریب آ گیا
دسترخوان بچھایا خوانون کے کھولے انواع و اقسام کے کھانے خوان دعوت قلیہ و قورمہ و غوری مین تھے کسی مین
پلاؤ کسی مین زردہ کسی مین متنجن کسی مین کوفتے کسی مین فرنی کسی مین قورمان اسیطرح جملہ اقسام کے کھانے تھے اُس
حمال نے سب کھانون کو دسترخوان پر چنا نقابدار نے کہا ای والا منزلت نان و نمک حاضر ہی نوش فرماؤ شہزادہ
نے پہلے عذر بار د کیا بعدہ کھانا کھایا بعد فراغ اُس باغ کی سیر کی یہانتک کہ رات ہوگئی شہزادہ اور مرغ خوش نغمہ
اور دیو و ازبکان وغیرہ سب سو رہے بعد شہزادہ جاگا دیکھا تو وہان کوئی نہین ہی تحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی ابھی ہم سب اکٹھے سوئے تھے ان سبکو
کون لیگیا نقابدار شہزادہ کے قریب بیخبر سو رہا تھا اُسکے چہرہ سے نقاب علیحدہ ہوگئی شہزادہ کی نظر اُسکی صورت پر پڑی
دیکھا ایک نازنین ہی ایسی صاحب حسن و جمال کہ ایسا حسن و جمال کبھی نظر سے نہ گذرا تھا از قسم خداداد ہی جسکے
دیکھنے سے آنکھون کو سیری نہین ہوتی ہے ❊ تو گوئی کہ دیدن آن شکل و رخسار ❊ بہ بنمود تا حد ممتاز ❊ زلفین
ہین یا دو کالے لہرا رہے ہین پیشانی لوح طلسم حیرت آنکھون مین وہ جادو بھرا ہی جسکے آگے سحر سامری ہرا پھرا ہو سکو
ہی تیر مژگان دل مین وہ سمار ہونے کو بس تیغ ابرو خونریز بینی الف آفتاب قیامت لب آتش تیز ہوس و رنگ کی
آن دہن سخن نیست خاموش کہ جائے دم زدن نیست ❊ دہن اُس زہرہ شمائل کا کنواں بابل کا زندان ہاروت
ماروت دُر دندان شفاف گردن پر ہزارون کا خون مگر صفائی ساعد و بازو رو تصویر کلائیان شاخ مرجان سے
پنجہ گیر پستان بہار جادو کے ترنج یا شیشہ ہے کہ دونارنج کیسی چکنیان جن پر دل لٹو ہوا جاتا ہی اُچک لیجیے یہی دل چاہتا ہی
عاشق کے دل مین آتیان ہین چھاون چھاتیان ہین شکم ایسا کہ جو دیکھے پیٹ پکڑے ورنہ اُبھرے ناف خم صناعت
حسن سے بلوران کے آئینہ سکندر منقش کو چیران کر دین ساقین کی مچھلیان ماہی شفق ور سے خراج لین پاؤن
جسکے ہاتھ آئے کیا کیا مزے اُٹھائے یہ سراپا جو معرض تحریر مین آیا فقط الفصل للامری تھا نہین تو ❊ تنش را
پیرہن عریان ندیدہ ❊ چو جان اندر تن و تن جان ندیدہ ❊ سادہ مگر نہایت پر تکلف و قیمتی لباس اور پوشیدہ
زیور جڑاؤ سے آراستہ اُسکے اوپر سپاہیانہ لباس پہنے ہوئے چند اسلحہ بھی زیب تن کیے ہوئے بکمال انداز
دلبری و دلربائی بیخبر سو رہی تھی ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا حسن ملکہ ماہ نوش لب و روان بخش کو بھی بھولا بار بار
دل مین کہتا تھا ای بدیع الملک یہ نازنین ہی یا خدا کی قدرت ہی نہین معلوم کون ہی کہان رہتی ہی اس مقام پر اسکا
کس طرح گذر ہوگا جب ... آیا خاموش ہو رہا مگر نظر اُسی محبوبہ دل آرام کے چہرہ روشن کی جانب تھی یہانتک کہ رات
گذر گئی
❊ اشب بر تلطف کرد آن مہر ماہ ❊ درشان شہنشہی نیش و سود از ما بر خواب
سے بیدار ہوئی اور گھبرا کے نقاب کو چہرہ پر ڈالا شہزادہ
نے اُس سے مجھکو اطلاع ہوگئی سچ بتا کہ تو کس گلستان
دل کو تہ و بالا کر دیا نقابدار نے کہا شہریار اصل امر یہ ہی

کہ مین کرب کی دختر ہون ہلال کے بطن سے پیدا ہوئی ہون راوی کہتا ہی کہ ادھر بدیع الملک اس نازنین پر
عاشق ہو گیا ادھر یہ نازنین نقابدار بھی شہزادہ پر فریفتہ ہو گئی چونکہ بدیع الملک جسکو نازنین نقابدار کی صورت
زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا کیا ان کو شہزادہ پر خواب نے غلبہ کیا نازنین نقابدار سے کہا اس وقت مجھے
خواب غلبہ کیے ہوے ہی اجازت ہو تو تھوڑی دیر سو رہون اس نازنین نے کہا بسم اللہ شوق سے استراحت
فرمائیے شہزادہ سو گیا وہ نازنین بیدار رہی ہنوز چند لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ کوئی آیا اور نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے
اسکو اٹھا لیگیا جسوقت ہم اٹھاے چلا صرف اسقدر آواز آئی کہ ای شہریار مدد کرو مجھے لیے جاتی ہی نقا شہزادہ خواب
سے بیدار ہوا اس عرصہ مین دیکھا نقابدار غائب ہی شہزادہ ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی وہ دونون اول غائب ہو گئے
اب نقابدار کو بھی کوئی لیگیا دست افسوس ملتا تھا اور بجاے خود کہتا تھا ای بدیع الملک اس دلربا
کا پتا اب کہان ملسکتا ہی شعر چشم در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ٭ کبھی یہ کہتا
بسکہ در چشم و دلم ہر لحظہ ای یارم توئی ٭ ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی ٭ یکایک ترنج کا خیال آیا جیب مین
سے ترنج طلسم کشا کو نکالا غور سے دیکھا وہ ترنج طلای خالص کا بنا ہوا تھا فکر ہوئی کہ اسے کھولنا چاہیے ہر طرف
دیکھا کسی طرف کھلنے کا نشان نہ پایا دونون ہاتھون مین رکھ کے زور کیا پھر بھی نہ کھلا کہا واہ عجیب طرح سے بنایا ہی گر
ترنج طلسمی ہی تو اس کو کھلنا چاہیے اگر بانیان طلسم نے مذاق کیا ہی تو اسکا ذکر نہین اسوقت ہیکل سے مشورہ
کرنے کا خیال آیا جیب سے اُسے نکالا ورق پر فقرہ لکھا دیکھا کہ ای جوان جسوقت ترنج طلسم کشا تجھے
دستیاب ہوا اور کسی طرح نہ کھل سکے بددل نہ ہونا اگرچہ اس نارنج طلسمی کا کھلنا ضرور ہی لیکن وہ مشروط ہی اس
درخت سرو کے کندہ ہونے سے اور درخت سرو تیری طاقت سے کندہ ہو سکتا ہی اسکے نیچے تہخانہ دکھائی
دیگا بلا تکلف اس تہخانہ مین داخل ہونا وہان یہ لوح کھل سکتی ہی شہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اس درخت
کے قریب پہونچا بغل مین لیکے ایک زور جو کیا جڑ سے باہر نکل آیا اسکو کنارہ پر پھینک دیا دیکھا واقعی بموجب
ہیکل تہخانہ نمایان ہی بسم اللہ کہکے تہخانہ مین داخل ہوا جیب سے نارنج طلسم کشا کو نکالا اب جو نظر کی کھلنے کا
نشان ظاہر پایا گوشہ دبا کر مین نارنج از خود کھل گیا اندرون نارنج سے ایک انگشتری نکلی اس انگشتری پر لکھا دیکھا
ای جوان ذیشان مبارک ہو کہ تجھکو یہ انگشتری ملی اب تو پوست نارنج کو جیب مین محفوظ رکھ اور اس نقب مین داخل ہو
جسوقت وہ خطر راہ طی کرنا انتہاے راہ مین ایک اژدہا تیرا سد راہ ہوگا تو بالکل خائف نہ ہونا اس اژدہے سے
کہنا کہ ای اژدر میرا سد راہ کیون ہوتا ہی درحالیکہ جملہ مراحل مصیبت و منازل مشقت کو طی کر کے مین یہانتک
پہونچا ہون وہ اژدہا کہیگا کوئی نشانی دکھا تجھکو چاہیے کہ اس پوست نارنج کو دیدے وہ اس مقام سے
غائب ہو جائیگا تو نقب مین قدم آگے بڑھانا یہانتک کہ نیک اندیش نام درویش کے پاس پہونچیگا نیک اندیش
مرد مسلمان ہی جو کچھ نیک اندیش راے دے اسکے موافق عمل کرنا خدا چاہیگا تو طلسم کی فتح تیرے
نام پر مقرر ہو جائیگی شہزادہ بدیع الملک نے بخوشی تمام وہ انگشتری طلسمی ہاتھ مین پہن لی اور وہان سے روانہ
ہوا اور دو دو چلا جاتا تھا اور بجاے خود یہ خیال کر رہا تھا کہ دیکھیے وہ اژدہا ہی اور کس طرح پیش آتا ہی
یکایک وہ اژدہا دکھائی دیا اسکے جثہ کی درازی اس اندازہ سے
اور دور تک اسکے منہ سے شعلہ کی لپک جاتی تھی بدیع الملک
نے شاہزادہ کو دیکھا بلا کی طرح دوڑا اور چاہا کہ نگل جاے شاہزادہ

جو کچھ مین کہتا ہون اُسے سُن سے اژدے نے کہا کیا کہتا ہی جو کچھ کہنا ہو جلدی کہ یہ مقام زیادہ توقف کا نہین ہی شاہزادہ نے کہا تو کون مجھپر حملہ کرتا ہی اُسنے کہا یہانتک کسیکے آنے کا حکم نہین ہی اول تو یہان آہی کون سکتا ہی اور بالفرض کوئی آبھی گیا پس اُسکی یہی سزا ہی کہ اُسکو نگل جاؤن بدیع الملک نے کہا مین علے العموم واردان طلسم سے نہین ہون بلکہ خاص میری سر نوشت مین یہان تک پہونچنا مقدر تھا بلکہ اس طلسم کا فتح ہونا بھی میری ہی کوشش پر موقوف ہی یہی وجہ ہی کہ جملہ آفات طلسم سے محفوظ رہکے مین یہانتک پہونچا ہون اژدہے نے کہا اگر تو علے العموم واردان طلسم سے نہین ہی کوئی آدم زاد ہی تو اسکی دلیل پیش کر بدیع الملک نے کہا بس یہ دلیل کافی ہی کہ مین صحیح وسلامت یہانتک پہونچا اژدر نے کہا یہ دلیل کافی نہین ہی کوئی نشانی ہونا چاہیے شاہزادہ نے جیب سے پوست نارنج طلسم کشا اُسکے روبرو پھینک دیا اور کہا لے یہ نشانی بھی موجود ہی اژدر نے پہلے اُس پوست نارنج کو غور سے دیکھا اور شاہزادہ کو دیکھا پھر اُس پوست کو اٹھا کے نگل لیا ہنوز بدیع الملک اُسکو دیکھ ہی رہا تھا اور خیال تھا کہ یہ میرے سامنے واپس جائیگا مگر وہ اژدہا جیتا تو یہ معلوم ہوا دفعتاً نظر سے غائب ہوگیا جس سے شاہزادہ کو تعجب ہوا اور آگے قدم بڑھایا آخر اُس نقب مین چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک باغ مین پہونچا اُس باغ کی سرسبزی وشادابی کا بیان حوالہ قلم سے خارج اندرون باغ ایک قصر نہایت خوش نما وعالی شان دیکھا جو کبھی نظر سے نہ گذرا تھا علاوہ بلندی کے سر ایک کنگرہ اُسکا آفتاب عالمتاب کے مانند چمکتا تھا :

زہے قصر و منظر کہ از قدر و شان ۔ رسیدے کنگرش او آسمان

برد لوح زقصر خورنق فزون ۔ ستونہا سے طلمی سے بیستون

نگار اتراشان فرہاد زور ۔ از این قصر شیرین در آفاق شور

شدہ پر زمین خشت وقتش بیان ۔ ستانت شود آلہ آسمان

بعالم فردوسی در آفاق طاق ۔ خورد از پرتو شمسہ پیش طاق

ایک نازنین سنبل مو عنبرین تخت طلائی پہ بہزار رعنائی و دلربائی جلوہ افروز ہی دروازہ قصر پر ایک دیو کوہ پیکر وار شمشاد گند سے پر رکھے ہوئے ہر چہار جانب نگران استادہ ہی جون ہی اُس دیو نے شاہزادہ بدیع الملک کو دیکھا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا اور کہا او آدم زاد ضعیف البنیاد کیون اس طرف بیباکانہ چلا آتا ہی خبردار آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ سخت سزا پائیگا شہزادہ نے مطلق اعتنا نہ کی اور آگے قدم بڑھایا اُس دیو نے کہا اول گرفتہ تو نہین مانیگا یہ کہکے وار شمشاد کا وار کیا شہزادہ نے اُس حربہ کو سپر پہ رد کیا اور کہا خبردار ہو جا سے ردی ضرب تو وضرب ما نوش کن یہ نہ دین و دنیا فراموش کن یہ اور شمشیر آبدار کا وار کیا اُس دیو نے بھی وار شمشاد پر حربہ کو رد کیا شہزادہ نے بجالاکی تمام اُسکے کمر بند مین ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کہکے دیو کو سر سے بلند کیا اور چاہتا تھا کہ گرد سر چرخ دیکے زمین پہ مارے کہ اُس دیو نے کہا اے آدم زاد توقف کر مجھے کچھ کہنا ہی بدیع الملک نے آہستہ اُسکو زمین پر رکھ دیا اور کہا ہان کہ کیا کہتا ہی دیو نے کہا تیری زبان پر جو نام خدا جاری ہوا کیا تو خدا پرست ہی تو یہی بیان کر کہ کس قوم وقبیلہ سے ہی شاہزادہ نے کہا ہان مین خداپرست ہون نبیرہ سلسلہ قاف وسلیمان کو جانکے نے خوش ہوکے ہاتھ [illegible] کیا آ مصافحہ کرین بھی مسلمان اور اس نازنین کا ملازم ہون جو قصر مین مقیم ہی شاہزادہ [illegible] ہان اس نازنین پر عاشق تھا اسی وجہ سے آسکے کوہ قاف [illegible] مگر افسوس کہ یہان بھی میرا مطلب حاصل نہوا اسمین درجہ خیال [illegible] ن سے فرائی سی کوشش کی مگر مشیت باری مین نہین [illegible] کا سکے اس طلسم مین پناہ نہ لیتا کیونکہ جو مصیبت بیرون طلسم

پیش آنے والی تھی وہی مصیبت یہان پیش آئی کہ اہالیان طلسم سے صنعان شاہ بادشاہ طلسم کو میرے اور اس
نازنین کے یہان آنے کی خبر دی صنعان شاہ نے مجھکو اور اس نازنین کو اپنے روبرو بلایا اور بہت برہم ہوکے
کہا تو کیون اس طلسم مین آیا مین نے تمام حقیقت کو بیان کر دیا اُسنے کہا کہ یہ طلسم ہر کہ و مہ کی پناہ کی جگہ نہین
ہی تو یہان محفوظ نہین رہسکتا مین نے بہت کچھ منت و سماجت کی صنعان شاہ نے رغبت کی نظر سے اس
نازنین کو دیکھا اور مجھسے کہا خیر اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہی تو اس نازنین کو مجھے دیدے میری طبیعت کا میلان
اسکی جانب ہوگیا ہی مین نے کہا ای بادشاہ جاے انصاف ہی کہ مین کس محنت و مشقت سے اسے بردہ قاف سے
لایا ہون اور تیری حکومت مین پناہ کی ہی تجھکو چاہیے کہ ہمکو مہمان سمجھکے ہماری رعایت کرے نہ یہ کہ ہماری مطلوبہ کو تم
طلب کرتا ہی اور اپنی مطلوبہ قرار دیتا ہی اگر تجھکو خدا نے ہر طرح کی قدرت اور حکومت عطا فرمائی ہی تو تجھکو چاہیے
کہ اپنے زیر دستون پر شفقت و مہربانی کرے نہ یہ کہ ایسا قصد ظلم کرنے کے درپے ہو صنعان شاہ نے میرے
کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی کہا یہ سال ہی سے قران کا ہی مین ہرگز اس نازنین سے دست بردار نہونگا اور
قصر مین اس نازنین کو مقیم کرکے مجھسے کہا کہ جا اس نازنین کی خدمت گزاری مین مصروف ہو اور خبردار اس
نازنین سے کسی نوع کی خلاف حرکت کا خیال بھی دل مین نہ لانا ورنہ ایسی خرابی سے ہلاک کرونگا کہ جانوران
صحرائی کو تیرے حال پر افسوس ہوگا اور اب مین خدا پرستون کا قصہ فیصل کرنے کا تہیہ کیے ہون اس کار ضروری
سے فارغ ہوکے تجھکو اطلاع دونگا اور وقت تو اس نازنین کو فوراً میری خدمت مین حاضر کر دینا اے شہریار اگرچہ
اس نازنین کو صنعان شاہ نے اپنی محبوبہ قرار دیا ہی مگر اصل امر یہ ہی کہ مین اور یہ اس قصر مین دونون قید مین اور
کہین نہین جا سکتے ورنہ مین یہان سے اتبک کبکا غائب ہوگیا ہوتا اور یہ نازنین بھی میرے ساتھ ہوتی اے جوان
تیرے بشرہ سے آثار اقبال مندی اور ہوشیاری کے ظاہر ہوتے ہین میری خوبی قسمت ہی کہ ایسے وقت
مجبوری مین تیری ملازمت حاصل ہوئی کیا عجب ہی کہ تیرے قدم مبارک کی برکت سے مین اپنے مطلب پر
فائز ہون یعنی میری مطلوبہ مجھکو ملجاوے اور اے شہریار یہ مین بھی گزارش کیے دیتا ہون کہ میری مطلوبہ اس وقت
مجھکو نہین ملسکتی جسوقت صنعان شاہ ظالم ہلاک ہوگا اگر یہ کام میرا ہوگیا تو بدستور تیرا بندۂ احسان رہونگا ورنہ زندگی
مین مجھکو اس غم جانگاہ سے نجات ملنا دشوار ہی بالیقین اسی قید مصیبت مین ایک روز ہلاک ہو جاؤنگا شاہزادہ نے اسکی
دلکو بہت کچھ دلاسا دیا اور کہا اخراج مطمئن رہ اگر خدا نے چاہا تو یہ نازنین جو تیری مطلوبہ ہی تجھکو دلوا دونگا اب
صرف یہ کام کر کہ مجھکو نیک اندیش وزیر کے پاس پہونچا دے پھر تو مین صنعان شاہ کا علاج کرہی لونگا
دیکھون وہ میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی ع بینی کہ تا کردگار جہان ۞ دریں آشکارا چہ دارد نہان
اخراج دیو نے شاہزادہ کے دست حق پرست پر بوسہ دیا اور ہاتھ اٹھا کے دعا دی ع الٰہی تا جہان
باشد تو باشی ۞ اور کہا بسر و چشم نیک اندیش وزیر کے پاس لے چلنے کو موجود ہون بسم اللہ در گردن پہ
سوار کرکے نیک اندیش وزیر کے مکان کی جانب روانہ ہوا نیک اندیش وزیر [illegible] مکان مین موجود تھا
ہو اخراج دیو شہزادہ کو لیے ہوے پہونچا جون ہی نیک اندیش [illegible] ب الملک پر پڑی
فوراً تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور نہایت اعزاز و احترام
والا تبار مجھکو سمجھا ارادت و راز سے [illegible] سے یہ نصیبہ
مبارک سے عزت بخشی ۞ یارب نہال دولتت سر فراز باد

تمام مقاصد دلی بر لاتے کے آئینہ مراد مین رخ مطلوب دکھاتے بدیع الملک نے کہا ای نیک اندیش کہا کیون کہ کیسے
کیسے مخصون مین مبتلا رہنے کا اتفاق رہا بارے خدا خدا کرکے یہانتک پہونچنے کا اتفاق ہوا نیک اندیش
وزیر نے کہا ایسے معزز و محترم کا یہ مکان کفش خانہ ہی یہان تکلیف فرمانے سے میری عزت بڑھا دیئے اب جو کچھ ارشاد
ہو اسکو بجا لاؤن بدیع الملک نے کہا فی الحال تو میرا یہی ارادہ ہی کہ صنعان شاہ کی ملاقات کو جاؤن بعدہ
جیسا کچھ مناسب ہوگا اسکے موافق کیا جاویگا نیک اندیش نے کہا یہ کچھ دشوار امر نہین ہی یہ بھی اتفاقی
امر ہی کہ کل ہی صنعان شاہ کی عدالت کا دن ہی انشاء اللہ کل ہی مین تمکو دربار مین لیے چلونگا مگر شہریار چند
شرائط ہین انکو گذارش کر دینا میرا فرض ہی آئندہ ماننے نہ ماننے کا تمکو اختیار ہی بدیع الملک نے
وہ شرائط پوچھی نیک اندیش نے کہا پہلی شرط یہ ہی کہ اگرچہ تم بھی ایک جوان ذی مرتبت و ذیشان ہو تاہم مقتضا
یہ ہی کہ جسوقت صنعان شاہ کا سامنا ہو تم اسکو سلام کرنا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی نیک اندیش
نے کہا دوسری شرط یہ ہی کہ جسوقت تم وہان موجود ہوگے صنعان شاہ تمکو جام مین شربت دیگا تم جام مین شربت
نہ پینا بلکہ قاشق سے لیکے اسمین شربت پینا بعد جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا غرضکہ وہ تمام دن اور رات انواع اقسام
کے حرف و حکایات مین تمام ہوا اختتام ہوئی دسترخوان بچھا انواع اقسام کا کھانا چنا گیا بدیع الملک اور
نیک اندیش وزیر نے ساتھ کھانا کھایا شب بھی ایک ہی جگہ دونون نے بسر کی صبح کو بدیع الملک نے
حمام کیا لباس پر تکلف سے آراستہ ہوکے نیک اندیش وزیر کے ہمراہ صنعان شاہ کے دربار کی جانب
روانہ ہوا نیک اندیش اور شاہزادہ دونون اسوقت صنعان شاہ کے دربار مین پہونچے کہ صنعان شاہ عدالت
کر رہا تھا یہ دونون ایک جانب بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد صنعان شاہ شاہزادہ کے جانب متوجہ ہوا
اور کہا ای جوان تو کون ہی بدیع الملک نے صنعان شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مین ایک مرد مسافر ہون
صنعان شاہ نے شہزادہ کو دیکھا بعدہ ایک جادوگر سے کہا ای فلان یہ جوان ہمارا مہمان ہی اسکو ایک جام
شربت پلانا چاہیے اس جادوگر نے فوراً جام شربت سے لبریز کرکے شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے
وہ جام شربت لے لیا اور چند لمحہ تک اس جام کو ہاتھ مین لیے اسیطرح بیٹھا رہا صنعان شاہ نے
جب دیکھا کہ شہزادہ نے شربت نہین پیا اسیطرح ہاتھ مین جام لیے بیٹھا ہی کہا ای مہمان جبکہ تو ہمارا مہمان ہی پھر کیا
وجہ ہی جو شربت نہین پیتا بدیع الملک نے کہا شہریار مین اس جام مین شربت نہین پیونگا صنعان شاہ
نے کہا نہین ہماری خوشی یہ ہی کہ جام ہی مین شربت پی لے شاہزادہ نے کہا میری کیا مجال کہ اس جام مین
شربت پی لون ہان قاشق ہو تو مضائقہ نہین صنعان شاہ نے شہزادہ بدیع الملک کی فراست
اور دانائی کی کمال تعریف کی اور ایک ملازم سے کہا جلد قاشق لا کے اس جوان کو شربت پلا اس
ملازم نے فوراً قاشق حاضر کی شہزادہ نے اس قاشق مین شربت کو انڈیل لیا اور نوش کیا صنعان شاہ
نیک اندیش وزیر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای وزیر یہ مہمان عجیب باتمیز جوان ہی اسکے بشرہ سے
[illegible] ہی کچھ ظاہر بھی ہوا کہ یہ [illegible] سے اصرار کے اسنے
[illegible] سے دربار مین اس جوان مہمان کو اسنے ہمراہ لا کر
[illegible] نے دست بستہ کہا [illegible] باعث ملاقات [illegible]
شربت مبارک اس اثنا مین صنعان شاہ کو قید بون [illegible]

خیال آیا حکم کیا جلد قیدیوں کو لاؤ کہ یہ دیر کی ہے یکایک عدالت میں قیدی داخل ہوئے حمزہ ثانی مع یاران
ہمراہی جب عدالت میں آئے انہوں نے بطرز اسلام صنعان شاہ کو سلام کیا صنعان شاہ نے کہا ای خدا پرستون
تم سے اور لاہوتک سے باہم دیگر کیون دشمنی ہے شہزادہ نے کہا شہریار اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ مسلمان
ہیں اور یہ نابکار الوہیت کا دعوی پیش کرتے ہیں ہم کیونکر اس طرح کی لغویات سن سکتے ہیں ناچار ہم سب
اسکی ہلاکت کے درپے ہوئے صنعان شاہ لاہوتک کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یہ خدا پرست تو یہ بیان
کرتے ہیں جو کچھ تو نے سنا اب تو اپنی حقیقت بیان کر لاہوتک سرنگون سکوت میں بیٹھا رہا مطلق جواب
نہ دیا صنعان شاہ نے بار دیگر پوچھا کہ آخر کچھ بیان تو کر یہ کیا واقعہ ہے لاہوتک پھر بھی خاموش رہا [illegible]
اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ لاہوتک رعب و داب عدالت سے کچھ نہیں کہہ سکتا مجھ سے
سن لیجئے یہ بتا کہ کچھ تجھکو معلوم ہے کہ نوشیروان کو کسنے ہلاک کیا آگاہ ہو کہ نوشیروان کے قاتل یہی لوگ
ہیں مسلمان تھے بلکہ زہیر کو بھی ہلاک کیا اس ظلم کا کچھ ٹھکانا ہے اور ڈھٹائی تو دیکھو کہ اپنے ملک و مسکن
کو چھوڑ کے کہاں سے کہاں نازل ہوئے انہیں لوگوں سے جان بچا کے ہم یہاں آئے تھے اور سمجھے
بلکہ سمجھی تھی کہ یہ غیر حاکم کی حکومت ہے یہاں ہماری جان بچ جائیگی مگر انہوں نے یہاں بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا اب بادشاہ
کی جانب سے پناہ ملنے کے امیدوار ہیں اسوقت کسی نے اپنے منہ پر تھپڑ مارا ہے اور کہا افسوس کوئی صورت
رہائی کی نہیں معلوم ہوتی کسی نے آہ و زاری بلند رونا شروع کیا اور کہا اب سب جان نہین بچیگی صنعان شاہ
نے حمزہ ثانی کی جانب دیکھا اور کہا ای فرقہ خدا پرست کیون تمنے ان بیچارون کو ہلاک کر رکھا ہے تمکو چاہیے
کہ ضرور ملک باختر کو چھوڑ دو اور سیدھا ایران کو چلے جاؤ اور اگر منظور ہو تو ملک ایران اور باختر دونون
لاہوتک کے حوالہ کر دو یہ فتنہ و فساد پیدا کرکے کیون اپنے کو اور انکو زحمت میں مبتلا کرتے ہو حمزہ ثانی
نے کہا ای صنعان شاہ ہمکو بدل قبول و منظور ہے مگر شرط یہ ہے کہ لاہوتک مسلمان ہو جائے اور ملک ایران
اور باختر کیا موقوف ہے ہم خود اسکی ملازمت اختیار کرنے کو موجود ہیں مگر ہاں اسیوقت کہ جب دائرہ اسلام
میں داخل ہو جائے ورنہ لاہوتک کو ہم سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا چاہیے صنعان شاہ نے اس جواب کو
سن کے بغیظ و غضب حمزہ ثانی کو دیکھا اور حکم دیا کہ لے جاؤ ان خدا پرستون کو قید میں رکھو کل کے روز
انکو تیرباران کرنیکا حکم دینگے اور لاہوتک کا ملک اسکے حوالے کر دیا جاوے گا اسکے کیا معنی کہ ہم کہتے ہیں
اور یہ مسلمان نہیں مانتے اور خدا پرستی کا حیلہ کرتے ہیں جو کچھ ہم کہینگے وہی ہوگا اور ہرزدوران نامی ایک
سپہ سالار فوج صنعانی تھا اسکی طرف دیکھ کے کہا ای ہرزدوران کیا دیکھتا ہے ان خدا پرستون کی بندی کا
اہتمام تیرے حوالے ہے جا انہیں قیدخانہ میں رکھ مگر کامل حفاظت رکھنا کل تو ہلاک ہونگے ہرزدوران ان
سرداروں کی بندی کو اپنے یہاں لے گیا اور ایک مکان محفوظ و مستحکم میں بند کرکے محافظ مقرر
کر دیے لاہوتک نے کہا ای بادشاہ غلام کے بارہ میں کیا حکم ہے صنعان شاہ نے کہا تیرے بارہ میں
یہ حکم ہے کہ تجھکو خلاص کیا اور ہماری مجلس میں حاضر رہا کر لاہوتک نے تسلیم کی اور مجلس میں بیٹھ گیا
بار آیا
نیک اندیش وزیر نے جو بات کا یہ رنگ دیکھا شہزادہ
یہاں توقف مناسب نہیں ہے چلو شہزادہ اٹھا نیک اندیش
مکان پر ہو تجھے نیک اندیش نے کہا ای شہزادہ دیکھ اسم

پرخاش رکھتا ہے اور اہو تاک کی طرفداری پر آمادہ ہیں نے اُسوقت بجز سکوت کے چارہ نہ دیکھا اگر کچھ بھی کہتا تو
صنعان شاہ برخاستہ خاطر ہوجاتا اور پھر کسی طرح میری طرف سے صاف نہوتا شاہزادہ نے کہا اے وزیر صاحب
تدبیر مجھکو ہرگز یہ امید نہ تھی کہ صنعان شاہ کی عدالت میں جاکے بصورت پیش آئینگی مگر ہان ایک نوع سے
وہان جانے میں یہ فائدہ ہوا کہ حقیقت حال دریافت ہوگئی ورنہ یہ امر مبہم رہتا آج کی شب کوئی ایسی تدبیر عمل میں
لانا چاہیے کہ ہمارے تمام سردار اُس قید شدید سے رہا ہوجائیں میں نے تو اُسیوقت ارادہ کیا تھا کہ اُن سرداران
کو قید میں نہ جانے دوں مگر اس خیال سے خاموش رہا کہ عجلت میں ہمیشہ کام خراب ہوتا ہے اور سہولت سے بگڑا
کام بن جاتا ہے التانی من الرحمن والعجلة من الشیطان اور بزرگون کا یہ بھی مقولہ ہے کہ عنان دل بکف صبر دہ
گر بتہ باید کہ گو سے عیش بچوگان جہد بربائی ۔ متاز توسن نفقات بعرصہ تعجیل ۔ کہ آخر افگندت بر زمین بر سوائی ۔
شتاب در خطر سے افگند کہ گر بنہال ۔ تو دست و پاے زنی زان خطر برون نائی ۔ بکن شتاب و زائین جلد رو کمتا
کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی ۔ نیک اندیش نے کہا شہریار واقعی اُس وقت قرین مصلحت یہی تھا کہ سکوت
کیا جاوے کیونکہ اب اس وقت کوئی نہ کوئی تدبیر اُن سرداروں کی رہائی کی تجویز ہوسکتی ہے مگر سخت وقت یہ درپیش
ہے کہ وہ سردار ہزدوران کے گھر میں قید ہیں شاہزادہ نے کہا کیا ہزدوران کے گھر میں کسی طرح رسائی نہیں
ہوسکتی نیک اندیش نے کہا بیشک دشوار ہے حسب اتفاق اُسوقت صنعان شاہ محل سرا کے دروازہ سے
کوٹھے پر کسی ضرورت سے آیا ہوا تھا نیک اندیش کے کلام کی آواز سنکے سکوت میں وہان ٹھہر رہا جب تمام تقریر بدیع الملک
اور نیک اندیش وزیر کی سن لی یکایک وہان سے بآواز بلند کہا کہ اے وزیر نمک حرام مجھکو اس طرح کی امید
نہ تھی کہ باوجود سالہا سال سے دراز کے نمک خواری کی تو دفعتاً خدا پرستوں کی طرفداری کے لیے آمادہ ہوجائیگا اور
ہمارے نمک کا مطلق لحاظ نہ کریگا اور اے وزیر اس جوان خدا پرست کی تو کیا حقیقت ہے کہ ہزدوران کے گھر سے
اُن سرداروں کو لیجائیگا اگرچہ کیسی ہی کچھ فکر کرے اور خیر مجھکو اُس جوان سے تو چندان تعجب نہیں ہے
کہ وہ اپنے سرداروں کی رہائی کے لیے درپے ہے البتہ تیری نمک خواری سے یہ امر بہت عجیب معلوم ہوا اسکا عوض یہی ہے
کہ اسوقت تو نہیں صبح کو تجھسے سخت جواب لیا جاویگا اور سزا سے معقول تجویز کی جاویگی نیک اندیش وزیر صنعان
کی یہ تقریر سنکے کانپ گیا صنعان شاہ وہان سے اُسیوقت ہزدوران کے گھر گیا اور اُس سے کہا کہ اے
ہزدوران آگاہ ہو کہ نیک اندیش وزیر مجھسے برگشتہ ہوگیا ہے اور بہت خبردار و ہوشیار رہنا کیونکہ وہ جوان جو
فاتح طلسم کا ہونے کو ہے اپنے سرداروں کی رہائی کی کوشش میں ہے اور نیک اندیش وزیر اُس
کے مدد دینے کے درپے ہے مجھکو چاہیے شب تو جسطرح ہو لیکن صبح کو نیک اندیش وزیر اور اُس جوان کو گرفتار کرکے
ہماری خدمت میں حاضر کر اور خبردار نیک اندیش وزیر کے کسی حیلہ کو خاطر میں نہ لانا یہ کہا اور صنعان شاہ
وہان سے چلا آیا صبح کو ہزدوران حسب الحکم نیک اندیش وزیر کے یہان پہونچا دیکھا بدیع الملک بھی وہان
بیٹھا ہے اور سر تا پا غیظ و غضب میں ہوگیا کہا اے نیک اندیش بد اندیش صنعان شاہ نے کہا ہے [illegible] دگی ہے کہ تو نے
بادشاہ سے [illegible] ہے اور اُسکو بادشاہ کے خلاف طرح طرح کے مشورے دئے ہیں تجھکو
[illegible] دیا ہے نیک اندیش نے کہا اے ہزدوران مجھکو خوب معلوم ہے
[illegible] ہے تو اے ہزدوران جو کہ اسوقت تنہا آیا تھا اسکو نہ کر اگر اسو
[illegible] کچھ فائدہ نہ دیگا نظر بہ این چند حرف سے نکلے

اور اُسنے کچھ افسون پڑھ کے شاہزادہ کی جانب پھینکا شہزادہ کے پاس ہیکل و انگشتری طلسمی موجود تھی اُسکی برکت سے
سحر کا اثر مطلق نہوا پھر کچھ کیفیت دست پہ لکھا اور جانب آسمان ہاتھ بلند کر کے پھونکا پھر بھی کچھ اثر نہوا نیک اندیش
وزیر ہر مرتبہ بدیع الملک کی جانب اشارہ کرتا تھا کہ خبردار رہنا شہزادہ بھی اشارہ سے کہتا تھا کہ ہان خبردار
ہون جب ہژدوران سحر سے عاجز آیا کہا ای آدمزاد دیکھ میں تیری رعایت کرتا ہون اب بھی خیریت ہی اگر تو
اپنی بیٹی میرے ہمراہ صنعان شاہ کے روبرو چلنے پر راضی ہو شہزادہ نے کہا او مردود دور ہو میرے
سامنے سے تیری بھی یہ طاقت ہی کہ مجھکو مجبور کر کے صنعان شاہ جابر کے روبرو لے جاوے اگر تو میرے گرفتار
کرنے کو آیا ہی پھر دیر کیون کی ہی اس مرتبہ ہژدوران شمشیر آبدار علم کر کے شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب تھا کہ وار
کرے شاہزادہ نے پھرتی و چالاکی سے اُسکے قریب پہونچا ایک ہاتھ سے اُسکے بند دست کو گرفت میں لایا اور دوسرے
ہاتھ سے اس قوت سے طمانچہ اُسکے کلہ پر مارا کہ ہژدوران منہ کے بھل زمین پر آرہا اور بیہوش ہو گیا
اور چند ساعت تک اُسی طرح بیہوش پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا شاہزادہ بدیع الملک قریب
موجود ہی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ پھر اُسیطرح آنکھ بند کر لی چند مرتبہ ایسا ہی ہوا شاہزادہ نے کہا او گیدی
یہ کیا نامردی ہی کہ آنکھیں کھولتا ہی اور پھر بند کر لیتا ہی اگر کچھ حوصلہ ہی تو اُٹھ اور پھر مقابلہ کر ہژدوران نے آہستہ
کہا ای جوان میں اب ہرگز یہان سے نہیں اُٹھونگا اسی صورت سے افتادہ رہونگا شہزادہ مسکرایا اور کہا
او مردود اگر نہیں اُٹھیگا تو اذیت پہونچاؤنگا اُسنے کہا مجھے خوف ہی کہ میں اُٹھونگا تو مجھکو ہلاک کرو گے بدیع الملک
نے کہا آخر کبتک پڑا رہیگا کبھی تو اُٹھیگا ضرور پھر اُسی وقت ہلاک کرونگا ہان اگر تو مسلمان ہو جائیگا تو میں ہرگز
تجھسے تعرض نہیں کرونگا ہژدوران نے کہا ای جوان اگر میری رہائی مسلمان ہونے پہ موقوف ہی تو میں دین
اسلام کو قبول کرتا ہون میری جان بخشی کر شاہزادہ نے اُسی حالت میں کلمہ پڑھا کے اُسکو مسلمان کیا نیک اندیش
وزیر نے کہا ای ہژدوران سرداران اسلام جو تیری حراست میں ہین اُنکو رہا کر دے اور ملکہ قرطاس
بادشاہ طلسم بھی تیری حراست میں ہی اُسکو بھی رہا کر دے ہژدوران نے کہا ای وزیر یہ سب مجھکو منظور ہی
لیکن صنعان شاہ جب اُن قیدیون کو مجھ سے طلب کریگا اُسوقت میں کیا جواب دونگا لامحالہ اس جرم کے
عوض میں ہلاک کیا جاونگا بدیع الملک نے کہا تو کچھ خوف نہ کر جسوقت صنعان شاہ تجھسے قیدیون کو طلب
کریگا پس اُسکی جواب وہی ہمارے ذمہ ہی تجھسے کچھ کام نہیں ہی ہژدوران اُسیوقت اپنے مکان پر پہونچا اور
حمزہ ثانی کو مع سرداران ہمراہی قید و بند سے رہا کر دیا اور بیراق و اسلحہ اپنے پاس سے دیے لیکن قرطاس
کو مجلس میں جو لیا قرطاس کو نہ پایا ہمہ تن حیرت ہو گیا دل میں کہا نہیں معلوم یہ قیدی یہان سے کہان چلا گیا حمزہ
ثانی سے پوچھا کہ میری غیبت میں یہان کوئی آیا تھا حمزہ ثانی نے کہا ہان لاچی نام جادو یہان آیا تھا وہ
قرطاس کو یہان سے اُٹھا لیگیا اور لاچی حصار کی طرف گیا ہی ہژدوران متاسف ہو کے خاموش
ہو رہا اور حمزہ ثانی کو مع یاران ہمراہی نیک اندیش وزیر کے گھر میں لایا نیک اندیش نے کہا ملکہ
قرطاس کو کیون نہیں لایا اُسنے کہا ملکہ قرطاس میرے یہان [...] میں یہان سے چھوڑ کر گیا اُسکو نہ پایا
اُن سرداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ قرطاس کو لاچی جادو اُ...
کیا یہ سنتے ہی دیکھا اور کہا شہزادہ یہ بڑا غضب ہوا ملکہ قرطاس
بدیع الملک نے کہا اگر نیک اندیش کوئی تدبیر ...

پھر تو میں قرطاس کو اسکے یہاں سے لے ہی آؤنگا نیک اندیش نے کہا ایسا خیال بھی نہ کرنا یہ ممکن ہی کہ تم لاچی
جادو کے یہاں پہونچ جاؤ مگر مشکل یہ ہی کہ تم چند شخص ہو اور وہان اس وقت سات ہزار جادوگرون کا مجمع ہی جنمین ہر ایک
جادوگری مین اکمل ہی شیطان تک کو سبق دینے کا ارادہ رکھتا ہی اسوقت کیا ہوگا جب اپنے سحر و افسون
سے کام لیکر تمکو مجبور کرینگے میری ہرگز رائے نہین ہی کہ تم لاچی جادو کے یہاں جانے کا ارادہ کرو اور
یہ بھی کچھ تمکو خبر ہی کہ ملک قرطاس اول بادشاہ طلسم ہی صنعان شاہ اسلیے اسکے دربان ہین اسکی کیا مجال
کہ ملک قرطاس کو گرفتار کر سکتا اصل سبب ملک قرطاس بادشاہ طلسم کی گرفتاری کا لاچی جادو ہی کیونکہ
لاچی صنعان شاہ پر فریفتہ ہی اسنے اپنے محبوب کے پاس بزور سحر ملک قرطاس کو گرفتار کیا اور
صنعان شاہ کی حکومت کو زبردست کیا اسوقت صنعان شاہ چار لاکھ جادوگرون کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہی
اور یہ زبردست حکومت صنعان شاہ کو لاچی ہی کے سبب سے حاصل ہی اگر ملک قرطاس صنعان شاہ
کی قید و بند سے رہا ہو جائے تو اس وقت تمام فوج صنعان شاہ سے برخاستہ ہو کے کنارہ اختیار
کرے اور یہ مشکل ہی کیونکہ لاچی مردود اسکا دلدادہ ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا کچھ محل تردد نہین ہی
اگر لاچی صنعان شاہ کا دلدادہ ہی باشد انشاء اللہ الرحمن اول لاچی ہی کا علاج کرونگا دیکھون میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہی تم سب تیار ہو جاؤ حمزہ ثانی نے کہا او دلاور اگرچہ سپاہ و اسلحہ ہر دو دوران سے ہم سبکو بھیجے
ہین مگر پھر بھی بیشتر سامان ضرب کی ضرورت ہی یہ کہان سے آئیگا بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد
نہین ہی خدا سے مایوس مت ہو نیک اندیش نے کہا او والا منزلت سامان ضرورت کی طرف سے مطمئن
رہو تمہارے اقبال سے سب موجود ہی مگر پھر بھی جمعیت کثیر کی ضرورت ہے اسکا کیا تدارک ہوگا
بدیع الملک نے کہا او وزیر بس یہ یاران ہمراہی کافی ہین زیادہ جمعیت کی کچھ ضرورت نہین ہی نیک اندیش
نے کہا بہتر ہی اور اپنے اصطبل سے گھوڑے منگا کے سبکو تقسیم کیے سب اپنے اپنے مرکب پر
سوار ہو کے لاچی کے قلعے کے برابر پہونچے دیکھا قلعہ کا دروازہ بند ہی دوسری جانب قلعہ کے گئے ادھر
بھی دروازہ بند پایا حمزہ ثانی نے کہا کسطرح اندرون قلعہ کا حال دریافت ہونا چاہیے کہ کیا بندوبست ہی
بدیع الملک نے پاکاسے قلعہ کمند پھینکوا لی ایک ہمراہی آہستہ اسکے ذریعہ سے دیوار قلعہ پر گیا
اور فوراً واپس آیا بدیع الملک نے پوچھا کیا دیکھا اسنے کہا شہریارا اندرون قلعہ چار ہزار کے قریب
جادوگرون کی جمعیت ہی پوچھا لاچی کو بھی دیکھا اسنے کہا ہان لاچی جادو بھی قلعہ مین موجود ہی اور سب آمادہ
جنگ معلوم ہوتے ہین شاید انکو پہلے ہی ہمارے ادھر آنے کی خبر پہونچ گئی حمزہ ثانی نے کہا کیا عجب
مگر اب اندرون قلعہ پہونچنے کی کیا تدبیر کی جاوے اسوقت بعضون کی یہ رائے ہوئی کہ یہان سے واپس چلنا چاہیے
کیونکہ مجمع کثیر قلعہ مین موجود ہی اگر ان جادوگرون نے اندرون قلعہ سے سحر و افسون کا عمل جاری کرنا شروع کر دیا
تو خالی از وقت نہین ہی اگر کھلے میدان مین مقابلہ ہوتا تو ممکن تھا بدیع الملک نے کہا سبحان اللہ جب
یہانتک پہونچ گئے [illegible] واپس جانا کیا [illegible] کہ تاکرد گار جہان [illegible] در پی اشکار
[illegible] کی ایک مقام بلند پایا وہان سبکو بلایا اور کہا ہان اے دلاورو
[illegible] شہزور کیا اپنے مرکب پر [illegible] سے مثل [illegible] قلعہ مین جا پہنچی
[illegible] سبکو قلعہ مین دیکھا ایک ہی مرتبہ سب نے غوغا مچایا

اور سحر و افسون کا ہنگامہ گرم کیا جسکے سبب سے بعضے سرداروں کے دست و پا بیحس ہو گئے دھڑا دھڑ
زمین پر گر کے پکارے شہریار اب ہم مجبور ہیں شہزادہ نے جلدی سے قلعہ کا ایک دروازہ کھول دیا جو سردار
باہر تھے وہ بھی قلعہ میں داخل ہو گئے ہر طرف دوڑ دھوپ ہونے لگی لاچی جادو نے پکارا ای جوان تو قلعہ
میں داخل نہیں ہوا ہی اجل کے پنجہ میں آگیا ہی عنقریب تو ہلاک ہوا چاہتا ہی دیکھ تیرے بیشتر ہمراہی بیحس
زمین پر افتادہ ہیں جب نہیں تو اب تو بھی انہیں کے مثل بیحس و حرکت ہوا چاہتا ہی یہ کہکر نامانوس الفاظ زبان
جاری کرنا شروع کیے جنکے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی افسون پڑھ رہا ہی اسوقت بدیع الملک کو انگشتری
کا خیال آیا جو قارن نے دی تھی انگشتری کو ہاتھ سے اُتارا جو اسم اُسپر لکھا تھا پڑھا فوراً چار [?] دیو سولہ ہزار [?]
کی جمعیت سے موجود ہوے سبنے عرض کی کیا حکم ہی اُس طرف لاچی جادو نے جو اسقدر نرہ دیوون
کی جمعیت دیکھی گھبرا گیا اور تمام اپنے ہمراہیوں کو قلعہ کی دیوارون پر چڑھا لے گیا شہزادہ نے اُن دیوون
کو کہا تم سب ہمارے ہمراہیوں کے بچانے کی تدبیر کرو اُن دیوون نے ساحرون کے قریب آکے وار شمشیر
کے وار کرنا شروع کیے بکثرت جادو کشتہ ہوے اور بیشتر اُن دیوون کے نوالہ ہو گئے جب لاچی نے
دیکھا کہ تمام جادو کشتہ ہو گئے قلعہ پر سے نیچے اُترا اور بدیع الملک کے قریب آکے کہا ای بیمروت کیا فتنہ و فساد
تو نے بپا کر رکھا ہی اگر تجھکو اسقدر دیوان خونخوار کی جمعیت لانا تھی تو مجھکو پیشتر سے کیون نہ اطلاع کی کہ میں
بھی اپنا سامان درست کر لیتا ان دیوون کو منع کر کہ یہ ہمارے پاس نہ آئیں اور تو مجھسے مقابلہ کر تنہا تنہا سے
مقابلہ کرتا ہی یہ نہیں کہ ہزارون ہیکل ور دیوون ٹوٹ پڑین بدیع الملک نے کہا او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی عنقریب
تو جہنم واصل ہوا چاہتا ہی اور اگر تجھکو مجھسے تنہا مقابلہ کرنا مقصود ہی تو سہ بیار آنچہ داری [?] نشان دہ کیا
کیانی دگر زگران لاچی جادو نے پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور شہزادہ کی جانب پھونکا چونکہ رد سحر کا
سامان موجود تھا مطلق اثر نہوا شہزادہ نے فرمایا او مردود اب تو حوصلہ پورا کر چکا یا ابھی باقی ہی یہ کیا تو بڑبڑایا
کرتا ہی اگر مرد میدان ہی تو مردانہ کوئی وار کر اس بڑبڑانے سے کیا فائدہ لاچی جادو اور زیادہ بدیع الملک
کے قریب آیا اور چاہا کہ کوئی افسون قریب سے پڑھے کہ بدیع الملک نے افسون پڑھنے کی فرصت نہ دی اور
ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر کیا کہ برابر دو حصہ ہو گیا جو یاران ہمراہی بدیع الملک کے لاچی
کے سحر سے بیحس و حرکت ہو گئے تھے لاچی جادو کے ہلاک ہو جانے سے اپنی حالت اصلی پر آ گئے تھے
بالاتفاق تمام دروازے قلعہ کے توڑ ڈالے اور قلعہ کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جو ساحر باقی رہ گئے تھے اُنکو
ہلاک کیا بڑے بڑے کوٹھے بھاری قفلون سے بند تھے اُن سب قفلون کو تیغ سے توڑا اور ہر طرح کا
اسباب بیش قیمت اپنے قبضہ میں لائے ایک کوٹھے میں دروازہ مستحکم مقفل دیکھا اُس قفل کو بھی توڑا تہخانہ
معلوم ہوا مشعلیں روشن کیں اندر دیکھا تو ایک بادشاہ زرین پوش اور ایک خوشچہرہ اور دو [?] تھا اور [?]
سب گرفتہ و بستہ ہیں بدیع الملک نے سبکو اُس قید و بند سے نجات دی ملک قرطاس بحرصہ سے قید
تھا اُسنے جو اُس قید شدید سے رہائی پائی بدیع الملک کے [?] سر رکھدیا اور کہا الٰہی جہان
باشد تو باشی پناہ ای شہریار عالی تبار یہ بندہ عاجز پرستار مدت سے
[?] کی سختی [?] سے تم سے عالی ہمم میری رہائی کے باعث
بدیع الملک نے کہا ای ملک قرطاس اس رہائی کا شکر

غیر اُسکے شکر گذار ہو جسنے مجھ ایسے ضعیف و ناتوان کو ایسی طاقت عنایت فرمائی کہ مین یہانتک ہو گیا اور ایسے
ساحران زبردست کو ہلاک کیا اور محض لفظ شکر کے زبان پر جاری کرنے سے ادا ے شکر نہین ہو سکتا
بلکہ اُسکی وحدانیت اور قدرت و جلال کا سچے دل سے اقرار کرنا چاہیے اور دین متین اسلام کے احاطہ
مین داخل ہونا چاہیے مالک قرطاس نے کہا واقعی وہ خدا صاحب قدرت و جلال وحدہ لاشریک ہے
جسنے تم ایسے جوان کو یہ طاقت و قدرت عطا فرمائی اور جسکے تم قائل ہو شہزادہ نے کہا اُس واحد و لاشریک کے
مقربان بارگاہ کا بھی اقرار فرض ہے قرطاس شاہ نے تصریح پوچھی بدیع الملک نے سبکے اسما ے مبارک
زبان پر جاری کیے مالک قرطاس نے بھی سبکا اقرار کیا اور بصدق دل مسلمان ہوا اب سب باطمینان تمام وہان
مقیم ہوے پھر مرغ خوش نجر نے شاہزادہ کی صفت و ثنا کی اور کہا اگر اجازت ہو مین جاؤن اور اپنی فوج کو
مدد کے واسطے لاؤن شہزادہ نے بخوشی اجازت دی دیونابر نجات نے کہا شہریار غلام بھی فوج و لشکر رکھتا ہے
اگر حکم ہو مین بھی جاؤن اور اپنے لشکر کو مدد کے واسطے لاؤن تاکہ فرقہ اشرار سے مقابلہ کیا جاوے حضور کی استمداد
کرینگے چنانچہ بدیع الملک نے اُسے بھی رخصت کیا اب بدیع الملک نیک اندیش وزیر کی جانب متوجہ ہوا اور
کہا ای وزیر صاحب تدبیر بحمد اللہ یہ قصہ تو فیصل ہو گیا اسکے بعد کیا کرنا چاہیے نیک اندیش نے کہا
یہ قصہ تو ایسا نہ تھا جیسا آیندہ قصہ پیش ہونے والا ہے شہزادہ نے پوچھا وہ قصہ کون سا ہے وزیر نے کہا وہ
قصہ صنعان شاہ کا ہے فوج و لشکر کی جانب سے تو مجھکو اطمینان ہو گیا ہے کیونکہ جسطرح لاچی جادو کے مقابلہ
مین مدد پہونچ گئی اُسی طرح شاید صنعان شاہ کے بھی مقابلہ مین مدد پہونچ جائیگی مگر پھر بھی یہ کام اہم ہے اگرچہ
لاچی جادو جسپر صنعان شاہ کو بہت بھروسہ تھا وہ ہلاک ہو گیا ہے اور ای عالی جاہ اِس بارہ مین بہت عجلت کرنا چاہیے
کیونکہ یہ تم کو بھی بخوبی معلوم ہے کہ صنعان شاہ ہمارا جانی دشمن ہو گیا ہے اگر دیر ہوئی تو میری خیریت نہین ہے بدیع الملک
ہنسا اور کہا ای نیک اندیش مطمئن رہو کیا مجال صنعان شاہ کی جو تمکو نظر بد سے بھی دیکھ سکے اور مین توقف
بھی نہین کرونگا اسی وقت صنعان شاہ کی بھی خبر لیتا ہون چنانچہ اُسی وقت صنعان شاہ کی جانب کوچ کیا وہان
صنعان شاہ اپنے دربار مین بیخبر بیٹھا ہوا گرم صحبت تھا یکایک ایک جادوگر تباہ حال گریبان دریدہ نالان صنعان شاہ
کے پاس پہونچا صنعان شاہ اُسکا حال تباہ دیکھکے گھبرا گیا اور کہا ای فلان یہ کیا مصیبت عظیم تجھپر نازل ہوئی
جو اِس حال خراب سے یہان آیا ہے اُس جادوگر نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا شہریار سبکے خبر
بیٹھے ہو غضب ہو گیا لاچی تمہارا قالب مسلمانون کے ہاتھ سے خداوند سبت بزرگ کی خدمت مین پہونچا اور
قرطاس شاہ کو بھی مسلمانون نے قید و بند سے رہا کر دیا اور اب یہان بھی عنقریب لشکر کشی ہوا چاہتی ہے اِس
وحشت اثر کو سُن کے صنعان شاہ کے چہرہ پر مردنی چھا گئی اور شدت خوف سے بید کی طرح کانپنے لگا چونکہ
لشکر کثیر رکھتا تھا انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا فوراً حکم دیا کہ فوج تیار ہو اور سرداران لشکر کو بلا کے کہا ای بہادرو
عرصہ سے تم ہمارے تابع فرمان ہو اور ہمنے ہر طرح کی رعایتین ہمیشہ مرعی رکھین اب وقت آ گیا ہے تم ہمارے
اُس حق سے ادا ہو
کہ اگرچہ وہ جوان فاتح طلسم باوجود ضعیف الجثہ ہونے کے ایسے بڑے
ساحر کو ہلاک کیا اور قرطاس شاہ وغیرہ کو بھاری قید سے
فوج جو قرطاس شاہ کے قید ہونے سے ہماری تابع
اور دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین حرب و ضرب کرو گے ضرور

فوج قرطاس بھی تمہاری حامی ہوگی تا اُنکا نتیجہ پاؤ گے ورنہ وہ لشکری بھی بددل ہو کے بھاگ جاوینگے اور تم بھی اپنی
ہلاکت کے درپے ہو گے اسقدر اطلاع کر دینا ضروری تھا آئندہ تم جانو اُن سب نے بالاتفاق کہا ای بادشاہ
اس بارہ مین ہمکو سمجھانے کی کچھ ضرورت نہین ہی جبتک دم مین دم ہی حریف کے مقابلہ مین ایک قدم بھی پسپا
نہونگے بعد ازان صنعان شاہ مع فوج مسلح و مکمل بدیع الملک کی طرف روانہ ہوا اور قریب پہونچ کے ایک
جانب میدان وسیع مین خیمہ زن ہوا یہ خبر بدیع الملک کو پہونچی ایک سردار کی زبانی صنعان شاہ کو یہ پیام بھیجا
کہ ای صنعان شاہ اگرچہ اس حالت مین کسی طرح کی گفت و شنید ایک فعل عبث ہی کیونکہ جب بجائے خود تمنے
کرلیا ہی اسوقت فوج لشکر لیکے اس طرف کوچ کیا ہی تاہم مسلمان لوگ ہین حجت تمام کرکے ہر کسی کی سزا دہی کے
واسطے آمادہ ہوتے ہین بنا برعلی ہذا اطلاع دیتے ہین کہ اگر کسی نوع سے دائرہ اسلام مین داخل ہونا ممکن ہو
تو ہم جنگ و حرب سے باز آئین ورنہ بغیر جنگ و حرب چارہ کیا ہی جب یہ پیام صنعان شاہ کو پہونچا اسنے
اپنے سرداروں سے کہا کہ دیکھو وہ جوان گریز کیا چاہتا ہی کیونکہ اسکا پیام بھیجنا دلیل اس بات کی ہی کہ وہ ہمارے
مقابلہ سے عاجز ہی پس اب اپنی فتح سمجھو اور بدیع الملک کے پاس یہ جواب بھیجا کہ اس حیلہ حوالہ سے کیا
فائدہ ہم نہین جانتے کہ اسلام کسکو کہتے ہین ای جوان اگر جنگ و حرب سے عاجز آیا ہی پس ہمارے قیدیون کو آج
گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے پاس بھیج دے اور خود جس طرف سے آیا ہی واپس جا ورنہ جنگ و حرب کے واسطے
تو ہم آتے ہی ہین پوچھنے کی کیا ضرورت ہی بدیع الملک یہ سنکر چپکے خاموش ہو رہا شب کو دونون طرفین مین نقارہ
زنی ہر چہار طرف بجی تمام شب حرب و ضرب کی تیاری رہی صبح کو دونون طرفین مین صف آرائی ہوئی بدیع الملک
حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریارا اگرچہ پیش دستی کرنا مناسب امر ہی تاہم مجھکو اس بات کا
خیال ہی کہ اس طلسم کی فتح میرے نام پر مقرر ہی جو کچھ ہونے والا ہو اُس سے جلد فراغت ہو جائے تو بہتر ہی
لہذا حکم ہو تو مین حریف کے مقابلہ کو جاؤن حمزہ ثانی نے بدیع الملک کی جرأت و ہمت کی تعریف کی اور کہا ای
فرزند خداوند عالم تیری عمر دراز کرے اور تیرے مراتب مین اور زیادہ ترقی ہو بخدا کہ مین تجھسے بہت راضی ہون
اگر تو سبقت کرنا چاہتا ہی تو مین مانع نہین جا تجھکو حافظ حقیقی کے حفظ و امان مین سونپا شہزادہ نے بادب تمام سلام
کیا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان حرب مین آیا ہنوز لشکر صنعان سے کوئی مرد مقابل نہ آنے پایا تھا کہ ایک
جانب سے ہوا سے تند آئی معلوم ہوئی بدیع الملک متحیر ہو کے اس جانب متوجہ ہوا دیکھا ہوا سے آسمان سے
رستم ثانی مع چالیس ہزار اجنہ کے زمین پر آیا اور بہ آواز بلند بدیع الملک سے کہا ای پہلوان زادہ
جنگ و حرب کے بارہ مین انسان کو گونہ تمیز و شعور ہونا لازم ہی جب سخن موقع و ہر محل مناسب وارد ہو جاوے
تو سزا سے معقول دے سکتا ہون یہ کہا اور رستم ثانی نے جنگ مغلوبہ کرنا شروع کر دی بدیع الملک تماشا
دیکھتا رہا چونکہ صنعان شاہ کی فوج بکثرت تھی مزید برآن تمام لشکر فن سحر مین کامل تھا تھوڑے عرصہ مین رستم ثانی
مع فوج ہمراہی بیکار ہو گیا اگرچہ بدیع الملک بھی وہان موجود تھا اور اُسپر بھی سحر کا حملہ ہوا از بسکہ طلسم کشا پاس موجود
تھا کسی ساحر کے عمل نے اُسپر اثر نہ کیا چونکہ قرطاس شاہ بھی بدیع الملک کے پاس موجود تھا اور فوج قرطاس شاہ
کی صنعان شاہ کی جانب تھی قرطاسی فوج سے جو لیکے بادشاہ تھے
یہ آواز بلند کہا ای فلان ہمارا بادشاہ قید نہین ہی وہ دیکھو اس جا
ایک ہی کا اثر دیکھو دو چار کے ہو گئے قرطاس شاہ

لشکر سے کہا اے دلاورو تم نے اس صنعان شاہ کی نمک حرامی دیکھی کہ مجھکو بھی گرفتار کیا اور تم سب کو دہوکہ دیکے
اپنی فوج میں شامل کر لیا بارے اس جوان عالی شان کی مدد حمایت سے میں رہا ہوا اب تمہاری نمک حلالی کا اقتضا
یہی ہے کہ صنعان شاہ کو ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ دو فوراً اسکے ہلاک کرنے یا گرفتار کر لینے کو مستعد ہو جاو
یہ سنا تھا کہ لشکر قرطاس بمدد شاہزادہ بدیع الملک فوج صنعان شاہ پر حملہ آور ہوا اس اثنا میں دلیو
تارنجات چالیس ہزار نیزہ دیووں کی جماعت ہمراہ لیے آ پہنچا اور دولت امیر صاحبقران و تیغ بدیع الملک
والا شان کہتا ہوا ساحروں کے لشکر پر حملہ آور ہوا مع ہذا دوسرا لکۂ ابر نمایاں ہوا اس مرتبہ خوش خبر چالیس ہزار
اجنہ کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الملک کی مدد کو پہونچا اور بآواز بلند کہا اے مسلمانو خوش رہو خدائے تعالی تمہاری ہمت
میں بلندی اور اقبال میں زیادہ ترقی عطا فرماوے جہاں تک ممکن ہو جلد ان ساحران مکار کفار بدشعار کا قصہ پاک
کرو اور خود نعرہ رعد آسا مار کے فوج مخالف میں در آیا ادھر فوج اسلام ساحروں پر حملہ آور ہوئی بس پھر تو
کہ شمشیر آبدار کرد ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ تیغ ادا یست عجب بود کہ بود شش ہمہ سر لشکریان در نجد
طرفۃ العین میں کئی سو ساحر خاک ہلاک پر گر پڑے فوج ساحر بھی لڑائی میں جان لڑا رہے تھے ہوتے تھی
کسی طرح اپنی جگہ سے نہ ہٹتی تھی حملہ پر حملہ کر رہی تھی مع ہذا سحر کا بھی عمل جاری تھا فوج اسلام میں بعضے ضرب تیغ و نیزہ
تبر سے ہلاک ہوتے تھے اور بعضے سحر و افسون سے بیحس و حرکت ہو جاتے تھے مگر بدیع الملک کو طلسم کشا
وغیرہ کے سبب سے کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچتا تھا تھکنے کے سوا اور کوئی زحمت نہ تھی مردانہ مثل شیر حملے کر رہا تھا
گہی بہ نیزہ گہے با عمود گاہ بہ تیغ ٭ برائے قتل عدو دست او نداشت دریغ ٭ بدست و بازوی صد ہزار بار شہزادہ
شدی تصدق او سید ہم سپہر بین ٭ حمزۂ ثانی دور سے اس شیر بیشۂ شجاعت کی جنگ و حرب کا تماشا دیکھ رہے تھے
اور بار بار آفرین کرتے جاتے تھے صفوان جنی ایک جن نہایت زبردست حمزۂ ثانی کے پاس موجود تھا تیار
ہو گیا ارادہ کیا کہ صاحبقران کی کمک کرے اسماعیل ولو نے منع کیا ای برادر بدیع الملک ہرگز ہماری
مدد کا محتاج نہیں ہے تو نے نہیں دیکھا کہ تنہا سے کیا کیا کار نمایاں ظہور میں آئے تھے اور اسوقت کس شان سے
ساحر ہلاک کئے سو سو طرح سے اس دلاور نے جنگ کی کسکی نہ چلی ہم سب سے بہتر یہ ہے تماشا دیکھا کریں تم
سب یہیں ٹھہرے رہو خلاصہ یہ کہ اسی طرح ایک شبانہ روز جنگ مغلوبہ قائم رہی دوسرے روز تمام گروہوں کے
حواس باختہ ہو گئے پھر تو یہ نوبت ہوئی کہ جو وار کیا خالی گیا ایک طرف سے صنعان شاہ جنگ کرتا ہوا پہونچا
اور دوسری طرف سے بدیع الملک وار کرتا ہوا آیا شہزادہ نے ایک نعرہ رعد آسا مارا کہ نعرہ زد
آن یل اندر مصاف ٭ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ٭ چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت ٭ کہ آواز مثل از آسمان درگذشت
پھر کہا او مکار و بدکار خوب ہوا کہ تو آ گیا دیر سے میں تجھی کو ڈھونڈتا تھا صنعان شاہ نے شمشیر آبدار کا وار
بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اپنی سپر سے اس وار کو رد کیا اور کہا خبردار ہو جا اب میری ضرب شمشیر کا
نوش کن ٭ غم دین و دنیا فراموش کن ٭ اور ایک وار تیغ بیدریغ کا ایسا کیا کہ صنعان شاہ دو پرکالہ ہو گیا اس کے
ہمراہی تو پہلے ہی حواس باختہ ہو چکے تھے اب یکبارگی رو بفرار لائے
جو زندہ بیٹھے تھے وہ شتر بے مہار کی طرح بھاگنے لگے اور
حمزۂ ثانی نے گود میں اٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دیکر
این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ بعدہ تمام فوج اسلام

ومنصور اپنے مقام قیام پر چلی آئی شاہزادۂ بدیع الملک نے اون گران گرفتہ وبستہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا دیکھو تمہارے بادشاہ کو ہمنے پیشتر ہی پیام بھیجا تھا کہ اگر مسلمان ہونا گوارا کرو تو ہم کسی طرح کا تعرض نہ کرینگے مگر اس
متکبر نے ہماری حجت پر مطلق اعتنا نہ کی بہر کیف مجھکو خوب معلوم ہے کہ یہ حرکت ابلیس ملعون کی تھی کہ صنعان شاہ
کے دل میں جگہ کر لی یہانتک کہ اسکو ہلاک کروا یا ورنہ صنعان شاہ کو اس نتیجہ کی ضرور اطلاع تھی اور
میری حقیقت سے بخوبی آگاہ تھا پس اب اسکے سوا اور کیا کہوں کہ اس لعین کی پوجا رہو اسیر ادر اسکے
باپ پر بدا اب ہم تم سب کے روبرو بھی اسی طرح حجت تمام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تم دین اسلام کو
اختیار کرو اور صدق دل سے خدا کی خدائی اور محمد کی بادشاہی اور علی مرتضی کی ولایت کے قائل ہو جاؤ
تو خیر تمہاری جان بخشی ہو ورنہ تم بخوبی سمجھلو کہ کسی طرح زندہ نہیں رہ سکتے سب نے بالاتفاق کہا اے شہریار ہم سب
تابع فرمان ہیں جو حکم ہو بجا لاوینگے شاہزادہ نے کہا نہیں ہم تم کو تابع فرمان کرنا نہیں چاہتے بلکہ تم سبکو راہ راست
پر لانا مقصود ہے تم سب مطیع فرمان جسکے چاہو ہو جاؤ لیکن دین اسلام کو سچے دل سے قبول کرو ان سب نے
کلمۂ طیب پڑھا اور مسلمان ہو گئے اس طرف لاہوت کو جو یہ خبر پہنچی کہ صنعان شاہ مسلمانوں کے
ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور مسلمانوں نے طلسم کو فتح کر لیا عنقریب تیری شامت بھی آتی ہے بدحواس ہو
اسیوقت طلسم سے نکل کے سیدھا حصن آہنی کی جانب بھاگا بعد اس فتح کے قرطاس شاہ نے باطمینان
تمام طلسم کے خزانہ جو مدت ہائے مدید سے مقفل و مدفون تھے کھولے اور تمام مال و اسباب طلسمی لاکے
حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کے روبرو ڈھیر کیا جو چیز تھی نایاب و بیش قیمت تھی اور ادنی ادنی شے بھی وہ وہ
عجائبات تھیں کہ دیکھنے والا ہمہ تن حیرت ہو جاتا تھا بدیع الملک نے حمزۂ ثانی کی خدمت میں عرض کیا کہ شہریار
یہ خزانہ طلسمی حاضر ہے بسم اللہ اسکو اپنے تحت و تصرف میں لائیے حمزۂ ثانی نے کہا ہے واہ میں اس خزانہ کو
کیونکر لے سکتا ہوں جو باعث اس خزانہ کے حاصل ہونے کا ہے وہی اسکا مالک بھی ہو سکتا ہے پس تمکو
مبارک ہو تمہنے لیا گویا میں نے لے لیا رستم ثانی بھی موجود تھے حمزۂ ثانی کی طرف دیکھ کے آہستہ
کہا شہریار تم خود کیوں نہیں لے لیتے بیکار انکار کرتا ہے اسقدر مال کثیر ہے اور اگر نہیں لینا منظور ہے تو مجھکو دیدو
آخر میں بھی اس طلسم کے فتح میں ساعی رہا ہوں مگر حمزۂ ثانی چونکہ بدیع الملک کی جانب متوجہ تھے
انہوں نے رستم کی اس تقریر کو نہیں سنا غرض حمزۂ ثانی نے اس خزانہ طلسمی کے لینے سے بالکل انکار کیا
بدیع الملک نے وہ خزانہ ملک قرطاس کو دیدیا اور وہاں کا حاکم و فرمانبردار بھی اسی کو کر دیا ہر چند
ملک قرطاس نے انکار کیا اور کہا شہریار میں یونہیں بار احسان سے سر نہیں اٹھا سکتا اس خزانہ کی کیا ضرورت
ہے شہزادہ نے نہ مانا کہا اے قرطاس اب ہم تجھکو خزانہ دے چکے جو شے کسی کو بخش دی جاوے اسکا واپس کرنا کیا
بات ہے قرطاس شاہ خاموش ہو رہا دیو نارنجات بدیع الملک کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی غلام
کے بارہ میں کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا ٹھہرو وہ ٹھہر گیا شہزادہ نے نارنجات کے بارہ میں سفارشی خط آسمان
پری کو لکھ لفافہ کر کے نارنجات کو دیا اور کہا اے نارنجات اس خط میں میں نے بطور خود جو کچھ مناسب
و مصلحت وقت سمجھا لکھ دیا ہے انشاء اللہ مفید ہوگا اور اسے تو روانہ [illegible] نارنجات
نے دعائے ترقی دولت و جاہ دی سلام کر کے روانہ ہو گیا بعد
حریب میں صف آرا ہونے کے وقت ہی اپنی اصلی صورت پہ آ گیا

چالاک عیار اٹھکر کھڑا ہوا عرض کی شہریارا یہ خادم جاتا ہے اور لاہوت کی خبر لاتا ہے اسی وقت روانہ ہوا اور خبر لایا کہ لاہوت مع بیشتر کفار کے آہنی حصار میں جا چھپا ہے حمزہ ثانی نے فرمایا اے بہادر تم میں سے جو شخص لاہوت مردود کو گرفتہ و بستہ کر لائے یا اس نابکار کو ہلاک کر کے اسکا سر تن سے جدا کر لائے بس میں اس شخص کو اپنا جانشین کرونگا رستم ثانی اٹھا اور عرض کی سعادت مبارک بے شہنشاہی کہ حاصل می کنند افتخار آسمان از طالعت نیک اختری غلام اس کام کو انجام دیگا حمزہ ثانی نے اجازت دی رستم مرکب پر سوار ہو کے ہمراہی فوج کثیر جسکی تعداد بنابر بعض روایات کے چالیس ہزار تھی آہنی حصار کی جانب روانہ ہوا رستم ثانی کے جانے کے بعد بعض سرداروں نے بدیع الملک سے آہستہ کہا اے شاہزادہ ثریا وسادہ تعجب ہے کہ رستم ثانی لاہوت کے گرفتار کرنے کو گیا اور تم خاموش ہو رہے حالانکہ جو کار نمایاں تمہاری ذات ستودہ صفات سے ظہور میں آئے ظاہر ہے اور رستم نے ہر چند کوشش کی کوئی نتیجہ نیک ظہور میں نہ آیا اس بات کو سب ہی جانتے ہیں ہمارے نزدیک بہتر یہ بات تھی کہ قبل رستم کے تم ہی اس کام کے انجام دینے کو مستعد ہوتے ابھی بدیع الملک نے ان سرداروں کو جواب نہیں دیا تھا کہ حمزہ ثانی شہزادہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا اے بدیع الملک دلاور نامور میرے ایما سے رستم ثانی لاہوت کی گرفتاری کو گیا کیا تمہارا ارادہ نہیں ہے بدیع الملک نے عرض کی شہریارا یہ خادم حکم والا کا تابع ہے جو ارشاد ہوا سے بسر و چشم بجا لانے کو اپنا فخر سمجھتا ہے جیسا ارشاد ہوا تھا جو میں لاہوت کا قصہ فیصل کرنے کو جاتا اب ارشاد ہوا ابھی جاتا ہوں چنانچہ بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکر بدیع الملک بھی روانہ ہوا

داستان کشتہ شدن لاہوت مکار و دیگر کافران بدکردار از دست زبردست خدا پرستان حلاوت شعار و مسلمانان سعادت آثار ہے

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
گرفتار آہنی زنجیر کا وہ ہے طلائی کا
فراق یار میں مر کے آخر زندگانی کی
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا
وصال یار کا وعدہ ہے فردا سے قیامت پر
ہے چھپانا یا چور انگشت حنائی کا
شکست خاطر احباب ہوتی ہے درستی اس کی
تماشا دیکھتا ہے حسن اپنی خودنمائی کا
نہیں دیکھا ہے لیکن مجھکو سودا ہے آشنائی

نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا
تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا
نکل اے جان تن سے تو وصال یار حاصل ہو
یقین مجھکو نہیں ہے گو ترک اپنی رسائی کا
نہیں ملتی ہے ٹھوکر کدر احباب کنہین
توجہ میں تر سکے ہی پایا اثر ہے بیوفائی کا
کہیں افسوس طولانی تیری پاک امانی
بجا ہے اے صنم جو تجھکو دعوی ہے خدائی کا

اسیر دوستی تیری عاشق و معشوق دونو ہیں
زمانہ میں چلن ہے یار دلوں کی آشنائی کا
نظر آتی نہیں ہے سو صورتیں ہی جو تیری مجھکو
چمن کی سیر ہوا انجام بلبل کی رہائی کا
دکھایا حسن سے اعجاز موسی کا کف قدرت
رہیگا پاس محبت پر نقش ابھی جبہ سائی کا
دل اپنا آئینہ ہے صفائی عشق پاک سکھا ہے
بنا کر تیا ہے عصمت کو جامہ پارسائی کا

دفتر کشایان اخبار گذشتہ و طلسم بندان افکار باطنیہ اس قصۂ غریبہ اور فسانۂ عجیبہ کو یوں نوک ریز قلم نادر رقم کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ بدیع الملک مع سواران ہمراہی لاہوت مردود کی گرفتاری کے واسطے روانہ ہو چکا نورالدہر کے دل میں انواع و اقسام طرح کے خیالات پیدا ہوئے ہر چند چاہا خاموش رہے مگر صبر نہ ہوا نا گہ سے اٹھا اور حمزہ ثانی کی خدمت میں عرض کی شہریارا اگر رستم ثانی ہی لاہوت کا قصہ پاک کرنے ... بدیع الملک کا بھی لاہوت کی گرفتاری کو جانا خالی از خدشہ نہیں ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ ایک جوان متحمل و بردبار ہے کبھی اپنی جانب سے آمادہ فساد

کوئی ایسی صورت پیش آئے کہ رستم ثانی کچھ کہہ گذرا اور بدیع الملک کیسی جوان دلیر ہے وہ تاب سماعت نہ لا سکا اور جواب معقول دیا جو رستم ثانی نہ سُن سکا پھر اُسکا انجام کیا ہوگا ہم مین سے ہاں کوئی موجود نہوگا جو رفت و گذشت کریگا بیکار آپس مین فساد بڑھیگا اور یہ بہتر نہوگا حمزۂ ثانی نے فرمایا اے لور الدہر یہ خیال تمہارا بہت صحیح ہے واقعی رستم ثانی کا اور بیجا جو کچھ دل مین آتا ہے کہہ گذرتا ہے تم اب سکتے ہو مجھے پیشتر ہی یہ خیال ہوا تھا اچھا تو وہ دونون چلے گئے مین خود جاتا ہون یہ کہا اور مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہوا ادھر یہ ہنگامہ رستم ثانی راوی کہتا ہے کہ شہزادہ رستم بعد طی مراحل و قطع منازل قریب آہنی حصار کے پہونچا پھر چہار جانب قلعہ کے گشت کرکے پھر ایک مقام پر خیمہ زن ہوا اندرون خیمہ مسند استراحت پر دراز تھا اور طرح طرح کی فکرین کر رہا تھا کہ سیارۂ ثانی عیار طرار آیا رستم نے اُٹھکر کہا کیون خیریت ہے کدھر آئے سیارۂ ثانی نے کہا ہان خیریت ہے بدیع الملک بھی آیا ہے یہ خبر سنتے ہی رستم اُٹھ بیٹھا کہا اے سیارہ واقعی بدیع الملک بھی آیا ہے سیارۂ ثانی نے کہا یہان راہ پر یہان خود دیکھ لوگے کہ شہزادہ نے کہا شاید کسی اور کام کو اس طرف آیا ہوگا سیارہ نے کہا مجھکو یہ خبر بھی دریافت ہوئی ہے کہ بدیع الملک کسی اور کام کے واسطے نہین آیا خاص اسی کام کو آیا ہے جس کام کو تم یہان آئے ہو رستم ثانی تادیر سرنگون سکوت مین بیٹھا رہا سیارہ نے کہا تردد کیا ہے اگر بدیع الملک بھی اسی کام کو آیا ہے باشد رستم نے کہا اے عیار طرار یہ تو کچھ پیشتر امور مین مین نے بھی کوشش کی اور بدیع الملک نے بھی جو فتح مندی بدیع الملک کو حاصل ہوئی مجھکو ہرگز نہین اے سیارہ میرے واسطے کبھی کوئی کام تو نے نہین کیا ہے سیارہ نے کہا جو کچھ حکم ہوگا اُسکی تعمیل مین ہرگز دریغ نہ کرونگا ارشاد ہو رستم ثانی نے کہا آج مین تجھسے یہ کام لینا چاہتا ہون کہ تو جا اور درمیان راہ مین بدیع الملک سے ملاقات کرکے کوئی ایسی عیاری عمل مین لا کہ بدیع الملک بیابان مین خوب سرگردان ہو اے سیارۂ ثانی خوب یاد رکھ کہ اگر اسی قسم کی کوئی تدبیر عمل مین نہ لائیگا اور بدیع الملک یہان پہونچ جائیگا بالیقین باوجود تمام کوششون کے انجام مین کوئی سبقت اُسکے ہاتھ مین ہوگا اور میری کوششین سب ضایع ہونگی سیارۂ ثانی نے کہا خیر تمہاری خاطر مجھکو عزیز ہے جاتا ہون اور کوئی تدبیر کرتا ہون اُسیوقت وہان سے آکے عمر ثانی کی صورت سے مشابہ ہوا بدیع الملک کی خدمت مین پہونچا بدیع الملک نے متعجب ہوکے کہا اے عمر ثانی تم کہان سے بہت عرصے سے ملاقات نہین ہوئی سیارہ نے کہا شہریار کیا عرض کرون اُسی لاہوت عروک کی تلاش مین گیا تھا پہلے سُنا کہ وہ حصن آہنی مین جا چھپا ہے وہان پہونچا اُسکو نہ پایا جا بجا سرگردان پھرا کیا آخر سراغ لگانے سے دریافت ہوا کہ وہ موذی خوش آب مین جا چھپا کاشکے پیشتر ہی خوش آب مین اُسکا مقیم ہونا دریافت ہو جاتا تو کیون اس قدر سرگردان ہوتا کیا عرض کرون کہ حصن آہنی تک پہونچنے مین کیسی کیسی دقتین پیش آئی ہین خدا ہی خوب جانتا ہون بدیع الملک نے کہا اے عمر ثانی خوب ہوا کہ تم اثنا سے راہ مین مجھے مل گئے اور یہ حال معلوم ہو گیا ورنہ مین بھی بیکار زحمت اُٹھاتا اور واپس آتا اور وہان پر لوگ کہتے رستم ثانی بھی لاہوت کی تلاش مین گئے ہوے ہین اور انکا کچھ حال ۔۔۔ ہم کہان ہین سیارۂ ثانی نے کہا ہان خوب معلوم ہے وہ بھی قلعۂ آہنی کی طرف گئے ۔۔۔

[illegible] کہتا تھا مین نے وہ اُنسے آج نہین ملاقات تمکی ضرور وہ بھی

[illegible] یع الملک نے کہا میرے ساتھ چل کے میری راہبری کر

[illegible] سیارہ پیشانی پر روانہ ہوا اور بیابان ویران کی راہ

[illegible] تمام دن راہ روی مین بسر ہوا وہ بیابان تھا کہ بنا دیا تھا

بعد انجیز ریگستان کے درخت نام کو نہ تھا آفتاب کی تمازت ہوا کی حرارت گرد و غبار کا اڑنا حواس باختہ کیے دیتا تھا تا اینکہ
آفتاب قریب غروب ہوا بدیع الملک نے کہا ای عمر ثانی شب کو کسی مقام پر قیام کرنا چاہیے اتنی ماندگی سے
حال خراب ہے عیار نے کہا شہریار یہ مقام توقف کا نہیں ہے آگے بڑھو اگر کوئی چشمہ وغیرہ مل جاوے گا تو قیام کا مضائقہ
نہیں ہے بدیع الملک خاموش ہو رہا اور بدستور راہ روی میں مصروف رہا تمام شب راہ طے کی حتی کہ صبح ہو گئی سیارہ
عیار وہاں سے غائب ہو گیا بدیع الملک نے ہمراہیوں سے پوچھا سب نے لاعلمی ظاہر کی دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ شہر خوش آب ہے یہاں مظفر شاہ خوش آبی شہر کے دروازہ بند کیے بیٹھا ہوا تھا یکایک اسکو
بدیع الملک کے ورود کی خبر پہنچی اسنے شہر کے دروازہ کھول دیے اور اپنی تمام فوج ہمراہ لیکے استقبال کے
واسطے آیا اور بہزار تعظیم و تکریم شہر میں لیگیا بدیع الملک نے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہے بازارین بکثرت ہیں جا بجا خرید
و فروخت ہو رہی ہے علی الخصوص چوک کی آبادی قابل تعریف ہے چوڑی سڑک دو طرفہ دکانیں ایک طرف صراف ایک جانب
بزاز کہیں تنبولی دوکانوں پر بیٹھے پان بنا رہے ہیں کہیں سنار بیٹھے زیور طلائی گڑھ رہے ہیں کسی جا قہوہ خانوں
میں جلسے ہیں کسی کمرہ کے نیچے نوجوان طرحدار ڈٹے مذاق و خوش طبعی کر رہے ہیں بدیع الملک مظفر شاہ
خوش آبی کے ساتھ سیر کرتا ہوا اسکے دربار میں آیا ادھر ادھر کی باتیں ہوتیں لاہوت کے ذکر کی نوبت آئی
مظفر شاہ خوش آبی نے کہا وہ یہاں کہاں معلوم ہوتا ہے کہ دھوکہ دیا سحر الورودی کی زحمت میں مبتلا کیا اسقدر تو مجکو
بھی خبر ہے کہ لاہوت طلسم سے نکل کے قلعہ آہنی میں گیا ہے وہیں ہوگا بدیع الملک نے مذہب کا استفسار
کیا مظفر شاہ نے کہا وہی مذہب ہے جو بزرگوں کا تھا شاہزادہ نے دین اسلام کی بزرگی بیان کی پھر خدا کی
وحدانیت اور پیغمبروں کی ضرورت کے دلائل پیش کیے مظفر شاہ خوش آبی نے کہا شہریار ہمکو اپنے مذہب
کے حق و غیر حق ہونے کا تو مطلق حال نہیں معلوم ہے البتہ ابتدا سے عمر میں جو کچھ بزرگوں نے تعلیم کر دیا ہے یا جو اپنے
ہم مذہبوں سے سنا ہے وہی یاد ہے ہاں اس وقت تمہارے دلائل پیش کرنے سے تو ضروری خیال ہوتا ہے
کہ تمہارا ہی مذہب حق ہے شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ ذی جاہ حقیقت امر یہ ہے کہ دنیا کے علایق انسان کو راہ
راست سے منحرف رکھتے ہیں ہر شخص کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنی حالت پر نظر رکھے دولت دین حق کو کسی وقت
میں ہاتھ سے نہ دے ورنہ انجام میں بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا شہزادہ کی اسوقت تقریر مختصر نے
مظفر شاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اسنے دین اسلام [illegible] ن بیان کرنے کی درخواست کی شاہزادہ نے اصول
و فروع بیان کیے مظفر شاہ نے اپنی لوح دل پر لکھ لیے اور بصفائی قلب مسلمان ہوا ضیافت کرنا چاہی تھی
مگر شاہزادہ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کے قلعہ آہنی کی جانب روانہ ہوا - اب اس طرف کا حال سنیے کہ سیارہ
ثانی وہاں سے غائب ہو کے رستم ثانی کی خدمت میں پہنچا رستم نے کہا ای سیارہ ثانی کہو کیا کارروائی
کی سیارہ نے کہا حسب ایما تمہارے میں بدیع الملک کے پاس پہنچا اور بیابان میں سرگردان کر کے وہاں سے
چلا آیا اب مجھکو نہیں معلوم کہ بدیع الملک کہاں ہے اور کیا صورت پیش آئی کیا عجب ہے اگر ابتک اسی بیابان میں
سرگردان ہو رستم ثانی بہت خوش ہوا سیارہ کو اسکی عیاری کی تعریف کر کے انعام دیا اور اسی وقت حکم دیا
کہ نقارہ جنگ بجایا جاوے دوسرے روز لشکر کیا پیسوار ہو کے زنبورہ و تفنگ
ادھر لاہوت بھی اندرون قلعہ سے ہوا [illegible] دیتا رہا
قصد فیصل کرتے مگر کوئی راستہ قلعہ میں داخل ہونے کا نہ ملا

داخل ہوا لاہوت سمجھا کہ اب یہان مسلمانون کے ہاتھ سے مفر نہیں گی دوسرا دروازہ کھول کے قلعہ سے باہر نکلکر پشت کی جانب
بھاگا فوج متعینہ قلعہ نے جو دیکھا کہ حریف کی فوج قلعہ مین داخل ہوگئی اور قلعہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہین انھون نے
بھی لڑائی مین جان لڑا دی خوب کشت وخون کا ہنگامہ گرم ہوا کشتون کے پشتے اور سرون کے ڈھیر ہر طرف
دکھائی دیے مگر لاہوت کے بھاگ جانے سے بد دل تھے تاب قیام نہ لاسکے پسپا ہوے مسلمانون کا
عمل ہوا اسکو دائرہ اسلام مین داخل کیا لاہوت کے تعاقب مین مہ دار بہرام بھی چلے جاتے تھے ادھر لاہوت کا
پیش پیش بھاگا چلا جاتا تھا اثناے راہ مین لاہوت کو ایک گرد تیرہ نظر آئی اگرچہ وہ گرد تیرہ شاہزادہ بدیع الملک
ہی کے اس طرف آنے کی تھی مگر اسکو اور اسکے ہمراہیون کو اسکی خبر نہ تھی اس طرف بدیع الملک کو خبر پہونچ گئی کہ
کفار اس طرف دوا دو چلے آتے ہین تمام ہمراہیون سے باواز بلند کہا ای دلاورو خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ گبران نابکار
چلے آتے ہین پھر کوئی گبر اس طرف زندہ وسلامت نہ جانے پاے تا اینکہ وہ گبر قریب آپہونچے بدیع الملک
شمشیر آبدار محکم کر کے بے تحاشا لشکر کفار کی جانب جھپٹا وہ گبر بھی آمادہ پیکار ہو گئے تکبیر ودبران کی آواز بلند ہوئی
سوارون مین پیادہ اور پیادون مین سوار مل گئے ایک کی ایک کو خبر نہ تھی اس اثنا مین رستم ثانی بھی مع فوج
ہمراہی آپہونچا دیکھا ہنگامہ کشت وخون گرم ہے بدیع الملک داد مردانگی دے رہا ہی وہ بھی آمادہ حرب ہو گیا
اور کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح لاہوت میرے ہاتھ آجاوے اور لاہوت کا یہ حال تھا کہ شمشیر آبدار تولے
ہوے کبھی اس صف مین آتا ہی کبھی اس صف مین جاتا ہو اور کبھی خائف ہو کے پس پشت دیکھتا ہی کہ ایسا نہو
کہ کوئی خدا پرست مجھ تک پہونچ جاے اسکا وہی خیال پیش آیا کہ رستم ثانی موقع پاکے لاہوت کے قریب
آگیا فورا لاہوت کی کمر مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرنا چاہا مع ہذا بدیع الملک بھی قریب پہونچ گیا منتظر تھا
کہ رستم لاہوت کو سر سے بلند کرے تو مین رستم کو مع لاہوت سر سے بلند کرلون حسب اتفاق اس وقت
حمزہ ثانی قریب رستم کے پہونچے اور ایسا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ رستم کے ہاتھ سے لاہوت کا کمربند چھوٹ
گیا تمام گبر بھاگے اور لاہوت بھی قریب تھا کہ بھاگ جاے مگر بدیع الملک قریب اسکے پہونچ گیا تھا
جاتے ہی لاہوت کی کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور بے تکلف تمام اسکو سر سے بلند کر لیا اسی طرح تمام سردارون نے ایک
ایک گبر کو ہاتھ پر اٹھا لیا اور تمام میدان مین سینہ پھیر کے بعدہ ان سبکو گرفتہ وبستہ کر کے با فتح وظفر بیابان سے
روانہ ہوے اور جابلقا مین آکے بارگاہ سلیمانی مین قرار لیا ایک دن استراحت مین بسر کیا دوسرے روز
حکم دیا کہ ان گبران گرفتہ وبستہ کو ہمارے روبرو لاؤ حسب الحکم تمام کافر بدیع الملک کے روبرو حاضر کیے
گئے شاہزادہ نے دین اسلام کی دعوت کی کسی نے قبول نہ کیا شاہزادہ نے پوچھا جمشید جابلقا اور مالک کیکاؤس
وجمجمن شاہ یہ تینون گبر کہان ہین انکو بھی لاؤ تاکہ انسے بھی حجت تمام ہو جاے ملازمون نے انکو بھی حاضر کیا
شاہزادہ نے کہا ای جمشید تو کیون اپنی جان سے در پی ہی اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کے دلائل رکھتا ہی
بلا تکلف بیان کر ہم ان دلایل کو رد کر کے دین اسلام کے حق ہونے کو ثابت کرینگے اور اگر کچھ بھی دلائل نہین ہین
تو دین اسلام قبول کر ورنہ ہم [illegible] کرینگے جمشید جابلقا نے مطلق جواب نہ دیا شاہزادہ مالک کیکاؤس
[illegible] ہی اسنے کہا جو کچھ پوچھو بدیع الملک نے کہا کہتا ہی ہون کہ اگر
[illegible] پر راضی ہو اسنے بھی کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے جمجمن شاہ
[illegible] الملک ایمان کا صدقہ جان ہی بدیع الملک نے کہا خیر بہتر ہی

اور حکم دیا کہ ان قلعون کو چارسو سے شہر جابلقا مین لیجا کے دار پر لٹکاؤ اور تیرباران کرو بعدہ بیان —
سبائل کی طرف روانہ ہوے حمزہ ثانی نے شہر جابلقا کو رستم ثانی کے حوالہ کیا اور نگارستان جابلقا شہزادہ
بدیع الملک کے نام مقرر کیا چند روز کے بعد سبائل مین وارد ہوا لاہوت و بخشگان کو بھی گرفتار کیا
سبائل مین تیرباران کیا بعدہ ذوالامان مین آئے مظالم شاہ نے حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ ای شہریار عالی تبار
ہر اعداے تو شکیگر فتار باد عیان ؎ عہد اقبال تو توفیق لقا باہم رکاب ؎ مجاہست یار بر تو اقبال و کلس باندر جلی
اجازت ابلیسیان و خواہست آفتاب ہا بندہ نے اپنی دختر نیک اختر کو شاہزادہ بدیع الملک کی کنیزی مین دیدیا ہی
حمزہ ثانی نے فرمایا ای مظالم شاہ کیا بدیع الملک نے اس سے نکاح کرلیا ہی یا ابھی نہین مظالم شاہ نے
کہا ای والا منزلت اگرچہ میری دختر بدیع الملک ہی کے قبضہ مین ہی مگر مجھکو یہ بھی یقین ہی کہ اس مناکحت کو شہزادہ
نے حضور ہی کی اجازت پر موقوف رکھا ہی حمزہ ثانی بدیع الملک سے بہت خوش و رضامند ہوئے اور کہا میرے نزدیک
اب مناکحت سے فراغ حاصل کرلینا چاہیے مظالم شاہ نے کہا حضور کو اختیار ہی میرے نزدیک بھی مناسب
ہی جو حضور کی راے ہی حمزہ ثانی نے سامان عروسی کا حکم دیا ایک قصر خاص اس شادی کے واسطے آراستہ
کیا گیا اور جملہ سامان ضروری نہایت تکلف و اہتمام سے مہیا ہوا بروز سعید در آوان حمید مین شہزادہ بدیع الملک
کا عقد ملکہ ماہ نوش لب سے ہوا بعد فراغ اس عروسی کے ایک روز حمزہ ثانی بارگاہ فلک پایگاہ مین مسند
حکومت پر بیٹھے تھے ناگاہ آسمان سیاہ ہوگیا سب حیرت مین تھے کہ یہ کیا واقعہ ہی کہ آفتاب ایک نوع کی سیاہی مین پوشیدہ
ہوگیا بدیع الملک نے دیکھا کہ احمال شاہ اور ملک داد بخش وہان پہونچے بدیع الملک نے حمزہ ثانی
کی خدمت مین عرض کی شہریار حضور کے اقبال روز افزون کی بدولت یہ لشکر ملازمان بارگاہ کا ہی یعنی احمال شاہ اور
ملک داد بخش کا ورود ہوا ہی اور انکے ساتھ ہزارہ ہزاردست دیو بھی ہی جو ان دونون بادشاہون کی حراست
مین ہی حمزہ ثانی نے متعجب ہوکے فرمایا ای بدیع الملک یہ دیو کس قسم کا ہی جسکا نام ہزارہ ہزاردست
دیو ہی کیا اس دیو کے متعدد ہاتھ ہین شاہزادہ نے عرض کی ہزارہ دیو موجود ہی حضور ملاحظہ فرماوین حمزہ ثانی نے
فرمایا اچھا لشکر دیوان ایک جانب استادہ کیا جاوے اور ہزارہ کو ہمارے روبرو لاؤ ہم ہزارہ دیو کے
دیکھنے کے بہت مشتاق ہین شہزادہ نے تمام لشکر کو ایک جانب مقیم کیا بعض سرداران لشکر دربار مین آئے
حمزہ ثانی نے ان کو حکم نشست مرحمت کیے سب آداب تسلیمات بجا لاکے تمام تختون پر بیٹھے دیو تھا جہل سر اپنے
چالیسون ہاتھون مین عمود لیے ہوئے اور ہزارہ ہزاردست کو مقید کیے ہوئے حمزہ ثانی کے روبرو
حاضر ہوا حمزہ ثانی کی نظر جو ہزارہ ہزاردست پر پڑی بہت حیرت ہوئی کہا اللہ اکبر یہ دیو ہی یا کوئی آفت ہی آخر
اسکو کیونکر اور کس دلاور نے گرفتار کیا ہی احمال شاہ نے کہا ای شہریار عالی مقدار ایسے زبردست دیو کو گرفتار
کرنے کی طاقت بجز بدیع الملک دلاور کے کوئی اور بھی رکھ سکتا ہی اس دیو کے قد و قامت پر نظر نہ کرنا چاہیے
خدا کی قدرت پر خیال کرنا چاہیے کہ اسنے ایسے زبردست دیون پر انسان ایک مشت استخوان کو غالب کیا حمزہ
ثانی نے فرمایا جس وقت یہ ہزارہ گرفتار کیا گیا ہی بدیع الملک کے کسقدر مددگار تھے اور اسکے گرفتار کرنے
مین کسقدر فوج کافی ہوئی احمال شاہ نے کہا اگرچہ کثیر التعداد لشکر تھا ۰۰ دیو گرفتار ہوا ہی
مگر فوج و لشکر کا دخل اسکی گرفتاری مین مطلق نہین ہوا شہزادہ بدیع
گرفتار کیا ہی اور مقابلہ بھی تنہا ہی کیا اسوقت دربار مین عجیب کیفیت

لشکر تھا جن مین ایک سے ایک زبردست و قوی ہیکل و شجاع و دلیر تھا جونہی ہزارہ پر نظر پڑی کسی کے
تن و توش کی وقعت نہ رہی ہر ایک ہزارہ کو دیکھ کے محو حیرت تھا اور ہزارہ دیو پیکر اسکے ہر ایک کی صورت
دیکھتا تھا جس سے بے اختیار ہنسی آتی تھی بیشتر سردار با مذاق بھی موجود تھے اگرچہ حمزۂ ثانی کے رعب و داب سے
کچھ نہ کہہ سکتے تھے لیکن آپس مین باشارہ ہزارہ پہ پھبتیان کہتے تھے اور جب ہزارہ سے نظر چار ہوجاتی اسکے
سامنے ایسی بھیانک صورت بناتے تھے کہ وہ بغور گھورتا تھا اور گرفتہ و بستہ ہونے کے سبب سے اُسکا کچھ
بس نہ چلتا تھا اس طرف حمزۂ ثانی اور تمام سردار بدیع الملک کی جرأت و شجاعت کی تعریف کر رہے تھے
اور کہتے تھے کہ شجاعت و دلیری بدیع الملک پہ ختم ہے خدا کی شان قابل غور ہے کہ ایک انسان ضعیف البنیان اس
دیو بلا سے بے درمان کو گرفتار کرے حمزۂ ثانی ہر مرتبہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہو کے کہتے تھے کہ ای دلاور
شاباش و مرحبا ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند بدیع الملک حمزۂ ثانی کو بہ کمال ادب تسلیم کرتا تھا اور
دست بستہ کہتا تھا کہ مین کیا اور میری جرأت کیا یہ سب خدام بارگاہ والا کی اقبال مندی ہے بعضے سردار یہ کہتے تھے کہ
ای شہریار رستم الفراس دیو کوہ پیکر عجیب الخلقت کا نام زبان صاحبقران سے سمندر و ہزار دست سنا کرتے تھے
مگر چونکہ چشم خود دیکھا نہ تھا خود کہتے تھے کہ دیو ہزار دست نہین معلوم کس قطع کا ہے آج بدیع الملک
کی بدولت اُسکو اپنی آنکھ سے دیکھا واہ یہ دیو ہے یا کوئی بلا ہے آسمانی ہے خدا وند عالم اپنے بندونکو اپنے
حفظ و امان مین رکھے خدا نہ کرے کہ ایسے پہاڑ کا سامنا کسی انسان سے ہو حمزۂ ثانی نے ہزارہ دیو کو قریب
اپنے طلب کیا جب وہ آیا کہا تو کیا مذہب رکھتا ہے ہزارہ نے سر ہلایا مطلب یہ تھا کہ مین نہین سمجھا حمزۂ ثانی
نے پھر کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ تو کسکو سب سے زیادہ بزرگ و برتر جانتا ہے جسکے سامنے سر جھکاتا ہے ہزارہ
نے کہا جو مجھسے بڑا ہے حمزۂ ثانی نے کہا تو اپنے سے بڑا کسکو سمجھتا ہے اُسنے کہا پہاڑ کو جو مجھسے درجہا بلند ہے
حمزۂ ثانی نے کہا پہاڑ کی یہ وقعت ہے کہ ایک ادنی آدمی اُسکو کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے پھر وہ بڑا کاہے سے
ہو اُسنے کہا وہ بڑا اس سبب سے ہے کہ اس سے بلند و بالا کوئی شی نہین ہے حمزۂ ثانی نے کہا اس سے بلند
آسمان ہے اسنے کہا آسمان کو ہم دیکھ نہین سکتے پھر جسکو دیکھ نہین سکتے اُسکی بندگی کیا حمزۂ ثانی نے کہا مسلم پہاڑ
کی بندگی کرتا ہے یا اُسکے ٹکڑے کی بھی ہزارہ نے کہا پتھر کا ٹکڑا بھی پہاڑ کا جز ہے اس واسطے اُسکی بھی بندگی لازم ہے
بدیع الملک نے کہا شہریارا یہ مردود اسی طرح مزخرفات بکیگا بیکار مغز خراشی ہے اسکا قتل و اصل ہی کرنا مناسب ہے
حمزۂ ثانی نے کہا ای بدیع الملک حجت تمام کر لینا چاہیے اور ہزارہ سے کہا ای ہزارہ اب ہم اور کچھ نہین
پوچھنا چاہتے صرف یہ پوچھتے ہین کہ تو مسلمان ہوگا یا نہین ہزارہ نے کہا مین خدائے نا دیدہ کی بندگی ہرگز
پسند نہ کرونگا حمزۂ ثانی نے کہا اندھون کو وہ خدا بے وجہ اشتراک نہین دکھائی دیتا ورنہ وہ ہر جگہ موجود ہے
جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہے وہ ہر وقت اور ہر جگہ دیکھتا ہے ہزارہ نے کہا مجھکو نہین دکھائی دیتا پھر مین کس طرح
اُسکا قائل ہوجاؤن اور تم کہتے ہو اندھون کو وہ خدا نہین دکھائی دیتا پھر مین تو آنکھین رکھتا ہون ہرگز اندھا
نہین ہون مجھے اور جو یہان موجود ہین سب مجھے دکھائی دیتے ہین حمزہ
ثانی نے ملک اور اہل دربار سے کہا کون ہے ایسا قوی دست
کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ ہزارہ ہزار دست پہ تیغ کا وار
کر سکے بدیع الملک نے کہا اگر حکم ہو تو مین ابھی قراب

داخل ہوں حمزہ ثانی نے اجازت دی بدیع الملک ہزارہ کے قریب آیا اور کہا ار
حیرت ہی اگر تو مسلمان ہو جاے آسنے کہا نہیں معلوم تو کیا بکتا ہی میری سمجھ مین نہین آتا
خیر ابھی تک تیری سمجھ مین نہین آیا ہی اب سمجھ جائیگا یہ کہکر اُسکی کمر بند مین ہاتھ ڈال کے بزور دست و بازو سے
بلند کر لیا اور تمام حاضرین کو دکھا کے زمین پر مارا جس سے وہ مضمحل ہو گیا بعدہ ایک پانون اُسکا اپنے پانون
کے نیچے دبایا اور دوسرا اُسکا پاے بخش دونون ہاتھون کی گرفت مین لا کے مثل کرباس دو حصے کر دیا
ایک حصہ جانب راست پھینک دیا اور دوسرا جانب چپ اور حمزہ ثانی کے روبرو آکے سلام کیا حمزہ
ثانی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوے اور بدیع الملک کو گود مین اُٹھا کے چند بوسے پیشانی و چشم پر
دیے اور تمام حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے حاضرین اگرچہ یہ مسلم ہی کہ آنچہ عیان ست چہ حاجت
بہ بیان ہے تمام حاضرین وقت جانتے ہی ہونگے کہ یہ جوان دلاور جری جس مرتبہ کا ہی تاہم یہ اعلان مین اس بات کو
کہتا ہون کہ بدیع الملک پشت و پناہ لشکر اسلام اور آبروے ہم سبکی ہی اگرچہ اور بھی جری و دلاور لشکر اسلام
مین ہین مگر جو اقبال مندی اس جوان کو حاصل ہی وہ ہرگز کسیکو نہین حاصل ہی اور بالیقین یہی میرا جانشین
نظر آتا ہی بعدہ خلعت خاصہ بدیع الملک کو مرحمت فرمایا ملک دادبخش بھی اُسوقت دربار مین حاضر تھا
بدیع الملک کے زور و طاقت سے بہت خوش ہوا جب حمزہ ثانی نے خلعت خاصہ مرحمت فرمایا اور کمال درجہ
بدیع الملک کی تعریف کی ملک دادبخش اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ اگر حکم والا ہو تو یہ خادم
بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہی حمزہ ثانی نے اجازت دی ملک دادبخش نے کہا اصل امر یہ ہی کہ جو جرأت و طاقت
اسوقت بدیع الملک کو حاصل ہی وہ جرأت و طاقت بیان کسیکو حاصل نہین ہی یون تو بجاے خود ہر شخص
اپنے کو بہت کچھ سمجھتا ہی ایسے سمجھ لینے سے کیا فائدہ مین بھی بدیع الملک کے اوصاف کا قائل ہون اور دلیل
قائل ہونے کی یہ ہی کہ مین اپنی دختر پارہ جگر کو بدیع الملک کی کنیزی مین دیتا ہون چنانچہ دوسری بعد سی
کا سامان مہیا ہونا شروع ہوا خلاصہ یہ کہ بہت دھوم سے یہ عقد بھی شاہزادہ بدیع الملک کا ہوا ہزارہا
جوڑے ملازمون کو ملے بیشمار انعام تقسیم ہوے مبارک سلامت کی آوازین بلند ہو مین مجلس و عشرت کی
راتین آئین تا اینکہ ہنگامہ عروسی فرو ہوا چند روز تک ملک دادبخش اور اعمال شاہ کا قیام رہا بعدہ یہ دونون بادشاہ
رخصت ہو کے قاف کی جانب روانہ ہوے ایک روز ایرج نوجوان قلعہ دارالامان مین اندرون محل بیٹھا ہوا
تھا یکایک اُسکی نظر ایک نازنین پر پڑی ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا دل پکڑنے لگا قیامت ناز پر رنگین
چہرہ سے کر گیا پروانہ صفات دل نہین قرار کا خون ہو گیا بیقراری کا عمل ہوا راوی کہتا ہی وہ نازنین گہرتاج نام بدیع الزمان
کی دختر تھی جسوقت ایرج نوجوان کی نظر گہرتاج پر پڑی اُسکو مطلق ایرج نوجوان کا خیال نہ تھا اور ایرج نوجوان
کی نظر اُسی نازنین مہ لقا کی طرف دوختہ ہو گئی تھی ہر مرتبہ ایرج چاہتا تھا کہ ہر چہ بادا باد اس حور وش سے دست و بغل
ہو جاؤ مگر پھر خیال کرتا تھا کہ نہین معلوم کس خرابی کا سامنا ہو جاے آخر گہرتاج نبت بدیع الزمان نے بھی زیر
نظر سے ایرج کو دیکھا کہ میری جانب بغور دیکھ رہا ہی وہان سے اُٹھ کے اپنی محل سرا مین چلی گئی ایرج
یہان ہلاکت کی نوبت پہنچی چہرہ پر زردی چھا گئی گریبان تک ... اور ... نے استفسار مزاج کیا
ایرج نے حقیقت امر کو بیان کرنا مناسب نہ جانا کہا
مین ہون کہ مجھکو کیا ہو گیا ابھی اچھا خاصہ بیٹھا ہوا تھا کیا تم

بندوبست کیا جاوے ایرج نے کہا کچھ طبیب کی ضرورت نہین ہی آپ خود مزاج درست ہو جائیگا سب خاموش ہو رہے
مگر لحظہ بہ لحظہ متغیر ہو گیا حتٰے کہ غشی کی نوبت پہونچی اب سب گھبرا گئے حکیمون کو بلایا انہون نے نبض دیکھی انواع اقسام
کے مرض تجویز کیے لیکن اصل مرض تشخیص نہ ہوا دوا تیار ہوئی پلانا چاہا غشی تھی دوا کیونکر پلائی جاتی تجویز ہوا
کہ غشی سے افاقہ ہو تو پلائی جاوے تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے آنکھ کھولی سب نے اصرار کیا کہ دوا نوش
فرمایئے ایرج نے آہستہ کہا یارو کیون مجھکو پریشان کرتے ہو مین اس دوا کو نہ پیونگا اپنے مرض کو مین ہی خوب
سمجھتا ہون یہ کہا اور مع ہذا تصور بندھ گیا جو اس صنم کا ٭ لگا ٹپکا ٹپکنے چشم نم کا ٭ پرستارون کو اور زیادہ حیرت
ہوئی کسی نے کہا دماغ خراب ہو گیا ہی کسی نے کہا کسی جن یا پری کا سایہ ہی فلان عامل اپنے فن مین کامل ہی
اسکو بلاؤ کوئی عجیب تعویذ لکھیگا ابھی حال بھی معلوم ہو جائیگا اور فائدہ بھی ہوگا ایرج پر پھر غشی طاری ہوئی غلام
عامل کے یہان تشریف لے گیا اور اسیوقت اپنے ہمراہ لائے عامل نے کتاب کھولی زائچہ کیا ایرج کے
ہاتھ مین قرعہ رکھکے پھینکا کچھ حساب کیا تعویذ لکھا کہا اسکو پانی مین گھول کے پلا دو خدا نے چاہا تو فائدہ ہوگا اس
جوان پر پری کا سایہ ہی جان کی خیریت ہی چند روز کی زحمت ہی پھر خوشی ہوگی یہ کہکے وہ چلا گیا عامل کی اس تقریر
سے کسی کو تسکین نہوئی سب متحیر تھے کہ یہ کون سا مرض ہی کوئی کہتا تھا کہ ہم جن پری کے قائل نہین ہین کوئی
کہتا تھا اگر جن پری کے قائل نہین تو حکیم صاحب نے کیا بنا لیا کوئی کہتا تھا صاحب جو جس فن کا ماہر آئیگا وہ اپنے فن کے
موافق تجویز کریگا عامل ہو یا طبیب دوسرے روز حمزہ ثانی کو ایرج کی علالت کی خبر پہونچی اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ
طبیب اور عامل کی یہ رائے ہی حمزہ ثانی کو کمال تاسف ہوا ملک قاسم کو قریب بلایا اور کہا ایرج نوجوان کا
نصیب دشمنان طبیعت ناساز ہی مین خود ایرج کی عیادت کو جاتا مگر بوجوہ چند در چند میرا جانا نہین ہو سکتا میری طرف
سے تم جاؤ اور ایرج نوجوان کے حال کی صحیح صحیح خبر مجھسے بیان کرو مگر ایرج نوجوان کی پرستارون سے میری طرف
سے یہ ضرور کہدینا کہ خبردار علاج مین غفلت نہ کرنا جس چیز کی ضرورت ہو کوشش کرکے بہم پہونچانا اور بہتر ہو
تو مجھے اطلاع دینا ملک قاسم وہان سے ایرج کے پاس آیا حال دیکھا ایرج نوجوان پر اسوقت بھی غشی طاری
تھی بار بار ٹھنڈی سانسین بھرتا تھا اور کبھی نہایت درد کی آواز سے کراہتا تھا ملک قاسم نے ایرج کا شانہ
ہلایا آواز دی ایرج نے آنکھ کھولی ملک قاسم نے کہا کیسا مزاج ہی ایرج نے نفس سرد کھینچ کے حسرت کی نظر
سے ملک قاسم کو دیکھا آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے آہستہ کہا ؎ کیا پوچھتے ہو یارو مجھ جسم ناتوان کی ٭
رگ رگ مین نیش غم ہی کہیے کہان کہان کی ٭ ملک قاسم نے کہا آخر معلوم تو ہو کہان درد ہی کیا بیماری ہی تاکہ
اسکے موافق علاج کیا جاوے حمزہ ثانی کو خبر علالت سنکے بہت تردد ہی استفسار حال مزاج کے واسطے
مجھکو بھیجا ہی ایرج نے کہا ای ملک قاسم ؎ گر کہین درد ہو دوا کیجے ٭ دل ہی بیچین ہو تو کیا کیجے ٭ ملک قاسم
نے کہا آخر دل کے بیچین ہونے کی کوئی وجہ بھی ہی وہ سبب جس سے دل بیچین ہوتا ہی یا تو کوئی مرض جسمانی ہو یا نفسانی
اگر کوئی مرض جسمانی ہو اسکو بیان کرنا چاہیے یا کوئی مرض نفسانی ہو اس سے مطلع کرنا چاہیے ورنہ سکوت مین
مفت جان ضایع ہو جائیگی اور اسطرح جان کا ضایع کرنا ہرگز قرین عقل نہین ہی ایرج نے اس مرتبہ مطلق جواب
نہ دیا اور پھر بیہوش ہو گیا [illegible]
ہو گیا [illegible] قرائن سے ثابت ہو گیا کہ ضرور ایرج نوجوان کسی نازنین پر فریفتہ
[illegible] سے ہی اور اس علالت کے پیشتر کس کس شخص سے
[illegible] روز آتے جاتے ہین کسی خاص شخص سے ملاقات نہین

ہوئی ملک قاسم نے کہا قوم اناث سے تو کوئی نہین یہان آیا تھا اُنھون نے کہا ہان گہرتاج دختر بدیع الزمان
بضرورت یہان آئی تھی ملک قاسم نے کہا بس ہم سمجھ گئے خبردار اب کوئی دوا ایرج نوجوان کو نہ پلائی جاوے
ہمنے مرض کو تشخیص کر لیا اور ایرج کے کان مین آہستہ کہا ای جوان اگرچہ تو اپنے مرض نفسانی کو ظاہر نہین کرتا ہی مگر ہم
سمجھ گئے تو نے گہرتاج بنت بدیع الزمان کو تو نہین دیکھا ایرج نے مسکرا کے ملک قاسم کی صورت دیکھی
اور پھر آنکھین بند کر لین ملک قاسم وہان سے حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا حمزہ ثانی نے کہا ای ملک قاسم
کہو ایرج نوجوان کا حال کیا ہی خدا نہ کردہ کوئی مرض شدید تو نہین ہی ملک قاسم نے کہا شہریار ہمہ جہت
مستطیع رہین خدا نہ کردہ کوئی ایسا مرض نہین ہی جس سے کچھ خدشہ کا گمان ہوسکے ہان خفیف ایک نوع کا مرض
ہی جو شہریار کی ادنی توجہ سے زائل ہوسکتا ہی حمزہ ثانی نے کہا مین کسی مرض کا علاج کیا جانون ملک قاسم نے
کہا ابھی حضور فرماتے ہین لیکن جب عرض کرونگا تو حضور سمجھ جائینگے کہ ہان میری توجہ سے یہ مرض زائل ہوسکتا ہی اور
یہی عرض کیے دیتا ہون کہ ایرج نوجوان کو کوئی مرض جسمانی نہین عارض ہی بلکہ مرض نفسانی عارض ہوگیا ہی حمزہ ثانی
نے کہا آخر بیان تو کرو کیا مرض ہی ملک قاسم متبسم ہوا اور کہا تخلیہ مین عرض کرونگا حمزہ ثانی ملک قاسم کو تخلیہ
مین لے گئے اور کہا ہان بیان کرو ملک قاسم نے پہلے جو حالت معاشقی کی تھی بیان کی بعدہ کہا کہ ایرج نوجوان
گہرتاج بنت بدیع الزمان پر فریفتہ ہوگیا ہی اسکا علاج حضور ہی پر محول ہی حمزہ ثانی انگشت بدندان ہوا
اور کہا ای ملک قاسم یہ کیا نادانی کی حرکت ہی فرض کرو کہ مین بدیع الزمان سے کچھ نہین کہہ سکتا اور کہون بھی
لیکن بدیع الزمان منظور نہ کرے پھر کیا ہو انسان کا مقتضاے انسانیت یہ ہی کہ ہر ایک امر مین مناسبات
کو ہاتھ سے نہ دے ہر جا مرکب توان تاختن کہ جا سپر باید انداختن ملک قاسم جب حمزہ ثانی کی
تمام تقریر سن چکا کہا اگر اجازت ہو تو مین بھی کچھ عرض کرون حمزہ نے کہا کہو ملک قاسم نے کہا خداوند نعمت اصل امر
یہ ہی کہ عشق و محبت مین ادنی و اعلے سب ہی مجبور رہتا دل پر کسکا اختیار ہی خطا معاف خدا نہ کرے کہ دل از خود
رفتہ ہو جاوے سو رہتی ہی یاد ابروے دلبر تمام رات پھٹکتی ہی زندگی تہ تیغ تمام رات حمزہ ثانی تا دیر سکوت مین بیٹھے
رہے بعدہ بدیع الزمان کو طلب کیا اور کہا ای برادر بدیع الزمان ہمنے تمہاری دختر نیک اختر کی ایک نسبت ٹھہرائی
ہی اور تمکو ہر نوع منظور کرنا ہوگا بدیع الزمان نے کہا شہریار گہرتاج آپکی کنیز ہی ارشاد ہو وہ کون شخص ہی
حمزہ ثانی نے ایرج نوجوان کا نام لیا اور کہا جب تم کو گہرتاج کا عقد کسو سے منعقد کرنا ضروری ہی پھر ایرج
کے ساتھ کیون نہ منعقد کرو اگر کوئی غیر مقام ہو تو اسکا دریافت لازم ہی گھر کا واسطہ ہی تم بھی ایرج کے حرکات
وسکنات سے یقیناً واقف ہو گئے بدیع الزمان تا دیر متامل رہا بعدہ کہا اسوقت مین اسی بات کا جواب نہین
دیسکتا البتہ دوسرے وقت عرض کرونگا اور زیادہ تر ضرورت دوسرے پر محول کرنے کی یہ ہی کہ اس بارہ مین
نور الدہر اور بدیع الملک سے بھی مشورہ کرنا ضرور ہی دیکھون وہ کیا اپنی راے ظاہر کرتے ہین حمزہ
ثانی خاموش ہو رہا بدیع الزمان اپنے مقام قیام پر چلے آئے اور اسی وقت شہزادہ بدیع الملک نور الدہر
اور اسد کو بلا کے اس حال کو بیان کیا اور کہا حمزہ ثانی اس بارہ مین مجھکو مجبور کرتے ہین تم سب کی
کیا راے ہی نور الدہر نے کہا ای شہریار عالی مقدار اس بارہ مین مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی حمزہ ثانی
ہمارا بادشاہ ہی جو کچھ اس عالی جاہ کی راے ہی بہت مناسب ہی لیکن گہرتاج نے نور الدہر
سے کہا او خیرہ سر معلوم ہوتا ہی کہ تو پہلوانان دست چپ

انھین سے چالیس ملازمون کو منتخب کیا اور کہا تمکو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا تیار رہو جسوقت ہم
حکم دین تم سب فوراً حاضر ہو اُن سب نے کہا بہت مناسب ہے ہم ہروقت تابع فرمان ہین جسوقت
ہوئی حمزہ ثانی نے اُن چالیسون ملازمون کو ساتھ لیا اور وہان سے روانہ ہوئے جب صبح کو خبر
نشر ہوئی کہ حمزہ ثانی لشکر مین نہین ہین شب کو کہین چلے گئے ایک نے دوسرے سے کہا کچھ
تمکو معلوم ہے اُس نے کہا سبحان اللہ جان تم وہان ہو مجھکو کیا معلوم کہ وہ عالی مرتبت کس طرف
چلا گیا اور کس فکر مین گیا ہے اس خبر کو سعد شہریار نے بھی سنا شہزادہ بدیع الملک کے پاس
پہونچا اور کہا کچھ تمکو حمزہ ثانی کا حال معلوم ہے بدیع الملک نے لا علمی ظاہر کی سعد نے کہا میری رائے یہ ہے کہ حمزہ لشکر مین رونق
افروز نہین ہے بے سردار فوج کا رہنا مناسب نہین ہے ہمکو حمزہ ثانی اپنا جانشین قرار دے گئے ہین فلہذا تم دنگل آصفی پر تمکن
ہو جب حمزہ ثانی آوین تب اُسوقت سمجھ لیا جاویگا بدیع الملک نے کہا یہ سب سچ صحیح ہے لیکن میرے نزدیک ابھی ایسا
عجلت نامناسب ہے تم نہین دیکھتے ہو کہ سرداران دست چپ ہروقت میری طرف کس نظر سے دیکھتے ہین تعجیل
کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہے علی الخصوص اس وقت کی تعجیل تو ضرور ہی سخت خرابی کا باعث ہے سعد نے کہا اسکا نتیجہ جسطرح
بہتر و مناسب ہے اب تم ویسا کرو جو مین کہتا ہون اسپر عمل کرو بدیع الملک نے کہا تم جانو اور دنگل آصفی پر قیام کیا اُس
طرف سرداران دست چپ نے جو یہ حال دیکھا سب کے سب برہم ہوئے سب ملک قاسم کے خیمہ مین جمع ہوئے
اور کہا دیکھا تم نے امیر ملک قاسم سعد کو کیا منصب تھا کہ بدیع الملک کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہے فکر کیجیے نہ کیا
جو دعوی حکومت حمزہ ثانی پر وہ رکھتے ہین وہی ہم بھی رکھتے ہین تم بتاؤ اُنکی اس حرکت نامعقول کے عوض مین
ہم کیا کرین ملک قاسم نے کہا تمکو ہم کچھ نہین کہتے حمزہ ثانی موجود نہین ہین اگر اسد نے بدیع الملک
کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہے تم بھی کسیکو دنگل پر بٹھا دو مگر یہ یاد رکھو کہ اس طرح کے اختلاف کا نتیجہ بہتر نہوگا آئیندہ
اختیار ہے اُن سردارون نے کہا تو ہم بھی سمجھتے ہین مگر جب آپ اُنکو اس خرابی کا خیال نہین ہے تو ہم کیون
خیال کرین اگر اسد نے بدیع الملک کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہے ہم شاہزادہ رستم ثانی کو دنگل پر بٹھا دیتے
ہین جسکو کچھ اعتراض ہوگا ہم سے سمجھ لیگا ملک قاسم نے سکوت کیا اُن سب نے اسیوقت جا کے رستم
ثانی کو بھی دنگل پر بٹھا دیا اور نذرین پیش کر کے مطیع فرمان ہوئے اُس طرف شاہزادہ بدیع الملک دنگل
آصفی پر بیٹھا تھا اور تمام سرداران دست راست بھی موجود تھے یکایک ستارہ ثانی بارگاہ مین بلا تکلف چلا آیا
اور جام کلاہ عفریت اُٹھا لیے گیا اور یہ کہتا ہوا کہ اے نالائقان دست راست تمکو کیا منصب ہے کہ اس جام کلاہ
عفریت کو اپنے قبضہ مین لیے ہو جسکا منصب ہے اُسکے پاس اس جام کو لیے جاتا ہون اگر کوئی تم مین سے
اس جام کے لینے کا منصب رکھتا ہے مجھ سے لے شاپور شیردل اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شہزادہ
کی خدمت مین بھی عرض کی کہ کیا حکم ہے ستارہ جام کلاہ عفریت لیے جاتا ہے اور ہمسب کو نالائق قرار دیتا ہے خود لائق
بنتا ہے شہزادہ نے کہا اے شاپور تو سمجھے کیا ہو اگر لے سکتے ہو جام کو لے لو اگرچہ مجھکو اس جام کا خیال چندان
نہین ہے تاہم یہ خیال ہے کہ اس طرح یہان سے کسی شئی کا لیجانا سخت توہین ہے شاپور شیردل بعجلت تمام اسکے تعاقب
مین چلا یہان رستم ثانی دنگل پر بیٹھا تھا کہ ستارہ ثانی دربار مین رستم ثانی کے روبرو حاضر ہوا اور عرض
کی اے مالک تاج و تخت حمزہ ثانی مین اس وقت جاسوسی کی غرض [illegible] دست چپ [illegible] دست
باطمینان بیٹھے اس جام مین میکشی کر رہے ہین یہ دیکھ کے

ہر کیب تیز رفتار صرصر کردار پر سوار ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے دربار سے برآمد ہو
پشت پر آ کے اسکی باگ لی

نگویم سمند ز جو باد بہار | سپید چشم سفید از دو بر بہار
بہ صحرا ز نقاش چینی و چین | کہ شد برانگیختہ در پشت خنگ
ز تنگش ہوس کردہ قیصر کمر | ز بسر با سر ارب
کلاہ کیان مار تا غول بین چیا

اب ادھر بھی تمام فوج آمادہ جنگ ہے اور ادھر بھی صف کشی ہو رہی اندرون فوج ایک ایک غول سرداروں کا
ہے جن میں ہر ایک دریا سے آہن میں غرق ہے

زرزین کلاہان آہن قبا | شدہ آن جانکہ جام گیتی نما
تبرزین آہن سپرا سے نبرد | ہلالی بدستہا آفتاب پیکر

شہزادہ بدیع الملک نے اپنے بیان سے
علم کا شقہ کھولا پہلے جو شخص کہ بدیع الملک کی طرف سے میدان نبرد میں آمادہ اسد دلاور تھا جو بگاڑ میں
استادہ ہو کے پکارا کہ ای رستم کون ہی میرا مرد مقابل آوے مجھ سے مقابلہ کرے ابھی رستم ثانی کی طرف سے
اسد کے مقابلہ کو کوئی نہیں آیا تھا کہ ایک جانب سے گرد نمایاں ہوا دونوں لشکر اس گرد کی طرف نگران ہوے
جب دامن گرد چاک ہوا نقابدار سبز پوشش مع چالیس نقابداران ہمراہی نمودار ہوا اور میدان معرکہ میں پہونچ
کے بدیع الملک کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای نالایقوں یہ کیا ہو گئی ہو کہ آپس کا پاس و لحاظ بالا
طاق رکھ کے رستم ثانی سے جنگ کرنے کا تہیہ کر لیا یہ امر ہرگز قرین انسانیت نہیں ہی مجھکو خوب معلوم ہی
جس لایق تم نالایق ہو اور ضرور ہی عمل میں آئیگا اور رستم ثانی کے لشکر میں آ کے رستم ثانی کو سلام کیا اور
کہا ای شہریار عالی تبار تمہاری تکلیف گوارا کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہی تم باطمینان یہاں مقیم رہو اور تماشا دیکھو
مجھکو اپنا خدمت گذار سمجھو جس بیباکی سے بدیع الملک مع فوج و لشکر تمہارے مقابلہ کو آیا ہی دیکھنا کہ میں کیسی
سزا سے معقول اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو دیتا ہوں رستم ثانی نے بہ کمال عاجزی کہا ای نقابدار یہ تمہاری
انسانیت ہی جو تم خواہ مخواہ میری طرفداری پر آمادہ ہو گئے ورنہ میں نے کوئی ضیافت بھی تمہاری نہیں کی نقابدار
نے کہا کچھ ضیافت کی ضرورت نہیں ہی میں یوں ہی تابع فرمان ہوں یہ کہا اور مرکب کو جھپٹ کے اسد کے قریب
پہونچا یہ آواز بلند کہا ای خیرہ سر نالایق تو سخت شریر معلوم ہوتا ہی جو سبقت کی ہے بیار انچہ داری زمرد ہی نشان
کمان کیانی و گرز گران + اسد نقابدار کی یہ تقریر سن کے نہایت غضب آلود ہو اپنے قدم سے جھپٹ کے
شمشیر آبدار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار ہاتھ بڑھا کے اسد کے بند دست کو گرفت میں لایا اور دوسرے
ہاتھ کو اسد کی کمربند پر ڈال کے سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مارا چند پیادہ پہونچے اسد کو گرفتہ و بستہ کر لیا
داراب کشور کشا کو اسد کے گرفتار ہو جانے سے کمال صدمہ ہوا اپنے مرکب کو جست کرا کے تماشا اٹھاتا ہوا نقابدار
کے قریب آیا اور حملہ کیا نقابدار نے اس کا حملہ رد کر کے اسکو بھی سر سے بلند کر لیا اور گرفتہ و بستہ
کر کے رستم ثانی کے پاس بھیج دیا چونکہ آفتاب قریب غروب تھا میدان سے مراجعت کر کے رستم ثانی
کے پاس پہونچا کہا شہریار آج اسقدر جنگ و حرب نے کام کو انجام دیا ہی کل کے روز بقیہ کو کب حرامون
کو انکی بے ہوشی کی سزا دونگا اور ایسی سزا سے معقول دونگا کہ دنیا عمر یاد رکھیں گے تم روز اسی طرح
نقارہ جنگ بجاتے رہو اور میں عین وقت پر پہونچ جایا کرونگا۔ کہکر یہ ادہر [illegible] کی باگ پھیری اور جس طرف
سے آیا تھا اس طرف روانہ ہو گیا بدیع الملک نقابیت ہم [illegible]
ادھر رستم ثانی خوش و مسرور اپنی بارگاہ میں پہونچا سردا[illegible]
کہ وقت بر غیب سے نقابدار آگیا اور میدان اپنے ہا[illegible]

الملک آیا
رہی ہے
ادھر

کیسی کوشش کرنا پڑتی اور کل کی میدان داری کا بھی وعدہ کر گیا ہو مجھکو یقین ہو کہ کل بھی ضرور آئیگا سب نے
کہا بیشک آئیگا رستم ثانی نے آج پھر نقارۂ جنگ بجنے کا حکم دیا ایرج کو پھر میدان ضرب میں دونوں طرف
صف آرائی ہوئی آج ایرج نوجوان نے سبقت کی اور مرد مقابل کو طلب کیا بدیع الملک کے لشکر سے
نور الدہر اسکے مقابلہ کو جانے والا تھا ہنوز ایرج کے مقابل میں نہ پہونچا تھا کہ پھر گرد نمایان ہوئی آج نقابدار
سرخ پوش چالیس نقابداروں کو ہمراہ لیے وارد میدان ہوا اور آتے ہی رستم ثانی کے لشکر کی جانب متوجہ ہو
کہا اے خیرہ سر رستم کو شرم نہیں آئی کہ شہریار زمان شہزادہ بدیع الملک کا مقابلہ کرتا ہے دیکھو اس بیہودگی
کی آج تمکو کیسی سزا دیتا ہوں بعدہ شہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا شہریارا تمہاری
تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت نہیں ہو ایسی حالت میں کہ یہ ہوا خواہ تمہارا موجود ہو جناب اپنی بارگاہ میں استراحت
فرماؤ میں ان سرکشوں سے سمجھ لونگا ان نالائقوں کی کیا حقیقت ہو کہ تم ایسے عالی جاہ سے مقابلہ میں سر اٹھاویں
سے یہ جیتی کہتا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چو دارد نہان ٭ تو یہی کہ ان سب کو گرفتہ و بستہ کر کے تمہاری خدمت میں
پہونچاؤں اسوقت تمکو اختیار ہوگا چاہو سب کو ہلاک کرنا ورنہ گرفتہ و بستہ رکھنا بدیع الملک نے کہا اے
نقابدار ابھی چلے آتے ہو اعضا میں کسل و کاہلی راہ پائی ہوگی تھوڑی دیر استراحت کرو جبتک ہمارے لشکر سے کوئی
سردار ہنگامہ جنگ و حرب کو گرم کریگا نقابدار نے کہا شہریارا ہم ایسے خیرخواہوں کو استراحت سے کیا کام ہماری
استراحت یہی ہو کہ تم ایسے والا قدر کا ہم سے کوئی کام انجام پاجاوے اس طرف رستم ثانی نے جو دیکھا کہ آج نقابدار
سرخ پوش وارد میدان ہوا ہے اور بدیع الملک کی طرفداری پر آمادہ ہو بہت متعجب ہوا اور اپنے سرداران
ہمراہی سے کہا یہ طرفہ ماجرا ہے کہ آج بدیع الملک کو مدد غیبی پہونچی حالانکہ نقابدار سبز پوش نے کل وعدہ کیا تھا
کہ ہم کل پھر آئینگے آج اس وقت اسکا پتہ نہیں ہو ان سب نے کہا شہریارا ہمی حیرت میں ہیں ہم سب بھی
متلاشی ہیں نہیں معلوم یہ کیا راز ہے اس اثنا میں نقابدار سرخ پوش گھوڑا دوڑاتا ہوا ایرج کے روبرو آیا اور
کہا او کرپاس فروش تیری بھی یہ حقیقت ہو کہ رستم کی طرفداری پر آمادہ ہوکے بدیع الملک ایسے جوان اقبال مند
کو یا اسکے سرداران ہمراہی کو کسی طرح سے گزند پہونچا سکیگا کیا تجھکو نہیں معلوم ہو کہ بدیع الملک کس مرتبہ کا
جوان ہو یاد رکھو تم سب اپنی نادانی و سرکشی کی سزا سے مقتول پاؤ گے ہر کہ آن کند کہ نہ باید آن بیند کہ نشاید
ایرج نے جو نقابدار کی یہ تقریر سنی بہت برہم ہوا اور شمشیر آبدار کا وار بے تحاشا نقابدار سرخ پوش پر
کیا نقابدار نے بچستی تمام ایرج کا ہاتھ مع تیغ گرفت میں لایا اور دوسرے ہاتھ سے کمربند کو گرفت میں
لاکے سر سے بلند کیا اگرچہ ہر چند بہتیری گردش دی پھر زمین پر مار کے گرفتہ و بستہ کیا اور بدیع الملک کے
لشکر میں بھیج دیا اہل لشکر بدیع الملک نے ایرج کے گرفتار ہونے کی جانب مطلق اعتنا نہ کی ادھر
نقابدار سرخ پوش ایرج کے گرفتہ و بستہ کرنے کے بعد رستم ثانی کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے
رستم اگر تو نے اپنے سرداران ہمراہی کو بھیجا تو کیا اگر تو مرد میدان ہے اور کوئی بھی جرات رکھتا ہے تو آ
خود میدان میں [illegible] نقابدار کی اس طرح کی گفتگو ناگوار معلوم ہوئی رستم ثانی نے
کیا [illegible] نے کہا اے برادر قاسم تمکو اختیار ہے مگر قاسم نے سلح و کمل نقابدار
کو بھی گرفتار کر لیا بعدہ بدیع الملک سے کہا شہریارا آج میں
انشاء اللہ الرحمن کل پھر حاضر خدمت ہونگا اُن سرکشوں کو انکی

گرفتار کرتا تو ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتے سب نے متفق ہو کے سر جھکا لیا ابھی یہ
باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ درگہ سالار موقف عرض میں آ کے اس طرح گویا ہوا ای یارب نہال دولت تو
سرفراز باد ۔ دریاے فتح بر رخ بخت تو باز باد ۔ ایک دیو در دولت پر حاضر ہے اور حضوری چاہتا ہے حمزہ
ثانی نے پوچھا کس کام کو آیا ہے درگہ سالار نے عرض کی اُس دیو کا بیان یہ ہے کہ آسمان پری کا
فرستادہ ہوں ایک نامہ بھی بنام نامی جناب حمزہ ثانی لایا ہوں اور اصل حقیقت سے جان نثار کو اطلاع
نہیں کہ وہ دیو کس کا بھیجا ہوا ہے اور کیوں آیا ہے جونہی آسمان پری کا نام سنا حکم دیا بلاؤ اُسے دیو داخل
بارگاہ ہوا آداب بجا لایا ہاتھ اُٹھا کے دعا دی کہ جلوہ ترا قائم رہے ای نور تجلی ۔ یہ شعشعہ دائم رہے
ای نور تجلی ۔ غلام آسمان پری کا بھیجا ہوا بخدمت والا آیا ہے اور آسمان پری کا نامہ دیا حمزہ ثانی نے [illegible]
پڑھا لفافہ کو چاک کیا نامہ کھولا لکھا تھا ای تاجدار اقلیم شاہنشاہی و ای تاجبخش مملکت جہان پناہی قہرمان شہریار
نامدار گرکن نے میرے لشکر کشی کی ہے میرے لشکر کے بیشتر سردار معرض ہلاکت میں آ گئے اگر یہی حال ہے تو
عنقریب تمام فوج کام آ جاوے گی تمکو چاہیے کہ بمجرد دیکھنے اس نامہ کے بہت جلد فرزندان امیر سے
کسیکو میری مدد کے واسطے یہان بھیجو جب از اول تا آخر وہ نامہ حمزہ ثانی نے پڑھ لیا میر منشی کو دیا
اور کہا باواز بلند حاضرین کو یہ نامہ سنا دو میر منشی نے نامہ پڑھا سب نے سنا [illegible] مدد کی اور
عمر بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا شہریار اگر حکم والا ہو تو ہم جاتے ہیں اور آسمان پری کی طرف سے
ان نرہ دیوؤں کو سزاے معقول دیں حمزہ ثانی نے خوش ہو کے اُنکو رخصت کیا اور یہ کہدیا کہ [illegible]
آسمان پری کی حکومت کو شکست نہ ہونے پاوے اگر مدد کی ضرورت ہو تو اطلاع دینا
یہ سردار اس طرف روانہ ہوئے یہان دوسرا [illegible] سباکل کی جانب سے پہونچا حاکم سباکل
نے حمزہ ثانی کے نام لکھا تھا کہ علقمہ بن [illegible] نے پانچ لاکھ کی جمعیت سے ہم پر یورش
کیا ہے اور نتیجہ بد نظر آتا ہے جلد میری مدد کے واسطے کسی کو بھیجو اگر کچھ بھی دیر ہوگی تو تمام فوج میری
ہلاک ہو جاویگی یہ نامہ بھی میر منشی کے ذریعہ سے تمام حاضرین دربار کو سنایا اس مرتبہ نورالدہر کھڑا ہوا
اور کہا ای شہریار یہ خدمت میرے متعلق کیا جاوے انشاء اللہ میں ملک سباکل کے دشمن کو
پاک کرونگا طہماس بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کی خادم کو اجازت ملے کہ نورالدہر کے ہمراہ ملک
سباکل میں جاوے حمزہ ثانی نے دونوں سرداروں کو بھی رخصت دی چنانچہ نورالدہر
ستر ہزار سوار کی جمعیت سے سباکل کی طرف روانہ ہوا اور طہماس بھی نورالدہر کے ہمراہ تھا
طی مراحل و قطع منازل قریب سباکل کے پہونچا دیکھا کفار ان بدکار [illegible] اشرار سباکل پر
متواتر حملہ کر رہے ہیں حاکم سباکل پر عرصہ تنگ کر دیا ہے نورالدہر نے اپنے سرداران ہمراہی
سے کہا یہ وقت حاکم سباکل سے ملاقات کرنے کا نہیں ہے بہتر ہے کہ لشکر کفار میں تلوارین علم کر کے
در آؤ ادھر علقمہ [illegible] ایک سوار کی زبانی پیام بھیجا کہ حاکم سباکل سے کام کیا ہے
[illegible]
[illegible] بولیں نورالدہر نے یہ جواب دیا کہ ہم خاص تیری سرکوبی
[illegible] آیا تھا کہ نورالدہر نے علقمہ کی فوج پر حملہ کیا تا آنکہ
[illegible] کی اپنی قضا بلا لی ہے [illegible] آ پہونچا علقمہ نے

تو نے سمجھا تیرا کیا سبب ہے نور الدہر نے کہا ہم مسلمان تیری جان کے عزرائیل ہیں علقمہ نے کہا ہم مسلمانوں
سے جنگ کرنا اپنے واسطے ننگ سمجھتے ہیں نور الدہر نے کہا ہم ایسے کفار کی سرکوبی اپنا فخر سمجھتے ہیں
علقمہ نے کہا توقف کر میں تیرے مقابلہ کے واسطے کسی پہلوان کو بھیجتا ہوں نور الدہر نے کہا تو اب میرے ہاتھ
سے کہاں جاتا ہے علقمہ سمجھا کہ یہاں سے نہیں جانے دیگا یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا نور الدہر نے
اسکی ضرب کو سپر پر رد کیا اور اپنی تیغ کا بے دریغ وار کیا جس سے علقمہ دو پرکالہ ہوکر زمین پر گرا اور روح
نجس جہنم میں پہونچی فوج کفار علقمہ کے ہلاک ہونے سے بے تحاشا بھاگی نور الدہر نے تعاقب کیا
ہزاروں کو گرفتار کیا بیشتر جان سے ہلاک ہوئے باقی بھاگ گئے دوسرے روز اون قیدیوں کو ابا دعوت
اسلام کی چونکہ سب مجبور و لاچار تھے مسلمان ہوگئے شہر پر دست غارت دراز کیا شاہی خزانہ بلا اسکے
تمام مال پر قبضہ کیا ہزاروں صندوق تھے سب صندوقوں کو کھولا ایک صندوق میں سے کرب نکلا
نور الدہر متحیر ہوا پوچھا شہریار تم یہاں کس طرح آئے اور کیونکر ان گبروں نے گرفتار کر لیا کرب نے کہا
اے شہریار عالی مقدار حقیقت واقعہ یہ ہے کہ میں سعد بن قباد کے ساتھ ملک ایران گیا تھا ایران
اور توران دونوں ملکوں کو مسخر کیا بعد بندوبست کامل مراجعت کی یہاں پہونچا شب کو عیار آئے گرا
لیکن عیاری عالم خواب میں مجھے چرا لے گئے جب بیدار ہوا اپنے کو قید و بند میں پایا اس واقعہ کو
ایک سال کا عرصہ گذرا اس زمانہ میں کیا عرض کروں کہ کیسی کیسی اذیت ان گبروں نے مجھے دی ہے
مگر مجبور تھا بجز تحمل چارہ کیا تھا آج میری رہائی تمہاری کوشش و سعی پر موقوف تھی نور الدہر نے
کہا اے کرب مجھکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ تم اس طرح یہاں مقید ہو یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بعد فتح ان
خزانوں کیجانب دست تصرف دراز کیا منجملہ صندوقہائے مال ایک صندوق میں سے تم برآمد ہوئے
کرب نے کہا شہریار میں کمال درجہ تمہارا ممنون و مشکور ہوں اب بیان کرو کیا ارادہ ہے نور الدہر نے
کہا ابھی تو یہاں قیام کرنے کا ارادہ ہے بعدہ جیسا کچھ مناسب معلوم ہوگا عمل میں لایا جاویگا غرضکہ ہیبت
تا ایک سال تک یہیں ساکن ہوئے اور وعظ و پند کی مجلس آراستہ ہوتی تھی جو کفار بزور شمشیر مسلمان ہوئے
تھے اُنکے عقائد درست ہونے کی یہ تدبیر کی تھی ایک روز مجلس وعظ منعقد تھی اذن عام تھا جو چاہتا تھا
بلا تکلف اس مجلس میں چلا آتا تھا وعظ سنتا تھا ایک بڈھا خمیدہ کمر بڑا اسنے میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے
ہاتھ میں ایک ساز کہنہ و شکستہ وہ بھی بڑا اسکے میلے چیتھڑوں سے لپٹا ہوا مجلس کے کنارے آکھڑا ہوا
بغور وعظ سننے لگا جب وہ مجلس برخاست ہوئی اور تمام حاضرین مجلس اپنے اپنے مقام قیام کو جانا
شروع ہوئے نور الدہر نے ملازموں سے کہا وہ بڈھا جو کنارہ کھڑا ہوا ہے اُسکو جانے نہ دینا ہمارے
پاس لے آؤ ملازم حسب الحکم اُس بڈھے کے پاس گئے اور کہا چلو ہمارے مالک نے تم کو یاد کیا ہے اُس
نے متبسم ہوکے ملازموں کیطرف دیکھا اور کہا مجھے تمہارے مالک کا کیا کام متعلق ہے انھوں نے کہا ہم کو نہیں معلوم ہے
کہا ہم تمہارے مالک کو نہیں جانتے ملازموں نے کہا ہمارے مالک تمہارا یہ تمام شہر جانتا ہے تم نہیں جانتے اُس بڈھے نے کہا
ہاں عام شہر جانتا ہوگا ہمکو ابھی تک نہیں معلوم مگر ہم تمہارے مالک کو نہیں ... بجز بڑائی سے
سے کچھ کام نہیں نکلیگا چلنا ہے تو چلو نہیں ہم تمکو مجبور کرکے لیچلیں
چلو وہ ملازم اُس بڈھے کو نور الدہر کے پاس لیگئے بڈھے نے

پوچھا تو کون ہی اور کہان رہتا ہی اُس بڈھے نے کہا مجکو نواز ندہ مطربی کہتے ہین اسی بسبائل مین بستا ہون لقا ہم
نے کہا تو اسوقت کہان آیا اُسنے کہا مین اسوقت ایک مجلس کے بیان جانے کو تھا یہان یہ مجلس وعظ وپند دیکھی تھر
نورالدہر نے کہا کچھ کیا سُنا اُسنے کہا جو کچھ بیان کیا گیا وہ سُنا اصل حقیقت یہ ہی کہ دین ومذہب کے بارہ مین ہر ایک
مذہب کا مجتہد اپنے مذہب کے صحیح وبرحق ہونے کو دلیل بیان کرتا ہی میرا نوّے بچانوے سال کا سن ہوا اکثر مذہبون کی
مجلس وعظ وپند مین گیا ہر ایک کو اپنے مذہب کا طرفدار دیکھا نورالدہر نے کہا اچھا پھر تیرا کیا مذہب ہی اُسنے کہا میرا
مذہب اگرچہ مسلمان ہی اور اور مذہبون کے مقابلہ مین اسکے اصول وقواعد کو مستحکم سمجھتا ہون مگر بعض امور تمام مذہبون
مشارکت رکھتے ہین اونکو اختیار کرنے کو فرض سمجھتا ہون مثلاً خوش خلقی اور کسی دوسرے پر احسان کرنا اور اُسکا عوض
نہ چاہنا ہر حالتمین خدا کو فراموش نہ کرنا نورالدہر نے پوچھا یہ کپڑے مین لپٹی ہوئی تمہارے پاس کیا شی ہی اُسنے کہا یہ باجا ہی
اسکو کبھی کبھی بجا کے اپنا دل خوش کرلیتا ہون نورالدہر نے کہا مین بھی اس ساز کو سن سکتا ہون اُس بڈھے نے
کہا تم ہمارے مالک ہو تم کیا تمہارے ادنے خادم کی تعمیل حکم کو حاضر ہون یہ کہا اور بغل سے ساز کو نکال کے پوشش اُتاری
درست کرکے یہ غزل شمس تبریزی کی گائی * غزل * چہ تدبیر اے مسلمانان کہ من خود را نمی دانم * نہ ترسا و یہودی ام نہ گبرم نہ مسلمانم
نہ شرقی ام نہ غربی ام نہ بری ام نہ بحری ام * نہ از کان عراقی ام نہ از خاک خراسانم * نہ از خاکم نہ از بادم نہ از آبم نہ از آتش
نہ از آدم نہ حوا ام نہ از فردوس رضوانم * دوئی را چون بدر کردم ہمہ عالم یکے دیدم * یکی بینم یکی دانم یکی گویم یکی خوانم * مکانم
لامکان باشد نشانم بے نشان باشد * نہ تن باشد نہ جان باشد چہ باشد جان جانانم * اگر در عمر خود یکدم
نہ بے یاری برآوردم * ازان وقتنا پشیمانم پشیمانم پشیمانم * الا یا شمس تبریزم چرا مستی درین عالم * بجز مستی و بیہوشی دگر چیزی نمیدانم
اس غزل کو اس لطف وخوبی سے گایا کہ سب حاضرین محو حیرت ہوگئے نورالدہر نے بہت کچھ انعام دیا اور بھی حاضرین نے علے
قدر مراتب انعام دیا نواز ندہ مطربی نے کہا حضرت یہ گانا بجانا میرا تو کچھ بھی نہ تھا ان اگر میرے اُستاد کو سُنئیے تو بہت محظوظ
ہو نورالدہر نے کہا اُسکا کیا نام ہی اور کیونکر مجھ تک پہونچ سکتا ہی اُسنے کہا میرے اُستاد کا نام سازندہ مطربی ہی آج تو
نہین کل ضرور اپنے ہمراہ لاؤنگا بشرطیکہ وہ راضی ہو جائے بعض وقت میرے اُستاد کا دماغ صحیح نہین ہوتا اور یہان خداوند
بارے اسوقت یاد آگیا اگر اُستاد کے کمال سے محظوظ ہونا مقصود ہی تو اُنکی کسی حرکت نامناسب پر خیال نہ کیا جاوے
نورالدہر نے کہا خیر لاؤ تو نواز ندہ مطربی نے سلام کیا اور روانہ ہوگیا راوی کہتا ہی کہ طلسم مین لاہوت کے چند
عیار پیشہ ملازم تھے اُنھون نے بعد ہلاک ہونے لقا کے یہ باہم قرار دی کہ کسی تدبیر سے نورالدہر اور اُسکے
یاران ہمراہی کو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ مسلمانون کا نشان نہ باقی رہے جو فوج بے سردار یہان باقی رہجاویگی اُسکا
تباہ کرنا سہل ہوگا چنانچہ نواز ندہ مطربی جسنے اپنا نام بتایا اور گایا بجایا یہ وہی اُن عیارون مین سے ایک
عیار تھا * سعدیا این جملہ پیش تو کردم بیان * کنون آمدم بر سر داستان * غرضکہ دوسرے روز نواز ندہ مطربی
اپنے اوستاد سازندہ مطربی کو لایا اور کہا حضور یہی میرے اُستاد باکمال ہین جنکے لانے کا وعدہ کیا تھا نورالدہر
نے دیکھا کہ ایک پیر فرتوت ہی اسی طرح کے کثیف دریدہ کپڑے پہنے ہوئے بغل مین شکستہ کہنہ باجا ہاتھ مین چھڑی
کانپتا ہوا آکر [illegible] کیا کہا تمنے مجکو بلایا ہی نورالدہر نے حیرت سے اُسکی صورت
[illegible]ل اشتیاق ہی تیرے شاگرد نے تیری بہت تعریف کی سازندہ مطربی
[illegible] کی مین ہرگز اُس تعریف کے قابل نہین ہون جو اُسنے بیان
[illegible]با صاحب کمال ہونا دان کی تعریف کیا نورالدہر اور

ہے خدا پرستوں کا ارادہ ہے کہ تیرے ملک میں دین اسلام کو رواج دیں اور تیرے سجدہ سے ہر ایک کو
مانع ہوں اور اس ملک پر اپنا قبضہ کریں ہمارے بادشاہ نے بنظر پیش بینی ہمکو اس طرف بھیجا ہے کہ ہم قبل یا ان
کے پہونچنے کے اس قصہ کو فیصل کریں اب تمکو لازم ہے کہ تم اُن دونوں جوانوں کو ہمارے حوالہ کر دو اس
صورت میں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارے حال سے مطلق تعرض نہ کرینگے جس طرف سے آئے
ہیں بلا تکلف اُسی طرف واپس جائینگے درصورت خلاف تم یقین سمجھو کہ ہم تم میں سے وہ ہر معاش
ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے جلد اس تقریر کا جواب معقول دو ورنہ آمادہ ضرب و پیکار ہو حمزہ ثانی نے فرمایا
اُن ہیجوں نے جو کچھ خبر دی ہے بہت صحیح ہے مگر یہ بتا کہ تو کس طرح اُن دونوں جوانوں کو ہمسے لیگا
کہا جس طرح دوستی سے اُس طرح لینگے اگر خوشی سے دوگے تو بھی لینگے اور ناخوشی سے دوگے تو لینگے
حمزہ ثانی نے کہا استغفر اللہ تیری کیا مجال ہے جو تو ہم میں سے کسی ادنے کو بھی لیجا سکے وہ دونوں
جوان تو ایک نوع کا مرتبہ رکھتے ہیں غضنفر یہ بات سنکر مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان میں آیا حمزہ ثانی نے
اپنے ہمراہیوں سے کہا اے دلاورو تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس مردک کو گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے
خدمت میں حاضر کرے نورج ناہرو حمزہ ثانی کے قریب آیا اور کہا بندہ کو اجازت فرمائی جاوے حمزہ
ثانی نے اجازت دی نورج ناہرو شمشیر آبدار علم کر کے غضنفر کے روبرو آیا اور کہا اے بسیار
بیہودہ اری زردی نشان ہ کمان کیانی و گرز گران ہ غضنفر نے تلوار کا وار کیا نورج ناہرو نے
اُس وار کو سپر پر رد کیا اور خود بھی تلوار کا وار کیا اُس نے بھی اس وار کو سپر ہی پر رد کیا اور کہا اے جوان
کیوں اپنی ہلاکت کے درپے ہو اگر خیریت چاہتا ہے تو اپنی جگہ قایم رہ تا اینکہ ہم تجکو گرفتار کریں نورج
ناہرو نے دوسرا وار کیا غضنفر نے اُس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار غضنفر نے
نورج کے کمربند میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور پھر آہستہ زمین پر رکھکے بستہ کیا اور اپنے
ہمراہیوں کے حوالہ کر دیا نورج ناہرو کے گرفتار ہونے سے حمزہ ثانی کو سخت تردد ہوا کہا دیکھیے اس
جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے پہلے ہی مرتبہ نورج ناہرو ایسا بہادر گرفتار ہو گیا داراب کشورکشا
نے کہا اے شہریار عالی مقدار کچھ تردد کی بات نہیں ہے اگر نورج گرفتار ہو گیا اس مرتبہ مجکو جنگ
و حرب کی اجازت دیجیے حمزہ ثانی نے کہا خدا حافظ و ناصر جاؤ اور اس گبر سگ کا کام تمام کر دو یا زندہ
گرفتار کر لاؤ داراب کشورکشا نے کہا انشاء اللہ تعالے اور غضنفر کے سامنے آکے رد و بدل
میں مصروف ہوا چند حملہ داراب کشورکشا کے غضنفر نے رد کیے اور کہا اے جوان تیرا کیا نام
ہے داراب کشورکشا نے کہا تجھے نام سے کیا کام ہے غضنفر نے کہا نام سے تو کچھ کام نہیں ہے
مگر مطلب میرا یہ ہے کہ تو بیکار اپنے دست و بازو کو تکلیف دیتا ہے بخوشی اجازت دے کہ میں تجھے گرفتار
کروں داراب نے برہم ہو کے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے اگر تجھ میں طاقت ہے گرفتار کرے اور اگر جنگ
و حرب سے عاجز ہو گیا ہے تو دیکھ لیا کہ غضنفر نے پھر تلوار کا وار کیا داراب نے اس وار کو بھی رد کیا
خلاصہ یہ کہ داراب کشورکشا بھی مثل نورج ناہرو کے گرفتار [illegible] مثل اسکے دو اور سردار بھی
گرفتار ہو گئے ان چار سرداروں کی گرفتار ہونے سے حمزہ ثانی کے حواس گم
ہو گئے [illegible] نقصان نہیں ہوا ہے اگر خیریت چاہتے ہو تو ان دونوں جوانوں کو ہمارے

دونون جو انکو گرفتہ و بستہ کرینگے ہم خاص اسی ارادہ سے آئے ہین حمزہ ثانی کیطرف سے کچھ جواب نہین دیا گیا
غضنفر نے گھوڑے کی باگ پھیری اور جس راہ سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہو گیا حمزہ ثانی حیران اور
پریشان اپنے لشکر مین آیا ابھی زیادہ عرصہ نگذرا تھا کہ پھر تتق گرد نمایان ہوا خبرداروں کو خبر کے
واسطے بھیجا وہ گئے اور خبر لائے کہ فرعون شاہ کی فرستادہ ایک لاکھ فوج اور آئی ہے جسکے سردار
کا نام قنطور پوش ہے یہ سب قنطور پوش قریب آیا اور حمزہ ثانی کے لشکر کے روبرو خیمہ زن
ہوا پھر تتق گرد نمایان ہوا حمزہ ثانی نے کہا دیکھو یہ تتق کیسا ہے معلوم ہوا کہ اب محافظ الشمس فوج
کثیر ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے چنانچہ وہ بھی روبرو لشکر اسلام خیمہ زن ہوا اسی طرح منصور
گاہ بان بھی فوج کثیر ہمراہ لیے قریب ہی خیمہ زن ہوا اب تمام میدان فوج و لشکر سے مملو ہو گیا
اسی شب کو فوج مخالف مین نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی حمزہ ثانی نے تمام سرداروں کو جمع
کیا اور کہا دلاورو دیکھو اس جنگ و حرب کا رنگ بد نظر آتا ہے خدا خیر کرے سب نے بالاتفاق کہا شہریار
کچھ تردد کا محل نہین ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ تورج و داراب وغیرہ گرفتار ہو گئے تو سب گرفتار
ہی ہو جاوینگے خداوند عالم حامی و مددگار ہے جنگ و حرب کا یہی نتیجہ ہے کہ کوئی گرفتار ہوتا ہے کوئی
ہلاک ہوتا ہے کیا عجب ہے اگر آج کی میدان داری غضنفر کے ہاتھ رہی ہے تو کل کی میدان داری
ہمارے ہاتھ رہے حمزہ ثانی نے نفس سرد بھر کے کہا ہان جو کچھ تم کہتے ہو شاید کل ایسا ہی کچھ ظہور
مین آوے لیکن سچ پوچھو تو جو خیال میرے دل مین خطور کر رہے ہین انکو مین ہی خوب جانتا ہون
حاصل کلام تمام شب حمزہ ثانی کو اسی امید و بیم مین گذری ہر مرتبہ یہ حکم صادر ہوتا تھا کہ دلاوران
رات اپنے حرب و ضرب کو بخوبی درست کر لو اور بخوبی ہوشیار رہو نہین معلوم صبح کو
کیا صورت پیش آوے سہ روز دیگر کین جہان پر غرور بیافت از سر چشمہ خورشید نور
دونون طرف کے لشکر میدان مین صف آرا ہوئے آج پھر غضنفر چوپان میدان مین آیا اور مرد مبارز
طلب کیا اس طرف سے بدیع الزمان مقابلہ کے واسطے گیا تا دیر دونون بہادروں مین رد و
بدل رہی غضنفر نے کہا اے جوان تو جانتا ہے کہ مین کون ہون آگاہ ہو کہ مین غضنفر ہون اور فرعون
شاہ کا ملازم ہون اور مین وہ ہون کہ کل میدان مین تیری طرف کے چند سرداروں کو گرفتہ و بستہ
کر لیا بدیع الزمان نے کہا او مغرور کیا بکتا ہے یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ وہ سردار گرفتار ہو گئے آج حقیقت معلوم
ہو جاویگی غضنفر نے پھر شمشیر آبدار کا وار کیا اس مرتبہ بدیع الزمان نے چونکہ خالی دی اسکی تلوار مرکب کے کھلے پانو پر
پڑی بدیع الزمان مرکب سے کود پڑا غضنفر بھی اپنے گھوڑے سے کود پڑا دونون نے در دست و باز و ہونا شروع ہوا الغرض کشتی کشاکشی
کیا نتیجہ یہ ہوا کہ غضنفر چوپان نے بدیع الزمان کو بھی گرفتہ و بستہ کر لیا راوی کہتا ہے کہ اس روز کی بھی میدان داری غضنفر کے ہاتھ رہی
سردار اسیر گرفتہ و بستہ ہو گئے اسکے بعد طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے اسیطرح سات روز
برابر جنگ ہوئی تمام سردار گرفتار ہو گئے اور غضنفر ہی نے ان سبکو گرفتار کیا اب لشکر اسلام مین حمزہ ثانی
تنہا ہین سعد شہریار سے کہا اے برادر دیکھو ان مین بھی چشم تر ہی
غضنفر ملعون نے تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار کر لیے کچھ تدبیر کا
بتائی سعد شہریار نے کہا اے امیر والا قدر ہر وقت مین خدا کو

خدا کو یاد رکھنا چاہیے اور کسی وقت میں اسکی رحمت سے نا امید نہ ہونا چاہیے حمزہ ثانی نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہے آخر
تم ہی بتاؤ کہ اس وقت کی موجودہ حالت سے کیا عقل میں آتا ہے سعد شہریار نے کہا موجودہ حالت سے جو کچھ
عقل میں آتا ہے ظاہر ہے لیکن خدائی قدرت میں عقل کا کیا دخل ہے اکثر ایسے موقع ہوتے ہیں کہ بالکل ناامیدی
ہوتی ہے یکایک ایسی امید قوی ہو جاتی ہے کہ بڑے بڑے عقلمندوں کی عقل چرخ ہو جاتی ہے اور چکر کھانے لگتی
ہے میرے نزدیک اس وقت خواجہ زادوں سے اس بارہ میں استفسار کرنا چاہیے دیکھیے وہ کیا بیان کرتے
ہیں اسی وقت خواجہ سیاوخش اور خواجہ گرامی دربار دل طلب ہوئے حمزہ ثانی نے انکی نہایت تعظیم و تکریم
کی اور کہا اے عزیزان آخرین سراپا صدق و صفا + وی چو عقل اولین با نا بسزا فضل و ہنر + یہ تو ظاہر ہے کہ خداوند
عالم کی مصلحت میں کسکو دخل ہے اور اسکی مشیت میں عقل دور بین کیا کام کر سکتی ہے پھر بھی قوانین و ضوابط
مقررہ حکمائے متقدمین قلب حزین کی تسکین کے واسطے عمدہ نسخہ معلوم ہوتا ہے تمھارے پاس ورنا پچہ ہے ذرا نظر کا
ہے اسکو دیکھو اور دریافت کرو کہ ان بدکار و مکار کی جنگ و حرب کا نتیجہ کیا ہوگا خواجہ زادوں نے [illegible]
کی جانب بغور نگاہ کی عمدہ کاغذ پر کچھ لکھا اور علم رمل کے بموجب نتیجہ استخراج کرکے تا دیر انگشت بدندان
حیرت میں خاموش بیٹھے رہے حمزہ ثانی کے زمین تا عرش تو پہلے ہی سے تھا اب اور زیادہ تردد غالب ہوا
کہا اے معظم ذات و مکرم صفات سکوت سے کیا فائدہ جو کچھ از روئے قواعد دریافت ہوا ہو بیان کرو اور
تمھارے استخراج نتیجہ کیا موقوف ہے تمکو تو قرائن سے پیشتر ہی دریافت ہو گیا کہ اس جنگ و حرب کا نتیجہ بہتر ہوگا
خواجہ زادوں نے کہا اے چو ہمہ از افتتاح آزمایش دور بین + وی چو عقل از ابتدائے آفرینش کاروان + ہمکو
از روئے رمل نامہ وغیرہ یہ دریافت ہوا ہے کہ تم مع حمزہ ثانی ظل سبحانی ان گبران مغرور کے ہاتھ سے گرفتار ہو جاؤگے
اور فوج فرعونی ذوالامان کو خاک سیاہ کردیگی فی الحال قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواتین پردہ نشین کو
نگارستان جابلقا میں بھیجو کہ وہاں کسی طرح کا ضرر متصور نہیں ہے کیونکہ وہ مظالم شاد کا پایہ تخت ہے اور خود
تاک مسایل کی جانب روانہ ہو جاؤ یہاں تم میں سے کسی کا قیام کرنا مناسب نہیں ہے آیندہ اختیار ہے حمزہ ثانی نے کہا
نہیں صاحب اختیار کیا ہے یہاں کسی طرح قیام کرنا مناسب نہیں ہے چنانچہ اسی وقت محافے طلب ہوئے زنان
پردہ نشین سوار کی گئیں اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلیمان فارسی کو ہمراہ کرکے مع خزائن و اموال
نگارستان کی طرف روانہ کر دیا اس طرف کا حال سنیے کہ اسی شب کہ ان سب کے روانہ ہونے کی خبر شیاطین کو
پہونچ گئی انھوں نے اپنے یہاں کے ایک عیار کو بھیجا کہ جائیں عیاری اسی شب میں آخر لشکر کو گرفتار کر لا
ایسا نہ ہو کہ وہ بھی نکل جاوے چنانچہ وہ عیار آیا اور حمزہ ثانی کو گرفتار کر لیگیا اور گرفتہ [illegible] قلندرہ پوش اپنے
جا نشین گنبد صفت میں [illegible] گیا آتے شیطانوں نے حکم دیا کہ بحفاظت تمام اس جوان کو قید رکھو یہاں جب صبح ہوئی
یکایک سعد شہریار کو خبر پہنچی کہ حمزہ ثانی لشکر میں نہیں ہے نہیں معلوم وہ شہریار کہاں غائب ہو گیا سعد
شہریار گھبرا گیا اور تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چنانچہ سب نے اسباب سفر باندھا اور سعد شہریار کے ساتھ
مسایل کی طرف روانہ ہو گئے قلندرہ پوش نے بھی سنا کہ سعد شہریار سردار لشکر اسلام مع تمام
فوج و لشکر یہاں سے بھاگ گیا اسنے اسی وقت حکم دیا کہ [illegible] ادا کیا جاوے اگر کوئی
سردار لشکر اسلام کا مل جاوے اسکو گرفتار کر لاؤ
فوج شیاطین ایک ہی مرتبہ دوڑی اور [illegible] گئی ہے

تمام

بعدازان وہان سے کوچ کرکے جانب فرعونیہ روانہ ہوے لیکن رستم ثانی اُن آہوان صحرائی کی فکر مین دوڑ دھوپ کرتا رہا
وہ آہو دستیاب نہوے تا اینکہ تین روز گذر گئے چوتھے روز ایک آہو کو شکار کیا کباب پکائے خوب سیر ہو کے کھائے اور اپنے
لشکر کی راہ لی اثناے راہ مین سیار گہ ثانی سے ملاقات ہوئی پوچھا کہان جاتا ہی اُسنے کہا شہریار کچھ تمکو خبر بھی ہی غضب
ہوگیا رستم ثانی نے متحیر ہوکے کہا کیون خیریت ہی کیا غضب ہوگیا سیار گہ ثانی نے کہا افسوس تمکو خبر نہین ہی سفریار
فنطورہ پرلش و مجانہ نشین بارہ ہزار فوج جرار و آتش بار سے کے آئے اور تمام سرداران فوج اسلام کو مع حمزۂ ثانی
گرفتار کر لے گئے مزید بران تمام بودالامان کو خاک سیاہ کردیا اور اب وہ سب شیاطین فرعونیہ کے جانب روانہ ہوگئے
ہین اس خبر وحشت اثر کو سن کے رستم ثانی ہمہ تن حیرت ہوگیا اور بعد تامل بسیار خود بھی سیابل کے جانب روانہ ہوگیا

بازآمدم برسر قصۂ شاہزادہ بدیع الملک

جب بدیع الملک کو جنگ حمزۂ ثانی مین پہنچ لیگیا ایک کوہ بلند پر چھوڑ دیا اور یہ کہدیا کہ جاتمہ کے لشکر میں ایک آفت عظیم نازل ہوئی
ہو شاہزادہ نے دیکھا سامنے ایک گھوڑا سازِ طلائی سے آراستہ کھڑا ہوا ہی شاہزادہ بسم اللہ کہکے اُس گھوڑے پر سوار ہوا اور چاہتا
تھا کہ شہر کیجیے سامنے سے ایک ہرن کھائی دیا اُسکے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا وہ ہرن ہوا ہوگیا مین شب و روز شاہزادہ سرگردان ہا لیکن پھر دیکھا
اُس ہرن کا پتہ نہ لگا چوتھے روز ایک ہرن شکار کیا اُسکے کباب لگائے ہنوز کباب کھانے کی نوبت نہین آئی تھی کہ
دیکھا سامنے سے ایک شخص عیار وضع چلا آتا ہی جب قریب آیا دیکھا واقعی شب رنگ بن قران چلا آتا ہی شب رنگ
نے بھی شہزادہ کو پہچانا سلام کیا شہزادہ نے بعد جواب سلام کے کہا اے شب رنگ تم یہان کہان شب رنگ نے کہا
شہریار کیا پوچھتے ہو ایک مصیبت مین مبتلا ہوگیا دل چاہتا ہی کچھ کھاکے سو رہون نہایت مضطر و بے قرار ہون بدیع الملک
نے کہا اے شب رنگ کیون خیر تو ہی تمہاری تقریر سے بوے محبت محسوس ہوتی ہی سچ کہو کیا واقعہ ہی جسکے واسطے تم
جان سے عاجز ہو اُسنے کہا یہان سے قریب ایک ملک ہی جو افراقیہ نام سے مشہور ہی اُس ملک کا والی و فرمان روا
مکرم شاہ ہی اور معروف شاہ دوسرا بادشاہ آمر پرست ہی اُسکی بھی سرحد اسی ملک سے ملی ہوئی ہی چونکہ معروف شاہ
صاحب فوج اور لشکر کثیر ہی ملک بھی اُسکا افراقیہ سے بہت وسیع ہی اُسنے بافوج کثیر ملک افراقیہ پر یورش کی مکرم شاہ
از بسکہ اسقدر فوج و لشکر نہ رکھتا تھا تاب مقابلہ نہ لاکے قلعہ بند ہوگیا ہی۔ اب میری مصیبت کی تفصیل سنو کہ ایک روز
سیر کے واسطے دریا کنارے چلا جاتا تھا قریب دریا کے ایک قصر ہی نہایت عالیشان و وسیع اُسکے دروازے
دریا کی طرف واقع ہین عجیب فرحت خیز مقام سیر ہی اکثر مکرم شاہ بھی اُس قصر مین بیٹھتا ہی اور دریا کی سیر کرتا ہی اُس
روز دختر مکرم شاہ دریا کی سیر کے واسطے اُس قصر مین آئی حسب اتفاق میرا گذر بھی زیر قصر ہوا عورتون کی آواز میرے
کان مین آئی جانب قصر دیکھا بالاے قصر ایک مرصع کرسی پر مکرم شاہ کی دختر بیٹھی ہوئی سیر دریا کر رہی تھی میری اُسکی
چار آنکھین ہوین اُف آفت کیا عرض کرون کہ اُسی نازنین کی نظر نے جیسے زہریلے تیر کا کام دل پر کیا بس وہ صبر
رخصت ہوا نگاہ کے ساتھ ہوش جاتا رہا اک آہ کے ساتھ اُس نازنین نے نامحرم کے خیال سے دروازہ قصر کا بند
کرلیا مین تا دیر زیر قصر اسی انتظار مین ٹھہرا رہا کہ شاید بار دیگر وہ نازنین دروازہ کھولے اور مین ایک نظر اور اُسے دیکھ لون
مگر پھر دروازہ نہ کھلا ناچار واستہ چلا آیا اثناے راہ مین خیال آیا کہ نہین معلوم وہ نازنین شب کو
وہین رہے ... اُسکو دریافت کرلینا چاہیے بہزار شوق و آرزو پھر اُسی قصر کے
... عورت اُس دروازہ سے برآمد ہوئی مین سیدھا بندو دوڑا
... اُسنے کہا یہ شاہی مکان ہی مین نے کہا تم یہین رہتی ہو اُس

عورت نے کہا مین مکرم شاہ کی بیٹی کی نوکر ہون آج وہ سیر کے واسطے اس قصر مین آئی ہی شام کو اپنے محل مین چلی
جاوے گی اُسی کے ہمراہ مین بھی آئی ہون بلکہ ملکہ سوار ہی ہوا چاہتی ہی تم کیون پوچھتے ہو مین نے کہا مین نے
خاص کسی غرض سے نہین پوچھا ہی تمکو یہان دیکھا اس سبب سے پوچھا وہ عورت چلی گئی مین پھر دروازہ کے سامنے
چلا آیا اور منتظر دیدار مطلوب تا دیر وہان کھڑا رہا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ محافہ زرنگار آیا اور دختر مکرم شاہ سوار ہو کے
چلی اور مین بھی اُسی محافہ کے عقب مین دور دور چلا جاتا تھا کہ کوئی متعرض نہو تا اینکہ وہ محافہ اندرون محل پہنچا وہان
مین نہ پہنچ سکا اپنی کم نصیبی پر متاسف ہو کے خاموش ہو رہا مگر دل کو کسی پہلو قرار نہین ہی ہزار اندیشہ بیرین سوچین مگر کوئی
تدبیر کارگر سمجھ مین نہ آئی اب مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون شہریار اگر تم چاہو تو اُس نازنین کا وصال حاصل ہوجاے
ورنہ خیال خام تو ہی ہی کہان مکرم شاہ کی دختر اور کہان مین کوچہ گرد شاہزادہ بدیع الملک نے شب رنگ کی
صورت دیکھی اور متبسم ہو کے کہا کیا خوب ایسے ہی دل کو سخت تنبیہ کرتے ہین جو بیجا فریفتہ ہوجانے کی خو رکھتا ہی شبرنگ
نے کہا اب جو کچھ ارشاد ہو تنبیہ کی جائے دراصل تو یہ ہی کہ میرا دل میرے اختیار ہی مین نہین ہی تنبیہ کس کو کی جاے
ہان تمکو اختیار ہی بدیع الملک نے کہا خیر صبر کرو خداوند عالم مسبب الاسباب ہی اور یہان سے سوار ہو کے افراقیہ
کی جانب روانہ ہوا جب قریب ملک افراقیہ کے پہنچا دیکھا واقعی معروف شاہ قلعہ کو ہر چہار جانب سے گھیرے ہوے
ہی اور مکرم شاہ قلعہ مین پناہ لیے ہوے ہی دروازہ قلعہ کے بند ہین بدیع الملک نے زیر قلعہ استادہ ہو کے نعرہ مارا
کہا او معروف شاہ یہ کیا بیہودگی ہی کہ مکرم شاہ اس قلعہ مین بند ہی اور تو ہر چہار جانب قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے ہی خیریت
اسی مین ہی کہ اس محاصرہ سے باز آ ورنہ اس سرکشی کا نتیجہ بد دیکھے گا معروف شاہ بدیع الملک کے قریب آیا
اور کہا اے جوان تعجب ہی کہ تو یک بینی و دو گوش یہان آیا ہی اور تجھکو مطلق خیال نہین ہی کہ ہم فوج کثیر ہمراہ رکھتے ہین
جس طرح چاہین تجھکو ہلاک کرین بدیع الملک نے کہا او متکبر تو ہرگز اپنے دل مین یہ خیال لا کہ مین تنہا ہون
عنقریب میری فوج یہان پہنچتی ہی تیرا نشان تک باقی نہین رہیگا معروف شاہ نے کہا اچھا جب تک تیری فوج
یہان تک پہنچے ہمارے تیرے فنون حرب و ضرب کا کسی قدر امتحان ہوجاے بعد ازان ہمراہی فوج تجھسے مقابلہ
کرون گا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ بدیع الملک اور معروف شاہ نے اپنی اپنی تلوارین علم کرلین
معروف شاہ کہتا تھا کہ اے جوان پہلے تو وار کر بدیع الملک کہتا تھا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہین ہی کہ ہم سبقت
کرین معروف شاہ نے شمشیر آبدار کا وار بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اُس وار کو سپر پر روکا اور کہا
زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ۔ غم دین و دنیا فراموش کن ۔ چنانچہ پہلے ہی مرتبہ ایک وار تیغ کا بدیع کیا کہ معروف
شاہ بیجان ہو کے زمین پر گرا معروف شاہ نے چاہا کہ ہر چہار جانب سے بدیع الملک کو گھیر کے ہلاک کرے
لیکن وہ دلاور دوران تلوار سونت کے جو فوج مین در آیا تو بجز گریز کے اُسکی فوج نے کوئی چارہ نہ دیکھا مع ہذا بدیع الملک
نے اُس فوج منتشر الحواس کا اس قدر تعاقب کیا کہ فوج کئی فرسنگ ملک افراقیہ سے دور ہوگئی بدیع الملک افراقیہ
مین آیا مکرم شاہ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے جوان بلند اقبال مین تمھارا کمال درجہ ممنون و مشکور
ہون کہ تمنے مجھکو اور میرے تمام ملک کو تباہی سے بچایا ورنہ معروف شاہ ہرگز رعایت نکرتا تمام شہر کو خاک سیاہ کر دیتا
تا زندہ ام بندہ ام مدت العمر تمھاری اطاعت فرمان برداری سے باہر نہ [illegible] نے کہا اے مکرم شاہ
مین کیا اور میری شکرگذاری کیا الله اُس خداے بزرگ کا شکر کرو
فوج معروف شاہ کی محض تن تنہا سے بھاگ گئی ورنہ مشہور ہی

ایک فرمایش میری ہی اگر قبول کرو تو مین بیان کرون مکرم شاہ نے کہا جو کچھ ارشاد ہو حتی کہ اگر میرا سر بھی کام آجاوے
تو حاضر ہی شاہزادے نے کہا تمہارا سر تمکو مبارک البتہ مین چاہتا ہون کہ اپنی دختر نیک اختر کے عقد کا اختیار مجھکو دے دو
تاکہ جس کے ساتھ مجھے منظور ہو اُسے منسوب کر دون مکرم شاہ نے کہا اے دلاور دوران اگرچہ دختر کا معاملہ بہت نازک
ہی مگر مین بخوشی کہتا ہون کہ اُسکو جس سے چاہو منسوب کرو مجھکو مطلق عذر نہوگا شہزادے نے اُسی وقت شب رنگ
کی تقریب کی مکرم شاہ نے کہا بہت مناسب ہی شاہزادہ وہان سے اپنے مقام قیام پر چلا آیا شب رنگ سے کہا
کہو تم خوش ہوے مین نے تمہاری مطلوبہ کے بارے مین مکرم شاہ سے منظوری لے لی شب رنگ نے شہزادے کے
پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا اے شہریار یہ عقدہ لاحل تھا تمہارے بدولت حل ہوا ورنہ مین تو بالکل نا امید ہو چکا تھا اور روانا
مکرم شاہ کو اپنی دختر کی شادی کا بڑا حوصلہ تھا مزید بران بدیع الملک کی خوشی مدنظر تھی اُسکی شادی مین بہت بڑا
سامان کیا تمام شہر مین آئینہ بندی ہوئی ادنے ادنے کو بیش قیمت جوڑے دیئے بے حساب بخشش ہوئی ساعت سعید
و آوان حمید مین دختر مکرم شاہ شب رنگ سے منعقد ہوئی اُس طرف شاپور شیر دل بدیع الملک کی جستجو مین
پریشان پھر رہا تھا حسب اتفاق اُسکا اُس طرف بھی گذر ہو گیا بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے حالات
پوچھے شاپور شیر دل نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی کہ حمزہ ثانی اس طرح فلان مقام پر مقیم ہوے قنطورہ
پوش اس طرح آیا اور اُسنے اپنے بادشاہ فرعون کے حکم کی اس طرح تعمیل کی تمام سرداران لشکر اسلام اس طرح
قنطورہ پوش کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئے حتی کہ حمزہ ثانی بھی گرفتہ و بستہ کرکے فرعون شاہ کے پاس بھیجدیئے
گئے اور تمام فوج الامان اُن شیاطین کے ہاتھ سے مسمار ہو گیا بدیع الملک کو یہ حال سُن کے بہت افسوس ہوا
اُسی وقت وہان سے کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد اپنے پدر والاقدر کی ملازمت سے
بہرہ یاب ہوا اور سعد شہریار سے ملا اور رستم ثانی بھی پہنچ گیا تھا بدیع الملک اور رستم ثانی دونون اُٹھ کھڑے
ہوے اور سعد شہریار نے کہا اے دلاور کس طرف کا ارادہ ہی رستم ثانی نے کہا میرا ارادہ تو پیشتر سے یہی ہی کہ
امیر کو کفار کے قید سے رہا کرنا چاہیے اب بدیع الملک کے نسبت مین کچھ نہین کہ سکتا بدیع الملک نے کہا مین
بھی اسی کام کو مقدم سمجھتا ہون چنانچہ دونون جوان سعد شہریار سے رخصت ہو کر روانہ ہو گئے کہ ہم چاہتے ہین آپ از
سر نو فوج الامان کی درستی مین مصروف ہو جیے بعدہ آپ بھی آہستہ آہستہ آئیے گا تھوڑی دور تک
دونون مرکبون پر سوار ساتھ رہے پھر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا بدیع الملک خیر اخیر چلا جاتا تھا سامنے چند
درخت خرما دکھائی دیئے وہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا سردار قافلہ فرعون پرست تھا بدیع الملک کو اُسکی
فرعون پرستی کی مطلق خبر نہ تھی جب قریب اُس قافلہ کے پہنچا سردار قافلہ نے استقبال کیا اور نہایت خلق و مدارات
سے پیش آیا پوچھا تم کون ہو اور کہان جاتے ہو بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور تمام واقعہ گذشتہ کو بالتصریح بیان کیا
اُسی وقت سے سردار قافلہ کے دل کدورت منزل مین بدی نے راہ پائی بدیع الملک نے رخصت ہونا چاہا
اُس نابکار نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم ایسے عالی جاہ والا بارگاہ کی قدم بوسی حاصل ہوئی ہو اور رخصت کر دون
آج توقف فرماؤ تاکہ دنکی شرکت سے میری عزت بڑھاؤ کل کے روز اختیار ہی منظور رہو رخصت ہو جانا ناچار
روز بازہی [illegible] ہم نفسان طرب آمادہ کیا بعد ازین بزم کا نشہ کیا بادہ کیا
[illegible] اُس عالی جاہ کو قید کفار سے سنا [illegible] دینا ہو سردار قافلہ نے
[illegible] بدیع الملک خاموش ہو رہا اُس مکار نے نہایت

تکلف سے کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی ملا دی کہ بدیع الملک اُس کھانے کو کھا کر بیہوش ہو گیا خواجہ بازرگان نے عالم بیہوشی
مین شاہزادے کو طوق و زنجیر مین خوب بستہ کر کے ایک صندوق مین بند کیا اور مقفل کر کے فرعون شاہ کے پاس بھیج دیا

اب اس صندوق کو راہ مین رکھا جاتا ہی اور رستم ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

کہ شاہزادہ کا رستم ثانی منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا یکایک اُسکا گذر ایک جزیرہ مین ہوا وہان ہارون
نامی ایک ڈاکو رہتا تھا اُسکو جو رستم ثانی کے آنے کی خبر پہنچی بارہ ہزار دزدان نابکار کی جمعیت ہمراہ لیکے
رستم ثانی کے مقابلہ کو آیا اور کہا ای جوان اپنا گھوڑا اور اسلحہ وغیرہ ہمکو دیدے اور جس طرف جاتا ہی چلا جا ہم
مطلق تعرض نہ کرینگے ورنہ یہان سے زندہ جانا مشکل ہی رستم ثانی نے کہا او نابکار ہمارے مرکب و اسلحہ مین
تیرا کیا حق ہی جو تو مانگتا ہی کہا ہان میرا حق کچھ نہین ہی لیکن میرا پیشہ یہی ہی کہ جو کچھ جس کے پاس ہو چھین لون اپنا
میرا پورا حق ہی جس طرح دیگا لونگا شہزادے نے کہا تو مجھسے دور کیون کھڑا ہی قریب آ وہ ڈاکو قریب آیا اور کہا کیا کہتا ہی
شہزادے نے جھپٹکر تمام اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کر لیا اور کہا او نابکار مین ہون رستم ثانی بن ایرج
نوجوان اس طرف سے میرا گذر اس وجہ سے ہوا کہ مین فرعون کے مقابلہ کو جاتا تھا یہان تو خواہ مخواہ متعرض ہوا لیکن
اگر تو مسلمان ہو جاے تو رہا کردونگا ورنہ اس زور سے خاک پر مارونگا کہ تیرے استخوان سرمہ سا ہو جائینگے
ہارون نے کہا ای جوان مین مسلمان ہوتا ہون مجھے رہا کر دے رستم ثانی نے اُسی حالت مین کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور
آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا اپنے تمام ہمراہیون کو اطلاع دے کہ سب دین اسلام اختیار کرین اُس نے بآواز بلند سب سے
کہا مجھپر عظمت و حقیقت دین اسلام کی حالی ہو گئی تم سب کو چاہیے کہ بخلوص نیت دائرۂ اسلام مین داخل ہو چنانچہ سب
مسلمان ہو گئے ہنوز رستم ثانی وہین مقیم تھا کہ ایک سوداگر کا ورود ہوا سردار قافلہ کا نام خواجہ عبد الکریم تھا رستم ثانی نے
دیکھا کہ جس طرح بدیع الملک کے سر پر جانوران پرند کا سایہ تھا اُسیطرح اس قافلہ کے سر پر بھی جانوران پرند کا سایہ ہی شاہزادہ
سمجھا کہ شاید اس قافلہ مین بدیع الملک ہی سوار ہو کے قافلہ مین آیا سردار قافلہ سے ملاقات کی اُسکے ساتھ ایک
صندوق دیکھا جس پر جانوران پرند جھرمٹ کیے ہوے تھے دل مین شک گذرا یہ واقعہ خالی از رمز نہین ہی بعد
انواع و اقسام کی حرف و حکایات کے کہا ای خواجہ مین اس صندوق کو دیر سے دیکھ رہا ہون کہ اسپر
جانور سایہ کیے ہوے ہین یہ کیا معاملہ ہی خواجہ عبد الکریم کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ جوان بھی خدا پرست ہی بلا تکلف
تمام حقیقت بیان کردی رستم ثانی نے کہا کہ اُس جوان کی کیا قطع اور وضع ہی جسکو اس صندوق مین بند کیا ہی
خواجہ نے زبانی تمام حلیہ بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا کہ اس کارنمایان کی عوض مین فرعون شاہ سے
بہت کچھ انعام ملیگا رستم ثانی نے بدیع الملک کا حلیہ صحیح پایا دل مین کہا ضرور اس ظالم نے شہزادے کو گرفتار
کیا ہی کہا ای خواجہ کسی صورت سے یہ ممکن ہی کہ اس جوان کو صندوق مین سے نکال کے دکھا دو اُسنے کہا
اب یہ صندوق فرعون شاہ ہی کے روبرو کھولا جائیگا رستم ثانی نے اصرار کیا خواجہ نے کہا یہ کسی طرح
ممکن نہین ہی رستم ثانی نے کہا تیری کیا مجال ہی جو تو اُس جوان کو مجھے نہ دکھاے خواجہ اپنی جگہ سے اٹھکر
کھڑا ہوا اور کہا دیکھون تو کیونکر اُس جوان کو دیکھتا ہی رستم ثانی نے خواجہ عبد الکریم کا کان بقوت تمام پکڑ لیا
اور سر جھکا کے اس زور سے اُسکی پیٹھ پر گھونسا مارا کہ اُسکے منہ [illegible] ہو گیا اہل قافلہ نے جو
خواجہ کو مردہ پایا ایکبارگی دفعۃً سب نے رستم پر حملہ کیا رستم ثانی نے
آیا اُسکو ایکہی وار مین دو لخت کر دیا یہان تک کہ تمام

آیا

قفل کھولا پٹرا اٹھا کے کیا دیکھتا ہی کہ واقعی شہزادہ بدیع الملک مضبوط بندھا ہوا بے ہوش صندوق مین پڑا ہی حکم دیا
کہ جلدی شہزادے کو اس صندوق سے نکالو اور دست و پا کھولو لوگون نے صندوق سے نکالا بند کھولے عرق
رفع بے ہوشی چھڑکا شہزادہ ہوش مین آیا دیکھا کہ قریب ایک صندوق رکھا ہی اور رستم ثانی بیٹھا ہوا غور سے
دیکھ رہا ہی کہا ای برادر رستم تم یہان کہان اور یہ صندوق کیسا ہی اور مین کس حال مین مبتلا ہون رستم ثانی نے تمام
واقعہ بالتصریح بیان کیا اور کہا ای کشتی گیرزادے مین نے تجھکو صندوق کی قید سے رہائی دی اب تو میرا آزاد کردہ
ہوا ہی بدیع الملک نے کہا ای رستم اگرچہ تو نے مجھکو قید صندوق سے خلاص کیا مگر یہ کام ایسا نہین کیا ہی کہ مین تیرا ممنون ہون
کیونکہ تو میرا ملازم ہی تو نے اپنے منصبی کام کو انجام دیا رستم ثانی نے کہا ای کشتی گیرزادے یہ گمان تیرا بالکل غلط ہی مین
ہرگز تیرا ملازم نہین ہون بدیع الملک نے کہا ضرور تو میرا ملازم ہی تیرے انکار سے کیا ہوتا ہی یہ تو نمک حق نمک ادا کیا ورنہ
نمک حرام کہا جاتا تھوڑی دیر اسی طرح کی گفت و شنید ان دونون مین تا دیر رہی رستم ثانی نے خواجہ عبد الکریم کا تمام اسباب
ہارون دزد کو دے دیا اور کہا ای ہارون یہ برکت دین اسلام کی ہی کہ تجھکو اسقدر مال و متاع ہاتھ آیا اگر تو بدستور دزدی کرتا تو
اسقدر مال کبھی دست یاب نہ ہوتا اب تم اسی جزیرہ مین مقیم رہو مگر یہ خیال رہے کہ آیندہ کسی وارد و صادر کے مال کی طرف
نظر بد سے نہ دیکھنا یہ کہا اور دونون شہزادے وہان سے روانہ ہوئے اور مسافت دور و دراز طے کر کے چند روز کے بعد
شہر الماس مین پہنچے جسکا حاکم و فرمان روا الماس کور کے نام سے مشہور تھا دیکھا شہر بہت آباد ہی بازار مین متعدد
چمن مخصوص تھا چوک کی آبادی و رونق بھی قابل دید ہی ہر ایک اہل شہر کی حالت سے معلوم ہوتا ہی کہ خوش اور غنی ہی نوجوان آپس مین خوش طبعی
کرتے چلے جاتے ہین ہر طرف عالی شان عمارتین نظر آتی ہین بازار مین سیر کرتے اور ہر طرف نظر دیکھتے چلے جاتے تھے
ایک شخص سوداگر وضع قریب آیا اور کہا ای شاہزادو السلام علیک دونون نے جواب سلام دیا اور بحیرت اسکی صورت دیکھی
اس شخص نے کہا شہر یار اس طرف کہان چلے جاتے ہو میرے ساتھ آؤ بدیع الملک نے رستم سے کہا کیا راستہ ہی تم
اس شخص کو پہچانتے ہو رستم نے کہا مین نے کبھی اسکی صورت نہین دیکھی نہین معلوم کون ہی اور کیون بلاتا ہی اس مرد سوداگر
وضع نے کہا کچھ شک اپنے دل مین نہ لاؤ بے خوف و خطر میرے ساتھ چلے آؤ بدیع الملک نے کہا چلو دیکھیے کہان جاتا ہی
چنانچہ دونون شہزادے اسکے ہمراہ چلے وہ شخص ان دونون کو اپنے مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور کہا
ای رستم اور ای بدیع الملک بابا اسوقت دونون کہان چلے جاتے تھے اب ان دونون کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا کہا
ای خواجہ پہلے یہ بتا دے کہ تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم دونون کا نام رستم اور بدیع الملک ہی خواجہ متبسم ہوا اور کہا ان واقعی کا تعجب بجا ہوگا
اصل حقیقت یہ ہی کہ مجھکو حضرت ابراہیم خلیل نبینا علیہ السلام کی بشارت ہوئی ہی اور میرا نام خواجہ بہلول ہی مین صاحبقران والاشان
میرے مخدوم کو بھائی کہکے خطاب کرتے تھے بدیع الملک نے نام پوچھا کہا مجھکو خواجہ بہلول کہتے ہین رستم نے پوچھا ای خواجہ یہ
فلان مقام پر سر راہ جو ہجوم آدمیون کا تھا وہان کیا تھا خواجہ بہلول نے کہا شہر یار معلوم ہوتا ہی کہ یہان کی حقیقت سے تم واقف
نہین ہو رستم ثانی نے کہا تجھکو کیا معلوم خواجہ بہلول نے کہا مین اسی وجہ سے تم دونون کو بازار سے لے آیا ای شہریار یہ بازار جس
ہجوم دیکھا ہی وہان دو پتلے تھا ری صورت کے بنا کے قائم کیے ہین اور جادوگرون نے ان دونون پتلون مین یہ صفت پیدا کی ہی
کہ اگر دونون ... دونون پتلے اپنی جگہ برقرار رہتے ہین اور اگر تم اسکے روبرو جاؤ تو دونون پتلے ...
اور تمام جادو ... بدیع الملک اور رستم ثانی اور اہل الماس مین جا ...
... بنا دکھلا کر بت پرستی کو شکست و نابود کرین ... اور دین اسلام کو رواج دینگے
... مین ... کر ... اور ...

بار رستم کو پاؤ گرفتار کر لاؤ چنانچہ یہان بھی اسی کام کے واسطے لشکر متقرر ہی اور شب و روز دونون جوانون کی جستجو ہی رستم ثانی نے
کہا ای خواجہ تمکو نہین معلوم تھا کہ وہان جاؤ اس غرض سے ہی ورنہ ہم ضرور جا کر دیکھتے خواجہ مسعود نے کہا خوب ہوا کہ تم وہان نہین گئے
ورنہ دونون پہلے ضرور تمکو دیکھکے بدگمانی کرتے اور تم گرفتار ہو جاتے رستم نے کہا استغفر اللہ کیا مجال کسیکی جو نظر بد سے بھی دیکھ سکے یہ کہکر
اٹھ کھڑا ہوا خواجہ نے کہا کہان جاتے ہو رستم نے کہا انھین پہلوانون کے پاس جاتا ہون خواجہ نے کہا خبردار ایسی جرأت نہ کرنا رستم نے کہا
تم بیکار مانع ہوتے ہو مین ضرور جاؤنگا غرضکہ خواجہ نے ہر چند منع کیا رستم نے نہ مانا تصویرون کی جانب روانہ ہوا اور بدیع الملک
بھی رستم کے ہمراہ روانہ ہوا تا اینکہ دونون شہزادے اُس ہجوم کو علیحدہ کرکے تصویرون کے قریب پہونچے جونہین تصویرون کا سامنا
ہوا دونون تصویرون [illegible] فوراً گرد [illegible] کی تمام [illegible] الملک اور رستم ثانی کی صورت [illegible] دیکھنے لگا اُسیوقت یہ خبر والی شہر کو پہونچی
اُسنے فوج کو حکم بھیجا کہ جلد اُن دونون جوانون کو گرفتار کر لو اس عرصہ مین وہ دونون جوان خواجہ مسعود کے مکان پر پہنچے
خواجہ مسعود نے پوچھا کیا ہوا بدیع الملک نے کہا ای خواجہ واقعی اُن دونون پہلوانون نے ہمکو دیکھکے رو گردانی کی تمام لوگ ہماری
صورت دیکھنے لگے اور ہر شخص ہماری جانب اشارہ کرکے کہتا تھا کہ وہ دونون جوان یہی ہین اور کیا عجب کہ ہماری گرفتاری کو فوج بھی
آتی ہو خواجہ نے کہا مین پہلے ہی کہتا تھا [illegible] نہ مانا اب بجز اسکے [illegible] شرب سے فارغ ہو جاؤ اور منتظر رہو اور ای جوانون تم تو بتاؤ کہ تمنے اپنے مقصد کی
کیا تدبیر سوچی ہی بدیع الملک نے کہا خدا سے مایوس [illegible] خواجہ نے کھانا منگایا دونون شہزادے کھانا کھانے بیٹھے ہنوز فراغت نہین کی
تھی کہ فوج نے مکان کو آکر گھیر لیا اور بعض گبرون نے چاہا کہ خواجہ کے گھر مین دیوارون پر چڑھکے کودین خواجہ نے منع کیا کہ
بدیع الملک اور رستم نے کہا انکو چھوڑ دو تلوارین کھینچکے دروازے سے باہر نکل آئے بس پھر تو کشتون کے پشتے ہونا شروع
ہوگئے تھوڑی دیر مین تمام فوج بھاگ گئی اور یہ ہر طرح محفوظ و سلامت خواجہ کے گھر مین آکر ٹھہرے خواجہ نے کہا ای جوانو تم یہ نہ سمجھو کہ فوج
بھاگ گئی ہی عنقریب پھر حملہ ہوا چاہتا ہی اس مرتبہ اُن مکارون نے یہ تدبیر کی کہ ہزار ہا سپاہیون نے مکان کو گھیر لیا کہ اندر مکان کے کسی کو خبر نہوئی اور
بیرون دروازہ قفل لگا دیا تاکہ یہ جوان باہر نہ آئین اور دیوارون پر سپاہی ایک ہی مرتبہ چڑھ آئے اور چاہتے تھے کہ مکان مین
کود پڑین اور گرفتار کر لین مگر اُنھون نے تلوارین کھینچکے بالاے دیوار وار کرنا شروع کر دیے اکثر لشکری بالاے
دیوار کشتہ ہوکے نیچے گری اور بیشتر جان بچاکے بھاگ گئے خلاصہ یہ کہ تین روز تک یہی ہنگامہ رہا اور طرح طرح کی فکرین
گرفتاری کی کی جاتی تھین آخرش تا کجا چوتھے روز یہ دونون شہزادے گرفتار ہوگئے جب گرفتہ و بستہ کرکے الماس کور کے
روبرو پیش کیے گئے الماس کور نے بکمال غیظ و غضب دونون قیدیون کی جانب دیکھا اور کہا ای جوانو تمھارا مذہب
کیا ہی دونون نے بالاتفاق کہا ہم مسلمان ہین الماس کور نے کہا ای سرکشو تمکو کچھ خیال اس بات کا نہ ہوا کہ اس
ملک مین ہم گرفتار ہو جائینگے بلا تکلف یہان چلے آئے دیکھنا تم اس سرکشی کے عوض کیسے عذاب سخت سے ہلاک
کیے جاتے ہو یہ کہا اور اُسی وقت دونون شہزادون کو گرفتار کیے ہوے جانب فرعونیہ روانہ ہوا اور اُن دونون کو ایک
وسیع پنجرے مین بند کیا تھا و نیز ہمراہ ساتھ تھا قران نے یہ تدبیر کی کہ راتون رات نقب کھودی سر نقب پنجرے کی تہ مین
نکالا تہ پنجرے کی چوبی تھی اُسکو کاٹ کرکے دونون کو نکال لے گیا اور تاریکی شب ہی مین دو گھوڑے اور دو یراق
مہیا کیے دونون نے وہ یراق زیب تن کیے اور گھوڑون پر سوار ہوا اور قران کو یہان چھوڑ کے روانہ ہوے جب دو روز کے
شہر پہنچے وہان دوراہہ تھا ایک راہرو سے پوچھا یہ دونون راہین کس طرف گئی ہین اُسنے کہا یہ دونون راہین
فرعونیہ کی طرف گئی ہین رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ دوراہہ [illegible] ایک طرف تم جاؤ اور ایک طرف
مین جاتا ہون دیکھین قسمت کیا کار نمایان ظہور مین آتا ہی اور ہم کو یہ کہکر روانہ ہوا
اور دوسری راہ مین رستم ثانی نے قدم بڑھایا چند روز کے بعد
تھا

کہ شہر فرعونیہ مین داخل ہو دیکھا بیرون دروازۂ شہر فرعونیہ ایک تکیہ واقع ہی اُس مین فقیر مقیم ہین ایک فقیر جو مالک اُس
تکیہ کا تھا بدیع الملک کے قریب آیا اور کہا سلام علیک بدیع الملک نے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہی جو مجھکو سلام
کیا قلندر نے کہا مین اس تکیہ کا مالک ہون چاہتا ہون کہ آج تم ایسے جوان ذیشان میرے کفش خانہ مین مہمان ہون اور میری
عزت افزائی فرماوین کل تمکو اختیار رہی جسطرف چاہنا چلے جانا شہزادے نے بجاے خود مشتشارہ کیا بعدہ کہا خیر تیری خاطر ہمکو عزیز ہی
ہر چند کہ ہمکو فرصت بہت کم ہی وہ فقیر شاہزادے کو تکیہ مین لا بٹھایا بدیع الملک نے کہا ای شاہ قلندران تمنے برسم اسلام سلام
کیا تم مسلمان ہو اُسنے کہا ہان مین مسلمان ہون بلکہ تمہارے نام سے بھی آگاہ ہون شہزادے نے پوچھا میرا کیا نام ہی اُسنے کہا تمہارا
نام نامی بدیع الملک ہو اور [illegible] یہ کام کیواسطے
یہان آئے ہو اُس سے بھی مجھے اطلاع ہو اور یکی ایک خبر خوش میرے پاس ہی اگر فرماؤ تو بیان کرون شاہزادہ مستفسر ہوا اُسنے
کہا فرعون شاہ کا ایک وزیر ہی خواجہ یاقوت نام وہ بھی مسلمان ہی اگر تمکو منظور ہو تو مین کل تمکو وزیر فرعون کے پاس
لے چلون اُس سے ملاقات کرنا اور بہتر تو یہ ہی کہ جو کچھ کام کرو اُسی کے [illegible] کے موافق کرو شہزادے نے قبول کیا شب اُسی
تکیہ مین بسر کی انواع اقسام کی باتین رہین صبح کو وہ فقیر شہزادے کو خواجہ یاقوت وزیر [illegible] کے یہان لایا جونہین خواجہ یاقوت
کی نظر بدیع الملک پر پڑی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور بعزت تمام صدر مین جگہہ دی اور کہا [illegible] شہزادے نے
کہا الحمد للہ پھر پوچھا حضور کا کیا ارادہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی اگر تمکو بھی اطلاع ہو خواجہ یاقوت نے کہا ہان
کچھ تو اطلاع ہی کچھ تم بھی بیان کرو شہزادے نے کسی قدر خلاصہ حال بیان کیا اور کہا ای خواجہ اس بارے مین تمہارا مشورہ
بھی لینا مقصود ہی خواجہ یاقوت وزیر نے کہا ای شہریار مین کیا اور میرا مشورہ کیا تمکو میری عزت افزائی منظور ہی جو ایسا ارشاد
فرماتے ہو آج شب کو یہان توقف کرو جو کچھ میری سمجھ مین آئیگا عرض کیا جائیگا غرضکہ شب کو بعد فراغ طعام وزیر اطمینان سے
شہزادے کے پاس بیٹھا اور کہا شہریار میری رائے یہ ہی کہ میرے ساتھ فرعون شاہ کے دربار مین چلو اور اُس گھر کو اور کیفیت دربار کو دیکھو
جو کوئی مجھسے تمہارا حال استفسار کریگا مین کہونگا یہ میرے برادرزادے ہین شہزادے نے خواجہ یاقوت کی قبول کی اور شب کو وہین قیام کیا

اب حال رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی

سخندانیکہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را این چنین آغاز کردہ ٭ کہ بعد طی مراحل بسیار رستم بھی آ ہی قریب فرعونیہ پہنچا صحرا مین ورستم
دیکھا کہ ایک جوان لباس مکلف در بر و تاج مرصع بسر صید و شکار مین مصروف ہی ناگاہ جھاڑی مین سے ایک شیر ڈکارتا ہوا نکلا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان پہ
حملہ کرے رستم ثانی بعجلت تمام اُس جوان کے قریب پہنچ گیا اور پچھلے دونون پاؤن گرفت مین لا کر چرخ دینا شروع کیا
پھر بقوت تمام اس زور سے مارا کہ شیر نقش زمین ہو گیا اور وہ جوان خوف سے بھاگا جب دور نکل گیا سمجھا کہ اُس جوان سے
شیر کا مقابلہ ہو گیا غالباً شیر اُسکے جانب متوجہ ہو گا ایک بلندی پر استادہ ہو کے تماشہ دیکھنے لگا جب دیکھا کہ اُس جوان نے
شیر کو ہلاک کیا ہی دوڑتا ہوا رستم ثانی کے قریب آیا دست بستہ کہا ای جوان تو انسان ہی یا کوئی فرشتہ غیبی ہی جو انسان کی
صورت سے مشابہ ہو کے اس مجبوری کی حالت مین میرا حامی ہوا انسان سے کسی طرح ممکن نہین ہی کہ اسطرح شیر کا مقابلہ
کرے رستم ثانی متبسم ہوا اور کہا ای برادر فی الحقیقت آدمی ہی ہون مشیت خدا مین تیرا ہلاک ہونا مقرر نہ تھا جو اسوقت مین
پہنچ گیا اُس جوان [illegible] کی بہت تعریف کی پھر اپنے سر سے تاج اُتار رستم کے سر پر رکھا کہا تو میرا برادر حقیقی
سے بھی [illegible] تو نے میرے واسطے اپنی جان کا بھی پاس نہ کیا ایسی حالت مین
[illegible] ہمراہ رستم ثانی کو اپنے مکان پر لے گیا ۔

اور شاہزادہ رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی کہ ملک

یہ کہہ رہا تھا کہ محافہ نشین نقاب پوش داخل دربار ہوا اور فرعون کے روبرو سجدے کو جھکا پھر اپنی جگہہ پر بیٹھا بعد ازان
جویان منصور گلہ بان و فنطورہ پوش آئے اور سجدہ کیا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے محافہ نشین اُٹھا عرض کی یا
خداوند خداپرست حاضر ہین اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی فرعون نے کہا آج اُنکو اپنی حراست مین رکھو کل
جسطرح مناسب سمجھونگا باغیچۂ بہشت مین بیٹھ کے اُنکے قصے کو فیصل کرونگا محافہ نشین حسب الحکم فرعون اپنے گھر چلا آیا
وہان فرعون نے شیربانون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شیرون کی لڑائی دکھاؤ شیربانون نے دو شیر حاضر کیے کٹہرے کھول دیے
گئے ایک دوسرے پر جھپٹا اسنے اُسکے چپکت دی اُسنے اُسکے اور مہیب آواز سے ڈکارنے لگے دفعتا دونون
فرعون کیطرف جھپٹے اُسکا دم فنا ہونے لگا گھبرا کے کہا ارے کوئی دوڑو اور میری جان بچاؤ شیر اسطرف آتے ہین
حالانکہ صدہا ملازم جمع تھے مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اُن شیرون کو روکتا بدیع الملک دلاور موجود تھا اُس نیستان
بیشۂ شجاعت نے جست کی شیرون کے قریب پہنچا شیرون نے چاہا کہ بدیع الملک پر حملہ کرین شہزادے نے نہایت چالاکی
سے ایک شیر کے پچھلے دونون پاؤن مضبوط گرفت مین لاکے کھینچ کر اُس شیر کو دوسرے شیر پر دے مارا دونون
بیجان ہوگئے تمام فرعون پرستون مین شہزادے کی جرأت و طاقت کی تعریف کا غل ہوا شہزادہ وہان سے
چلا آیا اور اپنی جگہہ پر قیام کیا ہمزادے اور اعلےٰ کی نظر شاہزادے کے جانب تھی باہم سرگوشیان ہورہی تھین کوئی کہتا تھا
عجیب الخلقت انسان ہی دونون شیرون کو کس چالاکی سے ہلاک کیا انسان ایک شیر سے مقابلہ نہین کرسکتا ہی اسنے دونون
کو ہلاک کیا کسی نے کہا اس جوان مین کوئی سمایا ہوا ہی فرعون شاہ نے خلعت خاصہ طلب کیا شہزادے بدیع الملک کو
دیا بعد ازان دربار برخاست ہوا فرعون شاہ اپنے محل سرا مین گیا خواجہ یاقوت بھی بدیع الملک کو ہمراہ لیے ہوے
اپنے مکان پر آیا شام ہوئی بعد فراغ طعام انواع و اقسام کی باتین رہین خواجہ یاقوت نے کہا ای دلاور دوران اگرچہ
پہلے بھی فرعون کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ تمہاری ہیبت اُسکے دل مین سمائی ہوئی ہی مگر آج کے تمہارے کارنمایان
نے اُسکے دل پر پورا سکہ عظمت و ہیبت کا بٹھا دیا بدیع الملک نے اُسکے جواب مین کلمات انکساری زبان پر جاری
کیے اور کہا ای خواجہ قابل تعریف اُس عز اسمہ کی قدرت و شان ہی جسنے انسان ضعیف البنیان کو جملہ موجودات پر شرف بخشا
اور فضلنا بعضکم علی البعض فرمایا اور یہین کیا اور میرا کارنمایان کیا بڑے بڑے صاحب قدرت و عظمت انسان اُسنے خلق فرمائے ہین
اسطرح کی گفت و شنید مین رات زیادہ گئی دونون اپنے بستر خواب پر دراز ہوے صبح کو فرعون شاہ باغیچۂ بہشت مین
آکے مقیم ہوا خواجہ یاقوت بھی حوائج ضروری سے فارغ ہوکے مع بدیع الملک باغیچۂ بہشت مین آیا اُدھر قہرمان وزیر
دست چپ رستم ثانی کو ہمراہ لایا اور اپنی جگہہ پر بیٹھا فرعون شاہ نے حکم دیا کہ خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والون
کو لاؤ چنانچہ تمام سردار فرعون کے روبرو حاضر کیے گئے حمزۂ ثانی نے فرعون کو برسم اسلام سلام کیا غضنفر جویان نے
چوب دستی سے حمزۂ ثانی کو اذیت پہنچائی اور کہا یہ کیا بیہودگی ہی کہ خداوند کے روبرو خداے نادیدہ کا نام لیتا ہی
خبردار اب خداے نادیدہ کا نام نہ لینا فرعون نے برہم ہوکے کہا ای غضنفر جویان یہ کیا نادانی ہی کہ ہمارے بندون
کو اذیت پہنچاتا ہی اگرچہ انکی بھی یہ نادانی ہی کہ ہمارے روبرو خداے نادیدہ کا نام لیا پھر بھی ہم ہرگز نہین گوارا کرتے کہ
انکو تکلیف ہو نہایت شرم کی بات ہی کہ جو اپنی قدرت سے پیدا کرے اور پھر اُسکی اذیت پر راضی ہو جاے ان
سب خداے نادیدہ [illegible] دونون کو الماس کوہ مین قید کردو چنانچہ حمزۂ ثانی اور تمام سردار فرعون
کے حکم سے [illegible] الملک اور رستم ثانی اُنکی رہائی کے واسطے الماس کوہ کی
کوہ کے جانب روانہ ہوے رستم ثانی اور شہزادہ بدیع الملک

تا غروب آفتاب باغچۂ فرعون مین مقیم رہے یکایک فرعون اٹھا اور تخت قدرت پر سوار ہو کے محل سرا کے جانب روانہ ہوا تمام حاضرین اپنے اپنے مکان کو گئے رستم ثانی اور بدیع الملک بھی وہان سے چلے آئے تمام شب رستم کو یہ فکر رہی کہ تمام سرداران الماس کوہ مین قید ہین کوئی تدبیر ایسی ہو کہ انکو قید سے رہائی ملے چنانچہ صبح ہوئی اسباب ضروری مہیا کیا اور مرکب پر سوار ہو کے الماس کوہ کے جانب روانہ ہو گیا

راوی رستم ثانی کو الماس کوہ کے جانب سرداران لشکر اسلام کی رہائی کی فکر مین روان کھتا ہی اور کچھ حال حزا بشتال شاہزادہ بدیع الملک کا معرض تحریر مین لاتا ہی

دن بسر ہوتا ہی یون سو ہین کوئی یار کے
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے
چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشا چمن
کوہ صحرا و حلاتے ہین اس سرکار کے
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
دل سے جتنے ہین وہ چہرا ہین تیرے رخسار کے
کچھ جو غیرت ہی تو اے سفاک وار اور بھی
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
کعبہ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
سو مرتبہ ان کا بیان کرتا ہون مین پروانہ آج

دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
خار و گل دونون بغل پر در دہ ہین گلزار کے
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہی دماغ
لن ترانی اُنسے ہو سایل ہین جو دیدار کے
حسن کا نظارہ وہ لذت نہین جو دل کھٹے
زخم اوچھے ہنستے ہین منھ پر تری تلوار کے
کام ہوا اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
گرد پھرتا ہون مین آتش زد کوئی یار کے

نالہ ہی تو اغنی غلام اس گل سے چہرہ کا نہین
اور رہیے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھو کر مار کے
کس طرف بھواتے ہمکو دیکھیے سلطان عشق
غنچے کیا چٹکے ہین شیشے ٹوٹے ہین عطار کے
خواہ مردار ہو وہ گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
سیر ہونے کے نہین بھوکے ترے دیدار کے
جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ شیشے کی طرح
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے
سرد ہو گی گرم بازاری تری پروانہ آج

شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت کے گھر مین سو رہا تھا یکایک خواب سے بیدار ہوا اپنے کو ایک مقام پر پایا سامنے دیکھا کہ نہایت چست و چالاک ایک عیار کھڑا ہی شہزادے نے متعجب ہو کے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی اُسنے کہا شہریار میرا نام کلس ہی اور اس مقام کا نام جو پوچھتے ہو تو صبر کرو میرے بتانے کی ضرورت نہین ہی خود تمکو معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے غیظ و غضب مین آلودہ ہو کے کہا ہاین یہ کیا بات ہی کہ خود معلوم جائیگا اگر معلوم ہی تو کیون نہین بتاتا اُسنے کہا تم بر خاستہ بیکار ہوتے ہو مین نے تو کہا کہ خود معلوم ہو جاے گا اور کچھ نہین ہی عنقریب معلوم ہوا جاتا ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک جانب سے چھم چھم کی صدا گوش زد ہوئی شہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین حور لقا سراپا ناز و ادا ہمراہی چند مہوشان عنبر بو گل رخان سنبل مو پری وش دل فریب و بطرز ہمہ زینت و زیب چلی آتی ہی جب قریب آئی شاہزادے کو سلام کیا اور کچھ ایسے انداز محبوبی سے سلام کیا کہ بدیع الملک بہزار جان و دل اُسپر فریفتہ ہو گیا ہر مرتبہ دل کا تقاضا تھا کہ صبر مجال ہی دست گستاخ دراز کرو مگر پھر اپنے اوپر ملامت کی اور کہا ہرگز ایسی بیہودگی جائز نہین آپ سے گذر جانا ہمیشہ ذلت و فضیحت کا سبب ہوتا ہی نہایت معقولیت سے کہا ای تاجدار اقلیم خوبی و ای سر برآرا ملک محبوبی تو کون ہی اور اس طرف آنے کا کیا سبب ہوا وہ نازنین اپنے نوجوان ہمراہیون کی جانب دیکھ کے متبسم ہوئی شہزادے نے کہا واہ یہ طرفہ امر ہی کہ مین تجھسے نام پوچھتا ہون اور تو دوسری جانب متوجہ ہو گئی اُس نازنین سراپا حسن و ناز نے سر جھکا لیا ہمراہیون مین سے ایک نے کہا ای ملکہ یہ جوان تجھسے نام پوچھتا ہی اسکو نام سے کیون نہین آگاہ کرتی ہو اُس نازنین نے آہستہ جواب دیا کہ تو اپنا نام بتادے سب نے ایک مرتبہ قہقہہ مارا اور کہا ای ملکہ یہ جوان خاص تیرا نام پوچھتا ہی ہم اپنا نام کیونکر بتادین شہزادہ اس کرشمہ چشم سے از خود رفتہ ہوا جاتا تھا جب دیکھا کہ یہ نازنین اپنا نام نہین بتاتی کہا مصرع

جو تم سب میری باتوں پر ہنستی ہو اُس نازنین نے کہا اے جوان تو ہرگز اسطرح کا خیال دل مین نہ لانا ہم ہرگز تجھکو
مسخرہ نہین سمجھتے یہ آپس کی شوخی تھی جس پر ہنسی آگئی آگاہ ہو کہ مین خداوند فرعون کی دختر ملکہ غزال چشم
نام سے مشہور ہون کل جسوقت تو خواجہ یاقوت وزیر دست راست کے ہمراہ باغیچہ بہشت کی طرف جاتا تھا مین نے
تجھکو دیکھا تھا اُسی وقت سے میرا دل چاہتا تھا کہ مین تجھسے کلام کرون مگر کوئی تدبیر بن نہ آئی جب بہت
مضطر ہوئی کلس نام عیار جو اسوقت تیرے روبرو کھڑا ہے تیرے لینے کو بھیجا یہ عیار میرا ملازم ہے تجکو یہان
لے آیا اب مین تجھسے پوچھتی ہون سچ بتا تو کون ہے اور کہان کا باشندہ ہے بدیع الملک نے کہا اے آرام جان
اپنا نام بتانے مین مجھکو کچھ عذر نہین ہے البتہ یہ خیال ہے کہ مین نام بتاؤن اور تو میری دشمن ہو جائے تو کس قدر
مصیبت کا سامنا ہو اس سے یہی بہتر ہے کہ اس سوال سے درگذر ملکہ نے کہا پہلے تو نہین لیکن اس عذر بارد
معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھسے مسخرگی کرتا ہے اسکے کیا معنے کہ تمہارا نام سُنکے مین تیری دشمن ہو جاؤنگی شہزادے نے
کہا بخدا یہ مسخرگی نہین ہے اور نہ کسی طرح کی خوش طبعی ہے یقین سمجھ کہ میرا نام سنکے تیری یہ نظر نہ رہے گی جو اسوقت
ہے ملکہ غزال چشم نے کہا اے جوان تو ہر طرح مطمئن رہ بالفرض اگر تو میرے باپ فرعون شاہ کی ہلاکت کا
درپے ہو جائے گا تو بھی مین تیری دشمن نہ ہونگی شاہزادے نے کہا غالبا سنا ہوگا کہ تیرے باپ کو منجمون نے
خبر دی ہے کہ خدا پرستون کی فوج سے دو شخص تیرے ملک مین آئینگے ہنگامہ کشت و خون گرم کرینگے
حتی کہ تجھکو ہلاک کرینگے اور تمام ملک مین دین اسلام کو رواج دینگے اے نازنین آگاہ ہو بنا بر اس پیشینگوئی
کے اُن دونون مین سے ایک مین ہون اور میرا نام بدیع الملک ہے ملکہ غزال چشم نے پوچھا اُس جوان
دومی کا کیا نام ہے شہزادے نے کہا اُس دوسرے جوان کا نام رستم ثانی ہے چونکہ تیرے باپ نے فوج اسلام
کے سردارون اور بہتیرے ہمارے عزیزون کو قید کیا ہے ہم دونون اُن سب کی رہائی کے واسطے آئے ہین غزال چشم اس تقریر
کو سنکے بہت حیرت ہوگئی شہزادے نے سبب حیرت کا پوچھا اُسنے کہا اصل یہ ہے کہ مجھکو مطلق اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی تو
سچ کہتا تھا کہ میرا اظہار حقیقت سبب اشتعال طبع ہے چونکہ تیری الفت میرے دل مین اثر کر گئی مجبور ہون ورنہ ضرور
تجھسے برسر پرخاش ہوتی بدیع الملک نے کہا پھر اب تیرا کیا ارادہ ہے ملکہ غزال چشم نے کہا دستور ہے کہ ہر شخص کے
دل کا خیال دوسرے کے دل پر اثر کرتا ہے ظاہر ہے کہ مین تجھپر فریفتہ ہون بالیقین تجھکو بھی کچھ نہ کچھ میرا خیال ہوگا
ایسی حالت مین مجھسے استفسار کی ضرورت ہے جو تیرا ارادہ ہے وہی ارادہ میرا سمجھ بدیع الملک نے کہا میرا ایسا
ارادہ ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ جب میرا نام سنکے تجھکو تردد ہوا تو میرا ارادہ سُن کے کیونکر موافق
ہوگی غزال چشم نے کہا اے جوان تجھ ایسے شخص کے اس کلام سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے قاعدہ ہے کہ جس امر مین
کوئی چارہ نہین اُسکو ہر طرح اختیار کرنا لازم آتا ہے اور علی الخصوص الفت و محبت جس سے سب مجبور ہین عام اس سے
کہ ادنی ہو یا اعلی شعر من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم ؛ کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخارا
جب مین ایسی دختر فرعون اپنے نام و ناموس سے قطع تعلق کر کے تیری محبت مین گرفتار ہو گئی تو تیری ہم
ارادہ ہونے مین تجھکو کیا تردد ہے اب طول کلام سے کام نہ رکھ بلا تکلف بیان کر تیرا کیا ارادہ ہے شہزادے نے
کہا [illegible] نے کہا ہے اگر تو دین اسلام قبول کرے تو وہ ارادہ ورنہ میرے تیرے
[illegible] چشم نے کہا اے جوان عشق و محبت مین دین و مذہب کا کیا دخل
[illegible] بیکار اصرار کرتا ہے اور عبث درپے ہے ہان کچھ اور ارادہ ظاہر کر

شاہزادے نے کہا یہ ارادہ میرا مقدم ہے چند روزہ زندگی ہے عشق و محبت سے آخرت میں امید بخشش کی ہرگز نہیں ہو سکتی
ہر شخص کو چاہیے کہ ہر حالت میں اپنے انجام پر نظر رکھے مرنا برحق ہے قیامت برحق ہے پرسش اعمال برحق ہے بالفرض
ہزار برس کی بھی زندگی ہے پھر بھی ایک روز ملک الموت کا سامنا ہونا ہے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام
جملہ موجودات کیواسطے فنا لازم ہے صرف ذات واجب الوجود اس سے مختص ہے جو واحد لاشریک ہے ملکہ غزال چشم شہزادے
کی یہ تمام تقریر سنا کی آخر کہا اے جوان بیان کر دین اسلام کے ارکان کیا ہیں شہزادے نے دین اسلام کی حقیقت کو
مدلل بیان کیا پھر ارکان و اصول و فروع کو بالتصریح بیان کیا ملکہ غزال چشم مع نازنینان ہمراہی مسلمان ہوئی بعدہ
بدیع الملک گلس عیار کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے عیار طرار تیرا کیا ارادہ ہے گلس عیار نے کہا میں ملکہ کا تابع
فرمان ہوں شہزادے نے کہا تیری ملکہ تو مسلمان ہو گئی غالب تو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگا اور ملکہ
غزال چشم نے اشارہ کیا چنانچہ گلس عیار بھی مسلمان ہو گیا ملکہ نے پوشیدہ محفل جشن منعقد کی تمام نازنین خوب گا
گائیں انواع و اقسام کے پر تکلف کھانے پکے شہزادے کی دعوت ہوئی تین روز تک ہنگامۂ نشاط گرم رہا دن کو عید
معلوم ہوتی تھی رات کو شب برات کا سماں بندھا تھا بدیع الملک اور ملکہ غزال چشم کو ہر پوش دونوں ایک
دوسرے کو دیکھ کے دل خوش تھے چوتھے روز بدیع الملک کو گونہ تردد لاحق ہوا ملکہ نے سبب استفسار کیا شہزادے
نے کہا اے آرام جان کیا پوچھتی ہے تمہاری خاطر سے میں اس صحبت نشاط طرب میں شریک ہو گیا ورنہ اصل غرض میری جدوجہد
کی یہ ہرگز نہیں ہے جو موجود ہے بلکہ مجھکو خیال آتا ہے کہ تمام سرداران لشکر اسلام اور اکثر بزرگ میرے تیرے باپ کے حکم سے
الماس کوہ میں مقید ہیں کیا کہوں کیسا ملال ہوتا ہے یہ تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ میں خاص ان سب قیدیوں کی رہائی
کے واسطے آیا ہوں میں مصمم ارادہ کیے ہوں کہ ان بارہ ہزار فوج آتش بار کو برہم کروں اور سرداران لشکر اسلام وجدان کرام
کو اس قید و بند سے آزاد کروں اگر تجھکو کچھ حال الماس کوہ کا معلوم ہو بیان کر اور یہ بتا کہ ان قیدیوں کو کسطرح رہائی ملے اسنے
کہا شہریار بخدا مجھکو الماس کوہ کی مطلق خبر نہیں ہے ورنہ میں ضرور بیان کر دیتی شہزادے نے کہا خیر مجبوری ہے اب مجھکو خواجہ
یاقوت کے یہاں پہنچا دے غزال چشم نے کہا آئندہ ملاقات کب ہوگی شہزادے نے کہا انشاء اللہ آئندہ پھر ملاقات
ہوگی بشرطیکہ تمام سرداران لشکر اسلام قید و بند فرعون سے رہا ہو گئے اور اگر خدانکردہ نوع دیگر پیش آیا یعنے وہ سردار
قید سے رہا نہ ہوے تو مشکل ہے غزال چشم نے کہا اے جوان تجھکو اسقدر بے اعتنائی زیبا نہیں ہے میں نے نہایت جرات
کر کے تجھکو یہاں بلایا ہے شہزادے نے کہا میں بالکل مجبور ہوں اگر مجھکو ایسی ضرورت لاحق نہ ہوتی تو میں ہرگز کبھی یہاں سے
نہ جاتا ملکہ غزال چشم مجبور ہوئی گلس عیار کے جانب اشارہ کیا گلس عیار نے بحفاظت تمام شاہزادے کو خواجہ
یاقوت وزیر دست راست کے یہاں پہنچا دیا خواجہ یاقوت نے جو شہزادے کو پانچ روز کے بعد دیکھا نہایت متعجب
ہو کے کہا اے شہریار یہ تمکو خوب معلوم ہے کہ اس شہر فرعونیہ میں جسقدر لوگ تمہارے دشمن ہیں مگر تمکو کچھ خیال اس بات کا
نہیں ہے آج پانچ روز کے بعد یہاں تشریف لائے ہو کہاں تھے جو نہیں آنا ہوا شہزادے نے غزال چشم دختر فرعون شاہ
کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ابھی میں جبر سے یہانتک پہنچا ہوں ورنہ غزال مجھکو زیادہ قیام کے واسطے مجبور کرتی
تھی اور پوچھا اے خواجہ الماس کوہ کے مقدمے کی کچھ خبر ہوا اور یہ بھی کچھ حال معلوم ہے کہ وہ سردار کہاں ہیں اور کسطرح
مقید ہیں خواجہ یاقوت نے کہا اے شہریار مجھکو الماس کوہ وغیرہ کے مقدمے کی مطلق اطلاع نہیں ہے ہاں
یہ ممکن ہے کہ میں فرعون شاہ سے تمہارے روبرو اس حال ہے کہ فرعون
کل حال مفصل بیان کردے گا بس تمہارا مطلب حاصل ہو جائیگا
لیکن

بسر ہوئی صبح کو خواجہ یاقوت مع بدیع الملک سوار ہوا دربار فرعون شاہ مین پہنچا اپنی جگہ پر بیٹھا مگر آج خواجہ یاقوت
کے بشرے سے آثار تردد معلوم ہوتے تھے فرعون نے کہا اے وزیر خیر باشد تیری صورت سے دریافت ہوتا ہے کہ تجھکو
کسی نوع کا تردد ہے بیان کر یہ کیا واقعہ ہے خواجہ یاقوت نے کہا واقعی مجھکو نہایت تردد لاحق ہو گیا ہے سبب اسکا یہ ہے
کہ جو خدا پرست الماس کوہ مین قید کیے گئے ہین اُنکے عیارون کی تعداد کثیر ہے اور ہر ایک عیار اپنی فن عیاری
مین مثل اور نظیر نہین رکھتا ہے ممکن ہے کہ اُن عیارون مین سے کوئی عیار الماس کوہ مین پہنچ جاے اور اُن
قیدیون کو رہا کرے جاے اُسوقت سخت خرابی کا سامنا ہوگا فرعون شاہ یہ سُنکے متامل ہوا بعدہ کہا اے خواجہ
الماس کوہ کی دو راہین ہین ایک راہ خشکی کی ہے اُسطرف طلسم ہے دوسری راہ تری کی ہے اُسطرف بھی طلسم ہے
کون ایسا ہے جو الماس کوہ مین جا سکتا ہے البتہ وہ شخص وہان پہنچ سکتا ہے جو اُن راہون کے طلسم کو
توڑے اور ساز مشوش کو ہلاک کرے بغیر اسکے کوئی الماس کوہ مین نہین جا سکتا اور خدا پرستون کو نہین رہا
کر سکتا خواجہ یاقوت نے متعجب ہوکے پوچھا اے خداوند وہ ساز مشوش کہان ہے جسکا ابھی نام لیا فرعون نے
کہا تعجب ہے کہ آج تک تو ساز مشوش سے واقف نہین ہوا خواجہ یاقوت نے کہا اے خداوند اگرچہ مین تیرا پیغمبر
ہون اور تیرے تعلیم کے موافق بیشتر رموز کی اطلاع ہے لیکن اسقدر دسترس نہین ہے کہ علم خداوندی مین
پورا پورا دخل ہو جاے ہان اگر کچھ مفصل بیان ہو تو معلوم ہو فرعون شاہ نے کہا بیشک یہ حال تجھکو تو معلوم ہوگا
سُن اے خواجہ جانب شمال ایک شہر ہے نہایت وسیع و آباد اہل شہر خوش و خرم پردہ دُنیا پر اُس وسیع کا
نام ملک مراد ہے اُس شہر کا والی و فرمانروا ایک بادشاہ عالی جاہ ہے کسی کا خراج گذار و تابع فرمان
نہین ہے خود مختاری کے ساتھ حکومت کرتا ہے علاوہ حشم و خدم اور آبادی خزانہ کی صرف سات لاکھ اُسکے
فوج کے سوارون کی تعداد ہے پیادون کا ذکر نہین اُسکے ملک کی سرحد مین دار السلطنت سے چند فرسنگ کے
فاصلے پر ایک دریا واقع ہے اندرون دریا ایک گنبد ہے بلندی اُس گنبد کی قریب ایک ہزار سات سو گز کے ہے
گرد اُس گنبد کے وہ دریا بہ نسبت اور مقامات کے بہت زیادہ گہرا ہے ہر وقت اُس گنبد کے گرد پانی
چکر کھایا کرتا ہے ہر ایک کی جرات اُس گنبد کے قریب جانے کی نہین ہوتی اے خواجہ تمام دن اُس مقام پر سناٹا
رہتا ہے رات کو اُس گنبد سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہے اُس ہاتھ مین گوہر شب چراغ ہوتا ہے جسکی روشنی بیس فرسنگ
تک جاتی ہے تمام شہر مراد مین اُسی گوہر شب چراغ سے روشنی ہوتی ہے چراغ روشن کرنے کی کچھ ضرورت
نہین ہوتی اور ایسی تیز روشنی ہوتی ہے کہ شب کو بھی روز روشن کا سمان ہوتا ہے ہر شخص اُس روشنی کے
سبب سے مثل دن کے شب کو بھی کام کر سکتا ہے اگر احیاناً کسی اہل شہر نے چراغ روشن کیا بس فوراً اُس گنبد
طلسمی سے ایک تلوار پیدا ہوتی ہے جس کے وار سے چراغ روشن کرنے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور وہ چراغ بھی
گل ہو جاتا ہے بیشتر ایسا اتفاق ہوا اب کسی شخص کی جرات چراغ روشن کرنے کی نہین ہوتی سب خائف ہین
ساز مشوش بھی وہین ہے اے خواجہ یہ مقدمہ طے ہونا بہت دشوار ہے صرف ساز مشوش ہی کے ہلاک ہونے پر
طلسم کا شکست ہونا موقوف نہین ہے بلکہ ساز مشوش کے ہلاک ہونے کے بعد ابر نمودار ہون گے بغیر خاص فتح
طلسم موقوف [illegible] مشوش ہلاک نہ کیا جاے اور وہ ابر نمودار ہو جائین ممکن نہین
خواجہ [illegible] اس بیان سے مجھکو اطمینان ہوا ورنہ مین سمجھتا تھا کہ مسلمان
ا[illegible] ان قیدیون کو رہا کرلے جاوین گے کیا کہون تمام تمام رات

اس فکر مین نیند نہ آتی تھی یہان تک کہ صبح ہو جاتی تھی دن کو بھی اس خیال مین مبتلا رہتا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ایسا نہو
کہ خداوند کی محنت رائیگان ہو جائے فرعون ہنسا اور کہا ای خواجہ ہماری قدرت کا کوئی ایسا فعل نہین ہی جو مستحکم
نہو یہ سب کرشمہ میری ہی قدرت کا ہی خواجہ یاقوت نے کہا بہت درست ارشاد ہوا مجھکو خوب معلوم ہوا ورنہ کسطرح
نہ معلوم ہوتین تو تیرا پیغمبر ہون شب کو خواجہ یاقوت فرعون کے پاس سے اپنے گھر مین آیا بدیع الملک نے کہا
ای خواجہ اب مجھکو اجازت دو تاکہ مین شہر مراد کی سیر کرون خواجہ یاقوت نے کہا شہریارا اسقدر عجلت نہ چاہیے
بزرگون کا قول نہین سنا ہی قطعہ

شتاب در خطری افگند کہ صد سال
کہ آخرا فگندت بر زمین برسوائی
عنان دل بکف صبر دہ گرت باید
تو دست و پای زنی زان خطر برون نائی
مکن شتاب در آئین حلم روی متاب
کہ گوی سلش بچوگان جہد برائی
تنا ز توسن غفلت بعرصۂ تعجیل
کہ غیر صبر سکون نیست رسم دانائی

مین نے بجائے خود ایک فکر قرار دی ہی جس کے سبب سے تم شہر مراد مین مع فوج و لشکر جاؤ گے اور کام حسب
مراد انجام پائے گا بے سر و سامانی سے جانا ہرگز قرین عقل نہین ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ بزرگون کا قول بہت
صحیح ہی مگر مین نے بھی بجائے خود ایک فکر قرار دی ہی جسکے واسطے فوج و لشکر کی کچھ ضرورت نہین ہی انشاء اللہ بے سر و
سامانی ہی سبب مراد حاصل ہونے کی ہوگی خواجہ نے کہا تمکو اختیار ہی میرے نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا اُسکا ذکر
کیا آیندہ تو دانی و کار تو الغرض دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت سے رخصت ہوکے شہر مراد
کی جانب روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک باغ کے پہنچا جہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا قریب قافلے
کے پہنچ کے اہل قافلہ سے ایک شخص کو قریب اپنے بلایا اور پوچھا ای برادر کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ قافلہ کسکا ہی اور کہان
جاتا ہی اُسنے از سر تا پا شہزادے کو دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلے کا حال پوچھتے ہو شہزادے نے کہا مین کوئی ہون
تمکو اگر معلوم ہو تو بیان کرو وہ شخص قافلے مین واپس گیا اور ایک اور شخص کو اپنے ہمراہ لایا اور اُس سے کہا یہ جوان ہی اس
قافلے کا حال دریافت کرتا ہی اور اگر اس جوان کا حال دریافت کرتے ہین تو کچھ نہین بیان کرتا دوسرے شخص نے کہا پھر کیا
مضایقہ ہی اور شہزادے کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای جوان یہ قافلہ شہر مراد کی جانب جاتا ہی اور اس قافلے کا سردار
خواجہ سالار نام ہی شہزادے نے کہا ہم تمہارے سردار سے ملاقات کر سکتے ہین اُسنے کہا ہان مگر ہم سردار قافلے سے
اجازت لے لین شہزادہ نے کہا کیا مضایقہ ہی وہ دونون شخص خواجہ سالار بربری کے پاس گئے اور حقیقت حال کو بیان کیا
خواجہ سالار بربری بھی شہزادے کی ملاقات کا مشتاق ہوا اور کہا لاؤ اُس جوان کو کہان ہی وہ دونون شخص شہزادے
کے پاس آئے کہا چلو ہمارے سردار نے تمکو بلایا ہی شہزادہ اُن دونون کے ہمراہ خواجہ سالار بربری کے پاس قافلے
مین گیا جونہین خواجہ سالار بربری کی نظر شہزادے کی ہیبت پر پڑی سمجھا کوئی رہزن ہی باواز بلند کہا ای فلان اس جوان کو
یہان نہ لاؤ وہین مقیم رہنے دو مین خود وہین آکے اس سے ملاقات کرونگا وہ دونون شخص اہل قافلہ شہزادے کو
پھر اسی مقام پر لے آئے اور کہا ای جوان یہ بات برا ماننے کی نہین ہی نہین معلوم ہمارے سردار کے دل مین کیا شک
گذرا جو واپس کیا اس عرصے مین خواجہ سالار بربری خود شہزادے کے پاس آیا اور کہا ای جوان مین چاہتا ہون
کہ تو اپنے ہمراہیون کو خبر کر جس چیز کی ضرورت ہو بلا تکلف ہمسے مانگ لے ورنہ بے کار کشت و خون ہوگا اور
مطلب وہی حاصل ہوگا جو مین اُس وقت کہ رہا ہون بدیع الملک سمجھ گیا [illegible] قزاق جانتے ہین کہا ای خواجہ
تم بے کار میری جانب سے مشکوک ہو مین قزاق یا رہزن نہین ہون
مسافر ہون خواجہ بربری نے کہا اگر تم مسافر ہو تو یہ بتاؤ کہ کسطرف کا عزم
کی

طرف جانے کا ارادہ رکھتا ہون ازبسکہ کوئی رفیق ہمراہ نہین رکھتا ہون تمکو یہان مقیم دیکھا اس خیال سے کہ شاید میری
ہمراہی قبول کرو تمہاری ملاقات کا خواہان ہوا خواجہ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہی شہزادے نے کہا مجھکو بدیع الملک
بن نور الدہر کہتے ہین جوہین خواجہ بربری نے نام شہزادے کا سُنا شہزادے کے پاؤن پر گر پڑا اور دست بستہ کہا
ای شہریار مین بھی مسلمان ہون اور میرا وطن ملک بربر ہی زہی نصیب میرے کہ تم ایسے عالی جاہ کی شرف قدم بوسی
سے مشرف ہوا بدیع الملک بھی خواجہ کے مسلمان ہونے کا حال سُن کے بہت خوش ہوا اور متبسم ہوکے کہا ای
خواجہ تمنے تو مجھکو قزاق ہی قرار دے لیا تھا خواجہ نے منفعل ہوکے کہا ای شہریار معاف فرمائیے مین نے لاعلمی کی
حالت مین ایسا خیال کیا پھر اپنے ساتھ شہزادے کو خیمہ مین لے گیا صدر مین بٹھایا اور خود غلامون کی طرح خدمت
بجالایا انواع واقسام کی باتین شروع ہوئین اہل قافلہ سے جو کوئی آتا تھا بکمال ادب بدیع الملک کو سلام کرتا تھا

اب کچھ حال خیرت اشتمال شہزادہ والاشان رستم ثانی بن ایرج نوجوان معرض بیان مین آتا ہی

اس چمن میں ہیں ہزارہا درخت — پر کہاں مثل قد یار درخت
وہ ترا سرو قد ہے سایہ — صدمے ہین لاکھ سایہ دار درخت

مہر سے سوزِ درون سے کب تک — ہین ہوں لُنسان وچنار درخت
آنکھین بادام ہین تخدان سیب — قدجانان ہی میوہ دار درخت

سر اُٹھائے جو باغ مین ہین کھڑے — رکھتے ہین تیرا انتظار درخت
مجھکو شاخون کی جا دکھائی ہی — ہجر کی تیغ آبدار درخت

نخل تن یان ہمیشہ ہی پرداغ — پھول لاتے ہین ایکبار درخت
تا قیامت خلل نہین ناسخ — نخل غم کیا ہی پایدار درخت

مرأت ضمیران صفا پرور دیگی فروشان نور گستر بہار پیرایان فیض رسان چمن آرایان باغ جہان نقش بندان بدیع اخبار چہرہ
پردازان غریب آثار دست یاری انگشت قلم سے دانہای نقاط پرسبحہ گردانی ابر نیسان کرم سے اصداف قلوب پر
درافشانی زبان سحر بیان حکمت توامان سے معجز بیانی اس روشن دلی اور سرسبزی رازدانی سے فرماتے ہین کہ جب
رستم ثانی شہر فرخ نیہ سے باہر آیا الماس کوہ کی راہ لی تنہا تنہا چلا جاتا تھا ایک قافلے کے قریب پہنچا اہل قافلہ سے
اُس قافلے کا حال پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ یہ قافلہ کس طرف جائیگا اُنھون نے کہا ای جوان الماس کوہ کے قریب
ایک شہر کا قوریہ نام مشہور ہی یہ قافلہ وہین جاے گا رستم ثانی اس حال کو سن کے بہت خوش ہوا اور کہا
ہم سالار قافلہ سے ملاقات کرسکتے ہین اُن سب نے کہا کیا مضایقہ ہی ہم جاتے ہین قافلہ سالار کو خبر کرتے ہین تم یہین مقیم
رہو سالار قافلہ جو کچھ جواب دے گا اُسکے موافق عمل کرینگے چنانچہ ایک شخص سالار قافلہ کے پاس گیا اور کہا ای
خواجہ اسوقت ایک جوان اسطرف وارد ہوا ہی اور تمسے ملاقات کرنا چاہتا ہی خواجہ نے کہا وہ جوان خاص میری ملاقات
کو اسطرف آیا ہی یا حسب اتفاق اسطرف وارد ہو گیا ہی اُسنے کہا اس حال کو مفصل مین نہین بیان کرسکتا مگر قرینے سے
معلوم ہوتا ہی کہ خاص تمہاری ملاقات کو اسطرف نہین آیا ہی خواجہ نے کہا اُس جوان کی وضع وقطع کیا ہی اُسنے رستم کا
حلیہ بیان کیا خواجہ چند لمحہ متامل ہوا بعدہ کہا اچھا جاؤ اُس جوان کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ رستم ثانی سالار قافلہ
کے پاس آیا جونہین خواجہ کی نظر رستم ثانی کی صورت پر پڑی تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا نہایت ادب سے اپنے پہلو مین جگہ دی
کہا ای جوان تم کہان [illegible] اسطرف آنے کا اتفاق ہوا رستم ثانی نے کہا ای خواجہ مثل تمہارے مین بھی تجارت
پیشہ [illegible] ملاقات ہوئی خواجہ نے بغور رستم کی صورت دیکھی کہا ای جوان تعجب ہی کہ
[illegible] قبل تمہارے یہان پہنچنے کے تمہاری خبر پہنچ گئی شہزادے رستم ثانی کی
[illegible] ہوا یا نہین رستم بہت متعجب ہوا کہا ای خواجہ وہی میرا بھی نام ہی

سچ بتاؤ تم کسنے کہا اُسنے کہا شہریار مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشارت دی ہی کہ رستم ثانی سرداران لشکر اسلام کی خلاصی کی غرض سے الماس کوہ مین آتا ہی عنقریب یہان پہنچا چاہتا ہی اُس سے ملاقات کرنا وہ تجھکو ہمراہ لیکے الماس کوہ کی طرف جائے گا آج دوسرا روز ہی کہ تیرے انتظار مین مقیم ہون بارے تو یہان پہنچا جسوقت مجھکو لوگون نے خبردی اُسی وقت مجھکو شک گذرا تھا آج کا روز تو یہین بسر کرنا چاہیے کل دربند کا فور یہ کی طرف روانہ ہونگے رستم ثانی نے کہا اے خواجہ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو خواجہ فضل کہتے ہین شاہزادہ رستم ثانی بہت خوش ہوا وہ رات اُسی جگہہ بسر ہوئی طرح طرح کی باتین رہین شہر روز دیگر کہ مین جہان پر غرور یافت از سر چشمہ خورشید نور + صبح کو سامان سفر درست ہوا جانوران باربرداری اسباب سے بار کیے گئے اور الماس کوہ کی جانب کوچ کیا چند منزلین طی کی تھین کہ ایک دریا دور سے نظر آیا جب کنارے دریا کے پہنچے کشتیان کرایہ کین سب سوار ہوے کشتیان ایک جانب دریا مین روانہ ہوئین ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ہوائے تند چلی کشتیبان متوحش ہوے باواز بلند کہا سب لوگ ہوشیار رہو چاہین طوفان آیا ہی مع ہذا ہوا کے جھونکے سے کشتیان تہ و بالا ہونا شروع ہوئین ہر ایک ملاح نے عنان کشتی قضا و قدر کے سپرد کی تمام سواران کشتی گھبرائے ہوئے ہر چہار جانب دوڑاتے پھرتے تھے دفعتاً تمام کشتیان منقلب ہوکے دریا مین غرق ہوگئین رستم ثانی کی بھی کشتی غرق ہوگئی اور غرق ہوتے ہی رستم ثانی نے جو آنکھ کھولی اپنے کو طوق و زنجیر مین بستہ پایا غرق بحر حیرت ہوگیا دل مین کہا خداوندا یہ کیا معاملہ ہی این گل دیگر شگفت اسی سے زمانے کو بوقلمون کہا ہی یہان ہر لمحہ نیا رنگ پیش نظر ہوتا ہی کہان تو یہ خیال تھا کہ غیب سے یہ سامان پیدا ہوا کہ ایک معین و مددگار مل گیا ہی سرداران لشکر اسلام کی رہائی مین سہولت ہوگی کچھ خود کوشش کرینگے کچھ خواجہ فضل معین ہوگا راہنمائی کافی ہوگی کہان یہ طرفہ ماجرا پیش نظر ہی کہ دریا کا سفر کرنا اختیار کیا کشتیون پر سوار ہوے حسب اتفاق طوفان کا بھی آنا ضروری تھا دیکھیے اس قید و بند سے کب اور کسطرح رہائی ملتی ہی مصرع من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال + خواجہ فضل بھی موجود نہین ہی جس سے اس حال کی حقیقت پوچھین شکایت کرین خداوندا تو ہی اپنے بندے کا حامی و مددگار ہی ہر ایک مبتلائے مصیبت و زحمت کو نجات دینے والا ہی شعر نداریم غیر از تو فریادرس + توئی عاصیان را خطا بخش و بس + اب شہزادے کا یہ حال ہی کہ کبھی اپنے دست و پا کی طرف دیکھتا ہی اور کبھی طوق و زنجیر کی طرف نظر کرتا ہی اور خیال کرتا ہی کہ مین ابھی غرق دریا ہوگیا تھا اس عجلت سے طوق و زنجیر مین بستہ کرنے والا کون تھا راوی کہتا ہی کہ یہان طلسم ہی اور آخرچہ ماہی خوار نام اس طلسم کا داروغہ ہی شہزادے کو اُسی طرح گرفتہ و بستہ آخرچہ ماہی خوار زنگی کے پاس لائے آخرچہ زنگی اسوقت کسی ضروری کام مین مصروف تھا گفت و شنید ہو رہی تھی رستم ثانی اُسی طرح گرفتہ و بستہ گنہگارون کی طرح استادہ رہا جب آخرچہ ماہی خوار فارغ ہوا رستم ثانی کے طرف متوجہ ہوا اور سر تا پا بغور دیکھ کے کہا اے جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی رستم ثانی نے کہا کون کی نسبت تو کیا حال بیان کرون البتہ یہ کہہ سکتا ہون کہ مجھکو رستم ثانی کہتے ہین آخرچہ ماہی خوار نے متبسم ہوکے کہا کچھ تجھکو معلوم ہی کہ تو کسطرح گرفتار ہوا اور کس نے تجھکو گرفتار کیا رستم ثانی نے کہا اس بات کو بھی مین مفصل نہین بیان کرسکتا اسقدر مجھکو معلوم ہی کہ مین ایک طرف چلا جاتا تھا ایک قافلے کو دیکھا سالار قافلہ سے ملاقات کی وہ دلداری سے پیش آیا مین [illegible] روانہ ہوا اثنائے راہ مین دریا حائل تھا کشتیان کرایہ کین دریا مین روانہ ہوا طوفان آیا کشتی بھی غرق دریا ہوگئی مین سمجھتا تھا کہ ہلاک ہوگیا لیکن آنکھ جو کھولی ا

جو دیکھ رہا ہو آخر حبہ زنگی اپنے ملازمون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اس جوان کو بادشاہ کی خدمت مین لے جاؤ بادشاہ کا نام ملک کافور تھا غرضکہ رستم ثانی کو ملک کافور کے روبرو لائے ملک کافور نے رستم ثانی کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے جوان تو کون ہو ملازمون نے عرض کی شہریار یہ جوان وہ ہو کہ فرعون شاہ کو منجمون نے بطور پیشین گوئی یہ خبر دی تھی کہ دو جوان تیرے ملک مین آئینگے اور وہ دونون تجھکو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر پہنچا دینگے ممالک فرعونیہ کو اسلام آباد کرینگے فرعون پرستی کی بنا کو نیست نابود کرینگے ملک کافور نے کہا وہ دوسرا جوان کہان ہو اور اسکا کیا نام ہو ملازمون نے کہا اس جوان کا نام بدیع الملک ہو اسکا ابھی پتا نہین ملا ہو ملک کافور نے رستم ثانی سے کہا اے جوان تو اپنے کو دیکھ رہا ہو کہ کسطرح گرفتار و مجبور میرے روبرو کھڑا ہو اس حالت مین تیرا کیا ارادہ ہو رستم ثانی نے کہا اے بادشاہ میرا ارادہ تو جو کچھ ہو وہ ہو مگر اپنا مطلب بیان کر اسنے کہا میرا مطلب یہ ہو کہ اپنے دین آبائی سے دست بردار ہو اور بصفائی قلب و خلوص نیت دین فرعون کو قبول کر یاد رکھ فرعون ایسا خداوند ہو اب نہین دست یاب ہوگا رستم ثانی نے کہا استغفر اللہ اے کافور شاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم گرفتہ و بستہ مجبور تیرے روبرو استادہ ہین تو اپنے دین حق کو چھوڑ دینگے ہم خدا پرست ہین ہمنے فرعون ایسے صدہا کتون کو ہلاک کیا ہو اور کیا تو یہ سمجھتا ہو کہ فرعون ہمارے ہاتھ سے زندہ بچ جاے گا دیکھنا کس ذلت و فضیحت سے اسکا بھی کام تمام کرتا ہون ملک کافور نے کہا اے جوان تو نہین جانتا کہ تو ہر طرح میرے اختیار مین ہو اگر حکم دون تو ابھی ایک لمحہ مین تو ہلاک کیا جاتا ہو تو اپنے کو دیکھ اور فرعون ایسے خداوند کی نسبت ایسے کلمات گستاخانہ کہنے کو دیکھ اور مین ابھی کچھ تعرض نکرون پھر بھی خداوند فرعون مین بڑی قدرت و طاقت ہو اگر اسکا قہر نازل ہو جاے تو ابھی خاک سیاہ ہو جاے مگر یہ کہ اسکا رحم و کرم ہر بندے کے حال پر بے حد و نہایت ہو رستم ثانی نے کہا تو اسکا معتقد ہو جو کچھ دل مین آتا ہو کہتا ہو لیکن مین تو اسے مزبلہ کے سگ خارشتی سے بھی بدتر سمجھتا ہون چونکہ ملک کافور کے تمام ملازم فرعون پرست تھے سب نے بالاتفاق کہا اے بادشاہ اس جوان سے زیادہ باتین کرکے خداوند فرعون کے حق مین کلمات نازیبا سننا ہرگز قرین عقل نہین ہو بہتر یہ ہو کہ یا تو اس جوان کو اسکی گستاخی کی سزاے سخت دی جاے یا اور جو حکم مناسب ہو وہ صادر فرمایا جاے ملک کافور نے کہا ابھی اسکو اس گستاخی کی سزا دینا نامناسب معلوم ہوتا ہو لے جاؤ اسکو قید کرو ملازم کشان کشان شہزادے کو قیدخانے مین لاے اور ہر چہار جانب اُس قیدخانے کے پہرے مقرر کیے راوی کہتا ہو کہ اُسوقت کافور شاہ کے دربار مین ایک فقیر زندہ مشرب موجود تھا جسکی تمام عمر وزدی اور رندی مین گذری تھی اُسنے جو رستم ثانی کے کلمات بیباکانہ اور دلیرانہ کافور شاہ کے روبرو سنے دل مین کہا یہ شخص بڑا جری اور دلیر معلوم ہوتا ہو حالانکہ بستہ و گرفتہ ہو پھر بھی تیور پر میل نہین ایسے شخص کو رفاقت مین لینا بہت بہتر بات ہو یہ سب گذشتے جمع ہین انکو اس جوان کی کیا قدر و قیمت معلوم ہوگی جبتک کافور شاہ اور رستم ثانی [illegible] رہا جب رستم ثانی کو قیدخانے مین لے گئے یہ بھی وہان سے اُٹھا [illegible] قیدخانے مین داخل ہو چکا یہ اپنے مکان پر چلا آیا اور دل مین [illegible] ان دست یاب ہو آخر رات کو رات اپنے مکان سے اس [illegible] خانے مین ... کھا اور وہ فقیر قیدخانے مین داخل ہوا رستم ثانی

ٹھہرا نہین مین کوئی تیرا ایذا دہندہ نہین ہون بلکہ تیرے دوستون سے ہون رستم ثانی نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کہ تو
کون ہی اور کیون قید خانے مین اسوقت میرے پاس آیا ہی اُسنے کہا بس خاموش رہو جو حقیقت ہی تم پر ظاہر ہو جائیگی
اور قید بند کو شہزادہ رستم کے دست و پا سے وا کیا پھر کہا چلو اس نقب سے میرے ہمراہ مکان پر پہنچ کے
کیفیت بیان کرون گا یہان توقف کرنا مناسب نہین ہی ہر چہار جانب نگران بیٹھے ہین مبادا میری تمہاری
آواز سنین تو سخت قباحت ہی تم تو خیر لیکن مین ہرگز زندہ نہین بچون گا شہزادہ رستم اُس فقیر کے ہمراہ نقب کے
راہ سے فقیر کے مکان پر آیا دیکھا مکان نہایت پر تکلف ہی فرش صاف و سفید بچھا ہوا ہی صدر مین مسند تکیہ لگا ہو
فقیر نے شاہزادے کو مقام صدر مین بٹھایا اور خود مودبانہ ملازمون کی طرح شاہزادے کے روبرو دو زانو
بیٹھا شہزادے نے کہا ہان ای عزیز بیان کر تو کون ہی جو اس دلداری سے ایسے وقت سخت مین مجھے پیش
آیا اور غرض اس جفاکشی کی کیا ہی اُس فقیر رند مشرب نے دست بستہ کہا ای جوان ذیشان تو کل کے روز
کافور شاہ کے روبرو مجرمون کی طرح گرفتہ کر کے لایا گیا تھا ہر چند کہ کافور شاہ نے تجھکو بہت کچھ سخت و سست
کہا لیکن تو نے بھی اُسکو جواب ترکی بہ ترکی دیا حالانکہ تو گرفتہ و بستہ اُسکے روبرو ایستادہ تھا بس مجھکو تیری
اُسوقت کی دلیری بہت پسند آئی کیونکہ مین وہان موجود تھا اور تمام گفتگو میری موجودگی مین ہوئی مین سمجھ
تھا کہ کسطرح تجھکو اس قید سے رہا کرون بارے یہ تدبیر میری سمجھ مین آئی جو مین تجھکو نقب کے ذریعے
سے رہا کر لایا اگرچہ مین ایک مرد فقیر رند مشرب ہون اور میرا پیشہ نہایت ذلیل و خراب ہی مگر کیا کہون کہ مین
کس درجہ تجھسے خوش ہون میرا دل اُسی وقت چاہتا تھا کہ تجھکو رہا کرنے کی کوشش کرون مگر تیرے کے خاموش ہو رہا کہ شاہی دربار ہی سب
متفق ہین مین تنہا کیا کر سکتا ہون خواہ مخواہ اپنے کو تکلیف دینا ہی اور مطلب کا حاصل ہونا محال ہی شعر مصرعہ با فولاد بازو پنجہ کرد ساعد سیمین خود را رنجہ کرد
شاہزادے نے نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو مظفر رند کہتے ہین شہزادہ بہت خوش ہوا اور کہا ای عزیز مظفر مین
تیرا ممنون و مشکور رہون کہ تو نے اسوقت لاچاری مین مجھکو مدد دی اب یہ بیان کر کہ تیرا مذہب کیا ہی
اُسنے کہا میرے مذہب کو کچھ نہ پوچھو اگرچہ مین بھی مثل ملک کافور وغیرہ کے فرعون پرست ہون لیکن
اصل امر یہ ہی کہ مین ان بدبختون کو بالکل ہیچ پوچ سمجھتا ہون فرعون شاہ کیا پا پوش ہی جسکو سب خداوند
سمجھتے ہین اور ملک کافور کیا چیز ہی این ہمہ شکل پر اسے اکل سمجھو کہین اور سے لوٹ مار کے لایا دو
گھڑی جھوٹ سچ بول کے للو پتو کر کے ان سب کا گلا گھونٹا اور جو کچھ ملا کھا یا یون تو میری نیت پیشتر سے
تھی کہ دین و مذہب کے بابت مین دریافت کرون مگر کوئی ایسا موقع نہ ملا اب تم بتاؤ کہ تمہارا کیا مذہب ہی شہزادے
نے کہا برادر مین مسلمان ہون خدا کو واحد و لا شریک اور عادل و حاضر و ناظر و قادر مطلق و غائب اور بصیر ہر جگہ
موجود علام الغیوب ستار العیوب علیم حکیم خبیر بصیر جانتا ہون اُسکے انبیا اولیا اوصیا کو رموز اُسی کا
ماہر جملہ عیوب سے پاک و طاہر سمجھتا ہون اگرچہ مال دنیا سے کچھ ایسا میرے پاس نہین ہی کہ تیری مدد
کے عوض مین تیرے لائق کچھ دون مگر دولت دین سے مالا مال ہون اگرچہ مال دنیا سے اس دولت کو
کوئی مناسبت نہین ہی کیونکہ مال دنیا معرض زوال و انتقال مین ہی ... وال
ہی نہ چوری جانے کا کھٹکا ہی اور نہ کسی اور طرح سے اسکے تلف
ہو کیا ... [illegible]

ضایع نکرا اور اپنی اس محنت شاقہ کا معقول عوض سمجھ آگاہ ہوا ای عزیز یہ اسی دولت کی برکت ہی جو کافور شاہ
کو بلا خوف و تردد دلیرانہ جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا ورنہ وہ وقت ایسا نہ تھا جو کوئی زبان ہلا سکتا مین سمجھ
رہا تھا کہ میرا خالق و قادر مطلق میرا حامی و مددگار ہی کافور کیا شی ہی اسی قبیل سے رستم ثانی نے کچھ ایسی
تقریر دین و مذہب کے بارے مین مظفر دزد کے روبرو کی کہ وہ مسلمان ہونے کو بخوشی خاطر راضی ہو گیا
رستم ثانی نے پہلے اُسے کلمہ طیبہ تعلیم کیا پھر کچھ اصول و فروع و دلائل حقیقت اسلام بیان کیے جن کو مظفر دزد
اپنے لوح دل پر نقش کرتا گیا اور مسلمان ہوا راوی کہتا ہی کہ جب رستم ثانی کافور شاہ کے روبرو
گرفتہ و بستہ کرکے لا یا گیا اور بعد گفتگو رستم کو قید خانے مین بھیجنے کا حکم دیا رستم قید خانے کی طرف روانہ
ہوا اُسطرف کافور نے فرعون شاہ کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ بعد توصیف بے حد لات و تعریفات
بے عد مناۃ بفضل بت بزرگ و عنایت خداوند سترگ اُن دونون جوانان باشوکت و شان مین سے جن کے
نسبت منجمان فاضل و پیشین گویان کامل نے خبر دی تھی کہ سر اُٹھائین گے اور مملکت فرعونیہ مین اسلام
کو رواج دین گے اور قیامت ڈھائین گے ایک جوان رستم نام مجھکو دستیاب ہوا ہی اسوقت تک
مین نے بحفاظت تمام مقید رکھا ہی بنا بر اطلاع وہی عریضہ نجس و ناپاک یہ ناچیز ذرہ خاک خداوند اندیشہ
ناک کے جا سے ضرور سکے ملازمون کے حضور مین پیش کرتا ہی قوی امید ہی کہ جلد اسکا جواب حاصل ہوگا
اور یہ نامہ ضلالت ختامہ ایک ملازم تیز و چالاک کے ہاتھ فرعون کو بھیجا ملک فرعون کافور شاہ کے
نامے کو پڑھکے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا خوشی مین قہقہہ مارا دو تین مرتبہ بندر کی طرح اُچھلا کودا پھر منشی
کی طرف متوجہ ہوا کہا کافور شاہ کے نامے کا جواب لکھ کہ ای کافور شاہ بندہ ما بدولت خداوندی قدرت
و جلال کا اور زیادہ مقرر ہو یہ ہماری ہی مشیت تھی جس نے اُس جوان کو یہان سے ڈھکیل کے وہان
بھیجا تاکہ تجھسے کار نمایان ظہور مین آسکے اور تو اُسکے صلے مین ہمارا نظر کردہ ہو ہمارے درگاہ عظمت پناہ
کے مقربون کی فہرست مین تیرا نام بھی داخل ہو دیکھ ہمارا کتنا بڑا رحم و کرم تیرے حال پر ہی جلد اُس جوان
خدا سے نا دیدہ کے پرستش کرنے والے کو ہمارے پاس بھیج دے اور یہ نامہ فرعون شاہ نے شیاطین عیار کے ہاتھ
ملک کافور کو بھیجا اور اُس عیار سے تاکید یہ کہدیا کہ ملک کافور جس قیدی کو تیرے سپرد کرے اسکو بحفاظت میرے پاس پہنچا

اب اس عیار فرستادہ فرعون شاہ کو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور کافور شاہ کی طرف کا حال مذکور ہوتا ہی

شہرزاد بیان سخن پرور این چنین مرد ہی ست کہ اختیار سخن بہتر از زیادہ روی ست جب کافور شاہ
شہزادہ رستم کو قید خانے مین بھیج چکا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھکے روانہ کر دیا دل مین بہت خوش تھا
کہ عنقریب بارگاہ فرعونی [illegible] سے واسطے بطور انعام کچھ آتا ہوگا یا کوئی خطاب خاص ملے اور بارگاہ
فرعونی [illegible] کے مقرب خداوند فرعون کون ہو سکتا ہی اسی طرح کے
[illegible] بارگاہ سے اُٹھا دربار مین پہنچا تمام درباری جمع
[illegible] خداوند فرعون کا کوئی نامہ تو ابھی نہین آیا ہوگا

محبس کا دروازہ کھولا تاکہ قیدی کی خبر لین رستم ثانی کو نہ پایا ایک نے دوسرے سے کہا ای فلان وہ قیدی
محبس مین نہین معلوم ہوتا ہو کیا ہوا کیا کسی اور جگہہ قید کیا گیا ہو دوسرے نے کہا کیا خوب اسی محبس مین
قید تھا ابھی کل کا ذکر ہو کیا کوئی سوئی ہو کہ نہین ملتی ڈھونڈھو اور جہان ہو پیدا کرو نہین ملک کا فور زندہ
نہین چھوڑے گا نہین معلوم کس خرابی سے قرا یک قیدی ہاتھ آیا تھا اب آپس مین مشت لکد کی نوبت آئی سر
پھوٹے ہاتھ پاؤن ٹوٹے ایک نے دوسرے کو مجرم ٹھرایا بکا یک دربار مین ملک کافور کو یہ خبر پہنچی کہ جس
قیدی کو کل قید کرنے کا حکم دیا تھا وہ قید خانے سے خود بھاگ گیا یا اُسے کوئی دوسرا شخص چرا لے گیا
محبس کا قفل اُسی طرح بند رہا دروازے پر نگہبان بہت ہوشیاری سے موجود رہے ہر جگہہ ڈھونڈا کہین پتا
نہین پایا اگر خود بھاگا تو کس طرف سے بھاگا اگر کوئی دوسرا شخص بھگا لے گیا تو کس طرف سے لے گیا آدمی
تھا کھٹمل نہ تھا ملک کافور دست افسوس ملے ایک ایک کی طرف نظر غیظ و غضب سے دیکھا اور کہا اُس
قیدی کو جلد حاضر کرو نہین سب کو کیا چبا جاؤن گا ہر ایک کے گھر کو کولھو مین پلواؤن گا گھرون کو آگ
سے جلواؤن گا یہان سے بہت خوب بہت خوب کہکے لے گئے وہان لے جا کر اپنے پاس گور کیا چاہون
شاندار دیکھا داماد بنانے کی تجویز ٹھرائی ہوگی خداوند کی مار تمھاری جانون پر پڑے بڑا غضب کیا کہین کا
نہ رکھا جلد جاؤ جہان سے بنے ڈھونڈ کے لاؤ مین نہ مانون گا تم سب کی شرارت اس واقعے مین شامل ہو
یہی سبب ہو جو وہ کل دلیرانہ گفتگو کر رہا تھا ورنہ قیدی کی اسقدر مجال کہاں پہلے ہی اس سے پیچ رکھا
تھا اب مجھکو دریافت ہوا کہ اگر اُسکے قتل کا حکم دیتا تو کوئی اُسے قتل نہ کرتا قتل گاہ سے غائب ہو جاتا یہ کہکے
غصے مین ہونٹ چبانے لگا بے اختیاری مین تھرتھرانے لگا تلوار کو میان سے کھینچا کہا آج سب کو قتل کرونگا
مجھکو بڑا رنج دیا ہو کاشکے مین خداوند فرعون کو نامہ نہ لکھتا اب اُسکو کیا جواب دون گا غرض کا سامان
کیا تھا ذلت کا سامنا کرنا پڑا اب سب کے سر کاٹ کے فرعون کے پاس بھیجون گا کہ ان سب نمک حرامون نے
سازش کر کے اُسے غائب کیا ہو بعضے مصاحبون نے دست بستہ بکمال سہولیت عرض کی کہ ای خداوند نعمت
پیر مرشد واقعی بڑا غضب ہوا کہ شکار ہاتھ مین آکر نکل گیا سا تھو اسکے قابل غور یہ بات بھی ہو کہ زندان خانہ
مقفل رہا کوئی دیوار کسی طرف سے شکستہ نہین ہوی پہرے متعدد ہر چہار جانب محبس کے رات بھر
روند پھرتے رہے پھر کیونکر غائب ہو گیا ملک کافور نے کہا مجھسے پوچھتے ہو اگر تمھین فرد کون محافظون سے
پوچھو اور کہا کیا معلوم یہ سب بند و بست فقط زبانی جمع خرچ ہو نہ تم وہان موجود تھے نہ ہم مصاحبون نے
کہا ای بادشاہ محض زبانی خرچ کی تو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ملک کافور نے کہا پھر تم ہی بتاؤ وہ قیدی کیا ہوا
اُن مصاحبون نے پہلے باہم سرگوشی کی بعدہ کہا واقعی کوئی شخص اُس قیدی کو چرا لے گیا اور یہ اور
کسی کا کام نہین ہو مظفر زرد کا کام معلوم ہوتا ہو کل مظفر زرد بھی برابر اُس جوان کو دیکھ بھی رہا تھا اور
کچھ دبی زبان سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جوان کسی شریف قوم سے معلوم ہوتا ہو علی العموم آدمیون مین
سے نہین ہو اُسکو بلا کے پوچھا چاہیے شاید اس سے کچھ پتا ملے ۔ امظفر زرد
کو ہمارے روبرو جلد حاضر کرو ملازم گئے اور مظفر زرد کے

زرد

متعلق نہین ہی پھر کیون بلایا ہی جاؤ کہو جب فرصت ہوگی کسی وقت چلے آوینگے وہ ملازم واپس گئے اور
ملک کافور سے کہا مظفر وزیر اسوقت کسی ضروری کام مین مصروف ہی فرصت کے وقت آنے کا وعدہ کیا ہی
ملک کافور نے کہا ارے نمک حرامون کام کیسا اس کام سے بڑھکے بھی کوئی کام ہو سکتا ہی جاؤ اُسکو ابھی
لے آؤ وہ ملازم پھر گئے اور مظفر سے کہا جلد چلو بادشاہ نے ابھی بلایا ہی اگر کوئی ضروری کام ہو اُسے ملتوی
کرو بادشاہ کے کام سے بڑھکے کوئی کام نہین ہو سکتا ہی مظفر نے آہستہ کہا میان کہو تو وہ ضروری کیا کام ہی جسکے
واسطے بادشاہ نے اس شدت سے یاد کیا ہی ملازمان شاہی نے کہا ہم کچھ نہین جانتے تمکو چلنا ہوگا اُسنے
کہا یار عزیز تم اسقدر گھبرائے ہوے کیون ہو چلنے سے مین نے کب انکار کیا اب نہین تھوڑی دیر کے بعد
سہی سب نے مظفر کی کمر مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا بس اسی مین خیریت ہی کہ چپکے چلو ابھی چلے آنا ورنہ
بہتر نہ ہوگا مظفر نے کہا اچھا ٹھہرو کپڑے تو پہن لون سب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر جلدی آؤ مظفر نے
کہا ابھی اور گھر مین جاکے کپڑے پہنے باہر آیا سب کے ہمراہ ملک کافور کے دربار مین پہنچا ملک کافور
نے مظفر سے کہا اے مظفر کل تو یہان موجود تھا جو ایک جوان مقید کرکے لایا گیا تھا اور بعد گفت وشنید بسیار
اُسکو قید کرنے کا مین نے حکم دیا تھا چنانچہ یہ سب ملازم اُسکو محبس مین لے گئے اور دروازہ محبس کا
مقفل کرکے ہر چہار جانب محبس کے رات بھر نگہبانی کی صبح کو محبس اُس قیدی سے خالی پایا یہان سب کی
عقل حیران ہی کہ یہ کیا طلسم ہی اگر کہین وہ جوان خود بھاگ گیا تو کسطرح اس بندوبست سے بھاگ گیا
اگر کہین کہ کوئی شخص اُسکو بھگا لے گیا تو وہ کون شخص ہی جو بھگا لے گیا اور کسطرح بھگا لے گیا تو اس بار
مین کیا کہتا ہی اُسنے کہا یہ گول گول باتین تو مین سمجھا نہین اصل مطلب اپنا کہو کہ مجھے کیون بلایا ہی وہ تو
جو کچھ ہوا سو ہوا وہ جوان خود بھاگ گیا تو اور اگر کوئی دوسرا شخص اُسکو بھگا لے گیا تو ہر طرح وہ محبس شاہی مین
نہین ہی ملک کافور نے کہا اگر اصل مطلب پوچھنا چاہتا ہی تو تیرے خلاف نہ ہو تو کہا جاے اُسنے کہا
ضرور کہو میرے خلاف نہ ہوگا ملک کافور نے کہا یہان سب کا خیال یہ ہی کہ اُس قیدی کے غائب
ہونے کا سبب تو ہی مظفر وزیر نے کہا کیا خوب جسطرح میری نسبت سب نے خیال کیا ہی اُسی طرح ممکن ہی کہ مین
بھی سب کی نسبت خیال کرلون کہ اُس قیدی کے غائب ہونے کے سبب یہ سب ہین صاحب کوئی دلیل ہونا
چاہیے کوئی دعوی بلا دلیل کے صحیح نہین ہوتا اور ملازمون کی طرف متوجہ ہوکے کہا قفل محبس کا بند پایا
سب نے کہا ہان مظفر نے کہا محبس کی دیوارین سب محفوظ پائین سب نے کہا بے شک مظفر نے کہا شب کو
کسی وقت محبس کا قفل کھولا تھا سب نے کہا ہرگز نہین مظفر نے کہا خوب دیکھ کے قیدی کو محبس مین بند کیا تھا
سب نے کہا البتہ مظفر نے کہا قیدی کو محبس مین بند کرتے وقت مجھکو اُسکے قریب کہین دیکھا تھا سب نے
کہا ہرگز کہین نہین دیکھا مظفر نے کہا پھر کیا تم حرف بکتے ہو ضرور تم سب کی سازش ہی تم خود ہی پیدا کرسکتے ہو
اور کہان سے لاؤگے یہ کہا اور اپنے یہان چلا آیا رستم ثانی نے پوچھا اے برادر مظفر کہان گئے تھے
مظفر نے کہا اے [illegible] ملک کافور کے یہان بڑے مرشد مجمع مین سب بالاتفاق بادشاہ
سے غائب ہوگیا اور اُسکے یہان ہی مگر مین نے انکار کیا رستم ثانی
جوان کہ کسی طرح ملک کافور کے دربار مین پہنچون اسوقت مین
بانی گفتگو پر اکرتا ہوئی ورنہ اسی وقت فیصلہ ہوجاتا مظفر وزیر نے کہا

ای جوان کیا کہتا ہی ایک کے واسطے دو کافی ہوتے ہین تو تنہا وہان صدہا بلکہ ہزارہا کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہی
رستم ثانی نے کہا ای برادر یہ کیا کہتے ہو سامنا ہو جاے گا تو انشاء اللہ حال معلوم ہو جاے گا اسطرف کا
حال سنیے کہ جب مظفر اپنے مکان کو چلا آیا انھین مصاحبون نے ملک کافور سے کہا ہمارا مشورہ یہ ہی
کہ وہ جوان مظفر ہی کے یہان ہی ملک کافور نے کہا اگر یہ کہتے ہو تو ممکن ہی کہ مین ہر چہار طرف سے مظفر کے
مکان کو گھر والون اور کچھ لوگ مکان کے اندر جاکے تلاش کرین مگر اس تدبیر مین یہ نقص ہی کہ اگر تمھارا خیال
غلط نکلا تو یہ دوسری ندامت ہوگی ان سب نے کہا پہلے مظفر کو بلا کے حجت تمام کر لی جاوے بعد یہ
تدبیر عمل مین لائی جاوے ملک کافور نے بار دیگر ملازمون کو بھیجا ملازم گئے اور مظفر کو آواز دی مظفر
گھر مین موجود تھا اور رستم ثانی سے یہی باتین کر رہا تھا جو ہین ان ملازمان شاہی کی آواز سنی کہا ای
جوان دیکھو وہ ملازم پھر آئے ہین غالبا بادشاہ نے مجھے پھر اسی واسطے بلایا ہوگا رستم ثانی نے کہا ای
برادر اس مرتبہ تو ہرگز انکار نہ کرنا پھر تو جو کچھ ہوگا وہ ہوگا مظفر نے کہا بہتر یہ کہا اور باہر آ کے کہا اب کیا ہی
ان سب نے کہا پھر ملک کافور نے یاد کیا مظفر ان سب کے ساتھ پھر ملک کافور کے پاس پہنچا
ملک کافور نے کہا ای مظفر ہمکو قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان کو تو ہی رہا کر لے گیا مظفر نے کہا ای
بادشاہ واقعی اس جوان کو مین رہا کر لے گیا میرے گھر مین موجود ہی بادشاہ نے ملازمون کو حکم دیا جلد جاؤ
اس جوان کو گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے حضور مین حاضر کرو مظفر نے کہا ای بادشاہ دران حالیکہ مین
اقرار کرتا ہون پھر کیا ضرور ملازمون کے بھیجنے کی ہی مین جاتا ہون اپنے ہمراہ لیے آتا ہون جب وہ
یہان آجاے اسوقت اختیار ہی ملک کافور نے ملازمون کو منع کر دیا اور مظفر دزد سے کہا اچھا کیا
مضائقہ ہی تو ہی اپنے ہمراہ لے آ مظفر مکان پر آیا شہزادے سے کہا چلو بادشاہ نے طلب کیا ہی شہزادے
نے کہا حاضر ہون در چلین گے یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا براق زیب تن کیے مظفر دزد بھی ہمراہ ہوا شہزادہ دربار
مین ملک کافور کے آیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیگیا جو ہین ملک کافور کی نظر شاہزادہ رستم پر پڑی پکار کے
کہا لینا اس جوان جانے نہ دینا ایسا نہو یہ جوان پھر ہاتھ سے نکل جاے تمام ملازم ہر چہار جانب سے شاہزادے
کی طرف دوڑے رستم ثانی جست کر کے تخت ملک کافور پر پہنچا اور کافور کے کمر مین ہاتھ ڈال کے بسبکی تمام
سر سے بلند کر لیا اور دست راست مین شمشیر آبدار علم کر کے ان گبرون کے مجمع مین در آیا مظفر نے جو دیکھا کہ
رستم ثانی آمادہ حرب ہی اور ملک کافور کو جاے سر ہاتھ پر بلند کیے ہوے ہی خود بھی اس مجمع مین در آیا اسوقت
تمام ملازمون پر رستم ثانی کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کسی کی شہزادے کے قریب آنے کی جرات نہ ہوئی سب
ایک جا جمع ہو سکے اور باواز بلند کہا ای بادشاہ اگرچہ تو اس جوان کے قبضے مین ہی مگر ہم اس غرض سے علیحدہ
ہین کہ شاید ہمارا تعرض کرنا تیرے خلاف ہو اگر تیری راے ہو تو ہم اس جوان پر حملہ کرین یہ تو ہم خوب جانتے
ہین کہ اگر خداوند فرعون تیری مدد کرے گا تو تیری جان اس جوان کے دست زبردست سے بچ جائیگی
ورنہ مشکل ہی ملک کافور نے کہا ہزار ہزار لعنت ہی خداوند فرعون پر اگر اسکو کسی طرح کی قدرت حاصل ہوتی
تو مین اس نوبت کو کیون پہنچتا اور رستم ثانی سے کہا ای جوان مجھے پناہ مانگتا ... کہ مہلت دے پھر
مجھکو مجھسے کہنا ہی شہزادے نے بسہولت ملک کافور کو زمین پر رکھ دیا
... کے قریب آنا چاہا شہزادے نے کہا ای کافور اپنے ملازمون کو منع

سزائے سخت دونگا ملک کافور نے ملازمون سے کہا خبردار خبردار آگے نہ بڑھانا اپنی جگہہ پر مقیم رہو اور شہزادے سے کہا ای جوان اسوقت سے مجھکو خدا وند فرعون کی خداوندی کی حقیقت دریافت ہوگئی بیان کر کہ تیرا مذہب کیا ہی مین بھی تیرے مذہب کو اختیار کرونگا شہزادے نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اُسنے باواز بلند کہا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ اس عرصہ مین تمام فوج کافور شاہ کی جسکی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تھی آکے جمع ہوگئی اور چاہا کہ رستم ثانی پر حملہ کرے رستم ثانی بھی شمشیر آبدار تولکے آمادہ پیکار ہوگیا ملک کافور نے تمام لشکر سے کہا خبردار اس جوان سے کسی طرح کا تعرض نہ کرنا ورنہ بجز ہلاک ہونے کے کچھ فائدہ نہ ہوگا دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاک کرنا ہرگز مناسب نہین ہی اور اگر تمکو کسی طرح کا خیال فرعون کی خداوندی کا ہی تو مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ یہ خیال محض ہیچ و پوچ ہی فرعون مین کسی طرح کی طاقت نہین ہی ہان اگر طاقت ہی تو اُس خدا سے بزرگ مین ہی جسکی پرستش یہ جوان کرتا ہی مین تم سب کو ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس جوان کے مذہب کو اختیار کرو جسطرح مین نے اُسکا مذہب اختیار کیا ہی چنانچہ تمام لشکر مسلمان ہوا ملک فرعون نے رستم ثانی کو دربار مین لایا اور تخت حکومت پر بٹھا کے خود دست بستہ مثل ملازمان ادنی کے شہزادے کے روبرو ایستادہ ہوا

اس حال فیروزی مآل کو بیان مثنوی رکھا جاتا ہی اور بار دیگر شاہزادہ والا و بدیع الملک والا گہر کے حال مین قلم فرسا کی جاتی ہی

وقلم اُسی رنگ سے ہر گل کا ہی تشبیہ دل کا
زمانے مین جسکو عشق مرغ سحر ہی کی گل کا
کبھی کہسار مین جاتا کبھی ہر وادی مین آ رہتا
کہیون کشتہ مین اے جفا گل تری تیغ تغافل کا
نہین آغاز خط اس رشک گل کے روی رنگین پر

وہی نالہ ہی بلبل کا وہی شیوہ ہی قلقل کا
سُنا جب مین نے وہ گہر یہ بن ہو مشتاق ہوا
رہا وحشت مین بھی عالم ترقی و تنزل کا
ہوا و اللہ ہی رشک چمن [illegible]
دلا یہ برگ گل پر عکس ہی سبزہ کا ن بلبل کا

اُٹھی سا نہ سا [illegible] گل صبا کا سکی کہی
دریا نا [illegible] سے درین کیا بل کا
فرشتہ بھول [illegible] مجھکو اٹھا مین کے عشق مین
[illegible] بن گیا بلبل ہمارا ہاتھ کے گل کا

راویان حیرت بیان و سخنوران مضامین ندرت توامان اسطرح نوک زیر خامہ شیرین شمامہ ہوتے مین کہ شاہزادہ بدیع الملک خواجہ سالار بربری کے ساتھ چندروز تک گرم صحبت رہا خواجہ سالار بربری نہایت خاطرداری و مدارات سے پیش آیا بعدازان دونون وہان سے روانہ ہوے منزلین طی کرتے چلے جاتے تھے اثنا سے راہ مین ایک جگہہ توقف کیا وہان سے قریب ایک عمارت عالیشان نظر آئی خواجہ سالار بربری نے کہا ای جوان یہ عمارت اس جگہہ کیسی ہی کیا کوئی امیر کبیر یہان رہتا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ جہان تم وہان مین بھی ہون مجھکو کیا معلوم کہ یہ عمارت کیسی ہی اور مالک اس عمارت کا کون ہی خواجہ سالار نے کہا مجھکو اس عمارت کے طرز سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ قلعہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی ہنوز چند لمحے بھی توقف کو نہ گذرے تھے کہ زیر دیوار قلعہ دیکھا کہ ایک شخص ایک طفل دہ سالہ کو لیے چلا آتا ہی اور لڑکا نہایت درد آمیز آواز سے زار و قطار رو رہا ہی پائین قلعہ ایک مقام پر عمیق ایک خندق ہی وہ شخص اُس لڑکے کو لیے ہوے اُس خندق کے قریب آیا اور نہایت بیدردی سے لڑکے کو خندق [illegible] وہان سے غائب ہوگیا اب اُس لڑکے کے رونے کی بھی آواز [illegible] خواجہ سالار بربری سے کہا ای خواجہ کچھ تمہاری سمجھ مین آیا کہ [illegible] خندق مین کیون گرا دیا خواجہ سالار بربری نے کہا شہزادے [illegible] کوئی دزد ہو یہ لڑکا کچھ زیور وغیرہ پہنے ہوگا دزد نے

اُسے لے آیا اور زیور سارے لیکے اُسے اِس خندق میں گرا دیا تاکہ افشا سے راز نہ ہو چلو اس خندق میں اگر وہ
لڑکا زندہ ہو تو نکال لیں حقیقت امر کو اُس سے دریافت کریں دونوں اُس خندق کے قریب آئے چونکہ
اُس خندق میں بسبب عمیق ہونے کے اندھیرا تھا کچھ نہ معلوم ہوا شاہزادے نے کہا اے خواجہ وہ لڑکا اُس
خندق میں گرکے بے جان ہو گیا ہوگا یہ کہا اور تاسف کرتے ہوئے دونوں وہاں سے قیام پر چلے آئے سامنے دیکھا
ایک مرد اور ایک عورت دونوں زار زار روتے اور پیٹتے چلے آتے ہیں جب وہ دونوں زن اور مرد قریب
آئے شہزادے نے سبب گریہ کا پوچھا اُن دونوں نے کہا اے جوان کیا پوچھتا ہے آج دوسرا روز ہے کہ ہمارا لڑکا
غائب ہو گیا ہے کل سے ہم دونوں سرگردان پھر رہے ہیں کہیں سراغ نہیں ملتا وہی ایک ہم دونوں کی زندگی
کا سہارا تھا ہزار ناز و نعمت و مشقت و محنت سے اُسے پالا تھا کیا کہیں کہ اُسکی مفارقت سے کس طرح دل تہ
و بالا ہو رہا ہے یہیں قریب ایک دیہ ہے اُسمیں ہم رہتے ہیں شہزادے نے پوچھا تھا کہ لڑکا کچھ زیور کسی قسم
کا بھی پہنے تھا اُن دونوں زن و مرد نے کہا اور تو کچھ نہیں البتہ ایک زنجیر طلائی اُسکے گلے میں پڑی تھی شہزادے
نے کہا ہاں ہمکو معلوم ہو گیا آگاہ ہو کہ وہ لڑکا اس غار میں ہے ایک شخص اُسے گرا کے چلا گیا اب معلوم ہوا کہ
وہ دزد تھا اگر پیشتر معلوم ہوتا تو اُس لڑکے کو چھین لیتے اُن دونوں زن و مرد نے دست بستہ بکمال الحاح
و زاری کہا اے جوان مجھپر احسان کرو بتا دو وہ مقام کون سا ہے شہزادہ اُن دونوں کو ہمراہ لے کے اُس مقام پر
آیا جہاں سے اُس لڑکے کو گرا دیا تھا چونکہ وہ مغاک نہایت گہرا اور تاریک تھا کسی کی جرات اندرون مغاک
جانے کی نہ ہوئی اُس مرد نے درخت کی تازہ شاخوں سے ایک ٹوکری بنائی رسی باندھی عورت کو ٹوکری میں
بٹھایا اور مغاک میں پہنچایا جب وہ عورت اندر پہنچی لڑکے کو بیہوش پایا سمجھی کہ بیجان ہے پکار کے کہا
ہاں میرا لڑکا یہاں ہے اور اُسکو گود میں لے کے ٹوکری میں بیٹھی شاہزادے اور اُس مرد نے رسی کھینچی لڑکا
باہر آیا دیکھا گلے میں وہ زنجیر طلائی نہیں ہے وہ مرد شہزادے کے دست و گریبان ہوا اور کہا اے جوان یہ فعل
تیرا ہے کہ اس لڑکے کے گلے سے زنجیر طلائی اتار لی اور اس معصوم کو گڑھے میں گرا دیا لا میری وہ زنجیر طلائی دے
اور میرے ساتھ حاکم کے روبرو چل میں تجھکو رہا نہ کروں گا خواجہ سالار بربری نے کہا اے شخص تیرا خیال
کس طرف ہے یہ جوان اُس مرتبے کا نہیں ہے کہ ایسی بیہودہ حرکت عمل میں لائیگا اُسنے کہا اگر یہ جوان
اس حرکت کا باعث نہیں ہوا ہے تو اُس شخص کا نشان دے جس نے یہ ظلم کیا شہزادے نے کہا اے شخص
مجھکو کیا معلوم کہ وہ شخص کون تھا اور چند لمحہ توقف کر تیرا لڑکا بیجان نہیں ہو گیا ہے بیہوش ہے ہوش
آئے تو یہ تمام حقیقت مفصل بیان کر دے گا غرضکہ چند ساعت کے بعد اُس لڑکے کو ہوش آیا اُس سے استفسار
حال کیا اُسنے تمام حقیقت مفصل بیان کی اور شہزادے کو کہا کہ میں نے اسوقت کے سوا کبھی انکی صورت
بھی نہیں دیکھی اُس لڑکے کے باپ نے بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ میں اُسوقت اُسکے بیہوش ہونے سے
ایسا گھبرا گیا تھا کہ مطلق نیک و بد کا تمیز نہ تھا شہزادے نے کہا اب میں تجھکو رہا نہ کروں گا جب تک کہ تجھکو
مسلمان نہ کروں گا اُسنے کہا پہلے اپنے مذہب کے عقائد بیان کرو اور حقیقت کو بدلائل واضح اظہار کرو تو
مضائقہ نہیں شاہزادے نے نہایت فصاحت سے دین اسلام ظاہر کیا وہ شخص مسلمان
ہوا اور شہزادے سے رخصت ہو کے اپنے مقام قیام کو
گردش روزگار نے یاران ہمدم خواجہ سالار بربری سے کہا اے خواجہ

ایک

پیچھے آتے ہین خواجہ نے کہا کیا عجب ہی یکایک دامن گرد چاک ہوا دکھا اکتالیس سوارون کا مجمع چلا آتا ہی اور
وہ سوار برابر قلعہ کے پہنچے نعرہ مارا کہ ای نابسردم تم کیون اسطرف آئے تم نہین جانتے کہ اسطرف سے
کوئی صاحب مال بخیریت نہین گذر سکتا لاؤ جسقدر مال و اسباب تمھارے پاس ہی ہمکو دے دو ورنہ
تمھاری خیریت نہین ہی تمام اہل قافلہ سراسیمہ و حیران ہوئے خواجہ سالار نے بدیع الملک سے کہا ای
شہزادے یہ دوسری مصیبت نازل ہوئی پہلا وہ واقعہ کہ لڑکے کو کسی نے گڑھے مین پھینکا اور الزام
ہماری طرف عائد کیا گیا اب یہ واقعہ روبکار ہوا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ مطمئن رہو کیا مجال ان
نابکارون کی جو ہمکو کسی طرح کی گزند پہنچا سکین بعد ازان مرکب کو راہزنون کی جانب مہمیز کیا اور قریب
پہنچ کے باواز بلند کہا کون ہی تم سب کا سردار ہمارے روبرو آئے سردار ان راہزنون کا شہزادے کے
قریب آیا اور کہا ہم ہین ان سب کے سردار کہو کیا کہتا ہی شہزادے نے کہا تیرا کیا مطلب ہی اسنے کہا ہمارا
مطلب یہ ہی کہ تمام مال و اسباب قافلہ کا لے لین اگر کوئی اہل قافلہ سے کسی طرح کا تعرض کرے اسکو ہلاک
کرین شہزادے نے کہا پھر اگر یہی ارادہ ہی تو دیر کیون کرتا ہی وہ جھنجلا کے شہزادے کے قریب آیا تا کہ
وار کرے شہزادے نے پھرتی تمام اسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور تلوار علم کر کے
اسکے سواران ہمراہی کے مجمع مین در آیا اس دزد نے اپنے ہمراہیون سے پکار کے کہا ای یارو بیکار
تمھارا جد و جہد کرنا ہی اس جوان سے تم مین سے کوئی سربر نہ ہوگا بے کار جانین تلف ہونگی اور شہزادے
سے کہا ای جوان تجھکو قسم ہی اس شخص کی جسکو تو زیادہ دوست رکھتا ہی سچ بتا تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی
شہزادے نے کہا ای دزد آگاہ ہو کہ مین ایک بندہ حقیر و ذلیل اپنے خدا ے واحد لاشریک کا ہون البتہ
دین اسلام کے رواج دینے مین کمر ہمت کو مستحکم باندھے ہوے ہون خدا کے فضل سے اسوقت تک
میرا ارادہ استحکام کو پہنچتا جاتا ہی میرا نام بدیع الملک ابن نور الدہر بن بدیع الزمان ای دزد اگرچہ اسوقت
ہر طرح مجھ سے قبضے و اختیار مین ہی اور یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ تیرے پیشے کے اعتبار سے
کسی طرح کی امید نہین ہو سکتی تاہم اگر دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کرے تو مین تجھکو رہا کر دون اس دزد
نے کہا مین بے شک دین اسلام قبول کرنے کو آمادہ ہون شہزادے نے فورًا اسکو بسہولیت تمام زمین پر
رکھ دیا اس دزد نے بحیرت شہزادے کو از سر تا پا دیکھ کے کہا ای جوان مجھے حیرت ہی کہ تو انسان ہی یا کوئی
فرشتہ انسان کی صورت سے مشابہ ہوکے پردہ دنیا پر آیا ہی اچھا اپنے مذہب کے عقائد بیان کر
شاہزادے نے اول کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ مختصر دلائل دین اسلام کے حق ہونے مین بیان کیے
بعدہ پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی اور کون ہی اسنے کہا شہریار میرا قصہ عجیب ہی آگاہ ہو یہان سے قریب
ایک شہر ہی شہر مراد نام وہان کے حاکم و فرمانروا کو ملک مراد کہتے ہین میرے پدر عظیم خواجہ بہرام نام
ملک مراد کے وزیر ہین اور مین باتفاق قضا و قدر ملک مراد کی دختر رشک قمر بہزار جان فریفتہ ہون پھر
ہی جب سے [illegible] کی طرح سے ہون پریشان جب کسی کی [illegible] نہین اس محبوبہ کا نام
جان [illegible] اور کہا ہان سے بازگو از قصہ آن آفتاب ◆ تا شود کم زندگی
از [illegible] از قصہ جان جہان [illegible] ہی زمانے مین مین غم ہجر
[illegible] مین کھلنے لگا کبھی خلوت سے نکلتا رات دن رویا کرتا کسی سے

بات کا کیا ذکر وہی ہر دم فکر نوبت باینجا رسید کہ بدر سے ہلال ہو گیا ہے کی طرح مبتلا سے وبال ہوا لمحہ بلحہ
اضطراب انتشار بڑھا کرتا ہے دوہا پڑھا کرتا ہے پریتم آؤ نین مین نین موند مین لون نا مین دیکھون اور کو
نا تو ہی دیکھن دون یہ کہا اور نفس سرد بھر کے یاد محبوب مین آبدیدہ ہو گیا اور کہا شہر کاہی شہر پر سعادت قرین
زر دے تو روشن زمان و زمین اب سنو کہ اس نواح مین ایک گاؤن ہے وہان ایک دزد سرکش پانچ سو
آدمیون کی جمعیت سے مقیم ہے بڑا ظالم بے دین ہے اُسنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو کوئی اُسطرف سے گذرتا ہے
اُسکو لوٹ لیتا ہے اور نہایت بے دردی سے ہلاک کرتا ہے اگرچہ فرعون بھی ہو تو وہ خائف نہین ہوتا ہزارون
تاجر ہلاک ہوے بیشتر مالدار نان شبینہ کو محتاج ہو گئے اُسکی سرکشی سے بادشاہ تک عاجز ہے صدہا مرتبہ فوج
بھیجی کہ اُسکو گرفتار کر لاؤ یا موقع مل جاے تو ہلاک کرو مگر ممکن نہ ہوا صدہا آدمیون سے وعدہ کیا کہ جو کوئی
اُسکو گرفتار کر لاے گا یا ہلاک کرے گا اُسکو مال دنیا سے مالا مال کر دون گا مین نے درخواست کی کہ یہ خدمت
میرے سپرد ہو مین ضرور بادشاہ کے اقبال سے اُسے ہلاک کرون گا یا گرفتار کر لاؤن گا ہر طرح اس قضیے کے
پاک کرنے کو مستعد ہون مرادشاہ میرے اس ارادے سے بہت خوش ہوا اور کہا جسقدر اس قضیے کے
پاک ہونے مین مدد کی ضرورت ہوگی مین مہیا کر دون گا مین نے کہا مگر یہ معاملہ ایک شرط سے مشروط ہے مرادشاہ
نے کہا بیان کرو شرط کیا ہے مین اُس دزد کی شرارت سے بہت عاجز ہون حتی الامکان اُس شرط کے پورا
کرنے مین قصور نہ کرون گا مین نے کہا وہ شرط ایک اعتبار سے مشکل ہے اور ایک اعتبار سے سہل ہے اسوقت
شرط کا اعلان نامناسب معلوم ہوتا ہے بذریعۂ تحریر مطلع کرون گا غرضکہ بذریعۂ تحریر مرادشاہ کو مطلع کیا کہ اگر یہ کام مجھسے
انجام پا جاوے تو شاہزادی کو مجھسے منسوب کر دینا مرادشاہ نے ارکین سلطنت سے اس بارے مین مشورہ کیا
سب نے یہی راے دی کہ شرط منظور کر لینا مناسب ہے اسواسطے کہ اول تو اُس دزد سے سر ہونا دشوار
امر ہے اور بالفرض حسب مراد کام انجام پایا تو شہر مین امن و امان ہو جاے گی شاہزادی کی شادی ایک روز
احمر محمود سے ہونا ضروری امر ہے پھر ایک کام ہی انجام پایا سہی اہل شہر پر اس دزد کا اگر یہی غلبہ رہا تو چند
روز مین حکومت کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جاے گی ناچار بادشاہ نے اس شرط کو منظور کر لیا حتی کہ مین بارہ ہزار
سوار کی جمعیت ہمراہ لے کے اُس دزد کا متعرض حال ہوا اول اُس دزد نے مجھکو سمجھایا کہ اس خیال خام سے
درگذر ورنہ انجام بہتر نہ ہوگا بارہ ہزار سوار کیا اگر بارہ لاکھ کی جمعیت بھی تیرے ہمراہ ہوگی تو میرے مقابلے
مین سرسبز نہ ہوگا مین اپنے ارادے پر مستقیم رہا مگر نتیجہ وہی ہوا جو اُس دزد نے کہا تھا یعنی بعد جنگ و جدل بسیار
مین پسپا ہوا اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکے مردمان ہمراہی نہایت قوی اور دلیر ہین اور خود بھی ایک پہلوان بے نظیر
ہے میرے پسپا ہونیکی خبر بادشاہ کو پہنچی وہ بھی بہت متاسف ہوا مین نے بسبب شرم کے مرادشاہ کا سامنا نہ کیا اور
دوسری مرتبہ اور زیادہ فوج سامان ہمراہ لے کے اُس دزد کا مقابلہ کیا اولاً اس مرتبہ بھی اُس دزد نے
مجھکو سمجھایا کہ اس زحمت کو بیکار گوارا کرتا ہے اب بھی وہی نتیجہ حاصل ہوگا جو اول مرتبہ حاصل ہوا مین نے
اُسکے کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی اور اس مرتبہ بہت کوشش کی مگر نتیجہ شکست ہی ہوا ایک مرتبہ شب خون
مارا پھر بھی اُس دزد کو نہ پایا اور اُس پہلوان بے مثل نے [illegible] ۱۰۰۰ داد مردانگی دی کہ جیسا
چاہیے اسی طرح چند مرتبہ مین نے حملہ کیا لیکن اُسکے دامن [illegible]
پندرہ ہزار سوار مین سے صرف یہ چالیس سوار ہمراہ [illegible]

بارہ
[illegible]

قتل ہو گئے مین نے بسبب شرم و حیا کے اپنے مسکن کے سکونت کو ترک کر دیا اور کسی کا سامنا نہ کیا جب یہ خبر میرے پدر معظم کو پہنچی وہ مجھسے بہت ناراض ہوے اور میرے نام عتاب آمیز ایک نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ او ناشدنی بیہودہ بے وقوف کیا تجھکو خبر نہ تھی کہ بادشاہ نے کیسی کیسی کوششین اُس دزد کی گرفتاری و ہلاکت کی کین مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تو بجاے خود کیا سمجھا جو اس امر محال کا درپے ہوا اور مفت فوج شاہی کو ہلاک کرا دیا اور اب منہ چھپاتا پھرتا ہے کب تک منہ چھپاے گا جس دن سامنا ہو جاے گا اُسی دن بادشاہ اس نادانی کے عوض مین تجھکو ہلاک کرے گا اگر غیرت رکھتا ہے اور جان بچانا چاہتا ہے تو اب مدت العمر یہان کسی کو منہ نہ دکھانا اے شہریار حسب سے مین یہان مقیم ہون اور مجبوری کی حالت مین خود بھی قزاقی پیشہ اختیار کیا ہے اسواسطے کہ جن لوگون پر میری بسر اوقات کا مدار ہے وہ سب مجھسے برخاستہ ہین اور میرا نام قارن بن بہرام ہے اصل پیشہ میرا قزاقی ہرگز نہین ہے مجبوری کی حالت مین بجز اس پیشے کے کوئی چارہ نہ دیکھا آج تک کوئی ایسا حامی و مددگار پیدا نہ ہوا کہ مجھکو اس زحمت سے نجات دیتا اور یہان سکا ساکن رہتا اے شہریار یہ بھی عرض کر دینے کے قابل بات ہے کہ مین اُسوقت تک ہرگز اس زحمت و مصیبت سے نجات نہین پا سکتا جب تک کہ وہ دزد گرفتار نہین ہوتا اور صرف یہی زحمت نہین ہے کہ کسی کو صورت نہین دکھا سکتا اور یہ پیشہ بد اختیار کیے ہوے ہون بہت بڑی زحمت یہ ہے کہ جب اُس محبوبہ آرام جان کا خیال آتا ہے دل چاہتا ہے اپنے کو ہلاک کر دون یا جسطرح ممکن ہو اُس تک پہنچون کاشکے اگر وہ دزد گرفتار و ہلاک نہ ہوا تھا تو مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا تا کہ اس کاہش جان سے نجات ملتی سچ کہا ہے نظم عشق ہے تازہ

کار و تازہ خیال ہر جگہ اسکی نئی ہے چال
کہین آنکھون سے خون ہو کے بہا
کہین پتنگا چراغ کا پایا
کہین باعث ہے دل کی تنگی کا
کہین قمری کا طوق گردن ہے
آرزو ہے امیدوارون کی
نگہ یاس مضطر کیشان ہے
ہے کہین دل جگر کی بے تابی

دل مین جا کر کہین تو درد ہوا
کہین سر مین جنون ہو کے رہا
ہے کسی دل مین نالۂ جانکاہ
کہین موجب شکستہ رنگی کا
کہین شیون ہے اہل ماتم کا
دردمندی جگر فگارون کی
حسرت آلودہ آہ ہے یہ کہین
ہے کسی مضطرب کی بے خوابی

کہین سینے مین آہ سرد ہوا
گہہ نگہ سے اسکو داغ کا پایا
ہے کسی لب پہ ناتوان کے آہ
کہین افغان مرغ گلشن ہے
کہین نوحہ ہے جان پہ جسم کا
نمک زخم سینہ ریشان ہے
شوق کی ایک نگاہ ہے یہ کہین

اے شہریار والا تبار کہان تک اپنی کاہش جان اور اس عشق غارت کردین و ایمان کے ماجرے کو بیان کرون شعر خار خار دل غریبان ہے + انتظار بلا نصیبان ہے :: ایسی تقریب ڈھونڈلاتا ہے :: کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے :: بدیع الملک کو اس جوان گرفتار بلاے محبت کے حال پر اضطراب پر نہایت افسوس ہوا کہا خیر یہ تو مین نے بخوبی سنا اب اپنی دلی خواہش بیان کر اُسنے کہا اے جوان اقبال نشان مصرع آنچہ کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + اگر تمھاری کوشش وسعی سے وہ دزد ہلاک ہو جا[illegible] گا اور میری محبوبہ و مطلوبہ یعنی دختر مرادشاہ مجھ تک پہنچ جاے گی تو رہتی عمر بندۂ احسان رہونگا [illegible] قابلیت نہین ہے جو کسی کی مطلب برآری کر سکون لیکن اس [illegible]
[illegible] کی امید رکھا کیا عجب ہے کہ میری کوششین بار اس [illegible]
[illegible] دوسرے روز کوچ کیا جب اس مقام کے قریب

پہنچا کہ جہان وہ دزد رہتا تھا اُس دزد کے نام رقعہ لکھا کہ ہم یہان وارد ہوئے ہین اور خاص تجھسے کچھ کہنے کو
آئے ہین بمجرد دیکھنے اِس رقعہ کے اپنے کو یہان پہنچا وہ دزد اِس مضمون کے رقعہ کو پڑھکے آگ ہو گیا
اور اُسی وقت اپنے ہمراہیون کو بلا کے کہا تم مین سے کوئی راقم رقعہ کو پہچانتا ہی سب نے کہا ہمنے کبھی
بدیع الملک کو دیکھا ہی نہین اُس دزد نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ راقم رقعے کی اجل قریب ہی جو اسطرح
بے باکانہ یہان چلا آیا ہی جلد تم سب مسلح اور مکمل ہو آنا فانا سب تیار ہو گئے وہ دزد سب کو ہمراہ
لیکے شہزادے کے روبرو خیمہ زن ہوا اور بآواز بلند کہا کہان ہی بدیع الملک راقم رقعہ آوے
اور جو کچھ اُسے کہنا ہی ہمسے کہے شہزادہ قریب آیا اور کہا ہم ہین بدیع الملک راقم رقعہ ہمکو تجھسے کہنا یہ ہی
کہ بیچ تو بندگان خدا کا مال بجبر لیتا ہی اور مفت اُنکی جانین تلف کرنے پر آمادہ ہی تجھکو کچھ خوف خدا
نہین ہی خیر گذشتہ کے بابت تو ہم کچھ نہین کہنا چاہتے البتہ آیندہ ایسی حرکات ظلم سے باز آ ورنہ سزا
سخت پاوے گا اُس دزد نے کہا تجھسے پیشتر لوگ مجھکو سزاے سخت دینے کے درپے ہو چکے ہین اب تو
باقی ہی جب مین نے ملک مراد اسپے بادشاہ کی وقعت نہ جانی تو تو کیا حقیقت رکھتا ہی خواہ مخواہ اپنی
ہلاکت کے درپے ہوا ہی اب مین تجھسے کہتا ہون کہ جو کچھ تیرے پاس مال و اسباب ہی میرے حوالے کر اور
جسطرف سے آیا ہی اُسی طرف واپس جا مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی بدین وجہ تیرے جان سے تعرض نہ کرونگا
ورنہ آمادہ ہیگا پھر جو زبردست ہوگا وہ غالب آئے گا بدیع الملک نے کہا تو میری جوانی پر رحم نہ کر
جو کچھ تیرے امکان مین ہو عمل مین لا وہ دزد پانچ سو مردان جنگی کی جمعیت سے بدیع الملک پر حملہ
آور ہوا بدیع الملک بھی تیغ علم کرکے مستعد جنگ ہوا تا دیر رد و بدل رہی اُس دزد نے شہزادے پر
وار کیا شہزادے نے اُسکا وار سپر پر رد کیا بعد ہذا اپنی تیغ آبدار کا ایک ایسا زبردست وار اُسپر کیا کہ وہ شرپر ذات
مع مرکب چار پرکالہ ہوکے زمین پر گرا اُس لشکر نے بڑی جرأت کی کہ اپنے سردار کے ہلاک ہو جانے پر بھی منتشر
نہ ہوئے اُسی طرح داد مردانگی دیتے رہے حتی کہ شہزادے کے ہاتھ سے ہلاک ہو گئے جب چند نفر باقی رہ گئے
اور پھر بھی جنگ و حرب سے باز نہ آئے شاہزادے نے پکار کے کہا کیون اپنے کو ہلاک کرنے کے درپے ہو میری اطاعت
قبول کر لو پہلے تو اُنھون نے تامل کیا بعدہ اطاعت قبول کی شہزادے نے کہا دین اسلام بھی قبول کرو اُنھون نے
کہا اطاعت تو ہمنے قبول کر لی دین و مذہب کے بارے مین کیون تعرض کیا جاتا ہی شہزادے نے کہا دین
اسلام ضرور قبول کرنا ہوگا غرضکہ دو آدمیون نے دین اسلام قبول کیا باقی انکار کی حالت مین وہ بھی شہزادے
کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے بعد اطمینان شہزادہ قلعے مین آیا وہ دونون شخص راہ بر ہوئے جا بجا دفینون
کو کھون کا پتہ دیا پھر ایک دروازے کا قفل توڑا گیا مال کثیر شہزادے کے ہاتھ آیا شہزادے نے وہ تمام مال
تاجرون کو تقسیم کر دیا اور وہان سے کوچ کرکے شہر مراد کے قریب پہنچا اُدھر مراد شاہ کو خبر پہنچی کہ وہ دزد
جسنے تمام شہر مراد مین انتشار پیدا کر رکھا تھا قارن کی کوشش سے ہلاک ہو گیا اُسنے خواجہ بہرام وزیر کو
بلایا اور کہا مین نے سنا ہی کہ تیرے فرزند کے ہاتھ سے وہ دزد ہلاک ہو گیا خواجہ بہرام نے کہا کہ اِتنی خبر تو
مین نے بھی یہ خبر سنی ہی بلکہ قارن یہان پہنچا چاہتا ہی اور اُسی وقت فرزند کے استقبال کے
واسطے روانہ ہوا اثناے راہ مین جب ملاقات ہوئی قارن کو
مین نے سُنا ہی کہ تو نے اُس دزد کو ہلاک کیا اُسی تدبیر عمل مین

زند
کی تدبیر

ین نہ آتی تھی مجھکو لمحہ بلمحہ خبر پہنچتی رہی قارن نے کہا ای پدر واقعی مین ہمیشہ اُس وزد کی تلاش مین رہا لیکن
فی الحال جو وہ ہلاک ہوا اُسکا باعث یہ جوان ہی جو میرے روبرو بیٹھا ہی اسی والا قدر کے ہاتھ سے وہ موذی ہلاک ہوا ہی
اور اسی جوان کے سبب سے میری عزت و آبرو باقی رہی ورنہ اب تو مین نے تہیہ کر لیا تھا کہ جب عزیزون دوستون سے آنکھ
چار نہین ہو سکتی تو بیکار جینا ہی ضرور اپنے کو ہلاک کرونگا خواجہ بہرام نے جب یہ مضمون قارن کی زبانی سُنا شہزادے
کی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار ہم تیری تشریف آوری سے بہت خوش ہوے تیرا وارد ہونا اس
ملک مین اور طلسم گنبد سیہ در کا فتح کرنا اور سارشتوش کا ہلاک کرنا تجھکو مبارک ہو کیون نہین جو لوگ تائید یافتہ غیب
ہوتے ہین ہر وقت اُنکے دست زبردست سے ایسے ہی کارنمایان ظہور مین آیا کرتے ہین ای جوان تیرے مفصل
بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی ہمکو پیشتر تیرے حالات سے اطلاع ہو بلکہ تیرے نام سے بھی ہمکو اطلاع ہو گئی ہی
شاہزادے نے کہا ای خواجہ تمکو کسطرح معلوم ہوگیا کہ مین خاص اسی ارادے سے یہان آیا ہون خواجہ بہرام وزیر
مرادشاہ نے کہا ای والا منزلت و عالی مرتبت مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین بشارت دی ہی کہ ایک
جوان یہان اسی ارادے سے آتا ہی اور نام نامی اُسکا بدیع الملک بن نورالدہر بن بدیع الزمان ہی کیا عجب
ہی اگر نام تمھارا یہی ہو شہزادے نے کہا ہان واقعی میرا نام بدیع الملک ہی اور میرے پدر والا گہر کا نام نامی
نورالدہر بن بدیع الزمان ہی خواجہ بہرام شہزادے سے بغل گیر ہوا اور اپنے ہمراہ مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم
سے پیش آیا لوازم مہمانی مہیا کیے اور بکمال انکساری کہا ای شہریار والا تبار مین تمھارے اس مرحمت کا نہایت
مشکور ہون اور مدت العمر ممنون رہونگا کہ تمنے بجد و جہد تمام میرے فرزند کو عزت بخشی اور اُسکی آبرو رکھ لی اب
مین چاہتا ہون کہ ملک مراد سے تمھاری ملاقات ہو بالیقین وہ بہت خوش ہوگا جب سنیگا کہ یہ اہم کام تمھاری
کوشش سے انجام پذیر ہوا شہزادے نے کہا کیا مضایقہ ہی دوسرے روز شہزادے اور قارن کو ملک مراد
کے پاس لے گیا ملک مراد قارن کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور کہا ای قارن بہت دنون کے بعد تجھکو دیکھا
کہہ اُس وزد کو کیا کیا قارن نے کہا ای شہریار یہ جوان جو میرے ہمراہ ہی اسنے بکمال مردانگی اُس وزد کو تیغ
ہلاک کیا ملک مراد نے ازسرتاپا بغور شہزادے کو دیکھا اور کہا ای جوان تیرا کیا نام ہی بدیع الملک نے کہا سُنا ہوگا کہ
فرعون شاہ کو نجومیون نے خبر دی تھی کہ دو جوان مملکت فرعونیہ مین آوینگے اور تمام فرعونیہ کو زیر و زبر کرکے
دین اسلام کو رواج دینگے اور فرعون پرستی کو نیست و نابود کر دینگے اُن دونون جوانون مین سے ایک کا نام
بدیع الملک ہی اور دوسرے کا نام رستم ثانی آگاہ ہو کہ وہ بدیع الملک مین ہون اور رستم ثانی میرا چچا زاد بھائی کہ
وہ فی الحال الماس کوہ کی طرف گیا ہوا ہی تاکہ سرداران لشکر اسلام کو قید و بند سے رہا کرے اور میرا آنے کا اتفاق اسطرف ہوا ہی
اور مصمم ارادہ ... رہے ہون کہ سارشتوش کو ہلاک کرون اور جو اسکے شہر یا حامی ہین اُن سب کو ... دل ... رہان
یہ واقعہ ... درکار ہوا اسکے طی کرنے مین مصروف ہو گیا چونکہ اس سے فراغت ہو گئی ہی اب انشاءاللہ سارشتوش کی خبر لونگا
ملک مراد نے کہا ای جوان تو میرے روبرو اسطرح بے باکانہ کلام کر رہا ہی تو نہین جانتا کہ مین اسوقت ساٹھ لاکھ سواران آتش بار
و پہلوانان خنجر گذار کی جمعیت رکھتا ... رکھتا ہون اور بکثرت سامان جنگ و حرب میرے پاس طیار ہی تو ایک تن تنہا ہی ایک
کے واسطے ... اشارہ کرون تو ایک لمحہ کے عرصے مین تیرا نشان تک باقی
... ایسی تنہائی کی حالت مین اسطرح بے باکانہ اپنے خیال محال
... مجبور ہون کہ تونے اُس وزد کو ہلاک کیا ہی جسکے سبب سے میری

حکومت میں خلل تھا یہ کام میرا تھا کہ تو نے بکوشش تمام انجام دیا ورنہ میں اس تیری بیہودہ گوئی کی سزا دیتا مع ہذا یہ بھی
تیرے گوش گذار کیے دیتا ہوں آیندہ ایسی بیہودگی کی حالت میں مجھسے رعایت کی امید نہ رکھنا شہزادے نے کہا اے
ملک مراد تیرا خیال کس طرف ہی تو مجھکو کہتا ہی کہ تیرے دماغ میں خلل ہی لیکن فی الحقیقت تیرے دماغ میں خلل ہی تو اپنے زور طاقت کا کیا ذکر ہی
کہ سات لاکھ کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہوں میں نے ایسے بادشاہ بہت دیکھے ہیں تو اتنی جمعیت سے اطمینان نہیں ہو سکتا البتہ بذاتہ
قابلیت ہونا چاہیے اور اے ملک مراد تیرے زور و طاقت کی حقیقت ظاہر ہی کہ باوجود سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت کے
ایک ادنی دزد کا مقابلہ نہ ہو سکا اور تیغ خدائے قدیر کے فضل سے اُسکو پہلے ہی حملے میں ہلاک کیا میرے نزدیک
تو یہ سب زبانی جمع خرچ ہی مقابلہ ہو تو معلوم ہو جاے ملک مراد نے کہا مقابلہ فوجوں میں ہوتا ہی تنہا سے مقابلہ کیا
کیا جائے صرف یہ مقابلہ ہی کہ حکم دوں کہ اس جوان کو گرفتار کر لو اور تو مجبور و لاچار ہو کے خواستگار عفو ہو اس مرتبہ
بدیع الملک ہمہ تن غیظ و غضب ہو گیا تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او نابکار یہ کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری
کرتا ہی خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تیرا تن سر سے جدا ہو گا اور یہیں سے آواز دے اپنے ان نابکار
مددگاروں کو جن پر تیرا پورا بھروسا ہی کہ وہ تیرے حکم سے مجھکو گرفتار کر لیں تا کہ جو حقیقت ہی ابھی ظاہر ہو جاے
ملک مراد نے قہقہہ مارا اور بہمولیت کہا اے جوان میں جانتا ہوں کہ تو ایک مرد جری ہی بیکار تو برخاستہ
ہو گیا میں تجھسے ہرگز جنگ کرنا نہیں چاہتا لیکن اگر تو اپنی پوری پوری وقعت مجھپر ظاہر کیا چاہتا ہی تو جو کام میں
کہوں اسکو انجام دے ابدہ مجھکو تو اپنا مطیع فرمان سمجھ اور اگر تو مجھکو مسلمان کرنا چاہے تو بھی قبول کروں گا شہزادے
نے کہا وہ کام کیا ہی جلد بیان کر اُسنے کہا کام یہ ہی کہ اس طلسم کو فتح کر راوی کہتا ہی کہ اگرچہ ملک مراد اُس طلسم کا
مفتوح ہونا چاہتا تھا مع ہذا یہ بھی اُسکو یقین تھا کہ اس طلسم کا فتح ہونا ایک امر محال ہی اور شہزادے کی ہیبت
اُسکے دل پر طاری تھی نظر بران اُسکا مقصود تھا کہ جب اس جوان سے یہ طلسم فتح نہ ہو سکے گا لامحالہ کسی آفت
طلسمی میں مبتلا ہو کے ہلاک ہو جاے گا اور بالفرض زندہ بھی رہے گا تو بھی مجھسے کسی امر کی امید نہ رکھ سکے گا
مگر بدیع الملک نے فوراً اقرار کر لیا کہ میں اس طلسم کو ضرور فتح کروں گا مجھکو اسکا بندوبست دکھا دیا جاے تا کہ
میں فتح طلسم کا کام شروع کر دوں ملک مراد نے کہا اے جوان والاشان جب رات ہوتی ہی یہ گنبد جو اس جلہ آب
میں ہی اُسمیں سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہی اور ایک گوہر شب چراغ اُس ہاتھ میں ہوتا ہی جسکی تین فرسخ تک
روشنی پہنچتی ہی پس اُسوقت میری تمام حکومت میں جو کوئی شخص چراغ روشن کرتا ہی اُس گنبد سے ایک تیغ نمودار
ہوتی ہی اور اس چراغ روشن کرنے والے کا سر تن سے جدا کرتی ہی اور چراغ کو بجھا دیتی ہی مع ہذا صدائے
سکاک بلند ہوتی ہی اور اس گنبد سے شور و غوغا بھی بلند ہوتا ہی اور طرح طرح کی مہیب و خوفناک
آوازیں آتی ہیں جس سے تمام رعایائے شہر مراد کا دل دہلتا ہی ہر چند کہ بیشتر اوقات اس واقعے
کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کی مگر از بسکہ معاملہ طلسمی ہی کوئی سبب نہ دریافت ہوا نہیں معلوم
یہ کیا رمز ہی شاہزادے نے چاہا کہ اسی وقت اُس طلسم کی طرف روانہ ہو مگر ملک مراد مانع ہوا اور کہا
آج توقف کرو اگر کچھ ارادہ ہی تو کل پر موقوف رکھو شہزادہ خاموش ہو رہا اُس روز ملک مراد نے نہایت اہتمام
شہزادے کی دعوت کی طرح طرح کے پر تکلف کھانے پکوا ... رود کہ بھی محفل
منعقد کی گولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش گلو و خوش آہنگ
شاہزادہ بہت محظوظ ہوا انعام دینا چاہا ملک مراد مانع ہوا

سے لوایا

نصف شب تک یہ ہنگامہ گرم رہا بعدہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مقام قیام کو گئے شاہزادہ
بھی اپنے بستر استراحت پر دراز ہوا مگر بقیہ شب اس خیال مین گذاری کہ واسداعلم وہ طلسم کسطرح کا ہی کیا مصیبت
پیش آنے شعور و زدیگر کہ چرخ شعبدہ باز + کرو صندوق سینہ راسر باز ہ اول وقت صبح کو شاہزادہ اُٹھا وضو کیا
نماز صبح پڑھی بعدہ درگاہ خدا مین اسطرح مناجات شروع کی اے خالق ارض و سما و اے مالک ہر دو سرا تو ہر وقت
مین اپنے بندہ کا حاجتی ہر دو گار ہے نظم

تو نے مسیح کو آسمان پر چڑھا دیا　　　تو ہی نے آگ کے ہاتھ مین دی مشعل ضیا
یونس رہے نہ پیٹ مین مچھلی کے مبتلا　　　کچھ کر سکی نہ آتش سوزان خلیل کا

واسطے اپنی قدرت جلال کا اور
اور واسطے اپنے مقربان باکمال کا تو اپنا ایسا فضل شامل حال کر کہ مین اس طلسم کو فتح کرلون تا کہ ان گم گشتگان
وادی ضلالت کے روبرو سرخرو ہون اور تیرے دین متین کو رواج دون اور تیری پرستش کی رغبت دلاؤن
ورنہ سخت ذلت کا سامنا ہوگا بعد ازان شہزادہ مصلے پر سے اُٹھا لباس لیا اور اسلحہ ضرورت سے آراستہ
ہوکے ملک مراد کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ اب مین فتح طلسم کے لیے جاتا ہون اگر زندگی باقی ہی
تو بار دیگر بفتح و ظفر دردی ملاقات ہوگی ورنہ خیر جو کچھ خدا سے وعدہ لاشریک کی مرضی ہوگی اُسکا سامنا
ہوگا ملک مراد نے کہا بہتر ہی شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا جانب طلسم مہیر کی کنارے سے اُس دریا پر آب کے
پہنچا اُسوقت چند ملازمان شاہی بھی ہمراہ تھے اُن سے شہزادے نے کہا جاؤ جاؤ اور ملک مراد
سے اجازت لے کے ایک ایسے قیدی کو لاؤ جو قتل ہونے کے لائق ہو وہ ملازم گیا اور حسب اجازت
شاہی واجب القتل قیدی کو لایا شہزادے نے اُس قیدی کو ایک لوح ورق پر بٹھایا اور کہا اس
کشتی کو گنبد کے قریب لیجا غرضکہ وہ کشتی گنبد طلسمی کی جانب روانہ ہوئی ہنوز قریب گنبد
نہین پہنچی تھی کہ ہاتھ اُس گنبد طلسمی سے پیدا ہوا اور قریب کشتی کے آکے فوراً اس کشتی کو غرق کر دیا
اور وہی آواز شکاک شکاک پیدا ہوئی تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند ساعت
کے بعد وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی کا عمل ہوا ایک نے دوسرے کو دیکھا اس عرصے مین ملک مراد
بھی وہان آپہنچا اب جو شہزادہ بدیع الملک بغور دیکھتا ہی تو لاش اس سوار کشتی کی کو یا کسی نے پانی
کے اندر سے اوپر اچھال دی اور اُس کا سر گنبد پر آویزان ہی شہزادہ ملک مراد کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا اے بادشاہ اس طلسم کی اس علامت سے تعجب ہوتا ہی یا کوئی اور بھی علامت ہی ملک مراد
نے کہا اے جوان یہ جو سامنے درہ دکھائی دیتا ہی اُسمین ایک میل فولادی واقع ہی جو کوئی وہان جاتا ہی
پھر وہ واپس نہین آتا یہ رمز بھی آج تک دریافت نہ ہوا اور کیونکر دریافت ہو دران حالیکہ کوئی
واپس نہین آیا شہزادے نے کہا مین جاتا ہون ملک مراد نے کہا مین اپنی طرف سے نہین کہ سکتا
تمکو اختیار ہی اصل واقعہ جو کچھ تھا اُس سے مطلع کر دیا شہزادے نے کہا خداوند عالم میرا حافظ ہی
یہ کہا اور جانب درہ روانہ ہوا درہ مین داخل ہوکے میل کے قریب پہنچا وہان سے چاہتا تھا کہ آگے
بڑھے یکایک بالا ... ایک پنجہ پیدا ہوا اور شہزادے کو مرکب سے اُٹھا کے گیا اب جو
شاہزادہ ... مین پایا جسمین ہر طرف نہرین جاری سراسر
... ان واقع ہی سر بفلک کشیدہ درخت سبز و شاداب دیوار و در
... و نقاشی کی ہر برج منطقۃ البروج کا ہمسری خوش سے

سے کہا کہ تو یہ خواب دیکھ رہا ہے اور شراب مین بھی خوب نشہ نہین ہے تجھے راس نہ آئیگی کہ ہم جانتے ہین تیرا جی اوٹ
رہا ہے وہین کیونکر صاف کوری اُتر جاویگی مگر تیری ضیافت ہمپر واجب ہے اس گفتگو پر شاہزادہ کو حیرت تھی و نیز
کہتا تھا الٰہی یہ خواب کیسا ہے کوئی اسکا حال کہنے والا نہین کیا کہون مین آپ کو بیدار ہی سے زیادہ ہوشیار جانتا ہون

آرزو ہا از ہجوم بیخودی پا مال شد	در حق من آنچہ غفلت کرد آگاہی نکرد

دو ساعتین کامل گذری ہونگی کہ ایک
نیم تخت آیا سراپا زیب جواہرنگار تھا مسہری کو بھی کے روبرو بچھایا گیا دو شمعین کافوری ہر ایک اتنی بڑی جیسے سرو کا درخت
اُس تخت کے داہنے بائین روشن ہوئین دفعتًا غل ہوا اُس طرف جو دیکھتا ہون نازنین خورد سال صاحب جمال
تیرہ چودہ برس سے کوئی زیادہ نہین رنگارنگ لباس پہنے زیور مرصع سے آراستہ ہر ایک کے ہاتھ مین شمع مرصع لگا
کئے ہزار چلی آتی ہین اور صف بستہ کھڑی ہوتی جاتی ہین اُن دخترون مین ایک دختر ماہ پیکر آفتاب منظر۔ نظم

دو ابرو ہر یکے مشکین ہلالی	فکندہ سایہ ہر یک بر غزالی	در ابرویش ہر یکے چشمہ بیانی	سہ ابرو از بلاے آسمانی
دو نرگس تازہ در باغ شگفتہ	کہ آہو در ریاضی مست خفتہ	چو مژگان لشکر ترکان خونریز	بسحرون خلق کردہ اشتہا تیز
نگاہش بیدلان را بستہ خشم	دلی در دلنوازی گوشہ چشم	بزخم جان گل ابرامت چہرہ اش چشم	سراپایش ہمہ محبوب و خوشتر

شاید دس برس کا اُسکا سن و سال ہو تاج مرصع جسکی چکاچوند نگاہ ٹھہر سکتی تھی بالا سر لباس شاہانہ دربر موتیون مین سفید
غرق دریاے جواہر اس ادا سے سامنے آئی کہ تقریر سے محال ہے جو اُسکی صفت ادا ہو سکے تخت پر بیٹھی جبھی شاہزادہ
کی نظر اُسکی شمع رخسار پر پڑی پروانہ کی طرح جلنے لگی ایسا حال متغیر ہوا کہ قریب تھا کہ آسمان تک نالے جائین زمین
پر اشک گرکے مثل خس و خاشاک بہائے جاوین لیکن حیرت کا وہ جوش تھا کہ مانند صورت دیوار خاموش تھا
کبھی نیچی نگاہ کر لیتا تھا کبھی اُس مہجبین کی طرف گوشہ چشم سے دیکھ لیتا تھا وہ بھی تو لڑکی تھی بچپنے کی باتین کرتی تھی
پر کوئی حرکت ناز و انداز سے خالی نہ تھی جب شاہزادہ اُسکو دیکھتا تھا وہ بھی اُسے دیکھتی تھی تبسم کرتی تھی شاہزادہ
کا یہ حال تھا کہ کبھی مرجاتا تھا اور کبھی جی اٹھتا تھا اسکے لیے کچھ رسم ہوا کی طائفے مبارکباد گانے لگے کئی ساعت تک وہ
سرو نوخیز شاہزادہ کے سامنے بیٹھی رہی آخر اُس تخت سے اٹھی ملکہ تخت نشین کے پہلو مین جا بیٹھی شاہزادہ
کی نگاہ آڑ کے سبب سے اُس تک نہ جا سکی شاہزادہ جھانک جھانک کے اُسے دیکھنے لگا کئی نازنین
جو شاہزادہ کے قریب کھڑی تھین بازو پکڑ کے بٹھاتی تھین اور کہتی تھین اے جوان اپنی جگہ بیٹھا رہ یہ کیا بے ادبی
ہے کہ اٹھ اٹھ کے دیکھتا ہے شاہزادہ اُنکی صورت دیکھتا تھا اور خاموش تھا کچھ کہہ نہ سکتا تھا تھوڑی دیر سکوت
کرتا تھا بعدہ بے اختیار ہی ہین پھر اُسی طرح جھانک جھانک کے دیکھنے لگا اُن نازنینون نے پھر بازو پکڑ کے بٹھا دیا
اور کہا اے جوان ہم جو کچھ کہتے ہین اُسکو تو سنتا نہین ارے بیوقوف یہ جو دیکھ رہا ہے خواب ہے اور اسکا تعلق اس
طلسم سے ہے جسمین تو وارد ہے یہ بھی غنیمت سمجھ جو تو یہان بٹھایا گیا ہے ورنہ نہین معلوم کس نوبت کو پہونچتا اس
کیفیت کا کچھ اعتبار نہین ہے اسپر مطلق اعتماد نہ کر جسکو بقا نہو اُسپر فنا نہو اگر دل مین محبت چلی آئی ہے جانے دے
جی سے نکال ڈال نہین تو ہلاک ہوگا مفت جان برباد ہو جائیگی آخر شاہزادہ سے ضبط نہو سکا کہا سمجھانے والیو
کیا نصیحت کرتی ہو [illegible] کا خیال شاید کبھی میرے دل سے فراموش نہوگا اللہ اتنا تو کہو کہ در اصل یہ
کون ہے یہ دختر ماہ پیکر کسکی ہے جسمین ضرورت کیا اسواسطے یہ واقعہ رو بکار ہے
[illegible] مین نہین ہے جو کچھ ہم سمجھاتے ہین اُسپر التفات نہین کرتا اور پھر
[illegible] آج ظاہر ہوا جاتا ہے مگر بار دیگر ہم تیرے گوش گذار کیے دیتے ہین

کہ یہ واقعہ جو بطور خواب کے دیکھ رہا ہی طلسمی ہی اسکو بقا نہین ہی شاہزادہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اُن نازنینون مین سے
ایک کو رحم آیا کہا ای جوان تو نفرت کر مین ملکہ کو اس حال سے مطلع کرتی ہون کہ یہ جوان مستفسر حال ہی شاید وہ کچھ ایسا جواب
دے کہ جو تیری تسکین خاطر کو کافی ہو یہ کہا اور وہ نازنین اُس ملکہ تخت نشین کے قریب گئی اور حقیقت حال کو بیان کیا ملکہ
تخت نشین نے کہا کہدو اُس جوان سے کہ اس استفسار سے کچھ فائدہ نہین ہی یہ مقام طلسمی ہی اسکے متعلق تمام واقعات
روبکار ہین ہمنے جو تجھکو یہان قیام کی اجازت دی تو مستفسر حال ہی حالانکہ تیری صورت پر رحم آیا جو ہم خلاف قانون
طلسم عمل مین لائے اور تجھکو مقیم کیا ہم خود تجھسے تیرا حال پوچھنے کو ہین ہمسے مستفسر حال ہی وہ نازنین شاہزادہ کے
پاس آئی اور کہا ای جوان ملکہ نے وہی جواب دیا جو کچھ ہمنے تجھسے کہا تھا شاہزادہ نے کہا ای نازنین اسقدر مجھپر احسان
اور کرو کہ اُس ملکہ تخت نشین سے پوچھو کہ کسی طرح یہ بھی ممکن ہی کہ اُس نازنین کے ساتھ میرا عقد ہو جائے جو ابھی
نیم تخت پہ میرے روبرو بیٹھی تھی اُس نازنین نے کہا این گل دیگر شگفت شاید تیری اجل ہی دامنگیر ہی جو اسطرح کا
سودا تیرے سر مین سمایا ہی کہان وہ نازنین باعز و تمکین اور کہان تو ایک مرد کوچہ گرد شاہزادہ پھر آبدیدہ ہوا اور بہزار
منت و سماجت کہا ای نازنین برای خدا تو میرا یہ پیام ملکہ کو پہونچا دے وہ مجبور ہو کے پھر ملکہ کے پاس گئی اور کہا ای
ملکہ عالم وہ جوان اس نازنین کی خواستگاری کرتا ہی جو ابھی یہان وارد ہوئی ہی یہ سن کے ملکہ تخت نشین از سر تا پا غضبناک
ہو گئی اور تخت پر سے اُٹھ کے شاہزادہ کے پاس آئی کہا تو کیا کہتا ہی شاہزادہ خائف ہوا اور کہا ای ملکہ یہ بات کچھ
برہم ہونے کی نہین ہی ایک امر کی درخواست کی ہی قبول کرنے اور نہ کرنے کا تمکو اختیار ہی اور اگر تمکو میری درخواست
خلاف معلوم ہوئی خیر معاف فرمائے اب ایسی حرکت نہو گی ملکہ نے کہا بس خاموش رہ خبردار اب ایسے کلمہ بیہودہ زبان پر
نہ جاری کرنا تو نہین جانتا کہ تو قوم خاکی سے ہی اور وہ نازنین قوم آتشی ہی تجھکو اُس سے کیا نسبت یہ گفتگو ہو رہی تھی
کہ شاہزادہ کو ہوش آ گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو اُسی باغ مین پایا نہ وہ قصر تھا اور نہ وہ نازنین تھی اُس باغ مین ایک باغبان
تھا ہر طرف درختون مین پانی دیتا پھرتا تھا جونہین شاہزادہ کو دیکھا بیلچہ لیکے شاہزادہ کی طرف دوڑا اور قریب آ کے
کہا ای خیرہ سر تیرہ روزگار کیا بیکار رہتا اس باغ مین پھر رہا ہی بیلچہ لے اور کام کر شاہزادہ اُس باغبان کی صورت دیکھکے
متبسم ہوا اور کہا کیا بکتا ہی مین تیری طرح کوئی مزدور ہون جو بیلچہ لیکے باغ کی درستی مین مصروف ہون جا اپنا کام کر ورنہ
اسی بیلچہ سے تیرا کام تمام کر دونگا تو نہین جانتا کہ مین اِس مقام مین خاص اس طلسم کے فتح کرنے کو آیا ہون باغبان نے
کہا اے بیوقوف تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ طلسم ہوم کا نہین ہی اسکا فتح ہونا بہت دشوار ہی اور خیر تجھکو اس سے کچھ کام
نہین ہی تو کسی کام کے واسطے آیا ہو اب تو تیرا دور باغ مین ہوا ہی اس باغ کا مالک مین ہون تجھسے اس باغ کا کام
ضرور لونگا شاہزادہ نے شمشیر آبدار کا وار اس باغبان پر کیا باغبان نے وہ وار اُسی بیلچہ پر رد کیا مع ہذا ایک طمانچہ
بدیع الملک کے کلہ پر مارا طمانچہ کا کلہ پر پڑنا تھا کہ پہلے تو اسقدر انکار تھا اب فوراً بیلچہ لیکے باغ مین کام کرنا شروع کر دیا

اب کچھ حال شاہزادہ بدیع الملک کا باغبانی مین مصروف ہونا اور شاہزادہ رستم ثانی کا بیان کیا جاتا ہی

چشم شب تا شود دائرۂ مردم کش
بیضۂ دیدۂ این روغن و دیبا ہمتل
وقت آن است کنون از اثر عیش و نشاط
اگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

چہرہ پرداز جہان گشت چو ... کمل
دیدۂ روزنہ تا پیچ بر آید احول
روز چون کرم بریشم ہمہ بر خویش تند
می نہ گنجد بصراحی و صراحی بہ بغل
چمن آید بہ چمن بہر تماشاے ہوا

شب شود سیم رخ و روز شود مستقبل
مردم دیدۂ آن ژالہ گرایہ صدفات
... بعسل

انبساطی است درین فصل کہ بیہ کاوش عقل
یاسمین نشگفد از نشتر زنبور عسل

شاید ار باز شود عقدۂ ما لا ینحل
خور گیسو بمیان بستہ در آید بچمن

بسکہ ہر خار گلے کردہ عجب نیست اگر
تالب البالب کند از سنبل وگل جیب بغل

بہار پیرایان بساطین حکایات رنگین چمن آرایان حدائق روایات حیرت آگین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ رستم ثانی نے کافوریہ کو مسخر کیا اور کافور شاہ تین لاکھ سپاہ سوار کی جمعیت سے مسلمان ہوا اور شاہزادہ بہمراہی لشکر بیشمار وہان سے کوچ کر کے الماس کوہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ بالاے کوہ قلعہ واقع ہی اور بارہ ہزار ابر آتشبار سایہ کیے ہوے ہین شاہزادہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر قلعہ کیطرف روانہ ہو ہنوز وہ لشکر بالاے کوہ قلعہ کے قریب نہین پہونچا تھا کہ اُن ابرہاے آتشبار سے ایک ابر جدا ہوا اور لشکر رستم کے سر پر قایم ہوا اور بارہ ہزار ہاتھ اُس ابر سے پیدا ہوئے ہر ایک ہاتھ نے ایک ایک لشکری کو اُٹھانا شروع کیا یہانتک کہ تمام بارہ ہزار لشکر رستم کو وہ ہاتھ جانب ہوا اُٹھا لیگئے اور فوراً ہی سب کو بالاے ہوا سے زمین کیطرف پھینک دیا تمام لشکر ایک ہی مرتبہ ہلاک ہوگیا شاہزادہ رستم اس واقعہ کو دیکھ کے گھبرا گیا اور قلعہ کو چھوڑ کے دور جا کے مقیم ہوا ایکبارگی اُس ابر سے آواز آئی کہ ای ملک کافور نمک حرام خوب کیا کہ خدا پرستون سے موافقت کرلی دیکھ تو کیسی سزاے سخت تجکو دیجاتی ہی بعد ازان وہ ابر بالاے ہوا مقیم ہوا

ہو وہی طور تغافل بت ہرجائی کا
رشک سے ای گل تر خستہ ہین نسرین و سمن
دوست بھائی کو کبھی دیکھ نہ کسی کا
اُس سے آنکھ ہو نکو تری دیکھے کیونکر نرگس
نہ بیان ہو کبھی عالم تری رعنائی کا
کیا زبان کھول سکیگا کوئی نہ تو کبھین

ساغر می نہوا ہاتھ سے ساقی کے نصیب
ہو اگر ذکر چمن مین تری زیبائی کا
باغبان دیکھے اگر تو مرے گلشن کی بہار
چشم نرگس مین نہین نام ہی بینائی کا
تو کبھی آ دیکھ کہ لب دیکھ رہے ہین اور کب
تری تقریر سے دم بند ہی گویائی کا

طور نہین اُسکو ذرا بھی مری سوائی کا
رنگ بدلا نہ کبھی چشم بینائی کا
اہل دنیا ہین مگر دشمن یوسف کے عزیز
حوصلہ ہو نہ کبھی ہو چمن آرائی کا
برگ گل بھی ہو زبان اہل سخن بہار سے
سر بازار تماشا ہی سے سودائی کا
مشتاقان طریق نکتہ پذیر تھی شہر اقبال

خلوتکدہ روشن ضمیری جادو زبانان ہنگامہ سحر حلال معجز بیانان معرکہ علم و کمال اسطرح لوح دلپذیر طلسم سخن کے راز لکھتے ہین کہ جب مروج دین متین اسلام دافع زنگ و کفر و ظلام چشم و چراغ جہانبانی یعنے رستم ثانی قلعہ سے دور جا کے مقیم ہوا اُسوقت شیاطین عیار فرعون کے پاس پہونچا دیکھا ملک کافور بیٹھا ہی اور سامنے ملک کافور کے رستم ثانی بیٹھا ہی شیاطین عیار نے چاہا کہ یہان سے چلا جاؤن اور فرعون کو اس حال کی خبر کرون ملک کافور نے شیاطین عیار کو دیکھ لیا کہا ای شیاطین اب یہان سے جانے کا قصد نہ کرنا اور فرعون پرستی پر تین حرف بھیجکے دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا یہان سے زندہ جانا مشکل ہوگا شیاطین نے کہا ای ملک کافور مجھکو اس عنایت سے باز رکھو اگر تمہارا یہ خیال ہی کہ مین فرعون کو اس حال سے مطلع کرونگا تو مین قسم کھاتا ہون خداوند فرعون کے حق کی کہ مین ہرگز کسی طرح کا ذکر نہ کرونگا ملک کافور نے کہا مجھکو اسکی پروا ہرگز نہین ہی کہ تو فرعون [illegible] سے مطلع کریگا البتہ میرا ارادہ تجکو مسلمان کرنے کا ہی اگر بخوشی مسلمان ہوتا ہی گوارا کر [illegible]
[illegible] انکا شیاطین نے چاہا کہ وہان سے گریز کرے مگر ملک کافور
[illegible] اُسکے نزدیک [illegible] نے دیکھا کہ اب یہان سے رہائی مشکل ہی مجبوری کلمہ طیبہ
[illegible] کہا شیاطین مجکو ہرگز یقین نہین ہی کہ تو بصفاے قلب
[illegible]

شیاطین بصفاے قلب مسلمان نہین ہوا ہی کسی وقت مین اسکی سزا سے سخت پائیگا ملک کافور خاموش ہو رہا
تمام دن شیاطین عیار بیٹھا رہا شب کو سب کی نظر سے پوشیدہ جانب فرعونیہ گریز کی فرعون کے پاس
پہونچا اُسنے کہا کیا خبر لایا ہی شیاطین نے کہا اے خداوند نہین معلوم آج کل کیا تیری مشیت مین گذرا ہی جو دشمن
ہر روز کامیاب ہوتے جاتے ہین اگر یہی حال ہی چند روز مین مملکت فرعونیہ پر دشمنون کا قبضہ ہو جاے گا
فرعون نے کہا اے شیاطین ہماری مشیت مین جو کچھ گذرا ہی وہ تو گذرا ہی لیکن تو بیان تو کر کیا واقعہ دیکھا جس سے
دشمنون کی کامیابی معلوم ہوئی شیاطین عیار نے کہا اس سے زیادہ دشمنون کی کامیابی کیا ہوگی کہ ملک کافور
ایسا خاص بندہ خدا پرستون کے بہکانے سے مسلمان ہوگیا اور رستم ثانی الماس کوہ کو گھیرے ہوے ہی جلد
خداوند کو خبر لینا چاہیے ورنہ عنقریب خداوندی تیری تمام ہوا چاہتی ہی فرعون دلمین نہایت متوحش ہوا لیکن ظاہر
مین کمال بے اعتنائی سے کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی اور محافہ نشین کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے محافہ تو دیکھتا
ہی یہ شیاطین کیا کہتا ہی اُسنے کہا کیا عجب ہی جو اسکا کہنا سچ ہو فرعون نے کہا اگر شیاطین کا کہنا سچ ہی پس
تو جا اور رستم کو گرفتہ و بستہ کرکے ہماری خدمت مین حاضر کر اور اے محافہ نشین اگرچہ شیاطین بیان کرتا ہی لیکن
اگر تو نے بچشم خود دیکھنا کہ ملک کافور مسلمان ہوگیا ہی اور ہماری پرستش سے قطع نظر کی ہی تو بلا تکلف اُس نالائق کو
ہلاک کرنا اس بارہ مین مجھسے مطلق استفسار کی ضرورت نہین ہی جب میری پرستش سے اُسنے قطع نظر کی تو پھر اُسکے
بارہ مین رعایت کی کیا ضرورت ہی محافہ نشین نے کہا بہت خوب اور اُسی وقت مع قنطورہ پوش و غضنفر شاہ
چوپان و منصور گلہ بان سوار ہوکے روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے عرصہ مین رستم ثانی کے
لشکر کے قریب پہونچا اور آتے ہی نقارۂ جنگ بجایا رستم ثانی کو کمال حیرت ہوئی کہ یہ کون ہی جس نے
سر سے مقابلہ مین آتے ہی نقارۂ جنگ بجایا خبردار بعجلت تمام گئے اور خبر لائے کہ محافہ نشین اور قنطورہ پوش
اور غضنفر شاہ چوپان اور منصور گلہ بان کو فرعون شاہ نے مقابلہ کیواسطے بھیجا ہی رستم نے اسی وقت
نقارۂ جنگ بجوایا شعر

بروز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز نشست ۞ بہ رستم سوران مردان بہمن ...
گرد دو جنبہ ووق سینہ را بسر بار ۞ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

علی الصباح میدان حرب مین صف آرائی ہوئی شعر لشکر اسلام سے پہلے رستم
سید انہین آیا اور اُس طرف سے قنطورہ پوش مقابلہ کو آیا اور باواز بلند کہا اے خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے
والے تو جو اس سرزمین پر وارد ہوا ہی تو کیا یہ یقین جانتا ہی کہ اپنی دلی مراد حاصل کریگا تو نہین جانتا کہ خداوند فرعون
کیا قدرت و اختیار رکھتا ہی آگاہ ہو کہ فرعون نے مجھکو خاص تیرے گرفتار کرنے کو بھیجا ہی دیکھون میرے ہاتھ سے
تو کہان جان بچا کے جاتا ہی رستم ثانی نے کہا او کافر بدکار کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہی زبان بند و شمشیر
بیار انچہ داری زمردی نشان ۞ کمان کیانی و گرز گران ۞ قنطورہ پوش نے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم نے اپنی
تلوار پر اُسکا وار رد کیا اور کہا شعر زدی ضرب خود ضرب پا نوش کن ۞ غم دین و دنیا فراموش کن
یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا اُسنے بھی جگہ خالی کی جس سے خود تو محفوظ رہا لیکن مرکب کا سر جاتا رہا قنطورہ پوش
کو پیادہ پا دیکھا باواز بلند اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ جلد دوسرا مرکب قنطورہ پوش کے واسطے لیجاؤ ملازمون
نے بجالا کے تمام دوسرا مرکب قنطورہ پوش کے پاس پہونچایا ... کر پشت پر سوار
ہوکے پھر دو چار ہوا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار قنطورہ ... بلند
کر لیا بعدہ گرفتہ و بستہ کرکے محافہ نشین ... کی خدمت مین بھیج ... سنت

خوش ہوا اور ایک مقام بلند پر آکے کہا ای کافر شاہ نمک حرام حق فراموش اس سے زیادہ کیا بیہودگی ہوگی
کہ اپنے خداوند قدیم سے روگردانی کی اور خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کی اطاعت قبول
کرلی تو نے خداوند فرعون کی قدرت دیکھی کہ کسطرح رستم کو گرفتار کر لیا اگر خداوند کی مشیت مین گذرا تو آج
نہین کل ضرور تجکو بھی گرفتار کرونگا اور فوراً ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤنگا بعدہ نقارہ بازگشت بجا دونون لشکر
اپنے مقام قیام کو چلے آئے محافہ نشین اپنے خیمہ مین آیا اور حکم دیا رستم کو ہمارے روبرو لاؤ ملازمون نے
اسی طرح بستہ رستم کو محافہ نشین کی خدمت مین حاضر کیا محافہ نشین نے جو رستم کی صورت دیکھی ایک
نوع کی محبت اسکے دل کدورت منزل مین پیدا ہو گئی کہا ای رستم تجکو فرعون نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ رستم کا سر
تن سے جدا کرکے جلد میری خدمت مین حاضر کر تو اب تو ہی بتا کہ ایسی حالت مین مین کیا کرون اگر فرعون
کی عدول حکمی کرتا ہون تو اسکے قہر و غضب کا خوف ہے اگر تعمیل حکم کرتا ہون تیری جوانی پر رحم آتا ہے اور اصل امر
یہ ہے کہ مین تیری صورت زیبا پر فریفتہ بھی ہون ورنہ اب تک تیرا سر تن سے جدا کرکے کب کا خداوند فرعون
کی خدمت مین بھیج چکا ہوتا رستم متبسم ہوا اور کہا آخر اپنا مطلب تو بیان کر یہ تو مین سمجھ گیا کہ نہ تو مجکو ہلاک کرنا چاہتا
ہے اور نہ رہا کرنا چاہتا ہے محافہ نشین نے کہا ای جوان اصل مطلب میرا یہ ہے کہ اگر تو میری مراد حاصل ہونے
پر راضی ہو جاوے تو مین ان تمام ایران آتش بارہ کو سرنگون کردون اور جو کچھ تیرا مطلب ہو اسے برلانے کو
دل و جان سے مستعد ہون اور شاید تو میری حقیقت حال سے واقف نہین ہے آگاہ ہو کہ مین ساز مشوش کی دختر
ہون میرے پدر نے ساز مشوش نے بارہ ہزار ابر آتشبار خاص خداوند فرعون کے واسطے مہیا کیے
ہین ساز مشوش کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میرا ابھی لڑکپن ہے کچھ ایسی زیادہ سن نہین ہون صرف سات
سو برس کی عمر ہے دودھ کے دانت ٹوٹنا شروع ہوئے ہین ای جوان اگر تو مجکو خوش کرے تو
مین تیرے تمام سردارون کو قید و بند سے رہا کردون اور ہر ایک تیرے کام کو بسر و چشم انجام دینے کو
تیار ہون اگر تو میری خواہش پوری نہ کریگا تو مدت العمر تو متاسف رہیگا لشکر طلیلہ یہان سے زندہ رہا ہو گیا
اول تو تیرا زندہ رہا ہونا ایک امر محال ہے دوسرے انحالیکہ تو میری مخالفت پر آمادہ ہو مجھ ایسی کمسن دختر کسکو
میسر آتی ہے زہے نصیب تیرے کہ مین اس کمسنی مین خود تجھسے درخواست کرتی ہون اگر نہ مانے تو تجھسے
بدنصیب کون ہو سکتا ہے شاہزادہ رستم نے کہا ای ملعونہ سات سو برس کا سن بتاتی ہے اور پھر اپنے کو کمسن
جانتی ہے مین ہرگز تیری درخواست کو قبول نہین کر سکتا ہان اگر میری بھی آٹھ سات ہزار برس کی عمر ہوتی اسوقت
مین تجکو کمسن سمجھتا اب تو مین تجکو ہزار برس کی بڑھیا سمجھتا ہون قطع نظر اسکے میرے
دادا نے بھی کسی جادوگرنی سے اختلاط نہین کیا ہے مین کب مختلط ہو سکتا ہون مین تجکو ایک بلائے بےدرمان
سمجھتا ہون اختلاط کیا اب رہا یہ امر کہ مین تیری قید مین ہون تجکو ہر طرح کا اختیار ہے جو کچھ تجھسے ہو سکے عمل مین لا
مطلق رعایت نہ کر اس ملعونہ نے کہا ای جوان میری عدول حکمی کی حالت مین تو ہی ہوگا لیکن یک بیک
سکارہ نے آواز دی کہ کوئی یہان ہے ایک جادوگر حاضر ہوا اور کہا کیا حکم ہے سیمہ نے کہا جا اس جوان کو
لیجا اور [illegible] دے چنانچہ اس جادو نابکار نے رستم ثانی کو لیجا کے سیمہ کے
سیمہ اسنے شکست اثر ہو دار ہوئی اور بجنبر [illegible] ایک
[illegible] رستم ثانی نے دیکھا کہ ایک زنگی سیمہ فام

ظاہر ہوا اور کہا ای ملکہ میں حاضر ہوں کیا حکم ہی سیمہ نحیبہ نے کہا ای عمریون کسی طرف سے آدمی کی بو آتی ہی
دیکھ تو یہاں کوئی آدمی ہی عمریون نے کہا ایک آدمی تو یہاں موجود ہی اسکی بو آتی ہوگی سیمہ نے کہا
یہ تو مجھکو بھی معلوم ہی کہ رستم یہاں طناب خیمہ میں بندھا ہی علاوہ رستم کے اور کوئی آدمی میری
بارگاہ میں آیا ہی تو دیکھ تو سہی عمریون نے کہا ای ملکہ کہاں دیکھوں یہاں تو کوئی دکھائی نہیں دیتا سیمہ نے کہا مجھکو
پلنگ کے نیچے شک معلوم ہوتا ہی عمریون نے پلنگ کے نیچے ہاتھ بڑھایا ایک جوان کی گردن پکڑ کے باہر کھینچ لیا
اور پکارکے کہا ای ملکہ تو سچ کہتی تھی دیکھ یہ دوسرا آدمی بھی یہاں موجود ہی یہ کہاں سے آیا سیمہ نے کہا ای
جوان تو کون ہی اسنے کہا مجھکو مظفر دزد کہتے ہیں میں ہی وہ شخص ہوں جسنے رستم کو ملک کافور کی قید سے
رہا کیا اور اب یہاں پہونچا سیمہ نے کہا تجھکو کچھ خوف نہیں ہی جو یہ دلیری کی کہ یہاں چلا آیا اور
اب پھر کیا رستم کو میری قید سے رہا کرنے آیا ہی مظفر نے کہا کیا تو اس بارہ میں کچھ شک بھی رکھتی ہی
سیمہ نے حکم دیا کہ اس دزد کو لیجاؤ اور رستم کے ساتھ اسکو بھی بستہ کرو بعد ازان پھر اسی طرح خواب سحر
میں مبتلا ہو گئی راوی کہتا ہی کہ اس ہنگام میں مہتر قران بارگاہ میں پہونچا دیکھا سیمہ نحیبہ سو رہی ہی اور رستم ثانی
اور مظفر دزد دونوں مجرموں کی طرح بندھے ہوئے ہیں مہتر قران پہلے رستم ثانی کے پاس
آیا اور آہستہ کہا ای شہریار کہو اسوقت کیا ارادہ ہی رستم نے کہا ای مہتر قران یہ وقت کسی بات کے
استفسار کرنے کا نہیں ہی اسلیے میں وہ ملعونہ نحیبہ سو رہی ہی جو کچھ ہو سکے جلد عمل میں لا ورنہ پھر کوئی تدبیر کارگر
نہ ہوگی مہتر قران سیمہ کے قریب گیا دارو بیہوشی سونگھائی جب یقین ہو گیا کہ اب بغیر دارو
رفع بیہوشی ہوش میں نہیں آسکتی رستم ثانی اور مظفر دزد کے دست و پا سے بند کھولے اُنھیں بندوں
سے سیمہ کو بستہ کیا اور مع رستم و مظفر رستم ثانی کے لشکر میں لے آیا سیمہ کو ایک جا محفوظ میں
محبوس کیا اور سب اپنے اپنے بستر استراحت پر جا کے سو رہے جب صبح ہوئی سب بیدار ہوئے
رستم نے مہتر قران سے کہا ای قران سیمہ بھی بیدار ہوئی اُس نے کہا شہریار رستم بے دارو بیہوشی کا
اثر ہی جبتک دارو رفع بیہوشی کام میں نہ لائی جاوے گی سیمہ ہوش میں نہ آئیگی رستم نے کہا اُس نحیبہ کو لا اور اُس سے
باتیں کریں مہتر گیا اور سیمہ کو رفع بیہوشی سے ہوش میں لایا بعدہ شاہزادہ رستم کی خدمت میں حاضر کیا رستم
سیمہ کو دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای ملعونہ کہہ تو اسوقت اپنے کو کس حال میں دیکھتی ہی کل تو بہت خوش تھی جبکہ
مجھکو گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا آج کہ تجھکو کیسی سخت سزا دوں سیمہ نے بڑی زور سے قہقہہ مارا اور کہا ای رستم معلوم ہوا
کہ تو مجھکو گرفتار کر کے بہت خوش تھا ابھی تجھکو حقیقت امر سے اطلاع نہیں ہی شاہزادہ نے کہا ای ملعونہ یہ کیا
کہتی ہی وہ حقیقت امر کیا ہی جسکی مجھکو اطلاع نہیں ہی اسوقت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تو بستہ میرے
روبرو موجود ہی اسنے کہا اس بستہ ہونے کا تماشا دیکھو رستم ثانی نے کہا ہاں اسنے
کہا یہ تو سب دیکھ رہے ہو کہ میں بظاہر بستہ ہوں میرے پاس سے علیحدہ ہو جاؤ تو پھر دیکھو
مہتر قران نے کہا ای شاہزادہ یہ نحیبہ فریب دیتی ہی شاہزادہ نے کہا کیا فریب دے سکتی ہی در انحالیکہ
بظاہر بستہ ہی سب اسکے پاس سے علیحدہ ہو جاؤ دیکھیں یہ کیا تماشا دکھاتی ہی چنانچہ تمام مجالس اسکو
اسی طرح بستہ چھوڑ کے چند قدم کے فاصلے پر علیحدہ [illegible] سیمہ نے اسی طرح اپنے
دست و پا کو جھٹکا کہ فوراً تمام بند کھل کے زمین پر گر پڑے

جانب لشکر روی ہوا ایران ہوئی اپنے لشکر میں پہونچ کر دم لیا

آمدم بداستان شہریار و نور الدہر

راویان نیکو در سخن فرمودہ اند و شرح این داستان چنین کردہ اند کہ شہریار اور نور الدہر برابر قلعہ ذوالامان کے پہونچے
سعد نے حکم دیا کہ ذوالامان کو از سر نو دوبارہ بدستور سابق آراستہ کرو نور الدہر نے کہا یا شہریار جب تک ہم ذوالامان
کی درستی میں مصروف ہوں میں جاتا ہوں جب ذوالامان کی آرایش و درستی سے فارغ ہو تم بھی یہاں سے
نہضت کرنا غرضکہ دوسرے روز نور الدہر اور کرب اور طہماسپ سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے
جانب فرعونیہ روانہ ہوا اور بطی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد شہر الماسیہ کے قریب پہونچا الماس گوہر
وہاں کا حاکم و فرمانروا تھا وہ اپنے دربار میں باطمینان تمام بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک سرکارہ آیا اور موقف عرض میں
اس طرح گویا ہوا کہ ای شہریار فلک اقتدار فی الحال نور الدہر نامی ایک شخص وارد سرزمین
الماسیہ ہوا ہے اور فوج کثیر اُسکے ہمراہ ہے جب جان کر عرض پیرا ہوں اب بجائے خود جو کچھ مناسب ہو حکم
صادر فرمایا جاوے الماس گوہر حاکم الماسیہ اس خبر کو سنکے بہت متردد ہوا مشیروں سے مشورہ کیا کہ
کیا کیا جاوے اُن سب نے بالاتفاق یہ راے دی کہ نور الدہر کے ورود کا نتیجہ بہتر نہیں معلوم ہوتا ہے بہرحال
قلعہ میں قیام کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے چنانچہ الماس گوہر قلعہ بند ہو گیا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھا کہ ای
خداوند اپنے بندوں کی خبر لے عنقریب الماسیہ پر آفت عظیم نازل ہوا چاہتی ہے خدا پرست اپنے نام کے ہیں
فرعون پرستی کے نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں چنانچہ نور الدہر نام خدا پرست با فوج کثیر میرے ملک میں
وارد ہوا ہے بمجرد اُسکے پہونچنے کے یہ نامہ لکھا ہے اگر ذرا بھی غفلت کی تو شہر الماسیہ تہ و بالا ہو جاوے گا
اور خدا پرستوں کی حکومت قائم ہو جاوے گی بعجالت تمام مجھکو مدد پہونچنا چاہیے فرعون نے جواب
نامہ لکھا کہ ای بندۂ خاص ہمارے الماس تیرا نامہ ہمکو پہونچا حال معلوم ہوا ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم
خدا پرستوں کی طرف سے غافل ہیں ہمکو پیشتر سے اُسکے آنے کی خبر ہے اگر نور الدہر نام خدا پرست وارد
سرزمین الماسیہ ہوا ہے تو اُسکے مقابلہ میں آمادہ پیکار ہو اور مطلق کسی طرح کے خوف و تردد کو اپنے دل میں
دخل نہ دے جس وقت مدد کی ضرورت ہوگی فوراً پہونچیگی جب یہ جواب الماس کو پہونچا نہایت بے صبر ہوا اور
دوسرا نامہ لکھا کہ ای خداوند میں نے جو نامہ لکھا تھا وہ صرف جواب کے واسطے اور زبانی ہیچ و پوچ کے واسطے
نہیں بھیجا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ مجھکو مدد پہونچے اب پھر اس امر کی درخواست ہے کہ جلد پہونچے اس نامہ کے
پہونچتے ہی مدد پہونچے اس مرتبہ جو اس مضمون کا نامہ ملک فرعون کو پہونچا بارہ ہزار سواران آتشبار کی جمعیت
الماس گوہر کی مدد کے واسطے جانب الماسیہ روانہ کی الماس گوہر فرعون کی مدد بھیجنے سے بہت خوش
ہوا اور دوسرے روز نور الدہر نے قلعہ پر یورش کی اثناے یورش میں خبر پہونچی کہ فرعون نے
بارہ ہزار سوار کی جمعیت الماس گوہر کی مدد کے واسطے بھیجی ہے نور الدہر نے کہا کیا مضائقہ ہے خدا سے یاس
مت کہو بارہ ہزار اہرمن کش آمادہ ہوئے اور بالاے قلعہ مقیم ہوے انمیں سے ایک ایک جدا ہوا اور شاہزادہ
کے لشکر ... بارہ ہزار ساتھ پیدا ہوے اور نور الدہر کے بارہ ہزار لشکر کو ایک ایک
... بعد ان سب کو زمین کی طرف پھینکا جس سے سب ہلاک ہوگئے ... سر بستہ ...
بلا آیا یکایک اُس ابر سے آواز آئی کہ ای خدا پرستو اگر تم

پیشتر ہی قلعہ کے قریب نہ آتے تو ہم کچھ تعرض تمھارے حال سے نہ کرتے اب خبردار قریب قلعہ کے نہ جانا ورنہ تم سب ہلاک کیے جاؤ گے ہم خوب جانتے ہین کہ خداوند فرعون کی قدرت وجلال کا مطلق خوف تمھارے دلمین نہین ورنہ ہرگز اسطرف آنے کا ارادہ نہ کرتے خداوند فرعون کی قدرت کو تمنے دیکھا کہ کس طرح تمکو ہلاک کیا

نور الدہر کو مع یاران ہمراہی یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور سعد شہریار کے متعلق خامہ فرسائی کیجاتی ہی

زرادیان سخن پرور این چنین مرویست ؛ کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست ؛ راویان روایات عجیب خیز وحاکیان حکایات حیرت انگیز اس داستان بدرت توامان مین اسطرح گویا ہوتے ہین کہ سعد شہریار چندروز مین قلعہ قوۃ الامان کو آراستہ کر کے اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلمان کو ناموس کا انتظام حوالہ کر کے مع لشکر قیامت اثر فرعونیہ کی طرف روانہ ہوا اور منازل صعب طی کر کے ارجن کوہ کے قریب پہونچا ملک ارجن کو سعد شہریار کے ورود کی خبر پہونچی اُسنے بھی فرعون شاہ کو نامہ لکھا کہ ای خداوند مجکو جس بات کا خیال وخوف تھا اُسکا سامنا ہو گیا ہے یعنے سعد نامی خداپرست مع فوج کثیر یہان آیا ہی عنقریب ہنگامہ جنگ گرم ہوا چاہتا ہی جلد مجکو مدد پہنچیے ورنہ خداپرستون کے ہاتھ سے میری حکومت مین خلل آیا چاہتا ہی اور ای خداوند مجکو عجب اس بات کا ہی کہ تو نے اپنی مشیت مین یہ کیا مقرر کیا ہی جو خداپرست صحیح وسلامت یہان تک پہونچ گئے انھون نے جسوقت اسطرف آنیکا ارادہ کیا تھا اسیوقت اُنکو کیون نہ مجبور کر دیا جو یہان تک نہ پہونچتے اور میری اشتباہ کا سبب ہوسنے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو کہ وہ اپنا کام کر گذرین اور تو خواب خرگوش مین رہے فرعون شاہ نے اس مضمون کا نامہ پڑھکے بارہ ہزار ابہار جن شاہ کی بھی مدد کیوا سطے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ای ہمارے بندہ خاص ملک ارجن تو گھبرا نہین ہماری مشیت مین جو مصلحت گذری ہی اُس سے تجکو اطلاع نہین ہی اگر سعد خداپرست ارجن کوہ مین پہونچ گیا ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ بھی ہمارا ہی فعل سمجھ ہم چاہتے ہین کہ وہ سب وہان پہونچ کے ہلاک ہون اور یہ فتح تیرے نام پہ مقرر ہو چنانچہ وہ ابر بھی فوج اسلام پر مسلط ہوا اور بدستور بارہ ہزار ہاتھ ابر سے پیدا ہوے اور تمام لشکر کو زمین پر مار کے ہلاک کیا سعد شہریار بھی اس واقعہ سے بہت خائف ہوا اور ارجن حصار کو چھوڑ کے وہان سے دور جا مقیم ہوا ناگاہ اُس ابر سے یہ آواز آئی کہ ای سعد کیون ارجن حصار سے دور چلا گیا اگر مرد میدان ہی تو وہین مقیم رہ دیکھ خداوند فرعون کی قدرت کو کہ اُسنے اپنی قدرت سے کسطرح ایک تیری تمام فوج کو ہلاک کیا اور ہر وقت اسی طرح کا اختیار رکھتا ہی

اب سعد شہریار کو بھی ارجن کوہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہی اور حال لندھور بن سعدان کا بیان ہوتا

مجکو ہمیشہ ... کا کھٹکا لگا رہا
فرق آیا نہ آنکھون مین جو نقشا لگا رہا
سر کو پٹک پٹک کے قفس مین بیر جائے
برسون تمھاری گھات مین بندہ لگا رہا
اندھیر شہر مین رہا اسکے بناو سے

کیسا ہمارے دلمین یہ کانٹا لگا رہا
اقرار اُسنے کب کیا انکار کے سوا
صیاد کو مرے بھی یہ کھٹکا لگا رہا
مشتاق دید سیکڑون آکے چلے گئے
دانتون مین مسی آنکھون مین سرمہ لگا رہا

قاتل تو ایک وار مین دو ٹکڑے کر چکے
صحبت رہی مگر یہ بکھیڑا لگا رہا
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آئے ہو
دن رات کوے یار مین میلا لگا رہا
جوہریان بازار معانی و عرفان

دار العیار بہہ دانی اس حال فرخندہ مال کو اس رنگ سے مسطور کرتے ہین کہ جب پہلوان دوران سر آمد دلاوران جہان یعنے لندھور بن سعدان مشہد بنا سے جہانبانی یعنے ... کے بعد سراندیپ مین پہونچکے ہندوستان کا بندوبست کیا ایک

کے نام فرمان لکھو کہ فلان تاریخ تک سب یہان آکے جمع ہون چنانچہ جا بجا اطلاع پہونچ گئی روز معینہ کو سب آکے جمع ہوئے
لندهور بن سعدان نے اُن سب سے کہا کہ ای یارو دنیا مین انسان کو زندگی کا کیا بھروسہ ہو سکتا ہی کچھ نہ
کچھ آخرت کی خبر بھی ضرور ہی ورنہ بعد مین بجز افسوس و حسرت کے کچھ نہین ہو سکتا مجکو ایک حکیم کا قول یاد ہی
وہ فرماتا ہی کہ مین نے چار لاکھ کلمے حکمت کے جمع کیے ہین جن مین سے چار کلمون کو باکار سمجھا اور سب کو بیکار
سمجھ کے بھلا دیا اُن چار مین سے بھی دو بھلا دینے کے قابل ہین اور دو یاد رکھنے کے قابل ہین یعنے خدا اور موت
کو یاد رکھنا چاہیے اور جو کوئی اپنے سے برائی کرے اور جس کسی پر خود احسان کرے ان دونون کو بھلا
دینا چاہیے بنا برین دونون اول کلمے یاد رکھنے کے یہ معنی نہین ہین کہ صرف یاد ہی رکھا جاوے بلکہ اُسکے موافق
کچھ کام کیا جاوے میرے دل مین بیشتر خیال آیا کہ موجودہ کامون کا بندوبست کر کے حج کا عازم ہون مگر بعض
اسباب مانع ہوئے لیکن اب مصمم ارادہ ہی کہ اپنے پرانے خیال کو عمل مین لاؤن فی الحال ہندوستان کا
انتظام در پیش ہی اسکے واسطے میری یہ راے ہی کہ اپنی جگہ اپنی دختر نیک اختر کو ہندوستان کی حاکم و فرمانروا
مقرر کر کے حضرت رسالتمآب کی خدمت بابرکت مین کعبۃ اللہ کو جاؤن تم لوگون کو خاص اسواسطے یہان آنے
کی تکلیف دی ہی کہ اس بارہ مین تمھاری کیا راے ہی اُن سب نے کہا شہریار دفعۃً اس سفر مبارک کا اختیار کرنا
خالی از وقت نہین ہی اگرچہ یہ بہت صحیح بات ہی کہ زندگی مین انسان کو سفر آخرت کا خیال رکھنا چاہیے اور
حج ہر شخص پر واجب نہین مع ہذا ہم لوگون کا خیال یہ ہی کہ اگر ذخیرۂ آخرت مہیا کرنے کی ضرورت ہی تو صرف
حج ہی ذخیرۂ آخرت نہین ہو سکتا عدل گستری غریب نوازی رعایا پروری رحم شعاری بھی ذخیرۂ آخرت مین
شامل ہی اگرچہ شہریاران تمام اوصاف سے متصف ہین تاہم ایسے امور مین زیادہ ترقی کیجاوے تو زیادہ بہتر
ہی لندهور بن سعدان نے کہا ای یاران من دنیا کے تعلقات مین مبتلا ہو کے انجام بخیر ہونا بہت مشکل
امر ہی اگرچہ کوئی شخص نہایت درجہ احتیاط سے کام لے اور ہر وقت اس راہ مین غور و فکر کرتا رہی پھر بھی لابُدی
مین گمان ہی کہ غلطی ہو جاوے اس سے بہتر یہ ہی کہ اُن تعلقات سے کنارہ کیا جاوے جن مین خدشہ لازم ہونے
کا ہو جہانتک ممکن ہو اُن سب نے کہا جیسے تو بہتر ہی عرض کر دیا لندهور بن سعدان اپنی دختر نیک اختر ملکہ
خسرو شیرین وحشت کے پاس آیا اور کہا ای نور نظر میرا ارادہ کعبۃ اللہ جانے کا ہی تجکو بجاے خود ہندوستان
کی فرمانروائی پر مقرر کیے جاتا ہون خسرو شیرین وحشت آبدیدہ ہوئی اور کہا ای پدر والاقدر اگرچہ مین انتظام
ملک سے عاجز نہین ہون تاہم تمھاری مفارقت مجھپر نہایت شاق ہی لندهور بن سعدان نے کہا ای
فرزند چند روزہ کا سفر ہی پھر تو ہم یہان پہونچ ہی جاوینگے خسرو شیرین وحشت خاموش ہو رہی لندهور
بن سعدان نے اسباب سفر مہیا کرنا شروع کیا یہانتک کہ ایک تاریخ مقرر کر کے اور خسرو شیرین وحشت
کو نقاب پوش و تاج بر سر سریر حکومت پر بٹھا کے تنہا کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہونے کا عازم ہوا اور تمام
یاران موجودہ سے کہا آگاہ ہو مین تم سب سے رخصت ہوتا ہون مجکو تنہا جانا مقصود ہی اُن سب نے کہا شہریار
ایسے سفر دور و دراز مین تنہا جانا ہرگز قرین مصلحت نہین ہی لندهور نے کہا اگرچہ تم لوگون کے نزدیک تنہا
جانا خلاف عقل ہی لیکن [illegible] مناسب ہی اور ای یارو میرا اسیوقت روانہ ہونے کا ارادہ تھا
لیکن [illegible] ہی آخر شب کو روانہ ہونگا تم لوگون سے اسی وقت رخصت ہوتا [illegible]
[illegible] سب نے کہا تکلیف کیا معنے ہم اسوقت بھی حاضر ہونگے

لند هور نے کہا اُسوقت کسی کے ہونے کی ضرورت نہین ہی اور اس بارہ مین بھی تم لوگون کا اصرار بیکار ہی وہ سب
خاموش ہو رہے سرشام سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے شب کو خسرو شیرین دخت سے کہا ای فرزند
اسوقت تک مین نے اس راز کو تم سے پوشیدہ رکھا مگر اب اس راز سے تمکو آگاہ کرتا ہون کہ مین سب سے رخصت
ہو چکا ہون اور سب کو معلوم ہی کہ مین آخر شب کو عازم سفر ہونگا مین تہ خانہ مین چھپا جاتا ہون کل تو جسوقت
تخت حکومت پر بیٹھنا سب سے کہنا کہ ای حاضرین میرے باپ آخر شب کو کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہو گئے ہین
اور تمکو دعا کہی ہی اور کہا ہی کہ تم لوگ میرے کہے سنے کو معاف کرنا اگر زندہ رہین گے تو پھر ملینگے مگر ای فرزند
خبردار اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا خسرو شیرین دخت نے قبول کیا جب دن ہوا شیرین دخت تخت
حکومت پر بیٹھی تمام سلاطین مثل جیپال شاہ اور بختیار شاہ اور اختیار شاہ بن بختیار شاہ کے دربار مین آئے
اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے ملکہ نے کہا ای حاضرین آخر شب میرے باپ کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہو گئے
بروقت روانگی تم سب کو سلام کہا ہی اور کہا ہی کہ چونکہ مین نے سفر دور و دراز اختیار کیا ہی نہین معلوم کب واپس
آنے کا اتفاق ہو زندگی کا کیا اعتبار ہی پس میرے کہنے سنے کو معاف کرنا سب نے بعد سلام
سر پر ہاتھ رکھے اور کہا ای ملکہ تمھارے پدر والاقدر نے ہمکو کیا کہا ہی جو ہم معاف کرین ہم سب اُنکے کعبۃ اللہ
جانے سے نہایت ملول ہین ہرچند ہم لوگون نے سمجھایا مگر ایسی حالت مین کیا چارہ ہی جب وہ نہ مانین ناچار خاموش
ہو رہے اب یہ دستور مقرر ہی کہ روز خسرو شیرین دخت تخت شاہی پر جلوہ گر ہوتی ہی اور انتظام سلطنت مین
ہمہ تن مصروف رہتی ہی چند روز اسی انتظام سے بسر ہوئے روز شب کو لند هور تہ خانے سے پوشیدہ خسرو شیرین
دخت کے پاس آتا ہی اور بعد استفسار امور ضروری پھر تہ خانے مین چلا جاتا ہی ایک روز جیپال شاہ نے
سب کو جمع کیا اور کہا لند هور بن سعدان نے ایسا سفر دور و دراز اختیار کیا ہی اور اپنے عوض
مین اپنی دختر یعنی خسرو شیرین دخت کو تخت حکومت پر بٹھایا ہی اگرچہ خسرو شیرین دخت انتظام سلطنت
کی قابلیت رکھتی ہی جیسا کہ ظاہر ہی تاہم عورت کی متابعت و فرمانبرداری دل قبول نہین کرتا بعضون نے کہا پھر
کیا مطلب ہی بعضون نے کہا ہم تمھاری راے سے موافق ہین جو کچھ کہو اُسپر عمل کرین جیپال شاہ نے کہا اگر تم سب
مجھسے موافق ہو تو مین اس بارہ مین کچھ تدبیر کرون سب نے کہا بیشک ہم موافق ہین جیپال شاہ خاموش ہو رہا
دوسرے روز جب خسرو شیرین دخت تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور دربار مین سب جمع ہوے جیپال شاہ
بھی آیا اور اپنی جگہ بیٹھ گئے کہا ای یاران مین چند روز سے ایک امر کے بابت ذکر کرنا تھا مگر موقع نہ ملا جو مین کہتا
آج مین مصمم ارادہ کرکے آیا ہون کہ اُس ذکر کو بیان کرون سب نے کہا ای جیپال شاہ بیان کرو وہ کیا ذکر ہی
جیپال شاہ نے کہا اصل امر یہ ہی کہ دختر لند هور بن سعدان اگرچہ ایک لائق و فائق عورت ہی تاہم عورت
کی متابعت کو ہرگز دل گوارا نہین کرتا ہان ایک طرح سے متابعت قبول کی جا سکتی ہی کہ دختر لند هور کسی سے
نکاح کرلے اُس صورت مین اگرچہ دختر لند هور ہی اس مملکت کی حاکم ہوگی لیکن انتظام سلطنت اُسکے شوہر
کے متعلق ہوگا اور جو کچھ ہو کہنا ہوگا اُس سے کہین گے شیرین دخت نے بغور و تامل جیپال شاہ کی تقریر کو
سنا کہا ای جیپال شاہ اگرچہ یہ کلمہ میری زبان سے نکلنا زیبا نہین معلوم ہوتا تاہم مین تجھسے پوچھتی ہون کہ تیرے
نزدیک میرے شوہر ہونے کیواسطے کون مناسب ہی جیپال شاہ
استفسار
کی کیا ضرورت ہی اپنا اپنا سب کو اختیار ہی ممکن ہی کہ مین کسی کو
بہو

خسرو شیرین دخت نے کہا اگرچہ مین انکار ہی کرونگی مگر معلوم تو ہو کہ وہ کون ہی جسکو تو نے تجویز کیا ہے
جیپال شاہ نے کہا ای ملکہ میرے نزدیک اختیار شاہ بن بختیار شاہ سے زیادہ لائق و فائق کوئی نہین
ہی لیکن مین نہین جانتا کہ تمہارا خیال اُسکے نسبت کیا ہی شیرین دخت نے کہا ای جیپال شاہ اگر تو اختیار شاہ
کو میرے شوہر ہونیکے لائق سمجھتا ہی تو خیر کیا مضائقہ ہی مین بھی اپنے مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کر لون
کل مین اسکا جواب دونگی جیپال شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی جب دربار کا وقت تمام ہوا تمام اہل دربار اپنے
اپنے مقام قیام کو واپس گئے ملکہ بھی اپنے محل مین آئی چند ساعت توقف کر کے تہ خانہ مین لند ھور بن سعدان
کے پاس گئی اور تمام واقعہ بیان کیا اور کہا ای پدر والا قدر جیپال شاہ نے میرے استفسار پر اُس شخص کا بھی
ذکر کیا جسکو میرے شوہر ہونیکے لیے تجویز کیا ہی لندھور نے کہا وہ کون ہی اُسنے کہا اختیار شاہ بن بختیار شاہ کو
لندھور نے نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہو کے کہا خیر صبح تو ہونے دو پھر اُن بدبختونکو کیسی سزا سے مقتول دیتا
ہون مین نے اسی واسطے غیبت اختیار کی تھی کہ دیکھون یہ سب کس طرح سے پیش آتے ہین بس وہی خیال میرا ٹھیک
آیا دوسرے روز دربار کے وقت لندھور بن سعدان تہ خانہ سے باہر آیا لباس نو سے آراستہ ہوا تاج شاہی
سر پر رکھا اور دربار مین آکے تخت حکومت پر بیٹھ گیا حاضرین نے جو لندھور کو دیکھا ہمہ تن حیرت ہو گئے ایک دوسرے
سے سرگوشی کی چند لمحہ کے بعد اختیار شاہ اور بختیار شاہ اور جیپال شاہ بھی گلگونہ خانہ مین آئے دیکھا شہنشاہ
تخت حکومت پر متمکن ہی جیپال شاہ نے بکمال ادب سلام کیا خسرو ... تمام تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ
جیپال شاہ دو لخت ہو کے زمین پر گرا اختیار شاہ اور بختیار شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا فوراً ملازمان شاہی
نے اُن دونون کو گرفتہ و بستہ کر لیا لندھور بن سعدان نے کہا ایہا الناس نہایت تعجب کی بات ہی کہ میری
نظر سے غائب ہوتے ہی تم سب مجھسے خلاف ہو گئے اور ہر شخص بجائے خود مختار ہو گیا اور طرح طرح کی فتنہ پردازی
شروع کر دی اگر مین واقعی یہان سے کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہو جاتا تو نہین معلوم کیسا فتنہ و فساد برپا کرتے تمام
اہل دربار سرنگون خاموش تھے بعد ازان لندھور بن سعدان انتظام حکومت مین مصروف ہوا دوسرے روز
اپنی دختر خسرو شیرین دخت کی شادی کی فکر پیدا ہوئی اپنے مشیرین کو جمع کیا اور کہا اگرچہ جیپال شاہ نے میری
غیبت مین شیرین دخت کی شادی کے نسبت تحریک کی مگر یہ فعل بدنفسی پر محمول تھا تاہم شیرین دخت
کی شادی ایک امر ضروری ہی لہٰذا اس فرض سے ادا ہو جانا ضروری ہی سب نے بالاتفاق کہا ای شہریار اس
بارہ مین مشورہ کی کیا ضرورت ہی البتہ بیٹی کے مقدمہ مین اس بات کا ضرور خیال رہنا چاہیے کہ اُس شخص سے نسبت
کی جاوے جو تین صفتون سے متصف ہو جس طرح نگینہ مین تین صفتین دیکھی جاتی ہین رنگ سنگ ڈھنگ انسان کا
رنگ یہ ہی کہ صاحب علم و ہنر ہو سنگ یہ ہی کہ شریف قوم سے ہو ڈھنگ یہ ہی کہ شہرت رکھتا ہو یعنی ابنائے جنس
مین اُسکا طرز معاشرت مستحسن سمجھا جاتا ہو لندھور نے کہا پھر یہ بھی بتاؤ کہ تمہاری نظر مین ان صفتون سے کون
ایسا شخص متصف ہی جو شیرین دخت کی نسبت کیواسطے تجویز کیا جاوے اُن سب نے کہا ہمارے نزدیک
محمود شاہ سے بہتر کوئی شخص نہین ہی لندھور نے اُسی وقت حامد شاہ بادشاہ ہندوستان کے نام نامہ
لکھا جس ... نامہ کو بخیال طوالت قصہ موقوف رکھا خلاصہ یہ کہ حامد شاہ نے
... جوا... درمتعلقہ عروسی کبھی بذریعہ تحریر ہی طی ہوے بساعت سعید داور
دخت محمود شاہ بن حامد شاہ سے منعقد ہوئی بہت

کچھ انتظام واہتمام اس تقریب مین ہوا بعد نکاح مبارک سلامت کا غل ہوا انعام واکرام تقسیم ہوئے راوی لکھتا
ہے کہ جداِیل خان ہندی لندھور بن سعدان کا بھانجہ ایک نہایت شریر ساحر تھا ہمیشہ لندھور بن
سعدان کو اسکی طرف سے خدشہ لگا رہتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ لندھور کی بہن جدالہ نام بڑی علامہ مکارہ
عورت تھی ہمیشہ لندھور اُسپر ملامت کرتا تھا کہ انسان کو چند روزہ زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے تو جو کفر وضلالت
مین اپنی زندگی بسر کرتی ہے اسکو تو نے کیا بہتر سمجھا ہے میری فہمایش کی یہ غرض ہے کہ مجھکو بسبب حقیقی نسبت ہی ہے جب مجھکو
تیری اس کم بختی کا خیال آتا ہے نہایت افسوس ہوتا ہے اور شرمندگی ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسپر عمل
کر اور انجام کی اپنی خبر لے جدالہ اگرچہ لندھور کو اسکی فہمایش کا جواب نہ دیتی تھی البتہ دلمین تاؤ پیچ کھایا کرتی تھی ایکمرتبہ
جدالہ نے اپنے بیٹے جداِیل خان ہندی سے اس بارہ مین ذکر کیا کہ میرا بھائی لندھور ہمیشہ مجھکو بے معنے فہمایش
کیا کرتا ہے مجھکو بہت ناگوار ہوتا ہے جداِیل نے کہا اے مادر لندھور کو تیری فہمایش سے کیا علاقہ ہے اگر تجھکو اُسکی فہمایش
ناگوار معلوم ہوتی ہے تو کیون اُسکو منع نہین کردیتی تاکہ بار دیگر اُسکو جرأت نہو اب کی جو لندھور فہمایش کرے تو ضرور
جواب صاف دینا جدالہ اپنے بیٹے سے اس بات کو سنکے خاموش ہو رہی ایک روز حسب اتفاق پھر سامنا
ہوا لندھور نے موافق دستور ملامت کی جدالہ نے برہم ہوکے کہا اے لندھور تو جو مجھے ہر مرتبہ فہمایش اور
ملامت کیا کرتا ہے اس سے کیا فائدہ ہے عیسیٰ بدین خود و موسیٰ بدین خود خبردار اس بارہ مین آیندہ مجھسے کچھ کہنا ورنہ نتیجہ بہتر
نہوگا لندھور نے کہا کیا نتیجہ بہتر نہوگا جدالہ نے کہا بس یہ سمجھ لے کہ کشت وخون کی نوبت آجائیگی لندھور نے
کہا مین کشت وخون سے نہین ڈرتا ہون اس مرتبہ جداِیل خان ہندی بھی جدالہ کے ساتھ تھا اُسنے لندھور
سے باواز بلند کہا اے لندھور اگر تو کشت وخون سے نہین ڈرتا تو ہمکو بھی اسی طرح سمجھ کیا وجہ ہے جو تو میری
مادر کو فہمایش کیا کرتا ہے لندھور نے بغیظ وغضب جداِیل خان کی صورت دیکھی اور کہا او جداِیل نالائق یہ تو
کیا بکتا ہے جداِیل خان نے کہا خبردار اب زیادہ گوئی نہ کرنا اور اسوقت کا اگر بدلہ نہ لیا تو مین جداِیل خان نہین یہ
کہکے وہان سے دونون مان بیٹے چلے گئے اُس روز سے لندھور کو جداِیل خان کی طرف سے خدشہ رہا بعد فراغ
عروسی شمسہ وشیرین دختران لندھور نے جداِیل خان کے نام نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زمانہ مین میرے
تیرے درمیان شکر رنجی ہوگئی تھی اور تو نے کہا تھا کہ کسی وقت مین اسکا عوض لونگا مجھکو اُسوقت سے ابتک اس
بات کا خیال ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اب فیصلہ ہو جانا چاہیے کیون ہر وقت کا خدشہ جانبین کے دلونمین
باقی رہ جائے اور اے جداِیل خان یہ تو نہ سمجھنا کہ مین ہر طرح جنگ وحرب ہی کیواسطے مستعد ہون کیونکہ مین اُسی
بیہودہ پن کے سبب سے برخاستہ نہین ہوا ہون جو تو عمل مین لایا اور میری بزرگی کا ہرگز تجھکو خیال نہوا بلکہ میری غرض
اصلی یہ ہے کہ تو راہ راست اختیار کر اور اپنی مادر ملعونہ کو بھی فہمایش کر ورنہ جنگ وحرب کے واسطے آمادہ ہون اس
ذریعہ سے حق و باطل کا امتیاز بھی حاصل ہو جائے گا اور زور وطاقت کی بھی حقیقت دریافت ہو جاویگی جیسے کہ بے مروت
پر تو نے میری بزرگی بالاے طاق رکھی اور مادر ملعونہ کی طرفداری پر آمادہ ہو گیا جب اِس مضمون کا نامہ جداِیل ہندی
کو پہونچا از سرتا پا بغیظ وغضب ہو گیا جدالہ کے پاس جاکے کہا اے مادر لندھور اپنے زور وطاقت پر بہت مغرور
ہے اُسنے اس مضمون کا نامہ لکھا ہے اور اُس نامہ کو پڑھکے سنایا جدالہ نے کہا اب تیرا کیا ارادہ ہے جداِیل خان
ہندی نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ واقعی یہ خدشہ ہمیشہ باقی رہیگا بہتر یہ ہے کہ ا[illegible]
[illegible] ہو جائے یہی تاکہ [illegible] دست ہے باشد جدالہ ساحرہ

ضرر رسان ہو اسواسطے کہ لندھور تجھسے بدرجہا زبردست ہو پھر زور و طاقت مین اُس سے کس طرح عہدہ برآ ہوسکتا
ہو البتہ اگر کام نکالنا چاہتا ہو تو سحر و افسون سے کام لے ورنہ اس مقابلہ سے تو یہ بہتر ہو کہ بسہولت اپنے کو لندھور
کے حوالے کردے جبدایل نے بعد غور و فکر کہا مجھسے ممکن نہین ہو کہ سحر و افسون سے کام لون تمام رات ان دونون
مین یہی گفتگو رہی دوسرے روز جبدایل خان نے مقابلہ ملتوی رکھا ادھر لندھور بن سعدان کا ہاتھ بھی بیکار
تھا ہزار ہزار ترکیبین عمل مین آئین طرح طرح کے علاج ہوئے کچھ فائدہ نہوا لندھور نے کہا یارو واقعی یہ تمام تدبیرین
بیکار ہین اس سے کچھ فائدہ نہوگا سحر و افسون کا مقابلہ ہین دوا علاج کا کیا کام ہو سب نے کہا آخر کچھ کیا ہو لندھور نے کہا
اسکا یہ علاج ہو کہ کوئی تعویذ دافع سحر و افسون ہاتھ پر باندھا جاوے یا اس قسم کی کوئی دعا پڑھی جاوے لوگ عامل کی
تجسس و تلاش مین گئے اُسکو لائے حال پوچھا عامل نے کہا واقعی افسون کا اثر ہو غرضکہ دو تعویذ لکھے ایک ہاتھ
پر باندھا دوسرا جلایا گیا ہاتھ ہیئت اصلی پر آیا لندھور نے کہا بڑی مشکل پیش آئی اگر جبدایل خان کے سحر و افسون
یہی حال رہا تو کیونکر اُس سے مقابلہ ہوسکیگا آج ہاتھ بیکار ہوگیا ہو کل از سرتا پا بے حرکت ہو جاؤنگا عامل سے کہا کوئی
ایسا تعویذ دو کہ پھر کسی کا سحر و افسون اثر نہ کرے اُسنے ایک دعا لکھی اور کہا شہریار اس دعا کا یہ خاصہ ہو کہ جب کسی
ساحر سے مقابلہ ہو اس تعویذ کو از سرتا پا مس کر لینا چاہیے جہان جہان یہ تعویذ مس ہوگا وہانتک سحر و افسون اثر
نکریگا قصہ روز پھر طرفین کے لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے لندھور نے اُس تعویذ کو از سرتا پا مس کیا اور
میدان مین آکے باواز بلند پکارا کہان ہو جبدایل خان بے ایمان آوے اور آج پھر میرا مقابل ہو یہ خبر جبدایل کو
پہونچی جبدالہ نے کہا جا لندھور کا مقابلہ کر اُسنے کہا کیا جاؤن اور کس طرح مقابلہ کرون نہ سحر و افسون سے کام لے
سکتا ہون اور نہ زور و طاقت مین سر ہونگا جبدالہ نے کہا اگر ایسا ہی خیال تھا تو پیشتر جنگ و حرب کا ارادہ نہ کیا ہوتا
بیکار یہان آیا اور اپنے ساتھ مجھے بھی زحمت مین پھنسایا جبدایل خان نے کہا پھر اب کیا ممکن نہین ہو جبدالہ نے
کہا تف ہو تیری مردانگی پر کیا تو یہ سمجھتا ہو کہ یہان سے صحیح و سلامت واپس چلا جاویگا ہان اس صورت سے رفع شر
ممکن ہو کہ مین اور تو دونون اسلام اختیار کرلین جبدایل خان نے کہا ناصاحب یہ کسی طرح ممکن نہین جبدالہ نے کہا
ممکن نہین ہو تو مقابلہ کر اُسنے کہا کیونکر مقابلہ کرون جبدالہ نے کہا اصل مین تیرے ساتھ سے چلتی ہون
اگر تجکو سحر و افسون سے کام لینا گوارا ہو زور دست بازو سے کام لے مین خود لندھور کے جانب افسون پڑھ کے
پھونکونگی جبدایل نے کہا اسکا مضائقہ نہین ہو جبدالہ نے ایک ناقہ طلب کیا اُسپر عماری کسوا اُسکے سوار ہوئی اور یہ
جبدایل کے ہمراہ میدان حرب مین پہونچی جاتے ہی کچھ پڑھا اور اپنے ہاتھ کو ہر چہار جانب تین مرتبہ گردش دی تین
تالیان بجائین لندھور اُس ناقہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا دلین کہا عجب نہین اس عماری مین جبدالہ مکارہ
ہو دیکھیے کیا قیامت برپا کرتی ہو ادھر جبدایل خان ہندی سے کہا آج تو نے اسقدر دیر کیون کی جبدایل خان
نے کہا اے لندھور آج مین تیرے واسطے پورا بندوبست کرکے آیا ہون اور اس امر کی تجھسے قسم لے لو کہ مین ہرگز
سحر و افسون سے کام نہ لونگا لندھور نے کہا مجکو قسم لینے کی کچھ ضرورت نہین ہو تو بلاتکلف سحر و افسون سے کام
لے خدا سے مانگ سنبت لیس زبان بہ بند و بازو بکشا جبدایل خان نے شمشیر آبدار کا وار لندھور کے سر پر کیا لندھور
نے بسہولت تمام اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اُسوقت جبدالہ نے جو کچھ پڑھا تھا ایسا افسون
پڑھ کے پھونکا کہ اگر لندھور اُس تعویذ سے مس نہوتا تو بالکل

کے ہر طرف دیکھتا ہی مگر کچھ نظر نہین آتا اہل لشکر کو اس حال کی خبر نہ تھی کہ وہ لندھور تک پہونچ سکے اُسکی مدد کرتے
لندھور سمجھ گیا کہ میری نظر پر سحر اثر کر گیا ہی مجبور ہو کے بے تحاشا دو چار وار شمشیر آبدار کے ہر چہار جانب کیے
اُسکے ہاتھ کی گردش سے جدایل خان کو بخوبی یقین ہو گیا کہ ضرور لندھور کی بینائی زائل ہو گئی قریب آ کے
لندھور کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے مرکب سے زمین پر لایا اور بخوبی بستہ کر کے اپنے لشکر
مین بھیج دیا مع ہذا اہل باز گشت بجوا دیا ہر چند لندھور کے لشکر نے چاہا کہ ہنگامہ کارزار گرم کرین مگر ممکن نہوا
کیونکہ سردار فوج گرفتار ہو گیا تھا سوچے کہ اسوقت کے ہنگامہ آرائی کا نتیجہ معلوم کیا ہو مجبور ہو کے اپنے مقام
قیام مین چلے آئے وہان جدالہ نے لندھور کو اُسیطرح گرفتہ و بستہ اپنے روبرو طلب کیا اور کہا اے لندھور
دیکھا تو نے کہ تجکو کسطرح مینے گرفتار کر لیا ہے تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ دیکھا اگر تو اُسیوقت میرے کہنے پر عمل کرتا تو کیون
تو آج اس نوبت کو پہونچتا اُس خدا کی بندگی کیا جسکو دیکھ نہین سکتے اب اسوقت کسکا دین سچا ہی لندھور نے کہا
او مکارہ اندھے جانتے ہین اُنکو وہ خداے وحدہ لاشریک ہرگز نہین دکھائی دیتا جدالہ نے کہا اے لندھور تیری
زبان درازی اب بھی نہین جاتی بتا تو اندھا ہی یا ہم لندھور نے کہا ہمارے دل کی آنکھین اُس خداے قادر
و توانا کو دیکھ رہی ہین جدالہ ساحرہ نے کہا اچھا وا سے بحفاظت تمام قید رکھو جبتک کہ اُسکے نسبت ہمارا کوئی دوسرا
حکم نہ پہونچے لندھور اُس حالت کو رہی مین جدالہ کے جانب جھپٹا اور اُسکے قریب جا کے بندھے ہوئے ہاتھون
سے ایسا اُسکا گلا گھونٹا کہ اُسیوقت اُسکا دم نکل گیا جدایل خان بہت برہم ہوا چاہا کہ لندھور کو بھی ہلاک کرے
مگر بعض سرداروں نے سمجھایا کہ اے جدایل خان لندھور تیرا قیدی ہی اور مزید بران بالکل اندھا ہی اگر اسکو ہلاک
کریگا تو بدنامی ہوگی کہ یہ کونسی جوانمردی ہی کہ اسطرح سے مجبور قیدی سے بدلہ لیا رہا یہ امر کہ تیری مادر ناپاک کو ہلاک
کیا اس بارہ مین تیرا کچھ دخل نہین ہی اسواسطے کہ اگرچہ جدالہ تیری مان تھی تو لندھور کی بھی بہن تھی کیا بھائی
بہنون مین لڑائی نہین ہوتی اگر لندھور نے ہلاک کیا تو اپنی بہن کو تجھے کیا اسطرح کی فہمایش سے جدایل خان
خاموش ہو رہا اور لندھور کو نہایت تیرہ و تار ایک مکان مین بہزار سختی و مشقت مقید کیا قمر و شیرین قوت
کو اپنے باپ کے مقید ہونے کی جو خبر پہونچی بہت گریہ و زاری کی آخر اپنے شوہر محمود شاہ سے کہا افسوس
باوجود تمہاری اس قرابت کے میرا پدر والا قدر دشمنون کی قید سخت مین مبتلا ہی جلد اُس معزز و مکرم کی رہائی
کی فکر کرو ورنہ مین ہلاک ہو جاؤنگی محمود شاہ نے سمجھایا کہ اے ملکہ تمہارے باپ ہرگز گرفتار بلا نہوتے اگر جدالہ
کے سحر و افسون کا دخل نہوتا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ سحر و افسون کے مقابلہ مین کسی کے زور و طاقت کی کیا وقعت
ہو میرے لیئے پیشتر ہی اس بات کا خیال آیا تھا کہ جدایل خان سے مقابلہ کر کے تمہارے باپ کو اُس قید سے رہا کرون لیکن اصل
امر یہ ہی کہ سحر و افسون کے خیال سے خاموش ہو رہا اور اے ملکہ تمہارے باپ نے اُس نابینائی اور قید ہو جانے کی بھی حالت مین
وہ کارنمایان کیا کہ مجکو حیرت ہو گئی یعنے جدالہ کو ہلاک کیا بہرحال مطمئن رہو مجکو اس بات کا بہت خیال ہی اور مین فکر کر رہا ہون

اب حال شاہزادہ بدیع الملک کا مذکور ہوتا ہی

براداران اخبار [illegible] عجیب اس واقعہ کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک جب
اُس [illegible]
[illegible] کی درستی مین مصروف ہوا دو روز تک بدستور باغبانی [illegible]
ایک درخت پر آ کے بیٹھا اور بزبان انسانی کہا اے جوان سلام علیک
[illegible]

سلام علیک کی کہا علیکم السلام ای طائر خوش رنگ تو کون ہے اور کیون مجھکو سلام کرتا ہے اُسنے کہا ای جوان
مثل تیرے مین بھی مسلمان ہون طائر جنتی میرا نام ہے جب سے اس طلسم کی بنا قرار پائی ہے مین اسی صورت سے
رہا کرتا ہون جس وقت اس طلسم کے فتح ہونے کی نوبت آئیگی کیا عجب ہے کہ مین بھی اپنی صورت اصلی پر
آجاؤن شاہزادہ نے کہا ای برادر طائر جنتی تجھکو معلوم ہے کہ اس طلسم کے فتح ہونے کی کب نوبت آئیگی اُسنے
کہا ای جوان میرے خیال مین عنقریب اس طلسم کے فتح کی نوبت آیا چاہتی ہے اب تو بھی اپنا نام و نشان بتا
شاہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک کہتے ہین محض دین اسلام کی رواج کے غرض سے اس مقام تک پہونچا
ہون مین روز سے اس باغ کی درستی مین مصروف ہون لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ انجام اس باغبانی کا کیا
ہوگا اُس طائر خوش رنگ نے کہا انشاء اللہ انجام بہتر ہوگا شاہزادہ نے کہا ای طائر جنتی اگر تو مسلمان ہے
بالیقین تجھکو پاس و لحاظ اہل اسلام کا ہوگا مین چاہتا ہون کہ اس طلسم کو فتح کرون اگر تو میرا اس کام مین معین ہو
تو کیا عجب ہے کہ مین کامیاب ہو کے تیرا ممنون ہون طائر جنتی نے بلند قہقہہ مارا اور کہا ای جوان یہ کیون نہین کہتا
کہ اس طلسم کا کام تمام کرنے آیا ہون خیر تو بھی کیا یاد کریگا دیکھ جہان تو کھڑا ہے یہان کیا دکھائی دیتا ہے شاہزادہ نے
دیکھا زیر پا ایک سنگ سفید بچھا ہوا ہے شاہزادہ نے کہا ای برادر یہ پتھر ہے اسکو کیا کرون طائر جنتی نے کہا اس پتھر
کو اُٹھا زینہ نمودار ہوگا تہ خانہ کا زینہ ہے بلا تردد تہ خانہ مین اُتر جانا یہ کہکے طائر جنتی اُڑ گیا شاہزادہ نے وہان سے
پتھر ہٹایا زینہ دکھائی دیا اُس زینہ پر سے تہ خانہ مین پہونچا وہان دروازہ دیکھا اُسکو کھولا ایک باغ مین پہونچا
جو کثرت درختان گل و ثمر و سرو و صنوبر سرسبز و شاداب تھا اور قدرت خدا کو یاد دلاتا تھا وسط باغ مین ایک قصر
رفیع واقع تھا اندرون قصر سے طرح طرح کے باجون کی آواز آرہی تھی شاہزادہ اُس قصر مین داخل ہوا
دیکھا ایک نازنین سراپا ناز و انداز تخت طلائی مرصع پر بہزار عشوہ و تمکین بیٹھی ہے سامنے چند نازنین رقص و نوا مین
مصروف ہین اور بھی بہت نازنینین ہین جو عالم محویت مین بیٹھی ہین اور پس پشت وہی طائر خوش رنگ بھی بیٹھا
ہے جونہین شاہزادہ کو اُس نازنین نے دیکھا اشارہ سے رقص و سرود کو موقوف کیا اس مرتبہ پھر اُس طائر خوش رنگ
نے کہا السلام علیک ای جوان شاہزادہ نے کہا علیکم السلام بعد اُس نازنین تخت نشین سے طائر جنتی نے کہا ای ملکہ
یہ جوان وہی ہے جسکا مین ذکر کر رہا تھا اُس نازنین نے سرو قد اُٹھکر شاہزادہ کی تعظیم کی اور اپنے پہلو مین بٹھا لیا
شاہزادہ نے کہا ای جان اول تو مجھکو یہ بتا کہ اس طائر خوش رنگ نے تجھسے کیا کہا جو تو نے بلا تکلف مجھکو اپنے
پہلو مین جگہ دی دیگر یہ کہ مین یہان رقص و سرود کے لالچ سے نہین آیا ہون جو دل بہلاؤن بلکہ ضروری
کام سے آیا ہون اور وہ ضروری کام یہ ہے کہ خاص اس طلسم کے فتح کی غرض سے آیا ہون اگر اس بارہ مین
تو میری کچھ مدد کر سکے تو خیر ورنہ مجھکو رخصت کر کہ مین اپنے مقصود کی تلاش مین اور کسی طرف جاؤن اُس نازنین نے
کہا ای جوان تیرا مقصود یہین ہے کہین اور جانے کی ضرورت نہین ہے قبل تیرے آنے کے مجھکو اس طائر خوش رنگ
نے اطلاع دی تھی کہ ایک جوان نوری نشان ہے اس طلسم کو فتح کرنا چاہتا ہے وہ خدا پرست ہے مین تیرے یہان
آنے سے بہت خوش ہوئی ہون کیونکہ مجھکو تیرے سے معلوم ہوگیا تھا کہ تو مسلمان ہے اور اگرچہ مسلمان غنا کو حرام جانتے
ہین اسواسطے مین نے یہان تیرے آنے سے رقص و نوا کو موقوف کیا رقص و نوا
شروع ہوا اس جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد مین تجھسے یہ

اور مطربہ کی جانب اشارہ کیا بدستور باجے بجنے لگے اور گانا شروع ہوگیا شاہزادہ بدیع الملک
نے اُس قصر کی آرایش اور اُس رقص وغنا کے جلسہ کو بغور وتعجب دیکھا تھوڑی دیر کے بعد وہ جلسہ
برخاست ہوا وہ نازنین شاہزادہ کی جانب متوجہ ہوکر کہنے لگی کہ اصل حقیقت میری یہ ہے کہ مین بادشاہ چین
کی دختر ہون ایک دیو خونخوار جسکو ساز مشوش کہتے ہین شاید مجکو یہان لے آیا ہی ہرچند کہ اُس نے
مجھسے کسی طرح کا تعرض نہین کیا ہی صرف شب کو یہان آتا ہی اور علیحدہ سو رہتا ہی مین بھی ایک
طرف مسہری پر سو رہتی ہون صبح کو وہ دیو یہان سے چلا جاتا ہی جو کچھ ضروری سامان میرے واسطے
درکار ہوتا ہی اُسکو وہ مہیا کر دیتا ہی آج پانچ سال کا عرصہ اس واقعہ کو گذرا ابتدا مین بہت مضطرب
ومحزون رہتی تھی اُسنے مجکو بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ مین تیری صورت پر فریفتہ ہون
اسواسطے یہان لایا ہون مین نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا آخرکار وہ مجکو مغموم ومحزون دیکھکر
اس طائر عجیب الخلقت کو میرے پاس لایا اور کہا کہ تو اسی سے عالم تنہائی مین باتین کرکے دل
بہلایا کر چنانچہ اسی طائر کی وجہ سے میرا وہ حزن والم برطرف ہوا اُسنے بھی مجکو بہت کچھ
سمجھایا کہ اگر قسمت مین رہائی مقدر ہی تو کبھی وطن پہونچ جانا ہوگا ورنہ خیر آنچہ مرضی مولی از ہمہ اولی
پس حزن والم تا کی چونکہ مجکو کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا مجبور خاموش ہو رہی اور دل بہلانے مین
مصروف ہو گئی چند روز کے بعد وہ حزن واندوہ بھی دفع ہوگیا تاہم جب اپنے وطن کا
خیال آتا ہی کیا کہون کہ کیسا قلق دل پر مستولی ہوتا ہی حالانکہ مجکو یہان کسی نوع کی تکلیف نہین ہی نعمتہای
متعدد مقرر ہین مکان ایسا پرتکلف ہی جو تو دیکھ رہا ہی علی ہذا تمام راحت وآسایش کا سامان مہیا ہی سچ کہا ہی
حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر ٭ خار وطن از سنبل وریحان خوشتر ٭ یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
می گفت گدا بودن کنعان خوشتر ٭ اور ای جوان اسی طائر حبشی کی فہمایش سے مین مسلمان بھی ہوگئی
ہون ہمیشہ لطیفہ غیبی کی منتظر رہی بارے آج تم ایسے جوان ہم مشرب کی صورت نظر آئی شاید
تمہاری سعی وکوشش سے میری بھی مراد حاصل ہوجائے کہ مین اپنے وطن مین پہونچ جاؤن
بس اب مین اپنی داستان کو ختم کرچکی اب جو کچھ استفسار حال کرنا ہو اس طائر سے ممکن ہی
شاہزادہ بدیع الملک طائر حبشی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای برادر زہی نصیب تمہارے
کہ تو ایک بندہ خدا کو راہ راست پر لایا تیری ہدایت کی بنا پر مین یہان تک پہونچا اب کیا
ہدایت کرتا ہی اُسنے کہا ای جوان آگاہ ہو کہ جس دیو نے اس نازنین کو ملک چین سے لاکے یہان
مقید کیا ہی اُسکی ہلاکت پر اس طلسم کی فتح موقوف ہی اور اُس دیو کا ہلاک کرنا چندان دقت طلب امر
بھی نہین ہی سامنے جو حجرہ ہی اُسمین ایک مختصر پتھر کا حوض پانی سے مملو ہی شب کو جس وقت دیو آکے
اور بستر خواب پر دراز ہو تو آہستہ اُس حوض سے پانی لانا اور اُس دیو پر چھڑک دینا اُس
عمل سے وہ دیو فوراً ہلاک ہو جاے گا مع ہذا یہ طلسم بھی برطرف ہو جاے گا بعدہ مین تمہا [illegible]
طلسم [illegible] الغرض وہ دن وہین بسر کیا جب شب کو اُس دیو کے آنے کا
وقت [illegible] رسیدہ ہو گیا چند لمحہ کے بعد تند وتیز ہوا کا ایک جھونکا
چلا [illegible] اے خاتون کیسا آندھی آئی ہی اُس نازنین نے کہا

اے جوان جلد اسی حجرہ میں پوشیدہ ہو یہ ہوا کا جھونکا نہیں ہے اُس دیو کی آمد کی علامت ہے اگر وہ
تجھے یہاں دیکھ لیگا تو تجھے زندہ چھوڑے گا اور نہ مجھے ہر چند شاہزادہ نے اصرار کیا کہ اے خاتون
میرے سامنے اُس دیو کو آنے دے میں سمجھ لونگا اُس نازنین نے نہ مانا حتّے کہ شاہزادہ کے
پاؤں پر سر رکھ دیا مجبوری شاہزادہ حجرے میں چلا گیا اس عرصہ میں وہ دیو آ پہونچا پہلے اُس
نازنین کے پاس آیا مزاج کی خیر و عافیت پوچھی بعدہ اُس باغ میں ہر چہار جانب سیر کرنے لگا حتّے
کہ پہر رات گذر گئی دیو ایک حجرہ میں آ کے سو رہا نصف شب کو شاہزادہ اُس نازنین کے قریب
آیا اور آہستہ کہا اے خاتون اب تیری اجازت ہے اُسنے کہا ہاں شاہزادہ بدیع الملک اُس
حجرہ میں حوض کے قریب پہونچا دست و پاک کو حوض میں تر کیا پھر دوسرے حجرہ میں اُس دیو کے پاس
گیا اور دست پاک کو از سرتا پا اُس پر چھڑک دیا بمجرد اس عمل کے وہ دیو از سرتا پا شعلہ ہو گیا اور چند
لمحہ کے عرصہ میں شاہزادہ بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے اور نہ قصر بلند ہے صرف ایک میدان
وسیع الفضا ہے حسین خود ہے اور وہ نازنین ہے مع ہذا دیکھا کہ ایک مرد نوجوان سفید پوش سامنے
سے چلا آتا ہے اور شاہزادہ کے قریب آ کے پاؤں پر سر رکھ دیا بدیع الملک نے کہا تو کون
ہے اُسنے کہا اے جوان میں وہی طائر جنّی ہوں تیرے قدم مبارک کی برکت سے آج کئی سو
برس کے بعد اپنی اصلی صورت پر آیا اب تیرا کیا حکم ہے یہ کہکے جیب سے چند کنجیاں نکالیں
اور شاہزادہ کے حوالہ کرکے کہا یہ کنجیاں اُس طلسم کے خزانے کی ہیں جہاں تو مقیم ہے یہیں خزانہ
ہے جس وقت مطلوب ہو اس مقام کو کھود ڈالنا کہ نمودار ہوگا اسمیں متعدد کوٹھریاں مقفل
ہیں گی اُن قفلوں کی یہ کنجیاں ہیں شاہزادہ نے وہ کنجیاں لے لیں اور کہا اے برادر اس طلسم
کے فتح ہو جانے کے بعد اب تو کس نام سے مشہور ہے اُسنے کہا میرا اصل نام یہی سمجھنا چاہیے
کیونکہ جب سے پیدا ہوا ہوں اسی طلسم میں رہا اور یہیں ہوش سنبھالا اور وہی نام میرا مقرر رہا
شاہزادہ نے کہا خیر یہ کنجیاں تو میں نے لے لیں لیکن ابھی مجھکو مال دولت کی کچھ ضرورت نہیں ہے
حسب ضرورت دیکھا جاوے گا فی الحال تجھسے میرا یہ کام متعلق ہے کہ اول تو اس خاتون
کو اسکے وطن پہونچا دے بعدہ مجھکو شہر مراد میں پہونچا دے طائر جنّی نے چند ہی لمحہ کے عرصہ
میں اُس نازنین کو مالک چین میں پہونچا دیا اور وہاں سے واپس آ کے چند ہی لمحہ کے عرصہ میں
بدیع الملک کو بھی شہر مراد میں پہونچا یا ملک مراد کو پیشتر ہی فتح طلسم گنبد سپید کا حال دریافت
ہو گیا تھا کیونکہ جو کیفیت موجودگی طلسم میں تھی وہ برطرف ہو گئی تھی جب شاہزادہ بدیع الملک
سے ملاقات ہوئی بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ مجھکو تمہاری اس عظمت و شان سے مطلق
اطلاع نہ تھی اب مجھکو اصول و فروع دین اسلام سے مطلع کرو شاہزادہ نے پہلے اُسے کلمہ
طیبہ تعلیم کیا بعدہ اصول و فروع دین تعلیم کیے ملک مراد بصفائے نیت دائرہ اسلام میں
داخل ہوا نہایت اہتمام و انتظام سے شاہزادہ بدیع الملک کی ضیافت کی بعد فراغ ضیافت کے
باصرار تمام شاہزادہ وہاں سے رخصت ہو کے بعدہا
قریب پہونچا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی حال

دختر ساز مشوش کی بیان کی جس سے بدیع الملک کو کمال حیرت ہوئی

اب شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو قلعہ الماسیہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہی اور رہائی لندھور بن سعدان کا مسطور ہوتا ہی

سخندانیکہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را این چنین آغاز کردہ ٭ کہ جب خسرو و شیرین دخت دختر لندھور بن سعدان نے محمود شاہ اپنے شوہر کو بہت غیرت دلائی محمود شاہ بمجبوری جدایل خان ہندی سے عازم نبرد ہوا میدان میں دونون طرف صفین آراستہ ہوئین لڑائی شروع ہوئی محمود شاہ نے داد مردی و مردانگی دی کشتون کے پشتے ہوئے خون کے دریا بہے آخر الامر محمود شاہ پسپا ہوا دوسرے روز پھر ہنگامہ پیکار گرم ہوا شکست و فتح کی نوبت آئی اس مرتبہ بھی محمود شاہ پسپا ہوا تیسرے روز کی میدان داری میں ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ بتاہ بداہت شدا محمود شاہ تاب قیام نہ لایا مجبوری وہان سے گریز کی جدایل خان ہندی نے اسقدر تعاقب کیا کہ محمود شاہ ہندوستان میں کسی جگہ قیام نہ کرسکا وہان سے بھاگ کے فرنجو شہر میں قریب الماس کوہ کے قرار لیا شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادہ نے سبب اسطرف آنے کا پوچھا محمود شاہ نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ میں ہرگز لندھور بن سعدان کی رہائی کے درپی نہوتا مگر کیا کرون کہ میری اہلیہ مجھکو مجبور کیے ہوئے ہی شاہزادہ نے کہا اسکا مجبور کرنا بجا ہی اولاد پر فرض ہی کہ والدین اگر کسی مصیبت میں مبتلا ہون تو جس طرح ممکن ہو انکی مدد کرین مین یہان ایسے ضروری کام سے یہان مقیم ہون کہ کسی طرح یہان سے حرکت نہین کرسکتا ورنہ ابھی تیرے ہمراہ چلتا اور جدایل خان ہندی سے اسکے ظلم و بدعت کا عوض لیتا تاہم توقف کر اگر خدا نے چاہا تو مین کوشش کرکے لندھور کو اسکے قید سے رہا کردونگا محمود شاہ نے دست بستہ کہا شہریار اگر تمہاری کوشش سے یہ کام انجام پا جاوے گا تو مدت العمر ممنون و مشکور رہونگا ورنہ میری اہلیہ میری عافیت تنگ کردیگی شب و روز گریہ و زاری میں مبتلا رہتی ہی اور مجھکو بھی پریشان کرتی ہی بدیع الملک کو محمود شاہ کے حال اضطراب پر رحم آگیا کہا ای محمود شاہ تو مطمئن رہ عنقریب ہی لندھور کی رہائی کے واسطے چلتا ہون چنانچہ دوسرے ہی روز رستم ثانی سے کہکے کہ تم الماس کوہ کی خبر رکھنا مین ہندوستان کی طرف جاتا ہون اور انشاء اللہ بہت جلد واپس آؤنگا اور اسباب سفر مہیا کرکے محمود شاہ کے ہمراہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور یہان پہونچ کے جدایل خان ہندی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو لندھور کو صحیح و سلامت ہمارے پاس بھیج دے ورنہ تیرے حق مین بہتر نہوگا اور اوسکا رونا کا یہ کیا بیہودہ حرکت ہی کہ جنگ و حرب مین سحر و افسون سے کام لیتا ہی اور بندگان خدا کو مبتلاے بلا کرتا ہی جدایل خان

[illegible] ام کا یہ جواب کہلا بھیجا کہ جنگ و حرب مین ہر شخص اپنی فتح کا

[illegible] پانا محال سمجھا سحر و افسون سے کام لیا اگر کسی اور کو

[illegible] یہ جواب بدیع الملک کو بہت ناگوار خاطر ہوا

[illegible] جدایل خان ہندی نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو

مردود نے لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہونے سے پہلے جو شخص مقابلے کو نکلا وہ جبرائیل خان تھا
اُسکے روبرو بدیع الملک گیا اور کہا اے جبرائیل خان دیکھ اپنی بہتری و عافیت کا خواہاں ہے تو لندھور
بن سعدان کو رہا کر دے جبرائیل خان نے یہ سنکر کہا اے جوان دیکھ اگر اپنی خیریت چاہتا
ہے تو اس بارے میں دخل نہ دے ورنہ تو خود اپنی ہلاکت کا سبب ہوگا یہ اوہی کہتا تھا کہ جبرائیل خان
ہی کے پاس سے کچھ فوج تھی پہنچی ہے لندھور کے مقابلہ میں پہنچا ہو جاتا مگر اُسکی یاوری نایاب
سحر و افسون کے سبب سے لندھور کو گرفتار کر لے گیا شاہزادہ بدیع الملک نے جو اُسکی
فوج کا شمار کم دیکھا اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب بالاتفاق اس مردود کی فوج پر حملہ آور ہو چنانچہ مسلمانوں
کی فوج بڑھی اُس طرف جبرائیل خان نے بھی اپنی فوج کا دل بڑھانے کو آواز بلند کہا اے مردان
بلند ہمت کام مردانہ کرو اپنی تعداد کی قلت پر نظر نہ کرو چنانچہ وہ تمام گروہ شاہزادہ بدیع الملک
کے لشکر کی طرف جھپٹے ادھر بھی اُنکو جواب ترکی بہ ترکی دیا نتیجہ یہ ہوا کہ جبرائیل خان اُس ہنگامہ
میں پامال سم اسپان ہو گیا اور اُسکی فوج کچھ تو گرفتار ہو گئی اور کچھ قتل ہوئی اور باقی نے فرار پر قرار
کیا بدیع الملک مجلس میں پہنچا دیکھا لندھور طوق و زنجیر میں بستہ آنکھیں بند کیے بیٹھا ہے شاہزادہ
نے آنکھیں بند کرنے کا سبب پوچھا محمود شاہ نے کہا شہریار جبرائیل ساحرہ کے سحر سے بالکل نور
زائل ہو گیا اور اس بارہ میں غلطی ہو گئی اور وہ غلطی یہ ہے کہ ایک کامل زبردست کامل الفن نے
ایک تعویذ دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ جس جس عضو سے یہ تعویذ مس ہو جائے گا اُسپر سحر و افسون کا
صدمہ نہ پہنچے گا چنانچہ بروقت مقابلہ تمام عضو اُس تعویذ سے مس کیے گئے البتہ آنکھوں کا خیال
نہ رہا تھا اسلیے آنکھوں پر اُسکا سحر کام کر گیا شاہزادہ نے پوچھا وہ تعویذ کہاں ہے محمود شاہ جیب میں سے
اپنی بغل سے وہ تعویذ لے آیا شاہزادہ نے وہ تعویذ لندھور کی آنکھوں سے مس کیا فوراً اثر
سحر زائل ہو گیا اور آنکھوں میں بینائی معلوم ہوئی جونہی لندھور کی نظر بدیع الملک پر پڑی
باصد تمام سلام کیا اور کہا اے شہزادہ با سعادت قرین * ترے نور سے روشن زمان و زمین
یہ تمہارے قدم کی برکت کا سبب تھا جو میں اس قید مصیبت سے رہا ہو گیا ورنہ مشکل امر تھا ظاہر ہے
کہ سحر و افسون کے مقابلہ میں زور و طاقت سے کیا کام نکل سکتا ہے بدیع الملک نے کہا اے لندھور
تجکو اُسی وقت چاہیے تھا کہ جہاں تمام جسم سے اس تعویذ کو مس کر لیا تھا وہاں آنکھوں کو مس کر لیتا لندھور نے کہا شہریار مجھکو
آنکھوں کا خیال نہ رہا اس غفلت کی سزا پائی شاہزادہ نے اُن گبروں کو جو گرفتار کیے گئے تھے اپنے
روبرو طلب کیا اور دعوت اسلام کی بعضوں نے اسلام قبول کیا اُنکو رہائی ملی بعضوں نے انکار کیا وہ
قتل کیے گئے لندھور نے بڑی دھوم سے بدیع الملک کی دعوت کی بعدہ شاہزادہ مظفر و منصور
قلعہ الماس کی جانب راہی ہوا وہاں پہنچ کے دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اسلام
قلعہ کے قریب مقیم ہے شب کو کبھی بالائے قلعہ سے روشنی معلوم ہوتی ہے کہ گویا تمام قلعہ میں آگ لگ
گئی اور کبھی ایسی مہیب آوازیں آتی ہیں کہ زہرہ آب ہوا جاتا ہے اور لاکھوں ابر ہا سے آتش بار اتے
ہیں اور لاکھوں اژدہے اُس ابر میں سے نمایاں ہوتے ہیں کبھی یہ آواز
آتی ہے کہ اے خدا کے نادیدہ کا پرستش کرنے والو کہ

تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ مثل اسکے اعمال کو پہونچو گے ہم چاہتے ہین کہ ایک ہی مرتبہ تم سب کو زمین سے
اُٹھا کے پھر زمین پر دے مارین مگر پھر تھا مجبور ان عاملون پر افسوس آتا ہے خاموش ہو رہتے
ہین بس یہ سمجھ لو کہ تم سب کی جان خداوند فرعون کے قبضہ قدرت مین ہے جو لوگ اُس مقام پر مقیم ہین
ہر وقت خائف و ترسان ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے بدیع الملک نے بہ نجات خود یہ خیال کیے کہ ان
ابرون سے تو کسی طرح بچ نہین سکیگا اور نہ ہم ظاہر قلعہ الماسیہ مین پہونچ سکتے ہین چند مقیم ہین کہ ہمراہ
لیکے ایک طرف چلا گیا اور رستہ تہائی اور اُسکے ہمراہیون سے کہدیا کہ تم سب ہماری تلاش مین رہو شاید
ایک مقام محفوظ مین جا سکے آہستہ اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اپنے مقام پر نقب کھودتا اندر سر نقب قلعہ
الماسیہ کے اندر نکلے تمام ہمراہی نقب کنی مین مصروف ہوگئے تین روز کے عرصہ مین نقب تا
الماسیہ تک پہونچی مگر سر نقب کو کھود لیا تو ہی رکھا اور شاہزادہ سے کہا شہریار ہمارا کام ختم
ہوا اب یہ بتاؤ کہ سر نقب کس طرح وا کیا جاوے اسواسطے کہ صدہا گبر ہر وقت ہر طرف قلعہ مین گشت
کرتے رہتے ہین مبشر کو جنے باتین کرتے سنا ہے اگر ہم نقب کو وا کردین اور وہ ملعون دیکھ لین تو ہماری
محنت ضائع ہو جاوے گی بلکہ کیا عجب ہے جو ہم بھی ہلاک کیے جاوین شاہزادہ نے کہا تم مین سے کوئی
شخص سر نقب پر باریک سوراخ بناوے اور اُس سوراخ کے ذریعہ سے دیکھے کہ اندرون قلعہ
الماسیہ کون گوشہ محفوظ ہے جہان سر نقب نکالنے سے کسی کو خبر نہ ہوگی چنانچہ یہ تدبیر عمل مین لائی گئی
اور ایک حجرہ تاریک مین سر نقب کو نکالا جو شخص سر نقب پر پہونچا اُلٹے پاؤن پلٹ آیا بدیع الملک
نے سبب پوچھا کہا شہریار کسکی مجال ہے جو وہان قیام کر سکے ہزارہا جادوگر خونخوار و بدہیئت ہر ہر
اور ہر جگہ نگران ہین اگر انکو اس نقب کا حال معلوم ہو گیا تو قیامت برپا ہو جائیگی جب شاہزادہ نے دیکھا کہ کوئی
شخص اُس حجرہ مین قیام کی جرات نہین کرتا شاہزادہ نے کہا یارو تم مین سے ایک کی جرات نہین ہوتی
ابھی سے تمہارا یہ حال ہے ہنگام مقابلہ کیا کروگے سب نے کہا شہریار میدان حرب مین اُنسے مقابلہ کرنا
سہل ہے اسوجہ سے کہ سب ایک حال مین ہونگے اندرون نقب ایک آدمی سے زیادہ نہین جا سکتا اسوجہ
سے جرأت نہین ہوتی مبادا اُنھون نے دیکھ لیا تو مفت جان جائیگی مزید بران یہ کوشش بیکار ہو جاویگی
کیونکہ وہ گبر اسی نقب کو باقی رکھین گے شاہزادہ نے کہا اچھا چلو سب سے مقدم ہم چلتے ہین چنانچہ شاہزادہ
نقب مین داخل ہوا اور سر نقب مین پہونچ کے اُس حجرہ مین قیام کیا اور ہر ایک سے آہستہ کہا تم سب
یہان مقیم رہو جب وہ حجرہ مملو ہو گیا جب تک دن کی روشنی رہی سب وہین مقیم رہے نصف شب کو
بدیع الملک نے کہا یارو یہ وقت مردانگی کا ہے میری راے یہ ہے کہ تم سب ایک مرتبہ تلوارین سنبھال کے
حجرہ سے باہر نکلو مطلق آواز نکالنا بلاے آسمانی کی طرح جو سامنے آئے اُسپر پورا وار کرو چنانچہ ایک
ہی مرتبہ تلوارین میان سے کھینچ کے حجرہ سے باہر نکلے اور تمام سپاہیون کو ہلاک کیا یہانتک کہ صبح ہو گئی
دیکھا ایک حجرہ تاریک ہے اُسکے ہر چہار جانب نہایت عمیق دو خندقین ہین ایک پانی سے مملو ہے اور
دوسرا [illegible] آگ [illegible] اُس پانی سے آگ کو بجھایا لیکن کسی طرح وہ آگ نہ بجھی معلوم
ہوا کہ [illegible] بدیع الملک کمال حیرت مین مبتلا کنارہ خندق
[illegible] چاہتا تھا کہ کوئی تدبیر درست سمجھ مین نہ آئی تھی اور تمام ہمراہی

اسی طرح غریق بحر حیرت استادہ تھے بعضے نظر خیر خواہی دست بستہ کہتے تھے کہ شہریار اگر حکم ہو تو ہم اس
صندوق مین کود پڑین بدیع الملک کہتا تھا کہ بھائی یہ جہان عقل کام نہین کرتی وہان خواہ مخواہ جان ضائع
کرنے سے کیا فائدہ چند ساعت کامل شاہزادہ متفکر استادہ رہا آخر الامر کوئی تدبیر معقول سمجھ مین نہ آئی
وہین جانب قبلہ خاک پر سجدہ کو جھک گیا اور بکمال رجوع قلب اسطرح دعا مانگنا شروع کی کہ اے خالق
سبحان و اے مالک ہر دو جہان تو ہی ہے جس نے یونس کو شکم ماہی سے رہا کیا تو ہی ہے جس نے ابراہیم پر آتش سوزان
کو گلزار بنایا اسوقت مجبوری مین بجز تیرے کون حامی و مددگار ہو سکتا ہے ؎ وہ کون ہے جو بتائے مجکو
کس سے یہ راز منکشف ہو بعد اس طرح کی مناجات کے خود بخود دل مین خیال آیا کہ اے بدیع الملک
تجکو کلام خدا بخوبی یاد ہے اُس سے بڑھ کے کس شے مین اثر ہوگا افسون کیا چیز ہے یہ سمجھ کیا مال آپ چنانچہ
بعض آیات قرآنی زبان پر جاری کیے فوراً وہ پانی غائب ہو گیا اور وہ آگ بھی بجھ گئی سب اُس حجرہ
کے قریب گئے دیکھا ایک قفل آہنی نہایت گران وزن حجرہ کے دروازے مین لگا ہے سب نے
بالاتفاق اُس قفل کلان و گران پر دوڑ کر پتھرون سے کوٹا مگر مطلق اثر نہوا من وعن رہا شاہزادہ
نے اللہ اکبر کہکے جو دم کیا قفل کے دو ٹکڑے ہو گئے دروازہ کھولا تاریکی تھی کہ پناہ بخدا ابتدا
آواز دی کہ یہان کوئی ہے تمام سردار مضمحل و نیم جان ہو رہے تھے اس آواز سے بسبب خوف کے
اُنکا اور بھی غیر حال ہو گیا دبین پکنے لگ گئے سمجھے کوئی آفت تازہ نازل ہونے والی ہے جو بلا زبان
فرعون یہان آ گئے ہین کسی نے جواب نہ دیا دم بخود تھے شاہزادہ نے کہا یارو یہان کچھ نہ دکھائی دیگا
روشنی لاؤ فوراً مشعلین روشن ہوئین روشنی مین پہلے حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کو دیکھا دوڑ کے
شاہزادہ سے لپٹ گیا پھر اور سردار شاہزادہ سے ملاقی ہوئے تمام گرفتاران دام مصیبت مین
جان تازہ پائی بدیع الملک نے اُن سب کے بند توڑے اپنے ہمراہ سب کو حجرہ کے باہر لایا حمزۂ
ثانی نے کہا اے بدیع الملک کیا اس قلعہ مین اب کوئی نہین ہے جو تم اسطرح بلا تکلف مقیم ہو شاہزادہ
نے اُن مقتولون کی لاشون کو دکھا کے کہا شہریار یہ سب موجود ہین دیکھ لو حمزۂ ثانی لشکر مین آ کے
بارگاہ آراستہ ہوئی مسند حکومت پر قیام کیا رستم ثانی نے دست بستہ عرض کی اے شہریار عالیجاہ
غلام کو اجازت ملے تا کہ فرعون کے قصہ کو پاک کرے بعض سردار رستم ثانی کی صورت دیکھ کے
مسکرائے بعضون نے کہا مسکرانے کی کیا بات ہے کیا اس دلاور دوران سے کارہائے نمایان ظہور مین
نہین آئے ہین کسی نے کہا کیون نہین کسی نے آہستہ کہا بدیع الملک کے مقابلہ مین جیسے
کارہائے نمایان ظہور مین آئے ہین ظاہر ہے ؎ آنکہ عیانست چہ حاجت بیان ؛ حمزۂ ثانی نے کہا
مضائقہ ہے جاؤ رستم ثانی نے ایک فوج کثیر ہمراہ لی اور دار السلطنت فرعونیہ کے جانب راہی
ہوا وہان فرعون کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی با فوج کثیر فرعونیہ کے غارت کرنے کو آتا ہے اُس نے اپنے
ایک معزز سردار کے زبانی یہ پیغام بھیجا کہ اے خداوند نادیدہ کی پرستش کرنے والے کیون تو اپنی خرابی
اور ہلاکت کے درپے ہے جو فرعون ایسے خداوند کے مقابلہ کو اسطرف آتا ہے یہ انتہا درجہ رحم خداوندی
ہے کہ تیرے اسطرف آنے پر بھی فہمایش کیجاتی ہے ورنہ ممکن تھا کہ بیرو — — اس
بھیج دیتا جسوقت تو اپنے مقام قیام سے اس طرف کا عازم ہوا

چنانچہ نہیں ہے کہ یکایک کسی اپنے بندہ کو پنجۂ اجل میں گرفتار کردیں بس خیریت اسی میں ہے کہ اس طرف
کے عزم کو فسخ کر اور واپس جا جسوقت اُس ملازم فرعون کی زبانی یہ تقریر رستم ثانی نے سنی
کہا او مردود دور ہو میرے سامنے سے خداوند خدا وند خداوند کا سگا ملک الموت اس گھر کا چیلا ہے کہ جب
چاہے کسی کے پاس بھیج دے جا کہدے کہ وہی ملک الموت عنقریب تیرا ٹیٹوا لیا چاہتا ہے اور تو ہی کیا
پلید جو کوئی تیرا بندہ ہوگا وہ ملازم فرعون فرعون کے پاس واپس گیا اور جواب پیام بیان کیا فرعون
اس جواب کو سنکے بہت ہنسا حاضرین دربار سے کہا تم سب دیکھتے ہو کہ یہ سب ہمارے بندے میری
شان میں کیسے کیسے گستاخانہ کلمے کہتے ہیں مگر میں اپنے رحم و کرم سے ہرگز باز نہ آؤنگا تم ہی بتاؤ کہ میں
ایسا خداوند ہو کے اپنے رحم و کرم پر نظر نہ کروں اور اُنکے اعمال پر خیال کروں تا صاحب مجھسے یہ
ہرگز نہوگا یہاں رستم ثانی نے پہلے سرداران لشکر کو ایک جا جمع کیا اور کہا اے یاران و مددگاران
دین اسلام و اے حامیان و مردجان ملت ملک السلام تم خوب جانتے ہو کہ بدیع الملک کے [illegible]
کی نظر میری طرف کیسی حقارت و ضحک کی ہے حالانکہ خدا کے فضل سے میں نے کبھی وہ کار ہائے نمایاں
کیے ہیں کہ ہر ایک سے ممکن نہیں مگر پھر بھی میری وقعت و حقیقت اُنکی نظر میں نہیں ہے فی الحال میں نے
جو فرعون شاہ کے قصہ فیصل کرنے میں بدیع الملک پر سبقت کی ہے اسکا خاص سبب یہ ہے کہ یہ ایک
امر عظیم ہے اگر میرے کد و کوشش سے یہ کام انجام پا گیا تو بس یہ سمجھو کہ دربار حضرت خاقانی میں کوئی مجھے
نظر نہ لاسکے گا تم لوگوں سے اس حقیقت کے بیان کرنے میں غرض یہ ہے کہ تم بھی دنیا میں نام اور عزت کے
خواہان ہوگے جیسا کہ ہر شخص کا قاعدہ ہے پس میں ہمہ تن فرعون شاہ کی گرفتاری و ہلاکت کے
درپے ہوں اگر تم بھی میرے ہی سعی کرو ہمت مستحکم کرو تو سب سہل ہے دو دل یک شود بشکند کوہ را مشہور
ہے یہاں اسوقت کثیر التعداد و دلاوران نمود آزما اور بہادران شجاعت و جلادت شعار جمع ہیں سب
نے بالاتفاق کہا شہریارا اس بارہ میں فہمایش کی مطلق ضرورت نہیں ہے ہم سب تعمیل حکم کے واسطے بجان و
دل مستعد ہیں اگر حکم ہو تو آگ کے دریا میں در آئیں لشکر فرعونی کیا مال ہے رستم ثانی خاموش ہو رہا
دار السلطنت فرعونیہ کے قریب ایک باغ واقع تھا اُس باغ میں ایک قصر عالیشان بنا ہوا تھا بیشتر اوقات
فرعون اُس قصر بلند میں آکے مقیم ہوتا تھا اور اُس باغ کی سیر سے دل خوش کرتا تھا کسیقدر فوج اُس
باغ میں بھی مقیم رہتی تھی جب رستم ثانی قریب اُس باغ کے پہنچا اور باغ میں فوج کے مقیم ہونے کی خبر سنی سمجھا عجب
نہیں کہ فرعون یہیں رہتا ہو ایک شخص اُس طرف سے چلا آتا تھا اُسکو بلا کے پوچھا یہ باغ و قصر کسکا
ہے اور کون اسمیں مقیم ہے اُسنے کہا یہ قصر فرعون شاہ کا ہے یہ فوج بھی فرعون کی ہے رستم ثانی نے
مع فوج ہمراہی وہیں قیام کیا اور اپنی فوج میں حکم دیا کہ میرے نزدیک توقف کا موقع نہیں ہے کیونکہ
اگر فرعون کو ہمارے یہاں آنے کی خبر پہنچ جائیگی نہیں معلوم کیا صورت پیش آئے بس اسی وقت
فوج فرعونی میں حملہ کرو اور ایسا زبردست حملہ کرو کہ فوج فرعونی پسپا ہو جائے اور اس قصر میں پہونچ
کے فرعون کو ہلاک کر [illegible]
[illegible] تعمیل کو آمادہ ہوگئی چنانچہ اُسی وقت اُس باغ کو ہر چہار
[illegible] سے گھیر لیا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوگیا لاشوں کے
[illegible] کی آواز بلند ہوئی فوج اسلام لڑائی میں جان لڑا دیے

تھی ہر متنفس یہ سمجھے ہوئے تھا کہ آج خاتمہ ہی جو ہونا ہو وہ ہو جائے یا خود قتل ہو کے باغ بہشت کی سیر
کی یا فرعون کو قتل کر کے مالک کے حوالہ کیا اس خیال میں جو سامنے آگیا اسپر بے تحاشا شمشیر آبدار کا
وار کیا ۔ شعر ۔ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ نوبت باینجا رسید کہ فوج
فرعونی پسپا ہوئی رستم ثانی بلا تکلف اُس قصر میں پہونچا دیکھا قصر جملہ سامان زینت و زیبایش و ضرورت
سے ایسا آراستہ و پیراستہ ہے کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہے اور ہر شخص نہایت وجیہہ صورت لباس تکلف
و اسلحہ مرصع سے پیراستہ بیٹھے ہوئے گویا باتیں کر رہے ہیں لیکن بیجان ہیں ایک کی صورت اور شان و شوکت
سے قیاس ہوا کہ یہی فرعون ہے چاہتے ہی اُن سب کو تہ تیغ کیا اور جسکو فرعون سمجھے ہوئے تھا اُسکا
سر کاٹ لیا اور اپنے مقام قیام پر آکے اُسی وقت کوچ کا حکم دیا وہاں حمزۂ ثانی
کو خبر پہونچ گئی کہ رستم ثانی نے فرعون کو ہلاک کیا اور اُسکا سر نذر کے واسطے لاتا ہے اور عنقریب پہونچا
چاہتا ہے اب تو سرداران لشکر اسلام کے حواس باختہ ہو گئے سب حمزۂ ثانی کے پاس آکے جمع ہوئے
اور کہا شہریار اس مرتبہ تو رستم ثانی گوئی سبقت لے گیا ہمکو ہرگز اُسکی ذات سے ایسی امید نہ تھی ہم سمجھتے
تھے کہ فرعون شاہ کا قصہ بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے پاک ہوگا حمزۂ ثانی نے کہا یارو رستم ثانی
بھی جرأت و دلاوری میں بدیع الملک سے پایہ کم نہیں رکھتا بہت سے کارہائے نمایاں اُس سے
ظہور میں آئے ہیں سرداروں نے کہا شہریار ہمکو خیال ہے کہ شاید آپ نے بدیع الملک کی نسبت کہا تھا
کہ ہمکو تحقیق ہو چکا ہے کہ بدیع الملک ہمارا جانشین ہوگا یہ واقعہ تو اُس پیشین گوئی کے بالکل خلاف معلوم
ہوتا ہے حمزۂ ثانی نے کہا مشیت باری میں کسکو دخل ہے یہ باتیں ہنوز ہو رہی تھیں کہ رستم ثانی دربار میں آیا
اور کہا شہریار یہ سر فرعون کا حاضر ہے حمزۂ ثانی نے رستم کو سینہ سے لگا لیا اور سر و چشم پر بوسہ
دے کے کہا آفرین رستم ۔ شعر ۔ این کار از تو آید و مرداں چنین کنند ٭ مجکو ہرگز امید نہ تھی کہ ایسا کار نمایاں
تیرے دست قدرت سے ظہور میں آئیگا رستم ثانی نے عرض کی شہریار میں کیا اور میرا کام کیا یہ سب حضور کے اقبال کا
سبب ہے حمزۂ ثانی نے کہا نہیں صاحب جرأت و دلاوری بھی کوئی شے ہے تمہارا یہ کام نہایت قابل تعریف
ہے راوی کہتا ہے کہ حمزۂ ثانی کے دل میں جو وسوسہ فرعون کا مدت سے پیدا ہو گیا تھا اب بالکل برطرف
ہو گیا بار بار رستم ثانی کی جرأت کی تعریف کرتا تھا پھر بارگاہ میں قیام کیا اور رستم سے کہا اے دلاور
دوران تمنے اس کار نمایاں کے عوض میں تم سب کو شہر فرعونیہ اور جملہ مال و اسباب فرعون شاہ تمکو
بخشا رستم نے نہایت ادب سے تسلیم عرض کی اور دست بستہ کہا مجھے کچھ اور بھی عرض کرنا ہے حمزۂ ثانی
نے کہا کہو رستم ثانی نے کہا شہریار دختر فرعون ملکہ غزال گوہر پوش نام پر میں فریفتہ ہوں در آنحالیکہ
مال و اسباب فرعون مجکو مرحمت ہوا ہے ملکہ غزال بھی مجکو مرحمت ہو جائے اور اس بارہ میں مجکو امید ہے کہ کوئی عذر نہ کیا جاوےگا
اسیوقت موجود تھا اُسنے جو رستم ثانی کی یہ درخواست سنی از سر تا پا حیرت ہو گیا حمزۂ ثانی کو اس حال کی مطلق اطلاع نہ تھی کہ
بدیع الملک ملکہ غزال پر فریفتہ ہے رستم سے کہا اے دلاور میں تیری یہ بھی درخواست قبول کی جا ملکہ غزال کو بھی تجھے بخشا
رستم ثانی نے بکمال ادب تسلیمات عرض کی اُس طرف خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ رستم ثانی علاوہ مال و اسباب فرعون
کے ملکہ غزال کو بھی حمزۂ ثانی نے دیدیا شاہزادہ بدیع الملک کو [illegible] اسیوقت رستم ثانی
سے تعرض کرے مگر پھر اپنے خود خیال کیا کہ ابھی تعرض کرنا

واسباب

ہوگا عمل مین لایا جاویگا جسوقت رستم ثانی نے ملکہ غزال گوہر پوش کو بخشا ہی اُسوقت
پہلوانان دست راست سے کوئی بھی حمزہ ثانی کے پاس نہ تھا رستم ثانی نے وقت فرصت کو غنیمت جانا عرض کیا
شہریارا آج جو مجھکو اسقدر سرفرازی بخشی گئی ہی سب پہلوانان دست راست حسد کرتے ہین اور حضور کی اس طرح
فیاضی پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہین نہین معلوم ان بدمغزون کے دل مین کیسے کیسے خیالات بیہودہ
سما گئے ہین علی الخصوص بدیع الملک کے خیالون کی نسبت تو مین کچھ عرض ہی نہین کرسکتا حمزہ ثانی
نے عمر ثانی کو طلب کیا اور کہا ای عمر مین نے سنا ہی کہ بدیع الملک میری طرف سے بدگمان ہو گئے
نزدیک مین نے کوئی ایسا کام نہین کیا ہی کہ جو بدیع الملک کے خلاف ہو تم بدیع الملک کے پاس جاؤ
اور اُسکو میرے پاس لے آؤ مین اُس سے پوچھونگا کہ کیا وجہ مجھسے برخاستہ خاطر ہونے کی ہی عمر ثانی
اُسیوقت شاہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا بدیع الملک چونکہ پہلے سے شفیق تھا عمر ثانی کو دیکھکر
کہا ای عمر کیا ہی جو تم اسوقت میرے پاس آئے ہو عمر ثانی نے کہا مین اسوقت حمزہ ثانی کا فرستادہ
آیا ہون بدیع الملک نے کہا کیا تعجب ہی کہ حمزہ ثانی نے تمکو میرے پاس بھیجا فی الحال جو خیال اور پاس
پہلوانان دست چپ کا حمزہ ثانی کو ہی وہ کسی کو نہین ہی عمر ثانی نے کہا مین اس بارہ مین تو کچھ نہین کہ سکتا
البتہ یہ کہنے آیا ہون کہ حمزہ ثانی نے بلایا ہی اسد نے کہا ای عمر ثانی مین کسی طرح حمزہ ثانی کی خدمت مین
نہین جا سکتا کیا حمزہ ثانی کو یہی زیبا تھا کہ قلعہ فرعون اور تمام مال و اسباب فرعون تو رستم کو دیا تھا
ملکہ غزال گوہر پوش ناموس بدیع الملک کو بھی رستم کے حوالہ کر دیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا کہ
بدیع الملک اس خبر کو سنکے کیا کہے گا عمر ثانی نے کہا ای اسد تعجب ہی کہ تم حمزہ ثانی کی عدول حکمی کرتے
ہو تمپر فرض ہی کہ بنابر حکم حمزہ فوراً دربار مین حاضر ہو اسد نے کہا ہم ہرگز حمزہ ثانی کے دربار مین نہین
جاینگے عمر ثانی نے کہا ای اسد تمکو ضرور چلنا ہوگا حمزہ ثانی کا حکم ہی عوام الناس سے کسی کا حکم نہین ہی
اسد نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور عمر ثانی کی طرف بنگاہ تیز و تند دیکھ کے کہا ای خیرہ سر دور ہو یہان سے
ورنہ ایک ہی وار مین دو پرکالہ ہو جاے گا کیا خوب ایسی حکومت حمزہ ثانی کی رستم پر ہو سکتی ہی جسکو ہر ایک
کا حق تفویض ہوتا ہی عمر ثانی حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا حمزہ نے پوچھا ای عمر بدیع الملک کو اپنے ہمراہ
کیون نہ لائے عمر ثانی نے کہا شہریارا بدیع الملک برخاستہ خاطر معلوم ہوتا ہی مین نے ہرچند اصرار کیا مگر اُسنے
اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حمزہ ثانی نے پوچھا کوئی وجہ بھی برخاستہ خاطر ہونے کی دریافت ہوئی عمر ثانی نے
کہا صرف اسد نے مجھسے اسقدر کہا کہ حمزہ ثانی نے شہر فرعونیہ اور تمام مال و اسباب فرعون رستم کو بخشا
خیر کیا مضایقہ ہی خوب کیا اختیار بدست مختار مشہور ہی لیکن اسکے کیا معنی کہ ملکہ غزال گوہر پوش جو بدیع الملک
کی ناموس ہی اُسکو بھی رستم ثانی کے حوالے کر دیا مزید بران حمزہ ثانی اپنے روبرو طلب فرماتے ہین ہم ہرگز
حمزہ ثانی کے سامنے نہ جاینگے بس ای شہریار وہ سب اسی طرح کی شکایت کرتے ہین اور یہان کسی طرح نہین
آنے رستم ثانی کو موقع ملا کہا شہریارا وہ لوگ بڑے مغرور و متکبر ہین کیا اُنسے آدمیت کی امید رکھی جا سکتی ہی
استغفر اللہ [illegible] آدمیت [illegible] حضور کا طلب فرمانا اور اُنکا جواب صاف دینا قابل لحاظ ہی
[illegible] زیادہ تر خود سر ہو گیا ہی جب حضور کے مقابلہ مین ایسا ہوا ہی مین
اگر کچھ صلاحیت ہوئی تو بجاے خود سمجھتا عالی ظرف و کم ظرف

اسی بحث سے مراد ہے بڑے ظرف مین اگر کوئی شے رکھی جاتی ہے اُسکا پتہ بھی نہین معلوم ہوتا لیکن چھوٹے ظرف مین کم شے بھی اُبل پڑتی ہے اسی طرح انسان کا خاصہ ہے اگر عالی ظرف ہے کسی قدر مرتبہ حاصل ہونے پر اعتنا نہین ہوتی اور جو کم ظرف ہوتا ہے اگر کسیقدر بھی رتبہ حاصل ہو گیا بس ازخود رفتہ ہو گیا ہر وقت یہی خیال رہتا ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست یہی حال بدیع الملک کا سمجھنا چاہیے اب وہ اپنے مقابلہ مین کسی کی کچھ وقعت نہین سمجھتا حمزہ ثانی بنظر حیرت رستم ثانی کی صورت دیکھتا اور بدیع الملک کی غلبیت سنتا رہا بعدہ رستم ثانی اُٹھ کے اپنے خیمہ مین گیا میر منشی کو بلایا کہا میری طرف سے بدیع الملک کو نامہ لکھو مگر اس بات کا خیال رہے کہ نامہ مین کوئی لفظ ایسی نہو کہ جس سے بدیع الملک کے مقابلہ مین پایہ کمی کا رہے خدا کے فضل سے آج مین حمزہ ثانی کے تقرب کا مرتبہ حاصل کیے ہوئے ہون میر منشی نے نامہ تیار کیا رستم ثانی کے ملاحظہ مین پیش کیا رستم نے بغور و تامل نامہ کو پڑھا اپنی مہر ثبت کی اور کہا کوئی ہے ملازمون نے دست بستہ عرض کی حاضر ہین رستم نے کہا تمسے کام نہین ہے اس کام کیواسطے کوئی لائق ہی شخص ہونا چاہیے دیکھو علمشاہ رومی کا سپہ سالار پلدرم خان نامے کہان ہے ایک ملازم نے بعجلت تمام پلدرم خان کو بلایا رستم ثانی نے کہا اے پلدرم خان یہ نامہ بدیع الملک کے پاس لے جا مگر یہ امر تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ اس رسالت مین وہان کوئی ایسی بات نہو جسمین کسی طرح کے ذم کا پہلو نکلے یا کسی نوع کی اہانت ہو پلدرم خان سپہ سالار علمشاہ نے دست بستہ عرض کی اے شاہزادہ والاجاہ آپ بخوبی مطمئن رہین مین نہایت شان و شوکت سے اس رسالت کو انجام دونگا یہ کہا اور نامہ لے کے روانہ ہوا یکایک بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی نے پلدرم خان کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہے اور نہایت اہتمام سے وہ لکھا گیا ہے اور حامل نامہ کو بہت کچھ فہمایش کی گئی ہے بلکہ چالیس سوار بھی اُس نامہ بر کے ہمراہ روانہ کیے ہین بدیع الملک کو تردد ہوا کہا یہ تو مجکو خوب معلوم ہے کہ ان پہلوانان دست چپ کی بدنفسی کسی طرح دفع نہو گی نہین معلوم کس بارہ مین نامہ لکھا ہے اور پھر اس اہتمام سے نامہ بھیجا ہے یہ رسالت خالی از علت نہین ہے تمام حاضرین نے کہا بے شبہہ کسی خاص بارہ مین نامہ لکھا ہوگا اگر پہلوانان دست چپ کی بدنفسی دفع نہو گی تو ضرور ایک نہ ایک دن اپنی بدنفسی کی سزا پائینگے اسد نے کہا یار و بیکار گفت و شنید کو طول دیتے ہو اگر نامہ آتا ہے آنے دو لیکن میری راے یہ ہے کہ اس مقدمہ مین مجکو کفیل کر دو جسطرح کا مناسب سمجھونگا جواب دونگا تم مین سے کسی کو کچھ غرض نہین نور الدہر نے کہا اے بدیع الملک تمکو اس بارہ مین کیا عذر ہے اسد کے حوالہ اس مقدمہ کو کر دو بدیع الملک نے کہا مجکو کچھ عذر نہین ہے نور الدہر نے کہا اے اسد ہم تمسے کہتے ہین کہ اس مقدمہ کو تم اپنے حوالہ سمجھو جو کچھ مناسب سمجھو جواب دو ہمسے کچھ غرض نہین ہے اسد چوب در دست استادہ تھا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ پلدرم حامل نامہ آ پہونچا اسد نے کہا آنے دو پلدرم خان آیا آواز بلند کہا سلام علیک سب نے جواب سلام دیا پلدرم خان شاہزادہ بدیع الملک کے قریب گیا چاہتا تھا کہ بدیع الملک کو نامہ دے کہ اسد قریب اُسکے پہونچا اور نعرہ مارا کہ اے پلدرم خان کہان بڑھا جاتا ہے اسطرف آ مجکو نامہ دے تو نہین جانتا ہے کہ اس رسالت کا کفیل مین مقرر ہوا ہون پلدرم خان بحیرت اسد کی صورت دیکھی اور کہا اے اسد یہ نامہ رستم ثانی کا ہے اور خاص شاہزادہ کے نام ہے پس جسکے نام کا نامہ ہے اُسی کو دینا چاہیے تمکو کیونکر دیدون اور اے

نہین ہی کہ نعرہ زنی کرتا ہی مجکو کیا معلوم تھا کہ تم اس بارہ مین کفیل ہوئے ہو تاہم اس نامہ کو مین تمھین نہین
دے سکتا اگر کہو تو واپس لے جاؤن اور ای اسد کیا ہوا اگر مین بھی تمھاری طرح نعرہ زنی شروع کرون
نورالدہر نے کہا ای پلدرم خان یہ موقع نعرہ زنی کا نہین ہی اور اسد نے نعرہ نہین مارا ہی گو بہ بلند آواز
سے کہا کہ نامہ مجھے دیدو اور واقعی اس بارہ مین اسد ہی کفیل ہوا ہی کچھ مضائقہ نہین ہی نامہ دے دو
پلدرم خان نے کہا ہان تو پھر بسہولیت مجھسے کیون نہین کہا جاتا ہی اور نامہ اسد کو دیدیا اسد نے نامہ
لے لیا اور کہا ای پلدرم خان اگر تجھسے بسہولت نہ کہا جاوے تو کیا کر سکتا ہی پلدرم خان نے کہا
اسکی کیا ضرورت ہی کہ مین کہون یہ کر سکتا ہون البتہ ہر وقت جو کچھ ہو سکے وہی صحیح ہی تمام حاضرین نے چہرہ
دگرگون دیکھا کہا اس قصہ سے کیا کام ہی ضروری کام سے کام رکھنا چاہیے پلدرم خان نے کہا پھر
یہ تو مطلب میرا ابھی ہی اسد کو نہین معلوم کیا ہو گیا ہی کہ خواہ مخواہ برخاستہ خاطر ہی اسد نے کہا ہان اس
برخاستہ خاطر ہونے کا حال اسوقت تجکو معلوم ہو جاتا جو تیرا حق زایل کرکے دوسرے کو دیدیا جاتا پلدرم خان
نے کہا کہ کسکا حق زایل کرکے کسکو دیدیا گیا اسد نے کہا شاید تجکو نہین معلوم ہی نورالدہر نے کہا ای اسد
مین کہتا ہون کہ اسوقت اسطرح کی باتون کا کیا موقع ہی دیکھو نامہ مین کیا لکھا ہی اسد نورالدہر کے قریب
آیا اور کان مین کہا صاحب آپ سے پیشتر کہدیا تھا کہ اس بارہ مین صرف مین کفیل ہونگا کسی دوسرے
کو سروکار نہین ہی اسکی کیا وجہ ہی جو دخل دیا جاتا ہی نورالدہر نے کان مین کہا ای اسد میری غرض صرف
یہ ہی کہ ایسا نہو کہ فساد کو طول ہو جاے اور جو کچھ ہونا ہی وہ تو کسی نہ کسی وقت ضرور ہی ہوگا اسد نے
کہا مین نے پیشتر ہی گوش گذار کر دیا تھا نورالدہر نے کہا خیر تو دانی چہ کار تو بدیع الملک نے کہا ای اسد
نامہ کو پڑھکے سناؤ کیا لکھا ہی اسد نے سرنامہ چاک کیا نامہ کو کھولا آواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا
تھا الحمد للہ الذی یسبح لہ الارض والسماء والصلوٰۃ علی محمد خیر الانبیا اما بعد بسمع راقم این رقم این اسحٰق
مقرب بارگاہ سلطانی رستم ثانی بدیع الملک مع یاران دیگر مسموع ہوا اور رنجیدہ دلی واضح رہے کہ مین
آج تک تم سب کی طرف سے دل صفا منزل مین بدی کا خیال کبھی نہین آنے دیا اور اسوقت تک
ستیزہ کیے ہون کہ حتے الامکان کبھی بدی نہ کرونگا اسی طرح تمسے بھی امید رکھتا ہون جب مین تمسے صفا
ہون پس تمکو بھی لازم ہی کہ میرے جانب سے حاضر و غایب کسی طرح کا بغض و کینہ نہ رکھو ای بدیع الملک
اسکے کیا معنی کہ حمزہ ثانی نے حکم طلب صادر فرمایا اور ستیزہ عدول حکمی کی تمھارے عقل و فطانت سے نہایت
بعید ہی تمھارا فرض یہ ہی کہ ہر روز بدستور قدیم بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہو جس طرح کہ آبا و اجداد سے پادشاہان اسلام
کا دستور مقرر چلا آتا ہی میرے نزدیک تو آجتک ایسی عدول حکمی سلاطین ماضیہ مین سے کسی نے نہ کی ہوگی
اور اگر تمھارے دل مین ملال اس بات کا ہی کہ حمزہ ثانی نے شہر فرعون پیرو مال فرعون مجکو بخشا ہی
یہ بالکل بیجا بات ہی حق بحقدار رسید اس بارہ مین کسی کا کیا دخل ہی حمزہ ثانی نے مجھ ہی کو اس مرحمت
کے لائق سمجھا اگر حمزہ ثانی کی ایسی نظر مرحمت اور سرداران پہلوانان پر ہوتی تو ہمکو کسی طرح کا ملال نہوتا حمزہ ثانی
آج حاکم وقت ہین [illegible] الملک بمجرد دیکھنے اس تحریر کے جلد اپنے کو دربار مین پہنچاؤ
ایک [illegible] ہو گئے تو کل اس عدول حکمی کا نتیجہ بہتر دیکھو گے اسوقت
[illegible] کی بھی حد ہی اس سے زیادہ رعایت نہین ہو سکتی والسلام

اسد نے اس نامہ کو پڑہ کے اُسی وقت چاک کر ڈالا اور کہا جیسے ہمارے نام یہ خط لکھا ہی بہت سا جھک مارا ہی نامہ
نہین لکھا پتھر سے سر پھوڑا ہی دربار حمزۂ ثانی کے آنے والے ہم اور کسی کے بولانے کی کیا وجہ ایسے بازاری
کتے بہت ہوتے ہین منظور ہوگا دربار مین آئین گے دل نہ چاہے گا ہرگز نہ آئین گے اگر حمزۂ ثانی شکایت کرینگے
جیسا کچھ مناسب ہوگا جواب دیا جاویگا اور کسی کی ہم حقیقت نہین سمجھتے کہ کیا پا پوش ہی پلیدرم خان جا
اور اس خط کے کاتب سے اسیطرح کہدے پلیدرم خان نے جو رستم ثانی کا نامہ چاک کرتے دیکھا از سر تا پا
غیظ و غضب ہو گیا کہا ای اسد تمھاری شان و مرتبہ کے یہ امر بالکل خلاف ہی اول نامہ لینے کا وہ طرز کہ گویا بالکل
از خود رفتہ ہین اسوقت بھی طرح دی دوسرے یہ حرکت خلاف کہ ایک سردار معزز و مقرب حضور شاہی کا نامہ
اس توہین سے چاک کر ڈالا کوئی ادنی شخص بھی اس توہین کو گوارا نہ کریگا اسد نے کہا اگر اس توہین کو
گوارا نہ کریگا اپنا سر کھائیگا اور کیا کر سکتا ہی اور اگر کچھ کر سکتا ہی تو دیر کیا ہی پلیدرم خان نے کہا ای اسد
مجھکو خوب معلوم ہی کہ تم فساد پر آمادہ ہو اب تک توہین نے ہر طرح تحمل کیا مگر اب مجھکو تاب تحمل نہین ہی اسد
نے کہا ای پلیدرم تو تحمل کیا کر سکتا ہی البتہ ہمنے تامل کیا ورنہ حقیقت معلوم ہوجاتی پلیدرم نے کہا تحمل کے
یہی معنی ہین کہ سرور بار نامہ کو پرزے پرزے کر ڈالا اگر مین اس اہانت کا تعرض کرون تو کیا ہوا اسد نے کہا
وہ ہی ہو جو ہونا چاہئے پلیدرم خان نے آواز بلند کہا ای اسد بس خبردار اب کوئی کلمہ خلاف زبان سے
نہ نکالنا ورنہ بُری طرح پیش آونگا اسد نے جھپٹ کے ایک گھونسہ پلیدرم کی گردن پر مارا مع ہذا دوسرا
گھونسہ اسی طرح سے اسکی گردن ہی پر رسید کیا کہ پلیدرم خان اوندھے منہ زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا
باہر پلیدرم خان کے سواران ہمراہی کھڑے تھے انکو مطلق خبر نہ تھی کہ پلیدرم خان بیہوش پڑا ہی غرضکہ
اسد نے حکم دیا کہ جلد زنانہ لباس لاؤ ایک ساعت کے بعد پلیدرم خان کو غش سے افاقہ ہوا چاہتا تھا
کہ سنبھلے اسد نے کہا اسکو بستہ کرلو ملازمون نے فوراً پلیدرم خان کو بستہ کیا اور اسد کے حکم سے وہ لباس زنانہ
پلیدرم خان کو پہنا دیا باہر کسی نے اُن سوارون کو اطلاع دی کہ تم یہان مقیم ہو وہان کچھ بھی تمکو کچھ خبر ہی
تمھارے سردار کو زنانہ لباس پہنایا گیا ہی اُن سب نے اندر آنے کا ارادہ کیا دربانون نے روکا وہ سب
سوار مقابلہ پر آمادہ ہوئے اسد کو خبر پہونچی کہ پلیدرم خان کے سواران ہمراہی بر سر فساد ہین اسد باہر آیا پوچھا
کیا ہی سوارون نے کہا ہم پلیدرم خان کے ہمراہ آئے ہین کیا وجہ ہی کہ پلیدرم خان کو اسقدر عرصہ ہوا کیا ابھی تک
جواب نامہ نہین حاصل ہوا اسد نے کہا جواب نامہ تو حاصل ہو گیا اور انعام رسالت بھی مل چکا صرف
شاہ انعام دینا ہی شاہزادہ بدیع الملک کا حکم ہی کہ پلیدرم کے سواران ہمراہی کو بھی انعام دینا چاہئے وہ
سب انعام کی امید مین ایک جانب استادہ ہوگئے آپس مین کہتے تھے کہ بدیع الملک بڑا دل چالاک شخص ہی
ہماوگ صرف پلیدرم کے ہمراہ آئے ہین مگر ہم سبکو انعام کا حکم دیا یکایک ایک گروہ بدیع الملک کے ملازمون کا آیا اور
اُن سب سوارون کو گھوڑون پر سے اُتار کے بستہ کر لیا ہرچند سوارون نے کہا ای یارو یہ کیا بدعت ہی شاہزادہ بدیع الملک نے
ہمکو انعام دینے کا حکم دیا ہی جاؤ شاہزادہ سے پوچھو تو ملازمون نے کہا بیشک ہم بھی جانتے ہین کہ انعام کا حکم دیا ہی گھبراؤ نہین
انعام بھی ملیگا تمھارے سردار کو تو انعام رسالت مل چکا اب تمھاری باری ہی غرضکہ سب سوارون کو گرفتہ و بستہ کرکے
بدیع الملک کے روبرو حاضر کیا بدیع الملک نے سب کو ایک زنانہ [illegible] تاکہ ان سب کو زنانہ لباس
پہنا ئے ملازمون نے انکو بھی زنانہ لباس پہنایا اسد نے سوارون [illegible]

بہت مناسب ہی اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس جاؤ اور اس انعام کو دکھاؤ اور اس سے یہ کہو کہ اس
انعام کے عوض مین جو کچھ تجھسے ہو سکے ہرگز دریغ نہ کرو ورنہ ہم تجکو مرد نسمجھین گے اسی طرح کے لباس کے قابل
تجکو بھی سمجھین گے اور یہ بھی کہدینا کہ ای رستم ہمارے حق مین خواہ نخواہ متمسک ہو سکے ہرگز تجھے نہین دیکھ سکتا
نورالدہر نے کہا ای اسد میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ جہان زنانہ لباس پہنایا ہی ڈاڑھی مونچھون کی بھی خبر لے لینا
چاہیے اسد نے کہا داڑھی تو نہین البتہ مونچھون کو اُڑا دینا چاہیے چنانچہ سب کی مونچھین استرہ سے صاف
کی گئین اور اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس بھیجا رستم ثانی نے جو بلدرم خان کو بلباس زنانہ آتے دیکھا
کہا ای عورت تو سخت بیحیا ہی کہ ہم غیرون کے سامنے بلاتکلف چلی آتی ہی بلدرم خان نے کہا شہریار مین عورت
نہین ہون بلدرم خان ہون تمہارا نامہ اسد نے نہایت ذلت سے پرزہ پرزہ کرکے پھینک دیا اور بہت
کچھ کلمات نامناسب زبان پر جاری کیے جسکا ذکر بسبب بے ادبی کے اعادہ نہین کر سکتا رستم ثانی نے کہا نامہ
کو تو چاک کیا لیکن تیری یہ کیا صورت ہی تجھسے مین اسی واسطے بیشتر کہدیا تھا کہ خبردار کوئی بات ذلت وحقارت
کی ظہور مین نہ آئے اسکے عوض مین تو نے اپنی یہ صورت بنائی کیا تو بدیع الملک کے پاس بھی اسی صورت
سے گیا تھا بلدرم خان نے کہا شہریار مین نے تو جو کچھ کہا تھا وہ کہا تھا اب تو میری یہ صورت بدیع الملک
کے یہان بنائی گئی اور بدیع الملک نے کہا ہی کہ رستم سے جو کچھ میرے حق مین برائی ہو سکے ہرگز کوتاہی
نہ کرے رستم ثانی نے غیظ وغضب سے مثل مار سنگ خوردہ پیچ وتاب کھایا اور بنگاہ تند بلدرم خان کی
صورت دیکھکے کہا او نامرد تو نے اپنی یہ صورت بنوائی اور کچھ نہ ہو سکا اگر تو ایسا ہی مجبور ہو گیا تھا تو خود
کو ہلاک کیون نہ کیا اپنی صورت زنانہ یہان آنیکی کیا ضرورت تھی بلدرم خان نے کہا ای شاہزادۂ والا جاہ
مین اپنی خوشی سے یہان تک نہین پہونچا ہون بلکہ بدیع الملک کے بازوون نے مجھے یہان تک پہونچایا مین
تو چاہتا تھا کہ بدیع الملک کے روبرو کشت وخون کی نوبت پہونچ جائے مگر کیا کرون کہ مین وہان تن تنہا
تھا رستم نے کہا مین نے چالیس سوار کس واسطے تیرے ہمراہ کر دیے تھے بلدرم خان نے کہا سوار باہر
کھڑے تھے اسوقت وہ مجھ تک نہ پہونچ سکے رستم ثانی نے کہا ای بلدرم اگر تجھکو بدیع الملک کی
سرکار سے یہ انعام ملا ہی تو مین بھی تجھے انعام دیتا ہون یہ کہا اور شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے ایک ہی
وار مین بلدرم خان کو دو لخت کیا بعدہ اُن چالیس سواران ہمراہی کو بلایا دیکھا وہ بھی اسیطرح لباس
زنانہ سے آراستہ ہین اور مونچھین ندارد ہین کہا کیا خوب یک نشد دو شد ایسے کمبختو تم پر کیا آفت نازل ہوئی
اُن سب نے کہا شہریار جو کچھ آفت نازل ہوئی ظاہر ہی ع آنرا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان
رستم ثانی نے کہا تم سب نے اپنی یہ صورت بنوائی تلوار سے کیون نہ کام لیا اُن سب نے کہا کیا عرض
کرین ہمکو ہنگامہ جنگ گرم کرنے کا موقع نہ ملا ورنہ ہم ہرگز کمی نہ کرتے رستم نے کہا اگر ہنگامہ آرائی کا موقع نہ ملا تھا
تو وہین مر کیون نہ گئے انھون نے کہا کس طرح مرجاتے دم لینے کی بھی مہلت نہ ملی فوراً گرفتار کر لیے گئے اور یہ لباس زنانہ پہنا کے یہان
بھیج دیے گئے رستم ثانی نے اُن چالیس سوارون کو بھی تہ تیغ کیا راوی کہتا ہی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون شہر
مین تھا اور یہ حال واسطے ... اسی کی تحویل مین تھا اور شاہزادۂ بدیع الملک سے گونہ
رکھتا تھا
... ہوا شاہزادہ بدیع الملک سے بھی ملاقات کی اتفاق
... الامر ... ایک امر مین نہایت تعجب ہوا اور ...

بیجا نہین ہی بدیع الملک نے استفسار کیا خواجہ یاقوت نے کہا مین بجاے خود سمجھے ہوئے تھا کہ بالفرض
فرعون شاہ کی موت تمھارے دست زبردست پر موقوف ہی لیکن تم اس معاملہ مین کامیاب نہوئے
رستم گوی سبقت لے گیا اور مین نے سنا ہی اس کارنمایان کے صلہ مین حمزۂ ثانی نے تمام اسباب فرعون
اور ملک فرعونیہ رستم کو بخشا خیر اس بارہ مین جاے دم زدن نہین ہی حمزۂ ثانی مالک ومختار ہین جو
کچھ جسے چاہین بخشدین اور بے شبہہ رستم ثانی نے کام بھی ایسا ہی کیا ہی لیکن اے بدیع الملک مین نے
سنا ہی کہ حمزۂ ثانی نے دختر فرعون یعنے ملکہ غزال گوہر پوش کو بھی رستم کے حوالہ کیا ہی یہ ظاہر ہی
کہ مین ابھی تک فرعونیہ مین اپنی عہدۂ وزارت پر ممتاز ہون اور تمام اسباب فرعون میری تحویل مین
ہوا ہی چاہیے کہ ملکہ غزال کو رستم کے قبضہ مین دیدون یا مال کو دون استغفر اللہ میرا اسر ملکہ غزال گوہر پوش
کے ساتھ ہی اگر میرا اسر نہوگا تو ملکہ غزال بھی رستم کے پاس ہوگی بدیع الملک خواجہ یاقوت کی یہ تقریر
دوستانہ سنکے بہت خوش ہوا اور کہا اے خواجہ اصل امر یہ ہی کہ مجکو تجسے اسطرح کی دوستی کی ہرگز امید نتھی
اور تم اس بارہ مین کیا برخاستہ خاطر ہو مین خود اس خبر کو سنکے از خود رفتہ ہو رہا ہان بخدا مجکو اس بات کا مطلق
خیال نہین ہی کہ رستم کو حمزۂ ثانی نے مال فرعون بخش دیا باشد مگر اُنکو یہ زیبا ہی کہ یہ تحفا کہ میری ناموس پسر
کے نامزد کردی اس سے بڑھکے انسان کے واسطے ذلت نہین ہی کیا مین حمزۂ ثانی کی اس بخشش کو جائز
رکھونگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ خواجہ یاقوت نے کہا اے شاہزادہ پہلے بجاے خود یہ سمجھ لو کہ اگرچہ یہ ناموس کا
مقدمہ ہی تاہم یہ آپس کا معاملہ ہی تم اور رستم دونون ایک ہی سرکار کی نظر کردہ ہو غیر کے مقابلہ مین ایک سولی
کی فکر کر لی جاتی ہی لیکن آپس مین گونہ فہم وفراست کی ضرورت ہوتی ہی فلہذا اس بارہ مین مشورہ کر لو کہ کیا تدبیر
عمل مین لائی جاوے کہ اس ہنگامہ کو طول نہو اور حسب مراد کام بھی انجام پا جاوے بدیع الملک نے کہا
اے خواجہ میری سمجھ مین کوئی بات ایسی نہین آتی کہ جس سے یہ مقدمہ بسہولت طی ہو جائے ہان یہ بات بجاے خود
مقرر کر لی ہی کہ جہانتک ممکن ہو ملکہ غزال گوہر پوش کو رستم تک نہ جانے دینا چاہیے اور جو کچھ تمھارا
مشورہ ہو اُسے بھی بیان کرو خواجہ یاقوت نے بعد تامل بسیار کہا توقف کرو مین شہر مین جاتا ہون اور
کوئی تدبیر کرتا ہون غرضکہ اُسی وقت شہر فرعونیہ مین پہونچا ایک نامہ حمزۂ ثانی کے نام لکھا قاصد کے ہاتھ
حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا وہ قاصد نے وہ حمزۂ ثانی کو پہونچایا حمزۂ ثانی نے سر نامہ چاک کرکے
نامہ کھولا لکھا تھا کہ بعد حمد خداوند دوسرا و نعت جناب محمد مصطفے ومنقبت علی مرتضے علیہ الف الف تحیۃ والثنا
کاتب کتابت ہذا مین ہون خواجہ یاقوت نام وزیر مملکت فرعونیہ خدمت شریف حضرت اقدس اعلی
مین گذارش ہی کہ سلف سے اس بات کی شہرت ہی کہ بڑون کی بڑی بات علی الخصوص بادشاہان خود مختار
وسلاطین نصفت شعار اپنی دریا دلی سے جو کچھ جسکو چاہتے ہین تفویض فرماتے ہین ہر وقت باب فیض وکرم
کو وا رکھتے ہین کوئی متنفس مجال تعرض نہین رکھ سکتا فی الحال جو مال واسباب فرعون دست اختیار
جہاندار دولت ابد مدت مین آیا ہی اگرچہ مین حکومت فرعونیہ کا دستور راست ہون اور تمام دولت
وحکومت فرعونیہ میرے ہی تحویل مین ہی تاہم مالک ومختار حضرت والا مرتبت ہین جو کچھ جسکو چاہین مرحمت
فرماین کوئی مانع نہین ہوسکتا ہان ایک امر مین کمال درجہ حیرت ہی ملکہ غزال گوہر پوش دختر
فرعون شاہزادہ بدیع الملک کی ناموس ہی حالانکہ اُسکی

ہے لیکن بنظر تقدم بالحفظ ابھی سے عریضہ پیش کیے رکھتا ہون کہ اگر کسی وقت مین ملکہ غزال کی طلبی
ہوئی تو مین اُسکی ترسیل سے معذور رہونگا یہ مقدمہ بحث طلب ہے اسکا تصفیہ ضروری ہے مین نے سنا
ہے کہ ملکہ غزال کے بارے مین کچھ گفتگو کی نوبت آچکی ہے یہ وجہ اس ذکر کے قلمبند کرنے کے ہوئی بفحواے
انی جاعل فی الارض خلیفہ فاحکم بین الناس بالحق مجکو یقین کامل ہے کہ ہر ایک حکم کے صدور مین ہمیشہ عدل
و انصاف شامل رہیگا علی الخصوص ملکہ غزال گوہر پوش کے بارہ مین خلاصہ اس تقریر طولانی کا
یہ ہے کہ اگر بدیع الملک اپنے حق کا مستحق رہا فہو المراد چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ ملکہ غزال گوہر پوش
قطعی ملک فرعونیہ اور مال و اسباب فرعون سے اپنے کو دستبردار سمجھنا چاہیے جبتک اسیر کے قالب مین
جان ہے ہرگز ملکہ غزال گوہر پوش اور ملک فرعونیہ اور مال و اسباب فرعون کسی کو نہ دونگا عام اس سے
کہ یہ رستم ثانی ہو یا کوئی اور ہو اس بارہ مین مجکو اپنی طاقت کا اندازہ کرنا ہے ؎ ببینم کہ تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان فرعون کے نسبت تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن قلعہ فرعونیہ و مال فرعون
بغیر میری مرضی کے لینا سہل امر نہین ہے جب وقت طلبی آئیگا اُسوقت حقیقت دریافت ہو جائیگی والتسلیم
جب اس مضمون کا نامہ حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم ثانی اُٹھ کھڑا ہوا اور
دست بستہ بکمال ادب اس طرح عرض پیرا ہوا ؎ کہ اے شہریار سعادت قرین + زروے تو روشن زمان و زمین
کیا کچھ میری نسبت بھی اس نامہ مین لکھا ہے اگر مجکو سلام لکھا ہے تو علیکم السلام اگر کچھ فرمایش کی ہو تو ارشاد ہو تعمیل
کر کے بھیج دی جاوے حمزۂ ثانی نے فرمایا اے رستم سلام کیسا یہ نامہ از اول تا آخر تمھارے ہی بارہ مین لکھا
ہے یہ کہا اور وہ نامہ رستم ثانی کے ہاتھ مین دیکر کہا پڑھو کیا لکھا ہے رستم نے نامہ کو پڑھا اور تا دیر سکوت مین بیٹھا
رہا حمزۂ ثانی نے فرمایا اے رستم کیا ملکہ غزال گوہر پوش بدیع الملک سے بھی کچھ سابقہ رکھتی ہے جو اس
بارہ مین اس طرح کی تحریر خواجہ یاقوت وزیر کی آئی ہے کہو یہ کیا واقعہ ہے مجکو اس مقدمہ سے مطلق اطلاع
نہ تھی استغفر اللہ میرا پیشہ نہین ہے کہ کسی کا حق زایل کرون علی الخصوص ناموس کے بارہ مین رستم ثانی
نے عرض کی شہریارا یہ قصہ طولانی ہے خلاصہ سب کا یہ ہے کہ مین اور بدیع الملک دونون اول
شہر فرعونیہ مین داخل ہوئے تھے مین قہرمان خونخوار کے یہان مقیم ہوا اور بدیع الملک
خواجہ یاقوت وزیر فرعون کا مہمان ہوا اس طرح کی تحریر طرفداری سے ثابت ہوتا ہے کہ خواجہ یاقوت
بدیع الملک کا دوست و خیر خواہ ہے جب حضور کی مرحمت و عنایت کی خبر بدیع الملک کو پہونچی
ہوگی از راہ حسد خود تو کچھ نہ کر سکا خواجہ یاقوت سے شکایت کی ہوگی خواجہ یاقوت نے اُسکی خاطر سے
یہ نامہ لکھا ہے ورنہ ملکہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کو کیا جانے اُسنے بدیع الملک کو خواب
مین کبھی نہ دیکھا ہوگا خواہ مخواہ بدیع الملک پر کیا موقوف ہے جس شخص کا دل چاہے ملکہ غزال کا اپنا حق ٹھہرا
لے اور اپنے سے جو لوگ موافق ہون اُنکو بہکا کے ہنگامہ جنگ برپا کرنے کا سامان مہیا کر لے حمزۂ ثانی
نے کہا ہان یہ حال اب معلوم ہوا کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون بدیع الملک کا ہوا خواہ ہے بلکہ سچا
دوست سمجھنا چاہیے کہ [illegible] الملک کے واسطے ہنگامہ جنگ گرم کرنے کو آمادہ ہے اے رستم
سے قلعہ فرعونیہ کے جانب کوچ کرو اگر خواجہ یاقوت نے
رعایت نہ کرتا اسکے کیا معنے کہ بدیع الملک کا ایسا طرفدار

ہوگیا کہ سراسر جھوٹ بولنے پر آمادہ ہوگیا اور کہا ای رستم ثانی اگر کوئی شخص تمہارا سد راہ ہوگا تو پس
مین سمجھ لونگا تمکو اُس سے کچھ سروکار نہین ہی رستم ثانی بہت خوب کہکے خاموش ہو رہا

چو روز دگر خسرو خاوری	بر آمد برین تخت نیلوفری	جہان گشت از ظلمت شب رہا	ہمہ نور گردید ارض و سما

رستم ثانی سوار ہوکے فرعونیہ کے جانب روانہ ہوا یہ بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی
فرعونیہ کے جانب چلا ہی اور حمزہ ثانی نے خواجہ یاقوت کے نسبت یہ حکم دیا ہی کہ اگر تمہارے خواہش
اُس سے کوئی حرکت ظہور مین آئے تو پس اُسکو بلا تکلف ہلاک کرو بدیع الملک اپنے یاران دست
راست کو ہمراہ لیکے سوار ہوا اور اثنائے راہ مین قیام کیا اس عرصہ مین رستم ثانی بھی وہان پہونچا
دیکھا بدیع الملک درمیان راہ مین مقیم ہی سمجھا کہ سد راہ ہوا ہی مرکب کو مہمیز کرکے بدیع الملک کے
سامنے آیا اور کہا ای بدیع الملک تمہارا اس طرف آنے کا کیا کام تھا علی الخصوص ایسے مین کہ جب
مین اس طرف کو عازم ہوا مین خوب جانتا ہون جس ارادہ سے تم آئے ہو بہتر یہ ہے کہ اپنے دست و پا
کو تکلیف دو بہتری اسی مین ہی کہ تم یہان سے واپس جاؤ بدیع الملک نے کہا کیا تیری شامت آئی ہی
جو بیہودہ گوئی پر آمادہ ہوا ہی رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک اس گفتگو سے کچھ کام نہین نکلیگا اگر مرد
میدان ہی میرے روبرو مقابلہ کو آ شاہزادہ بدیع الملک مرکب کو اڑاتا ہوا قریب رستم کے آیا
اور کہا او غاصب کہ کیا کہتا ہی رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک کیون تو ایسے کلمات نازیبا میری نسبت
اپنی زبان پر جاری کرتا ہی مین نے کسکا مال غصب کر لیا ہان حمزہ ثانی نے اپنی خوشی سے جو کچھ دیا وہ لیا
پھر مجھپر کیا موقوف ہی حمزہ ثانی جسکو جو کچھ مرحمت فرمائین وہ لے لے بدیع الملک نے کہا ای رستم
اس معاملہ کا فیصلہ تو بس اسی طرح ہو سکتا ہی ۔ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران
یہ کہا اور نیزہ کا وار رستم پر کیا رستم نے اُس وار کو رد کیا اور کہا ۔ زدے ضرب خود ضرب را نوش کن
غم دین و دنیا فراموش کن ۔ بعدہ شمشیر آبدار کا وار کیا بدیع الملک نے بھی رستم کے وار کو رد
کیا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار دونون جوان مرکب سے زمین پر آگئے اور جنگ زور دست و بازو مین
مصروف ہوئے عمر ثانی دوران حمزہ ثانی کے پاس پہونچا اور کہا ای شہریار عالی مقدار
حضور کیا بے خبر بیٹھے ہین وہان دونون سردار آپس مین ہلاک ہوئے جاتے ہین حمزہ ثانی نے کہا
ای عمر کیا بدیع الملک اور رستم کے بابت ذکر کرتے ہو عمر ثانی نے کہا حضور ہان حمزہ
نے کہا جو امر میرے دل مین پیشتر سے خطور کئے ہوئے تھا وہی ظہور مین آیا اور حکم دیا جلد مرکب
دیوزاد حاضر کرو فوراً مرکب دیوزاد حاضر ہوا حمزہ ثانی سوار ہوئے اور اُس ہنگامہ مین پہونچکے
دیکھا بدیع الملک اور رستم دونون کا زور بیان کر رہے ہین بدیع الملک کہہ رہا ہی ای رستم تیرے
سبب سے مجھکو سخت صدمہ پہونچا ہی مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا اور رستم کہہ رہا ہی ای بدیع الملک تو
مجھکو خواہ مخواہ غاصب ٹھہراتا ہی مین اُسکے عوض مین ضرور تجھکو سزائے سخت دونگا حمزہ ثانی قریب آگئے
اور بالقوت تمام ایک تازیانہ بدیع الملک کی پشت پر مارا بدیع الملک از سرتا پا تند و غضب ہو گیا
چاہتا تھا کہ حمزہ ثانی سے دست و گریبان ہو جائے مگر پھر خ[illegible] قسمت مین لاسکے
اُس زور سے جھٹکا دیا کہ حمزہ ثانی کے ہاتھ سے نکل سکے و

خود

اس بات کا کبھی خیال نہ لانا کہ مین تمسے کسی طرح کا پاۓ کمی کا رکھتا ہون مجکو بہت افسوس اس بات کا ہی کہ ایرج نے منع کیا ہو ورنہ ہنگام مقابلہ حقیقت دریافت ہوجاتی اور بہت زیادہ تر وجہ میری طرح اسپنے کی یہ ہی کہ تم میرے بزرگون کے بزرگ ہو یہ کہا اور آبدیدہ ہوگئے خاموش ہو رہا بعدہ حمزۂ ثانی رستم کی طرف متوجہ ہوئے اور تازیانہ اُٹھا کے چاہتے تھے کہ رستم کی پشت پر وار کرین کہ ایرج بزودی تمام حمزۂ ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی شہریار حسب الحکم والا یہ ہنگام آرائی کی گئی ہی کیونکہ حکم ہوا تھا کہ فرجو مین جاؤ اگر کوئی سدراہ ہوگا تو مین سمجھ لونگا اس صورت مین رستم ثانی بالکل بےقصور ہی وہ مستحق تازیانہ کی ضرب کا نہین ہی آیندہ حضور کو اختیار ہی جو کچھ واجب تھا عرض کیا گیا حمزۂ ثانی نے وہ تازیانہ ایرج کی پشت پر مارا اور کہا ای خیرہ سر اور عام اس سے کہ کسی کی خطا ہو اور کوئی بےخطا ہو مگر شنید دیکھا ہی کہ تم سب آمادہ فساد رہتے ہو ہمارے فہم مین یہ بات ہرگز نہین آئی آخر کیا وجہ ہی ایرج تازیانہ کی تکلیف سے تلملا گیا بعدہ عرض کی شہریارا اسکی وجہ تو بہت ظاہر ہی غلام کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی حمزۂ ثانی نے مرکب کی باگ کو پھیرا اور کہا ہم جاتے ہین تم سب خیرہ سرون کو چاہیے کہ جلد دربار مین حاضر ہو تاکہ اس باہمی قصہ کا فیصلہ کیا جاوے یہ کہا اور بارگاہ سلیمانی کی راہ لی بدیع الملک نے کہا ای رستم کہو کیا ارادہ ہی آیا میرا تمھارا فیصلہ حمزۂ ثانی کے روبرو ہو یا اسی وقت فیصلہ ہو جائے کیونکہ جب اس مقدمہ کا یہ سو فیصلہ کرنا بہر نوع مقصود ہی تو پھر کسی کے فیصلہ کی کیا ضرورت ہی رستم نے کہا مین تو یہی چاہتا تھا کہ حمزۂ ثانی اس مقدمہ کا فیصلہ کرین لیکن اگر تمھاری خوشی خود ہی فیصلہ کر لینے کی ہی تو مین کیا عذر کر سکتا ہون ایرج نے کہا ای رستم باہمی فیصلہ ہرگز درست نہین اور بدیع الملک سے بھی یہی کہا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر یہی تھا کہ حمزۂ ثانی اس مقدمہ کو فیصل کرتے بدیع الملک نے کہا اچھا اگر تم سب کی یہی راے ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی یہ کہا اور بدیع الملک مع یاران ہمراہ اپنے مقام قیام مین واپس آیا ہر شخص نے حمزۂ ثانی کی ناقہمی کی شکایت کرنا شروع کی بدیع الملک نے کہا ای یارو حمزۂ ثانی اس بارہ مین کیا کر سکتے ہین دراصل یہ اُنکے گوشش نہ ہی کیا گیا ہی کہ مسالک عزال گوہر پوش کو بدیع الملک سے کچھ نسبت نہین ہی

اب بدیع الملک اور رستم ثانی کو اپنے اپنے مقام مین مقیم اور انواع اقسام کے افکار و افکار مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حمزۂ ثانی کے دربار کا ذکر کیا جاتا ہی

آتا جبسے وست یار مین ساغر شراب
کنج قفس مین حوض بھرا ہی گلاب کا
جو سطر ہی وہ گیسوے حور سرشت ہی
موج شراب جادۂ تھی راہ صواب کا
کرتے ہین سجدہ اسکی طرف کیا سمجھ کے لوگ
ٹوٹا طلسم بند جو اُٹھا نقاب کا
جو چیا [illegible]
وال [illegible]

کوڑی کا ہوگیا ہی کٹورہ گلاب کا
دریاے خون کیا ہی تری تیغ نے رواں
خال پری ہی نقطہ ہماری کتاب کا
حرص و ہوس کو سینہ مین غافل جگہ نہ دو
کعبہ ہی نام ایک گفشتہ خراب کا
[illegible] غسل کے لیے اُترا جو در چشم
[illegible] کا نہ حساب کا
[illegible] تھا ہی یہی [illegible]

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
حاصل ہوا ہی رتبہ سر وُنکو حباب کا
سیپارے سیکڑے مین مجھ نشہ لیگیا
مطلب کو فوت کرتا ہی کیڑا کتاب کا
غنچے کا عقد اسکو سمجھو نہ ای صبا
ناقوس مچھلیون نے سجا یا حباب کا
چاہیے شکست جہل تو تحصیل علم کر
صدمہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

آرایش آرایان مملکت نکتہ پروری و تاجداران اقلیم دقیقہ یابی و معنی گستری ان مضامین تازہ مین یون قلم فرسائی
کرتے ہین کہ جب آفتاب برج شرف در مکنون دریائے شاہ نجف اسد بیشہ جہانبانی یعنے حمزۂ ثانی بارگاہ سلیمانی
مین آکے مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے تمام سرداران نامدار و پہلوانان نامور اپنے اپنے مرتبہ کے موافق
جا بجا کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے حمزۂ ثانی بدیع الملک اور رستم ثانی کے مقدمہ کو بغور و تامل سوچ رہے
تھے تمام دربار سکوت کے عالم مین تھا یکایک حمزۂ ثانی نے سعد شہریار کو قریب بلایا اور کہا اے سعد مین اُس
بارہ مین کمال درجہ متردد ہون کچھ حقیقت اس واقعہ کی دریافت نہ ہوئی تمکو اگر کچھ معلوم ہو تو بیان کرو سعد
شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار عالی تبار ٭ نور مہر و فلک از روشنی رائے تو باد
سرمہ اہل شرف خاک کف پائے تو باد ٭ مجکو بیشتر حالات سے شاہزادہ بدیع الملک کے اطلاع ہے اور اُس
شاہزادہ کے مذاق مین بھی دخل رکھتا ہون یعنے بدیع الملک ایک جوان سنجیدہ و حلیم ہے لغویت اُسکے مزاج
مین نام کو نہین ہے اور لوگون کی نسبت مین کچھ نہین عرض کرسکتا حمزۂ ثانی نے کہا صاحب خاص اس واقعہ
موجودہ کے بابت اگر کچھ تمکو دریافت ہو تو بیان کرو سعد شہریار نے کہا اے والا قدر ٭ چشم بد از جاہ و جلال تو دور باد
در دولت تو اہل جہان را سر در بار باد ٭ امر صحیح یہ ہے کہ ملکہ غزال گوہر پوش خاص شاہزادہ بدیع الملک
کی مطلوبہ ہے کسی دوسرے شخص کا اس بارہ مین مطلق دخل نہین ہے بالکل سچ تھا اُس جوان نے تازیانے کھائے
اور آزردہ کیا گیا چونکہ استفسار کیا گیا اسوجہ سے اصل حال کے بیان کرنے کی جرات ہوئی ورنہ مین خاموش
تھا اور سمجھے بیٹھا تھا کہ اتنے روز گذر گئے سچ بھی آج نہین کل حقیقت حال کا اعلان ہو جائیگا
حمزۂ ثانی انگشت بدندان ہوئے اور کہا اے سعد واقعی اگر ملکہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کی مطلوبہ
ہے تو اُس بیچارہ پر بڑا ظلم ہوگیا مگر پھر بھی طرح طرح کے شکوک دل مین خطور کرتے ہین سخت حیرت کی بات
ہے کہ رستم ثانی کا بیان ہے کہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کو جانتی بھی نہین ہے سعد شہریار نے کہا شہریار
جو کچھ ارشاد ہوا ہے بہت درست ہے مگر ٭ آنجا کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان ٭ غزال گوہر پوش کو بلاکے اُسی
سے کیون نہ دریافت کر لیا جاوے اگر وہ بدیع الملک کو پہچانتی ہوگی تو جھوٹ سچ کا حال دریافت ہو جائیگا
حمزۂ ثانی نے عمر ثانی کو بلایا اور کہا جاؤ بدیع الملک کے پاس اور ہمارے پاس لے آؤ آج ہم اس
مقدمہ کا فیصلہ کرینگے عمر ثانی بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اے شاہزادہ والا جاہ تمکو حمزۂ ثانی نے
یاد فرمایا ہے بدیع الملک نے عمر ثانی کی صورت دیکھی اور کہا اے عمر ثانی ہم اس نوکری سے دست بردار
ہوئے جو کوئی حمزۂ صاحبقران کا نوکر ہو اُس کو بیجاؤ اور اے عمر ثانی ہماری طرف سے صاف لفظون مین یہ
کہدینا کہ حمزۂ صاحبقران اب ہمارے حال سے مطلق تعرض نہ کرین ورنہ نتیجہ اُسکا یہ ہوگا کہ یا تو حمزۂ صاحبقران
میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے یا مین اُنکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا آج تک مین نے اُنکی بزرگی کا پاس کیا لیکن اب
مین نے بزرگی اور خوردی کے لحاظ کو بالائے طاق رکھا جو خدا کے بندے وہ ہین وہی مین ہون لحاظ و پاس بزرگی اُس
بزرگ کا رکھا جاتا ہے جو خوردون کی خوردی کا بھی پاس و لحاظ رکھتا ہے ورنہ خوردون کے نسبت انواع اقسام
کی بے تمیزی کی شکایتین ہوتی ہین اور بزرگ مطلق ان شکایتون کے جانب اعتنا نہین کرتے عمر ثانی بدیع الملک کی تمام تقریر
سکوت مین سنا کیا بعدہ کہا اے بدیع الملک جو کچھ تمنے کہا مین نے بخوبی سنا اور کہا تاہم ملحوظ خاطر امر
کہ حمزۂ صاحبقران کو تمسے کسی نوع کی خصومت ہے اور نہ کسی ملحوظ رہے

میں آیا تو اسکی نسبت گمان غالب یہ ہوسکتا ہی کہ انکی لاعلمی کا سبب تھا اسکا دفعیہ بعد تحقیق دریافت ہوسکتا ہی مگر
تو تمھاری زبانی حمزۂ ثانی کی شکایت جو کوئی سنیگا وہ یہی کہیگا کہ سہو و خطا بزرگان گرفتن خطاست
قطع نظر ان جملہ امور کے بالفرض حمزۂ صاحبقران نے تمپر ظلم کیا پھر وہ بزرگ ہیں ایک وقت چشم نمائی کرینگے
دوسرے وقت بکمال شفقت تمھارے سر و چشم کو بوسہ دینگے بدیع الملک نے کہا ای عمر اب میرے خیالات بالکل منتشر
ہوگئے ہیں اس طول و کلام کو محض لاطائل سمجھتا ہوں بیکار مغز خراشی کرنا ہی کچھ فائدہ نہوگا اور میں ہرگز اب
حمزۂ صاحبقران کی خدمت میں نہ جاؤنگا حمزۂ صاحبقران خوش ہوں یا ناراض ہوں مجھے مطلق پروا
نہیں ہی جو آیا سر گذشت چہ یک قطرہ چہ یک دست عمر ثانی نے پھر فہمایش شروع کی بدیع الملک نے کہا اس بارہ
میں اب تمھاری زیادہ گوئی بھی تمھاری نادانی پر محمول کرتا ہوں بس کہدیا جاؤ اپنے ضروری کام میں مصروف
ہو مجھسے مطلق سروکار نہ رکھو عمر ثانی نے کہا ای بدیع الملک مجھے چاہو نادان سمجھو یا مجنون تصور کرو مگر سچ کہتا
ہوں یہ کہونگا کہ اسوقت تمھاری عدول حکمی بالکل خلاف ہی بدیع الملک نے کہا پاپوش سے خلاف ہی یہ کہا
اور اسی وقت حکم کوچ دیا اسباب سفر کے پشتارے بندھنا شروع ہوگئے عمر ثانی نے کہا دیکھو میں واپس
جاتا ہوں اور حمزۂ صاحبقران سے صاف صاف یہی کہے دیتا ہوں کہ وہ نہیں آسکتے ہیں بدیع الملک نے
کہا ہاں جاؤ یہی کہدو اور تمام یاران دست راست کو ہمراہ لیکے نگارستان جابلقا کی جانب روانہ ہوگیا تھوڑی
دور تک عمر ثانی ہمراہ گیا اور سمجھاتا رہا کہ ای بدیع الملک دیکھو یہ کیا کرتے ہو تمھاری اس عدول حکمی سے
حمزۂ صاحبقران کو بہت ملال ہوگا بدیع الملک نے کہا اگر حمزۂ صاحبقران کو ملال ہوگا تو زیادہ سے زیادہ یہی
ہست کہ میری تنخواہ موقوف کردینگے اور اگر فوج و لشکر میری گرفتاری کیواسطے بھیجینگے کچھ مضائقہ نہیں
مجھکو مجبور کرکے لیجاوینگے چلا جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا اور آبدیدہ ہوکے کہا ای عمر کیا کہتے ہو حمزۂ صاحبقران
اور انکے مقربان بارگاہ نے میرے دل و جگر میں پھپھولے ڈال دیے ہیں میں ہی ایسا شخص ہوں کہ ابتک برداشت
کرتا رہا دوسرا ہوتا تو اب تک کبکا فیصلہ ہوگیا ہوتا اور سخت کشت و خون کی نوبت آجاتی عمر ثانی مجبور ہوکے
واپس آیا اور حمزۂ ثانی کی خدمت میں آکے کہا ای شہریار میں نے ہرچند بدیع الملک کو سمجھایا مگر وہ ایسا
برخاستہ خاطر ہی کہ میرے اصرار کیجانب مطلق التفات نہ کی بلکہ وہ اسوقت مع پہلوانان دست راست باختر کی جانب
کوچ کر گیا اور بدیع الملک نے یہ بھی کہا کہ میں نے حمزۂ صاحبقران کی نوکری چھوڑی ای شہریار میری فہمایش
پر آج بدیع الملک آبدیدہ ہوگیا نہیں معلوم کیا ایسا سخت ملال اسکو پہونچا ہی کیا عرض کروں اسکے آبدیدہ ہونے سے
میرا دل آب ہوگیا میں ہرچند روکا مگر نہ مانا ناچار واپس آیا حمزۂ ثانی اس خبر کو سنکے نہایت آزردہ خاطر ہوئے
اور گونہ فکر بھی پیدا ہوئی کہا ای عمر ثانی خیریت یہ ہوئی کہ فرعون کا قصہ پاک ہوگیا ورنہ بدیع الملک کے
برخاستہ ہوکے چلے جانے میں سخت دقت واقع ہوئی تاہم بدیع الملک کے غصہ کا فرو کرنا فرض ہی ابھی نہیں
جب میں باختر کو جاؤنگا اسوقت اسکے غصہ کے فرو کرنے کی تدبیر کیجاویگی ہنوز یہ گفتگو ہورہی تھی کہ ہرکارے نے
خبر دی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعونیہ آتا ہی حمزۂ ثانی خاموش ہورہے خواجہ یاقوت دربار میں داخل ہوا
اور بادب تمام سلام [illegible] حمزۂ [illegible]
[illegible] سلام دیا اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ یاقوت بار دیگر سلام کرکے کرسی [illegible]
[illegible] وقت کسطرح آپکا اتفاق ہوا خواجہ یاقوت نے کہا عرض کروں [illegible]
[illegible] ئی ہی اسکو علم نجوم کا بہت شوق ہی آج وہ حسب اتفاق میرے

پاس آیا انواع اقسام کے حرف و حکایات کے بعد مین نے اپنے طالع کی کیفیت پوچھی اُسنے قواعد نجوم سے آیندہ کے حالات
بیان کیے مع ہذا یہ بھی بیان کیا کہ تمھارا زمانہ ملازمت ہنوز سب طرح درست ہی مین نے کہا اگرچہ مین ابھی تک وزارت فرعون ہی
پر مقرر ہون مگر اب فرعون کجا اُسنے کہا واہ فرعون موجود ہی اور اُسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مقرر ہی
مین تا دیر غریق بحر حیرت رہا اور اپنے بھائی سے بحث کرتا رہا کہ کس طرح ممکن ہی اُسنے کہا اسکو مین نہین جانتا کہ ممکن ہی یا نہین
لیکن فرعون ابھی موجود ہی عنقریب ظاہر ہوا چاہتا ہی اور کناس جادو بھی اُسکے ہمراہ ہوگا اور یہ بھی کہا
حمزۂ صاحبقران پر سخت یورش کریگا حتی کہ حمزۂ صاحبقران پر عرصہ تنگ ہو جائیگا حمزۂ ثانی متبسم ہوئے اور
کہا ای خواجہ فرعون جہنم واصل ہوا اُسکا زندہ ہونا محالات سے ہی علم نجوم کا کچھ اعتبار نہین ہی ایک ذرہ کو پہاڑ
کیا جاتا ہی اسی طرح کے بیشتر احکام میری سماعت مین گذرے ہین خواجہ یاقوت نے کہا ایسا خیال ہرگز نہ کیجیے یہ خبر
بہت صحیح ہی اور اسمین مبالغہ کا بالکل دخل نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا تمھین کیونکر تحقیق ہوا کہ یہ امر صحیح ہی خواجہ نے
کہا جسطرح اسوقت شہریار یقین نہین کرتے میرا بھی اُسوقت یہی حال تھا چونکہ مجکو اس فن مین کچھ دخل ہی میرے
بھائی نے کہا اور اگر تمکو یقین نہین ہی تم خود دیکھ لو چنانچہ مین نے حساب لگایا میرے بھائی نے مجکو مدد دی اور اُس
قاعدہ کو سمجھاتا گیا نتیجہ وہی نکلا جو اُسنے بیان کیا بس مجکو یقین ہو گیا ای شہریار اس حکم کو غلط سمجھ کے غفلت کرنا ہرگز
مناسب نہین ہی اور جب یہ مقرر ہو چکا ہی کہ اُسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مخصوص ہی تو ضرور بدیع الملک
ہی کو اُسکی ہلاکت کی کوشش کرنا چاہیے ورنہ اس معاملہ کو طول ہوگا اسوقت مین خاص اس وجہ سے زیادہ تر
اطلاع دینے کو حاضر ہوا کہ بدیع الملک فی الحال برخاستہ خاطر ہو رہا ہی اگر اُسنے پہلو تہی کی غضب ہو جائیگا
اور کسی سردار و پہلوان کی طاقت نہین ہی کہ فرعون کے مقابلہ مین سر بر ہو سکے ہر ایک کی بات ہر ایک کے ساتھ
ہی حمزۂ ثانی نے کہا ای خواجہ بڑا غضب ہو گیا بدیع الملک یہان سے برخاستہ ہو کے مع سرداران ستارا
باختر کے جانب روانہ ہو گیا مجکو کیا خبر تھی ورنہ مین ہرگز اُسکو یہان سے جانے نہ دیتا خواجہ یاقوت نے کہا
بیشک اب سخت خرابی کا سامنا ہوگا ہان لِلّٰہ تو بیان فرماؤ کہ بدیع الملک اور رستم کے باہمی قصہ کا کیا فیصلہ
ہوا حمزۂ ثانی نے کہا وہی نسبت بدیع الملک کے برخاستہ ہو کے چلے جانے کا ہی ابھی تک وہ معاملہ معرض
بحث مین ہی اگر سچ پوچھو تو مجکو اس حال سے مطلق اطلاع نہین ہی کہ آیا حق کس کے جانب ہی تم کیا کہتے ہو
آیا غزال گوہر پوش بدیع الملک کی منکوحہ ہی یا رستم ثانی کی خواجہ یاقوت وزیر نے کہا سچ ہی کہ جوانان
دست چپ ہمیشہ سے دغا باز حیلہ ساز ہین اور جوانان دست راست ہمیشہ نمازی و راست باز رہے ہین نہین معلوم
انکے نفوس مین کہانکی خباثت بھری ہوئی ہی کہ کسی طرح دفع نہین ہوتی مین نے مشاہدہ کیا ہی کہ اچھے آدمی ہمیشہ دغا بازی
اور فیلسوفی ہی سے اپنا کام بنایا کرتے ہین رستم ثانی وہان موجود تھا خواجہ یاقوت کے اس کلام سے
از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا اور کہا ای خواجہ یاقوت اسطرح بلا تکلف کسی کی نسبت خلاف زبان پر جاری کرنا بہتر نہین
ہوتا ہی آخر کیا دغا بازی پہلوانان دست چپ سے ظہور مین آئی جو تم اس طرح بیجا کلمہ ہمکو متہم کرتا ہی خبردار اب
ایسے کلمات ناز یبا سرداروں کی نسبت زبان پر نہ لانا ورنہ بہت خراب نتیجہ دیکھیگا خواجہ یاقوت نے کہا ای رستم دیکھو
تو اپنی بیہودگی جو لوگ آدمیت سے کورے ہین ہر ایک بات کو سمجھ کے منہ سے نکالتے ہین رستم نے
کہا تو نے جو پہلوانان دست چپ کو دغا باز و حیلہ ساز کہا یہ ہیچ ہی ... کہ ... یہ بات تو نے
... قول کسی دعوی کا بغیر دلیل کے کبھی صحیح نہین ہوتا کاش کہ تو

تو سمجھتا چاہے کہ مین تیری حقیقت حال سے آگاہ نہین ہون اب مجھسے پہلوانان دست چپ کی دغابازی و
حیلہ سازی کا ثبوت سن اُسکے بعد اگر جھوٹ نکلے تو بس آگ بگولا ہو جاتا ہی رستم علمشاہ روحی کو تو جانتا ہی یا نہین
اُسنے کہا ہان خوب جانتا ہون خواجہ یاقوت نے کہا وہی علمشاہ رومی جسکو تو جانتا ہی اُسنے ایک زمانہ مین
اپنے گلے مین بت لٹکائے زنار پہنا پایہ تخت صلصال مین مدت تک مسلمانون کو ہلاک کرتا رہا ہزارہا بیگناہون کا خون
اپنی گردن پر لیا بعدہ جب ملک قاسم نے انتظام مین دخل دیا کوچک باختر مین شاہزادہ بدیع الملک کے
ہر ایک کام مین فتنہ و فساد برپا کرتا رہا جب تیرا باپ ایرج کامیاب ہوا امیر والاتوقیر کے تمام کامون کو ابتر کرتا رہا اور
اُسکی ماں پر عاشق ہو گیا حتی کہ بارہ برس تک اُسکے عشق مین مجنون و دیوانہ رہا یہانتک کہ تو پیدا ہوا اب تو اپنے کو دیکھ
اور شاہزادہ بدیع الملک سے دعوی ہمچشمی کو دیکھ اور کاشکے صرف ہمچشمی پر اکتفا کرتا مزید بران اُسکی ناموس کو
قبضہ مین لانے کا بندوبست کیا حالانکہ اُسکی ناموس تیری مادر ہوئی اور وہ بہتر اچھا ہوا کیونکہ تیرے باپ کا بھائی
ہی ای رستم کیون تو نے اپنے بزرگون کا پوست کندہ حال بیان کروایا مجکو بہت کچھ یاد ہی اگرکہ تو اسی طرح اور کچھ بھی
بیان کرون خلاصہ تیرے تمام خاندانی حالات کا یہ ہی کہ سلسل تیری نسل مین شورہ پشتی چلی آتی ہی آج یہ کوئی نئی
بات نہین ہی اُس سے کہ جیسے تیری نسل کی کیفیت نہ معلوم ہو مجھسے کیا پوچھتا ہی کہ پہلوانان دست راست نے
کیا دغابازی و حیلہ سازی کی تو ہی انصاف سے کہدے کہ اس سے زیادہ دغابازی و حیلہ سازی کیا ہو گی مجھکو
تعجب ہی کہ آجتک تیرے ساتھ مین بدیع الملک کس طرح زندہ رہا ہلاک کیون نہ ہو گیا حالانکہ یہ مجھکو یقین ہی کہ تو
شب و روز اُسکی ہلاکت کی فکر مین ہوگا لاحول ولاقوۃ الا باللہ وہ انسان کیا جسمین انسانیت کی بو نہ پائی جائے

آدمی را آدمیت لازم ست   عود اگر بو نباشد ہیزم ست

یہ کہکے خواجہ یاقوت سعد شہریار کیطرف متوجہ
ہوا اور کہا شہریار تم تو اُسوقت مین وہان تھے اگرچہ مین جھوٹ کہتا ہون تم مجکو شہریار بہ والا تبار کے روبرو قائل
کر دو اور کاذب بنادو مین تو سب کے روبرو کہتا ہون پوشیدہ نہین کہتا سعد شہریار پر کیا موقوف ہی اور بھی
بیشتر حاضرین آگاہ ہونگے اگرچہ مصلحت اسوقت سکوت کرین سعد شہریار نے کہا ای خواجہ اسمین مطلق شک و شبہ
نہین کہ تمنے جو کچھ کہا سچ کہا بعدہ خواجہ یاقوت نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا ای شاہزادہ ایرج نوجوان
تھوڑا سا اسطرف بادشاہ اسلام کے سامنے چلے آؤ ایرج نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور حمزہ ثانی کے روبرو
آیا خواجہ یاقوت نے کہا ای ایرج اسوقت حق حق بات زبان سے نکالنا ایک روز سب کو ملک الموت سے
ملاقات کرنا ہی پہلے یہ بتاؤ کہ تم اور رستم ثانی فرعون کی قید سخت مین مبتلا تھے یا نہین تھے ایرج نوجوان نے
کہا اگرچہ مین اس حال کو پوشیدہ بھی کرون لیکن کیونکر پوشیدہ ہو سکتا ہی درآنحالیکہ سب ہی آگاہ ہین خواجہ
یاقوت نے پوچھا اچھا اب یہ بھی بتاؤ کہ اُس قید سخت سے کس نے خلاص کیا ایرج نے کہا ہم لوگون کو کلس
نام عیار ملکہ غزال گوہر پوش نے اس قید سے رہا کیا تھا خواجہ یاقوت نے کہا اب یہ بھی ازراہ مہربانی
بیان کر دو کہ کلس عیار ملکہ غزال نے جو تمہین قید سے رہا کیا اسکا کیا سبب تھا آیا تمہے کلس سے قرابت
تھی یا کلس تمہارا نوکر تھا [illegible] سے کسی پر ملکہ غزال فریفتہ تھی جسکی رعایت سے کلس اُسکے عیار نے
خلاصہ کیا [illegible]
[illegible] ان مین سے کوئی بات نہ تھی خواجہ نے کہا اچھا ملکہ وہ ان اسباب
[illegible] سے ملکہ کے عیار نے تمہین رہا کیا ایرج نوجوان نے سر جھکا لیا
[illegible] کر لیا خواجہ کہا سوال کرتا ہی [illegible] معلوم ہو صاف

صاف بیان کرے کوئی تجھسے کسیطرح کا تعرض نہیں کریگا ایرج نوجوان نے کہا استغفر اللہ یہ کیا ارشاد ہوتا ہے بجز
حضور کے مجھسے تعرض کوئی کیا کر سکتا ہے حمزۂ ثانی نے کہا جب یہ سمجھتا ہے پھر کیوں سرنگون ہوتا ہے تجکو قسم ہے صاحبقران
کے جان کی جو کچھ تجکو سچا حال معلوم ہو بیان کر دے اگر تو نہ بیان کریگا مجکو کمال صدمہ ہوگا تو نہیں دیکھتا ہے کہ آپس مین
کیسے کیسے فساد برپا ہو رہے ہین تیرے ہی سبب سے یہ مقدمہ فیصل ہوا اسی ایرج نوجوان نے کہا شہریار سچ
تو یہ ہے کہ جب کلس عیار ملکہ غزال نے ہمکو قید فرعون سے رہا کیا کلس ہمارے پاس آیا اور کہا آگاہ ہو چونکہ
تم برادران بدیع الملک سے ہو اس وجہ سے ہمنے تمکو اس قید و بند سے خلاص کیا رستم ثانی نے جو ملکہ
کو دیکھا اسکی صورت پر فریفتہ ہو گیا مجکو قرینہ سے دریافت ہو گیا کہ رستم ملکہ غزال پر عاشق ہو گیا اسی طرف
متوجہ ہے مین نے منع کیا کہ اے رستم یہ بات بالکل بیجا ہے یہ بھی غنیمت جانو کہ اس قید سخت سے رہا ہو گئے
رستم ثانی نے میرا کہنا نہ مانا ملکہ غزال سے کہا اے نازنین مین بھی بدیع الملک کا بھائی ہون مجکو اپنی
غلامی کے واسطے قبول کر ملکہ نے کہا اے شاہزادہ چونکہ تمہاری خوشی اسی مین ہے پس مجکو بھی کوئی عذر نہین
ہر طرح تجکو رضامند سمجھو یہ کہکے چند جام بادۂ گلفام بیہوشی آمیز کے طلب رستم کو اور مجھے دیے رستم ثانی اس
بادہ پیمائی کو رضامندی کی دلیل سمجھے جب تک حواس درست رہے مذاق کرتے رہے جب بیہوشی نے اپنا
عمل شروع کیا ملکہ نے دو مرکب مع براق طلب کیے ان مرکبون پر ہمکو اسی حالت بیخودی مین سوار کر کے شہر فرعون
سے باہر نکلوا دیا آخر ہم ہوش کی حالت مین سنبھل سکے ان مرکبون پر سوار ہوئے اور طوفان جنگی کے ساتھ بدیع الملک
کے لشکر کی جانب راہی ہوئے بس اسقدر حال تو مجکو بچشم دیدہ معلوم ہے جو بیان کیا اور کچھ مجکو نہین معلوم ہے
آیندہ صاحبقران دانا شان کو اختیار ہے اس صورت مین ملکہ غزال کو جسکا حق سمجھین اسے بخشدین جب
حمزۂ ثانی نے یہ قصہ اس تفصیل سے سنا نہایت برہم ہوا رستم ثانی کی طرف بنظر غیظ و غضب دیکھکے کہا او
نامرد دروغگو اگر یہ واقعہ اس طرح کا تھا جسکو تو بھی بخوبی جانتا تھا پس کیا وجہ تھی جو تو نے کہا دختر فرعون
ملکہ غزال کو مجھے بخشدو ورنہ خواجہ یاقوت وزیر کا بیان ورود ہوتا نہ اس بھید کا انکشاف ہوتا طرفہ تر یہ کہ
خواجہ یاقوت کے دغاباز کہنے پر برخاستہ ہوا رستم ثانی خجالت سے عرق عرق ہو گیا سر جھکائے ہوئے سکوت
مین بیٹھا تھا حمزۂ ثانی نے چاہا کہ تازیانے سے مثل بدیع الملک کے رستم ثانی کی بھی خبر لے سعد شہریار
نے بمصلحت کہا شہریار مجھے کچھ عرض کرنا ہے حمزۂ ثانی نے کہا کیا سعد نے کہا یہان نہین تخلیہ مین عرض کرونگا
حمزہ اور سعد دونون مقام تخلیہ مین گئے سعد نے کہا مین نے صرف اس غرض سے تکلیف دی کہ اگرچہ رستم ثانی
نے سخت قصور کیا اور واقعی رستم نے بدیع الملک پر بڑا ظلم کیا جسکی سزا بہت کچھ ہو سکتی ہے لیکن فی الحال
سکوت کرنا قرین مصلحت ہے وہ مصلحت یہ ہے کہ اگر خواجہ یاقوت بقول حکم نجوم صحیح ہے اور فرعون بھی
نمودار ہوا تو پہلوانان دست راست تو اس طرح برخاستہ ہو کے چلے گئے ہین اسوقت پہلوانان دست چپ
بھی برخاستہ ہو جائینگے پھر تنہا کیا کام ہو سکتا ہے اور مجکو بھی قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی فرعون
ظاہر ہو کے خروج کریگا ایسے احکام نجوم کے غلط نہین ہوتے اور خواجہ ایک مرد سنجیدہ ہے شاید کوئی لغو
خبر ہرگز زبان سے نہین نکالے گا جب اسکو یقین ہو گیا ہے تب اسنے ۔ ۔ ۔ حمزۂ ثانی نے کہا اے سعد
واقعی تمہاری رائے بہت صائب ہے خوب کیا جو تمنے اس را ۔ رستم کی
اس بیہودہ حرکت سے ایسا غصہ آیا ہے کہ بس نہین چلتا

نے کہا بغیر ضبط اسوقت کوئی چارہ نہین حمزۂ ثانی نے سکوت کیا اور اپنی جگہ آکے بیٹھ رہے چند لمحہ تک سر نگون سکوت مین بیٹھے رہے پھر حکم دیا کہ کشتی لاؤ ملازمون نے کشتی حاضر کی خواجہ یاقوت کو خلعت رخصت ہوا خواجہ نے باادب تمام تسلیم عرض کی اور کہا اب مین رخصت ہوتا ہون مگر از روے نجوم جو کچھ مین نے خبر دی ہی اُسکا ضرور خیال رہے حمزۂ ثانی نے کہا ہان مجکو بخوبی خیال ہی خواجہ سلام کرکے روانہ ہوگیا اب حمزۂ ثانی کا یہ حال ہی کہ غمگین و بدحواس نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن طرح طرح کے خطرے دل مین پیدا ہوتے ہین جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا اُسی حالت انتشار مین اُٹھا چھپر مین آیا بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتاً نیند کا غلبہ ہوا بے خبر سوگیا خواب مین دیکھا کہ امیر صاحبقران تشریف لائے ہین اور کہتے ہین اے فرزند تجھسے بڑی غلطی ہوئی انسان کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کے ہر ایک بات پر عمل کرے یہ نہین کہ جو سمجھ مین آیا بغیر مشورہ اُسپر عمل کر لیا جسکا نتیجہ بجز خرابی کے اور کچھ نہین ہوتا یہ کیا غضب کیا کہ بدیع الملک کو آزردہ کرکے نکال دیا اور صرف آزردہ اسی پر نہین کیا کہ اُسکے ناموس کو رستم کی درخواست پر رستم کو بخشدیا بلکہ اُس بیچارے کو تازیانہ سے ایذا پہونچائی حالانکہ وہ بالکل بیقصور تھا اے فرزند کیا تم سمجھتے ہو کہ بدیع الملک سے ملاقات کرکے اُسے رضامند کرلوگے استغفر اللہ بالفرض رستم ثانی اپنی سعادتمندی سے رضامند بھی ہوجائیگا تو بھی جسقدر اذیت تیرے ہاتھ سے بدیع الملک کو پہونچی ہی اُسی کے موافق اُسکا عوض تجھے بھی ضرور ملیگا یعنے تجھے بھی اذیت پہونچیگی مین خاص اسی اطلاع کیواسطے آیا تھا اب مین جاتا ہون خداوند عالم تیرا حافظ و نگہبان ہو اور بار دیگر مین تجھے سمجھاے جاتا ہون کہ کوئی کام نہ کر جبتک اُسکو بخوبی سوچ سمجھ کے نتیجہ نکال لے اب تو بدیع الملک ناراض ہوکے چلا ہی گیا ہی مگر جب اُس سے ملاقات ہو اُسکے راضی ہونے کی کوشش کرنا وہ جوان نہایت دانشمند اور حلیم ہی کیا عجب ہی اگر تیرے راضی کرنے سے راضی ہوجائے اور گرد ملال کو اپنے دل سے دھو ڈالے بعد ازان نظر سے غائب ہوگئے حمزۂ ثانی پھر اسکے خواب سے بیدار ہوئے خواب کا خیال بندھا اور زیادہ انتشار پیدا ہوا کہا دیکھیے اب خدا کیا دکھاتا ہی غلطی تو مجھسے ضرور ہوئی الانسان مرکب من الخطاء والنسیان آدمی سے خطا ہو ہی جاتی ہی مع ہذا بسبب خوف کے لرزے جاتے تھے

اب حمزۂ ثانی کو فکر و تردد مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور فرعون شاہ کا حال مسطور ہوتا ہی

چلی ہی ایسی زمانہ مین کچھ ہوا اُلٹی
زبان کبھی نہ دم عرض مدعا اُلٹی
نگاہ نازہی ترچھی کچھ اُس صنم کی نہین
نصیب اپنے پھرے قسمت رسا اُلٹی
خلاف وضع ہی انسان کیواسطے معشوق
خیال وصل مین پھروانہ [illegible] والٹی
سخن پیرواز [illegible]

کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا اُلٹی
نہ روز ہجر ہی کچھ خوب ہی نہ شام فراق
خلاف عشوہ و انداز ہی ادا اُلٹی
کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسم حسرت و یاس
بدن کی زیب ہوئی کبھی قبا اُلٹی
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہمسے اے آتش
[illegible] کر دو از سخن سنجان رو ابت

بیان حالت دل پیش یار ہو نہ سکا
کلیم بخت سیہ سیدھی ہوئی یا اُلٹی
ہمارے خون سے ہین دست و پاے قاتل سرخ
در قبول سے ٹکرا کے سر دعا اُلٹی
شب فراق مین سے جو منہ لپیٹا ہی
زمانہ پھر گیا کیسی چلی ہوا اُلٹی

کہ فرعون شاہ اہرمن جسکا [illegible]
[illegible] پیدا ہوئی جب وہ گرد نزدیک پہونچی دامن گرد چاک ہوا معلوم ہوا
[illegible] لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے اسطرف آتے معلوم ہو

جب قریب پہونچے او لگ سب نے بہیئت مجموعی بخلوص اعتقاد فرعون کے روبرو سر نیاز جھکایا پھر اعلی سردار
نے یکے بعد دیگرے فرعون ملعون کو سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کے اسطرح دعا مانگی اے خداوند
تیری محبت ہمارے دلون میں جگہ کرلے تیرا اعتقاد بھی ترقی کرتا رہے تو اپنے بندون کو اپنے دل سے کبھی
نہ بھلانا ہمیشہ حاضر و غائب عنایت و رحمت کی نظر رکھنا ہم تیرے بندے تیرے سوا کسی کو نہیں مانتے ہر دم
تیرا ہی دم بھرتے ہیں تیری ہی یاد رکھتے ہیں زندگی میں ہمکو آباد و شاد رکھنا مرنے کے بعد اپنی ارم کے کسی
گوشہ میں ہمکو بھی جگہ دینا اس اثنا میں یکایک شیاطین آیا اور موقعت عرض سے اسطرح گویا ہوا اے سب قوتوں
اور قدرتون کے مالک تو سب اچھی چیزون کا دینے والا اور بنانے والا ہے اپنے نام کی محبت ہمارے دلوں میں
پیدا کر ہم میں سچی دینداری پھیلا ساری نیکیون کی ہمیں تربیت کر فی الحال ایک خبر تازہ گوش گذار
حضرت اعلی کیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ سردست خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والون میں بہت بڑا انقلاب
پیدا ہوگیا ہے فرعون شاہ نے کہا اے شیاطین بندۂ خاص قدیم اختصاص جلد بیان کر وہ کیا انقلاب
خدا پرستون کے لشکر میں پیدا ہوگیا ہے شیاطین بولا نتیجہ اس انقلاب کا یہ ہے کہ بدیع الملک نامے جو
تیرا بندہ ہے اور تجسے منحرف ہے وہ باختر کے جانب کوچ کر گیا ہے اور حمزۂ ثانی جو خدا پرستون کا سردار اعلی
ہے اور جسکو تو نے اپنی قدرت کاملہ سے بہت کچھ نوازا ہے وہ مع سرداران دست چپ فرعونیہ میں
وارد ہوا ہے واجب جان کے عرض کیا آیندہ اختیار بدست مختار فرعون اس خبر انقلاب سے مارے خوشی
کے بہت کچھ بندر کیطرح اچھلا کودا شیاطین نے کہا اے خداوند یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ صرف اچھلنے کودنے
پر اکتفا کیجاوے بلکہ اس بارہ میں کچھ تدارک کرنا چاہیے اگرچہ قدرت خداوند ہر وقت غالب ہے اور کوئی کیا کر سکتا
ہے تاہم تو نے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے ایسا نہو کہ تیرے دشمنون کے ہاتھ سے ایسا کچھ سبب پیدا ہو
کہ خداوند کی کسی طرح کی تضحیک و تذلیل ہو جاوے اور خداوند کو صدمہ پہونچے علی الخصوص خدائے نادیدہ
پرستش کرنے والون کی جلد خبر لینا چاہیے کہ انکے حرکات بیشتر خداوند کے انتظام میں خلل پیدا کرنے
والے ہیں فرعون نے سر ہلایا کہا ہاں تو سچ کہتا ہے میں اسکا انتظام کرتا ہون چنانچہ اسیوقت حکم کوچ دیا
فوراً سامان سفر جانوران باربردار پر بار کیا گیا بکثرت فوج ساتھ ہوئی فرعونیہ کے جانب کوچ کیا
کناس جادو ساتھ تھا جب تھوڑی راہ طے ہوئی اسنے کہا اے خداوند میرے بارہ میں کیا حکم ہے آیا ہمراہ
رہون یا یہیں مقیم رہون فرعون نے کہا اے کناس تیرا میرے ہمراہ چلنا ضروری ہے کناس نے کہا
بہت مناسب اور ساتھ ساتھ وہ بھی روانہ ہوا اثنائے راہ میں فرعون کچھ سوچا پھر اپنی شاخ سے
ایک بال نوچا آگ منگائی اسمیں ڈالدیا اسکا جلنا تھا کہ سامنے سے محافظ نشین نمودار ہوا آتے ہی فرعون
کو سجدہ کیا دعا و ثنائے خداوندی بجا لایا اور دست بستہ عرض کی یا خداوند کیا ارشاد ہوتا ہے فرعون نے
کہا اے محافظ نشین فی الحال میری سماعت میں گذرا ہے کہ بدیع الملک نامے خدا پرست باختر کے جانب گیا ہے
میں چاہتا ہون کہ فرعونیہ جاؤن تجکو خاص اسواسطے بلایا ہے کہ تیری راے لون کہ آیا میری راے درست ہے یا
تو اس سے خلاف ہے اسنے کہا اے خداوند یہ راے بہت صائب ہے میں کچھ ... اظہار کرتا ہون راوی کہتا ہے کہ بعد
قطع مراحل و طے منازل چند روز کے بعد فرعون لشکر حمزۂ ثانی
ہوا سرداران لشکر اسلام متعجب ہوئے کہ نہیں معلوم یہ کون ہ

شہر کے واسطے بھیجا انہون نے آکے خبر دی کہ فرعون یہان وارد ہوا ہی اور یہ سب
خیمے اُسی کے استادہ ہین یہ خبر حمزہ ثانی کو بھی پہونچی عندلیب بحر حیرت ہو گیا رستم ثانی
کو بلایا کہا ای رستم خوش ہوکر فرعون پھر پیدا ہو گیا اگرچہ ہم خدا سے قادر و توانا پر
بھروسہ کیے ہوئے ہین بہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر لیکن تمسے اسوقت بیان
کرنے کی یہ غرض ہی کہ کیا خوب فرعون کا قصہ پاک کیا ای رستم تمہارا جو کام ہی وہ ایسا
ہی غلط ہی ای رستم ثانی تمنے تو فرعون کو جہنم واصل کیا تھا اب یہ فرعون کہان سے
آگیا کیا وہ فرعون نہ تھا کسی راہگیر کو گرفتار کیا تھا اور بغرض دفع الوقتی فرعون قرار
دیکے اُسکو ہلاک کیا ہمارے سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ تم لوگ کس طرح کی کارروائی
کیا کرتے ہو اور بجاے خود کیا سمجھتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ ایسی لغو کارروائیون پر فخر کرتے
ہو اور آپس مین کشت و خون کرنے پر آمادہ رہتے ہو اُس وقت رستم ثانی کا یہ حال تھا
کہ گویا جان نہین ہی سر جھکاے بیٹھا تھا وہان فرعون نے حمزہ ثانی کے نام نامہ لکھا شہر دیوانہ
کے ہاتھ حمزہ ثانی کی خدمت مین بھیجا حمزہ ثانی نے سر نامہ چاک کیا نامہ کو کھولا لکھا تھا
ہزار ہزار تعریف اُس بت بزرگ کی جسکا نام لات و اسکے ہی جسنے پانی پر زمین کو بچھایا
ہی زمین پر آسمان کو چھپر کی طرح چھایا ہی درمیان زمین و آسمان کے جمادات نباتات حیوانات
کو بنایا مجھکو جملہ موجودات پر شرف بخش کے اپنا مرتبہ عنایت فرمایا دونون جہان کی حکومت بخشی بنابران
استفسار کیا جاتا ہی ای حمزہ ثانی کیا مجھکو مثل نمرود شداد وغیرہ کافرون کے بجاے خود
سمجھ لیا ہی جو بغیر اطلاع و اجازت اس طرف چلا آیا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کس درجہ
کی حکومت بت بزرگ نے مرحمت کی ہی آگاہ ہو ای حمزہ ثانی فی الحال میرے غضب کا دریا
جوش پر ہی تجھکو میرے قہر و غضب سے ڈرنا چاہیے خیریت اسی مین ہی کہ بلا تکلف چلا آ اور
مجھکو سجدہ کر اگر تجھکو خیال ہی کہ جو گناہ تونے کیا ہی اُسکا عوض لونگا مین قسم کھاتا ہون اپنے عزت
و جلال کی کہ مین تیرے تمام گناہان گذشتہ سے درگذر کرونگا اور مطلق تعرض نہین کرونگا اگرچہ
تونے میری بہت کچھ تقصیر کی ہی جسکے عوض مین تیرا جو حال اور جسطرح کا عذاب سخت نازل
کرون بجا ہی مگر مین بہت بڑا رحم دل ہون میرے رحم کے مقابلہ مین تیرے گناہون کی کچھ
وقعت نہین ہی ہر وقت مین اپنے رحم کی طرف نظر کرتا ہون کسی کے گناہون کا مطلق خیال
نہین کرتا ہون فقط جب اسطرح کا مضمون حمزہ ثانی کی نظر سے گذرا کمال درجہ طبیعت مین
اشتعال پیدا ہوا فوراً نامہ کو چاک کر ڈالا اور دیوانہ کی طرف دیکھکے کہا ای شہر یہ نامہ کسکا
تھا جو تونے مجھکو دیا شہر دیوانہ نے کہا ای شہریار تعجب ہی کہ تمنے نامہ کو از اول تا آخر دیکھا
اور پھر پوچھتے ہو کہ [illegible] حمزہ ثانی نے کہا مین نے نامہ کو بیشک پڑھا مگر مین پوچھتا
ہون تو کسی [illegible] نامہ اُس شخص کا ہی جو آج تمام زمین و آسمان کا حاکم ہی
[illegible] ت و جلال سے اُسکے بندہ جو اعتقاد صادق رکھتے
[illegible] دہ کس مرتبہ کا سگ خارشتی ہی وہ کیا جو [illegible] لوگ

اُسنے کہا جھک مارا جو اس طرح کا نامہ لکھا اور ایسے ہی مزخرف اُسکے معتقد ہین جو اُسکو خدا فرید
کہتے ہین جو اُسکی قدرت کے قائل ہین شبہر دیوانہ حیرت سے حمزۂ ثانی کی صورت دیکھنے لگا
کہا شہریار یہ کیا کہتے ہو تمکو کچھ خوف نہین اگر خداوند کا غضب اسی وقت نازل ہو جائے تو عجب
نہین حمزۂ ثانی نے بآواز بلند کہا خاموش ہو کیا مزخرف بکتا ہے شبہر دیوانہ نے کہا خیر جو کچھ ہین مزخرف
بکتا ہون مگر اس نامہ کا جواب تو دو حمزۂ ثانی نے کہا جا اس نامہ کا جواب کہدے کہ نامہ و پیام
کی کچھ ضرورت نہین ہے آمادۂ حرب ہو دیکھون کیا تو قدرت طاقت رکھتا ہے اور کیسا خداوندی کا
دعوے کرتا ہے شبہر دیوانہ حمزۂ ثانی سے یہ جواب لیکے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا
ہنوز حمزۂ ثانی کے لشکر کے طلایہ سے باہر نہین گیا تھا کیا دیکھتا ہے کہ خسرو بن قہرمان حمزۂ ثانی کے لشکر
مین چلا آتا ہے شبہر دیوانہ نے حیرت سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا اے خسرو تو خداوند فرعون کا
وزیر اعظم اور خواہر زادہ بھی ہے تجکو خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والون سے کیا کام ہے جو تو
یہان آیا ہے تعجب یہ ہے کہ خداپرست فرعون پرستون کے دشمن جان ہین لیکن تجھسے کسی طرح کا تعرض
نہین کرتے سچ بتا یہ کیا واقعہ ہے خسرو بن قہرمان نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او شبہر
نابکار یہ تو کیا بکتا ہے کیا تو مجکو فرعون پرست سمجھتا ہے مین تین حرف کہتا ہون ایسے خداوند پر اور
اُسکے معتقدون پر مین خداپرست ہون اور خداپرستون کا مطیع ہون شبہر نے کہا ہان سچ کہ مجکو
ہرگز یقین نہین ہے خسرو نے شمشیر آبدار کا وار شبہر دیوانہ کے سر پر کیا اور کہا اب تجکو یقین آجاویگا
راوی کہتا ہے کہ وہ وار ایسا خفیف تھا کہ شبہر دیوانہ کے ہوش و حواس بجا رہے اگرچہ سر کے
زخم سے پرنالہ کیطرح خون جاری ہوا شبہر نے اُسی حالت مجروحی مین ہاتھ بڑھا کے خسرو
بن قہرمان کا کمربند پکڑ لیا اور خسرو کے ہاتھ سے تلوار چھین کے دور پھینکدی اور بغل مین مستحکم
لیکے فرعون کی خدمت مین آیا فرعون نے جو شبہر دیوانہ کو اس ہیئت سے آتے
دیکھا کہا اے دیوانہ یہ کیا واقعہ ہے کہ تو خسرو کو بغل مین دبائے ہوئے ہے شبہر نے کہا اے خداوند
پہلے اپنے نامے کا جواب سنو حمزۂ ثانی نے تمہاری شان مین جو جو کلمات ناسزا کہے ہین
میری مجال نہین کہ زبان پر لاسکون مین نے جواب نامہ مانگا کہا بس جواب نامہ یہی ہے کہ حرب و
ضرب کے واسطے آمادہ ہو مین اس جواب کو سن کے واپس چلا تھا کہ خسرو کو لشکر اسلام
مین دیکھا متعجب ہو کے پوچھا اے خسرو تو یہان کہان اور مسلمانون کے ہاتھ سے کس طرح سالم
رہا خسرو نے کہا مین بھی مسلمان ہون اور تلوار کا وار میرے سر پر کیا جس سے میرا سر زخمی
ہو گیا مین نے چاہا کہ مین بھی اپنا وار کرون مگر پھر خیال آیا کہ اس معاملہ کو خداوند ہی پر محول رکھنا
مناسب ہے چنانچہ خسرو کو بغل مین دبا کے یہان لے آیا فرعون نے کہا اے خسرو یہ شبہر دیوانہ
تیرے نسبت کیا کہتا ہے آیا یہ سچ ہے یا اتہام ہے خسرو نے کہا ہرگز اتہام نہین ہے اے فرعون ملعون
ہزار جان سے قربان ہون مذہب اسلام پر فرعون نے ... تو یہ کیا کہہ رہا ہے معلوم ہوتا
ہے تیرے حواس درست نہین ہین خسرو نے کہا میرے ... ازل
... فرعون نے حکم دیا کہ اسی وقت

کے بھاگنے مین آگیا فوراً جلاد حاضر ہوا اور خسرو بن قہرمان کا سر تن سے جدا کیا یہ خبر
حمزہ صاحبقران کو پہونچی کہ خسرو بن قہرمان جو ہوا دار رستم ثانی سے تھا فرعون
کے حکم سے قتل کیا گیا اور سبب ہلاکت اُسکا شبہر دیوانہ ہوا ہے کیونکہ جسوقت شبہر دیوانہ یہان
سے اپنے لشکر کے جانب چلا تھا خسرو کو لشکر اسلام مین دیکھ کے متعجب ہوا بعد گفت و شنید
بسیار شبہر دیوانہ خسرو کو گرفتار کر لے گیا اور فرعون کے روبرو اُسکے مسلمان ہونے کی
حقیقت بیان کی حمزہ ثانی کو بہت ملال ہوا رستم ثانی اُسوقت دربار مین موجود تھا آہستہ
وہان سے اُٹھا اور باہر آکے مسلح و مکمل مرکب پر سوار ہوا بارگاہ فرعون کی راہ لی تا اینکہ دراز
دربار فرعون مین پہونچا فرعون کو بطریق اسلام سلام کیا فرعون نے رستم ثانی کو دیکھکے
کہا اے خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والے تعجب ہے کہ تو یہان آیا بیان کر کس واسطے
آیا ہے رستم ثانی نے کہا شبہر دیوانہ کہان ہے جو خسرو بن قہرمان کو لایا ہے مین نے سنا ہے
کہ خسرو کو اُس ملعون نے ہلاک کروایا شبہر دیوانہ موجود تھا کہا اے خدا پرست تیری بھی یہ طاقت
ہے کہ فرعون کے دربار مین میرا نام اس بے تکلفی سے لے رستم ثانی نے کہا تو ایسی کیا
وقعت رکھتا ہے جو تیرا نام دربار مین نہ لیا جاوے شبہر نے کہا مین ایسی وقعت رکھتا ہون
کہ اسوقت چاہون جسطرح ہلاک کرون رستم ثانی نے کہا او نابکار تو زبان ہی سے کہتا ہے
یا کچھ جرات بھی رکھتا ہے شبہر دیوانہ نے تلوار علم کر کے رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے بسہولت
اُسکا وار رد کیا اور اس سبکی سے تیغ آبدار کا اُسپر وار کیا کہ دو پرکالے ہو کے زمین پر گرا
بعدہ اُسی تیغ کا وار فرعون پر کیا فرعون جست کر کے تخت سے علیحدہ ہو گیا اور تخت
دو حصہ ہو گیا پھر بارگاہ سے باہر آکے مرکب پر سوار ہوا اتمام دربار مین ایک شور عظیم
بپا ہوا ہر طرف سے آواز آرہی تھی کہ لینا یہ خدا پرست زندہ نہ جانے پاوے اور چار جانب
سے رستم کو گھیر لیا رستم نے اُسوقت کمال دلیری سے ہر چہار جانب تلوار کے وار کرنا شروع کیے جسپر تلوار
پڑی دو لخت ہو کے دو ٹکڑے ہو کے زمین پر دو ٹکڑے گر پڑا پھر جا کے شمشیر کا وار کر دیا یکے را دو کرد و دو را چار کرد
اور اسیطرح پر وار کرتا ہوا اُس مجمع سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی فرعون نے اپنے ملازمون سے برہم
ہو کے کہا اے نابکارو تف ہے تمھاری مردمی پر کہ ایک تنہا شخص نے یہ ہنگامہ برپا کیا اور زندہ یہان سے نکل گیا اگر
یہی حال رہا تو تو کس طرح خدا پرستون کے ہاتھ سے مملکت فرعونیہ محفوظ رہ سکتی ہے سب نے
کہا خداوند اُس خدا پرست نے نہین معلوم کیا سحر پڑھا کہ ہم لوگون کو اُسوقت کچھ نظر نہ آتا
تھا یہانتک کہ ہمکو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ خدا پرست کس وقت یہان سے چلا گیا اور اے خداوند
ہماری نسبت یہ شکایت ہے کہ ہمسے کچھ نہو سکا لیکن قدرت خداوندی نے بھی تو اُسوقت خبر
نہ لی فرعون نے کہا او نابکارو یہ اعتقاد کیا گستاخی کے کلمے زبان پر لاتے ہو قدرت خداوندی
ایسے خفیف [illegible] نہین ہے البتہ کوئی مہم اہم ہوا اُسوقت رعب و جلال
خدا [illegible] سے قدرت و جلال کی اُسوقت ضرورت ہی کیا تھی
[illegible] مرتبہ رکھتے تھے ہمارے انصاف سے بالکل بعید

تھا کہ ہم اُسوقت اُسپر اپنا قہر و غضب نازل کرتے خیر اب تو جو کچھ ہماری مشیت مین گذرا تھا
وہ ہوا جاؤ لشکر مین طبل قہاری بجواؤ اب جو کچھ ہونا ہے وہ کل ہوگا ہمکو یقین ہوگیا ہے کہ یہ بیباک
یہ خدا پرست اپنی سزاے اعمال کو نہین پہونچینگے ہرگز اس طرح کی بیہودگیون سے
باز نہ آوینگے ہم اپنا رحم و کرم اسکے شامل حال رکھتے ہین تو یہ ہماری قدرت و طاقت کی وقعت
نہین سمجھتے چنانچہ اُسی وقت طبل قہاری پر چوب پڑی یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی کہ لشکر فرعون
مین طبل جنگ بجا حمزہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاوے نقارچی نے نقارہ پر چوب لگائی
دہان دہل زد بجنبش [illegible] اس اثنا مین شفق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اُس
گرد کی جانب متوجہ ہوئے دیکھا ایک نازنین چست و چالاک چوب عیاری در دست ہزار مکر و دغا
[illegible] ہوئی اور آتے ہی پہلے اسطرح ہر چہار جانب نظر تلاش و تجسس سے دیکھا پھر ایک لشکری
سے پوچھا کہ یہ دونون لشکر کسکے ہین اُسنے اشارہ سے بتایا کہ یہ لشکر فرعون شاہ کا ہے اور وہ لشکر خدا پرستون
کا ہے وہ نازنین فرعون کے لشکر مین آئی اور ایک فیل بلند قوی پر سوار ہوکے فرعون سے
قریب پہونچی فرعون اُسے دیکھکے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا نازنین ہاتھی پر سے اُتری فرعون
کے پاس آئی اور فرعون کے کان مین کچھ کہا پھر فرعون نے سر ہلا کے اُسکے کان مین کچھ کہا اُس
نازنین نے بھی سر ہلایا اور بار دیگر فرعون کے کان مین کچھ کہا فرعون نے ہان کہکے سر ہلایا اور جسطرف
سے آئی تھی اُسیطرف کو روانہ ہوگئی حمزہ ثانی نے جو اس واقعہ کو دیکھا کمال متحیر ہوئے عیاران لشکر اسلام
کو طلب کیا کہا دیکھو یہ کون نازنین ہے جسنے فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اور پھر جسطرف
سے آئی تھی اُسی طرف روانہ ہوگئی اور یہ بھی دریافت کرنا کہ اُس نازنین نے فرعون
سے کیا کہا عیار بجا لائے تمام اُس نازنین کے عقب مین روانہ ہوئے یہان لشکر فرعون
سے حیران زنگی لشکر سے باہر آیا اور بآواز بلند کہا اے خدا پرستو تم ہمیشہ خداے نادیدہ
کی پرستش کرتے رہے خداوند فرعون کی اطاعت و پرستش اختیار نہ کی اگر نہین
جانتے ہو تو جانو مین ہون حیران زنگی کون ہے میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے
رستم ثانی نے حمزہ ثانی سے اجازت میدان چاہی حمزہ نے کہا اے رستم تم ابھی فرعون
کے دربار مین مرحلہ طے کرکے آئے ہو فی الحال میری یہ راے نہین ہے کہ تم حیران زنگی
کے مقابلہ کو جاؤ کسی اور پہلوان کو حیران زنگی کے مقابلہ کے واسطے بھیجو سالم زنگی
ایک پہلوان جو اُسوقت حمزہ ثانی کے پاس موجود تھا اُسنے عرض کی شہریار مین حیران زنگی
کے مقابلے کو موجود ہون مین عرصہ سے اس موقع کا منتظر تھا کہ ان فرعون پرستون
کو سزاے معقول دون بارے یہ بہتر موقع ہاتھ آگیا حمزہ ثانی نے کہا اے سالم زنگی تو ہی جا
اور اس زنگی ملعون کو سزاے معقول دے سالم زنگی مسلح و مکمل ہوکے حیران زنگی کے
مقابلہ مین آیا اور آواز بلند کہا اے فرعون پرست کافر [illegible] مرد مقابل آ اور مقابلہ کر

بیار آنچہ داری ز مردی نشان ۔۔ کمان کیانی و گرز گران

[illegible] اے سالم
سپاہی مین تجھسے کچھ کلام کرنا چاہتا ہون بعدہ حرب و

کہا جو کچھ کہنا ہو کہہ حیران زنگی نے کہا ای سالم زنگی یہ جو تو نے اپنی تمام زندگی خدا ے نادیدہ
کی پرستش مین ضائع کردی اس سے تجھے کیا فائدہ ہوا میری راے یہ ہو کہ اب بھی تو فرعون
کی قدرت و جلال کا معتقد ہو جا تا کہ تیری عاقبت بخیر ہو جاسئے سالم نے چین بر جبین ہو کے کہا
چپ رہ بے کیا واہی تباہی بکتا ہو فرعون پلید کیا حقیقت رکھتا ہو جسکا کوئی معتقد ہو گا جو کچھ
تجھے کہنا تھا وہ کہا اور مین نے سن لیا اب کچھ نہ کہنا دست و شمشیر سے کام لے حیران زنگی
نے شمشیر آبدار کا وار کیا سالم زنگی نے پشت شمشیر آبدار پر رد کیا اور اپنا وار کیا حیران زنگی
بھی ایک پہلوان جری تھا اُسنے بھی سالم زنگی کا وار رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی
جب کوئی غالب و مغلوب نہوا دونون پہلوان پشت مرکب سے زمین پر آگئے اور زور دست
و بازو مین مصروف ہوگئے اور تا دیر اس طرح کی بھی کشش و کوشش رہی آخر حیران زنگی
نے سالم زنگی کو سر سے بلند کر لیا اور کہا ای سالم دیکھ اب بھی خیریت ہو اگر تو خداوند فرعون
پر ایمان لائے سالم نے کہا او نابکار تو کیا بیہودہ بکتا ہو با ایمان دنیا سے سفر کرنا ہم فخر سمجھتے
ہین حیران زنگی نے برہم ہو کے سالم کو زمین پر مارا جسکے صدمے سے اُسکی روح تن سے
مفارقت کر کے جنت مین پہونچی رستم ثانی کو سالم کے ہلاک ہونے سے سخت ملال ہوا گھوڑا بڑھا
کے حیران زنگی کے روبرو آیا اور کہا بس او نابکار و مکار تو نے سالم کو ہلاک کر کے مجھکو
بہت ملول کیا آ مجھسے مقابلہ کر دیکھون تو میرے ہاتھ سے کہان جان سلامت لیجاتا ہے
حیران زنگی نے تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر نیزہ و عمود و تیغ
سے رد و بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر کشتی کی نوبت آئی اور تا غروب آفتاب کشش
و کوشش رہی دونون جوان پھر بھی برابر رہے چونکہ تاریکی بخوبی پھیل گئی تھی رستم ثانی
نے ارادہ کیا کہ اس وقت طبل بازگشت بجوا کے اس قصہ کو ملتوی رکھون مگر پھر خیال آیا کہ
جو کچھ کل ہونا ہو وہ آج ہی ہو جائے مع ہذا دفعتًا اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور اللہ اکبر کا
نعرہ مار کے بسہولت سر سے بلند کر لیا اور اُسی صورت سے حمزہ ثانی کی خدمت مین آیا
لشکر فرعونی نے جو حیران زنگی کو رستم ثانی کے ہاتھ پر دیکھا اور اندھیرا معلوم ہوا نقارہ
بازگشت بجا کے اپنے مقام قیام پر چلے گئے اُدھر حمزہ ثانی بارگاہ مین آ کے مسند حکومت
پر متمکن ہوئے رستم ثانی کے زور و طاقت کی صفت و ثنا کی خلعت گران بہا مرحمت
کیا اور حکم دیا کہ حیران زنگی کو ہمارے روبرو حاضر کرو ملازمون نے حیران کو بستہ و گرفتہ
حمزہ ثانی کے روبرو حاضر کیا سالم زنگی نے کہا ای حیران زنگی تو نے ہمارے لشکر کے
بڑے زبردست پہلوان کو جسکا نام سالم زنگی تھا ہلاک کیا حالانکہ سالم زنگی بھی ایک جوان
دلاور تھا نہین معلوم کیا ایسا سبب ہوا جو وہ تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تاہم تو اگر دین اسلام
اختیار کرے [illegible] ان زنگی نے کہا ای خدا پرست نہین معلوم خداوند فرعون
کی مشیت [illegible] ہاتھ سے گرفتار ہو گیا ورنہ مین ایسا کم زور نہ تھا جو
[illegible] اسلام کی دعوت کرتے ہو میرے دل مین ایسی و

مذہب فرعونی کی سمائی ہوئی ہے کہ کسی مذہب کی وقعت نظر مین نہین سماتی جو کچھ تمسے ہو سکے اُسمین تصور نہ کرو حمزہ ثانی نے فرمایا او ملعون اگر تو دین اسلام اختیار نہ کریگا تو ضرور تہ تیغ ہوگا حیران زنگی نے کہا مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا حمزہ نے حکم قتل دیا جلاد حاضر ہوا

اب کچھ حال سیارہ ثانی کے واقعہ کا بیان ہوتا ہے

حکایتها کنم مستانہ از جام وجهی دیگر
بود زان جان بر لب آمده جهانم می دیگر
برین لعل و رگان چشمان تیغ مارا گر رہی آید
شود دو عالم جان ہیچ در ہم برہمی دیگر
زفیض ان شکسته بالا در دل شب گشته عالم

گشتم می ساقیا گویم سخن از عالمی دیگر
سبحان آمده دلم یارب درین عالم از ین کرم
درین محفل نباشد غیر از ہم ماسکے دیگر
ہر روز وصل مدارم غم بروز جدائی را
شود دامی عمده سیرابین ہین از شبنمی دیگر

بوقت واپسین شاید دم تیغ تو بنوازد
جهانی کن بنا از نو بر آور آدمی دیگر
لکن آن زلف را بر چہرہ جانان برہم و برہم
شب ہجران فکر وصل دارم غمہ دیگر
تاجداران اقلیم فصاحت

و باجگیران ملکت بلاغت اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح رقم فرماتے ہین کہ سیارہ ثانی اُس نازنین کے تعاقب مین خیزان چلا جاتا تھا اگرچہ وہ نازنین نہایت تیزی سے راہ طے کرتی چلی جاتی تھی تاہم سیارہ بھی ایک عیار چالاک تھا پیشدستی کے ارادہ سے چلا جاتا تھا حتے کہ دور اُس نازنین سے آگے بڑھ گیا اور بچھالا کی تمام راہ مین دام بچھا کے خاک مین چھپا دیا جب وہ نازنین حلقہ سے کمند پر پہونچ گئی سیارہ نے کمند کو کھینچ لیا نازنین اُس دام مین اُلجھ کے زمین پر گر رہی سیارہ جست مار کے نازنین کے قریب پہونچا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو گیا اُس نازنین نے کہا او ظالم بیرحم یہ کیا ظلم مجھپر کرتا ہے سیارہ نے مطلق اُسکو جواب نہ دیا اور دست و گلو بستہ حمزہ ثانی کی خدمت مین لایا اب یہ وہ وقت ہے کہ حیران زنگی کی ہلاکت کے واسطے جلاد طلب ہوا ہے حمزہ ثانی نے جو سیارہ ثانی کو اس ہیئت سے دیکھا کہ ایک نازنین کو بستہ و گرفتہ دوش پر لادے ہوئے ہے متعجب ہوا کہا او سیارہ ثانی آج یہ کیا شئی ہے جو تم اپنی پشت پر لادے ہوئے ہو سیارہ نے نازنین بستہ کو حمزہ ثانی کے روبرو رکھدیا حمزہ نے بغور دیکھ کے کہا آخر کچھ مفصل حال بھی کہوگے سیارہ ثانی نے عرض کی شہریارا یہ ایک واقعہ عجیب ہے اگر سماعت فرمایئے تو عجیب ہے حمزہ ثانی نے کہا بیان کر اُسنے کہا حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے یہ ایک نازنین ہے جسکو مین گرفتار کر لایا ہون یہ نازنین فرعون شاہ کے پاس آئی فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا تھا اور واپس چلی تھی مین نے تعاقب کیا اگرچہ نہایت تیز رفتار تھی مگر مین نے بھی نہایت جد و جہد کر کے اپنے کو اُس تک پہونچایا کمند مین گرفتار کیا حمزہ ثانی نے کہا او سیارہ مین تیری اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اچھا اب اسکے بند کھولو اسے ہوش مین لاؤ سیارہ نے عرض کی شہریارا اسکے بند کھولنا ابھی مصلحت نہین ہے ہان ہوش مین لانا چندان مضائقہ نہین رکھتا ہے یہ کہا اور فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا نازنین نے آنکھ کھولی ہر چہار جانب ہر ایک کی صورت کو دیکھا پھر کہا کون مکار مجھکو یہان لا... او نازنین تو استفسار کیون برخاستہ خاطر ہوتی ہے مین تجھکو لایا ہون آہ...
مان

مجکو لانے کا حق رکھتا ہی بیان کر تو کیون بہان لایا حمزۂ ثانی نے کہا ای نازنین تو اُس سے کیا پوچھتی ہی مجھسے پوچھ تجکو اسواسطے لایا ہی کہ تجھسے استفسار کیا جاوے اُس بات کا جو تو نے مخفی فرعون سے کہی اور فرعون نے اُس بات کے قبول مین سر ہلایا نازنین نے کہا ای خداپرستو یہ تمہارے دل مین کیا سمایا ہی کہ خداوند فرعون کے کامون مین دخل دینا چاہتے ہو جو کچھ مین نے چاہا یا ضرورت ہوئی فرعون سے کہا جسکو سنکے فرعون نے قبول کیا تمکو کیا فکر ہی جو مجھسے پوچھتے ہو مجکو کچھ تمہارے آثار بہتر نہین معلوم ہوتے حمزۂ ثانی نے کہا ای عورت تو بڑی بیباک اور دلیر معلوم ہوتی ہی کہ باوجود ہمارے اختیار مین ہونے کے پھر بھی کلمہ بکلمہ بحث کرتی ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ جو کچھ تو نے فرعون سے کہا ہی ہمارے سامنے بیان کر دے اُسنے کہا مین قدرت خداوند فرعون کی قائل ہون پھر مین بیباک اور دلیر ہونگی تو کون ہوگا اور تم سمجھا ... ہرگز خیال نہ کرنا کہ مین تمہاری قید مین ہون میرے نزدیک کوئی حقیقت اس قید و بند کی نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا تو اپنی رہائی پر اختیار رکھتی ہی اُسنے کہا بیشک اور حیران زنگی کی طرف دیکھکے کہا ای خداپرستو تمنے حیران ملازم فرعون کو بھی گرفتار کر رکھا ہی ... مین سچ کہتی ہون اسکو رہا کر دو ورنہ مین خود اس بارہ مین کوشش کرونگی حمزۂ ثانی نے کہا پھر دیر کیون کرتی ہی جو کچھ طاقت ہو صرف کر اُس نازنین نے اس طرح اپنے ... دست و بازو ... کہ تمام بند اُسکے ہاتھ پاؤن سے گر گئے اور جست مارکے حیران زنگی کے پاس پہونچی اور اُسکی تمام حیران کو اٹھاکے بغل مین دابا اور بارگاہ سلیمانی سے نکل کے اس طرح غائب ہو گئی کہ گویا وہان تھی ہی نہین حمزۂ ثانی نے ہرچند غل مچایا کہ لینا یہ ساحرہ جادوگرنی جانے نہ پائے مگر اس چالاکی سے اُسنے یہ کام کیا کہ کسی کو مجال کسی طرح کے تعرض کی نہوئی بعد اُسکے جانے کے حمزہ نے اہل دربار سے کہا یارو اُس نازنین کا کہنا سچ ہوا تم سب کس خواب خرگوش مین تھے کہ کسی نے اُسکو گرفتار نہ کیا سب نے متفق اللفظ کہا شہریارا ہمکو اُسکی اس چالاک کارروائی پر ایسی حیرت ہوئی کہ ہم نہین کہ سکتے کہ اُسوقت ہم کہان تھے حمزۂ ثانی نے کلمات حیرت و تعجب زبان پر جاری کیے اور کہا دیکھیے فرعون شاہ کا قصہ کس طرح پاک ہوتا ہی بیشتر سمجھا تھا کہ اب مین نے اُسکے وند سے نجات پائی مگر طرفہ واقعہ ہی کہ وہ پھر نمودار ہوا اب اُس طرف کا حال سنیے کہ فرعون اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا یکایک صحافہ نشین کی طرف دیکھا اور کہا ای جان من تو نے اپنے بارہ مین کیون اسقدر تغافل کو دخل دیا ہی جو کچھ خداپرست روزبروز غالب آتے جاتے ہین اگر یہی حال ہی تو چند روز مین ہمارے ترکی تمام ہو جائیگی صحافہ نشین نے کہا اسکو خداوند قدرت خداوندی کے نزدیک خداپرستون کے قصہ کا پاک کرنا کچھ مشکل امر نہین ہی مزید براں مشیت خداوندی مین یہ کس طرح گذر سکتا ہی کہ خداپرستون کے ہاتھ سے کسی طرح کا ضرر پہونچ سکے فرعون نے کہا ای جان ... خداوند ... مشیت خداوندی مین خداوند کے خلاف کوئی امر ظہور مین آنا غیر ممکن ہی ... ... دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی اور یہ سب انتظام عالم ہی اس ... نے کو آمادہ ہو جاؤن علاوہ اسکے بعض اوقات اپنے

بندہ ان کی خوشی کا بھی خواہان ہوجاتا ہون نظر برین جملہ حالات تجکو غافل رہنا نہ چاہیئے اگر سلطنت
فرعونی کو کسی طرح کا صدمہ پہونچیگا پس تجکو بھی ضرور صدمہ پہونچیگا محافظ نشین نے کہا ای
خداوند مین سنے بارہا اس بارہ مین فکر کی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تدبیر کیجاوے اور بہت بڑی مشکل
اس امر مین یہ ہی کہ حمزۂ ثانی اسما ابطال السحر کو پڑھتا ہی اسواسطے میرے نزدیک یہ بات مناسب ہی کہ تم
حمزۂ ثانی کی فکر کرو اور علاوہ حمزۂ ثانی کے تمام خداپرستون کا ذمہ ہمنے لیا فرعون شیاطین
کی جانب متوجہ ہوا کہا ای شیاطین تو ہمارے معتقدین سے ہی علاوہ برین ہال دنیا سے بھی
بہرہ مند ہوتا ہی لیکن کسی ایسے اہم کام مین ہمارے دخل نہین دیا ہی جسکی ہمنے اشد ضرورت کی
حالت مین فرمایش کی ہو شیاطین نے کہا ای خداوند ہم ہر طرح تابع فرمان ہین جو حکم ہوگا اُسی کو
بسر و چشم بجا لا ئینگے فرعون نے کہا حکم یہ ہی کہ ہم خداپرستون کے قصہ سے بہت نالان ہین اور
بہت زیادہ سبب اس فساد کا حمزۂ ثانی ہی اگر تو حمزہ کو گرفتار کر لائے تو مین تجسے بہت خوش
ہون شیاطین نے کہا ای خداوند یہ بندہ ذلیل تیرا حسب الحکم خداوندی کوشش کریگا آئندہ
مشیت خداوندی یہ کہکے خاموش ہو رہا شب کو بعد نصف شب عمر ثانی کی صورت سے متشابہ
ہوکے حمزۂ ثانی کے محل کے دروازہ پر پہونچا دربان نے پوچھا تو کون ہی کہا مین ہون عمر اُسنے
کہا ای عمر معاف کرنا مجکو معلوم نہ تھا اور اسوقت تم کہان شیاطین نے کہا مین اسوقت
حمزۂ ثانی کے کام کو گیا تھا دوسرا دربان کھڑا تھا اُسنے کہا ای عمر تم سر شام یہان آ کے
پھر تمکو جاتے نہین دیکھا شیاطین نے کہا واہ مین تیرے سامنے گیا تھا تجھے خیال نہین ہی
دربان خاموش ہو رہے شیاطین محل مین داخل ہوا واضح رہے کہ اُس روز عمر ثانی اندر
تھا شیاطین نے چونکہ دربان کی زبانی سنا تھا کہ عمر ثانی سر شام آیا ہی اُسکو فکر ہوئی کہ پہلے
عمر ثانی ہی کو تلاش کر کے قبضہ مین لانا چاہیئے بعدہ حمزۂ ثانی کی فکر کی جاوے کیونکہ اگر
حسب خواہش کام درست ہوگا اور سب بیدار ہوگئے تو مین اور کچھ تدبیر عمل
مین لاؤنگا اگر عمر ثانی بھی سب کے ساتھ بیدار ہوجاوے گا تو مجھے خداپرست واقف
ہوکے مجھے زندہ نہ چھوڑینگے چنانچہ عمر ثانی کو تلاش کرتا ہوا ایک حجرہ مین آیا دیکھا
عمر بیخبر سو رہا ہی وار دے بیہوشی اُسکو سونگھائی جب یقین ہوگیا کہ اب یہ کسی طرح
بیدار نہین ہوسکتا بیہوشی عمل کر گئی ہوگی عمر کے ہاتھ پانون باندھ کے ایک
کوٹھری مین بند کر دیا اب آیا حمزۂ ثانی کی خوابگاہ مین کامی نامے ایک پہلوان
حمزۂ ثانی کا نہایت معتمد تھا دستور تھا کہ جب حمزۂ ثانی خوابگاہ مین جاتے تھے
کامی پاسبانی کرتا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پہرہ پر تھا کامی نے شیاطین کو دیکھ کے
آہستہ کہا ای عمر تم اسوقت یہان کہان شیاطین نے کہا ای پہلوان زبان
مجکو اس بات کا شک گذرا کہ حمزۂ ثانی اور فرعون شداد کے درمیان جو
قصہ حیرت افزا پیش نظر ہی اُسسے ... قدر مجکو آگاہ ... کر نہین ہی کیا
عجب ہی اگر کوئی عیار فرعون کا آیا ہو اور حمزۂ ثانی کو

جہ ... جاوے

چاہیے اور تمکو بھی ہوشیار کر دینا چاہیے کامی نے کہا اے عمر ثانی اگرچہ تم کو اس قصہ سے بخوبی آگاہی ہے
لیکن میں بھی ایسا غافل نہیں کہ فرعون کا کوئی عیار یہاں آ کے حمزہ کو چرا لیجاوے گا شیاطین نے کہا
پھر بھی احتیاط لازم ہے دشمن اگرچہ کیسا ہی حقیر و مجبور ہو لیکن ہر وقت خیال رکھنا چاہیے کامی نے کہا
خیر کیا مضایقہ ہے شیاطین بعد اس گفت و شنید کے حمزہ ثانی کی خوابگاہ کے قریب ایک حجرہ میں
گیا اور بستر خواب کو درست کر کے کامی کے پاس آیا اور کہا اے کامی واقعی تو نہایت ہوشیاری
رکھتا ہے اب تو اپنا حجرہ ہی میں رات بسر کر دونگا مجھکو بھی خواب غلبہ کیے ہے بہتر ہوگا اگر تو تھوڑی دیر بستر
پر استراحت کرے میں یہاں اسوقت تک پاسبانی کر دونگا کامی نے قبول کر لیا اور اس حجرہ میں جا کے
بے خبر سو گیا اور شیاطین سے بتاکید کہدیا کہ اے عمر ثانی دیکھو بہت خبردار رہنا شیاطین نے کہا
تمھارے تاکید کی کچھ ضرورت نہیں ہے ادھر کامی حجرہ میں گیا یہاں شیاطین مکار نے حمزہ کو عالم خواب
میں دارو بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور دیوار میں نقب لگا کے پشتارہ بر دوش وہاں سے
روانہ ہوا لشکر کفار میں پہونچ کے دم لیا تمام گبر گرد پشتارہ کے جمع ہو گئے اور کہا اے شیاطین اس پشتارہ
میں کیا لایا ہے شیاطین نے کہا خاموش رہو خداوند فرعون کے روبرو پشتارہ کا حال دریافت ہوگا
غرضکہ صبح ہوئی شیاطین فرعون کے دربار میں پشتارہ لیے ہوئے آیا اور کہا اے خداوند حسب الطلب
حمزہ ثانی حاضر ہے فرعون خوشی سے اچک پڑا اور شیاطین سے کہا اے بندہ خاص ہمارے کار[illegible]
کردی اور اسی وقت خلعت گران بہا مرحمت کیا اور چالاکی و ہوشیاری کی تعریف کی شیاطین نے داروے
رفع بیہوشی سے حمزہ کو ہوشیار کیا حمزہ کو جو ہوش آیا دیکھا زنجیر و طوق میں سلسل ہوں اور
سامنے تخت نخوت و غرور پر فرعون بیٹھا ہے اور قریب ہی شیاطین بھی کھڑا ہے بجائے خود کہا
غضب ہوا کہ میں ان گبروں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا دیکھیے ان ظالموں کے ہاتھ سے کس طرح رہائی پاؤنگا
اور فرعون کو برسم اسلام سلام کر کے شیاطین کیجانب متوجہ ہوا اور کہا اے شیاطین تو نے
بڑی مکاری کی شیاطین ہنسا اور کہا اے حمزہ یہ فعل مکاری نہیں ہے بلکہ مشیت خداوندی میں یوں ہی
گذرا تھا اور یہ نتیجہ اس بات کا ہے کہ تم قدرت خداوند کے قائل نہیں ہو اب بھی خیریت ہے اگر خدائے
نادیدہ کی پرستش سے باز آؤ اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ ورنہ در انجا لیکہ تم ہمارے قبضہ میں
آ گئے ہو تمھارا زندہ رہنا دشوار ہے در صورت اول میں بھی خداوند سے تمھارے بارہ میں سفارش
کر دونگا حمزہ ثانی کو غصہ آ گیا کہا او ر[illegible] مکار نا فہم یہ کیا بیہودہ بات زبان پر لاتا ہے تیرا خداوند
کیا حقیقت و وقعت رکھتا ہے جو میں اس پر ایمان لاؤں میں بندہ خاص اسی خدائے واحد ولا شریک
کا ہوں جسکے قبضہ قدرت میں ہماری تیری اور فرعون کی جان ہے یہ بھی ایک اتفاقی امر ہے کہ میں
مصلحت پرستی سے سمجھنا چاہیے جو میں تیرے قبضہ میں آ گیا اور تو ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں جو تیرے
قبضہ میں آ گیا ہوں تو اپنے خدائے قادر و توانا سے منحرف ہو جاؤنگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ خداوند
عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہے اگرچہ کیسی ہی قید و بند میں مبتلا ہو حمزہ ثانی کی اس تقریر
[illegible] حمزہ تو میرے روبرو اس طرح مجبور و لاچار کھڑا ہے اور
ابھی نادیدہ کا قائل ہے تو بتا [illegible] خدا سے

نادیدہ نے تیری کیا مدد کی حمزہ ثانی نے کہا اس خدای بزرگ نے میری یہ مدد کی کہ مین اسوقت تک
زندہ و سلامت ہون حالانکہ تیری قید مین ہون فرعون نے کہا یہ کوئی کرامات نہین ہے خداے نادیدہ کی
نہین ہے بلکہ مین ہی نے اسوقت تک فروگذاشت کی ورنہ اب تک کب کا ہلاک ہو گیا ہوتا اور بالفرض تو خدا
نادیدہ ہی کے سبب سے زندہ رہا اب عنقریب مین جلاد کو حکم قتل دیتا ہون دیکھون خداے نادیدہ کیونکر تیری حمایت
کرتا ہے اس اثنا مین خواجہ یاقوت دربار مین آیا اول فرعون کو سجدہ کیا پھر ثنا و صفت خداوندی زبان پر لایا فرعون
خواجہ یاقوت کی صورت دیکھکے سوچا کیا اے خواجہ یاقوت تو اسوقت خوب آیا مین کچھ تجھسے پوچھنا چاہتا ہون
خواجہ یاقوت نے کہا جو کچھ ارشاد ہو فرعون نے کہا مین نے سنا ہے کہ تو خداپرست ہوگیا ہے اور خداپرستون کی
طرفداری کی طرف مایل ہے خواجہ یاقوت نے کہا اے خداوند جو کچھ ارشاد ہوا اسمین کچھ درست ہے اور کچھ نادرست
بھی ہے یہ جو ارشاد ہوا کہ مین مسلمان ہوگیا ہون اسمین کچھ شک نہین ہے بیشبہ مین مسلمان ہوگیا اور یہ امر
بنا بر مصلحت کے ہوا اگر مین مسلمانونکے سامنے ظاہر مسلمان نہوتا تو ہرگز انکے ہاتھ سے زندہ نہ رہتا پھر جان سب کو عزیز
ہوتی ہے اور یہ جو ارشاد ہوا کہ مین مسلمانون کی طرفداری کی طرف مایل ہون اسکی اصلیت کچھ نہین ہے
اور اگر اصلیت ہے تو اسکی دلیل ہونا چاہیے اور اصل امر تو یہ ہے کہ مشیت خداوندی مین جو کچھ گذرا ہے وہ تو گذرا
ہی ہے کیونکہ دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہے اگر مین خداپرست نہو جاتا تو قطع نظر اسکے میرے ہلاک ہو جانے کی شہر
فرعونیہ اور ناموس خداوندی مین بہت بڑا خلل ہو جاتا فرعون شاہ نے کہا بیشبہ یہ تدبیر تیری بہت
معقول ہے یہ کہکے خلعت طلب کیا خواجہ یاقوت کو دیا خواجہ خلعت پہن کے کرسی پر بیٹھا اب جو نظر اٹھا کر
دیکھا حمزہ ثانی کو طوق و زنجیر آہنی مین بستہ پایا متعجب ہوکے کہا اے خداوند یہ کون مجرم ہے فرعون نے کہا
کیا تو نہین جانتا خواجہ نے کہا ہان کچھ تھوڑا سا معلوم ہوتا ہے مگر بالتصریح اس وقت نہین کہ سکتا کہان دیکھا
تھا فرعون نے کہا خداپرستون کا بادشاہ حمزہ صاحبقران نام ہے خواجہ نے کہا اسکی نسبت کیا ارادہ
ہے فرعون نے کہا اسیوقت اس فسادی کو ہلاک کرنے کا ارادہ ہے اگر تو اسوقت یہان نہ آتا یا دیر مین
آتا تو یہ ہلاک ہو گیا ہوتا خواجہ نے کہا ہان اے خداوندا ایسے فسادی آدمی کا ہلاک ہی کرنا مناسب ہے مگر
اس بارہ مین عجلت کرنا بالکل نامناسب ہے فرعون نے سبب پوچھا خواجہ نے کہا سبب اسکا یہ ہے
کہ بدیع الملک ہنوز راہ مین ہے اگر اسکی ہلاکت کی خبر بدیع الملک کے گوش زد ہوگی تو وہ فوراً اسطرف
پھر آئیگا اور فرعونیہ مین انقلاب عظیم پیدا کردیگا فرعون نے کہا مین تو یہی چاہتا تھا کہ اسوقت اسکا قصہ تمام
کر دونگا مگر تیری راے نہین ہے پھر کیا کرنا چاہیے خواجہ یاقوت نے کہا سردست اس خداپرست کو مقید رکھنا
چاہیے اور دوسرے خداپرستون کی گرفتاری کی کوشش مین رہنا چاہیے جب چند خداپرست جمع ہو جائیں
ایک ہی مرتبہ سب کو ہلاک کرنا فرعون نے کہا خیر یونہین سہی لیکن اس بات کا خیال ہے کہ عیاران لشکر اسلام
بڑے چالاک اور ہوشیار ہین اس عالم بیکاری مین کیا عجب ہے کہ کچھ عیاری کام مین لائین اور حمزہ کو قید و
بند سے رہا کر لیجاوین اس وقت بجز افسوس و پشیمانی کے کچھ نہین حاصل ہوگا خواجہ نے کہا اگرچہ عیاران
لشکر اسلام نہایت چست و چالاک ہین پھر کیون حمزہ کی قید و بند مین ایسی غفلت کیجاوے جو انکی عیاری
کارگر ہو جاوے فرعون نے کہا اے خواجہ ظاہرا کہ مین [illegible] گا اور وہ نہین کر سکتا ہان
شیاطین وغیرہ اس بارہ مین اہتمام بلیغ کرینگے تو کچھ کرنا ہم سے [illegible]
[illegible] رہنا چاہیے

اگر مشیت خداوندی مین گذرا ہی تو کوئی دقیقہ نگرانی مین فروگذاشت نہین کرونگا فرعون نے کہا خیر تو دانی و
کار تو مگر حتے الامکان تو اسکی قید مین وہ اہتمام ہو جو اسکے باپ کے قید کی نسبت اہل عجم نے اہتمام کیا اور
دار پر قید کرنا بہت ہی انسب و اولے ہو شاطین حمزہ کو لے گیا ایک قفس آہنی مین بند کرکے ستون کی
ایک چوب نصب کی اسیر قفس کو آویزان کیا اور بارہ ہزار گبرون کو نگرانی کے واسطے مقرر کرکے جیران
زنگی کو ان سب کا افسر کر دیا اور جیران زنگی کو بھی بخوبی فہمایش کر دی کہ حمزہ کی قید و بند مین خوب ہوشیاری
رکھنا اسطرف اہل اسلام نے جو حمزہ ثانی کے گم ہو جانے کی خبر سنی بہت متردد ہوئے علی الخصوص سعد
شہریار کو نہایت ملال ہوا رستم ثانی سے کہا ای رستم دیکھا تمنے فرعون کی عیاری کا نتیجہ یہ نکلا ایک یہ
خبر یہ بھی کہ عمر ثانی علیحدہ حجرہ مین بیہوش [illegible] رستم ثانی دونون اس حجرہ مین گئے عمر
ثانی کو بیہوش دیکھکے کہا [illegible] یہ کارروائی عیاران فرعون [illegible] ہی اور رفع بیہوشی سے عمر ثانی
کو ہوش مین لائے حال پوچھا عمر ثانی نے کہا شہریارا مجکو مطلق خبر نہین [illegible] البتہ شب کو یہ خواب دیکھا کہ
کہ فرعون کے عیارون مین [illegible] کوئی میرے پاس آیا ہی اور مجکو گرفتار و بستہ کرکے اس حجرہ مین ڈالدیا اور حمزہ
ثانی کو بستہ کرکے یہان سے لے گیا سعد شہریار نے کہا ای عمر تم خواب بیان کرتے ہو اور یہان اصل امر
یہی ہی حافظ حقیقی حمزہ ثانی کو دشمنون کے ظلم و بدعت سے محفوظ رکھے رستم ثانی نے کہا شہریارا یقین ہی
انشاء اللہ تعالی کل ہی حمزہ صاحب [illegible] کو فرعون ملعون کی قید سے رہا کرا دونگا اور اس ملعون کو اسکے
اعمال کی سزا دیتا ہون اسطرف وہ [illegible] فرعون شاہ کی خدمت مین آئی اور فرعون کے کان مین
خبر کی فرعون نے بطرز اقرار سر ہلایا [illegible] خبر کے فرعون کے پاس سے رخصت ہوکے چلی گئی فرعون
نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاوے چنانچہ نقارہ پر چوب پڑی اسطرف سعد شہریار نے
نقارہ جنگ کی آواز سنکے رستم کی جانب متوجہ ہوا اور پوچھا کیا ارادہ ہے رستم نے کہا شہریارا بجز اسکے
کیا ارادہ ہوسکتی ہی کہ یہان بھی طبل جنگ بجانیکا حکم دیا جاوے آخر یہان بھی نقارہ زرنگار پر چوب پڑی دہل زن دہل زن و
[illegible] تمام رات دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی سحر روز دیگر کہ
چرخ شعبدہ باز [illegible] علی الصباح دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے
اول جو شخص کہ عازم میدان ہوا وہ فرعون شاہ تھا آتے ہی میدان مین نعرہ مارا کہ خدا [illegible] آج
پھر مین تمہاری فہمایش کے واسطے تمہارے روبرو آیا ہون دیکھو میری قدرت و جلال کو کہ کس طرح
تمہارے سردار اعلے کو گرفتار کر لیا مجکو یقین ہی کہ اب تو تم میرے معتقد ہو جاؤگے نہین بدنصیب ہمارے
کہ تم میرے معتقد ہوکے مجکو سجدہ کرو اور ہمارے بندون کی جانین ضایع ہونے سے بچاؤ ہمارے
رحم و کرم کو دیکھو کہ ایسی ایسی حالتون مین بس ہم تمہاری فہمایش پر آمادہ رہتے اگر اب بھی مجھسے خلاف
رہیگے تو کیا عجب ہی کہ اگر میرا دریاے قہر و غضب جوش مین آجاوے تو [illegible] لشکر اسلام سے
باہر آیا اور باواز بلند کہا ای فرعون ہزار ہزار لعنت تیری خداوندی پر کہ حمزہ صاحب قران کو [illegible]
عالم غفلت مین گرفتار کیا [illegible] مثل حمزہ ثانی کے گرفتار ہو جاتے تب بھی ایک شمشیر تیری [illegible]
ہمارے [illegible] کہا خیر جو کچھ تجھے کہنا تھا وہ کہہ چکا آگے بڑھ اور حملہ کر [illegible]
نے تلوار کا وار کیا فرعون نے وار کو رد کرکے کہا [illegible]

حوصلہ تھا یا ابھی باقی ہے تورج ناہرو نے برہم ہوکر دوسرا وار کیا فرعون نے اس وار کو بھی مثل سابق رد کیا اسی طرح تین وار تورج ناہرو نے کیے اور فرعون نے ہر وار کو رد کیا بعدہ تورج ناہرو کے کمربند میں ہاتھ ڈال کے اسکی تمام سر سے بلند کر لیا اور کہا اے خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والے اب بھی خیریت ہے اگر تجھ ایسے صاحب قدرت خداوندی کی بندگی اختیار کرے تورج نے اس مرتبہ کچھ جواب دیا فرعون نے تورج کو زمین پر مار کے مستحکم بستہ کر لیا اپنے لشکر میں لے آیا اور انواع اقسام کی ملامت تورج ناہرو کو کی کہا اے پہلوان تو نے میری قدرت کو دیکھا اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہے تورج نے اس وقت بھی کچھ جواب نہ دیا بعد گرفتار ہو جانے تورج کے سعد شہریار کو تردد ہوا کنارہ بن اخی سہمان سپہ سالار ملک قاسم تاب تحمل نہ لا سکا اپنی جگہ سے گھبرا کے اٹھ کھڑا ہوا سعد شہریار نے کہا اے کنارہ بن اخی سہمان کیا ارادہ ہے کنارہ نے کہا شہریار مجھکو اجازت حرب ملے تا کہ ان گبرون کو سزا سے معقول دون ورنہ اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ بہتر نہوگا سعد شہریار نے کہا اے کنارہ ہر چند میرا ارادہ نہیں ہے کہ اہل اسلام کو ان گبران مکار سے کسی طرح کا صدمہ پہنچے مگر پھر بھی چارہ کیا ہے جس امر میں کچھ چارہ نہیں ہوتا اسکو ہر طرح اختیار ہی کرنا پڑتا ہے کنارہ نے کہا لاریب فیہ اور مسلح و مکمل ہو کے لشکر کفر کی جانب وانہ ہوا

اب کچھ حال عمر ثانی کی عیاری کا مسطور ہوتا ہے

رجوع بندگی ہے اسطرح خدا کیطرف
نگاہ لطف سے دیکھے جو لوگ گدا کیطرف
خدا نے درد محبت عطا کیا ہے جسے
نہوگا میل طبیعت کو پھر دوا کی طرف
فراق یار میں رہتا ہے یون تصور یار
پیوستہ ارض وان ہوگا وہ سما کیطرف

پھری ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف
کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو
اسے توجہ خاطر نہیں دوا کی طرف
کریگا یار مری جنگ غیر میں امداد
خیال جیسے مسافر کو ہو سرا کیطرف
بہت خراب ہوا بتکدہ میں اے آتش

بعید کیا ہے مروت سے تیری اے شہ حسن
جو شک سنتے ہیں وہ لوگ ہیں خطا کیطرف
لا جو تجھے لہو دست و پا میں عاشق
جو شنا میں وہ ہوتے ہیں آشنا کیطرف
نہوگا ہم سفر روح پیکر خاکی
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کیطرف

تواریخ پیرای مرد شغداں چنین نشاء گلبند راز نہاں کہ شب تاجدار اقلیم جہانبانی یعنے حمزۂ ثانی کو عیار فرعون عالم خواب میں چرا لے گیا اور صبحکو لشکر اسلام میں یہ خبر مشہور ہوئی ہر ایک متنفس کو سخت انتشار پیدا ہوا عمر ثانی نے بھی سعد شہریار کو خدا سے امید دلائی کہ شاید اس بزرگ کے فضل و کرم میری کوشش ایسی کارگر ہو جاے کہ حمزۂ ثانی قید فرعون سے رہا ہو جائیں چنانچہ بادشاہ سے رخصت ہو کے فرعون کے لشکر میں آیا بارگاہ کے دروازہ پر ایستادہ رہا اور اسقدر توقف کیا کہ آدھی رات گذر گئی قریب اس چوب بلند کے آیا جسمین حمزۂ ثانی کا قفس آہنی آویزان تھا اور اس چوب بلند پر تھا شیاطین نے جب حمزۂ ثانی کو قفس آہنی میں بند کر کے اس چوب میں آویزان کیا تھا اپنے ایک شاگرد سامری نام کو بھی بنظر احتیاط اس چوب پر زیر قفس آہنی بطور عیاری چھپا کر دیا تھا جون ہی عمر ثانی چوب بلند پر قریب سامری کے پہونچا سامری نے عمر ثانی کا حلقوم لیا اور کہا او بدبخت مجکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ تو اس طرح کی چالاکی عمل میں لاوے گا عمر ثانی نے کبھی سامری کا ٹینٹوا لیا دونو بانون چوب پر سے پہلے اس سات سو گز کی بلندی سے خلا ... ف چلے گرا اسطرح کر سامری نیچے اور عمر ثانی اوپر تھا سامری کے بہت زیادہ ... کہ ای

فرعون سے کے بند و جلد دوڑ دیہ چوریان اگر اُس چوب پر چڑھا خود بھی گرا مجھکو بھی گرایا خبردار جانے نہ پائے میرے بہت چوٹ
آئی ہی اور اُف اُف کر کے زمین پر دراز ہوگیا مردان زنگی دوڑے چاہا کہ عمر ثانی کو گرفتار کرلین اُس فارس
میدان دلاوری اور شیر بیشہ سرہنگی وعیاری نے دس نفر زنگیون کو بیہوش کیا زیادہ توقف مناسب نجانا
بھالا کے تمام وہان سے بھاگ کھڑا ہوا فرعون بیٹھا ہوا تھا کہ وہی نازنین آئی اور بدستور فرعون کی
کان مین کچھ کہکے جس طرف سے آئی تھی اُسطرف روانہ ہوگئی مہتر قران نے اُسکا تعاقب کیا نازنین بھی
اُسکے تعاقب مین طی الارض کرتا رہا و درمیان راہ مین بہت وسیع ایک پہاڑ واقع تھا وہ نازنین اُس
پہاڑ کے درہ مین چلی گئی اور غائب ہوگئی ہرچند مہتر قران نے تفحص کیا کہین پتہ نہ ملا بہت پریشان
ہوا ادھر اُدھر تلاش کرتا چلا جاتا تھا دیکھا ایک طرف سے شیاطین خیر اخیر چلا آتا ہی قران سمجھا کہ اسوقت
شیاطین سے دوچار ہونا خالی از ضرر نہین ہی ایک پتھر کی آڑ مین چھپ گیا قریب اُس پہاڑ کے ایک
باغ وسیع تھا شیاطین اُس باغ مین گیا مہتر قران نے چاہا کہ خود بھی اُس باغ مین داخل ہوتا کہ شیاطین کا
سراغ لگائے ہرچند کد و کوشش کی اُس باغ مین داخل نہ ہوسکا اسی تردد مین مبتلا تھا کہ دیکھا شیاطین نے
اُس باغ کا دروازہ کھولا باہر آیا مہتر قران پھر ایک طرف پوشیدہ ہوگیا شیاطین جس طرف سے آیا تھا اُسطرف
روانہ ہوگیا اُس کے چلے جانے کے بعد مہتر قران باغ کے دروازہ کے پاس آیا سوچ رہا تھا کہ دروازہ
مین داخل ہوسکے یا نہین توقف کرنا مصلحت ہی تاکہ کسی وارد وصادر سے اس باغ کی کیفیت دریافت کرون
اسی اثنا مین اُس باغ کا دروازہ پھر کھلا ایک شخص نے اُس دروازہ سے باہر آ کے کہا ای قران سلام علیک
قران نے جواب سلام دیا پھر اُس شخص نے کہا ای قران تم دروازہ باغ پر کیون کھڑے ہو قران نے کہا
مین دیر سے اس فکر مین مبتلا ہون کہ کس طرح اس باغ مین داخل ہون اُسنے کہا کیا مشکل امر ہی آؤ مین تمھین
لیچلون یہ کہا اور مہتر قران کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکے باغ مین داخل ہوا دیکھا عجب باغ پر بہار ہی درختان گل و
ثمر بکثرت ہین ہر چہار جانب نہرین جاری ہین - خلاصہ یہ کہ سر تا سر قدرت باری ہی - وہ جوان مہتر قران کو ہر طرف کی
سیر سے محظوظ کرتا ہوا ایک گوشہ باغ مین لایا اور صفحہ سنگ مرمر پر خود بھی بیٹھا اور مہتر قران کو بھی وہان
بٹھایا مہتر قران نے کہا ای برادر مین تمھارا کمال ممنون ہون کہ تمھارے سبب سے اس باغ پر بہار
کی سیر سے خوش دل و مسرور ہوا مگر اب یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس وجہ سے تمھارے یہان مقیم ہونے
کا اتفاق ہوا اُس جوان نے نفس سرد بھر کے کہا ای قران کیا میرے یہان قیام کی حقیقت کو پوچھتے ہو [illegible]
مصیبت مین مبتلا ہون مہتر قران نے استفسار حال مین مبالغہ کیا اُس جوان نے کہا اصل واقعہ میرا
یہ ہی کہ مین عزیز مصر کا لڑکا ہون سالم شاہ مصری نام سے مشہور ہون آج پانچ سال کا زمانہ منقضی ہوا
کہ مین اس باغ مین قید ہون کناس جادو مجپر عاشق ہی یہ باغ اسی کا ہی ہر روز وہ میرے پاس آتی
ہی بعد استفسار حال مجھ سے اس بات کی درخواست کرتی ہی کہ تو میرے مطالب دلی پر مجھے فائز کر بعد از آن
جو کچھ تو کہیگا اُسپر عمل کرونگی اور کبھی تیری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرونگی مین نے آجتک اُسکی اس
درخواست [illegible] اور کس طرح قبول کرون درآنحالیکہ مین مسلمان ہون جب مین کچھ انکار
ہی کرتا رہا [illegible] باغ کی باغبانی کا کام لینا شروع کیا اور ہر وقت مقید دیکھ لیتی ہی
[illegible] مین شب و روز گذرتے ہین ایسی خراب زندگی

سے تو دست ہزار درجہ بہتر ہی صدہا مرتبہ اس بات کا ارادہ مصمم کر لیا کہ خود کشی کرون مگر پھر خیال آیا دریا نتھا ایکدفعہ
موت آنا ضرور ہی کیا فایدہ کہ پیش خدا ماخوذ ہون اور عاقبت خراب کرون ابھی چار پانچ روز کا عرصہ گذرا
کہ کماس جادو چار ہزار جادون کو اس باغ مین لائی تھی انمین سے کچھ اس باغ مین مقیم رہے
اور باقی اُس قصر مین ٹھہرے مہتر قران نے پوچھا وہ جادوگر کسواسطے یہان آئے سالم مصری نے
کہا وہ سب نابکار خاص اس غرض سے آئے کہ فرعون پر سحر کرین چنانچہ اُن ساحرون کے سحر کا یہ نتیجہ ہی
کہ فرعون مسلمانون کا دشمن جانی ہو کے اُنپر غالب آیا اور اسلام سے ادر چالیس نفر جادو ایسے اُسکے شریک
ہین کہ ہر ایک اون مین سحر و افسون مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چنانچہ اردھر جادو دیو اسود جادو وکندگواہ
کئی روز کے عرصہ سے اسوقت تک اس قصر مین بیٹھے ہوے سحر و افسون پڑھتے ہین اور فرعون کشت
و خون کرتے ہین ہر چند کہ مجکو انکی یہ حرکت بہت ناگوار ہی اسواسطے کہ بندگان خدا کی ضرر و ہلاکت کا باعث
ہی مگر کیا چارہ ہی بجبرت ان بدبختون کی صورت دیکھتا ہون اور دم بخود ہو رہتا ہون اگر کچھ بھی اختیار ہوتا تو
انمین سے ایک ایک نابکار کو ایسی سزاے سخت دون کہ جو اُنکے وہم و گمان مین بھی نہو مہتر قران نے
کہا ای سالم شاہ خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ ایک اپنے ہم مشرب سے یہان ملاقات ہو گئی اگرچہ ہم یہان
قید ہین تاہم حسب مراد کوئی تدبیر ہو سکتی ہی سالم شاہ مصری نے کہا جو تدبیر کہو اُسمین مین شریک ہون میری
دلی خواہش یہ ہی کہ کسی طرح یہ جادوان مکار ہلاک ہو جائین اور مسلمانون کو انکی ضرر رسانی سے نجات ملے
مہتر قران نے کہا اگر مین کوئی چیز دون اُنکے اکل و شرب مین مخلوط کر سکتے ہو سالم شاہ نے کہا کچھ مشکل نہین
ہی ای قران اگرچہ مین نے کماس جادو کو اُسکی خواہش پوری نکرنے کے سبب سے ناخوش کر رکھا ہی تاہم ا
معتبرون مین سے مین بھی ایک ہون قران نے ایک مشت بیہوشی سالم شاہ کو دی اُسنے جا کے
داروے بیہوشی کو شراب کے خم مین مخلوط کر دیا اور چلا آیا دونون مین انواع و اقسام کی باتین رہین
جب پہر رات گذر گئی قران نے کہا ای سالم شاہ چلو قصر مین دیکھین وہان کیا رنگ ہی سالم شاہ
مہتر قران کو ساتھ لیکے آہستہ اور سب کی نظر سے پوشیدہ قصر مین پوہنچا مہتر قران نے دیکھا کہ چند جادو
مکار مردہ پڑے ہین اور تمام بدن پر زخمہاے کاری ہین بہت تعجب ہوا دل مین کہا ہیچ داروے بیہوشی
سالم شاہ کو دی تھی ان بدبختون کو نہین معلوم کس نے زخمی کیا جب اُس قصر مین اور آگے بڑھا کیا دیکھتا
ہی کہ اجروس خنجر ہاتھ مین لیے ہوے جادوون کے قتل و ذبح مین مصروف ہی اور ایسا مشغول ہی کہ قران کے آنیکی
مطلق خبر نہوئی قران قریب اجروس کے گیا اور کہا سلام علیک اجروس نے چونک کے مہتر قران
کو دیکھا کہا آہا خلیفہ علیکم السلام تم کہان مہتر قران نے کہا برادر مین تو جہان ہون وہان ہون پہلے تم بتاؤ
کہ اس قدر عرصہ سے تم کہان تھے اجروس نے کہا ای خلیفہ اس وقت تمھارے ملاقی ہونے سے
میرے دل مین شک پیدا ہوا ہی پہلے میرے دل سے اس شک کو رفع کرو تو مین تم سے اپنا حال کہون
ورنہ اسوقت سخت خرابی پیش آنے والی ہی مہتر قران نے کہا ای اجروس اس بات کا مطلب میری
سمجھ مین نہین آیا صاف کہو تو سمجھون اجروس نے کہا میرا مطلب صاف یہ ہی کہ یہان جادوون کا مجمع ہی
اور جادو بھی وہ جادو جو فن افسون و سحر مین اپنا مثل و نظیر نہین ... ان اصلی نہ ہو اور
کسی ساحر نے تمھاری صورت سے مشابہ ہو کے مجکو فریب د... سلام کا ل

مقصود ہو تو مین بہتر ہے اس بحث کو کیون نہ اوسی قرآن سے کرو اگر تم اپنا اصلی ہونا ثابت نہ کر سکو پس اور
مجکو مطمئن نہ کر دو سکے تو مین اسی طرح پیش آونگا جس طرح ان جادو ان نابکار سے پیش آیا ہون مہتر قرآن
نے بلند قہقہہ مارا اور کہا ای اجروس واقعی تمہارا گمان بہت صحیح ہی اور ایسا ممکن ہی مگر یہ تو بتاؤ کہ مین کسطرح
اپنا قرآن اصلی ہونا ثابت کرون اجروس نے کہا ہان یہ امر مشکل نہین ہی تم اگر قرآن اصلی ہو اور
مسلمان ہو نے کے مسائل مذہب اسلام سے واقف ہوگے اور اگر کوئی جادوگر مہتر قرآن کی شکل
و شمائل سے مشابہ ہو کے آیا ہوگا تو ہرگز تمام مسائل مذہب اسلام سے واقف نہوگا مہتر قرآن نے
کہا اچھا پوچھو کون سا مسئلہ پوچھتے ہو اجروس نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد وہ کون دو فرشتے
ہین جو سوال کرین گے قرآن نے کہا وہ دو فرشتے منکر و نکیر نام سے مشہور ہین اجروس نے کہا
اچھا یہ بھی بیان کرو کہ وہ دونون منکر و نکیر کیا سوال کرینگے اور مرد ایمان دار کیا جواب دیگا
اور پھر جواب درست دینے پر کیا ہوگا مگر اے خلیفہ مشرح بیان کرنا تاکہ مجکو تمہارے اصلی مہتر قرآن
ہونے کا یقین ہو جاوے مہتر قرآن نے کہا سنو جب مردہ مر جاویگا تو قبر مین منکر و نکیر آوینگے
اور حکم خدا سے زندہ کر کے پوچھین گے کہ بتا تو کس کا بندہ ہی (جواب) اس خدا کا واحد لاشریک
جو دونون جہان کا خالق مطلق ہی (سوال) تیرا نبی کون ہی (جواب) محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (سوال)
تیرے دین کا کیا نام ہی (جواب) میرا دین اسلام ہی (سوال) تو کس کتاب آسمانی کا قائل ہی جس پر تو نے
اپنے قول و فعل کا مدار رکھا (جواب) میری کتاب قرآن ہی اگرچہ زبور توریت انجیل وغیرہ بھی کتابین آسمانی
ہین لیکن قرآن نے سب کو منسوخ کیا (سوال) تیرا قبلہ کیا ہی (جواب) میرا قبلہ کعبہ شریف ہی (سوال)
تیرا امام اول کون ہی (جواب) غالب کل غالب علی ابن ابی طالب (سوال) دوسرا امام کون ہی (جواب)
حضرت امام حسن (سوال) تیسرا امام (جواب) حضرت امام حسین (سوال) چوتھا امام (جواب) امام زین العابدین
(سوال) پانچوان امام (جواب) امام محمد باقر (سوال) چھٹا امام جعفر صادق (سوال) ساتوان امام (جواب)
حضرت موسے کاظم (سوال) آٹھوان امام (جواب) حضرت موسے رضا (سوال) نوان امام (جواب) حضرت
محمد تقی (سوال) دسوان امام (جواب) حضرت علی نقی (سوال) گیارھوان امام (جواب) حضرت امام حسن
عسکری (سوال) بارھوان امام (جواب) حضرت مہدی آخر الزمان (سوال) اور چارون خلفای راشدین قاتل
الکفرۃ والمفسدین کا کیا نام ہی (جواب) خلیفہ اول کا اسم گرامی ابوبکر صدیق خلیفہ دوم کا نام عمر فاروق اور خلیفہ سوم کا نام حضرت عثمان غنی
خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضے رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی جب ان سوالون کے جواب درست پاوینگے تو وہ ایمان لانے کی وجہ سے شفقت کرینگے
کہ اب بیخوف و خطر براحت تمام آرام کر اور ایسے مومنونکی ارواحین قیامت تک ادمی السلام مین رہینگی اور وادی السلام ایک صحرا
ہی و دلق نجف کی پشت پر واقع ہی اور نجف وہ مقام ہی جہان امام اول کا مزار مقدس واقع ہی اجروس نے کہا اگر یہ جواب نہ دیگا تو کیا ہوگا
مہتر قرآن نے کہا جواب درست نہ ملنے کی حالت مین کہینگے کہ ای ملعون تجھ پر ہزار لعنت ہی کہ تو نے ایک جواب بھی درست
نہ دیا اور عذاب سخت اسپر ہوگا تمام قبر اسکی آگ سے معمور ہو جاویگی اور ایسے لوگونکی روحین وادی برہوت مین قیامت تک رہینگی
وادی برہوت ... واقع ہی اجروس مہتر قرآن سے بغلگیر ہوا اور کہا ای خلیفہ یہ بات
برا ... ال ہرگز بیجا نہ تھا اب مجکو یقین ہو گیا کہ تم مہتر قرآن ہی ہو
م ... خیال دل مین نہ لاؤ کہ مین تمہارے ان سوالون سے

ناخوش ہوا ملکہ تمہاری اس فہم و فراست سے خوش ہوا وہ آدمی کیا جو ہر امر مین اسکے ہر ایک پہلو کو
سوچنا سمجھنا رہے اور انجام پر نظر نہ رکھی ہو ؎ ہر کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ ہان اب بیان
کرو تمہارا بیان آنا کس طرح ہوا اجروس نے کہا ای ملکہ مین شہزادہ نور الدہر کے ساتھ تھا شب کو
حمزۂ ثانی کی نسبت نہایت متوحش خواب دیکھا صبحکو اس طرف کا عازم ہوا اور بجد و کد تمام اپنے کو یہان
پونہچایا حاصل کلام بعد اس گفت و شنید کے مہتر قران اور سالم شاہ اور اجروس تلوارین کھینچکر
بڑھے اور طرفۃ العین مین چار ہزار جادوان مکار کو تہ تیغ کیا اور کناس جادو اور اسکے چالیسون
شاگردان ہمراہی کے بھی سر تن سے جدا کیے بعد فراغ قلع و قمع باغ سے باہر آکے اجروس نے
کہا ای خلیفہ افسوس ہی کہ حمزۂ ثانی کی رہائی خاص بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی ورنہ ہم
چل کے حمزۂ ثانی کو قید بند فرعونی سے رہا کرتے عرصہ زیادہ ہوتا جاتا ہی حمزۂ ثانی نہین معلوم کس تعب او
مصیبت مین مبتلا ہی جہان تک ممکن ہو انکی رہائی مین تعجیل کرنا چاہیے اگر بدیع الملک کا انتظار کرتا
ہون نہین معلوم بدیع الملک کب آئے فلہذا مین بدیع الملک کے لینے کو جاتا ہون یہ کہکے اجروس
نظر سے غایب ہو گیا مہتر قران اور سالم شاہ سب کے سب ایک جا ہوکے لشکر اسلام کی جانب واپس
ہوئے سعد شہریار کی خدمت مین پہونچے زمین خدمت کو بوسہ دیا سعد شہریار نے پوچھا ای قران تم کہان
تھے بہت عرصہ کے بعد آئے اور یہ تو کہو کہ اسقدر عرصہ کے بعد آئے کچھ کام بھی کر لائے یا کوئی تدبیر
ایسی سوچی جو حمزۂ ثانی کی رہائی کا سبب ہو قران نے کہا شہریار کناس جادو اور اس کے شاگردون
کے سر لائے ہین یہ وہ جادوگر ہین کہ جنکے جادو کے سبب سے جب فرعون مسلمانون کے مقابلہ مین آیا تھا
رہا سعد شہریار نے فی الفور اُن سرون کو دیکھا اور کہا ای قران ان سرون کو زیادہ تر تشہیر نہ کرو کسی قدر انکا
پوشیدہ رکھنا بہتر ہی قران نے اسی وقت ان سرون کو ایک گوشہ مین رکھوا دیا سعد شہریار نے کہا کہ
اب لشکر مین نقارہ جنگ بجاؤ حکم کی دیر تھی یکایک سہ زنقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دولت دولت گرفت
دون ٭ فرعون نے نقارہ اسلام سنکے اپنے لشکر نکبت اثر مین بھی نقارۂ جنگ بجوایا شب کو دونون لشکر
جنگ کی تیاریان ہوتی رہین صبحکو میدان جنگ مین دونون طرف کے لشکرون مین صف آرائی
ہوئی پہلے جو شخص لشکر کفار سے نکلا وہ فرعون تھا واضح رہے کہ جب لشکر اسلام کے مقابلہ مین
لشکر کفار صف آرا ہوتا تھا پیشتر فرعون ہی مقابلہ کو آتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ کناس جادو نے
فرعون کو سمجھا دیا تھا ای خداوند اگرچہ قدرت خداوندی بہت کچھ ہی اسکو کسی کی مدد کی ضرورت نہین ہی
مگر تجھی خداوند نے دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہی اب تو جو کچھ ہوتا تھا وہ ہوا لیکن تیری مشیت مین یہ نکی
گذرا تھا حالانکہ اس کا خراب اثر تجھ تک پہونچنے والا معلوم ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ ہنگام حرب پیکار خداوند
بذات خود مسلمانون پر حملہ آور ہو کیونکہ سحر و افسون خاص تیرے نام پر پڑھا جاتا ہی علاوہ تیرے جو کوئی
مسلمانون کے مقابلہ مین جائیگا ضرور ہلاک ہو جائیگا یہ سبب تھا جو فرعون بے خوف و خطر مسلمانون
سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہو جاتا تھا چنانچہ اب بھی وہی صف کفار سے نکلکے لشکر اسلام کے روبرو
آیا اور آواز بلند کہا ای خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والو ... کہ ہوا
ابھی میری فہمایش کو سنو اور میری خداوندی کے قائل ہو

فہمائش ہرگز تم پر اثر نہ کرے گی لیکن جب میں اپنے بندوں کو برابر سمجھتا ہوں اور سب کی بھلائی پر نظر رہتی ہے تو کسطرح
گوارا کروں کہ حجت کو تمام نہ کروں ہاں میری فہمائش اسوقت تم پر اثر کریگی جب تم سب کو گرفتار کرکے میں شدید
کرونگا اور طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤنگا رستم ثانی سعد شہریار کے پاس آیا اور
کہا شہریار میں فرعون کے مقابلہ کو جاتا ہوں ہرچہ بادا باد یہ ہوتا کہ میں بھی مثل حمزہ کے گرفتار ہو جاؤں گا
باشد حمزہ ثانی کے ساتھ قید ہو کے شاید ہم دونوں کی صورت رہائی پیدا ہو جائے سعد شہریار نے
کہا اے شہزادہ رستم تم اسقدر نا امید کیوں ہو خداوند عالم ہمارا حامی و مددگار ہے اور یقین سمجھو تم اس مرتبہ
فرعون پر فتح پاؤ گے حمزہ ثانی کے گرفتار ہو جانے اور فرعون کے غلبہ پانے کی وجہ اب مجھکو دریافت
ہوئی ہے انشاء اللہ اب وہ غلبہ فرعون کو میسر نہوگا جاؤ میدان میں فرعون کا مقابلہ کرو رستم ثانی
مسلح و مکمل ہو کے صف لشکر سے نکلا اور فرعون کے قریب آ کے کہا او کافر بدکیش یہ تو کیا فضول
بکا کرتا ہے کہ میں خداوند ہوں اور میں ایسا ہوں ؎ بیار انچہ داری ز مردی نشان کمان کیانی و گرز گران
فرعون ہنسا اور کہا اے رستم کیوں شامت آئی ہے اپنے خداوند صاحب قدرت و جلال کی خدمت میں
ایسی گستاخی کرتا ہے کیا کہوں مجھے اپنے رحم و کرم کا خیال آجاتا ہے ورنہ ابھی حقیقت میرے قہر و جلال کی
ظاہر ہو جاتی رستم نے کہا ادھر بیدم تو کیا اور تیرا قہر و جلال کیا بڑھتا بھی ہے یا اسی طرح خواہ مخواہ نرا
بھکائیگا فرعون نے کہا اچھا وار کرو تو سہی پھر میں اپنے جلال کی شان تو دکھا ہی دونگا رستم ثانی
نے جھپٹ تمام شمشیر آبدار کا وار کیا گو وہ مکار بھی فن حرب سے بخوبی ماہر تھا بسہولت تمام رستم کے وار کو
رد کیا اور کہا اب کچھ اور حوصلہ بھی رکھتا ہے یا بس رستم ثانی نے دوسرا وار کیا اسنے اس وار کو بھی رد
کیا رستم ثانی نے جھنجھلا کے تیسرا وار کیا فرعون نے اس وار کو بھی اسی طرح رد کیا اس مرتبہ رستم ثانی
اللہ اکبر کہکے فرعون کیطرف جھپٹا اور فرعون کے قریب پہونچ کے اسکے کمربند میں ہاتھ ڈالکے بسہولت تمام سر سے
بلند کر لیا اور اسی طرح ہاتھ پر اٹھائے ہوئے سعد شہریار کے پاس آیا سعد بہت خوش ہوا اسی وقت
نقارہ بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ میں آ کے حکم دیا کہ لاؤ ہمارے سامنے فرعون کو لازم گرفتہ و
بستہ کیے ہوئے فرعون کو لائے سعد بادشاہ نے فرعون کی طرف دیکھ کے کہا اے فرعون کہاں
ہیں تیرے وہ احمق جو تیری خداوندی کے قائل تھے آویں تو انسے پوچھوں کہ خداوندی وہ خداوندی کیا ہوئی اور
وہ قدرت و جلال کیا ہو گیا جس سے ہر ایک کو ڈرایا جاتا تھا اور اے فرعون تو بھی بتا کہ تیری مشیت
میں یہ کیا گذرا کہ ہماری قید و بند میں مبتلا ہو گیا بس اب خیریت اسی میں ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل
ہو اور اس خیال مزخرف سے درگذر کہ میں سب کا خداوند ہوں اور سب میرے بندے ہیں فرعون
نے کہا اے بندگان من یہ کیا کہتے ہو بے شبہ میری مشیت میں یہی گذرا تھا جو تم دیکھ آئے ہو ارے تم
ڈرو میرے قہر و جلال سے اگرچہ میں گرفتار ہو گیا ہوں اس بات کا مطلق خیال دل میں نہ لاؤ ہزاروں طرح
کے لاکھ کرشمے ہیں سعد شہریار نے کہا تو اسی طرح مزخرف بکے جائیگا اور باوراں کہا ارے کوئی ہے جا کے
جلدی جلاد کو بلا لاؤ جلاد حاضر ہوا سعد شہریار نے فرعون کی طرف اشارہ کر کے کہا اس
خیرہ سر کو [illegible] ہلاک نہ ہو جائیگا اپنی بد ذاتی سے نہ چوکیگا
[illegible] رفع ہو نگا جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت [illegible]

مناسب ہی اور ریگ پر فرعون کو بٹھا کے چاہتا تھا اُسکا سر تن سے جدا کرے کہ یکایک جانب سے آواز
ہائے ہائے کی گوش زد ہوئی کہ جلاد اور تمام حاضرین متعجب ہو کے ادھر اُدھر دیکھنے لگے سعد شہریار
نے کہا ابھی یہ کون ہلاک نہین ہوا یہ آواز ہائے ہائے کی کیسی آرہی ہی راوی کہتا ہی کہ جس وقت فرعون
کی ہلاکت کا وقت آیا وہی نازنین عیار پیشہ خنجر بران ہاتھ مین لیے ہوئے دربار کے دروازہ پر پہونچی دربان
مانع ہوئے اُسنے بلاتکلف خنجر سے ہلاک کیا چنانچہ متعدد دربان آناً فاناً خنجر سے ہلاک کرکے فرعون کے
قریب پہونچی فوراً اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور جس طرف سے آئی تھی اس طرف اُٹھا کے لیے چلی
گئی اُسکے جانے کے بعد سعد شہریار نے حاضرین سے کہا طرفہ واقعہ ہی کہ تم اسقدر لوگ موجود تھے اور
کسی نے تعرض نکیا سبنے کہا شہریار کیا کہتے ہو گیا تم موجود نتھے ہم تو اس وقت گویا خواب دیکھ رہے تھے اُسکے جانے
کے بعد خیال آیا کہ تعرض کرنا چاہیے تھا لیکن اُس وقت ایسی کچھ حیرت دامنگیر ہوئی کہ بجز تماشا دیکھنے کے
کچھ بس نہ چلا سعد شہریار نے کہا ہان میری بھی یہی حال تھا اسکو بھی معاملہ سحر وافسون کہنا چاہیے ورنہ تنہا
کسی کا اسقدر آدمیون مین ایسی جرأت کرنا اور کسی کا تعرض نہ کرنا عقل مین نہین آتا وہان نازنین عیار پیشہ کے
فرعون کو لیجانے کے بعد تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ محافہ نشین کا نقاب پوش لیے ہوئے وارد ہوا فرعون کی خدمت
مین آتے ہی سجدہ کیا اور کہا ای خداوند کیا کیا کرشمے تیری مشیت مین گذرے ہین اب کیا حکم ہوتا ہی
فرعون نے کہا جو کچھ مناسب ہو کرو پہلا کام یہی سمجھو کہ خداپرستون کو سزا دیجاے اُنھون نے میری خدائی
مین رخنہ ڈالنے پر کمر باندھی ہی طرح طرح سے ذلیل وخفیف کرنا چاہتے ہین اگر ہمکو اُنکی اسطرح کی شرارت
اور ضرر رسانی کی خبر ہوتی تو ہم ہرگز اُنکو آدمی کیصورت مین نہ پیدا کرتے اب بھی اُن سب کا نیست ونابود
کردینا میری قدرت کے نزدیک کوئی بات نہین ہی مگر پھر خیال آتا ہی کہ پیدا کرکے اس طرح پیش آنا رحم وکرم
کے خلاف ہی محافہ نشین نے نقارہ جنگ بجوایا اور خود میدان مین آکے باواز بلند کہا ای خداپرستو آگاہ ہو کہ
تم خداوند فرعون کے مقابلہ مین ہرگز سبقت نہین لیجا سکتے کیا تمکو اس سے فائدہ ہوا جو تم خداوند کو
اپنے یہان اُٹھا لے گئے طرح طرح کی تکلیفین دین اُسکی ہلاکت کے درپے ہوگئے پھر خداوند کو کسکی مجال
ہی جو ہلاک کرسکے خواہ مخواہ تمنے اپنی عاقبت خراب کی یقین ہی کہ اب تو خداوند فرعون کی قدرت تم پر
حالی ہوگئی ہوگی دیکھو اب بھی غنیمت ہی اگر تم اُسکی بندگی کے واسطے مستعد ہوجاؤ ہم وعدہ کرتے
ہین کہ تمھاری سفارش کرکے تمھارے تمام گناہون کو معاف کروا دینگے ملک قاسم کو تاب طاعت
نہ رہی محافہ نشین کے قریب آکے کہا او قرمساق اس بیہودہ گوئی سے کیا فائدہ اگر کچھ زور دست وبازو رکھتا
ہی تو مردون کے مقابلہ مین آ اور جوہر شجاعت دکھا محافہ نشین نے وار کیا ملک قاسم نے اس وار کو رد کیا
اور اپنا وار کیا محافہ نشین نے بھی ملک قاسم کے وار کو رد کیا اس رد وبدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک
قاسم محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا بعدہ محافہ نشین نے پھر باواز بلند کہا ای خداپرستو تمکو
اگر دعوے دلاوری اور بہادری ہی تو کوئی میرے مقابلہ کو آوے ورنہ میری اطاعت قبول کرکے
جو کچھ مین کہون اسپر عمل کرے اس مرتبہ علم شاہ مسلح ومکمل محافہ نشین کے مقابلہ مین آیا اور دوبدل
شروع ہوئی آخر علم شاہ بھی محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا دن تمام ہوگیا تھا دونون لشکرون
مین نقارہ بازگشت بجا دونون لشکر اپنے مقام قیام پر گئے

ہنگامہ آرائی رہی چند مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے آخر ایرج نے نہایت بہادری سے محافہ نشین کا مقابلہ کیا ہر واسہین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب محافہ نشین کا کام تمام ہو گیا مگر محافہ نشین کو فن سپہ گری نہین معلوم کہان سے حاصل ہو گیا تھا کہ تمام وارون کو بسہولت رد کیا مزید برآن ایرج کو گرفتار کر لیا۔ پھر عنجل مقابلہ کو آیا وہ بھی بعد رد و بدل بسیار محافہ نشین ہی کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا سعد شہریار کو ایرج اور عنجل وغیرہ کے گرفتار ہو جانے سے اور بھی زیادہ ملال ہوا

اس حال کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور تورج بدرگ کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

جو گذری بجہ بیت اللہ سے کہو ہوا سو ہوا ٭ بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا ٭ مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر ٭ مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا ٭ پہونچ چکا ہی سر زخم دل تلک یارو ٭ کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا ٭ کہے ہی سنتے مری سرگذشت وہ بیرحم ٭ یہ کون ذکر ہی جانے بھی دو ہوا سو ہوا ٭ خدا کیواسطے آ درگذر گنہ سے مرے ٭ نہوگا پھر کبھو ای تند خو ہوا سو ہوا ٭ یہ کون حال ہی احوال دل پہ ای آنکھو ٭ نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا ٭ دیا اُسے دل و دین اب یہ جان ہی سودا ٭ پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا ٭ سخن وانسے کہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را اینچنین آغاز کردہ ٭ کہ جب تورج بدرگ دختر بادشاہ روم کو اپنے قبضہ مین لایا فوج کثیر جمع کی اور ملک مدائن پر حملہ کیا سعد بن قباد کو خبر پہونچی فوج کثیر ہمراہ لیکے مقابلہ کو آیا وہ موسم برشگال کا تھا اور دونون لشکرون کے درمیان مین دریا حائل تھا اس طرف تورج بدرگ کی فوج مقیم تھی اُسطرف سعد بن قباد بارہ ہزار فوج جرار اور کئی فیلان جنگی کی قطار لیے ہوئے کنارے دریا کے مقیم تھا شب کی تاریکی مینہ کا زور دریا کا شور ہوا کا جھکڑ آسمان کا سناٹا ہر متنفس کا دل اُڑائے دیتا تھا جب نصف شب گذر گئی سعد بن قباد نے ایک افسر جلادت نام کو طلب کیا جسکو بجائے خود بہت جری اور تجربہ کار سمجھتا تھا اُس سے اُسنے کہا اے جلادت تو تمہارے مدد سے سرکار شاہی کا نمکخوار ہی تورج بدرگ ملک مدائن پر لشکرکشی کے ارادہ سے آیا ہی اُسکے پاس ہمارا نامہ اسی وقت لے جا اور جواب نامہ لیکے راتون رات واپس آ راوی کہتا ہی کہ سعد بن قباد کے پاس ایک گھوڑی عربی نژاد نہایت چست و چالاک تھی جلادت عرصہ سے اُس گھوڑی کا خواستگار رہتا تھا بلکہ سعد بن قباد سے ایک مرتبہ اُسکو طلب بھی کیا تھا چونکہ وہ گھوڑی اصل و نسب کے بہت درست اور ہر طرح قابل تعریف تھی سعد بن قباد بھی اُس گھوڑی کو بہت دوست رکھتا تھا جلادت کی درخواست پر سکوت اختیار کیا اُسوقت وہ گھوڑی جلادت کے حوالہ کی اور کہا ای جلادت تو ملین یہ اسوقت کی اس خدمت کے معاوضہ مین تجکو علاوہ اس گھوڑی کے مال سے مستغنی کر دونگا اگر اس بات کا خیال رہے کہ جسوقت تورج بدرگ کے لشکر مین پہونچنا اگر وہان موقع ملجاوے تو تورج کو ہلاک کر کے آنا کیونکہ یہ وقت شب ہی اور مینہ دھاڑم دھاڑ برس رہا ہی اپنی اپنی جگہ مین مقیم ہونگے ممکن ہی تورج تنہا ملجاوے جلادت نے بہت خوب کہا اور اُسی گھوڑی کی پشت پر سوار ہو کے اُسی وقت شب مین دریا سے عبور کیا اور لشکر تورج مین پہونچا اول ہر چند موقع و محل کو تلاش کیا جب تورج کی ہلاکت کا موقع نہ ملا ایک لشکری سے ملاقات کی اُسنے کہا تو کون ہی اور کہان ایسی شب تاریک مین یہان آیا ہی تجکو کچھ اپنی جان کے تلف ہونے کا خوف و خطر نہین ہی جلادت نے کہا کہ ای [illegible] قباد کا ملازم قدیم اور معتمد علیہ ہون نامہ لیکر آیا ہون یہ خبر تورج بدرگ [illegible] وہ نامہ بر کہان ہی جلد لا کر اُسے حاضر کرو جلادت تورج بدرگ

کے خیمہ مین پہونچا نامہ دیا اور کہا کہ یہ نامہ نامی سعد بن قباد کا ہی اسی وقت اسکا جواب مانگا ہی تورج بدرگ
نے نامہ کو کھولا بعد القاب و آداب ما وجب مضمون اُس نامہ کا یہ تھا کہ ای تورج ہم کو بخوبی تحقیق
ہی کہ تو ملک مداین پر یورش کرنے کے ارادہ سے آیا ہی کچھ مضائقہ نہین ہی ہم بھی مستعد و آمادہ ہین
ہماری غرض یہ ہی کہ جب جنگ و حرب ہی کرنا منظور ہی تو صبح پر موقوف رکھنا کیا ضرور ہی اسی وقت سے
جنگ شروع ہو جاوے تو بہتر ہی ہم چاہتے ہین کہ بعجلت تمام یہ معاملہ یک سو ہو جاوے تورج بدرگ
نے جواب دیا کہ سعد بن قباد سے کہدے کہ ہان ہم بھی یہی چاہتے ہین جلادت جواب نامہ لیکے بہزار خرابی
طرح بمشکل تمام اس پار آیا اور سعد بن قباد کو نامہ دیکے کہا شہریار مجکو کوئی ایسا موقع نہ ملا کہ تورج کو ہلاک
کرکے اس کا سر لاتا ناچار نامہ کے جواب ہی پر اکتفا کی سعد بن قباد نے پوچھا اُس طرف کیا سامان
ہو رہا ہی اور تیرے نزدیک تورج بدرگ کے ہمراہ کس قدر فوج ہو گی جلادت نے کہا میرے
نزدیک تورج کی فوج تیرہ دو لاکھ کے ہو گی اور اگرچہ تاریکی شب ہی مگر سب مسلح و مکمل ہین سعد بن
قباد نے جلادت کو بہت کچھ انعام دیا اور نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا ادھر نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہی
تھی کہ اُس طرف سے بھی نقارہ رزمی کی صدا گوش زد ہوئی قباد نے تمام ہاتھیون کی قطار پیشا پیش
اُس پار روانہ کی اُنکے عقب مین مع تمام فوج خود بھی روانہ ہوا اور اُس پار پہونچتے ہی تورج پر
حملہ آور ہوا فوج تورج نے بھی جواب ترکی بترکی دیا تمام شب اُس طوفان مین ہنگامہ کشت و خون
گرم رہا یہان تک کہ صبح ہو گئی تورج بدرگ بذات خود مقابلہ کو آیا اس طرف سے سعد بن قباد
مقابلہ کو نکلا تا دیر ان دونون مین شمشیر و نیزہ وغیرہ کی لڑائی ہوتی رہی آخر دونون جوان پشت اسپ
سے زمین پر آ گئے گاودریان شروع ہو گئین نتیجہ یہ ہوا کہ تورج سعد بن قباد کو گرفتہ و بستہ کر
اپنے لشکر مین لے گیا سعد بن قباد کے گرفتار ہو جانے سے گیو نوجوان سپہ سالار سعد بن
قباد کو سخت تردد ہوا اپنی ماتحت فوج سے کہا ای دلاورو اگر سعد بن قباد تمھارا فرمانروا دشمنون
کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا ہی تم اس بات کا مطلق خیال دل مین نہ لاؤ اور مردانہ اور دلیرانہ فوج
مخالف سے مقابلہ کرو ایک روز مرنا ضرور ہی اگر سعد بن قباد کو تورج کی قید سے رہا کر لیا تو الحمد
ورنہ ہر چہ بادا باد صفحہ ہستی پر یہ ذکر تو رہ جاویگا کہ سعد بن قباد کے لشکر نے اپنے فرمانروا کے رہا
کرنے مین بڑی کوشش کی مگر افسوس کامیاب نہ ہوسکے یہ تقریر سنکے سب کے دلون مین ایک
طرح کا خیال مردانگی سمایا کہا ہم سب جان نثار حاضر ہین تورج بدرگ اور اسکی فوج کیا ہی اگر حکم ہو تو آگ کے
دریا مین کود پڑین گیو نوجوان نے کہا یہ تو میرے دل کو یقین ہی مگر احتیاطاً مین نے اس بات کا ذکر
کیا بعد ازان گیو نوجوان نے تمام فوج کو ہمراہ لیکے تورج کی فوج پر حملہ کیا ہزارون بندگان خدا کی
جانین تلف ہوئین آخر الامر گیو نوجوان کو بھی تورج بدرگ نے گرفتار کر لیا اور چند روز مین ایران
اور توران کو بھی فتح کر لیا پھر پایہ تخت رستم خان کا ولکی مین پہونچا رستم خان کا ولکی بھی
فوج کثیر ہمراہ لیکے تورج بدرگ کا مقابل ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی آخر الامر رستم خان بھی مثل سعد
بن قباد اور گیو نوجوان سپہ سالار کے گرفتار ہو گیا پھر تورج بدرگ ملک بربرستان مین پہونچا اور بعد
جد و جہد بسیار وہان بھی بت پرستی کو رواج دیا ہر چند اہل [illegible]

[illegible]

ضائع ہو جاوے تو بہتر ہو لیکن بت پرستی ہرگز نہین اختیار کیجاوے کی افسوس کہ وہ اپنے عہد کو پورا نہ کرسکے بعضے
باعتقاد صادق بت پرست ہو گئے اور بعضے تقیہ کے عالم مین رہے تورج بت پرستی کی ترویج سے فراغت
کرکے چند روز درمیان دریا کے مقیم رہا بعدہ کوچ باختر مین پہونچکے ہنگامہ آرائی کی تا اینکہ کامل خان و
غافل خان و لوز خان و خورشید خان بن گنجاب کو بزور شجاعت گرفتار کیا اور کوچ باختر پر کامل قبضہ کرکے
ہفت دربند باختر کو بھی مسخر کیا تا اینکہ سبائل کے قریب پہونچا یہ خبر شاہ سلیمان کو پہونچی کہ تورج بدرگ اسطرف
آتا ہے وہ ایک ہی شقی بدذات ہے جلد شہر کا بند و بست کیا جاوے اور کامل تدارک [illegible] اسکا یہان پہونچنا بہتر نہوگا
شاہ سلیمان نہایت متفکر ہوا ہر شخص سے اس بارہ مین مشورہ لیا کہ کیا تدبیر عمل مین لاسکے تاکہ تورج کی شرارت
و بدذاتی سے محفوظ رہین ہر ایک نے اپنی اپنی راے جداگانہ بیان کی شاہ سلیمان نے بجاے خود یہ فکر کی
کہ ملک سبائل مین اخی سہمان کو اپنی جگہ چھوڑا اور خود مثل نامہ بردون کے نامہ لیکے تورج بدرگ کے پاس
آیا دس صندوق پر از جواہر بطور نذر تورج کے پیش کش کیے بعدہ وہ نامہ تورج کے ہاتھ مین دیا اور کہا
ای تورج شاہ سلیمان نے یہ نامہ بھیجا ہے تورج بدرگ نے سرنامہ چاک کیا لکھا تھا ہزار ہزار تعریف
اس لات و منات کی جنکی قدرت و طاقت سے ایک زمانہ واقف ہے اسی طرح آلش کو سالہ کی بھی صفت و ثنا کی
جنھونے آج ہمکو وہ قدرت بخشی ہے کہ ہم جو چاہین کرین اور ہم بھی بتان بزرگ کے نذر کردہ ہین بنا بران اطلاع دیجاتی
ہے کہ ای تورج بدرگ دراصل مین بادشاہ فارس ہون میرے باپ دادا بھی اصل مین بت پرست تھے
لیکن افسوس ہے کہ یہ خدا پرست ہر طرح زبردست ہین اور مجھ مین اسقدر طاقت نہین ہے کہ خدا پرستون کے
سامنے دم مار سکون اور ہمارا سردار بھی کوئی نہ تھا جسکے سرپرستی سے ہم کچھ کرسکتے بارے تمھارا اس طرف وارد
ہونے کا اتفاق ہوا ہم بہت خوش ہوے میرا بہت دل چاہتا تھا کہ ہم تم تک پہونچتے لیکن اس بات سے
مجبور ہین کہ چند پہلوان ہماری نگرانی کے واسطے خدا پرستون نے مقرر کردیے ہین اگر انکو کچھ بھی شبہ
میرے تمھارے طرف میلان کا ظاہر ہو جاوے تو ہرگز زندہ نہ چھوڑین ایسی حالت مین کچھ کر سکتے کیا
چارہ ہے مین چاہتا ہون کہ تمھارے پاس آؤن مگر کیا کرون کہ اگر خدا پرستون کو معلوم ہو جائیگا پس وہ میری
ہلاکت کے درپے ہو جاوینگے اور اسوقت کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا تمکو چاہیے بمجرد دیکھنے اس تحریر کے
فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچا دو تاکہ ہم اور تم باتفاق یکدیگر خدا پرستون سے انکی سرکشی کا عوض لین اور سبائل مین
بت پرستی کو رواج دین ہمارے تمھارے متفق ہو جانے مین خداوند بت بزرگ کا خوش ہونا مقصود ہے فقط جب
اس مضمون کا نامہ تورج کی نظر سے گذرا بہت خوش ہوا اور کہا ای سفید ریش تو کون ہے اسنے کہا ای تورج بدرگ
مین شاہ سلیمان کا داماد ہون اور خدمت وزارت کو بھی انجام دیتا ہون تورج نے خلعت گران بہا اسکو
دیا اور کہا تم جاؤ اور کہدو کہ جب مین ملک سبائل مین پہونچونگا قلعہ مین بھی آؤنگا شاہ سلیمان فوراً تورج
سے رخصت ہو کے ملک سبائل کیجانب روانہ ہو گیا خیر اخیر چلا جاتا تھا اثناے راہ مین امیر حمزہ کا عیار و راکل
شاہ ملازم تورج چلا جاتا تھا اسنے جو شاہ سلیمان کو دیکھا کہ تورج کی طرف سے چلا آتا ہے بہت متحیر ہوا
بعجلت تمام تورج کے پاس آیا اور کہا ای تورج اسوقت مین نے شاہ سلیمان کو اسطرف جاتے دیکھا تھا
تعجب ہوا کہ [illegible] کہا ای امیر من شاہ سلیمان یہان کہان البتہ شاہ سلیمان کا
وزیر [illegible] سلیمان کا لایا تھا ابھی یہان سے گیا ہے شاید وہی نامہ بر ہوگا جسے تجھے

شاہ سلیمان کا دھوکھا ہوا اسپرمن فیل پا نے پوچھا مضمون اس نامہ کا کیا تھا نورج نے اس نامہ کے مضمون کو سنایا
اسپرمن فیل پا نے کہا اے نورج مین ہرگز نہین کہہ سکتا کہ وہ نامہ بر شاہ سلیمان کا وزیر تھا بالفرض خود شاہ سلیمان
تھا مین نے بخوبی اُسے غور سے دیکھا شاہ سلیمان بذات خود تھا اور یہ ایک حیلہ تھا کہ نامہ خود لایا غرض اسکی یہ ہے کہ تم کو
سبائکل مین لیجائے اور گرفتار کرے نورج نے اسیوقت اسلحہ سے اپنے کو آراستہ کیا اور سلیمان شاہ کے
عقب مین روانہ ہوا اور شاہ سلیمان بھی خیزا خیز چلا جاتا تھا حتی کہ نورج بدرگ بعد جد و جہد تمام شاہ سلیمان کے
قریب پہونچ گیا نعرہ مارا کہ ہاں اوسر پاچہ سفید اب مین تجکو کب چھوڑتا ہون مجکو کیا معلوم تھا کہ تو اس عیاری
سے میرے پاس آئیگا اور میری ہلاکت کے درپے ہوجائیگا ورنہ مین اسی وقت تجھے ہلاک کرتا ہرگز زندہ نہ جانے
دیتا تاہم اب بھی خیریت ہوئی کہ میرے عیار طرار نے تجھے دیکھ لیا اور مجکو تیری مکاری کی اطلاع دی یہ کہا اور
مرکب کو دوڑا کے شاہ سلیمان کے روبرو آیا شاہ سلیمان نے جب دیکھا کہ یہ مردک سدراہ ہوا ہے اور بغیر رد و
بدل کوئی چارہ نہین ہے بجز [illegible] چلہ کمان مین جوڑ کے نورج بدرگ کیجانب رہا کیا وہ تیر نورج پر نہ پڑا بلکہ
نورج کے مرکب کی پیشانی پر پڑا اور اسکی دم سے گذر گیا اور مرکب بیجان ہو کے دیوار کہنہ کی طرح دھڑ سے زمین
گرا مع ہذا نورج بھی جست کر کے پشت اسپ سے زمین پر آیا ورنہ سخت صدمہ ہوتا ادھر شاہ سلیمان نے
جو اسقدر فرصت پائی وہانسے چلدیا اسپرمن وہان موجود تھا نورج بدرگ کو پیادہ پا دیکھ کے دوان دوان گیا
اور دوسرا مرکب حاضر کیا نورج سوار ہوا اور پھر شاہ سلیمان کے تعاقب مین روانہ ہوا دل مین کہتا تھا کہ افسوس
میرا مرکب تیر کھا کے ہلاک ہوگیا ورنہ شاہ سلیمان کو زندہ نہ جانے دیتا سلیمان خیزا خیز چلا جاتا تھا اور پھر پھر کے عقب
کیجانب پھر کے دیکھتا جاتا تھا کہ یکایک سامنے دور سے تتق گرد نمایان ہوا دل نے کہا [illegible] نہین معلوم یہ گرد کیسی
ہے مبادا کوئی دشمن میرا ہو اور میرا سدراہ ہوا تو اس جانب نورج بدرگ کا خوف ہے اب کسی طرح جان نہین بچے گی
کیا معلوم تھا کہ ایسا نتیجہ بہ ظہور مین آویگا ورنہ کیون ایسی جرات کرتا اتنے مین وہ گرد چاک ہوا دیکھا فارن بن
زلازل بن بدر اسی ہزار سواران جرار و آتش بار کی جمعیت ہمراہ لیے چلا آتا ہے اور آتے ہی شاہ سلیمان
کا سدراہ ہوا شاہ سلیمان نے نفس سرد کھینچ کے بجاے خود کہا اے سلیمان جو کچھ مین ابھی سمجھ رہا تھا وہی
سامنا ہوا اب کہان بھاگ کے جا سکتا ہون عنقریب نورج بدرگ بھی یہان پہونچا چاہتا ہے دو مین سے ایک
ضرور میری ہلاکت کا باعث ہوگا فارن نے باواز بلند کہا اے شاہ سلیمان مین تو تیری تلاش مین تھا بارے
تو مجکو ملگیا اب مین تجکو زندہ نہین چھوڑونگا اگر خیریت چاہتا ہے تو جس طرح اسوقت کھڑا ہے اسی طرح
مقیم رہ تاکہ مین تجھے گرفتار کرلون اگر تو کسی طرح کا حوصلہ رکھتا ہے مجکو یہ بھی منظور ہے لیکن بجاے خود تو یہ خوب
سمجھ لے کہ تو میرے ہاتھ سے صحیح و سلامت جان نہین لیجا دیگا شاہ سلیمان نے اسکی بات کا تو کوئی جواب نہ دیا
البتہ بقوت تمام شمشیر آبدار کا وار فارن پر کیا فارن بھی فن سپہ گری سے باہر تھا اسنے بسہولت
و درستی وہ اس شاہ سلیمان کے وار کو رد کیا اور کہا اے شاہ سلیمان بس یہی تجھمین جرارت تھی
یا اور بھی ہے شاہ سلیمان کو اسکی اس طعن سے غصہ آیا دوسرا وار اسکے سر پر کیا اس نے اس وار کو
بھی رد کیا پھر بچالاکی تمام قریب آکے شاہ سلیمان کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے
بلند کر کے کہا اے شاہ سلیمان دیکھا تو نے میرے مقابلے کے نتیجے [illegible] تھا پہلے ہی میرے مقابلے
سے باز آیا ہوتا تو کیون اس قدر طول کھینچتا ہے تجھے زمین پر

ہوجاتی تھی شاہ سلیمان کے حواس باختہ ہوگئے قارن نے جب کچھ جواب نہ پایا شاہ سلیمان کو بند کرکے
روانہ ہوا اور اثنائے راہ میں دیکھا تورج بدرگ چلا آتا ہے اسنے خود دیکھا کہ شاہ سلیمان کو گرفتار کیا
ہے قارن کے قریب آکے کہا یہ کون ہے جس کو تو نے گرفتار کیا ہے اسنے کہا کوئی ہے تو کون ہے تورج
نے کہا میں اسکے گرفتار کرنے کا حق رکھتا ہوں یہ میرا دشمن ہے اسمیں خیریت سمجھ کہ اسکو میرے حوالہ
کردے اور تو بت پرست ہوجا اور اگر تو میرے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہتا ہے بس آ میرا مقابلہ کر قارن
نے کہا ای تورج تو بیکار اس بارہ میں جد و جہد کرتا ہے میں شاہ سلیمان کو ہرگز تیرے حوالے
نکرونگا دراینحالیکہ میں نے بکوشش تمام گرفتار کیا ہے کیونکر دیسکتا ہوں اور اگر تجکو مجھسے جنگ
کرنا منظور ہے بس میں بھی عاجز نہیں ہوں ع بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ۱۲
تورج نے تیغ کا وار قارن پر کیا قارن نے اس وار کو رد کرکے تلوار کا وار کیا تورج نے بھی اس وار
کو پشت شمشیر پر روکا قارن نے دوسرا وار کیا تورج بدرگ نے اس وار کو بھی رد کیا حتے کہ تین وار قارن
کے تورج نے رد کیے چوتھا وار کرنے کو تھا کہ تورج نے اس کے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا قارن بھی
نہایت چست و چالاک تھا اس نے اسکے کمربند کیجانب ہاتھ بڑھایا دونوں میں گاوزوریان خوب
ہونے لگیں کبھی یہ انکو چند قدم پسپا کرتا تھا اور کبھی وہ اسے پسپا کرتا تھا حتے کہ ایک شبانہ روز
جنگ زور دست و بازو ہوتی رہی تیسرے دن دوپہر تک یہی حال رہا بعد زوال آفتاب تورج بدرگ
نے قارن کو سر سے بلند کرلیا اور کہا ای قارن اب تو اپنے ارادہ کو ظاہر کر اگر مجھسے مخالفت کرنا
چاہتا ہے تو مجھے بیان کرتا کہ میں تیرا کام تمام کروں اور اگر مجھسے موافقت کرنا چاہتا ہے تو میں
رہا کروں قارن نے کہا ای تورج پہلے اس امر سے مجھے اطلاع دے کہ میں کیا کروں جس سے
تم مجھے اپنے سے موافق سمجھوگے تورج نے کہا میں اپنے سے موافق سمجھوں اگر تو بت پرستی
اختیار کرے قارن نے کہا مجھے منظور ہے تورج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا کہ میں یکہ و
تنہا سبائل میں جاتا ہوں میرے جانے کے بعد تو بھی وہاں پہونچنا قارن نے قبول کیا تورج یکہ و تنہا
سبائل میں پہونچا جب دروازہ سبائل میں داخل ہوا آواز بلند کہا کون ہے میرا مرد مقابل ہوکے
اور میرا مقابلہ کرے ورنہ میری اطاعت اختیار کرے اخی سہمان آیا اور مقابلہ کیا تا دیر دونوں میں
رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ تورج نے ایسا وار تلوار کا کیا کہ اخی سہمان دو لخت ہوکے زمین پر
گرا بعضوں نے اخی سہمان کا عوض لینا چاہا تورج نے دلیرانہ انکو بھی ہلاک کیا اس عرصہ میں قارن
بھی مدد کو پہونچ گیا تمام رعایائے سبائل خوف جان سے بت پرست ہوگئی اور تورج کا لشکر بھی سبائل
میں پہونچ گیا تورج نے باطمینان تمام سبائل کا بندوبست کیا بعدہ ذوالامان کیجانب روانہ ہوا
تورج بدرگ کو ذوالامان کیجانب روان رکھا جاتا ہے اور حال شاہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہے

مرے دل کو شوق فغان نہیں مرے لب تک آتی دعا نہیں
نہ تجھے دماغ نگاہ ہے نہ کسی کو [illegible] خیال سے
عجب اسکا [illegible] میں
[illegible] ۱۲

وہ دہن ہوں جسمیں زبان نہیں وہ جرس ہوں جسمیں صدا نہیں
انھیں کسطرح سے دکھاؤں میں وہ جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں
وہ مقام ہوں کہ گذر نہیں وہ مکان ہوں کہ پتا نہیں
کوئی گل کھلے بھی تو بو نہ دی کہیں حسن ہو تو وفا نہیں ۱۲

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہی ہماری خو + کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین
مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا + نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو ہنسا نہین
مرے آگے اس کو فروغ ہو یہ مجال کیا ہی رقیب کی + یہ سمجھو جلوہ یار ہی کہ چراغ خانہ کو جا نہین
چلین گو کہ سیکڑون آندھیان چلین گرچہ لاکھ ہوائی فلک + بھڑک اٹھی آتش طور پھر کوئی اس طرح کی ہوا نہین

سخن سنج دانا سے معنی فریب + عروس سخن را چنین داد زیب + کہ جب شاہزادہ نامدار یعنی بدیع الملک عالی وقار مع یاران دست راست حمزہ ثانی سے برجستہ خاطر ہو کے نگارستان کی طرف روانہ ہوا اثنا راہ مین انواع و اقسام کے واقعات رونکار ہوے چند روز کے بعد ایک بحر مواج کے کنارے پہونچا ایک کشتی پر سوار ہوا کشتی روانہ ہوئی دو پہر تک وہ کشتی بہمہ جہت محفوظ سطح آب پر روان رہی یکایک ہوا سے تند کا جھوکا آیا ملاح نے کہا ہوا کا رخ خراب ہی طوفان کے آثار معلوم ہوتے ہین سواران کشتی خبردار ہو جائین یکایک طوفان آگیا عنان کشتی ملاح کے اختیار سے رہا ہو گئی اب یہ حال ہی کہ کشتی کبھی جانب مشرق تہ و بالا ہوتی چلی جاتی ہی اور کبھی جانب مغرب اور تاریکی اسقدر پھیلی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا القصہ روز اور تمام رات یہی حال رہا بدیع الملک اور تمام یاران ہمراہی زندگی سے ناامید ہوے کلمہ طیبہ پڑھکے ایک نے دوسرے کو آگاہ کیا اور کہا یارو تم مین سے اگر کوئی زندہ و سلامت ساحل نجات پر پہونچ جاے تو ہمارے متعلقین کو ہمارے حال کی خبر کر دے صبح کو وہ طوفان برطرف ہوا روشنی ہوئی کشتی ایک جزیرہ کے کنارے پہونچی کشتی سے اترے چند قدم راہ طے کی تھی دیکھا کہ ایک قافلہ تاجرون کا مقیم ہی شاہزادے نے شاپور کو بھیجا کہ اس قافلہ کی کیفیت دریافت کر لاؤ شاپور اس قافلہ مین پہونچا ایک شخص سے جو اسی قافلہ کا تھا پوچھا برادر یہ قافلہ کس کا ہی اسنے ازسرتاپا شاپور کو غور سے دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلہ کا حال دریافت کرتے ہو شاپور نے کہا برادر کچھ مضائقہ نہین ہی اگر تم اس قافلہ کی کیفیت بیان کر دوگے اسنے کہا کیون نہین مضائقہ ہی اگر تم لوٹ لینے کے ارادہ سے اس قافلہ کا حال پوچھتے ہو شاپور ہنسا اور کہا یہ تمہارا فقط خیال ہی خیر نہ بیان کرو صرف یہ بیان کر دو کہ یہ قافلہ کس طرف سے آیا ہی اسنے کہا یہ قافلہ کوہ چاک باختر کی طرف سے آیا ہی شاپور بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اہل قافلہ حقیقت حال کو قافلہ کی نہین بیان کرتے صرف اس قدر دریافت ہوا ہی کہ یہ قافلہ کوہ چاک باختر کی جانب سے چلا آتا ہی بدیع الملک نے کہا قافلہ سالار سے ملاقات کرنا چاہیے تاکہ کچھ حال کوہ چاک باختر کا دریافت کرین شاپور نے کہا مشکل ہی قافلہ سالار یہان آنے سے انکار کرے تو عجب نہین جب حقیقت حال قافلہ کو بیان کرنے مین انکار ہی تو یہان آنا کیسا مگر جاتا ہون تا اینکہ بار دیگر قافلہ مین پہونچا لوگون نے پوچھا تو کون ہی اور کیون آیا ہی شاپور نے کہا مین اس قافلہ کے خواجہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہون اہل قافلہ نے سالار قافلہ کو اطلاع دی کہ ایک شخص ملاقات کو آیا ہی اسنے شاپور کو اپنے پاس بلایا قافلہ مین آنے کا سبب پوچھا شاپور نے خلاصہ حال جس طرح مناسب جانا بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ بدیع الملک تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہی سالار قافلہ نے بعد تامل بسیار کہا بہتر ہی چلو اور شاپور کے ہمراہ ہوا شاپور خواجہ کو بدیع الملک کے پاس لایا خواجہ نے شاہزادہ کو سلام کیا بدیع الملک نے جواب دیکر اپنے پاس بٹھایا اور ر

خاطر کی

غرض سے یہان آنے کی تکلیف دی ہی کہ مین نے سنا ہی تم کوچک باختر سے آتے ہوا ور مجکو کوچک باختر
کا حال دریافت کرنا منظور ہی اگر تم مناسب جانو تو بیان کردو اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہوا ور تمھارا
نام کیا ہی سالار قافلے نے کہا اے شہریار والا تبار آگاہ ہو کہ مین خواجہ قاروش کا بیٹا ہون اور میرا نام خواجہ
ادہم ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ فی الحال نورج خان نام ایک بت پرست نمودار ہوا ہی اُسنے ابتدا مین
ہندوستان سے خروج کیا چار ہزار جزیرہ ہندوستان کے مسخر کیے ایران مین پونہچا اور وہان ہنگامہ عظیم برپا کرکے
توران مین آیا اور وہان بھی خوب ہنگامہ برپا کر کے بت پرستی کو رواج دیا پھر وہان سے پاے تخت کالنگی مین
آیا اور رستم خان کو بجد و جہد تمام گرفتار کیا پھر کوچک باختر مین پونہچا اور سیر کنہاک کو قید کیا اور تمام کوچک باختر
مین بت پرستی کو رواج دیا اسکے بعد ہفت در بند باختر کی طرف متوجہ ہوا وہان کا حال مجکو معلوم نہین
کیونکہ وہ ہفت در بند باختر مین پہونچا ہی تھا جو مین وہان سے چلا آتا ہوا اب مجکو وہان کا حال مطلق نہین معلوم
ہی بدیع الملک بدر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا شہریار یہ وجہ تھی کہ خداوند عالم نے مجکو یہان پہونچایا
نے کہا ہان یہی وجہ ہی پس اُسیوقت اسباب سفر باندھا گیا اور سائل اور ذی الامان کی طرف روانہ

اب انکو ذی الامان اور سائل کیطرف متوجہ رکھا جاتا ہی اور فرعون شاہ کا حال قلمبند کیا جاتا ہی

کہ محافہ نشین فرعون کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا اور انواع اقسام کی باتین ہو رہی تھین یکایک
فرعون محافہ نشین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا جان من تجکو کیا ہو گیا ہی کہ تیری توجہ میری جانب نہین
ہی اگر کوئی وجہ خاص ہو تو بیان کرو ورنہ اپنے خداوند صاحب قدرت و جلال سے ایسی بے التفاتی کرنا
بندگان صاحب اعتقاد سے نہایت بعید ہی محافہ نشین نے کہا اے خداوند مین تمام سرداران حمزہ
کو گرفتار اور بستہ کر کے تیرے حوالہ کرتا ہون تجکو اختیار ہی اگر منظور ہو انکو ہلاک کر ورنہ قید و بند مین رکھ
لیکن شرط یہ ہی کہ رستم ثانی کا تعلق اپنے سے نہ رکھ اُسکا ہمہ جہت اختیار مجکو دے اس شرط کا
منظور کرنا ضرور تجپر فرض ہی ورنہ تو دانی و کار تو فرعون نے قبول کیا اور کہا ہان ضرور یہ شرط منظور
ہی محافہ نشین نے کہا کہ مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی اور اسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب سامان
جنگ مہیا اور آراستہ کیا گیا صبح کو دونون لشکر میدان حرب مین آکر صف آرا ہوے اول جس
نے میدان کا ارادہ کیا وہ محافہ نشین تھا اور با آواز بلند کہا اے خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج
تمکو خداوند فرعون کی جانب سے تعلیم و تلقین کی گئی تمنے خداے نادیدہ کی پرستش کو نچھوڑا اور خداوند
بزرگ کی قدرت اور جلال پر اعتقاد نہ لاے اسوقت بھی تمکو بسبب دستور افہام و تفہیم کہا جاتا
ہی کہ اپنے گناہ گذشتہ کی معافی مانگو اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ اس صورت مین تمسے کسی طرح
تعرض نکیا جائیگا ورنہ یہی گوسے یہی میدان ہی تمھارے افعال کی سزا دیجائیگی یہ کلمات سنکر ملک قاسم
کو تحمل کی تاب نرہی مرکب مہمیز کر کے میدان مین آیا اور کہا کہ او مکار و بدکار یہ کیا کلمات بیہودہ
بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہی ؎ بیار انچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ، محافہ
نشین نے بیجانہ شمشیر آبدار کا وار کیا ملک قاسم نے اُس وار کو پشت شمشیر سے رد کیا
نزدی ... فراموش کن ٭ اور خنجر تیز کا وار کیا محافہ نشین
قاسم نے غصہ مین دوسرا وار اُسیوقت کیا

اُسنے اُس وار کو نہایت خوبصورتی سے رد کیا کہ دیکھنے والون کی زبان پر واہ واہ کی صدا ہر چہار طرف سے
بلند تھی ستّے اکہ ملک قاسم کے تین وار بھی در پے رد کیے اور قریب آ کے کمربند مین ہاتھ ڈال
کے سر سے بلند کیا اور کہا اے خدا پرست اب بھی خیریت ہے اگر تو خداوند فرعون پر ایمان لا ورنہ
اس زور سے زمین پر دے مارونگا کہ تو نقش زمین ہو جائیگا ملک قاسم نے اس بات کا کچھ
جواب دیا معافہ نشین نے اُسکے سکوت کے سبب سے برہم ہوکے اس زور سے زمین پر مارا کہ ملک
قاسم قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے بعد ازان معافہ نشین نے گرفتہ اور بستہ کرکے فرعون کی خدمت
مین بھیجا اور بار دیگر بآواز بلند کہا کہ اے خدا پرستو اب تم مین سے کون ہے کہ ایسا پہلوان جو میرا
مقابلہ کرنے کو آیا وہ ہی ایک بار عالم شاہ رومی میدان مین آیا اور بآواز بلند کہا منم عالم شاہ رومی
شیر فیل زور ٭ خلاصہ یہ کہ ان دونون مین بھی بہت کچھ رد و بدل ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ عالم شاہ رومی
بھی معافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا راویان اخبار تازہ اور محرران مضامین نے اندازہ اس مقام
اس طرح پر قلم فرسا ہوئے ہین کہ اسی طرح پر درپے ساتھ روز تک جنگ و حرب رہی اور مآل یہ ہوا
کہ معافہ نشین نے تمام سرداران دست و چپ کو سوا ایرج گرفتار کر لیا اب لشکر اسلام مین ہیچ
سعد شہریار چار شخص رہگئے ایک تہمیل ناتر دوسرا سلیمان ثانی تیسرا رستم ثانی چوتھا
سعد شہریار لیکن حسب ہم سب بارگاہ مین آ کے نہایت متردد اور متوحش تھے ایک دوسرے
سے کہتا تھا یارو نتیجہ اس واقعہ کا کیا ظہور مین آئیگا اس وقت تو بجز خرابی کے کوئی صورت بھلائی
کی نظر نہین آتی چند شخص خداپرست باقی رہگئے ہین ایک میدان داری مین بالیقین وہ بھی گرفتار
ہو جاوینگے یا ہلاک ہونگے کچھ سمجھ مین نہین آتا عجب رنگ ہے سچ کہا ہے ٭ من درچہ
خیالیم فلک درچہ خیال ٭ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال ٭ سعد بادشاہ نے کہا نتیجہ اس خرابی کا
اس طرح پر دریافت ہوگا جاؤ خواجہ سیاوخش اور خواجہ دریادل کو لے آؤ ملازم فوراً گئے اور
خواجہ زادون کو لے آئے خواجہ زادون نے سعد کو سلام کیا سعد شہریار نے بعد جواب سلام کے کہا
اے واقفان رموز باطنی فی الحال جو کچھ واقعات درپیش ہوئے اُس سے یقیناً تمکو اطلاع ہوا اور اس
سے بھی واقف ہو گئے کہ جو کچھ آج تک نقصانات وقوع مین آئے اور آئندہ فی الحال سوائے خرابی
کے کوئی بھلائی کی صورت نظر نہین آتی لطیفہ غیبی کا ذکر نہین تمکو اس وقت خاص اس غرض سے
تکلیف دی ہے کہ آزادی علم رمل اور قواعد نجوم سے دریافت کرو کہ آئندہ کیا نتیجہ ظہور مین آئیگا یعنی
فرعون ملعون کے مقابلہ مین کون گوے سبقت کو لیجائیگا اور حمزہ ثانی فرعون کی قید سے
رہائی پاسکینگے یا نہین اور اگر رہائی پائینگے تو کسکی کد و کوشش سے خواجہ زادون نے نقشہ کھینچا قواعد
نجوم جاری کیے بروج کا حساب لگایا اور نتیجہ استخراج کرکے کہا اے مبارک پے شہنشاہی
کہ حاصل میکنند ٭ اختران آسمان از طالع نیک اختری ٭ ہمکو از روے علم رمل اور قواعد نجوم
سے یہ دریافت ہوا ہے کہ ہزار رستم ثانی اور آپ کد و کوشش کرینگے یا علاوہ رستم ثانی کے
تم مین سے کوئی کیسی ہی کوشش کریگا مگر حمزہ ثانی کا قید سے رہا ہونا بغیر [illegible] ممکن معلوم
ہوتا ہے البتہ شہریار والا تبار بدیع الملک عالی وقار اگر [illegible] سکا تو یہ عقدہ

بسہولت تمام حل ہوجاویگا کیونکہ از روے رمل معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ ثانی کا رہا ہونا قید فرعون سے
خاص شہزادہ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی جلدی کسی شخص کو بدیع الملک کی
خدمت مین بھیجنا چاہیے تاکہ وہ حمزہ کے قید ہونے کی اسکو اطلاع دے اور وہ دلاور زودستان
یہان آکر حمزہ ثانی کو قید فرعون شاہ سے رہا کرے اور اے شہریار والاتبار علاوہ اس سوال کے
جو تمنے اسوقت کیا ہی ایک اور خبر تازہ ہم تکو دیتے ہین کہ ملک باختر مین ایک گبر بدشعار ہندوستان
سے خروج کرکے آیا ہی اُسنے ایران اور توران اور ملک کوچک باختر مین ایک قیامت عظیم برپا
کر رکھی ہی جہان جاتا ہی بت پرستی کو رواج دیتا ہی اور خدا پرستون کو گرفتار اور ہلاک کرنے پر
آمادہ ہی بیشتر بندگان خدا اُسکے دست ظلم سے ہلاک ہوگئے اور اکثر تباہ و برباد ہوگئے اور یہ بھی
واضح رہے کہ وہ گبر شریر کوئی غیر نہین ہی بلکہ اولاد امیر سے ہی انشاء اللہ الرحمان جس وقت بدیع
کی کوشش سے صاحبقران قید و بند سے رہا ہونگے اور ذوی الامان مین پہونچ گئے وہ گبر شریر
بھی شہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے گرفتار ہوگا اور بندگان خدا کو اسکی شرارت سے
امان ملیگی بس اسقدر علم رمل سے حال دریافت ہوا جو معرض بیان مین آیا سعد بادشاہ اپنے
یاران ہمراہی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تمھاری کیا راے ہی آیا شہزادہ بدیع الملک کے
پاس کوئی آدمی زبانی خبر کے واسطے بھیجا جاوے یا بذریعہ تحریر اطلاع دیجاوے سب نے متفق ہو
کہا ہمارے نزدیک بذریعہ تحریر ہی اطلاع دینا مناسب ہی چنانچہ میر منشی کو حکم دیا کہ جلد نامہ تیار کرو
میر منشی نے اسیوقت نامہ تیار کیا اور سعد بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا سعد بادشاہ نے
از اول تا آخر اس نامہ کو دیکھا اور آخر مین اپنی مہر ثبت کرکے عمر ثانی کو دیا اور کہا کہ اے عمر ثانی
تم دیکھتے ہو کہ مسلمانون کی ترکی عنقریب تمام ہوا چاہتی ہے جس طرح اور مسلمان گرفتار ہوگئے
بالیقین ہمارا بھی یہی حال ہونا ہی پس اس نامہ بری کے واسطے تمھین مناسب معلوم ہوتا ہو
بعجلت تمام جس طرح ممکن ہو اس نامہ کو شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین پہونچاؤ عمر
ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار مین خادم خدام بارگاہ ہون کسی حکم کی تعمیل مین عذر
نہین کر سکتا مگر قابل غور یہ بات ہی کہ ذوی الامان یہان سے ایک برس کی راہ ہی آمد و رفت کے
لیے دو برس چاہیے ایک برس جانے کیواسطے اور ایک برس واپس آنے کے واسطے پس
اس صورت مین سہ تا دو مین برس کی سن بجذا سیسم ... کا مضمون صادق آیا سعد شہریار یہ گفتگو
ہوا خواجہ زادون نے کہا اے عمر ثانی بیشبہ اس نامہ بری کے واسطے دو سال کا عرصہ درکار
ہی لیکن ہماری راے یہ ہی کہ تم تری کی راہ سے قطع نظر کرو اور خشکی کی راہ اختیار کرو مگر اس
بات کا خیال رکھو کہ خشکی کی راہ مین آفتین بہت ہین اس راہ سے کوئی نہین جاتا ہی اور بالفرض
اگر کسی نے اس راہ کو اختیار بھی کیا تو یہ خرابی واقع ہوتی ہی کہ جو گرد راہ رو کی سر سے اڑتی ہے
اور اسکی آنکھ ... اگر دیتی ہی پس اگر اس راہ کو اختیار کرو تو یہ خیال رکھو کہ اس
گرد کا اثر ...
... عمر نے کہا اے واقفان رموز باطنی بھلا یہ کیونکر ممکن ہی
کہ مین ... سے محفوظ رہون اسکے یہ معنی نہین ہین کہ آنکھ بند کئے خوف سے

سعد شہریار کے حکم کی تعمیل سے چشم پوشی کروں بلکہ ایک واقعی امر کا اعلان کیا ہے اور تعمیل حکم کے واسطے
سر و چشم موجود ہوں بالفرض نہ ڈال بینائی کیا جان کا بھی خطرہ ہو خواجہ زادوں نے کہا اے خواجہ
تم گھبراؤ نہیں ہمارے پاس ایک روغن ہے اور ایک سرمہ ہے جس وقت اُس راہ میں قدم رکھو
روغن کو اپنے کف پا میں مل لو اور وہ سرمہ آنکھوں میں لگا لو اس صورت میں ہرگز اُس راہ کی
گرد تمہاری آنکھوں کو کسی طرح کا صدمہ نہیں پہونچا سکیگی اور نہ کسی دوسرے اعضا کو تمہارے ضرر
پہونچیگا خواجہ عمرو نے کہا مضائقہ ہے خواجہ زادوں نے روغن و سرمہ دیا خواجہ عمرو نے اُس
سرمہ کو آنکھوں میں لگایا روغن کو کف پا میں ملا اور قدرے روغن و سرمہ اپنے پاس رکھکر روانہ ہوا
اب خواجہ عمرو کو نامہ لیے ہوئے اُس راہ پرخطر میں روان کیا جاتا ہے اور تورج کے حالمین قلم فرسائی کیجاتی ہے
راوی کہتا ہے کہ تورج چندر روز کے بعد ملک سبائل میں پہونچا اور بندوبست کامل کر کے وہاں سے
ذوی الامان کی طرف روانہ ہوا یہ خبر مظفر بن ضیغم کو پہونچی کہ شاہ سلیمان بھی گرفتار ہو گیا اور
تمام ملک سبائل پر تورج نے قبضہ کر لیا ہے مظفر بن ضیغم اس خبر کو سنکے بہت متوحش ہوا اور
دو پہر تک میں سرنگون بیٹھا رہا آخر اپنی جگہ سے اُٹھا مزدوروں کو بلایا قلعہ کے ہر چہار جانب عمیق خندق کھدوا
اُسکو پانی سے مملو کیا پھر قلعہ میں داخل ہوا اور دروازے قلعہ کے بند کروائے دوسرا ہی روز تھا کہ
تورج پندرہ لاکھ سوار ہمراہ لیے ہوئے آپہونچا لوگوں نے خبر پہونچائی کہ مظفر بن ضیغم قلعہ بند
ہو گیا ہے اور ہر چہار جانب قلعہ کے عمیق خندق میں پانی بھرا ہوا ہے جس کے سبب سے قلعہ میں
داخل ہونا محال ہے تورج نے بکمال تمرد کہا کچھ تردد کی بات نہیں ہے اور تمام سواران ہمراہی
سے قلعہ ذوی الامان کا محاصرہ کر لیا اسوقت چار ہزار بادشاہان ایران و طوران و ہندوستان
و کوچک باختر تورج کی قید میں ہیں اپنی گرد و مکاریوں اس دعوے کی بنا پر کہ قلعہ ذوی الامان
کے ضرور حاکم ہونگے اور مظفر بن ضیغم کو بھی گرفتار کرینگے زیر قلعہ مقیم ہو کے نقارہ جنگ بجوایا
صبح کو قلعہ ذوی الامان پر دھاوا کیا اگرچہ بسبب حائل ہونے خندق کے قلعہ میں داخل نہ ہوسکتا
تھا اور نہ کسی فصیل پر قلعہ کے کسی ذریعہ سے چڑھ سکتا تھا مگر اسقدر تیر و تفنگ کی بوچھاڑ قلعہ پر
کی کہ مظفر بن ضیغم اگرچہ محصور و محفوظ تھا تاہم قلعہ میں توقف نہ کر سکا مردان ہمراہی کو حکم دیا کہ قلعہ
کی دیواروں پر چڑھ جاؤ اور ان بدبختوں پر تم بھی تیر و تفنگ کا مینہ برساؤ غرضکہ دو پہر تک اسقدر
تیر و تفنگ کی کثرت رہی کہ ممکن نہ تھا جو قلعہ پر پرندہ پر مار سکے پائین قلعہ فوج گر گر کے حواس
باختہ ہوئے جاتے تھے اور اندرون قلعہ مظفر بن ضیغم خود بھی لڑائی میں جان لڑا رہے ہوئے تھا
بیرون قلعہ تورج بڑے رگ مردانہ و دلیرانہ حملہ کر رہا تھا اپنے تمام لشکر کو حملہ کرنے سے منع کیا اور
خود سپر بائیں ہاتھ میں اور تلوار دہنے ہاتھ میں لیکے مردانہ و دلیرانہ قلعہ کی جانب روانہ ہوا
اور یکبارگی تمام خندق کے کنارے پہونچا وہاں قلعہ کو ہر چہار جانب دیکھ کے چاہتا تھا کہ جست
کر کے قلعہ پر پہونچے یکایک دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا کھلا اور مظفر بن ضیغم قلعہ سے باہر آیا خندق پر
تختہ رکھ کے پل باندھا اور قریب تورج کے آکے کہا او ناکا ... مجھکو خوب معلوم ہے کہ تیرا
ارادہ مصمم قلعہ میں داخل ہونے کا ہے میں تیرا حریف آپہونچا ... تو اپنی

ہلاکت سے در پے ہی خیر بہت اسی مین ہی کہ میری اطاعت قبول کر اور قلعہ سے دست بردار ہو مظفر نے تیغ آبدار کا وار تورج پر کیا تورج بدرگ نے ہاتھ بڑھا کے مظفر کی تیغ ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک کے کہا دیکھ او مظفر اب بھی خیریت ہے مظفر نے خنجر کا وار کیا تورج نے خنجر کو بھی چھین کے دور پھینک دیا اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا پھر زمین پر مار کے ایک پانون پر اپنا پانون رکھا اور دوسرے پانون کو گرفت مین لا کے مظفر کو مثل کرپاس کے دو حصہ کیا مظفر بن تشیم کے ہمراہیون نے جو اس واقعہ کو دیکھا تمام قلعہ مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا بعدہ تورج بدرگ قلعہ کی جانب متوجہ ہوا اس اثنا مین گرد پیدا ہوا تورج بدرگ متعجب ہو کے دیکھنے لگا جب دامن گرد چاک ہوا بدیع الملک اور نورالدہر و بدیع الزمان و اسد غازی و کرب دلاور ہمراہی فوج لشکر نمایان ہوئے جب قریب پہونچے دیکھا تورج بدرگ عنقریب قلعہ ذوالامان مین داخل ہوا چاہتا ہے آپس مین کہا اے فلان خیریت ہوئی کہ ہم اسوقت یہان پہونچ گئے ورنہ ناموس برباد جاتا شہزادہ فوج کفار کی تعاقب مین روانہ ہوا اور کہا لینا ان ناپاکون کو جانے نہ دینا تمام لشکر اسلام فوج کفار پر حملہ کیا اُس طرف تورج بدرگ نے جو شہزادہ کو اپنی فوج پر حملہ آور دیکھا قلعہ سے واپس آیا اور جنگ مغلوبہ مین شامل ہو گیا دیکھا ایک جوان لبست سالہ شمشیر آبدار کو لیے ہوئے آمادہ پیکار ہے بہر جا کہ شمشیر دو کار کرد یکے را دو کرد و دو را چار کرد تورج نے نعرہ مارا کہ او خیرہ سر یہ کیا بڑا فتنہ پرداز ہے اور از حد جعلساز اور مکار ہے کہ ہماری فوج کے حواس باختہ کر دیے ہین بدیع الملک نے جب تورج بدرگ کو دیکھا کہا او نابکار تو کہان تھا مین تو تیری تلاش ہی مین تھا ہزار ہزار شکر اُس خدا سے بزرگ کا کہ مین تیرے سر کو آ پہونچا ورنہ قلعہ ذوالامان کو تو تباہ اور برباد کر دیتا تورج نے کہا تیری نوجوانی پر مجکو افسوس آتا ہے شہزادہ نے کہا او مردود زبان بند دبازو بکشا تورج بدرگ نے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے اُسکے وار کو سپر پر رد کیا اور اُسکے گریبان مین ہاتھ ڈال کے ایسا جھٹکا دیا کہ پشت مرکب سے زمین پر آ رہا تورج سنبھالا کی تمام پشت مرکب پر آیا اور رد و بدل ہونے لگی تورج نے تلوار کا وار کیا تھا کہ شہزادہ نے اُسکی کلائی کو گرفت مین لا کے تکان دی اُس طرف تورج بھی طاقت کو کام مین لایا اور اسقدر دونون طرف سے کشش و کوشش ہوئی کہ دونون مرکبون کے زانو زمین سے مس ہو گئے دونون پشت مرکب سے زمین پر آ گئے اور جنگ زور دست بازو مین مصروف ہو گئے ایک طرف لشکر اسلام صف بستہ استادہ تھا دوسری جانب لشکر کفار تماشا دیکھ رہا تھا فوج کفار سے کچھ لوگ تورج بدرگ کے مدد کو بڑھے تھے کہ لشکر اسلام کے سردارون نے بآواز بلند کہا اے نابکار و خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تم سب اپنے سر پانون پر دیکھو گے اور ہم شہزادہ … سے کہا او مردود اپنے اہل لشکر کو منع کر ورنہ جنگ مغلوبہ کی تو ابھی آ … طاقت کا اندازہ نہ معلوم ہوگا تورج بدرگ نے آواز

بلند اپنے لشکر سے کہا اے بہادرو ابھی تمھارے کارنامے نمایاں کا وقت نہیں آیا ہے تھوڑی دیر
توقف کرو میں اس جوان کا قضیہ پاک کر لوں تو پھر تمھاری باری آویگی اس فمالیش سے فوج کفار
اپنی جگہ ٹھہر گئی القصہ تین شبانہ روز نورج بدرگ اور شہزادہ بدیع الملک میں کشش
وکوشش ہو گئی رہی خوب خوب بہت دلشاد رہے اگرچہ شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان
دلاور اور بہادر دوران تھا مگر نورج بدرگ بھی شاہزادہ کو خوب خوب جواب دیتا رہا
چوتھے روز بھی جب کوئی غالب ومغلوب نہ ہوا اسد نے باواز بلند کہا اے بدیع الملک
مجھکو نہایت تعجب ہے کہ تم اس گبر کے مقابلہ میں اب تک سر بر نہیں ہوسکے حالانکہ آج چوتھا
روز اس ہنگامہ کو ہوا میرے نزدیک یہ عوض ہے اس دعوے کا جو بابت مجھ سے رستم ثانی
کے کرتے رہے اے بدیع الملک اس وقت سے خیال رکھو آیندہ کبھی کسی کے مقابلہ میں
غرور اور دعوے ہمیشہ نہ کرنا اور نورج بدرگ سے کہا اے گبر ناپاک مجھکو ہرگز امید نہ تھی
کہ تو بدیع الملک کے مقابلہ میں ایسی زور وطاقت کو کام میں لاویگا یہ کلام اسد کا سنکے
بدیع الملک بہت ناگوار معلوم ہوا غیظ وغضب میں آلودہ ہوکے دل میں مناجات کی
کہ اے کس بیکسان واے چارہ بیچارگان تو میری عزت اور آبرو رکھ لے اور اس گبر مکار پر مجھکو
فتحیاب کر دفعتا ایسا موقع ملا کہ بدیع الملک نے اسکے کمربند میں ہاتھ ڈال دیا اور اسے
اکبارگی سر سے بلند کر لیا اور بقوت تمام زمین پر مارکے خوب مستحکم رسی سے بستہ کر لیا اور
لشکر میں بھیج دیا مختار شاہ اور افتخار شاہ اور مہر شاہ اور قارن وغیرہ گبرون نے جب
نورج کو بستہ دیکھا نہایت برہم ہوگئے اور ایک ہی مرتبہ بدیع الملک کی جانب دوڑے
بدیع الملک بھی دلیرانہ انکی طرف جھپٹا اس اثنا میں اسد اور کرب بھی شہزادہ کی مدد
کو پہنچ گئے کرب غازی کا سامنا قارن بن زلازل کا ہوا کرب نے نعرہ مارکے شعر
کرب شہسوار مے یل نامدار ۔ نظر کردہ شیر پروردگار ۔ قارن نے کرب پر تیغ کا وار
کیا کرب نے اس وار کو سپر پر رد کیا اور اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے زمین پر مارا اور گرفتہ وبستہ کرکے
لشکر میں لے آیا پھر اسد میدان میں آیا اسکے مقابلہ میں مہر شاہ آیا اول خوب ردوبدل رہی
نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے مہر شاہ کو گرفتار کر لیا پھر نور الدہر میدان میں آیا اور باواز بلند پکارا کہ اے گبرون آ
تم میں سے کس کی شامت دامنگیر ہے جو میرے مقابلہ کو آئیگا اسکے مقابلہ کیواسطے مختار شاہ آیا اور
کہا اے جوان میں ہوں مرد مقابل آ مقابلہ کر نور الدہر نے کہا تو نے دیکھا کہ تیرے ہمراہیوں کو
ہم مسلمانوں نے کس طرح گرفتہ وبستہ کر لیا اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو دایرہ اسلام میں داخل
ہو ورنہ سے بیار انچہ داری نبردی نشان ۔ کمان کیانی گرز گران ۔ مختار شاہ نے تلوار کا وار
کیا نور الدہر نے اسکے وار کو رد کیا اور ایسی لگا دی اسکے گھوڑے کو ڈھی کہ اسکا گھوڑا گر کے
گرسنہ ہوا آخر سنبھل کے چراغ پا ہوکے بھاگا مختار شاہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم سے زمین پر گرا
نور الدہر نے بھی اسکے سینہ پر سوار ہو گیا اور گرفتہ وبستہ کر لیا پھر داراب شاہ اور افتخار کا مقابلہ ہوا
دیر تک ردوبدل رہی آخر داراب شاہ نے بھی افتخار شاہ کو گ

لشکر کفار کو

ہلاک ہوا اور بیشتر گرفتار کیے گئے اور صدہا نے اسلام قبول کیا باقی نے فرار پر قرار لیا اور نکل گئے شادیانۂ
بدیع الملک و یاران با فتح و نصرت نے تمام مال و اسباب تورج بدرگ کا پایا بندی خانون
مین پہونچے بادشاہان ایران و توران کو قید و بند سے رہا کیا سب کو خلعت دیا اپنی بارگاہ مین آکے
مسند حکومت پر متمکن ہوئے اس ہنگامہ آرائی کے ذکر ہونے لگے اسوقت عمر ثانی سعد شہریار
کا نامہ لیے ہوئے پہونچا موقف مین استادہ ہو کے آداب بجا لایا پھر دعا دیکے سعد شہریار کا نامہ
پگڑی سے نکالا بدیع الملک کے ہاتھ مین دیا بدیع الملک نے سر نامہ پڑھ کے نامہ کی تعظیم کی پھر لفافہ
وا کیا از اول تا آخر نامہ کو پڑھا لکھا تھا حمد آن سلطان عالم را کہ عالم پرورست ✽ انس او در راہ ایمان انس و
جان را رہبر ست ✽ بادشاہ بادشاہان جہان نگار انس و جان ✽ آنکہ نامش بر زبان از آب حیوان خوشتر
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خیر البشر و آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد اے شہریار زمان یعنے بدیع الملک
نوجوان بعد سلام مسنون الاسلام ضروری پیام آنکہ فلان روز فلان تاریخ فرعون ملعون ہمراہی لشکر فراوان
آیا اور حمزۂ ثانی کو در بند عقابین کھینچا ہے اور ایرج و ملک قاسم و علم شاہ رومی و تورج ناہر و جمیع نامی
پہلوانان دست چپ فرعون ملعون کی قید مین مبتلا ہو گئے ہین اور مخالفین نے ہم پر قیامت برپا
کر رکھی ہے اسوقت جس زحمت اور خرابی مین ہم مبتلا ہو گئے ہین اسکو ہمین خوب جانتے ہین حالت اضطراب
مین ہمنے خواجہ زادون کو بلا کے حال دریافت کیا انھون نے از روے علم رمل حکم لگایا کہ یہ قضیہ ہرگز
اس طرح رفع نہوگا اور کسی طرح سرداران لشکر اسلام قید فرعون سے رہا نہونگے جب تک شہزادہ
بدیع الملک اس بارہ مین کد و کوشش نکرینگے اور مکرر سہ کرر یہی نتیجہ استخراج کیا درانحالیکہ اس
عقدہ کا حل ہونا تمھاری کوشش پر موقوف ہے بس بمجرد دیکھنے اس نامہ کے جس ضروری کام مین مصروف
ہو اسکو چھوڑ کے اس طرف روانہ ہو اور جہان تک ممکن ہو جلد یہان پہونچو اے شہزادہ والاتبار اس
بات کو بخوبی یاد رکھو کہ اگر یہان جلد پہونچ گئے فہو المراد ورنہ آئندہ ہمارے تمھارے ملاقات قیامت مین
ہوگی آئندہ تمکو اختیار ہے جب اس مضمون کا نامہ شہزادہ بدیع الملک کی نظر سے گذرا آنکھون
مین آنسو بھر آئے نورالدہر کی طرف دیکھا نورالدہر نے کہا اس نامہ مین کیا لکھا ہے اور کس کا نامہ ہے
بدیع الملک نے کہا اے شہریار یہ نامہ سعد شہریار نے میرے نام لکھا ہے بعدہ وہ نامہ دیا نورالدہر نے
بھی اس نامہ کو پڑھا اور کہا افسوس کیا زمانہ کی نیرنگیان ہین اسد نے پوچھا کیا ہوا نورالدہر نے کہا
اس نامہ مین سعد شہریار نے لکھا ہے کہ فرعون نے حمزۂ ثانی کو بالاے عقابین قید خانہ مین بند کیا
ہے اسد نے بھی بہت افسوس کیا بدیع الملک نے نورالدہر سے کہا اے شہریار اس صورت مین
کیا ارشاد ہوتا ہے اسد نے کہا اے شہزادہ بدیع الملک اگرچہ بنا بر تحریر سعد شہریار حمزۂ ثانی کا بالاے
عقابین گرفتار ہونا دریافت ہوا اور تم پر اُس والا جاہ کی رہائی کو مقدر کیا ہے مگر یہ بھی یاد ہے کہ حمزۂ ثانی
نے کیا سلوک تمھارے ساتھ کیا تھا انکو یہی زیبا تھا کہ بیہودہ گو لوگون کے کہنے پر عمل کیا اور جھوٹ
سچ مین امتیاز نہ کر سکے انسان کو چاہیے کہ ہر ایک معاملہ مین حق کو ناحق سے نہ دے اگر تمھاری کد و
کوشش سے [illegible] تم نے بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے اور کیا اس وقت
تم سے کوئی [illegible] قدردانی تمھاری حمزۂ ثانی نے کی کیا اسی کو قدردانی

سکتے ہیں کہ تمہارے حق کو خواہ مخواہ رستم ثانی کی جانب منتقل کر دیا حالانکہ دلائل ہیں موجود تھے
بدیع الملک نے کہا ای شہزادہ اسد لوازم انسانی سے یہ امر بھی ہی کہ کبھی اپنی نیک نفسی سے
باز نہ آئے اگر حمزہ ثانی نے تمہارے اور ہمارے ساتھ نیکی نہیں کی ہو باشد ہمکو لازم نہیں ہی کہ ان
والاجاہ کی برابری کریں تم نہیں جانتے ہو کہ وہ کس مرتبہ کا شخص ہی بس ایسا ذی مرتبہ شخص ہی
کہ امیر بلند توقیر یعنے صاحب قران نے اپنا جانشین کیا ہی اور ہم سب اسکے تابع فرمان ہیں بدیع الملک
نے کہا ہاں اصل امر تو یہی ہی پس بدیع الملک نے شاہ سلیمان کو خلعت دیا قارن اور
بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ سلیمان کے حوالہ کرکے کہا ای سلیمان شاہ تم ذوالاماں
کو جاؤ اور ای بادشاہ فارس تم ہمارے بجائے امیر صاحب قران کے ہو ہماری طرف سے لوگون
کو دعا کہدینا اور ذوالاماں میں مقیم رہنا شاہ سلیمان نے کہا ای والاجاہ اب تو حمزہ ثانی سے ہم
کی نگہ میں فرعونیہ یہاں سے جانے کا ارادہ ہی مگر یہ تو ارشاد ہو کہ ذوالاماں میں تشریف آوری کا کب
ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا انشاء اللہ تعالی بعد رہا ہونے حمزہ ثانی کے ہیں ذوالاماں
میں آؤنگا سعد بن قباد اور رستم خان اور کامل خان بھی موجود تھے انھون نے کہا ای شہریار
ہمارے بارے میں کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا ای یارو تم سب اپنی اپنی فوجیں لیکر اپنے
ملک کو واپس جاؤ اگر زندہ ہیں تو پھر تم سب سے ملاقات ہو جائیگی ان سب نے کہا یہ کسی طرح
ممکن نہیں ہی ہم بھی تمہارے ساتھ حمزہ ثانی کی خدمت میں چلیں گے بدیع الملک نے کہا میرے
نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا تم سے کہا آیندہ تمکو اختیار ہی اگر میرے ہمراہ چلنے کا ارادہ ہی
تو میں مانع نہیں ہوں غرضکہ وہ دن اسباب سفر کے باندھنے میں گذرا دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک
نورج کو ہمراہ لیکے فرعونیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ میں دریا حائل تھا سب کشتی
سوار ہوکے چلے نورج کو دیو بن قندز کے حوالہ کیا تھا دیوانہ کنگ آہن ہاتھ میں لیے ہوئے
شب و روز اسکی پاسبانی کرتا تھا اور بدیع الملک سے ہر روز کہتا تھا کہ ای شہریار والاتبار اسکا زندہ
رکھنا ہرگز مصلحت نہیں ہی بدیع الملک کہتا تھا ای دیوانہ اسکے خال و خط اولاد صاحب قران کے مشابہ ہیں اس
لحاظ سے اسکی ہلاکت میں تامل کیا ہی اور ارادہ ہی کہ اسکو بادشاہ اسلام کی خدمت میں لے چلیں اس جواب سے
دیوانہ خاموش ہو رہتا تھا اب یہ جزیرہ کے برابر پہنچے شب کو ایک جا محفوظ میں قیام کیا نصف شب کو
یکایک غلغلہ لشکر اسلام میں بلند ہوا کہ نورج شب کو غائب ہو گیا دیو بن قندز شہزادہ بدیع الملک کے
پاس آیا اور کہا ای شہریار میں شب و روز اسکی نگرانی میں ہوشیاری تمام مصروف رہتا تھا ایک لحظہ بھی بنظر احتیاط
اپنی آنکھہ سے اوجھل نہ ہونے دیتا تھا آج میں خیمے سے بول کی ضرورت سے باہر گیا میں سمجھا کہ ہر چہار جانب خیمہ کے
لوگ موجود ہیں کون لیجا سکتا ہی اور کس طرح گزر کر سکتا ہی لیکن جب بول سے فارغ ہوکے خیمہ میں آیا اسکو معہ طوق
و زنجیر اپنی جا نہ دیکھا کچھ عقل کام نہیں کرتی کہ کون لے گیا اور کس طرح نورج خیمہ سے غائب ہو گیا اسقدر قصور ہو گیا
ہی اسکے عوض میں جو سزا دیجاوے مناسب ہی شہزادہ شاپور کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای شاپور تو اسقدر لشکر سے غافل
ہو گیا کہ آج نورج کو حریف موقع پاکے چرا لیگئے شاید اس خیمہ میں آیا چاہا ۔۔ سو تدبیر غائب ہو گیا پانون کے نشان
دیکھکر شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار میں سمجھ گیا ہو

شہزادہ نے پوچھا

آیا جہان سے تورج غائب ہو گیا پاؤن کے نشان دیکھکے شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار مین سمجھ گیا جس طرح
غائب ہو جانیکا سبب ہوا شہزادہ نے پوچھا کون سبب ہوا اسنے کہا یہ حرکت اُسکے عیار اہرمن فیلپا کی ہی کیونکہ خیمہ مین جا بجا اُسکے پاؤن کے
نشان موجود ہین شہزادہ اُس خیمہ مین آیا شاپور نے پاؤن کے نشان دکھائے شہزادہ بدیع الملک
سوار ہو کے تورج کی تلاش مین لشکر کے باہر آیا اور اُس جزیرہ مین پھرتا رہا ناگاہ چالیس آدمیون کے مجمع
کو دیکھا کہ چلے آتے ہین جب قریب پہونچے شہزادہ بدیع الملک کو دیکھ کے سلام کیا شہزادہ نے جواب
سلام دیا اور کہا کیون بھاگتے ہو تم کون ہو اور کہان جاتے ہو انھون نے کہا ہم لوگ تاجر ہین اور اہل اسلام
سے ہین اس جزیرہ مین ایک دزد رہتا ہی آشوب دزد نام سے مشہور ہی ای جوان ہم بارہ ہزار
آدمیون کا گروہ تھا تجارت کے واسطے انواع اقسام کی جنس ہمراہ تھی نقد روپیہ بھی ہمراہ تھا اُس
دزد نے آکے بسہولت جیسے ملاقات کی ہمنے مرد معقول سمجھکر اُسکی خاطرداری و مدارات کی وہ اس
طرح ہمارا تمام حال دریافت کرنے لگا ہمکو مطلق اس بات کی اطلاع نہ ہوئی کہ یہ دزد ہی کیونکہ
لباس کا وضع شایستہ اور گفتار کا طریقہ نہایت سلیس تھا دوسرے روز اُسنے شب خون مارا ہم سب شمشیر
بکف اُس سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوئے اور جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی وہ دزد اپنا سامان حرب
درست کرکے آیا تھا ہم سب عالم غفلت مین تھے اُسیوقت خواب سے بیدار ہوئے تھے اچھی
طرح سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ یہ آفت نازل ہوئی نوبت باینجا رسید کہ بیشتر اہل قافلہ ہلاک
ہوئے بقیہ کو گرفتہ و بستہ کرکے لیگئے اور مال نقد و جنس کو لوٹ لیا اُس دزد کا مسکن آہنی کہ
نام ایک قلعہ ہی اُسی قلعہ مین لے جاتے ہم سبکو قید کیا صبح کو اُس دزد نے ہم سبکے قتل کرنیکا
حکم دیا جلاد آچکا تھا قریب تھا کہ ہم سب ہلاک کیے جاوین اُسی وقت ایک پیادہ بلند بالا پشتارہ
بدوش آیا اور وہ پشتارہ دوش پر سے اُتار کے اُس دزد کے روبرو رکھدیا اُس دزد نے پوچھا اس
پشتارہ مین کیا ہی اُس پیادہ نے کہا میرا نام اہرمن فیل پا ہی اور اس پشتارہ مین تورج بدرگ
صاحبقران ہی کہ بدیع الملک کی قید مین مبتلا تھا آج شب کو اسے مین نے اُسکی قید سے
رہا کیا ہی اُس دزد نے کہا پشتارہ کو کھول مین بھی اسے دیکھنا چاہتا ہون اہرمن فیل پا
نے پشتارہ کو کھولا تورج بدرگ کو پشتارہ سے باہر نکالا اُس دزد نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہی تورج
نے کہا مین بت پرست ہون چونکہ وہ دزد بھی بت پرست تھا اُسکو تورج بدرگ کے حال پر
رحم آیا کہا ای تورج بدرگ اگر تو ہماری ملازمت گوارا کرے تو ہم تجھے اپنے مردان ہمراہی
پر سردار مقرر کردین تورج بدرگ نے منظور کر لیا اُس دزد نے تورج بدرگ کو اپنے آدمیون
پر سردار مقرر کیا اور اُس کو بہت ہوشیار سمجھتا تھا بیشتر امور مین اُس سے مشورہ لیا کرتا تھا تاجرونکا بیان ہی
ہم نے دیکھا کہ تورج بدرگ کو وہ دزد بہت مانتا ہی ایک روز موقع پاکے اُس سے کہا ای تورج
ہم کچھ تجھسے کہنا چاہتے ہین اُسنے کہا کہو ہمنے کہا ای تورج ہم تم دونون ہم مشرب ہین یعنی تو
بھی بت پرست ہی اور ہم بھی بت پرست ہین ہم عرصہ سے بلا وجہ و بے سبب یہان مقید
ہین طرح طرح کی
عقوبتین ہوتے ہین چونکہ تو بھی قید و بند سے رہا کیا گیا ہی تجکو سختی قید کی
معلوم ہی ہین کہ کسی تدبیر سے اپنی رہائی کے صدقے مین ہم کو

بھی اس مصیبت قید سے نجات دلوا تورج بزرگ کو ہمارے حال زار پر رحم آیا کہا اچھا صبر
کرو ہم تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ اُس دزد سے ہماری سفارش کی اور کہا دراینحالیکہ ان لوگون کا
مال چھین لیا ہے پھر انکے قید کرنے کی کیا ضرورت ہے میرے نزدیک انکا رہا کر دینا مناسب ہے اُس دزد
بدکار نے کہا ہمارے یہان کا یہ دستور نہین ہے کہ جسکا مال چھین لین اُسکو رہا کر دین کیونکہ یہ لوگ ہماری
رہزنی کا حال اور دن سے بیان کرتے ہین لوگ اس طرف کے آنے سے پرہیز کرتے ہین چنانچہ یہ لوگ
اگرچہ بے قصور ہین لیکن یہی خیال ہے کہ یہ اپنے گرفتار کرنے اور مال و اسباب لٹ جانے کی خبر عام
مین مشہور کرینگے پھر کوئی تاجر یا صاحب مال ادھر [illegible] سے نہ گذریگا ہماری روزی مین خلل پیدا ہوگا تورج
نے کہا ہان یہ بات بہت صحیح ہے لیکن از بسکہ ہمنے سفارش چاہی ہے اور تو ہماری بات کو سنتا بھی ہے لہذا ہماری
خوشی اسی مین ہے کہ انکی رہائی ہو اُس دزد نے دیر تک فکر کی آخر کہا اے تورج مین ان سوداگرون کو ہرگز
رہا نہ کرتا لیکن تیری سفارش سے مجبور ہون یہ کہا اور ہمکو قید و بند سے رہا کر دیا اور کہا جلد اس قلعہ مین
سے نکل جاؤ بس ہمنے جو قلعہ سے نکلنے کا اشارہ پایا وہان سے بھاگے یہان آکے دم لیا تھا کہ تمسے
ملاقات ہوئی بدیع الملک نے اس تمام داستان کو سنکے اُن سب کی کسی قدر روپیہ سے
مدد کی بعدہ وہان سے روانہ ہوکے قلعہ آہنی کوہ کے قریب پہونچا اور ہر چہار طرف سے اُس پہاڑ کو گھیر لیا
یکایک خبر تورج بزرگ کو پہونچی فوراً چالیس ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا اول بدیع الملک
کے پاس یہ پیام بھیجا کہ اگر میرے بھاگنے کے سبب سے تونے یہان ہنگامہ آرائی چاہی ہے تو یہ محض بیکار
ہے اس واسطے کہ اب تو مین رہا ہوا یا خواہ صلح اور کسی سبب سے رہا ہوا اور اگر کسی اور وجہ سے ایسا
ارادہ کیا ہے تو خیر کچھ مضائقہ نہین ہے بدیع الملک نے اس پیام کا کچھ جواب نہ دیا تورج بزرگ
نے نقارہ جنگ بجوایا دوسرے روز میدان مین آکے صف آرائی کی اسد میدان مین چڑھ
کے [illegible] مسلح ہو کر آیا اور بعد ردو بدل بسیار زخمی ہوا بعدہ کرب میدان مین آیا وہ بھی زخمی
ہوا راوی کہتا ہے کہ پندرہ روز تک تورج نے میدان داری کی جسمین علاوہ بدیع الملک
کے تمام سرداران اسلام اور ہزارہا فوج کے لوگ تورج کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوئے کہ
بظاہر انکی زندگی دشوار معلوم ہوتی تھی ایک روز تورج بزرگ نے یا آشوب دزد سے کہا کہ تیرے
لشکر مین کوئی نجومی بھی اپنے فن مین کامل ہے اُسنے کہا کہ ایک بہت بڑا مہندس ہے وہ قواعد نجوم سے
مطالب آئندہ بخوبی استخراج کر سکتا ہے تورج نے کہا اُسے ابھی بلاؤ وہ نجومی اُسیوقت حاضر ہوا
تورج بزرگ نے اُسکو بہت تواضع سے اپنے پاس بٹھلایا اور کہا کہ اے نجومی ایک مطلب ہمارا یہ ہے
اُسکو اپنے قواعد نجوم سے دیکھ کر بدیع الملک کا اور میرے طالع کیسے ہین آیا مین بدیع الملک
پر غالب رہونگا یا بدیع الملک مجھپر غالب رہیگا نجومی نے تورج بزرگ سے عرض کیا کہ دو روز مین
جو کچھ احوال قواعد نجوم سے معلوم ہوگا عرض کرونگا تورج نے اس بات کو منظور کیا نجومی رخصت
ہوکے اپنی جگہ پر گیا اور بڑے غور اور فکر سے دیکھکر تورج شاہ ان کے پاس آیا اور کہا کہ خداوند
نعمت مین نے کمال غور سے حساب لگایا اُسکا نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ ہر طرح سے بدیع الملک کا
طالع زبردست ہے ہر وقت اور ہر ساعت وہی فتحمند رہیگا [illegible] ایسا آیا جاتا ہے

کہ تمھارے ملک پر بدیع الملک کا قبضہ ہوگا ابتدا مین شاید ایسی صورتین پیدا ہوتی رہین جن سے
معلوم ہوگا کہ غلبہ ہم کو حاصل ہے لیکن نتیجہ ضرور بدیع الملک کے موافق ہوگا تورج کو بہت ملال
ہوا لیکن زمانہ کی نیرنگیان ہمیشہ عجیب ہوتی رہی ہین غرضکہ تورج بدرگ اسی غم و ملال مین مبتلا
تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے نجومی نے میرے خلاف خبر دی ہے اور اسی رنج کی وجہ سے سکوت مین بیٹھا تھا
دیکھا اہرمن پشتارہ بدوش چلا آتا ہے اور آتے ہی پشتارہ تورج بدرگ کے روبرو رکھدیا تورج
نے کہا ای اہرمن یہ کیا شے پشتارہ مین لایا ہے اُسنے کہا ای تورج بدرگ آج مین بدیع الملک کو
خوابگاہ سے چرا لایا اُس وقت تورج بدرگ کھلے بند دروازہ پر بیٹھا تھا اہرمن سے اس خبر کو سُنکے
بہت خوش ہوا کہا ای اہرمن مین تیری اس کارروائی سے بہت خوش ہوا خوب ہوشیاری سے رکھنا
ایسا نہو کہ جس طرح تو اسکو چرا لایا ہے اُسی طرح اُسکا عیار اُسکو چرا لے جاوے اچھا اب بدیع الملک
کو خوب مضبوط باندھ کے ہوش مین لا اہرمن نے بدیع الملک کے دست و پا کو اور زیادہ جکڑا
اور ہوش مین لایا بدیع الملک نے اپنے کو عجیب حالت مین پایا اور سامنے دیکھا تورج بیٹھا ہے تورج
نے کہا ای بدیع الملک کہو اس وقت تم اپنے کو کس حال مین پاتے ہو اب تم زبردست ہو یا مین
تم کو میری طاقت و اختیار سے مطلق اطلاع نہ تھی شہزادہ بدیع الملک نے کہا او نامرد یہ کیا بیہودہ
حرکت ہے کہ مردون کو نامردی سے گرفتار کرتا ہے اور پھر پوچھتا ہے کہ اپنے تئین کس حال مین دیکھتے ہو تجھکو شرم
نہین آتی اگر مرد میدان ہوتا تو عالم بیداری مین مقابلہ کرتا اور بزور دست و بازو گرفتار کرتا تو [illegible]
نہ تھا اور اُس وقت پوچھنا درست تھا کہ تم کس حال مین مبتلا ہو بدیع الملک کی اس تقریر سے
تورج بہت شرمندہ ہوا اور تا دیر سرنگون بیٹھا رہا بعد ازان بدیع الملک کی طرف
دیکھکے کہا ای بدیع الملک اگرچہ اہرمن تمکو عالم خواب مین گرفتار کر لایا مگر اس بات کو سمجھو کہ
حریف کے مقابلہ مین مکر و فریب سے کام لینا مضایقہ نہین رکھتا کون عقلمند ایسا ہوگا جو فریب سے
قطع نظر کرکے اپنے کو معرض ہلاکت مین رہنا گوارا کریگا ادھر خیر اس وقت اس بحث سے کچھ
فائدہ نہین ہے بلکہ ضروری جو بات ہے اُسکا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اب
تم میرے اختیار مین ہو اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بت بزرگ کو بخلوص اعتقاد سجدہ کرو
ورنہ یقین سمجھ لو کہ اب تمھارا زندہ رہنا ہونا محالات سے ہے شہزادہ بدیع الملک نے تورج
کو ہزارہا دشنامہاے مغلظ دین اور کہا او پلید تو ہرگز اس بات کا خیال نہ کرنا کہ مین بڑی
قید و بند مین مبتلا ہون مین اُس خداے واحد و لاشریک صاحب قدرت و جلال کا بندہ
ہون جسکے قبضہ قدرت مین تمام جاندارون کی جان ہے اور جو ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے اگر
ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤن اور پھر مجھسے سوال کیا جاوے کہ تو کس کا بندہ ہے مین یہی کہونگا
کہ مین اُسی خدا کا بندہ ہون جسکی آج تک بندگی کی تورج نے کہا دیکھون اس وقت وہ
خداے نادیدہ کیا تیری مدد کرتا ہے اور جلاد کو طلب کیا اب اس طرف سنیے کہ جب رات
گذر گئی اور صبح ہو [illegible] اسلام مین بہت گھبراہٹ کے ساتھ ایک شور بلند ہوا [illegible]
نور الدہر [illegible] سردار ایک جا جمع ہوگئے ہر ایک نے متعجب

ہوکے کہا طرفہ معاملہ ہی شہزادہ بدیع الملک کا لشکر سے غائب ہوجانا کسی طرح عقل مین نہین آتا
شاپور آیا اور اُدہر مین فیل پا کے پانون کے نشان محسوس کرکے کہا مین سمجھ گیا لوگون نے پوچھا کیا سمجھ کیا
اُسنے کہا شہزادہ کو اسی فیلپا لیگیا ہی کیونکے پانون کے نشان معلوم ہوتے ہین نورالدہر کو خبر کی گئی کہ شاپور کا قیاس اس طرح
فیلپا کی نسبت نورالدہر نے شاپور کو بلا پوچھا اُسنے وہی اپنا قیاس بیان کیا نورالدہر نے کہا ای یارو تورج بڑا
مکار و فریبی ہی بیشتر اسکو اسی فیلپا پر الیگیا تھا اب اُسنے شہزادہ بدیع الملک کو بھی اسی
فیلپا کے ذریعہ سے چرا منگایا خداوند عالم شہزادہ بدیع الملک کے جان کا حافظ و نگہبان
ہی ورنہ تورج حرامی کے دست ظلم سے اسکا زندہ و سلامت رہنا محال ہی تمام سرداران لشکر اسلام
گھبرا گئے ہر ایک نے دست بستہ کہا شہریارا ہم لوگ تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسکو بسر و چشم بجا لاوینگے
اسمین شک نہین کہ شہزادہ بدیع الملک بڑے ظالم کے ہاتھ مین پہنچا ہی نورالدہر نے کہا
ای یارو مجھے اس بارہ مین پوچھنے کی کیا ضرورت ہی جو کچھ تدبیر بکار آمد ہو اُسے عمل مین لاؤ اصل غرض
یہ ہی کہ کسی طرح بدیع الملک اُن گبران مکار کے ہاتھ سے محفوظ رہا ہوجاوے وہ سب یاران الٰہی
مرکبون پر سوار ہوئے اور قلعہ کی جانب مہمیز کی لیکن سب سے بیشتر دیو بن قندر چوب دست
آہنی لیے ہوئے روانہ ہوا وہان بمجرد حکم تورج جلاد بغرض قتل شہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا
اور تورج نے حکم دیا کہ جلد اس خداپرست کا سر تن سے جدا کر اُس وقت آشوب دزد وہان
موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ عنقریب جلاد اپنا کام کیا چاہتا ہی شہزادہ کی جانب متوجہ ہوا اور اُسنے
کہا ای جوان بالفرض تو خداپرست کامل ہی اور اپنے خدا کو برحق سمجھتا ہی تاہم تونے عقلمندون کی زبانی
یہ نہین سنا ہی کہ اُنھون نے کہا ہی کہ روا است شر قلیل از برای خیر کثیر ❊ کیون اپنے کو مفت ہلاک کرتا ہی
اگر صرف اسی قدر کہدینے مین جان بچتی ہی کہ مین بت پرست ہوتا ہون تو کیون تامل کرتا ہی کہدے آیندہ
تجھے اختیار رہیگا تیرے دلون سے کسے اطلاع ہوگی اور اصل بات تو یہ ہی کہ اگر تورج کی خوشی تیرے
بت پرست ہی ہونے مین ہی بس تو بت پرست ہوجا خدا کی بندگی نہ کی بت پرستی ہی کی سہی شہزادہ
بدیع الملک کو آشوب دزد کی مذہب کی بابت اس طرح کی تقریر بہت ناگوار معلوم ہوئی
کہا او کافر ملعون مجکو میرے قصہ سے کیا کام ہی تو میرا ناصح ہی جو مجکو نصیحت کرتا ہی مجکو اختیار ہی جو مذہب
چاہون اختیار کرون خبردار اس طرح کی بیہودہ بات میرے روبرو زبان سے نہ نکالنا ورنہ اگرچہ مین
گرفتار ہون لیکن جو کچھ مجھسے تیرے حق مین ہوسکے کا کسی طرح سے دریغ نہ کرونگا چنانچہ آشوب
دزد شہزادہ کے اس طرح کے جواب سے بہت غیظ و غضب مین آیا اور نہایت برہم ہوا وہ اُس وقت
شغل میخواری مین مصروف تھا جو جام کہ اُسکے ہاتھ مین تھا اور چاہتا تھا کہ اسکو پیون اس
زور سے شہزادہ کے سر پر کھینچ مارا کہ شہزادہ بسبب پہنچنے ضرب شدید کے بیہوش ہو گیا اور خون مثل
پرنالے کے جاری ہوا جب شہزادہ کو ہوش آیا اور اپنی پیشانی سے خون جاری دیکھا از حد غصہ مین
آیا اور اسقدر تاب مثل بید کے کانپنے لگا اور طوق و زنجیر مین دونون ہاتھ کرکے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
کہکے جو زور کیا طوق اور زنجیر مثل تار عنکبوت کے تار تار ہو گیا اور تمام بندھی ٹوٹ گئے اُٹھکر ایک طمانچہ
اور ایک لات ایسے زور سے جلاد کے منہ پر ماری کہ وہ بیہوش ہو گیا آشوب دزد

نے جو شہزادہ کو بند ہائے آہنی سے رہا دیکھا سمجھا کہ یہ جوان یہاں قیامت برپا کرتا معلوم ہوتا ہے ایک نعرہ
مارا کہ باش اور خدا پرست اگرچہ تو نے بند ہائے آہنی کو شکست کیا لیکن میرے ہاتھ سے کہاں
جاتا ہے یہ کہا اور تلوار کا وار شہزادہ پر کیا ہنوز وہ تلوار شہزادہ پر نہ آنے پائی تھی کہ اُس دلاور دوران
و بہادر زمان نے بچستی تمام دست چپ اُسکے کلائی پر ڈالدیا اور گرفت میں لاکے اس زور سے
جھٹکا دیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری اور منہ کے بل زمین پر گرنے کو تھا کہ
شہزادے نے دست راست سے ایک لگا اور ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر
مارا کہ سر اسکا کوزے شکستہ کی طرح پاش پاش ہوگیا اور ہائے ہائے کی آواز بڑے زور سے
بلند کی نورج گھبرا کے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ خدا پرست تیری ذات سے
مجکو سخت صدمے اور رنج و تکلیفیں پہونچی ہیں تو میری صاحب قرانی میں رخنہ اندازی کرتا ہے
اور آتے ہی ایک لگا شاہزادے کی پشت پر مارا شاہزادہ اُسکی جانب پھرا اور اُسکے
مشت کو رد کرکے بقوت تمام اُسکے بھی گردن پر اس زور سے لگا مارا کہ نورج تھورا گیا اور
تمام جہان اُسکی آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگیا سنکے کہ فیل بند دروازہ پر قیام نہ کرسکا بالاے فصیل
سے نیچے خندق میں جا رہا خدا کی قدرت سے اُس وقت دیوبن قندر وہان پہونچ گیا تھا نورج
کو جو اُسنے خندق میں گرتے دیکھا قریب تھا کہ نورج خندق سے باہر آسکے اُسنے مہلت نہ دی
اندرون خندق پہونچ کے چوب دست آہنی سے اُسے خوب کوفتہ کیا یہانتک کہ وہ بیہوش
ہوکے زمین پر گرا دیوانے اپنی زنجیر سے اُسکے دست و پا خوب مضبوط باندھے اور اُسی وقت
لشکر میں سے آیا وہاں اور سردار جو ہمراہ دیوبن قندر کے روانہ ہوئے تھے قلعہ تک پہونچ کر
اور ضرب ہائے گرز وغیرہ سے قلعہ کے دروازہ کو شکستہ کیا اندر قلعہ کے پہونچے بدیع الملک
سے ملاقات ہوئی تمام آہنی گھر کو مسمار کیا کل اہل قلعہ بھاگے جسنے ذرا بھی تعرض کیا وہ مسلمانوں
کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اُن سب میں ایک طفل نوخیز نہایت وجیہ و شکیل تھا وہ بالائی
سرش ز ہوشمندی می تافت ستارۂ بلندی + جونہیں اُسکو معلوم ہوا کہ نورج گرفتار ہوگیا
شہزادہ بدیع الملک کے پانوں پر گر پڑا اور دست بستہ کہا ای والا قدر میں ایک مسلمان
کا لڑکا ہوں اس کافر بدکیش کے دست ظلم سے نہایت مصیبت اور زحمت میں مبتلا ہوگیا تھا
بارے ہزار ہزار شکر اُس قادر لم یزل کی درگاہ بے نیاز میں کہ وہ ملعون نطفۂ شیطان تمہارے
دست حق پرست سے گرفتہ و بستہ ہوگیا اور میں نے اس مصیبت سے نجات پائی کہ جو صدمہ
کہ اس نورج ملعون کے ہاتھ سے مجکو پہونچ چکا ہے کیا بیان کروں اور اُسکا دفتر لکھنا
ممکن نہیں ہوسکتا ہے یہ کہکے وہ لڑکا نہایت درد کی آواز سے رونے لگا شہزادہ
بدیع الملک نے بہت تشفی اور دلجمعی دیکر اُسکے سر پر دست شفقت اپنا پھیرا اور پوچھا
تو کیوں اسقدر زار زار روتا ہے کہ اپنی اصل کیفیت تو بیان کر اُسنے کہا کہ میرا نام
سعید ہے [illegible] نام سے مشہور تھا حسب اتفاق قصد تجارت
اُسکا [illegible] ج حرامزادہ کم بخت نے اُسکو ہلاک کیا اور مال

واسباب لوٹ لیا اور مجکو زندہ رکھا ہر روز مجھسے ساقی گری کا کام لیتا تھا جب مین نے وطن کا
نام لیتا تھا مجکو چوب دست سے صدمہ پہونچاتا تھا اور کہتا تھا کہ تو اس بات کو غنیمت نہین
جانتا کہ مین نے تجھے زندہ رکھا خبردار اپنے وطن کا نام نہ لینا ورنہ ایک روز تجھے بھی ہلاک
کرونگا مین یہ کلام اسکے سنکے خاموش ہو رہتا تھا آج تمہارے قدم کی برکت سے امید
ہوئی کہ مین اپنے وطن مین ضرور پہونچا دیا جاؤنگا کیونکہ مین نے سنا ہی کہ تم بھی خداپرست
ہو ای عالی منزلت میری ایک بہن وطن مین ہی وہ مجھسے نہایت مانوس ہی جب میرا پدر
مقتول بعزم تجارت سفر کا عازم ہوا تھا مین نے اس سے اس بات کی درخواست کی
کہ مین بھی ہمراہ چلونگا اسنے مجکو بہت سمجھایا کہ سفر مین انواع و اقسام کی تکلیفین ہوتی ہین
علاوہ برین تو اپنے گھر سے کبھی باہر نہین نکلا ہی مین اگر جاتا ہون تو بضرورت جاتا ہون
انشاءاللہ چند روز کے عرصہ مین پھر واپس آؤنگا مین نے نہ مانا ناچار وہ مجھے ہمراہ لے چلنے
کے واسطے راضی ہوا جبکہ وطن سے کوچ کرنے کا وقت آیا مین اپنی مان سے رخصت ہوا
وہ میری مفارقت مین نہایت بیتاب ہوئی مین نے اسکی بیتابی کی جانب مطلق خیال
نہ کیا اس روز میری بہن اپنے چچا کے یہان مہمان گئی تھی اس سبب سے اسکو میرے جانے کی
مطلق خبر نہوئی میری مان نے بھی مجکو بہت کچھ سمجھایا کہ ای سعید تو ابھی کمسن ہی ابھی اپنے
باپ کے ہمراہ جانے کا قصد نہ کر مگر مین نے ایک نہ سنی ناچار میرا پدر مقتول مجکو ہمراہ
لیکے روانہ ہوا یہان یہ مصیبت نازل ہوئی کہ وہ قتل ہوا اور مین اسکی قید مین پھنسا
شہزادہ بدیع الملک کو اس طفل کے حال پر اضطراب پر نہایت افسوس ہوا اسکو بہت کچھ
مال و اسباب دیا اور چند سوارون کو ہمراہ کرکے کہا کہ اس لڑکے کو اسکے وطن مین بخیر
تمام پہونچا دو اس لڑکے نے دست بستہ کہا ای سزاوار ذات مکرم صفات مین تمہارا نہایت
ممنون و مشکور ہوا لیکن یہ تو ارشاد ہو کہ اب پھر کبھی قدمبوسی حاصل ہوگی بدیع الملک
نے کہا ہان جو سوار تیرے ہمراہی مین جاتے ہین جب تجھے پہونچا کے واپس آئینگے ہم انسے
تیرا پتہ دریافت کرلینگے اگر موقع کبھی ملجاویگا تو ہم تیرے مکان پر آوینگے اور ای سعید
ہم تیرے وطن ضرور چلتے مگر کیا کرین کہ ہم کو مطلق فرصت نہین ہی وہ لڑکا بدیع الملک
سے اس وقت بدیدہ گریان رخصت ہوا اور ان سوارون کے ہمراہ اپنے ملک کی طرف راہی
ہوا بدیع الملک اپنے لشکر مین آیا اور تورج کو باستحکام تمام بستہ کرکے یہان سے
روانہ ہوا اور سفر دریا طی کرکے ساحل مراد پر پہونچا اور وہان سے روانہ ہوکے بعد قطع
مراحل سخت و دشوارگذار ایک قلعہ کے قریب پہونچا جس کا نام ساسانیہ تھا اور حاکم و فرمانروا
اس قلعہ کا ساسان زنگی نام چالیس ہزار سواران جرار کی جمعیت رکھتا تھا یکایک اسکو خبر
پہونچی کہ خداپرست فی الحال نہایت مستعدی سے دین اسلام کو رواج دے رہے ہین
اور ممالک فرعونیہ کی تباہی کے درپے ہین چنانچہ ایک فوج [illegible] طرف وارد ہوئی ہی لشکر
اور اسکا مصمم ارادہ یہ ہی کہ فرعونیہ مین پہونچکے فرعون
ان زنگی ا...

خبر کو سنکے بہت برہم ہوا اور اپنے دربار مین سب سے کہا کیا خوب ہے خدا پرست بچارے خود اپنے کو کیا سمجھے ہین
جو ایسے امر اہم کا ارادہ کیا ہی خداوند فرعون اس مرتبہ کا خداوند نہین ہی کہ خدا پرستون کا گروہ
اُسکو کسی طرح کا صدمہ پوہنچا سکے پہلے خداوند سے کہو ایسے بندون سے مقابلہ کرلے تو پھر فرعونیہ مین
جاکے خداوند سے مقابلہ کرے یہ کہا اور اُسی وقت فوج مین کمر بندی کا حکم دیا اور خبر منگوائی کہ
دیکھو خدا پرستون کا وہ گروہ کہان مقیم ہی خبر دارون نے آکے خبر دی کہ خدا پرست قریب قلعہ خیمہ زن
ہین اور ایسا بند و بست اپنی فوج کے چارجانب کیا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا ہے سنکے اس زنگی کی
طبیعت مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا اور تمام فوج کو ہمراہ لیکے قلعہ کے باہر شہزادہ بدیع الملک
کے لشکر کے روبرو خود بھی خیمہ زن ہوا اور ایک نامہ اس مضمون کا بدیع الملک کے نام بھیجا کہ
ہم نے سنا ہی تو خدا پرست ہی اور خدا پرستی کو رواج دیا چاہتا ہی اس غرض سے مملکت فرعونیہ کیجانب
عزم رکھتا ہی تاکہ خداوند فرعون سے مقابلہ کرے تیری کیا قدرت و طاقت ہی کہ ایسے زبردست خدا
سے مقابلہ کر سکے جسکے ہم ایسے ہزارہا بندے ہین اگر واقعی تیرا ارادہ خداوند سے مقابلہ کرنے کا ہی تو
پہلے ہم سے یہان مقابلہ کرلے بعدہ وہان پہونچ کے ایسی بے ادبی کرنا اور اے خدا پرست تجھکو
تو بخوبی سمجھے رہنا کہ جس طرح تو اپنے دین خدا پرستی کو رواج دیا چاہتا ہی اور فرعون پرستون کا
دشمن جان ہی اسی طرح ہم بھی مذہب فرعونی کو رواج دیا چاہتے ہین اور خدا پرستون کے دشمن
جان ہین جہان تک ممکن ہوگا خدا پرستون کے نام و نشان کو نیست و نابود کرینگے اس مضمون
کے نامہ کو ایک زنگی کے ہاتھ شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور کہا جلد اسکا جواب لاو
زنگی نامہ لیے ہوئے خدا پرستون کے لشکر مین آیا اہل لشکر نے جو اُس وحشی صورت حبشی کو آتے
دیکھا کہا وہین ٹھہر جا پہلے یہ بتا کہ تو کون ہی اور یہان کس کام کے واسطے آیا ہی اُسنے کہا مین ساسان زنگی حاکم
قلعہ ساسانیہ کا ملازم ہون اُسکا نامہ خدا پرستون کے نام لایا ہون تمھارا سردار کہان ہی اُسکے پاس مجھے
لے چلو ساسان زنگی کے نامہ کا جواب لون اہل لشکر نے کہا اچھا تو یہین ٹھہر جا اور بدیع الملک کے
پاس جاکے کہا اے شہریار یہ جو سامنے عالی شان قلعہ نظر آتا ہی اسکے حاکم کا نام ساسان زنگی ہی اُسنے
اپنے ملازم کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہی گو وہ نامہ بر زنگی ہی ہمنے ہر چند چاہا کہ اُس سے نامہ لیکر حضور مین
پیش کرین وہ ہمکو نامہ نہین دیتا اور خود حضوری چاہتا ہی بدیع الملک نے کہا بلاو کہان
ہی وہ زنگی اسیوقت حاضر ہوا اور فرعون پرستون کی طرح شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ کو یہ حرکت
اُسکی بہت ناگوار معلوم ہوئی اور برہم ہوکے اُس سے کہا تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین ساسان زنگی کا
نوکر ہون اور ایک نامہ تمھارے نام لایا ہون یہ کہکے پگڑی سے نامہ نکالا بدیع الملک کو دیا شہزادہ
نے سر نامہ پڑھا لفافہ چاک کرکے نامہ کو آغاز سے انجام تک پڑھا مضمون نامہ سے اور زیادہ
مزاج برہم ہوا کہا یہ کیا بکبک مارا ہی اور نامہ کو اُسکے سامنے چاک کرکے کہا جا اُس گبر سے کہدے
کہ نامہ و پیام کی کچھ ضر [illegible] جنگ کے واسطے آمادہ ہو ہم نہین جانتے کہ فرعون کیا بلا ہی
ہی اور [illegible] امہ بر نے کہا اگر جواب تحریری ہوتا تو بہتر تھا شہزادہ نے
[illegible] ن ہی کہ اس طرح کی بیہودگی مین اپنا وقت ضائع کرین جا

زبانی ہی جواب کافی ہی وہ زنگی ساسان زنگی کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ خدا پرست بڑے
مغرور ہین ہین کیا کہون کس استغنا کے ساتھ نامہ کا زبانی جواب دیا ہی بعدہ جواب کو بیان کیا ساسان
زنگی نے کہا اے مغرور ہین تو اپنے غرور کی سزا پاینگے ابھی اُنکو خداوند فرعون کی قدرت کا حال
معلوم نہین ہی عنقریب معلوم ہو جائیگا یہ کہا اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو میدان
مین آکے صف آرا ہوا ادھر شاہزادہ بدیع الملک بھی اُسکے مقابلہ مین صف آرا ہوا اور
لشکر اسلام سے پہلے گیو نوجوان سپہ سالار سعد بن قباد میدان مین آیا اور باواز بلند پکار
کر کہا اے کمبخت تم مین سب سے زیادہ پہلوان جو ہو اسکو بھیج میدان جنگ مین آوے
اور میرا مقابلہ کرے دیکھون قدرت فرعونی کا کیا کرشمہ دکھاتا ہی یہ سنکے خود ساسان زنگی مسلح
و مکمل اُسکے روبرو آیا اور کہا اے خدا پرستو کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو سچ کہتا ہون
کہ تمھاری بخشش تا وقتیکہ خداوند فرعون نہ چاہیگا ہرگز نہوگی اور جس خدا کی تم پرستش کرتے ہو اُسکو
اُسکو کسی نے دیکھا ہی نہین ہی پھر کسطرح اس سے بخشش کی امید ہوسکتی ہی اپنے اپنے کان پکڑو
اور توبہ کرو اور خداوند فرعون پر ایمان لاکے اُس سے گناہان گذشتہ کی معافی چاہو گیو نوجوان
نے قہقہہ مارا اور کہا او ملعون شیطان تو آدمی ہی یا جہنم کا سوختہ ہی بس زیادہ گوئی سے کچھ فائدہ
نہین ہی زبان را ببند کن و بازو را بکشا ہم نے تجھ ایسے بہتیر فرعون پرست دیکھے ہین ساسان
زنگی نے تلوار کا وار کیا گیو نوجوان نے اُس وار کو باسانی پشت شمشیر پر رد کیا جب نہ اثر ساسان
زنگی نے دوسرا وار کیا گیو نوجوان نے اُس وار کو بھی رد کیا اسی طرح تین وار ساسان زنگی
کے رد کیے اور مرکب کو مہمیز کرکے ایسی تگادر اُسکے مرکب کو دی کہ ساسان زنگی پشت مرکب
سے اوندھے منہ زمین پر آیا چوٹ ایسی آئی کہ آنکھون کے نیچے تاریکی چھا گئی مگر پھر سنبھل کے
زمین پر کھڑا ہو گیا اور مرکب اُس گبر کا چرانے پا ہو کے بھاگا گیو نوجوان بھی پشت مرکب سے
زمین پر کود پڑا دونون زور دست و بازو مین مصروف ہوئے اس کشش و کوشش مین ساسان
زنگی نے کہا اے خدا پرست دیکھ اب بھی خیریت ہی اس معصیت سے باز آ دین و دنیا جو کچھ ہی
خداوند فرعون ہی کی بندگی مین حاصل ہو سکتا ہی گیو نوجوان سپہ سالار نے جھنجھلا کے
دونون ہاتھ ساسان زنگی کے گانٹھ لیے اور چاہتا تھا کہ اُسکو زمین پر دے مارون ساسان
زنگی بھی نہایت قوی ہیکل تھا اور فن سپاہگری اور کشتی سے بخوبی ماہر تھا ایسا داؤن
کیا کہ دونون ہاتھ کھل گئے غروب آفتاب تک یہی بست و کشاد رہی آخر گیو نوجوان
نے ساسان زنگی کو کولھے پر لاد کے زمین پر دے مارا اور جست کرکے دونون ہاتھ اور گردن
خوب مضبوط باندھ کے شہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین لے آیا بدیع الملک نے
گیو اصفہانی کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی خلعت خاصہ سے سرفراز کیا اور کہا اے گیو
داد مردی کا رسے کردی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + بے شبہ ساسان زنگی تجھ سے
کم نہ تھا جسیم ہی گیو نوجوان نے کہا اے شہریار یہ کہنا اور یہ سب الحمد اقبال شہریاری تھا
جو یہ گبر گرفتار ہوگیا بدیع الملک نے دربار مین قیام ... کو حاضر کرو

ملازم گئے اور ساسان زنگی کو اسی طرح گرفتہ و بستہ شہزادہ کی خدمت مین سے لیے آئے شہزادہ
نے از سرتا پا ساسان زنگی کو دیکھا اور کہا اے ساسان تو نے برکت دین اسلام کی دیکھی کہ
گیو اصفہانی تیرے تن و توش سے کس قدر کم ہے اور وہ کس طرح تجھے گرفتار کر لایا پس اب
بہتر اسی مین ہے کہ بصفائے قلب دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا زندہ رہنا غیر ممکن ہے
ساسان زنگی نے کہا اے شہریار واقعی میرے دل مین ایسی عظمت خدا وند فرعون کی سمائی
ہوئی تھی کہ مین اسکو بیان نہین کر سکتا اور مین خوب سمجھتا تھا کہ خداوند میری ہر وقت مین
مدد و حمایت کریگا لیکن اب اسکے گرفتار ہو جانے سے طرفہ حیرت مین مبتلا ہون شہزادہ نے
کہا اے ساسان مین تجھے سچ کہتا ہون کہ فرعون ایک انسان ہے اُس مین یہ طاقت کیونکر ممکن
ہے کہ غیبت مین کسی انسان کی مدد و حمایت کر سکے البتہ صاحب قدرت و طاقت خاص وہی
خدائے بزرگ ہے جسنے زمین و آسمان پیدا کیا ہے ساسان سمجھا کہ اس وقت بجز مسلمان ہونے
کے کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم ہوتی ناچار اسلام قبول کرنے کا اقبال کیا شہزادہ
نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور دین اسلام کے اصول و فروع سے آگاہی بخشی اور حکم دیا کہ یہان
ساسان زنگی کے بند کھول دو فوراً دست و پا سے بند کھول دیے گئے تمام دن ساسان زنگی
لشکر مین موجود رہا جب رات ہوئی [illegible] یہان سے بھاگا اور ساسانیہ مین پہونچ کے
قلعہ بند ہوگیا رات کو کسی نے خبر نہ لی صبح کو اُسے غائب پایا شہزادہ بدیع الملک کو
خبر کی کہ ساسان زنگی گرفتار ہو کے مسلمان ہوا تھا شب کو یہان سے غائب ہوگیا ہم لوگون کو
اُسکا خیال نہ رہا اس نظر سے کہ اب تو یہ مسلمان ہوگیا مگر اُس کے اس فریب کی خبر نہ تھی
بدیع الملک نے کہا جاؤ تلاش کرو دیکھو کہان بھاگ کے گیا ہے لوگ اُسکی تلاش مین چہار
طرف گئے اور کہا شہریار ساسان زنگی یہان سے بھاگ کے قلعہ مین جا چھپا ہے [illegible] قرینہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے حال سے تعرض کیا جاویگا تو وہ پھر مقابلہ مین آویگا بدیع الملک
نے کہا خیر وہ مکار میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے ہم مسلمان ہین ظاہر پر اعتبار کر لیتے ہین کیا
معلوم تھا کہ اُسنے اپنے بھاگنے کے واسطے یہ کارروائی کی کہ ہمارے سامنے مسلمان ہوگیا
اور غافل پا کے بھاگ گیا آج نہین انشاء اللہ تعالیٰ کل اُس سے اُسکی [illegible] اور بد اندیشی کا
عوض لیا جاویگا راوی کہتا ہے کہ ساسان زنگی کی ایک معشوقہ [illegible] رضوانہ جادو نام سے
مشہور ہے وہان سے قریب ایک پہاڑ ساسان کوہ نام سے مشہور ہے رضوانہ جادو اُس پہاڑ پر
ایک قصر عالیشان مین قیام پذیر ہے علاوہ اُسقدر کوہ فیچ کے اور بھی عمارت اُسکی مملوکہ پہاڑ پر
واقع ہے اور شب و روز رضوانہ پہاڑ ہی پر رہتی ہے جب ساسان زنگی یہان سے شب کو بھاگ کے
اپنے قلعہ مین پہونچا ایک ملازم کو رضوانہ جادو کے پاس بھیجا کہ اسکو اسی وقت یہان لے
آ میں نے عرصہ سے اُسے دیکھا بھی نہین ہے بہت مشتاق دید ہون وہ ملازم گیا اور رضوانہ
جادو کو ساسان زنگی [illegible] لایا ساسان زنگی نے اپنی مطلوبہ سے کہا اے رضوانہ
دو تو [illegible] ہون اور مجھکو جسقدر تیری محبت ہے اسکو تو ہی

خوب جانتی ہو ایسی حالت مین میرا کام گویا تیرا ہو اور تیرا کام گویا میرا کام ہو فی الحال خدا پرستون نے بہت
اُٹھایا ہو چنانچہ ان دنون یہان وارد ہوئے اور ارادہ کیے ہوئے ہین کہ فرعونیہ مین پہونچ کے خداوند
فرعون سے مقابلہ کرین اور دین اسلام کو بخوبی رواج دین جب مجکو یہ خبر معلوم ہوئی قلعہ سے باہر
آیا اور اُنکے مقابلہ مین صف آرائی کی خداوند فرعون کی شکست مین الیاکوز اگر مین مسلمان کے ہاتھ
سے گرفتار ہوگیا وہان مسلمانون نے مجسے مسلمان ہونے کو کہا مین نے بخوف جان مسلمان ہونا قبول
کر لیا یعنی مسلمانون کا کلمہ پڑھا اور اُس دین کے اصول و فروع بھی سیکھے شب کو موقع پاکے مسلمانون
مین سے بھاگ آیا ہون یہ مجکو خوب یقین ہو کہ مسلمان مجکو زندہ نہ چھوڑینگے اس مرتبہ پھر مین گرفتار
ہو جاؤنگا اور ضرور ہلاک کیا جاؤنگا پس تجکو اس وقت خاص اس غرض سے بلایا ہو کہ جس طرح
ممکن ہو مجکو مسلمانون کے دست زبردست سے نجات دلوا اور میری فریاد کو پہونچ ای رضوانہ
اگر تو میرے حال کی جانب اعتنا نہ کریگی اور غفلت اختیار کریگی انجام مین بہت افسوس کریگی مجھ السا
چاہنے والا مدت العمر تجکو نہ ملیگا رضوانہ نے کہا ای ساماں غفلت کیا سے جو کچھ تو حکم فرمائے اُسکی
تعمیل کے واسطے بسر و چشم موجود ہون یہان یہ گفت و شنید ہو رہی تھی یکایک ہوا سے آسمان
ایک کبوتری پیدا ہوئی اور رضوانہ کے قریب آکے دو تین غوطے لگائین اور نازنین سے رابانا
تمکین کی صورت سے مشابہ ہوکے رضوانہ کے قریب بیٹھ گئی رضوانہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی
ہوئی اور پھر اُس نازنین چاردہ سالہ کے روبرو بیٹھ گئی اور اُسکی جانب متوجہ ہوکے کہا ای
خواہر عزیز کیا تو خورشید ہو اُس نازنین نے کہا ہان ای خواہر مین خورشید ہون رضوانہ نے خوش
ہوکے اُسکو گلے سے لگالیا اور بہت پیار اور اخلاص کی باتین اُس سے کین اور کہا ای خواہر خوش آمدی
صفا آوردی کہو تمہاری والدہ گرامی اور خالہ صاحبہ خیر و عافیت سے ہین اُس نے جواب دیا ای خواہر
سب نے تمکو دعا کہی ہو رضوانہ نے کہا کچھ تمکو ہندوستان کی بھی خبر ہو اُس نے کہا جداللہ اور
اُسکا بیٹا جداکل خان ہلاک ہوا اللہ جوہر بن سعدان جداکل خان کی قید سے رہا ہوا یہ باتین خورشید
کے پہلو مین رضوانہ خود بھی بیٹھ گئی دونون گفتگو مین مصروف ہوئین جب ساماں زنگی نے دونو کو
حالت نشہ مین دیکھا پھر وہی تقریر شروع کی اور کہا ای آرام جان اس بارہ مین سکوت نہ کر جلد
کوئی تدبیر عمل مین لا خورشید نے یکبارگی کان کھڑے کیے اور کہا ای خواہر رضوانہ یہ کیا
باتین ہو رہی ہین ذرا مجسے تو کہو مین بھی سنون یا میرے سننے کے لائق نہین ہین رضوانہ نے کہا ای
خواہر خورشید کیا کہون جب سے مین یہان آئی ہون اس ساماں زنگی نے بکبک کے میرا
دماغ خالی کر دیا ہو خورشید نے کہا کچھ حال مفصل کہو رضوانہ نے کہا مفصل حال یہ ہو کہ آجکل خدا پرست
زور پر ہین جس طرف جاتے ہین آفت عظیم برپا کرتے ہین اس ساماں زنگی کو بھی گرفتار کر لے گئے تھے
لیکن یہ اپنی چالاکی سے رہا ہوا اب یہ کہتا ہو اگرچہ مین رہا ہو آیا ہون لیکن یہ رہائی قابل اعتبار نہین
ہی ہر وقت مجکو کھٹکا رہتا ہو کہ خدا پرست یہان آکے گرفتار کر لیجائینگے اور اس مرتبہ بھاگ جانے
کی سزا یہ ملیگی کہ مجکو جان سے ہلاک کر ڈالینگے اور میری بوٹیان کاٹ کاٹ چیل اور کوون کو دینگے
کہو تمہارا کیا ارادہ
اس واسطے کوشش کرکے میری جان بچا خورشید نے

اُسنے کہا مین اپنے ارادے کو کیا ظاہر کرون اگرچہ ساماں سے مجکو ایک نوع کی محبت ہے تاہم اس بات کا
بھی خیال ہے کہ خداوند اپنے نام کے ہین اگر مین نے کوشش کرکے کوئی وار اپنا کیا اور وہ وار خالی گیا
تو یہ سمجھنا چاہیے کہ انکے ہاتھ سے زندہ بچنا محال ہے گر یہ بھی خیال ہے کہ اس بارے مین کوشش نکرون
تو کیا کرون ساماں کی جان ضائع ہوگی میرا مدت کا چھپنا ہے اگر اسکی جان پر آبنی تو مین بھی زندہ نہ ہونگی
خورشید نے کہا اے خواہر بے شبہ اس بارہ مین کوشش کرنا چاہیے یہ خبر تو میرے بھی گوش گذار ہوئی
ہے کہ مسلمان ہر جگہ فتنہ و فساد برپا کر رہے ہین اگر تو اس بارہ مین کوشش کرنے کو آمادہ ہو تو مین بھی
شریک ہون رضوانہ نے کہا ہان صرف یہ تدبیر کرونگی کہ مسلمانون کے سردار کو اٹھا لاؤنگی تاکہ
اس ہنگامہ کو طول نہ کھینچے جب سردار گرفتار ہو جائیگا کسیکو جرأت ہنگامہ آرائی کی نہ ہوگی غرض
رضوانہ اور خورشید دونون بالاتفاق کوشش کرنے اقرار کیا ہے جس سے ساماں کو کو نہ تسکین
ہوگی ؎ شوریدہ سر قدسی شور دگری دارد ✽ گویا کہ زکنت خود پنہان خبری دارد ✽ من تا نیست
من نزاہد لیکن چہ کنم دل را ✽ با طائفہ خوبان ذر دیدہ سری دارد ✽ من دیدہ فرو بستم خود کو چہ کنم
کان سہ ✽ در نیم شبان تنہا در دل گذری دارد ✽ مرغان قفس مانند در باغ سخن لیکن ✽ نالیدن
این بلبل شور دگری دارد ✽ صد بلبل و صد قمری بر سو لفغان آیا ✽ فریاد حزین با شنو اثرے دارد

پا بر سر خاک ای گستاخ منہ غافل	خاکستر پروانہ ہر جا شرری دارد	ہاں مجکو ساقی شراب سخن ✽
کہ مفتوح ہو جس سے باب سخن ✽	سخن کی مجھے قدردان رات ہے	سخن ہے تو ہے اور کیا بات ہے
کہاں رستم و گیو و اسفندیار	سخن ہی سے ہے یاد بیشل خواب	سخن سنج دانا سے ملتی فریب
عروس سخن را چنین داد زیب		

بیان سے اس داستان ندرت بیان قصہ غرابت توامان کے
راویان صدق آثار و ناقلان راست گفتار خامہ مشکبار سے یون زیب صفحۂ قرطاس کا فور کرتے
ہین کہ جب دن گذرکے رات ہوئی اُس رات کو دیوبن قندر اور گیو نوجوان شہزادے کے
خیمہ مین مہمان تھے شاپور شیر دل نہایت خوش آینکا ساز بجا رہا تھا اہل مجلس سے ہر ایک کی
زبان پر واہ واہ جاری تھی یکایک شاپور شیر دل نے یہ غزل گانا شروع کی ؎ عشق
اُسکا یہ جان کھو ہے برنا و پیر کی ✽ اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی ✽ بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی ✽
ایسی ہی سمجھے اگر آلٹی کبیر کی ✽ صحرا سے لیجا ہے مجھے شہر کی طرف ✽ گم عقل ہو گئی ہے جنون سے مشیر کی
اپنے ہاتھ بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے ✽ ہوا مرے سوال کہ صورت فقیر کی ✽ پیدا کریگا یوسف
گم گشتہ جذب عشق ✽ تا خیر اسمین بھی ہے دعاے اسیر کی ✽ غافل نہ شکل برق ہو شادی سے خندہ زن
باران غم سے ہے گل نم خمیر کی ✽ دیوانہ کس کریم کے دردانہ کا ہے دل ✽ زنجیر مین بہار ہے ہمدا سے
فقیر کی ✽ البدر ہے حشم کے بدن کی ملائمت ✽ جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی ✽ خاک شہید
ناز سے بھی ہوئی کھیلے رنگ اس مین ہے گلال کا بو ہے عبیر کی ✽ دم بند اسکا ناز نینون نے ہے کردیا
آواز بیٹھ گئی ہے صفیر کی ✽ لعل لعل لب ہے ہے شاہ حسن کا ✽ سو دیکھ حجکے لگتی ہے کندری
فقیر کی ✽ دیکھا ہے ✽ اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی ✽ جھیڑا ہے جن نے
ان سے خدا سے کبیر کی ✽ جس تودہ مین شریک ہو اپنی خاک ہے

دیکھ رہا ہوں یا عالم بیداری مین تجکو دیکھ رہا ہون اگر عالم بیداری ہی تو کس طرح یہان آیا اور تجھ تک کس طرح
پہونچا رضوانہ نے کہا اس قصہ سے تجکو کیا کام ہی بس یہ سمجھ کہ تو بڑا صاحب نصیب تھا جو میری صحبت تجکو نصیب
ہوئی اُس طرف کا حال سنئیے کہ رات گذر گئی اور صبح ہوئی سب بیدار ہوے گیو نوجوان اور دیوبن قندر
کو خوابگاہ مین نہ پایا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی کون یہان آیا جو اُن دونون کو یہان سے لے گیا
یا وہ خود اگر یہانسے چلے گئے تو کہان چلے گئے اور کیون چلے گئے شہزادہ بدیع الملک کو خبر کی وہ والا جاہ بھی
بہت متعجب ہوا شاپور شیر دل کو طلب کیا اور کہا ای شاپور معلوم ہوتا ہی کہ تو نے فن عیاری
فراموش کیا ابھی کل کا ذکر ہی کہ تو مجلس حمزہ ثانی مین قران سے دعوے ہمچشمی کا کرتا تھا آج کا ذکر
ہی کہ تو یہان موجود ہی اور گیو نوجوان اور دیوبن قندر کو کوئی آکے چرا لے گیا اور تجکو مطلق خبر نہ ہوئی اگر
یہی حال ہی تو تمام مسلمان یہان سے غائب ہو جاینگے اور کسیکو کانون کان خبر نہوگی شاپور کا یہ حال
تھا زبان سے کچھ نہ کہتا تھا سرنگون ہرلحظہ بحر حیرت تھا بدیع الملک نے کہا ای شاپور سکوت مین کیا ہی
ہم کو اس بات کا جواب کیون نہین دیتا شاپور نے کہا ای شہریار مین کیا جواب دون واقعی حیرت خیز
واقعہ ہی خیر اب مین اُن دونون کی تلاش مین جاتا ہون یہ کہا اور اُن دونون کی تلاش مین روانہ ہوا
شاہزادہ بدیع الملک بھی مرکب پر سوار ہوا اور نور الدہر کو ہمراہ لیکے گیو نوجوان اور دیوبن قندر
کی تلاش و جستجو مین روانہ ہوا تا اینکہ شاہان کوہ کے قریب پہونچا دیکھا بہت بلند ایک پہاڑ ہی اور اسپر
بالاے کوہ قصر و عمارت واقع ہی شہزادہ اُس پہاڑ پر گیا ارادہ کیا کہ اندرون قصر داخل ہون مگر پھر خیال
آیا کہ نہین معلوم کسکا مکان ہی اور صاحب مکان اس بے باکی کے عوض مین کس طرح پیش آوے دروازہ
کی دراز سے اندرون قصر جو نگاہ کی دیکھا دیوبن قندر اور گیو نوجوان بیٹھے ہوے ہین بلا تکلف
دروازہ کھول کے قصر مین داخل ہوا گیو نوجوان اور دیوبن قندر نے جو شہزادے کو دیکھا بنظر تعظیم اپنی
جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوے بعد ادا ے آداب و تسلیمات مقام صدر مین بٹھایا اور خود سامنے بیٹھے اُس وقت
بدیع الملک نے پوچھا ای یارو تم یہان کہان آگئے اور کیونکر پہونچے شب کو تم مجلس نواہین بیٹھے
تھے صبح کو خبر سنی کہ تم دونون خوابگاہ سے غائب ہوگئے شاپور شیر دل سے مین نے بے
انتہا شکایت کی کہ تیری موجودگی مین مسلمانون کا غائب ہو جانا تعجب خیز امر ہی وہ بیچارہ بہت منفعل
ہوا اور اُسی وقت تمھاری تلاش مین روانہ ہوا اُسکے جانے کے بعد مین بھی تمھاری تلاش مین نکلا
یہان پہونچا دروازہ کی دراز سے تم کو یہان بیٹھے دیکھا اُنھون نے کہا شہریار واقعی حیرت کا مقام ہی
اب یہان چند لمحہ توقف فرمائیے تو ہم اپنی سرگذشت بیان کرین شاہزادہ نے کہا اچھا مین منتظر ہون
بعدہ وہ تمام جادوگر آ بیٹھے اور شاہزادہ کی خدمت بجا لائے گیو نوجوان نے رضوانہ کی جانب اشارہ
کرکے کہا شہریار ہماری حقیقت کو ہماری مطلوبہ سے پوچھو شہزادہ رضوانہ کی جانب متوجہ ہوا اور
کہا اچھا تو ہی اس واقعہ کو بیان کر رضوانہ نے کہا اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی کہ مین تمھارے
لشکر میں نیند لے کے واسطے گئی تھی وہان مجلس نواہین گیو نوجوان کو دیکھا اسکی صورت پر فریفتہ ہوگئی اور میری
میری خواہر [illegible] وہ اس دوسرے جوان دیوبن قندر پر فریفتہ ہوگئی
ہم دونون نے [illegible] کیا مگر عشق و رشک کا ایک خاصہ ہی ایک دوسرے کے

حال سے واقف ہوگئے ہم دونون اپنے اپنے مطلوبون کو لے آئے ہم سمجھتے تھے کہ جب یہ دونون جوان
ہوشیار ہونگے ہماری اس حرکت سے نہایت برہم ہونگے لیکن عالم ہوشیاری مین اُنھون نے کچھ
نہین کہا بلکہ ہم کو دیکھتے ہی مختلط ہوگئے گویا برسون کی شناسا ہین بدیع الملک نے کہا ای رضوانہ
اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی خورشید نے عرض کیا شہریار اب حضور سے امید ہی کہ یہ دیوانہ مجکو بخشدیا جاے
شہزادہ نے کہا بخشنے کی کیا ضرورت ہی دونون جوان تم دونون کے اختیار مین ہین خورشید نے
کہا ہان یہ تو درست ارشاد ہوا لیکن اب چونکہ حضور یہان تشریف لے آئے ہین اسوجہ سے حضور کی اجازت
ضرور درکار ہی بدیع الملک نے کہا اگر یہی مرضی ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی لیکن ایک شرط ہی اُسنے
کہا ارشاد ہو کیا شرط ہی شہزادے نے کہا اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو مین خود تیرا عقد اس
جوان کے ساتھ پڑھ دون خورشید نے کہا شہریار مجکو دین اسلام کے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین
ہی لیکن ایک میری بات قبول فرمائی جاوے شہزادے نے اُس شرط کو پوچھا خورشید نے کہا
شرط یہ ہی کہ مسلمانون مین جادو سحر ناجائز سمجھا جاتا ہی اگر مین مسلمان ہوگئے جادو کا مشغلہ جاری رکھون
تو مجھے تعرض نہ کیا جاوے شہزادے نے کہا بیشک مسلمان جادو کو ناجائز سمجھتے ہین جیسا کہ تجکو خود معلوم
ہی اس بارہ مین مجکو تردد ہی خورشید نے کہا شہریار مین علم نجوم مین مہارت کامل رکھتی ہون مین
نے اپنے علم سے دریافت کیا ہی کہ یہ نورسج جو تمھاری قید مین ہی اس سے مسلمانون کو سخت صدمہ
پہنچیگا اور تمھاری قید سے رہا ہوکے طلسم ہزار رنگ مین پوشیدہ ہوگا ستر ہزار جادو اس طلسم مین
مسکن رکھتے ہین میرا جادو اس طلسم مین تمھارے کام آویگا ورنہ مجکو کچھ عذر نہین ہی درانحالیکہ مین دیو
بن قندر پر فریفتہ ہون مجکو جادو سے کبھی تائب ہونے مین کچھ عذر نہین ہی بدیع الملک نے کہا
ای خورشید اگر واقعی تیرا جادو اُس وقت مین کام آویگا پس جائز ہی بلکہ اور زیادہ مہارت اس فن
مین پیدا کر اُس نے کہا مجکو بخوبی مہارت ہی مطمئن رہو شہزادہ دیوبن قندر کی طرف متوجہ ہوا
اور کہا ای دیوانہ اس ساحرہ سے عقد کرنا منظور ہی دیوبن قندر نے کہا ہان مجکو منظور ہی شہزادہ
نے اُسی وقت خورشید کا عقد دیوبن قندر کے ساتھ پڑھ دیا بعدہ رضوانہ کی طرف متوجہ ہوا اور
کہا تیرا کیا ارادہ ہی رضوانہ نے کہا میرا بھی یہی ارادہ ہی کہ مدت العمر گیو نوجوان کے ساتھ بسر
کردن اُسکو مجھے بخشدو گیو نوجوان نے کہا ای شہریار پہلے مجھسے سن لو اگرچہ رضوانہ مجھپر فریفتہ ہی
اور مین بھی اُس سے انکار نہین کرتا ہون لیکن یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ اگر رضوانہ مجھسے منعقد کی
گئی تو مین تم سے مفارقت ہرگز اختیار نہین کرونگا اگر رضوانہ کو ہزار مرتبہ میری خواہش ہو تو
لشکر اسلام مین ہر وقت میرے ساتھ رہے اور اگر اُسکا یہ ارادہ ہی کہ مجکو کسی اور طرف لے جاوے تو
مین صاف کہتا ہون کہ ہرگز مجھے اُس سے عقد کرنا منظور نہین ہی رضوانہ نے کہا شہریار اگرچہ مین
گیو نوجوان پر فریفتہ ہون اور ہر طرح مین اُسکی خدمت مین حاضر رہنے کو مستعد ہون لیکن مین بھی
فی الحال اُس سے مین عقد کرنا نہین چاہتی بیشتر میرا ارادہ ہی کہ طلسم ہزار رنگ بچلے در مین
جاؤنگی جب تم فتح طلسم سے فراغت حاصل کروگے اُس وقت میرا عقد گیو نوجوان کے ساتھ
کردینا شہزادہ نے قبول کیا اور خورشید و دیوبن قندر کو ا

سے رخصت ہوکے ہندوستان کی طرف روانہ ہوگئی شہزادہ گیو نوجوان کو ہمراہ لیکے قریب سامانیہ کے آیا اور آتے ہی قلعہ پر دھاوا کیا سامان زنگی نے بہت کچھ جد و جہد کی مگر کوئی صورت ظفر کی نظر نہ آئی شہزادہ بکوشش تمام قلعہ کے دروازہ کو توڑکے اندرون قلعہ پہونچا سامان زنگی کو گرفتار کیا اور اہل قلعہ کو مسلمان کرکے اپنی بارگاہ میں آیا اور حکم دیا کہ سامان زنگی کو لاؤ جب سامان زنگی بستہ و گرفتہ آیا شہزادہ نے کہا اے سامان تونے بڑی مکاری کی کہ بظاہر مسلمان ہوا اور شبکو سب کی نظر سے پوشیدہ یہاں سے چلا گیا تو سمجھا تھا کہ میں قلعہ میں محفوظ رہونگا دیکھا تو نے کہ میں نے کسی طرح بار دیگر تجھے گرفتار کر لیا اور وہ جو رضوانہ تیری اطلاع تھی اور تو نے بمنت و سماجت اسکی مدد چاہی تھی پھر اسنے تیری کیا مدد کی معلوم ہوتا ہے کہ تو اسکے بھروسے پر یہاں سے بھاگ کے قلعہ میں چھپا تھا لعنت ہے تیری اس مکاری پر جو تو عمل میں لایا اب بتا تیرا کیا ارادہ ہے سامان نے شہزادے کو کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے جلاد کو حکم قتل دیا جلاد نے فوراً ایک ہی وار میں سامان زنگی کا سر تن سے جدا کیا بعد فراغ قتل سامان زنگی شہزادے نے رخت سفر بند ھوایا اور روانہ ہوا۔

اب شہزادہ بدیع الملک کو قلعہ سامانیہ سے کوچ کرکے روان رکھا جاتا ہے اور داستان لشکر اسلام کیطرف بار دگر توجہ کی جاتی ہے۔

خاک میں ملجائیے ایسا اکھاڑا چاہیے
کہہ رہا ہے سرو کو جڑ سے اکھاڑا چاہیے
اور تختۂ گل ہماری قبر میں حاجت نہیں
چادر مہتاب کو بھی آج پھاڑا چاہیے
کر چکی ہے تیری رفتار ایک عالم کو خراب
باغ میں ہنسنے میں گل تو منہ بگاڑا چاہیے

لڑکے کشتی دیو سے بھی کو پچھاڑا چاہیے
کیوں نہ رو دیں پھر اگر ہم کوئی جانان گر
خانہ محبوب کا کوئی کو اٹھا چاہیے
انتہا سے لاغری سے جب نظر آتا ہوں میں
شہر خاموشان کو بھی جیسا کر اوجاڑا چاہیے
کوئی سیدھی بات صاحب کو نظر آتی نہیں

وہ بھی قدر کرکے ورزش خوب در وزن چرخ
دیدۂ تر اپنے دریا میں گڑو ا رہا چاہیے
ہے شب مہتاب فرقت میں لقا صاحب جنون
ہنسکے وہ کہنے لگے بستر کو جھاڑا چاہیے
منہ بنا کے کیوں ہی قاتل اس تیغ نگاہ
آپکی پوشاک کو کپڑا بھی آڑا چاہیے

ملک اس حشمت کدہ میں ہوں میں اے جوش جنون * عرش کی سقف محدب کو لتاڑا چاہیے * السو کا بحر میں کیا سات کھی سال بھر * ہمکو گرمی چاہیے ہرگز نہ جاڑا چاہیے * آج اس محبوب کے دل کو مسخر کیجیے * ہوش عشق الم پریشان نالے کا گاڑا چاہیے * مر گیا ہوں حسرت نظارۂ ابرو میں میں * عین کعبہ میں مرے لاشے کو گاڑا چاہیے * تخت کو ہو گیا آسیب جو تو ٹرا ہے گم * جو تیرے سیکنو جن آج جھاڑا چاہیے * جلد رنگ اے ہو دیدۂ خونبار اے نگاہ * ہے محرم اس پری پیکر کو ناڑا چاہیے * لڑکی ہے پریوں سے کشتی پہلوان عشق میں * ہمکو اے سحر راجہ اندر کا اکھاڑا چاہیے *

الواح سینۂ صافان صبح نفس اور صفحات خواطر آفتاب طبعان حقیقت رس پر مرتسم و منقش ہو کہ جب مجافہ نشین نے تمام سرداران دست چپ کو باندھ کے فرعون کے حوالے کیا شب کو نقارہ جنگ بجایا دوسرے روز صبح کو بعد صف آرائی میدان حرب میں آکے کہا اے خدا پرستو میرا مرد مقابل کون ہے آوے ادھر سے لشکر سعد شہریار سے رستم ثانی میدان میں آیا اور چاہتا تھا کہ تیغ آبدار کا وار کرے مجافہ نشین نے ایک اسم پڑھا رستم ثانی کی جانب پھونکا رستم ثانی نے ایک بال سے توڑا اس سے دونوں ہاتھ

رستم کے مستحکم باندھ لیے اور گھر مین لے آئی اور کہا اے جوان مین مدت سے تیرے عشق مین بیقرار ہون
خداوند فرعون کے فضل و کرم سے آج تجھکو گرفتار کرکے اپنے گھر لائی ہون آ اور ایک مرتبہ میری آرزو
دل پوری کر اسکے بعد جو کچھ تیری حاجت ہوگی اُسکے رفع کرنے مین بسر و چشم کوشش کرونگی رستم
ثانی نے کہا اے محافہ نشین مین ہرگز تجھسے اختلاط نہ کرونگا مین نہین جانتا تو کون ہے محافہ نشین نے رستم
ثانی کے پانون پر سر رکھدیا اور کہا اے جوان کیون تو میری ہلاکت کے درپے ہے میرے حال زار پر
رحم کر رستم ثانی نے کہا اگر تیری ہلاکت منظور ہے تو مجھکو اسکی کچھ پروا نہین ہے غرضکہ جس قدر محافہ نشین
اصرار کرتی تھی اُسی قدر شہزادہ رستم انکار کرتا تھا محافہ نشین عاجز ہو کے مع رستم ثانی اپنے گھر
مین بیٹھ رہی یہان سعد بادشاہ نے جو دیکھا کہ ایک رستم ثانی فقط باقی رہگیا تھا اُسکو بھی محافہ نشین نے
گرفتار کرلیا بہت متفکر ہوا آخر الامر وہان سے کوچ کیا اور فرعونیہ مین آ کے قلعہ مین مقیم ہوا اور دروازہ
قلعہ کے ہر چہار طرف سے بند کر لیے یہ خبر فرعون کو پہونچی کہ خداپرستون کا بادشاہ قلعہ بند ہوا ہے فرعون
نے کہا یارو یہ کیا ماجرا ہے کہ محافہ نشین نے رستم ثانی کو گرفتار کیا اور اپنے گھر لیجا کے وہین مقیم ہے ہمسے
ملاقات بھی نہ کی نہین معلوم کیا واقعہ روبکار ہوا اگر نوع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جائیگا راوی کہتا
ہے مجلس فرعون مین ایک گبر تھا صدور بن اسرافیل نام اُسنے فرعون سے کہا اے خداوند نقارہ جنگ میرے
نام بجایا جائے تو مین ان خداپرستون کو سزا اُسکے افعال دون فرعون نے کہا اے صدور تیرا کس طرف خیال ہے
یون تجھکے دل مین آوے خداپرستون کی نسبت کہدے لیکن خداپرستون سے مقابلہ کرنا سہل نہین ہے صدور نے
کہا اے خداوند اگر خداپرستون کے لشکر کو زیر و زبر نہ کردون تو صدور نہین میرا قاعدہ ہے کہ اول تو مین اپنی
زبان سے کچھ نہین کہتا اور اگر کہتا ہون تو اُسکے موافق عمل ضرور کرتا ہون فرعون نے کہا اے صدور
اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو مانع کون ہے اور حکم دیا کہ صدور کے نام طبل بجایا جاوے چنانچہ صدور کے نام طبل جنگ
بجایا گیا دوسرے روز صبح کو صدور قلعہ کے قریب آیا اور لڑائی ہوئی صدور خندق کے کنارہ
پہونچا اور جست مارکے چاہا کہ خندق کے پار نکل جاوے سعد بادشاہ نے ایک تیر اس طرح تاک کے
اُسکی جانب مارا کہ اُسکے سینہ کو پار کیا صدور بن اسرافیل بیحال ہو کے خندق مین گرا اور روح
ناپاک اُسکی مالک کی ملک ہوگئی گبرون مین ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا فرعون نے صدور کے ہلاک
ہونے سے اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوایا اور اپنے مقام قیام پر چلا آیا نہایت متعجب ہوا بار بار
کہتا تھا یارو صدور ایسے نبرد آزما کا ہلاک ہونا تعجب خیز امر ہے معلوم ہوا کہ اب حکومت فرعونی پر زوال
آیا چاہتا ہے دوسرے روز فرعون اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایک پیادہ آیا اُسنے ایک نامہ فرعون
کو دیا فرعون نے سرنامہ پڑھ کے چاک کیا ملفوفہ کھولا لکھا تھا کہ اے خداوند مین ہون ہشتک دیوزاد
اور ہمارے ساتھ منقوش دیوزاد بھی ہے ہم دونون سات لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے تیری
مدد کو آتے ہین اور یہ پیادہ جو تیری خدمت مین بھیجا ہے اُسکا نام بہرام خنجر باز ہے اگرچہ وہ تنہا
ہے لیکن در حقیقت چار ہزار پیادونکی جمعیت اپنے ساتھ رکھتا ہے اور خاص تیری مدد کے واسطے آیا ہے اور
اُسکی فوج نے بڑی بڑی لڑائیان فتح کی ہین اس لڑائی کی اُسکے نزدیک کچھ حقیقت نہین ہے حضور کے
اقبال سے کل تک مین بھی آپکی خدمت مین پہونچونگا فرعون خوش ہوا اور

اس نامہ بر کو ایک خلعت گران بہا دے کے رخصت کیا دوسرے روز یہ گروہ وہان پہونچے فرعون کی ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے فرعون نے
کہا اے گروہ ہزار ہزار شکر اس بت بزرگ کی درگاہ سے بجا لاتا ہون کہ تم اسوقت میری مدد کو پہونچے
لیکن دیو سیاہ کیون نہین آیا ان سب نے کہا اے خداوند ہم پہونچ گئے ہین دیو سیاہ بھی ہمارے عقب مین
آتا ہو اور اسکے ہمراہ بھی سات لاکھ سواران جرار بھی ہین فرعون اس خوشخبری کو سنکے بہت خوش ہوا
اور اس وقت حکم دیا کہ طبل قہاری بجایا جاوے پس گبرون نے طبل جنگ بجایا دوسرے روز صبح
زہونیہ پر لشکرکشی کی اور قلعہ پر دھاوا کیا ایک طرف سے منقوش دیوزاد اور دوسری طرف سے
ہشنگ دیوزاد قلعہ کی جانب اس صورت سے کہ دہنے ہاتھ مین گرز گران اور بائین ہاتھ
مین سپر چہرہ کی اوٹ کیے ہوئے چلے جاتے تھے اس شور و ہنگامہ کی آواز محافہ نشین کے گوش زد ہوئی متوحش ہوکر
پوچھا یہ شور کیسا ہو لوگون نے کہا اے نازنین فی الحال ہشنگ دیوزاد اور منقوش دیوزاد فرعون
شاہ کی مدد کے واسطے واسطے آگئے ہین اسنے کہا یہ تو معلوم ہوا کہ وہ دونون دیوزاد خداوند فرعون
کی مدد کے واسطے آئے ہین لیکن شور و غوغا اسقدر کیون ہو انھون نے کہا شور و غل کی یہ وجہ
ہو کہ سعد بادشاہ کے مقابلہ مین گبرون نے ہنگامہ آرائی کی ہو اور جنگ کرتے ہوئے قلعہ کے
قریب پہونچ گئے ہین آج انکا یہ ارادہ ہو کہ قلعہ کے دروازہ کو جس طرح ممکن ہو توڑ ڈالین اور قلعہ مین
داخل ہو جائین آج بہت بڑا یورش ہو مسلمانون کی خیریت نہین معلوم ہوتی اور ان دونون دیوزادون
کے پہونچ جانے سے فرعون شاہ کو بڑی تقویت حاصل ہوئی ہو یہ وجہ ہو جو فرعون قلعہ مین
داخل ہونے کا ارادہ مصمم کیے ہوئے ہو رستم ثانی چونکہ ایک جاے محفوظ مین مقیم تھا اسکو
اس واردات کی حقیقت معلوم نہ تھی محافہ نشین متردد و متفکر رستم ثانی کے پاس آئی اور کہا اے
جوان کچھ تجکو اپنے مردان ہمراہی کی بھی خبر ہو رستم ثانی نے کہا اے محافہ نشین مجکو کیا خبر ہے
دیکھتا نہین کہ مین تیری قید مین ہون کہین نہین جا سکتا اسنے کہا اے جوان آج تم مسلمانون کی
خیریت نہین معلوم ہوتی ہو وجہ اسکی یہ ہو کہ فرعون کی مدد کے واسطے دو دیوزاد نہایت
شجاع اور زبردست قوی ہیکل ہمراہی افواج کثیر آئے ہین رستم ثانی کی آنکھون مین آنسو
بھر آئے کہا اے محافہ نشین دراتجا لیکہ تو میرے عشق و محبت کا دعوے کرتی ہو اور پھر مجکو رنج
وملال بھی پہونچاتی ہو محافہ نشین نے کہا اے جوان مین نے تجھے کیا رنج وملال پہونچایا رستم ثانی
نے کہا یہ طرفہ بات ہو کہ ہمارے بادشاہ کی خبر پریشانی اور پھر کہتی ہو کہ مین نے کیا رنج
وملال پہونچایا محافہ نشین نے کہا اے جوان اگر کسی طرح کا صدمہ پہونچیگا تو تیرے بادشاہ کو پہونچیگا تو ہر طرح
محفوظ رہیگا رستم ثانی نے کہا او فحبہ ہزار ہزار لعنت ہو تجپر اس خیال بیہودہ پر ہمارے بادشاہ
کو خدا نا کردہ کسی طرح کا صدمہ پہونچیگا اور ہم مطمئن رہین گے اگر اس وقت مین بھی تو ہمارے
کام نہ آئی تو آیندہ ہم تجھے کیا امید رکھین گے عشق و محبت مین جان دینے کو آمادہ ہو جاتے ہین
لیکن تیری محبت عجیب طرح کی ہو محافہ نشین نے کہا اے رستم ثانی تو جو بات کہتا ہو اپنے ہی
مطلب کی کہتا ہو [illegible] محبت مین جان کا پاس نہین ہوتا ہو لیکن یہ بھی قاعدہ ہو
کہ [illegible] مطلوب بھی طالب کی خوشی کا خواہان ہو جاتا ہو اسقدر

عرصہ سے تو میرے پاس ہے اور کس کس طرح مین نے تجھسے کہا کہ زیادہ نہین ایک ہی مرتبہ میری
مراد دلی بر لا مین تیری عاشق ہون مگر تو نے مطلق میری درخواست کی جانب اعتنا نہ کی یہ دستور
کہان کے عشق و محبت کا ہے اور خیر مین یہان تک کہتی ہون کہ اگرچہ تو نے اس وقت تک میری
درخواست کی جانب اعتنا نہین کی لیکن اب بھی اگر تو میرے دل خوش کرنے کو آمادہ ہو جاے
پس کچھ دیر نہ ہوگی طرفۃ العین مین خداوند فرعون اور اُسکے تمام مددگارون کو نیست و نابود
کر دون گی اور تجکو اس ملک کا بادشاہ کر دون کی بغیر میری درخواست قبول کیے تو جس قدر
اس بارہ مین کہے گا مین ہرگز نہ سنون گی ای جوان تو عشق و محبت کے اثر کو کیا کم سمجھتا ہے کہ مین اپنے
خداوند قدیم یعنی فرعون شاہ کی خداوندی سے قطع نظر کرتی ہون اور تیرے حسب مراد کام
انجام دینے کو موجود ہون دنیا مین ہر شخص اپنے دین و مذہب کا جس قدر پاس کرتا ہے اُس قدر
کسیکا پاس نہین کرتا ای جوان تیرا خیال نہین معلوم کس طرف ہے جو تو میری درخواست کو قبول نہین
کرتا مسلمان کتنی ہی کوشش کرینگے لیکن فرعون کے مقابلہ مین ہرگز سرسبز نہونگے مین اگر
اُنکی حمایت کو موجود ہو جاؤنگی تو البتہ کچھ کام بن سکتا ہے رستم بغور محافہ نشین کی تقریر سنا کیا
بعد تامل بسیار کہا ای محافہ نشین مین ہرگز تیری درخواست قبول نہ کرتا مگر میرے بادشاہ کے خیال
نے مجکو مجبور کیا ہے اب مین اقرار کرتا ہون کہ اگر تو اس بارہ مین میری مدد کرے گی تو مین ضرور
تیری درخواست کو قبول کرونگا اور تیرا مطلب بخوبی حاصل ہو جائیگا قبل اس قصہ کے پاک ہونیکے
مجھے کچھ امید نہ رکھ محافہ نشین نے کہا خیر کیا مضائقہ ہے یہ کہا اور دو مرکب طلب کیے ایک پر خود سوار
ہوئی دوسرے مرکب پر رستم کو سوار کیا قریب قلعہ کے پہونچی اپنے سر سے ایک بال توڑا
رستم کو مضبوط باندھا ایک بلند گنبد پر رستم کو بٹھا کے کہا ای جوان تو یہان بیٹھ کے تماشا دیکھ
کہ مین کیا تدبیر عمل مین لاتی ہون خیر تو بھی کیا یاد کریگا کہ میری مطلوبہ نے عشق و محبت کی وجہ سے
کیا کار نمایان کیا اُس طرف ہشنگ دیوزاد اور منقوش دیوزاد دونون خندق کے کنارے
پہونچے تھے کہ سعد بادشاہ سمجھا کہ عنقریب ہم مسلمانون کا کام تمام ہوتا ہے گھبرا گئے اُس وقت کوئی
تدبیر بن نہ آئی بجز اسکے کہ دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور اس طرح درگاہ باری مین مناجات
شروع کی کہ ای چارہ بیچارگان وای مددگار بیکسان تو ہی ہر وقت مصیبت مین اپنے بندہ کا حامی
و مددگار ہے سہ نذارم غیر از تو فریادرس ٭ توئی عاصیانرا خطا بخش و بس ٭ تو نے حضرت ابراہیم پر
نار گلزار کیا تو نے حضرت یونس کو شکم ماہی سے بصد خیر و خوبی نجات بخشی واسطہ اپنی قدرت و جلال
کا اور واسطہ اپنے مقربان بارگاہ کا اس وقت مصیبت و مجبوری مین میری مدد و حمایت کر ہنوز
یہ مناجات ختم نہین ہونے پائی تھی کہ تتق گرد نمایان ہوا سب اُس گرد کی جانب متوجہ ہوئے تا اینکہ
دامن گرد چاک ہوا اور رایت نصرت اثر شاہزادہ بدیع الملک دور سے نمایان ہوا سب سے
پیشتر عمر ثانی سعد شہریار کی خدمت مین پہونچا سعد شہریار عمر ثانی کو دیکھ کے خاک پر سجدہ کو
جھک گیا اور کہا خداوندا شکر ہے کہ تو نے دعا میری قبول کی بعدہ عمر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا
ای عمر ثانی تم ہی صرف یہان پہونچے ہو یا شہزادہ بدیع الملک

بعدہ عمر ثانی نے

شہریار شہزادہ بدیع الملک سامنے چلا آتا تا آنکہ شہزادہ سعد شہریار کے پاس پہونچا بکمال ادب سلام
کیا سعد شہریار نے جواب سلام دیا اور کہا ای بدیع الملک خداوند تمھاری عمر مین برکت عطا فرمائے
عین وقت پر یہان پہونچے ورنہ اپنا کام تمام ہونے مین کچھ عرصہ باقی نہ تھا شہزادہ نے کہا ای بادشاہ اب
دیر کیا ہی قلعہ کا دروازہ کھولدینا چاہیے سعد شہریار نے از راہ مسرت سے نقارہ فتح بجوایا اور قلعہ کا دروازہ
کھلوا دیا بکثرت فوج قلعہ سے باہر نکلی جون ہی شاہزادہ بدیع الملک مع فوج ہمراہی میدان مین آیا
دیکھا عقابین مین حمزہ ثانی گرفتار ہی اور گرمی آفتاب سے نہایت بیقرار ہو رہے ہین اس طرف حمزہ ثانی
نے بھی بدیع الملک کو دیکھا بہت خوش ہوا دل مین کہتا تھا کہ بارے بدیع الملک یہان پہونچ گیا
ہی کیا عجب ہی اگر مین اس مصیبت سے رہائی پاجاؤن یکایک حمزہ ثانی نے عقابین سے دیکھا کہ
بدیع الملک نہایت مغموم و محزون پشت مرکب سے زمین پر آیا اور جانب عقابین بکمال ادب سلام کیا بعد
آواز بلند کہا ای حامیان دین اسلام و ای بندگان خداوند ملک العلام دیکھو زمانہ گردون دون اور زمانہ بوقلمون کی
نیرنگیان کہ حمزہ ثانی ایسا بادشاہ عالی جاہ کس مصیبت اور زحمت مین فی الحال مبتلا ہوگیا ہی اگر کوئی ادنی شخص
اس طرح کی قید سخت مین مبتلا ہوجاتا تو محل استعجاب نہ تھا اب تم سب کو لازم ہی کہ بالاتفاق ایسی کوشش
کرو کہ حمزہ ثانی اس مصیبت سے رہا ہوجائے اس والا جاہ کا حق تم لوگون پر بہت کچھ ہی اسوقت مردانگی
کا مقتضا یہ ہے کہ جب تک فرعون کو گرفتار یا ہلاک نہ کرو یہان سے حرکت نہ کرو سب نے قبول کیا اور
ایک ہی مرتبہ اللہ اکبر کہکے لشکر فرعون پر حملہ کیا فرعون کو جب معلوم ہوا کہ بدیع الملک آپہونچا
مثل بید کے کانپنے لگا اور اپنے ہمراہیون سے کہا ارے یارو جلد کوشش کرو بدیع الملک آگیا
ہی سخت ہنگامہ آرائی کا سامنا ہی اگر کچھ بھی تساہل کروگے بالیقین تمھاری شامت آجاویگی اور میری
خداوندی کی تو وہی نوبت ہوگی جو میری مشیت مین گذر چکا ہی اور محافہ نشین کی جانب دیکھ کے کہا جان
من افسوس ہی کہکے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا محافہ نشین نے کہا ای خداوند کیون اپنی
جان ہلاک کیے ڈالتا ہی کچھ بیان تو کر فرعون نے کہا ہاے ہاے کیا پوچھتی ہی غضب ہوگیا اور تو نے ابتک
کوئی تدبیر نہین کی تو نے نہین دیکھا کہ بدیع الملک آپہونچا محافہ نشین نے کہا رستم ثانی آگیا تو کیا
ہوگا تو اپنی مشیت مین یہ مقرر کر کہ بدیع الملک بھی مثل حمزہ ثانی کے گرفتار ہوجائے فرعون نے کہا
جان من مشیت کا ذکر کرتی ہی جو کچھ مشیت مین گذرنا تھا وہ تو ابتدا ے خلقت عالم ہی مین گذر چکا ہی
اب کیا گذریگا یعنی دنیا کو معرض اسباب خلق کیا ہی اس اعتبار سے مجھپر فرض ہی کہ تو کوشش کر اور
کوشش مین تیری قدرت کی برکت شامل ہوسکتی ہی محافہ نشین نے کہا ای فرعون اگر میری کوشش دستی
کی ضرورت ہی تو کیا مضائقہ ہی مین بھی موجود ہون اگر تو چاہتا ہی تو مین پہلے سر بدیع الملک کا
تیری خدمت مین حاضر کرتی ہون بعدہ تجھسے ملاقات کرونگی یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کرکے شہزادہ بدیع الملک
کے پاس پہونچی اور فرمایا کہ اوش او جوان یہ کیا بیہودگی و بیباکی ہی کہ خداوند فرعون کی
تعظیم و تکریم سے قطع نظر کرکے اسکے بندون سے مقابلہ کرنا چاہتا ہی جہان سے آیا ہی واپس جا
ورنہ تیرا ... ادہ تر خداوند فرعون کو اپنے رحم و کرم کا پاس ہوگا تو جس طرح
حمزہ ... ولبستہ کرکے قید کیا جاوے گا بدیع الملک نے

اُسکی اس طرح کی تقریر سنکے تبسم کیا اور بسہولت کہا یہ تونے کیا بکا مین نے دین سنا پھر کر معافہ کشتین
نے اس پر ضیغ کا وار کیا شہزادہ نے اُسکی وار کو سپر پر رد کیا اور فوراً شمشیر علم کرکے ایکہی وار مین اس معلونہ
دو لخت کر دیا رستم ثانی اسلیے موسے سر سے بستہ تھا اُس ملعونہ کے ہلاک ہوتے ہی رستم ثانی رہا ہو گیا
وہ بھی مرکب پر سوار ہو کے جنگ مین شریک ہوا ایک جانب سے نور الدہر بڑھا دوسری جانب
سے جنگ و حرب کرتا ہوا مطول شاہ بڑھا دونون مین رد و بدل ہونا شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ
نور الدہر نے اُسکو گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ اے مطول تیرا کیا ارادہ ہے آیا مسلمان ہوگا یا نہین
اُسنے کہا اے جوان جنگ سے اور مذہب سے کیا نسبت علیحدہ بدین خود ہوئے سے بدین خود نور الدہر
نے کہا یہان بہت بڑی نسبت یہی ہے اگر مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو مین تجھے رہا کر دون مطول
نے کہا اے جوان مین اپنے مذہب کو ہرگز نہین بدلونگا نور الدہر نے کہا اگر تو اپنے مذہب الحاد کو
نہین بدلے گا تو مین تجھے زندہ بھی نہ چھوڑونگا مطول نے کہا تجھے اختیار ہے نور الدہر نے ایک ہی
وار مین اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکا بیٹا طول بن مطول اپنے باپ کو مقتول دیکھ کے تلوار علم کیے
دیوانون کی طرح دوڑا اور اُسنے ارادہ کیا تھا کہ نور الدہر پر عالم غفلت مین وار کرے اور اپنے
پدر مقتول کا عوض لے اسد نے دیکھ لیا قبل اسکے کہ طول بن مطول نور الدہر تک پہنچے اسد
تلوار کو لیے ہوئے قریب اسکے پہونچ گیا اور نعرہ مارا کہ او ابلہ گرفتہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ ابھی یہیں
اپنے پاؤن پر دیکھیگا طول بن مطول ایسا گھبرایا تھا کہ اُسکی طرح اسد کی صورت بھی نہ دیکھی تھی
تلوار کا وار کیا اسد نے اُسکے وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور عقرب سلیمانی کا ایسا وار اسکے حمائل پر
مارا کہ اُترا دو حصہ ہو کے زمین پر گرا اس عرصہ مین آفتاب قریب غروب ہوا تھا طبل بازگشت بجا دونون
لشکر اپنے اپنے مقام کو گئے شب کو بدیع الملک اپنے خیمہ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا ایک آدمی اسد
کی صورت سے مشابہ ہو کے خیمہ مین آیا اور چہار جانب دیکھ کے شہزادہ کے خوابگاہ کی طرف
چلا گیا بدیع الملک سمجھا کہ شاید اسد کسی ضرورت سے آیا ہوگا مگر پھر سوچا کہ اسوقت اسد کا
کیا کام ہے جو آیا ہے آواز دی کہ اے اسد تم اس وقت کیون آئے ہو کچھ آواز نہ آئی شاہزادہ نے بار
بار دیگر آواز دی پھر کچھ جواب نہ پایا اب تو بدیع الملک کے دل مین توہم پیدا ہوا کہا ایسا نہو فرعون
ملعون کے عیارون مین سے کوئی عیار آیا ہو اپنی جگہ سے اُٹھا اور در خیمہ پر سے ایک سپاہی کو اندر
بلا کے کہا دیکھ ہماری خوابگاہ مین کون گیا ہے وہ سپاہی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا بدیع الملک
نے پوچھا کون ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا کیا اسد آیا ہے اُسنے کہا شہریار وہان کوئی بھی
نہین ہے شہزادہ نے کہا کیا خوب میرے سامنے اسد اندر خوابگاہ کے گیا ہے تو کہتا ہے کہ وہان کوئی
نہین ہے ضرور وہان کوئی ہے سپاہی نے کہا کیونکر عرض کرون مین نہین کوئی اور جا کے دیکھ لے شاہزادہ
نے دوسرے سپاہی کو بلایا اور کہا دیکھ ہماری خوابگاہ مین کون ہے وہ بھی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا
پوچھا کون ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا خود چل کے دیکھینگے اور خوابگاہ مین پہونچا پھر چہار
جانب دیکھا کسی کو نہ پایا کہا یہ کیا امر ہے کہ میرے سامنے اسد آیا ہے اور یہان سے اس طرح چلا گیا کہ کسی
نے دیکھا اور اگر گیا ہے تو کسی اور طرف سے گیا ہے میرے سامنے سے

نگاہ کی دیکھا ایک آدمی سفید چادر مین لپٹا ہوا اس طرح پڑا ہی کہ معلوم ہوتا ہی کوئی شی رکھی ہی شہزادہ نے
کہا یہ پلنگ کے نیچے کیا شی رکھی ہی ایک ملازم نے چوب دست سے اُسے ڈھکیلا کہا یہ کوئی شی نہین
ہی آدمی معلوم ہوتا ہی دوسرے ملازم نے چادر کو گرفت مین لا کے کھینچا اور اُسے کھولا دیکھا ایک
جوان خوش شکل رو نہایت قوی ہیکل سامان عیاری سے آراستہ ہی اور قریب تھا کہ بدیع الملک پر
خنجر کا وار کرے ایک ملازم نے جانب پشت سے خنجر چھین لیا پھر تو اسقدر لات مکی سے اُسکی
خراب حالت بنائی گئی کہ قریب المرگ ہو گیا بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین ایک
ادنیٰ بندہ ہون بندگان خداوند فرعون سے بدیع الملک نے کہا او مردود تو اس نوبت کو
پہونچا مگر فرعون ملعون کی خداوندی کو نہین بھولا اچھا یہ بھی بتا کہ تو کس ارادہ سے یہان آیا تھا اُسنے
کہا خاص بدیع الملک کے ہلاک کرنے کو آیا تھا حسب خداوند فرعون نے گریہ و زاری کرنا شروع
کی اپنے بندگان خاص سے کہا تم اسقدر میرے بندے ہو مگر تم مین کوئی ایسی قابلیت نہین رکھتا
کہ بدیع الملک میرے دشمن جان کو ہلاک کرے تاکہ مثل حمزہ کے اُسے بھی مقید کرون مجکو خداوند
کے حال زار پر رحم آیا مین نے کہا ای خداوند تو گھبرا نہین اگر تو نے دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہی تو
مین بدیع الملک کی ہلاکت کا سبب ہوا جاتا ہون اُسنے میری جرأت پر بہت تحسین و آفرین کی مین نے
سامان عیاری لیکے یہان پہونچا بدیع الملک نے کہا تو اندرون خیمہ کس طرح پہونچا حالانکہ در خیمہ پر آدمی موجود
تھے اُسنے کہا اس سے کیا بحث ہی مین جس طرح ممکن ہوا یہان پہونچ گیا اور افسوس کہ تم نے مجکو دیکھ لیا
ورنہ اب تک مین تمھارا کام تمام کر چکا ہوتا بدیع الملک نے کہا بلاؤ جلاد کو اس کو قتل کرے اور ایک
ملازم سے کہا اسکو باہر لیجاؤ اگر دین اسلام قبول کرے تو رہا کر دینا ورنہ بلا تکلف تیغ بیدریغ سے اسکا کام
تمام ہو وہ ملازم خیمہ کے باہر لے گیا اور پوچھا تو کیا کہتا ہی آیا مسلمان ہوگا یا ہلاک منظور ہی اُسنے کہا مین
ایسے خداوند صاحب قدرت و جلال کی بندگی چھوڑ کے خدائے نادیدہ کی ہرگز بندگی نہین کرونگا یہ
کہنا تھا کہ جلاد نے ایک ہی وار مین اُسکا سر تن سے جدا کر کے جہنم واصل کیا شب کو پھر طبل جنگ بجا
صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی اسد میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اُس طرف سے کاتل جادو
ایک پہلوان زبردست مقابلہ کو آیا اول بہت کچھ رد و بدل ہوئی آخر اسد دلاور نے اُسکو ہاتھ پر بلند کر لیا
اور اس زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا پھر دوسرا جادو آیا وہ بھی ہلاک کیا گیا اسی طرح چند
جادوان نابکار آگے اور سبکے بعد دیگرے جہنم واصل کیے گئے تھے کہ شام ہو گئی اور طبل بازگشت بجنے کے بعد
سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے اسی طرح تیسرے روز بھی صف آرائی ہونے کے بعد جنگ و جدل ہوا
اور شام کو طبل بازگشت بجا چوتھے روز چند جادوؤن کے جہنم واصل ہونے کے بعد شاہزادہ بدیع الملک
جنگ کرتا ہوا چوب عفابین کے قریب پہونچ گیا پس فوراً چوب کو بغل مین لیکے مع قفس زمین سے
اکھاڑ لیا اور اپنے لشکر مین لے آیا تمام جادوان مکار عقب مین شاہزادہ کے دوڑے اور نور الدہر
اور سعد دلاور نے اُن سے [illegible] یہان تک کہ فرعون شکست کھا کے بیابان کی جانب بھاگا اور
سلطان مظفر و منصور پس آسکے یہان عفابین کو جو غور سے دیکھا حمزہ ثانی کو قفس
مین پایا پس بحر حیرت ہو گئے نور الدہر نے کہا ای بابا بدیع الملک

کیا تمنے حمزہ ثانی کو بالاے عقابین نہین دیکھا تھا شہزادہ نے کہا اول روز حمزہ ثانی کو بالاے عقابین
قفس مین ضرور دیکھا تھا بلکہ سلام بھی کیا تھا دوسرے روز بالاے عقابین غور سے نہین دیکھا کیونکہ مجکو
خود خیال تھا کہ حمزہ ثانی حسب دستور قفس مین ہوگا نہین معلوم ان گبران نابکار نے حمزہ ثانی کو کہان
مقید کیا ہی اور یاران ہمراہی سے کہا تھا کہ ہم جو کچھ سمجھتے تھے اُسکے خلاف ظہور مین آیا جاؤ فرعون ملعون کے
قید خانہ کی خبر لو یاران دست چپ قید خانہ مین ہونگے اُن کو رہا کرو سب لوگ قید خانہ پوہنچے ہر چند تجسس فراوان
کیا قید خانہ مین کسیکو نہ پایا بے نیل مرام واپس آئے اور بدیع الملک کی خدمت مین عرض کیا
شہریار وہان قید خانہ مین کوئی نہین ہی نہ ایرج ہی نہ یاران دست چپ مین سے کوئی ہی شہزادہ نے کہا
معلوم ہوتا ہی فرعون ملعون اُن سبکو اپنے ہمراہ لے گیا ہی اب فرعون کی خبر لینا چاہیے پس عیاران لشکر
فرعون کی فکر مین روانہ ہوگئے اور شاہزادہ بدیع الملک با فتح و نصرت سعد شہریار کی ملازمت مین حاضر
ہوا سعد شہریار نے کہا ای شہزادہ بدیع الملک مجکو تم سے بڑی شکایت ہی اور ہرگز مجکو تمسے ایسی امید
نہ تھی یعنے اس طرح تم یہان سے چلے گئے کہ گویا کبھی کی ملاقات و شناسائی نہ تھی دنیا مین دستور ہی کہ
جب کوئی کہین جاتا ہی تو اپنے عزیزون اور دوستون سے ملاقات کرکے اور رخصت ہوکے جاتا ہی یہ نہین کہ
دفعتہً بغیر اطلاع چلے گئے بدیع الملک نے کہا شہریار یہ درست ارشاد ہوا مگر اس طرح میرا جانا بے سبب
نہ تھا سعد شہریار نے کہا ہان وہ سبب تو مجکو بخوبی معلوم تھا مگر اس سبب کے یہ معنے نہ تھی کہ تم کسی سے
نہ ملتے حتے کہ مجسے بھی ملاقات نہ کی بدیع الملک نے کہا بے شک وہ سبب ایسا ہی تھا اگر بیان کرون
تو شاید شہریار قبول کرلین سعد شہریار نے کہا مجکو معلوم ہی بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی بدیع الملک
نے کہا میرے خیال مین وہ سبب نہین ہی جو شہریار کو معلوم ہی سعد شہریار نے کہا اچھا بیان کرو
وہ کون سبب تھا جو مجکو معلوم نہ تھا بدیع الملک نے کہا نورج نام ایک بت پرست ہندوستان سے
خروج کرکے ایران مین آیا اور وہان بعد کشت و خون بسیار بت پرستی کو رواج دیا پھر وہان سے
توران اور کوچک باختر مین پہونچا اور وہان بھی بت پرستی کو رواج دیا حتے کہ ہفت در ہند باختر
اور سیاہ کجیل کو بھی تسخیر کیا پھر وہان سے ذوالامان مین پہونچا اور منظفر بن ضیغم کو ذوالامان کے خندق
کے کنارہ مثل پارچہ کہنہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شہریار خیریت یہ ہوئی کہ مین وقت پر پہونچ گیا جو اُسکے تشدد اور
غلبہ کا بندوبست کیا ورنہ علاوہ تسخیر تمام ممالک و رواج بت پرستی تمہاری ناموس تک کو سخت
صدمہ پوہنچتا خدا کے فضل سے بعد جد و جہد تمام گرفتار کیا اُسی اثنا مین شہریار والا تبار کا سرفراز
نامہ وارد ہوا میرا ارادہ تھا کہ ذوالامان مین داخل ہون اور کچھ وہان کا بندوبست کرون لیکن مضمون
نامہ سے مطلع ہوکے ایک لمحہ کا توقف نہ کیا فوراً اس جانب راہی ہوا اور یہان پہونچا مگر نہایت
افسوس کی یہ بات ہی کہ جس غرض کے واسطے اسقدر عجلت کی وہی غرض حاصل نہ ہوئی یعنے
حمزہ صاحب قران اُس ملعون کی قید طلسم سے رہا نہ ہوسکے اس صورت مین اپنی تمام
اس محنت و مشقت کو ضایع سمجھتا ہون سعد شہریار نے کہا ای بابا بدیع الملک واقعی اگر تم
اس طرح کے کام کو انجام دیا تو واقعی کارستانی کردی خداوند عالم [illegible] اور جرات مین اور زیادہ
برکت عنایت فرمائے کیا نورج بت پرست کو جو گرفتا

[illegible] سے کہا

ہی سعد شہریار نے کہا ہم بھی دیکھنا چاہتے ہین شاہزادے نے حکم دیا تورج حاضر ہوا سعد شہریار
نے دیکھا ایک قوی ہیکل سطبر گردن فراخ سینہ دراز سر جوان ہے جس شخص نے تورج کو دیکھا
شہزادہ بدیع الملک کی جوانمردی پر ہزار تحسین و آفرین کی سعد شہریار نے کہا کہ ای حامیان دین
اسلام مجکو نہین معلوم تھا کہ یہ بت پرست ایسا کوہ پیکر جوان ہے اسکی قید و بند مین نہایت اہتمام کرنا
لازم ہے ورنہ غنیمت بندون کا شکست کرنا اسکے نزدیک کوئی بات نہین ہے غرضکہ شہزادہ بدیع الملک نے
مع یاران ہمراہی وہین قیام کیا شب کو لشکر اسلام کے گرد طلایہ پھرتا تھا ایک شب کو قارن بن اسفندیار
گرد لشکر طلایہ مین مشغول تھا کہ یکایک گھوڑون کی ٹاپون کی آواز گوش زد ہوئی قارن چند قدم
آگے بڑھا تاکہ معلوم ہو یہ سوار کدھر جاتے ہین راوی کہتا ہے کہ دیو سار برادر ہوشنگ پوترا و اژدر مشہور
دیوزاد سات لاکھ سواران جرار و آتشبار کی جمعیت سے پہونچا ہنوز وہ تمام لشکر قریب لشکر اسلام کے
پہونچنے نہ پایا تھا کہ قارن بن اسفندیار شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان
مین قریب اس فوج کثیر کے پہنچا اور با آواز بلند کہا اے مردود اس طرف کہان چلے آتے ہو
یہان لشکر اسلام مقیم ہے اور جس غرض سے اس طرح آئے ہو ہمین مطلع کرو دیو سار قریب آیا اور کہا
ای جوان نوبکار مانع ہوتا ہے ہم اپنے برادران حقیقی کے خون کا عوض لینے آئے ہین جب سے یہ واقعہ
ناگوار ہمارے گوش زد ہوا ہے دل خون ہوگیا ہے اگر ہمکو روکنے کی کوئی جرأت رکھتا ہے بس یہی گوی
میدان قارن بن اسفندیار نے کہا اے بد شخص تیرے اس طرف آنیکا مانع مین ہی ہون کیا مجال ہے جو میری
موجودگی مین تو ایک قدم آگے بڑھا سکے دیو سار نے کہا کہ دیکھون تو کیونکر مانع ہو سکتا ہے قارن نے
تیغ آبدار کا وار اسپر زور سے کیا دیو سار نے اسکی تیغ کو پشت شمشیر پر رد کرکے عمود گاو سر قارن
کے سر پر اس زور سے مارا کہ قارن اپنے مرکب کے پیٹ مین دھنس گیا اس ہنگامہ آرائی کی خبر لشکر اسلام
مین پہونچی لشکر قارن کا آیا اور قارن کی نعش کو اٹھا لے گیا چونکہ صبح قریب تھی لوگون نے نور الدہر
کی خدمت مین آکر عرض کی کہ بڑا غضب ہوا نور الدہر نے گھبرا کر کہا کہ کیون خیر ہے تو ہے مسلمانون نے
کہا کہ ای شہریار قارن بن اسفندیار تمہارے لشکر کا سپہ سالار دیو سار برادر ہوشنگ کے ہاتھ
سے ایک ضرب عمود مین ہلاک ہوگیا نور الدہر نے کہا کیونکر ان لوگون نے کہا مفصل حال تو ابھی دریافت
نہین ہوا ہے لیکن یہ بخوبی معلوم ہے کہ قارن شب کو لشکر اسلام کے طلایہ مین مصروف تھا اور بست
و بند و بست کر رہا تھا بالیقین دیو سار مع فوج اس طرف وارد ہوا ہوگا اور قارن اس طرف آنے سے
مانع ہوا ہوگا اس بحث مین بخوبی رد و بدل ہوگئی ہے جسکے دیو سار کے ہاتھ سے قارن ہلاک ہوا
نور الدہر کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ قارن کو بہت دوست رکھتا تھا اس عرصہ مین بدیع الملک
خواب سے بیدار ہوا اور ضروریات سے فراغت کرکے خوابگاہ سے باہر آیا دیکھا تو نور الدہر چشم پر آب
سکوت مین سر جھکائے بیٹھا ہے بدیع الملک نے حال دریافت کیا نور الدہر نے [illegible] حال بیان کیا جب
مفصل سماعت [illegible]
[illegible] زیب تن [illegible] الزمان نے کہا ای فرزند بدیع الملک
ابھی تم خواب [illegible] بھی اپنے کو [illegible] [illegible]
کدھر جا [illegible] ضرورت [illegible] بدیع الملک [illegible]

پوت الدہر کے چشم پر آب ہونے سے میرا دل بھی بھر آیا ہے چاہتا ہون تا کہ اُس دیوسار بدکار و مکار کو
اُسکی اِس بیحیائی کی سزا دون اور قارن کے خون ناحق کا عوض اُس سے لون اُس طرف دیوسار
چاہتا تھا کہ لشکر اسلام کے مقابلہ مین آ کے ہنگامہ پیکار گرم کرے اور اپنے بھائیون کے خون کا
عوض لے تاکہ شہزادہ بدیع الملک قریب اُسکے پہونچا اور بآواز بلند پکارا کہ باش اے مردود
ظالم یہ کیا نامردی تھی کہ صبح کا انتظار نکیا شب ہی کو اپنی بیہودگی شروع کر دی اور قارن ہمارے
رفیق کو ہلاک کیا دیوسار بدیع الملک کے سامنے مع مردان ہمراہی کے صف باندھ کے استادہ ہوا
اور کہا اے جوان ہم لوگ صرف یہان نہین آئے ہین بلکہ اپنے بھائیون کے خون کا عوض لینے آئے ہین
لیکن ہمکو اس سے کیا بحث ہے کہ صبح کا انتظار کرین قارن بن اسفندیار پر کیا موقوف تھا جو کوئی ہمارے
سامنے آتا اُسکو ہلاک کرتے اور اب بھی مستعد ہین جہان تک ممکن ہوگا تم مسلمانون کی ہلاکت مین دریغ
نکرینگے اور اے جوان تو قارن بن اسفندیار کے ناحق قتل کرنے کی شکایت کرتا ہے اور اسکا ذکر نہین کرتا
کہ تو نے اور تیرے تمام مردان ہمراہی نے ہمارے بھائیون کو ہلاک کیا بدیع الملک نے کہا او بدبخت
اور اے بدبخت تیرے بھائیون کو اگر قتل کیا تو پوشیدہ نہین قتل کیا سب کے سامنے دن کو ردوبدل
ہوئی تاب مقابلہ نہ لا سکے جرأت کے ساتھ سے جہنم واصل ہوئے لیکن قارن کو جو تو نے ہلاک کیا یہ امر
بالکل بدعت و ظلم سے مبنی تھا کیونکہ تاریکی شب کی تھی اور لشکر اسلام مصروف خواب تھا اس اثنا مین پیچ و
گرد نمایان ہوا دونون طرف کے لشکر اُس گرد کو دیکھنے لگے جب دامن گرد کا چاک ہوا نقابدار چالیس
سواران لعل پوش کی جمعیت سے نمودار ہوا اور قریب لشکر اسلام کے پہونچ کے بدیع الملک
کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے کشتی گیر زادے تو بڑا خود سر و مغرور ہے تیری کیا وقعت اور حقیقت ہے جو
تو رستم ثانی اور تورج نوجوان سے دعوے ہمسری کا کرتا ہے کبھی اُن نوجوانون کی آدمیت سمجھ جو
وہ تجھ سے مقابلہ نہین ہوتے اور چشم پوشی کرتے ہین ورنہ اب تک اس دعوے ہمسری کی حقیقت
معلوم ہو جاتی آدمی کو چاہیے کہ اپنی حد و قابلیت کی طرف نظر رکھے یہ نہین کہ خود ادنے ہو اور اعلے کے
مقابلہ کے واسطے آمادہ ہو جاتے ہان ادنے بھی اعلے ہو سکتا ہے اگر اعلے کے مثل کوشش کرے ویسے
کمالات نمایان اپنے سے ظاہر کرے تو تکیہ بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف ✦ مگر اسباب
بزرگی ہمہ آمادہ کنی ... افسوس دیوسار کا مقدمہ ایسا درپیش ہے ہم تجھے ابھی نہین سمجھ سکتے ورنہ ابھی
اس ہمسری کی حقیقت معلوم ہو جاتی کچھ بھی کچھ ورنہ سمجھ لو بعد فیصلہ دیوسار تجھے سمجھ لیا جائیگا یہ کہا اور
نقابدار مرکب کو دوڑاتا ہوا دیوسار کے مقابلہ مین آیا اور کہا او دیوسار نابکار تجکو کس طرح جنگ
کرنا مقصود ہے آیا فرداً فرداً جنگ مطلوب ہے یا جنگ مغلوبہ چاہتا ہے دیوسار نے کہا اے نقابدار مین
ہر طرح موجود ہون میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے مجھے تجھے مقابلہ ہو بعدہ جنگ مغلوبہ کی نوبت
آئے نقابدار نے کہا یہی سہی آ اپنا وار کر دیوسار نے عمود کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اس وار کو رد کیا
اور کہا اگر کچھ جرأت رکھتا ہے دکھلا دیوسار نے دوسرا وار اُسی عمود کا کیا نقابدار نے اس مرتبہ
... منہ کے بل گرتا
بلکہ خالی کی دیوسار منہ کے بل زمین پر آیا نقابدار نے کہا
کی وارین

خیریت نہین ہی نقابدار سے کہا اول دو واروں کے مثل یہ بھی وار ہوگا دیو سار نے بقوت تمام
تیسرا وار اسی گرز کا کیا نقابدار نے پھر جگہ خالی کی دیو سار پھر منہ کے بھل زمین پر آیا اسی طرح
نقابدار بھی پشت مرکب سے زمین پر آیا دونون مین جنگ دست و بازو شروع ہوئی یہانتک
تک کہ شام ہوگئی نہ آئین ماضر رہا اور نہ خطر۔ نقابدار نے کہا ای دیو سار اگر تجکو دم لینا منظور ہو
تو ہم اجازت دیتے ہین کہ تو دم لے لے دیو سار نے کہا ای نقابدار خوب ہوا کہ تو جنگ سے
گھبرا گیا نقابدار نے کہا تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا اگر تو ایک ماہ کامل اسی طرح کشتی مین مصروف رہیگا
تو ہمکو عذر نہ ہوگا دیو سار نے کہا پھر کیا ہی اور بست و کشاد شروع ہوئی یہانتک کہ دوسرے
روز بھی شام ہوئی اور تیسرے بھی کوئی پسپا نہو اب دیو سار گھبرا گیا کہا ای نقابدار کل تجہ کو
دم لینے کی درخواست کی تھی آج مین درخواست کرتا ہون کہ تھوڑی دیر دم لے لے اور بعد
خورد و نوش کے بعد از سر نو کشتی کا ہنگامہ گرم ہو نقابدار نے کہا ای دیو سار ہم سمجھ گئے
خیر کیا مضائقہ ہی دم لے لے دیو سار زمین پر بیٹھ گیا اور سستانے کی طرح ہانپنے لگا اور ملازم
کو بلا کے کہا جلد کچھ کھانے کو لاؤ وہ فوراً بہت عمدہ کھانا لایا دیو سار نے کہا ای نقابدار
تو بھی کچھ کھا لے اسنے کہا مجکو مطلق اشتہا نہین ہی دیو سار نے کھانا کھایا اور پانی پی کے
پھر کشتی مین مصروف ہوا تمام شب اور تیسرا دن بھی کشتی مین بسر ہوا جب شام ہوئی نقابدار
دیو سار کی طاقت مین کمی معلوم کی یکایک اسکو سر سے بلند کر لیا اور زمین پر مار کے فوراً
مشکین بستہ کیا بعدہ اپنے لشکر مین بھیجا لشکر دیو سار نے جو اپنے سردار کو گرفتار دیکھا تو
سب نے بکیفیت مجموعی نقابدار پر یورش کرنا چاہی نقابدار نے بائین ہاتھ مین سپر لی اور
دہنے ہاتھ مین تلوار علم کر کے اُس سات لاکھ سوار کے مجمع مین در آیا اور اسکا لشکر بھی اسکی
مدد کے واسطے پہنچ گیا چونکہ دیو سار کی فوج بے سر ہو چکی تھی چند لمحہ مقابلہ کیا آخر تاب
قیام نہ لا کے بھاگنا شروع ہوئی حتے کہ سب لشکر دیو سار کا فراری ہو گیا جب نقابدار
کو اس جانب سے اطمینان ہوا مراجعت کر کے بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور دور
سے آواز دی کہ ای بدیع الملک دیو سار کے قصہ سے ہمنے فراغت پائی اب اگر آج شب کو
تو ہمارے خیمہ مین آ کے ہم سے ملاقات کرے تیرا عین کرم ہی اور اگر آج شب کو ممکن نہ ہو تو خیر
مجبوری ہی کل ضرور تو ہمارے یہان آنا کیونکہ تجہے بہت ضروری ایک کام متعلق ہی یہ کہا اور ایک
جانب میدان مین قیام کیا جب وہ شب گذر گئی دن کو شہزادہ بدیع الملک مرکب پر سوار ہو کر
نقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوا قبل روانگی بعض خیرخواہون نے کہا ای شہزادہ نقابدار
تو معلوم نہین کہ کون ہی اور بالفرض معلوم بھی ہو تو حریف کے پاس حسب الطلب اسکے چلا جانا کسی
قرین مصلحت نہین ہی اور اگر چلنا ہی منظور ہی تو بندوبست کے ساتھ چلنا چاہیے بدیع الملک ایک
جری و دلیر تھا ... اون کی فہمائش کی جانب مطلق اعتنا نہ کی صرف اسقدر کہدیا کہ خداوند
عالم ہمارا حافظ ... صرف اسقدر خیال رکھنا کہ جب تک مین نقابدار کے پاس
... رکھنا اور سب مسلح و مکمل رہنا تاکہ عند الضرورت تاخیر نہ ہو

غرضکہ نقابدار کے خیمہ کے قریب پہونچا خبرداروں نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ بدیع الملک اس
طرف آتا ہی نقابدار نے تا طناب خیمہ شہزادے کا استقبال کیا اور اپنی بارگاہ مین لا کے نہایت تعظیم
و تکریم سے بٹھایا اور ساقیان سیمین ساق کو اشارہ کیا انھون نے بادۂ ریحانی سے جام زرین کو
لبریز کیا اور شہزادے کو دیا شہزادہ نے وہ جام نوش کیا اسی طرح چند جام کی نوبت آئی جتنے کہ
شہزادے کے دماغ مین چندان گرمی پیدا ہوئی نقابدار نے کہا او بدیع الملک مین نے جو تم کو
آج تکلیف دی اُسکی خاص غرض یہ ہی کہ مین تم سے کچھ ضروری باتین کرون اور وہ باتین یہ ہین کہ
تمھاری اس وجاہت اور شجاعت پر حیف ہی کہ تم شاہزادہ رستم اور ایرج کی اطاعت قبول نہین
کرتے ہو یہی وجہ ہی کہ تمھاری شجاعت اور دلیری کو فروغ نہین ہوتا اگر تم اس امر کو بھی اختیار کرلو
تو پھر دیکھو تمھاری جرأت و دلاوری کا آوازہ کہان تک پہونچتا ہی شاہزادہ بدیع الملک متبسم ہوا اور
کہا اے نقابدار رستم کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہی جو مین اُسکی متابعت اختیار کرون خود رستم اور اُسکا باپ
دادا بلکہ پردادا آنکا ہمارے آزاد کیے ہوئے ہین اور خبردار اب مجھسے اس بارہ مین کچھ نہ کہنا جو تجکو
کہنا تھا کہا اور مین نے سنا یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اسد آیا بدیع الملک اسد کی تعظیم کے واسطے
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے اسد نامدار خوش آمدی اسد بھی بیٹھ گیا نقابدار نے کہا اے جوان یہ کون شخص
ہین کچھ انکی تعریف کرو بدیع الملک نے کہا انکا نام شہزادہ اسد ہی نقابدار نے کہا یہ وہی اسد ہی
جسکا نام دیوان مین لکھا ہو چکا ہی بسبب قزاقی و قطاع الطریقی کی اسد نے کہا ہان مین اسد ہون جسکے ہاتھ سے بارہ برس تک
ایرج خون رویا اور ہر وقت دغدغہ مین رہتا تھا نقابدار نے کہا اے جوان تجکو چاہیے کہ جوانمردون
کے نام اس توہین سے نہ لے اسد نے کہا ایرج کا نام لیا اور خلاصہ کیفیت اُسکی بیان کی اس
مین توہین کا کیا دخل ہی نقابدار نے کہا توہین کیون نہین ہی ایرج وہ شخص ہی کہ جس نے بارہ برس تک
صاحب قران سے خراج لیا اُسکی حکومت کا آوازہ دور دور پہونچا اسد نے کہا ہان وہی ایرج
جسکی مان پر مین عاشق تھا نقابدار نے شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اسد نے کہا یہ کچھ بُرا ماننے
کی بات نہین ہی جو کچھ جسکا حال ہوتا ہی ہر طرح بیان کیا جاتا ہی اگر ہنگامہ پیکار گرم کرنے کا ارادہ
ہی تو اس حیلہ کی کیا ضرورت ہی ورنہ بیکار دست بقبضہ ہی نقابدار نے کہا یہ دست بقبضہ ہونیکا
موقع نہین ہی کہ ایک بات کو فروگذاشت کیا تو نے اُسی طرح کی دوسری بات کہی کہان تک
کوئی سن سکتا ہی ایرج کا یہ مرتبہ نہین کہ اُسکی نسبت اس طرح کے کلمات ناشایستہ سنکے خاموش
ہو رہون خیر اب بھی خیریت ہی کہ اس طرح گستاخی کا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا مین نے اس وقت تک
جو تامل کیا اسکا خاص سبب یہ ہی کہ بدیع الملک کو مین نے بتاکید یہان بلوایا ہی اور وہ جوان میری
حسب خواہش چلا آیا کچھ تامل اور تغافل نکیا اسد نے کہا اے نقابدار اور تو خیر لیکن ایرج کی مادر
کے عشق و محبت کا حال کسی طرح نہین بھولتا ہی اس مرتبہ نقابدار نے تلوار میان سے کھینچ لی اسد
سمجھا کہ اس مرتبہ نقابدار ضرور وار کریگا بعجلت تمام تلوار علم کرکے نقابدار کی طرف جھپٹا بدیع الملک
نے اسد کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا شہریار یہ نامناسب بات ہی بجائے خود سمجھو کہ جب ہم آپکے یہان تھوڑی
دیر کے واسطے مہمان آئے ہین تو کیونکر اپنی طرف سے

واسکے بجاے

خود سمجھو کہ بفرض محال جو کچھ تمنے کہا صحیح تھا لیکن جو کچھ تمنے کلمات ایرج کی نسبت کہے ایرج
کے دوستون کو ناگوار معلوم ہونگے یا نہین اسد بیٹھ گیا لشکر اسلام مین یہ فکر پیدا ہوئی کہ شہزادہ
بدیع الملک اور اسد نقابدار کے خیمہ مین گئے ہوئے ہین نہین معلوم کیا صورت پیش آئی ابھی
تک نقابدار کی حقیقت دریافت نہین ہوئی ہی وہان کی خبر لینا چاہیے بدیع الزمان نے کہا مین جاتا
ہون چنانچہ بدیع الزمان اپنے یاران ہمراہی کو لیکے نقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوئے یہان
بدیع الملک اسد کو سمجھاتا رہا کہ بدیع الزمان مع ہمراہی پہونچے بدیع الملک نے بدیع الزمان
کو دیکھکے تعظیم دی بدیع الزمان بھی وہان مقیم ہوا اسوقت دیکھا کہ رستم ثانی آیا نقابدار نے جو رستم ثانی
کو آتے دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بمقتضاے تعظیم و تکریم بسیار باآواز بلند کہا کہ
کوئی ہی ذنگل لاؤ فوراً ذنگل حاضر ہوا اُس ذنگل کو تمام حاضرین اسد اور مقدم تر بچھوایا اور نہایت
عزت سے رستم ثانی کو اُسپر بٹھایا رستم ثانی نے کہا ای نقابدار دراصل لیکن حمزہ ثانی نے مجکو
اس جوان سے مقدم نہین بٹھایا تو مین بھی ہرگز اس جوان سے مقدم نہین بیٹھونگا نقابدار نے کہا
ای شاہزادہ والا جاہ اگرچہ حمزہ ثانی نے تمکو مقدم نہین بٹھایا ہی لیکن ہم تمکو مقدم بٹھاتے ہین
جب حمزہ ثانی کی خدمت مین جانا جہان چاہنا بیٹھنا رستم ثانی نے کہا ای نقابدار اس بارہ
مین تمہارا اصرار بالکل بیکار ہی مین ہرگز نہین مانونگا یہ کہا اور ذنگل وہان سے اُٹھا کے پائین
دست شاہزادہ بدیع الملک کے بیٹھ گیا نقابدار نے کہا ای بدیع الملک مین نے سُنا ہی
کہ جب تورج سے تمنے مقابلہ کیا تو تین روز کی کشش و کوشش مین تمنے اُسے گرفتار کیا اور مین نے
بھی دیوسار کو تین روز کی کوشش مین گرفتار کیا ہم دیوسار کو بلاتے ہین تم تورج کو بلاؤ اور ان دونون
مین مقابلہ ہوا اگر تورج دیوسار پر غالب ہو پس ہم اور رستم ثانی تمہاری اطاعت قبول کرینگے
اور اگر دیوسار تورج پر غالب ہو پس تم اور تمام یاران دست راست رستم ثانی کی اطاعت
قبول کرو میرے نزدیک یہ فیصلہ بہت مناسب ہی اگر تم بھی قبول کرو بدیع الملک نے کہا کیا
مضایقہ ہی اور اُسی وقت تورج کو بلا کے اُسکے دست و پاسے بند کھول دیے اُدھر نقابدار
نے حکم دیا کہ دیوسار کو جلد حاضر کرو دیوسار بستہ اور گرفتہ حاضر ہوا نقابدار نے اُسکے بھی دست و
پاسے بند کھول دیے اور کہا ای دیوسار آج تیرے زور و طاقت کا حال دریافت کرنا ہی اگر حریف
پر غالب آیا یقین سمجھ اپنا انعام پاویگا کہ مدت العمر یاد رکھیگا وہان بدیع الملک نے تورج سے
کہا ای تورج آج ہماری فتح تیرے زور و طاقت پر موقوف و منحصر ہوئی ہی جا اور دیوسار کو
گرفتہ و بستہ کر لا تورج دیوسار کے سامنے آیا دونون جانب دونون کے طرفدار تماشا
دیکھنے لگے تورج نے دیوسار کی طرف دیکھ کے کہا ای دیوسار ابتدا کر دیوسار نے
کہا ہم ہرگز سبقت نہین کرینگے تورج نے کہا اگر تو سبقت نہین کرتا ہی تو خیر مین ہی سبقت کرتا
ہون یہ کہا اور تلوار کا وار فوراً دیوسار پر کیا دیوسار نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا
اور اپنا وار کیا [illegible] دیوسار کے وار کو رد کیا اسی طرح چند وار ایک نے دوسرے
پر کیے آخر [illegible] تورج نے دیوسار کو سر سے پا بند کر لیا پھر بقوت تمام

زمین پر مارا جسکے صدمہ سے دیو سار بیجان ہوگیا تورج نے دیو سار کا ایک پاؤن
اپنے پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤن دونون ہاتھون کی گرفت مین لا کے پرانے کپڑے
کی طرح دو حصہ کیا ایک حصہ ایک جانب اٹھا کے پھینک دیا اور دوسرا حصہ دوسری جانب
پھینک دیا اور نقابدار کی جانب متوجہ ہو کے کہا ای نقابدار اس دیو سار نامرد کو تو نے کیے روز
مین لیا کیا نقابدار نے کہا تین روز مین تورج نے کہا ای نقابدار مین چھ مہینے سے قید مین ہون
اور طرح طرح کی مصیبت مین مبتلا رہا پھر تو نے دیکھا کہ کس قدر جلد مین نے اس کا کام تمام کیا
یعنے ایک روز کا بھی عرصہ نہ ہوا تیرے مقابلہ مین تین روز کا طول کیون کھینچا اگر مین اس مدت
تک قید مین نہ رہتا تو اسقدر بھی عرصہ نہوتا نقابدار شرم و انفعال کے عرق مین غرق ہوگیا بدیع الملک
بہت خوش ہوا دونون ہاتھ تورج کے چوم لیے اور کہا ای تورج خان ہزار ہزار آفرین تیری اس
طاقت و زور پر بیشبہ تو مرد جری اور بہادر ہے بیشک تو اپنے خیل مین اپنے وقت کا صاحبقران
ہے یہ کہکے دست افسوس ملے اور کہا حیف صد حیف کہ تو مسلمان نہین ہے اور نہ اب اسلام قبول
کرتا ہے ورنہ مین تیرے ساتھ صیغہ اخوت پڑھتا اور اپنے بھائی سے بھی زیادہ تجھکو سمجھتا ہم تجھکو
حکم دیتے ہین کہ آج تو ہماری مجلس مین بغیر بند کے قیام کر اور بجاے خود اس بات کو سمجھتا اور
سوچتا رہ کہ دین اسلام کے اختیار کرنے مین کیا مضائقہ ہے اس واسطے کہ آج سے ہم تجھکو مطلق
تکلیف نہ پہونچا سکینگے اور کسی حالت مین مجبور نہ کرینگے تورج نے کہا ای شہریار سر دست فی الحال
مین نے بجاے خود عہد کر لیا ہے کہ جب تک حمزہ تم تک نہ پہونچین گے مین تمھارے لشکر سے
کہین نہ جاؤنگا بدیع الملک نے تورج کو خلعت دیا اور اس وقت اُسے اپنے پہلو مین
بٹھایا اور نقابدار کی طرف متوجہ ہو کے کہا ای نقابدار اب کیا انتظار ہے نقابدار نے کہا ای جوان مجھے
انتظار نہین ہے مین اپنے عہد پر قایم ہون یعنے مین تیری ہوا داری مین موجود ہون اور رستم
ثانی کو بھی اپنا ہوا دار سمجھتا ہون مین تم کو رستم ثانی پر سبقت نہین دے سکتا البتہ اگر تم
تمکو رستم ثانی سے کم مرتبہ سمجھتے تھے آج سے برابر سمجھین گے میرا مقصد اصلی یہ تھا کہ تم
مقابلہ کرتا مگر اب جرات مقابلہ کی نہین ہوگی ادھر تورج نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا
بند دست وغیرہ وا ہو چکے تھے پیشاب کے بہانہ سے بارگاہ کے باہر گیا وہان دیکھا اسپ
خاصہ بدیع الملک تیار کھڑا ہے تورج نے اسکی باگ ہاتھ مین لی اور پشت مرکب پر سوار
ہو کے مانند برق لامع نکل گیا چلو خانہ بدیع الملک مین شور و غوغا بلند ہوا بیشتر ملازم
اُسکے تعاقب مین گئے مگر واپس آئے زیادہ وجہ خوف کی یہ تھی کہ ہر شخص بجاے خود سمجھتا
تھا کہ اس جوان کی قوت طاقت مقررہ انسانی سے بدرجہا زیادہ ہے مبادا ہم پر حملہ کرے
تو ہم کسیطرح اسکے حملہ سے جانبر نہین ہو سکین گے اور یہ بھی وجہ تھی کہ اسپ خاصہ کی پشت پر
سوار تھا پیادہ پا کیا کوئی علی العموم سوار بھی اُس تک نہ پہونچ سکتا ہے خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو پہونچی بہت متاسف ہوا اور اُسیوقت گھوڑے پر سوار ہو کے تلاش مین گیا اور
سر وارث تلاش کیا مگر کہین اُسکے پاؤن کے نشان تک نہ ملا

ارکی بارگاہ

آیا نقابدار نے کہا اے جوان تم کہاں گئے تھے شہزادہ نے کہا تورج کی تلاش میں گیا تھا اور اے نقابدار تورج خاص
تیری وجہ سے میری قید سے رہا ہو گیا ورنہ میں ہرگز اسکو رہا ہونے دیتا اُسکی قید و بند میں اہتمام بلیغ کیا
گیا تھا اس وقت کے کار نمایان سے میں ایسا خوش ہوا کہ مجکو اُسکی قید و بند کا مطلق خیال نہ رہا اور
اُس نے اس وقت باتیں بھی ایسی کہیں کہ مجکو اُنکی صداقت کا یقین ہو گیا نقابدار نے کہا شہریار کیوں اسقدر
متردد اور پریشان ہوتے ہو جو شے ہاتھ سے نکل جائے اور پھر اُسکے دستیاب ہونے کی امید نہو تو متردد ہونیکا
محل ہے دران حالیکہ وہ تمہارا شکار ہے تمہارے ہاتھ سے کہاں جا سکتا ہے ایک نہ ایک روز تمکو پھر دستیاب
ہو جائیگا بدیع الملک نے کہا اے نقابدار کیا بتاؤں کہ کس کوشش و سعی سے میں نے اُسے گرفتار کیا تھا افسوس
میری قید سے رہا ہو گیا نقابدار نے کہا اے شہریار مجکو کوہ قاف میں ایک بہت ضروری کام ہے جسکی وجہ سے
یہاں میرا قیام نہیں ہو سکتا میں جاتا ہون جس وقت حمزہ ثانی قید و بند فرعون سے رہا ہو جائیگے میں بھی
تمہاری خدمت میں حاضر ہونگا یہ کہکے نقابدار مع یاران ہمراہی مرکب پر سوار ہوا اور روانہ ہو گیا شہزادہ
اور اُسکے یاران ہمراہی سعد بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نقابدار کی حقیقت بیان کی سعد بادشاہ نے کہا
بدیع الملک آخر تمکو کچھ حقیقت اُس نقابدار کی دریافت ہوئی کہ کون تھا اور کہاں آیا تھا اور رستم
ثانی اُس تک کیونکر پہونچا اور رستم ثانی کی طرفداری اُسنے کس وجہ سے کی بدیع الملک نے
کہا شہریارا مجکو یہ کیفیت مطلق دریافت نہیں ہوئی البتہ اسقدر عرض کر سکتا ہوں کہ نہایت تعصب سے
طرفداری رستم ثانی کی کرتا تھا اور اپنی شرط کے پورے ہونے پر بھی مرتبے میں رستم ثانی
کو مجھ سے کمتر نہ ٹھہرایا مجبوری کی حالت میں اقرار بھی کیا تو یہ کہ خیر اب آج سے ہم تمکو رستم ثانی
کے برابر سمجھیں گے اور خیر یہ قصہ تو جو کچھ تھا عرض کیا نہایت افسوس کی صرف یہ بات ہے کہ تورج
میرے ہاتھ سے مفت نکل گیا اب اُسکا ہاتھ آنا نہایت دشوار ہے سعد شہریار نے کہا واقعی تمہارا
کہنا بہت صحیح ہے راوی کہتا ہے کہ جب تورج غائب ہو گیا اور بدیع الملک سامنے فرعون
کے مقیم ہوا ایک روز شب کو رستم ثانی بستر خواب سے غائب ہو گیا جب صبح ہوئی یہ خبر
شہزادہ بدیع الملک اور سعد شہریار کو پہونچی سعد شہریار نے شاپور کو طلب کیا اور کہا اے شاپور جلد رستم ثانی کی خبر
تحقیق کر کہ اسکو کون لیگیا شاپور رستم ثانی کے خیمہ میں آیا اور اُن مقامات کو دیکھا جہاں سے رستم ثانی غائب ہو گیا
تھا بعدہ شہزادہ کے پاس پہونچا اور کہا اے والا جاہ مجکو معلوم ہو گیا جو سبب رستم ثانی کے غائب
ہونیکا ہوا ہے شہزادہ نے کہا بیان کر اُسنے کہا شہریار بالیقین رستم ثانی کو رنجور عیار لیگیا
ہے شہزادہ نے کہا وہ عیار کس کا ہے شاپور شیردل نے کہا رنجور مطول شاہ کا عیار ہے اور اگر
میرے قیاس کے موافق رنجور عیار مطول شاہ رستم ثانی کو چرا لے گیا تو ضرور فرعون
کی خدمت میں پہونچا ہوگا شہزادہ نے کہا اگر یہی قیاس درست ہے تو آج شب کو بھی
آئیگا بس آج اُسکو گرفتار کر لو اُس سے جملہ حالات دریافت ہو جائینگے اور فرعون شاہ
[illegible] گیا ہوگا شاپور شیردل نے کہا کہ ہمیشہ ہمارا قیاس بہت ٹھیک
[illegible] ج تمکو لئے آئیگا میں اسکو گرفتار کر لونگا شہزادہ
[illegible] نیکا وعدہ کرتے ہوئے تھا [illegible] خبردار ہوشیار رہنا

ایسا نہ ہو کہ رستم ثانی کی طرح ہم مین سے کسیکو لیجاے اور صبح کو بجز کف افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ
نہ آوے مین رستم کے واقعہ سے بہت خائف ہو گیا ہون شاپور نے کہا اے شہریار آپ مطمئن ہین اگر
خدا نے چاہا تو آج اُسے گرفتار ہی کرونگا غرضکہ دن گذر کے رات ہوئی شاپور شیر دل شہزادہ
بدیع الملک کے خیمہ کے پاس آیا پاسبانان خیمہ سے کہا آج شب کو تم سب سو رہو ہم یہان پہرہ
دینگے اندرون خیمہ آکے شہزادہ بدیع الملک سے کہا شہریارا تم بھی سو رہو شہزادہ بستر
خواب پر آکے دراز ہوا اگرچہ بسبب خوف کے نیند نہ آئی تاہم آنکھین بند کرکے اپنے کو خواب
آلودہ بنایا شاپور شہزادے کے تخت کے قریب کمین گاہ مین چھپ رہا ہر طرف نظر جا رہی ہے ادھر
ذرا کھٹکا ہوا اُدھر خیال ہوا کہ رہزن عیار آگیا یہان تک کہ قریب نصف شب کے گذری اسے
شاپور کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ مین یہان اُسکے انتظار مین بیٹھا رہون اور وہ
اپنا کام کر لے جاوے کیونکہ نصف شب گذر چکی ہے اور اُسکا نشان نہین معلوم ہوا ہنوز ابھی
خیال مین تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مرتبہ پھر چہار طرف خیمہ کو دیکھ آوے کیا دیکھتا ہے کہ کسی نے
خیمہ کو چاک کیا شاپور مستعد ہو کے بیٹھا اور اُسی جانب بغور دیکھ رہا ہے پھر دیکھا کہ ایک سیاہ پوش
خیمہ مین شہزادہ بدیع الملک کے سرہانے آکے بیٹھا دیکھا شاہزادہ بیخبر سو رہا ہے اور نفیر
خواب بلند ہے جس مقام پر خیمہ کو چاک کیا تھا وہان پھر گیا اور وہان سے واپس آکے چاہتا تھا
کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بیہوش کرکے اٹھا لیجاے یکایک شاپور کمین گاہ سے مثل برق
خاطف کے نکلا اور آتے ہی اُس سیاہ پوش کی گردن کو گرفت مین لاکے زمین پر دے مارا اور بچالاکی
تمام دست و پا اُسکے مشکین باندھ لیے اور اُسے لیجاکے اپنے مقام قیام پر قرار لیا تمام شب اُسکی نگرانی
مین بسر کی واقعہ یہ امر ہے کہ جب شاپور شیر دل اپنے مقام قیام پر اُسے لے گیا اُس سے پوچھا کہ تیرا
کیا نام ہے اور تو کیون آیا تھا اُسنے غصہ مین آکے جواب دیا کہ میرا نام جو کچھ ہے وہ ہے لیکن تیرے پکڑنے آیا تھا
شاپور کو اُسکا جواب بہت ناگوار گذرا کہا او پاجی کیا کرون کہ ابھی شہزادہ کی خدمت مین تجھے پیش کرنا ہے ورنہ
تیرے اس جواب سخت کے عوض مین مین ابھی تیرا سر پتھر سے کچلتا اُسنے کہا اگر تو میرا سر پتھر سے نہین
کچل سکتا تو میرے عوض اپنا خود سر پتھر سے کچل لے شاپور نے کہا ایسے کچھ تیری شامت آئی ہے تو
نہین جانتا کہ اس وقت ہر طرح میرے اختیار مین ہے چاہون ابھی تجھے ہلاک کرون اُسنے کہا بجا
خوش ہو کہ تدبیر کے زور آور سمجھے جو میرے آنے کے وقت بیدار ہو گئے ورنہ تم سے اور تمہارے
گرو گھنٹال بدیع الملک سے سمجھتا اور اُس وقت پوچھتا کہ کہو کیسا مزاج شریف ہے شاپور
نے کہا خیر اس وقت مین تیری گستاخی کا تحمل کرتا ہون صبح ہو تو شہزادے کے روبرو مین تیرا
مزاج پوچھون اُسنے کہا تم پر کیا موقوف ہے جتنے ہین سب گستاخی کا تحمل کرتے ہین اور
شاہزادہ کے روبرو میرے گرفتہ ہونے کی حالت مین اگر مزاج پوچھا تو کیا کمال کیا یہ بھی
یہ بھی نامردی کی دلیل ہے ہان اگر مین رہا ہوتا اور اُس وقت مزاج پوچھتے تو لطف مزا ہوتا
رہا شہزادہ
کہا تھا شاپور نے کہا لو رستم ثانی کو عالم خواب مین

دیکھو مردانگی اسکو کہتے ہین کہ تجکو تیرے ہوشیار ہونے کی حالت مین گرفتار کر لیا اس بات کا
اُسنے مطلق جواب نہ دیا اُدھر شاہزادہ بدیع الملک آخر شب بیدار ہوا دیکھا خیمہ مین کوئی
نہین ہے متردد ہوا کہ ایسا نہو کہ وہ عیار مکار شاپور شیردل کو گرفتار کر لے گیا ہو کیونکہ اگر شاپور
اُسکو گرفتار کرتا تو یہین موجود ہوتا یا گرفتار نہ بھی کرتا تو یہان موجود ہوتا اس فکر و تردد مین خیمہ سے
باہر گیا دیکھا تمام نگہبانان خیمہ بے خبر سو رہے ہین سب کو بیدار کیا اور کہا تم سب بے خبر سو رہے ہو
پہرہ پر کون ہے اُنھون نے کہا شہریار ہماری کیا خطا ہے ہم پہرہ پر موجود تھے شاپور شیردل نے
کہا تم سب سو رہو آج شب کو ہم خود خیمہ کی نگہبانی کرینگے اب شاہزادہ کو یقین ہو گیا کہ ضرور شاپور
شیردل کو وہ عیار اُٹھا لیگیا بقیہ شب اسی تردد مین بسر کی صبح کو بارگاہ سلیمانی مین آ کے
قیام کیا اور سبھی سردار بارگاہ مین حاضر ہوئے شاہزادہ نے کہا تم لوگون کو شاپور کا بھی
حال کچھ معلوم ہے اُنھون نے کہا شہریار ہمکو کیا معلوم ہے ہمنے کل یہ سنا تھا کہ شاپور شہزادہ کے خیمہ
مین رنجور عیار کے گرفتار کرنے کو مقیم ہے بدیع الملک نے کہا بیشبہ شاپور میرے خیمہ مین
شب کو مقیم تھا مگر مجھے کہا تم سو رہو مین اُسکی گھات مین بیٹھا ہون ۔ مین سو رہا آخر شب
میری آنکھ کھل گئی وہان اُسکو نہ پایا معلوم ہوتا ہے رنجور اُسکو بھی لے گیا اُنھون نے کہا شہریار
یہ واقعہ امر ہے کہ شاپور شیردل رنجور کے شکار کو بیٹھا تھا خود شکار ہو گیا یہ باتین ہو رہی تھین
کہ یکایک سامنے دیکھا شاپور شیردل ایک سیاہ پوش کو بستہ کیے ہوئے لیے آتا ہے اور آتے
ہی بدیع الملک کی خدمت مین پیش کیا بدیع الملک نے پوچھا یہ کون ہے شاپور شیردل
نے کہا اس سے خود پوچھو بدیع الملک اس سیہ پوش کی جانب متوجہ ہوا کہا تو کون ہے اور
تیرا نام کیا ہے رنجور نے کہا اس استفسار کی کیا ضرورت ہے اب مین تمھارے اختیار مین ہون
میرے بارہ مین جو چاہو حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا یہ کیا بکتا ہے شاپور شیردل نے کہا ای
شہریار یہ اسی طرح فضول بکتا ہے ابھی کیا بکا ہے اور بکیگا اور اسی طرح بیہودہ گوئی مین اسنے
صبح کی شہزادہ پھر سیاہ پوش کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا تو اپنا ہلاک ہونا چاہتا ہے اُسنے
جواب دیا کیا مین نام اور پتا اپنا بتا دونگا تو مجھے رہا کر دوگے اگر اقرار کرو تو مضایقہ نہین ہے بیان
کر دونگا ورنہ خواہ مخواہ زبان تھکانے سے کیا فایدہ شہزادہ نے کہا ہان رہا کر دونگا سیاہ پوش نے
کہا دیکھو مجھسے بدعہدی نکرنا مین راست راست اپنی حقیقت بیان کرتا ہون شہزادہ نے کہا ہان بیان کر
اُسنے کہا شہریار اصل امر یہ ہے کہ مین مطول شاہ کا عیار ہون جو نورالدہر کے ہاتھ سے ہلاک ہوا
فرعون نے مجکو لالچ دیا اور کہا بدیع الملک کو کسی طرح گرفتار کر لا پہلی مرتبہ مین رستم ثانی
کو گرفتار کر لے گیا اُسنے کہا خیر رستم کو گرفتار کر لایا یہ بھی اچھا کیا اب بدیع الملک کو ضرور لا مین
شب کو آیا تھا کہ تمھین گرفتار کر لیجاؤنگا مین خود گرفتار ہو گیا شاہزادہ نے کہا اب یہ بھی بیان کر کہ فرعون
کہان ہے اُسنے [illegible] بارہ فرسخ کی دوری پر [illegible] نام ایک شہر ہے وہان
موجود ہے [illegible] کسی قید مین ہین شہزادے نے کہا تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا
مجکو [illegible] نے راست راست حال بیان کر دیا شہزادہ شاپور

شیر دل کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا رائے ہے شاپور نے کہا شہریار میری رائے اسکے رہا کرنیکی
ہرگز نہین ہے شاہزادے نے کہا اے شاپور اگرچہ اسکا رہا کردینا مناسب نہین ہے لیکن مین اس سے
اقرار کر چکا ہون اب خلاف عہد کرنا ہرگز دل گوارا نہین کرتا اور مین بجائے خود یہ سمجھتا ہون کہ یہ
عیار پیشہ ہے اگر اسکو رہا کردونگا تو یہ کیا کرسکتا ہے شاپور نے کہا اختیار ہے شہزادے نے اسکے
بند کھلوا دیے اور کہا جس طرف تیرا جی چاہے جا اور خود بارونیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے
راہ مین ایک جانب سے گرد پیدا ہوئی شاہزادہ نے مخبرون کو خبر کے واسطے بھیجا وہ دوان دوان
گئے اور خبر لائے کہ نقابدار سرخ پوش تیزا تیز اس طرف چلا آتا ہے جب نقابدار قریب پہونچا شہزادہ
کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور کہا اے برادر کہان گیا اسنے کہا اے شہریار مین کوہ قاف
کیجانب گیا ہوا تھا کیونکہ ایک ضرورت لاحق ہوگئی تھی بعد فراغ اب حاضر خدمت ہوا ہون شہزادہ
نے کہا اب کیا ارادہ ہے نقابدار سرخ پوش نے کہا جو کچھ ارشاد ہو شاہزادہ نے کہا میرے ہمراہ چلو غرضکہ
دونون روانہ ہوئے اور بعد طی مراحل قریب بارونیہ کے پہونچے قلعہ کے روبرو قیام کیا اس قلعہ کے
حاکم کا نام قہقہہ روئین تن تھا اسنے جوان کے ورود کی خبر سنی گرگ پر سوار ہوکے قلعہ سے
باہر آیا اور بدیع الملک پر نعرہ مارا کہ اے خداپرست تو کیون یہان آیا ہے تو نہین جانتا ہے کہ ہم یہان کے
حاکم و مختار ہین بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہان تک نہین پہونچ سکتا ہے اپنی خیریت چاہتا ہے تو یہان سے
چلا جا ورنہ اگر مرد میدان ہے تو آ مقابلہ کر بدیع الملک اسکے روبرو آیا اور کہا او پلید ہمکو خوب معلوم
ہے کہ تو اس قلعہ کا حاکم ہے مگر ہم بھی تیرے سر کو آ پہونچے تجکو البتہ نہین معلوم ہے کہ تیری نسبت اس
قلعہ پر ہمارا کیا حق ہے بس وہ حق ہمکو یہان تک کھینچ لایا ہے قہقہہ روئین تن شہزادے کی اس
تقریر سے ہنسا اور کہا اے خداپرست تیرا اس قلعہ پر کیا حق ہے ہم مدتہائے مدید سے یہان کے حاکم
ہین تو نے اس وقت ایسی بات کہی ہے جس پر میرے گرگ کو ہنسی آئے تو عجب نہین بدیع الملک
نے کہا او گیدی تیرے گرگ کو خود تیری بیوقوفی پر ہنسی آتی ہے مین ایک سچا حق ظاہر کرتا ہون قہقہہ
روئین تن نے کہا بیان کر کیا سچا حق ظاہر کرتا ہے شہزادے نے کہا جملہ ثروت اور حکومت کا وہ
شخص منصب رکھتا ہے جو اس خدائے واحد لاشریک کی بندگی کرتا ہے اور جو شرک و کفر مین مبتلا ہے اسکو
لذات و نعمات دنیا سے کیا نسبت قہقہہ نے کہا او بدیع الملک لات و منات کے فضل و کرم سے
آج تک اس قلعہ پر حاکم رہا اور انکا فضل و کرم شامل حال رہا تو آئندہ بھی حاکم رہونگا شہزادے
نے کہا خیر ببینیم کہ تا کردگار جہان ۔ درین آشکارا چہ دارد نہان ۔ بیار آنچہ داری ز مردی نشان ۔
کمان کیانی و گرز گران ۔ یہ سنکے قہقہہ شہزادہ کے قریب آیا اور میل آہنی کا وار کیا شہزادے نے اسکو
سپر پر رد کیا اور شمشیر آبدار کا وار زمین دوز اس شدت سے کیا کہ چارون پانون گرگ کے قلم ہوگئے اور
قہقہہ پشت گرگ سے زمین پر آیا شہزادے نے نیزہ کو اسکے کمربند مین مارا اور اسی طرح نیزہ علم کیے ہوئے اسے
لشکر مین چلا آیا تمام مسلمان گرد نیزہ کے جمع ہوگئے شہزادے نے کہا اے یارو اس کافر مغرور کم بخت کو
نیزہ پر سے اتار کے گرفتہ و بستہ کرلو چنانچہ سب نے متفق ہو کر نیچے اتارا اور مستحکم
باندھ کر ... رکھوا ... طرف شہزادہ ... سوا ہکو دیا

قہقہہ کو لاؤ قہقہہ اُسی طرح بستہ و گرفتہ حاضر ہوا شہزادے نے پوچھا ای قہقہہ تو اول مرتبہ ہنگام مقابلہ بہت
ہنستا تھا اب بتا کہ تو کس طرح گرفتار ہو گیا قہقہہ نے کہا ای شہریار میں اُس طرح گرفتار ہو گیا جس طرح حرب
و ضرب کا قاعدہ ہے کوئی خاص طریقہ نہ تھا شہزادہ نے کہا میری غرض یہ ہے کہ تو اپنی حکومت قلعہ پر بہت مغرور تھا
اور بتوں کی حمایت پر بھروسہ رکھتا تھا حالانکہ پتھر کیسی حمایت کیا کر سکتا ہے وہ خود دوسرے کے
ہاتھ کا محتاج ہے خیر اب اس قصہ سے کچھ کام نہیں ہے یہ بتا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہے
اور عافیت بخیر ہونا چاہتا ہے تو دین اسلام قبول کر ورنہ عنقریب اپنے کو تہ تیغ سمجھ اور ای قہقہہ اس
بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ تیری اس کفر و الحاد کی حالت میں شمہ رعایت نہیں کرونگا قہقہہ
نے بجز اسلام قبول کیے چارہ نہ دیکھا بخوف جان مسلمان ہوا شہزادہ اُسکے مسلمان ہونے سے
بہت خوش ہوا اور کہا ای قہقہہ بس اب تو ہماری طرف سے ہر طرح مطمئن رہ اُس نے کہا شہریار
میں تمہارا نہایت ممنون و مشکور ہوں کہ تمہاری بدولت اُس ضلالت و گمراہی سے نجات پا کے
عافیت بخیر ہوئی خدا تعالیٰ کی درگاہ سے تمکو اس کار خیر کے عوض میں بہت کچھ ثواب ملیگا اگر
حکم ہو تو اپنے لشکر و اہل قلعہ کو بھی راہ راست پر آنے کی ہدایت کروں اس صورت میں ہم
تم دونوں بہت کچھ ثواب پائینگے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ میری ہدایت کرنے سے وہ لوگ
بہت جلد راہ راست پر آ جاوینگے اور بخوبی دین اسلام کو رواج ہو جاے گا شہزادے نے
کہا کیا مضایقہ ہے مگر بار دیگر کب ملاقات ہوگی اُس نے کہا کچھ زیادہ عرصہ درکار نہیں ہے سب کو ہدایت
و تلقین کر کے کل ہی حاضر خدمت ہونگا اور اُن سب کو اپنے ہمراہ لاؤنگا شہزادے نے بخوشی خاطر
اجازت دی قہقہہ قہقہہ لگاتا ہوا اور اچھلتا کودتا پیشتر سے بدلتا بہت جلد وہاں سے روانہ ہوا
اثنائے راہ میں لوگوں نے پوچھا تو اسقدر خوش کیوں ہے اُس نے جواب دیا کہ اس سے زیادہ
خوشی کا سبب کیا ہو سکتا ہے کہ کفر و ضلالت سے نجات پا کے دولت اسلام سے بہرہ یاب ہوا اور
عافیت بخیر ہو گئی جب قلعہ میں پہونچا اُسی وقت دربار میں تمام ارکین حکومت کو جمع کیا اور کہا ای
یاران من خدا پرستوں کی زور اور طاقت اور اقبال مندی کا حال تمنے دیکھا کہ مجھکو کس طرح
بسہولت گرفتار کر لیا اور وہاں مجھے یہ کہا کہ دین اسلام کے قبول کرنے میں اس قید و بند
سے نجات ملنا ممکن ہے لیکن خلاف اسکے کسی طرح نجات پانا ممکن نہیں ہے بلکہ عنقریب تہ تیغ کیا
جاؤنگا میں نے مصلحت وقت سمجھ کے مسلمانوں کے روبرو مسلمان ہو جانا مناسب سمجھا حتیٰ کہ تمکو
بھی دائرہ اسلام میں داخل کرنے کا وعدہ اُنسے کر لیا ہے اور اُس سے وعدہ کیا ہے کہ میں اپنی
بارگاہ میں جا کر کل ملازموں اور سپاہیوں اور سرداروں کو ترغیب دیکے دین اسلام قبول کراؤنگا
اس میں سر مو فرق نہوگا اور اگر فرق ہو تو جو چاہے میرا کیجیے گا مجھکو اسوقت کسیطرح کا عذر
نہوگا اب وہاں کے لوگوں کو میرا انتظار ہوگا کہ سب آدمیوں کو ہمراہ لیے آتا ہوگا
اگر میں نے وعدہ ... تو فساد ہوگا اور میری جان کے لالے پڑ جائینگے سب لوگ
دو کہ اس مقدمہ میں کیا کرنا چاہیے اُن سب شخصوں نے
... نے عرض کیا کہ خداوند نعمت ... کے مقابلہ میں

جنگ و حرب کے ہزارون فنون کام مین لاتے جاتے ہین منجملہ اُن کے ایک یہی فن ہو کہ
بظاہر مسلمان ہوگئے اور اپنی جان بچائی اب وہان واپس جانا ہرگز مصلحت نہین ہو قہقہہ
کی رعایا مین سے ایک تاجر پیشہ نہایت مالدار اور متین خواجہ فہیم نام مرد مسلمان تھا بیشتر
اوقات اہم مشورون مین قہقہہ اُس تاجر خواجہ فہیم کو شریک کر لیا کرتا تھا قہقہہ نے اُسکو
بھی بلایا اور رائے لی اُسنے کہا ای بادشاہ میری رائے مین جو کچھ مناسب معلوم ہوگا وہی عرض
کرونگا دران حالیکہ ایک مرتبہ مسلمانون نے غلبہ پایا اور گرفتار کر لے گئے اگر اس مرتبہ بھی
سرتابی کیجاوے گی تو مسلمان نہایت برہم ہوجاینگے اور ہنگامہ حرب و پیکار گرم کر کے اہل
قلعہ سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے اور اُس وقت کوئی عہد و پیمان بھی کیا جاویگا تو وہ جھوٹ
سمجھینگے اور ہمیشہ کو اعتبار جاتا رہیگا اس سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہو کہ بہر نوع اُنکی
اطاعت قبول کیجاوے بعض بعض نہایت برہم ہوکے اور کہا ای بادشاہ خواجہ فہیم کی اس
بارہ مین رائے بالکل خلاف ہو اس واسطے کہ وہ خود مسلمان ہو وہ ہر مرتبہ یہی رائے دیگا
کہ مسلمانون سے موافقت کرنا مناسب ہو قہقہہ رویین تن نے کہا ہان میرا بھی یہی خیال ہو کہ مسلمانون
سے موافقت کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہو چنانچہ مسلمانون کی بغاوت کو دل مین جگہ دیکے اور
اس رائے کو مقرر کر کے تمام دروازون کو بند کروا کے قلعہ بند ہوگیا یہان شہزادہ بدیع الملک
تمام روز انتظار کرتا رہا جب رات ہوگئی اور قہقہہ رویین تن واپس نہ آیا شہزادے نے
شاپور شیر دل سے کہا کہ ای شاپور قہقہہ رویین تن اب تک واپس نہین آیا معلوم ہوتا ہو وہ
واپس نہ آئیگا شاپور شیر دل نے کہا شہریار تمہارا کس طرف خیال ہو قہقہہ ہرگز نہین واپس
آئیگا وہ قلعہ مین پہونچ کے پھر باغی ہوگیا اور اُس وقت فقط جان کے خوف سے مسلمان ہوگیا
تھا ای شہریار میرے نزدیک اُسکو ابھی رہا کرنا ہرگز مناسب نہ تھا اگر اہل قلعہ کو مسلمان کرنا
مقصود تھا تو خود تکلیف گوارا کی ہوتی قہقہہ کی عدم موجودگی مین بسہولت تمام اہل قلعہ داخل
اسلام مین فی الفور ہوجاتے اور آپ پھر وہی وقت پیش ہو جو پہلے مین تھی شہزادے نے کہا ای شاپور دین اسلام کا
مدار ظاہر پر ہو اُسکے باطن کا حال کس کو معلوم تھا خیر اگر وہ فریب دیکے یہان سے قلعہ مین
جا چھپا ہو تو کیا مضائقہ ہو آج نہین کل اُسکے بارہ مین سمجھا جاویگا الغرض دوسرے روز شاہزادہ
مرکب پر سوار ہو کے مع یاران ہمراہی قریب قلعہ کے آیا اور دروازہ قلعہ کے روبرو استادہ
ہو کے قلعہ کو دیکھا معلوم ہوا قلعہ بہت بلند و مستحکم ہو اس طرح قلعہ مین گذر نہین ہو سکتا ہو وہان
سے واپس آ کے دربار مین قیام کیا اور شاپور سے کہا ای شاپور قلعہ تخمیناً چالیس پچاس گز بلند
اور نہایت مستحکم معلوم ہوتا ہو لہذا آج شب کو کسی طرح قلعہ مین پہونچین گے اور سعد شہریار
سے کہا شہریار تم مع لشکر تیار و مستعد رہو جس وقت ہم قلعہ مین پہونچ جائین تم بیرون قلعہ
حملہ کر کے اور قلعہ کا دروازہ توڑ کر اندرون قلعہ داخل ہو اور میری مدد کو پہونچو سعد شہریار
نے قبول کیا پس شب کو شہزادہ بدیع مع شاپور شیر دل پہونچا دیکھا
ایک سوار گرد قلعہ کے گشت کر رہا ہو شہزادہ نے با آواز بلند

گشت کر رہا ہی اُس سوار نے شہزادے کی آواز پہچانی کہا ای شہریار مطمئن رہو کوئی غیر نہین
ہی مین ہون نقابدار نے کہا عرصہ ہوا کہ اس قلعہ کے گرد پھر رہا ہون مگر راہ کا پتہ نہین ملتا کہ قلعہ مین داخل ہو
شاید تمکو معلوم ہو شاہزادہ نے کہا مجکو اس قلعہ کی راہ معلوم ہی نقابدار نے کہا اچھا پھر مجکو بھی ساتھ لو شہزادہ
نے کہا کیا مضائقہ ہی تم بھی آؤ شہزادہ بدیع الملک ان سب کو ہمراہ لیے ہوئے بلندی کوہ پر
پہنچا شاپور شیردل سے کہا ای شاپور تمھارے اندازہ مین یہان سے قلعہ کی دیوار کس قدر بلند ہوگی
اُسنے کہا شہریار میرے نزدیک یہان سے اس دیوار قلعہ کی بلندی چالیس گز ہوگی اور فصیل قلعہ کو
یہان سے ساٹھ گز سمجھنا چاہیے اگر کوئی جست کرے تو ایسی جست ہونا چاہیے جو ساٹھ گز تک بلند
ہو شاہزادہ نے کہا ای شاپور کچھ جرات ہی اُسنے کہا شہریار تعمیل حکم مین مجکو کچھ عذر نہین ہی لیکن قیاس میں
آتا کہ مین جست کر کے بالاے فصیل پہونچ جاؤنگا شاہزادہ متبسم ہوا اور دامن گردان کمر مین کر کے دونون
پانون قائم کیے او مثل خدنگ جست کر کے فصیل قلعہ پر پہونچا مع نقابدار نے بھی جست کی
وہ بھی فصیل قلعہ پر پہونچا شاپور کو جرات ہوئی اُسنے بھی دامن گردان کمر جست کی قریب فصیل
کے زیر قلعہ آرہے مگر بالاے دیوار ہاتھ پہونچ گیا تجھیٹی وچالاکی تمام یہ بھی فصیل پر پہونچا یہ سب
باتفاق قلعہ مین پہونچے اور اُس دروازہ کی جانب آئے جہان لشکر اسلام مقیم تھا اہل قلعہ نے جو
ان دلاورون کو قلعہ مین دیکھا سب نے تلوارین میان سے کھینچ لین اور باتفاق حملہ آور ہوئے ان
دلاورون نے بھی داد مردی و مردانگی دینا شروع کر دی شہزادہ بدیع الملک اُسوقت برق
کی طرح مرکب کو چمکاتا ہوا اور تلوار علم کیے ہوئے کبھی اس غول مین تھا اور کبھی اُس مجمع مین آیا
پھر جا کر شمشیر او کار کر د ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ اس اثنا مین شہزادے نے شاپور شیردل کو آواز
دی کہ جلد سفید مہرہ سے کام لو شاپور نے سفید مہرہ بغل سے نکالا اور پھونکا بیرون قلعہ تمام لشکر
مسلمانون کا گوش بر آواز تھا جونہی سفید مہرہ کی آواز اور شہزادہ نورالدہر کی صدا اُنکے
گوش زد ہوئی ایک ہی مرتبہ گھوڑون کو دوڑاتے ہوئے دروازہ قلعہ پر آ پہونچے اور ضرب ہاے
شمشیر سے دروازہ کو توڑ کے بلاتکلف قلعہ مین داخل ہو گئے قرچون لعون او سرداران فوج
کفار نے دیکھا کہ مسلمان مع فوج قلعہ مین داخل ہو گئے ان سے مقابلہ کر کے سربر ہونا غیر ممکن
ہی اُن مکارون نے حمزہ ثانی و یاران بستہ و گرفتہ کو ساتھ لیا اور قلعہ کا دوسرا دروازہ کھول
کے بیرون حصار کی جانب گریز کی رستم ثانی وغیرہ کو طوق و زنجیر مین سلسل اونٹون پر سوار
کیے ہوئے خیز اخیز چلا جاتا تھا کہین راہ مین ایک لحمہ بھی دم نہ لیتا ہر مرتبہ اُسکے دل مین خیال آتا تھا
کہ مبادا بدیع الملک مجھ تک پہونچ جاے اور گرفتار کرلے اُس وقت کسی صورت سے رہائی ممکن
نہ ہوگی اور اپنے معتقدون مین ملعون ہونگا کہ خداوند ایسا صاحب قدرت خدا پرستون کے
ہاتھ مین گرفتار ہو گیا اثناے راہ مین درخت بکثرت تھے رستم ثانی نے دلمین اُسوقت اُس بات نے
خطور کیا کہ ا[illegible] ان کی قید مین مبتلا ہی کوئی صورت رہائی کی نظر نہین آتی
اگر [illegible] تدبیر نہ کرتا تو شاید بدیع الملک کی کوشش اور سعی
[illegible] کہ اگر بدیع الملک [illegible]

ایسی رہائی ہرگز دل گوارا نہین کرتا ہے بیشتر اوقات بدیع الملک سے مقابلہ مین خفت حاصل ہوئی ہے
بہتر یہ ہے کہ اب کی مرتبہ جو اپنا اونٹ کسی درخت کے نیچے سے گذرے کسی شاخ درخت کو گرفتہ مین
لا کے درخت مین آویزان ہو رہنا چاہیے چنانچہ ایسی ہی تدبیر عمل مین لایا کہ ایک درخت کی گندہ شاخ
مین آویزان ہوگیا اور جس اونٹ کی پشت پر سوار تھا وہ اونٹ نکل گیا رستم ثانی اُس شاخ پر
چڑھ گیا جب تک فرعون نظر کے سامنے رہا رستم ثانی اُس درخت پر پوشیدہ بیٹھا رہا جب فرعون
دور نکل گیا رستم درخت پر سے زمین پر کود ا اور تنہ درخت وغیرہ پر مارکے ہندہاے دست وپا کو
توڑا پھر خیال آیا کہ اُس خداے قادر توانا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بغیر کوشش وسعی بدیع الملک سے
مین فرعون کی قید سے رہا ہوگیا اب کچھ ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ بدیع الملک یہان تک
پہونچنے بھی نہ پائے اور فرعون کا قصہ پاک ہو جاے تاکہ بدیع الملک پر اپنے کو سبقت
رہے چنانچہ سر و پا برہنہ روانہ ہوا اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ قید و بند فرعون سے اس طرح رہائی
ہوئی اگر فرعون کے بارہ مین کچھ کوشش کرتا ہے تو اسکے واسطے سامان و یراق درکار ہے اور یہان کچھ
بھی نہین صرف ایک بھی دو کوس مین ایک درخت کے قریب پہونچا اُسکو مع بیخ زمین سے
اُکھیڑ لیا پھر اُسکو دوسرے درخت پر مارا تا اینکہ تمام شاخ و برگ وغیرہ سے پاک ہوگیا اُس
تنہ کو دوش پر رکھ کے روانہ ہوا۔

اب رستم ثانی کو فرعون شاہ کی فکر مین مبتلا رہ دان رکھا جاتا ہے اور شاہزادہ عالی وقار بدیع الملک نامدار کا حال خیریت اشتمال بیان کیا جاتا ہے

دیدہ اشکبار ہونے روشن تری تنویر سے ❊ گوش گر کان جواہر بنگئے تقریر سے ❊ کیون نہ داغ عشق سے
بہبود رخامی عشق کی ❊ پختہ ہوتے ہین ثمر خورشید کی تاثیر سے ❊ آئینہ خانہ ہے عالم عکس کی شکل ہے وہی
ہے فروغ مہر و خورشید اسکی تنویر سے ❊ اپنی صورت دیکھکر وہ آپ دیوانہ ہوا ❊ آئینہ شاید بنا ہے آہن زنجیر سے
فاش ہو باغ جہان کا راز دل ممکن نہین ❊ سیکھے ہین طرز فغان ہم بلبل تصویر سے ❊ سنے کہتا اینڈ اینڈ دے کے
ہمکو صنم پھر خدا ❊ امن ہے سودائیون کو جرم کی تعزیر سے ❊ ہم پرستار آو کرین محتسب کو سنگسار ❊ بیخ
رہے ہین سنگ کچھ میخانہ کی تعمیر سے ❊ ہے دلا انتہا منظر کیا ہے وہ رہنا شوال ❊ شیر کو لاتے ہین قابو
مین بشر تدبیر سے ❊ پاسکے قاصد پھر لے پھرتے کس سے کہے مشکل قلم ❊ خط وہ لینا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
بندھ سکے مضمون نہ میری وحشت ہیزر در کا ❊ مثل سودائی اگر باندھے کوئی زنجیر سے ❊ سرو قد اس
نوجوان کا بس ہے مجھ آزاد کو ❊ شجرہ طعونہ مانگون زاہدا کس پیر سے ❊ ہے ریاض فکر ناسخ کی جو شادابی یہی ❊
لکھنؤ مین آنکی روح معنی کشمیر سے ❊ ہ نگارندہ نقش معنی فریب ❊ عروس سخن را چنین داد زیب
کہ شاہزادہ ثریا سادہ نے جسکی ہمت و جرأت کے سامنے رستم و اسفندیار قائم نہین رہ سکتے ابھر
ہزار ہزار تحسین اور لاکھ لاکھ آفرین سے ہمیشہ حق تعالے شادمان دارد دل اورا ❊ بتفضل خویشتن
از زبان نماید مشکل اورا ❊ جب بارہ پنجہ کو مسخر کیا اور تمام اہل بارہ پنجہ کو مسلمان کیا کہا اب فرعون
کی خبر لینا چاہیے نہین معلوم کہان ہے شاپور شیر دل سے
ہے کہ تو ہو رہنے کا اور
مین گیا ہو

بدیع الملک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سعد شہریار کی جانب متوجہ ہو کے کہا اے بادشاہ زمانہ کا عجیب طرح
رنگ ہے جس کام مین جسقدر تعجیل کرو اُسی قدر اُسمین تاخیر ہوتی ہے کسقدر عرصہ سے اس بات مین کوشش
کر رہا ہون کہ کسی طرح حمزہ ثانی کو فرعون شاہ کی قید سے جلد رہا کرون مگر ہنوز روز اول ہے بعد جد
تمام اسکو قلعہ مین پہنچایا جاتا اگر اُس قلعہ مستحکم مین پہنچا میرا یہی کام تھا پھر بھی حمزہ ثانی کو ہمراہ لیکے
فرعون بھاگ گیا اب تم مقدمہ لشکر کو ہمراہ لیکے بعد مین آنا مین پیشتر جاتا ہون کیا عجب ہے اگر اس مرتبہ
حمزہ ثانی فرعون کی قید سے رہا ہوجائے سعد شہریار نے کہا اے بدیع الملک دلاور اپنے ہمراہ کسقدر
فوج لیجاؤ گے بدیع الملک نے کہا مین اپنے ہمراہ ایک آدمی کو بھی نہین لے جاؤنگا سعد شہریار
نے کہا میری راے تنہا جانے کی نہین ہے آیندہ تمکو اختیار ہے بدیع الملک نے کہا خداوند عالم اپنے
بندے کا حامی اور مددگار ہے یہ کہا اور یکہ و تنہا پردین حصار کی جانب روانہ ہوا اُس طرف رستم ثانی راہ
مین چلا جاتا تھا حتی کہ لشکر کے قریب پہونچا پہرون چڑھا تھا کہ دیکھا ایک فوج کثیر مقیم ہے اُس لشکر مین آیا
اہل لشکر مین سے جسنے رستم ثانی کو دیکھا متعجب ہوا اور بجاے خود خیال کیا کہ یہ جوان فرزندان آدم
سے مشابہ ہے یہ یہان کس طرح آیا کیا دیوانہ ہوگیا ہے رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا دیکھا ایک نقابدار
سرخ پوش بارگاہ مین متمکن ہے رستم ثانی کو بطریق اسلام سلام کیا نقابدار نے بعد جواب سلام کہا
اے جوان تو کون ہے اور یہان کیون آیا ہے رستم ثانی نے کہا اے نقابدار مین رستم بن تورج ہون
نقابدار نے جون ہی رستم ثانی کا نام سنا کہا اے رستم یہان تو کیون آیا ہے بلا تاخیر یہان سے چلا جا
مین تیری صورت نہین دیکھنا چاہتا مین خاص بدیع الملک لاور کا خیر خواہ و شریک ہون
اے رستم ثانی اگر تو میرے سامنے سے نہ چلا جائیگا تو مین تجکو بہت سخت سزا دونگا مین ہرگز تجھے
خوش نہین ہون ورا سنا لیکہ تو اپنی حقیقت کی طرف نظر نہین کرتا اور بدیع الملک سے
دعوے ہمچشمی کرتا ہے مین اس وجہ سے مجبور ہون کہ تجھے امیر حمزہ صاحبقران سے ایک طرح
کی نسبت ہے ورنہ مین تجکو ایسی سخت سزا دیتا کہ مدت العمر تو یاد رکھتا تجکو بزرگون کا مقولہ
نہین یاد ہے کہ اُنھون نے فرمایا ہے * تکیہ برجاے بزرگان نتوان زد بگزاف * مگر اسباب بزرگی
ہمہ آمادہ کنی * رستم ثانی نے کہا اے خیرہ سر یہ کیا دیوانگی ہے کہ مجکو دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگیا
اور بیہودہ لاف و گزاف بکنا شروع کردیا بدیع الملک مین کیا فوق اور افضلیت جو مجھ مین نہین
ہے ہان اسقدر فرق اور تفاوت ضرور ہے کہ مین حمزہ صاحبقران کے یاران دست چپ مین
سے ہون اور بدیع الملک دست راست مین سے پھر دست راست کو دست چپ پر کچھ
ایسا فوق نہین ہے جس کا مین خیال کرون مزید بران اگر بدیع الملک سے کار ہاے نمایان
ظہور مین آسکے ہین تو کسقدر مین نے بھی اہم کام انجام دیے ہین مین تیری کچھ پروا نہین رکھتا تیری
میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور بدیع الملک کی کیا وقعت ہے نقابدار اپنی جگہ سے برہم اور
غصہ مین پیچ کھا کر [illegible] رستم ثانی کی جانب بے تحاشا زور مین دوڑا اور ادھر
سے رستم [illegible] دونون مین جنگ زور دست و بازو شروع ہوئی رستم ثانی
[illegible] تجکو امیر حمزہ صاحبقران کی نسبت سے بچاتا تھا اور کہا

اسقدر مجھپر خاص رکھتا ہی نقابدار کہتا تھا ہان مین بخوبی پہچانتا ہون لیکن مین طرفدار شہزادہ بدیع الملک
ہی کا ہون اور تو اُس سے دشمنی کرتا ہی مجھکو یہ امر بہت ناگوار ہی رستم ثانی کہتا تھا کہ اگر مجھکو
ہمارا دعوے ہمسری ناگوار ہی تو مجھکو بھی تیری حرکت بیہودہ ناگوار ہی اور پھر کشش اور کوشش مین مصروف ہوا
تمہارا وہی کہتا ہی کہ تین شب و روز تک یہ کشتی رہی اور کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا چوتھے روز رستم
ثانی نے بجاے خود خیال کیا کہ مین اس طرف خاص اس غرض سے آیا تھا کہ حمزہ ثانی فرعون شاہ
کی قید مین مبتلا ہین نہین معلوم اُس والا جاہ پر کیا مصیبت گذرتی ہوگی اُسکو بکوشش تمام رہا کرنا چاہیے
قبل اسکے کہ بدیع الملک کوشش کرکے اُس عالی منزلت کو رہا کرے یہان یہ نقابدار خیرہ سر
جو بدیع الملک کشتی گیر زادہ کا ہوا خواہ ہی میرا سد راہ ہوا ہی اور چار روز کا عرصہ گذر گیا ہی مین
یہان اس قضیے کے فیصل کرنے مین مصروف رہونگا وہان بدیع الملک اپنا کام انجام دے لیگا منظر
پیران یا والنہ بلند نعرہ مارا کہ یا حق اور خیرہ سر طرفدار کشتی گیر زادہ اور نقابدار کے کمربند کو گرفت مین لاکے
اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا اور چاہتا تھا کہ نقابدار کو بقوت تمام زمین پر مارے کہ نقش زمین ہو جاوے نقابدار نے
کہا اے رستم ثانی از راستست کہ بجا است مین نے اپنے قصور کی سزا پائی اب میری جان تیرے قبضہ مین ہی
معاف کر اور مجھے رہا کر دے رستم ثانی نے کہا تو کون ہی نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی رستم
ثانی نے دیکھا کہ وہ نقابدار شہراسپ بن برماسپ شہزادہ رستم نے کہا اے شہراسپ تیری مجھسے جنگ
و حرب پیش آنے کی کیا وجہ تھی اُسنے کہا اے شہریار اصل امر یہ ہی کہ مین نے صرف تمہارے زور و طاقت کی آزمایش
کی غرض سے مقابلہ کیا ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی پس رستم ثانی کو ایک خلعت گران بہا دیا اور اُسکے زور و
طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا اے شہریار مجھکو گمان نہ تھا کہ تم ایسے صاحب زور و طاقت ہوگے رستم ثانی
نے کہا اب اس قصہ کو ملتوی رکھو اور یہ کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہی شہراسپ نے کہا شہریار جو ارادہ
تمہارا ہو وہی ارادہ میرا بھی سمجھو رستم ثانی نے کہا مین اس طرف خاص اس ارادہ سے وارد ہوا تھا
کہ حمزہ ثانی کو فرعون کی قید شدید سے رہا کرون یہان تمہارا سامنا ہوا اب میری راے یہ ہی
کہ ہم تم دونون باہم پروین حصار مین چلین اور اُس والا جاہ کی رہائی کی فکر کرین شہراسپ
نے کہا کیا مضائقہ وہ رات وہین بسر کی انواع و اقسام کی گفت و شنید آپس مین رہی دوسرے
روز شاہزادہ رستم کوچ کرکے روانہ ہوا چونکہ پروین حصار کا اُس مقام سے بہت دور دراز
فاصلہ تھا کئی روز راہ نوردی مین گذر گئے اور جو کچھ راہ کے چلنے مین تکلیف گذری اُسکا کیا ذکر ہی
ایک روز اثناے راہ طی الارض مین دور ایک بگولہ گرد کا نمایان ہوا رستم ثانی نے کہا اے شہراسپ
یہ تتق گرد کیسا ہی اُسنے کہا اے شہریار معلوم ہوتا ہی کہ لشکر فرعون کہین سے واپس آتا ہی یا کسی دشمن
کی فوج فرعون کی مدد کے واسطے آتی ہی اسکے سوا کچھ سمجھ مین نہین آتا تھے کہ دامن گرد چاک ہوا
شہزادہ رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ بلند وقار بدیع الملک عالی تبار خیرا خیر چلا آتا ہی جسکے سر پر
ایک ہزار طیور سایہ کیے ہوے اور ہیکل ہزار و یک دانہ لعل گردن مین حمائل لباس لعل و مروارید
زیب بدن مرکب عراقی پر سوار پیش و پس راست و چپ سیر کرتا ہی جونہی
شہزادہ بدیع الملک کی نظر رستم ثانی پر پڑی بفور د... کو دوڑاتا ہوا

رستم ثانی کے قریب پہونچا اور کہا اے برادر رستم تم یہان کہان مجکو حیرت ہے کہ یہ خواب ہے
یا بیداری مدہوش ہون یا ہوشیاری کے عالم مین تمکو دیکھ رہا ہون شہزادہ رستم نے ہنسا
اور کہا اے شہریار سلطین رہو یہ خواب نہین ہے بلکہ بیداری کا عالم ہے مین واقعی فرعون کی قید مین
مبتلا تھا جب تمنے لشکر فرعونی کو پسپا کیا فرعون ہم سب قیدیون کو ہمراہ لیکے بھاگا تھا ہم سب
قیدی اونٹون پر سوار تھے اثنائے راہ مین ایک درخت کے نیچے سے ہمارا اونٹ گذرا مین
سوچا کہ اب اس قید شدید سے رہا ہون یہ امر محال ہے اگر کسی تدبیر سے رہائی ممکن ہو تو کیون
تساہل کیا جائے اگر خدا نے چاہا تو حمزۂ ثانی بھی قید فرعون سے رہا ہو جائینگے نظر بران مین
اُس درخت کی ایک شاخ سے لپٹ گیا وہ اونٹ اُس درخت کے نیچے سے گذر گیا مین اُس
درخت پر چڑھ گیا اسی طرح تمام قصہ کو بالتفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک نے بہراسپ کا
حال پوچھا کہا انکا کچھ حال نہ پوچھو انھون نے میری تذلیل و تضحیک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا تھا بارے ہزار ہزار شکر اُس کریم کارساز کا کہ آج انکے مقابلہ مین میری آبرو رکھی
اے بدیع الملک مین صاف کہتا ہون کہ اگر مین بہراسپ کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا تو یہ ہرگز
رعایت کو دخل نہ دیتا اسی طرح تمام سرگذشت کو تصریحاً بیان کیا بدیع الملک نے رستم
ثانی کی جرأت و ہمت کی تعریف کی اور کہا اے برادر فرعون نابکار پروین حصار مین پناہ
گزین ہوا ہے مین چاہتا ہون کہ تم اس فوج کو اپنے ہمراہ لو اور پروین حصار کی جانب روانہ
ہو اور مین یکہ و تنہا جاتا ہون دیکھون مجسے کیا کارروائی ظہور مین آتی ہے اور تم کیا کارنمایان
کرتے ہو رستم ثانی مرکب کو دوڑاتا ہوا بدیع الملک کے قریب آیا اور بہراسپ کی
جانب متوجہ ہوکے کہا اے بہراسپ تم یہین مقیم رہو اور اسقدر انتظار کرو کہ بادشاہ لشکر اسلام
یہان پہونچے اُسکے ہمراہ یہان تم آنا مین بدیع الملک کے ہمراہ جاتا ہون دیکھون پردۂ غیب
سے کیا ظہور مین آتا ہے حمزۂ صاحبقران کو فرعون کی قید مین بہت عرصہ گذرا ہے مین چاہتا ہون
جہان تک ممکن ہو جلد فرعون کا قصہ پاک ہو کر وہ عالی جاہ اُس قید مصیبت سے نجات پاوے
یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کر کے بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اب آگے اسکا بیان ہوگا

داستان جانا بدیع الملک اور رستم ثانی کا پروین حصار کیطرف

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین + سرو کو صحن چمن مین آزاد کیا کرتے ہین + زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین + شب تاریک مین فریاد کیا کرتے ہین
نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین + دیکھ کے برق کو فریاد کیا کرتے ہین + تصور جو کیے یار ہے ویران
تو تصور مین صنم + خانہ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین + رشک سے کہتے ہین نام کسی کا
کوئی + دل ہی دل مین اُسے ہم یاد کیا کرتے ہین + گذرے ہین کوچۂ کاکل سے صبا کے جھونکے
نکہت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین + جاتے ہی مکتب مین سر پر وہ خونریز + کیا جلاد کو
استاد کیا + دین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس + ہم فقط خاطر صیاد
کیا کرتے + تحسین تو ہی بجا + قتل سے تیغ برا دشکیا کرتے ہین +
انتقام + جی سے دشمن سے جو وہ شاد کیا کرتے ہین +

ترا دیوان ہو گیا سامنے آنکھیں ناسخ　　جو کہ قرآن پہ ایراد کیا کرتے ہیں　　عارفان رموز خوش بیانی و واقفان
مضمون نکتہ دانی مثل ملا حسین طوسی و حاجی شہاب الدین ہمدانی اس مقام سے داستان ندرت بیان
و قصۂ حیرت عنوان کو اس طرح مرتبط کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ فلک شوکت اعنے بدیع الملک
بلند رفعت بہمراہی شاہزادہ رستم ثانی پر زین حصار کے حوالی میں پہونچا دیکھا کہ فرعون شاہ مع فوج
و لشکر شکارگاہ میں مصروف ہے اور چونکہ مسلمانوں کی یورش کا دغدغہ اسکے دل میں سمایا ہوا ہے بنابران
بنظر احتیاط گرداگرد سے لشکر حلقہ کیے ہوئے ہے شہزادہ بدیع الملک نے کہا ای برادر رستم
تم سمجھے یہ فوج و لشکر کسکا ہے اور یہ کون مقام ہے اسنے کہا ای شہریار میں نہیں سمجھا شہزادہ بدیع الملک
نے کہا یہ فوج و لشکر تو فرعون کا ہے اور وہ سامنے جو فوج کو حلقہ کیے دیکھتے ہو یہاں فرعون ہے
اور فوج کو حفاظت کے واسطے اپنے گرد حلقہ کیے ہوئے ہے تا کہ مسلمانوں میں سے کوئی کسی طرح کا
صدمہ نہ پہونچا سکے خیر خداوند عالم مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ضرور پیدا ہو جائیگا جو کہ ملعون
اپنے کفر و الحاد کی سزا سے مقتول ہوگا افسوس میرے ہاتھ سے اس مرتبہ نکل گیا ورنہ اب تک کب کا
اس قصہ کو پاک کیا ہوتا رستم ثانی نے کہا ای شہریار پھر کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا وہ جو سامنے
بلند ٹیلہ ہے وہاں چلکے تماشا دیکھنا چاہیے کہ یہ ملعون کس طرح شکار کرتا ہے چنانچہ یہ دونوں جوان
بڑی محنت اور مشقت سے اس ٹیلہ پر آکے مقیم ہوے اور فرعون کے صید و شکار کا تماشا دیکھنے لگے
یکایک فرعون کی بھی نظر دور سے ان دونوں جوانوں پر پڑی مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ ہزارہا جانور
انکے سر پر سایہ کیے ہوئے ہیں یہ دیکھتے ہی خوف کے سبب سے زرد ہو گیا اور مثل بید کے کانپنے
لگا شیاطین کو قریب اپنے طلب کیا اور کہا ای شیاطین دیکھ تو یہ دونوں سوار کون ہیں جو اس
پشتہ پر مقیم ہیں آیا انکو پہچانتا ہے یا نہیں پہچانتا اگر پہچانتا ہے تو بتا یہ کون ہیں ان دونوں سواروں کو دیکھکے
میرے دل میں ہول پیدا ہو گیا ہے اور بہت پریشان اور خوف زدہ ہوں جب تک ان دونکا حال بخوبی
دریافت نہ ہو جائیگا میرا دل صید و شکار میں ہرگز مصروف نہ ہوگا یہ کہکے بسبب خوف کے زار زار
رونے لگا اور کہا ہاے میرے خداوند بہت بزرگ تجکو کچھ بھی میری راحت و آسایش کا
نہیں خیال ہے ہاے افسوس جہاں جاتا ہوں وہاں ایک نہ ایک دغدغہ میرے دلکے دہلا دینے کے واسطے
پیدا ہو جاتا ہے شیاطین نے بھی بغور و تامل جانب پشتہ نگاہ کی اور کہا ای خداوند کیا صید و شکار میں مصروف
ہے تیرے بندوں کے جوتیاں کہانے کا پھر سامان نظر آتا ہے فرعون نے کہا ای شیاطین کچھ مفصل حال
کہو تو سہی کیا سامان تجکو نظر آیا اسنے کہا ای خداوند نعمت میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے جو کچھ
حال ہے وہ آپکے روبرو ہے ۵ آنچہ عیان است چہ حاجت بہ بیان ٭ آج کل جب غور کرتا ہوں تیری
شست میں یہی گذرتا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کے بندوں کو جہاں تک ممکن ہو جوتیاں کھلاؤ لذا ملاحظہ
فرمائیے کہ بالاے پشتہ پر جانب جنوب جو جوان کھڑا ہے وہ بدیع الملک ہے اور جانب مشرق جو جوان
وہ رستم ثانی ہے ہم مسلمانوں سے ہر جگہ محفوظ اور بیخطر تھے کے واسطے جان بچانے کے
آگے [illegible] معلوم نہیں کہ ہمارے خداوند کو کیا منظور ہے یہاں کھڑے [illegible] فرعون نے شیاطین [illegible]
ان میں [illegible]
[illegible]

گرفتار کر لینا کیا مشکل امر ہے اور اپنے لشکر کو فوراً حکم دیا کہ بہت جلد ان دونون سوارون کو گرفتار کر لو اگر زندہ
گرفتار نہ ہو سکین تو بلا تکلیف ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤ اب تک تو بمقتضائے رحم اپنے بندے
سمجھ کے چشم پوشی کرتے رہے مگر اب ہم مطلق رعایت نہ کرینگے پس قہقہہ روئین تن مع سامان
خونخوار فوج بیشمار ہمراہ لیکے ان دونون جوان کی جانب بے تحاشا دوڑا جب ان دونون جوانون نے یہ سامان
طوفان سے تیزی دیکھا بدیع الملک نے کہا اسے برادر رستم خبردار ہو جاؤ یہ فوج گھیرا ہی چاہتی ہے
رستم ثانی نے بدیع الملک کا ہاتھ چھوڑ دیا اور دونون نے تلوارین نیامون سے کھینچ کے
ایک نعرہ اللہ اکبر کہکے مارا اور لشکر کفار مین در آئے رستم ثانی کا سامنا سامان پہلوان سے
ہوا سامان نے تلوار کا وار رستم ثانی پر کیا رستم نے اس وار کو سپر پر رد کیا اور ایسا زبردست
وار اس کی کمر پر کیا کہ فوراً قلم ہو کے زمین پر گرا قہقہہ روئین تن نے جو سامان کو اس صفائی سے
قتل ہوتے دیکھا نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہو کے رستم ثانی کے روبرو آیا اور کہا اے
رستم ثانی تو نے سامان کو بحیلہ قتل کیا آ میرا مقابلہ کر دیکھون تو کیسا مرد میدان دلاور ہے
رستم ثانی نے کہا او بے ایمان ملعون دروغ گو سامان کے جہنم واصل ہونے مین حیلہ کو
کیا دخل تھا اگر تو مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو بھی مجھے کچھ عذر نہین ہے لیا پنجہ داری زمرد نشان
کمان کیانی و گرز گران چو اس تقریر کو سنکے شاہزادہ بدیع الملک قہقہہ روئین تن سے قریب
آیا اور کہا او قہقہہ کیا تو رستم ثانی سے بحث کرتا ہے سامان مقتول اس بہادر کا حصہ تھا
تو میرا حصہ ہے مجھسے مقابلہ کر قہقہہ نے کہا تو کیا بنا لیگا آ تو ہی سہی یہ کہا اور جو میل آہنی کہ اسکے ہاتھ مین تھا
اسکو چرخ دیکے اس زور سے شاہزادہ بدیع کے سر پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش پاش
ہو جاتا مگر اس والا جاہ عالی بارگاہ بہادر یگانہ شجاع زمانہ نے اس میل آہنی کو اپنے تک آتے دیکھ کر بہ
شکل برق لپک کے بائین ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو ایسی جھٹکی زور سے دی کہ وہ میل آہن ہاتھ سے
چھوٹ کے دور جا کے گرا اور اس شقی ملعون کا جھولا کھا گیا ساتھی اسکے شاہزادے نے دست راست
سے ایک تھپیر اس کے گلہ پر اس زور سے مارا کہ تڑاخے کی آواز بلند ہوئی تمام مردان فوج دہل گئے
اور وہ خود بھی متعجب ہوا بعدہ شاہزادہ نے اسکے بند کمر مین ہاتھ ڈال کے کھینچی تمام سر سے
بلند کر لیا اور کہا او قہقہہ اب بتا تجکو کہان پھینکون اور کس طرح تجکو ہلاک کرون قہقہہ کو ہنوز
گمان تھا کہ اگرچہ اس جوان نے مجکو سر سے بلند کر لیا ہے لیکن ابھی ہلاک نہین کریگا کہا او جوان اگرچہ
حسب اتفاق تو نے مجکو سر سے بلند کر لیا ہے لیکن مین زمین پر آؤن تو بتاؤن شاہزادے
نے کہا او ملعون ابھی تجھے گمان باقی ہے کہ زمین پر آ کے پھر لڑونگا او شقی زمین پر آ کے تجھمین
جان کبھی باقی رہیگی دیکھ ابھی زمین پر بھی بہت جلد آتا ہے یہ کہا اس زور سے
زمین پر دے مارا کہ تمام اعضائے قہقہہ شکست ہو گئے اور اسکے حواس خمسہ باقی نہ رہے
شاہزادہ بدیع الملک نے اسوقت اسکے سینہ پر سوار ہو کے کہا اسے دروغگو
اب زمین پر آ ... گا اسوقت قہقہہ مین مجال جواب دینے کی
نہ تھی کہ ... ہزادہ نے قہقہہ کا ایک پانون اپنے پانون سے

ایک پاؤن اپنے پاؤن سے نیچے رکھا اور اُسکا دوسرا پاؤن گرفت مین لاکے زور جو کرتا ہے فوراً اسقل کر پاؤن دو پارہ ہو گیا شاہزادہ نے ایک حصہ ایک جانب پھینک دیا اور دوسرا دوسری جانب پھینک کے کہا خس کم جہان پاک یہ وہ رستم ثانی لیس اب توقف کا موقع نہین ہی اور مرکب پر سوار ہوکے لشکر کفار مین در آیا اُس طرف نصیب تاک ساان شہزادہ رستم کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اور وہ فقت روئین تن بدیع الملک سے مقابل رہا فرعون تماشا دیکھتا رہا جب وہ فقت بھی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا فرعون گھبرا گیا فوراً اعنان مرکب کو پھیر کے پروین حصار کی جانب بھاگا اور قلعہ مین داخل ہو گیا اور شیاطین سے کہا اسے بندۂ خاص مین تو نے دیکھا کہ ان دونون خدا پرستون نے سامان اور وہ فقت سے روئین تن ایسے زبردست پہلوانون کو ہلاک کیا وائے بر بادی و خرابی مالسن میری خداوندی کی اب خیریت نہین معلوم ہوتی ہے کس ساعت سے ان خدا پرستون کا مقابلہ شروع ہوا ہے کہ ہر مرتبہ وہ غالب رہتے ہین شیاطین نے کہا ان خدا پرستون کے پاس کوئی ایسا زبردست افسون ہے جسکے ذریعہ سے خداوند کا فضل اُنکے شامل حال ہو جاتا ہے فرعون نے کہا یہ بھی صحیح ہے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک سپاہی دوڑتا ہوا قلعہ مین فرعون کے پاس آیا اور کہا اسے خداوند غضب ہوا خدا پرست اسطرف خیز اخیز چلے آتے ہین اور نہایت اہتمام اور انتظام سے آتے ہین اور کہین ذرا بھی توقف نہین کرتے ای خداوند اسمرتبہ خیریت نہین معلوم ہوتی ہے فرعون نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے کو خوب اچھی طرح بند کرکے بہت بھاری سب دروازون مین قفل ڈالدو چنانچہ تمام دروازے قلعہ کے مقفل کر دیے گئے مین روز تک فرعون کے دل مین ہول سمایا رہا کہ عنقریب مسلمان قلعہ مین پہونچا چاہتے ہین

اب فرعون ملعون کو قلعۂ پروین حصار مین مقیم کیا جاتا ہے اور کچھ حال بدبال بدبخت سگ لعین تورج بدرنگ کا اقلیم سبز ہوتا ہے

حکم رانی پر ہے قبول سلیمان بہار	عشق پیچان بنگیا طغرای دیوان بہار	زخم خندان یار ہین ہر روز خندان بہار
ہے لقا ہی سی شبنم سے باران بہار	سیر سے آنکھون کو ہین نہین سیرابی کرین	زلف سنبل کو ہے گوش گلگون جا
نرگس شہلا کو ہے چشم افشان بہار	شاخ گلہا ہے پیچ طفل غنچہ سے لا کھا	دیوانوں چمن مین ہر سے سیدان بہار
کیا سمجھکر روئے ہین مجھکو سیار چمن	سبزہ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار	روشنی سورج آنکھون مین اور سپاہ باغ
لالہ آتش فشان ہے شمع ایوان بہار	آب جو ہین صبا سے سینہ ہے اشتر آہنا	سرگل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار
رنگ میر اور تیرا دیکھکر حیران ہوئے	نقشبندان خزان ہین نقشبندان بہار	نخل ماتم سلیح ہون بوستان دہر مین
سبز اور خزان آتش ہے شایان بہار		

گلدستہ بندان گلستان معانی و چمن آرایان بوستان بیدانی سخن پرداز مضامین کو زبان قلم و قلم زبان سے صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب تورج بدرنگ جانب شاہزادۂ بدیع الملک سے مرکب صبا رفتار برق کردار پر سوار ہو کر نقابدار سے بھاگ کے جانب بیابان روانہ ہوا خیز اخیز چلا جاتا تھا ناگاہ تورج بدرنگ سے قریب ہوا

جب وہاں پہونچا دیکھا کہ ایک جوان اسپ چست و چالاک پر سوار اس طرف چلا آتا ہے گھوڑا دوڑاتا ہوا
تورج بدرگ کے قریب آیا اور کہا باش اے جوان کہاں بیباکانہ اسطرف چلا آتا ہے تورج بدرگ نے
کہا اے برادر میں تیرے لشکر کے یہاں مقیم ہونے کی وجہ سے نہیں آیا ہوں اور نہ مجھکو اس لشکر سے کچھ کام ہے
البتہ حسب اتفاق اس طرف آنکلا اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھو تو بتاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے اور اگر کچھ مضائقہ
سمجھتے ہو تو میں زیادہ مصر نہ ہونگا اُسنے کہا تجھکو کچھ عذر نہیں ہے آگاہ ہو یہ لشکر قباد شاہ آہن حصاری
کا ہے جو فرعون شاہ کا سپہ سالار ہے تورج نے پوچھا قباد شاہ آہن حصاری کی بارگاہ کس
مقام پر ہے اُسنے اشارہ سے کہا وہ ہے تو اپنا مطلب بیان کر تورج نے کہا میرا جو کچھ مطلب ہے ابھی
ظاہر ہوا جاتا ہے تو تردد کو دل میں جگہ نہ دے اُسنے کہا اگر تجکو قباد شاہ سے کچھ کہنا ہے تو ہم سے بیان کر ہم
اُنکی خدمت میں عرض کریں تورج نے کہا میں خود کہونگا یہ کہا اور قباد شاہ کی بارگاہ میں داخل ہو
قباد شاہ کے روبرو پہونچا قباد شاہ نے جو ایک اجنبی شخص کو بارگاہ میں دیکھا کہا اے تو کون ہے جو اسطرح
بے تکلف بارگاہ میں چلا آیا اور درگہ سالار سے کہا تو کیسا بیوقوف اور بے تمیز اور بے شعور ہے کہ ایک
غیر شخص کو بلا اطلاع بارگاہ میں آنے کی اجازت دیدی تو نے اپنے دل میں کچھ میرا خوف نہ کیا اُسنے
عرض کیا کہ خداوندا میں نے چند مرتبہ اس جوان سے کہا کہ تو یہاں چند ساعت توقف کر میں پیشتر تیرے آنے
کی اطلاع کر کے اجازت حاصل کر لوں تو پھر تجھے اختیار ہے اسنے نہ مانا بلکہ آمادہ جنگ ہوا اور دو چار کلمے
ناشایستہ زبان سے نکالے اور بیباکانہ بارگاہ میں چلا آیا قباد شاہ تورج بدرگ کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا اے جوان تو نہایت بیباک اور چالاک معلوم ہوتا ہے جلد بتا تیرا نام کیا ہے اور تو کس غرض سے یہاں
آیا ہے تورج بدرگ نے کہا اے شہریار مجھکو تورج خان صاحب قران کہتے ہیں قباد شاہ نے
کہا تو بالکل غلط اور لغو کہتا ہے تو ہرگز تورج خان نہیں ہے اس فریب سے اپنے کسی کام کو بنانا
چاہتا ہے اسواسطے کہ تورج خان شہزادہ عرصہ دراز سے بدیع الملک کے لشکر میں قید ہے تورج
نے کہا اے شہریار آپ متعجب نہوں میں کسیطرح کا فریب نہیں کرتا ہوں وہی تورج خان ہوں جسکو
شاہزادہ بدیع الملک نے قید کیا تھا اب میں نے موقع پاکر بچستی و چالاکی وہاں سے گریز کی قباد
شاہ نے کہا مجھے تو شبہ ہوتا ہے کہ مبادا مسلمان کا کوئی عیار تورج کی صورت سے شبیہ
ہو کے یہاں آیا ہے تورج نے کہا اے قباد شاہ خداوند فرعون کے حق کی قسم
میں مسلمانوں کا عیار نہیں ہوں اصلی تورج ہوں قباد شاہ نے کہا اگر تو واقعی تورج
اصلی ہے پھر میرے لشکر میں آنے کی کیا وجہ ہے اُسنے کہا کہ میں نے پیشتر ہی حضور کی خدمت
میں عرض کر دیا تھا کہ بدیع الملک کی قید سے خلاص ہو کے گریز کی اور فرعون شاہ کی
تلاش میں اسطرف گذر ہوا یہاں فوج و لشکر دیکھا اب ارادہ یہ ہے کہ خداوند فرعون شاہ
کی خدمت میں حاضر ہو کے اُنسے عرض کروں کہ میں آپ کو مدد دوں اور مسلمانوں کے سر
اُٹھانے کا اُنسے قصد ہو اور قباد شاہ کو تورج بدرگ کے کلام سے پوری صداقت
محسوس ہوئی اُس
وقت اُٹھکے تعظیم کی اور ایک مناسب و معقول جگہ
پر بیٹھنے کو
دی سکے دریافت کیا کہ اے تورج خان بدیع الملک

کی ہیبت سے ہلاک کیا سبب ہوا توسج خان نے مفصل حال بیان کیا قباد شاہ نے کہا
اے توسج خان نہیں معلوم خداوند فرعون شاہ کی قسمت میں کیا لکھا ہے کہ مسلمانوں کی ترقی
روز افزون ہے اور فرعون پرستون کو ہار کھاتے ہوئے ہیں بلکہ روز بروز ہر طرح کی مصیبتیں اور دقتیں
پیش آتی ہیں توسج بدرگ نے کہا اے بادشاہ عرصہ سے اسی فکر و خیال ہی میں میں بھی مبتلا ہون
کچھ عقل کام نہیں کرتی معلوم نہیں کہ کیا شدنی ہے مگر کبھی اس بات کا خیال آتا ہے کہ سب رموز
مملکت خویش خسروان دانند لیکن تو خداوندی کی صحبت ان واقعات میں شامل ہوگی قباد شاہ
نے کہا اس میں بھی مصلحت شامل ہے ہم اسکے بندے گتی لی کی طرح ہلاک ہوئے جاتے ہیں اور کوئی مصلحت
نہیں معلوم ہوتی بعدہ حکم دیا کہ جلد نجومیوں کو بلاؤ حسب الحکم فوراً منجم حاضر ہوئے قباد شاہ نے
کہا اے توسج خان اگر تو خداوند فرعون کی کمک کے واسطے جاتا ہے اور خدا پرستوں سے قصاص لینے کا
ارادہ مصمم کیا ہوا ہے تو پہلے ان منجموں سے سوال کر دیکھ از روئے علم نجوم کیا جواب دیتے ہیں
توسج خان منجموں کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے عالمان علم نجوم میں مسلمانوں سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں
تم اپنے قواعد سے دریافت کر کے نتیجہ کیا ہوگا آیا مسلمانوں پر میں غالب آؤنگا یا نہیں منجموں نے کاغذ پر کچھ
لکھا اور خوب غور و فکر سے حساب لگایا اور کہا کہ ہمارے قواعد نجوم سے یہ استخراج ہوتا ہے کہ توسج
ایک پہلوان زبردست ہے اسکی اور سے کوشش سے کثرت سے فرزندان امیر کا خون ہوگا علی الخصوص
پروین حصار میں بیشتر مسلمان اسکے ہاتھ سے شہید ہو جائینگے اور قباد شاہ سے کہا اے
بادشاہ اگر آپ توسج خان کو فرعون شاہ کی خدمت میں بھیجئے گا تو فرعون شاہ آپ سے
بہت خوش ہوگا ہر نوع توسج کا طالع بہت زبردست ہو رہا ہے اسکا شریک بھی بہت خوش ہوگا
قباد شاہ منجموں کے اس حکم سے بہت خوش ہوا متعدد خلعت کی کشتیاں منگائیں سب منجموں کو
خلعت و انعام دیا بلکہ غریبوں اور محتاجوں کو روپیہ تقسیم کیا اور توسج بدرگ کو بھی خلعت گرانبہا
دیکر اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ایک روز وہاں قیام کیا دوسرے روز پروین حصار کی جانب روانہ ہوا

باز آمدم بر مقدمہ شہزادہ بدیع و شہزادہ رستم ثانی

راویان سخن پرور این چنین مروی است کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ روایت واضح ہو کہ رستم ثانی
اور شہزادہ بدیع الملک نے جب فوج کو درہم و برہم کر دیا اور شکست دیکر ایک جا جمع ہوئے
رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک تم نے دیکھا کہ مجھسے کیسے کیسے کام ظہور میں آئے بدیع الملک
نے بہت ثنا و صفت کی اے رستم ثانی واقعی عجب کارہائے نمایاں ظہور میں آئے
لیکن تم نے میرے کاموں کو بھی دیکھا یا نہیں رستم ثانی نے کہا کیوں نہیں تم نے بھی کارہائے
نمایاں کیے لیکن یہ اثر میرے سنگ کا تھا بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا کیوں نہیں لیکن جو
کارہائے نمایاں مجھ سے ظہور میں آئے اسکا سبب بھی میرا الکا ہے رستم ثانی نے
کہا شاید ایسا ہو غرض کہ دونوں قلعہ میں داخل ہوئے ایک سرائے میں دونوں نے قیام
کیا اپنے اپنے گھوڑوں کو باندھ دیا اور خود بازار میں سیر کے واسطے آئے دیکھا بازار بہت آباد ہے
بزازہ صرافہ جوہری بازار وغیرہ سب علیحدہ علیحدہ

فروخت کی گرما گرمی ہے تنبولی اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے پان بنا رہے ہین اور حلوائی تھالون
مین انواع و اقسام کی مٹھائی آراستہ کیے ہوئے پوریان تل رہے ہین دونون جوان اُس
بازار کی آبادی اور کیفیت دیکھکر بہت محظوظ ہوئے آخر ایک جوہری کی دوکان پر بیٹھکے
تماشا دیکھنے لگے حسب اتفاق اُس طرف سے شیاطین کا گذر ہوا دونون جوانون کو جوہری
کی دوکان پر بیٹھا دیکھکے پہچانے خود تدبیر سوچتا ہوا چند قدم آگے بڑھ گیا اور ایک مقام پر
توقف کیا اس اثنا مین رنجور بھی پہونچا شیاطین رنجور کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور کہا اے
رنجور تو اسوقت خوب آگیا مین تیرے انتظار مین تھا اُسنے کہا کیا ہے شیاطین نے کہا فلانی
جوہری کی دوکان پر بدیع الملک اور رستم ثانی دونون بیٹھے ہین مین اُنکو دیکھکے
بڑھ آیا ہون کہ شاید مجھکو دیکھکے پہچانین تو علیحدہ کسی جاے محفوظ مین بیٹھ اور دیکھتا رہ کہ یہ
کہان جاتے ہین جس وقت وہ اپنی جگہ سے اُٹھین تو بھی اُنکے عقب مین روانہ ہونا اور جہان کہین
مقام قیام دریافت کرکے مجھکو اطلاع دینا رنجور نے قبول کیا اور اُس جوہری کی دوکان کے
قریب جاکے مقیم ہوا چند ساعت کے بعد شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی دونون اُس
دوکان پر سے اُٹھے اور قافلہ سراے کی جانب روانہ ہوئے رنجور بھی پوشیدہ اُنکے عقب
مین روانہ ہوا جب یہ دونون شاہزادہ قافلہ سراے مین داخل ہوگئے رنجور وہان سے واپس
آیا شیاطین نے پوچھا اے رنجور کیا خبر لایا کچھ معلوم ہوا جہان وہ دونون مقیم ہین اُسنے کہا ہان
معلوم ہوا فلان سراے مین مقیم ہین شیاطین نابکار پوشیدہ اُس سراے مین آیا پیشتر دربان
سراے سے پوچھا کہ یہان فی الحال دو جوان وارد ہوئے ہین جنکا یہ حلیہ ہے اُسنے کہا ہان
ہین شیاطین نے کہا کچھ تجھکو معلوم ہے کہ وہ دونون جوان کون ہین اُسنے کہا یہ مجھکو نہین معلوم ہے
شیاطین نابکار نے کہا اے فلان اگر تجھے نہین معلوم ہے تو مجھسے سُن اور آگاہ ہو کہ یہ دونون
جوان ضحاک شاہ اور فرعون شاہ کے دشمن یہان ہین دربان یہ سنکے حیرت مین ہوا اور
کہا اگر یہ دونون ایسے ہین تو انکو یہان سے جانے کی مہلت نہ دینا چاہیے بلکہ ہلاک کرنا چاہیے
شیاطین نے کہا اس بات کے ذمہ دار ہم ہین البتہ تجھسے اس قدر کام لینا چاہتے ہین کہ جس وقت
یہ دونون جوان کھانا مانگین فوراً ہمکو خبر کرنا اُسنے قبول کیا شیاطین وہان سے چلا آیا جب
رات ہوئی ان جوانون نے دربان کو بلایا اور چند دینار دیکے کہا ہمارے واسطے کھانا لے آ
وہ نابکار اسوقت کا منتظر تھا دینار اُنکے لیکے شیاطین کے پاس آیا اور کہا اے شیاطین
چونکہ تمنے مجھسے وعدہ کیا تھا پس ہم تیرے پاس آئے ہین یہ دینار اُن دونون جوانون
نے بازار سے کھانا لانے کے واسطے دیے ہین شیاطین نے کہا اچھا تو جا اور بازار
سے کھانا لے آ وہ گیا اور بازار سے طعام خرید لایا شیاطین ملعون نے اُس کھانے مین دارو
بیہوشی مخلوط کی اور دربان سے کہا لے اس کھانے کو اُنھین دے دربان گیا اور اُن جوانون
وہ ... نے کہا اے شخص تجھکو بہت دیر ہوئی حالانکہ بازار قریب ہے
اُسنے کہا ... تیار نہ تھا اپنے سامنے تازہ پکواکے لایا ہون

رستم نے بلا تکلف وہ کھانا کھایا شہزادہ رستم ثانی نے کہا اے برادر بدیع الملک کچھ عجیب مزہ کا
کھانا ہے سمجھ میں نہیں آتا ہے بدیع الملک نے کہا اے رستم ثانی بازاری کھانے کی کیا شکایت
ہے کہیں ناموش ہوا ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد انگڑائیاں اور جمائیاں آنا شروع ہوئیں رستم
نے کہا مزہ تو مزہ اس کھانے کی یہ کیا خاصیت ہے کہ دست و پا میں کسل پیدا ہو گیا اور بے اختیار دل
چاہتا ہے کہ سو رہوں بدیع الملک نے کہا اے رستم ثانی میرا بھی یہی حال ہے ہنوز یہ
گفت و شنید ہو رہی تھی کہ دفعتہً ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ کسیکو مطلق خبر نہ تھی اس طرف شیاطین
تیار وقت تھا کہ دربان بیہوشی کی خبر آکے دیگا جب دیر ہوئی سرائے میں خود آیا دیکھا دونوں
جوان بیہوش ہیں مرکب و یراق انکے دربان کو دیئے اور وہ ملعون ان شاہزادوں کو گرفتہ و بستہ
کرکے فرعون کی خدمت میں لایا فرعون نے جو دو لشکارے دیکھے کہا اے شیاطین آج یہ تو کیا
لایا ہے اسنے کہا خداوند آج تیرا بڑا فضل و کرم میرے شامل حال ہو گیا کہ بسہولت یہ دونوں
خداپرست میرے ہاتھ آگئے اسنے پوچھا یہ کون خداپرست ہیں اسنے کہا ایک لشکارہ میں بدیع الملک
ہے اور دوسرے میں رستم ثانی یہ سن کے فرعون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے شیاطین تم
ہے اپنی قدرت اور جلال کی کیسا کارے کردی کیوں نہیں تجھ ہی ایسے بندوں سے ہماری خداوندی
قائم ہے بعد ازاں حکم دیا کہ جلد جاؤ ان دونوں خداپرستوں کو بیچ چوک میں دار پر کھینچ کے تیرباران
کرو تم اے بندگان من خوب خبرداری اور ہوشیاری رکھنا یہ خداپرست اگرچہ گرفتہ و بستہ تمہارے
اختیار میں ہیں تاہم انکو بلا سے بدتر جان سمجھنا پس ان دونوں جوانوں کو مع زیادہ زنجیر میں جکڑا
اور سامان سب قوانین و اسباب و حمائل خونریز گران ناہنجاران جوانوں کو لیے ہوئے چار سوق شہر
میں لائے دو داروں کو نصب کیا دونوں جوانوں کو داروں میں آویختہ کیا راوی کہتا ہے کہ چار
سوق شہر کے روبرو ایک قلعہ ہے کہ جو بالا حصار کے نام سے مشہور ہے اس قلعہ میں حارث قلعہ دار
فرعون شاہ کی طرف سے حکمرانی کرتا ہے اسکا ایک لڑکا ہے الیاس بن حارث نام اسنے اپنے
لڑکے سے کہا اے الیاس یہ کیا واقعہ ہے یہ کون جوانان باشوکت و شان ہیں جو اس بے دردی
سے ہلاک کیے جاتے ہیں الیاس نے کہا اے پدر اور کچھ مجھے نہیں معلوم ہے ہاں اسقدر میری سماعت
میں گذرا ہے کہ یہ دونوں جوان خداپرست ہیں فرعون شاہ کے حکم سے دار پر نصب کیے گئے ہیں
اور یہ بھی فرعون کا حکم ہے کہ انکو تیرباران کرو حارث قلعہ دار نے کہا اے فرزند اگرچہ یہ جوان
خداپرست ہیں اور فرعون اپنے کو خداوند ہونا ظاہر کرتا ہے تاہم یہ ایسے جوان وجیہ و خوبصورت
اس قابل نہیں ہیں کہ مسلمان ہونے کے جرم میں ہلاک کیے جائیں خصوصاً بدین خود ہوسے بدین خود
فرعون کو چاہیے تھا کہ ان دونوں کی فہمائش کرکے اپنی فوج میں اعلی عہدے دیتا نہ یہ کہ یوں ناحق
ہلاک کرتا ہے اسکے لشکر کا ایک سردار بھی اس مقام پر موجود تھا اسنے کہا شہریار واقعی یہ جوان
بہت جری اور دلاور ہیں ابھی کل کی بات ہے کہ فرعون شاہ شکارگاہ میں مصروف صید تھا کہ یہ
دونوں وہاں پہونچ گئے قریب تھا کہ فرعون شاہ کو گرفتار کریں لیکن فرعون اپنے لشکر کے اعلی
عہدہ داروں کو ان جوانوں کے ہاتھ سے کشتہ دیکھ کے وہاں سے بھاگا اور شہر میں آکے دم لیا

حارث قلعہ دار نے پوچھا وہ سردار لشکر فرعون کے کون تھے اُس سردار نے ہنوز جواب نہ دیا کہ الیاس
نے کہا ای پدر اُن سرداران لشکر فرعونی کے نام مجکو معلوم ہین اُنمین سے ایک کا نام قہقہہ دیو تن تھا
دوسرے کا نام ساسان خونخوار تھا حارث نے کہا پھر یہ جوان کس طرح گرفتار کیے گئے اُس سردار نے
کہا شہریاران جوانون کو شیاطین نے مکر و فریب سے گرفتار کیا ہے یعنی یہ جوان فرعون کی تلاش
مین آئے تھے شیاطین نے دربان سرا سے ساز کر کے انکو طعام بیہوشی آمیز کھلا دیا اور حالت
بیہوشی مین انکو گرفتار کر لیا حارث قلعہ دار بہت متاسف ہوا اور کہا افسوس ان جوانون کو اس
طرح فریب دیا یہ کیا نامردی کی کاشکے انسے مقابلہ کیا ہوتا اور بمردانگی انکو گرفتار کیا ہوتا ای فرزند میرا
دل بے اختیار چاہتا ہے کہ مدد دون اور جہان تک ممکن ہو انکی خلاصی مین کوشش کرون ان ایسے
جوانون کے ساتھ احسان کرنا ہرگز ضایع نہوگا الیاس نے کہا ای پدر مین بھی اس رائے سے
موافق ہون مگر یہ ملحوظ رہے کہ فرعون سے خواہ مخواہ خصومت پیدا ہو جائیگی اور ہنگامہ عظیم برپا
ہوگا حارث نے کہا اگر فرعون شاہ سے خصومت پیدا ہو جائے گی تو کیا ہوگا جو کچھ دیکھا ہوگا
سو توف کر دیگا الیاس نے کہا اگر یہی رائے مقرر ہے تو دیر کیون کیجائے ایسا نہو کہ یہ جوان بدست
دشمنان ہلاک کیے جاوین حارث قلعہ دار فوراً قلعہ مین پہونچا اور حکم دیا کہ تمام فوج تیار ہو اس اثنا
مین مہتر قران اور شاپور بھی وہان پہونچے دیکھا کہ دونون شاہزادے دو دارون مین لٹکے ہوے
ہین دونون کے دل ان شاہزادون کی بے بسی پر آب ہو گئے بیتحاشا دونون خلاصی کے
واسطے دوڑے ساسان بے قواعد نے جو دیکھا کہ دو جوان بلند بالا ان بستگان دار
کی جانب آتے ہین اور اُنکی رہائی کا ارادہ رکھتے ہین تلوار علم کر کے شاپور کی جانب
متوجہ ہو کے نعرہ مارا کہ ای بے خبر اس طرف کہان چلا آتا ہے یہ دونون جوان فرعون شاہ کے
قیدی ہین خبردار انکے بارہ مین کسی طرح کا خیال دل مین نہ لانا ورنہ بہت برا نتیجہ دیکھیگا شاپور
نے شہزادون کی جانب سے اپنا رخ پھیرا اور التفات تمام ساسان بے قواعد کے پاس پہونچکے
اس قوت سے خنجر آبدار کا وار اُسپر کیا کہ ساسان کا سر اور ایک ہاتھ تن سے علیحدہ ہو کے
چند قدم کے فاصلہ پر جا گرا خونریز نے جو ساسان بے قواعد کا یہ حال دیکھا غیظ و غضب مین
آلودہ ہو کے شاپور کی طرف جھپٹا قران وہین موجود تھا اُسنے نعرہ مارا کہ او نابکار کیون اُس جوان کی جانب
متوجہ ہوتا ہے تیرا مرد مقابل مین ہون امداد خونریز نے کہا اچھا اگر تو میرا مرد مقابل ہوتا ہے تو آ یہی
یہ کہکے قران کی جانب مرکب کو مہمیز کیا ہنوز مرکب قران تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ قران خود اُسکے
قریب پہونچ گیا اور مرکب کے تنگ مین ہاتھ ڈال کے سبکی تمام مرکب کو مع سوار سر سے بلند کر لیا
اور اس قوت سے زمین پر مارا کہ راکب و مرکب دونون نقش زمین ہو گئے اور بآواز بلند کہا
ای گبران نابکار دیکھو اسلام کی برکت کو اور خدا واحد و لاشریک پر ایمان لاؤ ورنہ اسی طرح
تم سب ہلاک ہو گے اُن شیاطین لعین کے گوش ناحق نیوش تک یہ آواز کب پہونچتی ہو انہون
نے جو ساسان بے قواعد اور امداد خونریز کو بیجان دیکھا شاپور اور قران کی جانب
سب [illegible] کر اور سب نے بآواز بلند کہا ای فرعون کے بندو ہان

یہ جرأت و دلاوری کا وقت ہے لینا ان خدا سے ناویدہ کی پرستش کرنے والون کو یہان سے
زندہ نہ جانے دینا اب جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی شاپور و قران کا اسوقت یہ حال تھا کہ
تلوارین علم کیے ہوئے ہرطرف دوڑ رہے تھے سرون کے ڈھیر لگا رہے تھے اور سرون کا مینہ برسا رہے
تھے وہ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد یکے را دو کرد و دو را چار کرد پیش وپس راست وچپ
دو تلوارین نہین بڑی چابک دستی سے چل رہی تھین گویا دو بجلیان کوند رہی تھین حارث قلعہ دار اور
الیاس بن حارث دونون اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے اور شاپور و قران کی مردانگی
و دلیری کی داد دے رہے تھے یکایک حارث قلعہ دار نے الیاس سے کہا ای فرزند اس سے
زیادہ کون وقت ہوگا جو ہم ان دونون جوانان وجیہ وخوبصورت کو رہا کرینگے یہ کہا اور فوج
قلعہ کو حکم دیا کہ جاؤ ان دونون جوانون کے وار سے خلاص کرلاؤ چنانچہ تمام فوج مقیم قلعہ جو
بیشتر سے مسلح ومکمل تھی مثل موج دریا قلعہ سے باہر آئی اور دونون دلاورون کو حلقہ مین لے لیا
ملازمان فرعون سے جو کوئی انکے قریب آیا اسکو جہنم واصل کیا اور شاہزادہ بدیع الملک
اور رستم ثانی کو اس قید وبند سے رہا کرکے قلعہ مین لے گئے شاپور اور قران نے جو شہزادہ
بدیع الملک اور شہزادہ رستم ثانی کو قید وبند سے رہا پایا شاپور نے قران سے کہا ای قران
اب بیکار جد وجہد کرنا ہے مطلب حاصل ہوگیا اب ان گبرون کو تھوڑی دور تک پسپا کرکے دم
راوی کہتا ہے کہ فوج فرعونی بارہا پسپا ہوتی تھی لیکن پھر دم لیکے شاپور اور قران پر حملہ آور
ہو لیتی تھی یہان تک کہ رات ہوگئی اب جو پسپا ہوئی تو پھر حملہ نہ کرسکی شاپور اور قران نے
بھی آسیب کشت وخون سے ہاتھ اٹھا لیا یک فرعون شاہ کو خبر پہنچی کہ وہ دونون جوان
رہا ہوگئے انکے ہلاک کرنے کی نوبت نہ آئی فرعون نے کہا افسوس تم بندگان خاص نے بڑی
غفلت کی کہ وہ دونون جوان ہاتھ سے بیدریغ قید وبند سے رہا ہوگئے شیاطین نے کہا ای
خداوندا جبتک مشیت خداوندی مین مسلمانون کا نیست ونابود ہونا نہ گذریگا ہزار مرتبہ
مسلمان گرفتار ہونگے اور پھر زندہ وسلامت رہا ہوجائینگے فرعون نے کہا ای شیاطین
تو سچ کہتا ہے مگر کیا کرون جب اپنی خداوندی ورحیمی کی جانب نظر کرتا ہون تو بندگان گنہگار کے
حال پر رحم آجاتا ہے ابتدا مین ہرگز اپنے رحم وکرم کا خیال نہین رہتا ایسی حالت مین تو ہی بتا
کہ کیا کرون شیاطین نے کہا ای خداوند تو کچھ نہ کر بس اسی طرح رحم وکرم پر نظر کرتے کرتے
خود کو بھی خداوندی خاک مین ملا دینا بہتر ہے اس سے تو بہتر ہے کہ خداوند اپنے کو مسلمانون کے
ہاتھ مین دیدے اور یہ کہدے کہ اپنی مرضی کے موافق جو حال چاہو بناؤ فرعون نے دست
تاسف مل کے کہا پھر کیا کرون واضح رہے کہ اگرچہ وہ ظاہر سب کے سامنے اپنی خداوندی کا
اعلان کرتا تھا لیکن باطن مین خوف سے زہر جامہ [illegible] ہوا جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا ای فرعون
ان مسلمانون کے ہاتھ سے کسی طرح مفر نہین ملتا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اسی اثنا مین
قباد شاہ نورج خان کو ہمراہ لیے ہوئے فرعون کی خدمت مین حاضر ہوا اور بکمال خلوص سجدہ
کرکے کہا ای خداوند یہ بندہ حقیر حضوری مین حاضر ہے فرعون نے [illegible] جو دیکھا کہا ای قباد شاہ

تیرے ہمراہ یہ جوان کون ہی اسکے بشرہ سے اُس خلوص کا حال دریافت ہوتا ہی جو میری خداوندی
سے تعلق رکھتا ہی قباد شاہ نے کہا ای خداوند خود اس اپنے بندہ صادق الاختصاص سے دریافت
کرلے فرعون نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تورج کی جانب متوجہ ہوکے کہا ہاں ای ہمارے بندہ بیان
کر تو کون ہی تورج بدرگ نے کہا ای خداوند میرا نام تورج خان صاحبقران ہی مین نے خداوند
کے فضل وکرم سے ہندوستان۔ ایران۔ توران۔ کوہ باختر۔ وغیرہ خداپرستون کے ملکون
کو زیروزبر کرکے مسخر کیا اور صرف تسخیر ممالک ہی پر اکتفا نہین کی جہانتک ممکن ہوا بت پرستی کو بھی
رواج دیا لیکن جب بدیع الملک نے مجکو گرفتار کرکے اس طرف کوچ کیا مین تو پہلے ہی سے
سمجھ چکا تھا کہ اب میرا خلاص ہونا خداپرستون کی قید سے امر محال ہی لیکن قدرت خداوندی پر جو نظر کی
تھی خداوند کے فضل وکرم سے اُس قید وبند سے رہا ہوگیا اور خداوند کی خدمت مین سجدہ کرنے کیلئے
حاضر ہوا اب بھی خداپرستون سے مقابلہ کرنے کی جرأت رکھتا ہون بشرطیکہ فضل وکرم خداوندی
میرے شامل حال رہے اور دعوے کرتا ہون کہ ضرور خداپرست میرے مقابلہ کی تاب نہ لاسکینگے
فرعون اپنے ملازمون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا جلد منجمون کو حاضر کرو بعض سردارون نے
کہا ای خداوند منجمون کی کیا ضرورت ہی خود تجھے معلوم ہوگا جو کچھ تیری مشیت مین ازل سے گزرا ہوگا
فرعون نے کہا ای فلان تم کس قدر بیوقوف ہو اسقدر عرصہ کی بات کہین یاد رہ سکتی ہی غرضکہ منجم
حاضر ہوئے فرعون نے کہا ای منجمان کامل اگرچہ مجکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہی اور سب طرح کی
آیندہ وگذشتہ خبرین مجھے معلوم ہین پھر بھی تم اپنے قاعدہ نجوم سے اس بات کو دریافت کرو کہ یہ جوان
جو میرے روبرو بیٹھا ہی مسلمانون کے مقابلہ مین سرسبز ہوگا یا پسپا ہوگا منجمون نے تورج کو دیکھکر کہا
کہ تیرا کیا نام ہی تورج نے کہا مین تورج خان کے نام سے مشہور ہون منجمون نے کاغذ پر نقش کھینچا
اور کچھ انگلیون پر حساب کیا اور بہت غور وفکر کے بعد کہا کہ ای فرعون شاہ ہمارے قاعدہ نجوم سے
یہ دریافت ہوا ہی کہ یہ جوان خداپرستون کو پسپا کریگا اور بکثرت خداپرست اسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے
علی الخصوص فرزندان حمزہ زیادہ تر اسکے ہاتھ سے شہید ہونگے لیکن ای فرعون شاہ نتیجہ اسکا بہتر
نہوگا فرعون نے کہا نتیجہ کیا خراب ہوگا منجمون نے کہا اسکا نتیجہ یہ ہی کہ یہ جوان بدیع الملک
نامے ایک شاہزادہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا ہان فی الحال اسکے طالع بہت زبردست معلوم ہوتے
ہین کہ جو کام شروع کریگا ضرور کامیاب ہوگا فرعون شاہ اس بات کو سنکے تورج کی جانب متوجہ
ہوا اور کہا ای تورج خان اگرچہ ان منجمون نے نتیجہ خراب بیان کیا ہی فی الحال تیرے طالع
زبردست بتاتے ہین اس واسطے ہم تجکو اپنی فوج کی سپہ سالاری کے عہدہ سے سرفراز کرتے
ہین تجکو چاہیے کہ بعد قتل کرنے مسلمانون کے خوب ہوشیاری رکھنا ہم تیری حمایت کو موجود ہین کیا امکان
ہی جو کوئی تجکو گزند پہونچاسکے ملک الموت ہمارے اختیار مین ہی ہم اُس سے تاکید کردینگے کہ خبردار
تورج خان کے ... نہو انعام کیا اور خلعت سپہ سالاری دیکے اُسے اپنے قریب تھا
غرضکہ ... کہا ای خداوند بدیع الملک اور رستم کو حارث
قلعہ دار ... پیام کیا ہی اگرچہ حارث قلعہ دار سے ابھی امید نہ تھی لیکن

خیریت خداوندی مین یہی گذرا ہوگا اب حارث کے بارہ مین جو کچھ مناسب ہو عمل مین لایا جاوے
مگر یہ بخوبی خیال رہے کہ حارث سے امید نیکی کی نہ رکھنا چاہیے جب تورج بدرگ نے شیاطین
کی زبانی یہ حال سُنا کہا کہ اے شیاطین کہان ہے بدیع الملک مین تو اُسکی تلاش مین ہون مجکو اُس سے بہت
خدشہ ہے چنانچہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اسی کا کام تمام کرون بعدہ اور مسلمانون سے سمجھا جائیگا
شیاطین نے کہا اے تورج خان بدیع الملک ابھی تک تو بالاحصار مین ہے آیندہ کا حال
نہین معلوم تورج بدرگ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے خداوند مین بدیع الملک اور رستم ثانی کے
قلعہ مین جاتا ہون فرعون نے کہا اے بندہ خاص ہمارے اگر تیرا یہ ارادہ ہے مین بھی تیرے ہمراہ چلتا ہون
یہ کہا اور دونون نابکار مرکبون پر سوار ہوکے روانہ ہوئے اور قلعہ کے قریب آکے بیرون قلعہ
دروازے کے سامنے استادہ ہوئے اور بآواز بلند نعرہ مارا کہ اے بدیع الملک رستم کیا چوہون
کی طرح قلعہ کی چاردیواری مین مقیم ہے مین نے تیری بہادری اور دلاوری بہت کچھ سُنی ہے اگر مرد میدان
ہے میرے روبرو آ اور مقابلہ کر حسب اتفاق اُسوقت قلعہ کے دروازہ کے قریب ہی رستم اور بدیع الملک
بیٹھے تھے جون ہین تورج بدرگ کے اس طرح کے نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی رستم ثانی اُٹھ کھڑا
ہوا اور مرکب پر سوار ہوکے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ سے باہر آئے بدیع الملک نے کہا اے برادر
رستم کیا ارادہ ہے رستم نے کہا تمنے نہین سُنا کہ بیرون قلعہ تورج بدرگ کیا بیہودہ بک رہا ہے اور ہمکو مقابلہ
کے واسطے طلب کرتا ہے بدیع الملک نے کہا برادر شاید تمکو نہین معلوم ہے کہ یہ نابکار کیسا صاحب
زور و طاقت ہے اگر تورج بدرگ حرامی کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو مین مانع نہ ہوتا مگر اسکے بارہ مین میری
میری رائے نہین ہے کہ تم اسکے مقابلہ کے واسطے جاؤ تم یہان توقف کرو مین مرکب پر سوار ہوکے
اسکے مقابلہ کے واسطے جاتا ہون رستم ثانی نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین فرض کرو کہ تم یہان موجود
نہ ہوتے اور یہ نابکار مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا تو پھر کیا ہوتا بدیع الملک نے کہا اُس حالت مین
تمکو اختیار تھا علاوہ برین اُس حالت مین مجبوری تھی لیکن اِس وقت تو کسی طرح کی مجبوری نہین
ہے رستم ثانی نے کہا کہ فرض کردم مجبوری کیا اسوقت بالکل مجبوری کی حالت ہے یہ کہا اور
قلعہ کا دروازہ کھول کے باہر آیا اور تورج بدرگ کے روبرو آکے کہا او نابکار تو کیا بکتا تھا مین تیرا
سرکوب آپہونچا سہ بیار انچہ داری زمردی نشان * تورج بدرگ نے نیزہ کا وار کیا رستم
ثانی نے تلوار کے وار سے نیزہ کو قلم کیا تورج خان نے گرز گاؤ سر کا وار کیا رستم ثانی نے اُس
وار کو بھی سپر پر رد کیا اور خود بھی شمشیر آبدار کا وار کیا چونکہ تورج بدرگ بھی فنون حرب سے
بخوبی ماہر تھا اور بسہولت تمام رستم ثانی کی ضرب کو رد کیا اور ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ رستم
ثانی مجروح ہوگیا اور ارادہ کیا تھا کہ زخم کو باندھ کے تورج سے بدلہ لے اُس طرف تورج
ارادہ کیا تھا کہ دوسرا وار رستم پر کرے مگر بدیع الملک اُسکے ارادہ سے مطلع ہوکے فوراً رستم
ثانی کے قریب پہونچا اور عنان مرکب کو پھیر کے رستم ثانی کو قلعہ مین لایا رستم ثانی نے کہا اے
برادر بدیع الملک تمنے سچ کہا تھا کہ تورج بدرگ ایک
ہے اُس نابکار حرامی نے اس چالاکی سے تلوار کا وار کر

اور وقت ناگہان
الملک نے

کہاں تک جنگ و حرب میں اکثر ایسے واقعات پیش آتے ہیں اب میں جاتا ہوں انشاء اللہ
تعالے اسکو سزاے معقول دونگا رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک مجکو تورج نابکار سے
حرب و ضرب کی حقیقت دریافت ہوگئی ہے ابھی میری ہرگز راے نہیں ہے کہ تم اُسکے مقابلہ کو
جاؤ اس قدر توقف کرو کہ زخم مندمل ہوجائے میری راے یہ ہے کہ بالاتفاق اُس سے مقابلہ
کیا جاے بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا مطمئن رہو مجکو اُسکے طرز حرب کا بخوبی حال معلوم
ہے یہ کہا اور قلعہ سے باہر آکے تورج بدرگ پر نعرہ مارا کہ باش اے فراری نابکار دیکھوں آج
میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے جس قدر میں تیرا مداح تھا اور تجکو جری اور دلاور جانتا تھا اُس
سے بدرجہا زیادہ تجکو قابل ملامت و نفرین سمجھتا ہوں اور بزدل جانتا ہوں او پاجی نابکار اگر
مرد مردانہ تھا تو گرفتہ دلبستہ ہوکے دین اسلام کیوں قبول کیا تھا اور جب مسلمان ہوگیا تھا
تو گریز کیا چہ معنی دارد مردان غیرت دار کا ہرگز یہ پیشہ نہیں ہوتا تورج بدرگ نے بالہر و غضب
بدیع الملک کی صورت دیکھی اور کہا ای بدیع الملک تم ایسے دانشمند کی زبان سے
ایسی تقریر بیمعنی بالکل نازیبا معلوم ہوتی ہے میں تمسے پوچھتا ہوں کہ وہ کون عقلمند ہوگا کہ دشمن
کے ہاتھ میں گرفتار ہوجائیگا اور امکان کی حالت میں اپنی رہائی سے درگذر کریگا اگر میں
اُس روز یہ کارروائی نہ کرتا تو ہرگز میری رہائی نہ ہوتی اسمیں بزدلی کا کیا دخل ہے فنون حرب
و ضرب میں سے ایک فن یہ بھی ہے کہ اگر دشمن کی قید میں مبتلا ہوجائے تو جس طرح سے مکر و
فریب سے ممکن ہو اپنے کو رہا کرلے اور میرے نزدیک اُس سے بڑھکے کوئی بیوقوف نہیں
کہ غیرت کے واسطے اپنی جان کو ضائع کردے بدیع الملک نے کہا خیر تو اسی طرح سمجھ اور
طول کلام سے کچھ کام نہیں ہے ع بیار آنچہ داری زمردی نشان ۞ تورج نابکار نے بےتحاشا
اُسی شمشیر خون آلود کا وار شہزادہ پر کیا حسب اتفاق بدیع الملک اُس ضرب کو روک نسکا
خود بھی مثل رستم ثانی کے زخمی ہوا اور نہایت خفت حاصل ہوئی تورج ملعون اور حرامی نے
ارادہ کیا کہ اور ایک وار کروں تاکہ بدیع الملک ہلاک ہوجاے اُس وقت شاپور شیردل
تورج کے قریب پہونچگیا اول شہزادہ بدیع الملک سے کہا ای شاہزادہ والا قدر تم گھبراتے نہیں
میں اِس نابکار کا سرکوب آپہونچا بعدہ تورج سے کہا او بیحیا و بے ایمان تونے بمکر و فریب شہزادہ
بدیع الملک اور رستم ثانی کو مجروح کیا آ مجسے مقابلہ کر دیکھوں تو کیسا مرد میدان ہے سه
نوبت او گذشت و نوبت ماست ۞ تورج بدرگ شاپور شیردل کو دیکھکے ہنسا اور کہا معلوم
ہوا کہ تیری قضا ہی دامنگیر ہوئی ہے جو تجسے دوچار ہوا ہے ابھی تجکو میرے زور و طاقت کا حال بخوبی نہیں
معلوم ہوا ہے ورنہ ہرگز ایسی جراءت نہ کرتا دیکھ بدیع الملک کا دونوں زخم کیا کیسا رہا ہے شاپور
نے اس بات کا مطلق جواب نہ دیا اور بیحیا لاکی تمام چند قدم آگے بڑھکے اُس طرح تورج
کے مرکب [illegible] تورج بدرگ کو مطلق خبر نہوئی اور فوراً مرکب کو سمیع
تور[illegible] ملعون کی جانب متوجہ ہوکے کہا کہ ای گبران نابکار
[illegible] کہ میں [illegible] کس [illegible] سے کیسے زبردست پہلوان کو

مع مرکب زمین سے اُٹھا لیا ہو اور سر سے بہت بلند کر کے کہا کہ عنقریب زمین پر دے مارتا ہوں وہ دونو
راکب و مرکب نقش زمین ہو جاتے تھے فرعون نے جو یہ حال دیکھا کہ عنقریب تورج خان ایسا سپہ سالار
ہلاک ہوا چاہتا ہی اُسی وقت شیاطین سے کہا کہ ای بندۂ خاص کچھ ایسی تدبیر کر کہ یہ سپہ سالار ہمارا اس
جوان کے ہاتھ سے زندہ بچے منجمون نے کہا تھا کہ تورج کے ہاتھ سے بیشتر مسلمان ہلاک ہونگے
یہ کیا سامان ہی کہ عنقریب وہ خود ہلاک ہوا چاہتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ منجم نے حساب غلط کیا تھا ورنہ
ایسا ظہور میں نہ آتا شیاطین نے ایک پہلوان سے کہا ای فلان تو بہت مدت سے خداوند فرعون کا ملازم ہی
اور نمک کھاتا ہی اور اس وقت تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا ہی کہ تورج خان کو اس جوان کے ہاتھ سے
بچا کے خداوند کو اپنے سے خوش کرے وہ پہلوان اس ارادے سے شاپور کے قریب آیا کہ تلوار کے
ایک وار میں شاپور کا کام تمام کرے اور تورج خان کو ہلاکت سے بچالے شاپور نے ان دونو
راکب و مرکب کو اس زور سے اُس پہلوان پر مارا کہ وہ اُسی وقت جہنم واصل ہو گیا اور تورج بدر
زندہ بچا یعنی زمین پر آتے ہی بحفاظت تمام اپنے لشکر کی جانب بھاگا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ پہلے دو جوانوں
نے زخمی کیا تھا لیکن یہ جوان نہیں معلوم کس طرح کا بلائے بیدرمان ہی کہ اُسنے مجھکو مع مرکب سر سے
بلند کر لیا ہزار ہزار شکر اُس خداوند فرعون کا ہی کہ اُسنے کمک بھیج کے میری جان بچائی اُس طرف شاپور نے
بدیع الملک نے اِس حالت مجروحی اپنے کو قلعہ میں پہونچایا رستم ثانی کو بدیع الملک کے مجروح ہونے
کی خبر پہونچ چکی تھی بدیع الملک کو دیکھ کے کہا ای برادر تم نے دیدہ و دانستہ اپنے کو مجروح کیا
میں نے پیشتر ہی کہدیا تھا کہ تورج نابکار ایک بلائے بیدرمان و آفت ناگہان ہی اُس سے تمہیں تنہا
مقابلہ کرنا چاہتا تھا یہ امر کسی طرح مصلحت نہ تھا مگر تمنے میرے کہنے کو نہ سنا ہر چند تمکو فہمایش کی آخر کار
زخمی ہو کر واپس آئے سچ کہا ہی ؏ آنچہ دانا کند کند نادان لیک بعد از خرابی بسیار ٭ اگر شاپور
شیردل وہاں نہ پہونچ جاتا تو کیا ہوتا شہزادہ بدیع الملک نے کہا ای رستم ہمارا اس طرح مجروح
ہونا مقرر تھا پھر کس طرح میں زخمی نہ ہوتا مگر واہ رے شاپور شیردل کیا اُس وقت چالاکی کو کام
میں لایا اور اُس ظالم شیطان بدذات کے ہاتھ سے میری جان بچائی اگر تھوڑی دیر اور شاپور
شیردل نہ آتا تو واقعی میں میرا کام تمام ہو جاتا کیونکہ دوسرے وار کے واسطے تورج تلوار علم کر چکا تھا
؏ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ وہاں بیرون قلعہ فرعون اور تورج بدرگ مقیم ہیں شیاطین
نے فرعون کو خبر پہونچائی کہ ای خداوند نعمت غضب ہو گیا خدا پرستون کا لشکر بہت وافر بیابان سے آ پہنچ
گیا ہی بہت ہوشیاری کرنا چاہیے فرعون اس خبر وحشت اثر کو سُنکے بہت ہراسان ہوا اور ضحاک
کی جانب متوجہ ہو کے کہا کہ ای ضحاک خدا پرستون کی فوج بہت کثرت سے آگئی ہی عنقریب کشت و خون
کا بازار گرم ہوگا ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مسلمان ان قیدیوں کو رہا کر لے جاوینگے بہتر یہ ہی کہ تو شتابا
ان مسلمانان مقید کو لے کے بہت جلد اور ہوشیاری تمام سیماب شاہ کی مملکت میں چلا جا اُس
قلعہ کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہی اور بہت مستحکم تیار کیا ہی وہان پرندہ بھی پر نہ مار سکیگا وہ قلعہ
کہ طلسم آہوان کے قریب واقع ہی اِن قیدیوں کو سیماب شاہ ... اور یہ کہدینا کہ اِن کو ... نے قید کیا
تمہارے سپرد کیے جاتا ہوں یہ کیونکہ بہت عجلت کے ساتھ

اور قبضہ حمزہ ثانی کو مع یاران دیگر اپنے ہمراہ لیکے کمال حفاظت و عجلت سے جانب ... کی جانب روانہ ہوا
فرعون نے تورج بدرگ سے کہا اے شہسوار قدرت مجھکو راے دے کہ اب کیا کرنا چاہیے
تورج نے کہا اے خداوند میری راے یہ ہے کہ تو لشکر اسلام کا قصہ فیصل کرنے مین مصروف ہو مین اسکا
ذمہ دار ہون کہ بدیع الملک اور رستم ثانی کا کام تمام کرونگا پھر تیری مدد کے واسطے آونگا
فرعون نے قبول کیا فوج کثیر ہمراہ لیکے سعد بادشاہ کے مقابلہ مین مقیم ہوا شب کو نقارہ جنگ
بجنے کا حکم دیا دوسرے روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز نے گوی بندوقی سینہ را سر بازار سے علی الصباح میدان مین
صف آرائی ہوئی مسلمانون کے لشکر سے داراب کشورگیر نے عزم میدان کیا اور نعرہ مارا
کہ منم داراب کشورگیر سرکوب گران شریر اے فرعون جلد میرے مقابلہ کے واسطے کسی نابکار ملعون کو
بھیج کہ مین اسکو جہنم کی طرف بھیجون لشکر فرعون سے لجہ بن ارقم مقابلہ کے واسطے آیا اور کہا اے خدا پرست
مین ہون تیرا مرد مقابل آ جب مین مصروف ہو مگر یہ یاد رکھ کہ اگر جنگ سے عاجز ہوا تو فرعون کی بہشت مین
اپنے مقر سمجھنا داراب کشورگیر نے کہا او ملعون ہزار ہزار لعنت تجھپر اور فرعون پر زبان بند کر بار
کھینچا لجہ بن ارقم نے تلوار کا وار کیا داراب نے اس وار کو سپر پر رد کیا لجہ بن ارقم نے دوسرا
وار کیا داراب نے اس وار کو بھی رد کیا اسی طرح تین وار اسکے رد کیے داراب نے رد کیکے بعد
داراب دلاور نے ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اسکے بیاض گردن پر کیا کہ سر لجہ بن ارقم مثل
برگ درخت کی طرح زمین پر گرا شعشعہ بن ارقم برادر لجہ بن ارقم نے جو اپنے بھائی کا سر جدا کیا
دیکھا جہان اسکے آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا فرعون سے کہا کہ اے خداوند جلد مجھکو اجازت دیجئے تاکہ
بھائی کا عوض اس خدا پرست سے لون فرعون نے بخوشی اجازت دی شعشعہ بن ارقم داراب
کشورگیر کے روبرو آیا اور کہا کہ اے خدا اسے نادیدہ کی پرستش کرنے والے تو نے سخت صدمہ مجھکو
دیا مین بھی تیرے عزیز اور اقرباؤن کو ایسا ہی صدمہ دونگا یہ کہا اور تلوار کا وار کیا داراب کشورگیر
نے اس وار کو سپر پر رد کرکے ایک ہی وار مین اسکو بھی جہنم واصل کیا بعدہ فاطی پہلوان شعشعہ کا
بھتیجا داراب کشورگیر کے مقابلہ کے واسطے آیا اور آواز دیکر کہا کہ اے جوان تو نے میرے دو چچا مار
لیے مین دیکھون میرے مقابلہ مین کس طرح سربر ہوتا ہے داراب کشورگیر نے کہا تیرے چچا نے مجھکو یاد
کیا ہے مین بھی تجھکو عنقریب انکے پاس پہنچا دیتا ہون فاطی پہلوان نے تیر جلد کمان مین جوڑا اور ...
تھا کہ داراب کشورگیر کی جانب رہا کرے داراب قریب اسکے پہنچ گیا اور کمان کو گرفت مین
لاکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ فاطی پہلوان پشت مرکب سے منہ کے بل زمین پر گرا داراب بھی
پشت مرکب سے زمین پر آیا فاطی سوچا کہ داراب مجھکو گرفتار کر لیگا گھبرا کے اٹھ کھڑا ہوا دونون زور دست و
بازو مین مصروف ہوئے تا دیر کشت و کشاد رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر داراب کشورگیر نے
اسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور کہا اے مغرور بتا تیرا کیا ارادہ ہے اگر مسلمان ہونے کا
اقرار کا ... وگرنہ تو عنقریب تو اپنے دونون چچا سے ملاقی ہوگا فاطی پہلوان
نے غصہ ... مجھے چچاؤن کا ایسا صدمہ نہین ہے کہ انکی مفارقت مین زندہ
رہنا ... مقابلہ مین سر بسر نہوا اب اپنے بھیجون کو کیا ...

دارابِ کشور گیر نے کہا اگر مسلمان ہوگا تو ہم اسکا بند و بست کر دینگے خاطی نے کہا ای جوان مجکو
مسلمان ہونا منظور نہیں ہی خداوند فرعون کی ایسی عظمت و شان میرے دل مین نہین سمائی ہو کہ مین
اسکی بندگی سے قطع نظر کرکے خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کرون داراب نے کہا بس
معلوم ہوگا یہ کہا اور اسکو زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہوگیا غرضکہ تا غروب آفتاب اسی طرح
دارابِ کشور گیر نے بیس پہلوانان نمودار و نامدار جہنم واصل کیے فرعون نے جو پے در پے بندے
اپنے ہلاک ہوتے دیکھے تو کہا اگر اسکے ایک ایک سے کتنا تھا ارے یارو یہ کیا غضب ہی جو پہلوان
ان مسلمانون کے مقابلہ کو جاتا ہی ہلاک ہوتا ہی کاشکے ازل مین جو کچھ میری مشیت مین گذرا تھا
اسکو لکھ رکھتا اور ہر وقت اسکی ترمیم کرتا رہتا شیاطین نے کہا ای خداوند کیا اب ممکن نہین ہی فرعون
نے کہا اب بھی ممکن ہی مگر مجکو مطلق یاد نہین ہی کہ مین نے آئندہ کیا مقرر کیا ہی بعد ازان نقارہ بازگشت
بجنے کا حکم دیا دونون فریق اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے ادھر سعد شہریار نے دارابِ
کشور گیر کو گلے سے لگا لیا اور اُسکے زور و طاقت کی بہت تعریفین کی داراب نے کہا ای شہریار
مین کیا اور میری طاقت کیا یہ سب برکت اسلام کا سبب ہی جب رات زیادہ آئی سعد شہریار نے نقارہ رزمی
بجوایا اُس طرف لشکر کفار مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا
ہوئے پہلے جو شخص لشکر اسلام سے باہر آیا طہماس تھا فوج کفار سے مجنوط پہلوان اُسکے مقابلہ کو آیا تا
دیر رد و بدل رہی آخر طہماس نے مجنوط کو ایک ضرب تیغ بیدریغ سے دو ٹکڑے کیے آج کی میدان
میدان داری مین طہماس نے بیس نائین کفار جہنم واصل کیے فرعون نقارہ بازگشت بجا کے اپنے
مقام پر چلا آیا اور میر منشی سے کہا جلد ایک نامہ تورج خان کے نام لکھ جسکا یہ مضمون ہو کہ یہان مسلمانون
نے قیامت برپا کر رکھی ہی اگر یہی حال اور دو چار روز رہیگا بالیقین تمام ہمارے بندے ہلاک ہو جائینگے
اور پھر کوئی چارہ کار نظر نہ آئیگا جب اس مضمون کا نامہ تورج بدرگ کو پہونچا اُسنے جواب مین
بعد حمد و ثناے خداوندی فرعون کے لکھا کہ ای فرعون مجکو کمال حیرت ہی کہ باوجود اسقدر فوج و لشکر کے مسلمانون کو
قیامت برپا کرنے کی پھر بھی شکایت ہی علاوہ برین قدرت خداوندی کے روبرو مسلمانون کے درپے
ضرب کی کیا وقعت و حقیقت ہی مین خوب جانتا ہون مسلمانون کے مقابلہ مین رحم و کرم کو دخل دیا جاتا ہی
ای خداوند وہ بندگان منحرف تیرے ہرگز اس قابل نہین ہین کہ اُن پر رحم کیا جاوے وہ اس قابل ہین
کہ ایک چشم زدن مین اُن سبکو خاک سیاہ کر دیا جاوے جب اس طرح کا جواب نامہ فرعون کو
پہونچا نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور دوسرا نامہ تورج بدرگ کو اس مضمون کا لکھا
کہ ای تورج خان اگرچہ مین ہر طرح کی قدرت مسلمانون کو نیست و نابود کر دینے کی رکھتا ہون
مگر ہمارے مصالح کو تو کیا سمجھ سکتا ہی علاوہ برین مین نے نامہ اول اس غرض سے نہین بھیجا تھا
کہ تو اُسکا جواب مجھے لکھ یہ غرض تھی کہ بعجلت تمام اپنے لشکر سے پاس پہونچا بلکہ لکھا تھا کہ تو
کھانا پانی یہان پی اپنے آنے مین ایکدم کی تاخیر و تساہل نکرنا ورنہ اگر دیر ہوگی تو معلوم نہین یہان
کیا آفت برپا ہو جائیگی جب اس مضمون کا میر منشی نے بعبارت صاف
لکھا قاصد صبا رفتار کے ہاتھ پاس تورج بدرگ کے بھیجا ادھر اُس ناپاک

پڑھا اور اسکے مضمون سے بخوبی آگاہی ہوئی فوراً وہان سے روانہ ہوا اور فرعون کی خدمت
مین پہونچا فرعون اسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور تمام کیفیت پہلوانون کے قتل ہونے
کی بیان کی چونکہ رات ہوگئی تھی تورج بدرگ نے اسی وقت طبل جنگ بجوایا صبح کو مسلح
وتکمیل ہو کر میدان مین آیا اور باواز بلند پکارا کہ ای خدا پرستو تمنے بہت سر اٹھایا ہو بری
غنیمت ہین تمنے بکثرت خداوند فرعون کے بندون کو ہلاک کیا ہو اب مین آگیا ہون دیکھون
تم کس طرح میرے مقابلہ مین سر بر ہوتے ہو سعید نامے ایک پہلوان لشکر اسلام سے
باہر آیا دونون مین رد و بدل شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ سعید تورج بدرگ کے ہاتھ سے
درجہ شہادت پر فائز ہوا پھر دوسرا پہلوان لشکر اسلام سے باہر آیا اور تورج خان کے
ہاتھ سے زخمی ہو کر پشت مرکب سے زمین پر گرا مسلمان پہونچ گئے اور اسکو اٹھا لائے
اسی طرح تیس چالیس شخص مسلمان تورج نے زخمی اور ہلاک کیے شہزادہ بدیع الملک
اور رستم ثانی مجروح قلعہ مین مقیم تھے شاپور شہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا شہزادہ
نے خیر و عافیت پوچھی شاپور نے کہا ای شہزادہ عالی جاہ کیا پوچھتے ہو پہلے اس سے تو خیر و عافیت
تھی بیشتر کفار مسلمانون کے ہاتھ سے جہنم واصل ہو گئے لیکن جب سے تورج بدرگ
لشکر فرعون مین آیا ہے بکثرت مسلمان اس نابکار کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہوچکے
ہین یہان تک کہ سعید نوجوان بھی اس پلید کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا شہزادہ بدیع الملک کو
سعید کے ہلاک ہونے کی خبر سنکے بہت صدمہ ہوا کیونکہ شاہزادہ اس نوجوان کو بہت ہونہار
جانتا تھا کہا ای شاپور سچ ہے اس وقت مجکو بہت رنج و ملال ہوا افسوس تورج بدرگ یہان
نہین ہے ورنہ اسیوقت اس سے بہت بری طرح سعید نوجوان کا عوض لیتا مگر پھر بھی میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا یہ کہا اور زخم کو خوب مضبوط باندھ کے اور مسلح و مکمل ہو کے قلعہ سے باہر
جانے کا ارادہ کیا رستم ثانی نے کہا ای برادر کہانکا ارادہ ہے شاہزادہ نے کہا ای رستم
ثانی ہم تم یہان مجروح بیٹھے ہوئے ہین مگر انہی دنون تورج بدرگ نے بیشتر مسلمانون کو
ہلاک کیا اور اکثر اس نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے ہین سب تو خیر لیکن مجکو سعید نوجوان
کے ہلاک ہونے کا کمال افسوس ہے مجکو اس نوجوان کی جبین پیشانی سے آثار ہونہاری کے
محسوس ہوتے تھے اب مین چاہتا ہون کہ تورج نابکار سے اس کے ظلم و بدعت کا عوض لون
رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک اس حالت مجروحی مین تورج کے مقابلہ کے واسطے
جانا ہرگز مناسب نہین ہے اگر خدا ناکردہ تو ہمکو پیش آیا تو غضب ہو جائیگا چند روز اور توقف
کرو کہ یہ زخم مندمل ہو جائین بعدہ ہم تم بالاتفاق اس نابکار سے مقابلہ کرینگے بدیع الملک
نے کہا ای رستم اب اگر کچھ اور توقف کیا جائیگا تو یقین تمام مسلمان اس نابکار کے ہاتھ سے شہید
ہو جائینگے اگر مارا [illegible] مین میرا ہلاک ہونا نہین گوارا ہے تورج ملعون پر کیا موقوف ہے
اس نا[illegible] دہ میرے ایک ہوسے مرکو [illegible] نہین پہونچ سکتے اور اگر
میرا جا[illegible] بھی ہوتا تو مین زندہ نہین رہ سکتا رستم ثانی خاموش

ہوا شہزادہ بدیع الملک نقاب منہ پر ڈالے قلعہ سے باہر آیا جب تر دین حصار کی طرف سے کسی قدر دور
نکل آیا نقاب چہرہ سے دور کی اور لشکر کی جانب راہی ہوا یہ وہ دن ہی کہ شب کو نورج بدرگ نے
نقارہ رزمی بجایا صبح کو میدان حرب مین استادہ با آواز کہہ رہا ہی کہ ای خدا پرستو دیکھو خداوند فرعون کی
قدرت و عظمت کو کہ کس طرح تمہارے لشکری زخمی و ہلاک ہوئے اب بھی خیریت ہی اگر تم خدا سے نادیدہ
کی بندگی ترک کر کے خداوند فرعون کو اپنا معبود سمجھو اور اسکی پرستش و بندگی مین بقیہ عمر اپنی بسر کرو
ورنہ یقین سمجھو کہ تم مین ایک بھی زندہ نہ رہیگا اور مین قسم کھاتا ہون خداوند کے حق کی کہ مین ہرگز کسی کی جان کی
رعایت نہ کرونگا اہل اسلام اُس نابکار کے کلمات متمردانہ سنتے تھے لیکن کسی کو جراءت نہ ہوتی تھی کہ
اُس مردود کے مقابلہ کو جاتا وجہ یہ تھی کہ جو مقابلہ کو آتا تھا ہلاک ہو جاتا تھا نورج بکمال استغنا ہر طرف
گشت لگاتا پھرتا تھا اور اپنا مرد مقابل طلب کر رہا تھا یکایک دور سے تتق گرد کو دیکھکر دونون لشکر
متحیر ہوئے فرعون سمجھا کہ میری مدد کے واسطے میرا کوئی ہوا خواہ آتا ہی اور اہل اسلام دل مین کہہ رہے
تھے کہ کیا عجب ہی اگر باری تعالے نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا ہو اور کسی ایسے مرد جری کو
ہماری مدد کے واسطے یہان بھیجا ہو تاکہ فرعون کو اُسکے کفر و الحاد کی سزا سے معقول دے سکے کہ
دامن گرد چاک ہوا شہزادہ بدیع الملک اسی حیثیت سے نمودار ہوا کہ مسلح و مکمل ایک ہزار ایک
جانور اُسکے سر پر سایہ کیے ہوئے شاہ پور شیر دل پیشا پیش پشت مرکب پر سوار سعد شہر یار بھی
اور لشکر اسلام نے جو شہزادہ کو اس طرف آتے دیکھا بہت خوش ہوئے گویا جان تازہ قالب مین آگئی
اہل لشکر نے با دب تمام سلام کیا شہزادہ ان سب کو جواب دینے کے بعد تعظیم بادشاہ بجا لایا اور
وہین سے مرکب کی باگ پھیر کے نورج بدرگ کے قریب آیا جون ہی نورج نابکار حرامی کی نظر
شاہزادہ کی صورت زیبا پر پڑی از سرتا پا زرد ہو گیا اپنی گردن نحس سے تبت اُتارے تاش زمین
سے اُن بتون کو کمال خلوص اور مودب ہو کے سجدہ کیا اور کہا ای لات و مناتہ مین کیا تمھاری
قدرت اور عظمت ہی کہ مین عرصہ دراز سے بدیع الملک کو یاد کر رہا تھا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ
کے ہر طرف دیکھا کرتا تھا کہین اُسکا پتہ و نشان نہ ملتا تھا اور کبھی یہ میرے دل مین آتا تھا کہ شاید
اُس زخم کاری کے سبب سے زیادہ تکلیف مین ہو یا ہلاک ہو گیا ہو بارے تمھارے کرم و
رحم کے سبب سے وہ خود بخود یہان آیا یہ آپ ہی کی قدرت کا سبب ہی یہ کہکے بدیع الملک
کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای جوان خدا پرست اب تیرا زخم کیسا ہی شاید مندمل ہو گیا ہی کہ جو میرے
مقابلہ کے واسطے آیا ہی افسوس ہی افسوس کہ دوسرا موقع وار کرنے کا نہ ملا ورنہ اب تک کبکا
اپنے مقر اصلی کو پہونچ جاتا خیر کچھ مضائقہ نہین جب نہ سہی تو اب سہی بدیع الملک نے کہا او
نابکار تو کیا بیہودہ کلمات زبان سے نکالتا ہی جنگ و حرب مین مجروح ہونا مردون کا جوہر ہی لیکن
میری جوانمردی اور دلاوری کو تو نے دیکھا تیرا دل ہی جانتا ہوگا مین کبھی چور دون کی طرح کہین
بھاگا نہین میدان جنگ سے بھاگ جانا نامردون کا کام ہی نورج نے کہا ای بدیع الملک اگر جنگ
و حرب مین مجروح ہونا مردون کا جوہر ہی تو حریف کے مقابلہ سے بھاگ
جانا بھی مردانگی سے کہ جو مردون داخل ہو شاہزادہ نے کہا خیر تو بھی
نورج نے کہا

تورج نے کہا ہان مین بس یہی چاہتا ہون ہمارا تاجیہ واری شہزادہ نے کہا او ناپاک ہم خداپرست
مین ہمارا شیوہ پیشہ سستی کا نہین ہو بلکہ یہ طریقہ کفار کا ہو تورج نے قبوز زین سے عمود نکالا اور چند قدم
پیچھے ہٹ کے دونون ہاتھون سے اُسے سنبھالا اور بالاے سر دربان کی طرح شہزادہ کی جانب جھپٹا
آتے ہی چاہا کہ شہزادہ پر وار کرے شہزادہ نے بکمال تمام اسقدر اُس نابکار کے قریب پہونچ گیا کہ چاہا تو عمود
اُسکے ہاتھ سے چھین لیتا مگر ایسی ایک جھٹکی دی کہ وہ عمود اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گرا تورج
نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ نے کہا او نابکار اپنا عمود اٹھا لے ایسا نہ ہو کہ تو کسی وقت مین
شکایت پیش کرے کہ تمام حربون مین سے ایک حربہ کم ہو گیا تھا اور بخوبی شلین رہ جب تک تو ہماری
طرف متوجہ نہ ہوگا ہم ہرگز پہلے وار نہ کرینگے تورج نے قبول کیا اور پشت مرکب سے زمین پر آکے اپنا عمود
اٹھا لیا اور بار دیگر اُسی عمود کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کیا لیکن اُس تکان سے
وہ زخم پھٹ گیا اور گریبان تک خون بہ آیا شہزادہ نے چشم و ابرو سے خون کو پاک کیا اور کہا او نابکار
ہوشیار باش سہ نبردی ضرب یخود ضرب با توشش کن بعکم دین و دنیا فراموش کن اور تلوار کو عمل
کرکے اس سبکی سے وار کیا کہ تورج نابکار کا سر ابرو تک شگافتہ ہو گیا شہزادہ مرکب کی باگ پھیر کے علیحدہ
چلا آیا تورج نے اپنے زخم سر کو خوب مضبوط باندھا اور تیغ علم کیے ہوے بدیع الملک کے قریب
آکے کہا اے بدیع الملک مین نے اس وقت سخت غلطی کی جسکا نقصان مجھکو پہونچا یہ کہا اور تیغ کا وار
شاہزادہ پر کیا شہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کیا مگر سپر نے خطا کی وہ تیغ شاہزادہ کے شانہ پر پہونچی
دست چپ بیکار ہو گیا کیونکہ گوشت کو شگافتہ کرکے استخوان تک پہونچ گئی ایک زخم تو شاہزادہ کے
سر لگا تھا یہ دوسرا زخم ہاتھ پر پہونچا درد سے بیتاب ہو گیا اور اُسی حالت درد مین غضب آلود ہو کے
تورج کے قریب پہونچ گیا اُسی تیغ کا وار تورج پر کیا جس سے سر تا پا کٹ کے اسکا تربوز کی طرح چار پارہ ہو گیا
فرعون ملعون نے جو تورج کا یہ حال خراب دیکھا اپنی ڈاڑھی کو نوچ ڈالا اور با آواز بلند کہا لینا اس خداپرست
کو جسنے تورج خان کو جان بلب کر دیا تمام فوج کفار بدیع الملک کی جانب بے تحاشا دوڑی اُسطرف
سعد شہریار نے جو کفار کی یورش کو دیکھا کہا اے حامیان دین اسلام کس خیال مین ہو شہزادہ بدیع الملک
پر ان نابکارون نے یورش کیا ہو جلد شہزادہ کی مدد کرو چنانچہ وہ سب شہزادہ کی مدد کو پہونچے اور جنگ
واقع ہو گئی سع ز سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان گشت ہشت * چونکہ آفتاب
قریب غروب پہونچ گیا تھا فرعون نے نقارہ بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ مین آکے قرار لیا اُسطرف
لشکر اسلام بھی اپنے مقام قیام پر واپس آیا شہزادہ بدیع الملک غائب ہو گیا لیکن شہزادہ بدیع الملک
کے غائب ہونے سے سبکو حیرت ہوئی سعد شہریار نے کہا آخر تم لوگون نے شہزادہ کو کہان چھوڑا اُن سب نے کہا
شہریار کیا بتائین جب ہم میدان مین تھے شہزادہ کو دیکھا تھا کہ وہان سے مراجعت کی پھر ہمکو خبر نہین ہو
سعد شہریار نے ہرکارون کو بلایا اور کہا جلد فرعون کے لشکر مین جاؤ اور دریافت کرو کہ شاہزادہ وہان گئین
تو نہین ہو ہرکارے [illegible] واپس آکے خبر دی کہ شاہزادہ کا وہان پتہ نہین ہو اور خود تورج بدرگ
بھی لشکر فرعون [illegible] لوگون کو شہزادہ کی تلاش مین بھیجا اور کہا کہ دیکھتا ہو کہ ستم قلعہ مین
شاید [illegible] دلی بدیع الملک کو [illegible] جا رہا حارث قلعہ وار سے پوچھا کہ بدیع

کہان جو حارث قلعہ دار سے کہا شہریار کل خبر پہونچی کہ تورج بدرگ نے لشکر اسلام کے بیشتر مسلمان ہلاک
کیے ہیں شتاب تورج سے کسی کو مقابلہ کرنے کی جرات نہیں ہوئی وہ دلاور دوران باوجود مجروح ہونے
کے اس خبر کو سنکے تاب تحمل نہ لایا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور مسلح و مکمل ہوکے قلعہ سے روانہ ہوا۔ وہان جب فرعون
شاہ بارگاہ میں آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا حسب اتفاق اسوقت ضحاک شاہ نے پوچھا فرعون شاہ سے کہا
ای ضحاک شاہ حمزہ ثانی کو مع دیگر مسلمانون کے گرفتہ و بستہ سنجاب شاہ کے حوالہ کر دیا اسنے کہا ہان ای
خداوند ان سب قیدیون کو سنجابیہ میں پہونچا آیا ای خداوند میں اسوقت تجھسے ایک بات پوچھتا ہون وہ
یہ ہی کہ یہ جو تو خداپرستون کی قید و بند میں مبالغہ کرتا ہی اسمین کیا منفعت سمجھا ہی اور خداپرست تیرے بندون
میں سے جسے گرفتار کرتے ہیں اسکو بلا تکلف قتل کرتے ہیں فرعون نے کہا بے شک تیرا سوال بہت صحیح ہی
ضرور ان مسلمانون کو ہلاک کر دونگا خسرو بن ضحاک اسوقت موجود تھا فرعون نے کہا ای ضحاک میں ابھی
تقدیر نامہ لکھتا ہون چنانچہ اسیوقت تقدیر نامہ لکھا اور خسرو بن ضحاک کو دیکر کہا ای خسرو تو جلد جا اور
فوراً ان خداپرستون کو قتل کرکے سر انکے ہماری خدمت میں پہونچا خسرو نے کہا ای خداوند اگرچہ وہ
خداپرست گرفتہ و بستہ ہیں لیکن اس حالت میں بھی ان کو ہلاک کرنا خالی از دقت نہین فرعون نے کہا
تو کیا کہتا ہی میں تیرا مطلب نہین سمجھا خسرو نے کہا مطلب یہ ہی کہ تنہا کسی کی مجال نہین کہ ان مسلمانون کو
ہلاک کر سکے فرعون نے کہا میں یہ کب کہتا ہون کہ تو تنہا جا کے ان کو ہلاک کر جسقدر فوج لشکر تجھے مطلوب ہو
ہمراہ لے چنانچہ پچاس ہزار سوارون کی جمعیت اپنے ہمراہ لیکے شہر سنجابیہ کے جانب روانہ ہوا اس جانب کا حال
سماعت فرمایئے کہ جب رستم پیروین حصار سے باہر آیا دیکھا مقتر قران سامنے سے چلا آتا ہی اور قریب رستم
کے آکے زمین خدمت کو بوسہ دیا رستم ثانی نے کہا ای قران کیا خبر ہی قران نے کہا شہریار کیا عرض کرون
ابھی کل کا ذکر ہی کہ بدیع الملک حالت مجروحی میں تورج کا مقابل ہوا اور زخم تورج بدرگ کی سپر پر پہونچا کے اور
پھر غایب ہو گیا طرفہ تر یہ ہی کہ خود تورج بھی لشکر فرعون سے غایب ہو گیا اور ایک خبر تازہ اور بھی ہی کہ حمزہ
ثانی اور دیگر مردان ہمراہی کو گرفتہ و بستہ کرکے فرعون نے شہر سنجاب میں بھیجا تھا لیکن فی الحال نامہ قتل
سرداران لشکر اسلام لکھکے خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ بھیجا ہی اور پچاس ہزار سوارون کی جمعیت
انکے ساتھ کر دی ہی تاکہ ان خداپرستان مقید کو قتل کرکے انکے سر لیکے آئے اس واقعہ کو میں ابھی دیکھے چلا آتا ہون
رستم ثانی نے کہا ای قران خوب وقت پر یہان پہونچا حاصل کلام رستم ثانی وہان سے روانہ ہو کے
خسرو کے لشکر میں داخل ہوا اور ہیئت کو بدل کے اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور مقتر قران سعد باد شاہ
کے لشکر کی جانب راہی ہوا رستم ثانی خسرو کے لشکر میں چلا جاتا تھا شیاطین خسرو کے لشکر کے ساتھ تھا
اس مکار نے قرینہ سے پہچان لیا کہ ضرور یہ جوان رستم ثانی ہی جو ہیئت تبدیل کیے لشکر کے ساتھ چلا آتا ہی اسنے
مکسول نامی ایک سردار لشکر کفار سے کہا ای مکسول تو اس جوان کو پہچانتا ہی مکسول نے کہا ای شیاطین ہر
گز مجھکو پیشتر خیال نہ تھا لیکن تیرے مشتبہ کرنے سے اس جوان کی نسبت میرے دل میں کچھ شک گذرتا ہی یہ میں
نہین جانتا کہ کون ہی شیاطین نے کہا اگر نہین جانتا تو مجھسے سن یہ جوان رستم ثانی ہی اسکا یہان آنا خالی از علت
نہین ہی مگر وقت مطلب یہ امر ہی کہ اگر اس سے کچھ کہتا ہون بالیقین یہ ابھی تمام لشکر کو درہم و برہم کر دیگا اور خود صحیح
و سلامت یہان سے نکل جاویگا مکسول نے کہا ای شیاطین اگر اس بھی لشکر فرعون

کہ یہ صدمہ پہونچائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اس حال کی خبر خسرو کو کرنا چاہیئے دیکھیں وہ کیا کہتا ہے شیاطین خسرو
کے پاس آیا لیکن نہایت بدحواس خسرو نے کہا اے شیاطین اسوقت تیرے بشرہ سے آثار بدحواسی کے
ظہور ہوتے ہیں کچھ کہو تو کیا خبر ہے اُسنے کہا اے خسرو کیا کہوں سخت خرابی کا سامنا ہے گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل
اور تکسول کیجانب اشارہ کرکے کہا اس سے پوچھو تکسول خسرو کو علیحدہ لیگیا اور کہا شیاطین کہتا ہے کہ
رستم ثانی ہیئت تبدیل کیئے ہوئے لشکر میں موجود ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کچھ بھی اُسکے حال سے تعرض کیا
بس تمام فوج کو درہم وبرہم کرکے نکل جائیگا اور کسیکے بنائے کچھ نہ بنیگا خسرو شیاطین کے پاس آیا اور کہا
کیا واقعی یہی امر ہے جو تکسول بیان کرتا ہے شیاطین نے کہا اے شہنشاہ عیان است چہ حاجت بہ بیان موجود ہے دیکھ
لو خسرو نے کہا اچھا ضرور دیکھوں گا شیاطین خسرو کو ایک سردار کے خیمہ کی پشت کی طرف لایا اور اشارہ
سے کہا دیکھو وہ سامنے موجود ہے جو ہیں خسرو کی نظر رستم ثانی پر پڑی یا خوف سے بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا اے شیاطین
تو سچ کہتا ہے یہ جوان رستم ثانی ہے اب بتا کیا کروں شیاطین نے کہا جو کچھ ہوسکے وہ کرنا چاہیے خسرو نے کہا مجھسے
کچھ نہیں ہوسکتا تانکوئی ایسا کچھ مکر وفریب عمل میں لاؤ جس سے وہ گرفتار ہو جائے شیاطین نے بعد غور وفکر
بسیار خسرو کو ایک تدبیر بتائی جسکو سن کے خسرو شہزادہ رستم ثانی کے قریب آیا اور آتے ہی زمین خدمت
کو بوسہ دیکے بکمال عاجزی کہا اے شاہزادہ والا تبار رستم ثانی نامدار زہے نصیب وخہے خوبی طالع ہمارے کہ تو نے
قدم رنجہ فرما کے جلوہ عزت بخشی ہے اے مبارک پے شہنشاہا جہ بکار یا می کنند ٭ اختران آسمان از طلعت نیک اختری
کاشکے اس خادم کو تو نے پیشتر ہی اپنے تشریف آوری کی اطلاع دی ہوتی تاکہ شرف ملازمت سے بہرہ یاب ہوتے رستم
ثانی نے جو خسرو کی اسطرح کی آؤ پرسی کمال متعجب ہوا کہا اے خسرو یہ تو نے کسطرح جانا کہ میں رستم ثانی ہی ہوں
اگر میں واقعی رستم ثانی ہوتا تو اس طرح تیرے لشکر کے ساتھ کیوں آتا خسرو نے کہا شہریارا اب بیکار اپنے کو
مخفی کرتے ہو میں بخوبی آگاہ ہوگیا کہ تم رستم ثانی ہو اور مجھکو ہرگز نہ معلوم ہوتا آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے مجھکو بشارت دی کہ رستم ثانی تیرے لشکر میں موجود ہے تو اسکی ملازمت نہیں بجالاتا بس یہ سبب ہے جو میں تمکو رستم
ثانی سمجھتا ہوں خداوند عالم کو میری عاقبت بخیر کرنا تھی جو تم ایسے صادق الایمان کو مجھ تک پہونچایا عرصہ سے میں بھی
فکر میں تھا کہ کوئی خدا پرست ایسا ملے جو دین اسلام کے اصول وفروع سے آگاہ کرے تاکہ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوں
پیشتر لوگ فرعون شداد کو خداوند کہتے تھے لیکن میں تو اسے مثل عوام الناس کے سمجھتا ہوں اور وہ بھی کافر
منحرف خواہ مخواہ بندگان خدا کو بہکاتا ہے اور اپنی خداوندی کا معتقد کرتا ہے حالانکہ اُسکی خداوندی کا آجتک کچھ بھی
نہ ہوا لعنت ہے ایسی خداوندی پر جو شخص برائے نام ہو اور کسیطرح کی قابلیت نہ رکھے غرضکہ اس قبیل سے ویسے مکر و
فریب کی باتیں اس مکار نے کہیں کہ شاہزادہ رستم ثانی کو اُسکے راہ راست پر آنے کا یقین کامل ہوگیا کہا اے
خسرو اب بتا تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا جو ارادہ شاہ ہو رستم ثانی نے کہا اگر واقعی تو راہ ضلالت کو ترک کرکے شاہراہ
مستقیم پر آنا چاہتا ہے تو میں بھی تجھے تلقین وتعلیم کرنے کو موجود ہوں کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وصی رسول اللہ
بعدہ اصول وفروع دین اسلام وبیشتر عقائد تعلیم کیئے خسرو دل میں کینہ رکھکے بظاہر مسلمان ہوا اور رستم ثانی
کو ہمراہ لاکے ایک مقام مناسب [illegible] مقیم ہوا دعوت وضیافت کا سامان نہایت اہتمام وتکلف سے کیا
نہایت [illegible] سب کو محفل عیش ونشاط قرار دی زر خطیر صرف کرکے آویختے
آویختے طلائی [illegible] ہے کیا اُسمیں فرش صاف وسفید بچھوایا ہر چہار جانب

ایرانی قالین بچھوائے صدر مین سرخ کاشانی مخمل پر بھاری زر دوزی کا مسند تکیہ لگایا تمام خیمہ کو جھاڑ فانوس قمقمہ قیمتی شیشہ آلات سے آراستہ کر کے مومی و کافوری شمعون کی روشنی کی بیچ محفل مین ایک گنگا جمنی انگیٹھی مین عنبر و اگر سلگایا ہر چہار جانب خوشبو دار پھولون کے ڈھیر تھے خیمہ کی قناتون پر عطر چھڑکا ہوا بیرون خیمہ نوبت رکھی جھڑ اہوا جابجا پہرے مقرر کیے چوبدار خدمتگار حقہ بردار داروغہ میر منشی مختار مصاحب غرض ہلکی فوج کے اعلے عہدہ دار وغیرہ وغیرہ نئے پرتکلف لباس سے آراستہ اور مستغرق قیمتی وردیون سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنے اپنے عہدہ پر مستعد ہوئے اسطرح جب سب طرح اندرون و بیرون خیمہ کے آراستگی ہو گئی تو وہین لشکر کی راہ سے خسرو مکار و بدلسان شاہزادہ رستم ثانی کو خیمہ مین لایا اور بکمال تعظیم و تکریم اُس مسند پرتکلف پر بٹھایا اُسی خیمہ سے ملا ہوا ایک اور خیمہ بھی نصب کیا تھا اُسمین کھانا کھلانے کا سامان تھا پلاؤ و چلاؤ مرغ پلاؤ متاالناس پلاؤ متنجن مزعفر سفیدہ قلیا قورمہ دو پیازہ شیرمال باقرخانی پوریان کچوریان کباب کوفتے غرض شیر برنج سب طرح کے اچار طرح طرح کے مربے وغیرہ صد ہا طرح کے خوشبو و خوش رنگ و بامزہ کھانے دسترخوان پر نہایت صفائی اور تمیز سے چنے گئے دفعتاً حکم ہوا کہ فلان طائفہ جلد تیار ہو کے آئے ایک نازنین مہ لقا سرا پا حسن و صفا جسکا ہر ایک عضو سانچہ مین ڈھلا معلوم ہوتا تھا از سر تا پا قدرت صانع حقیقی کا نمونہ تھا زیور جواہر نگار مین غرق پیشواز و پاجامہ بہت بھاری کار چوبی جسمین سیرون گھر یا کے آبدار ٹکے ہوئے اسیطرح زمرد و یاقوت و الماس کو قیاس کرنا چاہیے وہانی گاچ کے ڈوپٹہ کی گاتی پڑی ہوئی جسکی بھاری شنہری کامدانی اور صرف لچکے اور بھاری آنچل پلو کی جھلاجھلی اُس تیزاور صاف و سفید روشنی کے سبب سے نظر کو خیرہ کیے دیتی تھی چھم چھم کرتی پان چباتی ایک ایک کبر ملعون کی طرف کن انکھیون سے دیکھتی مسکراتی کبھی راستہ و حیرت میں بھاگتی کبھی کسی کو ٹھہرو کہتی ساز ندون کی آڑ سے جھانکتی چھوٹتی چھپاتی کمر کی لچک دکھاتی آموجود ہوئی سازندون مین سے ایک نے طبلہ کی گمک سنائی کسی نے سارنگی کے سر چھیڑے پھر رنگین رنگین کے سارنگی کی نگو شفا سلے کی عجب سے ایسے تھنک تھنک ٹھن ٹھن کی غزل شروع ہوئی غزل چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے وضع انسان اور ہے بیدادِ او ہے خاک جنت مین لگیگا ایسا مردن دل حرام نازِ غلمان اور ہے انداز انسان اور ہے نازِ انشیدہ ہے اور وہ ہے سانچہ مین ڈھلا واقع مرجان اور ہے دستِ حنیٰان اور ہے وہ ایک یوسف وہان گرا تھا یہان گرے دلہا سے عشاق ہے چاہِ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے چالو اُس پر ہے عاشق اُس پر عاشق آدمی ہے سرو بستان اور ہے سرو خرامان اور ہے گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہے سنبلستان اور ہے زلف پریشان اور ہے فرق ہے شاہ و گدا مین قول شاعر ہے یہی شہر قالین اور ہے شہر نیستان اور ہے چونکہ وہ نازنین سنبل مو نہایت خوش آواز و خوش گلو تھی اس غزل کو ایسا گائی کہ تمام اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہو گیا اس اثنا مین خسرو مکار وہان کاروائی کر کے محفل مین شاہزادہ رستم کے قریب آیا اور دست بستہ کہا شہریار زمان و نمک حاضر ہے جہان اسقدر غلام نوازی فرمائی ہے امیدوار ہون کہ اسقدر اور بھی تکلیف گوارہ فرمائیے چند شاہزادہ نے انکار کیا کہ مجکو بھوک نہین ہے لیکن اُس مکار نے نہ مانا باصرار تمام اُس خیمہ مین لیگیا جہان وہ کھانا دسترخوان پر پرتکلف تمام چنا ہوا تھا شاہزادہ نے چند لقمہ اُس کھانے کے تناول کیے اور ہاتھ دھو کے پھر محفل مین چلا آیا ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ خسرو صراحی و جام لیے ہوئے جسمین دارو سے بیہوشی ملا ہوا تھا پھر آیا اور کہا کہ والا منزلت نوش فرمائیے شاہزادہ نے انکار کیا اُسنے کہا شہریار یہ وہ شراب نہین ہے جسکا پینا منع ہے بلکہ یہ ایک نوع کا شربت ہے جس سے اعضا کی کاہلی رفع ہو جاتی ہے ورنہ استغفر اللہ مین کیا جام بیہوشی کا ملا

گا پی لیا اُس لولی شوخ و شنگ نے اُس غزل کا صرف ایک ہی شعر گایا تھا کہ غزل سے عزیز روح کے دم تک بڑ کا بند
نکل کا، خراب حال ہو سب بعفر حسب ہوا تھا کا، دفعتاً جھومنے لگا تمام کبر جن کو اس واقعہ کی خبر تھی شہزادہ کی اس
بے اختیاری کی حرکت کو دیکھ کے اچھل پڑے اور یہ آواز کہا وہ ناراجن کو اس حال کی خبر نہ تھی حیرت سے دیکھتے
تھے اور ایک دوسرے سے کہتا تھا یہ کیا رمز ہی کچھ عقل میں نہیں آتا جب شاہزادہ بالکل بیہوش ہو گیا خسرو
اور شیاطین وغیرہ زنجیر و طوق آہنی وغیرہ لیکے اُٹھے اور بعجلت تمام شہزادہ رستم کو مضبوط باندھ لیا اُس
مطربہ حسینہ نے جو یہ رنگ دیکھا بہت متعجب ہوئی آخر سکوت نہ کر سکی خسرو کے پاس آئی اور کہا اے جوان اس
تیرے مہمان نے کیا ایسا قصور کیا ہی جو تو اس بیدردی سے زنجیروں میں اسطرح مضبوط بستہ کر رہا ہی ابھی تو
اس اپنے مہمان کے روبرو دست بستہ عرض معروض کر رہا تھا خسرو نے کہا تو کیا جانے کہ یہ کیا واقعہ ہی یہ جوان
ہم سب کا دشمن جان تھا اگر ہم اسکو اس تدبیر سے گرفتار نہ کرتے تو یہ ہرگز ہاتھ نہ آتا اور شیاطین کیجانب اشارہ
کرکے کہا کہ اس عقلمند شخص نے ہم سب کی جان بچائی ورنہ کوئی تدبیر بن نہ آتی اُس رقاصہ نے کہا تعجب ہی کہ تم اسقدر
مرد کی صورت ہو اور اس تن تنہا سے اسقدر خائف ہو اُسنے کہا یہ تن تنہا ہزاروں کی ہلاکت کو کافی ہی اُسنے کہا
افسوس اگر مجھکو پیشتر سے اس حال کی خبر ہوتی تو ضرور کسیطرح اس جوان جری کو اس فریب سے مطلع کر دیتی شیاطین
نے یہ سنکے کہا البتہ اس مطربہ کو جانے نہ دینا معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی خداوند فرعون کی خداوندی سے منحرف ہی شیاطین
کا یہ کہنا تھا کہ تمام سازندے اپنے اپنے ساز ہاتھوں میں لیکے دوڑے اور چاہا کہ اگر یہ نابکار اس عورت پر حملہ کریں تو
ہم بھی ان سازوں سے بجائے حربہ کام لیں خسرو نے کہا اے شیاطین دور بھی کریہ عورت خواستہ ہی بکتی ہی جانے
دے غرضکہ وہ مطربہ اپنے سازندوں کو ہمراہ لیکے وہاں سے چلی گئی مگر یہ کہتی جاتی تھی کیا موذی کافر مردود ہیں کہ
اس بیچارہ کو باین مکر و فریب گرفتار کر لیا دوسرے روز خسرو بن ضحاک شہزادہ رستم کو گرفتہ و بستہ کیے
ہوئے وہاں سے روانہ ہوا شتر پر راہ طے کرتا چلا جاتا تھا ناگاہ سامنے سے گرد نمایاں ہوا راوی کہتا ہی کہ وہ
نقابدار سرخ پوش تھا اسکو بھی دور سے گرد دکھائی دی ہرکاروں کو خبر کیواسطے بھیجا وہ خبر لائے کہ خسرو بن
ضحاک شاہزادہ رستم کو گرفتار کرکے قلعہ سنجاب کیجانب جاتا ہی کیونکہ فرعون شاہ نے قطعی حکم دیا ہی کہ جلد
جاؤ اور قلعہ سنجاب میں پہونچ کے حمزۂ ثانی اور اُسکے سرداران ہمراہی کو ہلاک کرکے اُنکے سر لے آؤ نقابدار
سرخ پوش نے دست افسوس ملے اور کہا افسوس یہ کفار ان بدکار کسقدر مسلمانوں کی ایذا دہی کے درپے ہیں اور
مرکب کو دوڑاتا ہوا خسرو بن ضحاک کے لشکر کے قریب پہونچا خسرو نے چند قدم آگے بڑھ کے کہا اے نقابدار
تو کون ہی اور کیوں اسطرف آیا ہی نقابدار نے کہا میں تیرا سرکوب ہوں خاص تیری سرکوبی کیواسطے آیا ہوں خسرو
نے کہا اے نقابدار یہ گفتگو تیری بالکل بیمعنی ہی کیونکہ جسطرح تو کہتا ہی میں بھی کہہ سکتا ہوں لیکن اپنے اسطرف آنے اور ہمراہ
ہونے کی کچھ حقیقت تو بیان کر نقابدار نے کہا میں نے سنا ہی کہ تو نے رستم ثانی کو گرفتار کیا ہی اور اب قلعہ سنجاب
کیجانب چلا ہی کہ مسلمانان مقید کو شہید کرے اور سر ان کے لیکر فرعون کی خدمت میں پیش کرے یہ سنکے خسرو
نے کہا ہاں یہ تو نے صحیح خبر سنی ہی اچھا تیرا مطلب کیا ہی نقابدار نے کہا ہمارا مطلب یہ ہی کہ رستم ثانی کو مع اسباب
ہمارے حوالہ کر اور مسلمانوں کو شہید کرنیکے ارادہ کو فسخ کر خسرو بن ضحاک نے کہا یہ کسیطرح ممکن نہیں ہی اُسنے
کہا اگر یہ حکم [illegible] ان اشان یہ بحر کو ہی یہ ہی میدان جسکو خدا دے وہ لے خسرو نے [illegible]
تھا شانا [illegible] کیا اور ایک ہی ضرب تیغ میدر [illegible] میں آسکے دو ٹکڑے کیا [illegible]

اُس نابکار کی قعر جہنم مین پہونچی لشکر کفار نے جو اپنے سرداران عالی کو ہلاک دیکھا سب نے بالاتفاق نقابدار پر حملہ کیا
نقابدار نے اُنکو دم لینے کی بھی مہلت نہ دی اسقدر تلوار کے وار کیے کہ اُن سب کے حواس جاتے رہے آخر فوج
بے سردار بھی تاب مقابلہ نہ لا کر رو بفرار لائی بیشتر تہ تیغ ہوکے جہنم واصل ہوئے فراریون کے ساتھ شیاطین
بھی بھاگا نقابدار اُس مقام پر آیا جہان رستم ثانی طوق و زنجیر مین بستہ تھا رستم نے جو نقابدار کو دیکھا کہا اے
جوانمرد تو کون ہی نقابدار نے کہا اے شہریار پیشتر مین تمہارا بدخواہ تھا لیکن اب مین شاہزادہ بدیع الملک
کا ہواخواہ ہون اور یہ اُسی شاہزادہ عالیجاہ کی محبت کا سبب ہی کہ تمکو قید سے رہا کرتا ہون رستم ثانی نقابدار
کی یہ تقریر سنکے آبدیدہ ہوگیا اور کہا اے جوان دلاور دوران تجکو قسم ہی شاہزادہ بدیع الملک کے سر اقدس کی
کہ اپنی تلوار کا ایک ایسا وار مجھپر لگا کہ سر میرا تن سے جدا ہو جاے کیونکہ مجھکو قید و بند کی اسطرح کی رہائی سے
ہرطرح یہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ مین ہلاک ہو جاؤن نقابدار ہنسا اور رستم ثانی کے دست و پا کے بند کھول کے
رستم ثانی سے کہا اے جوان تو نے میرا کہنا نہ سنا نقابدار نے کہا بس اب خاموش ہو رہو زیادہ گویائی کی ضرورت
نہین ہی یہ بتاؤ کسطرف کا ارادہ ہی رستم ثانی نے کہا مقدم کام یہی ہی کہ قلعہ سنجاب مین پہونچکے حمزۂ ثانی
کی رہائی کی تدبیر کرون نقابدار نے کہا اگر یہی ارادہ ہی تو مین ہمراہ ہون چنانچہ دونون باتفاق یکدیگر وہان سے روانہ
ہوئے اور بعد طی مراحل و قطع منازل قریب قلعہ سنجاب کے پہونچے سنجاب شاہ کو خبر پہونچی قلعہ سے
باہر آیا اور باواز کہا اے جوانو تم کون ہو جو یہان آئے ہو اور کسواسطے آئے ہو دونون نے بالاتفاق کہا اے سنجاب شاہ
ہم تجکو صرف اس بات کی اطلاع دینے آئے ہین کہ اگر تو اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہی تو بخلوص اعتقاد مسلمان ہو
اور ہمارے سردارون کو قید و بند سے خلاص کر دے ورنہ جو سزا تجکو ملے اُسکے لائق اپنے کو سمجھنا سنجاب
شاہ نے رستم ثانی کیجانب متوجہ ہوکے کہا اے جوان اس خالف کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہی دین اور مذہب
کے بارہ مین زور اور ظلم کی کیا ضرورت ہی دو شخص آپس مین لڑتے ہین پھر ایک پس پا ہوتا ہی ہان اگر تو
اپنے مذہب کو سچ اور برحق سمجھتا ہی تو کوئی ایسا کار نمایان دکھا کہ یقین ہو جاے رستم ثانی نے کہا کیا کار
نمایان چاہتا ہی سنجاب شاہ نے کہا میرے قلعہ کے روبرو وہ جو نیستان ہی تخمینہ دیڑھ دو سو فرسنگ تک چلا گیا ہی روز
پہر دن چڑھے ایک آہو اس نیستان سے نکلتا ہی عجیب و بہ وا مہیب و حیرت خیز آواز سے چیختا ہی کہ دل ہل جاتا ہی
اگر تو اُس آہو کو گرفتار کر لے یا ہلاک پس سمجھونگا کہ بیشک ترا دین و مذہب برحق ہی اور مین وعدہ کرتا ہون بلا
شرط و مسلمان ہو جاؤنگا اور یہ اگر اُس ہرن کو ہلاک یا گرفتار نہ کر سکیگا پس مین ہرگز تیرے مذہب کو اختیار نہین
کرونگا اگر تو مجکو مسلمان ہونے کیواسطے مجبور کریگا یا میرے شہر کو تہ و بالا کریگا پس یقین سمجھ لے کہ جسقدر مسلمان
میرے یہان قید ہین سب کو قتل کرونگا رستم ثانی نے کہا اے سنجاب شاہ ہمکو تیری یہ شرط قبول و منظور ہی
سنجاب شاہ نے کہا اے جوان یقین سمجھ کہ ہمکو بھی اُسوقت مسلمان ہونے مین کوئی عذر نہ ہوگا رستم ثانی
اُس روز خاموش ہو رہا دوسرے روز اُس نیستان کیطرف آکے ایک بلند پشتہ پر متوقف ہوا اور نیستان
کیجانب نگاہ کی تا دیر دیکھتا رہا یکایک کیا دیکھتا ہی کہ ایک آہو خوشرنگ مناسب اعضا سامنے سے چلا آتا ہی
اور پشتہ کے قریب آکے ٹھہرا اور حسب بیان سنجاب شاہ اس آواز حزین و دردناک سے چیخا کہ شاہزادہ
رستم کے دل پر بھی اثر غم و ملال کا چھا گیا بعدہ وہ آہو چاہتا تھا کہ بھاگ جاے کہ وہ شیر بیشہ جلادت جست
مارکے قریب اسکے پہونچا مع ہذا کمند کا پھندا اسکے اوپر پھینکا اس کمند اُڑھا سے کمند مین

خود رستم ثانی بھی بستہ ہو گیا اور وہ آہو بھی کمند سے لپٹا ہوا گا آسکے ساتھ رستم بھی کھنچا چلا گیا جب اُس نیستان مین دونون پہونچے غیب سے اُس نیستان مین آگ لگ گئی اور وہ آگ اسقدر بھڑکی کہ وہ صد ہا کوس کا جنگل آگ سے بھر گیا اُسکے شعلے آسمان تک جاتے تھے طبقۂ جہنم معلوم ہوتا تھا پہر بھر کے بعد وہ آگ از خود بجھ گئی اب جو نقابدار نے بغور نظر کی معلوم ہوا کہ وہ تمام میدان نیستان سیاہ ہی لیکن رستم ثانی کا کہین نشان نہین ہی نہایت تعجب ہوا دل مین کہا ایک نہ شد دو شد یہ کیا سامان پیش نظر ہی نہین معلوم بدیع الملک اس آگ مین جل گیا یا شہزادہ کو کوئی اُٹھا لیگیا بقیہ روز اور تمام شب وہین بسر کی دوسرے روز دیکھا کہ وہ نیستان پھر اُسیطرح موجود ہی اور اُس سیاہی کا مطلق نشان نہین ہی اور زیادہ حیرت سے گھبرا دل مین کہا آج خود بھی اس آہو پر حملہ کر دیکھین کیا ہوتا ہی چنانچہ کمند کو حلقہ کر کے گھات مین بیٹھا حسب دستور آہو آیا اور دور کی آواز سے چنچا نقابدار نے حلقہاے کمند کو پھینکا آہو اور خود کو اُس کمند مین گرفتار پایا اُسکا لشکر وہین آ کے مقیم ہوا

بیان آمدن بر مقدمہ دیوانہ سگ تورج بدرگ کہ از دست شہزادہ عالیمقدار بدیع الملک والا تبار دو تا زخم بر سر خوردہ بود

چنیت ہو کیون نہ حسن جو اک گل میدہ ہو
کیا مین بھی مثل شیشۂ سر بریدہ ہون
نکلا مین سبکو چھوڑ کے تا ملک عدم کی راہ
محراب کعبہ حاج کمین وہ خمیدہ ہون
آو آفتاب تھو اُفق بام سے دکھا
لے یار بزم بادہ مین ہوش پریدہ ہون
سوداے عشق غیر کہان ہی برنگ گل
بے اختیار صورت صورت میدہ ہون
تھا چاک جیب صبح تو مشہور ای جنون
ناسخ وہ کچھ رہا ہی تو مین بھی کشیدہ ہون

بلبل نہین ہون طائر رنگ پریدہ ہون
مثل خم شراب خرابات دھر مین
ہر چند قافلہ مین ہون لیکن جریدہ ہون
تیرا غلام کچھ مہ کنعان فقط نہین
مانند صبح مین بھی گریبان دریدہ ہون
ہر گز مجھے نظر نہین آتا وجود غیر
اپنے ہی حسن پر مین گریبان دریدہ ہون
ہنستا ہون مین نکال کے دانت اپنے جو ہر
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

کیون میرے قتل ہونے سے وہ مست خوش ہوا
زاہد برا سے بادہ جو مین آفریدہ ہون
طاقت ہی طاق ابروے خمدار یار ہی
کہتی ہی مشتری بھی مین تیری خریدہ ہون
کس کو خبر کہ شیشہ کہان ہی قدح کہان
عالم تمام ایک بدن ہی مین دیدہ ہون
ممکن نہین ہی ضبط فغان حشر ہو تو ہو
باہم جہان مین مثل انار رسیدہ ہون
گر جان جاے غم نہین لیکن نہ بات جاے

باغبانان گلستان خوش بیانی و چمن آرایان بوستان ہمہ دانی گلہاے مضامین رنگین کو سپید ورق پر مرتب کر کے اسطرح پیش کش ناظرین والا گہر و شائقین عالی نظر کرتے ہین کہ جب دیوانہ سگ تورج بدرگ شہزادہ والا رفعت عالی مرتبت تمثال ہزاران اعنی بدیع الملک ذیشان کے دست زبردست سے مجروح ہو کے جو اُس باختہ ہو گیا مرکب اُس نابکار و مکار کا چراغ پا ہوا ایک جانب لیکے بھاگا تین روز تک برابر راہ بادیہ پیمائی کرتا رہا چوتھے روز ایک صحراے لق و دق مین پہونچا جہان سبزہ بکثرت روئیدہ تھا چونکہ بھوکا بہت تھا مصروف چراگاہ ہوا تورج کا سر شگافتہ تھا چار روز کے تکان سے اور زیادہ بے حال ہو گیا تھا پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم سے اُس صحرا مین گرا اور بیہوش ہو گیا یہ ایک جگہ پڑا ہی مرکب دوسری طرف سبزہ زار مین چرتا پھرتا ہی راوی کہتا ہی کہ اُس نواح مین اسکندریہ نامے ایک ملک وسیع و عریض واقع ہی اُس ملک کا فرمانروا اُس شکارگاہ مین مصروف صید تھا ایک آہو کے عقب مین مرکب بے تحاشا دوڑاتا چلا جاتا تھا اُس بیشہ مین اُسکا گذر ہوا [illegible] جسکے سر پر دو زخم ہین بیہوش زمین پر پڑا ہی اور ایک مرکب ایک جانب چرتا پھرتا ہی [illegible] نقاب سے غلط نظر کی اور وہان سے مراجعت کر کے اپنے ہمراہیون [illegible] شاہ کے ساتھ اُس مقام پر آ کے کیفیت مشاہدہ کی متعجب ہوئے

بادشاہ نے حکم دیا کہ اس جوان کو ہمراہ لے چلو چند ملازم آگے اور توریج کو اٹھا لیگئے جب اسکندریہ مین پہونچے
جراح بلائے گئے زخمون پر مرہم رکھا گیا مرغ کا شوربا پلایا گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد اس جوان کو تندرست
کر دو جس شئے کی ضرورت ہو ہماری سرکار سے بلا تکلف لو چند روز کے بعد توریج تندرست و تازہ ہو گیا اسکندر شاہ
کو خبر پہونچی کہ وہ جوان تندرست ہو گیا ہی بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آکے کہا
ای جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی توریج بدرگ نے کہا ای بادشاہ مجکو توریج صاحبقران کہتے ہین سکندر شاہ
نے کہا کون توریج ایک توریج خان ہمارے خداوند فرعون کے لشکر مین ہی اور خدا پرستون کے مقابلہ مین
کارزار کرتا ہی توریج خان نے کہا ای بادشاہ مین وہی توریج خان ہون جسکا تو پتا دیتا ہی سکندر شاہ نے
پوچھا یہ زخم تیرے سر پر کس طرح پہونچے اسنے کہا مسلمانون کے مقابلہ مین سرگرم تھا بدیع الملک سردار لشکر اسلام
کے ہاتھ سے مین زخمی ہوا ہون اسوقت ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم تھا اور مین زخمی ہو چکا تھا حالت زخمداری مین
دفعتًا مرکب میرا چراغ پا ہوا اور اسطرف لیکے چلا آیا ہر چند کہ مجھ مین مطلق حالت باقی نہ تھی مگر بہ کمال جبر اس مرکب
کی پشت پر قائم رہا کئی روز کے بعد جب اس صحرا مین پہونچا بیہوش ہو کے پشت مرکب سے زمین پر گرا مجھکو
خبر نہین کہ یہان کون لایا چونکہ مشیت خداوندی مین ابھی میرا ہلاک ہونا مقرر نہ تھا اسوجہ سے صحیح و سلامت اس
صحرا تک پہونچا اور تو وقت پر پہونچ گیا جو میری صحت کا باعث ہوا ورنہ جانوران صحرائی مجکو کھا جاتے کیونکہ میرے
حال کی مطلق خبر نہ ہوتی یہ حال سنکے اسکندر شاہ حاکم اسکندریہ اٹھ کھڑا ہوا بہ کمال اعتقاد تین مرتبہ توریج بدرگ کے
گرد پھرا توریج خان نے کہا ای بادشاہ اب تو کسقدر اپنا حال خیریت مآل بیان کر کہ کون ایسا رحم دل خداوند
فرعون کا خاص بندہ ہی جو اسکے مقربون کی اسقدر خاطرداری و مدارا مین مصروف ہی اسنے کہا ای توریج خان
میرا نام سکندر شاہ ہی خداوند فرعون ہی کی برکت پرستش و بندگی سے اس مملکت اسکندریہ پر حکومت
رکھتا ہون ورنہ مین کہان اور یہ حکومت کہان توریج بدرگ نے کہا ای بادشاہ خوشا حال تیرا کہ تو خداوند
فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد ہی مگر تعجب ہی کہ خداوند فرعون کی ملازمت سے محروم ہی میری رای یہ ہی کہ اپنے
تمام لشکر کو فراہم کر کے میرے ہمراہ خداوند فرعون کی خدمت مین حاضر ہو اور اسے سجدہ کر تا کہ تیرا اعتقاد بڑھے
ثروت و حکومت مین برکت ہو اسکندر شاہ نے کہا ای جوان مقرب خداوند میری بھی خواہش دلی یہ ہی
کہ خداوند کی ملازمت سے برکت و عزت حاصل کرون مگر دقت طلب یہ امر ہی کہ یہان سے قریب ایک ملک کی
سرحد واقع ہی جسکو اخترانیہ کہتے ہین وہان کا حاکم اختران شاہ ہی جو اسوقت پانچ لاکھ سواران جرار کی فوج
رکھتا ہی خورشید ستارہ پرست نام اس بادشاہ کا سپہ سالار ہی جو ہر طرح کی قابلیت و لیاقت مین اپنا مثل و نظیر
نہین رکھتا اخترانیہ کی تمام رعایا مع شاہ و وزیر ستارہ پرست ہی یہ تو ممکن ہی کہ مین ابھی تمھارے ہمراہ فرعون
شاہ کی خدمت مین چلون لیکن اختران شاہ خبر پاکے فورًا مملکت اسکندریہ کو تاراج و تباہ کر کے مسخر کر لیگا
اور مجھسے کوئی تدبیر نہ ہو سکے گی توریج نے کہا ای بادشاہ یہ امر کچھ مشکل نہین ہی چلو پہلے خورشید ستارہ پرست
ہی کے قصہ کو پاک کرین اور اسکا ملک تمھارے حوالہ کر کے باطمینان تمام فرعون شاہ کی ملازمت سے بہرہ یاب
ہون اسکندر شاہ نے کہا ای دلاور دوران خداوند فرعون کی قدرت و تفضل سے مجکو سب طرح کی امید ہی
لیکن بظاہر حال پانچ لاکھ سواران جرار و تجربہ کار کے مقابلہ مین میری قلیل ... عقل مین نہین آتا
توریج نے پوچھا تمام اسکندریہ مین فوج کسقدر ہوگی اسکندر شا

بدرگ نے کہا پس پانچ لاکھ سوار کے مقابلہ میں اسقدر فوج کافی ہی کچھ فکر نہ کرو آخر ہم کسواسطے ہین اگر اس قلیل
فوج سے اختر انیہ کو سخر نہ کیا تو خداوند کا فضل و کرم ہی ہمارے حال پر کیا القصہ سکندر شاہ نے سامان جنگ
فراہم و تیار کرنا شروع کیا اسباب سفر بند ہوا یا فوج کو اطلاع دی کہ فلان روز اختر انیہ کی جانب کوچ ہوگا سب تیار
ہوگئے روز معہودہ کو ہمراہی تورج بدرگ مع فوج روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد مملکت
اختر انیہ کے قریب پہونچا یہ خبر خورشید ستارہ پرست سپہ سالار اختران شاہ کو پہونچی کہ سکندر شاہ والی
حاکم مملکت اسکندریہ مع فوج و لشکر اسطرف عازم پیکار ہوکے آیا آسنے سکندر شاہ کو اس مضمون
کا نامہ لکھا کہ بعد ثنا و صفت خداوند زحل ای سکندر شاہ آگاہ ہو ہماری سماعت مین گذرا ہی کہ تو مع فوج و لشکر
مملکت اختر انیہ مین وارد ہوا ہی حالانکہ مدت ہا سے دراز سے ہم بھی مملکت اختر انیہ کے سپہ سالاری پر ممتاز ہین
ہمنے کبھی ایسا اتفاق نہین دیکھا کہ کوئی سردار حاکم اسکندریہ کا مع فوج اسطرف آیا ہو اگر تو کسی خاص ضرورت
سے اسطرف وارد ہوا ہی تو جلد یہان سے اپنی دار السلطنت کو واپس جا ورنہ حسب قاعدہ تجھسے تعرض کیا جاویگا
اور ای سکندر شاہ تو جو اپنے چند نفر سپاہیون کے بھروسے پر بلا تکلف ایک بادشاہ عالیجاہ کی سرحد مین وارد
ہوا تجھکو خوف نہین معلوم ہوتا ابھی اگر اختران شاہ کو اس ماجرے کی خبر کردون تو چند لمحہ مین تیری حکومت
و مملکت خاک سیاہ کردے اور تجھکو گرفتار کرے جب اس مضمون کا نامہ سکندر شاہ کو پہونچا تورج بدرگ
سے کہا ای ولاور دوران دیکھو اس نامہ مین خورشید نے کیا لکھا ہی تورج خان نے بھی اس نامہ کو اول سے
آخر تک پڑھا سکندر شاہ سے کہا ای بادشاہ یہ خورشید حالانکہ منصب سپہ سالاری رکھتا ہی تاہم اسطرح
کے کلمات گستاخانہ لکھتا ہی یہ بجاے خود اپنے کو حاکم خود مختار سمجھتا ہی سکندر شاہ نے کہا واقعی خورشید اختران شاہ
کا مقرب و معتمد ہی اور عقیل و فہیم مشہور ہی تورج نے قلم اٹھایا اور خود اس مضمون کا جواب نامہ لکھا کہ ای خورشید
آگاہ ہو ہم خاص اس غرض سے یہان آئے ہین کہ جو معاملہ مملکت اختر انیہ اور اسکندریہ کے درمیان کمی اور
زیادتی کا واقع ہی وہ فیصل ہو جاے تو فوراً اختران شاہ کو اطلاع دے خورشید ستارہ پرست اس جواب
کو پڑھکے پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ کے باہر آیا اور نقارہ جنگ بجوا دیا دوسرے روز صبح کو میدان معرکہ
مین آکے مبارز طلب کیا تورج خان اسکے مقابلہ کیواسطے آیا خورشید ستارہ پرست نے اس سے کہا
ای جوان تو کون ہی تورج نے کہا پہلے تو بتا کون ہی خورشید نے کہا مین جو ہون سب جانتے ہین کہ اختران شاہ
کا سپہ سالار خورشید ستارہ پرست نام سے مشہور ہون سکندر شاہ نے بعد مدت مدید اختران شاہ
کی فوج سے مقابلہ کرنا چاہا ہی پس مین اسکے مقابلہ کو آیا ہون اب بتا تو کون ہی تورج نے کہا مین تورج خان
صاحبقران ہون خداوند فرعون کا بندۂ خاص الخاص فی الحال مسلمانون نے خداوند پر عرصہ تنگ کر دیا ہی
لہذا مسلمانون کے تدارک کا ارادہ رکھتا ہون اب چونکہ یہان پہونچنے کا اتفاق ہوگیا ہی چاہتا ہون سکندر شاہ
بھی میرے ہمراہ چلکے خداوند کی ملازمت سے بہرہ یاب ہو جاے چنانچہ مین نے اس سے کہا بھی ہی اسنے جواب
دیا کہ خداوند کی آستان بوسی کو میرا بھی دل چاہتا ہی مگر یہ خیال مانع ہوتا ہی کہ میری غیبت مین اختران شاہ
مملکت اسکندریہ کو تباہ و تاراج کرکے مسخر کر لیگا مین نے کہا ای سکندر شاہ اگر اختران شاہ کا اسقدر خدشہ
ہی پس پہلے ہی قصہ پاک کر لینا چاہیے چنانچہ سکندر شاہ اسکندریہ سے کوچ کرکے یہان پہونچا خورشید ستارہ
پرست نے تورج [illegible] کہا ای تورج معلوم ہوا کہ اس ہنگامہ آرائی کا سبب تو ہی ہے ورنہ

سکندر شاہ کی یہ جرأت نہ تھی خیر کیا مضائقہ ہے غرضکہ دونون مین جنگ نیزہ و عمود شروع ہوگئی تا دیر رد و بدل
رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا تیغ بازی کی نوبت آئی راوی کہتا ہے کہ یہ تورج بدرگ نہایت زبردست
گبرو ہے جسکا حال پیشتر قلم بند ہو چکا ہے جتنے کہ اسکے زور و طاقت کا حال دیکھکر شاہزادہ بدیع الملک بہت خوش ہوا
تھا اور اُسی خوشی کی حالت مین یہ نابکار شہزادہ کے مرکب پر سوار ہوکے بھاگ گیا تھا غرضکہ آج بھی اس ملعون
نے بعد رد و بدل بسیار خورشید ستارہ پرست کو زخمی کیا اختران شاہ کو خورشید کے زخمی ہونے کی خبر پہونچی
بیتابانہ تمام میدان حرب مین پہونچا اور تورج سے کہا ای جوان سفاک تونے ہمارے سپہ سالار کو زخمی کیا اب
ہم تجھکو کیا تمام اسکندریہ کو خاک سیاہ کر دینگے آجتک ہمنے اس نظر سے درگذر کی کہ کم زور سے مقابلہ کرنا ہی کیا
مگر سکندر شاہ نے خود سبقت کی تورج بدرگ نے جواب دیا کہ ای اختران شاہ اب کم زور کے مقابلہ سے درگذر
نکر بہر حال آج کمزوری و شہزوری کا تصفیہ ہو جانا چاہیے یہ کہا اور اختران شاہ پر حملہ کرنا چاہا اختران شاہ اُسکے
سامنے سے چلا آیا اور جنگ مغلوبہ کا حکم دیا گیر و بزن کی آواز بلند ہوئی ہر طرف کشتون کے پشتے سرون کے ڈھیر
دکھائی دیئے خون کے دریا بہے تورج بدرگ جنگ و حرب کرتا ہوا خورشید ستارہ پرست کے قریب پہونچا
دیکھا خورشید پشت مرکب پر درد زخم سے بے حال ہو رہا ہے اور خون پرنالہ کی طرح جاری ہے خورشید کے نزدیک
پہونچا پشت مرکب سے کھینچ کے زمین پر لایا اور گرفتہ و بستہ کر لیا اختران شاہ اپنے سپہ سالار کو گرفتار دیکھکے
بالکل نا امید ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ فوج اختراشیہ تاب مقابلہ نہ لاکے پسپا ہوئی اور شہر مین آکے دم لیا تورج بدرگ
نے بافتح و نصرت وہان سے مراجعت کی اسوقت شیاطین یہان پہونچا تورج کو سلام کیا تورج نے جواب سلام کے
بعد پوچھا کہو کیا خیر ہے شیاطین نے کہا ای تورج خان حمزۂ ثانی وغیرہ سنجاب شاہ کی حراست مین ہین ضحاک شاہ
نے فرعون شاہ سے کہا ای خداوند خدا پرست جس خداوند پرست کو گرفتار کرتے ہین فوراً اسکو قتل کرتے ہین اسکی
کیا وجہ ہے کہ خداوند نے حمزۂ ثانی وغیرہ کو سنجاب شاہ کی حراست مین بھیجدیا ہے اور ابتک وہ زندہ و سلامت
ہین بنابران فرعون شاہ نے خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ نامہ قتل خدا پرستان سنجاب شاہ کے نام بھیجا تھا
رستم ثانی قلعہ سے باہر آیا اور خسرو بن ضحاک کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا ہین نے اُسکو بھیجا نا خسرو کو اطلاع ہوگئی
وہ گھبرا گیا ہین نے اُسکی دلجمعی کر کے رستم ثانی کو بہ فن عیاری گرفتار کر لیا مگر نقابدار سرخ پوش بروقت پہونچا اور
اُسنے رستم کو خلاص کر دیا اور خسرو بن ضحاک شاہ کو بھی ہلاک کیا فی الحال رستم ثانی اور وہ نقابدار دونون
بالاتفاق قلعہ سنجابیہ کیجانب گئے ہین تاکہ حمزۂ ثانی وغیرہ کو قید و بند سے رہا کرین اور گمان غالب ہے کہ وہان خدا پرستون
کو قلعہ سنجابیہ سے رہا کر لیجاوینگے تو یہان کس خواب خرگوش مین مبتلا ہے تورج نے کہا ای شیاطین تو مجھکو اسطرف سے
غافل نہ سمجھ مین ابتک مسلمانون کی حال کی خبر لینے کو پہونچ گیا ہوتا مگر سکندر شاہ کو بھی ہمراہ لیجانا چاہتا تھا سکندر شاہ
نے یہ عذر کیا کہ مین اختران شاہ اور خورشید ستارہ پرست کے دغدغہ سے نہین جا سکتا ہون مینے کہا پہلے اسی
قصہ کو پاک کرلون چنانچہ خورشید ستارہ پرست کو مینے خداوند کے فضل سے گرفتار کر لیا ہے اور اختران شاہ
پسپا ہو کے قلعہ بند ہو گیا ہے مین چاہتا ہون کہ شاہ کو بھی گرفتار اور قلعہ کو مسخر کرلون تو پھر خدا پرستون کیطرف متوجہ ہون
شیاطین نے کہا ای تورج خان میرے نزدیک یہان کا اسقدر توقف بہت مضر ہوگا کیونکہ رستم ثانی اور نقابدار
عنقریب وہان پہونچا چاہتے ہین جبتک تو قلعہ اختراشیہ کو مسخر اور اختران شاہ کو گرفتار کریگا وہ دونون بلا سے سب
وہان مسلمانون کو رہا کر لیجاوینگے تورج خان نے کہا ای شیاطین اگرچہ کو پیشتر سنجابیہ کی یہ خبر معلوم ہوتی تو مین اختراشیہ

کے حال سے قطع کرتا اور بیشتر اسیطرف جاتا مگر جب یہان اسقدر کوشش کرچکا ہون تو کسطرح اس قصہ کو ناتمام چھوڑ
کے چلا جاؤن قطع نظر اسکے سکندر شاہ سے وعدہ کرچکا ہون کہ اختران شاہ کو گرفتار کرکے اختر انیہ کا تجکو حاکم
کردونگا اگر یہان سے چلا جاؤن تو اختر انیہ کی حکومت کیسی خود اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کرکے اسکندریہ
پر قابض ہوجاے گا شیالیس تا دیر متامل رہا اور کہا اے خان والاشان یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن بہر حال مسلمانون
کے قصہ کو فیصل کرنا سب سے مقدم کام ہی کیونکہ بالفرض اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کرے گا اور اسکندریہ کو
اپنے قبضہ مین لے آویگا پھر بھی دوسرے وقت اختران شاہ سے تعرض کیا جاسکتا ہی لیکن اگر مسلمانان مقید
رہا ہوگئے تو پھر تمام عالم کے ممالک انکے قبضہ مین آجاوینگے اور خداوند فرعون کا تو نام ونشان تک باقی نہ رہیگا

تورج خان مجبور ہوکے سنجابیہ کیجانب روانہ ہوا

اب تورج بدرگ کو قلعہ سنجابیہ کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور حال فیروزی بال شاہزادہ بدیع الملک
دلاور مسطور ہوتا ہی کہ اُس جنگ مغلوبہ مین سے کہان غایب ہوگیا

ہوا افسردہ دل اب تو خزان جاتی ہی اے بلبل | کوئی تازہ غزل کہہ رکھ بہار آئی ہی اے بلبل | کہ گر صبح ست و بلبل نغمہ خوان ست
زحسن گل ہزار شہر دوستان ست | زمین از رنگ لالۂ لعل پوش ست | ہوا از بوے گل عنبر فشان ست
نہ خفتم دوش تا وقتیکہ دیدم | نسیم صبح دم دامن کشان ست | نسیم بردتا باغے کہ گفتم
نہ باغ کست این بہشت جاودان است | درختانکش زرنگارنگ میوہ | ملائک چون درفشش کاویان ست
سیان باغ از سرو صنوبر | خیابانے وجوے در میان ست | زہکے کاسمان افگندہ دروی
عیان از یک زمین دو آسمان ست | بدل گفتم غم از دل برد این باغ | مگر این باغ بیرون زین جہان ست

سخن پرداز این طرفہ حکایت + چنین از داستان کردہ روایت + کہ جب شاہزادہ بدیع الملک کا دست چپ بھی زخمی
ہوگیا اور جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی اول تو شاہزادہ جراحت سے بے حال ہورہا تھا مزید بران مرکب جراغ پا
ہوا ایک جانب شاہزادہ کو لیکے بھاگا حتے کہ ایک دریا کے کنارہ پہونچا وہان جا بجا سبزہ روئیدہ تھا یہ تو ماندہ
و گرسنہ تھا ہی چرنے مین مصروف ہوا شاہزادہ کا حال ابتر تھا پشت مرکب پر توقف نہ کرسکا زمین پر گرکے بیہوش
ہوگیا اس نواح مین ایک شہر ہی جسکا حاکم خود مختار ویوس شاہ ہی بارہ ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہی شکار کا شوق
اسکو از حد ہی حسب اتفاق اُس روز بھی شکار کیواسطے شہر کے باہر آیا تھا شکار کرتا ہوا اُس سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ
ایک جوان مجروح و بدحال زمین پر سرنگون پڑا ہی اور ایک ہزار ایک جانور اُس پر سایہ کیے ہین نہایت محو حیرت ہوگیا
کبھی بغور شاہزادہ کو دیکھتا تھا کبھی ان جانوران سایہ کردہ کو مردمان ہمراہی سے کہا کوئی تم مین جانتا ہی کہ یہ جوان کون
ہی انھون نے کہا شہریار ہمنے کبھی اس مقام پر اس جوان کو نہین دیکھا نہین معلوم کون ہی اور کسطرح مجروح ہوکے
یہان تک پہونچا طرفہ تر یہ کہ یہ جانور اس پر سایہ کیے ہین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ذی عزت و ذیشان منظور
کردۂ حضرت بزرگ بھی ہی بادشاہ نے کہا خیر کوئی ہو بہر حال اسکو شہر مین لیچلو جو کوئی ہوگا معلوم ہوجائیگا ملازم
شہزادہ کو شہر مین اُٹھا لاے علاج ہونا شروع ہوا چند روز کے بعد شہزادہ تندرست ہوا ہوش و حواس درست
ہوے دیوس شاہ نے اپنے پاس بلایا دیکھا نہایت وجیہ و خوبصورت جوان ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش
آیا پوچھا اے جوان سچ بتا تو کون ہی اور کسطرح یہان وارد ہونے کا اتفاق ہوا اور زخمی کسطرح ہوا شہزادہ نے کہا
اے بادشاہ مجھے [illegible] کہتے ہین مجھکو تورج بدرگ نے زخمی کیا ہی جنگ مغلوبہ کے سبب سے

مرکب چراغ پا ہوا اور وہان سے بھاگ کر یہان پہونچا چونکہ مین زخم سر و دست سے بیحال ہو رہا تھا اُسکی پشت سے زمین پر گرا خداوند عالم کا فضل شامل حال تھا جو تو بر وقت وہان پہونچ گیا اور مجکو اُٹھا لایا فرید بران میرا علاج کیا ورنہ ابتک طعمۂ جانوران صحرائی ہوگیا ہوتا دیوس شاہ نے کہا خداوند عالم کسکو کہتے ہین شاہزادہ نے کہا خداوند عالم اُس واحد لاشریک کا نام پاک ہی جسکے قبضۂ قدرت مین ہماری اور تیری سب کی جان ہی اور جو کل موجودات کا خالق و مالک ہی ۔ بادشاہ بادشاہان جان نگار انس و جان ؛ آنکہ نامش بر زبان از آب حیوان خوشتر ست ؛ دیوس شاہ نے کہا یہ نام مین نے آج ہی سنا ہی معلوم ہوتا ہی تو خدا پرست ہی شاہزادہ نے کہا لاریب فیہ ای بادشاہ مین تیرا ممنون و مشکور ہون کہ تو نے میرے واسطے اسقدر زحمت اُٹھائی کہ اُس عالم بیہوشی مین یہان لایا اور میرا علاج کیا مین چاہتا ہون کہ اِس احسان کے عوض مین ایسا کچھ تحفہ دون جو دنیا کے تمام تحفون سے افضل اور اعلے ہو دیوس شاہ نے کہا وہ کیا تحفہ ہی شاہزادہ نے کہا وہ تحفہ یہ ہی کہ جس خدا کی مین پرستش کرتا ہون اُسکی پرستش تو بھی کر اور راہ ضلالت کو چھوڑ دے دیوس شاہ نے کہا ای جوان تعجب ہی کہ مین نے تجھپر یہ احسان کیا اور تو مجکو دین قدیم سے برگشتہ کرنا چاہتا ہی مین سمجھتا تھا کہ تو مال دنیا سے کوئی خاص قسم کا بیش قیمت تحفہ دینا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا ای دیوس شاہ تعجب ہی کہ تو باوجود اس منزلت شاہی کے مال دنیا کی وقعت کو دل مین جگہ دیے ہوے ہی دنیا مقام گذاران ہی مال دنیا صرف دنیا تک ہی ہان عمل نیک حشر تک ساتھ رہتا ہی اور یہ عذر کیسا کہ ہمارا دین قدیم ہی یا آبائی ہی قابل سماعت نہین ہو سکتا کیونکہ دین حق کا اختیار کرنا ہر شخص پر فرض ہی اور دین حق وہی دین ہو سکتا ہی جس کو بعد اجتہاد کے حق ہونا ثابت کر لیا ہو اگر تو اپنے دین کو حق سمجھے ہوئے ہی پس میرے روبرو اُسکا حق ہونا ثابت کر دیوس شاہ نے کہا ای جوان مین اسوقت کسی بحث و تکرار سے حق کو دریافت کرنا نہین چاہتا بلکہ ایک شرط پر اس بحث کو موقوف کرتا ہون اگر وہ شرط پوری ہو جائیگی پس مین مذہب اسلام کو حق سمجھونگا ورنہ اس تکلیف سے مجھکو معذور رکھ بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی اچھا اُس شرط کو بھی بیان کر دیوس شاہ نے کہا وہ شرط یہ ہی کہ اس نواح مین ایک گھوڑا دریا سے باہر آتا ہی ہیئت اُسکی یہ ہی کہ کلہ اُسکا سرخ ہی اور دُم سفید باقی تمام جسم اُسکا سیاہ ہی ای جوان وہ گھوڑا ایسا خوبصورت مناسب اعضا ہی کہ مین نے تمام عمر ایسا خوبصورت گھوڑا نہین دیکھا اور تجھپر کیا موقوف ہی کسی نے اس صورت و ہیئت کا گھوڑا نہ دیکھا ہوگا اگر تو دعوی مردانگی رکھتا ہی اور اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہی پس اُس مرکب خوش وضع کو مسخر کرکے قبضہ مین لا اس صورت مین مجکو تو ہر طرح مطیع فرمان سمجھ اور یہ مین بلا تکلف دین اسلام کو حق سمجھکے مسلمان ہو جاؤنگا در صورت دیگر مین مجبور ہون راوی کہتا ہی کہ اسی قبیل سے دیوس شاہ نے اس مرکب دریائی کی ایسی تعریف کی کہ شاہزادہ نادیدہ اُس گھوڑے پر فریفتہ ہوگیا اور کہا ای دیوس شاہ مطمئن رہ انشاء اللہ الکریم مین ضرور اُس گھوڑے کو گرفتار کرونگا دوسرے روز پتہ نشان دریافت کرکے اُس مقام پر انتظار مین بیٹھا قریب نصف النہار وہ گھوڑا دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ واقعی نہایت خوبصورت گھوڑا ہی جست کرکے قریب اُسکے پہونچا اور یال گرفت مین لاکے اسقدر گھونسے اُسکے مارے کہ ساری تیزی اُسکی تمام ہوگئی اچھل کر اُسکی پشت پر سوار ہوکے شہر مین آیا خلائق شہر ہر چہار جانب تماشا دیکھنے کو جمع ہوگئی دیوس شاہ اُس گھوڑے کو دیکھکے بہت خوش ہوا بدیع الملک نے کہا ای بادشاہ اب کیا عذر ہی کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ دیوس شاہ کلمہ طیبہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوا شاپور شیر دل شاہزادہ کی جستجو اور تلاش مین جابجا پھر رہا تھا حسب اتفاق اُسکا اُسطرف بھی گذر ہوا شاہزادہ کو دیکھا اسلام کیا شہزادہ شاپور کو دیکھ

کے بہت خوش ہوا کہا آؤ نظر کردہ شاہ ولایت تم یہاں کہاں اور کیا خبر تازہ لائے ہو آج میں تمکو یاد ہی کر رہا تھا
شاپور نے کہا شہریار میں عرصہ سے تمہاری تلاش میں پھر رہا ہوں بارے آج یہاں تمہاری ملازمت حاصل
ہو گئی خبر یہ ہی کہ رستم ثانی قلعہ سنجاب کے طرف حمزہ ثانی کی خلاصی کی فکر میں گیا ہی اور تورج بدرگ بھی اُسکے
عقب میں گیا ہی تمہارا کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا اے شاپور ارادہ کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی حمزہ ثانی کا
قید و بند فرعون سے خلاص ہونا ایک ضروری بلکہ فرضی کام ہی میں بھی چلتا ہوں یہ کہا اور بارہ ہزار سوار کی جمعیت
سے قلعہ سنجابیہ کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ بدیع الملک کو اثنا سے راہ میں چھوڑا جاتا ہی اور تورج بدرگ کے حال کی جانب توجہ کی جاتی ہی

بود صف ابروئے آن ماہ لقا گر میگفتم	سخن پیچیدہ تر از جوہر شمشیر میگفتم	چہ رنگین بود جوش خلوت ناز و نیاز امشب
گو سیکردی عتاب از ناز و من تقصیر میگفتم	تو خندان ہمچو گل من غنچہ ساں از تنگی بہم بودم	تو از بیداد و من از نالہ شبگیر میگفتم
ہلاک خاک تر اخشت خم من ساختہ ای واعظا	تو از تدبیر میگفتی من از تقدیر میگفتم	مزاج نازک او برنمی تابید [illegible]
سخن در محفل او از لب تصویر میگفتم	چو شمع از سوز دل می سوختم من تا سحر جو یا	گہے از اشک و گہ از آہ بے تاثیر میگفتم

شیرین کلامان بزم سخن سرائی و رمز شناسان محفل دقیقہ رسی و نکتہ پیرا سے نفس عیسوی دم سے اسطرح اعجاز دکھاتے
ہیں کہ چند روز کے بعد جو ذی سلک تورج بدرگ نواحی سنجابیہ میں پہونچا دیکھا کہ ایک جانب میدان میں [illegible]
لشکر لقابدار خیمہ زن ہی تورج نے اس لشکر کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لشکر لقابدار کا ہی لقابدار نے خسرو
کو ہلاک کیا اور رستم کو قید و بند سے رہا کر کے دونوں قلعہ سنجابیہ پر یورش کرنے کو چلے جب قریب قلعہ کے
پہونچے سنجاب شاہ حاکم سنجابیہ سے دو چار ہوئے اور سنجاب شاہ کو مسلمان کرنا چاہا سنجاب شاہ نے
اپنا مسلمان ہونا اس شرط سے مشروط کیا کہ اگر نیستان کا آہو گرفتار ہو جائے چنانچہ وہ دونوں اس طلسم میں غائب
ہو گئے ہیں تورج بدرگ سوچا کہ صاحبقران عصر کا کام طلسموں کو فتح کرنا ہوتا ہی چنانچہ رستم اور لقابدار دونوں
اسی غرض سے طلسم میں داخل ہوئے ہیں کہ طلسم فتح کر کے دعوی صاحبقرانی کریں میں بھی صاحبقران عصر ہوں
بالضرور میری سعی و کوشش سے یہ طلسم فتح ہو جائے گا اسوقت ممکن ہی کہ رستم ثانی اور لقابدار کو طلسم سے باہر
لا کے قتل کروں یا جیسا کچھ مناسب جانوں عمل میں لاؤں حاصل کلام تورج بدرگ اسیطرح کے خیالات کو
اپنے دل میں وسیع کر کے اس طلسم کے فتح کرنے کو مستعد ہو گیا چنانچہ دوسرے روز صبح کو مرکب پر سوار ہو کے
اُس نیستان کیجانب روانہ ہوا چند ساعت کے بعد اُس مقام پر پہونچا جہاں سے وہ آہو نمودار ہوتا تھا چند لمحہ
وہاں توقف کیا تھا کہ حسب دستور آہو نمایاں ہوا اسنے بھی کمند کو حلقہ کر کے اُسکی جانب پھینکا وہی نتیجہ پیش آیا
جو رستم ثانی اور لقابدار کو پیش آیا تھا یعنے تورج بھی گرفتار طلسم ہو گیا اُسکے لشکر نے بہت کچھ تجسس کیا جب نہ پایا
لاچار وہ بھی اُسی میدان میں ایک جانب مقیم ہوا اُدھر لقابدار کا لشکر لقابدار کے انتظار میں نیستان کیجانب نگران
ہی ادھر تورج کا لشکر آنکھیں بچھائے ہوئے نیستان کو گھور رہا ہی چند روز کے بعد شاہزادہ بدیع الملک بھی اس مقام
پر پہونچا دیکھا تورج کا لشکر وہاں مقیم ہی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تورج کے لشکر کو قتل کرو اور ان میں سے جو کوئی مسلمان
ہونے کا اقرار کرے اسکو بچا رکھو [illegible] سنجاب شاہ نے دیکھا کہ تورج طلسم میں جا کے مفقود الخبر ہو گیا ہی اور بدیع الملک
چاہتا ہی کہ میرے تمام [illegible] آیا آخر [illegible] زندان میں خورشید ستارہ [illegible]
کے پاس آیا کہا [illegible] ہمارا سردار تورج تو طلسم میں داخل ہو کے غائب ہو گیا ہی

بدیع الملک بن نور الدہر آیا ہے وہ چاہتا ہے میرے تمام لشکر کو تہ تیغ کرے میں تمہارے پاس خاص اس غرض سے
آیا ہوں کہ اگر تم بدیع الملک سے مقابلہ کر سکو اور میرے لشکر کو اسکے دست زبردست سے محفوظ کرو تو میں تمکو
اس قید و بند سے رہا کر دوں ورنہ تمام لشکر کے ساتھ ہم تم بھی ہلاک کیے جاوینگے مجھکو خوب معلوم ہے کہ بدیع الملک
اپنے نام کا ہے تاوقتیکہ کوئی مسلمان نہ ہوگا ہرگز اسکی تیغ بیدریغ سے محفوظ نہیں رہیگا پہلے میں یہ سوچا تھا کہ مجبوری کی
حالت میں بظاہر دین اسلام قبول کر لونگا مگر پھر خیال آیا کہ تمسے بھی مشورہ کر لینا چاہیے اگر تم مستعد ہو تو کیوں اپنے دین آبائی
کو چھوڑیں اور خدائے نادیدہ کی بندگی اختیار کریں خورشید نے کہا اے سکندر شاہ تم بجائے خود اس بات کو سمجھو کہ جب
میں اسقدر عرصہ تک قید رہا ہوں طرح طرح کی سختیوں کا متحمل ہوا تو مجھ میں اسقدر کہاں دم رہا ہے کہ بدیع الملک
ایسے جوان نامدار کے مقابلہ میں سربر ہونگا ہاں اس بات کا خیال ضرور ہے کہ تمہاری قید میں مجھکو اسقدر موقع ملا کہ میں اسوقت
تک اپنے مذہب آبائی پر قائم ہوں شاید بدیع الملک کی حراست میں ایسا موقع نہ ملیگا سکندر شاہ نے کہا تم ہی سمجھو
اور قید و بند کی جو شکایت کرتے ہو یہ بالکل بیکار ہے سوا اسکے جو غالب ہوتا ہے اپنے مغلوب کو گرفتار کر کے اس سے کسطرح
پیش آتا ہے فرض کرو اگر میں تمہاری قید میں ہوتا پس تم کس اختیار سے رعایت کر سکتے تھے اور اب یہ اتفاق موقع ہے کہ ہم تمکو
رہا کرنیکو موجود ہیں اگر پیشقدمی کروگے تم ہماری قید سے رہا ہو جاوگے ہمارا لشکر پراگندگی سے محفوظ رہیگا خورشید نے قبول کیا
سکندر شاہ نے فوراً قید و بند سے رہا کر دیا اور حرب و ضرب کا سامان دیکے کہا اے خورشید آج ہمکو تمہاری چالاکی پر تکیہ
دیکھنا ہے کیونکہ میں نے بارہا تمہارے ہر طرح سے لائق و فائق ہونے کی تعریف سنی ہے - خورشید ستارہ پرست مسلح و مکمل ہو
مرکب پر سوار ہوا اور شہزادہ بدیع الملک کے روبرو آ کے نعرہ مارا کہ اے بدیع الملک اگر نہ دانی بدان منم خورشید ستارہ
پرست سپہ سالار افسران شاہ یہ کیا نامردی ہے کہ توریج خان صاحبقران کی عدم موجودگی میں خداوندزادوں کے
بندوں کو ہلاک کرنے کے درپے ہے بدیع الملک نے کہا اے خورشید تو یہ کیا مزخرف بکتا ہے اگر توریج بزرگ موجود
بھی ہوتا تو کیا کر سکتا تھا اور تیری اسلحہ کے غیرت دلانے سے ہرگز باز نہ آونگا ہاں اگر توریج کی تمام فوج موجودہ مع
سرداران معترف مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو جان بخشی کیجاوے گی ورنہ تم سب اپنے کو تہ تیغ سمجھو خورشید نے
کہا یہ ہرگز نہ ہوگا اگر کوئی اور شرط ہوتی تو مضائقہ نہ تھا شہزادہ نے کہا نہیں تو لے بیار آنچہ داری ز مردی نشان
خورشید نے غور سے جو بدیع الملک کی شکل و شمائل کو دیکھا دل میں کہا زہے نصیب نور الدہر کے کہ ایسا وجیہ و
تنا ور اسکا فرزند خداوند زحل نے مرحمت کیا اور بدیع الملک سے کہا اے جوان ذیشان تمہاری شان و شوکت
میری نظر میں ایسی جلوہ گر ہو گئی ہے کہ ہرگز تم سے مقابلہ کرنیکو دل گوارا نہیں کرتا مگر دین و مذہب کا مقدمہ ایسا پیش ہے کہ بغیر
مقابلہ چارہ نہیں یہ کہا اور نیزہ کا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے نیزہ کی ضرب کو رد کیا اور شمشیر آبدار کا وار کیا
خورشید نے بھی اس وار کو رد کیا اسیطرح ضربہائے مختلف کی ردو بدل سکے۔ بعد جنگ زور دست و بازو کی نوبت
آئی اور تین روز و شب برابر گاؤ زور بیان رہیں نہ این راضرر نہ آن را خلل جب خورشید تھک جاتا تھا چند لمحہ
کی مہلت حوائج ضروری کے بہانہ مانگتا تھا شہزادہ منظور کر لیتا تھا اور پھر اسیطرح کشتی شروع ہو جاتی تھی چوتھے روز
بدیع الملک نے خورشید کو ہاتھ پر بلند کر لیا پھر زمین پر مارا اور سینہ پر سوار ہو کے کہا اے خورشید میں نے اپنے
پدر معظم کی زبانی بیشتر تیرے اوصاف سنے ہیں کہ تو پہلوان زمان ہے میں عرصہ سے متمنی اس بات کا تھا کہ کسیطرح تیرے
زور و طاقت کا امتحان کروں پس فی الحال موقع مل گیا اور تیرے زور و طاقت کا حال معلوم ہو گیا واقعی
تو مرد مردانہ ہے میں نہایت افسوس سے اس بات کو کہتا ہوں کہ اگر تو اسوقت ... دونگا میں تجھ اپنے شہر ویکے

ہلاک کرنے کو مجبور ہو جاؤنگا دین و مذہب کا ایسا مقدمہ ہے کہ بھائی بھائی کی رعایت نہین کر سکتا غرض کہ کیا تو کرے خورشید
نے جو اسطرح کی تقریر موثر اسکی سنی دل مین کہا ہے یہ بادشاہ مسلمان ہو جانا مناسب ہے فرعونی پرستی سے توبہ مذہب سے منہ پھیر
اور بدیع الملک سے کہا شہریار مجکو تمہاری فہمائش بہت پسند آئی اور اسیوقت کلمہ طیبہ پڑھکے مسلمان ہوگیا
شاہزادہ بعجلت تمام اسکے سینہ پر سے اتر آیا اور گود مین اٹھا لیا کہا اے خورشید خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسکے
فضل نے تمہارے دل مین مسلمان ہونے کا خیال پیدا کر دیا ورنہ مین اسوقت سخت افسوس مین مبتلا ہوتا اسلئے کہ جب
مین نے تمہاری صورت دیکھی اسیوقت سے تمہاری طرف سے میرے دل مین خیال پیدا ہوگیا تھا اگرچہ اظہار کرنیکی
مجال نہ تھی خورشید نے کہا شہریار یہی میرا حال ہے مجھسے دل را بدل راہیست در این گنبد سپہر ہو اسطرف سکندر شاہ
کو خورشید کی جنگ و جدال پر بہت کچھ بھروسہ تھا جب اسکی لشکر سے خورشید کے مسلمان ہونے کا ماجرا گذرا اور یہ بھی کہا گیا
کہ شاہزادہ بدیع الملک نہایت انس و محبت سے باتین کر رہا ہے اور اسکی زبان پر بھی کلمات دوستانہ جاری ہین کہا
کیا خوب یک نہ شد دو شد یہ ہمارے رہا کرنے کا ہمکو انعام دیا ہے کہ ہمارے حریف سے اسطرح مل گیا کہ گویا برسون کا
دوست ہے پھر دل مین یہی خیال آیا کہ سکندر یہ اب بیشک نتیجہ بد نظر آتا ہے تورج طلسم مین نہین گیا جہنم مین چلا گیا جو ابتک
واپس نہین آیا خواہ مخواہ اپنے ساتھ تمام فوج کا خون کرنا کیا ضرور ہے چلو اس جوان کے روبرو مسلمان ہو چنانچہ بلاتکلف
تنہا صرف ایک تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا شہریار اپنے مذہب کے اصول و فروع
مجکو بھی تعلیم کرو مین مسلمان ہونگا شاہزادہ نے خوش ہو کے اسے بھی گلے سے لگا لیا اور کہا خداوند عالم اس سے زیادہ
اپنی توفیق تیری رفیق کرے بعدہ کلمہ طیبہ پڑھا کے عقائد اسلام تعلیم کیے دو روز شہزادہ کو دین اسلام کی حقیقت اور اسکے
مسائل بیان کرنے مین گذرا دوسرے روز رسولون کی صورت سے مشابہ ہوکے پانچ آدمیون کو جو چیدہ ان ہوشیار
و چالاک تھے ہمراہ لیا اور قلعہ کے سامنے پہونچا سر جو اٹھایا کیا دیکھتا ہے کہ فیل بند دروازہ کی سقف پر سنجاب شاہ
مثل گرگ منتظر کے بیٹھا ہے بصورت شاہزادہ کی صورت کو دیکھ رہا ہے ہر چند کہ شہزادہ پہچانتا تھا کہ یہ اور کوئی نہین ہے سنجاب شاہ
ہے لیکن تجاہل بیکار کے کہا یہ کون ہے جو کوٹھے پر بیٹھا ہے اپنے مالک سنجاب شاہ سے کہدے کہ شہزادہ
بدیع الملک نے ایک نامہ بھیجا ہے سنجاب شاہ نے کہا مین ہی ہون سنجاب شاہ بدیع الملک کا نامہ
کہان ہے لاؤ دیکھون کیا لکھا ہے شہزادہ نے کہا اے سنجاب شاہ مین پائین قلعہ ہون تو بالاے قلعہ ہے کسطرح سے نامہ
دون سنجاب شاہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ قلعہ کا دروازہ کھول کے اس قاصد سے نامہ لے آوے ملازم دروازہ
پر آیا اور اندرون قلعہ سے آواز دی کون نامہ لایا ہے لاؤ دروازہ کی درازمین سے نامہ کو دیدے شہزادہ نے کہا
مین دروازہ کی دراز سے ہرگز نامہ نہ دونگا اسواسطے کہ شاہزادہ کا حکم ہے نامہ سنجاب شاہ کو خود دینا اور رقعہ جواب
لینا اگر مین نامہ دیدون اور جواب نہ ملے تو مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگا دروازہ کو کھول تا کہ مین اندر آؤن اسنے
کہا قلعہ کا دروازہ کھولنے کا حکم نہین ہے شہزادہ نے کہا مجھے اسطرح خط دینے کا حکم نہین ہے اگر تو اپنے مالک کا مطیع فرمان
ہے تو مین بھی اپنے مالک کا مرتکب امر دیدے سے گنہگار ہون وہ آدمی سنجاب شاہ کے پاس گیا اور کہا شہریار وہ نامہ بر
خط نہین دیتا کہتا ہے دروازہ قلعہ کا کھول تو مین قلعہ مین داخل ہوکے خود بادشاہ کو نامہ دون اور جواب لون سنجاب شاہ
نے کچھ سوچ کے کہا اچھا بہ ہوشیاری تمام قلعہ کا دروازہ کھول اس نامہ بر کو یہان لے وہ ملازم وہان سے پھر دروازہ
کے پاس آیا اور دروازہ [illegible] کہ اندر قلعہ کے بلا لیا شہزادہ سنجاب شاہ کے پاس پہونچا نامہ دیا جو
سنجاب شاہ [illegible] لکھا تھا بعد حمد خداوند جل و علا و نعت جناب محمد مصطفی و منقبت

علی مرتضیٰ کا وصی رسول خدا ای سنجاب شاہ کافر بیحیا کیون اپنی عاقبت خراب کرنے کے درپے ہی اور دنیا مین ذلیل اور
رسوا ہونا چاہتا ہی اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہی اور کچھ روز زندگی بعافیت بسر کرنا مقصود ہی تو دین فرعون پرستی کو ترک
کرکے خداپرستی اختیار کر اگر اس راہ ضلالت کو نہ چھوڑیگا اور میرے متنبہ کرنے پر اعتنا کرنا مقصود نہ ہو پس آمادہ پیکار
ہو اور جہنم مین جانے کا سامان مہیا رکھ نامہ تمام والسلام جو ہین تمام ہوا اور سنجاب شاہ چاہتا تھا کہ باقی کچھ
سخت و درشت کہے بدیع الملک نے کہا ای سنجاب شاہ اپنی زبان کو اختیار مین رکھنا خبردار کوئی کلمہ خلاف
زبان سے نہ نکلے ورنہ بہتر نہ ہوگا یہ نہ سمجھنا کہ قلعہ مین بند و محفوظ بیٹھا ہی یہین پر تیری زبان گدی سے کھینچ لیجاویگی
سنجاب شاہ نے متعجب ہوکے شہزادہ کو از سرتا پا دیکھا کہا تو نامہ بر ہی یا بدیع الملک کا عزیز قریب ہی جو اسطرح
اسکی خیرخواہی پر آمادہ ہی اور تجھکو یہ بھی خیال نہین ہی کہ ایک بادشاہ خودمختار کے روبرو ہم نامہ بر ہوکے کیا بیہودہ
گستاخانہ گفتگو کرتے ہین خبردار اب اسطرحکا کوئی بیہودہ کلمہ زبان سے نہ نکلے ہمنے اس سبب سے تیری بڑی رعایت
کی کہ تو تنہا قلعہ مین چلا آیا ہی اور ہرطرح تو نے اپنے کو ہمارے اختیار مین دیدیا ہی ورنہ خود تیری زبان گدی سے کھنچوا لیتا
شہزادہ نے کہا ای سنجاب خانہ خراب ہوش مین آ آنکھین کھول کے دیکھ مین کون ہون سنجاب شاہ نے
کہا مین خوب جانتا ہون کہ تو ایک بیباک نامہ بر ہی جسکو اپنی جان تک کا خیال نہین ہی شہزادہ نے کہا او کوڑ باطن
احمق اب بھی نہ سمجھا مین ہون بدیع الملک نامہ بر کی یہ مجال نہین ہی کہ اسطرح بیباکانہ گفتگو کریگا سنجاب شاہ
نے جو ہین شاہزادہ کی زبان سے بدیع الملک نام سنا پھر غور سے شاہزادہ کی صورت دیکھی کہا ہان آپ ہین
اچھا پھر کیا ہی لیجئے خوب سنیے اور بہ آواز بلند اپنے لشکر سے کہا لینا یہ خداپرست قلعہ مین بہ مکر آگیا ہی جانے نہ
پائے یہ سنا تھا کہ فوج سنجابی بے تحاشا شہزادہ کیجانب دوڑی چاہا شہزادہ کو ہلاک کرے بدیع الملک نے
جست کرکے اپنے کو سنجاب شاہ کے قریب پہونچایا کمربند مین ہاتھ ڈالا اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کرلیا اور سنجاب کے
سپر قرار دیکے تیغ کفار مین در آیا جس شقی نے شمشیر و نیزہ کا وار کیا شہزادہ نے سنجاب شاہ پر رد کیا خواہ مخواہ
تو مسلمان اور دیگر سرداران ہمراہی بیرون قلعہ مقیم تھے اور منتظر تھے کہ شاہزادہ قلعہ مین داخل ہوا ہی دیکھین کیا
صورت پیش آتی ہی یکایک شہزادہ کی نعرہ کی آواز اندرون قلعہ سے بیرون قلعہ اونکے گوش زد ہوئی بے
تحاشا دوڑے اور بدولت تمام قلعہ کے دروازون کو شکافتہ کرکے قلعہ کے اندر داخل ہوگئے اور بے تکلف
اون گبران ناہنجار پر تلوار چلانے اور وار کرنا شروع کردیئے جو زد پر آگیا فوراً دو حصہ ہوکے دم سے زمین پر گرا
سنجاب شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا چونکہ وہ بھی کوفتی ہوگیا تھا پکار کے کہا ای جوان مین مسلمان ہوتا ہون مجھکو
پناہ دے شاہزادہ نے فوراً اسکو زمین پر رکھدیا اور تلوار کو اسکے سر پر علم کرکے کہا جلد کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ اسنے کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام مین داخل ہوگیا مگر فوج سنجابیہ اسیطرح بر سر جنگ
رہی سنجاب شاہ نے نعرہ مارا ای نابکارو کیون خواہ مخواہ اپنے کو ہلاک کرتے ہو دین اسلام کی حقیقت مجھپر ثابت
ہوگئی مین مسلمان ہوگیا تم سب بھی اسلام قبول کرو چنانچہ تمام لشکر سنجابیہ صدق دل سے مسلمان ہوا بعد چندی زندان
مین آیا حمزۂ ثانی اور یاران دست چپ کو قید و بند سے رہا کیا حمزۂ ثانی کو بہ کمال ادب تسلیم عرض کی حمزۂ ثانی نے
خوش ہوکے بدیع الملک کو گود مین اٹھالیا سر و چشم پر بوسہ دیکے کہا ای لشکر کردہ مہربان بارگاہ ملک العلام
تو اسے حامی دین مبین و پشت پناہ اہل اسلام اسقدر بدمستی مدت دراز ... عجیب ... تو کہان تھا اور کس امور میں
مین مصروف تھا یہ تو مین خوب جانتا ہون کہ تو مجھکو بطلاسے قید مصیبت

بدیع الملک نے

نے حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریار آج بارہ تیرہ روز کا عرصہ گذرا کہ رستم ثانی اس طلسم نیستان مین
داخل ہوا ہی اب کچھ اُسکی خلاصی کی فکر کرنا چاہیے ایرج نے جو اپنے فرزند کا یہ حال سنا کہ طلسم مین گرفتار
ہو گیا ہی کہا شہریار چند روز یہان توقف کرنا چاہیے تا کہ مین رستم کو قید طلسم سے رہا کرون شہزادہ نے
بخوشی خاطر قبول کیا دوسرے روز ایرج نیستان کے قریب آیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ آہو پیدا ہوا
ایرج نے کمند کا حلقہ بنایا اُس آہو پر پھینکا ایک سرا اُس کمند کا آہو کی ایک شاخ سے لپٹ گیا باقی تمام
کمند مین ایرج پیچیدہ ہو گیا آہو بھاگا ایرج اُسکے ساتھ کھنچتا ہوا چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر شعلہ آتش پیدا
ہوا اور تمام نیستان جلکے خاک سیاہ ہو گیا جب شب گذرکے صبح ہوئی وہ نیستان اپنی اصلی ہئیت پر
آگیا نیستان کی سیاہی تک کا نشان نہ رہا ملک قاسم نے عرض کی شہریار مین بھی اس طلسم کی سیر کا
مشتاق ہون حمزہ ثانی نے کہا ایسے مقام مین جانے سے احتراز کرنا چاہیے جہان جان کا ضرر ہو ملک
قاسم نے کہا شہریار طرفہ واقعہ ہی کہ جو جاتا ہی مفقود الخبر ہو جاتا ہی دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا امر ہی حمزہ ثانی نے کہا
اگر ایسا ہی اشتیاق ہی تو مین مانع نہین ہون تا اینکہ ملک قاسم بھی اُس طلسم مین غایب ہو گیا راوی کہتا ہی
کہ اسیطرح تمام یاران دست چپ یکے بعد دیگرے مع حمزہ ثانی گرفتار طلسم ہو گئے اب شہزادہ بدیع الملک
کو سخت تردد ہوا سنجاب شاہ سے کہا ای بادشاہ تمنے دیکھا کہ تمام یاران دست چپ مع حمزہ ثانی
طلسم مین جاکے غائب ہو گئے میرا دل چاہتا ہی کہ مین بھی داخل طلسم ہون سنجاب شاہ نے کہا شہریار
میری راے بالکل نہین ہی اسواسطے کہ اگر تم بھی داخل طلسم ہو جاؤگے تو اس لشکر کا اہتمام کون کریگا شہزادہ
نے کہا لشکر کے اہتمام و انتظام کا خیال عبث ہی اسواسطے کہ تم موجود ہو سنجاب شاہ نے کہا مین زیادہ
کچھ کہنے کا منصب نہین رکھتا جو کچھ مناسب معلوم ہوا عرض کر دیا شہزادہ نے کہا نہین صاحب مین بھی
طلسم مین جاؤنگا چنانچہ دوسرے روز مرکب پر سوار ہوکے جانب نیستان روانہ ہوا قریب طلسم پہونچکر
ایک بلند ٹیلہ پر توقف کیا اور خیال کیا کہ نہین معلوم یہ سرداران لشکر اسلام کسطرح طلسم مین مبتلا ہو گئے
اور کس مصیبت مین مبتلا ہین فرض کیا کہ مین بھی آگے قدم بڑھاؤن اور طلسم مین گرفتار ہو کے مجبور ہو گیا
تو پھر رہائی کی کیا صورت ہوگی بہت بہتر ہوتا اگر پیشتر سے کچھ حال اس طلسم کا دریافت ہو جاتا اس فکر مین
مبتلا تھا یکایک ہیکل کا خیال آیا خوش ہوا اور اُسکے دانہ کے قفل پر نظر کی ایک دانہ پر کچھ حروف نظر آئے خوب
غور سے دیکھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای حامیان دین اسلام و اے جوانان ذوی الاحترام اس طلسم کا فتح کرنا تو سہل
امر نہین ہی یا تم مین سے جسکے مزاج مین آوے جرات کرے فاتح طلسم کو چاہیے کہ قبل نمودار ہونے آہو کے
اُس پشتہ پر جاوے جہان وہ آہو قیام کرتا ہی اُس مقام کی زمین کو کھودے وہان سے ایک صندوق برآمد
ہوگا اُس صندوق کو کھولے اندرون صندوق تیر و کمان رکھی ہوگی بلا تکلف صندوق سے نکال لے قریب
اُس پشتہ کے درخت چنار ہی اُسکی تنہ کی آڑ مین قیام کرے تا اینکہ بدستور وہ آہو اُس پشتہ کے قریب آئیگا
اور اُس صندوق کو سونگھے گا صاحب تیر کمان کو چاہیے کہ تنہ درخت کی آڑ سے تیر چلہ کمان مین رکھ کے
اُسکے پہلو کیطرف رہا کرے وہ آہو زخمی ہوکے مثل پرند اوڑ لیگا اور پھر ایک جگہ زمین پر گر پڑیگا بعجلت
تمام اُس مقام پر پہونچنا چاہیے ہرن کو علیحدہ ہٹا کے اُس مقام کو کھودنا چاہیے نقب نمودار ہوگی اُسی
نقب مین داخل ہو ایک باغ مین ورود ہوگا وہان تیر تک

تا طلسم باطل ہو جائیگا

شہزادہ اُسکی ہدایت سے بہت خوش ہوا حمائل پر بوسہ دیا اور گردن مین پہن لیا قبل اسکے کہ ہرن نمودار ہو
قریب پشتہ کے پہونچا عجلت سے وہان کی زمین کھودی صندوق کا پٹرا نمودار ہوا اور زیادہ زمین کو کھودا
یہان تک کہ وہ صندوق اُس مقام سے نکال لیا بہت بھاری قفل لگا تھا ہر چند زور کیا وہ قفل نہ کھلا اب تردد
ہوا کہ کیا کرنا چاہیے طلسم کا تعلق ہی بالیقین بلا سبب قفل کھلنا محال معلوم ہوتا ہی اور آہو کے آنیکا وقت قریب ہی
اگر آہو آ پہونچا اور قفل نہ کھلا پس انتظام فتح طلسم مختل ہو جائیگا پشت قفل کیجانب لکھا دیکھا اے فاتح قفل طلسمی
حمائل کے مس ہونے پر اس قفل کا کھلنا موقوف ہی شہزادہ نے حمائل کو جھٹ گردن سے اُتارا قفل سے مس کیا
فوراً قفل کھل گیا صندوق کے اوپر کا پٹرا اُٹھایا دیکھا تیر کمان اُسمین رکھی ہی شہزادہ نے اُس تیر کمان کو صندوق
سے نکال کے اپنے قبضہ مین کیا پھر صندوق کو پشتہ پر چھوڑ کے اُس درخت چنار کے عقب مین چھپا ہنوز
چند لمحہ کا عرصہ گذرا تھا کہ وہ آہو نمودار ہوا اور پشتہ پر پہونچ کے اُس صندوق کو دیکھا اور چاہتا تھا کہ صندوق
کو سونگھے ادھر شہزادہ نے تیر کو شست سے رہا کیا وہ تیر ایک پہلو سے دوسرے پہلو کو برابر کے نکل گیا
آہو زخمی ہو کے وہان سے پران ہوا شہزادہ اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا آہو تھوڑی دور پر پہونچ کے بیحال
ہوا اور زمین پر گرا شہزادہ نے وہان پہونچ کے آہو کو اُس جگہ سے علیحدہ کیا اور اُس جگہ کو کھودا ایک نقب
ظاہر ہوا شہزادہ نقب مین داخل ہوا ایک باغ مین پہونچا جسمین ہزار ہا رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے
ہر جانب درختان سر سبز پر جانوران خوش رنگ و خوش آہنگ زمزمہ سنجی کر رہے تھے وہ باغ ہی جسکے
رشک سے جنت کے دل پر داغ ہی ❊ نگاہ از سیر این باغ طرب خیز ❊ چو تار ساز گردد نغمہ انگیز ❊ کف از فوارہ
از جوشش کشادہ ❊ فلک را غوطہ در آب دادہ ❊ ہوا لیکن بسکہ شفاف ست بلبل ❊ تواند دید دود آتش گل ❊
چار لاکھ درخت خوش قد موزون ❊ ہر مصرعہ نہال کے سامنے مصرعہ طوبی زحاف سے ناموزون ❊ کوئی پتہ
دوسرے سے بڑھا ہوا مو کیا ذکر - جو ڈالی ہی اُس کے سدرہ مین ایک شاخ نکالی ہی - ہر ایک درخت سر سے
پاؤن تک گویا گلدستہ - ہر شاخ معشوق رنگین کا دست حنا بستہ - وسط باغ مین ایک قصر عالی شان بنا ہی
ہی جسکے در و دیوار مینا کار - چرخ فیروزہ گون جن پر نثار - نقاشان مرلیج نگار نے طراز نقش غریب و عجیب
اُس صنم کدہ قدس مسکن کی سقف و ستون پر اس رنگ سے بنائے ہین کہ مشاہدہ نزاکت عقل مانی و بہزاد
کو دیوانہ بناتا ہی - چہرہ پردازی صور گوناگون اور رنگ آمیزی گلہائے بوقلمون مین خامہ موشگاف نے
وہ باریکی صرف کی ہی کہ حسن صورت کا کرشمہ مانند حسن معنی اہل نظر کے ہوش اُڑاتا ہی - وسط حقیقی باغ
مین حوض صفا سے قطرہ آب - صوفیان صافی نہاد کے دل کا جواب - اتنا وسیع کہ اگر اُسمین آج اپکاری کیجیے تو برس
مین آواز سیر سے عقل بلند و ست ❊ جو اُسکے ارتفاع کو دیکھے سر کی ٹوپی سے الگ جا سے اُسپر نظر نہ آسکے - سے فلک
گشتہ حیران نظیر کو ❊ فرشتہ شدہ مرغ تصویر او ❊ شہزادہ بدیع الملک سیر باغ کرتا ہوا اور صنعت صانع حقیقی کا تماشا
دیکھتا ہوا اُس بنا سے مرتفع فلک فرسا کے قریب پہونچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک جوان ذی شوکت و شان دامن کو واسطے
آستینون کو کہنیون تک چڑھائے - پسینہ مین غرق چہرہ محنت شاقہ سے تمتمایا ہوا ہاتھ مین بیلچہ لیے کہین اسطرف
روش کو بناتا ہی کبھی [illegible] کیاری کو درست کرتا ہی کبھی کسی تھالے مین پانی دیتا ہی بدیع الملک بغور اُسکی
صورت کو دیکھ [illegible] متعجب ہوتا رہا کبھی دل مین کہتا تھا کہ یہ معاملہ طلسم ہی نہین معلوم کون شہزادہ
عالیجاہ ہے [illegible] ہی جسکو اپنے محنت مین مبتلا کر رکھا ہی کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید

یہان کے خدمتی اور ملازم اسی ہیئت و صورت کے ہونگے یا کوئی جادوی کریہ منظر ہوگا مجھکو فریب دینے
کی نیت سے اپنی یہ صورت بنائی ہے اور ایسا محنت مین مصروف ہے چنانچہ تا دیر شاہزادہ ایک جگہ کھڑا رہا اور
یہ تماشا دیکھا کیا مگر اُسنے یہ بھی نہ جانا کہ کون ہے یکایک اُس جوان نے شہزادہ کو دیکھا بیلچہ کو ہاتھ سے زمین پر
رکھدیا اور شہزادہ کے قریب آکے سلام کیا شہزادہ کو اُس جوان کے سلام کرنے سے اور بھی تعجب نے گھیرا
آخر پوچھا ای جوان تو کون ہے اور تو نے مجھے سلام کیون کیا اُس جوان نے متبسم ہوکے کہا سلام کرنے مین کچھ
مضائقہ نہین ہے ہر ایک قوم و ملت مین یہ رسم جاری ہے پھر مین نے سلام کیا تو کیا گناہ کیا شاہزادہ نے کہا ای
جوان میرے پوچھنے کی یہ غرض نہین ہے بلکہ اصل مطلب میرا یہ ہے کہ مین ایک مرد اجنبی بضرورت یہان
وارد ہو گیا ہون تو یہان کے باشندون مین سے ہے اُس جوان نے کہا یہ گمان تمہارا بالکل غلط ہے مین ہرگز اس
طلسم کے باشندون مین سے نہین ہون بلکہ حسب اتفاق میرا گذر بھی اس طلسم مین ہو گیا ہے اصل حقیقت
میری یہ ہے کہ مین فیاحق نام پسر فرعون شاہ ہون آج بارہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مین اس طلسم مین قید ہون
ابھی تھوڑے روز کا عرصہ ہوا کہ ایک روز مین اسی ریاضت مین مصروف تھا کیا دیکھتا ہون کہ چند شخص یہان
وارد ہوئے میری نظر مین وہ باعتبار وضع و قطع کے خداپرست معلوم ہوئے مین نے اُنکا نام پوچھا ایک
نے اُنمین سے کہا مین رستم ثانی نام سے مشہور ہون دوسرے نے کہا مجھکو ایرج کہتے ہین مین نے دین و
مذہب کے بارہ مین سوال کیا میرے قیاس کے موافق اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سب خداپرست ہین بالیقین
وہ سب بھی میری طرح اس طلسم مین گرفتار کیے گئے ہونگے جسطرح مین یہان مبتلاے بلا ہوا ہون سو ندارم
ہمدمے کو ز اصلاح کار خود پرسم * نہ غمخوارے کہ زو حال دل افگار خود پرسم * اس بارہ برس کے عرصہ مین کوئی دن
ایسا نہ گذرا جسمین مین نے اپنے مادر و پدر کو یاد کرکے گریہ و زاری اور صداے فریاد نہ کی مگر کوئی میری فریاد کو
نہ پہونچا تا کہ اس قید مصیبت سے رہائی میسر ہوتی شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ای جوان یہ حال تیری زبانی مین نے
سب سُنا لیکن یہ تو نے نہ بیان کیا کہ کس وجہ سے اس طلسم مین تیرے گرفتار ہونیکا اتفاق ہوا اُسنے کہا ای جوان
سنو اس طلسم پر محنت و الم کی حاکم و فرمانروا خیرنگ جادو نام ہے یکایک وہ بدبخت میرے اوپر فریفتہ ہو گئی اور
مجھسے اپنی مراد چاہی اُسکی اس درخواست کو سُنکے مجھکو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ اگر تیرا مقصود مجھکو ہلاک کرنا ہے
تو اس حیلہ کی کیا ضرورت ہے بلا تکلف ہلاک کر تجھسے کون تعرض کر سکتا ہے ورنہ مجھکو رہا کر دے کہان مین ایک
طفل نوخیز اور کہان تو پیرزالہ مجھمین اسقدر طاقت کہان جو مین تیری مراد کو پورا کر سکون اُسنے مجھکو بہت کچھ
تعاقب کیا چونکہ میری جرأت نہ ہوئی بنا بران مین نے ہر مرتبہ انکار کیا وہ بہت برہم ہوئی اور کہا ای جوان
یہ محض تیرا حیلہ ہے مین تیرے انکار سے ضرور تجھکو قتل کرتی مگر کیا کرون کہ تیری صورت زیبا میرے دل مین ایسی
جگہ کیے ہوے ہے کہ مطلق جرأت نہین ہوتی کہ تجھکو کسیطرح کا جسمانی صدمہ سخت پہونچا سکون خیر اگر تو اپنے کو
اس کام سے عاجز سمجھتا ہے تو مین بھی تجھکو اپنے کام کیواسطے مجبور نہین کرونگی یہ بندوبست قرار دیا ہے کہ مین اپنی
حاجت کو اختیار دلی سے روا کرونگی اور تیری صورت کے محض نظارہ پر اکتفا کرونگی یہ کہا اور بیلچہ میرے
ہاتھ مین دے کے کہا ای جوان تو اس باغ کی آب رسانی اور چمن آرائی مین مصروف رہ مجبور قبول چارہ
کیا تھا خاموش ہو رہا جبھی سے اس مشقت و محنت مین زندگی بسر کرتا ہوا۔ جبکہ حمزۂ ثانی اور یاران
اسلام کے یہان آنیکا اتفاق ہوا اُسوقت میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ

مدد اور نیستہور یہی اسکی

قدرت و جلال کے جا بجا نگڑے ہوئے تھے یہ کیسی قدرت خداوندی ہے کہ مین اس مصیبت مین مبتلا ہون اور اسکی
قدرت مطلق کام نہین آتی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی خداوندی کے قائل محض وہ و سے کے مین ہین اور حقیقت مین
کچھ نہین ہے ناچار اس بات کا عہد کیا کہ اگر خداپرستون کا مذہب حق ہے ضرور مین اس قید سخت سے رہا ہوجاؤنگا
اور اسوقت مین بھی مسلمانون کے مذہب کو سچا برحق سمجھونگا بعد اس نیت کے شب کو سو رہا تھا کہ خواب
مین دیکھا ایک مرد مقدس و ذات معظم صفات تشریف لائے جنکی شان و عظمت اسوقت تک میری نظر
مین سمائی ہوئی ہے انھون نے بشارت دی کہ ای جوان مطمئن رہ عنقریب تیری رہائی کا سامان پیدا ہوتا ہے
یعنی تین روز کے بعد ایک جوان خداپرست اس باغ مین پہونچیگا اخبار دیو کو ہلاک کریگا مع ہذا فیرنگ جادو
بھی اسی جوان کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے تو عجب نہین ہے آن مرد بزرگ کی بشارت دہی سے نہایت
متعجب تھا کہ یہ کون ہین یکایک غیب سے آواز آئی کہ ای فیاض کیون متحیر ہے یہ بزرگ حضرت ابراہیم ہین تیری
رہائی کی خوشخبری دیتے ہین ہان ای جوان آن بزرگ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس جوان وارد طلسم کا نام بدیع الملک
ہوگا اگر واقعی تمہارا نام بدیع الملک ہے تو یہ طلسم تمہارے ہاتھ سے فتح ہوجائیگا اور فتح طلسم فیرنگ جادو کے ہلاک
ہونے پر موقوف ہے جسوقت فیرنگ کی ہلاکت وقوع مین آویگی اسیوقت طلسم فتح ہو جائیگا شہزادہ نے پوچھا فیرنگ جادو
کہان ہے اسنے کہا شہریار مجھکو اسکے مقام قیام سے اطلاع نہین ہے ہان کبھی کبھی میرے دیکھنے کو یہان آ نکلتا ہے
ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین یکایک ہوا سے آسمان سے نعرہ کی آواز آئی کہ باش ای فیاض تو میرا رقیب ہے دیکھون تو
میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے بعد اس صدا کے انھون نے دیکھا کہ اخبار دیو ہوا سے آسمان سے زمین پر آیا جونہی
فیاض کی نظر اخبار دیو پر پڑی مثل بید لرز گیا اور شہزادہ بدیع الملک کے عقب مین جا چھپا اخبار نے نعرہ مارا
کہ ای فیاض تو اس جوان کے عقب مین کیون چھپا ہے مین خوب جانتا ہون کہ تیرے ہی سبب سے یہ جوان یہانتک
پہونچا ہے بدیع الملک نے کہا ای خیرہ سر فیاض سے کیا کہتا ہے جو کچھ کہنا ہو مجھسے کہہ فیاض کی کیا وقعت ہے جو میرے
یہانتک پہونچنے کا سبب ہوگا اخبار دیو نے سر تا پا شہزادہ کو بغور دیکھا اور کہا ای جوان ضعیف الجثہ کیا تجھکو
مطلق اپنی جان کا پاس نہین ہے مجھکو تیری کم سنی پر رحم آتا ہے ورنہ ایک ہی لقمہ تیرا کر لیتا شہزادہ نے کہا
او اجل رسیدہ یہ تیرا خیال خام ہے مع ہذا ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اسکی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر
گرا اخبار کا ہلاک ہونا تھا کہ ہوا سے آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور شہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لا کے جانب
آسمان پران ہوا اور اسقدر بلند ہوا کہ شاہزادہ کی آنکھین بند ہوگئین پھر جب شاہزادہ نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک
کوہ بلند پر پایا جو نہایت سیاہ و بے نور و ہولناک تھا ہر طرف نظر جاتی تھی بیابان بلا خیز تھا کہ الحفیظ الله سوا ن
درخت کا نام نہین ہوا ایسی گرم کہ جیسے دل و جگر کو کباب کیے دیتے تھے سناٹا جو اس باختہ کیے دیتا تھا
دور دور کے کہسار دکھائی دیتے تھے مع ہذا دیکھا ایک زن کریہ المنظر عجیب الخلقت سامنے کھڑی ہوئی شہزادہ
نے گھبرا کے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا ای جوان تو مجھکو نہین جانتا حالانکہ تو نے میرے مطلوب یعنی اخبار دیو کو
بے خطا قتل کیا برسون کا ساتھ چھوڑا دیا اب بے اسکے زندگی وبال ہے کیا تو نہین دیکھتا اسکی مفارقت مین میرا
کیسا خراب حال ہے ہاے مین کیا کرون کدھر جاؤن وہ اسکے موٹے موٹے ہاتھ پاؤن اور تمام اعضا وہ اسکا
مٹکا سا سر نقارہ سا پیٹ کہان [illegible]ن گی ای جوان اگرچہ تو بھی مرد ذات ہے لیکن تیرے تمام اعضا سینک سلائی
مین بالکل کم جثہ ہو اگر [illegible] ل بہلاؤن تو کیا پاؤن گی (...... چہ خفتہ چہ بیدارم کا مصداق پاؤن گی تم

حسرت ہی حسرت مین مرجاؤن گی ہان تیری صورت خوب دیکھ کے دل کو گونہ تسکین ہوگی پھر یہ ظاہری اتنا ہی کبتک
خیال سی پر اکتفا سہی یہ کہا اور شاہزادہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکے اپنے سینہ پر رکھا اور کہا ای جوان یہ تو خوب سمجھ لے
کہ اب تو بالکل میرے اختیار مین ہی جو چاہون تیرا حال بناؤن چاہون قید بلا مین مبتلا رکھون چاہون رہا کردون
اگر تو اپنی گلو خلاصی چاہتا ہی تو تجھ سے مین درخواست کرون اسے تو خوشی خاطر قبول کر ورنہ اپنی زندگی سے ناامید ہو یہ
بیرا اپنی اقبال مندی سمجھ کہ اس کم جنہ ہونے میری اسپہ سطاوب نظر سے قطع نظر کر کے تجھپر اکتفا کرتی ہون شاہزادہ
نے کہا ای نیرنگ مین سمجھا نہین تو اپنا مطلب تو بیان کر اور میرا ہاتھ تو چھوڑ خواہ نخواہ میرے ہاتھ کو اپنے سینہ سے
لگا کے بیکار رکھے دیتی ہی اسنے ہاتھ کو چھوڑ دیا اور نفس سرد بھر کے کہا ای جوان یہ ہی خیال تو میرے دل کو اب کیے
پیتا ہی اسوقت تیری جگہ اخبار دیو میرا مطلوب قدیم ہوتا تو کیون میری دلشکنی کرتا ارے بدیع الملک وہ تو دو
دو روز بیٹھیان نہ کہتا تھا تمام بدن کی کھال کو شگفتہ کرتا تھا اسکو چمٹے کیطرح کھینچتا تھا اچھا لے اب آ مری
میری قسم مری مراد دے شاہزادہ نے دلمین کہا خدا کی مار اس بلا کے سر کو اور نیرنگ سے کہا تو گھبرا نہین مین
تیری مراد دیتا ہون یہ کہا اور اسطرح تلوار کا وار اسکے سر پر کیا کہ نوک تلوار کی اسکے اسفل مین نمایان ہوئی اس
ستمگارہ و بدکارہ نے با آواز بلند کہا ای بدیع الملک غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا مین نے اپنی مراد مانگی تو نے اپنا کام
کیا مین تجھکو ایسا بیدرد نہ جانتی تھی خیر کیا مضائقہ ہی اگرچہ تو نے مجھکو ہلاک کیا تاہم اب تو تمام زندگی یہان سے رہا
نہ ہو سکیگا شاہزادہ نے جواب دیا کہ اگرچہ مین یہان سے رہا نہ ہو سکون گا لیکن تو بھی مالک کی حراست سے رہا
نہ ہو سکیگی الغرض جب شاہزادہ بدیع الملک نیرنگ کے قتل سے فارغ ہوا وہان سے روانہ ہوئے کبھی
جانب مشرق گیا کہین بجز پہاڑ کے کچھ نہ پایا نہ کہین کوئی درخت تھا اور نہ کوئی اور قسم کی پناہ تھی کہ تھوڑی دیر دم لیتا
کبھی جانب مغرب گیا وہان بھی کوئی جائے قیام نہ پائی۔ راوی کہتا ہی کہ اسوقت شہزادہ قمر مراد ہوا مین شکار
کی غرض سے نکلا تھا اس پہاڑ پر بھی اسکا گذر ہوا اسنے دیکھا کہ ایک جوان با شوکت بالباسے کوہ سرگردان و حیران
ہر چہار جانب پھر رہا ہی حسرت کی نظر سے ہر چہار جانب نگاہ کر رہا ہی اول تا دیر شاہزادہ کو غور سے دیکھتا رہا دل میتا
خیال طرح طرح کے گذرتے رہے مگر کوئی سبب قابل یقین دل مین نہ آیا شاہزادہ بدیع الملک کے قریب
آیا اور کہا ای جوان تیری اجازت ہو تو مین تجھسے کچھ پوچھون شاہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی اسنے کہا تو کون ہی
اور کیونکر یہانتک پہونچنے کا اتفاق ہوا اور تیرا نام کیا ہی شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہین
جون ہی قمر زاد نے بدیع الملک کا نام سنا بے تحاشا دوڑتا ہوا شہزادہ کے قریب آیا اور گود مین اٹھا لیا۔ منہ چوم
چوم لیا اور کہا ای بابا بدیع الملک تو اس مقام محنت انجام مین کسطرح پہونچا شہزادہ نے طلسم کی حقیقت اور
نیرنگ ملعون کی قید شدید مین حمزہ ثانی اور دیگر یاران ہمراہی کا مبتلا ہونا اول تا آخر مشرح بیان کیا اور کہا مجھکو
نیرنگ جادو یہان لائی تھی قمر زاد نے متعجب ہو کے کہا تعجب ہی کہ نیرنگ جادو تجھکو یہان لائی اور
پھر تم اسکے ہاتھ سے زندہ بچے اب نیرنگ کہان ہی شہزادہ نے کہا خدا کے فضل سے مین نے اسے جہنم واصل
کیا مین اسوقت یہان سرگردان اسی تلاش مین پھر رہا تھا کہ کوئی ایسی جا ملے کہ مین تھوڑی دیر وہان
دم لون اس عرصہ مین تمسے ملاقات ہو گئی مگر ای شہریار مین نے تمکو نہین پہچانا کہ کون ہو تو اسوقت مجھسے بالطفت
پیش آئے ہو قمر زاد نے تبسم ہوا اور کہا ای بدیع الملک اب شاید تمنے مجھکو نہ پہچانا ہوگا آگاہ ہو کہ مین قمر زاد فرزند شہریار
اسپر ہون جون ہی شہزادہ بدیع الملک نے قمر زاد نام سنا دوبارہ قمر زاد سے ہم بغل ہوا اور کہا ای

شہریار معاف فرمائیگا مین نے نہین پہچانا تھا اور کیونکر پہچانتا دراصل میں نے تمھین کبھی نہین دیکھا نام نامی البتہ سماعت مین گذرتا رہا ہی آج مین نے تمھین دیکھا قمرزاد نے کہا ہان سچ ہی ای فرزند اب یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا ارادہ ہی شہزادہ نے کہا ای عالیمرتبت و والا منزلت فی الحال میرا مقدم ارادہ یہ ہی کہ کسیطرح مین پردہ دنیا مین پہونچون قمرزاد نے کہا ابھی یہ ارادہ تمھارا ہرگز پورا نہ ہوگا شہزادہ نے کہا کیا یہ بنا بر سرنوشت کے ہی یا اور کوئی خاص وجہ ہی قمرزاد نے کہا اس بارہ مین سرنوشت کے بابت مین کچھ نہین کہسکتا مین خود پردہ دنیا پر پہونچا دیتا مگر مین ابھی نہ پہونچاؤ وجہ اسکی یہ ہی کہ تمنے شہرستان قاف کو مسخر کیا ہی اور سہزارہ ہزار دست کو گرفتار کیا ملکہ آسمان میری والدہ معظمہ نے انھون نے سنا تھا کہ بدیع الملک بن نور الدہر سے ایسا کارنمایان ظہور مین آیا ہی جب سے ان معظمہ کو کمال اشتیاق تمھارے دیدار کا ہی پہلے ملکہ کی خدمت مین چلو بعدہ مین تمکو پردہ دنیا مین پہونچا دونگا بدیع الملک نے قبول کیا اور مرکب پری پیکر پر سوار ہوکے قمرزاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ بدیع الملک کو قمرزاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب متوجہ رکھا جاتا ہی اور حمزہ ثانی کے حال پر قلم رسائی کیجاتی ہی

ای سرنامہ نام تو عقل گرہ کشا سے را	وصف تو مطلع غزل عشق سخن سرا سے را	آئنہ وار یافتہ یک نظر از جمال تو
دل کہ فروغ سے دہد جام جہان نما سے را	قامت دستگیری است اینکہ چو طائر حرم	ہر سر کعبہ رہ دہی رند برہنہ پا سے را
سحر سامری کا غذ تو تسپا شود	گہ بکرشمہ سر دہی نرگس سرمہ سا سے را	من زکجا و حالت صورت و سماع کاروان

گوش نہادہ ام ہمین زمزمہ درا سے را مہتر نگ سازان طلسم غریب و بدیع نگاران فسانہ عجیب صفحہ قرطاس پر قلم جادو رقم سے اسطرح رنگ آمیزی کرتے ہین کہ حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی طلسم مین قید تھا ایکایک طوق و زنجیر سب کی پاسے کھل کے گر پڑی اور خلاص ہوگئے اپنے کو درمیان سرابچہ کے دیکھا لیکن تو بیچ جب خلاص ہوا سرابچہ سے باہر آکے مثل برق لامع وہان سے نکل گیا تمام سرداران لشکر اسلام اس قید و بند سے رہا ہوکے ہمہتن متحیر تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا یہ کیا ہوا اور کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ ہمارا رہا کرنے والا کون ہی اور کسطرح بند ہمارے دست و پا سے کھل گئے ناگاہ ایک فیاض بن فرعون آیا حمزہ ثانی کو سلام کیا حمزہ ثانی نے جواب سلام دینے کے کہا تمکو معلوم ہی کہ اس طلسم کو کسنے فتح کیا فیاض بن فرعون نے کہا فی الحقیقت فاتح اس طلسم کا شہزادہ بدیع الملک ہی اس دلاور دوران نے میرے روبرو اخیار دیو کو ہلاک کیا اخیار کے ہلاک ہوتے ہی اسکی محبوبہ نیرنگ جادو نے چالاکی کی کہ شہزادہ کو اٹھا لیگئی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ کچھ عجب نہین اگر اس بہادر و مانہ شجاع ایکا نے نیرنگ جادو کو بھی ہلاک کیا ہو حمزہ ثانی نے کہا پیشتر بھی ہم سب اسی شہزادہ نامدار کی کوشش سے رہا ہوے تھے اس مرتبہ بھی وہی ہم سب کی رہائی کا سبب ہوا اسکو اسطرح سمجھنا چاہیے کہ شہزادہ بدیع الملک نے دو مرتبہ ہمکو آزاد کیا یہ باتین ہو رہی تھین کہ سنجاب شاہ آیا اور سب تمام سلام کیا حمزہ ثانی نے کہا کیا خبر ہی سنجاب شاہ نے کہا شہریار خزانہ طلسمی موجود ہی حمزہ ثانی نے کہا یہ خزانہ طلسمی اپنے پاس رہنے دو یہ مال و اسباب طلسمی شہزادہ بدیع الملک کا ہی جسوقت شہزادہ یہان آئیگا اسکے حوالہ کرنا بعد از ان سامان جشن قید و بند سے رہا ہونیکا مہیا کیا گیا تمام یاران ہمراہی مصروف اہتمام ہوے ہر ایک مقام پر فرش و شیشہ آلات وغیرہ اسباب آرایش سے درست کیا گیا انواع و اقسام کے کھانے پکے اعلے اعلے طائفے بلائے گئے شب کو کثرت روشنی سے روز روشن کا سمان تھا اثنائے ہر وقت انعقاد صحبت ایک لولی شوخ و شنگ نے نہایت خوش آہنگی سے یہ غزل گائی غزل

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین ٭ کیون پھر یہ کیا ہی خم گیسو مین اگر پیچ نہین ٭ نہ یہ خورشید قیامت نہ یہ مہر لب پہ نجیر

اور پشت پر رکھ کے وہان سے چلا جبکہ بارگاہ سے باہر آیا دربانون نے کہا تو کون ہی اور یہ کیا لیے جاتا ہی اُسنے
کہا مین مطرب ہون امیر نے مجھکو مشتاق ہوکے بلایا تھا امیر گانے بجانے سے سب خوش ہوئے علے قدر مراتب
سب نے خلعت و انعام دیے آسیکا پشتارہ ہی کیون تمھارا کیا مطلب ہی دربانون نے کہا ہمارا مطلب یہ ہی کہ اس
پشتارہ مین کچھ ہمارا حق بھی ہی اُسنے دو ساز مختصر دربانون کے روبرو پھینکدیا اور کہا یہ لو مین اور ہنا لونگا دربانون
نے کہا یہ باجا ہمارے کس کام کا ہی پشتارہ مین سے کچھ دو اُس مکار نے کہا پشتارہ کو کھولنا دشوار ہی لو یہ ٹوپی
میری لیلو اور ٹوپی اُنکے روبرو پھینکدی انھون نے ٹوپی پھر اُسکے روبرو پھینکدی اور کہا کچھ تو دیوانہ ہوا ہی ٹوپی ہمارے کس کام
کی ہی کچھ نقد دے یا مستعمل خلعتون مین سے ایک خلعت ہمکو دے اُسنے پشتارہ کو وہین رکھدیا اور کہا لو یہ گٹھڑی جو مین
اُٹھائے ہون اسے لیلو انھون نے کہا اسمین آگ رکھدے ہمارا حق اسمین سے دیدے ورنہ ہم تجھکو ہرگز یہان سے
نہ جانے دینگے اُسنے کہا پشتارہ نہین کھول سکتا بہت مشکل سے باندھا ہی اور جو کچھ میرے پاس تھا لیلو اگر یہ نہین لیتے
کہا تیرے پاس کیا ہی اُس نے کہا یہ ٹوپی ہی غرضکہ یہ سب ہو رہا تھا عمر ثانی قبل تمام سردارون کے بیہوش ہونے کے
خلا کی ضرورت سے گیا تھا وہ جو فارغ ہوکے بارگاہ مین آیا دیکھا تمام سردار بیہوش افتادہ ہین اور حمزہ ثانی دنگل پر [illegible]
سوچا کہ ابھی وہ مطرب باجا بجا رہا تھا کچھ عجب نہین جو وہ کسیکا عیار ہو اُلٹے پاؤن بارگاہ سے پلٹا دروازہ پر آیا دیکھا
کہ وہ مطرب دربانون سے بحث کر رہا ہی اور ایک پشتارہ علحدہ رکھا ہی کہا کیا بحث ہی دربانون نے کہا یہ مطرب یہان
سے انعام و اکرام کا ایسا بڑا پشتارہ لیے جاتا ہی اور ہمکو کچھ نہین دیتا اُس عیار مکار نے جو عمر ثانی کو دیکھا چاہا کہ وہانسے
خبر کرے عمر ثانی نے نعرہ مارا کہ یا شیخ او مکار میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی دوڑ کے اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا دربانون
نے کہا اے عمر ثانی یہ کیا واقعہ ہی عمر ثانی نے کہا جلد اس موذی کو گرفتار کرو جو مکر اسنے کیا ہی اُسکا حال ابھی معلوم ہوا جاتا ہی
غرضکہ دربانون کی مدد سے عمر ثانی نے اُسے گرفتہ و بستہ کر لیا اور پشتارہ کو کھولا دیکھا حمزہ ثانی بیہوش ہین بہت کوشش
بلیغ سے خوب اُسکے اعضا نرم کیے گئے آپکی [illegible] دارو سے رفع بیہوشی [illegible] حمزہ ثانی کو ہوش مین لائے حمزہ
ثانی کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک گلیم پر بیٹھا ہون نہایت حیرت ہوئی عمر ثانی سے ماجرا پوچھا اُسنے کہا شہریارا یہ موذی [illegible]
جیسا [illegible] جو دیکھتے ہو عیاری سے تمکو بستہ کر کے لیجانا چاہتا تھا ہمارے حسب اتفاق مین رفع حاجت کو گیا تھا اور یہ ہنوز بارگاہ
سے باہر نہین جانے پایا تھا دربانون سے بحث کر رہا تھا جو مین یہان پہونچا ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا حمزہ ثانی بارگاہ
مین آکے دنگل پر قیام کیا اور حکم دیا جلد ان سردارون کو ہوشیار کرو عمر ثانی نے اُسے دارو سے رفع بیہوشی کے ذریعہ سے
سب کو ہوشیار کیا جو آنکھ کھولتا تھا پہلے حیرت سے عمر ثانی کو دیکھتا تھا پھر اپنے حال کو دیکھ کے متعجب ہوتا تھا حمزہ ثانی نے
اُس عیار مکار کو اپنے روبرو طلب کیا پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مجھکو فتش علمدار چشم کہتے ہین خداوند فرعون کے لشکر
سے آیا ہون مدت ہائے مدید سے خداوند فرعون کی بندگی بجالاتا ہون فرعون نے بھیجا ہی حمزہ ثانی کو گرفتار کرنے آیا
عمر ثانی میرے کام مین حارج ہوا اب تم ہر طرح کا اختیار رکھتے ہو اگر مناسب سمجھو رہا کرو یا اگر ہلاک کرو گے تو خداوند فرعون
تجھکو آخرت مین اعلے درجہ پر فائز کریگا حمزہ ثانی نے کہا او نابکار یہ تو کیا بکتا ہی فرعون نابکار کیا حقیقت رکھتا ہی جو آخرت
مین تجھکو اعلے مرتبہ دیگا سہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند ؛ وہ آپ اپنی گمراہی کی سزا سے سخت پایگا کسی دوسرے
کو اس سے کیا فائدہ پہونچ سکتا ہی علے الخصوص آخرت مین فتش [illegible] نے کہا اے حمزہ تم جو چاہو کرو مین خداوند کی بندگی
سے ہرگز باز نہ آؤنگا حمزہ ثانی نے حکم دیا یہ اجل گرفتہ ضرور ہلاک کرنے کے قابل ہی جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا
بنا بر حکم حمزہ وہ ناکس جہنم واصل کیا گیا حمزہ ثانی نے سردارانِ لشکر اسلام سے کہا اب سب بتاؤ فرعون ملعون کے

بارہ میں کیا کرنا چاہیے سب نے بالاتفاق عرض کی شہریار ہم سب تابع فرمان ہیں جو حکم ہو بجالاوین حمزہ ثانی نے کہا
خیر کل کے روز جو کچھ ہونا ہوگا ہوگا اور نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا کہ دل زن دل زن بجتے ہیں ادھر بھی دین دین اور دین اور
یہ خبر فرعون کو پہونچی تمام افسران فوج کفار کو ایک جا جمع کیا اور کہا اے بندگان خاص ہمارے حمزہ نے آج پھر اپنے لشکر
میں نقارہ رزمی بجوایا ہے کل کے روز ایسی کوشش کرو کہ مسلمانوں کا قصہ پاک ہو جائے ہم مسلمانوں کے ہاتھ سے بہت
تنگ آگئے ہیں اُن گبرون نے کہا اے خداوند مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را علاجے نیست پیشتر ہی اسطرح کی تقدیر جاری
کر دی کہ ہر حالت میں مسلمان ہی غالب رہیں تو اب شکایت کیا ہے جو کچھ آج تک ظہور میں آیا تیری مرضی کے موافق اور
اب بھی جو کچھ ظہور میں آئیگا تیری مرضی کے موافق ہوگا فرعون نے کہا اے یارو واقعی تمہارا کہنا صحیح ہے ایک وقت تھا اُن
کی سرکشی پر غصہ آتا ہے دوسرے وقت اپنی رحمت پر نظر جاتی ہے اگرچہ مسلمان مجھسے منحرف ہیں تاہم میرے بندے
ہیں لیکن اب انکی سرکشی سے بہت عاجز ہو گیا ہوں کل کے میدان داری میں سب کو تہ تیغ بیدریغ کرو کہ
انکی رعایت ذرا منظور نہیں ہے یہ کہا اور اپنے لشکر میں بھی نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا صدائے نقارہ آواز اہرمن
کہ دونوں سمت دونوں سمت فرعون و دل [illegible] کی تیاری رہی یکایک صبح کی توپ
دن ہے [illegible] کی نوبت کے نقارہ پر چوب پڑی لشکروں میں کرمندی ہوتی شروع ہوئی آفتاب عالمتاب
بخوبی طلوع ہو نے ہوتے دونوں لشکر میدان میں آکے صف آرا ہو گئے ابھی کوئی پہلوان کسی لشکر سے غرض لڑائی کو اسطے
نہیں نکلا تھا کہ ایک جانب سے گرد نمایان ہوئی وہ [illegible] لشکر اُس گرد کی جانب متوجہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا
وہی زن عیار پیشہ نمایان ہوئی فرعون کی خدمت میں حاضر ہوئی زمین نیاز پر سر رکھا اور کہا اے خداوند عنقریب قنطورہ نوش یہ
یہان پہونچا چاہتا ہے اس اثنا میں دوسری گرد پیدا ہوئی نقابدار قنطورہ نوش دونا کئی پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے
آیا آسکے لشکر کے بالا سے سر ایک قصر پارہ ابر کی بلندی پر معلق چلا آتا تھا عرض و طول اس قصر عالیشان کا برابر تھا
چار برج ہر چہار جانب اُس قصر بلند کے ترتیب دئے تھے چار جانور نہایت خوش رنگ اُن چاروں برجوں پر بیٹھے
تھے اس قصر کی صورت آسمان بنایا تھا آفتاب و ماہتاب و نجوم و ستارہ بھی اُس قصر میں نمایان تھے قنطورہ نوش آیا
فرعون کو سجدہ کیا دعا و ثنا خداوندی بجالایا وہ قصر فلک صورت لشکر فرعونی پر سایہ فگن ہوا فرعون نے جو اُس سامان
کو دیکھا نہایت خوش ہوا عنقریب جنگ شروع ہونے والی تھی فرعون نے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ میں آکے
قرار لیا قنطورہ نوش بھی بارگاہ میں حاضر ہوا فرعون نے کہا اے قنطورہ نوش یہ قصر کیسا ہے اور کسواسطے لایا ہے قنطورہ نوش
نے کہا اے خداوند یہ قصر خاص تیرے واسطے لایا ہوں اگرچہ بظاہر ایک قصر وسیع ہے لیکن اسکا اندرونی سامان دیکھنے
کے قابل ہے حالانکہ خداوند عالم سب قدرت کے روبرو اسکی کچھ حقیقت نہیں ہے خداوند ایسے قصر ہزار مہیا کر سکتا ہے فرعون
نے کہا اے قنطورہ نوش ہم اس قصر کی سیر کر سکتے ہیں قنطورہ نوش نے کہا کیوں نہیں آج شب کو اسی قصر میں استراحت فرمائیگا
فرعون نے کہا یہ قصر بالا سے ہوا معلق ہے کسطرح اندرون قصر پہونچ سکتا ہوں قنطورہ نوش نے باواز بلند کہا کہ اُن
آواز کے سنتے ہی فرعون جلد حاضر ہوا اور خداوند کو سوار کرکے مقام خداوندی میں لیجا فرعون نے دیکھا کہ ایک دروازہ
اُس قصر معلق کا ازخود وا ہوا اندرون دروازہ سے ایک مرکب سفید بازین و لجام مرصع طرارہ بھرتا ہوا باہر آیا فرعون
نے کہا اس مرکب پر میں کسطرح سوار ہو سکتا ہوں اسواسطے کہ اول تو ہوا پر معلق ہے علاوہ بریں نہایت سرکش معلوم
ہوتا ہے نہیں معلوم مجھسے کسطرح پیش آئے اور کس جانب نامعلوم لے جاوے قنطورہ نوش نے کہا اے خداوند
خائف نہو یہ مرکب چست و چالاک ایسا سرکش نہیں ہے کہ کسی جانب بغیر قصر لیجاوے گا اور اس مرکب سے

بلند کہا ای مرکب خداوند اسقدر تیزی کیون کرتا ہی تیرا سوار تجھسے خائف ہوتا ہی بہت سہولت و آسانی سے خداوند کے قریب آ وہ مرکب سفید آہستہ فرعون کے قریب آیا فرعون اپنی جگہ سے اٹھا اُس مرکب سفید کی پشت پر سوار ہوا وہ مرکب اُس قصر کیجانب روانہ ہوا جب قریب اُس قصر کے پہونچا اُس قصر مین ایک دروازہ پیدا ہوا اور فوراً کھل گیا فرعون مرکب پر سوار دروازہ مین داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا وہ قصر مین پہونچا جا بجا فرش مکلف بچھا تھا صدر مین مسند و تکیے لگے تھے در و دیوار شیشہ آلات سے آراستہ غرضکہ سامان ضرورت و زیبائش سے پیراستہ تھا اندرون قصر ایک پر فضا بہار لائق دوستان بھی تھا وہ جنت نشان واسطے نہرین پرآب نہ نگاہ تک کے تختے کھلے ہوئے میوون

پیڑ ناجی کی سی تیلیان چڑھی ہوئی پھلواریان چہک رہی ہین خوشبو سے کیاریان مہک رہی ہین
مستان بہار باغ بیباک ہو
غنچے بیٹھے ہین زیر سایۂ تاک — کھینچے ہین پلک کے دست ساقی
لا نشہ مین ہو جو کچھ کہ باقی — لالہ کہین اپنا رنگ دکھلاکے
سنبل کہین اپنی لٹ بنا کے — گیندے کا کہین چمن کھلا ہے
پاپونہ کا حاشیہ دیا ہے — آتے ہین نسیم کے جو جھونکے
ہوتا ہے دماغ تازہ بو سے

اُس روز قنطورہ نوش کے حکم سے نقارہ جنگ بجا دوسرے روز صبح کو دونوں لشکر میدان حرب مین آکے صف آرا ہوئے حمزۂ ثانی نے دیکھا کہ از خود اُس قصر کا دروازہ کھلا فرعون اسی مرکب سفید پر سوار ہوا سے آسمان سے زمین پر آیا اور قلب لشکر مین آکے قیام کیا حمزہ کو اس حال عجیب کو دیکھ کے کمال حیرت ہوئی قنطورہ نوش میدان مین آیا اور مرد مقابل طلب کیا لشکر اسلام سے اسد میدان مین آیا قنطورہ نوش نے کہا ای جوان خدا پرست اگر جان کی سلامتی چاہتا ہے خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد ہو ورنہ آمادہ مرگ ہو اسد نے زبان سے کچھ جواب نہ دیا الا بقبضہ شمشیر ہاتھ رکھا وار کیا آستے اُس وار کو رد کیا اور کہا ای جوان کچھ اور بھی جرأت ہی یا بس اسد نے دوسرا وار کیا آستے اس وار کو بھی سپر پر رد کیا اسیطرح تین وار دیے قنطورہ نوش نے رد کیے اور کہا ای جوان ہوشیار باش اسوقت یہ وہی ضرب خود ضرب بانوش گن ہاتھ مین دو بیا فراموش گن یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار اس طاقت سے کیا کہ اگر کوہ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش پاش ہو جاتا مگر اسد نوجوان نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا قنطورہ نوش نے کہا ای جوان اگرچہ تو نے میرے وار کو رد کیا پھر بھی مین تجھکو کب چھوڑتا ہون اور اسد کے کمربند مین ہاتھ ڈالکے جسکی تمام سر سے بلند کر لیا لشکر مین خوشی کا نعرہ بلند ہوا قنطورہ نوش نے اسد کو زمین پر مار کے بستہ کر لیا اور چند شیاطین کی حراست مین فرعون کی خدمت مین بھیجدیا جو ہین فرعون کی نظر اسد پر پڑی نعرہ مارا کہ ای میرے موکلان عذاب کہان ہو جلد حاضر ہو حمزۂ ثانی و سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ دروازہ اُس قصر کا جانب برج کھلا چند جانور از قسم بازو شاہین دروازہ سے باہر نکلے سب نے بالاتفاق کہا ای خداوند ہم حاضر ہین کیا حکم ہی فرعون نے کہا ای موکلان عذاب جلد اس جوان کو کہا او مین نے اپنے بندون سے وعدہ کیا ہی کہ اب ہرگز مسلمانون کی رعایت نہین کرونگا جو گرفتار ہوگا فوراً حکم قتل دونگا وہ جانور اسد کے قریب آئے اور از سر تا پا اسد کے گوشت کو نوچ کے کھا گئے کرب غازی نے جو اسد کو اس حال خراب سے ہلاک ہوتے دیکھا از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا گریبان چاک کر کے قنطورہ نوش کے مقابلہ مین آیا اور کہا او نابکار تو نے اسوقت مجھکو سخت صدمہ دیا اور یہ صدمہ ہرگز رفع نہ ہوگا جبتک اسد کیطرح تجھکو ہلاک نہ کرونگا قنطورہ نوش نے کہا ای جوان گفت و شنید سے کیا فائدہ اگر مرد میدان ہے تو حملہ کر کرب نے تلوار کا وار قنطورہ نوش پر کیا قنطورہ نوش نے کرب کے بھی وار کو رد کیا اور کرب کے کمربند کو گرفت مین لا کے سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مار کے بستہ کیا اور اُسے بھی چند نابکارون کی حراست مین فرعون کے پاس بھیجدیا فرعون نے کہا ای کرب تو اسد کے ہلاک ہونے سے بہت ملول ہی غم نہ کر عنقریب تجھے بھی اسد کے پاس بھیجتا ہون اور پکار کے بلند کہا ای موکلان عذاب جلد آؤ اور اس

خدا پرست کا بھی کام تمام کرو فوراً ہیچ دوبی کا دروازہ کھلا صد ہا زنگیان خونخوار خنجرے ہاتھون مین لیے دروازہ سے باہر آئے اور فرعون کے قریب آ کے کہا ای خداوند کیا حکم ہی فرعون ملعون نے کہا ای بندگان من اس خدا پرست کا بھی کام تمام کرو ان زنگیون نے خنجرون کے وار کر کے بیرکرنا شروع کیے اور تمام گوشت اس خدا پرست کا کھا گئے۔ اسیطرح تا غروب آفتاب سات سرداران لشکر اسلام کو اقابدار قنطورہ پوش نے گرفتار کر کے فرعون کے پاس بھیجا فرعون نے موکلان عذاب کو طلب کر کے ان خدا پرستون کو کھلا دیا

اب قنطورہ پوش کی گرفتاری کا حال قلم بند ہوتا ہی

محبت کا تیری بندہ ہر ایک کو ای صنم پایا
تو اسنے منزل مقصود کو زیر قدم پایا
نشانہ تیر ہمت کا ہو میرا اختر طالع
غنیمت جان جو آرام تو نے ایک دم پایا
جلایا اور سارا حسن کی نیرنگ سازی نے
دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا
ہوا ہرگز نہ شوق کا سامان درست آتش

برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا
بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی جبین سائی
اٹھاون داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا
نظر آیا تماشا سے جہان جب بند کین آنکھین
کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم پایا
ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہی
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہمنے قلم پایا

برنگ شمع دل جسنے جلایا تیرے دورے مین
یہی محراب و دیر و کعبہ مین بھی ہمنے خم پایا
سوا کے رنج کچھ حاصل نہین ہی اس خرابی مین
صفائی قلب سے ہر دل مین ہمنے جام جم پایا
ہر ایک جوہر مین اسکا نقش پایا نے فلک ہم نے
تیری چشم سیہ کو ہمنے آہوئے حرم پایا

دفتر کشایان اخبار گذشتہ و طلسم بندان آثار ماضیہ اس قصۂ عجیب اور فسانۂ غریب کو یون نوک مژۂ قلم نادر رقم کرتے ہین کہ جب قنطورہ پوش نے سات سرداران نامور کو ایک روز مین گرفتار کیا اور فرعون کے حکم سے اسکے موکلان عذاب نے ان خدا پرستون کے گوشت و پوست کو کھا لیا دوسرے روز پھر فرعون نے نقارہ جنگ بجوایا صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی اسطرف اہل اسلام کے دلون پر ابر غم چھایا ہوا تھا ایک سردار دوسرے کی صورت حسرت دیکھتا تھا آج پھر کل کی صورت پیش آئی لشکر اسلام سے جو کوئی قنطورہ پوش کے مقابلہ کو آیا درجہ شہادت پر فائز ہو گیا اسیطرح انتقام سے پہلے قنطورہ پوش نے گرفتار کر کے فرعون کے پاس بھیجا فرعون نے اپنے موکلان عذاب کا ان کو طعمہ کر دیا خلاصہ یہ کہ سات روز کی میدان داری مین انچاس سرداران قنطورہ پوش کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے اور سبکو فرعون کے موکلان عذاب نے کھا لیا حمزۂ ثانی کے حواس باختہ تھے فرعون اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص طویل القامت عیار وضع آیا فرعون کو بکمال خلوص سجدہ کیا فرعون نے غور سے اسکی صورت دیکھی پوچھا تو کون ہی اسنے کہا ای خداوند مین شمین بن شیاطین ہون فرعون نے پوچھا تو اسوقت کسواسطے آیا ہی اسنے کہا مین نے سنا کہ خداوند کے بندگان خاص سے خدا پرست مقابلہ کر رہے ہین مین چاہتا ہون کہ آج میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے تاکہ کل سے میدان حرب مین عیاران لشکر اسلام سے مقابلہ کرون فرعون نے کہا ای شمین میری مشیت مین یہ بھی گذرا تھا ورنہ تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرتا اور حکم دیا کہ آج شمین بن شیاطین کے نام طبل جنگ بجایا جاوے دوسرے روز دونون لشکر میدان مصاف مین آ کر صف آرا ہوے پہلے لشکر شیاطین سے جسنے عزم میدان کیا وہ شمین بن شیاطین تھا حمزۂ ثانی نے کہا ای دلاورو آج کون تم مین سے اس شیطان ابن شیطان کی سرکوبی کو جائیگا شبرنگ بن قران دست بستہ حمزۂ ثانی کے روبرو حاضر ہوا اور عرض کی شہریار آج غلام کی باری ہی اسواسطے کہ لشکر شیاطین سے بھی عیار ہی میدان مین آیا ہی حمزۂ ثانی نے کہا ای شبرنگ جا اس بچہ شیاطین کو جہنم واصل کر شبرنگ شمین بن شیاطین کے مقابلہ مین آیا اور کہا او بچہ شیطان کیا ارادہ رکھتا ہی شمین نے کہا

ارادہ یہ ہے کہ تجھکو دین فرعون پرستی تسلیم کردن ورنہ آمادہ مرگ رہ شبرنگ نے کہا اونابکار کیا ہے وہ بکتا ہے فرعون کیا وقعت رکھتا ہے جو کوئی اسکی پرستش کریگا بس زبان بہ بند و بازو بکشا۔ نوبت با نجا رسید

که هر دو گرفتند خنجر بکف	دلیران نظاره گشتن بر دو صف	چکاچاک خنجر بگردون رسید	ز هندوستان خون بجیحون رسید

راوی کہتا ہے کہ دو پہر تک دونون مین خنجر بازی رہی آخر الامر شبرنگ تاب مقابلہ نہ لایا شبین سے کے روبرو سے گریز کی شبین بن شیاطین نے اسکا تعاقب کیا اور کہا ای خدا پرست دیکھون میرے ہاتھ سے کہا جان بچا لیجاتا ہے شبرنگ نے قلابازی کھائی اور زمین پر آرہا شبین سمجھا کہ شبرنگ تھک گیا ہے اسوجہ سے زمین پر گرا ہے اسنے جست کی اور قریب شبرنگ کے آکے چاہا کہ سر اسکا تن سے جدا کرے ہنوز وہ قریب شبرنگ کے پہونچنے نہ پایا تھا کہ شبرنگ نے بھی جست کی اور حلقہ کمند کو اس سبکی سے اسکے اوپر پھینکا کہ شبین از سر تا پا پیچیدہ ہو گیا ارادہ کیا کہ شبین کا سر تن سے جدا کرے قنطورہ پوش اس حال کو دیکھ کے شبرنگ کیطرف جھپٹا اور اسکی گردن گرفت مین لا کے اٹھا لیا پھر بغل مین دبا کے اور شبین بن شیاطین کو رہا کر کے شبرنگ کو فرعون کی خدمت مین لایا فرعون نے نقارہ بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے فرعون بھی اپنی بارگاہ مین آیا شبرنگ کو اپنے روبرو طلب کیا چند ملازم اسکو گرفتہ و بستہ کیے ہوئے لائے قنطورہ پوش بھی موجود تھا اسنے پوچھا ای پیادہ تیرا کیا نام ہے اسنے کہا مجھکو شبرنگ بن قران کہتے ہین قنطورہ پوش نے کہا ہان تو قران کا لڑکا ہے فرعون نے کہا یہ کیا کہا قنطورہ پوش نے کہا ای خداوند کیا کہون اسوقت سخت دقت لاحق ہو گئی وہ دقت یہ ہے کہ یہ واقعی خدا پرست ہے تیری مخالفت مین قابل سزا ہین لیکن شبین بن شیاطین جو اس جوان کو گرفتار کر لایا ہے محض بیکار لایا مین اسکو رہا کر دینا چاہتا ہون اسواسطے کہ اسکے باپ سے اور میرے درمیان ایسا سابقہ نہین ہے کہ اسکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکون فرعون نے کہا اگر یہ جوان میری خداوندی کا اقرار کرے تو کیا مضائقہ ہے اسواسطے کہ دین و مذہب مین کسی قسم کے سابقہ کا پاس و لحاظ کرنا محض عبث ہے قنطورہ پوش نے کہا ای خداوند اس مقدمہ کو مین ہی خوب سمجھ سکتا ہون بعد ازان شبرنگ کو خلعت دیا اور قید و بند سے خلاص کر کے کہا ای شبرنگ مجھکو تیرے باپ کی رعایت بہت کچھ مد نظر ہے اس سبب سے تجھے رہا کیے دیتا ہون جا میری طرف سے اپنے باپ کو دعا کہدینا پس شبرنگ نے اپنی رہائی کو غنیمت جانا اور لشکر اسلام کیطرف آیا

اب دو کلمہ داستان شاپور شیردل سے مذکور ہوتے ہین

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اسطرح قلم فرسا ہوتے ہین کہ شاپور شیردل بمستعدی تمام اطراف و اکناف عالم مین پھرا کیا مین شاہزادہ بدیع الملک کا پتہ نہ پایا تلاش و تجسس کرتا ہوا اُس کیطرف پہونچا اسوقت اسکے ذہن مین آیا کہ پہلے کنارہ کے لشکر مین چلو اور سراغ لگاؤ شاید شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو جائے یہ نیت کر کے لشکر کفار کیجانب چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک شخص خلعت مکلف پہنے چلا آتا ہے دل مین کہا شبرنگ بن قران ہے یہ کون شخص ہے حتےکہ شبرنگ قریب آیا شاپور نے کہا آہا ای شبرنگ تم اسوقت یہان کہان اور یہ خلعت کیسا پہنے ہو اسنے کہا شہریار کیا پوچھتے ہو میرا واقعہ عجیب و غریب ہے سنو مین لشکر اسلام مین تھا لشکر فرعون سے جنگ شروع ہوئی یہانتک کہ میری باری آئی مین شبین بن شیاطین سے مقابل ہوا بعد رد و بدل بسیار شبین بن شیاطین نے مجھکو گرفتار کر لیا بعد گرفتاری فرعون نے مجھکو دربار مین اپنے روبرو بلایا وہان قنطورہ پوش بھی موجود تھا اسنے میرا نام پوچھا مین نے اپنا نام بتایا اسنے نہایت متعجب ہو کے کہا ہان تو قران کا لڑکا ہے اور خلعت دے کے مجھکو رہا کر دیا شاپور نے کہا ای شبرنگ مین بھی اس نقابدار قنطورہ پوش کو دیکھنا چاہتا ہون

شیرنگ نے کہا شہریار اب تو مین لشکر کفار سے چلا آیا ہون اگر وہین ہوتا تو نقادار کو دکھا دیتا سہل ہوتا شاپور نے
کہا لشکر کفار مین پہر چل شیرنگ تا دیر متامل رہا بعد کے کہا اچھا چلو اور بار دیگر لشکر کفار مین آکے قیام کیا اہل لشکر
نے پوچھا تم کہان آیا شیرنگ نے کہا اسوقت میری طبیعت نادرست ہے کل اپنے لشکر مین چلا جاؤنگا شاپور
شیردل کو پوچھا یہ کون ہے شیرنگ نے کہا یہ میرا ملازم ہے اہل لشکر خاموش ہو رہے جب نصف شب گذر گئی
حسب مشورہ شاپور شیرنگ قنطورہ پوش کی خوابگاہ مین آیا دربانون نے روکا کہا تم مجھکو نہین پہچانتے
انھون نے کہا ہم تجھکو خوب پہچانتے ہین تجھکو قنطورہ پوش نے خلعت دے کے رہا کر دیا ہے شیرنگ نے
کہا خلعت کے بعض پارچے مین نے پہنے ہین اور بعضے یہان باقی ہین انکو لینے جاتا ہون دربانون نے کہا انکو
لینا اسوقت کیا ضرور ہے شیرنگ نے کہا جلدی یہ ہے کہ مین اپنے لشکر مین جانا چاہتا ہون اسوقت تک یہان
مقیم تھا اب تھوڑی دیر استراحت کا بھی ارادہ ہے یہان سامان استراحت موجود نہین ہے اور اگر میری طرف سے
تمکو کچھ شک ہو تو بجا ہے تو یہ سمجھو کہ جس شخص نے اس حالت مین مجھکو رہا کر دیا اور مزید بران خلعت سے سرفراز
کیا تو ممکن ہے اسکے ساتھ کسطرح پیش آسکتا ہون ہان مجھسے بری طرح پیش آیا ہوتا یا مجھکو اسکی ذات سے کسیطرح کی تکلیف
پہونچی ہوتی تو میری طرف سے شک کرنا بجا تھا دربانون نے باہم مشورہ کیا آخر رائے اس پر قرار پائی کہ جانے دو
یہ شخص قنطورہ پوش سے بدی نہین کر سکتا غرضکہ شیرنگ قنطورہ پوش کی بارگاہ مین گیا داروی بیہوشی
قنطورہ پوش کو سنگھائی پشتارہ باندھا دوش پر اٹھا کے چلا دربانون نے کہا کچھ ہمارا حق بھی ہے شیرنگ نے کہا
جسکو جو کچھ لینا ہے میرے ساتھ آوے ایک دربان اسکے ہمراہ چلا کہا کہان لیچلوگے شیرنگ نے کہا ہمارا ملازم
وہان بیٹھا ہے اس سے کچھ دلوا دینگے وہ ملازم شیرنگ کے ہمراہ شاپور شیردل کے پاس آیا شیرنگ نے اشارہ کیا
شاپور نے چند دینار اس دربان کو دیے دربان ان درمون کو لیکے واپس گیا شاپور شیردل وہان سے اپنے
لشکر مین آیا حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے شاپور کہان
تھے اور کیا کام کر لائے اس پشتارہ مین کیا ہے شاپور شیردل نے کہا شہریار مین بدیع الملک کی تلاش مین
گیا تھا ہر چند تجسس کیا کہین شاہزادہ کا پتہ نہ ملا اے شہریار اگرچہ شاہزادہ نہین ملا مگر اس کوشش کی ضمن مین ایک
کام بنا لایا ہون وہ یہ کہ لشکر کفار مین گیا تھا اس قنطورہ پوش کو گرفتار کر لایا ہون حمزہ ثانی بہت خوش ہوا اور
کہا اے شاپور اگر تم قنطورہ پوش کو گرفتار کر لائے ہو تو اسکی قید و بند کا بخوبی انتظام کرنا ایسا نہو کہ محنت ضائع
ہو جاے اور اسکو ہوش مین لاؤ شاپور شیردل نے دافع بیہوشی سونگھائی قنطورہ پوش ہوش مین آیا دیکھا دست و پا زنجیر
آہنی مین مستحکم بستہ ہین اور شہزادہ سرہانے بیٹھا ہے باواز بلند ایک نعرہ مارا کہ اے خیرہ سر کون مجھکو گرفتار کر لایا ہے شاپور
شیردل نے کہا اے جادوگر نابکار کیا پوچھتا ہے تیرا گرفتار کرنیوالا مین ہون اگر تیرے حوصلہ ہو تو باقی نہ رکھ قنطورہ پوش نے کہا
اے سرداران لشکر اسلام تم مجھکو جادوگر سمجھے ہو مین ہزار ہزار لعنت جادوون اور ساحرون پر کرتا ہون یہ کہا
اور بلند قہقہہ مارا شاپور شیردل نے کہا تو کیا ہنسا قنطورہ پوش نے کہا مین یہ ہنسا کہ تو نے اپنے خیال مین مجھے
گرفتار کیا لیکن اپنے نزدیک مین اس گرفتاری مین بھی مجبور نہین ہون مجھکو مجبور کرنا ہر ایک کس و ناکس کا کام نہین ہے
شاپور شیردل نے کہا مین تجھکو اسوقت مجبور ہی سمجھتا ہون ہان اسوقت مجبور نہ سمجھونگا کہ اس گرفتاری کی حالت
مین بھی تجھسے کوئی کام نمایان دیکھونگا قنطورہ پوش نے کہا واقعی تو دیکھنا چاہتا ہے شاپور شیردل نے کہا بیشک دیکھونگا
قنطورہ پوش نے اس زور سے اپنے دست و پا کو جھٹکا دیا کہ تمام بند ہاے آہنی کھل کے گر گئے اور علحدہ ایک مقام بلند

پر استادہ ہوکے کہا اے شاپور خیرہ سر تیرہ روزگار تونے میرے کارنمایان کو دیکھا بتا میرا دعوی غلط تھا یا صحیح اب کہہ
تیرا کیا حال بناؤن ہوشیار ہو کہ اس فریب و مکر کے عوض مین ایسی فضیحتی سے تجھے ہلاک کرون کہ جانوران صحرائی تیرے حال
خراب پر افسوس کرین یہ کہا اور شاپور کیجانب جھپٹا شاپور کے حواس باختہ ہوگئے سمجھا کہ قنطورہ پوش سے زور وطاقت
کا یہ حال ہے یہان قیام کرنا ہلاکت کا سبب ہے بارگاہ سے بھاگ کے باہر آیا قنطورہ پوش نے کہا اب میرے ہاتھ سے
بھاگ کے کہان جائیگا فورًا خود بھی بارگاہ سے باہر آیا اور ایک مرکب پر سوار ہوکے شاپور کا تعاقب کیا حمزہ ثانی
نے عمر ثانی سے کہا اے عمر کیا دیکھتے ہو قنطورہ پوش کے ہاتھ سے شاپور شیردل کا سلامت رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے جاکے
شاپور کی مدد کرو اور حتے الامکان شاپور کو ہلاکت سے بچانا عمر ثانی بھی شاپور کی خبرگیری کیواسطے روانہ ہوا اور ان
دونون کے عقب مین خیز اخیز چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ وہ نازنین عیار پیشہ وہ دوڑی چلی جاتی ہے عمر ثانی نے پہچانا اُس کے
عقب مین روانہ ہوا تا اینکہ دونون لشکر کفار مین پہونچے وہ نازنین عیار پیشہ یکایک نظر سے غائب ہوگئی عمر ثانی
اُن گبران نابکار کے دروازہ پر آکے متوقف ہوا اندرون دروازہ سے آواز آئی کہ اے شیاطین تو کہان جاتا ہے
اُسنے جواب دیا کہ خداوند فرعون کا نامہ لیے جاتا ہون بہت ضروری نامہ ہے آواز آئی کہ کب تک واپس آئیگا
اُسنے کہا واپسی سے جا [illegible] نہین کہہ سکتا ہے [illegible] واپس آنیکا اتفاق ہوتا ہے فی الحال خدا پرستون کی سرکشی
سے خداوند فرعون بہت عاجز آیا ہے یہ کہا اور شیاطین دروازہ کے باہر آیا عمر ثانی پہونچا اگر یہان توقف کرونگا
اس نابکار سے یہین دوچار ہونا لازم آئیگا نظر بران بعجلت تمام وہان سے روانہ ہوا اب عمر ثانی پیشا پیش چلا جاتا
ہے اور شیاطین اُسکے عقب مین چلا آتا ہے لیکن ابھی تک شیاطین نے عمر ثانی کو نہین دیکھا ہے عمر ثانی ہر مرتبہ بحیلے
شیاطین کے رخ کو دیکھتا جاتا ہے جبکہ شیاطین نے کوہستان کی راہ لی عمر ثانی اسی جانب کوہون اور پہلوؤن
سے گذرتا ہوا چلا اثناء راہ مین بول کی ضرورت ہوئی ایک جانب حاجت بول کے رفع کرنیکو بیٹھ گیا اُس وقت
شیاطین نے عمر ثانی کو دیکھکے پہچان لیا پہلے اُسکو شک ہوا تھا لیکن بعد مین اُسکو یقین ہوگیا کہ ضرور عمر ثانی ہے
ایک جست مارکے عمر ثانی کے قریب پہونچا اور کمند کا حلقہ عمر پر مارا تاکہ اُسکو گرفتار کرے عمر ثانی پیشتر ہی شیاطین
کے اسطرف آنے سے مطلع تھا اور خدشہ تھا کہ ایسا نہو مجھے دیکھ لے ہنوز حلقۂ کمند اُسکے سر تک پہونچا تھا کہ اُسنے دونون
ہاتھون سے حلقہائے کمند کو دور کیا مع ہذا خنجر آبدار علم کرکے شیاطین پر وار کیا شیاطین نے اُس وار کو رد کیا
اور چاہتا تھا کہ خود بھی خنجر کا وار کرے اس عرصہ مین عمر ثانی اُٹھ کھڑا ہوا دونون مین خنجر بازی شروع ہوگئی اور تادیر
ردوبدل رہی نہ این راظفر نہ اورا خطر۔ راوی کہتا ہے کہ شیاطین کا ایک لڑکا ہے شمین بن شیاطین نام حسب اتفاق
وہ اسوقت پہونچا شیاطین نے عمر ثانی پر عرصہ تنگ کیا تھا شمین بن شیاطین بھی اپنے باپ کا شریک ہوگیا
قضائے کار و اتفاق روزگار اسوقت جانک بن عمر یہان پہونچا اور وہ بھی اپنے پدر یعنے عمر ثانی کی حمایت کو مستعد ہوا
نوبت بایںجا رسید کہ شیاطین اور عمر مین اسطرف ردوبدل ہو رہی تھی ادھر شمین بن شیاطین اور جانک بن
عمر ثانی مین جنگ شروع ہوئی یکایک نقابدار یاقوت پوش یہان پہونچا اور بآواز بلند نعرہ مارا کہ اے خیرہ سرو کیا
فتنہ و فساد کو طول دے رکھا ہے اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ایک دوسرے سے دست بردار ہو ورنہ عنقریب اپنے
سر زمین پر دیکھوگے وہ سب ردوبدل مین ایسے محو تھے کہ کسی نے نقابدار یاقوت پوش کے نعرہ کیجانب اعتنا
نکی نقابدار یاقوت پوش نے جھنجھلا کے تیر چلۂ کمان مین رکھا اور شیاطین کی پشت نشانہ قرار دے کے اس زور
سے مارا کہ اُس نابکار کی پشت توڑ کے سینہ سے گذر گیا شیاطین دھم سے زمین پر گرا اور روح اُس ناپاک کی

ہلاک کی ہلاک ہوگئی عمر ثانی نے دوڑ کے سر خبیس اسکا تن سے جدا کیا اور وہ کاغذ بھی اسکی جیب سے نکال لیا شیاطین
بن شیاطین جانک بن عمر سے رد و بدل مین مصروف تھا جو ہین اُسنے اپنے باپ بیٹے شیاطین کو سر بریدہ
دیکھا پھر تاب مقابلہ نہ رہی فرار پیر قرار لیا اور غائب ہوگیا بعدہ لقا بد ادہ بھی جس طرف سے آیا تھا اسطرف راہی ہوا
عمر ثانی حمزہ ثانی کی خدمت مین آکے زمین بوس ہوا حمزہ ثانی نے پوچھا ای عمر شاپور شیر دل اور تشطورہ پوش کے
قصہ کا کیا نتیجہ ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار حسب الحکم والا مین ان دونون کے حال کی خبر کو گیا مگر وہ دونون آنسے غائب
ہوگئے کہ مطلق پتہ نہین ملا لیکن یہ سر شیاطین نابکار کا حاضر ہی حمزہ ثانی کو نہایت تعجب ہوا کہا ای عمر یہ سر شیاطین
ہی کا ہی یا کچھ شبہہ ہی عمر نے کہا کچھ شبہہ کا دخل نہین ہی مجھسے تا دیر اس سے رد و بدل رہی لقا بد ادہ یاقوت پوش
نے اسکو تیر سے ہلاک کیا مین نے اپنے ہاتھ سے اسکا سر تن سے جدا کیا ہی بعدہ مفصل کیفیت بیان کی

اب اس حال کو ہمین ملتوی رکھا جاتا ہی اور حال شیاطین لعین کے تن بیسر کا مرقوم ہوتا ہی

ناصح کہتا کیا گردش افلاک سے فرطی	نہ سکتہ رہی نہ دوا رہی نہ جستجو کی	فرصت وقت غنیمت ہی یہی جو دم ہی
دم مین پھیر ہم مین نہ ساقی ہی نہ سبو ہی	صحبت ہمنفسان طرب باد ہ کجا	بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا
خانہ دل مین کیا ہے کہ عناصر نے فتور	[illegible]	[illegible] ہمنفسی کیا مقدور
گرم ہنگام سمندر کا نہ ہو سر سے حضور	جانم آتش نفسم آتش دل [illegible] آتش	آب مین آتش و باد آتش و خاکم آتش
حال سوز غم فرقت کو کرون گر تحریر	[illegible] صفحہ	اک خموشی ہی میری لاکھ زبان کی تقریر
بزم حیرت نے بنایا مجھے گویا تصویر	پاس ناموس جنون [illegible] اسکو ہم گوسا	گوش لن گوش کہ خاموشی من فریاد ست

واقفان اسرار شیرین کلامی و عالمان رموز سحر بیانی اس [illegible] ان حیرت لوازمات مین اسطرح گویا ہوتے ہین کہ وہ نازنین
عیارہ راہ مین چلی جاتی تھی کیا دیکھتی ہی کہ ایک لاش بے سر زمین پر افتادہ ہی خوب غور سے اسکے دست و پا کو
دیکھا لباس پہچانا تا دیر سر نگون و متامل رہی ولیکن کہتی تھی کہ یہ لاش بے سر شیاطین کی معلوم ہوتی ہی اسکو
کسنے ہلاک کیا اسکا سر تن سے جدا کر لیگیا اور دھڑ کو چھوڑ گیا پھر خیال آیا کہ یہ کام عمر ثانی کا معلوم ہوتا ہی سواسطے کہ
عمر ثانی کو مین نے اس راہ مین دیکھا بھی تھا غضب کیا خداوند فرعون کا ایسا مقرب و معتمد اور وہ اس ذلت سے
ہلاک کیا جاوے کہ حریف اسکا سر لیجاوے اور تن بے سر زمین پر افتادہ چھوڑ جاوے خدا پرست بڑے سفاک و
بیباک ہین ان کو مطلق خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا خیال نہین ہی نہین معلوم فرعون کو اس حال کی خبر
ہوئی یا نہین عمر ثانی سے اس سفاکی کا عوض لینا ضرور ہی چنانچہ یہ ارادہ مصمم کرکے لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوئی اور
اسوقت بارگاہ مین پہونچی کہ عمر ثانی حمزہ ثانی کے روبرو شیاطین کی ہلاکت کے واقعہ کو بیان کر رہا تھا
اور حمزہ ثانی عالم محویت مین سُن رہا تھا یکایک وہ نازنین عیارہ آئی اور اس چالاکی سے عمر ثانی کو بغل مین
مار کے لیگئی کہ جو جہان تھا وہ وہین متشدد رہ گیا کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اُسکے حال سے متعرض ہوتا لیکن اسوقت
کہ نازنین عیارہ نے عمر ثانی کو بغل مین مارا تھا عمر ثانی نے اس کاغذ کو حمزہ ثانی کیطرف پھینک دیا تھا واضح
ہی کہ یہ وہ کاغذ ہی جسکی بابت عمر ثانی نے قریب دروازہ سُنا تھا کہ کسینے پوچھا تھا ای شیاطین کہان جاتا ہی
اُسنے کہا تھا کہ مین ضروری خط خداوند فرعون کا لیے جاتا ہون الغرض حمزہ ثانی نے اس کاغذ کو کھولا فرعون
نے لکھا تھا کہ ای متفرس خوب تو نے مدد مجھکو پہونچائی تجھکو اطلاع دیجاتی ہی کہ حتے الامکان محافظت کر کیونکہ خدا پرستون
کو فرصت دینا ہرگز لازم نہین ہی اس مضمون کے نامہ کو دیکھ کے حمزہ ثانی نے کہا یا۔ وہ وہ زن مکارہ عمر ثانی کو لیگئی ہی

مجھے خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ اُسے ہلاک کرے عمر ثانی کی خبر لینا پر ضرور ہی یہ کہا اور اُسیوقت مرکب پر سوار ہوکے
اُسکے عقب مین روانہ ہوا اخیر اخیر چلا جاتا تھا اثنای راہ مین دیکھا کہ ایک مرد پیر ایک جوان کو ستون سے باندھے ہوے
اُس پر زد و کوب کر رہا ہی اور وہ جوان صدا سے فریاد بلند کیے ہوے ہی اور یہ کہتا جاتا ہی کہ ارے کمبخت ایذا رسان
لیے لئے مجھکو رہا کر دے وہ مرد پیر کہتا ہی کہ تو دشمن ہی خداوند کا تجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا شاہزادہ نے جو اُس جوان گرفتار بلا کی
حالت غربت کو دیکھا دل آب ہو گیا دل مین کہا یہ پیر مرد بڑا سخت دل ہی کہ جوان الحاح و زاری کرتا ہی مگر یہ نہین مانتا آخر تیر
کو چلہ کمان مین رکھا اور مرد پیر کے سینہ کی جانب رہا کیا وہ تیر اُسکی پشت توڑ کے نکل گیا وہ فوراً زمین پر گر کے بیجان
ہو گیا جوان اُسکے دست ظلم سے رہا ہو کے حمزہ کے قریب آیا قدم پر آنکھون کو مل کے عرض کی ای والا منزلت یہ عالم پیر
نابکار عنقریب مجھکو ہلاک کیا چاہتا تھا تمنے میری جان بچائی حمزہ ثانی نے اُس جوان کی صورت بغور دیکھ کے
کہا ای جوان تو میری نظر مین کچھ آشنا سا معلوم ہوتا ہی بتا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا ای شہریار تمنے مجھکو نہین پہچانا مین زرفام
نام اسد نامدار کا عیار ہون حمزہ ثانی نے کہا ہان مین نے اب پہچانا ای زرفام تو یہان کہان اور یہ مرد پیر کون تھا
جسنے تجھکو گرفتار کیا تھا زرفام نے کہا شہریار یہ مرد پیر بیسلم برق انداز نام شیاطین کا استاد تھا اب
فرمائو کہ تم یہان تنہا اسطرح آئے حمزہ ثانی نے کہا ای زرفام وہ نازنین عیار پیشہ عمر ثانی کو میری بارگاہ سے لے آئی ہی
حالانکہ مین موجود تھا بلکہ اور لوگ بھی موجود تھے مگر اس چالاکی سے عمر ثانی کو لائی کہ ہم اہل بارگاہ سے کسی کی جرات نہوئی
کہ اُس سے متعرض ہوتے بعد کو خیال آیا کہ ایسا نہو عمر ثانی کو ہلاک کرے اُسکے تعاقب مین روانہ ہوے زرفام نے
کہا تم ہی اُسکے تعاقب مین روانہ ہوے ہو یا کوئی اور بھی حمزہ ثانی نے کہا صرف مین ہی عمر ثانی کی رہائی کی فکر مین
نکلا ہون زرفام نے حیرت سے کہا ای شہریار بلند وقار تم ایسے سردار لشکر اسلام کو کب زیبا تھا کہ تنہا اس طرح
سے پا پیادہ ہون کے حال سے تعرض کرنے کو اپنے لشکر سے باہر آتے میری راے یہ ہی کہ تم اپنے لشکر کو واپس جاؤ مین عمر ثانی کی
خلاصی کی فکر مین جاتا ہون وہ نازنین عیار پیشہ جہان مل جاویگی اُس سے سمجھ لونگا حمزہ ثانی نے لشکر اسلام کیجانب مراجعت
کی اور زرفام اُس نازنین عیار پیشہ کے عقب مین روانہ ہوا

اب زرفام عیار اسد کو نازنین عیار پیشہ کی تلاش مین روان رکھا جاتا ہی اور حال عمر ثانی مذکور ہوتا ہی

واقعہ نگاران سخن فرود آمد ✦ شرح این داستان چنین کردہ اند کہ جب وہ نازنین عمر ثانی کو حمزہ ثانی کے روبرو سے اٹھا لیگئی
ایک غار مین پہونچی عمر ثانی نے دیکھا کہ اُس غار مین چند خیمہ برپا ہین منجملہ اُن خیمون کے ایک خیمہ وسیع و بلند ہی وہ نازنین
عمر ثانی کو بغل مین مارے ہوے اُس خیمہ مین آئی عمر ثانی نے دیکھا کہ اُس خیمہ مین بالاے تخت فرش کیا ہوا ہی اور ایک
اُس تخت پر کمال تمکنت بیٹھی ہی اُس نازنین نے اسکو سلام کیا اُسنے کہا ای دل افروز بہت دیر کے بعد آئی نازنین نے کہا
ای صاحب کیا کہون مین نے عجیب حیرت خیز سانحہ دیکھا یعنی مین راہ مین چلی جاتی تھی کیا دیکھتی ہون کہ ایک
مقام پر شیاطین کا تن بے سر پڑا ہوا ہی پہلے مین سمجھی کہ کوئی شخص ہوگا لیکن جب غور سے دیکھا اور دست و
پا اور لباس کیجانب نظر کی یقین ہو گیا کہ شیاطین ہی چونکہ راہ مین پیشتر عمر ثانی کا کچھ شبہ سا ہوا تھا غالب گمان
ہوا کہ یہ کام عمر ہی کا ہی اُسیوقت لشکر اسلام مین پہونچی اور عمر ثانی قاتل شیاطین کو تیری خدمت مین لے آئی ہ
کہا ای دل افروز خوب کیا جو اس سفاک کو لے آئی جلد اسکے کباب ایکا کے میرے واسطے لے آ مجھپر اسوقت گرسنگی
غالب ہی نازنین عیار پیشہ نے کہا ای ملکہ اگرچہ مین عمر ثانی کو گرفتار کر لائی ہون لیکن ابھی بے مرضی فرعون شاہی
جرات لازم نہین ہی اگر فرعون کو اس حال کی خبر ہو جاے گی تو خداوند صاحب قدرت و جلال ہی سخت عذاب اپنا ہم پر

پیر

نازل کر دیگا اُسنے کہا ہان اے دل افروز سچ کہتی ہو جلد جا فرعون سے پوچھکے واپس آ زن عیارہ عمر ثانی کو وہان سے
لے آئی اور اُس قید خانہ مین بند کر دیا جو رستم ثانی اور یاران دیگر کے قید خانہ سے ملحق تھا راوی کہتا ہے کہ وہ زن عیارہ
غار سے باہر آئی تھی کہ زر فام پر اُسکی نظر پڑی ہزار جان و دل سے زر فام پر فریفتہ ہوگئی زر فام کے قریب آئی اور لخلخہ
بیہوشی سے اُسکو سُست کر کے قید کر لیا اور کہا اے زر فام تو یہان مقیم رہ مین فرعون کے پاس جاتی ہون وہان سے واپس
آ کے تجھسے ملتفت ہونگی یہ کہکے چلی گئی

اب شاپور شیر دل اور قنطورہ پوش کا حال بیان ہوتا ہے

کہ شاپور شیر دل اور قنطورہ پوش جنبش و لپس خیز اخیز چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی جب وہ
گرد چاک ہوا دیکھا خورشید نوجوان مع اختران شاہ چلا آتا ہے شاپور شیر دل نے پہچانا خورشید نوجوان کی ملازمت
بجا لایا خورشید نے کہا اے شاپور کیون خیریت تو ہے مین اسوقت تجھکو بہت پریشان و بدحواس دیکھتا ہون شاپور نے کہا
شہریار قنطورہ پوش کے خوف سے بھاگا جاتا ہون عنقریب وہ آکے مجھکو ہلاک کیا چاہتا ہے خورشید نے کہا تو یہان توقف
کر قنطورہ پوش سے مین سمجھ لونگا تجھکو کسیطرح کا گزند نہین پہونچیگا یہان یہ باتین ہو رہی تھین دیکھا سامنے سے قنطورہ پوش
نمایان ہوا قنطورہ پوش نے جو خورشید نوجوان کو دیکھا بنظر التعظیم مرکب کی پشت سے زمین پر آیا اور پیادہ پا خورشید کے
قریب آیا خورشید بھی مرکب سے اُترا دونون مین صاحب سلامت ہوئی قنطورہ پوش نے کہا شہریار اسوقت
مجھکو کمال حیرت ہے یعنی پیشتر تم ستارہ پرست تھے اب مین تمہارے علمون پر آسمانی خدا کی حمد و تعریف دیکھتا ہون
خورشید ہنسا اور کہا ہان یہ تیرا گمان صحیح ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشتر مین سخت ضلالت مین مبتلا تھا اب شہزادہ بدیع الملک
کی توجہ سے مین راہ راست پر آیا ہون اور مسلمان ہوا ہون قنطورہ پوش انگشت بدندان ہوا اور کہا شہریار مجھسے
بڑی غلطی ہوئی کہ مین نے خداپرستون کو اذیت پہونچائی نہین معلوم اس ظلم و بدعت کے عوض مین خدا سے
آسمانی کا قہر و غضب مجھپر کس حد سے نازل ہوگا مین پناہ مانگتا ہون اُس خالق و مالک کل سے کہ یہ زیادتی مجھسے لاعلمی کی
حالت مین ظاہر ہوئی خورشید نے کہا اے قنطورہ بدبار آگاہ ہو کہ مین نے مدت العمر مین کبھی خلاف مرضی تیری کوئی کام نہین
کیا ہے تجھکو بھی چاہیے کہ میری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر اُسنے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو میری مجال ہے کہ خلاف مرضی
تمہارے کوئی کام کرون اس بات کو سچ جانو مجھکو ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ تمنے خداپرستی اختیار کی ہے ورنہ مسلمانون کو اذیت
پہونچانا کیسا اُنکی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو جاتا خیر انچہ گذشت گذشت سہو و غلطی بود آنچہ باید بشتیم
بہمہ جہت مطمئن رہو اب مین خداپرستونکا دل و جان سے مددگار ہون اور ابھی آنکی حمایت کیواسطے جاتا ہون کیونکہ
اپنے لشکر کی جانب مراجعت کی بروقت روانگی خورشید نوجوان سے کہا مین اپنے لشکر مین جاتا ہون وہان پہونچکے
فوراً نقارہ جنگ بجنے کا حکم دونگا اور خود میدان حرب مین آکے مرد مقابل طلب کرونگا تم بلا تکلف میرے مقابلہ کو آنا
خورشید نے قبول کیا قنطورہ پوش اپنے لشکر مین پہونچا سرداران لشکر کفار سے ملاقات کی خورشید نوجوان
لشکر اسلام مین آیا ملازمت حمزہ ثانی بجا لایا حمزہ ثانی خورشید کی ملاقات سے بہت خوش ہوا اور خلعت گرانبہا
سے سرفراز کیا دست راست نشست کی اجازت دی اختران شاہ نے بھی ملازمت حمزہ ثانی حاصل کی اسکو
دربار حمزہ ثانی سے نیم تخت مرحمت ہوکے اسکو بھی دست راست نشست کا حکم ہوا خورشید نوجوان اور اختران شاہ
دونون آداب و تسلیمات بجا لاکے اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزہ ثانی اختران شاہ کی طرف متوجہ ہوئے کہا اے بادشاہ خورشید
کو تجھسے کیا نسبت ہے اُسنے عرض کی شہریار مین نے خورشید نوجوان کو اپنے فرزند حقیقی کی طرح پرورش کیا ہے اور یہ وہ

فرزندان امیر ہین سے ہی حمزہ ثانی نے کہا اُسکے فرزندان امیر ہین سے ہونے کی کیا دلیل ہی اختران شاہ نے کہا دلیل
یہ ہی کہ جب امیر جانب بیت اللہ تشریف لیگئے اور جادوان عنبل نے لشکر پر پریت باری کی تھی جسکے صدمہ سے
تمام لشکر درہم و برہم ہوگیا تھا دو نقابدار گھوڑون پر سوار ہوکے میری طرف پہونچے اسوقت مین شکارگاہ مین تھا وہ
دونون نقابدار شکارگاہ مین وارد ہوئے مین نے ان دونون نقابدارون کو گرفتار کرلیا جب انکا حال دریافت
کیا انمین سے ایک نے کہا کہ مین کہ ایک شاہ زابلی کی دختر اور امیر صاحبقران کی بی بی ہون دوسری نے کہا
مین خواجہ عمر کی زوجہ ہون اور یہ بھی دریافت ہوا کہ دونون حاملہ ہین چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ دونون کے یہان
نہایت حسین و صاحب جمال دو لڑکے پیدا ہوئے ہین ایک کا نام خورشید ہی اور دوسرے کو کہلاک عیار کہتے ہین
مین ان دونون نازنینون سے اپنی دختران حقیقی کیطرح پیش آیا ان دونون لڑکون کی ولادت کے چند روز بعد
مین نے انکے آیندہ حالات دریافت کرنے کیواسطے نجومیون کو طلب کیا اور ان سے کہا کہ ان دونون لڑکون کا
طالع دیکھو ان نجومیون نے زائچہ کیا قریب ہی بیٹھا کچھ حساب کیا پھر بتایا کہ جس لڑکے کا نام خورشید ہی وہ کسی وقت مین
صاحبقران ہوگا اور دوسرا جسکا نام کہلاک ہی وہ ایک عیار بے نظیر ہی جب یہ حال مجھکو معلوم ہوا ان دونون کی
پرورش و پرداخت مین مبالغہ مرعی رکھا ایک سال کے بعد زمانہ نے اپنی بوقلمونی دکھائی یعنے ان دونون لڑکون
کی مادران عصمت نشان نے دنیاے فانی کو چھوڑ کے عالم جاودانی کی راہ لی اسوقت سے ان لڑکون کی پرستاری
مین زیادہ تر توجہ بدل رکھی چونکہ مین اس زمانہ مین ستارہ پرست تھا اپنے عقیدہ کے موافق ستارہ پرستی ان کو
بھی تعلیم کی اے شہریار والاتبار اس اعتبار سے اگرچہ مین نے ان بچون کو والدین کیطرح پرورش کیا لیکن دراصل خورشید
نوجوان امیر صاحبقران کا فرزند اور کہلاک عیار خواجہ عمر کا ولد ہی جب ان دونون کی مادران مرحومہ کا وقت
انتقال قریب آیا دونون نے دو بازوبند بطور نشانی کے دیئے تھے مین نے ان بازوبندون کو بحفاظت اپنے پاس
رکھا جب یہ ہوشیار ہوئے دونون بازوبند دونون کو دیدیے بالیقین اسکے پاس موجود ہونگے راوی کہتا ہی
کہ وہ دونون بازوبند دونون کے بازوؤن پر بندھے ہوئے تھے حمزہ ثانی نے وہ بازوبند طلب کیے دیکھا کہ خورشید
کا بازوبند امیر صاحبقران کا ہی اور کہلاک کا بازوبند خواجہ عمر کا ہی حمزہ ثانی کو بہت خوشی حاصل ہوئی اپنی جگہ سے
اٹھکر کھڑا ہوا اور خورشید کو افراط محبت سے اپنی گود مین اٹھا لیا کہا خورشید مجھکو اس حال کی مطلق خبر نہ تھی بارے
اختران شاہ کی زبانی یہ حال دریافت ہوگیا ورنہ کسیطرح نہ معلوم ہوتا یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور سب حاضرین
دربار اپنی اپنی جگہ سے مین بیٹھے تھے یکایک برق ترکی کی صدا حمزہ ثانی کے گوش زد ہوئی حمزہ ثانی نے بھی نقارہ جنگ
بجانے کا حکم دیا خورشید نوجوان نے دست بستہ کہا اے والامرتبت امیرج - بدیع الزمان - نور الدہر - کہ سب
شاہزادہ اسد - ان سب کو مین نہین دیکھتا ہون یہ سب کہان ہین حمزہ ثانی کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے
برادر خورشید ان دلاوران نامدار کا کیا حال پوچھتے ہو یہ سب غریق رحمت الٰہی ہوگئے اول قنطورہ پوش نے
ان سب کو یکے بعد دیگرے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجا تا فرعون ملعون نے اپنے موکلان آدم خوار کا
طعمہ کردیا حیف کہ یہ دلاور مفت ہلاک ہوگئے خورشید نے کہا شہریار کیا واقعی یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہرگز نہین
مین خوشخبری دیتا ہون اس بات کی کہ یہ سب زندہ و سلامت تمہاری ملازمت سے بہرہ یاب ہونگے شہزادہ نے
بحیرت خورشید کی صورت دیکھی کہا اے برادر یہ کیا کہتے ہو ان تمام مرحومون کا تن بیجان بھی تو نہین موجود ہی جو قدرت
خدا سے زندہ ہوجائینگے انکے گوشت و پوست کو فرعون کے موکل واقعی کھا گئے اور یہ کیسے کہتے ہو کہ وہ زندہ ہین

خورشید نوجوان نے کہا مجھسے خود قنطورہ پوش نے کہا ہے عنقریب قنطورہ پوش کو تمھاری ملازمت
کیواسطے حاضر کرتا ہون حمزہ ثانی نے کہا برادر قنطورہ پوش کہان ہے خورشید نے کہا قنطورہ پوش
لشکر کفار مین موجود ہے غرضکہ وہ شب اسی طرح کے حرف و حکایات مین گذری دوسرے روز کہ جہان پر نور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور صبح کو دونون لشکر میدان مین آ کے صف آرا ہوے پہلے قنطورہ پوش میدان
مین آیا اور نعرہ مارا کہ اے خدا پرستو تم مین سے کون ہے ایسا دلاور جو مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے خورشید
نوجوان قنطورہ پوش کے سامنے آیا اور کہا اے نقابدار مین ہون تیرا مرد مقابل آ حملہ کر قنطورہ پوش نے
کہا شہریار تم بجاے خود اور کچھ نہ سمجھنا اسوقت مین بنابر مصلحت کے تمسے کشتی لڑنا چاہتا ہون لیکن پیشتر نیزہ و
شمشیر وغیرہ سے کام لینا چاہیے غرضکہ دونون مین نیزہ و شمشیر کی رد و بدل رہی پھر کشتی کی نوبت آئی اور تا
غروب آفتاب کشمکش و کوشش رہی جب بالکل تاریکی ہوگئی قنطورہ پوش نے کہا شہریار بس اب مجھکو ہاتھ
پر باندھ لو اور گرفتہ و بستہ کرکے لیجاؤ اسطرح کہ اس جنگ زرگری کی کسی کو اطلاع نہ ہو خورشید نے فوراً قنطورہ پوش
کے کمربند کو گرفت مین لا کے سر سے بلند کر لیا اور گرفتہ و بستہ کرکے حمزۂ ثانی کی خدمت مین [illegible]
نے نقارہ بازگشت بجنے کا حکم دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے حمزہ بھی اپنی بارگاہ مین آ کر متمکن
ہوے اور حکم دیا کہ نقابدار قنطورہ پوش کو [illegible] اس اژدہا زمون نے فوراً اسکو گرفتہ و بستہ حمزہ کے روبرو
حاضر کیا حمزہ نے کہا اے نقابدار [illegible] تیری تنہا مین اور [illegible] کے سامنے خورشید نے تجھکو بکمال [illegible]
کیا ہے لیکن سچ بتا تجھکو کس [illegible] گرفتار کیا خورشید نوجوان نے کہا شہریار نقابدار [illegible]
حال کیا جاوے حمزہ [illegible] خورشید نے کہا اصل یہ ہے کہ مین نے نقابدار کو
اسکی مرضی کے موافق گرفتہ و بستہ کیا ورنہ ہرگز کسی کی مجال نہین تھی کہ اسکو گرفتار کرسکے حمزۂ ثانی کو بہت تعجب ہوا اور
کہا یہ رمز میری سمجھ مین نہین آئی اور قنطورہ پوش کیجانب متوجہ ہوکے کہا اے نقابدار مین تجھسے چند سوال کرتا ہون
اسکے جواب دے اول یہ کہ تیرا نام کیا ہے دوسرے یہ کہ تو اپنے چہرہ کو نقاب کے پردہ مین کیون چھپاے ہے تیسرے
یہ کہ اسکا کیا سبب ہے جو ہر ایک مرد مقابل پر غالب آتا ہے اور خود کسی سے مغلوب نہین ہوتا چوتھا سوال آخر یہ ہے
کہ اگر مین تجھسے مسلمان ہونے کو کہون پس تو کیا عذر کریگا نقابدار نے کہا شہریار ان چار سوالون مین سے مین
صرف دو سوال کا جواب دے سکتا ہون البتہ باقی دو سوالون کے جواب مین معذور رہونگا یعنے مسلمان ہونے
مین مجھکو کچھ عذر نہین ہے اور اس بات کے بیان کر دینے مین بھی مجھکو کچھ دریغ نہین ہے کہ اسوجہ مین ہر ایک اپنے مرد
مقابل پر غالب آتا ہون لیکن مین اپنا نام نہ بتاؤنگا اور نہ نقاب دور کرکے اپنی صورت دکھاؤنگا اور ان
دو باتون مین بھی مجھکو کچھ عذر نہو گا اگر شاہزادہ خورشید بخوشی خاطر اجازت دے حمزہ ثانی نے خورشید کی
صورت دیکھی اور کہا اے برادر کیا کہتے ہو آیا ممکن ہے کہ تم نقابدار کو اجازت دو خورشید نوجوان نے کہا اصل
امر یہ ہے کہ نقابدار قوم اناث سے ہے مین اسکا طالب بھی ہون وہ میری مطلوب ہے نقابدار نے کہا مین لازل
شاہ کی دختر ہون جو کہ حقیقی فرعون شاہ کا بھائی ہے قنطورہ جو پہنے ہون نظاہر ہے یہ افسون و سحر سے تیار ہوا ہے اسکی خاصیت
یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو پہنے ہو اور بیمار ہو کہ شدت ضعف سے حرکت نہ کر سکے وہ بھی اگر اس قنطورہ کو پہن لے
تو ہنگام مقابلہ رستم کو بھی گرفتہ و بستہ کر لے اسکے متعلق ایک راز اور بھی ہے جسکو ابھی ظاہر کرنا مناسب نہین معلوم
ہوتا ان دو چار روز کے بعد بیان کر دیا جائیگا مجھے ہر وقت فرعون کے جاسوسون کا خدشہ رہتا ہے حمزۂ ثانی

نے خورشید سے کہا برادر تم اس نقابدار کو اپنے خیمہ مین لیجاؤ خورشید شرم سے سرنگون ہوگیا حمزہ نے کہا اس مین کچھ شرم کی ضرورت نہین ہی دریافت کیا تم اسکے جملہ حالات سے مطلع ہو اور مانوس بھی ہو پھر کیا ضرور ہی کہ خواہ مخواہ گرفتہ و بستہ زحمت و تکلیف مین مبتلا رکھو خورشید نقابدار کو اپنے خیمہ مین لے آیا وہان فرعون کو یکایک یہ خبر پہونچی کہ قنطورہ پوش نے دین اسلام کو اختیار کر لیا فرعون نے کہا قنطورہ پوش سے مجھکو ہرگز اسطرح کی امید نہین ہی اگر اُسنے مذہب اسلام کو اختیار کیا ہی تو بنابر مصلحت کے اختیار کیا ہی پھر خبر پہونچی کہ قنطورہ پوش نے بنابر مصلحت کے ہرگز نہین اسلام قبول کیا بلکہ بصفائی قلب قبول کیا ہی فرعون کو بہت صدمہ ہوا یہان جب رات ہوئی حمزہ ثانی خورشید کے خیمہ کیجانب راہی ہوئے خورشید کو خبر پہونچی وہ استقبال کیواسطے آیا بکمال تعظیم حمزہ ثانی کو اپنے خیمہ مین لیگیا نقابدار کے چہرہ سے اسوقت نقاب برطرف تھی حمزہ ثانی کو دیکھ کے اُسنے چاہا کہ نقاب سے چہرہ کو چھپا لے خورشید نوجوان نے منع کیا کہ اسوقت نقاب پوش ہونے کی کیا ضرورت ہی اُسنے سکوت کیا حمزہ ثانی نے تھوڑی دیر قیام کیا انواع اقسام کی باتین شروع ہوئین اثنائے کلام مین حمزہ ثانی نے قنطورہ پوش کیجانب متوجہ ہو کے کہا کہ قنطورہ پوش تمنے وعدہ کیا تھا کہ ہم کچھ راز افشا کرینگے بیان کرو وہ کیا راز ہی قنطورہ پوش نے کہا شہریارا ابھی کسی راز کے افشا کرنے کا وقت نہین آیا چند روز صبر فرمائیے تا اینکہ بخوبی خاطر جمع ہو جائے تبعدہ کچھ عرض کیا جائیگا حمزہ ثانی نے کہا مین نہایت درجہ مشتاق سماعت ہون جبتک نہ سنونگا یہان سے نہ جاؤنگا قنطورہ پوش نے کہا اسمیں شاید مصلحت اللہ بہتر جانتا ہی

اب حمزہ ثانی کو خورشید نوجوان اور قنطورہ پوش سے پاس راز کے سننے کو منتظم رکھا جاتا ہی اور نازنین عیارہ وزرفام کے حال مین خامہ فرسائی کیجاتی ہی

بیا ساقی ای مایۂ گفتگو
بشامم بیا بر فروزم چراغ
کہ سازم بسر مایۂ نور آن
زمی آتشم در درون بر فروز

بیا شرکن آن دایۂ بستہ جو
زدم کردہ خویش پایم سراغ
نہان کہ نہان را عیان
متاع سرا بی تعلق بسوز

کہ در کوچہ رگ رود ہمچو جان
بدہ آن می روشن دلپذیر
بیا ساقی آن آتش تر بیار

بدل صد فشان گوہر از بے نشان
کہ شد لالگیش اکسیر کشف ضمیر
کہ بے عیش خشک است باز بہار

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار غریب اسطرح گویا ہوتے ہین کہ وہ نازنین عیارہ وزرفام کو قید کر کے فرعون کی خدمت مین حاضر ہوئی سجدہ کیا اسوقت فرعون نہایت مغموم و محزون بیٹھا تھا اُس نازنین نے پوچھا ای خداوند اسوقت مین تمکو نہایت مغموم دیکھتی ہون اسکا کیا سبب ہی فرعون نے کہا ای نازنین کیونکر نہ غمگین ہون قنطورہ پوش کو مسلمانون نے گرفتار کر کے مسلمان کیا اور طرفہ تر یہ کہ قنطورہ پوش نے بخوشی خاطر دین اسلام کو اختیار کیا مجھکو اُس سے اسطرح کی ہرگز امید نہ تھی ہنگام حرب و پیکار اُس سے بہت مدد ملتی تھی اُس سے زیادہ مجھکو اُسپر سے امید تھی کہ آج تک کوئی حریف اُسپر غالب نہین آیا اس مرتبہ نہین معلوم خدا پرستون نے کیا کارروائی کی جو اُسکو گرفتار کر لیا نازنین نے کہا ای خداوند تو اسقدر بیکار پریشان ہی مین تو موجود ہون اگر نقابدار کو گرفتار نہ کر لاؤن تو مین زن عیارہ نہین یہ کہا اور اُسیوقت لشکر اسلام کیجانب روانہ ہو گئی اس واقعہ کو دو چار روز کا عرصہ گذرا حمزہ ثانی نقابدار کے پاس مقیم تھا پھر کہا ای ملکہ اب تو کئی روز گذر گئے بارے اُس راز کو افشا کرو تاکہ مجھکو بھی کچھ حالات سے واقفیت حاصل ہو جائے قنطورہ نے کہا شہریارا مادر ثانی ساز مشوش بیارہ ہی اُسکو عزازیل منافقش کہتے ہین یہ قصہ متعلق فرعون کیواسطے اُسنے بنایا ہی جب وہ ہلاک ہو جائیگی یہ قصہ فرعون سرنگون ہو جائیگا اُسنے فرعون کی مدد و حمایت کیواسطے اُسکا

سپہ سالار بھیجا ہے جسکا نام مقرقس جادو ہے ساٹھ ہزار جادوگرون کی جمعیت سے آیا ہے اور اس بیت نار مین
آکے مقیم ہوا ہے اور بیت نار مین عیارہ ہے جو اسکی خدمت مین آمد و رفت رکھتی ہے اُسکا نام دل افروز ہے جن سرداران لشکر
اسلام کو تین نے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجا اور فرعون نے اپنے موکلان عذاب کو طلب کیا وہ موکلان عذاب
بھی دل افروز تھی جسنے اُن تمام سردارون کو لیجا کے اُس بیت نار مین قید کیا تمھارے لشکر مین معلوم ہوا کہ اُن
سردارون کو انھون نے اپنا طلسم کیا یہ اُسکے سحر و افسون کا اثر تھا کہ تم اُن سردارون کو کشتہ دیکھ کے گھبرا جاؤ اور
ایسی ہیبت تمھارے دل مین سما جائے کہ تم فرعون پرستی کیواسطے آمادہ ہو جاؤ اور در اصل وہ سب سرداران
لشکر اسلام صحیح و سلامت ہین ایک شمہ اُنکو صدمہ نہین پہونچا ہر طرح خاطر جمع رکھو ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین
کہ بالاے خیمہ سے آواز آئی ای قنطورہ لوش اخبر و سزاوار فرعون کا قہر تیری جان پر نازل ہو تو نے یہ کیا غضب کیا
کہ خداوند فرعون کا راز [illegible] ظاہر کر دیا تمام بنا بنایا کام تو نے خراب کیا ہماری محنت ضائع کی اگر تجھکو
خدا پرست ہونا منظور تھا کون مانع تھا لیکن اس راز مخفی کے اعلان کی کیا ضرورت تھی سچ کہا ہے کبھی اپنے راز کو کسی
پر ظاہر نہ کرے ہم تجھکو نہایت معتبر سمجھتے تھے تو نے بڑی بدعہدی کی سعدی نے کہا ہے یاران چشم نیکی مداشتیم + خود غلط بود آنچہ
ما پنداشتیم خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن ہم تجھکو آگاہ کیے دیتے ہین کہ اس افشاے راز کے عوض مین ایسی
سزا سخت تجھے دینگے کہ تمام عالم تجھپر افسوس کریگا اس صداے بالائی سے قنطورہ لوش کے تمام جسم مین لرزہ پیدا
ہو گیا اور رنگ زرد ہوا حمزہ ثانی سے نہایت خائف ہو کے کہا شہریار کچھ تمنے بھی سنا یہ وجہ تھی جو مین نے آجتک
افشاے راز نہ کیا اور اسقدر حیلہ حوالہ مین گذرا مجھکو خوب معلوم ہے کہ اب میرا زندہ رہنا بہت دشوار امر ہے بیشتر
جادوگرون کا خاصہ ہے کہ جب وہ کسی کو اپنا دوست سمجھ لیتے ہین اور وہ دوست بھی دوستی پر آمادہ ہوتا ہے تو کبھی اسکے قتل
کا خیال نہین رہتا جیسا کہ تمنے دیکھا کہ تمھاری دوستی کے اعتبار سے مین نے افشاے راز کیا لیکن اپنے واسطے
ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا اب کیا کرون اور کس سے اپنی جان بچانے کی تدبیر پوچھون [illegible] اپنا علاج
کار خود ہی سمجھ رہا تھا پھر بالاے خیمہ سے آواز آئی ای قنطورہ لوش اس تاسف سے کچھ فائدہ نہین ہے ہر آن کند کہ نادان
باید آن بیند [illegible] تجھکو ہرگز افشاے راز زیبا نہ تھا اور [illegible] تجھکو اپنا راز دار تصور کیا تھا اب اس نا شناسی
بات کا نقصان بھی دیکھنا [illegible] حمزہ ثانی نے دیکھا کہ وہی نازنین یکایک نمایان ہوئی اور قنطورہ لوش
کو اٹھا لیگی خورشید نے ارادہ کیا کہ نازنین کے حال سے متعرض ہو اور قنطورہ لوش کو نہ جانے دے اس نازنین
نے کہا ہان ای جوان تیری کیا [illegible] ہے کہ میرے حال سے متعرض ہو دیکھون تو کیا کرتا ہے بس ایک افسون پڑھ کر
جو خورشید کیجانب دم کیا خورشید کے دست و پا [illegible] بے حرکت ہو گئے یہان تک کہ اپنی جگہ سے بالکل حرکت
نہ کر سکا خورشید [illegible] حمزہ ثانی کی صورت دیکھی حمزہ ثانی نے کہا کیون خیریت تو ہے خورشید نے
کہا خیریت کیا ہے مین بالکل بیکار ہو گیا میرے دست و پا مین اسقدر بھی طاقت نہین ہے کہ ایک جگہ سے دوسری
جگہ جا سکون [illegible] اعضا [illegible] جاتی ہے حمزہ ثانی نے کہا ای جوان تو گھبرا نہین ابھی
تیرے اعضا مین طاقت آئی جاتی ہے اوسنے اسم باطل السحر پڑھ کے خورشید پر دم کیا اور [illegible]
نازنین کیجانب [illegible] باطل السحر کو پڑھنا چاہتا تھا نازنین نے جو حمزہ ثانی کو اسم باطل السحر پڑھتے دیکھا گھبرا گئی قنطورہ کو
گود مین چھوڑ کے [illegible] آواز بلند سے کہتی جاتی تھی ای جوان [illegible] اسم باطل السحر [illegible]
[illegible] موجودگی مین [illegible]

اطلاع ہو گئی ہے تو بخوبی یاد رکھ مین تیری طرف سے ایک لحظہ بھی مطمئن اور غافل نہ رہونگی اگر پیشتر سے مجھکو اسکی اطلاع ہوتی پھر تو تماشا دیکھتا اب مین جاتی ہون اپنے مقام قیام پر پہونچ لون تو اس تیرے اسم اعظم کا علاج جیسا کرون اور تیرے حال کی خبر لون یہ کہکے نظر سے غایب ہو گئی حمزہ ثانی نقابدار کو خورشید کے خیمہ مین لے آئے اور خورشید سے کہا کیا حال ہے خورشید نے کہا الحمد للہ اسوقت اسم باطل السحر نے بڑا کام کیا ورنہ قنطورہ پوش کی اور میری جان بچنا محال تھا مگر اے شہریار اس ساحرہ کیجانب سے مطمئن رہنا نہ چاہیے وہ بڑی بلا ہے روزگار معلوم ہوتی ہے اگر ایک مرتبہ آسنے دھوکا کھایا ہے تو دوسری مرتبہ زبردست بندوبست کرکے آئیگی قنطورہ پوش نے کہا شہریار اب میری زندگی سے نا امید ہو جاؤ ایک مرتبہ تمھارے اسم باطل السحر نے کام دیا ہر مرتبہ کیا ہوگا حمزہ ثانی نے کہا خیر دیدہ خواہد شد چہ می شود ؎ ببینم کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان ٭ اسطرف کا حال سنیے کہ وہ نازنین ساحرہ فرعون کی خدمت مین حاضر ہوئی فرعون نے کہا اے نازنین بتا کیا کام کیا آسنے کہا اے خداوند کیا پوچھتا ہے کچھ کام نہ ہوا محض بیکار کوشش کی فرعون نے کہا آخر وہان تک پہونچی بھی تھی یا اثنای راہ سے واپس آئی آسنے کہا اے خداوند میرا مصمم ارادہ تھا کہ اس نازنین قنطورہ پوش کو لے آؤن اور وہان تک پہونچی بھی لیکن جب نقابدار کو لیکے چلی حمزہ ثانی نے اسم باطل السحر پڑھنا شروع کر دیا جس سے مین بالکل مجبور ہو گئی مجھکو کیا خبر تھی کہ حمزہ اسم باطل السحر جانتا ہے فرعون نے کہا کیا تو بالکل مجبور ہے حمزہ کے باطل السحر کا علاج نہین کر سکتی آسنے کہا اے خداوند مطمئن رہ مین ضرور باطل السحر کا علاج کرونگی بلکہ پہلا کام میرا یہی ہے بعدہ خدا پرستون کے حال سے متعرض ہونگی اور اب مین جاتی ہون فرعون نے کہا اب کہان کا ارادہ ہے آسنے کہا حمزہ کے باطل السحر کی فکر مین جاتی ہون یہ کہا اور اس غار پر ہیبت کی طرف روانہ ہو گئی

نازنین ساحرہ کو اس غار پر ہیبت کیجانب متوجہ رکھا جاتا ہے اور شاہزادہ بدیع الملک کے حال مین قلم دوسالی کیجاتی ہے

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں
پرستار مے نہیں ہے یار خاک اڑتی ہے اون کی
طریق عشق میں آتش قدم ہے سانہ گذریگا
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن میں
جنون سے کب ہوش میں ایک جا نہیں دم بھر قرار آتا

گریبان پھاڑ کر جل بیٹھیے پھر اسکے دامن میں
شفیق روزن جو قصر یار میں پروا نہیں ہم کو
گریبان میں لگی ہے جب لگی ہے آگ دامن میں
لبان غنچہ کا اس گل کے دھوکا کھا چلے عاشق
کبھی گلشن سے صحرا میں کبھی صحرا سے گلشن میں

لگائی آگ بجلی کی چمک ہے خانہ تن میں
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں
یہ ہولے کے شہادت ہے ہمارے سر کو اے قاتل
نہ بینائی ہے نرگس میں نہ گویائی ہے سوسن میں

راویان اخبار تازہ و محرران مضامین بے اندازہ اس داستان حیرت بیان کو اسطرح سطور کرتے ہین کہ شہزادہ والا گہر بدیع الملک نامور قمرزاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب جاتا تھا جسکو شہر سبز کہتے ہین قریب پہونچا دیکھا کہ وہان دیون کی کثرت ہے جسکو دیکھو گرز گاؤسر وارنہ شمشاد وغیرہ ضرب ہائے گران سنگ لیے ادہر ادہر گشت کر رہا ہے ہر چہار جانب کوہ کو گھیر لیا ہے کبھی کسی جانب دھاوا کرتے ہین کبھی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہین لیکن یا الاتفاق ہو ہو کی آوازہ بلند کرتے ہین جس سے انسان کا زہرہ آب ہو جائے رستم و افراسیاب بھی ہو اگر یہ ہون تو انکے دل مین بھی ہول سمائے بدیع الملک اس شور و غل کو سنکے بہت پریشان ہوا قمرزاد سے پوچھا یہ شور کیسا ہے اور کون مقام ہے قمرزاد نے کہا شہریار تمکو نہین معلوم یہ پردہ شہر سبز ہے اے شہریار بدیع الملک نامدار یہان ملکہ قمر چہرہ رہتی ہے اور ملکہ قمر چہرہ ہی امیر کی حرم محترم ہے ہم مگر اس شور و ہنگامہ کا حال مفصل مجھکو نہین معلوم ہے شہزادہ نے کہا اے قمرزاد اس ہنگامہ کا حال ضرور دریافت کرنا چاہیے کیونکہ تم کہتے ہو کہ ملکہ قمر چہرہ رہتی ہے اور وہ امیر کی حرم محترم ہے قمرزاد نے ایک دیوزاد کو طلب کیا اس سے اس ہنگامہ کا

حال پوچھا اُسنے کہا اے شہریار الماس دیو نام ایک دیوزاد ملکہ قمر چہر پر عاشق ہو گیا ہے اُسنے قلعہ پر یورش کی ہے وجہ یورش
کی یہ ہے کہ پہلے اُسنے اپنے عشق و محبت کو ظاہر کیا ملکہ نے اسکی جانب مطلق اعتنا نہ کی اُسکو بہت
ناگوار ہوا اکثر عشق و محبت کے مضامین لکھے پھر سخت و درشت مضامین لکھ کے بھیجے ملکہ نے
پھر بھی کچھ خیال نہ کیا اب اُسنے قلعہ پر یورش کی تاکہ بجبر ملکہ قمر چہر کو قبضہ مین لائے ملکہ نے اُسکے
خوف سے شہر کو چھوڑ دیا ہے اور اِس کوہ پر قیام اختیار کیا ہے اِس خیال سے کہ وہ مکار شاید یہان
تک نہ پہونچ سکے مگر وہ موذی یہان بھی اُس کی تعقب گذاری نہین کرتا جب ملکہ کو یقین ہو گیا کہ
اب اِس دیو مردود کے ہاتھ سے عصمت محفوظ نہین رہتی معلوم ہوتی ناچار اپنی انگشتری سے
ہیرے کا نگینہ نکالا تاکہ اُسکو کھا کے ہلاک ہو جائے ہم سب کو جب یہ حال دریافت ہوا سب نے
بالاتفاق کہا اے ملکہ اِسطرح خودکشی نہ کرو یہی نا کہ وہ موذی گرفتار کریگا باشد اُسوقت اگر کسیطرح کی بے
ادبی سے پیش آئیگا جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا شاید اُسوقت تک کوئی صورت
مفر کی پیدا ہو جائے مگر ملکہ قمر چہر کچھ نہین سنتی الماس کے ذریعہ سے جان دینے کو آمادہ ہے ہم سب
اِس فکر مین ہین کہ کیا تدبیر عمل مین لائین جس سے ملکہ کی جان بچے کچھ سمجھ مین نہین آتا اور وہ موذی
یورش بالاے یورش کر رہا ہے دم لینے کی فرصت نہین دیتا بدیع الملک اس خبر کو سُنکے بہت افسردہ
خاطر ہوا اُس پریزاد سے کہا تو جا اور ملکہ کو میری طرف سے بعد سلام کے کہنا کہ خبردار خودکشی کا ارادہ
نہ کرنا مین یہان پہونچ گیا ہون کیا مجال اُس دیو مردک کی کہ ملکہ کو کسیطرح کا صدمہ پہونچا سکے اور
جلد جا ایسا نہ ہو کہ ملکہ گھبرا کے خودکشی کرے وہ پریزاد اُسطرف روانہ ہوئی اِسطرف شاہزادہ بدیع الملک
فوراً مرکب پریزاد پر سوار ہوا اور الماس دیو کے روبرو آکے کہا اے مردک نابکار تو بڑا نامرد ہے کہ اِس
عورت ذات کو ہرطرح سے مجبور کر رہا ہے اگر کسی مرد کے مقابلہ مین ایسی سرکشی کرتا تو سزا الم نہ تھا اگر
کچھ حوصلہ مردانگی رکھتا ہے آ مجھسے مقابلہ کر اُس دیو نے بکمال تعجب شاہزادہ کو از سر تا پا دیکھا اور کہا
اے جوان ضعیف البنیان تو اپنی جثہ کو دیکھ اور مجھ ایسے کوہ پیکر سے مقابلہ کرنے کو دیکھ اگر کوئی مجھ سا
کوہ پیکر مجھسے اسطرح مقابلہ کرنیکو کہتا تو دم لینے کی مہلت نہ دیتا فوراً ایک وار مین اُسکو دو لخت کرتا
اب تیری اِس زبان درازی کی تجھکو کیا سزا دون بہتر یہ ہے کہ اِس خیال محال سے درگذر اور
میری ساقی گری منظور کر تاکہ ملکہ قمر چہر کی ہم نشینی مین تجھسے ساقی گری کا کام لون شاہزادہ نے
اُسکی باتون کا زبان سے مطلق جواب نہ دیا جست کر کے الماس دیو کے قریب پہونچا
اور ایک ایسا وار اُسکی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا شاہزادہ نے کہا الحمد للہ خس کم
جہان پاک الماس دیو کے تمام دیوان ہمراہی اپنے سردار کو کشتہ دیکھ کے ایک مرتبہ
شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ نے داد مردی و مردانگی دیکے اُن سب کو پسپا کیا بعضے ہلاک
ہوئے باقی راہ فرار لائے شاہزادہ بارش تمام اِس قضیہ کو فیصل کر کے آگے بڑھا قمر زاد نے
کہا اب ملکہ قمر چہر کے پاس چلنا چاہیے چنانچہ دونون ملکہ کے محل کے قریب پہونچے وہان آہ و گریہ
وزاری بلند تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ملکہ قمر چہر قبل اُنکے پہونچنے کے جان بحق تسلیم ہو گئی
شاہزادہ کو بہت رنج ہوا چند پریزادون کو بلایا حال پوچھا اُنھون نے کہا اے شہریار ہرچند کہ ایک پریزاد

نے ہتھیار سے حامی ہونے کی خبر دی تھی اور ملکہ مرحومہ کو بہت کچھ محفوظ رہنے کی امید دلائی تھی مگر ملکہ کو
اس موذی کا ایسا خوف غالب تھا کہ مطلق اسکے اس امید دلانے کی جانب اعتنا نہ کی اپنی انگوٹھی
کا نگینہ کھا کے جان دیدی ہان ہنگام انتقال یہ کہا تھا کہ میری ہلاکت سے اگر وہ جوان دلوا لماس
اس سزا سے مقتول ہووے تو میری تجہیز و تکفین میں شریک ہو جاے شہزادہ نے قمر زاد سے کہا جلد ملکہ
کی تجہیز و تکفین کی فکر کر دیکھا پھر قمر زاد کے اہتمام سے قبر تیار ہوئی ملکہ کو غسل دیا گیا اور کفن وغیرہ دے کے
اس قبر میں دفن کیا بلکہ نماز جنازہ بھی بدیع الملک نے پڑھی مختصر مقبرہ بھی بنوا دیا اور شہر سیستہ
کا تجربلی بند و بست کرکے یہان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین دیکھا کہ ایک نقابدار چلا آتا ہے اور اس
نقابدار کے پیشاپیش ایک دیو بھاگا چلا آتا ہے قمر زاد نے جو اس دیو کو دیکھا پہچانا آگے بڑھ کے نعرہ
مارا کہ او ظالمان نابکار کہان جاتا ہے توقف کر ورنہ ابھی ہلاک کیا جاوے گا وہ دیو ٹھہر گیا اور کہا شہزادہ
کیون مجھکو روکتے ہو تمہارے بھائی کے خوف سے بھاگا ہون اگر مین یہان زیادہ توقف کرونگا تو
وہ مجھکو ہلاک کر دیگا یہ کہہ رہا تھا کہ نقابدار آ پہونچا اور آتے ہی ایک ایسا وار تلوار کا اس دیو
پر کیا کہ فوراً وہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا بعدہ وہ نقابدار قمر زاد کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ
اے مرد بے غیرت تو یہان کہان اور یہ جوان کون ہے جو تیرے ہمراہ ہے قمر زاد نے کہا اس جوان
والا شان کو تو نہین جانتا آگاہ ہو یہ جوان شاہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر ہے تو اپنا
سلسلہ بیان کر اسپر نقابدار نے کہا میرا سلسلہ پوچھ کر اگر یہ واقعی بدیع الملک ہے تو میری مہمانی
قبول کرے قمر زاد نے کہا یہ ہر گز نہین ہو سکتا دریافت یہ کہ وہ میرا مہمان ہے کسطرح تیری مہمانی
کو قبول کر سکتا ہے اور اسکو بھی زیبا نہین ہے کہ میری مہمانی کو ترک کرکے تیری مہمانی قبول کرے
نقابدار نے کہا اے نامرد بے غیرت یہ کیا گستاخانہ کلمات ہیں سو رو برو زبان پر جاری کرتا ہے
قمر زاد نے کہا اے نقابدار تیری اتنی بڑی [illegible] مفہوم میری سمجھ مین نہین آیا آخر تو کون ہے جو تجھے ہوا و
گستاخ کہا ہووے اور تو نے مجھے بے غیرت اور نامرد کیون کہا اپنے کلام کیجانب تجھے خیال نہین ہے جو
واقعی بے ادبانہ ہے نقابدار نے اس بات کا جواب نہ دیا اور قریب قمر زاد کے آ کے شمشیر کا وار
کیا جس سے سر قمر زاد کا تا ابرو شگافتہ ہو گیا اور کہا جا بدیع الملک بن نور الدہر تیرا مہمان
[illegible] آنسے [illegible] کہ میرا مہمان وہ ہوگا نہ تیری مجھکو اسکی مہمانی کی کچھ پروا نہین ہے قمر زاد زخمی ہو کے
شہزادہ بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اسطرف سے وہ نقابدار بعجلت تمام گلستان ارم کے
قریب پہونچا ملکہ آسمان کو اسکے آنے کی خبر پہونچی اس نے پریزادون کو حکم دیا کہ جلد قلعہ کے دروازہ
بند کرو نقابدار نے قلعہ پر یورش کرنا شروع کیا پریزادون نے قلعہ کے اندر سے تیر و تفنگ وغیرہ
کے وار کیے یہان تک کہ شہزادہ بدیع الملک بھی قریب قلعہ کے پہونچا معلوم ہوا کہ وہی نقابدار
اب یہان آیا ہے اور قلعہ پر یورش کر رہا ہے قمر زاد سے کہا اے برادر آخر یہ نقابدار کون بلا ہے جسنے
اول تمکو مجروح کیا اب یہان آ کے ہنگامہ برپا کیے ہوئے ہے قمر زاد نے کہا یہ نقابدار بھی ہمارا
بھائی ہون مین سے ہے اسکا نام سلیمان اعظم ہے بدیع الملک نے کہا پھر تمسے دشمنی کی کیا وجہ ہے قمر زاد
نے کہا اسکے متعلق ایک قصہ ہے وہ یہ ہے کہ جسوقت ہم کم سن تھے اسکی خواہر کو جو قمر [illegible] اسیر [illegible] شاہزادہ

سلیمان ثانی سے منسوب کر دیا تھا جب یہ جوان ہوا اس نے کہنا شروع کیا کہ میری خواہر سے
سات برس تک صاحبقرانی اور پہلوانی کی اسکو کیا خدا کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ اسکے
اسقدر توقف کیا ہوتا تاکہ مین ہوشیار ہوتا اور جو کچھ میرے نزدیک مناسب ہوتا عمل مین
لاتا اس قدر عجلت کی کیا ضرورت تھی اب اس نے قسم کھائی ہے کہ اسکا کو مع ہمراہی ہلاک کرونگا چنانچہ
آج کل اسنے بنا بر گلستان ارم پر لشکر کشی کیے ہوے ہے شہزادہ بدیع الملک کو یہ بات ناگاہ
معلوم ہوئی شمشیر آبدار علم کرکے اس کے روبرو پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش اے خیرہ سر مین تیرا
حریف آپہونچا سلیمان اعظم نے دیکھا کہ وہی جوان بدیع الملک نامی ہے مقابلہ کو آیا ہے قریب
شاہزادہ کے آیا اور کہا او نامرد بیحیا تو نے بھی ان بے غیرتون سے موافقت کرکے بھائیون مین
اپنا شمار کر لیا افسوس کہ تو میرا مہمان ہے ورنہ تجھکو اس بیحیائی کی ایسی سزا سے معقول دیتا کہ تو مدت العمر
یاد رکھتا بدیع الملک نے کہا اے نادان مجھکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ ترک ادب شہزادی
کر سکتا ورنہ تیری اس بیہودگی کے عوض مین تیرے کاسہ سر کا پوست کھینچ لیتا آخر تیرے
سر مین کیا سودا سمایا ہوا ہے اگر تیری خواہر کو امیر نے منسوب کر دیا تو کیا مضائقہ کی بات ہے
امیر کا کوئی کام ایسا نہین ہے جس مین کوئی نقص نکال سکے سلیمان اعظم نے کہا مجھکو
پیشتر ہی معلوم ہو گیا کہ تو بھی ان بیحیاؤن کا شریک ہے ورنہ ہرگز اس طرح کے کلمے زبان پر
جاری نہ کرتا اس سخن سے خاموش ہوا اور حملہ کر کے شہزادہ نے کہا مین ہرگز وار نہ کرونگا جب تک تو وار
نہ کرے گا سلیمان اعظم نے عمود کا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا
سلیمان اعظم نے دوسرا وار کیا شہزادہ نے اس وار کو بھی رد کیا اسیطرح تین وار
سلیمان کے رد کیے سلیمان زرد ہو گیا اور برہم ہو کے کہا اے جوان خیرہ سر کیا تو یہ
سمجھتا ہے کہ میری تمام ضربون کو رد کریگا یہ کہا اور بقوت تمام ایک گھونسہ شہزادہ بدیع الملک
کی گردن پر مارا اس گھونسے کے صدمہ سے شاہزادہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا
زمین پر آیا سلیمان بھی پیادہ پا ہوا دونون مین زور دست و بازو کی نوبت آئی خلاصہ یہ
کہ تین شب و روز کشش و کوشش رہی چوتھے روز صبح کو شہزادہ بدیع الملک نے اللہ اکبر
کہکے اسے ہاتھ پر اٹھا لیا پھر زمین پر پٹکے گرفتہ و بستہ کر لیا اور آسمان پری کے پاس
لایا آسمان پری شہزادہ کو دیکھکے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تین مرتبہ شہزادہ کے گرد پھر
کے چشم شہزادہ پر بوسہ دیا اور کہا اے شہزادہ والا قدر خداوند عالم تیرے زور و طاقت
مین ترقی عطا فرمائے تو نے کارے کردی کہ ایں کار از تو آید و مردان چنین کنند راوی کہتا ہے کہ
اسوقت ایک عیار پریزاد آسمان پری کے پاس حاضر ہوا اور بعد بجا آوری آداب تسلیمات
عرض کیا مین عمر بن حمزہ اور علمشاہ رومی کا بھیجا ہوا آیا ہون ایک نامہ بھی انھون کا لایا
ہون یہ کہکے نامہ پگڑی سے نکالا ملکہ کو دیا لیکن اس عیار پریزاد نے بدیع الملک اور سلیمان
اعظم کی جنگ کو دیکھا تھا شہزادہ کی جوانمردی پر فریفتہ ہو چکا تھا اب جو شہزادہ بدیع الملک کو
آسمان پری کے پاس موجود دیکھا کہا اے ملکہ عالم قربانت شوم یہ جوان ذیشان کون ہے اسکی

ایک دفعہ بہت قابل تحسین و آفرین ہے شہزادے نے کہا تو اس دلاور زمانہ و بہادر یگانہ سے واقف
نہیں ہے شہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر یہی ہے وہ عیار بدیع الملک کی خدمت میں حاضر ہوا
عرض کی اے شہریار والا تبار زہے نصیب میرے کہ تمہارے دیدار فرحت آثار سے آنکھیں روشن
ہوئیں اور دل و دماغ کو فرحت حاصل ہوئی میں عرصے سے تمہارے انتظار میں تھا یارے میری
قسمت نے یاوری کی شہزادہ نے متعجب ہو کے اسکی صورت دیکھی پوچھا تیرا کیا کام مجھ سے متعلق
ہے بدیع نے کہا مجھکو بزرگان غیب نے بشارت دی ہے کہ میں پیادہ تمہارے جلو میں رہ کے
سرفرازی حاصل کروں شاہزادہ نے از راہ انکساری کہا ہر چند کہ میں ایک بندہ حقیر خداوند
قدیر کا ہوں مجھ میں کسی نوع کی قابلیت نہیں ہے لیکن اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو مجھکو بھی کوئی عذر نہیں
ہے تو [illegible] آسمان پری نے نامہ کھولا مضمون مندرجہ پر نظر کی لکھا تھا اے ملکہ مہربان میں نے قہقہہ کو
پریشان کیا ہے چنانچہ وہ پشتہ تاریک میں بند ہوا ہے اب جو کچھ حکم کرو اس پر عمل کیا جاوے آسمان پری نے
جواب لکھا کہ اے عمر بن حمزہ و علمشاہ رومی فرزندان من جس وقت موقع مل جاوے قہقہہ کو ہرگز زندہ
نہ چھوڑنا کہ وہ بہ پشت اجل گرفتہ ہمارے جملہ امور ضروری میں خلل انداز ہے اس مضمون کا جواب لکھ کے
بدیع عیار کے حوالہ کیا بدیع نے تامل کیا آسمان پری نے کہا تامل کی کیا وجہ ہے اس نے کہا اے ملکہ میں چاہتا ہوں
کہ جواب نامہ کیواسطے کسی دوسرے کو تجویز کرو مجھکو خیال ہے کہ میں اسطرف روانہ ہونگا شہزادہ بہر دُہ دنیا کیطرف
روانہ ہو جاوے گا اور میرا مقصود یہ ہے کہ شہزادہ کے ہمراہ بہر دُہ دنیا کیطرف جاؤں اور اسمیں میں نے عہد
کیا ہے کہ بقیہ عمر شاہزادہ بدیع الملک کی ملازمت میں بسر کروں ملکہ آسمان پری نے کہا اے بدیع اگر تیرا یہی ارادہ
ہے تو میں مانع نہیں ہوں تاہم اس نامہ بری کیواسطے کسی دوسرے کو تجویز نہیں کر سکتی کیونکہ تو ایک جوانمرد ہے
بس مری خواہش یہ ہے کہ تو جواب نامہ لیکے جا جسوقت تک تو واپس نہ آئیگا میں شہزادہ بدیع الملک کو رخصت نہ
کرونگی بدیع نے کہا ہاں اگر ایسا عہد و پیمان ہے تو مجھے کچھ عذر نہ ہوگا یہ کہا اور بدیع جواب نامہ لیکر ظلمات
و پشتہ تاریک کیجانب روانہ ہو گیا

اب یہ پہنچا عمر بن حمزہ و علمشاہ رومی کو کہ ملکہ آسمان پری کا جواب نامہ لیے ہوئے ظلمات و پشتہ تاریک کیجانب
روان رکھا چاہیے اور [illegible] کیجانب عنان [illegible] کلک منعطف کیجاتی ہے

منزل مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ
[illegible] گردن کا ہو گا [illegible] کے ساتھ
مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حسن [illegible]
صندل اس بتخانہ میں ملتا ہے درد سر کے ساتھ
اسقدر شیریں ہیں اے دلبر [illegible]
دم نکل جاتا ہے سودائی کا اس نشتر کے ساتھ
جسپہ ڈالا ہے تصور تیرے خندان کا [illegible]

گر وہ گیسو [illegible] بیٹھے جاتے ہیں [illegible] ساتھ
کاٹتا ہے مرے تو کاٹ [illegible] اس طرح
آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کے ساتھ
[illegible] گردن اے سفاک اس پہ [illegible]
[illegible] لشکر کے ساتھ
[illegible] طفلان [illegible] نہیں
لوٹتا ہوں اشک کے قطروں [illegible] گوہر کے ساتھ

سبزہ خط کو دکھا کر [illegible]
حسرت پروانہ بھی اور جلنا بال و پر کے ساتھ
صورت آباد جہان کے حسن کا [illegible]
لاگ رکھتی ہے تری گردن [illegible] خنجر کے ساتھ
یا اشارہ جنبش مژگان سے اس گلرو کے [illegible]
چاہیئے سالار لشکر کو بھی لشکر کے ساتھ
[illegible] کا جو کم ہوتا ہے آتش الفاق

[illegible] واقف کار اس داستان حیرت
[illegible] جادو آیا اور [illegible]

اُسکو سجدہ کیا اور تا دیر اسی طرح سر بر زمین رہا فرعون منتظر تھا کہ اب یہ سر اُٹھائیگا حرف مطلب زبان پر لائیگا جب عرصہ ہوا کہا ای مقرنس سجدۂ خداوندی سے سر اُٹھا مین نے تیرے اوپر رحمت کی نظر کی گذشتہ تیرے گناہان صغیرہ کبیرہ سے درگذرا اب اپنے کو مقربان بارگاہ خداوندی سے سمجھ مقرنس نے سجدہ سے سر اُٹھایا کہا ای مغفرت و مرحمت کے کرنے والے ای اپنے بندگان خاص کے نوازنے والے ہمیشہ تیرے رحم و عفو کا دریا اسطرح جوش و خروش پر رہے ای خداوند مین نے مصمم ارادہ کیا ہی کہ حمزۂ ثانی کے باطل السحر کو بند کرون اور قسنطورہ پوش کو گرفتہ و بستہ کر کے تیری خدمت مین حاضر کرون فرعون ملعون نے کہا ای بندۂ خاص ہمارے تیرا ارادہ میری مرضی کے موافق ہی ہم بھی تیرے ارادہ مین مدد دینگے تیری مجبوری کی حالت مین تیری مدد کرینگے ہر طرح مطمئن رہ تیرے روبرو اُس فضل کی تصریح کرنا بالکل عبث ہی جو ہم تیرے شامل حال کرینگے مقرنس نے خوش ہو کے دوسرا سجدہ فرعون کو کیا اور کہا ای خداوند ہر وقت تجھسے ہر طرح کی امید ہی یہ کہا اور روانہ ہوگیا اور خورشید نوجوان کے خیمہ کے قریب پہونچا اُسوقت خورشید نوجوان اندرون بارگاہ سلیمانی حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر تھا مقرنس خیمہ مین داخل ہوا نقابدار نے کہا تو کون ہی مقرنس نے کہا مین ہون مقرنس تیرا گرفتار کنندہ نقابدار نے اُس سے مقابلہ کرنا چاہا مگر چونکہ اُسکو ابتداءً اس حال کی خبر نہ تھی اندر خیمہ کوئی کارروائی نہ ہو سکی مقرنس نے فوراً اُسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالدیا اور گرفتہ و بستہ کر کے وہان سے چلتا ہوا اور فرعون کے پاس آکے کہا ای خداوند یہ نقابدار موجود ہی فرعون نے مقرنس کی اس کارروائی کی بہت تعریف کی اور کہا حمزۂ ثانی کے جو سردار تیرے پاس قید ہین مع مہرو ماہ و عمر ثانی اُنکو ہلاک کر اور سر اُن خدا پرستون کے ہماری خدمت مین بھیج دے اُسکے دست بستہ کہا بہت مناسب اور بعد ازان اُس غار پر ہیبت مین آیا دیکھا دل افروز بیٹھی ہی مقرنس نے کہا ای دل افروز مہرو ماہ کو مطلوب جادو کے حوالہ کرنا کہ آج شب بھر بحفاظت تمام قید رکھے کل کے روز اُنکو مع سرداران اسیر ہلاک کرنا ہی دل افروز نے مہرو ماہ کو مطلوب جادو کی خدمت مین حاضر کیا اور قید خانہ مین اُنکو بھی پاس سرداران مہر اور عمر ثانی کے قید کیا بعدہ اپنے خیمہ مین زرد فام کے پاس آ کے زرد فام کو سلام کیا اور اسقدر ناز فروشی زرد فام سے کی کہ زرد فام نے جانا مجھپر عاشق ہی دل افروز نے کہا ای زرد فام کل مقرنس جادو کا ارادہ ہی کہ سرداران حمزہ اور قسنطورہ پوش کو ہلاک کرے تیری کیا رائے ہی زرد فام نے کہا اراے کیا ہے دل افروز نے کہا مطلب یہ ہی کہ اگر تو میری مراد دے تو مین ان تمام تیرے سردارون کو قید سے رہا کر دون زرد فام نے کہا ای نازنین اگر تو ایسا کرے تیرا کمال کرم و لطف ہی لیکن تیری مراد کا حاصل ہونا ایک شرط پر موقوف ہی اُسنے کہا کیا شرط ہی زرد فام نے کہا شرط یہ ہی کہ تو دین اسلام اختیار کر مع ہذا ہمارے سردارون کو بھی رہا کر دے پس دل افروز نے زرد فام کو قید و بند سے رہا کر دیا زرد فام نے چند بوسے بکمال شوق و رغبت اُسکے لب و رخسار کے لیے اور یہ تجویز سوچ کے مطلوب کے پاس آکے کہا ای مطلوب آج میرا ارادہ ہی کہ قیدیون کی نگہبانی کرون

اُسنے قبول کیا اور لالہ گون آئی دل افروز نے ساقی گری اختیار کی چند لمحہ کے عرصہ مین چار ہزار جادوگرون کو بیہوش کیا اور سر تا پا کٹ اُنکے تن سے جدا کیے اور رستم اور ایرج اور نور الدہر اور تمام سرداران لشکر اسلام کو قید و بند سے رہا کر کے اپنے خیمہ مین آ کے قرار لیا تمام سرداران امیر دل افروز کے خیمہ مین آ کے جمع ہوئے دیکھا زر رفام موجود ہی حقیقت حال کو دریافت کیا زر رفام نے اپنا مقید ہونا اور دل افروز کا عاشق ہونا از اول تا آخر بیان کیا اسد بہت خوش ہوا اور کہا ای زر رفام الحمد للہ کہ خلاص تیرے سبب سے ہم رہا ہوئے کیونکہ اگر سرداران دست چپ کی کوشش سے ہم رہا ہوتے تو وہ باچی نہایت مغرور ہوتے اب تو نے جہان اسقدر احسان کیا ہی وہان اسقدر اور احسان کر کہ ہمکو کچھ کھانے کو دے دل افروز نے طعام لذیذ و لطیف مہیا کیا تمام سردارون کو کھلایا سب نے سیر ہو کے کہا بعدہ کہا ای دل افروز ہمارے لشکر مین ہمکو پہونچا دے اُسنے کہا شہریارا مجھ مین صرف اسقدر قدرت ہی کہ تمکو قید و بند سے رہا کر دیا مجھ مین یہ طاقت ہرگز نہین ہی کہ اس غار مہیب سے باہر لیجاؤن دہانہ غار پر مقرنس نے طلسم بندی کی ہی اور وہ طلسم بندی اسطرح کی ہی کہ نہ اندرون غار کسی کو لانا ممکن ہی اور نہ اندرون غار سے باہر کسی کو لیجا سکتی ہون مختصر جب شب گذر گئی صبح ہوئی دل افروز نے کمر باندھی مقرنس کی خدمت مین حاضر ہو کے سلام کیا مقرنس نے کہا ای دل افروز جا اور قیدیون کو لے آ تاکہ آج اُن سب کو ہلاک کرون دل افروز نے بعجلت تمام اپنے کو قید خانہ مین پہونچایا یہان دیکھا مسطلوب مردہ پڑا ہی مسطلوب کا خون اپنے چہرہ پر ملا اور مقرنس کی خدمت مین آ کے سینہ و سر پیٹنا شروع کیا مقرنس نے کہا ہان ہان یہ کیا واقعہ ہی جسکے سبب سے تو نے اپنا یہ حال بنایا ہی دل افروز نے کہا ہائے افسوس کیا بیان کرون غضب ہو گیا آج شب کو نہین معلوم کون ایسا زبردست سفاک وارد ہوا جسنے حریفون کو قید و بند سے رہا کر دیا اور مسطلوب کو مع چار ہزار جادو کشتہ کیا یہ اُسی مسطلوب کا خون ہی جو میرے چہرہ پر ملا ہی مقرنس اس حال کو سُن کے ہمہ تن محو حیرت ہو گیا تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعدہ سوار ہو کے اُس مقام پر آیا دیکھا واقعی قید خانہ کے گرد چار ہزار جادوگر مردہ پڑے ہین اور مسطلوب بھی مردہ افتادہ ہی مقرنس ہر ایک جادوگر مردہ کے پاس جاتا تھا اور اُسکو از سر تا پا دیکھتا تھا چنانچہ ایک جادو افتادہ کے پاس پہونچا دیکھا کہ کچھ سانس باقی ہی اُسکا شانہ ہلایا اُسنے آنکھ کھولی کہا تیرا کیا نام ہی اور اس واقعہ کی اصل حقیقت کیا ہی اُسنے طاقت گفتار نہ تھی اشارہ سے کہا توقف کر لیکن تھوڑا پانی پلا دو مقرنس نے پہلے پانی پلایا پھر جوز کو مرغ اور یخنی وغیرہ پکوائی اُسکو پلائی جب اُسکے حواس درست ہوئے مقرنس نے کہا اب اگر ممکن ہو تو بیان کر اُسنے آہستہ سے کہا ای مقرنس کیا پوچھتا ہی یہ کام دل افروز کا ہی کہ اُسنے شب کو آ کے سب کو ہلاک کیا اور قیدیون کو رہا کر دیا مین نے خفیف سی ضرب مین اپنے کو بتکلیف مردہ بنا یا تھا مگر اُسنے مجھکو مردہ دیکھنے پر بھی اکتفا نہ کی بلکہ بخوبی مجروح کر کے جب مجھکو بالکل بیجا دیکھ لیا اُسوقت مجھسے دستبردار ہوا اس حقیقت کو سُن کے مقرنس نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور خیمہ مین آ کے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار جادوگر مسلح و مکمل ہو کے جلد میرے پاس آ ئین

اب میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہی کہ دل افروز کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کیا بیہودگی تھی کہ اسقدر جادوگرن کو بے قصور تہ تیغ کیا چنانچہ حسب الحکم مقرنس جادو ان نابکار تیاری میں مصروف ہوئے

اب ان جادوان نابکار کو تیاری میں مصروف رکھا جاتا ہی اور حال خیریت اشتمال شاہزادہ بدیع الملک و آسا پری کا مذکور ہوتا ہی

حاضر ہیں ہم جو معرکہ کارزار ہو
خون شہید مہر و وفا سازوار ہو
مست شراب عشق کب آتے ہیں ہوش میں
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو
اے آفتاب حسن یہ حسرت ہی بعد مرگ
کوچے میں یار کے جو مرا اختیار ہو
کیسے دل و جگر میں نشانہ ہی ہوگئے
پاس اُسی نگین سے سوا اعتبار ہو
گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو
لازم نہیں ہی وصل کی شب میں نہیں نہیں
اپنا کلام معجزہ ذوالفقار ہو

مست فیل مست کے اوپر سوار ہو
کج رکھکے کلاہ جو چڑھتے ہیں سیپ پر
یہ نشہ وہ نہیں ہی کہ جسکو خمار ہو
پنہان دہن جو ہی تو ابھی کچھ غرض نہیں
ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو
دست جنوں سے زلف کے سودے میں چاک
دیکھوں کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو
اُس شکل گل کے چین جبین پر منہ کو کسی
تم آگئے سمجھے تمہارے بہار ہے
بیزار زندگی سے ہوں یہ شوق مرگ میں
ایسا نہ غمزہ سمجھیے جو ناگوار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
گردن پہ اُنکی خون ہمارا سوار ہو
اُلٹی ہوا زمانہ میں چلنی تھی چاہیے
بوسہ کبھو اسلئے لب یار آشکار ہو
بلبل کو مول لیکے حوالہ کروں چمن
پیراہن حیات میرا تار تار ہو
ورد زبان ہی نام ترا جسکو اے حبیب
شبنم کیطرح سے کوئی گریان ہزار ہو
سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو
ڈھونڈھوں چراغ لیکے جو پیدا مزار ہو
آتش ہو دل وہ نیم سخن میں اگر سخن

تہمتان میدان فصاحت و دلاوران معرکہ بلاغت اس داستان حیرت توامان کو اسطرح حوالہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہدہد عیار سلیمان اعظم نے ملکہ آسا پری کا نامہ عالمشاہ رومی اور عمر بن حمزہ کی خدمت میں پشتہ تاریک پر پہونچایا چند روز کے بعد ملکہ آسا پری کی خدمت میں آیا شاہزادہ بدیع الملک کی ملازمت حاصل کی بدیع الملک نے کہا اے ہدہد تجھسے کیا چاہتا ہی ہدہد نے کہا اے شہریار والا تبار میرا مطلب دلی یہ ہی کہ بقیہ عمر اپنی تمہاری خدمت گذاری میں بسر کروں تمہارے جلو میں حاضر رہنا میرے واسطے فخر کا سبب ہی شاہزادہ نے کہا اے ہدہد یہ کسی طرح ممکن نہیں ہی ہدہد نے کہا اسکا سبب کیا ہی شاہزادہ نے کہا اسکا سبب یہ ہی کہ تو قوم پرندہ سے ہی اور پر رکھتا ہی اگر تو پردہ دنیا میں میرے ساتھ رہا جاوے گا یہ ممکن نہیں کہ تو موجود ہو اور کام نہ لوں اسی سبب ضرورت پروں سے کام لیگا پس اُسوقت عیاران لشکر اسلام اس بات کا طعنہ دینگے کہ ہدہد نے اپنے پروں سے کام لیا اگر کسی اہم کام کو انجام دیا تو کیا کمال کیا اس صورت میں تیری محنت رائگان ہوگی اور میں تیرے سبب سے بدنام ہونگا ہدہد عیار سلیمان اعظم کو سخت ملال ہوا شاہزادہ کے روبرو زیادہ اصرار نہ کر سکا بخاطر مستقیم وہاں سے اپنی والدہ کے پاس آیا اور آبدیدہ ہو گیا اُسکی مادر نے سبب آبدیدہ ہونے کا پوچھا اُسنے اپنا تمام قصہ بیان کیا اور کہا اے مادر میں چاہتا ہوں کہ ان پروں کو میرے بازوؤں سے کتر دے تاکہ میں اُس شاہزادہ عالیقدر کی ملازمت بجا لاؤں اور عزت حاصل کروں اُسکی مادر کا نام شانکرہ پر کشتا اُسنے کہا اے فرزند معلوم ہوتا ہی کہ تو اُس شاہزادہ عالیجاہ کی ملازمت کا نہایت درجہ متمنی ہی میں مانع نہیں ہوتی لیکن تیرے پروں کو کبھی نہیں کتر سکتی اسواسطے

کہ ہم قوم پریزادے ہین اگر کوئی شخص ہمارے پرون کو کتر ڈالے تو ہم کسی طرح زندہ
نہین رہ سکتے پریزادون کی جان پرون مین ہوتی ہی پھر دیدہ و دانستہ کیونکر اپنے ہاتھ سے تجھے
ہلاک کرنے کو آمادہ ہوجاؤن دیگر یہ کہ میرا تو ہی ایک فرزند ہی اگر میرا دوسرا فرزند ہوتا تو شاید مجبوری
کی حالت مین گوارا بھی کر لیتی بہرحال تو اس خیال سے درگذر بدر نے اپنی مادر سے اس عذر پر بھی بہت
اصرار کیا شانظرہ نے کہا ای فرزند تو بیکار مجبور کرتا ہی آجتک کوئی مان اپنے فرزند کی ہلاکت کا سبب
ہوئی ہو تو بیان کر بدر نے جب دیکھا کہ میری مان کسی طرح نہین مانتی وہان سے چلا آیا اور ایک
گوشہ مکان مین مقیم ہو کے اپنے خنجر سے خود اپنے پرون کو قطع کیا پرون کا قطع ہونا تھا کہ بے حال
ہوگیا یہ خبر شانظرہ پری کو پہونچی وہ روتی پیٹتی بدر کے پاس آئی اور دیکھا کہ بدر اپنے
خون مین خاک پر غلطان ہی بس اسکو تاب کہان سینہ و سر پیٹ کے کہا ہاے افسوس اس شاہزادہ
کی رفاقت کے تمنا مین مفت میرا فرزند ہلاک ہوا صرصر ثانی اسکا ایک ملازم تھا اس سے کہا ای
صرصر جلد اس شاہزادہ کے پاس جا اور کہنا کہ تو نے نہین معلوم کیا ایسا عمل کیا کہ میرا فرزند عنقریب
ہلاک ہوتا ہی یا تو اسکی تندرستی کی کوئی فکر کر ورنہ مین اپنی جان سے عاجز ہون جو کچھ مجھسے ہوسکیگا
تجھے نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہ کرونگی اور جلد یہان بلا لا صرصر مثل باد صرصر شاہزادہ
بدیع الملک کے پاس پہونچا اور بکمال ادب تسلیم عرض کی بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی اسنے
کہا میرا نام صرصر ہی مین شانظرہ پری کا ملازم ہون خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ بدر نے
اپنے ہاتھ سے اپنے پر قطع کیے ہین جسکی وجہ سے قریب الہلاکت ہی اور حضور کو شانظرہ پری
نے بلایا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ بدر کی جان بچانے کی کوئی فکر کیجیے ورنہ مین بدر کے خون کا عوض
آپ سے لونگی بدیع الملک کو صرصر کی زبانی بدر کا یہ حال سن کے بہت ملال ہوا اور کہا ای صرصر
کیا کہون کہ بدر واقعی میری ملازمت کا متمنی ہی اور اسنے اسی وجہ سے پر اپنے قطع کیے ہین ورنہ
مین دیکھتا کہ شانظرہ کس طرح مجھسے عوض لیتی ہی یہ کہا اور صرصر کے ہمراہ بدر کے پاس آیا دیکھا کہ
بدر بے پر بریدہ خاک و خون مین غلطان قریب الہلاکت ہی اور شانظرہ زار و قطار اپنے فرزند کی
مفارقت مین رو رہی ہی جونہی بدیع الملک پر اسکی نظر پڑی گھبرا کے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا
ای جوان کیا تجھکو نہین معلوم ہی کہ پریزادون کے پر قطع ہوجانے سے وہ زندہ نہین رہتے جو
تو نے بدر کو اپنے جلو مین رکھنے سے انکار کیا اور اسنے تیری ملازمت کے شوق مین اپنے پر
قطع کر کے خودکشی کی اگر تو اسے اپنی ملازمت مین قبول کر لیتا تو کیون یہ نوبت پہونچتی مزید بران
تیرے فخر کی جگہ تھی کہ ایک ہمارے ہمسایہ عیار طرار صاحب بال و پر بھی ہی
بہرحال اسکے جان بچنے کی کوئی معقول تدبیر کر ورنہ مین بھی اسکی مفارقت مین ہلاک ہوجاؤنگی اور تجھکو
نقصان پہونچانے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرونگی مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا شاہزادہ نے
برہم ہو کے کہا ای شانظرہ بیشک تو سچ ہی کہ تیرا فرزند میری رفاقت کا متمنی ہی اور مین نے اپنے
ہمراہی سے انکار کیا جسکی وجہ سے اسنے اپنا یہ حال کیا لیکن یہ تو کیا بکتی ہی کہ نقصان رسانی مین کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہ کرونگی اول تو مین نے اسے اپنی ملازمت کے واسطے مجبور نہین کیا تھا جو اسنے

اپنے کو ہلاک کیا میرا کیا قصور ہے آدم زاد عیار وں مین پرنزاد عیاری کیا ضرورت تھی بدونکا قصہ
صول لینا کیونکر گوارا کر لیتا دیگر یہ کہ تو جملہ کیا نقصان پہونچا سکتی ہے تجھ ایسی بیشمار پریزاد مین میری نظر
سے گذری ہین بس اب تجھے کچھ نہ کہہ نقصان پہونچا سکتی ہے ہر گز گوارا ہی نہ کر بہتر ہے کہ تیرے
مقابل مین بھی میری قوت کا اندازہ دریافت ہو جاے گا شاغلطرہ پری نے شاہزادہ کے پانون
پر سر رکھدیا اور باواز دردناک کہا اے جوان والا شان جبتک میرا فرزند تندرست نہو جائے گا
مین ہرگز ان قدمون کو نہ چھوڑونگی شاہزادہ بدیع الملک کو اسکے حال زار پر نہایت افسوس
ہوا دل مین کہا اے بدیع الملک یہ پری اپنے فرزند کا یہ حال خراب دیکھکے بہت مضطر و بیتاب
ہے خداوند عالم ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے مردہ کو زندہ کرسکتا ہے یہ تو ابھی زندہ ہے اُس وحدہ لاشریک
کی درگاہ مین مناجات تو کر دیکھو اسکا واقعہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے شاغلطرہ پری سے کہا اے شاغلطرہ
صبر کر خداوند عالم کی درگاہ سے نہ مایوس ہو دعا کر کیا عجب ہے اگر تیرا فرزند تندرست ہو جائے اور مین
بھی دعا کرتا ہون اُسنے کہا اے والا جاہ میرا دل دعا مانگ رہا ہے تمہارے کہنے پر کیا موقوف ہے
شاہزادہ نے کیا مضمون ظاہر ابھی اُس عزاسمہ کی درگاہ مین دعا کر اور خود ایک گوشہ تنہائی مین اُسکے
وضو کیا قبلہ رخ بیٹھ کے اسطرح قاضی الحاجات کی درگاہ مین مناجات شروع کی

ہر پیرزہ مین صدا ہے تیرے ہی نام کی	عالم بہرا ہے تجھسے پکار رہا ہے خدا کی	یارب بپاکی آئے تو ہی گنہگار ہم مین
تو چارہ گری آہ تا چار ہم مین	لیکے یاری جیسے نیا زنجیہ امتیاز کی	یارحم جیسے در تشنہ ہی کہ بیچ یار ہم مین
خداوند اصمد یا رب المصطفےٰ	عیسیٰ کو آسمان پہ تو نے چڑھا دیا	محتاج نہیں ہے باتہ مین ہی کاشغل فنا
یونس رہے نہ پیٹ مین مچھلی کے مبتلا	یکجہ کہ کسی نہ آتش سوزان خلیل کا	ہم تیرے ہیں کامل عطا فرما اور

میری آبرو رکھیے ورنہ مدرسۂ الیہ سرانجون رہونگا اور شاغلطرہ پری کیا بیت شاکی ہوگی یہ دونو
یہ مناجات ختم ہوئی تھی یکایک شاہزادہ بدیع الملک پر خواب کا غلبہ ہوا عالم خواب مین دیکھا
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ اے بدیع الملک کیا حال ہے
بدیع الملک نے بعد اداے تسلیم عرض کی شعر یار سے
آشنا کے حال داند نیست حاجت بہ بیان
جو کیفیت ہے ظاہر ہے یہ پری کے تندرست ہونے کی فکر ہے تو کیونکر ہو حضرت سلیمان
علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند یہ پری کے ہلاک ہونے مین کچھ شک نہین شاید کہ جس پر مزاد کے
پر قطع ہو جاتے ہین اُسکا زندہ ہونا دشوار ہوتا ہے ہزارون مین ایک ہوتا ہے جو زندہ رہتا ہے مگر ای
فرزند تو نے جو درگاہ باری مین مناجات کی خداوند عالم نے اُسے شفاے کلی بخشی اور اس بات
کی بھی ہم تجھکو خبر دیتے ہین کہ بعد حمزہ ثانی کے اُسکا جانشین تو ہی ہوگا اور خواجہ عمر کا جانشین
یہ ہوگا چونکہ اسی قدر اطلاع کی ضرورت تھی لہذا اب مین جاتا ہون یہ کہا اور نظر سے غائب ہوئے
شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا صبح صادق کا وقت تھا وضو کیا نماز پڑھی بعدہ آسماپری کی مجلس
مین آ کے قیام کیا اُس وقت یہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا از بس خدمت کو بوسہ دیا
شاہزادہ نے از سر تا پا اُسکو دیکھا اور کہا اے کیا حال ہے یہ بولے کہ شہر یار میرے ہلاک ہونے
مین کوئی دقیقہ باقی نہ تھا یار سے تمہاری دعا اور مناجات درگاہ باریتعالےٰ مین قبول ہوئی جو مین نے

دوبارہ خلعت حیات پایا اگر تم قبل ازین میری رفاقت کو قبول کر لیتے تو مین اس نوبت کو نہ پہونچتا اب بھی بڑی بات عرض کرتا ہون کہ اگر مجھکو اپنی ملازمت کے واسطے قبول کرو تو نہو المراد ورنہ مین اگرچہ تندرست ہوگیا ہون لیکن آئندہ کسی آفت مہلکہ مین مبتلا ہوجاؤنگا جس سے جان بری محال ہوگی بدیع الملک نے کہا ارے صاحب مین نے تمہاری رفاقت قبول کی کسی طرح تمہاری جان تو بچے یہ بات سنکر خوش ہوا اب اُسکا یہ دستور ہوکر ہر وقت بدیع الملک کے ساتھ سایہ کیطرح رہتا ہی جو حکم جسوقت صادر ہو اُسی وقت بوجہ احسن اُسکی تعمیل کی جس سے شاہزادہ بھی بہت خوش و مسرور ہوا یہ بھی واضح رہے کہ ہدہد خواجہ عمر کا دختر زادہ ہی اگر خواجہ عمر کا جانشین ہو تو کیا عجب ہی جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت دی کہ ہدہد خواجہ عمر کا جانشین ہوگا غرضکہ شاہزادہ بدیع الملک آساپری سے رخصت ہوکے مع ہدہد و قمرزاد و لشکر دیوزاد و پریزاد جانب دنیا روانہ ہوئے

آمدم بر مقصد در دل افروز و مقرنس جادو

ہمیں سے ہی واسطے بیٹھا ہی پاسبان در پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقابر پر
رکھا جو ہاتھ دم ذبح اُس ستمگر کا
گرو خدا سے ہی یہ رحم اہل محشر پر
وہ چشم مست کیہ اُسپر وہ پنجہ مژگان
زمین ہی زیر قدم آسمان ہی سر پر
کرینگے خوب ہم آزردہ خاطر احباب
سلاؤن طالع خفتہ کو اپنے بستر پر
ہمارے نالوں سے اُٹھ اُٹھ کے حشر جہان اُٹھا
اُسے بھی تو نے تو رکھا ہی روز محشر پر
نہین ہی جوش سے خالی ہماری بیتابی
پڑی ہی خاک کسی کی دل مکدر پر
اُٹھو دیا ہو وہ دیوانہ داغ در بان

لیے جو راہ مین گھستے ہین اپنے گھر پر
سنا ہی جب سے یہ آتا ہی موت کا آنا
نگاہ تیز سے چھریان لگا مین خنجر پر
اُڑی ہی خاک زمانہ مین جسقدر اتنا سا
کر جلیے ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر
عجب نہین کہ پھرش دل ع معصیت تری
پڑیگا صبر کسی کا تو دیا ان مضطر پر
نگاہ ملتے ہی تلوار کا اُٹھایا ہاتھ
اخیر چھوڑ رہا تھک کے یار سکہ زر پر
کہان کرشمہ برق جمال و طور کہان
کہ بیخودی مین گرے بھی جو ہم تو ساغر پر
فلک کرے کبھی جو ساماں عیش کو برباد
بپا ہی حشر کا ہنگامہ آپ کے در پر

گمان گو حلے یہ تھا کچھ یقین سر پر
الٰہی آ سکے نہ وہ وعدہ مقرر پر
نہ رکھ حشر پہ موقوف داستان میری
جمی ہی آ کے ہمارے دل مکدر پر
نیاز و ناز دکھاتا ہی یہ شب فراق
حباب آپ بھی تھا مین آب گوہر پر
شب فراق مین کانٹو پہ مین لٹاؤن سے
رکھین نہ تھکے بھی چار انگلیان سر پر
امید وصل ہو گیا اگر وعدہ کیا
پڑی ہی تھی آہ کسی دل جلے کی پتھر پر
نفس نفس ہی غبار سپاہ کی صورت
تو جام جم ہی گرے آئینہ سکندر پر

راویان اخبار عجیب یون بیان کرتے ہین کہ مقترنس لشکر جادوان بے ایمان لیے ہوے روانہ ہوا تاکہ دل افروز کو ہلاک کرے یہان دل افروز نے یہ بندوبست کیا کہ ایک اسم پڑھنا شروع کیا جیوں جوں اسم پڑھا جاتا تھا اُسکا خیمہ مثل قلعہ کے درست ہوتا جاتا تھا اور خود دروازہ خیمہ مین استادہ ہوکے تماشا دیکھنا شروع کیا اس اثنا مین مقترنس پہونچا اور چہار جانب سے اُس خیمہ کا محاصرہ کر لیا اور کیا ان ساحرون نے اپنی صورت کو جانورون کی صورت سے مشابہ کر کے چاہا کہ ہوا سے آسمان سے دل افروز کے خیمہ مین داخل ہون یکایک دیکھا کہ وہ خیمہ بلند ہونا شروع ہوا جسکے سبب وہ جانور عاجز ہوگئے ناچار زمین پر چلے آئے راوی کہتا ہی کہ تین روز تک علی الاتصال دل افروز

اور مقرنس میں جنگ رہی شدت گرسنگی سے دل افروز کا حال خراب ہوا درگاہ باری میں
مناجات کی اے کس بیکسان واے دستگیر درماندگان ؎ ندارم غیر از تو فریاد رس
تو ئی عاصیان را خطا بخش بس ✦ اثناے مناجات میں آواز آئی دل افروز گھبرا کے اُسی جانب
متوجہ ہوئی دیکھا شاہزادہ بدیع الملک چلا آتا ہے آتے ہی نعرہ مارا کہ اے جادوگران بدکار میں
تم سب کا سرکوب آپہونچا سرداران لشکر اسلام نے جو شاہزادہ بدیع الملک کے نعرہ کی آواز سنی
دل افروز سے کہا ہم سب شاہزادہ کی مدد کرنا چاہتے ہیں پس تو ہمکو کسی قدر اسباب حرب دے
دل افروز نے فوراً یراق و مرکب طلب کرکے سرداروں کو دیئے یہ سب مسلح و مکمل ہوکے شاہزادہ
کی مدد کو پہونچے شاہزادہ ان سرداروں کے آنے سے بہت خوش ہوا اور کہا اے دلاوران اب
موقع توقف کا نہیں ہے جلد کوشش کرکے ان گبران بدکار کو سزاے معقول دو چنانچہ تمام سرداران
گبروں پر حملہ آور ہوئے کشتوں کے پشتے سروں کے انبار لگا دیئے مقرنس نے جو دلاوران اسلام
کی یہ سفاکی دیکھی سحر و افسون پڑھتا ہوا بدیع الملک کی جانب جھپٹا مگر اُس ہیکل کی برکت سے
سحر و افسون نے شاہزادہ پر اثر نہ کیا جھنجھلا کے کہا او اجل گرفتہ تو سمجھتا تھا کہ میری تمام کارروائیوں
کو دیکھ دیکھا شاہزادہ نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تو کیا بکتا ہے اگر تیری کوئی تدبیر کارآمد ہو سکتی
ہے تو کیوں تامل کرتا ہے مقرنس نے دوسرا افسون پڑھنا شروع کیا اس افسون نے بھی شاہزادہ
پر اثر نہ کیا بلکہ اُسکے قریب پہونچ کے ایک ایسا وار تیغ آبدار کا اُسپر کیا کہ مقرنس دو پرکالہ ہوکے
زمین پر گرا روح ناپاک اُس بیباک کی مالک کی ملک ہوگئی مقرنس جہنم نصیب ہوا تھا وہاں ہمراہی
نے جو یہ واقعہ عجیب دیکھا اُس مقام پر قیام نہ کرسکے عزازیل [illegible] کی طرف بھاگ گئے شاہزادہ
با فتح و فیروزی غار پرہیبت سے باہر آیا رستم ثانی نے کہا اے شاہزادہ بدیع الملک تم کہاں تھے
بدیع الملک نے تمام سرگذشت اپنی بیان کی دوسرے روز وہاں سے سوار ہوکے لشکر
اسلام کے جانب روانہ ہوئے آمدم برمقدمہ فرعون ملعون فرعون نے کہا یارو تم سب
میری خداوندی کے قائل ہو دنیا کی نعمتیں بھی میری بدولت چکھتے ہو اور آخرت کی نعمتوں کے بھی
امیدوار ہو اب تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ خداپرستوں کو جواب ترکی بترکی دے اور میری خداوندی
کا قائل کرے سرکن بن اسرافیل نامے ایک گبر تھا فرعون کی یہ تقریر سن کے اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا اے خداوند یہ بندہ حقیر تعمیل حکم کے واسطے حاضر ہے جو حکم ہو اُسے بجا لائے فرعون نے
کہا میرا جو کچھ حکم ہے ظاہر ہے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے سرکن بن اسرافیل نے کہا اے خداوند میں
بسر و چشم خداپرستوں سے جنگ کرنے کو مستعد ہوں بشرطیکہ شنطورہ مجھے تفویض ہو جائے
فرعون نے کہا ابھی موجود ہے پس شنطورہ کو طلب کیا اور کہا اے سرکن لے یہ موجود ہے جا
اور مسلمانوں سے مقابلہ کرکے انکو پسپا کر سرکن نے کہا یہ بندہ حقیر بھی حاضر ہے میرے نام طبل جنگ
بجایا جاوے چنانچہ اُس شب کو سرکن کے نام طبل جنگ بجا ؎ ز نقارہ آواز آمد برون
کہ دولت دو نسبت فرعون دون ✦ تمام شب دونوں لشکروں میں تیاری رہی علی الصباح دونوں لشکر
میدان میں آکر صف آرا ہوئے یکایک سرکن بن اسرافیل لشکر گاہ سے باہر آیا اور چند قدم

آگے بڑھ کے پکارا کہ ای خدا سے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج تک تمھیں خداوند کے ہزاروں
بندوں سے مقابلہ کیا مگر تمہارا ایسے بندۂ ذلیل کہ وہ خداوند سے سابقہ نہ ہوا ہوگا منم سرکن بن اسرافیل
اب بالیقین تمہارے ترکی تمام ہونے کا وقت آگیا جو تمھیں جنگ کرنے کا خیال ہے میرے سر پہ نہیں
سایا سمجھو اسی مین خیریت ہے کہ تم خدا سے نادیدہ کی پرستش سے باز آؤ اور ہمارے خداوند بزرگ
کی قدرت و عظمت کے معتقد ہو جاؤ ای خداپرستو منظورہ کا نامزد ہونا ایسا ویسا نہ سمجھنا اُسکی
وجہ سے میرا دل ایسا غنی ہوگیا ہے کہ کسی کی وقعت میری نظر میں نہیں سماتی سرکن بن اسرافیل
ابھی یہ ہی حرف تقریر کر رہا تھا یکایک شق گرد نمایان ہوا دونوں لشکر اپنی اپنی مدد کے خیال سے
اُس گرد کے جانب نگران ہوئے تھوڑی دیر میں پردۂ گرد چاک ہوا دیکھا مقرش [illegible] وغیرہ کے
چند سر ہاے ناپاک نیزوں پر نصب پیشاپیش شاہزادہ بدیع الملک خیرا خبریا آتا ہے شاہزادہ
حمزۂ ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کے بکمال ادب آداب بجالایا حمزۂ ثانی نے جو شاہزادہ
بدیع الملک کو مع تمام یاران دیگر صحیح و سلامت دیکھا بہت خوش ہوا فوراً خاک پر سجدہ
کو جھک گیا اور کہا ای خالق زمین و زمان و ای مالک ہر دو جہان اس قابل میری زبان نہیں جو اس
رحمت و عنایت کا شکر ادا کرسکوں کہ شاہزادہ بدیع الملک اور تمام سرداران لشکر اسلام
کو بار دیگر زندہ و سلامت دکھایا مجھے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ یہ سب پھر مجھسے ملاقی ہونگے ان حامیان
دین اسلام نے حمزۂ ثانی اور سعد بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اُسطرف نورالدہر نے
دیکھا کہ سرکن بن اسرافیل کلمات لاطائل زبان پر جاری کر رہا ہے اور مبارز طلب ہے مرکب کی
باگ پھیری سرکن بن اسرافیل کے قریب آیا کہا او گبر یہ تو کیا بیہودہ بک بک کے اپنی زبان کو
تکلیف دے رہا ہے کیسی قدرت و عظمت اور کیسا خداوند فرعون کو ہم سگ خارپشتی سے
بھی زیادہ تر ذلیل و خوار سمجھتے ہیں سرکن نے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھایا اور کہا ای
خداپرست افسوس کہ ابھی میرا دسترس تجھ پر نہیں ہے ورنہ خداوند کے حق میں جو نامناسب کلمہ کہہ
رہا ہے اُسکے عوض میں تیرا سر زمین پر ایسا گھس دیتا کہ تیری صورت نہ پہچانی جاتی نورالدہر نے
متبسم ہو کے کہا او مردود اگر تیرا دسترس مجھ پر نہیں ہے تو میرے عوض میں خود اپنا سر زمین میں
گھس لے اگر ممکن نہو تو اُس ملعون کا سر گھس دے جسکو تو خداوند کہتا ہے یہ بھی ممکن نہو تو لا میں
ہی تیرا سر زمین پر گھس دوں یہ کہا اور سرکن ملعون کے قریب آ کے اس زور سے اُسکے مرکب
کو ٹکاوری دی کہ اُسکی جگہ پہاڑ ہوتا تو وہ بھی گر پڑتا مگر وہ مانند سد راہ اپنی جگہ قایم رہا اور متبسم
ہو کے کہنے لگا ای خداپرست واقعی یہ حملہ تیرا بہت زبردست تھا مگر دیکھ ہمارے خداوند کی قدرت
کو اُسنے مجھکو محفوظ رکھا ورنہ ہرگز محفوظ نہ رہ سکتا نورالدہر بار دیگر اُسکے قریب آیا اور ارادہ
کیا تھا کہ دوسری ٹکاور دے مگر سرکن چند قدم پسپا ہو گیا اور کہا بس اب نہیں [illegible]
ہو سکتا معلوم ہوا تو فن حرب و ضرب سے خوب ماہر ہے ای جوان بتا تیرا کیا نام ہے نورالدہر نے
کہا تجکو نام سے کیا کام ہے ○ بیار آنچہ داری ز مردی نشان مدہ ○ اُسنے کہا نام اسواسطے پوچھتا
ہوں کہ جب تو فن حرب و ضرب سے ایسا ماہر ہے تو تیرا نام بھی مشہور ہوگا اور بالیقین مشہور نام

کو مین نے کبھی سنا ہوگا شاہزادہ نے کہا سن میرا نام نور الدہر ہی اُسنے کہا بیشک مین نے یہ نام سنا ہی آ
حملہ کر شاہزادہ وہ لڑتا تھا ہاتھون سے نیزہ کو گرفت مین لایا اور زور و طاقت سے اُسکے سینہ پر کینہ پر مارا کہ
اگر کوہ ہوتا تو وہ نیزہ ور ہوتا مگر اُس شقی ازلی نے سر نیزہ کو گرفت مین لا کے ایسا جھٹکا دیا کہ شاہزادہ کے
ہاتھ سے نیزہ چھوٹ گیا کہا ای خداپرست اب تجھکو اپنے خدا سے نا امید ہو اور ہمارے خداوند کی زور دنیا
کا حال معلوم ہوگیا ہوگا نور الدہر نے کہا او پاجی تو بیہودہ گوئی کسی طرح نہین چھوڑتا یہ کہا اور دوسرا
وار کیا اُس مردودی نے اُس وار کو بھی رد کیا اس مرتبہ نور الدہر نے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اُسکو
سر سے بلند کر لیا اور با آواز بلند نعرہ مارا کہ ای خداپرستو دیکھو اپنے نام آور سردار کو اسکو کہتے ہین
فضل خداوندی آج صرف اسی قدر جنگ و حرب پر اکتفا کیجاتی ہی کل کے روز پھر تمہاری [illegible] کیجائیگی
اور خداوند کی قدرت دکھائی جائیگی بعد ازان نور الدہر کو اُسی طرح ہاتھ پر اُٹھا لئے ہوئے اپنے
لشکر کی طرف راہی ہوا اس طرف لشکر اسلام بھی مایوس و رنجور اپنی قیام گاہ مین واپس آیا کچھ غفلت
بھی اور کچھ اس بات کا ملال تھا کہ نہین معلوم یہ ملعون نور الدہر سے کس طرح پیش آوین پس
بارگاہ سلیمانی مین آکے قیام کیا حمزہ ثانی شاہزادہ بدیع الملک کے جانب متوجہ تھا جب یہ
پر نظر پڑی بدیع الملک سے پوچھا ای شاہزادہ والا قدر یہ عیار کس قسم کا ہی بدیع الملک نے
کہا یہ عیار ہی اسکا نام خواجہ عمر کا دختر زادہ ہی میری محبت مین اُسنے اپنے پیرون کو قطع کر کیا ہی تاکہ
یہ ہلاک ہوگیا ہوتا پاری خداوند عالم نے اپنا فضل کیا جو یہ تندرست ہوگیا حمزہ ثانی نے کہا
اسکی کیا وجہ شاہزادہ نے کہا اسکی وجہ یہ ہی کہ پیرادون کے قطع ہونے سے وہ زندہ نہین
رہ سکتے چنانچہ یہ بھی قریب المرگ ہوگیا تھا مین نے درگاہ باری مین اسکے واسطے دعا کی میری دعا قبول
ہوگئی جو یہ تندرست ہوا حمزہ ثانی نے کہا یہ عیار نہایت چست و چالاک معلوم ہوتا ہی عیار [illegible]
نے کہا شہریار ابھی یہ بالکل کم سن ہی شیرخوارہ ہی دودھ کے دانت بھی ابھی نہین ٹوٹے ہان جب جوان
ہوگا اُسوقت اسکی چستی و چالاکی دیکھنے کے قابل ہوگی ابھی کیا ہی بشرطیکہ زندہ رہے کیونکہ اسنے خود
اپنے پیر قطع کیے ہین اور یہ بھی سُنا ہی کہ پیرادہ بریدہ زندہ نہین رہتا بدیع الملک نے کہا نہین اب
اسکی ہلاکت کا زمانہ گذر گیا اگر ہلاک ہوتا تو اُسی وقت ہلاک ہوجاتا اسقدر عرصہ کے بعد خاص اس سبب
سے نہین ہلاک ہوسکتا ہان خدا ناکردہ کوئی اور مرض لاحق ہوجائے تو اُسکا فکر نہین ایکبارگی پھر
حمزہ ثانی کے روبرو آیا دعا و ثنا سے صاحبقرانی اسی طرح بجا لایا ۔ ہمہ ایام و اوقات شہریار
بکام دوستان مہربان باد ۔ پھر عرض کی ای شہریار فلک مقدار ای خورشید اوج اقتدار یہ لوگ بجاے
خود اپنے کو کچھ سمجھتے ہین بڑون بڑون کے سامنے مونچھون پر تاؤ دیتے ہین کوئی اپنے کو بزرگ سمجھے بزرگ
بزرگ نہین ہوسکتا جبتک کہ بزرگی کے اسباب فراہم نہ کرے ۔ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ۔ از بسکہ تمام سردارون کے شہریار مین شاہزادہ بدیع الملک کا کام
مقدم ہی لیکن مین بھی مقدم سمجھتا ہون ای شہریار یہ عیار مجھکو خیال مین نہین اسلیے حمزہ ثانی نے
کہا ای ہان یہ واقعی تو نے سچ کہا کہ بزرگی کسی کو حاصل نہین ہوسکتی جبتک کہ سامان بزرگی مہیا نہین ہوتا
اور جو بزرگ ہوتا ہی اُسی کا کام مقدم سمجھا جاتا ہی مین مانع نہین ہون اگر تو شاہزادہ بدیع الملک سے

کام کو مقدم سمجھے لیکن فی الحال مین اُسی کے کام کو مقدم سمجھتا ہون جو سمرکین اور فنطلورہ اور نورالدہر
کو زندہ ہمارے پاس لائے اور ایک کام کے مقدم سمجھنے پر کیا موقوف ہے سب ہی فضیلتین اُسمین سمجھو
سبھی جاونگی یہ یہ سنکے کہا بہت مناسب ہے جو ارشاد ہوا انعام کو اُس کے انجام دہی کی اجازت حضرت
حمزہ ثانی سے کہا اجازت ہے یہ یہ روانہ ہوا سیارہ ثانی نے امیہ ثانی سے آہستہ کہا ای خواجہ
شخص یہ یہ کی تقریر سنی اُسنے کہا ہان کہا پھر اب کیا ارادہ ہی امیہ ثانی نے کہا جو کچھ کہو سیارہ نے کہا کہنا
یہ ہی کہ جلد کوشش کرو اگر یہ یہ کوئی سبقت لیگیا تو بس ذلت کا سامنا ہو امیہ ثانی نے کہا وہ قوم پہ بڑا
سے بھی ہو سیارہ نے کہا پر یہ بھی تو ہی چالاک بن عمر بھی موجود تھا اُسنے کہا کیا باتین ہو رہی
ہین سیارہ نے کہا اگر غیرت رکھتا ہی تو چلو تم بھی کوشش کرو یہ یہ جس کام کیواسطے گیا ہی وہ کام فقط
تم ہی سے انجام پا جا سکے چالاک بن عمر نے کہا مین پہلے سے یہی ارادہ کئے بیٹھا ہون مگر ای سیارہ
تمکو اس بات کا بھی خیال ہی کہ یہ یہ اگر اس کام کو بنا لایا تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا سیارہ ثانی نے کہا ای چالاک
مین اس نتیجہ کو نہین سمجھا چالاک نے کہا سمجھے سنو اگر یہ یہ نورالدہر وغیرہ کو لے آیا اسوقت یہ یہ
ضرور حمزہ ثانی سے دعوی ہمسری کریگا سیارہ نے کہا ای چالاک واقعی تیری راے صحیح ہی خیر
حمزہ ثانی یا نہین ورا اُنکا کام جانے ہمکو کیا بعد اس گفت و شنید کے سیارہ امیہ ثانی اور چالاک بن عمر بھی
روانہ ہو گئے ان عیارون کے جانے کے بعد وہی خیال چالاک بن عمر کا پیش آیا کہ بعض عیارون نے
حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی شہریار ہمکو قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ یہ اس کام کو انجام دے کے
آپ سے ہمسری کا دعوی کریگا اسوقت کیواسطے کیا بندوبست کر رکھا ہی حمزہ ثانی نے کہا ای فلان واقعی
تو صحیح کہتا ہی پھر اسکا کیا تدارک کیا جاوے اُسنے کہا اسکا تدارک اس سے بہتر کوئی نہین ہی کہ خود بھی
کچھ فکر کرو حمزہ ثانی تا دیر سرنگون سکوت مین کچھ سوچتے رہے آخر خود بھی اُسی جانب روانہ ہوئے یہ یہ
پیشتر ہی بے خبر چلا جاتا تھا حتی کہ سمرکین کے خیمہ کے قریب پہونچا دیکھا سمرکین فنطلورہ بیٹھے بیٹھا ہے تو
آہستہ وہان سے ایک گوشہ مین آیا نقب لگانا شروع کی یہانتک کہ سمرکین کے خیمہ کے قریب وہ نقب
پہونچی چونکہ کسی قدر عرصہ گذر گیا تھا اب جو اندرون خیمہ نظر کی دیکھا تخت نجبت پہ سمرکین بیخبر سو رہا ہے
چونکہ سر نقب مثل سوراخ موش بنایا تھا تاکہ مخفی رہے اور اُس سوراخ سے جھانک کے سمرکین کو بیخبر سوتا
دیکھا تھا اب ارادہ کیا کہ سوراخ نقب کو بڑھا کے سمرکین کے پاس جاؤن اور بیہوش کر کے لے بھاگون
یہ کیا دیکھتا ہی کہ عمر ثانی ایک جانب قنات خیمہ کو چاک کر کے خیمہ مین پہونچ گیا اور قریب تھا کہ
سمرکین کو بیہوش کر کے اُٹھا لیجائے دارو بیہوشی ہاتھ مین تھی اور سمرکین کے قریب پہونچا
تھا سمرکین کے سر مین خارش معلوم ہوئی اُسنے سر کھجلانے کو ہاتھ اُٹھایا اُسکا ہاتھ عمر ثانی کے لگا
سمرکین کی آنکھ کھل گئی عمر ثانی کو دیکھ کے کہا تو کون ہی پھر کہا ہان تو ہی خداپرست مین سمجھ گیا میری گرفتاری
کو یہان آیا ہی ہاتھ بڑھا کے عمر ثانی کو گرفتار کیا اور مضبوط ستون خیمہ مین باندھا کہا بڑا افضل ہوا خدا کا
شکر مین بیدار ہو گیا ورنہ یہ خداپرست مجکو گرفتار کر لیجاتا مین سولون تو سمجھون اسی طرح بندھا رہے یہ
کہکے پھر بیخبر سو گیا یہ یہ نے ارادہ کیا کہ عمر ثانی کو رہا کرے اور اُسکی مدد سے سمرکین کو بیہوش کر کے
گرفتار کر لے اب کیا دیکھتا ہی کہ دوسری نقب سے دو سیاہ پوش خیمہ مین داخل ہوئے ایک سیارہ ثانی

دوسرا امیہ ثانی دونون برابر داخل خیمہ ہوئے سیارہ ثانی نے کہا ای امیہ یار سے یہانتک بخیریت پہونچ گئے پہلے ملعون بیخبر سورہا ہی مین تو زرا الدہرا ور عکس ثانی کو رہا کرتا ہون تو سرکن کو بیہوش کر کے گرفتار کر لے مگر خبردار خوب ہوشیار رہی رکھنا اُسنے قبول کیا وفعتاً امیہ کو چھینک آئی اُسنے روکنا چاہا سیارہ کو معلوم ہو گیا سوچا کہ سرکن چھینک کی آواز سے بیدار ہو جائیگا اُسنے امیہ کی ناک پکڑ لی امیہ کا دم گھٹا چھینک کے زور سے امیہ کی ناک اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی خوب زور سے چھینک بھی آئی اور بے اختیار امیہ کی زبان سے نکلا ہائین یہ کیا تھا ان آوازون سے سرکن کی آنکھ پھر کھل گئی دونون کو دیکھ کے کہا آؤ تم بھی سہی پہلے ان دونون کو بھی بستہ کر کے ایک ایک سیخ ملنا بہی ان دونون کو بھی باندھ دیا اور کہا تھوڑی دیر صبر کرو مین سولون تو سمجھون ابھی دیکھو خدا وند کا فضل کتنون کو بند کھوا تا ہی اور پھر سو رہا یہ جو سرلقب بار یک سے یہ تماشا دیکھ رہا ہی اب دیکھا کہ چالاک بن عمر قنات خیمہ کو چاک کر کے خیمہ مین داخل ہوا ابھی سرکن نیم خواب تھا اور اُس مردود کو خیال بھی تھا کہ اسقدر مسلمان آچکے ہین ہنوز ابھی اور بھی آئینگے آہٹ سے فوراً آنکھ کھول کے چالاک کو دیکھا چالاک نے بھی فوراً دیکھ لیا کہ یہ مردود مجھے دیکھ چکا ہی ادہر یہ اٹھا کہ گرفتار کرون اُدہر چالاک خیمہ سے بھاگا سرکن در خیمہ تک اُسکے تعاقب مین گیا پھر سوچا کہ اسکے تعاقب مین یہ گرفتار رہا ہو جائین گے اپنے بستر پر واپس آیا وہان چالاک خوف سے بے تحاشا بھاگا جاتا تھا اتفاق اُس طرف سے شنین بن شیاطین آتا تھا چالاک کو دیکھ کے فوراً سمجھ گیا کہ یہ لشکر اسلام کا عیار ہی کہا باش او خیرہ سر میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی لپک کے چالاک کا کان لیا چالاک نے اُسکے کلہ پر تھپڑ مارا جس سے وہ تیورا گیا کان تو چھوٹ گیا لیکن ہاتھ اُسکے ہاتھ مین آگیا دونون مین ہشت مشت شروع ہوئی آخر شنین بن شیاطین نے اُسکو بستہ کر لیا اور سرکن کے پاس لا کے کہا اسے پہچانتا ہی سرکن نے کہا کیون نہین یہ ابھی یہین سے بھاگا تھا شنین نے دیکھا عکس و سیارہ و امیہ بستہ ہین پوچھا یہ کون ہی اُسنے کہا یہ بھی سب اِسی کے ساتھی ہین انکو مین نے گرفتار کیا ہی شنین بن شیاطین نے کہا ای سرکن آج خداوند کا بڑا فضل تیرے حال پر ہوا کہ ان مفسدون کے ہاتھ سے بچا ورنہ ضرور ہلاک کیا جاتا ہین چاہتا ہون کہ تو سو اور مین تیری پاسبانی کرون سرکن نے کہا ای شنین اب مجکو نیند نہین آئیگی شنین نے کہا کچھ ڈر نہین ہی اسلئے ظلمت کی کاریگری ہی نہین معلوم کسقدر خدا پرست تیری گھات مین آئے ہونگے جنمین سے ابھی اسقدر گرفتار ہو چکے ہین سرکن نے کہا تجھے اختیار ہی سرکن اور شنین دونون ملکر ایک جگہ بیٹھے سرکن نے کہا ای شنین خالی بیٹھنے سے کیا فائدہ کچھ سرور رہی سہی شنین نے کہا اب شامت کا سامان نہ کر سرکن نے کہا شامت کیون آئیگی یہ سب مستحکم بستہ ہین کیا کر سکتے ہین شنین نے کہا تجھے اختیار ہی غرضکہ شراب آئی دونون خوب نوشخوار کی بدمست دیکھا کہ یہ گبر مردود بدمست ہین ایک عیار ہی سوچی نقب سے باہر آیا خوبصورت نوخیز طفل کے مشابہ ہوا لباس مکلف پہنا تنگ شراب ہاتھ مین لیا طلائی دو پرا اپنے بازوؤن پر نصب کیے سرکن کے خیمہ کے قریب آیا پاسبانون نے جو اُسکو دیکھا ادب سے سلام کیا پوچھا آپ کون صاحبزادے ہین اُسنے کہا ہم کوئی ہین یہ بتاؤ کہ سرکن سوتا ہی یا جاگتا ہی کہا

خداوند جاگتا ہی یہ ہدہد نے کہا جا کے ہمارے آنے کی اطلاع دو ایک پاسبان خیمہ مین گیا اور کہا ایک نوجوان
زیبا ان ملاقات کو آیا ہی سمرکن نے کہا آنے دو ہدہد خیمہ مین پہونچا سمرکن اسکو دیکھکے متعجب
ہوا کہا اے جوان ماہ سیما تو کون ہی اور کس غرض سے یہان آنے کی تکلیف گوارا کی اگر میرے لائق کچھ
کوئی کام تیرا متعلق ہو تو مجھے اس کام کے کرنے مین کچھ عذر نہو گا بلکہ فخر سمجھونگا اسواسطے کہ جس خداوند
کا مین بندہ ہون اور جسکا فضل و کرم میرے شامل حال رہتا ہی اسکا بھی یہی قاعدہ ہی کہ جب کوئی
نوجوان وجیہ حسین اسکے پاس آتا ہی اسکی کمال درجہ خاطرداری کرتا ہی اور کسی طرح اسکی دلشکنی روا
روا نہین رکھتا حتی کہ خادمون کی طرح تابعداری کو موجود ہوجاتا ہی ہدہد نے کہا ولیکن نابکار ابتک
تو نے مجکو نہین پہچانا کہ مین کون ہون سمرکن نے کہا صاحبزادے تم ناراض کیون ہوتے ہو مین
تمکو نہین پہچانا بیان کرو تم کون ہو ہدہد نے کہا او گیدی مین محبوب القلب خداوند ہون خداوند
نے تجھ سے متعلق خاص تیرے پاس بھیجا ہی خبردار ادب و لحاظ سے پیش آ ورنہ تیری سخت شکایت
خداوند سے کرونگا سمرکن گھبرا کے اٹھ کھڑا ہوا ہدہد کے گرد پھرا کہا اے نظر کردہ خداوند اول تو
مجھسے تیری کوئی خطا نہین ہوئی ہی اگر مین نے نہین پہچانا تو یہ میرا قصور نہین ہو سکتا اسواسطے
کہ مین نے آج کے سوا کبھی نہین دیکھا اور نہ مجکو خداوند نے اطلاع دی کہ مین فلان شخص کو تیرے
پاس بھیجونگا بعد ازان ہدہد کو سمرکن نے نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پہلو مین بٹھایا کہا آج خداوند
کی میرے حال پر کیا نظر رحمت تھی جو ایسے وجیہ اپنے نظر کردہ کو میری عزت افزائی کیواسطے
بھیجا ہدہد نے وہ تنگ شراب بغل سے نکالا اور سمرکن کو دے کے کہا آج خداوند نے خاص اس
شراب کیواسطے یہان بھیجا یہ شراب خاص خداوند کے نوش کرنے کی ہی جو آسمان سے تیرے
واسطے بھیجی ہی اسکے پینے سے آنکھین ایسی کھل جاتی ہین کہ ساتون طبقے آسمان اور ساتون طبقہ
زمین کے نظر آتے ہین یہ مرحمت خداوند خاص اس شخص کیواسطے مخصوص ہوتی ہی جو اعلی سے اعلی
مقرب خداوند کا ہوتا ہی زہے نصیب تیرے کہ ایسا تحفہ درگاہ خداوندی سے تیرے واسطے آیا اور
علی الخصوص مجھ ایسا شخص اس کام کیواسطے مقرر ہوا خداوند کو اسقدر تیری خوشی مدنظر ہی کہ اگر
کہون بیٹھ جا تو فورا خداوند لیٹ جاتا ہی اور پھر ہفتہ ہفتہ اسی طرح پڑا رہتا ہی جبتک مین اجازت
نہ دون نہین اٹھتا سمرکن نے ہدہد کو سلام کیا اور شرابخواری مین مصروف ہوا اور شمین سے کہا
اے برادر کیا تامل ہی خاص خداوند کی بھیجی ہوئی تو مناسب ہی کہ تو بھی شغل کر اسنے بھی ایک جام مملو کر کے
پیا ہدہد نے کہا اے خداوند کے بندے کیون دیر کرتے ہو جہانتک پی جا سکے پیو [illegible] الہی ایسی
شراب نایاب میسر نہوگی سمرکن نے کہا اے خداوند کے نظر کردہ مین نے تو مطلق تکلف نہین کیا
تو نے دیکھا کہ ایک دو جام پر اکتفا نہین کی ہدہد نے کہا خوش حال تیرا اور سنی غرضکہ سمرکن اور
شمین بن شنیا ملعون اس شراب کو پی کے خوب مدہوش ہوگئے ہدہد نے پہلے قنطورہ سمرکن
کے سر سے اتارا اور اپنے سر پر رکھ لیا بعدہ سمرکن اور شمین لعین کو بستہ کر کے بقچہ بنایا باقی
عیارون کے پاس آیا [illegible] فورا لا ہر بیہوش کیا اور سب کا ایک بقچہ بنایا سمرکن کی بارگاہ
مین جسقدر مال و اسباب تھا اسکا بھی ایک پشتارہ بنایا ان سب بقچون کو لیکے [illegible]

اُٹھا لیجیا صبح کا وقت تھا کہ اُسی لباس محبوب القلب سے حمزہ ثانی کی خدمت مین پہونچا بقچون کو
پشت سے زمین پر گرایا حمزہ کو اُسکی صورت دیکھکے تعجب ہوا کہا تو کون ہی بدبد ہنسا اور کہا شہریار بغور
سے میری صورت ملاحظہ فرمائیگا و پہچانو مین وہی خادم ہون حمزہ ثانی نے کہا کون خادم مین نے نہین
پہچانا اور سبھی ملازمون نے بآواز بلند کہا ای نوجوان صاف بیان کر تو کون ہی بدبد نے کہا تم لوگ خاموش
رہو اُنھون نے کہا کس طرح خاموش رہین تو اپنا پتا کیون نہین دیتا بدبد نے دیکھا کہ یہ سب پریشان
ہین حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کی ای والا منزلت یہ غلام وہی بدبد نام ہی جسکو خدمت گذاری
کے واسطے بھیجا تھا یہ بقچے موجود ہین انمین سب مردان مطلوب موجود ہین بدیع الملک بہت
خوش ہوا حمزہ ثانی نے اُن بقچون کے کھولنے کا حکم دیا بدبد نے پہلے سرکن کے مال واسباب
کا پشتارہ کھولا حمزہ ثانی نے چین بر جبین ہوکے کہا ای بدبد مین تجھے اسواسطے نہین بھیجا تھا کہ وہانکا
اسباب باندھ لا بلکہ نورالدہر وغیرہ کے لانے کو بھیجا تھا بدبد نے دوسرا بقچہ کھولا اُسمین سے سرکن اور
شمین بن شیاطین برآمد ہوئے اور کہا شہریار یہ اسباب سرکن کی بارگاہ کا عیارونکی مہمانی کیواسطے
لایا ہون حمزہ ثانی نے کہا یہ تو مین سمجھا لیکن نورالدہر کہان ہین اُسنے تیسرا بقچہ کھولا اُسمین سے
نورالدہر نمودار ہوئے حمزہ ثانی نورالدہر کو دیکھکے بہت خوش ہوئے اور کہا ای بدبد پہلے سرکن
اور شمین کو ہوش مین لا تاکہ اُنسے کچھ باتین کرون مگر بخوبی مستحکم بستہ کر لے ایسا نہو کہ ہوش مین آکے
قبضہ سے نکل جائین تو کل محنت ضائع ہوجائیگی بدبد نے اور زیادہ اُن دونون کو بستہ کیا اور داروے رفع
بیہوشی سنگھا کے دونون کو ہوش مین لایا سرکن اور شمین بن شیاطین نے آنکھین کھولین اپنے
کو مستحکم بستہ پایا منفعل ہوکے سرون کو جھکا لیا شاہزادہ نے کہا ای گبران بے ایمان کہو اسوقت تم اپنے
کو کس حال مین پاتے ہو اگرچہ تم میرے قبضہ مین ہو اور یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ تم بے ایمانون
کے عہد و اقرار کا کچھ اعتبار نہین ہی مین نے بڑون بڑون کو دیکھا کہ اُنھون نے ظاہر مین رفاقت اختیار
کی اور انواع اقسام کی رعایتین اُنکے حق مین مرعی رکھی گئین مگر آخر مین اُنکے کینہ کا حال معلوم ہو آتا ہم
اگر تم دونون بے ایمان دین اسلام اختیار کرو تو ہم رہا کر دین ورنہ تمھارے دھڑون پر سر نہ رہینگے
سرکن نے سر اونچا کیا اور کہا ای حمزہ مین نے تمھارے اوصاف بیشتر سنے ہین کہ تم مردمردانہ
اور تمھارا خیال کرتا نہ ہی اور ہر ایک کام کو مردانگی سے انجام دیتے ہو مگر اسوقت مین دیکھ
رہا ہون کہ تمسے بڑھکے دنیا مین کوئی حیلہ ساز نہوگا ہمکو فریب سے گرفتار کیا اب یہ بیان ہی کہ دین
اسلام اختیار کرو ورنہ ہلاک کیے جاؤگے اسکے کیا معنے ہین جنگ و حرب مین دین و ایمان کا
کیا دخل ہی عیسی بدین خود موسے بدین خود مشہور ہی بالفرض یہی صحیح ہی پھر عالم ہوشیاری مین مقابلہ
کرکے مجھے گرفتار کیا ہوتا اُسوقت تجھے جو کچھ فرمایش ہوتی مضایقہ نہ تھا اسی قبیل سے کچھ ایسی
باتین کہین کہ حمزہ ثانی کو غیرت آگئی بجاے خود متامل ہوکے حکم دیا کہ اسکو وہین رہا کردو
فوراً اُن دونون کے بند کھول دیے گئے حمزہ ثانی نے خلعت اُن دونون کو دیا اور کہا اسیلیے
تم دونون کا یہ عذر قبول کیا اب ہم اُسی وقت تمکو مسلمان کرینگے جب مقابلہ کرکے تمکو گرفتار کرینگے
سرکن نے کہا ہانہ اسکا مضایقہ نہین یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوگیا حمزہ ثانی نے کہا ای بدبد

اب اور لیجیے کھول یہ ہے شہر الیچہ کھولا جس مین مع نور الدہر پانچ آدمی بستہ تھے حمزۂ ثانی نے یہ
کی عیاری کی تعریف کی اور کہا ان سب کو ہوشیار کرو چنانچہ عمر ثانی و سیارہ ثانی و امیہ ثانی و چالاک
کو حمزۂ ثانی کے سامنے لائے اور دوا رفع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا انھون نے جو اپنے کو ہوشیاری مین
پایا اور حمزۂ ثانی وغیرہ کو دیکھا زمین خدمت کو بوسہ دیا حمزۂ ثانی نے کہا ای عمر ثانی یہ ہیں کو سب
مقدم سمجھنا چاہیے یا انہیں عمر نے کہا شہریار واقعی یہ عجب مرد میدان ہے اور اہل کار گذار ہے ہم اور تمام
سرداران لشکر اسلام اسکے آزاد کردہ ہین اگر اسکو منظور ہو تو خواجہ کی کرسی بھی تسلیم کرلین یہ یہ سنکے
دست بستہ کہا شہریار یہ کیا ارشاد ہوتا ہے مین کیا وقعت رکھتا ہون جو کوئی میرا آزاد کردہ ہوگا تمام
حلقہ بگوشان مین بھی ایک ادنی شخص ہون اور یہ جو ارشاد ہوا کہ کرسی خواجہ اسکے لیے تسلیم کرتے ہین
صاحب من یہ جامۂ خاص تم ہی ایسے عالیجاہ کے قد بالا پر زیب ہے اگرچہ مجکو لازم نہ تھا کہ اس قدر
ترک ادب کرون لیکن بنا بر ضرورت پیشی کی راہ سے یہ کام کیا ہے اور عمر ثانی کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ
دے کے خواجہ کی کرسی پر بٹھا دیا حمزۂ ثانی نے اُسکو خلعت دیا سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے یہ سکے تمام
مجلس آراستہ کی گئی یکایک لشکر کفار سے نقارۂ جنگ کی آواز بلند ہوئی سرداران لشکر اسلام نے
حمزۂ ثانی کی صورت دیکھی حمزۂ ثانی نے بھی نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا دوسرے روز میدان جنگ
مین آکے دونون لشکر صف آرا ہوئے اول جس شخص نے میدان کا ارادہ کیا سرکین بن اسرافیل
تھا رستم اُسکے مقابلہ کے واسطے آیا تا دیر دونون مین رد و بدل رہی مگر اس شاہزادۂ نامدار کو کسی طرح کا
صدمہ پہونچا اور نہ اُس گبر مکار کے کوئی زخم لگا آخر الامر رستم نے اس قوت سے تیغ بیدریغ کا وار
اُسپر کیا کہ دو حصہ ہوکر زمین پر گرا اُس طرف فرعون نے جو سرکین کو خاک پر دیکھا حکم دیا
کہ جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرلو تمام لشکر کفار رستم پر حملہ آور ہوا حمزۂ ثانی نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اہل
لشکر کو رستم کی حمایت کا حکم دیا دونون لشکرون مین جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی جو جسکے سامنے آیا
ایک ہی وار مین دو ہوگیا ہر طرف سرونکا ڈھیر تھا کشتون کے پشتے تھے تکبیرون کی آواز تا آسمان
جاتی تھی رستم کا یہ حال تھا کہ وار پر وار سے علی الاتصال لگا رہا تھا ؎ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکی را دو کرد و دو را چار کرد ۔ راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز یہ ہنگامہ کشت و خون برپا رہا چوتھے روز
لشکر کفار نے شکست کھائی فرعون لشکر اسلام کے روبرو آکے کھڑا ہوا اور کہا ای خدا پرستو
کیون مجھسے مخالفت کرکے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو دیکھو میرے رحم کو اسوقت بھی تمہاری
فہمایش کو آمادہ ہون آؤ مجھسے معافی کے خواستگار ہو دیکھو کس طرح تمہارے گذشتہ گناہون کو معاف
کرتا ہون حمزۂ ثانی نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ اس گبر مکار کو گرفتار کرلو سب ایک مرتبہ تلوارین
علم کرکے فرعون کے جانب دوڑے اُسنے جو یہ رنگ دیکھا سمجھا کہ یہ سب میری ہلاکت کے درپے ہو کے
اس طرف آتے ہین وہان سے بھاگ کے قصر معلق مین قرار لیا ضحاک و قباد پر دین خصال
مین آکے مقیم ہوئے اور دروازہ ہاے قلعہ کو بند کرلیا تمام فوج اسلام لوٹ مین مصروف ہوئی ہر ایک
لشکری مال و اسباب کا پشتارہ باندھ لایا بہمین انواع اقسام کا مال و اسباب از قسم زر و جواہر تھا
حمزۂ ثانی نے با فتح و ظفر وہان سے مراجعت کرکے بارگاہ مین آکے قیام کیا

اب حمزۂ صاحبقران کو بارگاہ مین مقیم رکھا جاتا ہی اور حال شاہزادۂ نامدار بدیع الملک عالیوقار کا بیان ہوتا ہی مع حالات توریج بدرگ

اسقدر ناز ہی کیون آپکو یکتائی کا
عزم عشر تو بازار ہی رسوائی کا
خوگر رنج و بلا حشر کے دن کیا خوش ہو
تیرے کشتے نے کیا کام مسیحائی کا
اس ادب سے تہ شمشیر تڑپتا ہی دل
اب مجھے رنج نہین اپنی شکیبائی کا
رات بھر شمع رہی ہجر مین وہ بھی خاموش
مین نے منہ چوم لیا اُسکے تماشائی کا

دوسرا نام ہی وہ بھی مری تنہائی کا
جان لیجائیگا آنا شب تنہائی کا
کر وصال آج ہوا ہی شب تنہائی کا
ہر گلی کوچے مین پامال اسے ہو جانا
کر گمان ہی تری چتون پہ شکیبائی کا
وان شب وعدہ ملی پانچین چھدی اسنے
ملتجی سحر تری تصویر سے گویائی کا

کیا چھپے راز الٰہی دل شیدائی کا
کون اب روکنے والا ہی مری آئی کا
زندہ ہی نام شہادت کا اُسی دم سے
دل ہی پا نقش قدم ہی کسی ہرجائی کا
وہ یہ کہتے ہین مرا صبر پڑیگا تجھ پہ
یان کلیجہ کوئی ملتا ہی تمنائی کا
ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ

خوردہ بینان امور خوش بیانی و نکتہ دانان خوبی بیان اس روایت عجیب و حکایت غریب مین یون خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ بدیع الملک فلک بارگاہ نے طلسم تابستان کو شکست کیا توریج بدرگ بھی طلسم بند تھا شاہزادہ نے تیر تک جادو کو ہلاک کیا توریج بدرگ کے مع یاران دیگر دست و پاے خود بکشود بند کس کے گرگئے توریج اُس سرائچہ سے باہر آیا بیابان کی راہ لی خیز اخیز چلا جاتا تھا لیکن قابل قیام کوئی جگہ نہ ملتی تھی ایک مہینہ کامل سرگردان رہا اپنی حیرانی و سرگردانی پر روتا تھا قطع منازل مین جان کھوتا تھا ایک روز نفس سرد بھرتا آہ کرتا چلا جاتا تھا عالم ناامیدی مین یکایک اُسکی نظر ایک پیادہ پر پڑی غور سے دیکھا پہچانا آواز دی ای اہرمن کہان جاتا ہی ادھر اہرمن نے بھی دور سے دیکھا متعجب ہوا کہ یہ کون ہی جو مجھکو بلاتا ہی اپنی جگہ ٹھہر رہا توریج خود اُسکے قریب پہونچا اب اہرمن نے توریج کو پہچانا با دب تمام سلام کیا توریج نے بعد جواب سلام کہا ای اہرمن قبیل یا تو کہان تھا اہرمن نے کہا ای توریج خان جب مین نے تجھے جزیرہ مین خلاص کیا اور قلعۂ آہنی مین لیگیا اور بدیع الملک نے آکے دوبارہ تجھکو گرفتار کیا مین نشتر اور پریشان ہوکے باختر کے جانب راہی ہوا اور بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ اور پسران لاازل شاہ سلیمان کی قیدمین مبتلا تھے اُنکو مین نے رہا کیا اور جزیرہ کہ خندق مین لیگیا فی الحال وہ ایک فوج کثیر جمع کرکے تیری طرف آتے تھے اُنکو یاس سخت مرنج مین کہ جو ہفت دربند باختر مین واقع ہی چھوڑکر تیری خدمت مین حاضر ہوا ہون اب یہ بتا کہ تو کس فکر مین مبتلا ہی توریج نے کہا ای اہرمن مین سال بھر فرعون کے پاس رہا ہون کیکہ تمام سرگذشت توریج نے اہرمن کے روبرو بیان کی اہرمن نے کہا ای توریج خان تو بجاے خود منصب صاحبقرانی رکھتا ہی تیرے واسطے کیا ضرور ہی کہ سپہ سالاری فرعون کی اختیار کرے آہم اور تو دونون باختر مین چلین وہان تیری فوج تیرے انتظار مین ہوگی توریج نے کہا کیا مضایقہ ہی مین موجود ہون غرضکہ اہرمن اور توریج بدرگ دونون باختر کے جانب روانہ ہوگئے

بازآمدم بر مقدمہ لشکر توریج بدرگ

راویانکہ درسخن فرودانند شرح این داستان چنین کردند کہ بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ

اور پسر زلازل یعنے برادر مسیح خان بن ملا خان ان تمام گبرون نے منجم کو طلب کیا ستارہ شناس نامی
ایک منجم کہنہ سال تھا ملازم حسب الحکم گبران مذکور ستارہ شناس کو بلا لایا ان سب گبرون نے کہا اے
ستارہ شناس اپنے قواعد نجوم سے اس بات کو دریافت کرو کہ ہمسے توریج خان سے کب ملاقات
ہوگی اور آیا ملاقات ہوگی بھی یا نہین ستارہ شناس نے کاغذ پر زائچہ کھینچا قرعہ پھینکا حساب کرکے جواب دیا کہ توریج خان
سے تمہارے ملاقات ضرور ہوگی لیکن ابھی ایک مہینہ پندرہ روز کا عرصہ باقی ہے اُنھون نے پوچھا
کہان ملاقات ہوگی ستارہ شناس نے کہا نواحی دربند طالقسان مین تمہاری ملاقات توریج خان
سے مقرر معلوم ہوتی ہے اور توریج خان کو اہرمن مقام قرعقونیہ سے باختر مین لایا ہے بلکہ ہنوز راہ مین
ہے عنقریب وہ بھی پہونچا چاہتا ہے پس یہ خبر کوچ کرکے دربند طالقسان کے قریب پہونچے وہان قیام کیا
دوسرے روز مسیح خان اور پسر زلازل شکار کی غرض سے ایک جنگل مین گئے صید و شکار مین مصروف
تھے یکایک تتق گرد نمایان ہوا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک نقابدار چلا آتا ہے آتے ہی اُسنے آواز
نعرہ مارا کہ اے گبران مکار و اے بد بینان بدکار اگرچہ تم صید و شکار کا شوق رکھتے ہو لیکن تمہاری یہ مجال
نہین ہے کہ صاحبقران کے ملک مین شکار کھیل سکو پسر زلازل نقابدار کے قریب آیا اور کہا اے نقابدار
مجہول الاحوال جنگل و صحرا شکار ہی کیواسطے ہے صاحبقران کی ملک نہین ہوسکتا نقابدار نے کہا بیشک ملک
ہے تیری اس فرصت تقریر سے کچھ فائدہ نہوگا پسر زلازل نے کہا ہم ضرور شکار کھیلین گے تیرے مانع ہونے
سے ہم ہرگز باز نہ آئینگے غرضکہ بعد گفت و شنید بسیار رد و بدل کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار نے پسر زلازل
کو زخمی کیا مسیح خان دور سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا اُسنے جو پسر زلازل کو زخمی دیکھا تاب قیام نہ لا سکا
وہان سے گریز کی اور اپنے لشکر مین آکے قیام کیا نقابدار نے وہان سے مراجعت کی بختیار شاہ
اور اختیار شاہ کے لشکر کے روبرو آکے مقیم ہوا اور نامہ لکھا کہ اے بختیار شاہ و اختیار شاہ تمکو
کیا منظور ہے آیا تمہے حرب و پیکار منظور ہے یا میری اطاعت کو منازعت پر مقدم سمجھوگے کیونکہ یہ تم
بخوبی سمجھ لو کہ میرے مقابلہ مین ہزار طرح کی کوشش کروگے کسی طرح سربر نہوگے اُنھون نے جواب
لکھا کہ ہم مقابلہ کو موجود ہین اطاعت وہ کریگا جو کسی طرح کی قدرت و طاقت نہ رکھتا ہوگا خداوند بزرگ
کے فضل سے ہمارے پاس فوج کثیر موجود ہے ایسی دہمکیون نہین وہ کوئی اور بزدل ہونگے جو آجاوینگے
نقابدار اس جواب کو سنکے ایسا برخاستہ خاطر ہوا کہ اُسی وقت پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت
لیکے لشکر کفار مین در آیا اور ارادہ کیا تھا کہ جنگ مغلوبہ شروع کردے بختیار شاہ اور اختیار شاہ
دونون بادشاہ مرکبون پر سوار ہوکے نقابدار کے سامنے آئے اور کہا اگر حرب و ضرب کا لطف
حاصل کرنا مقصود ہے تو اُسیطرح مقابلہ ہے جو سلف سے دستور چلا آتا ہے یعنے ایک ایک پہلوان دونون لشکر
سے میدان مین آکے مقابل ہو خداوند بزرگ جسے دے وہ لے ورنہ پہلے ہی راہزنون کی طرح کشت
و خون کا ہنگامہ گرم کیا تو کیا نقابدار نے کہا کیا مضائقہ ہے ہم اس طرح بھی راضی ہین چنانچہ لشکر کفار
سے باجور نامے ایک پہلوان زبردست مثل پیل دمان مرکب کوہ پیکر پر سوار میدان مین آیا اور
مبارز طلب ہوا نقابدار مرکب کو مہمیز کرکے اُس پہلوان کے روبرو آیا اور کہا مین ہون تیرا مرد مقابل
حملہ کرے بیار آنچہ داری ز مردی نشان باجور نے تلوار کا وار کیا نقابدار نے اُسکا وار

پشت شمشیر پر رد کرکے اُسی شمشیر بران کو سنبھال کے ایسا ایک ہاتھ پلٹ کا لگایا کہ چارون پانؤن اُسکے
مرکب کے صاف قلم ہوگئے اور باجور مرکب کے پشت سے منہ کے بھل زمین پر گرا مع ہذا فوراً سنبھل
کے قایم ہوا نقابدار نے کہا او نابکار تو ابھی کچھ حوصلہ رکھتا ہی یہ کہکے تلوار سنبھالی اور اُسکے جانب
جھپٹا باجور اُسکی جھپٹ سے رعب مین آگیا اور وہان سے جست کرکے دور جا کھڑا ہوا نقابدار
پھر اُسکے قریب پہونچا اور چاہتا تھا کہ پھر وار کرے باجور جست کرکے دوسری جگہ جا کھڑا ہوا
اب یہ نوبت ہی کہ جب نقابدار اُسکے قریب جاتا ہی باجور جست مارکے دور جا کھڑا ہوتا ہی اُسکے
اسطرح کے جست و خیز سے مراد یہ تھی کہ نقابدار کو تھکا کے اسپر وار کرنا چاہیے تاکہ یہ وار رد نہ
کرسکے مگر اس بات کا عکس ظہور مین آیا یعنے جب چند مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ نقابدار اُسکے
جانب جھپٹا اور باجور جست کرکے دور جا کھڑا ہوا اخیر مرتبہ باجور کی طاقت زایل ہو گئی یہانتک
کہ باجور بخوبی جست نہ کر سکا نقابدار اُسکے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی خفیف ضرب شمشیر مین
باجور دولخت ہو کے زمین پر گرا بختیار شاہ اور افتخار شاہ نے جو باجور کو ہلاک دیکھا اپنی
فوج کو حکم دیا کہ فرداً فرداً مقابلہ سے کام نہین نکلے گا بالاتفاق دھاوا کرو تمام فوج کفار تلوارین
علم کرکے نقابدار کی طرف بڑھی ادھر نقابدار کی فوج نے دھاوا کیا دونون لشکر خلط ملط ہو گئے
خوب تلوار چلنے لگی تین شب و روز علی الاتصال ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم رہا ہر طرف بگیر و بزن
کی آواز بلند تھی آخر چوتھے روز صبح کا وقت تھا کہ نقابدار نے اپنی فوج سے باواز بلند کہا ای دلاورو
اس ہنگامہ کو بہت طول کھنچ گیا ہی جلد ایسی کوشش کرو کہ یہ گبر اپنے اعمال کی سزا کو پہونچین
نقابدار کی اس تقریر کو سننا تھا کہ ایسا زبردست حملہ لشکر نقابدار نے کیا کہ فوج کفار تاب قیام
نہ لا سکی قریب تھا کہ فراری ہو اُسوقت توریج بدرگ مع اہرمن یہان پہونچا نقابدار کے
حال سے واقف ہو کے نقابدار کا مقابلہ کیا اب بار دیگر جنگ شروع ہوئی بختیار شاہ اور
افتخار شاہ کو پھر جرات جنگ کی ہوئی فراری ہونے سے باز رہے نقابدار نے توریج بدرگ
کو دیکھ کے کہا او نابکار بت پرست مکار ابتک اس قصہ کا فیصلہ ہو جاتا تو کہان نازل ہو گیا جو ہمکو
بار دیگر تکلیف گوارا کرنا پڑی توریج نے کہا اسوقت خداوند کو اپنا جلال و اختیار دکھانا تھا جو مجکو
وقت پر یہان پہونچا دیا نقابدار نے کہا میرے نزدیک تیری اجل یہان کھینچ لائی ہی یہ کہا اور
تیغ بیدریغ کا ایسا زبردست وار اُسکے سر پر کیا کہ اگر ایسا وار پہاڑ پر ہوتا تو منشق ہو جاتا مگر اُس
مردود نے اُس وار کو سپر پر روکا اور اپنی تیغ کا وار نقابدار کے سر پر کیا جس سے نقابدار
کا خود شگافتہ ہو کے سر پر زخم پہونچا ہر چند کہ نقابدار نے دستانۂ آہنی پر بھی اُسکے ضرب تیغ کو
روکا تھا ورنہ بہت گہرا زخم نقابدار کے سر پر پہونچتا نقابدار زخمی ہو کے پشت مرکب سے
زمین پر آیا توریج نے چاہا تھا کہ تیغ کا دوسرا وار کرکے نقابدار کا کام تمام کرے مگر اُس جری نے
دوسرا وار بعض دستانۂ آہنی پر روکا اور توریج بدرگ کا پانؤن گرفت مین لا کے پشت مرکب سے
اُسکو بھی کھینچ لیا اب جنگ زور دست و بازو کی نوبت آئی خوب بست و کشاد ہوئی ہر چند کہ
نقابدار کا سر مجروح ہو چکا تھا جسکے صدمہ سے ہر مرتبہ اُسکی طاقت کم کرتی تھی مگر بہزار سعی و کوشش

برابر ہی کی تورج ملعون ایک بلاے بے درمان ہے اُسنے جو نقابدار کے زور و طاقت مین کمی پائی فوراً نقابدار کے کمربند کو
گرفت مین لاکے بقوت تمام جھٹکا دیا نقابدار تاب قیام نہ لایا زمین پر گرا اُس ملعون بے دین نے نقابدار کو بستہ کر لیا نقابدار
نے جو اپنے کو مجبور دیکھا اپنی فوج سے پکار کے کہا اے بہادرو اب مین گرفتار ہو گیا کیسیطرح تم تک نہین پہونچ سکتا تم اپنے فعل کے
مختار ہو مگر یہ یاد رکھو کہ داد مردانگی دو گے دنیا مین نیکنام رہو گے قیامت تک صفحہ ہستی پر تمھاری دلاوری یادگار رہیگی بزدلی کو
کام مین لاؤ گے تمام عالم مین نفرین کریگا ہر چند کہ اس نصائح نے انکے دلون پر ایسا اثر کیا کہ نقابدار کے گرفتار ہو جانے پر
بھی لڑتے رہے اور جوانمردی کی ہر طرح داد دی لیکن پھر بھی بے سردار فوج کیا کام کر سکتی ہے عاجز ہو کے لشکر نقابدار نے
فرار پر قرار کیا تورج بد رگ اپنی بارگاہ مین مقیم ہوا اور حکم دیا کہ نقابدار کو ہمارے روبرو لاؤ ملازم نقابدار کو اُسیطرح بستہ تورج
کے سامنے لائے تورج نے نقابدار کی جانب متوجہ ہو کے کہا اے نقابدار اگرچہ اصل حقیقت سے مجھکو اطلاع
ہو گئی ہے کہ نازنین قوم اناث سے ہے مخفی کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہے تاہم یہ بتا کہ تو کون ہے اُسنے کہا اے
تورج چونکہ میرا راز فاش ہو گیا ہے مین بھی اب اخفاے راز مین کچھ کہنا عبث جانتی ہون آگاہ رہو کہ
مین طہماسپ کی دختر کوچک ہون یہ ایک اتفاقی امر تھا جو تیرے ہاتھ سے زخمی ہو کے گرفتار
ہو گئی ورنہ ہرگز تو مجھکو گرفتار نہ کر سکتا یہ سن کے مریخ خان اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے تورج
پہلے میری بات سن لے اُسکے بعد اور کسی کی بات سننا تورج نے متبسم ہو کے کہا اے مریخ تو اسقدر
گھبرا کیون گیا کہ یہ کیا کہتا ہے مریخ نے کہا اصل امر یہ ہے کہ مین عرصہ سے اس نازنین کا دلدادہ ہون کوئی
موقع ایسا نہ ملتا تھا کہ مین اُس تک پہونچتا اور اپنی فریفتگی کا حال اُسپر ظاہر کرتا بارے آج یہ نازنین تیرے
اختیار مین آگئی ہے مین چاہتا ہون کہ اسے مجھکو بخشدے اگر اس بارہ مین تو کچھ عذر کریگا اور یہ نازنین
اب بھی مجھکو دستیاب نہ ہوگی تو اسکا نتیجہ بہتر نہوگا اسواسطے کہ اسکی مفارقت کی تاب نہ لاکے ضرور
ایک روز مین ہلاک ہو جاؤنگا ہر وقت کی ہلاکت سے جو کچھ مجھسے ممکن ہوگا ہرگز کوتاہی نہ کرونگا
تورج بد رگ نے کہا اے مریخ خان تو بیکار اسقدر از خود رفتہ ہوا جاتا ہے یہ نازنین ابھی یہین موجود
ہے کسی دوسرے نے اسکی خواستگاری بھی نہین کی ہے مریخ خان نے کہا اس نازنین کی خواستگاری
سہل نہین ہے جبتک مین زندہ ہون تورج نے کہا معلوم ہوا کہ تو اس نازنین کے واسطے بہت بیتاب
ہے اچھا یہ نازنین مین نے تجھکو بخشی اسے لیجا مریخ خان بہت خوش ہوا زنجیر ہاتھ مین لے کے
نقابدار کو اپنے جانب کھینچا نقابدار نے کہا اے مریخ خان دلدادہ ہونے کے یہ معنے نہین ہین
کہ تو اسقدر بیدردی سے مجھکو اپنی جانب کھینچتا ہے شاید تو مجھکو جاندار نہین سمجھتا ہے مریخ خان نے کہا
اے نازنین مین تجھکو جاندار ضرور سمجھتا ہون مگر مین اسوقت تجھسے بدلا اُس صدمہ کا لیتا ہون جو اس
عرصہ تک تیری مفارقت مین مجھپر گذرا نقابدار نے کہا اے مریخ معلوم ہوا کہ تو میرے حقیقت حال
سے بالکل جاہل ہے مریخ خان نے کہا اے نازنین کیا تیرے حال کی حقیقت ابھی باقی ہے جسکی اطلاع
مجھکو نہین ہے نقابدار نے کہا بیشک اُسنے کہا پھر مجھکو کس طرح معلوم ہو نقابدار نے کہا ابھی کچھ مشکل
امر نہین ہے یہ کہکے دونون ہاتھون سے طوق و زنجیر گرفت مین لاکے پہلے پیچ مارا بعدہ ایک جھٹکا جو دیا
ہے تمام بند ہاے آہنی شکستہ ہو گئے اور ہاتھ بڑھا کے مریخ خان کی کمر سے تیغ کھینچ لی اور بجلی کیطرح
چمکا کے ایک ایسا وار اُسی تیغ کا مریخ خان کی کمر پر لگایا کہ وہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا تورج بد رگ نے

جو مریخ خان کو کشتہ دیکھا آنکھون مین جہان تیرہ و تار ہو گیا بیتحاشا اپنی جگہ سے اُٹھ کر نقابدار کے جانب
دوڑا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ اے ناری او نقابدار سفاک تو نے بڑا غضب کیا دیکھ تو مین تجھسے کیسا بدلہ
لیتا ہون تھوڑی ہی دور تک اُس نقابدار کے تعاقب مین گیا تھا او سکا ارادہ یہ تھا کہ جس طرح ممکن ہو
اُس نقابدار کو گرفتار کرکے ہلاک کرنا چاہیے یکایک کیا دیکھتا ہے کہ ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور
نقابدار کو اُٹھائے ہوئے جانب آسمان نظر سے غائب ہو گیا توریج بدرنگ سے بنیل مرام واپس آ کے
اپنے لشکر مین متوقف ہوا مگر نہایت شکستہ و پریشان و بدحواس ایک ایک کی صورت تکتا تھا و [illegible] دیکھتا
تھا اور کہتا تھا یارو کچھ تمہاری سمجھ مین آتا ہے کیا امر ہے میری تو عقل حیران ہے نہیں معلوم یہ نقابدار کون
تھا آسمانی تھا کہان تو مریخ خان نے اُسکو گرفتار کیا اور اپنے متعلقون طوق و زنجیر مین باندھا اور اُسنے اپنی
عاجزی ظاہر کی اور کہان نے ادنی زور مین اُن تمام بند ہاے آہنی کو توڑ ڈالا [illegible] پہونچا آسمانی اُسکو اُٹھا لے گیا
غرضکہ عرصہ تک اس فکر و ملال مین مبتلا رہا جو آتا تھا آبدیدہ ہوکے مریخ ہی کا ذکر کرتا تھا ایک روز [illegible]
طبیعت پریشان ہوئی شکار کا شوق کرکے شکارگاہ مین گیا اور صید و شکار کرتا ہوا ایک جنگل [illegible]
دیکھا ایک چوپان عجب صورت ہے بالاے سر اُسکے ایک ہزار ایک جانور سایہ کیے ہیں کمال [illegible]
اہرمن فیل پا ساتھ تھا کہا اے اہرمن یہ عجیب مرد چوپان ہے جسکے سر پر مرغان ہوائی سایہ کیے ہیں
یہ صفت اُسمین ہوسکتی ہے جو خداوند بہت بزرگ کا نظر کردہ ہوگا پھر یہ بھی تعجب [illegible] ہے کہ جب [illegible]
ایسا خداوند کا نظر کردہ ہے تو اسکے ساتھ کچھ بھی سامان جاہ و حشم نہین ہے اہرمن فیل پا نے کہا اے توریج
اسکو بیدار کرنا چاہیے توریج قریب چوپان کے گیا اور اُسکے شانے کو [illegible] سے بیدار کیا
چوپان نے غور سے توریج کی شان و شوکت کو دیکھا [illegible] سلام کیا توریج نے کہا اے مرد چوپان
اسکا کیا سبب ہے کہ یہ مرغان ہوائی باین تعداد کثیر تیرے سر پر سایہ کیے ہیں اُسنے کہا شہریار [illegible]
عجیب و غریب ہے یعنی آج تین سال کا عرصہ ہوا کہ اس جنگل مین [illegible] ایک پیاس تشنگی کا غلبہ
ہوا رمنہ کو چھوڑ کے دریا کنارے آیا چاہتا تھا کہ پانی پیون ناگاہ ایک زنجیر طلائی دکھائی دی [illegible]
بلا ہر دل نے کہا اس زنجیر کو لینا چاہیے ہاتھ بڑھا کے زنجیر کو اپنی طرف کھینچا [illegible] اُس زنجیر مین ایک
انگشتری آویزان تھی فوراً اُس انگشتری کو زنجیر سے نکال کے پہن لیا اسیوقت نظر کی دیکھا چار نفر [illegible]
عجیب صورت سامنے دست بستہ موجود ہیں اگرچہ اُن دیوون نے مجھکو کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچایا [illegible]
اُنکی صورت ہیبت ناک سے میرے ہوش بجا نرہے فوراً بیہوش ہو گیا اُن دیوون نے مجھپر [illegible]
پھر پانی چھڑکا چند ساعت کے بعد مجھکو ہوش آیا پھر اُن دیوون پر میری نظر پڑی اُنھون نے مجھکو سلام کیا
اور نہایت آہستگی سے کہا اے مخدوم تم کیون میری صورت دیکھکے اسقدر خائف ہوتے ہو ہمکو تم اپنے
ملازمون مین سے سمجھو چنانچہ ابھی تم بیہوش ہو گئے تھے ہمنے تمہارے چہرے پر پانی چھڑکا ہوش مین لائے
جب اُن دیوون نے مجھسے اسطرح کے کلام کیے حالانکہ مجھمین جواب دینے کے حواس نہ تھے تاہم نہایت
دل کو مضبوط کرکے مین نے کہا ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ تم کس طرح ہمارے ملازم ہو سکتے ہو مین نے
مدت العمر تمہاری صورت نہین دیکھی اور نہ تمہاری صورت کے مثل کسی دوسرے کو دیکھا وہ دیو
میری اس تقریر کو سن کے ہنسے اور کہا تم یہ نہ سمجھو کہ ہم تمہارے ہاتھ سے کچھ تنخواہ پاتے ہین بلکہ ہم سبب

اس انگشتری کے نوکر ہین جسکے قبضہ مین یہ انگشتری ہوگی ہم اُسی کے تابع ہونگے مین نے کہا اچھا ہم کو یہ
تو معلوم ہو گیا کہ تم اس انگشتری کے تابع ہو اور اسیطرح صاحب انگشتری کی اطاعت کا اقرار ہے اب تم جاؤ
جسوقت ہمکو تمہاری ضرورت ہوگی ہم تمکو طلب کر لینگے اُن دیوون نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر تمہارا یہی
حکم ہے ہمکو قبول ہے یہ کہکے وہ دیو چلے گئے مین وہان سے اپنے گھر چلا شہریار جب سے یہ انگشتری میرے
ہاتھ مین آئی ہے اپنے بال بچون [illegible] ترقی دیکھتا ہون لوریج نے کہا اے مرد چوپان تعجب ہے کہ اُن دیوون
پر اسقدر حکومت رکھتا ہے اور پھر کسی مملکت پر قبضہ نہین کرتا مرد چوپان ہنسا اور کہا شہریار مملکت پر قبضہ
کرنے کے واسطے خزانہ و لشکر درکار ہے مین لشکر کہان سے بہم پہنچاؤن اور اصل امر تو یہ ہے کہ مین اُن
دیوون پہ قابض ہونے سے ایسا مستغنی ہو گیا ہون کہ مجھکو مملکت وغیرہ کی مطلق پروا نہین ہے لوریج
نے کہا تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا مجھکو سکندر چوپان کہتے ہین لوریج نے کہا کہ تو نے لوریج خان نام کبھی سنا
ہے اُسنے کہا ہان یہ نام کبھی مین نے سنا ہے لوریج نے کہا آگاہ ہو وہ لوریج خان مین ہی ہون اب معلوم
ہوا کہ تو ایک مرد ذی ہمت ہے مین چاہتا ہون کہ تجھکو اپنے لشکر مین لیچلون تجھکو اپنا بادشاہ قرار دون اور
مین تیرا سپہ سالار ہون سکندر چوپان نے کہا کیا مضائقہ ہے مین موجود ہون لوریج اُسکو ہمراہ لیکے
اپنے لشکر کے جانب روانہ ہوا اثنا راہ مین کہا میرا ایک بھائی ہے نہایت شریر بدذات یون تو ہمیشہ
وہ مجھسے مخالف رہا لیکن جب سے وہ دیو میرے تابع ہو گئے ہین اور بھی زیادہ اُسکی خصومت بڑھ گئی
بارہا میرے دل مین آیا کہ اُسکو سزا سے مقتول کرون لیکن پھر اس بات کا خیال آیا کہ مین ان دیوون پر حاکم
ہون انسان کو دیوون سے سزا دلوانا انصاف کے خلاف ہے ناچار خاموش ہو رہا لوریج نے کہا اے
سکندر تیرے اُس بھائی کا کیا نام ہے اُسنے کہا اُسکو کج را کہتے ہین اور وجہ خصومت یہ چلی آئی ہے
کہ ایک زن بازاری سے مین ملتفت تھا وہ زن بازاری ایک سوداگر کی نوکر تھی مین اُس زمانہ مین پوستین
فروشی کرتا تھا ایک روز میرا گذر اُسی سوداگر کے یہان ہوا دیکھا کہ وہ زن بازاری سوداگر کے پہلو مین بیٹھی ہے
اُسکا سن تیرہ یا چودہ سال کا ہوگا مگر نہایت حسین جمیلہ اُس سوداگر نے میرے پوستین دیکھے چند پوستین
پسند کیے اُسکی قیمت ٹھہرائی مگر میری کیفیت یہ تھی کہ ہر مرتبہ میری نظر اُس مہ لقا کے جانب چلی جاتی تھی سوداگر
سے بات کرتا تھا اور دل سینہ مین تڑپ رہا تھا ہر مرتبہ تقاضا کرتا تھا کہ کسی طرح اس آرام جان سے ہمکلام
ہون بارے اُسوقت میرے دل کے جذبے نے اسقدر اثر دکھایا کہ اُس دلربا نے بھی بنظر غور میری طرف
دیکھا اور پوچھا کہ تو کہان رہتا ہے مین نے کہا مین فلان مقام پر رہتا ہون یہ کہکے خاموش ہو رہی وہان
ایک ساز بھی رکھا ہوا تھا اُس سوداگر نے از راہ مذاق کہا کہ تجھے کچھ گانا بجانا بھی آتا ہے مجھکو اُس زمانے
مین گانے بجانے کا بہت شوق تھا مین نے کہا ہان کسی قدر بجا کے خود دل بہلا لیتا ہون اُس سوداگر
نے وہ ساز اُٹھا کے مجھے دیا اور کہا کہ کچھ شغل کرو ہم بھی سنین مین نے اُس ساز کو بجانا شروع کیا پھر تو یہ
نوبت تھی کہ وہ دونون زن و مرد ہمہ تن محو حیرت تھے چند لمحہ کے بعد مین نے اُس ساز کا بجانا موقوف کیا
اُس محبوبہ نے اُسوقت نہایت شوق کی نظر سے میری جانب دیکھا مین نے بھی کمال رغبت سے
اُسکی جانب دیکھا اور افسوس سرد بھر کے خاموش ہو رہا اور وہان سے چلا آیا چلتے وقت اُس نازنین نے
کہا اے پوستین فروش تو پھر یہان ضرور آنا دوسرے روز مین پھر اُس سوداگر کے یہان گیا اُس روز

سوداگر وہان نہ تھا کسی کام کو گیا تھا جو ہین اُس نازنین نے مجکو دیکھا آہستہ کہا ای جوان مین تیرے
یہان آدمی بھیجنے کو تھی بارے تو خود آگیا کہہ تیرا مزاج کیسا ہی مین نے نفس سرد بھر کے کہا ؎
کیا پوچھتی ہو صاحب مجکو جسم ناتوانی + رگ رگ مین نیش غم ہی کہیے کہان کہانکی + اُسنے اس شعر کو سن کے کہا کیون
یہ نیش غم کسکا ہی مین نے غور سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا حیف ای آرام جان جب تو اس طرح تجاہل
کرے تو وہ کون ہی جو اس راز سے آگاہ ہوگا اُسنے کہا آخر کچھ بیان تو کر مین نے کہا میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت
ہی اگر تو نہین جانتی ہی جب اُسنے زیادہ اصرار کیا مین نے کہا سچ تو یہ ہی ؎ تجھہی پہ جان جاتی ہی تجھہی پہ دم نکلتا ہی
یہ سن کے اُسنے کہا خاموش ایسی گستاخی تجکو نہین زیبا ہی اگر بار دیگر ایسا کلمہ زبان سے نکالیگا تجکو سخت
سزا کا مستحق سمجھونگی مین نے پیش قبض اپنی کمر سے نکالی اور اُسکے روبرو رکھدی اور کہا اگر مین مستحق سزا
کا ہون تو یہ پیش قبض موجود ہی بلاتکلف مجکو ہلاک کر اُسوقت وہ آرام جان آبدیدہ ہوگئی اور میرے
رخسارے پر بکمال محبت ہاتھ رکھ کے کہا ای جوان کیا میرے اس عتاب و خطاب کو تو واقعی سمجھا
بلکہ یہ حرکت میری امتحاناً تھی یقین سمجھ مجکو تجھسے زیادہ تیری محبت ہی مین نے کہا پھر کچھ سبیل مواصلت
کی نکالنا چاہیے اُسنے کہا تو ہر روز پوستین فروشی کے حیلے سے یہان آیا کر جس روز تخلیہ ہوسکیگا تجکو
اطلاع دونگی مین ہر روز اُسکے یہان جاتا تھا اور باہم راز و نیاز کی باتین کرکے چلا آتا تھا گنج راے
کی بھی نظر توجہ اُسکی طرف تھی جسکی مجکو مطلق اطلاع نہ تھی جب اُسکو میرے وہان جانے کی خبر معلوم
ہوئی میرے پاس آیا اور کہا ای سکندر تو اُس سوداگر کے یہان ہر روز جاتا ہی تو نہین جانتا کہ مین عرصہ
سے اُس عورت کے جانب ملتفت ہون جسکے فراق مین تو وہان جاتا ہی مین نے کہا ای گنج راے
ایک زمانہ واقف ہی کہ مین پوستین فروخت کرنیکو وہان جاتا ہون تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ مین اُس عورت
کے فراق مین جاتا ہون علاوہ اسکے وہ عورت اُس سوداگر کی محبوبہ ہی نہ کہ تیری تو جسکے وہ تیری
ملک نہین ہوسکتی اُسنے کہا خبردار اب ایسا کلمہ نہ کہنا اگرچہ اُس سوداگر کے قبضہ مین ہی لیکن میری
نظر توجہ تو اُسکے جانب ہی مین سمجھا کہ اگر زیادہ اس سے بحث کرونگا یہ بیہودہ ہی حرب و ضرب کی
نوبت آجاویگی بس خاموش ہو رہا اُس روز سے وہ مجھسے نہایت درجہ خصومت رکھتا ہی تورج نے
کہا ای سکندر اگر تجکو یہ خیال ہی کہ ان دیوون کے ذریعے سے اُسے زک دینا خلاف انصاف ہی تو مین
آدمی زاد اُسکے زک دینے کو موجود ہون سکندر جہپان نے کہا کیا مضایقہ ہی بعدہ تورج
کو گنج راے کے مکان پر لایا تورج نے گنج راے سے ملاقات کی اور سکندر سے سبب مخالفت
پوچھا گنج راے نے کہا کہ مین اور کچھ نہین جانتا صرف اسقدر کہے دیتا ہون کہ مین سکندر سے ضرور
سمجھونگا تورج نے کہا اگر تو تورج خان سے سمجھنا چاہتا ہی تو مین موجود ہون مجھسے سمجھ لے گنج راے
اُسی وقت مقابلہ کے واسطے کھڑا ہوگیا تورج نے اول ہی مرتبہ اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے
بلند کر لیا اور چاہتا تھا کہ زمین پر مارے گنج راے نے کہا ای پہلوان زمانہ بس اب مین اپنی سزا کو پہنچ
گیا مجکو ہلاک نہ کر تورج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا خیریت اسی مین ہی کہ سکندر سے بغلگیر ہو
گنج راے نے دست بستہ سکندر سے معذرت کی سکندر نے اُسے سینہ سے لگا لیا گنج راے
نے نہایت اہتمام سے تورج اور سکندر کی دعوت کی تمام محفل رقص سرود سے گرم رہی صبح کو گنج راے

سے رخصت ہوئے نوریچ نے مع سکندر چوپان اپنے لشکر کی راہ لی اب حقیقت اس انگشتری کی
اسطرح بیان کیجاتی ہے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک حمزہ ثانی سے آزردہ ہوکے باختر کے جانب آیا تھا
اور نوریچ کو گرفتار کرکے پھر فرعونیہ کے جانب روانہ ہوا تھا ایک روز دریا کے کنارہ پہونچا تھا اُسکے
دل میں اس بات نے خطور کیا کہ رستم ثانی نے طعنہ دیا ہے کہ بدیع الملک کو جو ہمپر سبقت ہے یہ خاصیت انگشتری
کا سبب ہے اگر یہ انگشتری میرے پاس نہوتی تو ہرگز رستم ثانی کچھ نہ کر سکتا انگشتری کو ہاتھ سے اُتار
کے دریا میں پھینکدیا تھا وہ انگشتری یہاں پہونچی تھی اب سکندر چوپان کے ہاتھ آئی ہے یہ سبب
ہوا جو انگشتری شاہزادہ بدیع الملک سے جدا ہو گئی

آمدم بر مقدمہ لشکر اسلام

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہے کہ حمزہ ثانی و یاران دیگر سامنے پروین حصار کے مقیم تھے
یکایک پروین حصار کے دروازے کھلے اور قباد آہن حصاری اور ضحاک قلعہ سے باہر آکے
سامنے لشکر اسلام کے زیر قصر فرعون شاہ متوقف ہوئے اسوقت اشکال کوہ کے جانب سے
گرد پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا اشکال شاہ پانچ لاکھ سواران جرار کی جمعیت
سے فرعون شاہ کی مدد کو پہونچا مع ہذا دوسرا گولہ گرد نمایاں ہوا اور قلعہ ناحق مالک کی طرف سے
ناحق شاہ تین پہلوانوں کو ہمراہ لیے ہوئے پہونچا جن میں سے ایک کا نام اشکبوس چوب زن
اور دوسرے کا نام قہر بن اشکبوس تیسرے کا نام زہر بن اشکبوس تھا اور ان ہر سہ پہلوانوں کے
کے ہمراہ تین لاکھ سواروں کی جمعیت تھی جو خاص فرعون کی مدد کو آئی تھی ان سب کو آئے ہوئے
صرف ایک لحظہ کا عرصہ گذرا تھا کہ ایک دوسرا اتنی گرد نمایاں ہوا سب کو فکر ہوئی کہ اب کون آتا ہے
دیکھا نقابدار سرخ پوش آکے ایک جانب متوقف ہوا مع ہذا اور ایک گرد پیدا ہوئی اب دیکھا کہ
نقابدار سپید زرہ خیز اخیز چلا آتا ہے یہ بھی آکے ایک جانب متوقف ہوا اُس روز جنگ موقوف
رہی کیونکہ دن تمام ہوکے تاریکی شب کے آثار نمایاں ہوچکے تھے ہر چہار دریا سے لشکر وہاں مقیم ہو
تمام وہ میدان سبج کثرت فوج سے مملو تھا شب کو یکایک لشکر فرعونی سے صدا سے نقارۂ جنگ
بلند ہوئی صبح کو چاروں لشکر میدان معرکہ میں صف آرا ہوئے فرعون بھی اسپ قدرت پر
سوار ہوکے اُس قصر سے برآمد ہوا اور قلب لشکر میں آکے متوقف ہوا اُن تمام گبران نابکار نے
فرعون کو سجدہ کیا اشکال شاہ اپنے مرکب کو دوڑاتا ہوا فرعون کی طرف آیا اور پشت مرکب سے
اُترکے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا ای خداوند میں تیری قدرت پر ایسا بھروسہ رکھتا ہوں کہ
خداپرستوں کی مطلق حقیقت میری نظر میں نہیں سماتی مجھکو اجازت ملے تاکہ میں ان خداپرستوں سے
سمجھ لوں فرعون بہت خوش ہوا اور کہا جا تیرے نے خداپرستوں کا مرگ تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہے
ہر چند کہ یہاں اور بھی بندگان خاص ہمارے موجود ہیں لیکن یہ مرحمت خاص تیرے واسطے
مقرر کی ہے اشکال شاہ نے فرعون کو پھر سجدہ کیا اور مرکب پر سوار ہوکے میدان میں آیا اور مقابل
طلب کیا اُسکے مقابلہ کیو اسطے نقابدار سرخ پوش میدان میں آیا اور کہا اد گبر تیرا کیا ارادہ ہے
اشکال شاہ نے کہا ای جوان مجہول الاحوال نہیں معلوم تو کس قوم و قبیلہ اور کس صدو رستا نکل

کا انسان ہی بیکار اپنی ہلاکت کے درپے ہی مین نے صدہا پہلوانان فیل قامت کو زک دی ہی اگر جان عزیز ہی
تو خداوند فرعون کی بندگی قبول کر ورنہ تو دانی دکار تو نقابدار سرخ پوش نے تیغ کا وار کیا اشکال شاہ
بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے اُس وار کو سپر پر رد کیا پھر متواتر تلوار کا وار کیا نقابدار
نے جگہ خالی کی اسی طرح متواتر تین وار اشکال شاہ نے کیے نقابدار نے سب کو رد کیا اور کہا سہ
زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن + پس اُس کے بر اس قوت سے
تیغ آبدار کا وار کیا کہ مع مرکب چار پرکالہ ہوکے زمین پر گرا سرداران لشکر کفار نے جو اشکال شاہ
کو خاک ہلاک پر دیکھا بہت خائف ہوئے اور فرعون کے قریب آکے کہا اے خداوند تو نے اقرار کیا
تھا کہ ہمنے خدا پرستون کی مرگ تیرے اختیار مین دی ہی یہ کیسا اختیار ہی کہ خود ملعون اجل ہوگیا ایک
خدا پرست کو بھی ہلاک نہ کر سکا اگر خداوند کے عہد و اقرار کا یہ حال ہی تو بندگان خداوند کیا کام کر سکتے ہین
لامحالہ خدا پرستون کے مقابلہ مین جانے سے انکار کرین گے فرعون نے کہا تم سب نادان ہو بیشک
مین نے اشکال شاہ کے اختیار مین مسلمانون کے مرگ کو دیدیا تھا لیکن مراد میری حمزہ ثانی اور
یاران دیگر سے تھی نہ یہ کہ تمام دنیا کے انسانون کی اگر ایسا ہی اختیار سب کو دیدون تو میرے بندہ کس طرح
زندہ رہ سکتے ہین اور یہی وجہ ہی کہ نقابدار سرخ پوش نے اُسے ہلاک کیا ورنہ کسی طرح اشکال شاہ
کی ہلاکت ممکن نہ تھی اب مین نے مرگ نقابدار کی اشکبوس کے ہاتھ سے مقرر کی ہی دیکھین نقابدار
کس طرح زندہ رہ سکتا ہی اشکبوس نے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا اگر خداوند کی مشیت اسی طرح
جاری ہوئی ہی تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہی یہ کہکے اشکبوس میدان مین آیا نقابدار سرخ پوش سے
کہا اے نقابدار اشکال شاہ نے سخت غلطی کی جسکے سبب سے وہ ہلاک ہوا یعنی اُسکو تجھ سے مقابلہ
نہ کرنا چاہیے تھا بلکہ خداوند نے حمزہ ثانی وغیرہ کی مرگ اُسکے ہاتھ سے مقرر کی تھی تیرا ذکر خداوند کی
زبان پر نہین جاری ہوا ورنہ تو شمہ اُسکو صدمہ نہ پہونچا سکتا اب مین تیری ہلاکت کیواسطے مقرر ہوا ہون
بیار انچہ داری ز مردی نشان نقابدار نے کہا او بیہودہ گو یہ تیری تمام تقریر مزخرف تھی فرعون بالفعل
کیا قدرت رکھتا ہی جو اُسکے اختیار مین کسی کی جان ہوگی کہ جسکو چاہیے اُسکی ہلاکت کا اختیار دے اشکبوس
کے ہاتھ مین چوب آہنی تھی اُسکا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور ایک ہی
وار مین شمشیر آبدار کے اُسکو دو پرکالہ کر دیا پیشتر بیان ہو چکا ہی کہ اشکبوس کے دو لڑکے ہین ایک کا
نام قہر ہی دوسرے کا نام زہر دونون یہان موجود تھے جونہی اُن دونون نے اپنے باپ کو دو لخت
زمین پر افتادہ دیکھا زمین و آسمان اُنکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا گریبانون کو تا دامن چاک کر ڈالا
دونون ہاتھون سے سر پیٹا تلوارون کو میان سے کھینچ لیا اور بے تحاشا نقابدار کے جانب دوڑے
فرعون نے باواز بلند کہا دیکھو ان دونون کو روکو دونون اپنے باپ کے غم مین مبتلا ہین ایسا نہو
کہ بے موقع جنگ کرکے یہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائین چنانچہ چند سرداران دونون کے پاس
جھپٹ کے آئے منع کیا اُنھون نے نہ مانا قریب پہونچ کے قہر نے تلوار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار
نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور تیغ آبدار کا وار اُسکی کمر پر لگایا جس سے دو حصہ ہوگئے وہ بھی جہنم
واصل ہوا اب زہر سامنے نقابدار کے آیا اور کہا اے نقابدار تو نے میرے باپ کو نہایت ستم سے مارا کی

سے ہلاک کیا مثریدبیران میرے بھائی کو بھی تو نے ہلاک کیا اب میری باری ہے اس تلوار کا وار لے پناہ ہی
خبردار ہو یا نقابدار نے کہا میں خبردار ہوں تو وار کر زہرہ نے نہایت طاقت سے تلوار کا وار کیا
نقابدار نے اُسکے وار کو بھی رد کیا اور ایک ہی ضرب میں اُسکا کام بھی تمام کیا خلاصہ یہ کہ آجکی میدان داری
میں قران بن سلسلہ مرد افگن اور یہ قاہرن خونخوار اور اہرمن تیغ بند وغیرہ اٹھائیس سرداران
لشکر فرعون کو نقابدار سرخ پوش نے ہلاک کیا فرعون کا یہ حال تھا کہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا
اور ایک ایک سے کہتا تھا ای میرے بندو یہ کیا خرابی کا سامنا ہے وہ کہتے تھے ای خداوند تو نے
کیا اچھا تدارک تو کر چکا ہے کہ جو کچھ ازل سے ہماری مشیت میں گذرا ہے وہی ہوگا اور روز فی الحال بالکل فراغت
ہے چونکہ آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا فرعون با دل بریان وچشم گریان وہان سے پھر آیا اور
حمزہ ثانی نے بھی مع یاران ہمراہی وہان سے مراجعت کی

اب کچھ ورود بارہ صاحبقرانی کا حال مسطور ہوتا ہے

گلدستہ بندان چمنستان فصاحت وچمن آرایان بوستان بلاغت زمین کاغذ پر اس روش سے گلکاری
کرتے ہیں کہ جب حامی دین سبحانی بانی بنائے جہانبانی یعنی حمزہ ثانی لشکر فرعونی کو زک دے کے
میدان معرکہ سے واپس آئے اور با فتح وفیروزی بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے حاضرین
دربار سے کہا یارو نقابدار سرخ پوش نے آج وہ کام کیا کہ رستم پہلوان سیستانی سے بھی
نہ ہو سکتا تم دیکھو تو تنہا کتنے گبرون کو پسپا کیا واقعی عجب دلاور ہے رستم ثانی نے کہا شہریارا ہان یہ
نقابدار نے کارنمایان کیا لیکن نہ ایسا کہ جیسی اسکی تعریف ہو رہی ہے اگر اجازت ہو تو اسکی کارنمایان
کی حقیقت کل کی میدان داری میں دکھائی جاوے حمزہ ثانی نے کہا ای رستم اگرچہ اُسکے مقابلہ میں تو
صفر بھی ہو لیکن اُسکے مقابلہ کرنے کا کیا موقع ہے درآنحالیکہ لشکر مخالف کے بیشتر نامور پہلوان اُسنے
تہ تیغ کیے رستم ثانی نے کہا شہریارا اگرچہ اُسنے لشکر فرعونی سے مقابلہ کرکے گویا لشکر اسلام کو مدد
دی لیکن اس سے مقابلہ کرکے زور وطاقت کا امتحان کر لینا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا یہ باتیں ہو رہی
تھیں کہ لشکر فرعون سے آواز نقارہ بلند ہوئی اسطرف حمزہ ثانی نے بھی نقارہ زنی کا حکم دیا ع
دہل زن دہل زد بہ تقسیم او + ببین دین او دین او دین او + تمام شب دونون لشکرون میں
جنگ کی تیاری رہی علی الصباح جب دونوں لشکرون میں صف آرائی ہوئی فرعون شاہ کے لشکر سے
پہلے جو شخص نکلا وہ ناطق شاہ نام تھا آج پھر نقابدار سرخ پوش مرکب کو مہمیز کرکے اُسکے مقابلہ
میں آیا رستم ثانی کو نقابدار کی سبقت بہت ناگوار معلوم ہوئی نہایت غیظ وغضب میں آلودہ
ہوکے مسلح ومکمل مرکب تیز وتند پر سوار نقابدار کے قریب پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش ای گمنام تیری
کیا لیاقت وقابلیت ہے کہ ہماری موجودگی میں تو پیشدستی کرے خبردار مقابلہ کے ارادے کو فسخ کر
اور اپنے لشکر میں واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے کہ اس خود سری کی ایسی سزا سخت دونگا کہ
مدت العمر یاد رکھیگے نقابدار ہنسا اور کہا ای رستم مجکو پیشتر سے خبر ہے کہ تیری خلقت تیز وتند واقع
ہوئی ہے لیکن مجکو تعجب اس بات کا ہے کہ تجھ ایسا ذی عزت شخص ایسی نامناسب خصلت کو اپنے
میں دخل دے رکھے معلوم ہوتا ہے کہ تو بالکل جاہل ہے رستم ثانی نے کہا او مجہول الاحوال جاہل تو ہے

یامین ہون کہ بغیر اجازت حمزۂ صاحبقران لشکر فرعون کا مقابل ہوا اگر تمکو سپاہی صاحب جرأت کا ہو بسیار اگرچہ داری زمردی انشا
خلاصہ یہ کہ نیزہ بازی عمود بازی و تیغ بازی مین مصروف ہوئے خوب رد و بدل ہوئی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا حتی کہ دوسرا دن ہو
جنگ سلیہ موقوف ہوئی کشتی کی نوبت آئی انتہا سے مرتبہ کی کشش و کوشش کی گئی تین شب و روز گذر گئے پھر بھی دونون برابر رہے چوتھا
روز تھا کہ رستم ثانی کو موقع ملگیا نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اللہ اکبر کہکے جو زور کیا نقابدار کے پانون سے زمین چھوٹ
گئی رستم نے سر سے بلند کر لیا کہا ای نقابدار بیٹا اب تیرا کیا حال بناؤن اگر کہو تو اس زور سے زمین پر ماروں کہ نقش قدم
ہو جائے نقابدار نے کہا ای رستم تجکو اختیار ہے یہ تو ظاہر ہے کہ مین تیرے قبضہ مین ہون رستم ثانی نے
کہا خیر اب کیا تجھے ہلاک کرون تیرے اس کلام مجبوری پر مجکو افسوس آتا ہے یہ کہکے آہستہ زمین پر لا یا
اور گرفتہ و بستہ کر کے اپنے لشکر مین لے آیا حمزۂ ثانی بارگاہ مین رونق افروز ہوا اور حکم دیا کہ نقابدار گرفتار
کو حاضر کرو مردمان لشکر نقابدار کو حمزۂ ثانی کے روبرو لائے نقابدار نے بکمال ادب حمزہ کو بنا بر ...
اسلام سلام کیا حمزۂ ثانی نے جواب سلام دے کے کہا ای نقابدار اگرچہ تجکو رستم ثانی نے بہزار کوشش
گرفتار کر لیا مگر ہزار ہزار آفرین تیرے زور دست و بازو پر کہ تو نے رستم ایسے جوان دلاور دوران
سے تین روز تک مقابلہ کیا اب یہ بتا کہ تو کس جگر جرأت و شجاعت کا گوہر اور کس باغ ہمت و جلادت کا بوٹا
ہے نقابدار نے کہا مجکو سلیمان کوچک کہتے ہین اور میرے باپ کا نام سلیمان ثانی ہے حقیقت حال
میری یہ ہے کہ ملکہ آسما پری کا ایک بیٹا ہے سلیمان اعظم نام وہ ایک روز بیٹھا ہوا تھا کہ مین پہونچا اور تخت
پر ملکہ آسما پری کے سامنے بیٹھ گیا سلیمان اعظم نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ کون لڑکا ہے لوگون
نے کہا یہ تمہارا خواہرزادہ ہے یعنی ملکہ قریشیہ کا بیٹا ہے اُسنے متعجب ہو کے کہا مین نے میری خواہر کو کسی
منسوب کر دیا لوگون نے کہا ای شاہزادہ کیا تمکو نہین خبر ہے امیر صاحبقران نے خود ملکہ قریشیہ کو
شاہزادہ سلیمان ثانی کے نامزد کر دیا سلیمان اعظم نے کہا کیا خوب جس کو ساٹھ برس صاحبقرانی
کی ہو اُسکو کسی سے منسوب کرنے کی کیا ضرورت تھی اور کہا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن اگر بر ...
تو پہلے آسمان پری کو تہ تیغ کرونگا بعدہ قریشیہ کی خبر لونگا اور اس لڑکے کو بھی مین نے پہچان لیا ہے اسکا
بھی ہلاک کرنا واجب ہے یہ کہا اور باغی ہو کے گلستان ارم سے چلا گیا اور مصمم ارادہ کئے ہوئے تھا کہ لشکر
جمع کر کے حملہ کرونگا مان اور نانی میری اُسکے اس ارادہ سے بخوبی واقف تھین اور انکو یقین کامل تھا کہ ضرور
وہ حملہ آور ہوگا باہم مشورہ کر کے دنیا کیطرف بھیج دیا ای شہریار والا تبار مین اس غرض سے کہ
صاحبقران جو پردۂ دنیا مین متوطن ہوا ہون اور ہر طرف پھر رہا ہون اب میری سماعت مین گذرا
ہے کہ اُسنے گلستان ارم پر لشکر کشی کی تھی لیکن یہ بھی سماعت مین گذرا کہ شہریار زمان شاہزادہ بدیع الملک
گیا اور اُسکو قید کر لایا ہے ای والا منزلت میرا اصل قصہ یہ ہے جو بیان کیا یہ کہکے نقاب چہرہ سے دور کی حمزۂ ثانی اہل
حاضرین دربار نے دیکھا تیرہ چودہ برس کا ایک لڑکا ہے سب کو حیرت ہوئی کہ اس صغر سنی مین اور اس لڑکے
اسقدر پہلوانون کو تہ تیغ کیا مزید بران رستم ثانی سے تین روز تک علی الاتصال مقابلہ کیا اور
حمزۂ ثانی نے سلیمان ثانی کی جانب دیکھا اور کہا ای سلیمان ثانی مبارک ہو یہ تمہارا فرزند دلبند ہے
سلیمان ثانی بیتابانہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلیمان کوچک یعنی اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا
سر و چشم پر بوسہ دے کے گود مین بٹھایا حمزۂ ثانی نے خلعت طلب کر کے سلیمان کوچک کو دیا جانب

دست چپ روبروئے خورشید کے بیٹھنے کی اجازت دی سلیمان کوچک نے جاے مقررہ پر آکے قیام کیا
رستم ثانی نے جو یہ عزت سلیمان کوچک کے حال پر حمزہ ثانی کی دیکھی نہایت برہم و برآشفتہ خاطر
ہوا اور چین بر جبین ہو کے چاہتا تھا کہ کچھ کہے اسد اُسکے بشرہ سے آثار برہمی کے دریافت کرکے اس طرح
گویا ہوا کہ ای رستم ثانی میں سمجھ گیا اس خیال کو جسنے تمہارے دل میں خطور کیا ہی تمہارے غصہ کی وجہ یہی کہ
سلیمان کوچک کو تمنے سمجھا کیا ہے برہم ہونا تمہارا عبث ہی اور اگر کوئی سبب معقول بیان کر سکتے ہو تو بیان
کرو رستم ثانی نے کہا ای اسد بے شبہہ میرے برہم ہونے کا سبب معقول ہی ہر چند کہ میں اُسکو بیان
نہ کرتا لیکن تمنے پوچھا ہی تو سنو اور منصفانہ جواب دو دنیا میں بیشتر ایسے لوگ ہیں جنکی نسل سے لوگ کفر
معبود سے ہی چلی آتی ہی اور اُنھوں نے اپنی تمام عمر کفر ہی میں بسر کی اکثر بندگان خدا ایسے ہیں جو پشتہا پشت
سے خدا پرست و موحد ہوتے چلے آئے ہیں یا یہ کہ صرف اُنھیں کی تمام عمر خدا پرستی میں بسر ہوئی اب ان
دونوں قسم کے شخصوں میں باعتبار اعزاز و اکرام کے کچھ فرق ہونا چاہیے یا نہیں اسد متبسم ہوا اور
کہا بس اس بات کا ذکر نہ کرو اور کچھ باتیں کرو رستم نے کہا اس بات کو جانے کیوں دو کہو جو کچھ اصل
بات ہو اسد نے کہا سنو بنا بر تمہارے خیال کے بے شبہہ باعتبار اعزاز و اکرام کے فرق ہونا چاہیے
لیکن اُسوقت کہ جب اس قسم کی دونوں صفتیں موجود ہوں اور اُن دونوں کے درمیان اس بات
کا لحاظ کیا جاوے تمنے سلیمان کوچک کے بابت اپنے خیال کو وسیع کیا ہی اب تمہارے باپ کا
کچھ ذکر کروں رستم ثانی یہ فقرہ سن کے خاموش ہو رہا حمزہ ثانی نے سلیمان کوچک کے نام کا جشن
قرار دیا تمام سرداران فوج اسلام کو مدعو کیا مجلس میں بہت کچھ اہتمام کیا گیا متعدد طائفے بلاے ایک
عالیشان مکان فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ کیا گیا کثرت سے روشنی ہوئی سر شام سے ناچ
گانا شروع ہوا پہر رات گذری تھی کہ دسترخوان بچھا ظروف نقرئی و چینی و بلورین میں پلاؤ چلاؤ سفیدہ مزعفر
متنجن انناس پلاؤ یخنی پلاؤ فرنی شیر برنج جیلی قلیا قورما کباب کوفتے وغیرہ انواع اقسام کا کھانا چنا گیا
تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا بعد فراغ طعام پھر ناچ شروع ہوا مگر اس مرتبہ متعدد طائفوں کو ایک ہی وقت
ناچ گانے کا حکم دیا گیا تاکہ اگر کوئی رقاصہ کسی سردار کی طرف متوجہ ہو کے گائے ناچے تو دوسرے کو ناگوار نہ
ہو ہر سو رقص مہرویان طناز ❊ ہوا با سمانہا آواز دم ساز ❊ دل عالم مکان بسے نظر بود
غم ہر دو جہان رخصت طلب بود ❊ ایک بولی شوخ و شنگ خوش گلو خوش آہنگ نے نہایت
لطف سے اس طرح اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

کج نگاہی سے نہ مشہور کہیں ہو دیکھو	ایک خورشید سے اٹھ جائیگی رونق دیکھو	ٹھہری نظر و لب نہ مشتاق لقا کو دیکھو
خلق کہتے ہیں زمانہ کا مسیحا تمکو	حال بیمار غم عشق کو اب تو دیکھو	داغ پر داغ کو دیکھو مرے دلکو دیکھو
تم تہ تیغ و نگہ ناز کو دیکھو	شمع پر آتے ہی جل جاتا ہی کیا پروانہ	جو ہیں بد بین وہ عنایت کے سزاوار نہیں
عام اس دور میں ہی جہل مرکب کیسا	جیا جاتا ہی کوئی ہمسا نہیں جسکو دیکھو	مشت پر ہو کے تم اس حوصلہ کو تو دیکھو
آشنا رہ کے کہتے ہیں نہ دیکھو دیکھو	اوصل دلدار بس مرگ سنا ہی نہ دی	دلکو اُس چاہ زنخداں میں گرا یا آخر
		اس تمنا میں کبھی جانکو بھی کھو دیکھو

اس غزل کو یوں سکے تمام حاضرین پر محویت کی حالت طاری ہوئی بہت کچھ قدر دانی کی گئی رستم ثانی نے
پانچ سو دینار کی قیمت کا ایک دوشالہ اُس مطربہ کو انعام میں دیا اسد کو یہ حرکت رستم کی ناگوار معلوم

ہوئی مگر کچھ نہ کہا اسواسطے کہ اور بھی سردار موجود تھے سمجھا کہ اگر یہ حرکت خلاف ہوگی سبب کی شاکی ہونگے
یا یہ کہ وہ بھی اس سے زیادہ قیمت کا دوشالہ انعام مین دینگے اُسطرف سلیمان ثانی بھی سمجھ ہوا اس نظر
سے کہ سلیمان کوچک کے نام کا وہ جشن تھا سلیمان کوچک کو اشارہ کیا سلیمان کوچک نے
اپنے داروغہ کی طرف اشارہ کیا اُسنے دو ہزار دینار کا دوشالہ جو وضع قطع مین نایاب تھا بطور انعام کے
اُس مطرب کو دیا اور آواز بلند کہا ہے کسی مین ایسی جرات ہے جو اس سے بہتر دوشالہ انعام مین دے یہ
اشارہ صرف رستم ثانی کے جانب تھا باقی سردارون سے اشارہ سے منع کر دیا تھا کہ تم کسی طرح کا خیال
اپنے دل مین نہ لانا دیکھون رستم ثانی اس مطرب کو کسقدر انعام دیتا ہے اس مرتبہ رستم ثانی نے دو دوشالے
نہایت بیش قیمت مطرب کو انعام مین دیے سلیمان کوچک نے ایک بقچہ دوشالونکا مطرب کو دیا اور کہا
مردانگی کی یہ شان ہے کہ سلسلہ انعام قطع نہو رستم ثانی نے داروغہ کے جانب دیکھا اُسنے سر ہلا کے کہا اب
کوئی دوشالہ نہین ہے ہان نقد جسقدر کہو حاضر کرون جب سلیمان کوچک نے دیکھا کہ بقچہ دینے کے بعد
اب رستم انعام نہین دیتا اور اپنے داروغہ سے بطور سرگوشی کچھ کہ رہا ہے اور داروغہ سر ہلاتا ہے جس
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکار کرتا ہے سلیمان نے ایک اور پشتارہ دوشالون کا مطرب کو دیا اور آواز بلند کہا اب
کسی کو جرات نہین ہوتی دیکھون کوئی کیا انعام دیتا ہے اسنے سمجھا کہ اس ہنگامہ کو طول ہو جائیگا اور آئین
گو نہ میرا بھی ایما ہے ایسا نہو کہ حمزہ ثانی کو معلوم ہو جائے سلیمان ثانی سے آہستہ کہا خاموش ہو رہو بیجا
نقصان سے کیا فائدہ اُسطرف رستم نے بھی بہت بہاری پشتارہ مال و زر کا انعام کے واسطے تیار
کیا تھا اسوقت اُسے بھی روکا پہر رات باقی تھی کہ صحبت برخاست ہوئی قریب تھا کہ سب اپنی اپنی
خوابگاہ کو جائین یکایک لشکر کفار سے نقارہ جنگ کی صدا بلند ہوئی اسد نے کہا یا آج کیا ہوگیا ہے
کہ آخر شب نقارہ جنگ بجایا ہے راوی کہتا ہے کہ واقعی لشکر کفار مین خبر پہونچ گئی تھی کہ آج مسلمانون
مین جشن قرار پایا ہے چنانچہ یہ رائے قرار دی کہ آخر شب نقارہ جنگ بجانا چاہیے تاکہ تمام شب کے جگے
ہوئے صبح کو مقابلہ کرین اور پسپا ہون غرضکہ اس طرف حمزہ ثانی نے بھی نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا
صبح کو میدان مین دونون طرف کے لشکر صف آرا ہوئے اول اشکبوس میدان مین آیا اُسکے مقابلہ
کو لقا بد اسپین زرہ لشکر سے باہر آیا تا دیر رد و بدل رہی اسنے وار کیا اُسنے روکا آخر لقا بد اسپین
زرہ نے اشکبوس کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے بکی تمام سر سے بلند کر لیا اور جانب آسمان
پھینکا جسوقت جانب زمین آیا ہنوز زمین سے مس نہونے پایا تھا اس چالاکی سے اُسکی کمر پر تیغ بیدریغ
کا وار کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا اشکبوس کے ہلاک ہونے کے بعد اسکر نامی ایک گبر اُسکے
مقابلہ کو آیا اور آواز بلند پکارا کہ ای لقا بدار اگر نمی دانی بدان منم اسکر کوہ پیکر تونے اشکبوس
کو ہلاک کیا نہین معلوم کیا غفلت اشکبوس سے ہوئی ورنہ وہ پہلوان اس مرتبہ کا نہ تھا جو تو اُسکو ہلاک
کرتا اب میرا مقابلہ ہے دیکھون میرے دست زبردست سے کس طرح سلامت رہتا ہے لقا بد اسپین زرہ
نے کہا او بیہودہ گو اس تقریر لاطائل سے کیا فائدہ زبان بند و بازو بکشا اسکر نے دوڑ کے شمشیر کا وار
کیا لقا بد اسپین زرہ نے پشت شمشیر پر اُسکا وار رد کیا اور اُسی شمشیر کے ایک ہی وار مین اُسکا کام
تمام کیا راوی کہتا ہے کہ دو پہر کے عرصہ مین چھتیس پہلوان لشکر کفار کے لقا بد اسپین زرہ نے تیغ کیے

پھر لشکر کفار سے کوئی گبر مقابلہ کیواسطے نہ آیا شاہزادہ بدیع الملک کو اس بات کا خیال آیا کہ نقابدار
سرخ پوش کو رستم ثانی نے مسخر کیا تھا جسکی تعریف حمزہ ثانی نے بہت کچھ کی تھی اور رستم ثانی کو بیجا خود
بھی نقابدار سرخ پوش یعنی سلیمان کو چابک کے مسخر کرنے کا فخر ہی بہتر یہ ہی کہ نقابدار سیمین زرہ
کو مین گرفتار کرون تاکہ رستم ثانی کے مقابلہ مین میرا پایہ کسی طرح کم نرہے اور ظاہر ہو کہ نقابدار سیمین زرہ
نے بیشتر پہلوانان لشکر کفار کو ہلاک کیا ہی اس بات کا خیال حمزہ ثانی کے دل مین ضرور ہوگا اگر مین اسے
مسخر کرونگا تو حمزہ ثانی کے خوش ہونے کا سبب ہوگا نظر برین جملہ حالات مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر
سوار ہوا اور بلا تکلف مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار سیمین زرہ کے قریب آیا نقابدار سیمین زرہ
نے جو اسکو اپنی طرف آتے دیکھا پکار کے کہا اے جوان تو کون ہی اور کس ارادہ سے اس طرف آتا ہی
بدیع الملک نے کہا مین ہون بدیع الملک یہ میدان حرب و ضرب ہی یہان قصد و ارادہ کے
پوچھنے کی کیا ضرورت ہی نقابدار نے کہا مین تجھسے حرب و ضرب کی خواہش نہین رکھتا پھر تو کیون
خواہ مخواہ میرا مرد مقابل ہوتا ہی علاوہ اسکے کوئی امر خلاف کبھی مجھسے ظہور مین نہین آیا جسکا عوض مجھسے
لینا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا اس سے زیادہ امر خلاف کیا ہوگا کہ بغیر اجازت حضرت صاحبقران تو نے
ان گبرون کا مقابلہ کیا اور لشکر اسلام کے مقابلہ مین اپنی خودسری ظاہر کی اگر کچھ نشہ مردانگی کا ہی تو پہلے مجھسے
مقابلہ کر نقابدار سیمین زرہ نے کہا بیشک نشہ مردانگی ہی یہ کہا اور نیزہ کا وار بدیع الملک پر کیا
بدیع الملک نے قریب نقابدار کے پہونچ کے ایک ایسا وار تلوار کا لگایا کہ تین حصہ نیزہ کٹ کے زمین
پر گرا اور باقی ایک حصہ نقابدار کے ہاتھ مین رہ گیا نقابدار نے بقیہ حصہ کو زمین پر پھینک دیا اور
گرز کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے جگہ خالی کی نقابدار کے ہاتھ سے گرز چھوٹ کے زمین پر گرا پھر اسنے
تلوار کا وار کیا شاہزادہ نے پشت شمشیر پر اسکے وار کو رد کیا اور اپنا وار شمشیر آبدار کا کیا نقابدار نے
شاہزادہ کے وار کو سپر پر رد کیا شاہزادہ نے دوسرا وار تلوار کا کیا نقابدار نے اسکے وار کو بھی رد کیا
اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی ایک نے دوسرے کو جواب ترکی بہ ترکی دیا حتی کہ پشت مرکب سے زمین پر
آگئے اور کشتی شروع ہوئی تین شب و روز تک دونون مین کشمکش و کوشش رہی چوتھے روز شاہزادہ
بدیع الملک کو نقابدار کی طاقت مین کمی محسوس ہوئی موقع پا کے ایک ہاتھ سے نقابدار کا گریبان
لیا دوسرے ہاتھ سے اسکے کمربند کو گرفت مین لایا اور سر کو اسکے سینہ پر لگا کے جو زور کیا سات آٹھ
قدم تک پسپا ہو گیا بدیع الملک کا ارادہ تھا کہ نقابدار کو سر سے بلند کر لے لیکن نقابدار سیمین زرہ
فن کشتی سے بخوبی ماہر تھا اسنے لنگر ایسا استوار کیا کہ بدیع الملک اسکو سر سے بلند نہ کر سکا غرضکہ
نقابدار جب بدیع الملک کے زور کو روک چکا خود بھی اسکے سینہ سے سر کو لگایا اور دونون
ہاتھون مین شاہزادہ کے دونون ہاتھ گرفت مین لا کے جو زور کیا شاہزادہ بھی اسی طرح آٹھ سات
قدم پسپا ہو گیا بعدہ شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لا کے ایسا زور کیا کہ شاہزادہ کے پاؤن زمین سے
چھوٹ گئے نقابدار نے سر سے بلند کر لیا اور پیچ دینا شروع کیا اسی اثنا مین شاہزادہ کے پاؤن
زمین پر پہونچ گئے نقابدار کے سینہ پر سر لگا کے ایسا زور کیا کہ گیارہ بارہ قدم نقابدار پسپا ہو گیا
پھر ہاتھ پر بلند کر کے چرخ دینا شروع کیا یکایک دونون پاؤن اسکے زمین پر آگئے شاہزادہ سے جدا

ہوکے کمر سے خنجر نکالا اور اس طرح اپنے شکم پر مارا کہ تمام آنتیں زمین پر ڈھیر ہوگئیں اور خود بھی زمین پر گرا
شاہزادہ سے کہا اے بدیع الملک اگر مرد ہی تو ایسا وار تلوار کا لگا کہ میرا سر تن سے جدا ہو جائے
بدیع الملک کو اُسکی اس حرکت سے بہت افسوس ہوا سمجھا کہ یہ غیرت دار شخص معلوم ہوتا ہی آہستہ
اُسکے قریب پہنچ گیا اور سر اُسکا اپنے زانو پر رکھکے تا دیر متاسف بیٹھا لشکر نقابدار نے
جو نقابدار کا یہ حال دیکھا اُن سب نے اپنے گریبان کو چاک کیا سب حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر
ہوئے حمزۂ ثانی کو تعجب ہوا پوچھا تم سب کس غرض سے میرے پاس آئے ہو اُنھون نے کہا ہمارا
سردار ہلاک کیا گیا ہم تمھارے پاس فریاد کو کیون نہ آئین حمزۂ ثانی نے کہا صاحب میری سمجھ مین تمھارا
مطلب نہین آیا اُنھون نے کہا ہمارا مطلب یہ ہی کہ تمھارا فرزند دلبند ہی جسنے بدیع الملک کے مقابلہ مین
اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کیا حمزۂ ثانی کو اور زیادہ حیرت ہوئی اُن سب نے کہا یہ فرزند تمھارا
مہران شاہ کی دختر کے بطن سے ہی جسکا نام داراب سیمین زرہ ہی جونہین حمزۂ ثانی نے داراب
سیمین زرہ کا نام سنا گریبان کو تا بہ دامن چاک کیا اور ہاے افسوس کہکے میدان کی راہ لی دیکھا کہ
داراب سیمین زرہ شکم دریدہ خاک و خون مین غلطان ہی اُٹھا کے دربار مین لائے حمزۂ ثانی نے فرزندان
بزرجمہر کو طلب کیا اور کہا اے خواجہ زادو کچھ اس جوان جاہل مزاج کا علاج کرنا چاہیے خواجہ زادون نے
داراب سیمین زرہ کو غور سے دیکھا اور بعد تامل بسیار کے عرض کی شہریار کیا علاج کیا جاوے داراب
مین کچھ حال باقی نہین ہی ہان اُسوقت علاج ممکن تھا جب داراب نے اپنے شکم کو چاک کیا تھا اب عمر
گذر گیا کوئی علاج ممکن نہین ہی یہ سمجھنا چاہیے کہ داراب کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی حمزۂ ثانی کمال درجہ
غمگین ہوا دست و پا مین رعشہ پڑگیا اس اثنا مین شاہزادہ بدیع الملک سر برہنہ بدحواس حمزۂ ثانی کی
خدمت مین حاضر ہوا اور کہا شہریار بخداے لم یزل مین نے باختیار خود داراب کو ہلاک نہین کیا ہی
تاہم مجھپر بھی تلوار کا وار کرو تا کہ مین اور داراب ساتھ ہی جان دون حمزۂ ثانی چونکہ فرزند دلبند کے غم مین
مبتلا تھا بدیع الملک کی اس بات کا مطلق جواب نہ دیا بدیع الملک کو خیال ہوا کہ حمزۂ ثانی داراب
کے ہلاک ہونے سے مجھسے بہت ناراض ہین اپنی کمر سے خنجر نکالا اور ارادہ کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے
حمزۂ ثانی نے دیکھ لیا بدیع الملک کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے فرزند تمھارے ہلاک ہونے کی کیا وجہ ہی داراب
کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کرے اور مجھکو یقین ہی کہ تم اسکی ہلاکت کا سبب
نہین ہوئے بدیع الملک نے کہا شہریار بیشک یہی ہی داراب کی ہلاکت کا سبب ہوا ہون نہ مین اُسکے مقابلہ کو
جاتا اور ہاتھ پابند کرتا نہ داراب خودکشی کرتا اسکی سزا مجھکو ضرور چاہیے کہ اپنے کو ہلاک کرون حمزۂ ثانی نے
کہا سچ ہی کہ تمنے مقابلہ کیا اور اسکو ہاتھ پابند کر لیا جسکے سبب سے اُسکو غیرت آئی حتی کہ اُسنے خودکشی
کی مگر مین یہ کہتا ہون کہ اگر تمھارے ہی ہاتھ سے داراب ہلاک ہوتا تو کیا شکایت کی بات تھی اسقدر
اُسکی جہالت کا اقتضا تھا کہ اُسنے خودکشی کی جنگ و جدل مین یہی ہوتا ہی کہ ایک غالب ہوتا ہی اور دوسرا
مغلوب اسلئے تم یہ چاہتے ہو کہ اُسکی ہلاکت کے سبب سے خودکشی ہلاک ہو جاؤ ایسا اُسکا غم دوہرا
تمھارا صدمہ یہ کسی طرح مجھکو گوارا نہین یہ کہا اور حکم دیا کہ جلد بدیع الملک کو طوق و زنجیر مین گرفتہ و بستہ
کرو تا کہ خودکشی سے باز رہے ورنہ یہ جوان ضرور اپنے کو ہلاک کریگا حسب الحکم حمزۂ ثانی سردارون نے ملک

بدیع الملک کو طوق و زنجیر آہنی مین بستہ کر لیا اور ایک مکان مین بحفاظت تمام بند کر دیا حمزۂ ثانی کا اُسوقت
یہ حال تھا کہ گریبان تا بدامن چاک حواس باختہ آنسو رخسارون پہ جاری ایک ایک کی صورت حسرت
سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے یارو اس صدمہ سے کبھی مین جانبر ہونگا یا نہین داراب سیمین زرہ
کا غم و ملال رہتا ہی یہ دوسرا صدمہ جانگزا ہی کہ بدیع الملک اپنی ہلاکت کے درپے ہی ہرچند اُسکو سمجھاتا ہون
کہ بابا یہ کیا تصور ہی لیکن وہ کسی طرح نہین مانتا اگرچہ اُسکو گرفتہ و بستہ کرکے مقید کر لیا ہی تاہم اُسکا بھی ند
رہنا دشوار معلوم ہوتا ہی تمام عمر اُسکو کہانتک مقید رکھونگا کبھی تو رہا ہوگا جب موقع پاے گا اُسیوقت
اپنے کو ہلاک کریگا اور مین سچ کہتا ہون کہ اس بارہ مین مین اُسکا مطلق قصور نہین سمجھتا میرے کہنے
کا اُسکو یقین نہین اور بالفرض مین نے مدت العمر اُسکو مقید رکھا پس کیا زندگی کا لطف اُسکو حاصل
ہوگا ہمیشہ مقید رہنا گویا زندہ درگور ہونا ہی اسوقت داراب سیمین زرہ کی یہ حالت ہی کہ پیٹ چاک
ہی آنتین کٹی ہوئی پیٹ سے باہر نکل آئی ہین ہوش و حواس درست نہین ہرچند لوگ پکارتے ہین
جواب کیا بس اب دم شماری ہو رہی ہے جان باقی ہی ورنہ اُسکا کام تمام ہو چکا ہی حمزۂ ثانی سرہانے
کھڑے ہوئے زار و قطار رو رہے ہین داراب کی صورت دیکھکے کلیجہ منھ کو آتا ہی اُس عالم اضطراب
مین خیال آیا کہ ای حمزہ ایسی حالت مین دوا کچھ کام نہین کرتی ہی دعا کارگر ہو جائے تو کچھ عجب نہین ہی
وہ حکیم مطلق ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی ابھی تو داراب مین کسی قدر جان باقی ہی وہ چاہے تو مردہ صدسالہ
کو از سر نو خلعت حیات بخشے اُس عزاسمہ کے بندون نے مردون کو زندہ کیا ہی تو کیا وہ خود یہ قابلیت نہین
رکھتا ہر وقت اُس سے امید مطلب برآری کی رکھنا چاہیے اگر اُس سے قطع امید ہی تو شیطان کو ہو دنیا
تو کر دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی چنانچہ اُسیوقت سر برہنہ ہوئے کلام اللہ کو سر پر رکھا
اور جانب آسمان سر اُٹھا کے اسطرح مناجات کرنا شروع کی کہ ای خالق کون و مکان و ای مالک ہر دو جہان
ای دادرس مظلومان و ای دستگیر افتادگان ؎ کسی سے برآوے نہ کچھ کام جان　جو تو مہربان ہی تو کل مہربان
تو ہر ایک کے حال باطنی کو جانتا ہی تو خطاوار و بے خطا کو پہچانتا ہی تو نے دوزخ و بہشت کو بنایا ایک
لاکھ کئی ہزار پیغمبرون کو بھیج کے سیدھا راستہ دکھایا تو باپ سے ستر درجہ زیادہ اپنے ادنی ادنی بندون پر
شفقت فرماتا ہی گنہگار کی توبہ سے تیرا دریاے کرم جوش مین آتا ہی میرے لخت جگر نور نظر کا جو کچھ حال ہی
اُسکو تو دیکھ رہا ہی اور جو حالت اسوقت میرے قلب مضطر کی ہی اُسکو بھی جانتا ہی تو ہی بتا کہ تجھ ایسے کریم و رحیم
کی بارگاہ عالم پناہ کو چھوڑ کے کہان جاؤن اور کس سے رحم و کرم چاہون ؎ ندارم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیان را خطا بخش و بس　واسطہ اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ اپنے قدرت و کمال کا میرے گناہون سے
قطع نظر کرکے مجھ عاجز و ناچار کی دعا کو قبول فرما کے میرے فرزند دلبند کو تندرست کر دے یہانتک
مناجات کی تھی کہ یکایک حمزۂ ثانی پہ خواب کا غلبہ ہوا خواب مین دیکھا کہ ایک طرف سے شعلۂ نور
پیدا ہوا حمزہ نے غور سے جو نظر کی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین
ای فرزند آج تیرا کیسا مزاج ہی کیون اسقدر مضطر و بیقرار ہو رہا ہی تیری اس اضطراب و بیقراری نے مجھکو
بھی پریشان کر رکھا ہی حمزۂ ثانی نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کی شہریار بندہ پروری کی قدر و منزلت
شہنشاہی خوب جانتے ہین ظاہری امور پہ انکی نظر نہین ہوتی مگر باطنًا رحم و کرم پر آمادہ رہتے ہین بعدہ تمام قصہ بیان کیا اور

کہا کہ اگر دار اب سیمین زرہ ہلاک ہو جاے گا تو بالیقین بدیع الملک بھی زندہ نہین رہیگا ان دو
داغون سے میرے دل و جگر مین جان باقی نہین رہ سکتی دار اب کا جو کچھ حال ہی ظاہر ہی بیان کی کیا
ضرورت ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند اصل امر یہ ہی کہ دار اب سیمین زرہ
ابتک ہلاک ہو گیا ہوتا اگر بدیع الملک کی جانب سے غفلت اختیار کی جاتی واقعی بدیع الملک
کو تیرے ملال کا بہت خیال ہی اسی سبب سے وہ اپنے کو ہلاک کرنے کے واسطے آمادہ ہی چونکہ تو نے
بدیع الملک پر رحم کیا پروردگار عالم نے بھی تجھپر اپنا رحم کیا کہ تیرا فرزند دار اب نام تندرست
ہو گیا مطمئن رہ اور بدیع الملک بھی اپنی خودکشی سے باز رہیگا اور ای فرزند حمزہ ثانی اگرچہ بعض قصون
مین یہ جملہ تیرے گوش گذار ہو چکا ہوگا اب پھر مین بطور یاددہی کے اس جملہ کا ذکر کرتا ہون وہ یہ کہ شاہزادہ
بدیع الملک تیرے بعد تیرا جانشین ہوگا جو مرتبہ تجکو اسوقت حاصل ہی وہ اُسکو حاصل ہوگا کوئی اُسکے
مقابلہ مین گوے سبقت نہین لیجا سکتا وہ ایک جوان راست باز ہی اُسکی قابلیت خداداد ہر خود قابلیت
کو نازہ ہی خبردار بدیع الملک کو کبھی ناراض نہ کرنا حتی الامکان اُسکی خوشی پر نظر رکھنا وہ بجاے خود
دلیشعور و منصف مزاج حلیم ذکی الطبع نیک نفس جوان ہی کسی پر ظلم ہونا پسند نہین کرتا ہمکو اُسکے باطنی خواص
و عادات سے بخوبی آگاہی ہی ہم خوب جانتے ہین کہ اُسنے دار اب سیمین زرہ کو صدمہ نہین
پہونچایا خود دار اب نے اپنے کو ہلاک کیا ہی یہ کہکے حضرت سلیمان علیہ السلام نظر سے غائب
ہو گئے حمزہ ثانی خوف سے لرز گئے خواب سے بیدار ہو گئے دیکھا کہ دار اب اُسی طرح بیہوش
ہی دل مین کہا کہ تعجب ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو دار اب کے تندرست ہونے کی
بشارت دی اور یہ اُسی طرح بیہوش ہی دار اب کا شانہ ہلایا آواز دی دار اب نے آنکھین کھول
دین پوچھا کیا حال ہی اُسنے کہا تمھارے اقبال سے اب مین سب طرح اچھا ہون ہان ضعف کے سبب
اُٹھ نہین سکتا تاکہ قدم مبارک پر اپنی آنکھون کو ملون حمزہ نے فوراً شوربہ مرغ تیار کروایا دار اب
کو پلایا دار اب اُٹھ بیٹھا اور حمزہ ثانی کے پانون پر سر رکھدیا افراط محبت فرزندی سے حمزہ ثانی
کا دل بھر آیا آواز بلند رویا پھر خاک پر سر رکھکے سجدۂ شکر بجالایا حاضرین سے کہا یارو اس سے زیادہ
خداے واحد و لاشریک کے صاحب قدرت و عظمت اور غفور الرحیم ہونے کی کیا دلیل ہوگی
کہ مجھ بندۂ ذلیل و خاطی کی دعا قبول کی کہ اس مردہ کو زندہ کیا کیا امید تھی دار اب کے تندرست ہونیکی
جس انسان کی آنتین پیٹ سے باہر نکل آئین اور جسکے علاج سے اطباے حاذق عاجز ہون اُسکی زندگی
کی کیا امید ہو سکتی ہی اور دار اب کو گود مین اُٹھاکے سر و چشم پر بوسہ دیے صبح کو تمام سردار دربار
مین حاضر ہوئے آداب بجالاے خداے قادر و توانا کی صفت و ثنا کی اور کہا شہریار واقعی یہ تمھاری
دعا کی برکت تھی ایسے مجروح کبھی نہین جانبر ہوتے اور یہ بھی کہا کہ شاہزادۂ بدیع الملک کو قید و بند
سے رہا کر دینا لازم ہی حمزہ ثانی نے فوراً حکم دیا کہ جلد بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کر دو اور
میرے سامنے لاؤ بدیع الملک حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوے حمزہ ثانی نے کہا ای فرزند تمکو خوشخبری
دیتے ہین کہ دار اب سیمین زرہ کو سخت مجروح کیا تھا لیکن حکیم مطلق نے اپنے فضل و کرم سے
اُسے شفاے کلی عطا فرمائی اب بتاؤ کہ اگر مین تمکو گرفتار نہ کرتا اور تمکو ہلاک ہو جانے دیتا تو اسوقت

کسی حد کا صدمہ ہوتا یقین ہے کہ اس صدمہ سے مین کبھی جان بحق تسلیم ہو جاتا یا بہر ایک کام کو سوچ سمجھ کے کرتے ہین بدیع الملک آپ بیدار ہوا اور کہا شہریار مین نے پیشتر بھی عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہون کہ مین نے صدمہ داراب کو نہین پہونچایا یون شہریار مالک و مختار ہین جو مزاج مین آوے ارشاد فرمائین اور اگر شہریار کا یہی خیال ہے تو اگرچہ داراب یہین فی الفور فضل خدا سے تندرست ہو گیا ہے لیکن بسبب شرم کے کسی سے آنکھ چار نہ کر سکونگا اسوقت نہین پھر کسی وقت موقع پا کے اپنے کو ہلاک کر دونگا بدنامی کے ساتھ اگر زندگی ہوئی تو کیا نہ رائے لعنت ایسی زندگی پر حمزۂ ثانی نے یہ سنا اور کہا ای فرزند یہ جملہ مین نے خوش طبعی سے کہا تو ہر گز اپنے دل مین خیال نہ لانا کہ میرے دل مین داراب کے تیرے ہاتھ سے مجروح ہونے کا خیال ہے تمہارا میرے دل مین اس بات کا مطلق خیال نہین ہے بعدہ خلعت گران بہا بدیع الملک کو دیا داراب یہین زرہ نے دوڑ کے بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا شہریار حمزۂ ثانی میرے قبلہ و کعبہ ہین اور انکی نگاہ تم ہو بارے الحمد للہ کہ مین تندرست ہو گیا ورنہ مجکو بعلاقہ تمہاری جانب کسی طرح کا خیال و گمان نہوتا بدیع الملک نے کہا اے شاہزادہ تو ہمارا مخدوم زادہ ہے اور ہم سب تیرے خادم و مطیع فرمان ہین ؎ آفتاب جاہ ہست از اوج شرف تابندہ باد ✤ حشمت و اقبال ایام بخت تو پایندہ باد میری کیا ہستی ہے کہ حمزۂ صاحبقران کی مرتبہ و منزلت کو پہونچ سکونگا ان ہی تیری خادم نوازی ہے جو تو اس طرح کے کلمے میری نسبت زبان پر جاری کرتا ہے داراب نے کہا شہریار ؎ تا جہانست کامران بادی ✤ بہ جہاندار کامران باشی ✤ در جہانبان عالم ایجاد ✤ از کل نقش شاہان باشی ✤ شاید تمہارے دل مین اس بات نے خطور کیا ہے کہ جو کچھ کہتا ہون دنیا سازی کے اعتبار سے کہتا ہون اللہ جو کچھ مین کہتا ہون تم اور بلا تصنع کہتا ہون اسواسطے کہ تمہاری واجب التعظیم و تکریم ہونیکی خبر میرے بزرگون نے مجکو دی ہے بلکہ اپنی طرف سے نہین کہتا انکی بات میرے دل پر کالنقش کا لحجر ہے کہ بعد میرے پدر بزرگوار کے تم ہی انکے جانشین ہوگے میرا فرض ہے کہ قبل اسوقت کے آنے کے تمہارا حلقہ غلامی اپنی زیب گوش کر دون بعدہ داراب یہین زرہ روبرو حمزۂ ثانی کے پاین دست بدیع الملک مقیم ہوا حمزہ نے داراب کے نام کا جشن قرار دیا اس جشن مین بہت کچھ اہتمام کیا گیا زر کثیر فقرا و مساکین کو تقسیم کیا نوخیز الملک والرام مین دیا بیشتر محتاج بدت العمر کیواسطے مستغنی الحال ہو گئے ملازمون کو نئے نئے قیمتی جوڑے ملے جا بجا نوبتخانہ کی گی بہیسا سپاہ بخت ہوئی سردارون کو خلعت مرحمت ہوئے محفل عیش و نشاط کے واسطے مکان تجویز ہوا فی الفور آلات و فرش وغیرہ جملہ سامان زیبائش و ضرورت سے آراستہ کیا گیا زنانہ و مردانہ اعلیٰ و ادنیٰ بلائے گئے عید کا دن معلوم ہوتا تھا شب کو کثرت سے روشنی وغیرہ کا سامان پسند تھا محفل مین جا بجا مسند تکیہ مفرق لگے ہوئے تھے صد ہا پانچ سو بتی کے جھاڑ سرخ و سبز زرد آبی سفید وغیرہ طرح طرح کے رنگ کے آویزان تھے جنمین موم کی کافوری شمعین روشن تھین جا بجا کمرہا سے طلائی مینا نقرہ و اگر سالگ رہا تھا ہر جانب خوشبو و خوشی رنگ پھولونکا تعیر تھا عمل زرق برق اپنے اپنے عہدون سے خبردار ہوشیار مستعد تھا وہی خلعتہا سے نو بنو زیب تن کیے ہوئے سرداران لشکر اسلام سر شام محفل مین آموجود ہوئے مطربان خوش رو و رقاصان خوش گلو نے رقص و نوا کا ہنگامہ گرم کیا کس لطافت و خوبی سے یہ غزل صاحب دلی گائی غزل

پیچ سے حلقۂ گیسو دولت سرا دل

عرش ست پہ ولاجرم کبریاے دل
چندانکہ میروی بہ نہایت نمی رسد
نہ اطلس سپہر نگردد قباے دل
در زیر آسمان نفس تنگ میشود
در خاک ہم نگرد بود آسیاے دل
ما خود چو ذرہ ایم کہ محمل سپہر
صد شہر عقل گرد سر روستاے دل

با آنکہ پاے برسر گردون نہادہ است
بے انتہاست عالم بے ابتداے دل
با نور آفتاب بانجم چہ حاجت است
ہر کس کشیدہ است نقش در قفاے دل
گرسگے کہ زیر پوست بجون تو تشنہ است
رقص الجمل کنند ز بانگ دراے دل
صائب اگر بدیدہ ہمت نظر کنی

بر خاک میکشند ز درازی قباے دل
دل آنچنان کہ ہست اگر جلوہ گر شود
باخلق آشنا نشود آشناے دل
ہر گز نمی شود سفر اہل دل تمام
یوسف شود زپرتو نور و صفاے دل
دست از کتاب خانہ یونانیان بشوی
افتادہ است قصر فلک پیش پاے دل

تمام اہل محفل لشا ہوا اس غزل کو سن کے بہت محظوظ ہوئے مطربون کو سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملا رستم ثانی بھی موجود تھا وہ ہر مرتبہ بنظر تیز و تند اور کبھی چین بر جبین ہو کے خورشید کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی قبضہ شمشیر پہ ہاتھ لیجا کے خورشید کو از سرتا پا دیکھتا تھا خورشید نے حمزہ ثانی کی طرف دیکھا اور کہا شہریار مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون حمزہ نے پوچھا کیا کہا جس روز سے سلیمان کوہ ہلک میرے روبرو بیٹھا ہے رستم ثانی بہت بری نظر سے میری طرف دیکھتا ہے اور ہر مرتبہ قبضہ شمشیر پہ ہاتھ لیجاتا ہے شہریار خوب واقف ہین کہ ہمارا کام سپاہگری کا ہے مجھکو خوف ہے کہ ایسا نہو رستم ثانی اور میرے درمیان خلاف کارروائی شروع ہو جاے اور حضور تو رستم کی سرکشی سے چشم پوشی کرتے چلے آتے ہین ظاہر ہے کہ رستم نے سرداران دست راست کے مقابلہ مین کیسے کیسے خلاف کارروائیان عمل مین لایا مگر اب مجھ مین تاب صبر نہین ہے کیونکہ صبر کرنے کی انتہا ہے حمزہ ثانی نے کہا اے برادر خورشید یہ مجھے خوب معلوم ہے کہ سرداران دست چپ نہایت درجہ شورہ پشتی کرتے ہین ہر چند ان سب کو فہمایش کی گئی اور خود انھون نے بیشتر موقعون پر زک پائی لیکن وہ کسی طرح باز نہین آتے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ان لوگون کے بارے مین کیا بند و بست کیا جاوے رستم ثانی اور ایرج حمزہ ثانی کی یہ تقریر سکوت مین بیٹھے سنا کیے مطلق جواب نہ دیا لیکن سیارہ ثانی تاب تحمل نہ لایا حمزہ ثانی کے روبرو آیا اور عرض کی شہریار زادہ مجھے بھی کچھ کہنے دیجیے پہلوانان وعیاران دست چپ نے کیا شورہ پشتی کی ہے جو اس بات کی شکایت کیجاتی ہے کہ پہلوانان دست چپ سرکش و شورہ پشت ہین خواہ مخواہ کسی سے خصومت رکھنا بہتر نہین ہوتا ہے یہ غوغا اس بات کا ہے کہ آپس مین ضرور کشت و خون عظیم ہو گا اور سرکش اپنے افعال کی سزا پائینگے بعد اٹھکے کھڑا ہوا کہا اے خیرہ سر تھا موش باش تیری کیا یہ مجال ہے کہ شہریار جہان سے ہمزبانی کرے اگر پہلوانان دست چپ سرکشی و شورہ پشتی کرتے ہین پہلوانان دست راست انسے سمجھ لینگے اسیطرح پہلوانان دست راست سرکشی و شورہ پشتی کرینگے پہلوانان دست چپ انسے تعرض کرلینگے تو کون ہے جو بحث کرتا ہے سیارہ نے کہا ہمارا حق ہے کہ اگر کوئی کسی سردار کی شکایت بیجا کرے اسکا جواب معقول دین تیری تقریر البتہ فساد مبنی ہے کہ باہم لڑ کے مرنے پر راضی ہے اگر پہلوانان دست راست و دست چپ مین کشت و خون کی نوبت آجائیگی ذریندگان خدا ہلاک ہونگے تو کون ایسا مسلمان ہوگا جسکو افسوس نہوگا خبردار تو اس بارہ مین تعرض نہ کرین ضرور حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کرینگے اس فساد و شر کو رفع کرونگا بعد نے کہا تو ہرگز یہ قابلیت نہین رکھتا سیارہ نے کہا مین ضرور قابلیت رکھتا ہون البتہ تو خاموش رہ اس

گفت وشنید سے جنگ وجدل کی نوبت پہونچی سیارہ نے خنجر کا وار کیا ہدہد نے اُس وار کو رد کیا اور خود
بھی خنجر کا وار کیا ہدہد صاحب قنطورہ تھا نوبت بانجا رسید کہ سیارہ کے دو شاخہ مین ہاتھ ڈال کے سر سے
بلند کر لیا اور زمین پر پٹکے اُسکے سینہ پر سوار ہوا کہا اے سیارہ دیکھ اس زیادہ گوئی کا یہ انجام ہوا اب بتا
تیرا کیا حال بتاؤن یہی بہتر ہے کہ تجکو مثل گوسفند کے ذبح کر دون رستم نے جو دیکھا کہ سیارہ کے سینہ پر ہدہد
سوار ہو گیا ہے اور عنقریب اُسکو ہلاک کریگا غیظ وغضب مین آلودہ ہوکے تلوار علم کیے ہوئے ہدہد کے
قریب آیا آواز بلند کہا اے خیرہ سر بیہودہ یہ کیا حرکت ہے کہ سیارہ کو ہلاک کرنیکے درپے ہے ہدہد نے رستم
کی صورت دیکھی کہا اے شاہزادہ رستم اس بارہ مین تمہارا کچھ دخل نہین ہے نہایت ادب سے کہتا ہون
کہ اسوقت میرے پاس سے علیحدہ چلے جاؤ ورنہ اس قصہ کو زیادہ طول ہوگا ہم دونون اسوقت سمجھ
لین گے رستم ثانی نے کہا مین ضرور اس بارہ مین تجھسے تعرض کرونگا خبردار سیارہ کی ہلاکت کا ارادہ
نہ کیا ورنہ تم دونون اسوقت بیجان زمین پر افتادہ ہوگئے بس سیارہ کے سینہ سے علیحدہ ہو جا ہدہد نے
کہا مین ہرگز اسوقت سیارہ کو نہ چھوڑونگا رستم ثانی نے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور کہا دیکھو اب بھی ہم
کہتے ہین اگر تو سیارہ کے سینہ پر سے اُتر آئے ہدہد نے کہا مین سیارہ کے سینے سے نہین اُترونگا تم مرد ہو تو
اُٹھا رکھو رستم نے تلوار کا وار کیا چنانچہ ہدہد کے سر تک تلوار نہ پہونچنے پائی تھی کہ ہدہد نے ہاتھ بڑھا کے
رستم ثانی کے کمربند کو مضبوط پکڑ لیا کہا اے شاہزادہ رستم ثانی افسوس تمنے میری فمایش کی طرف نظر نہ کی
آخر بے ادبانہ پیش آنے کو مجبور ہوا یہ کہا اور سر سے بلند کر کے فوراً زمین پر مارا ایک پاؤن سیارہ پر
رکھا اور دوسرے پاؤن سے رستم ثانی کو دبایا ہرچند دونون نے ہاتھ پاؤن مارے مگر ہدہد نے
ایک کو بھی رہا نہ کیا اور بار بار یہ کہتا تھا کہ اے سیارہ کہ تو ابھی تیرے پیٹ کی آنتین باہر ڈھیر کر دون اُسمین
اسقدر دم اس کہان تھے کہ جواب دیتا جب ایک ساعت کا عرصہ گذر گیا شاہزادہ بدیع الملک اُٹھ
کھڑا ہوا دوڑ کے ہدہد کے قریب آیا کہا اے خیرہ سر کیا بیہودگی ہے چھوڑ دے ان دونون کو ہدہد نے کہا اے
بدیع الملک تم خاموش رہو دیکھو مین ان دونون سے سمجھ لیتا ہون بدیع الملک نے ہدہد کا ہاتھ
کھینچ کے ان دونون کے سینہ سے علیحدہ کیا رستم ثانی کا اُسوقت یہ حال تھا کہ افراط خجالت سے چہرہ پر
ہوائیان چھوٹ رہی تھین اور پسینہ مین غرق تھا اور دست پاچہ گھبرا رہا تھا قرینہ سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ دل مین کہہ رہا ہے کیا کرون کچھ نہین بن پڑتا آخر وہان سے آکے اپنے ڈنگل پر سکوت مین سرنگون بیٹھا سیارہ
نے رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا اے شاہزادہ تم خاموش کیون بیٹھے ہو اگر تمکو یہ خیال ہے کہ ہدہد نے
ہم دونون کو زک دی یہ بات کچھ بھی ملول و رنجیدہ ہونے کی نہین ہے ہدہد مین یہ قابلیت نہین ہے کہ ہمکو
زک دے سکے وجہ یہ ہے کہ ہدہد کے پاس قنطورہ ہے جسکے سبب سے وہ غالب آیا حمزہ ثانی کو تعجب
ہوا کہا اے ہدہد کیا واقعی تو قنطورہ رکھتا ہے جسکے سبب سے رستم ثانی اور سیارہ پر غالب آیا ہدہد
نے کہا شہریار واقعی میرے پاس قنطورہ موجود ہے لیکن سرداران ایست چیپ کے مغلوب کرنے کے
واسطے قنطورہ کے موجود ہونے کی ضرورت نہین ہے حمزہ نے کہا مین تجھسے یہ نہین کہتا کہ تو قنطورہ
کی وجہ سے رستم پر غالب آیا لیکن دیکھون وہ قنطورہ کہان ہے ہدہد نے قنطورہ کو گردن سے اُتارا
اور حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا حمزہ ثانی نے قنطورہ کو اُٹھا کے اپنے روبرو رکھا اور بغور دیکھنے

شروع کیا بدیع الملک نے کہا شہریار نے قنطورہ سیارہ سے کس واسطے لیا ہی حمزۂ ثانی نے کہا خاص
تمہارے واسطے لیا ہی اُسنے کہا میرا بھروسا صرف اُس عزاسمہ پہ ہی جسکو ہر طرح کی قدرت ہی قنطورہ کیا
وقعت رکھتا ہی جسکی وجہ سے کوئی کسی کو مغلوب کر سکے اور بالفرض کسی کا اعتقاد ہو مین اسکی کوئی قیمت
نہین سمجھتا جو اس قنطورہ پر اعتقاد رکھتا ہی اُسکو مبارک اُسی کو دیدینا چاہیے حمزۂ ثانی سپاہ ایران ستارا
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یارو تم مین سے جسکو مطلوب ہو یہ قنطورہ موجود ہی لے لے سب نے کانون
پر ہاتھ رکھے اور کہا شہریار ہمارے کام کا قنطورہ نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا اگر تم لوگ قنطورہ
کے لینے سے انکار کرتے ہو تمکو اختیار ہی یہ سمجھ لو کہ تمہارے انکار کی حالت مین رستم ثانی قنطورہ کو
لے لیگا پھر مجھسے شکایت نہ کرنا اُنھون نے کہا شکایت کی کیا بات ہی ہمنے تو عرض کر دیا کہ جسکو ضرورت
ہو قنطورہ لے لے حمزۂ ثانی نے رستم ثانی سے کہا تم قنطورہ لے لو رستم نے کہا مرد میدان کبھی
اس طرح کی مدد کے خواستگار نہین ہوتے آج بدہد کے بارے مین یہ حیلہ کیا گیا کہ وہ قنطورہ کی وجہ سے
غالب آیا اسی طرح کل میرے بارے مین یہ ذکر کیا جاوے گا کہ قنطورہ کی وجہ سے یہ کارنمایان ظہور مین
آیا اس سے بہتر ہی کہ قنطورہ سے قطع نظر کیا جاوے اگرچہ قنطورہ کی عدم موجودگی مین ہلاک بھی ہو جاؤن
بادشاہ حمزہ نے یاران دست چپ سے پوچھا اُنھون نے بھی قنطورہ کے لینے سے قطعاً انکار کیا بدہد نے
کہا شہریار کہ بہ دستی قنطورہ کو دینے سے کیا فائدہ اگر کوئی نہین لیتا تو المراد میری ہی قسمت کا قنطورہ
ہی مجکو مرحمت ہو حمزہ نے کہا مین قنطورہ کسی کو نہ دونگا ہان اُسکو یہ قنطورہ دیا جاویگا جو بالاے آسمان
فرعون جاوے اور فرعون ملعون کی ریش تراش لاوے اس شرط کو سنکے سیارہ بدہد ہاتھ اُٹھا کے
کھڑے ہوئے کہا ہمکو اجازت ملے حمزہ نے کہا تمسے کون اس بات کا معاہدہ کرتا ہی بدہد نے کہا حضور
کسی کو مخصوص نہ فرمائین ہم دونون جاتے ہین اگر خدا نے چاہا تو اُس ملعون کی ریش لے آوینگے
حمزہ نے اجازت دی دونون لشکر فرعون کے جانب روانہ ہوئے سیارہ نے سجا سے خود ایک تدبیر
سوچی اپنی صورت کو شیاطین کی صورت سے مشابہ کیا اور اُن گبران مکار کے لشکر مین پہونچا جسنے
اسکی صورت دیکھی ہمہ تن حیرت ہو گیا پھر وہان سے بارگاہ فرعون مین پہونچا اور فرعون کو سجدہ
کیا تین مرتبہ اُسکے گرد پھرا شیطین بن شیاطین بھی موجود تھا اُسکے پاس آیا اور شیطین بن شیاطین
کو گود مین اُٹھا لیا اور اسقدر گریہ وزاری کی کہ تمام کفاران بدکار حیرت مین مبتلا ہوئے بعدہ فرعون
کے پاس پھر آیا اور دوسرا سجدہ کیا فرعون نے خوب غور سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا اے شیاطین
تو اسقدر عرصہ سے کہان تھا تجکو تو حمزۂ ثانی نے ہلاک کیا تھا کیا تو کوئی بہشت پر بیٹھ گیا تو اُسنے کہا
خداوند تو بھی عجب لا ابالی ہی یہ کیا کہتا ہی کہ بہشت پر بیٹھا ہو گیا ہی ہم تیرے خاص بندے ہین کیا ہمکو واسطہ
قدرت بھی نہین ہی فرعون نے کہا کیون نہین اچھا اب اپنا اصل واقعہ بیان کر کہ بعد ہلاک ہونے کے
کیا تجھپر کیا گذری اُسنے کہا اے خداوند جب مجکو حمزۂ ثانی نے ہلاک کیا میری روح بہشت عنبر سرشت مین
لیگئے ایک مقام فرحت افزا مین مجکو مقیم کیا گونا گون میوے درخشندہ نہین آویزان تھے ایک قصر زبرجد میری
استراحت کے واسطے مخصوص کیا گیا وہان ہر وقت صبح کا سا عالم معلوم ہوتا تھا سورج نہ چاند درختون
کی سرسبزی و شادابی پھلون پھولون کی مہک جان تازہ پیدا کرتی تھی غرضکہ طرفہ سامان تھا یہ سب سال

سال بھر تک اس بہشت کی سیر کرتا رہا کل کا ذکر ہی کہ مین نے تیری روح کو دیکھا اُسوقت میرے دل مین خیال
آیا کہ عرصہ ہوا پردہ دنیا کو نہین دیکھا نہایت شوق ہی اب تو بہشت کی سیر سے دل سیر ہو گیا خداوند کی
روح موجود ہی اس سے التجا کرنا چاہیے چنانچہ ای فرعون تیری روح سے التجا کی کہ مجکو ایکبار پھر زندہ
کرے میری چند آرزوئین ابھی باقی ہین تیری روح نے مجھ سے پوچھا کہ وہ آرزوئین کیا ہین مین سمجھ لون بعد
حسب مصلحت عمل در آمد ہوگا مین نے کہا ای خداوند میری پہلی آرزو یہ ہی کہ خداپرستون نے پردۂ دنیا
مین خداوند پر عرصہ تنگ کیا ہی چاہتا ہون کہ اُنسے اس گستاخی کا عوض لون دوسری آرزو یہ ہی کہ تو جانتا
ہی عمر شانی نے مجکو نہایت سفاکی سے ہلاک کیا ہی اسکو مع عیاران دیگر ہلاک کرونگا علاوہ اسکے اور بھی
آرزوئین ہین جنکی تفصیل طولانی ہی اس مختصر وقت مین نہین بیان کر سکتا میری ان آرزوؤن کو سنکے ای خداوند
تیری روح بہت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ جا تجکو دوبارہ خلعت حیات بخشا اور اس مرتبہ تجکو پانچ سو سال
کی عمر عطا کی اسواسطے کہ تو نے اپنی پہلی آرزو دربارۂ خیرخواہی اپنے خداوند کے ظاہر کی ای خداوند یہ کہکے تیری
روح نے میرے سر اور منہ پر ہاتھ پھیرا پس مین زندہ ہو گیا اور دوسری مرتبہ روح خداوند کو سجدہ کیا پھر
تیری روح نے میرا ہاتھ پکڑ کے بہشت سے باہر نکال دیا مین نے کہا ای خداوند مجکو تیرے لشکر کی راہ نہین
معلوم ہی مین چاہتا ہون کہ اپنے لشکر کی راہ بتا دے روح خداوند نے مجکو لشکر کے نزدیک پہونچا دیا یہانتک
تو مجکو خبر ہی لیکن بعد کا حال مجکو نہین معلوم ہی غالباً وہ روح خداوند مین سمائی ہوگی اب مین تیری خدمت
مین حاضر ہوا ہون فرعون بہت خوش ہوا کہا ای شیاطین آج شب کو واقعی مین نے تقریر اسیطرح
جاری کی ہی کفار جو اُسوقت وہان موجود تھے ایکدفعہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے فرعون کو سجدہ کیا
بہت کچھ ثنا و صفت زبان پر جاری کی فرعون نے کہا اے ہمارے بندگان خاص یہ کیا میری قدرت
کا حال تمنے سنا اس سے بدرجہا میری شان ارفع و اعلی ہی ہزارہا واقعات شب و روز مین ایسے گذر
جاتے ہین جنکی تمکو مطلق اطلاع نہین ہوتی بعدہ فرعون نے خلعت خاص طلب کیا شیاطین نقلی یعنے
سیارہ کو دیا سیارہ نے وہ خلعت بہت خوش ہوکے پہن لیا بغل سے ستارہ نکالا فرعون نے پوچھا
ای بندۂ خاص ہمارے یہ کیا شی ہی سیارہ نے کہا یہ ستارہ میں تیرے خوش کرنے کو لایا تھا یہ کہکے بجانا شروع
کیا اور ایسا بجایا کہ تمام حاضرین بہت خوش ہوئے شب کو فرعون نے مرکب قدرت طلب کیا
سوار ہوا شیاطین نے دست بستہ کہا اسوقت خداوند کہان تشریف لیجاتے ہین کہا ای شیاطین
اسوقت قبطولِ وقصر پر جاتا ہون شیاطین نے کہا جب میرے حال پر اس قدر فضل و کرم کیا ہی
مین چاہتا ہون کہ از راہ بندہ نوازی اسوقت مجکو اپنے ساتھ لیجئے تاکہ طبقات آسمان کی سیر کرون اور در
اصل تو یہ ہی کہ میرا دل یہ چاہتا ہی کہ ایک لمحہ کیواسطے خداوند سے علیحدہ نہون فرعون نے کہا کیا مضائقہ
ہی اچھا پشت مرکب پر میرے پیچھے بیٹھ جا مگر ایسا نہو کہ پشت سے زمین پر گرے شیاطین نے کہا مین
متمسک خداوندی کمر کو تھامے رہونگا چنانچہ شیاطین نقلی بھی پشت مرکب پر سوار ہوا وہ مرکب
قدرت روانہ ہوا چند لمحہ مین آسمان و قصر معلق کے قریب پہونچا سیارہ نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک دروازہ خود کھلا فرعون اُس دروازہ مین داخل ہوا آسمان پر پہونچا ایک قصر مین جا کے
بیٹھا شیاطین نقلی بھی اُسکے روبرو بیٹھا وہان بھی نغمہ نوازی کر کے فرعون کو خوش کیا کہا اے خداوند

اسوقت مجھکو اس بات کا نہایت تعجب ہو کہ یہ مرکب پر نہین رکھتا پھر بھی مجھکو یہان بالاے آسمان پہونچا یا یہ کیا
رمز ہی فرعون ہنسا اور کہا ای شیاطین تعجب کی بات نہین ہو واقعی یہ مرکب علی العموم مرکبون سے ہو
لیکن اسکے آسمان تک پہونچنے کی یہ وجہ ہو کہ عزازیل منقش نے مجھکو ایک مہرہ دیا ہو جس مقام پر مجھکو جانا
منظور ہوتا ہو اُس مہرہ کو مرکب کی گردن مین باندھ دیتا ہون وہ مرکب مجھکو منزل مقصود پر پہونچا دیتا ہو
شیاطین یہ سن کے بہت خوش ہوا جام وصراحی سے مملو کرکے فرعون کے روبرو لے گیا فرعون نے
وہ جام بلاتکلف پی لیا شیاطین نقلی نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسی طرح چند جام کی نوبت
آئی تھوڑی دیر کے بعد دماغ گرم ہوا یہانتک کہ بالکل بیہوش ہوگیا سیارہ کو معقول موقع ہاتھ آیا اول
اُس ملعون کی رایش کتری پھر تمام چہرہ نحس اُسکا سیاہ کرکے بالاے آسمان سرنگون آویزان کردیا مہرہ اُس سے
لیکے مرکب کی گردن پر باندھا مرکب پر سوار ہوکے آسمان کے دروازے پر پہونچا وحسب دستور
از خود کھل گیا اپنی صورت کو فرعون کی صورت سے مشابہ کرکے اُس قصر سے باہر آیا اور لشکر اسلام
کے جانب روانہ ہوا لشکر فرعون نے دیکھا کہ آج فرعون لشکر اسلام مین گیا ہو بہت حیرت ہوگئے کہ یہ
آج کیا واقعہ ہو اُس طرف سیارہ حمزہ ثانی کی بارگاہ مین آیا حمزہ ثانی اور یاران موجود تھے جو فرعون
کی صورت دیکھی متعجب ہوگئے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا کسی نے دوسرے سے آہستہ
کہا ای فلان یہ کیا واقعہ ہو فرعون ملعون یہان کیون آیا ہو خدا خیر کرے سامان بد ہو سیارہ نے آواز
بلند کہا ای حمزہ ثانی وای بندگان من مین تمہارے حال پر بہت متاسف ہون تمنے اپنی تمام عمر گمراہی
مین بسر کی تمکو اپنے انجام کا مطلق خیال نہین ہو دیکھو میرے رحم وکرم کو کہ بعد انتظار بسیار آج مین خود
تمہارے پاس آیا ہون تاکہ تمکو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اگر تم سب مجھکو سجدہ کرو ورنہ یقین
سمجھو لوگو اب مین ہرگز رعایت نہ کرونگا فوراً اپنا قہر وغضب تمپر نازل کردونگا اور وہ قہر وغضب فی الحال
یہ ہو کہ تم سب کو سنگ سیاہ کردونگا اُسوقت تمکو میری قدرت کا حال دریافت ہو جائیگا اور ای بندگان
من یہ بھی تمہارے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ تم سب کو ایک حیثیت سے گمراہ نہین سمجھتا ہون یعنی
یہ جوانان دست چپ نہایت شریف ذات ہین اگرچہ مجھسے یہ بھی خلاف ہین تاہم انکی رعایت کرنا
مجھپر فرض ہو البتہ جوانان دست راست سے مجھے سمجھنا ہو دیکھون یہ سرکش اور منحرف میرے ہاتھ
سے کہان جاتے ہین تو سہی کہ سب کو بخط مستقیم جہنم مین بھیجون اور مطلق رحم کو اپنے دل مین جگہ نہ دون
یہ امر میرے زیادہ تر خلاف مزاج ہو کہ علاوہ مجھسے منحرف ہونے کے جوانان دست چپ سے خصومت
رکھتے ہین سچ ہو نالائق صاحب لیاقت کی قدر کیا جانے کیا کرون کہ جوانان دست چپ میرے
قدرت وکمال کا اقرار نہین کرتے ورنہ انکو اعلی اعلی مراتب تفویض کرکے جوانان دست راست
کو خوب خفیف کرتا اس طرح کی تقریر مین حمزہ ثانی کے دل مین کچھ شک گذرا سیارہ کی صورت خوب
غور سے دیکھی دل مین کہا کہ فرعون کی بات کا لہجہ نہین ہو اگرچہ بظاہر یہ فرعون معلوم ہوتا ہو سیارہ
نے کہا ای حمزہ تونے میری صورت کیا دیکھی کچھ دل مین شک لایا مین فرعون ہی ہون اسوقت
حمزہ ثانی کو یقین ہوگیا کہ یہ فرعون نہین ہو اُسکی جرأت کہان کہ بلاتکلف لشکر اسلام مین آکے اسطرح
بے تکلف کلام کرے پس بخوبی پہچان لیا ہنسا اور کہا او جھوٹے چور عیار تو مفت خراشی کرتا ہو یعنی

تجکو بخوبی پہچان لیا سیارہ نے کہا کیا پہچانا حمزہ ثانی نے کہا تو سیارہ ہی سیارہ پشت مرکب سے زمین
پر آیا حمزہ ثانی کو بادب تمام سلام کیا حمزہ نے کہا اے شخص یہ تو مجکو بخوبی تحقیق ہوگیا کہ تو فرعون نہین ہی
اچھا اب تو ہمی صاف صاف بیان کردے کہ تو کون ہی سیارہ نے کہا شہریار واقعی مین سیارہ ہون
آسمان کے ساتون طبقے طی کرکے بلندی پر پہونچا وہان یہ کارروائی کی کہ فرعون ملعون کو شراب کے ذریعہ
سے بیہوش کیا اُسکی داڑھی کترلایا ہون یہ کہکے فرعون کی ریش تراشیدہ پیش کی اور کہا یہ ریش خاص
فرعون کی ہی حمزہ ثانی نے غور سے اس ریش فرعون کو دیکھا پہچانا کہا واقعی یہ داڑھی اُسی گبر کی ہی
سیارہ نے کہا اگر اس ریش کے بابت کچھ شک ہو تو یہ مرکب قدرت بھی فرعون ہی کا ہی اسے بھی
پہچان لو اور اگر مرکب کا بھی اعتبار نہو آسمان کی طرف ملاحظہ ہو اُسکی صورت مثل غول صحرائی کے بنا کے
لٹکا دیا ہی حمزہ ثانی نے آسمان کی طرف نگاہ کی دیکھا واقعی فرعون سیہ رو آسمان مین آویزان ہی حمزہ بہت
خوش و مسرور ہوا اور کہا اے سیارہ تجھدا کار ہی کردے اور قشقلورہ طلب کرکے سیارہ کو بخشا سیارہ
نے بصد ادب سلام کیا اور قشقلورہ پہن کے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اس اثنا مین ہدہد بھی آپہونچا اور اپنی
جگہ بیٹھا رستم ثانی نے بنگاہ تیز و تند شاہزادہ بدیع الملک کے جانب دیکھا کلاہ کج کی مونچھون پر تاؤ دیا
جب چند مرتبہ ایسا ہی کچھ عمل مین لایا سیارہ ثانی نے رستم ثانی کو دیکھا بعدہ ہدہد کی جانب متوجہ ہو
نعرہ مارا کہ اے پاجی او گیدی کیا تو بھاسے خود اپنے کو سمجھتا ہی میرے سامنے آتا کہ تیرا سر دھڑ سے زمین پر
گراؤن ہدہد نے بھی نعرہ مارا کہ او دیوانہ یہ کیا بکتا ہی پہلے اپنے دماغ کا علاج کر بعدہ مجھسے ہمکلام ہو نہین
جانتا کہ مین کون ہون سیارہ نے کہا دیوانہ تو خود ہی اور تو جو کوئی ہی مین خوب پہچانتا ہون البتہ تو مجکو
نہین پہچانتا آگاہ ہو کہ مین ہون سیارہ تیرا سر کوب ہدہد جست مارکے سیارہ کے قریب پہونچا
سیارہ نے چستی تمام ہدہد کے کمر پٹہ مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کرکے زمین پہ مارا چاہا کہ شاہزادہ
بدیع الملک اُٹھ کھڑا ہوا کہا او خیرہ سر بیباک یہ کیا بیہودہ حرکت ہی ہدہد کو چھوڑ دے ورنہ عنقریب
تجکو ہلاک کرونگا سیارہ کو قشقلورہ کا خیال تھا اُسکے غرور سے ہدہد کو چھوڑ کے شاہزادہ پر حملہ آور
ہوا اور کہا اے شاہزادہ اب مین تیری رعایت نہ کرونگا ابھی تیری دلیری کا حال کھلا جاتا ہی شاہزادہ
بدیع الملک حمائل گلے مین پہنے ہی سحر و افسون اُسپر اثر نہین کرسکتا اس زور سے ایک طمانچہ سیارہ
کے منہ پر مارا کہ مثل کبوتر کے اُسنے زمین پر ملاک کھائی شاہزادہ نے اُسکا پاؤن مستحکم گرفت مین لا کے
گرد سر چرخ دینا شروع کیا اور ارادہ تھا کہ اسکو ہلاک کرے حمزہ ثانی بدیع الملک کے ارادہ سے
آگاہ ہوگیا سمجھا کہ سیارہ عنقریب ہلاک ہوا چاہتا ہی کہا اے بدیع الملک خبردار سیارہ کو ہلاک
نہ کرنا اگر اُسنے بیہودگی کی تو ہدہد کے مقابلہ مین تکلو کیا اور رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا اے رستم ثانی
تمہارے خیال خام سے مین بہت عاجز ہون اسوقت تک تم بدیع الملک کے مقابلہ مین دعوی
ہمچشمی سے باز نہین آتے انسان کو چاہیے کہ ایک مرتبہ امتحان کرلے اگر اپنے کو مرتبہ اعلی کے قابل
نہ سمجھے تو کیون اُسکا دعوی کرے شعر تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
اور شاہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوکے کہا بابا تم بیکار قصہ کو طول دیتے ہو اسوقت اس
قصہ کو اسطرح طی کرتا ہون کہ جو شخص عزازیل منقش کو ہلاک کرے اور اس قصر فرعون کو منہدم

کروسے اُسکو سب سرداروں پر سبقت ہوگی قبل اسکے کوئی اپنی جگہ کسی طرح کا خیال دل مین نہ لاسکے سب نے
بالاتفاق کہا ہمکو بسر و چشم یہ شرط قبول و منظور ہے اے عالی منزلت اب ہمکو یہ شرط معلوم ہوگئی کیا مجال
ہماری جو بغیر ایفاے شرط مذکور قولاً فعلاً کوئی حرکت تمردی عمل مین لاوین

اب اس حال خیریت اشتمال کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہے اور حال نکبت مآل فرعون ملعون مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

بنا کس دن تن مجنون مین یہ رشتہ رگ جانکا
کہ ہر ناخن نگینہ بنگیا مہر سلیمان کا
فلک نے خوب خدمت لی ہمارے دیدۂ تر سے
زلیخا کے جگر تک چاک ہے یوسف کے دامان کا
مریض جان بلب تک ہین پر ایسے نہین تیکا
سنا جاتا نہین قصہ پریشان ہیے پریشانکا
فرشتونکو بچاتا یا الٰہی ایسے تیرون سے
اثر ہو جاے آب تیغ مین بھی آب حیوانکا
رہی اُنکے ہمارے دل ہی مین گفتگو جبتک
بلانے کو مرے آیا ہے کوئی آدمی انکا
گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑے گیسو رہ مین فتنے
کو پہلے یہ نہ تھا میری طرف انکے گریبان کا
ہمارے داغ عصیان کو لگا کیا رنگ لالے کا

تماشا ہے یہ سر سے ہار تار گریبان کا
بنا دے بخیہ گر پردہ قبا سے جسم جانانکا
کہ ہر آنسو نے شعلہ ہو یا شب ہجر
وہ چشم آبلہ بھی ہوگئے قابل ہے وحشت
خدا حافظ نہین ہوتا ترے بیمار ہجران کا
سر محفل مجھے بھی تجھکو ظالم پردہ کرنا تھا
کہ رخ ہے آسمان سمت گشتہ مژگانکا
بہت آنکھین ہین فرش راہ چلنا دیکھکر ظالم
نظر آتا رہا کیا شکل تمہارے پنہانکا
نکلتے ہر مکانکی زیب ہے گو قید خانہ ہو
نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامان کا
کہہ دیتا ہون جو گذری ہے مجھپر آدادہ محشر
گمان گذریگا دوزخ پر بھی جنت کے گلستانکا

بتون کے دست قدرت مین نہ کیونکر دل الجھ جائے
شکار نے سے لگادے کوئی ٹکڑا اس گریبانکا
کیا ہے کیا ہی ایک دست آرزو دامن
نظر مین جیسے پہلے چہرہ گیا کانٹا بیابان کا
دل آشفتہ کو کر زلف سے کیا کیا الجھتا
پھر اس پر یہ قیامت غیر کے دامن
وہ ناکام تمنا ہون جو اپنا قتل ہی چاہون
کرے نازک بہت کانٹا چبھ جاے کوئی مژگانکا
عدم مین لیگیا مجھکو فرشتہ نہین پوچھا
نصیبہ کھل گیا تھا یوسف کے زندان کا
ہوئین آنکھین نہ بیکہ مشتاق کستاغ گریبان کا
نہ آئے تذکرہ مجھسے کسی کے عشق پنہانکا
صہیر فیان بازار منو بی سخن جوہر ان

چار سوق ہنر وفن لعل و مضامین لوکو اسطرح پیش کش ناظرین والا گہر کرتے ہین کہ جب مقر نس ہلاک ہوا
تمام گبران نابکار نے مرزوق جادو کو طلب کیا مرزوق اسی وقت حاضر ہوا کہا اے مرزوق تو خداوند
فرعون کی خدمت مین جا اور ہماری طرف سے خدمت خداوندی مین جاکے عرض کر کہ اب تیری مشیت تیرے
حسب مراد جاری ہوئی ہے ہر طرح سے مطمئن رہ کوئی محل تردد کا نہین ہے مرزوق جادو وہان سے
فرعون کی طرف روانہ ہوا جب یہان پہونچا دیکھا کہ ایک غول سیاہ رو آسمان فرعون پر آویزان
ہے قریب اُسکے پہونچا جونہین فرعون کی نظر مرزوق پر پڑی پکار کے کہا اے مرزوق خوب ہوا جو تو
اسوقت یہان پہونچا دیکھ تیرا خداوند صاحب قدرت کس حال خراب مین مبتلا ہے عنقریب ہلاک ہوا جاتا
ہے جلد مجھکو خلاص کر مرزوق نے بغور دیکھ کے کہا او نابکار غول تیری سزا یہی ہے جو تو اس زحمت مین
مبتلا ہے اپنی صورت کو دیکھ اور خداوند صاحب قدرت کے نام کو اپنی زبان پر جاری کرنے کو دیکھ خبردار
اب ایسے الفاظ بیہودہ زبان پر جاری نہ کرنا ورنہ اسی جہت سے تجھے ہلاک کرونگا فرعون نے کہا
ارے مرزوق تو کس خیال مین مبتلا ہے تو غور سے تو دیکھ واقعی مین ہون فرعون تیرا خداوند خواہ
میرے نسبت کلمات نامناسب زبان پر جاری کرکے اپنی عاقبت خراب کرتا ہے قسم ہے اپنے قدرت وجلال
کی مین دروغگو نہین ہون مرزوق نے پھر غور سے صورت دیکھی کچھ پہچانا کہا مجھکو شک ضرور ہے فرعون

نے کہا تو مجھکو رہا کر دے تو شک دفع ہو جائے مین غول ہرگز نہین ہون مرزوق نے اسکو رہا کر دیا اور
کہا سچ بتا تو کون ہی اور کس شخص نے تیرا یہ حال بنایا فرعون نے تمام حقیقت سیارہ کی بصورت شیاطین
آنے اور ریش تراشنے کی مرزوق کے روبرو بیان کی اور کہا ای مرزوق وہ مکار ایسا شیاطین کی صورت
سے مشابہ ہو کے آیا اور اس طرح کی باتین کین کہ مجھکو مطلق شک نہوا اسکے فریب مین آگیا اب مرزوق
کو یقین ہوا کہ واقعی یہ فرعون ہی کہا ای خداوند ہم ایسے بندون مین سے اگر کوئی اسطرح کا دھوکا کھاتا
تو مضائقہ نہ تھا تجھ ایسا خداوند کبھی نہ سمجھا کہ آج تک کوئی مردہ زندہ کب ہوا ہی جو آج شیاطین بار دیگر
زندہ ہو کے آئیگا اگر یہی حالت تیری خداوندی کی ہی تو کسکا اعتقاد درست رہیگا مانا کہ تجھکو اپنی مشیت گذشتہ
کا حال اسوقت یاد نہین ہی لیکن موجودہ عقل بھی زائل ہوگئی خیر گذشت انچہ گذشت اب تو نادانی ہوگئی
لیکن خیال رکھو کہ آیندہ کسی خداپرست کو آسمان پر نہ لانا فرعون نے کہا ای مرزوق مین خداپرست
سمجھ کے ہرگز اسکو آسمان پر نہین لایا مرزوق نے کہا ای خداوند کیون مجھکو زیادہ گوئی پر آمادہ کرتے
ہو مجھکو خوف ہی کہ کوئی کلمہ خلاف میری زبان پر نہ جاری ہو جائے بہتر یہی ہی کہ خاموش ہو رہو اور جو کچھ
مین کہون اسپر عمل کر فرعون نے سر جھکا لیا اور کہا اچھا اب یہی ہوگا آیندہ کسی کو آسمان پر نہ لاؤنگا
مگر اسکی کیا فکر ہوگی کہ سیارہ میرے مرکب قدرت کو بھی لے گیا بغیر مرکب قدرت کے مین یہان
سے کہین نہین جا سکتا علاوہ برین مہرہ بھی لیگیا مرزوق جادو نے نہایت برہم ہو کے فرعون کو
دیکھا کہا کیا کہون تو مرتبۂ خداوندی پائے ہوئے ہی ورنہ جسطرح تو نے نادانی سے اپنا یہ حال بنوایا مین
بھی کچھ اپنے دل کے پھپھولے توڑتا فرعون نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا مرزوق جادو
وہان سے روانہ ہوا جلوخانے مین پہونچا دیکھا مرکب قدرت مع مہرہ جلوخانے مین موجود ہی
مرکب قدرت اور قفطورہ کو اپنے قبضہ مین لیا اور وہان سے بعجلت تمام فرعون کی خدمت
مین آیا کہا ای خداوند تیری کمال درجہ خاطر مد نظر ہی جو مین مرکب قدرت کو پھر لے آیا ورنہ ہرگز نہ لاتا
اور تجھکو اسی طرح آویزان رہنے دیتا فرعون ملعون اسکا بہت شکرگذار ہوا کہا ای مرزوق جہان
تو نے اسقدر زحمت میرے سبب سے اٹھائی ہی اتنی اور بھی اپنے خداوند کی مدد کر کہ بدیع الملک
کو بھی میرے پاس گرفتہ و بستہ کر لا مرزوق تا دیر متامل رہا بعدہ کہا خیر جاتا ہون یہ کہکے بار دیگر
خداپرستون کے لشکر مین آیا بدیع الملک بالکل اسکے آنے سے بیخبر تھا مرزوق یکایک شاہزادہ
بدیع الملک کے قریب آیا شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لاکے سر سے بلند کر لیا اور اسی طرح
اٹھائے ہوئے روانہ ہوگیا اثنائے راہ مین شاہزادہ تڑپ کے اپنے کو زمین پر لایا اور اسکا حلقوم
گرفت مین لاکے ایسا فشار دیا کہ اس گبر مکار کا دم بند ہوا بیتابانہ زمین پر گرا شاہزادہ نے فرصت
کو غنیمت سمجھ کے ایسا ایک وار خنجر آبدار کا مرزوق کی گردن پر کیا کہ سر اسکا تن سے جدا ہو کے
دور جا گرا روح ناپاک اسکی مالک کی پیک ہوگئی شاہزادہ مظفر و منصور وہان سے مراجعت کر کے
اپنے مقام پر مقیم ہوا حاضرین متعجب ہوئے کہا ای شاہزادہ اسوقت کہان سے آنے کا اتفاق ہوا
شاہزادہ نے حقیقت بیان کی سب نے کہا الحمد للہ جس کہ جہان پاک اور بدیع الملک کی جرات
و شجاعت کی تعریف کی رستم ثانی کو بدیع الملک کی تعریف سننا شاق ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کے

پراق پینے وہان سے روانگی کا ارادہ کیا بدیع الملک نے پوچھا اے رستم اسوقت کہان کا ارادہ ہے رستم
نے کہا اسوقت ارادہ ہے کہ مین بھی عنزازیل کو قتل کرکے مورد تعریف و تحسین ہون حاضرین دست چپ
نے یہ سنکے چشمک زنی کی کسی نے کسی کی صورت دیکھی کسی نے کسی کے کان مین کہا اے فلان اسوقت
شاہزادہ بدیع الملک کی تعریف سنکے رستم ثانی کو بھی جرات ہوئی بدیع الملک نے کہا اے رستم
اگر تمہارا یہی ارادہ ہے تو بسم اللہ چلو مین بھی جاتا ہون رستم ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے اور حمزہ ثانی کی
خدمت مین دست بستہ عرض کی شہریارا یہ کام گو دشوار ہے امید ہے کہ میرے حق مین دعا کیجیے تاکہ یہ کام
مجھسے بسہولت و بخیر و خوبی انجام پاجاے بدیع الملک نے کہا شہریارا اگر یہی اہتمام ہے تو مین بھی امیدوار
دعاے فتحمندی ہون حمزہ ثانی اور تمام سرداران موجودہ نے جانب آسمان ہاتھ بلند کیے اور درگاہ
باریتعالے مین اسطرح دعا کی کہ خداوندا واسطہ اپنی عزت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت و کمال لا زوال
کا ان دونون جوانان حامیان دین اسلام و قامعان کفر و ظلام کی ہمت و جرات مین برکت عطا فرما تاکہ یہ
دونون دشمنون پر غالب آکے صحیح و سلامت باردیگر ہمسے ملاقی ہون بعد فراغ دعا و ثنا جب وہ دونون
جوان سب سے رخصت ہوکے روانہ ہوئے رستم ثانی اور بدیع الملک دونون باتفاق راہ بیابان
کو ہموار طے کرتے چلے جاتے تھے واضح ہو کہ مرزوق جہنم نصیب کا ایک چچا تھا مصنوم نام اسکو
فن عیاری کا بہت شوق تھا چنانچہ بسبب ضرورت فرعون اسکو بلا بھیجتا تھا اور عیاری کا کام لیتا
تھا مرزوق کے ہلاک ہونے کے بعد مصنوم کو طلب کیا وہ عیار مکار فورا آحاضر ہوا فرعون
نے کہا اے ہمارے بندہ عیار پیشہ تجھکو شاید اپنے بھتیجے کا حال نہین معلوم ہے آگاہ ہو کہ خداپرستون کے
ایک سردار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اس خبر غم کو سنکے مصنوم نے سینہ و سر پیٹ لیا اور کہا اے
خداوند تو نے اپنی قدرت و جلال سے کچھ کام نہ کیا جو میرا بھتیجا خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا
طرفہ تر یہ کہ مرزوق کے کسی سحر و افسون نے بھی کچھ کام نہ کیا فرعون نے کہا اے مصنوم خداپرستون
پر سحر و افسون مطلق کام نہین کرتا اب رہا میرے قدرت و جلال کا تعلق اسکی صورت یہ ہے کہ ازل سے
جسطرح میری مشیت جاری ہوچکی ہے اسمین مطلق تغیر نہین ہوسکتا ہان اگر تیری عیاری سے کچھ کام انجام
پاجاوے تو عجب نہین مصنوم بعد تامل بسیار وہان سے روانہ ہوا اور اپنے بیٹے کو جسکا نام مشہور
تھا ہمراہ لیا مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچا جہان سراغ لگا کے یہ حال دریافت کیا کہ بدیع الملک
قاتل مرزوق جادو مع رستم عنزازیل کے قتل کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہین یہ دونون پدر و پسر
بسرعت تمام وہان سے روانہ ہوئے تا اینکہ ان دونون جوانان خداپرست کے قریب پہونچے مصنوم نے
اپنے فرزند کو بھی فن عیاری مین طاق کردیا تھا اپنی اسوقت کی بھی عیاری سے مطلع کر دیا تھا یہ دونون
عیاران بدذات بدیع الملک اور رستم ثانی کی نظر سے پوشیدہ آگے بڑھ گئے ایک درخت کے
سایہ مین بیٹھکے مصنوم نے ایک تیز چھری لیکر مشہور کو روبرو دراز کیا جب بدیع الملک قریب پہونچا
دیکھا ایک پیر کہن سال چھری لیے ہوئے ایک نوجوان کو قریب ہے کہ ذبح کرے بدیع الملک قریب گیا
اور کہا اے شخص تو کیون اس نوجوان کو ہلاک کرنے کے درپے ہے مصنوم نے یہ سنتے ہی گریہ و زاری کی
اور کہا اے جوان کیا پوچھتا ہے میرا قصہ عجیب و غریب ہے ایسا ہی مجبور ہون جو اس نوجوان کو ہلاک کرتا

ہون اصل حقیقت یہ ہی کہ مین نے اپنے اس فرزند کو نہایت ناز و نعمت سے پرورش کیا اب زمانہ میری
مفلسی کا آگیا ہی ارادہ کیا کہ اس نوجوان اپنے فرزند کو فروخت کر دون مگر اتفاق سے کوئی خریدار بہم نہ پہونچا
مجبوراً ہلاک کرنے کے درپی ہون کیونکہ مجھ مین اسقدر استطاعت نہین ہی کہ اسکے مصارف کا بار اٹھاؤن
شاہزادہ نے کہا ای شخص تو بڑا سخت دل معلوم ہوتا ہی کہ صرف ایک ادنی امر کیواسطے اپنے لڑکے کے
ہلاک کرنے کے درپی ہی اُسنے کہا ای جوان تو کیا سمجھ سکتا ہی جو مجبوریان مجکو لاحق ہین پس یہ سمجھ لے کہ ایسا
ہی مجبور ہون جو اسکی ہلاکت کو اختیار کر لیا شاہزادہ نے کہا اچھا اگر اسکا بار مصارف کا متحمل نہین ہو سکتا
تو اسے مجھے دیدے اُس مکار نے کہا مجکو کیا دوگے شاہزادہ نے کہا یہ کیا بکتا ہی اُسنے کہا بیشک مین اسکی
قیمت لونگا جو کوئی عمدہ دیکر اسے لے ورنہ یہ چھری ہی اور اسکا گلا ہی شاہزادہ کو اُس نوجوان کے حال پر رحم
آیا کہا اسکی کیا قیمت لیگا اُسنے کہا اسکی قیمت ہزار تومان ہی اگر مجھے ہزار تومان مل جائین گے مین اسکی ہلاکت
سے باز آؤنگا شاہزادہ نے ہزار تومان اسکی قیمت ادا کر دیے مصنوم مشرور کا ہاتھ شاہزادہ کے
ہاتھ مین دے کے چلتا ہوا اسکو تو اسطرف جانے دیجیے اور اس مکار کا حال سنیے کہ بقیہ روز راہ بیابان
طی کی شب کو ایک مقام پر قیام کیا شاہزادہ بدیع الملک اور رستم دونون بے خبر سو گئے مشرور کو
فرصت ملی اُس مکار نے عالم خواب مین شاہزادہ کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اُٹھالے گیا اس مکار
کے جانے کے چند ہی لمحے کے بعد رستم ثانی کی آنکھ کھل گئی دیکھا بدیع الملک وہان سے غائب ہی اور
وہ نوجوان بھی نہین ہی نہایت متوحش ہوا دل مین کہا ضرور وہ نوجوان مکار کوئی عیار تھا جو شاہزادہ
بدیع الملک کو لے گیا اسکی خبر لینا چاہیے فوراً اپنی جگہ سے اُٹھا اور پاؤن کے نشان دیکھتا ہوا روانہ
ہوا ایک مقام پر زیر درخت دیکھا کہ دو شخص عیار وضع بیٹھے ہین اور ایک پشتارہ بھی اُنکے روبرو رکھا
ہی سمجھ گیا کہ یہ وہی دونون مکار ہین قریب پہونچا جو ہین مشرور کی نظر رستم ثانی پر پڑی مصنوم
سے کہا غضب ہو گیا حریف آ پہونچا دونون باپ بیٹے مثل بلاے بے درمان تلوارین لیے کے رستم
کے جانب جھپٹے رستم ثانی نے کہا او نابکار تمنے بڑا فریب کیا دیکھون تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہو
دونون عیارون نے دو طرف سے رستم پر وار کیے رستم نے ایک وار کو دست راست سے پشت
شمشیر پر رد کیا اُن دونون ملعونون نے پھر ایک ہی مرتبہ دونون وار کیے اس مرتبہ رستم ثانی نے جانب دست چپ
کا وار سپر پر رد کیا اور جانب دست راست اس پھرتی سے تلوار کا وار کیا کہ مصنوم کا ہاتھ کٹکے مع تلوار
زمین پر گرا مشرور نے اپنے باپ سے کہا تو متوقف ہو مین اس جوان سے سمجھ لیتا ہون مصنوم
سمجھا کہ اب یہان کے توقف مین جان کا ضرر ہی تاب قیام نہ لاکے بھاگا مشرور نے جو اپنے باپ
کو بھاگتے دیکھا اُسکے بھی حواس جاتے رہے وہ بھی بھاگا رستم ثانی نے اُن دونون کا تعاقب کرنا
نہ چاہا پشتارہ کو کھولا دیکھا واقعی بدیع الملک گرفتار ہی رفع بیہوشی کا کی شاہزادہ بدیع الملک
کو ہوش آیا دیکھا رستم ثانی موجود ہی کہا ای برادر رستم مین یہانتک کس طرح پہونچا اور تم یہان کس طرح
پہونچے رستم ثانی نے تمام حقیقت بیان کی بدیع الملک کو بہت تعجب اور یہ کہا سے
رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت ۰ دونون منزل مقصود کی جانب روانہ ہوگئے اثناے راہ مین چند
گبران فوجی تن کو ہمراہ لیکے وہ دونون مکار سد راہ ہوئے بدیع الملک اور رستم ثانی بالاتفاق

حملہ آور ہوئے منشور وریب نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا بدیع الملک نے نہایت دلیری کو کام میں لایا اُن سب
گبران نابکار کو مع منشور وریب تہ تیغ کر کے رستم ثانی کو رہا کیا جب اطمینان ہوا دونون وہان سے روانہ ہوئے
طی مراحل کرتے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا دو راہین ہین بدیع الملک نے کہا ای رستم یہ دو راہین
پیش آئی ہین میری راے یہ ہی کہ ایک راہ مین مین جاؤن اور دوسری راہ مین تم جاؤ دیکھین ہم دونون
مین سے کون ہر مراد کسکو دستیاب ہوتا ہی رستم ثانی نے کہا ہان یہ راے مجکو بھی پسند ہی غرضکہ وہان سے
دونون مین مفارقت ہوئی ایک راہ شاہزادہ بدیع الملک نے اختیار کی دوسری طرف رستم ثانی روانہ ہوا

احوال فیروزی مآل شاہزادہ رستم ثانی مسطور ہوتا ہی

سخن سنج دانا ے معنی فریب * عروس سخن را چنین داد زیب * کہ رستم ثانی شاہزادہ
بدیع الملک سے رخصت ہو کر سیارہ ثانی کو ہمراہ لیکے منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا
چند روز کے بعد ایک لشکر دید چو صحراے قیامت انبوہ * بر فلک رفتہ زہر جانب اعلام شکوہ
رستم ثانی نے سیارہ ثانی کو خبر کیواسطے بھیجا تاکہ معلوم ہو یہ لشکر کسکا ہی سیارہ آیا اہل لشکر سے
حال دریافت کیا رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی کہ تا صبح کہ عروس مہر و حجاب را
ہر روزہ جلوہ از شفق خاوران دہد * بادا عروس بخت ترا زینتی کہ چرخ * ہر ساعتش بروے تو صد جان فدا
ای شہریار عالی تبار یہ لشکر بادشاہ گلگون حصار کا ہی اُسکا نام قیامت شاہ ہی دور سے غور
کر کے جو دیکھا تو ایک جوان باشوکت و شان مرکب عراقی نژاد پہ سوار لباس شاہانہ در بر ہزار ہا پیادے
ہندی اور دیان پہنے مسلح و مکمل پس و پیش چلا آتا ہی کمال تعجب ہوا کہ یہ جوان نہین معلوم کون ہی رستم
مرکب کو مہمیز کر کے اُس لشکر کے قریب پہونچا اُن سب نے آواز بلند کہا ای جوان تو کون ہی اور کہان
جاتا ہی رستم ثانی نے کچھ جواب نہ دیا چند سپاہی رستم کے پاس آئے اور کہا ای جوان جو کچھ تجھسے پوچھا
تو نے نہین سنا آخر تو کون ہی اور کہان جاتا ہی رستم ثانی نے کہا مین نے سنا ہی یہ لشکر قیامت شاہ
کا ہی اُس سے ملاقات کرنا مقصود ہی بہت ضروری کام ہی اُنھون نے کہا توقف کر ہم اجازت لے
آئین تو جانا رستم ثانی وہین متوقف ہوا اُنھون نے قیامت شاہ کو اطلاع کی اُسنے کہا اُس جوان کو
لے آؤ رستم ثانی قیامت شاہ کے پاس پہونچا پوچھا ای بادشاہ کس طرف کا ارادہ ہی یہ لشکر کہان
جاتا ہی قیامت شاہ نے کہا مین نے سنا ہی کہ فی الحال خدا پرستون نے خداوند فرعون پر لشکر
کشی کیا ہی لہذا اُسکی مدد کو جاتا ہون اور ای جوان تو کون ہی شاہزادہ نے کہا تو نے سنا ہوگا کہ خدا پرستون
کے لشکر مین دو جوان ہین ایک کا نام رستم ثانی اور دوسرے کا نام بدیع الملک ہی فرعون کی دولت
کے غارت کرنے والے وہی دونون ہین اُسنے کہا ہان مین نے اُن دونون کے نام سنے ہین رستم
نے کہا اُن دونون مین ایک مین ہون میرا نام رستم ثانی ہی اور دوسرا شخص بدیع الملک نوجوان
برہم زن دوازدہ ہزار ابر آتشبار ہی ہم دونون عزرائیل منقش کی ہلاکت کیواسطے اپنے لشکر سے جدا
آئے ہین اور یہ بھی ارادہ ہی کہ فرعون کے قصر معلق کو بھی ہم کرین اپنے لشکر سے ہم دونون ساتھ آئے
تھے اثنا ے راہ مین دو راہین ملین ایک طرف بدیع الملک گیا اور دوسری طرف مین آیا ہون
قیامت شاہ نے کہا کیا تو واقعی عزرائیل منقش کو ہلاک کرنا چاہتا ہی رستم ثانی نے کہا بیشک

قیامت شاہ نے از سر تا پا رستم ثانی کو بغور دیکھا کہا ای جوان تو خوب جانتا ہی کہ مین فرعون پر
ہون اور تو بلا تکلف کہہ رہا ہی کہ مین عزرائیل منقش کو ہلاک کرونگا تجکو کچھ خوف نہین ہی رستم ثانی
نے کہا مجکو کسکا خوف ہی جو نہ کہون قیامت شاہ نے کہا اگر یہان تیری گرفتاری کا سامان کیا جاوے
رستم ثانی نے کہا اگر کسی کو جراءت ہو تو میری گرفتاری کا سامان کرکے دیکھ لے قیامت شاہ نے کہا ای
خیرہ سر باش مین تجکو ضرور ہلاک کرکے تیرا سر خداوند فرعون کی خدمت مین لیجاؤنگا رستم نے کہا
بیار انچہ داری ز مردی نشان قیامت شاہ نے تیغ علم کرکے رستم پر وار کیا رستم ثانی نے
اس وار کو سپر پر رد کیا اور مرکب کو دوڑاتا ہوا قریب قیامت شاہ کے پہونچا بلا تکلف اسکے کمربند
مین ہاتھ ڈالدیا اور زین سے بلند کرکے بجائے سپر قرار دیا بعدہ لشکر کفار پر نعرہ مارا کہ او بدبختو اگر تمنے
ذرا بھی اپنی جگہ سے حرکت کی تو یقین سمجھو کہ مین قیامت شاہ کو ہلاک کرونگا اور اگر اپنے سردار
کی خیریت چاہتے ہو تو خاموشی اختیار کرو جو کچھ مناسب سمجھونگا عمل مین لاؤنگا اور قیامت شاہ
سے کہا جلد اپنا ارادہ ظاہر کر اگر مسلمان ہونا قبول کرے تو مین تجکو رہا کردون ورنہ ضرور ہلاک کرڈالونگا
قیامت شاہ نے کہا ای جوان اب مجکو تیری جراءت و دلاوری کا حال معلوم ہوگیا اور یہ بھی
دریافت ہوا کہ فرعون کی خداوندی محض غلط اور لغو ہی بیشک مسلمانون کا خدا برحق ہی اب مجکو
دین اسلام کے ارکان تعلیم کر رستم ثانی نے قیامت شاہ کو آہستہ زمین پر رکھدیا اور قیامت شاہ
کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور کچھ اصول و فروع بیان کیے قیامت شاہ نے اپنے لشکر سے باواز بلند
کہا ای اہل لشکر آگاہ ہو مین اس جوان کی ہدایت سے مسلمان ہوگیا ہون خبردار اب اس جوان سے
کسی طرح کا تعرض نہ کرنا اور میری دلی خواہش ہی کہ تم سب دین اسلام اختیار کرو بمجرد اس آواز کے کچھ سوار
فوج سے علیحدہ ہوئے جنکی تعداد دو سو پچاس تھی اور قیامت شاہ کے پاس آ کے کہا کیا حکم ہی ہم حاضر
ہین رستم ثانی نے ان سب کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا سب یہین مقیم ہوئے اور رستم ثانی قیامت شاہ کی
بارگاہ مین آ کے مقیم ہوا ایکایک دربان سالار نے آ کے عرض کی کہ ایک عیار آیا ہی ملازمت والا کا
خواستگار ہی قیامت شاہ نے کہا آنے دو عیار آیا پگڑی سے نامہ نکالا قیامت شاہ کے
ہاتھ مین دیا قیامت شاہ نے سرنامہ چاک کیا نامہ کو کھولا از اول تا آخر پڑھ کے رستم ثانی کو دیا
رستم نے بھی اس نامہ کو پڑھا کہا ای بادشاہ چاہو افلاک شاہ کو بھی مسخر کرین صورت حال یہ ہی
کہ جب قیامت شاہ اس طرف آیا تھا تو اپنے بیٹے رضوان شاہ کو گلگون حصار مین چھوڑ
آیا تھا اس مقام سے اشکالیہ نزدیک ہی وہان کا حاکم و فرمانروا افلاک شاہ بن اشکال ہی اسکا
باپ اشکال شاہ فرعون کی مدد کو گیا ہوا تھا ہنگام میدان داری فرعون نے کہا تھا ہمنے
تمام خدا پرستون کی اجل تیرے ہاتھ مقدر کی ہی وہ نقابدار کے مقابلہ مین آیا بعد رد و بدل بسیار
نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اسپر افلاک شاہ فرعون سے منحرف ہوگیا تھا اتفاق الحال اسنے
گلگون حصار پر فوج کشی کی ہی اور رضوان شاہ کہتا تھا کہ فرعون کیدی دروغگو ہی تیرا باپ
کیون اسکی مدد کو اسطرح گیا چنانچہ شہر سے باہر آ کے اسکا مقابلہ کیا اور افلاک شاہ کے ہاتھ سے
زخمی ہو کے قلعہ بند ہوگیا اسنے اپنے باپ یعنے قیامت شاہ کو نامہ لکھا کہ ای پدر دشمندن

کی یورش سے عاجز ہوگئے ہین قلعہ بند ہو گیا ہون عنقریب یہ ملک میرے ہاتھ سے جاتا ہے بہت جلد میری
مدد کو پہونچنا چاہیے رستم ثانی نے جب یہ نامہ پڑھا قیامت شاہ کو ساتھ لے کے کوچ کیا بعد چند روز
کے گلگون حصار مین دونون پہونچے دیکھا کہ افلاک شاہ ہر چہار جانب قلعہ کو گھیرے ہوئے
ہے اور رضوان شاہ بن قیامت شاہ قلعہ بند ہے رستم ثانی مرکب کو مہمیز کر کے میدان مین آیا اور
کہا او گیدی افلاک شاہ یہ کیا ہنگامہ آرائی تو نے کر رکھی ہے بس اسی مین خیریت ہے کہ قلعہ کے محاصرہ
سے دست بردار ہو ورنہ اپنے اعمال کی سزا پائے گا افلاک شاہ نے کہا اے جوان اس گفتگو سے
کچھ فائدہ نہین ہے اگر کچھ نشہ مردمی و مردانگی ہے آ مقابلہ کر رستم ثانی ہموار علم کر کے افلاک شاہ کے قریب
آیا افلاک شاہ نے تلوار کا وار کیا رستم نے سپر پر رد کیا اور نیزہ کا وار کیا افلاک شاہ بھی فن حرب
و ضرب سے خوب واقف تھا جگہ خالی کر کے رستم ثانی کے وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی
پھر پشت مرکب سے دونون زمین پر آگئے زور دست و بازو مین مصروف ہوئے خوب گاؤ زوری ہوئی
ہوئین نہ این را ضرر نہ اورا خطر تا اینکہ آفتاب قریب غروب پہونچا یکایک رستم ثانی نے افلاک شاہ
کے کمر بند مین ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا پھر اُسکو تلقین دین اسلام کی افلاک شاہ
نے کچھ جواب نہ دیا رستم ثانی نے افلاک شاہ کو زمین پر مارا سینہ پر بیٹھ کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہے
افلاک شاہ نے کہا اب پہلے یہ بتا کہ تو کون ہے جو بیابان غیر ملک مین آ کے اس طرح ہنگامہ آرائی کی
اسوقت تیری قوت و حقیقت مجھپر ظاہر ہوئی رستم ثانی نے کہا اے افلاک شاہ میرا نام رستم ثانی
ہے مین نے قیامت شاہ کو مسلمان کیا ہے اب تیری باری ہے اگر میری ہدایت تجھپر اثر کر گئی فبہا المراد
ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہے اے افلاک شاہ یہ امر بھی تجھپر بخوبی ظاہر ہے کہ مجکو تجھسے کسی طرح کی
خصومت نہین ہے ہان مسلمان ہونا تیرا شرط ہے افلاک نے کہا اے جوان مجکو مسلمان ہونا بدل منظور ہے
رستم اُسکے سینہ سے اُتر آیا اور کلمہ طیبہ تلقین کیا افلاک شاہ بصفائے قلب مسلمان ہوا اُسکے ساتھ
پچاس ہزار سوار کی جمعیت تھی سب [illegible] اسلام مین داخل ہوئے دونون لشکر ایک جا مقیم ہوئے
جب افلاک شاہ رستم ثانی کے پاس بیٹھا کہا شہریارا زہے نصیب میرے کہ میری دلی آرزو پوری ہوئی
اس طرف تمہارا آنا ایک اتفاقی امر تھا رستم ثانی نے کہا اے افلاک مجکو تجھسے کچھ دریافت کرنا ہے کسی وقت
کہونگا افلاک شاہ نے اصرار کیا کہ بیان کرو کیا دریافت طلب امر ہے رستم نے کہا مجکو عزازیل منفقش
کی تلاش ہے اگر اُسکا مقام معلوم ہو تو بیان کرو افلاک شاہ نے کہا شہریارا ایک برس تین مہینہ کا عرصہ
گذرا کہ میرے ملک کے قریب عزازیل منفقش نے ایک طلسم ترتیب دیا ہے اور خود اُسی طلسم مین رہتا ہے
رستم ثانی یہ خبر سن کے بہت خوش ہوا دل مین کہا عجب نہین جو بدیع الملک کے مقابلہ مین کوئی سبقت
مین طلب اُن دہ دن تک انواع انواع طرح کے حرف و حکایات مین گذرا دوسرے روز یہان سے
پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوچ کیا بعد قطع مراحل و طے منازل بیابان و کوہسار اشکال کوہ کے قریب
پہونچا دیکھا نہایت وسیع و بلند قلعہ ہے جسمین چارسو برج واقع ہین ہر ایک برج پر ایک ایک فیل کوہ پیکر
ہے جسکی پشت پر ایک ایک اژدہا بیٹھا ہے اور ہر ایک برج پر ایک ایک مینار بلند بھی واقع ہے اور ہر ایک
مینار پر ایک ایک کتا بیٹھا ہے اور بہت بڑا ایک اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے ہوئے ہے اس اژدہے

کی دم اُسکے منہ مین ہی جب یہ سامان رستم ثانی کی نظر سے گذرا لشکر کے جانب سے بانگ پھیری مرکب کو دوڑاتا ہوا اُس اژدہے کے قریب پہونچا رستم کو دیکھکے اُن چار سو کتون نے بھونکنا شروع کیا اُس طرف تمام فیلان کوہ پیکر اپنی خرطومون کو پیکر دکھنے لگے جو اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے تھا اُسنے سر اُٹھا کے رستم ثانی کو دیکھا اُسکی صورت ایسی ہیبتناک تھی کہ کیسا ہی کوئی بہادر پر جگر ہوتا مگر فوراً زہرہ اُسکا آب ہو جاتا رستم ثانی اسوقت بہت بڑی جرارت کو کام مین لایا کہ اپنی جگہ پہ قایم رہا عجب طرح کا شور و غوغا بلند تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس طویل القامت اژدہے نے دم کی کشش سے رستم ثانی کو اپنے منہ مین کھینچ لیا اور نگل گیا رستم کے حواس باختہ ہو گئے آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک بادشاہ جلیل القدر کی بارگاہ عالیجاہ مین پایا ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہی کہان اُس اژدہے نے نگل لیا تھا کہان اس بارگاہ شاہی مین پہونچا جہان مدت العمر گذر نہین ہوا تھا نہ یہان اپنا کوئی آشنا سا ہی جس سے ہمکلام ہون کچھ استفسار حال کرون پھر خیال آیا کہ ہرچہ بادا باد اب تو یہان گذر ہو گیا ہی متوحش ہونے سے کچھ فائدہ نہین ہی باواز بلند کہا سلام علیک چلاچل جادوگر نے حیرت سے رستم کو دیکھا اور کہا تو کون ہی جو اس طرح بیباکانہ یہانتک آیا اور بطریق اہل اسلام سلام کرتا ہی نہین جانتا کہ ہم یہان سب طرح کی قدرت رکھتے ہین ابھی چاہین تو یہ تیرا تمام گوشت و پوست زاغ و زغن کو کھلا دین رستم ثانی نے کہا تو مجکو نہین جانتا مین وہ ہون جو بلا تکلف یہانتک پہونچا چلاچل جادو نے کہا تو اپنا نام کیون نہین بیان کرتا تیری بیباکی تو ہمپر بخوبی ظاہر ہی شاہزادہ نے کہا سُن مجکو رستم ثانی کہتے ہین اور جو کچھ تجکو پوچھنا ہو وہ بھی پوچھ لے چلاچل جادو نے کہا ارغنون کیا دیکھتا ہی اس جوان بیباک کو گرفتار کر لے ارغنون نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا جب دن ہوا یکایک طلسم مین شور بلند ہوا یہ خبر چلاچل جادو کو پہونچی کہ آج شب کو ارغنون جادو ہلاک کیا گیا اور وہ قیدی بھی غائب ہو گیا یہ صحیح نہین معلوم کہ وہ کون تھا جسکی خباثت سے یہ واقعہ ظہور مین آیا چلاچل جادو نے جادوان طلسم سے کہا ارے کم بختو وہ قیدی طلسم سے باہر نہین گیا ہی طلسم مین موجود ہی جلد تلاش کرو ایسا نہو کہ پھر وہ طلسم سے چلا جائے تمنے بڑی غفلت کی کہ اُسکی خبر نہ رکھی طرفہ تر یہ کہ ارغنون جادو ہلاک ہو گیا اور تمکو خبر نہوئی اگر یہی تمہاری غفلت کا حال ہی تو اس طلسم کی بنیاد ہرگز قایم نہ رہیگی خیریت اسی مین ہی کہ اُس قیدی کو تلاش کرکے ہمارے روبرو حاضر کرو تمام جادوان طلسم تلاش مین مصروف ہوئے

اب ان جادوان طلسم کو رستم ثانی کی تلاش مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال فیروزی فال شاہزادہ بدیع الملک مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

ہنگام یہ تھا کہ مستانہ از جام عجیبے دیگر
بود زان جان بر لب آمدہ مہمان می دیگر
بر بتان مردگان چون شمع دارا گر یہ می باید
شود در عالم جان نہ دیہم بر ہمی دیگر
ز فیض لطف بالا در دل شب گشت اعلم

کشم می ساقیا گویم سخن از ہماے دیگر
بجان آمد دلم یارب درین عالم ازین اوقم
درین محفل نباشد غیر از غم ہا ہمی دیگر
بروز وصل او دارم غم روز جدائی را
شود امی عمدہ سیر اب این بین از تشنگی کہ

بوقت واپسین شاید دم تیغ تو بنوازد
جہانی کن بنا از نو برآور آدمی دیگر
فگن آن زلف را بر چہرہ جانان قمر بر ہم
شب ہجران زلف پر وصل و دارم غمی دیگر
سر برآرا ایا این تمکنت نکتہ پرور

و تاج افروزان اریکہ دقیقہ یابی و معنی گستری اس بیان سعادت اقتران کو یون کرسی نشین کرتے ہین کہ جب شاہزادہ والا ورسیعنی بدیع الملک والا گہر شاہزادہ رستم سے جدا ہو کے دوسری جانب راہی ہوا بعجلت

تمام منازل سخت وبیابان پرخار و کوہسار دشوار گذار طے کرتا چلا جاتا تھا اور خدا سے دعا مانگتا تھا کہ میری آبرو
تیرے ہاتھ ہی عزازیل منقش کی ہلاکت پر عزت پانا منظور ہوا ہی غیب سے کوئی سامان ایسا پہونچ جاے کہ
جو یہ کام بسہولت میرے ہاتھ سے انجام پا جاے راوی کہتا ہی کہ گیہان نوجوان برادرزادہ فرعون
شاہزادہ بدیع الملک کی کوشش سے مسلمان ہوا تھا جب بدیع الملک ملک باختر کے جانب
روانہ ہوا وہ رخصت ہوکے اپنے ملک مین آیا تھا پیکر شاہ اسکا باپ تھا گیہان نوجوان اپنے
باپ کے پاس آیا قدمبوسی کی باپ نے بکمال شفقت اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا مزاج پوچھا گیہان
نے کہا اُس خداے وحدہ لاشریک کا ہزار ہزار شکر ہی کہ مین اسوقت تک صحیح و سلامت رہا جو یہانتک
پہونچا پیکر شاہ نے گیہان کی زبان سے خداے وحدہ لاشریک جو سنا نہایت متعجب ہوا اور کہا ای
فرزند آج تو نے عجب طرح کی لفظین اپنی زبان پر جاری کین جنکو مدت العمر مین نے نہین سنا سچ بتا یہ تو نے
کیا کہا گیہان نے کہا ای پدر واقعی تمہارے گوش گذار یہ لفظین کبھی نہین ہوئین واقعی نئی لفظین
ہین حقیقت امر یہ ہی کہ مین نے دین اسلام کو اختیار کیا ہی مین چاہتا ہون کہ تم بھی ایسے دین پاک کو
اختیار کرو مجہپر حقیقت اس دین پاک کی بخوبی ظاہر ہوگئی پیکر شاہ ہنسا اور کہا ای فرزند تیرا خیال
کس طرف ہی دین و مذہب کے معاملات ابتداے خلقت سے معرض بحث مین رہے باہمی تصفیہ
کبھی نہین ہوا ہے جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ؎ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند آج یہ تو یہ کیا کہتا ہی کہ تجکو
حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہوگئی گیہان نوجوان نے کہا ای پدر مین سچ کہتا ہون اگر یقین نہو
تو اس دین حق کے صحیح و درست ہونے کو مجھسے سن لو یہ سچ ہی کہ دین و مذہب کے مباحثے کبھی صاف
نہوئے مگر وجہ اسکی یہ ہی کہ جبتک توفیق آسمانی دریافت حق مین رفیق نہین ہوتی کبھی یہ بحث طے
نہین ہوتا پیکر شاہ نے بعد غور و تامل بسیار کہا ای فرزند میرا جی بھی اس دین کیطرف مائل ہی لیکن مین
ابھی اس دین کو اختیار نہین کر سکتا جبتک کہ بدیع الملک کو بچشم خود نہ دیکھ لون گیہان نوجوان
نے کہا شاہزادہ بدیع الملک ملک باختر کے جانب گیا ہوا ہی خیر کیا مضائقہ ہی جسوقت وہ واپس
آئے اُسوقت اس دین کو اختیار کرنا اسی طرح کی گفت و شنید بسیار کے بعد پیکر شاہ نے اس بات
کو قبول کیا تھا جب اسوقت سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک آیا ہی تو نامہ لکھا شاہزادہ کی خدمت مین ایک
قاصد کے ہاتھ نامہ بھیجا قاصد اُس نامہ کو لیے ہوے چلا جاتا تھا راہ مین شاہزادہ نے اُسکو دیکھا بدہ
سے کہا دیکھو یہ کون شخص قاصد وضع ہی جو چلا جاتا ہی بدہ بسرعت تمام اُسکے قریب پہونچا اور کہا
ای شخص تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُس قاصد نے کہا مین قاصد ہون بدہ نے کہا تیرے پاس کسکے
نام کا خط ہی اور کس نے بھیجا ہی اُسنے کہا گیہان نوجوان کا نامہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت
مین لیے جاتا ہون بدہ نے کہا تو شاہزادہ بدیع الملک کو پہچانتا ہی اُسنے کہا مین نہین پہچانتا
البتہ دریافت کرنے سے معلوم ہو جاے گا بدہ نے کہا اگر مین بتا دون تو کیا دیگا اُس قاصد نے
کہا اس طرح کا لالچ اکثر عیارون کا سننے مین آیا ہی معلوم ہوتا ہی تو عیار پیشہ ہی بدہ ہنسا اور کہا خیر کیا
یاد کریگا کہ کسی نے زحمت مین تخفیف کر دی دیکھ سامنے جو عالیجاہ مرکب پر سوار چلا آتا ہی یہی شاہزادہ
بدیع الملک ہی جسکے نام گیہان نوجوان نے نامہ لکھا ہی اگر تجکو منظور ہو اس کام کا معاوضہ

دے ورنہ مین تجھے سجدہ نہین ہون قاصد نے کہا ابھی میرے پاس کچھ نہین ہے شاہزادہ بدیع الملک
اگر نامہ بر کی محنت کا معاوضہ دیگا تو اُس معاوضہ مین تجھے بھی شریک کرونگا ہدہد نے کہا تجھے
اختیار ہے غرضکہ وہ قاصد بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا
اور کہا کیہان نوجوان نے یہ نامہ دیا ہے شاہزادہ نے سرنامہ پڑھا کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہے سرنامہ
چاک کیا مضمون مندرجہ پر نظر کی لکھا تھا اول نامہ بنام خداے تعالے دوم بنام خیر الورا سردار انبیا
شفیع روز جزا احمد مصطفے سوم بنام علی مرتضے خویش نبی و زوج فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ وسلامہ علیہما
چہارم یہ نامہ ہے از جانب من خادم خدام والا ایشے کیہان نوجوان غرض آنکہ اے شہریار عالی منزلت
و اعلی مرتبت یہ کمترین خدمت فیض درجت سے مرخص ہوکے پیکریہ مین اپنے پدر معظم کی خدمت
مین پہونچا دین اسلام کی دعوت کی بہت فہمایش سے پیش آیا اگرچہ باپ سے رو برو اس طرح کی
تقریر خلاف ادب تھی تاہم دین و مذہب مین ایسا ادب بیجا سمجھا جاتا ہے بعد گفت و شنید بسیار کے
پدر معظم نے یہ جواب دیا کہ جبتک شاہزادہ بدیع الملک کو بچشم خود نہ دیکھ لونگا دین اسلام قبول
نہ کرونگا مین نے اس شرط کو قبول کر لیا اور منتظر رہا کہ جب شہریار اس طرف رونق افروز ہونگے
یہ قصہ پاک ہوجاے گا اب امید ہے کہ حضور فیض گنجور اپنے قدوم میمنت لزوم سے شہر پیکریہ
کو عزت بخشین گے اور میرے پدر معظم کو بھی مسلمان ہونے مین کوئی عذر باقی نہ رہیگا مزید بران برکت
قدوم سے تمام رعایاے پیکریہ مسلمان ہوجاے گی بدیع الملک نے اس مضمون کے نامہ کو
از اول تا آخر پڑھ کے قاصد سے کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہے اچھا توقف کر مین تیرے
ہمراہ چلتا ہون قاصد وہین مقیم رہا ہدہد قاصد کے پاس آیا اور پوچھا کہ کیا ملا اُسنے کہا کچھ نہین ہدہد
بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریار کیہان نوجوان کے قاصد کو انعام
وغیرہ نہین ملا شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا اے ہدہد پیشتر تیری خصلت مین لالچ نہ تھا اب یہ لالچ کس
سے سیکھا ہدہد نے کہا شہریار مین کچھ نہین طلب کرتا ہون غیر شخص کا نامہ بر ہے عالم مین دستور ہے جو کوئی
نامہ بھیجتا ہے مکتوب الیہ قاصد کو انعام کے طور سے کچھ نقد دیتا ہے شاہزادہ نے پچیس تومان
متبسم ہوکے ہدہد کو دیے اور کہا لے اس قاصد کو دے آ ہدہد وہ تومان لیے ہوئے قاصد
کے پاس آیا اور کہا یہ تومان شاہزادہ نے تجکو دیے ہین مجھے کیا دیگا اُسنے کہا مجھے تومان دیدو
تو مین تمہین بھی دون ہدہد نے وہ تومان اُسکو دیے قاصد نے بارہ تومان ہدہد کو دیے
باقی تومان اپنی جیب مین رکھ لیے جب ہدہد کی صورت بدیع الملک نے دیکھی کہا اے ہدہد
تو نے کیا پایا اُسنے کہا شہریار جو کچھ اُسنے مجھے دیا اُسے منظور کر لیا عرض کرنے کی کیا ضرورت
ہے شاہزادہ نے کہا اے ہدہد اس طرح کی عادت بہت ذلیل و خفیف کرتی ہے اگرچہ دنیا مین بہتیرے
اسی طرح کے کرتے ہین جہان انھون نے کسی کے پاس کچھ دیکھا اور عف عف کرتے ہوئے
لیکن صاحب انعام نے اس خیال سے کہ دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ بکمال کراہت ایک پارچہ
نان اُنکے سامنے پھینک دیا اُن کتون نے بکمال شوق و رغبت اُس پارچہ نان کو کھا لیا اُنھیں
اس طرح کی حرکت نہ کرنا ہدہد بہت خفیف ہوکے خاموش ہو رہا الغرض دوسرے روز شاہزادہ

بدیع الملک نے اُس قاصد کو رہنمائی کیواسطے اپنے ہمراہ لیکے وہان سے روانہ ہوا چند روز کے بعد پیکرستہ مین پہونچا پیکر شاہ اور گیہان شاہ کو شاہزادے کے ورود کی خبر پہونچی وہ دونون بکمال جاہ و حشم استقبال کے واسطے آئے ملازمت حاصل کی اپنے دربار مین لا کے بٹھایا نہایت تعظیم و تکریم کی پیکر شاہ سے باتین شروع ہوئین اثنائے کلام مین دین و مذہب کا بھی ذکر آیا شاہزادے نے کہا ای پیکر شاہ بکو جو اپنا فرض ہوا ہی شتہ میرے یہان آ نے پر اپنا مسلمان ہونا سو قوف رکھا ہی اب جو کچھ عذر تمکو ہو میرے روبرو بیان کرو پیکر شاہ نے دست بستہ کہا شہریار واقعی دین اسلام برحق ہی اور کلمہ طیبہ پڑھ کے وہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا بدیع الملک کے نام کا جشن قرار دیا نہایت اہتمام کیا گیا اگر تفصیلاً لکھا جائے ایک ضخیم دفتر ہو جائے اصل مطلب معرض التوا مین آجاے خلاصہ یہ کہ تمام شہر پیکر یہ مین آئینہ بندی ہوئی اونچی اونچی لو جو ڈے دیئے گئے ایک قصر عالیشان صحبت جشن کے واسطے قرار دیا گیا تمام شہر کے اونچے اونچے طاق لٹنے بلاسے گئے وہ قصر و بند و بلند فرش قالین و شیشہ آلات وغیرہ جملہ سامان تجمل و زینت سے آراستہ کیا گیا شمعہا ے طلائی مین اگر و عنبر روشن کیا گیا انواع اقسام کے کھانے پکے تمام شہر کی دعوت کی ہر محلہ مین متعدد دیگین پلاؤ و زعفری کی بھیج دی گئین شب کو ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا شاہزادہ بدیع الملک کو بکمال تعظیم و تکریم مقام صدر مین بٹھایا تمام خاندان شاہی اور سرداران لشکر جمع ہوے نصف شب تک محفل عیش و نشاط آراستہ رہی بعدہ طائفون کو حکم برخاست ملا سب اپنے اپنے مکان کو گئے بدیع الملک بھی اپنے بستر استراحت پر روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ شہر پیکر یہ مین پیکر شاہ کا ایک باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب جسکے دیکھنے سے آنکھون کو نور دل کو سرور حاصل ہوتا تھا محویت کے عالم مین ممکن نہین کہ سیر کرنے والا باغ سے باہر قدم رکھنے کا ارادہ کرے میوہ ہاے گوناگون کہاں سے بوقلمون بلبلان خوش آواز شاخون پر گل کے پہلو مین نغمہ سرا گلدستہ نشاط خدوستش ایجاد کردہ ؛ ای حکمت آفرین زمہ آزاد کردہ ؛ حمد تو میکنیم لباہا بطلعت خویشتن ؛ فارغ زچہرہ وستی صیاد کردہ ؛ ایک نہر دو رنگ چلی گئی ہی جسکی لب گردان زمرد کی ہی آب مصفا جو ہوا سے حرکت کرتا ہی ہر لہر مین اگر دن ہی تو ہزار ون سورج اگر رات ہی تو ہزار ون چاند لوٹتے نظر آتے ہین اُسکا ہر ایک مکان نقش و نگار سے رنگ رنگ صحن چمن ہی ایک طرف دریار وان ہی مرغابیان خوش فعلیان کرتی پھرتی ہین قازین تیر رہی ہین ایک سمت انارستان دوسری جانب وارابستہ انگور کی قطار در قطار عجب کیفیت عجیب بہار نہرون مین بجرے تختہ وستے ہوے دوسرے روز جب شاہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا پیکر شاہ اور وہ دونون ایک جا بیٹھے انواع اقسام کے حرف و حکایات کی نوبت آئی اثنائے کلام مین شب کے رقص و نوا کا بھی ذکر آیا شاہزادے نے بہت تعریف کی اور کہا ای بادشاہ حالانکہ مین نے اکثر مقامات مین مطربون کو گاتے سنا لیکن شب کو یہان کے مطربون کے کمال سے نہایت محظوظ ہوا پیکر شاہ نے اس طرح عرض کیا

فلک بر در تو بسر افگندگی	زمین را براست تو پابندگی
غلامان بدل نقش تو کندہ اند	بنامت نگین دار تابندہ اند
کہ ای شہریار فلک بارگاہ	بعلمی جناب تو عالم پناہ
بالہام مقرون ہمہ کار تو	خداوند عالم مددگار تو
ہمہ قول و فعلت بماد لگشا	رضا سے تو منشاے امر خدا

مین نے ایک باغ ہمیشہ بہار بنوایا ہی وہان کی سیر بھی قابل دید ہی بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ آج وہان کی سیر بھی کیجیے اور شب کو وہین رقص و نوا کا آج پھر ہنگامہ گرم ہو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی خوب

شاہزادہ دو گھڑی دن رہے سوار ہوا امراے جلالت شعار و سلاطین عالی مقدار پہلوانان نمودار و نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے جلودار چوبدار دورباش باد بیباش کی صدا دیتے گئے ہزار ستے گلاب و بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے شوکت تمام و حشمت مالا کلام سے شام کو پہونچے تخت رواں جواہر نگار جسکی شعاع سے ذیل تصیر کی کرتی تھی زرین پوش کہار دوش پر لیے حاضر ہوئے شاہزادہ بدیع الملک مرکب سے اترا تخت پر جلوس فرمایا سب پیادہ پا چلے دیکھا عجب باغ رشک گلزار بہشت ہے ماہ چاردہم طالع ہے چاندنی سے دن نظر آتا ہے ہوا میں کرا ہوا المقیش اڑ رہا ہے قصر و ایوان باغ کے مینا کار بنے ہیں بدیع الملک باغ کی سیر کرتا ہوا ایک قصر رفیع و وسیع میں داخل ہوئے وہاں بیٹھا گیہان نوجوان اور سیکہ شاہ دونوں روبرو شاہزادہ کے استادہ منتظر حکم تھے شاہانہ مسند وہاں بھی تمام شاہزادہ بدیع الملک آراستہ کیا تھا اگرچہ وہ قصر بھی بکمال تکلفات و خوبی جملہ سامان زینت و زیبایش سے آراستہ تھا کسی شی کی کمی نہ تھی روشنی بھی خوب تھی مگر گیہان نوجوان نے کہا ای شہریار گردون وقار ع سپہر تابع و دوران مطیع تو باد پناہ اہل جہان عتبہ رفیع تو باد + اگرچہ اس قصر و ایوان و باغ وغیرہ میں بھی تمام سامان ضرورت موجود ہے لیکن اسوقت شب میں چاندنی کا سماں عجیب لطف دکھا رہا ہے میرے نزدیک اگر اسوقت کی صحبت بام قصر پر منعقد ہو تو بہت مناسب ہے شاہزادہ نے کہا بہتر ہے چنانچہ بام قصر پر فرش کیا گیا بدیع الملک کو مقام صدر میں بٹھایا اس مقام پر فضا کو دیکھ کے شاہزادہ بہت خوش ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی یکایک ایک طرف دور سے فانوس کی روشنی معلوم ہوئی متعجب ہوا گیہان نوجوان اور سیکہ شاہ کو قریب اپنے بلا کر کہا دیکھنا دور سے یہ فانوس کی روشنی کیسی معلوم ہوتی ہے گیہان اور سیکہ شاہ نے بھی غور سے اس روشنی کو دیکھا کہا شہریار سچ ہے کہ ہمکو بھی اس روشنی کے حال سے اطلاع نہیں ہے ورنہ ضرور عرض کرتے شاہزادہ نے کہا تعجب ہے کہ تم یہاں رہتے ہو اور تمکو یہاں کے حالات سے اطلاع نہیں ہے اور یہ ہم کو بلا کے کہا ای ہم نے اسوقت اس روشنی کو دیکھا ان لوگوں کو اسکے حال سے اطلاع نہیں ہے انشاء اللہ کل ہم تمکو اس روشنی کی اصل و حقیقت دریافت کرنے کو بھیجیں گے یہ ہمنے بھی اس روشنی کو خوب غور سے دیکھا کچھ تعقل [illegible] کام نہ کیا ناچار خاموش ہو رہا اور شاہزادہ سے کہا انشاء اللہ کل ضرور اسکی کیفیت دریافت کرونگا غرضکہ ناچ شروع ہوا اسوقت رات کا بھیگنا چاندنی کا سماں آہستہ ہوا سرد کا چلنا مطربان خوشگلو کا سازوں کے سروں سے گلا ملا کے گانا رقاصہ مہ لقا کا بکمال حسن و ادا ناچنا طرح طرح سے گوشہ نگہوں کا بتانا عجب کیفیت دکھا رہا تھا نوجوانان مست والے کچھ تھکے کچھ نیند [illegible] جام [illegible] دل گم تھے کسی کی یاد میں دلبا ہی دل میں کچھ کہ رہے تھے اور نفس سرد بھرتے جاتے تھے بیٹھنے نہ [illegible] سہرہ تھے آنکھوں میں آنسو بھر آئے سوچ رہے تھے کہ افسوس ابھی کل کی بات ہے ع

شب ماہ تھی چاندنی کا سماں تھا	بغل میں صنم تھا خدا مہربان تھا	آج ہم کہیں اور وہ [illegible] کہیں ہیں
کیا زمانہ کا انقلاب ہے ع	حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

بعد نصف شب کے آج بھی صحبت برخاست ہوئی سب حاضرین محفل اپنے اپنے مکان پر گئے شاہزادہ نے بھی استراحت کی صبح کو شاہزادہ نے یہ چاہا کہ جلد اس شب کی روشنی کی خبر لا [illegible] روانہ ہوا چونکہ بدیع الملک نے تعجیل کی تاکید کر دی تھی خبر اخبر چلا جاتا تھا بہت دور نکل گیا لیکن اس روشنی

کا سراغ نہ ملا یہانتک کہ دن تمام ہو گیا اور سیاہی شب کے آثار نمایان ہوئے اُسوقت ہدہد کو دور سے ایک
کوہ فلک فرسا دکہائی دیا جسکا نام کوہ کبود تہا دل مین کہا اب تو یہانتک پہونچ گیا ہون اس کوہ بلند کا بہی
حال دریافت ہو جائیگا جب قریب اُس پہاڑ کے پہونچا دیکہا ایک نازنین آئینہ جبین نور طلعت پری پیکر
جسکے حسن و جمال سے آفتاب عالمتاب اتنا ابر مین منہ چہپاتا ہی اور گیسو سے مشک ناب کی رنگت سے
آہوے تتاری خون جگر کہاتا ہی

رخش چو گلنار و لب نار دان		زہرا بروش رستہ دو رنا دان
دو چشمش بسان دو نرگس بباغ	شرہ شبہ کی بردہ از پر زاغ	دو ابرو بسان کمان طرازند
برو نور یوسف دمیدہ از مشک ناز	اگر باہ جوئی ہمہ نور او ست	دگر مشک بوئی ہمہ بوے او ست
بہشتی است سرتاسر آراستہ	پر آرایش و رامش و خواستہ	

بالاے کوہ بکمال دلبری و دلربائی
بیٹہی ہوئی ہی ہدہد اس واقعہ عجیب کو دیکہ کے ششدر رہ گیا تا دیر زیر کوہ کہڑا رہا پہر دل مین کہا یہان مقیم
رہنے سے کیا فائدہ بالاے کوہ چل کے اگر روشنی کی حقیقت نہین تو اس مہ لقا ہی کا حال دریافت کرنا چاہیے
کہ یہ کون ہی اور کیا سبب بالاے کوہ قیام کا ہی یہ سونچ کے ہدہد روانہ ہوا ابہی تہوڑی ہی راہ طی کی تہی کہ ناگاہ ایک
آسمان سے ایک پنجہ نمودار ہوا اور ہدہد کے گردن کو گرفت مین لا کے بالاے آسمان اُٹہا لیگیا یہ دو دن ہی
کہ شاہزادہ بدیع الملک ہدہد کے انتظار مین نہایت پریشان و مشوش ہو گیا ہی طرح طرح کے خیالات بد دلمین
خطور کر چکے ہین دل مین کہتا ہی کہ وہ روشنی بظاہر دور نہ تہی جسکی جستجو مین اسقدر عرصہ گذرا اسوقت تک ہدہد
واپس نہین آیا نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہو گیا چل کی اسکی خبر لینا چاہیے چنانچہ گیہان نوجوان اور
پیکر شاہ سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنہون نے کہا یہ شعر بر زبان لاتا ہی یاور ہے خدا ز دولتت تو سرفراز باد
درہاے فتح بر رخ بخت تو باز باد خداوند عالم تمہارے تمام کام حسب مراد بنائے آپکے مراد مین رنج مطلوب
دکہائے اگرچہ ہدہد کو عرصہ گذرا کہ وہ واپس نہین آیا تاہم تمہارا جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ابہی اور انتظار
کرو شاید اس طرف آتا ہو یا راہ مین ہو شاہزادہ نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی مین ضرور ہدہد کے حال کی خبر لونگا
تمام شب اسی فکر مین مبتلا رہا صبح کو مرکب پر سوار ہو کے ہدہد کی تلاش مین روانہ ہوا یہانتک کہ بعد طی مراحل
سخت یہ بہی اُسی کوہ کبود کے دامنہ مین آ پہونچا نظر جو اُٹہائی اسنے بہی اس نازنین مہ جبین کو بالاے کوہ
بیٹہے دیکہا اور یہ بہی غریق بحر حیرت ہو گیا کہ اس سراپا حسن و ناز کا یہان کس طرح گذر ہوا اسکا حال بہی دریافت
کرنا مقدم ہی حتی کہ بالاے کوہ پہونچا اس نازنین کے جانب بکمال رغبت دیکہنا شروع کیا ایک نظر جو اُٹہائی
دیکہا ایک دیو کوہ پیکر مہیب صورت بیٹہا ہی سامنے آگ روشن کیے ہوئے ہی اور قریب اُسکے ہدہد بیٹہا
ہی مگر نہایت مضمحل اور اُداس قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ دیو ہدہد کے کباب لگانا چاہتا ہی شاہزادہ نے
کہا ای ہدہد تو یہان کہان ہدہد مین جو اس کہان تہے جو کچہ جواب دیتا شاہزادہ کی صورت دیکہ کے شاد و خوش
ہو رہا شاہزادہ نے کہا ای ہدہد اس طرف دیکہ ہم تجہے لینے پہونچے ہین اور تو ابہی اسقدر کیون اُداس ہی کیا
مجال اس موذی کی جو تجہکو کچہ صدمہ پہونچا سکے اور دیو کی طرف متوجہ ہو کے کہا او نابکار شریر کیا ارادہ ہی دیو نے
بدیع الملک کو دیکہ کے قہقہہ مارا کہا ای آدمزاد ضعیف البنیاد تو اسوقت خوب آیا اب مین اس آدم زاد
کے ساتہ تیرے بہی کباب لگاؤنگا بہا کے گزک کام مین لاؤنگا قریب آ شاہزادہ نے کہا او بدبخت اجل رسیدہ
تو کیا حقیقت رکہتا ہی جو میرے کباب لگائے گا مین تیری جان کا عزرائیل آ پہونچا دیو شاہزادہ کے جانب

وہ بڑا شاہزادہ اُسکے بند دست کو گرفت مین لایا اور اپنی طرف بقوت تمام کھینچ لیا ہنگامہ کشتی گرم ہوا دیو کی
دو شاخین شاہزادہ کے ہاتھ مین آگئین دونون ہاتھون کو شکستہ کیا دیو تاب مقابلہ نہ لایا طلسم کے جانب بھاگا
شاہزادہ نے آسکے بعد کو رہا کیا اُس نازنین کے قریب آیا دیکھا غزال گوہر پوش دختر فرکھون ہی کہا
ای آرام جان یہان تو کہان غزال گوہر پوش نے کہا شہریار جس زمانہ مین تم حمزہ ثانی سے آزردہ ہو
باختر کے جانب گئے مین بہت پریشان و مضطر ہوئی ایک روز زیادہ انتشار جو میرے دلپر مستولی ہوا ملک
فرکھون مین اپنے مکان کے کوٹھے پر تنہا بیٹھا دل بہلانے کو گئی ادھر اُدھر کی سیر کرتی تھی حسب اتفاق
یہ نرہ دیو بالاے آسمان اُس طرف سے گذرا مجکو دیکھکے فریفتہ ہوگیا ہوا سے آسمان سے میرے کوٹھے
پر آیا اور مجکو اُٹھا کے یہان لے آیا ای شہریار اس واقعہ کو دو سال کا عرصہ گذرا جب سے مین یہان مقید
ہون زہے نصیب میرے کہ تم یہانتک پہونچے ورنہ مجکو اپنی رہائی کی کسی طرح امید نہ تھی شاہزادہ نے
غزال گوہر پوش کو قید سے رہا کیا اور اپنی پشت کے جانب مرکب پر سوار کرکے روانہ ہوا شہر
پیکریہ مین پہونچا اور محل مین آکے قرار لیا

اب پھر شاہزادہ کے حال کے جانب توجہ کیجاتی ہی

واقفان نیکہ در سخن گستر دانند ✤ شرح این داستان چنین کردند ✤ کہ جب رستم ثانی کو کوئی طلسم مین
لیگیا اور رستم ثانی نے ارغنون کو ہلاک کیا ہنوز طلسم مین تھا کہ ہلاہل جادو جو عزرائیل کے جانب
سے بادشاہ طلسم تھا اُسنے ناقوس کو بجایا اُسی وقت یکایک آواز پیدا ہوئی ہوا سے تند چلی معلوم ہوا طوفان
آیا عزرائیل نمودار ہوا اُسوقت اُس ملعون کا قد اسی گز کا تھا ہلاہل جادو اُسکو دیکھکے تعظیما اُٹھ کھڑا
ہوا اور باادب تمام آداب بجالایا عزرائیل نے باواز بلند کہا ای ہلاہل جلد بیان کر اسوقت تو نے مجکو کسواسطے
تکلیف دی کہ مین یہان آنے کے واسطے مجبور ہوا اُسنے کہا ای عزرائیل واقعی مین عجب تردد مین مبتلا ہون
وہ تردد یہ ہی کہ ابھی کل کا ذکر ہی کہ ایک جوان حسب اتفاق میری قید مین مبتلا ہوگیا تھا اُسکا نام رستم ثانی تھا
مین نے اُسکا حال پوچھا تو اُسنے بیان کیا کہ ہم دو شخص بالاتفاق اپنے لشکر سے باین قصد چلے تھے کہ عزرائیل
کو ہلاک کرین سو مین یہان گرفتار ہوگیا اور دوسرا شخص جسکا نام بدیع الملک ہی وہ عزرائیل کی تلاش
مین پھرتا ہی ای عزرائیل جب مین نے اُس جوان کی زبانی یہ حال سنا اُسے ارغنون کے حوالہ کیا اور
تاکید کر دیا کہ باہتمام تمام اسکو اپنی قید مین رکھنا آج شب کو کسی نے ارغنون کو ہلاک کیا اور اُس جوان مقید
رستم نام کو رہا کر لیگیا مجکو نہایت ملال ہوا اور یہ فکر ہی کہ دیکھیے انجام اس واقعہ کا کیا ظہور مین آتا ہی عزرائیل
تادیر متامل رہا بعدہ کہا ای ہلاہل تو کیا کہتا ہی ازروے علم رمل مجکو خود دریافت ہوا ہی کہ یہ سال مجپر گران ہی بلکہ
کچھ عجب نہین ہی کہ جو برنا اُس جوان دوم یعنے بدیع الملک کی تیغ سے ہلاک ہو جاؤن ہلاہل نے کہا …
کیا چند … کا قرار دیا ہی اول تو یہ بات عقل مین نہین آتی ہی کہ تو اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا
عزرائیل نے کہا ای ہلاہل یہ بات مسلم ہی کہ جو بات ہونے والی ہوتی ہی وہ ضرور ہوتی ہی بالفرض بظاہر
اُسکے سامان نہون ہلاہل نے کہا یہ بھی صحیح ہی پر اُسکا بندوبست بھی تو ضرور ہی علی الخصوص ایسی حالت
مین کہ اُس بات کا ہونا پیشتر سے دریافت ہوگیا ہو عزرائیل نے کہا ہان فی الحال یہی تدبیر ہی کہ مین پوشیدہ
ہوا جاتا ہون لیکن تو ایسا کچھ بندوبست کر کہ بدیع الملک تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو جائے ای ہلاہل

مین خود اس بارہ مین کوشش کرتا لیکن مجکو خوف اس بات کا ہی کہ ایسا نہو میری پیشین گوئی صحیح ہو جاے
کہ مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤن لہذا مین تجھسے کہتا ہون اور یہ خیال رہے کہ جب
بدیع الملک گرفتار ہو جائے فوراً مجکو بلا لینا ہلاہل نے قبول کیا عزازیل وہان سے چلا گیا عزازیل کے
جانے کے بعد وہ دیو شاخ شکستہ آیا اور ہلاہل کے روبرو گریہ وزاری شروع کی اُسنے حال پوچھا دیو نے کہا
ای ہلاہل کیا پوچھتا ہی عیان راچہ بیان دیکھ میرے سر پر شاخین کہان ہین ہلاہل نے کہا آخر تیرے سر کی شاخین
کیا ہوئین اُسنے کہا ای ہلاہل فریاد ہی کہ بدیع الملک نے میرے سر کی شاخین توڑ ڈالین اور دختر فرعون
میری معشوقہ کو لیگیا ہلاہل نے متعجب ہوکے کہا تو دیو زاد اور وہ آدم زاد اُسکے مقابلہ مین تیرے زور نے کچھ
کام نہ دیا اُسنے کہا ای ہلاہل مین نے ہرچند زور و طاقت سے کام لیا لیکن وہ آدم زاد ایسا زبردست ہی کہ اُسکے
مقابلہ مین کچھ پیش رفت نہ گئی ہلاہل نے کہا اب وہ کہان ہی اُسنے کہا اب وہ ہیکرپیہ مین مقیم ہی اور یہ وضع قطع
اُسکی ہی ہلاہل نے چند جادوان مکار کو بلایا اور کہا جلد اُس سفاک بدیع الملک نام کو گرفتار کر لاؤ ان جادوان
نے مقام کا نام پوچھا اُسنے کہا ہیکرپیہ مین ملیگا جادوان نابکار پتہ نشان پوچھکے وہان سے روانہ ہوئے حتی کہ
شہر ہیکرپیہ مین پہونچے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک ہیکرپیہ کے باغ مین بالاے قصر بستر استراحت پر نہایت
آرام کر رہا ہی اور گوہر مراد و ہیکل بھی پاس موجود ہی جادوان ملعون ہیکل وغیرہ سامان رد سحر کو دیکھ کے
بید کی طرح لرز گئے آپس مین ایک نے دوسرے سے کہا ای فلان اب کیا کیا جاے کہ اس جوان کے پاس
سامان رد سحر موجود ہی دوسرے نے کہا بیشک مجبوری کا عالم ہی ہیکل وغیرہ کی موجودگی سے کچھ کام نہین ہو سکتا
تیسرے نے کہا خیر اب جو کچھ نہین ہو سکتا اُسکا ذکر ہی بیکار ہی جو کچھ ہو سکتا ہی اُسمین کیون تاخیر کرتے ہو
یعنی ہدہد اور ملکہ غزال کے جانب اشارہ کر کے کہا اگر اس جوان کو نہین لیجا سکتے ان دونون زن و مرد کو لیجاؤ
خلاصہ یہ کہ چند جادوان نے ہدہد کو اُٹھا لیا اور باقی نے ملکہ غزال کو اُٹھا کے قبضہ مین کیا اور وہان سے
بھاگ گئے اور اس طرح بھاگے کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اسواسطے کہ جب سے ہیکل وغیرہ کو دیکھا تھا
اُنکے دلون مین ایک نوع کا خوف پیدا ہوگیا تھا ہر مرتبہ دل مین کہتے تھے ایسا نہو وہ جوان بیدار ہو جائے
ورنہ ابھی ہم سب کو ہلاک کریگا اور ہدہد اور ملکہ کو چھین لیگا وہان ہلاہل اشد انتظار مین بیٹھا دل
مین کہتا تھا کہ دیکھیے وہ جادوگر کیا کام بناتے ہین اگر بدیع الملک گرفتار ہوگیا تو کام بن جاویگا
ورنہ کچھ بھی نہین عنقریب ہلاکت کا انتظار کرنا ہوگا یہ اسی خیال مین مبتلا بیٹھا تھا دیکھا سامنے سے وہ
جادوگر چلے آتے ہین اور پشتارہ بھی لیے ہین ہلاہل سمجھا کہ کام حسب مراد بن گیا افراط خوشی سے قہقہہ مار
کے چند مرتبہ اُٹھا اور بیٹھا جب وہ جادوگر قریب آئے کہا ای فلان ہمارا کام بنا لائے اُنھون نے کہا ای
ہلاہل کیا کام بنا لائے جسکے گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ دستیاب نہوا اور اُسکے ہوا خواہون سے لے آئے
ہلاہل نے کہا آخر ان پشتارون مین کیا لائے ہو اُنھون نے کہا ایک مین ملکہ غزال ہی اور دوسرے مین
ہدہد ہی جو بدیع الملک کا سچا خیر خواہ ہی ہلاہل نے کہا افسوس بدیع الملک کو گرفتار نہ کیا اُنھون نے
کہا کیونکر گرفتار کرتے اُسکے پاس ہیکل وغیرہ سامان رد سحر موجود تھا ایسی حالت مین اگر ہم کچھ جرأت کرتے
ضرور ہماری جانین ضائع ہوتین اسواسطے کہ سحر ہمارا اثر نہ کرتا لامحالہ بدیع الملک ہمسے تعرض کرتا
اور ہم اُسکے مقابلہ مین بجز سحر کے ایک لمحہ قیام نہین کر سکتے ہلاہل نے کہا خیر کچھ مضائقہ نہین ہی ہدہد اور

ملکہ عزال کا بھی گرفتار ہونا گویا کام کا بن جانا ہی پشتارہ کھول کے ہمین دکھاؤ اُن نابکارون سے پشتارے کھولے ہلاہل ملکہ عزال کو دیکھکر ہزار جان و دل فریفتہ ہوگیا اُسیوقت اُسے ہوشیار کرکے محل مین بھیج دیا اور ہدہد کو ہوشیار کرکے بہت کچھ لعنت ملامت کی بعدہ اُسکو قیدخانہ مین بھیج دیا اور نگہبانان زندان کوتاکید کی کہ خبردار اس قیدی کی نگہبانی مین نہایت مبالغہ مرعی رکھنا مین تم سب کو اسکے عوض مین گرفتار بلا کرونگا غرضکہ ہدہد کو مقید اور ملکہ عزال کو محل مین مقیم رکھا اب اُس طرف کا حال سماعت فرمایئے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک خواب راحت سے بیدار ہوا ملکہ عزال اور ہدہد کو نہ پایا بہت متعجب ایک ایک سے حال دریافت کیا سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہنوز یہ تحقیقات ہو رہی تھی کہ گیہان نوجوان اور سکر شاہ شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا ای یارو کیا مزاج کا حال پوچھتے ہو عجیب واقعہ در پیش ہوا ہی کچھ عقل کام نہین کرتی اُنھون نے استفسار حال کیا شاہزادہ نے کہا اصل حال یہ ہی کہ شب کو جب مین سویا ہون ہدہد اور ملکہ عزال دونون موجود تھے صبح کو جو دیکھا دونون غائب ہین نہین معلوم میری غفلت مین کون یہان آیا اور دونون کو یہان سے لیگیا طرفہ تر یہ ہی کہ سب جانتے ہین کہ مین سبب فساد کا سمجھا جاتا ہون مگر مجھکو کوئی نہ لیگیا اُن دونون بیچارون کو لیجا کے نہین معلوم کس عذاب سخت مین مبتلا کیا ہوگا اس واقعہ کو سُن کے گیہان نوجوان اور سکر شاہ بھی متعجب ہوئے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی اور آپسمین کہا کیا ہو گیا کچھ سمجھ مین آتا ہی اُسنے کہا کہ مین ہرگز ذہن کام نہین کرتا اس گفت و شنید مین بہت دن چڑھا شاہزادہ بدیع الملک کو غسل کی ضرورت تھی لب حوض آیا لباس مع ہیکل وغیرہ تن سے جدا کیا حوض کے کنارہ رکھدیا اور خود حوض مین اُترا چند جادوگر گھات مین بیٹھے تھے ادھر شاہزادہ نے حوض مین غوطہ مارا اُدھر وہ مکار ہیکل وغیرہ کو لیکے راہی ہوئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ای شاہزادہ بدیع الملک اس ہیکل اور گوہر مراد کا سبب تھا کہ ہم تیرے نزدیک نہ آسکتے تھے ورنہ اب تک ہم تجھکو گرفتار کر لیجاتے اب یہ سامان بعد کوشش بسیار ہمکو دستیاب ہوگیا ہی دیکھین تو ہمارے ہاتھ سے کہان جاتا ہی اور کیونکر ہمارے مقابلہ مین سر بر ہوتا ہی شاہزادہ نے بعجلت تمام غسل سے فراغ حاصل کیا اور حوض کے کنارہ سکوت مین بیٹھا دل مین کہتا تھا ای بدیع الملک غضب ہوا یہ مکار تجھسے فریب کرکے ہیکل اور گوہر مراد کو لیگئے آیندہ اس سامان کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہی دیکھیے ان بدبختون کے ہاتھ سے کیسی کیسی اذیتین اُٹھانا پڑتی ہین اسی اثنا مین گیہان نوجوان کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ شاہزادہ کو دیر کیون ہوئی غسل کے واسطے گیا تھا وہان حوض کے پاس آیا دیکھا شاہزادہ سر جھکائے بیٹھا ہی کہا شہریار خیر باشد کس ملال مین مبتلا بیٹھے ہو شاہزادہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای فلان کیا کہون پہلا وہ واقعہ حیرت خیز کہ ہدہد مع ملکہ عزال غائب ہوگیا آج یہ مصیبت نازل ہوئی کہ مین غسل کی غرض سے حوض مین اُترا جو ہین غوطہ لگا کے پانی سے سر باہر نکالا ہیکل اور گوہر مراد کو غائب دیکھا میرے دلمین پیشتر ہی اس بات نے خطور کیا تھا کہ خدا ہیکل وغیرہ کو بچائے کفار اسکی گھات مین لگے ہوئے ہین مگر اسوقت یہ بھی خیال ہوا کہ آنا فانا کون لیجاسکتا ہی وہی خیال صحیح ہوا کاشکے مین اس طرف نہ آتا جو ہیکل وغیرہ کا نقصان نہ ہوتا ملکہ عزال گو ہر پیش کو مین جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اسی طرح ہدہد کو بھی سمجھنا چاہیے اسواسطے کہ اپنا خیر خواہ کہان ملتا ہی وہ موذی اُن دونون کو لے گئے کیا شخص ساعت

تھی جب مین یہان آیا تھا گیہان نوجوان نے کہا شہریار بیکار اسقدر متردد ہو خداوند عالم مسبب الاسباب
ہی بار دیگر وہ دونون زن و مرد تم تک پہونچ جاوین گے اور ہیکل وغیرہ بھی دستیاب ہو جائیگی غرض شہزادہ نے
کہا اے گیہان خدا کی قدرت مین تو کچھ شک نہین ہے لیکن فی الحال میری سمجھ مین نہین آتا کہ وہ دونون آدمی
اور دونون چیزین کس طرح اُن گبرون کے ہاتھ سے مجھ تک پہونچین گی اُس طرف وہ جادوان مکار ہلاہل
کے پاس پہونچے ہلاہل نے کہا اے فلان اس مرتبہ پھر تم خالی آئے بدیع الملک کو نہ لائے اُن سب نے
کہا اے ہلاہل اگرچہ پیشتر بھی جو دونون زن و مرد کو لایا یہ فعل عبث نہ تھا بلکہ نہایت بکار آمد تھا اب وہ چیز
لایا ہون کہ اگر بدیع الملک بقید حیات ہے لیکن ہم جادون کے مقابلہ مین کبھی سرسبز نہوگا جیسا کہ سابق
مین ہمیشہ سرسبز ہوا کیا ہے ہلاہل نے خوش ہو کے کہا اے فلان آخر کچھ بیان تو کرو کیا ایسی شی لائے ہو جسکی
اسقدر تعریف کر رہے ہو انھون نے کہا اے ہلاہل سن اور خوش ہو کہ آج ہم سب بدیع الملک کے
پاس جا کے اس سے ہیکل اور گوہر مراد لے آئے ہین کیونکہ یہ دونون چیزین ہلاہل کے روبرو رکھ دین
اور کہا دیکھ یہ وہی سحر کی رد کرنے والی دونون چیزین ہین یا نہین جو ہین ہلاہل کی نظر ہیکل وغیرہ پر پڑی
اپنی جگہ سے اُچھل پڑا عالم بے اختیاری مین کہا اے فلان واقعی کام کر دیا ہے ہم کو ہرگز تجھ سے اس طرح کی
کارروائی کی امید نہ تھی اور ہیکل وغیرہ کو لے کے تادیر دیکھتا رہا پھر اُس ناقوس کو طلب کیا اور بجانا
شروع کیا یکایک لینا لینا کی صدا بلند ہوئی اور عزازیل بصورت مہیب نمودار ہوا ہلاہل تعظیماً اپنی جگہ
سے اُٹھ کے کھڑا ہوا عزازیل آیا تخت نکبت پہ بیٹھا پوچھا اے ہلاہل اب کیون مجھے یہانتک آنے کی
تکلیف دی ہلاہل نے قہقہہ مارا کہا اے عزازیل آج ہم تجھے بڑی خوشخبری سناتے ہین اُسنے کہا کیا
ہلاہل نے کہا آگاہ ہو کہ جو گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ سامان ردسحر بدیع الملک کے پاس تھا جسکے
سبب سے بدیع الملک ابتک جملہ آفات سے محفوظ رہا وہ ہمارے قبضہ مین آگیا عزازیل نے کہا
مجکو یقین نہین ہے ہلاہل نے کہا عیان را چہ بیان موجود ہے دیکھ لے عزازیل نے کہا اگر واقعی ہیکل
وغیرہ ہاتھ آگئی تو بہت خوش ہونے کی بات ہے ہلاہل نے اُس سامان کو طلب کیا اور عزازیل سے کہا
دیکھو مین جھوٹ تو نہین کہتا اُسنے کہا بیشک یہ وہی سامان ردسحر ہے مگر اسکی حفاظت مین بلیغ اہتمام کرنا چاہئے
ہلاہل نے کہا جسطرح تیری راے ہو اُسی طرح اسکی حفاظت کیجاوے عزازیل نے بعد تامل بسیار کہا
ہم اس ہیکل وغیرہ کو لیجا کے ایسی جائے محفوظ مین رکھین گے کہ اگر خداپرست ہزار کوشش کرین
اس تک نہ پہونچین گے یہ کہکے ہیکل و گوہر کو اُٹھا لیا قصر معلق کے قریب آ کے آویزان کر دیا اور
ایک اسم پڑھ کے اُسپر پھونکا اُس اسم کے سبب سے یہ خاصیت پیدا ہو گئی کہ اگر کوئی شخص اُس ہیکل و
گوہر کے قریب پہونچکے اُسکے لینے کا ارادہ کرے فوراً ایسا دھوان پیدا ہو کہ آنکھین نابینا ہو جاوین
غرضکہ گوہر و ہیکل کو وہان محفوظ رکھکے اور طلسم بندی کرکے خداپرستون کے لشکر کے قریب آیا اور آواز
بلند نعرہ مارا کہ اے خدا سے نادیدہ کے بندگی کرنے والو اگر تم نہین جانتے ہو تو جانو مین ہون
عزازیل شفقش کچھ تمکو ستم ثانی اور بدیع الملک کی بھی خبر ہے آگاہ ہو کہ مین نے اُن دونون نامدار
سردارون کو ہلاک کیا مین ہی ایسا صاحب حوصلہ خداوند بہت بزرگ کا نظر کردہ تھا جو اُن دونون
زورآورون کو پسپا کر کے ہلاک کیا ورنہ کیا مجال تھی کسی کی جو انکو ہلاک کرتا اگر تمکو یقین نہو تو جلد دیکھ لو

ہیکل اور گوہر مراد کو اُنکے قبضہ سے لیکے قصر فرعون مین آویزان کر دیا ہی یہی دونون چیزین اُنکی حفاظت کا سبب تھا ورنہ ابتک کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے چونکہ ابھی مجکو کسی قدر کام کا انجام دینا باقی ہی اس سبب سے مجبور ہون ورنہ تم سب کا فیصلہ کرتا اور کچھ عرصہ نہین باقی ہی اب ہمین اپنے کار ضروری سے فارغ ہو گئے تمسے سمجھونگا یہ کہکے وہان سے گزر گئی

اب لشکر اسلام کے حال مین خامہ فرسائی کیجاتی ہی

جن و ملک ہین تابع فرمان ... قدرت حق ہی حضرت انسان
کشتی عالم ڈوب رہا ہے ... جوش پہ ہی اشکونکا طوفان
داغ عشق نے سر سے پانو تک ... ہمکو بنایا سرو چراغان
دور سے گلشن مین بلبل کا ... گل کی روش ہی چاک گریبان
یاد ہی اُسکا مصحف عارض ... ہم بھی ہوئے ہین حافظ قرآن
ہندی نغمہ سنج کے آگے ... کیا بولیگا مرغ خوش الحان

تیرے زلف کے سودائی کا ... شب سے بہت حال ہی پریشان
دیکھ کے تیرے دیوانے کو ... بھاگ گئے سب غول بیابان
جور بتان سے کیون گھبرایا ... مرد خدا کی ہمت مردان
نزع مین وہ بت یہ بھی نہ بولا ... جا تیرا اللہ نگہبان
چشم سیاہ غمزہ کافر ... فتنۂ عالم آفت دوران
تواریخ ہی اسے مرد سخندان ... جنین آشکارا کند راز نہان

کہ جب عزرائیل مستقش نے قریب لشکر اسلام آکے باواز بلند نعرہ مارا تمام لشکر حمزۂ ثانی نے اُس آواز کو سنا کمال توحش ہوا کہ یہ کون ہی جو اسوقت لشکر اسلام سے مخاطب ہی جب صبح ہوئی مروج دین سبحانی یعنے حمزۂ ثانی نے بارگاہ سلیمانی مین آکے قیام کیا تمام پہلوانان و سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین حسب دستور حاضر ہوئے بکمال ادب آداب و مجرا بجا لا کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے آپس مین باتین شروع ہوئین ہر ایک نے دوسرے سے شب کی آواز کا ماجرا بیان کیا اور تعجب ظاہر کیا پھر حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض پیرا ہوئے کہ ای شہریار فلک اقتدار شب کا واقعہ کچھ سمجھ مین نہین آتا حمزۂ ثانی نے استفسار حال کیا اُنھون نے کہا کہ شب کو کسی نے باواز بلند کہا ای خدا پرستو ہمنے رستم ثانی اور بدیع الملک کو ہلاک کیا اور اُنکی ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہی عنقریب تمسے بھی ہم ملا چاہتے ہین کیونکہ حفاظت کا سامان تمھارے قبضہ سے نکل گیا ہی دیکھین اب تم ہمارے دست بلا مین کس طرح نہین لیپا ہوتے ہو اگر واقعی رستم ثانی اور بدیع الملک دونون جوان ہلاک ہو گئے تو غضب ہو گیا مع ہذا یہ بھی گمان ہی کہ اُن دونون کی موجودگی مین ہیکل وغیرہ کا کفار کے ہاتھ آجانا محالات سے ہی حمزۂ ثانی نے کہا ای یارو اگر ایسا کچھ ہوا ہی تو واقعی بڑا غضب ہوا طرفہ تر یہ کہ ہمنے بھی یہ آواز سنی ہی بلکہ مین خود بیان کرنے کو تھا اگر تمنے خود بیان کیا اور میرا گمان یہ ہی کہ ممکن ہی وہ دونون جوان زندہ ہون اور ہیکل وغیرہ کو کفار مکار نے بمکر و فریب اُنسے لیلیا ہو اس اثنا مین عیار حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا کہ ہیکل اور گوہر مراد یہ دونون چیزین قصر فرعون مین آویزان ہین ہمنے بچشم خود دیکھا ہی یہ سنکے حواس باختہ ہو گئے نہین معلوم کیا اسرار ہی خداوند عالم شاہزادہ بدیع الملک اور شاہزادۂ رستم ثانی کو اپنے حفظ و امان مین رکھے اس خبر کو سن کے تمام لشکر مین صدا ئے شور نا بلند ہوئی ایرج و نورالدہر نے اپنے گریبان کو چاک کیا کر سیون پر سے بدحواسی مین زمین پر گر پڑے حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ خواجہ زادون کو لاؤ خواجہ اکرم افعی خواجہ دریا دل اور خواجہ سیاوخش آئے حاضرین نے نہایت ادب سے سلام کیا تعظیم دی حمزہ نے کہا ای واقفان رموز عقلی و عالمان علوم نقلی اسوقت مین نے آپ صاحبون کو کمال انتشار مین یہان

آنے کی تکلیف دی بعد ازان رستم ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک کا واقعہ بیان کیا انھون نے اپنے
قواعد سے دریافت کرکے عرض کی شہریار الحمد للہ الکریم رستم ثانی اور بدیع الملک ابھی تک بقید حیات
ہین یہ تمام کرشمہ عزازیل منقش کا ہی حمزہ ثانی نے کہا ای معظم ذات مکرم صفات اگرچہ مین تمہارے
حکم کو غلط نہین سمجھتا ہون لیکن رستم ثانی اور بدیع الملک کا زندہ ہونا قیاس مین نہین آتا اسواسطے
کہ ہیکل اور گوہر مراد جسپر حفاظت کا مدار تھا اُن اشیاء ردسحر کو سنا ہی کہ قصر فرعون مین آویزان ہین
خواجہ زادون نے کہا اگرچہ یہ بات صحیح ہے لیکن اس بات کا بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ اگر ان دونون شاہزادون کا روز
سیاہ ہو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز ہو ہم سزاوار ہین اور شاہزادہ بدیع الملک پکیہ سے مین ہی اگر ہیکل
اور گوہر مراد شاہزادہ بدیع الملک کو پہونچ جائے تو وہ ضرور عزازیل منقش کو ہلاک کرے ای والا قدر
عالی منزلت گوہر مراد اور ہیکل کے ہم پہونچانے مین کوشش کرنا چاہیے خیر سگالی بدیع الملک اور
رستم ثانی کی سُن کے نورالدہر اور تمام سرداران لشکر اسلام بہت خوش ہوئے حمزہ ثانی نے تمام
عیارون کو ایکجا جمع کیا اور کہا ای دلاورو مجھکو ہرگز بدیع الملک اور رستم ثانی کے صحیح و سلامت
ہونے کا گمان نہ تھا لیکن خواجہ زادون کی زبانی یہ خوشخبری سُنی اب چونکہ عزازیل کا ہلاک ہونا شاہزادہ
بدیع الملک کی کوشش وسعی پر موقوف معلوم ہوتا ہی مع ہذا ہیکل اور گوہر مراد کا بھی شاہزادہ کے
پاس موجود ہونا ضروری امر ہے پس اگر تم مین سے کوئی جوان ہیکل اور گوہر مراد کو قصر فرعون سے
اُتار لائے گا جو ہفت پر پیچ کے ہفت گز غول مین نے بنائے ہین اُنمین سے ایک گز غول مع
تاج اُسکو دونگا بیشتر عیار اسوقت بغلین جھانکنے لگے اور آپس مین کہا کیا خوب حمزہ صاحبقران ہم لوگون کی
جان کے دشمن ہین قصر فرعون تک کسکی مجال ہے جو پہونچ سکے گا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے
اور عرض کی شہریارا یہ کام نہایت دشوار ہے ہر ایک کی جرات نہین ہوسکتی تاہم حکم والا کی تعمیل بھی ہم خادمون
پر فرض ہے لہذا ہم چاہتے ہین کہ ببینیم تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان ٭ منجملہ اُن تمام عیارون
کے زررفام بہت خوش ہوا اور دل مین کہا یہ موقع عزت حاصل کرنے کا ہے ضرور اس کام مین کوشش کرنا
چاہیے چنانچہ وہان سے اپنے مکان مین آیا دل افروز نے جو زررفام کو دیکھا مراتب آداب بجا لا کے
کہا ای زررفام اسوقت تمہارے بشرہ سے تردد ظاہر ہوتا ہے یہ کیون خیر تو ہی کیا واقعہ ہی زررفام نے کہا
ای دل افروز کیا کہون فی الحال سخت تردد لاحق حال ہو گیا ہی اُسنے کہا بیان کر کیا تردد ہی زررفام
نے کہا ای آرام جان عزازیل منقش وغیرہ جادوان نابکار ہیکل اور گوہر مراد کو شاہزادہ بدیع الملک
سے غافل پاکے لیگئے ہین اور اُن ہر دو اشیاے نادر الوجود کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہی حمزہ ثانی
کو بھی یہ خبر پہونچی اُنھون نے خواجہ زادون سے اس حال کو دریافت کیا خواجہ زادون نے اپنے قواعد
نجوم سے دریافت کرکے حکم لگایا ہی کہ اگر گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ بدیع الملک کو پہونچ جائے تو وہ
شاہزادہ والا جاہ عزازیل منقش کو ہلاک کرسکتا ہی ورنہ اس مقدمہ کو طول ہو جائے گا اور مسلمان
معرض ہلاکت مین آجائینگے دل افروز نے کہا پھر تمہارا کیا ارادہ ہی زررفام نے کہا دنیا مین نام کیواسطے
ہر شخص جان دینے کو موجود ہو جاتا ہی اسوقت حمزہ صاحبقران نے تمام عیارون کو ایکجا جمع کرکے
کہا سب نے اس کام کو ایک امر اہم قرار دیا بعضون نے اقرار بھی کیا کہ ہم ضرور ہیکل اور گوہر مراد کو قصر

فرعون سے لائینگے چنانچہ اُنہین سے ایک مین بھی ہون اگر میری کوشش سے یہ کام انجام پاگیا تو مجکو
دربار حمزہ ثانی مین بہت کچھ عزت حاصل ہوگی دل افروز نے کہا ای زرفام تم مطمئن رہو یہ کام کچھ
مشکل نہین ہی زرفام نے کہا ہان سہل اُسوقت ہوسکتا ہی جب یہ کام حسب مراد انجام پاجاوے دل افروز
نے کہا دیکھو ابھی سہل ہوا جاتا ہی یہ کہا اور اُسی وقت زرفام کی کمربند مین ہاتھ ڈال کے پلک کی تمام سے
بعد کر لیا اور قصر فرعون کی راہ لی جب یہ دونون قصر فرعون کے قریب پہونچے اور ہیکل گوہر مراد
کو قصر فرعون مین آویزان دیکھا زرفام نے کہا ای دل افروز واقعی کار سکندری لیکن اب کچھ
مشکل نہین ہی ای جان من میرا کمال درجہ ممنون ہونگا اگر تو مجھے قریب اس ہیکل وغیرہ کے لے چلے
تاکہ ان اشیا کو اپنے قبضہ مین لاؤن دل افروز نے تامل کیا زرفام نے سبب پوچھا اُسنے کہا ای زرفام
اگرچہ یہ دونون اشیا اس قصر مین آویزان ہین لیکن محض اس خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہیے کہ قصر مین پہونچ
کے ہیکل وغیرہ پر قبضہ ہوجاے گا ضرور اس کام مین کسی نہ کسی طرح کا اثر سحر وغیرہ بھی شامل ہی خیر
چلو اچھہ دیکھا جاے سمجھ مین آیا جو ہین یہ دونون ہیکل اور گوہر مراد کے قریب پہونچے اور ارادہ
کیا کہ ہیکل وغیرہ پر قبضہ کرین کہ دفعتاً ایسا دھوان پیدا ہوا کہ زرفام اور دل افروز دونون کی آنکھون
کا نور زائل ہوگیا اب دونون کا یہ حال ہی کہ ہر چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہین کچھ نظر نہین آتا زرفام
نے کہا ای دل افروز یہ کیا معاملہ ہی میری آنکھون سے کچھ دکھائی نہین دیتا کیا کرون دل افروز نے کہا ای
مہتر تم کیا کہتے ہو یہان اپنی آنکھون سے خود کچھ نہین سوجھائی دیتا مین نے پیشتر ہی کہا تھا کہ یہان کچھ نہ کچھ
فساد مضمر ہی بس اب یہین سر ٹکرا کے مرجاؤ بجز اسکے چارہ کیا ہی زرفام نے کہا ای آرام جان ایسا
نہ کہہ جلد یہان سے میرے لشکر مین پہونچا دے دل افروز نے کہا کیا خوب کس طرح پہونچاؤن جو حال
تمھارا ہی اُسی حال مین مین بھی مبتلا ہون زرفام نے بہت منت و سماجت کی دل افروز نے کہا ای
مہتر تمھاری آنکھون کا نور گیا زائل ہوا کہ تمھاری عقل بھی زائل ہوگئی آخر کس طرح تمھارے لشکر مین
تمھین پہونچاؤن زرفام نے کہا جان من جب تجھ مین یہ قابلیت ہی کہ مین یہانتک پہونچ گیا تو یہان سے
مراجعت کی بھی قابلیت ضرور رہی اگرچہ نابینا ہی دل افروز نے کہا خیر چلو دونون اندھے وہان سے
روانہ ہوے لشکر اسلام مین پہونچے سب نے دیکھا کہ زرفام اور دل افروز اندھون کی طرح ٹٹو
چلے آتے ہین دونون سے ملاقات ہوئی دونون کے ہاتھ مین ہاتھ دیکے حمزہ ثانی کے پاس لاے
حمزہ ثانی نے تعجب سے پوچھا یہ کون اندھے ہین سردارون نے کہا شہریارا یہ دونون زرفام اور
دل افروز ہین حمزہ ثانی نے بغور دیکھ کے کہا ہائین ان دونون پر کیا آفت نازل ہوئی جو یہ نابینا ہو
زرفام نے کہا ای عالی منزلت حضور ہی کی خیر خواہی مین ہم دونون نابینا ہوگئے یعنی ہیکل اور
گوہر مراد کی تلاش مین گئے تھے جب قریب گوہر مراد وغیرہ کے پہونچے نہین معلوم عزرائیل وغیرہ
جادوان نابکار نے کیا طلسم بندی کی ہی کہ دفعتاً اُس مقام سے از خود ایسا دھوان پیدا ہوا کہ جو کوئی
اُس قصر کے قریب گوہر مراد و ہیکل کو لینے کے واسطے جاتا ہی فوراً نابینا ہوجاتا ہی ہم اس حال سے
آگاہ نہ تھے ورنہ اُسکا بند و بست کرکے وہان جاتے اب بجز تاسف کے کیا چارہ ہی حمزہ ثانی کو بھی
اس واقعہ سے کمال افسوس ہوا کہا ان جادوان بے ایمان کے ہاتھ سے سخت تکلیف پہونچتی ہی کچھ

مین نہین آتا کہ ان موذیون کا قصہ کیونکر پاک ہو شاپور شیر دل نے بہت کچھ فکر کی مگر کام انجام کو نہ پہونچا بہت
متوحش و متردد ہوا وہان سے قریب ایک چشمہ تھا جسکا پانی بہت شیرین اور صاف تھا شاپور شیر دل
پر تشنگی نے غلبہ کیا پانی کی تلاش مین اُس چشمہ سے پانی پیا اُسوقت دل مین اِس
بات نے خطور کیا کہ یون تو کسی طرح کار برآری نہین ہوتی اب مجھے درگاہ باریتعالی مین
مناجات کرنا چاہیے شاید غیب سے کوئی صورت حسب مراد پیدا ہو جائے بدین خیال اُس چشمہ سے وضو
کیا بکمال خضوع و خشوع دو رکعت نماز پڑھی سجدہ کرکے دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے چونکہ بالکل ناامید
ہو چکا تھا برجوع قلب دعا کی کہ اے چارۂ بیچارگان واے دستگیر درماندگان تو ہر وقت اپنے ہر ایک بندہ کا
حامی و مددگار ہی تو خوب واقف ہی کہ اس بندہ حقیر نے اس بارہ خاص مین کیسی کوشش کی اور جب کام
حسب مراد انجام نہ پایا تو اب بالکل ناامید ہو گیا ہون ہان صرف تیری ذات سے سب طرح کی امید
ہی واسطہ اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ اپنے قدرت و کمال کا اس ناچیز کو مراد دلی پر فائز کر بعد اسطرح
کی دعا و مناجات کے اُسی طرح قبلہ رخ سکوت مین بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہی کہ ایک پیر سفید ریش عمامہ سبز بر سر
عصاے پیری در دست اسی طرح جملہ سامان بزرگانہ سے آراستہ سامنے سے نمودار ہوئے اور قریب
آکے نہایت شستہ زبانی سے کہا اے شاپور سلام علیک جو ہین شاپور شیر دل نے اُس بزرگ کی
صورت دیکھی بغرض تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا علیکم السلام کہکے مصافحہ کیا اور کہا اے مخدوم ذات و مکرم صفات پہلے
اپنے نام نامی واسم گرامی سے مطلع فرمائیے پیر نورانی صورت نے کہا میرے نام سے تمکو کچھ کام نہین
ہی پہلے یہ بیان کرو کہ تم کس فکر مین مبتلا ہو شاپور شیر دل نے دست بستہ کہا حضرت خطا معاف جبتک
نام نامی سے آگاہ نہونگا کسی طرح اپنے راز کو ظاہر نہ کرونگا اُس بزرگ نے کہا مجکو خضر علیہ السلام کہتے ہین اب بیان
کرو شاپور نے دوبارہ مصافحہ کیا اور کہا حضرت اگر واقعی آپ جناب خضر علیہ السلام ہین تو میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت
خود ہی آپکو تمام حالات سے آگاہی ہوگی حضرت خضر نے متبسم ہو کے کہا خیر سنو جس مطلب کے واسطے
بیقرار ہو اُسکے روا ہونے کی یہ صورت ہی کہ دیکھو سامنے جو درہ واقع ہی اسمین چلے جاؤ باغ کا ایک
دروازہ نمودار ہوگا قریب دروازہ کے ایک درخت ہی اُس درخت مین ایک پنجرہ لٹکا ہوا اور ایک
جادوے نابکار اُس دروازہ پر بیٹھا ہی جب وہ جادو تمکو دیکھیگا تم سے متعرض ہوگا تم اُس سے مقابلہ
کرنا مگر حتی الامکان صرف زور دست و بازو سے کام لینا اور ایسی کوشش کرنا کہ وہ زیر ہو جائے
اُس مجبوری کی حالت مین جو کچھ تم کہوگے وہ اُسپر عمل کریگا حتی کہ اگر تم بہ کل اور گوہر مراد کو طلب کروگے
وہ جادو اُسکو بھی لا دیگا بعد ازان ایک تعویذ قبا کی جیب سے نکالا اور شاپور کو دے کے کہا اس
تعویذ کو بازو پر باندھ لو مگر خبردار رہنا ورنہ وہ گبران ناپاک تمکو غافل پاکے یہ تعویذ لیجائینگے ور تم اپنے
مطلب پر فائز نہو سکوگے مزید بران زیادہ تر پریشانی لاحق حال ہوگی آئندہ تو دانی و کار تو شاپور شیر دل
وہ تعویذ حضرت خضر علیہ السلام سے لیلیا اور بادب تمام سلام کیا تعویذ بازو پر باندھا دفعتاً حضرت خضر نظر سے
غائب ہو گئے راوی کہتا ہی کہ اگرچہ شاپور شیر دل سے عالم ہوشیاری مین حضرت خضر ملاقی ہوئے
لیکن اُسوقت بعد فراغ نماز و دعا ایک ایسی غفلت شاپور پر طاری ہوئی کہ جسکو نہ خواب کہا جا سکتا ہی
نہ عالم بیداری البتہ بعد غائب ہو جانے حضرت خضر کے شاپور کو یہ معلوم ہوا کہ مین بیخبر سوتا تھا اب

بخوبی ہوشیار ہون اور تعویذ کو بازو پہ بندھا پایا الغرض شاپور شیردل درہ مین داخل
ہوا اور دروازہ باغ نظر آیا مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ ایک جادوگر دروازہ پہ بیٹھا ہی جو ہین اسکی نظر
شاپور شیردل پہ پڑی بے تحاشا شاپور کے جانب دوڑا شاپور نے نعرہ مارا کہ باش او نابکار خبردار
میرے قریب نہ آنا اگر کچھ کہنا ہی دور سے کہ وہ جادوگر اپنی جگہ متوقف ہوا اور کہا تو کیون اسطرف آتا ہی
ہنوز اسی مین تھا کہ جس طرف سے آیا ہی واپس جا ورنہ سزاے اعمال کو پہونچیگا یہ کہا اور اسماے سحر پڑھکے
شاپور شیردل کی طرف دم کرنے لگا شاپور نے جو اسکا یہ رنگ دیکھا دوڑکے اس سے لپٹ گیا دونو
مین کشتی شروع ہوگئی نہ بہت دیر تھا رسید شاپور نے سر سے بلند کر لیا اور زمین پر مارکے اسکے سینہ پر
سوار ہوا میان سے خنجر لیا اسکے گلے پر رکھکے کہا اب اپنی ہلاکت مین کسقدر عرصہ سمجھتا ہی اسنے کہا
ای جوان مجکو ہلاک نہ کر اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھ جو حکم ہوگا اسکی تعمیل مین کسی طرح کا عذر نہ کرونگا شاپور
نے کہا پہلے اپنے مذہب کو بیان کر کیا ہی اسنے کہا آجتک تو مین خداوند لات و منات کی بندگی
کرتا رہا ہون شاپور نے کہا یہ بندگی بالکل غلط ہی اس خداے واحد و لاشریک کی بندگی اختیار کر جسکے
قبضہ قدرت مین تمام ذی روح کی جان ہی اور جو خالق ہی جملہ موجودات کا اسنے کہا مجکو قبول ہی غرضکہ
کلمہ طیبہ پڑھکے دائرہ اسلام مین داخل ہوا شاپور نے نام پوچھا اسنے کہا مجکو یاقوت جادو کہتے
ہین ای شہریار تم ایک جوان شجاع و دلیر ہو مین ایک مصیبت صعب مین مبتلا ہون اگر ممکن ہو تو میری چارہ
کر وہ مصیبت یہ ہی کہ مین ہیکل جادو کی دختر پر بہزار جان و دل فریفتہ ہون اسکی مفارقت سے شب و روز
بیقراری و اضطراب مین گذرتا ہی دل کو نا نہین جانتا کہ ؎ تجنبی ست کہ دل رانمی دہد آرام وگرنہ کیست کہ آسودگی نخواہد
اگر چند روز اور اس آرام جان سے دور رہونگا ضرور ہلاک ہوجاؤنگا شاپور نے کہا تو کچھ ہر نوع مطمئن رہ
اگر خدا نے چاہا تو ضرور تو اپنے مطلب دلی پر فائز ہوگا اور مین ضرور اس بارہ مین کوشش کرونگا اسنے
نام پوچھا کہا مجکو شاپور شیردل ابن عمرو شاہ کہتے ہین اور میرا بھی ایک کام تجہسے متعلق ہی اسنے
کہا وہ کیا کام ہی شاپور نے کہا ای یاقوت تو ہیکل اور گوہر مراد مجھے لاکے دیدے اتنا سن یاقوت
نے حیرت سے شاپور شیردل کو دیکھا کہا ای جوان مجکو تعجب ہی کہ تو نے اس امر کی فرمایش کی آخر وہ
کون تھا جسنے تجھے اس بات سے آگاہ کیا کہ مین ہیکل اور گوہر مراد کو لا سکتا ہون شاپور نے
کہا تجکو صرف اس بات سے تعجب ہوا کہ مین نے ہیکل اور گوہر مراد کی فرمایش کی یہ امر تعجب خیز نہین
ہی کہ مین یہانتک پہونچا اور تجکو زیر کیا اسنے کہا بیشبہ یہ امر بھی تعجب خیز ہی شاپور نے کہا آگاہ ہو
کہ خود حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام میری رہنمائی کے واسطے تشریف لائے تھے انھین حضرت نے مجکو
ان جملہ امور سے آگاہ کیا یاقوت نے کہا ای جوان اگرچہ تیری ہدایت سے مین تھوڑی دیر ہوئی
کہ مسلمان ہوا جسمین ہزار جبر بھی شامل تھا لیکن اصل حقیقت یہ ہی کہ مین اب بصدق دل و بخلوص نیت
مسلمان ہوا اس بات سے کہ حضرت خضر نے تیری رہنمائی کی اور اسلام کی حقیقت و افضلیت مجھپر بخوبی
ظاہر ہوگئی سن ای جوان یہ جو قفس مین آویزان ہی اسکو قفس سے نکال کے ہلاک کر اسکے
ہلاک ہونے سے جو طلسم کہ گرد ہیکل کے مرتب ہی دفع ہوجاے گا چونکہ حضرت خضر علیہ السلام
[illegible] کہ سطیورہ کر دیا تھا شاپور نے فی الفور قفس کے قریب پہونچا اور اس درخت سے قفس کو اتارا

کے توڑا وہ جانور خونخوار تنگ پکڑ کا اور کہا ای جوان کیون تو مجھ بے گناہ کو ہلاک کرتا ہی مین تجھسے منت کرتا
ہون کہ مجکو رہا کردے یقین سمجھ میرے ہلاک کرنے سے تجکو کچھ فائدہ نہوگا شاپور کے دل مین رحم آیا
چاہتا تھا کہ اُس جانور خونخوار تنگ کو رہا کر دے دفعتاً خیال آیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ہدایت کی تھی
کہ یاقوت جادو کے مطیع ہونے کے بعد جو کچھ وہ کہے اُسپر عمل کرنا کہا ای جانور عجیب الخلقت مین
تجکو زندہ نہین چھوڑ سکتا اُسنے کہا تجکو اختیار ہی شاپور نے اُسکا سر تن سے جدا کیا یاقوت جادو
نے نقاب چہرہ پر ڈالی اور شاپور کو اُٹھا کے ہیکل اور گوہر مراد کے قریب پہونچا اور کہا ای جوان
اب تامل کرنے کا موقع نہین ہی اگر ہیکل وغیرہ کا لینا منظور ہی تو موجود ہی شاپور شیر دل نے بلا تکلف
ہاتھ بڑھایا ہیکل اور گوہر مراد دونوں کو لیکے بغل مین دبا یا یاقوت نے کہا اب تجکو لشکر اسلام
مین پہونچا دے یاقوت جادو شاپور شیر دل کو لیے ہوئے روانہ ہوا جب قریب لشکر اسلام کے
پہونچا کہا ای جوان خدا کا شکر ہی کہ تو اپنے مطلب پر فائز ہوا لیکن اب تو میرے بارے مین کیا کہتا ہی
مجھے آرام جان کی مفارقت مین عنقریب میرا کام تمام ہو جائے گا شاپور نے کہا فی الحال تو طلسم
مین جا مین لشکر مین جاتا ہون مطمئن رہ جب شاہزادہ بدیع الملک طلسم کو فتح کریگا تیری مطلوبہ
یعنے دختر ہلاہل کو تجھے دلوا دونگا یاقوت نے کہا ای جوان فراموش نہ کرنا مین نے تیری رفاقت
مین ایسا الزام اپنے ذمہ لیا ہی کہ مین ہی خوب جانتا ہون شاپور نے کہا مین ایسا حق فراموش نہین
ہون کہ تو نے میری مدد کی ہی اور مین تیری جانب سے غافل ہو جاؤن یاقوت رخصت ہو کے روانہ
ہو گیا شاپور شیر دل وہان سے حمزۂ ثانی کی خدمت مین آیا با دب تمام سلام کیا حمزۂ ثانی نے جواب
سلام دے کے کہا ای شاپور تم کہان گئے تھے جو اسقدر عرصہ کے بعد آئے شاپور نے کہا شہریار ہیکل
اور گوہر مراد کے لینے کو گیا تھا حمزۂ ثانی نے کہا پھر کیا لائے کہا ہان حضور کے اقبال سے کام
حسب مراد انجام کو پہونچا یہ کہا اور ہیکل اور گوہر مراد کو بغل سے نکال کے حمزۂ ثانی کی خدمت
مین پیش کیا حمزۂ ثانی ہیکل وغیرہ کا کمال درجہ حیران تھا اب جو ہیکل و گوہر مراد پر نظر پڑی بہت
خوش ہوا اور کہا ای شاپور واقعی کمال کر دی مجکو امید نہ تھی کہ بار دیگر یہ چیزین اُن ناکارون کے ہاتھ
دستیاب ہونگی شاپور نے کہا اصل یہ ہی کہ ان اشیا کے دستیاب ہونے مین تائید آسمانی شامل ہوگی
ورنہ ظاہر ہی کہ جو کوئی ہیکل وغیرہ کی لینے کے ارادے سے اُس مقام پر پہونچا فوراً نابینا ہو گیا حمزہ
نے اس کارنمایان کے عوض مین تاج مع کرخول مرصع و خلعت زرین مثال [illegible] طلب کیا شاپور
کو بخشا شاپور نے اُس خلعت کو پہن لیا اور آداب تسلیمات بجا لایا حمزۂ ثانی نے کہا ای ابن [illegible]
مین چاہتا ہون کہ اس ہیکل اور گوہر مراد کو شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین پہونچا دو شاپور
نے کہا کیا مضائقہ ہی اور ہیکل اور گوہر مراد کو لیکے طلسمات کے جانب روانہ ہوا

اب شاپور شیر دل کو ہیکل اور گوہر مراد کو لیے ہوئے طلسمات کے جانب روان رکھا جاتا ہی اور حال عزرائیل منقش کا بیان کیا جاتا ہی

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

پاؤن کو چومتے ہین پرستار آفتاب
حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ

پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ مین
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
عقل حکیم ہی نہیں رفتار آفتاب
بٹھلا لیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
سن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب
پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

پیر فلک نے پھینک دہی دستار آفتاب
البتہ روے یار کا ہمکو ہی اشتباہ
مجرم ہون آپکا نہ گنہگار آفتاب
جالکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہای خام
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہو روشنی

زیر زمین ہی گاہ گہے آسمان پہ
لب لعل ہے دکھائے جو رخسار آفتاب
کھلتا ہی حال رخ لب جانبخش یار سے
ظاہر ہین رخ سے آپکے آثار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
لے روے یار داغ ہی رخسار آفتاب

بلبلان شاخسار بلاغت طوطیان شکرستان فصاحت اس طرح زمزمہ سنجی کرتے ہین کہ جب عوازیل نے ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان کیا طلسم مین آ گئے تمام جادوان نابکار کو جمع کیا اور حکم دیا کہ ای عوازیل کے پیرو اور بہت بزرگ کے بند و جادو جادو اور بدیع الملک کو لے آؤ غالبا شاہزادہ بدیع الملک ہیکل مین موجود ہی اُن سب نے قبول کیا اور وہان سے روانہ ہوئے راہ طی کرکے ہیکل مین پہونچے دیکھا بدیع الملک ہیکل مین موجود ہی دفعتا مثل بلاے سیاہ وہان شاہزادہ کے لپٹ گئے اور گرفتار کرکے عوازیل ذلیل کے روبرو لائے عوازیل نے دیکھا کہ ایک جوان باشوکت و شان ہی جسکی پہلوانی کے مقابلہ مین رستم و سام ہیچ و پوچ ہین کہا ای جوان اگرچہ تو بہت کچھ صاحب زور و طاقت ہی مگر اسوقت جرأت کرکے اپنے کو اس قید سے رہا نہین کر لیتا ہین عوازیل نہین اگر تجھکو ہزار دولت و فضیلت ہلاک نہ کیا ہم تجھسے پوچھتے ہین کہ تجھکو صرف اپنے زور و طاقت پر اعتماد رہا اور ہماری قدرت و طاقت کو مطلق خیال مین نہ لایا اور رہلاہل سے کہا ای ہلاہل اس جوان خداپرست کو لیجا کر نہایت حفاظت سے قید رکھو اور رستم ثانی کو تلاش کرکے گرفتار کر لا تا کہ ان دونون خداپرستون کو ساتھ ہلاک کرون ہلاہل نے شاہزادہ بدیع الملک کو لیجاکے بدہ کے قریب قید کیا یکایک عوازیل کے سامنے یاقوت نے آکے سلام کیا اور فریاد و واویلا کرنا شروع کیا عوازیل نے کہا ای یاقوت آج کیا ہی جو تو فریاد و واویلا کر رہا ہی کس نے تجھپر ظلم کیا اُسنے کہا ای مالک فریاد ہی اُس پیادہ نے آکے مجھسے ہنگامہ جنگ گرم کیا کشتی کی نوبت پہونچی نوبت بہ نوبت کشتی رہا کہ مجھپر غالب آ گئے مجھکو اُس درخت سے باندھ دیا اور قفس کو درخت سے اُتارا اور اُس مرغ کو قفس سے باہر لا کے ہلاک کیا اور پھر ایک پرزادی کی گردن پر سوار ہو کے اُس ہیکل اور گوہر کو شیشہ سے اُتارا اور بغل مین دبا کے راہی ہوا لیکن چلتے وقت مجھکو اُس درخت سے کھول لیا اور کہا کہ جا عوازیل منتقم سے فریاد کر اور کہدینا کہ او ملعونہ و مکارہ آمادہ مرگ ہو جا مین تیری جان کا عمر وائیل عنقریب آیا چاہتا ہون دیکھون تجھمین کیا قدرت و طاقت ہی اور میرے ہاتھ سے کس طرح تیری جان سلامت رہتی ہی عوازیل نے بقوت تمام ہاتھ پہ ہاتھ مارا اور کہا ہاے افسوس ہیکل و گوہر کو با وجود اُس طلسم بندی و افسون خوانی کے خداپرست لے گئے ای یاقوت تجھسے کیونکر ہوسکا جو وہ پیادہ کار برداری کر لیگیا اگر زور و طاقت سے کام نہ نکلا تھا تو سحر و افسون سے کام لیا ہوتا یا کسی طرح کا فریب دیا ہوتا اُسنے کہا ای مالکہ کیا کہون مین نے کوئی دقیقہ سحر و افسون کا کرنے کا باقی نہ رکھا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر کو مجبور ہو گیا عوازیل نے کہا تعجب ہی اور ہلاہل سے کہا تو یہان قیام کر ہم جاتے ہین جسطرح ممکن ہوگا اُس پیادہ کا علاج کرین گے اور ہیکل و گوہر مراد کو اُس سے لے

آ سینگے یہ کہکے وہان سے کوچ کیا اُس طرف جب شاپور شیر دل بن مرآت شاہ حسب فرمایش
حمزہ ثانی ہیکل وگوہر مراد لیے ہوئے روانہ ہوا اور چند روز کے بعد اشکال کوہ کے قریب
پہونچا دور سے برجہاے طلسم نمایان ہوئے قریب طلسم کے آکے مقیم ہوا دل مین کہا ای شاپور یہ مقام
طلسم ہی ہیکل وغیرہ کو شاہزادہ بدیع الملک کو حوالہ کرنا ضروری امر ہی پس جبتک بلاے طلسم مین مبتلا
نہ ہون بدیع الملک تک پہونچنا غیر ممکن ہی ہرچہ بادا باد چلنا چاہیے آگے نزدیک دروازۂ طلسم کے پہونچا
بلایات کا ایک طوفان اُٹھا یعنے چارسو سگان طلسمی نے ایک مرتبہ بھونکنا شروع کیا اور چارسو اژدہا
آتش فشان اپنی جگہ سے چلے اور چارسو فیلان کوہ پیکر نے اپنی اپنی خرطوموں کو گردش دینا شروع کیا
جو اژدر دروازۂ طلسم پہ مقیم تھا شاپور کو دیکھ کے ایک مرتبہ اُسنے سر اُٹھایا اور اس زور سے دم کو
کھینچا کہ شاپور شیر دل اُسکے منہ پر چارہا وہ اژدر فوراً نگل گیا اسوقت شاپور شیر دل پر ایک نوع کی
غفلت طاری ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا جو نہایت آباد و آرا
ہی جابجا بازارین کھلی ہوئی ہین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہی اہل شہر نے شاپور کو جو ایک مرد
بیگانہ دیکھا انواع اقسام کے حربے لیے ہوئے شاپور کے گرد جمع ہوگئے اور قصد کیا کہ شاپور شیر دل
کو ہلاک کرین شاپور اس سامان ہلاکت کو دیکھکر بہت گھبرایا کہا صاحبو تم کیون میری ہلاکت کے درپے ہو
پہلے جو کچھ مین کہتا ہون اُسکو سن لو پھر تمکو اختیار ہی اُن سب نے کہا اچھا بیان کر کیا کہتا ہی شاپور
نے کہا مجھکو فرعون شاہ نے عزرائیل کی خدمت مین بھیجا ہی تم سب بیکار مجھکو ہلاک کرنا چاہتے
ہو اگرچہ تم سب کی نظر مین بیگانہ معلوم ہوتا ہون لیکن مین تمکو بیگانہ نہین سمجھتا ہون اُن سب نے کہا
اچھا اگر تجکو فرعون شاہ نے عزرائیل کے پاس بھیجا ہی تو ہمارے ساتھ ہلاہل کے پاس چل
ہم تجکو ہلاک کرینگے شاپور شیر دل نے کہا کیا مضائقہ ہی موجود ہون چلو چنانچہ وہ سب شاپور
کو ہلاہل کے پاس لائے ہلاہل نے شاپور کو غور سے دیکھا کہا ای جوان بلند بالا تو کون ہی اور
کسواسطے یہان آیا ہی شاپور نے کہا کہ مین فرعون شاہ کا فرستادہ ہون خاص عزرائیل کے
پاس آیا ہون اُس سے فرعون کا ایک پیام کہنا ہی ہلاہل نے کہا وہ پیام کیا ہی مین بھی سنون
شاپور نے کہا فرعون شاہ نے منع کر دیا ہی کہ اس پیام کو بجز عزرائیل کے کسی سے نہ کہنا وہ بھی
اُسوقت کہ عزرائیل تنہا ہو پس مین بجز عزرائیل کے کسی سے وہ پیام نہ کہونگا ہلاہل نے کہا اگرچہ
فرعون نے اُس پیام کے اخفا مین تاکید کی ہی لیکن مجھسے اُس پیام کو بیان کر دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی
شاپور نے کہا اگرچہ فرعون نے بالتخصیص تیرا نام نہین لیا کہ اُس سے اس پیام کو بیان نہ کرنا لیکن
مین بجاے خود احتیاط کا اقتضا یہ سمجھتا ہون کہ تجھسے بھی اُس پیام کو نہ بیان کرون ہلاہل نے کہا اگر تو
اُس پیام کو نہ بیان کریگا تو مین تجھے قید کرونگا اگرچہ تو فرعون کا فرستادہ ہی شاپور نے کہا تعجب ہی
کہ تو فرعون شاہ کا کبھی پاس نہین کرتا ہلاہل نے کہا ہان شک کی حالت مین فرعون شاہ کے
پاس و لحاظ کی کچھ ضرورت نہین سمجھتا بعدہ حکم دیا کہ اس جوان بلند بالا کو اُس زندان کے قریب قید
کرو جسمین وہ دونون جوان مقید ہین چنانچہ بدیدا اور شاہزادہ بدیع الملک کے زندان کے قریب
شاپور شیر دل بھی مقید کیا گیا

مقید ہونا شاپور شیر دل کا شاہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے قریب اور ملاقی ہونا دونون کا اور بھی چند حالات متعلق اسکے مسطور ہوتے ہین

اللہ رے تلون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو
جنت سے بدل جائے جہنم تو مزا ہو
گھر انکے گئے ہین وہ مٹاتے ہوئے کسکو
دلکش ہو کسی طرح کی ہو کوئی صدا ہو
دل چھید کے اقرار سہی لی ہے یہ سامان مین
یہ شہر جا ٹھہر جائے کہ چھوٹے کو سزا ہو
سینہ چھپایا نہین قاصد سے خط انکا
ایک شخص ہی وہ تم اسے سمجھے ہوئے کیا

شوخی ہو تو شوخی ہو حیا ہو تو حیا ہو
بسمل کے تڑپنے کا تماشا تو ذرا ہو
یہ تو نہ ہو وہ غیر کا نقش کف پا ہو
کیون وصل کی حسرت لیکے دل سے نہین نکلی
یہ قرض ادا ہو تو بڑا فرض ادا ہو
اتر بیٹ سے کوثر کی تجھے خوب پلا لی
ایسا نہ ہو کمبخت کی مٹی مین قضا ہو

تقصیر مین اسی بت کا طرفدار خدا ہو
تھم تھم کے چھری پھیر یہ رہ رہ کے تڑپنا
فریاد و جگر سوزی نالہ بلبل
یہ کاش الٰہی اسے بدخو کی وفا ہو
دعوی مجھے دلبر ہے زبان پر مجھے ہین ناز
کیا بات ہو واعظ ترے عقبیٰ کا بھلا ہو
کیون داغ کا نام آتے ہی نفرت ہوا

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار غریب اس طرح قلم فرسا ہوئے ہین کہ جب حسب الحکم ہلاہل ملازمان ہلاہل نے شاپور شیر دل کو شاہزادہ بدیع الملک اور بہرام کے قریب مقید کیا اسوقت شاپور شیر دل کے دل مین عجب طرح کا انتشار سمایا ہوا تھا دلمین کہ رہا تھا کہ ہلاہل ملعون نے فرعون کے پیام بری کا بھی کچھ خیال نہ کیا اور فوراً قید خانہ مین بھیج دیا دیکھیے یہان سے رہائی کی صورت کس طرح پیدا ہوتی ہے غور سے جو دیکھا کچھ اور لوگ بھی مقید معلوم ہوئے کہا ن نہین معلوم یہ کون لوگ قید مصیبت مین مبتلا کیے گئے ہین بدیع الملک نے شاپور کو پہچانا قریب اسکے آیا اور کہا اے جوان تو کون ہے تیری کیا نظر مین تیری صورت شناسا معلوم ہوتی ہے شاپور اسوقت ایسا مغموم و محزون تھا کہ بدیع الملک کی طرف نظر اٹھا کے نہ دیکھا کہا شناسا ہی ایسا ہی ہے بدیع الملک نے کہا اے جوان تو میری طرف دیکھ اور پہچان کہ مین کون ہون اسوقت شاپور نے بدیع الملک کو غور سے دیکھا اور پہچانا سلام کیا بدیع الملک جواب سلام دے کے کہا اے برادر شاپور کیا حال ہے شاپور نے کہا شکر ہے اس خدا کے بزرگ و برتر کا اب تک مین زندہ ہون اگرچہ قید مصیبت مین مبتلا ہو گیا ہون اے شاہزادہ والا جاہ سچ تو یہ ہے کہ صرف تمہاری محبت مین اس نوبت کو پہونچا کہ آخر گرفتار بلا ہو گیا شاہزادہ نے کہا اگرچہ تم گرفتار بلا ہو گئے اور طرح طرح کی مصیبتون کا سامنا ہوا مگر میرے واسطے کچھ تحفہ بھی لائے ہو شاپور نے ہیکل اور گوہر مراد کو بغل سے نکال کے شاہزادہ کے سامنے رکھدیا بدیع الملک ان اشیا کو دیکھ کے بہت خوش ہوا کہا اے شاپور ہزار ہزار آفرین تیری اس ہمت مردانہ پر واقعی کار سے کردی سچ کہا ہے ؎ ہر کار کہ ہمت بستہ گردد اگر خار سے بود گلدستہ گردد ہیکل کو گردن مین پہن لیا گوہر مراد کو جیب مین رکھا بعدہ بند ہاے دست و پا کو شکستہ کیا بہرام نے جو شاہزادہ بدیع الملک کو رہا دیکھا کہا شہریار اب کیا دیر ہے شاہزادہ بہرام اور شاپور شیر دل کو بھی قید و بند سے رہا کیا

آمدن برہمنہ عزرائیل وکیل

سخنہا انکہ معنی ساز کردہ ؎ سخن کو اینچنین آغاز کردہ کہ عزرائیل نے اپنے تئین قصر فرعون کے قریب پہونچایا جو جو افسون و دربان قصر مین متعین تھے ان سب کو بلایا کہا اے جادوان نابکار وہ کون ایسا شخص تھا جسنے بیباکی کی ان سب نے سپاہی دونون ہاتھون سے اپنے سر پیٹے بعدہ کہا ہاے بڑا

غضب ہوا ہماری حفاظت و نگہبانی سے کچھ نہوا ساٹھ گز کے قد کا پیادہ ایک شخص کی گردن پر سوار یہان
آیا اپنا مطلب نکالا چلتا ہوا عزرائیل نے پوچھا اُسکا بشرہ کس قطع کا تھا اُنھون نے کہا اُس طویل القامت
کے چہرہ پر نقاب تھی ہمنے اُسکی صورت کو نہین دیکھا کیا بتائین راوی کہتا ہے اُسوقت عزرائیل کو یقین
ہوگیا کہ یہ حرکت شاپور شیر دل کی ہے مسلمانون کے لشکر مین آکے ہر چند تلاش کیا شاپور کا کہین پتا
نہ پایا دل مین کہا یہان نہین ہے شاید لشکر فرعون مین ہوگا لشکر فرعون مین آکے تلاش کی وہان بھی نہ
پایا وہان سے پھر کے طلسم مین اپنے کو پہونچایا ہلاہل سے پوچھا میرے بعد یہان کوئی آیا تھا ہلاہل نے
کہا ہان ایک شخص آیا تھا اُسکا ساٹھ گز کا قد ہے میرے پاس اُسنے آکے کہا کہ عزرائیل کہان ہے فرعون نے
مجھے ایک پیام پہونچانے کو اُسکے پاس بھیجا ہے ہر چند مین نے اُس پیام کو پوچھا اُسنے کہا کہ مجھے فرعون
نے تاکید کر دی ہے کہ خبردار یہ پیام بجز عزرائیل کے اور کسی سے نہ کہنا عزرائیل نے کہا کیا وہ یہان سے
چلا گیا ہلاہل نے کہا واہ ایسے آدمی کو چھوڑنا چاہیے مین نے باحتیاط تمام اُسکو خدا پرستون کے زندان
کے قریب قید کیا ہے عزرائیل نے کہا ارے تو نے غضب کیا کہ اُسکو بدیع الملک کے زندان کے
قریب قید کیا اب کوئی خدا پرست مقید نہین رہیگا کچھ عجب نہین کہ وہ سب اُس قید سے رہا ہوگئے
ہون اے ہلاہل تو نہین سمجھا کہ وہ کون ہے آگاہ ہو کہ وہ شاپور ابن مرآت شاہ نکا وندی ہے کہ ہیکل
اور گوہر مراد کو لایا ہے بالیقین شاپور ابن مرآت شاہ نے وہ ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک کو دیا
ہوگا جلدی جا کے اُنکی خبر لے اور چاہیے سب کی خبر لے یا نہ لے شاپور کی خبر پہلے لے اور اُس سے ہیکل اور
گوہر مراد کو لے لے ہلاہل فوراً وہان سے اُٹھ کھڑا ہوا اور چار سو جادوان کامل کو بھیجا اور اُنسے
بتاکید کہدیا کہ اُن تینون قیدیون کو اُسی طرح مسلسل بہوشیاری تمام یہان لے آؤ یہ سب اُس قیدخانہ مین
پہونچے اور تہیہ کیے ہوئے تھے کہ اُن قیدیون کو ہلاہل کے پاس پہنچا دین گے وہان اُن سب کو اُس
قید و بند سے رہا پایا سب نے باواز بلند کہا اے خدا پرستو تمکو کس نے رہا کر دیا ارے ہم سب وقت
پر پہونچے کہ تم موجود ہو ورنہ کسی طرف چلے جاتے چلو تم سب کو ہلاہل جادو نے طلب کیا ہے اور
ہم سب کو خاص تمھارے ہی لینے کے واسطے بھیجا ہے بدیع الملک نے کہا اے خیرہ سرو بس اپنی
خیریت ہے کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ اپنے سزا اپنے اعمال کو پہونچو گے ہلاہل مردود کی کیا وقعت ہے
جو اپنے پاس بلائے گا ہم اپنے فعل کے مختار ہین یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ تم بدبختون کی قید مین مبتلا
ہوگئے تھے جاؤ ہلاہل سے کہدو کہ اب ہم ہرگز تیرے پاس نہین آئینگے اگر تجھے غرض ہے خود ہمارے
پاس چلا آ اور جو کچھ کہنا ہو کہہ ہم یہان متوقف رہین گے جبتک وہ نہ آئیگا ہم یہان سے نہ جائین گے یہ سن
تمام جادوگر مثل بلا کے درمیان شاہزادہ بدیع الملک کے جانب جھپٹے شاہزادہ اور شاپور وغیرہ
بھی آمادۂ حرب ہوئے بگیر و بزن کی آواز بلند ہوئی تلوارون کی جھنکار افلاک تک جانے لگی چند ساعت
تک یہ ہنگامہ گرم رہا بدیع الملک کی اُسوقت یہ حالت تھی کہ تلوار علم کیے ہوئے ہر چہار جانب اُن
کفار پر پے در پے وار پر وار کرتے تھے ع بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ❊ سر پر جادوگر دود و چار کرد
جب اُن جادوگرون کا بس کچھ نہ چلا اکثر ہلاک ہوئے فرار پر قرار لیا اور اُس حالت مین باواز بلند یہ
کہتے جاتے تھے کہ اے خدا پرستو تمنے ہلاہل جادو کے حکم سے روگردانی کی ہے ہم جا کے اُسکو اطلا

ہی خیر کوشش کرتا ہون اگر ہم پہونچتا ہی حاضر کرتا ہون ورنہ مجبوری ہی اب شاپور کا یہ حال ہی کہ جب اُن
جادوگرون کے گروہ پر حملہ کرتا ہی اور وہ جادوگر پسپا ہوتے ہین اُنکے مکانون مین در آتا ہی اور آب وطعام
کی جستجو مین مصروف ہوتا ہی اور پھر جب جنگ کا خیال آتا ہی کہ کفار کی کثرت ہی ایسا نہو مین اس طرف
مصروف ہون اُس طرف لڑائی کا رنگ دگرگون ہو جائے واپس آتا ہی اور جنگ مین مصروف ہو جاتا
ہی ایک مرتبہ اُن بدبختون کے مجمع مین در آیا وہ پسپا ہوئے شاپور نے تعاقب کیا حتی کہ ایک مقام پر پہونچا
دیکھا ایک قصر عالیشان واقع ہی اُس قصر مین پہونچا وہان کیا دیکھتا ہی کہ رستم ثانی مقام صدر مین بکمال
شان وشوکت بیٹھا ہی متعدد مینائے شراب رکھے ہین جونہین شاپور شیر دل پر نظر پڑی کہا اے شاپور تم
یہان کہان بہت عرصہ کے بعد ہمنے تمکو دیکھا شاپور نے کہا اے رستم ثانی طرفہ اتفاق ہی کہ تُمسے یہان
ملاقات ہو گئی مجکو کیا معلوم تھا کہ تم یہان مقیم ہو ورنہ تم کبھی میرے شریک ہوتے آج چار روز کا عرصہ گذرا
کہ شاہزادہ بدیع الملک جادوان بدکار سے کارزار مین مصروف ہین اور عظیم ہنگامۂ جنگ گرم ہی تم کہو
یہان کہان بیٹھے ہو اور کیا کام کر رہے ہو رستم ثانی نے کہا اے شاپور میری حقیقت یہ ہی کہ مین جادوان
نابکار کی قید مین مبتلا تھا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اختران اختر شمار وزیر بلاہل نے مجکو قید سے
رہا کر دیا اور یہان سے لے آیا اب تک مین یہین مقیم ہون تمہارا یہانتک پہونچنے کا کیا سبب ہوا یہ تو
معلوم ہوا کہ تم اور شاہزادہ بدیع الملک کفار سے جنگ وحرب مین مصروف ہو شاپور نے کہا
شہریار مفصل حقیقت یہ ہی کہ چار روز سے جو شاہزادہ ہنگامۂ جنگ گرم کیے ہوئے ہی گرسنگی وتشنگی
کے غلبہ کا حال مجھسے بیان کیا مجکو فکر ہوئی کہ آب وطعام بہم پہونچانا چاہیے جب اُن کفار پر حملہ کیا اور وہ
پسپا ہوئے اور اُنکے مکانون مین در آیا اور آب وطعام تلاش کیا اسی طرح ایک مرتبہ وہ پسپا ہوتے مین نے
اُنکا تعاقب کیا حتی کہ یہانتک پہونچا اس قصر کو دیکھا دل مین آیا کہ اس قصر کی بھی سیر کرنا چاہیے یہان تمکو
دیکھا رستم ثانی نے کہا اے شاپور سامنے کے حجرہ مین آب وطعام بکثرت ہی جسقدر درکار ہو لیجاؤ اور
مین بھی چلتا ہون یہ کہکے رستم ثانی اُٹھ کھڑا ہوا سلاح تن پر آراستہ کیے متعدد حربے ہاتھ مین لیے اُس طرف
شاپور اُس حجرہ مین پہونچا دیکھا واقعی قلیا قورما کباب کوفتے پلاؤ چلاؤ فرنی شیربرنج وغیرہ طرح طرح کے کھانے خوشبودار
وخوش مزہ موجود ہین خود بھی گرسنہ تھا بلا تکلف بیٹھ کے کھانا شروع کیا جب خوب سیر ہو گیا کچھ شیرمالین
اور کباب رومال مین باندھے اور ایک صراحی آب سرد کی لیکے حجرہ کے باہر آیا رستم ثانی سے کہا شہریار
اگر چلنا ہو تو چلو رستم ثانی نے کہا چلو مین تیار ہون غرضکہ وہان سے دونون روانہ ہوئے لشکر بلاہل
کے قریب پہونچے رستم ثانی نے ایک نعرۂ زہرہ شگاف مارا کہ باش اے جادوان مکار مین تمہاری جان کا
عزرائیل آ پہونچا دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جانین سلامت لیجاتے ہو اسطرف شاپور شیر دل
وہ آب وطعام لیے ہوئے شاہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا شاہزادہ نے کہا اے شاپور اب مین
گرسنگی وتشنگی سے جان بلب ہون للہ کچھ آب وطعام کی فکر کرو شاپور نے کہا شہریار آب وطعام موجود
ہی نوش فرماؤ وہ شیرمالین شاہزادہ کو دین شاہزادہ نے خوب سیر ہو کے کھانا کھایا پانی پیا خدا کا شکر
کیا بعد ازان ہدہد کا خیال آیا بقیہ طعام لیے ہوئے ہدہد کے پاس پہونچا کہا تو بھی گرسنہ ہوگا آ کھانا کھا
ہدہد نے سلام کیا اُسنے بھی سیر ہو کے کھانا کھایا پانی پیا بعدہ دونون ہنگامۂ جنگ مین آئے رستم ثانی

نے جو بدیع الملک کو دیکھا سلام کیا کہا اے شہریار جہان نور چشم نور الدہر بن بدیع الزمان برگزیدۂ
حمزۂ صاحبقران مجھے معلوم ہوا کہ عرصے سے ہنگامہ پیکار گرم کیے ہوئے ہو چند لمحہ توقف فرماؤ میری لڑائی کا تماشا
دیکھو میں تازہ دم آیا ہوں بدیع الملک نے کہا اے رستم یہ سب کچھ صحیح ہے کہ میں عرصہ سے ہنگامہ جنگ
گرم کیے ہوئے ہوں اور بلے اشتہا کسل وکاہلی نے مجھ میں راہ پائی ہے تاہم مجھکو اس بات کا خیال ہے کہ یہ جادوگر
بڑے مکار و بدکار ہیں انکے اندیشہ ایک اسم میں وہ طاقت ہے کہ اگر ہزار رستم وافراسیاب ہوں تو عہدہ برا
نہیں ہوسکتے پھر تو [illegible] ہے کہ تمکو جنگ کی اجازت دوں اور خود چند لمحہ استراحت کروں مگر نتیجہ یہ معلوم ہوتا
ہے رستم ثانی نے کہا اے شاہزادہ عالی وقار میری کیا اسے یہی ہے آئندہ تمکو اختیار ہے غرضکہ بدیع الملک
اور رستم دونوں جنگ و حرب میں مصروف ہوئے یکایک ہلاہل جادو کو یہ خبر پہونچی رستم ثانی
اختران اختر شمار وزیر کے یہان سے آیا ہے ہلاہل کو بہت تعجب ہوا کہ جلد جاؤ اختران اختر شمار
وزیر کو لے آؤ لوگ گئے ہر چند اختران اختر شمار وزیر کو تلاش کیا کہیں نشان نہ ملا واپس آئے
ہلاہل سے کہا ہمنے وزیر کو ہر چند تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ خوف کے سبب
سے روپوش ہوگیا ہے سخت شرارت کی کہ خداپرستوں کو مدد دی اگر رستم ہاتھ آگیا تھا اسکو گرفتار کر لینا
تھا نہ یہ کہ اسکو رہا کر دیا اور خود غائب ہے ہلاہل نے کہا اے فلان اب بات کا خیال بیکار ہے کیونکہ
اختران اختر شمار وزیر نے جو کچھ کیا وہ کیا اگر وہ ہوتا تو معقول جواب لیا جاتا تاکہ دوسرون
کو عبرت ہوتی اب یہ فکر کرنا چاہیے کہ یہ خداپرست پسپا ہوں اور ہمکو ظفر ملے ورنہ جسقدر اس معاملہ کو طول
ہوگا بہتر نہ ہوگا ایک جادو ہلاہل کے قریب آیا کہا اے ہلاہل میرا خیال یہ ہے کہ جبتک ہیکل اور گوہر مراد
بدیع الملک کے پاس رہیگا کوئی جادوگر اسکے مقابلہ میں سربر نہوگا اور نہ کوئی سحر وافسون اسپر کارگر ہوگا
فلہذا بہتر یہ ہے کہ پیشتر بدیع الملک سے ہیکل اور گوہر مراد ہی لینے کی کوشش کیجائے بعدہ جو کچھ
کیا جائیگا وہ اپنا اثر دکھائیگا ہلاہل جادو نے کہا یہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن کوئی ایسی تدبیر سمجھ میں نہیں
آتی کہ ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک سے دستیاب ہوجائے اگر تجھے ممکن ہو تو کیون توقف
کرتا ہے وہ جادوگر تا دیر متامل رہا بعدہ کہا اے ہلاہل ایک تدبیر سمجھ میں آئی ہے کیا عجب اگر اسکی وجہ سے ہیکل
اور گوہر مراد وغیرہ دستیاب ہوجائے ہلاہل نے کہا اے غضنفر میں تجھسے بہت خوش ہونگا اگر تیری
کوشش سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہوجائینگی غضنفر جادو نے اپنی صورت اختران شاہ وزیر کی
صورت سے مشابہ کی شاہزادہ بدیع الملک کے قریب پہونچا رستم ثانی نے کہا اے اختران تم اسوقت
کہان آئے اختران شاہ مصنوعی نے کہا شہریار میں اسوقت اس خیال میں مبتلا ہوا کہ اس طرف ایک
جادوگر کی جمعیت ہے اور تم صرف چار شخص ہو مشہور ہے کہ ایک کی دو اور دو تم چار شخص کس کس کو جواب دوگے
اور کہا اپنا کہان پہونچے گے آخر پسپا ہوگے چنانچہ پریشان ہوگئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ میرے تمہارے
مشورہ سے کوئی صورت آسانی کی پیدا ہو بدیع الملک نے کہا اے رستم ثانی یہ کون شخص ہے جس سے
تم ہمکلام ہو رستم ثانی نے کہا شہریار تمنے اس شخص کو نہیں پہچانا یہ اختران ہلاہل جادو کا وزیر ہے اندر
سے مسلمان ہے میں اسکا ممنون احسان ہوں اسواسطے کہ اسنے مجھکو رہا کر کے اپنے گھر میں چند روز تک چھپا
رکھا اور نہایت خاطرداری و مدارات سے پیش آیا چونکہ یہ ایک مرد نیک نفس ہے فلہذا اسوقت بھی یہ بنظر

خیر خواہی آیا ہی اور کہتا ہی کہ جادوان مکار کی جمعیت کثیر ہی چند نفس تاب مقابلہ نہیں لا سکتے اگرچہ خداوند عالم
کی مشیت میں کسی کو دخل نہیں ہی لیکن بظاہر اسکا خیال صحیح معلوم ہوتا ہی بدیع الملک غضنفر مکار کی
جانب متوجہ ہوا کہا ای اختران وزیر صاحب تدبیر ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہین کہ تو نے بنظر خیر خواہی و ہمدردی
یہ کلمہ کہا لیکن ہم کیا کر سکتے ہین ور آنحالیکہ ہم یہان مسافر ہین اور کوئی چارہ کار نہیں رکھتے اُسنے کہا شہریار
اب جو کچھ مین کہون اُسپر عمل کرو یعنی میرے عقب مین چلے آؤ بدیع الملک نے کہا مضائقہ نہیں چنانچہ
وہ مکار شاہزادہ کو ایک حویلی مین لایا جو ہر طرح کے اسباب ضرورت و زینت سے آراستہ تھی کہا شہریار
تم یہان بآرام و آسایش قیام فرماؤ طعام و شراب وغیرہ جملہ سامان موجود ہی کوئی مانع نہیں بلا تکلف نوش
فرما سکتے ہو جب وقت منظور ہو یہان سے برآمد ہو کے جادوان مکار و بدکار سے مقابلہ کرو اور پھر یہان
آ کے استراحت کر سکتے ہو بدیع الملک کو اطمینان ہوا غضنفر مکار نے اُسی وقت دسترخوان بچھا کے
طرح طرح کا کھانا چنا سب نے سیر ہو کے کھایا بعد فراغ طعام غضنفر مکار نے بدیع الملک سے
آہستہ کہا شہریار مین نے سنا ہی کہ گوہر مراد و ہیکل ہزار دانہ و یک دانہ لعل احمر تمہارے پاس ہین
بہت کچھ تعریف اُسکی سنی ہی اور یہ بھی میرے گوش زد ہوا ہی کہ اہل جادو وغیرہ اُسکی تلاش مین ہین
تمنے اُن اشیاء کی خوب حفاظت کی مین بھی اُن اشیاء نادر الوجود کو دیکھنے کا اشتیاق رکھتا ہون ممکن ہو تو
مجھی ایک نظر دکھا دو شاہزادہ بدیع الملک کو اُس مکار کے فریب سے اطلاع نہ تھی وہ سمجھا کہ یہ
بیچارہ دوست خدا پرست ہی اور رستم ثانی کے کہنے پر اعتماد کیے ہوئے تھا اُسکی درخواست پر بلا تکلف
بغل سے ہیکل وغیرہ کو نکالی اور غضنفر مکار کو دے کے کہا ای اختران دیکھ یہی وہ اشیاء عجیب
ہین جنکی تعریف تو نے سنی ہی غضنفر مکار نے پہلے بنظر غور ہیکل یاقوت احمر کے ہر ایک دانہ کو اور
گوہر مراد کو دیکھا کہا شہریار یہان تاریکی ایسی ہی کہ میری نظر کام نہیں کرتی اور اب میری نظر میں کمی ضعف
پیدا ہو گیا ہی یہ کہکے ہیکل وغیرہ کو لیے ہوئے صحن حویلی مین آیا بدیع الملک سمجھا کہ اختران وزیر
ہیکل وغیرہ کو روشنی مین دیکھ کے پھر یہان چلا آئیگا غضنفر نابکار دروازہ کی طرف بڑھا شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا ای اختران ان اشیاء کو بیرون خانہ لیجانا مناسب نہیں ہی غضنفر مکار نے
کہا ای بدیع الملک تجھسے بڑھ کے دنیا مین کوئی بیوقوف نہوگا تو نے یہ بھی نہ سمجھا کہ مین اختران وزیر
ہون یا دوسرا شخص ہون اور ان اشیاء نایاب کو بلا تکلف میرے حوالہ کر دیا آگاہ ہو مین اختران
وزیر نہیں ہون غضنفر جادو ہون خاص ہیکل اور گوہر مراد لینے کو اختران وزیر کی صورت
مشابہ ہو کے آیا تھا اب کیا مجال تمہاری جو مجھسے ہیکل اور گوہر مراد کو لے لو مین جاتا ہون دیکھو تم پر اور تمہارے لشکر
پر کیسی آفت نازل کرتا ہون بدیع الملک نے نعرہ مارا کہ باش او مکار تو نے بڑا فریب دیا یہ کہکے اُسکا پیچھا
کیا غضنفر مردود یکایک بدیع الملک کی نظر سے غائب ہو گیا بدیع الملک اُسی حویلی مین واپس آیا
مگر نہایت متاسف رستم ثانی نے کہا شہریار بڑی غلطی ہوئی بدیع الملک نے کہا برادر تمہارے کہنے کا
اعتبار پر مین نے اُسے ہیکل وغیرہ کو دیدیا کیونکہ تمنے کہا یہ میرا محسن ہی اسلئے مجھکو دینا پڑا ورنہ کسکا
گمان رکھکر خاطر داری سے پیش آیا رستم ثانی نے کہا جب شبیہ اختران وزیر سے مجھکو دیکھا کیا اور ہمسا
بھی رکھا لیکن یہ مجھکو کیا معلوم تھا کہ یہ موذی اُسکی صورت سے مشابہ ہو کے آیا ہی کاشکے پیشتر ہی معلوم

کہا سے ... کو تو یقین سمجھ لے اور کہا جو کچھ مین نابکار سے کی باتون

ہو جاتا تو مین ہلاک کرتا ہرگز زندہ جانے نہ دیتا بدیع الملک نے کہا اچھا تو وہ اپنا کام بنا لے گیا
غرضکہ یہ سب اُسی حویلی مین مقیم رہے اب اُس طرف کا حال سماعت فرمائیے کہ غضنفر جادو ہیکل
اور گوہر مراد لیے ہوئے جب اُس حویلی سے باہر آیا سامنے دیکھا یاقوت جادو چلا آتا ہے غضنفر
نے کہا اے یاقوت کہان جاتا ہے اُسنے کہا مین نے سنا ہے اس حویلی مین خداپرست مقیم ہین جنکے پاس
گوہر مراد اور ہیکل ہے اُسنے کہا خاطر جمع رکھو اگرچہ اس حویلی مین خداپرست ضرور مقیم ہین لیکن اب وہ
بالکل تہی دست مقیم ہین گوہر مراد اور ہیکل مین اُن سے لے آیا خاص اس کام کے واسطے آیا تھا مین نے
خداپرستون کو بڑا فریب دیا تب یہ دونون چیزین اُنسے دستیاب ہوئین ورنہ کسی طرح دستیاب ہونا ممکن
نہ تھا یاقوت جادو بہت خوش ہوا کہا اے غضنفر ہزار ہزار آفرین تیری اس کارروائی پر کار سے
وہی خداپرستون سے ہیکل وغیرہ کا دستیاب ہونا ایک امر عظیم تھا وہ آفت کے لوگ ہین کوئی سحر و افسون
اختراع ان کا اثر نہین ہوتا لیکن اے غضنفر مین نے سنا ہے ہیکل اور گوہر مراد کے عجیب و غریب
اثر ہین کوسے آنکھ کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہون ایک نظر مجھے دکھا دے غضنفر نے کہا برادر یہ
بالاہل سے کیا جو مین شوق سے دیکھو یہ کہکے گوہر مراد اور ہیکل کو جیب سے باہر لایا یاقوت
نے بعجلت جادو نے غور سے اُسے دیکھا کہا کیا واقعی یہ وہی ہیکل و گوہر مراد ہے غضنفر ملعون
تھا ہان موجود ہے تو دیکھ لو یاقوت نے ہیکل و گوہر مراد کو جیب مین رکھ لیا اور تلوار میان سے کھینچ
کر بجلی سے اُسکی کمر پر وار کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا یہان بدیع الملک اور رستم وغیرہ نہایت
پریشان و مضطرب بیٹھے ہوئے تھے ہیکل و گوہر مراد کی باتین ہو رہی تھین شاپور شیردل نے دیکھا
یاقوت چلا آتا ہے بدیع الملک کے قریب آ کے سلام کیا شاپور سے کہا شہریار اس وقت تم سب
بہت پریشان معلوم ہوتے ہو خیریت تو ہے بدیع الملک کو اُسکے اس طرح کے استفسار سے
تعجب ہوا شاپور سے پوچھا یہ کون شخص ہے شاپور نے کہا اس شخص کا نام یاقوت جادو ہے اسی
نے مجکو قصر فرعون تک پہنچایا تھا اور یہ جوان ہلاہل جادو کی دختر پر فریفتہ بھی ہے مین اسکا بہت
ممنون و مشکور رہتا ہون بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک بہتر ہوگا اگر اس سے بھی اُس واقعہ کا ذکر
کیا جاوے جو فی الحال ظہور مین آیا شاپور نے کہا کیا مضائقہ ہے شاہزادہ نے کہا اے یاقوت تم نے
شاپور شیردل پر بڑا احسان کیا مجھپر احسان کیا اب یہ تازہ واقعہ سن غضنفر جادو واختران کی صورت
سے مشابہ ہو کے یہان آیا اور اس طرح آیا کہ ہم مین سے کسی نے نہ پہچانا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مکر و فریب سے
ہیکل و گوہر مراد ہم سے لے گیا یاقوت جادو نے کہا شہریار تعجب ہے کہ تم ایسے ذی فہم نے ایسا دھوکا
کھایا اگر ہیکل و گوہر مراد دستیاب ہو گیا تھا تو اُسکی کامل حفاظت کرنا تھی شاہزادہ نے کہا بخدا اسوقت مجھکو
مطلق خیال نہ رہا بالکل اُن اشیا سے نایاب کو اُسکے حوالہ کر دیا مین سمجھا تھا کہ اختران وہی ہے اسکی
کیا خبر تھی کہ یہ فریب ہے یاقوت نے کہا پھر اب کیا تدبیر سوچی ہے جو ہیکل وغیرہ پھر ہاتھ آ جاوے
شاہزادہ نے کہا جو چیز ہاتھ سے نکل جاتی ہے اُسکا بارو دیگر دستیاب ہونا محال ہوتا ہے یاقوت نے کہا
اے والا منزلت اگر ہیکل وغیرہ بار دیگر دستیاب ہو جائے تو کسی قدر خوشی کی بات ہے شاہزادہ نے
کہا بیشک جسکے ذریعہ سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہوگی مدت العمر اُسکا ممنون رہونگا یاقوت نے ہیکل

وغیرہ کو جیب سے نکالا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے رکھ کے کہا شہریار دیکھو یہ کیا شئے ہے جونہی
شاہزادہ کی نظر گوہر مراد پہ پڑی دل باغ باغ ہوگیا یاقوت کو سینہ سے لگا لیا اور کہا اے برادر یاقوت
سچ کہو یہ ہیکل وگوہر مراد کہاں سے ہاتھ آئی اسکو تو غضنفر مردود لے گیا تھا یاقوت نے کہا جسوقت
غضنفر دروازہ سے برآمد ہوا چونکہ مجھکو پیشتر سے خبر معلوم ہو گئی تھی کہ خدا پرست اس حویلی میں مقیم
ہیں یہاں کا حال دریافت کرنے کو آتا تھا غضنفر کو دیکھ کے متوقف ہوا اُسوقت غضنفر کچھ شرابخوار سا
تھا میں نے اُسکا حال پوچھا اُسنے ہیکل وغیرہ کا دستیاب ہونا بیان کیا میں نے ہیکل کے دیکھنے کی
آرزو ظاہر کی اُسنے ان اشیا کو میرے ہاتھ میں دیدیا میں نے وقت وفرصت کو غنیمت جانا ایک ہی
وار میں اُس مکار کا کام تمام کیا اور ہیکل وغیرہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوا شاہزادہ نے کہا برادر
غضنفر نے بھی ان اشیا کے دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تھا جو میں نے اُسے دیدیں اور وہ لے کے چلا
گیا خدا کارسے کردی اب میں بالکل ہیکل وغیرہ کے دستیاب ہونے سے ناامید ہوگیا تھا ع
آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو ✦ اگر عزرائیل کا میرے ہاتھ سے ہلاک ہونا مقرر ہے تو یقین سمجھئے
کہ اس طلسم کی بادشاہی بھی تیرے نام پر مقرر ہے یاقوت نے کمال ادب سے سلام کیا اور کہا جو کچھ میں
عرض کروں اُسے سماعت فرمائیے جبتک اس طلسم کی لوح دستیاب نہوگی ان جادوان نابکار سے
مقابلہ کرنا عبث ہے بدیع الملک نے کہا مجھکو کیا معلوم کہ وہ لوح کہاں ہے اور کس طرح دستیاب ہوگی یاقوت
نے کہا مجھسے سنو لوح اس طلسم کی ہلاہل جادو کے پہلو میں رکھی ہے تمہارے کوشش کرنے کی کچھ
ضرورت نہیں ہے میں جاتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو اُس لوح کو ہلاہل جادو کے پاس سے لیے آتا ہوں
شاہزادہ نے کہا خیر بہتر ہے توفیق میں خدا ترقی عطا فرمائے یاقوت رخصت ہوکے روانہ ہوا راوی
کہتا ہے کہ ہلاہل جادو اپنے قصر میں مصروف خواب تھا عالم رویا میں دیکھا کہ ایک لکۂ نور پیدا ہوا قریب
آیا اُس لکۂ نور سے ایک مرد محترم نورانی صورت نمودار ہوا ہلاہل کے دل میں اُس مرد معظم کا رعب
طاری ہوا التعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا بہت ادب سے سلام کیا اُس مرد معظم نے کہا اے ہلاہل
یہ تیری تعظیم وتواضع محض عبث ہے ہلاہل نے کہا کیا وجہ ہے اُس مرد نورانی صورت نے کہا وجہ تو خود
جانتا ہے میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے جس شخص نے دنیا میں حق وناحق کو نہ پہچانا اسکا پیدا
ہونا اور ناپیدا ہونا سب یکساں ہے اسقدر تیری عمر ہوئی آج تک تونے یہ نہ جانا کہ مذہب حق کون ہے آج ہم
تجھکو خاص یہ اطلاع دینے آئے ہیں کہ اگر تو اسی طرح کفر وضلالت میں مبتلا رہیگا ضرور ایک روز تو اس
شاہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا اگر اپنی خیریت اور دنیا میں چند روز زندہ رہنا
چاہتا ہے تو مسلمان ہوجا اُس حالت میں بدیع الملک کے ہاتھ سے تجکو مطلق گزند نہ پہونچے گی اُسنے
کہا یا حضرت میں آپ سے بالکل ناواقف ہوں پہلے اپنا نام ونشان ارشاد فرماؤ اُس مرد بزرگ نے
کہا اے ہلاہل میرے نزدیک میرے نام ونشان سے بیکار آگاہ ہونا چاہتا ہے اُسنے اصرار کیا مرد بزرگ
نے کہا مجھکو ابراہیم خلیل اللہ کہتے ہیں اُسوقت ہلاہل جادو کی توفیق آسمانی ایسی رفیق ہوئی کہ
وہ فوراً اُس مرد نورانی صورت کے پاؤں پر گر پڑا اور زار وقطار روتا جاتا تھا اور کہتا تھا اے
معظم ذات کرم صفات اسوقت تمہاری تنبیہ سے میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں جو مذہب حق سمجھنے

مجھے تعلیم فرمائے مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو آجتک ضلالت مین مبتلا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
کلمہ طیبہ تعلیم کیا ہلاہل بصدق دل مسلمان ہوا نہایت خلوص سے مصافحہ کیا حضرت نے فرمایا اے ہلاہل
شریعت اسلام مین سحر وغیرہ کی سخت ممانعت ہے آیندہ ایسے امور ناجائز سے احتراز کرنا اور یاقوت
واسطے لوح لیکے تیرے پاس آئیگا تجکو چاہیے کہ پہلے اُسکے ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت
مین جا اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر بعدہ شاہزادہ کو سحر ازیل کے مکان پر پہونچا تاکہ بدیع الملک
اُسکو ہلاک کرے اور یہ بھی تجکو ہدایت کیجاتی ہے کہ یاقوت تیری دختر کا خواستگار ہے اُن دونون کے
باہم بلا تکلف عقد کر دے تاکہ سحر ازیل کا کام تمام ہو جائے اس تعلیم وتفہیم کے بعد وہ حضرت یکایک
نظر ہلاہل سے غائب ہو گئے ہلاہل بیدار ہوا اپنے قصر مین آکے قیام کیا دل مین سوچ رہا تھا کہ طرفہ
ماجرا ہے مدت العمر میری کفر وضلالت مین بسر ہوئی اب مذہب حق اختیار کرنے کا اتفاق ہوا اس اثنا
مین یاقوت آیا ہلاہل کو سلام کیا ہلاہل اُٹھ کھڑا ہوا یاقوت کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے فرزند
ہزار ہزار آفرین تجھپر تو نے بہت بڑا کام کیا یاقوت بہت حیرت تھا کہ یہ کیا واقعہ ہے آج ہلاہل بمحبت
خلق سے پیش آیا کہا اے ہلاہل آج مین اس طرح کے خلق ولطف سے متعجب ہون یہ کیا امر ہے ہلاہل
نے کہا سبب اسکا یہ ہے کہ آج شب کو حضرت ابراہیم خواب مین تشریف لائے تھے اُنکی ملازمت سے
مین بہرہ یاب ہوا مجکو دین حق تعلیم کیا پس اب مین بصفائے قلب مسلمان ہون مجکو شاہزادہ بدیع الملک
کی خدمت مین بھیجو تاکہ اُس شاہزادہ والا جاہ کو سحر ازیل کے پاس پہونچادون بعد ازان تمام جادوان
موجودہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا اے یاران من اگرچہ ادنی واعلی سب تعلقات دنیا مین ایسے مبتلا ہین
کہ آخرت کی مطلق خبر نہین ہے تاہم ہر شخص کا فرض ہے کہ کسی قدر عاقبت کی بھی خبر لے مین تمسے سچ کہتا ہون
کہ شاہزادہ بدیع الملک کا مذہب سچا ہے فرعون ملعون کیا مال ہے اور سحر ازیل کیا چیز ہے فرعون
نابکار نے بیسیون مرتبہ مسلمانون کے ہاتھ سے ذلت پائی ہے اگر کچھ بھی قابلیت فرعون مین ہوتی تو کیون
یہ نوبت پہونچتی سچا خدا صرف مسلمانون کا ہے اور یہ جو فرعون کہتا ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہونے والا ہے
وہ میری مشیت مین پہلے گذر چکا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے اُس پلید کو مشیت سے کیا نسبت مین نے ایسے
سنگ خارہ شق بنظر خود دیکھے ہین میری خوشی یہ ہے کہ تم سب مسلمانون کے خدا کی بندگی اختیار کرو بعضون
نے اُسوقت دین اسلام قبول کیا بعضون نے کہا اے ہلاہل درآنحالیکہ مدت العمر ہم مسلمانون کے خدا
سے نابلد ہے اب یکایک کس طرح اُسکی بندگی اختیار کر سکتے ہین ہان کچھ دلائل حقیقت دین اسلام
کے بیان کرو اُسکے بعد ہم دین اسلام اختیار کرین گے راوی کہتا ہے کہ اُس شب کے خواب کی برکت
سے ہلاہل کے ذہن مین ایسی وسعت پیدا ہو گئی کہ اُسنے بکمال فصاحت دین اسلام کے حق
ہونے کے دلائل بیان کیے حتی کہ وہ ایک لاکھ جادوگرون کی جمعیت احاطہ اسلام مین داخل ہوئی
ہلاہل یاقوت کے ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین آیا نہایت ادب سے سلام کیا
شاہزادہ نے نہ پہچانا پوچھا یہ کون ہے یاقوت نے کہا شہریار ہلاہل جادو ہے فی الحال اسنے دین اسلام
اختیار کیا ہے حضور کی ملازمت کا مشتاق تھا لہذا مین اپنے ہمراہ لے آیا شاہزادہ نے کہا اے ہلاہل
مدت مدید تک تو جادہ راستی سے برگشتہ رہا اب کیا باعث ہے کہ راہ راست پر آنیکا ہوا اُسنے کہا

آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام عالم خواب میں تشریف لائے دین حقہ تعلیم فرمایا اور بھی ضروری
ہدایتیں کیں جب میں بیدار ہوا اہتمام ہوا دو ان ہمراہی کو تفہیم و تعلیم کیا چنانچہ وہ سب بھی مسلمان ہوگئے
اب میرے ہمراہ چلو تاکہ میں تمکو مقام عوازیل میں پہونچا دوں اسکو میرے حال کی مطلق اطلاع نہیں
ہے ایسی حالت میں بعنوان مستحسن اسکا کام تمام ہو سکتا ہے شاہزادہ نے کہا خداوند عالم تیرے توفیق
میں اس سے زیادہ ترقی عنایت فرمائے تیرا واقعہ عجیب و غریب ہے غرضکہ بدیع الملک مع یاران
ہمراہی ہلاہل کے ساتھ اسی وقت روانہ ہوا ہلاہل نے اپنی فوج کو بھی ساتھ لیا اور وہان سے
کوچ کرکے برابر تختہ سنگ کے پہونچا شاہزادہ سے آہستہ کہا شہریار عوازیل اس پتھر کے نیچے ہے
اب وقت طلب یہ امر ہے کہ اگر میں یہاں تک پہونچ گیا اور تمکو بھی لے آیا ہوں لیکن ایسی حالت میں
کہ یہاں ایک تیغ کشیر ہے اسکا باہر آنا ایک امر محال ہے البتہ مکر و فریب سے کاربرآری ہو جائے تو عجب
نہیں چہ صورت ہے کہ مکر و فریب کیا کیا جائے شاہزادہ نے کہا میرے نزدیک یہ تو فریاد و واویلا کرکے یہ
خداپرست مجکو گرفتار کیے لیے جاتے ہیں تیری آواز سن کے عوازیل پتھر کے نیچے سے نکل آئے
تو عجب نہیں ہلاہل نے کہا شہریار اگر میں آواز فریاد و واویلا بلند کروں گا پس بسبب خوف کے اسکا
زیر سنگ سے باہر آنا غیر ممکن ہے البتہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تم میں سے دو تین آدمی گریہ و زاری
شروع کریں اور کہیں کہ اے ہلاہل تجھے قسم ہے عوازیل اور فرعون کے حق کی ہمکو ہلاک نہ کر
جب یہ آواز اسکے کان میں پہونچے گی اسکو خیال ہوگا کہ خداپرست قبضہ میں آگئے ہیں پس فوراً زیر
سنگ سے باہر آجائے تو عجب نہیں شاہزادہ نے کہا یہی سہی تم ہی اپنے مطلب کے موافق دو
تین آدمی تجویز کر لو اور انھیں سمجھا دو چنانچہ ہلاہل نے ہدہد اور شاپور شیر دل کے جانب
اشارہ کرکے کہا یہ دونوں اس کام کے واسطے مناسب معلوم ہوتے ہیں شاہزادہ نے
اشارہ کیا دونوں ہلاہل کے پاس آئے اور کہا ان بیان کرو کیا کرنا چاہیے ہلاہل نے بار دیگر
ان دونوں کو بخوبی سمجھا دیا چنانچہ اس سنگ گران کے قریب جاکے ہدہد و شاپور شیر دل نے آہ و زا
ری و نالہ رونا شروع کیا اور کہا اے عوازیل صدقہ فرعون اور عوازیل کا ہمکو ہلاک نہ کر ہلاہل
نے نعرہ مارا اور کہا اے خداپرستو تمنے خداوند فرعون کی بندگی نہیں کی اور ہمیشہ اس سے بر سر
پرخاش رہے لیکن ہم تمکو پا گئے ہیں اب ہرگز رہا نہیں کریں گے تمام عمر اس بات کا خیال رہا کہ ایسے بڑے
خداوند کی بندگی سے قطع نظر کرکے کہاں رہ سکتے ہیں اور کس طرح جانبر ہوگی اور پکار کے کہا اے
عوازیل اے عوازیل دیکھ تیری خیرخواہی کی وجہ سے میں نے ایسے امر عظیم کو انجام دیا یعنی
مسلمانوں کے اعلی سرداروں کو گرفتار کر لایا ہوں جلد پتھر کے نیچے سے باہر آ ان خداپرستوں کے
بارے میں حکم مناسب دے تاکہ اسکی تعمیل کیجاوے اگر دیر ہوگی یہ خداپرست پھر ہاتھ
سے نکل جاوینگے پھر کوئی کارروائی بکار آمد نہ ہوگی آئندہ اختیار ہے جونہیں یہ آواز ہلاہل
کی عوازیل نے سنی بلند قہقہہ مارا اور کہا اے ہلاہل شاباش ہے آفرین بادبرین ہمت مردانہ تو
قسم ہے سرکش فرعون کی کارے کردی تو گھبرانا نہیں بہت جلد تجویز سے اپنے کو پہونچاتا ہوں زینہار
اور سرداران خداپرستوں میں سے کسی کو رہا نہ کرنا اسکی ذات سے ہر وقت ترود لاحق حال رہتا ہے

ہلاہل نے شاہزادہ کو اشارہ کیا شاہزادہ نے مردان ہمراہی سے کہا آگے بڑھ کے اس سنگ گران کو ہر چہار جانب گھیر کے کھڑے ہو اور اپنی اپنی کمند کو بخوبی سنبھال لو ایسا نہو کہ عزازیل یہان سے زندہ نکل جائے چنانچہ تمام جوانان ہمراہی ہلاہل اور یاران شاہزادہ بدیع الملک نے اُس پتھر کو گھیر لیا کمندون کو اُس پتھر سے مار دیا یکایک اُس پتھر کو جنبش ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک پارہ اُس کنوئین سے باہر آیا جو ہین اُسکی نظر شاہزادہ پہ پڑی اور یاران ہمراہی کو دیکھا ارادہ کیا کہ کبوتر کی صورت سے مشابہ ہو کے وہان سے نکل جائے ہدہد اور شاپور شیردل پیشتر سے ہوشیار بیٹھے تھے فوراً حلقہائے کمند اُسپر پھینکے اور گرفتار کر لیا اُسنے سحر خوانی کے ارادہ سے سب کو جنبش دینا شروع کی شاپور نے کہا اے شاہزادہ والاقدر خبردار رہنا ایسا نہو کہ یہ مکار ہاتھ سے نکل جائے اسکی لب سحر خوانی مین حرکت کر رہے ہین شاہزادہ نے جواہر الوزری جیب سے نکالی اُسکے منہ پر چڑھا دی جسکے سبب سے منہ کو یا دوختہ ہو گیا باستحکام تمام بستہ کر کے اپنی جگہ پر آکر باطمینان تمام قیام کیا اور کل سردارون کو جمع کیا خلعت خاصہ طلب کر کے سب کی موجودگی مین ہلاہل کو بخشا اور کہا ایہا الناس اگرچہ یہ شخص دل مین گمراہ تھا لیکن اب چونکہ دائرہ اسلام مین بخلوص نیت داخل ہوا ہے پس اب ہم اسکو اپنے سے بہتر سمجھتے ہین اس طلسم کی حکومت بھی اُسکے نام پر مقرر کی بعدہ ہلاہل سے کہا ہم تیری دختر کو یاقوت سے منسوب کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایک روز عہد و پیمان سے اُسکا منسوب کرنا ضروری ہے پس اگر یاقوت سے منسوب کیجاوے تو کیا مضائقہ ہے اگر تو یاقوت مین کسی نوع کا نقصان بیان کرے تو یہ مناکحت موقوف رہے ہلاہل نے کہا شہریار میری کیا مجال کہ حکم والا سے سرتابی کر سکون انچہ راے مولا از ہمہ اولے شاہزادہ نے کہا نہین صاحب اس بارہ مین راے مولا از ہمہ اولی کا مطلق دخل نہین ہے اگر کوئی نقص ہو تو بلا تکلف بیان کر دینا چاہیے میری خواہش یہ ہرگز نہین ہے کہ میری وجہ سے کسی کو صدمہ پہونچے ہلاہل نے کہا اے والا منزلت اسکے یہ معنے نہین ہین کہ مین داب و لحاظ کے سبب سے کچھ نہین کہ سکتا ہون بلکہ مین بھی اس راے سے متفق ہون شاہزادہ نے حکم دیا کہ یہ مناکحت بکمال اہتمام و انتظام عمل مین آئے چنانچہ اُسی وقت سے اہتمام عروسی شروع ہوا تمام ملازمون کو علی قدر مراتب جوڑے تقسیم ہوئے محفل عیش و نشاط منعقد ہوئی طرح طرح کے ناچ گانے ہونے لگے ایک رقاصہ شوخ و شنگ نے نہایت خوش آہنگی سے یہ غزل اس طرح گانا شروع کی

غزل

ستم کے لطف اٹھائے مرے وفا کے لیے
جو یہ لیا ستم تجھ سا ... ہو
فرشتے کہتے ہین کیا حکم ہے قضا کے لیے
غرض جہان کیا ہے فلک کر ہو کے
رہا نہ کچھ بھی مری غرض مدعا کے لیے
مرے مزار کو تو وہ گیا ہے ٹھوکرون سے
یہ فکر ہو انھین افزائش جفا کے لیے

خدا کرے نہ کسی کا امیدوار دل
ہنا نہ دامن محشر تری قبا کے لیے
بڑا مزا ہو جو محشر مین ہم کرین شکوہ
شکر ہے بہانہ ہو موج جو ہر بلا کے لیے
زبان چلائی کیہ قطع یا تیغ ...
بہانہ ہے کہ روزن ... ہوا کے لیے
شہر سیر ... ہزار جتون شوخ

کیا تھا جرم وفا لذت سزا کے لیے
دعائین مانگتے ہین ترک مدعا کے لیے
مری خبر کو وہ آئین تو جلد آئین کہین
وہ منتون سے کہے چپ رہو خدا کے لیے
اثر تو لوٹ لیا بات بات نے تیری
یہ بند و بست ہوئے ہین مری بلا کے لیے
رقیب بھی تو سوئے ہین بات کرتے ہین
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیے

وصل کی شب ہیں سب آپ کا غم بھول گئے
مہربان آپ نگر طرز ستم بھول گئے
لطف میں چین و شکن ظلم و ستم کرتے ہیں
ہم وہ ہیں بھول گئے اب تو ہمیں نام بھول گئے
کس ذبیحے نے انھیں حال پریشانی کا
سب کہیں [illegible] اعمال کو ہم بھول گئے
لیکے دل آپ تو گھر جا کے سیدھے ہیں
زندگانی کے [illegible] اہل عدم بھول گئے

یاد رکھنا تھا ہمیں جسکو وہ ہم بھول گئے
وعدۂ وصل قیامت میں کبھی ہوگا نہ وفا
سچ تو یہ ہے کہ خدا کو یہ صنم بھول گئے
عجب طور کی بیخودی شوق میں ہے
حرف مطلب کو لکھتا ہی قلم بھول گئے
جسپر احسان کیا وعدہ فراموش تھی
ایک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
عشق کی راہ میں جب سے کا فرو دیندار

لکھ دیا قہر و جفا مہر و وفا کے بدلے
وان کبھی گئے کاتب سر کی قسم بھول گئے
نہ تمنا ہے ستم یہاں نہ وہاں مشق جفا
دو قدم ٹھیک چلے چار قدم بھول گئے
میری قسمت سے پڑھی کچھ غلطی [illegible]
اسکی عادت سے وہ انداز ستم بھول گئے
ہر شش تیغ فنا میں کبھی عجب لذت ہے
سب کے سب داغ رہ و رسم [illegible] بھول گئے

غواصان بحر نکتہ دانی و سیاحان ممالک ندرت بیانی اس داستان حیرت عنوان میں اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ فرعون ملعون اپنے لشکر کی نسبت اثر میں مقیم ہی ہر روز شب کو مرکب قدرت پر سوار ہو کر آسمان کی طرف جاتا ہی آج حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ لشکر اسلام میں نقارۂ جنگ بجایا جائے یکایک نقارہ پر چوب پڑی دہل زن دہل زد نے لگے اور بجنے دین اور دین اور دین اور نقارے نے آواز دہل سن کے خود بھی نقارۂ جنگ بجایا دوسرے روز دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے فرعون قصر معلق سے باہر آیا مرکب پر سوار ہو کے قلب لشکر میں آ کے قیام کیا دونوں لشکر اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کون پہلوان جنگ کو آتا ہی یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ گرد نمایاں ہوا دونوں لشکر متعجب ہو کے اس گرد کے جانب متوجہ ہوئے لشکر کفار نے آپس میں شورش ہو کے کہا ہی فلان دیکھیے خداوند فرعون کے قدرت و جلال کو کیسی ضرورت کے وقت کمک طلب کی ہی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ لشکر اسلام نے دیکھا قریب دس لاکھ سوار کی جمعیت کے ایک فوج اسطرف چلی آتی ہی حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ اس فوج کثیر کا سرگروہ کون ہی چند سردار فوج اسلام کے قریب اس فوج کے پہونچے دریافت کیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی مالک و مختار اس فوج کثیر کے ہیں فوراً حمزۂ ثانی کی خدمت میں واپس آئے کہا شہریار شاہزادہ بدیع الملک عالیمقدار صاحب اس فوج کثیر کا اس طرف چلا آتا ہی حمزۂ ثانی بہت خوش ہوا چند سرداروں کو بدیع الملک کے استقبال کے واسطے بھیجا شاہزادہ حمزۂ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا ملازمت حاصل کی حمزۂ ثانی نے کہا ای بدیع الملک خوب وقت پر پہونچے کہو کیا خوشخبری لائے شاہزادہ بدیع الملک کے ساتھ سحر ازیل کا فرا مرموجود تھا حمزۂ ثانی کی خدمت میں پیش کیا حمزۂ ثانی نے پوچھا یہ کون ہی جسکو باین اہتمام قید کر لائے بدیع الملک نے کہا سحر ازیل جادو جسکا نام مشہور ہی اور جسپر فرعون کا بہت کچھ بھروسا ہی یہی ہی حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کے اس کار نمایاں کی بہت تعریف کی اور اہل لشکر سے باواز بلند کہا ای فارسان میدان جلادت و دلاوری و ای شہنشاہان بحر جرأت و بہادری دیکھو کار نمایاں اسکو کہتے ہیں جو شاہزادہ بدیع الملک سے ظہور میں آیا آجتک جو فرعون تمہارے دست زبردست سے زندہ اور محفوظ رہا وہ سحر ازیل جادو کے سحر و افسون کا باعث تھا شاہزادہ اسکو گرفتار کر لایا ہی بس یہ سمجھو کہ فرعون

کی تر کی تمام ہوئی کچھ دیر نہیں ہی اگر خدا نے چاہا تو اس مرتبہ تا وقتیکہ قرشوں ملعون کا کام تمام نکرلین گے
اس میدان سے واپس نہ جاوینگے ہان ای جانبازان دین اسلام وای بندگان خداوند مالک العلام اسوقت
کمرہمت کو مستحکم باندھ لو اور ارادہ کو تقویم کرلو بدیع الملک نے کہا شہریار اب اس عوزائیل کے بارہ میں
کیا راے ہی آیا اسکو اسی وقت ہلاک کیا جاوے یا توقف کیا جاوے حمزہ ثانی نے کہا میرے نزدیک اس
بدبخت کو اسی وقت ہلاک کرنا چاہیے اگر توقف کیا جاوے گا آئندہ اندیشہ ہی مبادا ہنر در سحر یا ہو جاوے
تو پھر اسکا دستیاب ہونا مشکل ہی رستم ثانی نے کہا شہریار میری بھی یہی راے ہی کہ اسکو اسی وقت
ہلاک کرنا چاہیے چنانچہ اسی وقت دار نصب کی گئی عوزائیل کو دار مین لٹکا یا حمزہ ثانی نے کہا ای
بدیع الملک پہلے تم نشانہ لگاؤ بدیع الملک نے کہا اگر مجھکو منظور ہوتا کہ مین خود اسکو ہلاک کرون
تو خدمت والا مین مقید کرکے نہ لاتا حمزہ ثانی نے ہرچند اصرار کیا بدیع الملک نے نہ مانا آخر الامر
حمزہ ثانی نے عوزائیل کی پیشانی پر تیر مارا پھر تو تمام سردارون نے ایک ایک تیر لگا کے عوزائیل
کو از سر تا پا غربال کر دیا ہنوز رمق جان باقی تھی رستم ثانی نے بدیع الملک سے کہا ای بدیع الملک
اسوقت تمہاری قدر اندازی کا اندازہ کرنا منظور ہی عوزائیل کے دونون پانؤن بلند کرتے ہین ایسا
تیر لگاؤ کہ اسکے وسط دماغ سے گذر جاوے بدیع الملک نے کہا ای رستم ہمارے نزدیک ابتدا تمھیں
ہو تو بہتر ہو رستم ثانی نے یہ شرط منظور کیا کہ عوزائیل کا قتل میرے نامزد ہو بدیع الملک نے اس
شرط کو منظور کیا رستم ثانی نے نشانہ تاک کے کمان سے تیر رہا کیا وہ عوزائیل کے سینہ تک پہونچ کے
رہ گیا وسط دماغ سے نہ گذر سکا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اب میری باری ہی مگر یہی شرط مقرر رہے
رستم ثانی نے خفیف ہو کے کہا اب مین اس شرط کو قبول نہین کر سکتا تمام یاران دست راست برہم
ہو گئے اور کہا کیا خوب اپنے واسطے اس شرط کو قبول کر لیا شاہزادہ بدیع الملک کے بارہ مین
کیون عذر کیا جاتا ہی سرداران دست چپ نے کہا یہ بات کچھ بیجا نہین ہی شرط کے قبول کرنے نہ کرنے کا
رستم ثانی کو اختیار ہی خلاصہ یہ کہ اس گفت و شنید مین باہم فساد کی نوبت آگئی تھی مگر بعض انصاف پسند
سردارون نے حمزہ ثانی پر اس فیصلہ کو موقوف کیا جب حمزہ نے اس قصہ کو سنا کہا ای شاہزادہ
بدیع الملک رستم ثانی کے قبول کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی حسب مراد تمہاری اس شرط کو قبول
کرتے ہین اور ای بدیع الملک اگرچہ یہ شرط قبول نہ بھی کیجاوے تاہم عوزائیل کا قتل تمہارے
ہی نام پر مقرر رہیگا بدیع الملک نے بادب تمام سلام کیا اور ارادہ کیا تھا کہ اسی نشانہ پر کمان سے
تیر کو رہا کرے رستم ثانی نے کمان پر ہاتھ رکھدیا کہا ای بدیع الملک میرا تیر عوزائیل کو نصف بریاد چکا
ہی اب یہ نشانہ مقرر نہین ہو سکتا ہان دوسرا نشانہ قرار دو تو مضائقہ نہین بدیع الملک نے کہا جو نشانہ
تم قرار دو مجھے منظور ہی رستم ثانی نے کہا عوزائیل کے پہلو سے اس طرح تیر رہا کرو کہ شانہ توڑ کے اسکے
کان کی لو چھید جاوے بدیع الملک نے بخوشی خاطر منظور کیا اور نشانہ مقرر پر اس انداز سے تیر مارا
کہ عوزائیل کے کان کی لو چھید گئی تمام سرداران دست راست مین ایک آواز سبحان اللہ کی بلند ہوئی
طرفداران دست چپ زرد ہو گئے مگر یہ بھی تعریف مین سب کے سب شریک ہو گئے بے اختیار سرگشت ہو گئی
حمزہ ثانی نے کہا ای بدیع الملک مبارک ہو کہ عوزائیل کا قتل بلا شرکت غیرے تمہارے نام پر مقرر

ہو گیا اب پہلوان گبرون کا کام تمام کرو جو اصل غرض اس ہنگامہ آرائی کی ہی اُس طرف جو ہین عزرائیل
کی روح نحس کو عزرائیل نے قبض کیا صداے تڑاق تڑاق اس زور سے بلند ہوئی کہ دونون طرف
کے اہل لشکر کے دل دہل گئے سب کے سب گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھنے لگے کچھ پتا نہ معلوم ہوا فرعون نے کہا
اے بندگان من مجکو آثار بد نظر آتے ہین اس طرح کی آواز کبھی گوش زد نہین ہوئی ہی آج یہ نئی آواز کیسی ہی خبردار
رہنا یکایک قصر معلق کے جانب جو نظر گئی دیکھا اُس قصر منحوس کا ایک پہلو متحرک ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ عنقریب
زمین پر آیا چاہتا ہی فرعون نے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا کہا اے بندگان خاص ہمارے غضب
ہو گیا معلوم ہوتا ہی عزرائیل کی خیریت نہین ہی دیکھو عنقریب یہ قصر جو اُسکے سحر و افسون سے معلق قایم
تھا زمین پر آیا چاہتا ہی ہاے غضب میری مشیت ہاے یہ کیا خراب سامان گذرا اگر مجکو پیشتر سے معلوم ہوتا
تو عزرائیل جادو سے کہکے اس قصر کی بنیاد کو علاوہ سحر و افسون کے اور طرح سے بھی مستحکم کرتا کفار ان
بدکردارون نے کہا اے خداوند اگر قصر منہدم ہو جائیگا تو کیا ہوگا فرعون نے کہا ارے بد قسمتو کیا پوچھتے
ہو یہ قصر منہدم ہوا اور تم سب ہلاک ہوئے یہ سنتا تھا کہ تمام کفار فرعون کے لپٹ گئے اور کہتے تھے
اے خداوند ہمکو بچا تیرے سوا اسوقت کسکی پناہ ڈھونڈھین فرعون کا دم بند ہو گیا تھا اور کہتا تھا ارے
میرے کم بخت بندو مجکو قبل از مرگ کیون ہلاک کرتے ہو وہ کہتے تھے اے خداوند تو کس طرح ہلاک
ہو سکتا ہی تیری ہی مشیت کے موافق یہ واقعہ ظہور مین آیا چاہتا ہی اب ہمارے حفاظت کی کوئی تدبیر بتا
اُسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہزارون لاکھون چیونٹیان چمٹی ہوئی ہین اس اثنا مین اڑا ڑا دھڑم سے
وہ قصر معلق لشکر فرعون پر گرا ہزارہا کفار دب کے بیجان ہو گئے بیشتر کے دست و پا دبے ہوئے
چیخ رہے تھے کہ اے خداوند یہ کیا غضب ہی کہ تیرے بندے بیجان ہو گئے اور ہم نیم جان ہو رہے ہین
تجکو کچھ پروا نہین ہی فرعون ہر چہار جانب گھبرایا ہوا دوڑ رہا تھا اور کہتا تھا اے بندگان خاص
ہمارے تمکو اتنا نہین ہم موجود ہین جنکا ہلاک ہونا ہماری مشیت مین گذرا تھا وہ ہلاک ہوئے جو باقی
ہین انکی جان کی خیر ہی جو کفار ہلاکت سے محفوظ تھے وہ کہ رہے تھے ارے خداوند لعنت ہی تیری اس
خداوندی پر اور ہزار ہزار لعنت تیری کمبخت مشیت پر کہ تونے ہزارہا بیگناہون کو ہلاک کیا اب ہمکو
کچھ تیری خداوندی سے امید نہین ہی حمزہ ثانی نے جو اُس قصر معلق کو منہدم دیکھا کہا اے شاہزادہ
بدیع الملک اسوقت کفار بدحواس ہین اور فرعون بھی بدحواس دوڑتا پھرتا ہی خبردار ان مین
کوئی زندہ جانے نہ پاے بدیع الملک نے فوج اسلام سے کہا اے حامیان دین محمدی خبردار کوئی
زندہ جانے نہ پاے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ مسلمان تلوارین علم کرکے فوج کفار پر آگرے اسوقت فوج
فرعونی کا ارادہ تھا کہ فرار ہو جب دیکھا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے رہائی محال ہی ناچار انھون نے
بھی دست از جان شستہ مسلمانون کا مقابلہ کیا جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی کفار ایسے گھبرائے ہوئے تھے
کہ بعض جان کے آپس مین ایک دوسرے کو ہلاک کر رہا تھا فرعون ایک مقام بلند پر کھڑا کہ رہا
تھا اے بندگان خاص شاباش خوب کوشش کرکے اپنے خداوند صاحب قدرت کی مدد کرو کوئی
مسلمان زندہ نہ بچنے پاے سب کو آج ہلاک کرو بدیع الملک نے آواز بلند کہا او گبر زبون فرعون لعین
تو کیا [illegible] ہی بڑا مرد ہو تو مقابلہ کر اپنی تمام فوج کو ہلاک کرا چکا ہی او کمبخت اب بھی خیر [illegible]

آنجلو حس نیست مسلمان ہو فرعون نے کہا ای بدیع الملک تیرا خیال کس طرف ہی مین خداوند صاحب
قدرت ہون یہ نہ جاننا کہ یہ میرا قصر معلق منہدم ہو گیا ہی اگر کبھی چاہون تو ایسے دس بیس قصر تیار کر لون
رستم ثانی نے کہا او موذی تو اندھا ہی نہین دیکھتا کہ تیری فوج کس طرح ہلاک ہو رہی ہی اور تو اسیطرح
در حرف بک رہا ہی فرعون نے کہا او حریف تو دیکھتا ہی مین اپنے بندون کو بھیجتا ہون اور ابھی تجہکو
دیکھ تجکو ہلاک کر کے کیسا اعلی درجہ جہنم کا تجھے دیتا ہون بدیع الملک نے جو اس سے یہ کلمہ
بیہودہ سنا جنگ و حرب کرتا ہوا قریب فرعون کے پہونچ گیا فرعون نے جو بدیع الملک
کو اپنی جانب آتے دیکھا کہا او خدا پرست کہان اس طرف چلا آتا ہی مین توقف کرتا ہون تیری
دولت و حشمت کے زوال کا باعث ہوا ہی دیکھنا کیسی سزا سے معقول دیتا ہون بدیع الملک نے
کہا انتظار کسکا کرتا ہی آ مقابلہ کر فرعون نے دوڑ کے بدیع الملک پر تلوار کا وار کیا شاہزادہ
اسکے وار کو رد کر کے چاہتا تھا کہ اسکے کمر بند مین ہاتھ ڈالدے فرعون کی کمر بند سے ہاتھ مس ہونے نہ پایا
تھا کہ وہ موذی کافر جست کر کے دور جا کھڑا ہوا اور کہا ای بدیع الملک تو ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ
مین عوام الناس ہون آگاہ ہو کہ اگر تجھ ایسے ہزار جوان میری ہلاکت کے درپے ہون تو میری ہوا
کو بھی نہین پا سکتے بیکار تجھسے دو چار ہوتا ہی اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہی تو میرے مقابلہ سے
درگذر کر ورنہ قسم ہی اپنے قدرت و جلال کی کہ تجکو بعذاب سخت ہلاک کرونگا اور بعد ممات بھی تجکو
عذاب سخت مین مبتلا رکھونگا بدیع الملک نے اس کبر مغرور کا لغو تب کیا وہ دور نکل گیا مگر ہر بار
بدیع الملک کے جانب منہ پھیر کے کہتا تھا دیکھ او خدا پرست کیون تیری شامت آئی ہی جا اپنا
کام کر اگر جنگ و حرب کرنا ہی تو میرے لشکر کے مقابلہ مین جا مجھسے تعرض نہ کر بدیع الملک خائب
ہو کے واپس آیا اور پھر اسی طرح فوج کفار کے قتل مین مصروف ہوا فرعون بھی پھر اسی مقام بلند
پر واپس آیا اور اپنی فوج کا دل بڑھا رہا تھا رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ کبر کار مسلسل
بک رہا ہی تم اسکے قریب پہونچ بھی گئے پھر بھی وہ بچ کر بھاگ گیا اب مین جاتا ہون اگر ہاتھ آگیا تو اسی وقت
اس بیہودہ گو کو ہلاک کرونگا بدیع الملک نے کہا کچھ مضائقہ ہی رستم مرکب کو مہمیز کر کے فرعون
کے جانب چلا فرعون نے کہا ای رستم کہان آتا ہی مین ترقی کر ابھی بدیع الملک میرے ہاتھ
سے جان بچا کر نکل گیا ہی مین نے اسکی ہلاکت سے قطع نظر کی لیکن تجکو زندہ نہ چھوڑونگا چونکہ رستم ثانی
دیکھ چکا تھا کہ وہ بدیع الملک کے روبرو سے بھاگ کے دور نکل گیا تھا کہا او کافر بدیع الملک
کے روبرو سے تو خود بھاگ گیا اچھا تیری کیا حقیقت ہی کہ تو مسلمانون کا مقابلہ کر سکے اور پسپا
کرے اور بالفرض ابھی صحیح ہوا اب جو آیا ہی تو مقابلہ کر خبردار میرے مقابلہ مین ہرگز رعایت نہ کرنا فرعون
نے بڑھ کے تلوار کا وار رستم کے سر پر کیا جسے رستم نے روکا سر کا خود زمین پر گرا رستم ثانی نے سمجھا کہ تلوار سر پر
آئی چنانچہ اسکا ہوش کے چند قدم پیچھا ہوا فرعون نے کہا کہ یہ خدا پرست ضرور مجروح ہونے سے محفوظ رہا ہی ابھی اگر اسنے
حملہ کیا تو اسکے ہاتھ سے زندہ رہنا محال ہی وہان سے بھاگا ادھر رستم ثانی کے حواس باختہ ہو چکے تھے اسکی گرفتگو
جانا وہان سے لشکر مین واپس آیا یہان اسیطرح جنگ مغلوبہ گرم تھا مسلمان لڑائی مین جان لڑا رہے تھے
ہر ایک دوسرے پر سبقت چاہتا تھا ایک نے ایک ہی ہاتھ مین اگر کسی کو دو ٹکڑے کیا تو دوسرے نے اس

صفائی سے چوزنگ کیا کہ ایک ہی مرتبہ چار دن حصے ہو کر زمین پر گر پڑے ؎ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یلی را دو کرد و دو را چار کرد مگر تیغ او آیت سجدہ بود که پوش سر سرکشان در سجود
طرفۃ العین میں ہر ایک کے دست زبر دست سے ستر ستر اسّی اسّی کفار خاک ہلاک پر گرتے تھے کفار بھی فرنے
پر آمادہ تھے زیادہ تر شاہزادہ بدیع الملک کے خون کے پیاسے تھے موقع ڈھونڈھتے تھے اگر کبھی موقع مل جاتا تھا
تو مثل انگشتر اُس نگین جرات کو گھیر لیتے تھے شاہزادہ بھی ان دلاوری اُس مجمع کو منتشر کر کے نکل آتا تھا حملے پر حملے
کرتا تھا خدا کے فضل سے کسی طرح کا خفیف صدمہ بھی نہ پہنچتا تھا تھکنے کے سوا کوئی زحمت نہ تھی مردانہ لڑ رہا تھا

بگیرد نیزہ گیسے با شمع و نگاہ ہر تیغ	برائے قتل عدو دست او نداشت دریغ	بدست و پاش زدی صد ہزار بوسہ سپر
شدی تصدق او و سید و سپہر	حمزہ ثانی بدیع الملک کے جنگ و حرب کا تماشا دیکھ رہا تھا ہر مرتبہ	

تحسین و آفرین کا نعرہ بلند کرتا تھا فرعون ملعون اُسی مقام بلند سے اپنی فوج کا دل بڑھا رہا تھا اور شاہزادہ
بدیع الملک سے کہتا تھا ای جوان خدا پرست تیرے سبب سے میرے دل میں کچھ پڑے افسوس اس وقت
میرا کچھ دسترس نہیں ورنہ تجھکو ہلاک کر کے اپنے دل کا بخار نکالتا خوشی جشن کرتا شاہزادہ جواب دیتا تھا
او نابکار مکار خدا سے بزرگ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ عزرائیل کو جسپر تو بہت مغرور تھا ہلاک کر چکا ہوں روح ناپاک
اُسکی جہنم میں ہوگی اب تو باقی ہے انشاء اللہ تیرے جہنم واصل ہونے کا بھی وقت آتا ہے کیوں گھبراتا ہے فرعون
نے کہا ای خدا پرست شاہزادہ کے بندگی کرنے والے صرف اس سبب سے گھبرا رہا ہوں کہ عزرائیل جادو کی عدم
موجودگی میں قصر معلق زمین پر گرا ہزارہا بندگان خاص ہمارے زیر قصر دب کے ہلاک ہوئے مگر کوئی حصہ اُس قصر کا
تیری فوج پر نہ گرا کہ تو مع فوج ہلاک ہو جاتا اور مجھکو اطمینان حاصل ہو جاتا شاہزادہ نے کہا تو بڑا نامرد ہے کہ میری
ہلاکت کا اسقدر خواستگار ہے اور پھر مجھسے مقابلہ نہیں کرتا ؎ بیا پنجہ داری بزور ذی نشان کمان کیانی و گرز گران
اگر زور و طاقت سے مجبور ہے تو اپنی خداوندی کا کوئی کرشمہ دکھا اُسنے کہا افسوس عزرائیل میرے پاس نہیں ہے
ورنہ ضرور کوئی کرشمہ خداوندی دکھاتا ہرگز اسقدر عرصہ اس جنگ و حرب میں نہوتا ضحاک شاہ نے
باواز بلند کہا ای بدیع الملک اگر جنگ و حرب کا کچھ لطف حاصل کرنا ہے تو اس جنگ مغلوبہ کو موقوف کر کے
ایک ایک پہلوان سے مقابلہ ہو بدیع الملک نے اپنی فوج سے کہا ای دلاور و توقف کرو ضحاک شاہ چاہتا
ہے جنگ مفرد ہو سپاہ نے توقف کیا اُسطرف لشکر فرعون بھی از سر نو صف آرا ہوا

اب پاردیگر اہل اسلام اور کفار کی جنگ و حرب کا حال قلمبند ہوتا ہے

پاتے نہیں ہیں یار تری گرد راہ کو
دیکھا نہ یار نے مرے حال تباہ کو
عاشق کے گھر میں ہو کہیں شب باش وہ صنم
سرمہ سمجھتے ہیں جو تری گرد راہ کو
مردان حق کا جاری ہر دو جہان میں سکہ
فریاد کی مجال نہیں داد خواہ کو
عالم میں ایک کبھی نہ ہو بے وفا آشنا
باطل کرے جو دین رسالت پناہ کو

دو قرات ایک تماشا ہے خورشید و ماہ کو
مجرم ہیں قد روان نعیم بہشت کے
یارب سفید کر مرے روز سیاہ کو
ہمراہ آہ کیوں نہ چلیں جان ناتوان
درویش تاج بخشتے ہیں بادشاہ کو
کیا حسن ہے کہ چہرہ پر نور سے ترے
پتھر سے توڑا آئینہ مہر و ماہ کو

اس خوف سے کہ ہو نہ کہیں لکھو آنکھ ملا
لذت ملیگی خاک کسی بے گناہ کو
ای شہسوار حسن میں اہل نظر وہی
اُڑتے ہوا سے دیکھتے ہیں برگ کاہ کو
اُس بادشاہ حسن کا اللہ رے غرور
ہرگز نہیں ہے اُٹھنے کی طاقت نگاہ کو
آئینہ ہی ہوا سپہر تو صد ار لاج کا تو دلیا
رنگین نوایان گلشن فصاحت و دستان سرایان چمنستان بلاغت راویان جگالیا

شیرین نژاد گفتار رواکیان روایات نمکین تراز خندہ دلدار چشمہ بیان سے خوشنہال سخن کی یون آبیاری کرتے ہین
کہ جب نخل نوخیز بوستان سلطنت ثمر شجرہ شوکت وابہت شہریار عالیوقار شاہزادہ بدیع الملک جلادت شعار
بکثرت فوج کفار تہ تیغ کر چکا لیکن فوج کفار پسپا نہوئی رستم ثانی نے ازراہ طعن کہا اے بدیع الملک اس قدر
تمہاری شجاعت وبہادری کام نہین کرتی شاہزادہ نے کہا اے رستم اگر میری شجاعت کام نہین کرتی تمنے
کیا بنالیا رستم ثانی نے کہا اچھا مین حملہ کرتا ہون یہ کہکر وہ ضحاک شاہ کی طرف جھپٹا ضحاک شاہ نے
بڑھکے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار کو رد کرکے اپنا وار کیا ضحاک نے بھی اُس وار کو رد
کیا اسیطرح تا دیر رد وبدل رہی نوبت بایں جا رسید کہ رستم نے ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ ضحاک دو پرکالہ
ہوکے زمین پر گرا اسوقت رستم ثانی نے نعرہ مارا کہ اے بدیع الملک دیکھو زور دست و بازو اسکو
کہتے ہین ضحاک شاہ کو کس صفائی دست سے دو پرکالہ کیا ہے یہ سن کے بدیع الملک کو غصہ آیا
کہا اے رستم اگر تمنے ضحاک شاہ کو ہلاک کیا تو کمال نہین کیا دیکھو کارنمایان اسکو کہتے ہین یہ کہہ کے
فرعون کے جانب گھوڑا بڑھایا قریب پہونچ کے چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے فرعون نے وار کی
مہلت نہ دی خود تلوار کا وار کیا بدیع الملک نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کرکے ایسی لگاوٹ دی کہ
کہ اُسکا گھوڑا ٹھوکر کھا کے زمین پر آرہا فرعون بھی زمین پر آیا ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بدیع الملک
نے اُسکی کمر بند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور بجائے سپر قرار دے کے کفار سے جنگ شروع
کی تمام سرداران لشکر اسلام کی زبان پر بدیع الملک کے زور وطاقت کی صفت وثنا جاری تھی اور
سرداران دست راست با آواز بلند کہ رہے تھے اے رستم ثانی دیکھو کار نمایان اسکو کہتے ہین جو اسوقت
بدیع الملک سے ظہور مین آیا اُس طرف شاہزادہ اسد قباد شاہ آہن حصار کے قریب پہونچا
قباد شاہ نے اسد کو دیکھ کے کہا اے اسد تو اسوقت خوب آیا مین تیری ہی تلاش مین تھا یہ کہا
اور شاہزادہ اسد پر تلوار کا وار کیا اسد نے پشت شمشیر پر اُس وار کو رد کیا اور خود بھی گرز گران
سر کا وار کیا قباد شاہ نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا اسی طرح رد وبدل ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے
قباد شاہ کے کمر بند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا غرضکہ بکثرت نامور ونامدار سردار اور پہلوان
لشکر فرعون کے ہلاک اور گرفتار ہوئے بعضے ایسے تھے کہ گرفتاری کی حالت مین دعوت
اسلام قبول کی بعضون نے انکار کیا وہ گرفتار ہونے کے بعد ہلاک کیے گئے ہزارون نے فرار پر قرار
لیا فوج اسلام مظفر ومنصور وہان سے مراجعت کرکے اپنے مقام قیام پر آئی یہان سردارون نے
باہم مشورہ کیا کہ اگرچہ فرعون قبضہ مین آگیا ہے اور اُسکی تمام فوج پسپا ہوچکی ہے علی العموم منادی کر دینا
چاہیے کہ جو کوئی دائرہ اسلام مین داخل ہوگا وہ ہر طرح مطمئن رہے کہ اُس سے کسی طرح کا تعرض نہین کیا
جائیگا اور جو کوئی اپنی ضلالت قدیم مین مبتلا رہیگا اگرچہ کسی وجہ سے فی الحال اُسکے حال سے تعرض
نہین کیا گیا ہے تاہم اُسکو مطمئن نہ رہنا چاہیے جس وقت موقع مل جائیگا ہرگز اُسکے حال سے قطع نظر نہین
کیجائیگی چنانچہ مسلمان بازارون مین گئے جابجا خداوند تعالیٰ شانہ کی صفت وثنا کے بعد اسی تقریر مسطورہ
کو بیان کیا مع ہذا حقیقت دین اسلام کے بابت بھی طرح طرح کے دلائل پیش کرتے تھے اہل شہر کہ جمع ہوتے
تھے غور سے اُس تقریر مدلل کو سنکر اُسے راہ راست سمجھتے جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر راہ راست پر آتے اور

وحدانیت باری تعالی کا اقرار کیا الغرض جب مسلمانون نے بجہد بلیغ تمام پیروین حصار کو مسلمان کیا اور منافقین کو ہلاک و گرفتار کر چکے بارگاہ حمزۂ ثانی مین آئے حمزہ نے حکم دیا کہ فرعون کو لاؤ اُس سے کچھ باتین کرنا مقصود ہی چونکہ فرعون کے ساتھ قباد شاہ آہن حصاری بھی بستہ تھا دونون گبرون کو مسلمان اسی طرح گرفتہ و بستہ حمزۂ ثانی کے روبرو لائے حمزۂ ثانی نے فرعون کی صورت دیکھ کے کہا ای گبر ملعون تو نے ہم مسلمانون کو سخت تکلیفین دین اب تو ہمارے قبضہ مین ہی جسطرح چاہین تجھے ہلاک کر سکتے ہین لیکن ہماری غرض اس ہنگامہ آرائی سے محض رواج دین اسلام ہی اس وجہ سے ہم تیری گذشتہ تمام شرارتون سے درگذر کرین اگر تو بخلوص نیت و بصفائے قلب دین اسلام اختیار کرے ای فرعون جبتک تو صاحب تاج تھا جس طرح کی شرارت و ضلالت مین چاہا اپنے کو مبتلا رکھا لیکن اب بغیر راہ راست اختیار کئے چارہ نہین ہی فرعون اس تمام تقریر کو سر جھکائے سنا کیا بعدہ کہا ای خداپرستو مین نے تمہاری تمام تقریر دین و مذہب کے بارہ مین سنی اور پیشتر سے سنتا آیا ہون لیکن میری سمجھ مین کچھ نہین آیا ہان یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ جو کچھ بندہ اگر میری مشیت مین گذر چکا ہی ہر حالت مین وہی ہوگا اسوقت جو تمنے مجھکو گرفتار کیا ہی یہ بھی میری مشیت مین گذر چکا ہی ورنہ ہرگز تم گرفتار نہ کر سکتے یہ بات بھی مجھکو بخوبی یاد ہی کہ مین تمہارے ہاتھ سے ہلاک نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہ امر میری مشیت مین نہین گذرا ہی ای خداپرستو اسوقت کی میری تقریر خوب سنو اور یاد رکھو کہ اگرچہ مین تمہارے ہاتھ سے کیسی ہی تکالیف اُٹھاونگا لیکن بحسب تقدیر نتیجہ سب کا یہ ہوگا کہ میرے ہاتھ سے تم سب ہلاک ہو ای خداپرستو افسوس تمنے مجھکو نہ پہچانا کہ مین کون ہون اور کیا قدرت رکھتا ہون ای میرے گنہگار نادان بندو سچ کہتا ہون مین نے تمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا تمہارے واسطے انواع اقسام کی نعمتین خلق کین طرح طرح کے اسباب راحت و آسائش مہیا کیے تمہاری تنبیہ کیواسطے اپنے کو جیسی جیسی تکلیفون مین مبتلا کیا ظاہر ہی پھر بھی تم خواب غفلت سے ہوشیار نہین ہوتے حمزۂ ثانی نے کہا ای پلید یہ کیا فرعونیت بکتا ہی نہین دیکھتا کہ اسوقت تو میرے اختیار مین ہی اگر تجھمین کچھ قدرت ہی تو اسوقت کیواسطے مٹتی ہی رکھتا ہی فرعون نے کہا ای میرے نادان بندہ تو یہ کیا کہہ رہا ہی تو کتنی ہی بےتمیزی سختی کریگا لیکن مین اپنے رحم و کرم سے ہرگز باز نہ آؤنگا اس مرتبہ تمام حاضرین نے قہقہہ مارا حمزہ نے کہا ای حامیان دین اسلام اس ملعون کا دماغ خراب ہو گیا ہی اس سے مغز خراشی کرنا ہی بیجا ہی اسے بحفاظت تمام مقید رکھو جسوقت ہم طلب کرین تب سامنے آنا لازم اُسکو اُسی طرح گرفتہ و بستہ لیگئے اور بہ نگہبان حفاظت حراست مین رکھا بعدہ قباد شاہ آہن حصاری کو طلب کیا اور اُس سے کہا تیرا کیا ارادہ ہی اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہی تو دعوت دین اسلام قبول کر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تجھے کسی طرح کا تعرض نہ کرینگے اور اگر وہ گبر سرنگون حمزۂ ثانی کی تمام تقریر سنا کیا جب حمزۂ ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام نے باصرار اُس سے پوچھا اُس ملعون سیہ درون نے سر اُٹھایا کہا ای حمزہ بیکار اس بارہ مین فہمائش کرکے اپنی زبان کو تکلیف دیتے ہو تم تمام عمر خداوند فرعون کی بندگی کی ہی اب میری غیرت ہرگز مقتضی اسکی نہین ہی کہ دین قدیم کو ترک کرکے تمہاری فہمائش سے خدا سے نادیدہ کی بندگی اختیار کرون حمزۂ ثانی نے کہا او نابکار یہ مین خوب جانتا ہون کہ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ٭ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ پھر بھی حجت تمام کرنے کی غرض سے تجھسے کہتا ہون اور سمجھاتا ہون کہ دین و مذہب کے بارہ مین کوئی معمولی عقل و فہم انسان بھی اس بات

جائز نہ رکھیگے کہ بغیر تحقیق کیے دین آبائی پر اکتفا کیے رہیں قباد شاہ نے کہا ای حمزہ کیا تم اپنے دین آبائی
پر اکتفا نہین کیے ہو حمزہ ثانی نے کہا بیشک مین اپنے دین آبائی پر اکتفا کیے ہون لیکن حقیقت اس دین کی
مین نے بخوبی دریافت کرلی ہی ای قباد بھلا یہ کونسا مذہب ہی کہ ایک بندہ خدا جو بالکل عقل و شعور سے بہرہ
نہین رکھتا اُسکی بندگی اختیار کی ہی اُسکی قدرت و طاقت کا یہ حال ہی کہ سرداران لشکر اسلام نے بصورت
گرفتہ و بستہ کر لیا اور ابتک اُسی طرح بستہ و گرفتہ حراست مین موجود ہی اگر اُسمین کسی طرح کی قابلیت ہوتی
تو ہرگز کسی حالت مین مجبور نہوتا قباد شاہ نے کہا ای حمزہ مجبوری کا ذکر بیکار کرتے ہو اگرچہ مجھکو تحقیق
نہین معلوم ہی لیکن مین نے سنا ہی کہ مسلمانون مین بڑے بڑے ذی رتبہ عالم مجبوری مین مبتلا ہوئے اور
یہ بھی سنا ہی کہ اُنکو ہر طرح کا اختیار حاصل تھا اگر یہ کہو کہ اُنکو کسی طرح کی قدرت حاصل نہ تھی پس تمہارا
پیش کرنا بیکار تھا اور اگر واقعی وہ صاحب قدرت تھے تو پھر وہ اپنی قدرت کو کیون کام مین نہین لائے
قدرت کی حالت مین جو وجہ مجبوری کی اُنکے لیے قایم کرتے ہو وہی وجہ خداوند فرعون کے
نسبت بھی سمجھو اور ہٹ و دھرمی کی تو بات ہی اور ہی حمزہ ثانی نے کہا ہان اب تو راہ راست پر آیا جسے
سُن اصل امر یہ ہی کہ جنکا تو ذکر کرتا ہی اول تو وہ نعوذ باللہ خدا نہ تھے البتہ مقربان درگاہ باری تھے
ہم اُنکو افضل الناس اور واجب التعظیم سمجھتے ہین دوسرے یہ کہ باوجود ہر طرح کی قدرت و
اختیارات کے دنیا کی طرف سے اُنھون نے اسقدر روگردانی کی تھی کہ اگرچہ اس عالم فنا مین موجود
تھے لیکن اپنے کو فنا سمجھتے تھے لذات دنیا سے مطلق سروکار نہین رکھا عدل و انصاف کو کبھی
ہاتھ سے نہین دیا حق پرستی و خدا شناسی اُنکا شعار تھا باوجود اختیار کے دشمنون کا جبر اسواسطے
اُٹھایا کہ حق و باطل کا بخوبی اعلان ہوجائے زندگی کو چند روزہ سمجھکے ہر نوع خدا کی یاد مین گذار دیا
جسکے سبب سے قیامت تک اُنکو اعلی مراتب حاصل رہین گے اُنکی قدرت و اختیارات کا حال
اس سے بخوبی ظاہر ہی کہ دنیا مین صرف فرشتہ بلند بیشتر جہاد کیے جنمین فتحیاب بھی ہوئے صدہا
معجزے دکھائے لاکھون گمراہون کو راہ راست دکھائی خاک سے پاک کر دیا زیادہ طول کلام
کیا کام ہی اُنکے حالات سے جو اسوقت تک معتبر طریقے سے قلمبند موجود ہین اُنکی قدرت و عظمت
ظاہر ہی یہی بات کا نشان یہ ہی کہ دشمن بھی سچ کہرہے جسکو نہ یقین ہو اُنکی صفت و ثنا اُنکے مخالفون
سے سُن لی قباد شاہ نے کہا ای حمزہ یہ جو باتین بیان کی ہین سب فرعون مین موجود ہین حمزہ
کو پھر ہنسی آگئی کہا او گمراہ ہی فرعون نے کیا معجزہ دکھایا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت
مبارک سے اشارہ فرمایا تھا جس سے ماہ فلک دو حصہ ہوگیا تھا اُسنے کہا فرعون نے قصر معلق اپنی
قدرت سے ایسا تیار کیا تھا کہ ہرگز سمجھ مین نہ آتا تھا کہ زمین آسمان کے درمیان معلق کس طرح قایم ہی جو
تو سب کچھ عظمت و قدرت اُس سے ظاہر ہوتی ہی نہین تو کچھ بھی نہین حمزہ ثانی نے کہا او بدبخت
قصر معلق عزازیل جادو کے سحر کا نتیجہ تھا فرعون ملعون یا اُسکے باپ کا اُس قصر مین کیا دخل تھا
اور بالفرض وہ قصر معلق فرعون ہی کا ترکیب دیا ہوا تھا پھر نتیجہ کیا ہوا تونے دیکھا کہ مسلمانون کی
ادنی ٹھوکر سے وہ سحر افسون کا کرشمہ نیست و نابود ہوگیا قباد شاہ آہن حصاری نے اس بات
کو قطع کرکے کہا کہ سنو فرعون نے تمہارے مقابلہ مین جنگ و حرب بھی کی اسکو جہاد بھی کہتے ہین

اور رقعہ ہوا ہے کہ ہاتھون اپنے کو وسکے کبھی دیا اور پھر بھی رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ دیا حمزہ ثانی نے کہا ایسا جہاد
کیا جو پچتاتا ہے کہتا ہے اور کیا خوشی سے اپنے کو گرفتار کروایا اب بھی اگر موقع پا جاوے تو چورون کی طرح یہان
سے بھاگے اور پھر اُسی طرح شرارت اور بدذاتی سے پیش آئے اور یہ طرفہ شان خداوندی ہے کہ جس
شخص کو قدرت اعجاز سے معلق تیار کیا اُسکے نیچے اپنے پرستش کرنے والون کو دبا کے ہلاک بھی کیا
قباد شاہ نے کہا پھر اُسکی مشیت اس امر مین جو مصلحت فرمن ہوگی اُس سے وہی خوب واقف
ہوگا ہم سب کیا سمجھ سکتے ہین حمزہ ثانی نے کہا معلوم ہوا کہ تیری سپہ گری تیرے دم کے ساتھ
ہے کیونکہ اُسنے کہا جو مشیت خداوند فرعون کی بدیع الملک نے کہا فرعون کی مشیت
مین گذری ہو گی اگر چہ تو اُسکا بندگی کرنے والا ہے لیکن تیرے سر پہ عجیب جوتیان پڑین اُسنے کہا کیا عجب
ہے بدیع الملک نے کہا پہلے فرعون کو ہم تیرے روبرو بلاتے ہین اُس سے پوچھ کہ تیری مشیت
مین کیا گذرا ہو اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد فرعون کو حاضر کرو چند سپاہی گئے
اور فرعون کو اُسی طرح بستہ حاضر کیا جونہین قباد شاہ آہن حصاری کی نظر فرعون پر پڑی دونون
ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا اے خداوند تو دیکھتا ہے کہ مین زحمت مین گرفتار ہون طرفہ تر یہ کہ
خود بھی بلا مین مبتلا ہے اور کوئی صورت رہائی کی نہین پیدا کرتا آخر صاف صاف کیون نہین بیان کرتا
کہ تیری مشیت مین کیا گذرا ہے اُسنے کہا اے قباد شاہ میری مشیت مین یہ گذرا ہے کہ بعد زحمت بسیار تو
رہا ہوجائیگا اور مسلمان تیرے ہاتھ سے ہلاک ہونگے حمزہ ثانی نے کہا اس قباد کے سر پہ بقوت
تمام پانچ جوتیان لگاؤ ایک سپاہی آگے بڑھا اور اپنے پاؤن کا موزہ اُتار کے پانچ ضربین اُسکے
سر پر لگائین بعدہ حمزہ ثانی نے کہا اے فرعون یہ ضربین بھی تیری مشیت مین گذری تھین یا نہین
فرعون نے کہا اے حمزہ میری مشیت مین تو کچھ گذرا ہے چونکہ عرصہ ہوا مجھکو مطلق یاد نہین ہے بالضرور
یہ ضربین میری مشیت مین گذری ہونگی حمزہ نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا اُسنے ایک دھول فرعون
کے سر پر ماری بدیع الملک نے کہا یہ بھی تیری مشیت مین گذرا ہوگا اُسنے کہا بیشک حمزہ ثانی نے
کہا ان دونون کو قید رکھو دونون کو لے آئے اور ایک قیدخانہ مین قید
کیا بدیع الملک نے کہا اے فرعون اس بات کی تو کچھ شکایت نہین کہ خداپرستون کے ہاتھ سے
تکلیف پہونچی اور ایک زحمت مین مبتلا ہین ذلت اُٹھائی مگر اس بات کا ملال ہے کہ تو صاحب قدرت
ہو کے اپنی پرستش کرنے والون کو مدد نہین دیتا اپنی قدرت نمائی نہین کرتا تاکہ خداپرست تیری عظمت کے قائل ہون
اور خدا واحد کی بندگی سے ہاتھ اٹھائین تجھپر اعتقاد لائین تیرے بندون کا دل خوش ہو اُنکا
اعتقاد بڑھے فرعون نے کہا اے قباد شاہ اگر اس سے زیادہ میری پرستش کا رواج کیا ہوگا کہ تجھ ایسا
بادشاہ عالیجاہ نامدار میرا بندہ خاص ہے اور بھی میری بندگی کرنے والے دنیا مین پھیلے ہوئے ہین
قباد شاہ نے کہا اگر ہزارون تیرے بندے تجھ سے منحرف ہو گئے خداپرستی اختیار کی ہے کس قسم
کی تیری پرستش کی ترقی ہوئی اُسنے کہا کچھ اندیشہ کی بات نہین ہوا اسوقت وہ میرے بندے بنا بر
مصلحت کے خداپرست ہو گئے ہین لیکن باطن مین وہ میرے ہی بندے ہین جس وقت موقع ملجاوے گا
فوراً وہ خداپرستون سے اُنکی سرکشی کا عوض لینگے اور اے قباد دیکھ اسوقت تیرا خیال ایسا معلوم ہوتا ہے

اور کیونکر نہ ہو جبکہ موقع بھی ایسا ہی ہو لیکن خبردار اپنے اعتقاد کو درست رکھنا وسوسون کو اپنے دل مین
جگہ نہ دینا جب کوئی آدمی کسی زحمت مین مبتلا ہوتا ہو اگرچہ وہ زحمت تھوڑے ہی وقت کے واسطے ہو لیکن
زحمت کے دوران مین معلوم ہوتا ہو کہ ہمیشہ سے اس زحمت مین مبتلا ہین اور اب کبھی اس زحمت سے
نجات نہین ملیگی برخلاف راحت و آسائش کے اُسکا صاحب ایسا محو رہتا ہو کہ مطلق دنیا و آخرت کی
خبر نہین رہتی اس بیان سے میری غرض یہ ہو کہ جبتک تو راحت و عیش مین رہا تجکو مطلق کسی بات کا خیال
نہوا اور اُس حد کا ہمارا شکریہ ادا کیا جس حد سے تجکو عیش میسر تھا اب تھوڑی ہی زحمت مین اپنے
خیالون کو مشکوک کرتا ہو قباد شاہ نے کہا اے خداوند تیرے حق کی قسم میرے خیال مین تیری طرف سے
مطلق شک نہین پیدا ہوا خدا پرستون کے ہاتھ سے تیری جو فضیحتی ہوئی اُسکا خیال البتہ ہو فرعون
نے کہا یہ ذلت فقط تجھ اپنے بندون کی ہدایت کے واسطے اختیار کی ہو تاکہ تو سمجھے کہ دنیا کو جسنے ایسا
عالم اسباب پیدا کیا ہو کہ اگرچہ ہم اسکے خالق ہین لیکن ہم بھی محفوظ نہین راوی کہتا ہو کہ جبتک یہ دونون
اُس قیدخانہ مین مقید رہے اسی طرح کی گفت و شنید مین مبتلا رہے دوسرے روز حمزہ ثانی نے پھر اُن
دونون کو دربار مین طلب کیا دعوت دین اسلام کی سمجھایا مگر بقول سعدی شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے
ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس ۔ آخر الامر پھر اُن دونون کو قیدخانہ مین بھیج دیا مگر اس روز ایک خبردار
آیا اُسنے موقف عرض مین قیام کیا دعا و ثنا سے صاحبقرانی بجالایا ۔ عمر اعدائے تو شمشیر فنا را ہمہ دان
عہد اقبال تو توفیق بقا را ہمہ کاب ۔ مجلست راز سپہر قوال و کس اندر جل ۔ آید ارت ابر نیسان وجنو احسنت آفتا
اے شہریار رعایا پرور بندہ اسوقت بضرورت راہ مین چلا جاتا تھا دیکھا چند شخص آپس مین باتین کرتے چلے
جاتے تھے کہ فرعون شاہ خدا پرستون کی قید مین مبتلا ہوگیا ہو اور قباد شاہ آہن حصار بھی اُسکے
ساتھ قید کیا گیا ہو التہاب آتش پوش ایک جادوگر ایک لاکھ جادوان آتش پوش کی جمعیت سے
اس طرف چلا آتا ہو اُسکو مفصل اس واقعہ کی خبر پہونچی ہو اب خدا پرستون کی خیریت نہین معلوم ہوتی
ہو تمام خدا پرست آتش جادو سے جل کے خاک سیاہ ہو جائینگے آجتک التہاب آتش پوش
نے کسی پر فتح کتنی نہین کی تھی کیونکہ عالم مین کوئی اُسکا مقابلہ نہین کر سکتا ہو ہنگام معارکہ و جدال اسقدر
آتش باری کرتا ہو کہ تمام میدان حرب طبقہ جہنم معلوم ہوتا ہو حمزہ ثانی بدیع الملک کے جانب متوجہ
ہوئے اور کہا اے دلاور دوران اگرچہ خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہو لیکن کچھ تحمل بھی
ضرور ہو کیا بند و بست کیا جاوے بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہو خدا [illegible]
بزرگ ست یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسرا خبردار آیا اور عرض کی اے والا منزلت ایک شخص عجیب الخلقت
دربارگاہ پہ حاضر ہو اور حضوری چاہتا ہو حمزہ ثانی نے کہا بلاؤ وہ پیادہ سیاہ رو بارگاہ مین آیا اُسکے
سر پہ نصف قد آدم سیاہ نوکدار ٹوپی اسی طرح از سر تا پا سیاہ پوش مگر عجیب الوضع اور [illegible]
مین آتے ہی ٹوپی سر سے اُتاری فوراً اُس ٹوپی سے بلند شعلۂ آتش نمایان ہوا اور [illegible]
تمام حاضرین دربار اس واقعۂ عجیب اور اُسکی ہیئت غریب کو دیکھکے بہت حیرت زدہ ہوگئے اُس پیادہ [illegible]
کے روبرو دست چپ سینہ پر رکھا دست راست کو چند مرتبہ گردش دی [illegible] اپنے طریقہ کے موافق حمزہ ثانی
کو سلام کیا حمزہ ثانی نے پوچھا تو کون ہو اُس پیادۂ سیاہ رو نے اُس کلاہ طویل کے ایک گوشہ سے [illegible] نکالا

اور بڑھ کے حمزۂ ثانی کے ہاتھ میں دیا اور ایک جانب استادہ ہو گیا حمزۂ ثانی نے سر نامہ پر اپنا نام دیکھ کے
چاک کیا خط نکالا لکھا تھا ہزار ہزار صفت و ثنا اس خداوندگار رحیم لطیف حرفت کار کی جسنے آسمان کو معلق بنا کے
اپنا مقام قیام قرار دیا اور زمین کو اپنے بندوں کی سیرگاہ مقرر کیا اپنے ہی جرم لطیف سے ایک جزو فرعون
میں شامل کر کے عزت بخشی یہانتک کہ خداوندگی کی اجازت دی اسی خدا سے نادیدہ کے پرستش کرنے والے
حمزۂ ثانی ہماری سماعت میں گذرا ہے کہ تو نے نہیں معلوم کس طرح کے مکر و فریب سے اس ایسے ذی عزت
خداوندگار کے نظر کردہ کو مقید کیا ہے اور اسکے قصر معلق کو منہدم کر کے زیر قصر اسکے بندگان خاص کو دبا رکھا ہے اب
تجھے بہتر اسی میں ہے کہ بمجرد دیکھنے اس تحریر کے نظر کردہ خداوندگار کو قید و بند سے رہا کر دے ورنہ یقین سمجھ
لے کہ تجھ پر اور تیرے تمام لشکر پر اسقدر آگ برساؤنگا کہ دفعتاً سب خاک سیاہ ہو جائینگے میں ہرگز یہ نامہ
نہ لکھتا صرف اس غرض سے لکھا کہ شاید خداوندگار کو یہ بات ناگوار خاطر ہو کہ ہمارے بندوں کو بغیر متنبہ کیے
ہلاک کیا جب اس مضمون کا نامہ حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا وہ نامہ بدیع الملک کو دیا اور کہا اسکا جواب
تم لکھ دو تجویز کرو بدیع الملک اُس نامہ کے جواب میں مصروف ہوئے اس طرف حمزۂ ثانی نے اُس پیادہ
کو قریب اپنے بلایا اور کہا تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا میرا نام اڈاگر جادو ہے التہاب آتش پوش
کا نامہ بر ہوں حمزۂ ثانی نے پوچھا تیرے سر پہ شعلۂ آتش کیسا ہے اُسنے کہا التہاب آتش پوش کے تمام
ادنی و اعلیٰ ملازمون کے سر پر اسی طرح کا شعلۂ آتش ہے جس وقت التہاب آتش پوش کسی دشمن پر فوج کشی کرتا ہے
ہنگام مقابلہ تمام فوج کے شعلہ اسکے سر اسقدر بڑھتے ہیں کہ فوج مخالف جل کے خاک سیاہ ہو جاتی ہے اور ہر ایک
صاحب شعلہ کو یہ اختیار ہے کہ جس وقت جسقدر منظور ہو اپنے شعلہ کو بڑھا لے مع ہذا یہ بھی شرط ہے کہ
التہاب آتش پوش موجود ہو یا ہو کہ اپنی غیبت میں جسکے شعلہ سر کو چاہے قایم رکھ سکتا ہے لیکن اُس
صاحب شعلہ کو التہاب آتش پوش کی غیبت میں شعلہ بڑھانے کی قدرت نہیں رہتی اس عرصہ میں
شاہزادہ بدیع الملک نے جواب نامہ تیار کیا حمزۂ ثانی سے کہا شہریار یہ جواب نامہ حاضر ہے حمزۂ ثانی
نے کہا با آواز بلند پڑھو تاکہ سب سنیں بدیع الملک نے جواب نامہ پڑھنا شروع کیا (جواب) [illegible]

ثنا مر ایزد پاک را	کہ زد بادہ طارم تاک را
کہ خورشید را صورت جام داد	شراب شفق در خم شام داد

جسکی ذات مجمع صفات ہے جس نے بلا ستون آسمان کو قایم کیا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت
اُگائے رنگا رنگ پھول کھلائے حیوانات کو پیدا کیا انسان کو جملہ موجودات پر شرف بخشا وہ عز اسمہ واحد لاشریک
ہر شے کی تہ کی جھوٹی ہے صرف اُسی کی پرستش ٹھیک ہے اُس عادل منصف کو میں اپنا معبود برحق جانتا ہوں
اُسیکی قدرت کو مانتا ہوں اُسکے فضل و کرم سے امیدوار ہوں اور کیوں نہ ہوں کہ اُسنے میری آبرو رکھ لی
کبھی [illegible] شریر و بد ذات و مکار کو سزا دی گو ہر گز انکا [illegible] اپنے بندہ کو عنایت فرمائی فرعون ملعون
کیا [illegible] رکھتا ہے جو اپنے کو خداوند کہتا ہے خدائے جل و علا کے بندوں میں سے وہ بھی ایک بندہ ہی
تھا [illegible] سرکشی کی [illegible] خدا امیر کا حامی و مددگار تھا اُسنے اعانت کی اُس موذی سے

عداوت کی نہ سزا پائی	آنرا کہ نظر بفضل یزدان باشد	ہر چند ہراسان و پریشان باشد
از حد [illegible]	ہر مشکل سخت پیش آسان باشد	ایسے نابکار مشرک کی یہی سزا تھی

سر جاہلان [illegible]	کہ مشرک بخواری گرفتار	اور اسنے کیا ہے جتنا سب	اس گبر مکار کو ہزار [illegible] صعوبت

جہنم واصل کرونگا اُسکی شرارت و بدذاتی کا قرار واقعی عوض لونگا اے التہاب آتش پوش یاد رکہہ
کہ عنقریب تیری بہی شامت دامنگیر ہو جو تو فرعون کے بارہ مین تعرض کرنا چاہتا ہو صرف بنظر آگاہی
یہ کلمہ لکہا ہو ورنہ ہم کسی وقت مین تیری سرکوبی سے عاجز نہین ہین ع بیار آنچہ داری ز مردی نشان
فقط جب نامہ ختم ہوا حمزہ ثانی نے حاضرین دربار سے کہا تم لوگون نے التہاب شاہ کے نامہ کا
جواب سُنا اور جو کچھہ تم لوگون کی راے ہو وہ بہی مندرج کردیا جاوے سب نے کہا شہریار جو کچھہ
لکہا گیا بہت مناسب ہو زیادہ طول سے کیا فائدہ غرضکہ وہ جواب نامہ ملفوف کرکے اُس قاصد
بو العجب وضع کو دیا جب اسطرح کا جواب التہاب آتش پوش کی نظر سے گذرا شعلہ غضب
اُس جہنمی کا اور زیادہ بہڑکا کاردان وزیر دست راست اُسوقت موجود تہا التہاب شاہ
اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا اے کاردان خداپرستون کا آجکل غلبہ ہو مین نے تحقیق خبر سنی ہو کہ فرعون
کو اُنہون نے گرفتار کرلیا اُسی بنا پر مین نے مسلمانون کو نامہ لکہا اُس نامہ کا یہ جواب آیا ہو اب تیری کیا
راے ہو یہ کہکے وہ جوابی نامہ کاردان کو دکہایا اُسنے پہلے از اول تا آخر جوابی نامہ دیکہا
بعدہ کہا اے بادشاہ اگرچہ فرعون شاہ کی گرفتاری کی حالت مین خداپرستون سے تعرض کرنا بہت
ضرور ہو لیکن میری راے یہ ہو کہ قبل تعرض کے اسکے نتیجہ پر غور کرلیا جاوے ع
مرد آخر بین مبارک بندہ ایست ؛ اگر اُسکے تعرض کا وہی نتیجہ ہوا جو فرعون شاہ کا ہوا تو ہرگز
کسی طرح کا تعرض نہ کیا جاوے مثل مشہور ہو کہ جان ہو تو جہان ہو کاردان وزیر دست راست کی
یہ تقریر سن کے آتش نہاد وزیر دست چپ اُٹہہ کہڑا ہوا اور کہا تعجب ہو کہ ایسے اعلی عہدہ دار
جو رکن اعظم سلطنت کے سمجہے جاتے ہین سامنے بادشاہ کے ایسی فال بد زبان سے نکالین
علی الخصوص مسلمانون کے مقابلہ مین جنکی کوئی ہستی نہین ہو اور بادشاہ کو چاہیے کہ خداوند
فرعون کا بدلہ ضرور مسلمانون سے لے کاردان وزیر نے کہا اے آتش نہاد فال بد و فال
نیک پیشہ خوشامدی لوگون کا ہوتا ہو امور سلطنت مین فال کوئی شی نہین ہو بلکہ راے صائب ہونا
چاہیے اور یہی رکن سلطنت کا فرض ہو کیونکہ ادنے غلطی راے مین ہزارہا آدمیون کی جانین ضائع
ہوجاتی ہین اور دعوے بغیر دلیل کے درست نہین ہوتا تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ مسلمانون کی
کوئی ہستی نہین ہو آتش نہاد نے کہا دلیل واضح یہ ہو کہ مسلمان سحر و افسون کے قائل نہین ہین
بلکہ سحر و ساحری کو بہت برا جانتے ہین پس جب وہ سحر کو نہین جانتے ایک ادنے افسون سے
اُنکے مقابلہ مین وہ کام نکل سکتا ہو جو لاکہون آدمیون کی مدد سے نہین نکل سکتا کاردان نے کہا
ہان یہ صحیح ہو کہ مسلمان سحر و ساحری سے نفرت کرتے ہین مگر یہ بہی خبر ہو کہ سحر و افسون مسلمانون کے مقابلہ
مین اثر نہین کرتا اے آتش نہاد اگرچہ تو نے میری راے مین ایک ایسا اعتراض کیا ہو کہ ابتدا اسکے
نظر مین صحیح معلوم ہوتا ہو لیکن اگر بادشاہ نے تیری راے کو قبول کرلیا بہتر ہوگا التہاب آتش پوش
نے کہا اے کاردان تیری راے بالکل غلط ہو واقعی ہماری وقعت و حقیقت ایسی نہین کہ مسلمانون کے
مقابلہ سے قطع نظر کرین اور بالفرض مسلمانون کے مقابلہ مین ہم سبقت نہ لے جاوین گے پہر بہی ہمکو
یہ بات پسند نہین ہو کہ فرعون ایسے خداوند صاحب عظمت و جلال کی مدد و حمایت سے پہلو تہی کرین

کاروان نے کہا شہریار مجکو حیرت ہے کہ خداوند فرعون نے باوجود اس قدرت وقابلیت کے دشمنون
کے ہاتھ مین اپنے کو گرفتار کردیا کچھ تو ایسی سزا دی ہوتی کہ مسلمان اپنی گستاخی کی سزا سمجھتے التہاب غضبناک
بہت برہم ہوا اور کہا ای کاروان پہلے گستاخی یہ کی کہ ہمارے روبرو مسلمانون کا صاحب قدرت
ہونا ظاہر کیا اور اسپر طرہ یہ کہ فرعون کی خداوندی مین شبہ ظاہر کرتا ہے خیر اب ایسا کلمہ زبان پر جاری نہ کر
ورنہ سزاے سخت کا مستوجب ہوگا اور یہ خوب یاد رکھ کہ مین مسلمانون سے خداوند فرعون کا بدلہ
ضرور لونگا اگرچہ میری تمام فوج مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائے کاروان نے اس امر کا کچھ
جواب نہ دیا سرنگون ہوگئے سکوت کیا التہاب شاہ آتش نہاد وزیر دست چپ کی جانب
متوجہ ہوا اور کہا ای وزیر چونکہ مین نے تیری رائے سے اتفاق کیا ہے پس تو ہی اس فوج کشی کا بانی
سمجھا جاویگا مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچکے فوراً نقارۂ جنگ بجایا چنانچہ جب وہ لشکر
بلشمار جادوان بدکردار کا مسلمانون کے لشکر فتح پیکر کے قریب پہونچا اسی روز شب کو نقارۂ جنگ
بجا حمزۂ ثانی نے فوج کفار کے طبل جنگ کی آواز سن کے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ
بجایا جاوے چنانچہ فوج اسلام مین بھی نقارۂ جنگ بجایا گیا ؎ ز نفت رہ آواز آمد برون
کہ دونست دوقست گردون دون ؛ تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی مسلمانون نے
دیکھا کہ لاکھون شعلے سو سو آسمان بلند ہین اور بیشتر شعلے ایسے بلند ہین کہ آسمان سے جاملے ہین اور بھی
آسمان سے انگارون کا مینہ برستا معلوم ہوتا ہے حمزۂ ثانی کے حواس باختہ ہوگئے بدیع الملک سے
کہا ای جوان بدیع الملک دیکھتے ہو یہ کیا سامان پیش نظر ہے بدیع الملک نے کہا شہریار یہ تمام کرشمہ سحر
کا ہے خیر کیا مضائقہ ہے کچھ تردد کی بات نہین ہے انشاء اللہ ان کفار کے افسون وسحر کا کوئی صدمہ نہین پہونچیگا
القصہ جب صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے نائرہ جادو ایک پہلوان پیل توان میدان مین
آیا اور باواز بلند کہا ای خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو کون ہے تم مین سے ایسا جو مجھ سے مقابلہ کو آئیگا
شاہزادہ رستم ثانی اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر رد و بدل رہی آخر رستم ثانی نے ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا لگایا
کہ چارون پانؤن اسکے مرکب کے قلم ہوگئے نائرہ جادو جست کرکے زمین پر آیا اور اسنے بھی اسیطرح کا وار
کیا رستم کے مرکب کے بھی چارون پانؤن قلم ہوگئے لیکن رستم کو جست کرنے کی مہلت نہ ملی مرکب کے ساتھ زمین
پر گرا نائرہ جادو چاہتا تھا کہ خنجر کا وار رستم کے سر پر کرے اس اثنا مین بدیع الملک رستم کے قریب پہونچ گیا
نعرہ مارا کہ او کافر بدکیش خبردار ایسی جرات نہ کرنا مین تیرا سرکوب آپہونچا ہے ہذا ایک ایسا وار تلوار کا کیا کہ نائرہ
دو لخت ہوکے زمین پر گرا روح ناپاک اسکی جہنم مین پہونچی اس دوران مین ہزار ہا افسون وسحر پڑھ پڑھ کے
ان کفار نے بدیع الملک کی طرف پھونکے جسکے اثر سے ہزار ہا شعلے بدیع الملک کے قریب آئے چونکہ شاہزادہ
بدیع الملک صاحب رد سحر تھا کسی طرح کا گزند نہ پہونچا پھر دوسرا پہلوان ساحر مقابلہ کو نکلا اور بعد رد و بدل
بسیار وہ بھی شاہزادہ کے ہاتھ سے جہنم نصیب ہوا اسی طرح شام تک ستر پہلوان شاہزادہ کے مقابلہ کو آئے پس
اور سب یکے بعد دیگرے جہنم واصل ہوئے آخر الامر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر چلے
گئے ادہر التہاب آتش پوش کے حواس باختہ ہوئے آتش نہاد وزیر دست چپ کو بلایا اور کہا ای آتش نہاد
یہ کیا سامان پیش نظر ہے ایسا نہو وہی نتیجہ پیش آوے جو کاروان نے بطور پیشین گوئی بیان کیا تھا آتش نہاد

نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہیں ہے آج نہیں کل کی میدان داری مین مسلمان ہلاک ہو جائینگے کب تک اور کہان
ساحرے سحر و افسون کو رد کر سکین گے الشہاب شاہ خاموش ہو رہا شب کو طبل جنگ دونون لشکرون
مین بجا دوسرے روز پھر صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی آج پھر وہی کیفیت ظہور مین آئی جو اول روز ظہور
مین آئی تھی شام کو جب طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے کاروان وزیر الشہاب شاہ
کے پاس آیا اور کہا شہریار مجھے کچھ عرض کرنا ہے بشرطیکہ جان بخشی ہو الشہاب شاہ نے کہا جو کچھ تجھکو کہنا ہے بلا خوف
کہ اُسنے کہا چونکہ مین نے مدت العمر بادشاہ کا نمک کھایا ہے مقتضاے نمک حلالی یہ ہے کہ حتی الامکان نقصان سے محفوظ
رہنے کی راے دیتا رہون اگرچہ کسی نوع سے میرا نقصان بھی متصور ہو مین نے پیشتر ہی عرض کر دیا تھا کہ مسلمانون
کے مقابلہ مین سر بر ہونا ایک امر خلاف قیاس ہے اور بہت بڑا سبب یہی ہے کہ مسلمان رد سحر رکھتے ہین ہرگز سحر و افسون
اُنکے مقابلہ مین کارگر نہوگا مگر میری گذارش کے جانب اعتنا نہ کی گئی مزید بران آتش شہاد وزیر نے میری گذارش
پر اعتراض کیا شہریار دو روز کی میدان داری مین دیکھا کیا نتیجہ ظہور مین آیا اب بھی خیریت ہے کہ اگر مسلمانون کے
حال سے تعرض نہ کیا جاوے ورنہ تمام فوج کام آجاویگی حتی کہ سلطنت پر بھی زوال آجاوے تو عجب نہیں آیندہ جنابعالی
ہے رہا خداوند فرعون کا مقدمہ اُسکے بارے مین میری یہ راے ہے کہ اگر خداوند کسی نوع کی قدرت رکھتا ہے تو خود آپ
اپنی نجات کی تدبیر پیدا کر لیگا اور اگر اُسکی مشیت مین یہ گذرا ہے کہ مسلمانون کے ہاتھ سے بخواری ذلت و فضیحت ہلاک ہو
پھر کون ایسا ہے جو اُسکی مشیت مین دخل دے سکتا ہے ہر طرح وہی ہوگا جو ہونا ہے الشہاب آتش پوش کچھ سمجھا
آتش شہاد وزیر دست چپ موجود تھا بصداے زہرہ شگاف کہا اے کاروان نادان خاموش رہ بادشاہ
کو خواہ مخواہ خائف نہ کر مسلمانون کی سفاکی کا عوض لینے کے ہم ذمہ دار ہین اور اگرچہ خداوند فرعون کی مشیت ہی
مین جو کچھ گذرا ہے وہی ہوگا لیکن ہمارا فرض یہ ہے کہ اُسکی مدد سے جہانتک ممکن ہو پہلوتہی نہ کرین اگر مشیت خداوند
پر بھروسہ کر لیا جاوے تو دنیا مین کوئی کسواسطے کسی امر مین سعی و کوشش کرے سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہین
دنیا عالم اسباب ہے یہان بے سبب کوئی امر ظہور مین نہین آتا کیا عجب ہے اگر خداوند فرعون کی مشیت مین یہی
گذرا ہو کہ بادشاہ کی سعی و کوشش فرعون کی رہائی کا باعث ہو گی اُسکی مشیت وہی جانے کسی کو کیا خبر لیکن
اب خبردار اس بارہ مین تو کچھ نہ کہنا جو صورت پیش آئیگی ہم دیکھ لینگے اُس روز پھر طبل جنگ بجا صبح کو
صف آرائی ہوئی آج شاہزادہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی جنگ و حرب مین شریک نہو البتہ
مسلمان متعرض ہلاکت مین آ گئے اور قریب تھا کہ فوج اسلام پسپا ہو حمزہ ثانی خود مرکب پر سوار ہو کے
جنگ مین شریک ہوئے شعلہ ہاے آتش سحر مسلمانون کو ہلاک کرنے لگے یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو پہونچی اُسی حالت علالت مین مرکب پر سوار ہو کے میدان حرب مین آیا شاہزادہ کا میدان مین آنا تھا
کہ رد سحر کی وجہ سے وہ تمام شعلہ معدوم ہو گئے الشہاب آتش پوش نے دیکھا کہ اب لڑائی کا رنگ
دگرگون ہوا چاہتا ہے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا چونکہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی طبل جنگ
بجنے کو غنیمت سمجھا اپنے بستر استراحت پر چلا گیا اور دونون طرف کی فوجین اپنے اپنے مقام کو واپس
آئین حمزہ ثانی بدیع الملک کی عیادت کیواسطے آئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا الحمدللہ مگر آج درد سر
شدت سے ہے حمزہ ثانی نے کہا اے بدیع الملک خیریت ہوئی کہ تم وقت پر ہنگامہ جنگ مین پہونچ گئے ورنہ
آج ہماری فوج کے پسپا ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رہا تھا آدمی کہتا ہے کہ ایک ہفتہ تک پھر روز ہنگامہ

رہا آٹھویں روز میں ہنگامہ آرائی میں دور سے سیاہی نمودار ہوئی تھوڑی دیر کے بعد مسلمانوں نے دیکھا کہ ہزارہا صحرائی درندے مثل بلائے بے درمان اس طرف چلے آتے ہیں اور آتے ہی التہاب شاہ کی فوج میں شامل ہو گئے ایک طرح کی انکی صورتیں تھیں ہر ایک کی صورتیں دوسرے سے جداگانہ اور نہایت مہیب تھیں جنکے دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا یہ لشکر بھی جادو کا تھا اسکو بھی التہاب آتش پوش کے ہنگامہ کی خبر پہونچی مدت سے دونوں میں باہم اتحاد تھا دو لاکھ فوج بہائم کی لیکے مدد کیواسطے پہونچا آتے ہی سب نے مسلمانوں پر حملہ کیا روسحر کا سبب تھا جو مسلمانوں نے ان سب کو تہ تیغ کیا اور التہاب آتش پوش بھی گرفتار کر لیا گیا فوج بے سر تاب مقابلہ نہ لائی پسپا ہوئی بکثرت طعمۂ نہنگ اجل ہوئے باقی بھاگ گئے مسلمانوں کو فراغ حاصل ہوا حمزہ ثانی دربار میں آئے التہاب کو اپنے روبرو طلب کیا دعوت اسلام کی اُسنے انکار کیا کہا اگر تو مسلمان ہوگا تیری جانبری دشوار ہے اُسنے کہا مجھکو ہلاک ہونا منظور ہے حمزہ نے اسیوقت اُسکو دار پر کھنچوا دیا اور تمام سرداروں نے اُسکو تیر باران کیا عیاروں نے قاروروں کے ذریعہ سے اُسکی لاش کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا اور خاک کو ہوا میں اُڑا دیا حمزہ ثانی کے حکم سے دفتر میں شاہزادہ بدیع الملک کے نام فتح فرعونیہ لکھی گئی چندروز میں تمام ملک فرعونیہ کا بندوبست کیا گیا ملکہ عزال سے شاہزادہ بدیع الملک کی عروسی کا بندوبست ہونا شروع ہوا تمام شہر فرعونیہ آئینہ بند ہوا خواجہ یاقوت اس عروسی کا مہتمم تھا مفصل اس عروسی کا ذکر باعث طول ہے خلاصہ یہ کہ اس عروسی میں ایسا بندوبست ہوا جو کبھی کسی عروسی میں نہیں ہوا تھا مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ اس کثرت سے بخشش ہوئی تمام فرعونیہ کے ایک ایک محلہ کے ایک ایک گھر میں پانچ پانچ دیگیں پلاؤ زعفرانی ایک ایک دیگ قورمہ کی مع شیرمال و باقرخانی و کباب وغیرہ ایک ایک سیر برنج کی بھیجی گئیں اُسکے ساتھ زربفت کا ایک ایک وسیع دسترخوان طلائی و نقرئی و غوری متعدد ظروف بھی بھیجے گئے جو بعد شادی کے واپس نہیں منگائے اسی طرح جملہ سامان کو قیاس کرنا چاہیے برات کے روز وہاں شب کو قدرت خدا کی نظر آتی تھی بعد فراغ عروسی حمزہ ثانی نے ملک فرعونیہ شاہزادہ بدیع الملک کو مرحمت کیا ہر چند کہ بدیع الملک نے عذر بھی کیا کہ مجھکو ملک و مال کی خواہش نہیں ہے البتہ حضور کی نظر عنایت میرے واسطے بہت کچھ ہے ملک و مال کی کچھ نہیں ہے حمزہ ثانی نے کہا ہماری خوشی یہی ہے شاہزادہ نے قبول کیا اور اپنی طرف سے ملک فرعونیہ خواجہ یاقوت وزیر کو بخشا اور وہاں کا حاکم مقرر کر دیا خواجہ یاقوت نے کہا شہریار ملک فرعونیہ مجھکو مرحمت ہوا کمال مشکور ہوں مگر مجھکو ہر رشتہ میں اپنا تابع فرمان سمجھو دولت ایمان ایسی عطا ہوئی اُسکا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا بدیع الملک نے کہا اے خواجہ دولت ایمان میں نے کیا عطا کی تمہاری سرنوشت میں یہ دولت تمکو میسر ہونا لکھا تھا مختصر چندروز تک حمزہ ثانی نے وہیں قیام کیا بعدہ وہاں سے کوچ کر کے باختر کے جانب روانہ ہوا

اب حمزہ ثانی کو جانب باختر روانہ کرتا ہوں اور حال میں ایرج بزرگ کے خامہ فرسائی کی جاتی ہے

ہمکو ہمیشہ شمشیر کا کھٹکا لگا رہا
فرقت آیا آنکھوں میں جو تیسا لگا رہا
شناگرد یا جبہ سر کو آہوں کے ہاتھوں میں
صیاد کو مرے ہی کھٹکا لگا رہا

کیسا بہار سے دل میں یہ کانٹا لگا رہا
اقرار اُسنے کب کیا انکار کے سوا
اشکوں کا دونوں آنکھوں سے چشمہ لگا رہا
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آئے ہو

قاتل تو ایک وار میں دو ٹکڑے کر گیا
صحبت رہی مگر یہ بکھیڑا لگا رہا
سر کو پٹک پٹک کے قفس میں یہ مر گیا
برسوں تمہاری گھات میں بندہ لگا رہا

مشتاق دید سیکڑون آنے چلے گئے
دانتون نہین بھی انگلیون مین سرمہ لگا رہا
ہرگز ہوا نہ قصہ اسلام و کفر پاک
آزاد کو خیال تعصب نہ اسکا رہا

دن رات کوے یار مین میلہ لگا رہا
اُس آفتاب حسن کے ہمراہ ہی شہر اب
شیخ اور برہمن مین بکھیڑا لگا رہا

اندھیر شہر مین رہا اُسکے بنا ئے سے
تا صبح پیرے منہ سے پیالہ لگا رہا
آیا شب فراق مین دم بھر نہ اُسکو چھوا

راویان حکایت صدق وصفا و ناقلان روایت حیرت نما مخبران مقام قال ومخبران جلوہ گاہ وحال تارکان دنیا بود و آزادگان سلسلہ وحدت وجود حقیقی و اعتباری جبری و اختیاری مین اس طریق سے فرق کرتے ہین کہ جب بد ترین فرزند سنگ خارشتی یعنی توریج بدرگ نے آگے سکندر چھوپان کو اپنے لشکر مین بادشاہ مقرر کیا راوی کہتا ہے کہ سکندر زرہردشاہ سے بالکل مشابہ تھا توریج بدرگ نے اسکا نام زرہردشاہ مقرر کیا اور اپنے تمام لشکر مین اس بات کی منادی کردی کہ یہ زرہردشاہ ہے اسکی اطاعت اختیار کرو جو کچھ یہ حکم کرے اسکی تعمیل واجب جانو اگر کوئی ذرا بھی کسی نوع کی سرتابی کریگا اپنے اعمال کی سزا سے معقول پائیگا یہ حکم ہمارا قطعی ہے بعدہ جو انگشتری سکندر کے پاس تھی اُسکو لیلیا اور اُس اسم کو پڑھ کے دم کیا فوراً چار ہزار فرد دیو کی جمعیت وہان آموجود ہوئی توریج بدرگ کو دست بستہ سلام کیا اور عرض کیا کہ کیا حکم ہے کیون ہمکو طلب کیا ہے توریج نے کہا تم مین سے سب کا سردار کون ہے ایک دیو کوہ پیکر بصداے مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا سلام کیا بعدہ دست بستہ عرض کی کیا حکم ہے توریج نے کہا حکم یہ ہے کہ اپنے سرداران باشکست کو حکم دے کہ وہ سب کوہ چکاک باختر مین جائین اور وہان کے بادشاہون کو ہمارے روبرو حاضر کرین ہمکو بت پرستی کے رواج کی ضرورت ہے اُنمین سے جو کوئی بت پرستی قبول کریگا اُسکو رہائی دیجائیگی چنانچہ وہ دیو کوہ چکاک باختر اور باختر مین گئے وہان کے بادشاہون کو لے آئے اُنمین سے ایک بادشاہ کو توریج نے اپنے روبرو طلب کیا اور کہا ای فلان تجکو خاص بت پرستی قبول کرنے کیواسطے طلب کیا ہے تیرا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا جان کا صدقہ مال ہوتا ہے اور ایمان کا صدقہ جان ہوتی ہے مین ہرگز اپنے دین قدیم سے قطع نظر نہین کرونگا اُسنے کہا اگر اپنے دین قدیم سے قطع نظر نہین کریگا تو مین بھی تیری ہلاکت سے قطع نظر نہین کر سکتا اور اُسی وقت جلاد کو بلا کے اُسکو ہلاک کیا اُسیطرح تمام بادشاہان باختر و کوہ چکاک باختر کو یکے بعد دیگرے اپنے روبرو طلب کیا جسنے بت پرستی اختیار کی اُسکو رہا کر دیا اور جسنے انکار کیا اُسکو فوراً ہلاک کیا اور چند روز مین تمام باختر اور کوہ چکاک باختر کو اپنا مطیع فرمان کیا ایک روز کا ذکر ہے کہ بقصد شکار ایک طرف چلا جاتا تھا سامنے ایک پہاڑ نظر آیا جب قریب پہونچا زیر کوہ دیکھا ایک باغ ہے نہایت سرسبز و شاداب میوے گوناگون گلہاے خوشرنگ بوقلمون ہر طرف نہرین جاری سراسر قدرت باری بالاے کوہ ایک قصر عالیشان سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اُسکے دروازے اُس باغ کے جانب کھلے ہوے ہین اور دروازون پر چلمنین پڑی ہوئی ہین توریج بدرگ اُس قصر رفیع و وسیع باشان شوکت کو دیکھکے متعجب ہوا اس ارادہ سے کہ اس قصر کے حال سے مطلع ہونا چاہیے اُس قصر کے قریب پہونچا اور زیر قصر برآمد ہو تو حقیقت دریافت کرون یکایک بالاے قصر سے صداے رقص و سرود آئی اب اور زیادہ ہوا کہ اس قصر مین کون رہتا ہے بالاے قصر چلمن کو حرکت ہوئی معلوم ہوا کہ کوئی عورت چلمن کے قریب آئی چلمن کے ایک کونے کو اُٹھا کے باغ کی طرف دیکھا اور چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد ایک نازنین سراپا حسن عالم

زلفش خورشید را شمع شب افروز + لبش در خندہ صبح عید نوروز + شکر لفظ و شکر بوس و شکر خند
زمین بوس رخش صد چاشنی قند + چو در جلوہ دہد داد کرشمہ + ز رخسارا خون گشاید چشمہ چشمہ

صبا ابر نقاب ماہ رویش ÷ صبا نشنیدہ ہرگز رنگ و بویش ÷ کانون مین فقط دود و سبز آویزے
ناک مین مرصع خوبصورت مختصر کیل اسی طرح کا سادہ مگر پر تکلف زیبا بس پہنے صدر دروازہ سے باہر آئی اور
تورج کے پاس آ کے از سر تا پا غور سے دیکھا کہا اے شخص تو کون ہے جو اس طرح بیباکانہ باغ مین چلا آیا ہے تجھکو اس
بات کا مطلق خیال نہ آیا کہ صاحب باغ کیا کہیگا خیر بہتر ابھی یہی ہے کہ جسطرف سے آیا ہے اسیطرف واپس جا ورنہ اگر
صاحبخانہ کو خبر ہو جائیگی تو تو ہلاک کیا جاویگا تورج نے دل مین کہا مین اسی نازنین کو صاحب قصر سمجھتا تھا صاحب قصر
نہین معلوم کس مرتبہ کا شخص ہے کہا اے نازنین مین اپنے ارادہ سے ہرگز اس قصر رفیع کی طرف نہین آیا ہون
بلکہ حسب اتفاق اسطرف چلا آتا ہوا اب چونکہ یہان تک پہنچ گیا ہون اور تو نے مجکو دیکھ لیا ہے تو مین تیرا کمال ممنون ہونگا
اگر تو یہ بتا دیگی کہ مالک قصر کون شخص ہے اور اندرون قصر رقص و نوا کی آواز کیسی آتی ہے اس نازنین نے کہا اس
قصر عالیشان کا مالک خواجہ بشیر ملک التجار نام ایک سوداگر ذی رتبہ ہے اسکی دختر بلند اختر اس قصر مین رہتی
ہے جسکا نام ملکہ نازپرور ہے اور مین اسکی خادمہ ہون ملکہ کو از بسکہ رقص و نوا کا بہت شوق ہے اسواسطے
اکثر ہر روز ناچ گانا ہوا کرتا ہے بس ابتو مین نے مفصل حال بیان کر دیا اب یہان سے روانہ ہو تورج نے دست بستہ
کہا اے سراپا حسن و ناز مین چاہتا ہون کہ اس ملکہ صاحب قصر کو بھی ایک نظر دیکھ لون اس نازنین نے چین بجبین
ہو کے کہا تو کچھ دیوانہ ہوا ہے اپنے حواس درست کر کیا خوب تخرے کی خوبی تیری کیا حقیقت ہے جو اس ملکۂ آفاق
کو دیکھے کا ہیچ کہتی ہون یہان سے بخیریت چلا جا ورنہ آفت مین مبتلا ہو جائیگا اگر خواجہ بشیر کو تیرے یہان آنیکی
اطلاع ہو جائیگی وہ ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑیگا تورج نے اس نازنین کے پانون پہ سر رکھدیا اور کہا جہان تو نے
اسقدر مجھپر احسان کیا ہے کہ مفصل حالات سے مطلع کر دیا وہان میری یہ خواہش بھی پوری کر دے اور اے نازنین
آگاہ ہو کہ مین بھی کوئی عوام الناس سے نہین ہون اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہون یہان کے رقص و نوا
کی آواز ایسی ہی خوش آیند معلوم ہوئی جو تجھسے اسقدر التجا کی ورنہ مین خود ہر روز ہنگامہ رقص و نوا گرم کر سکتا
ہون وہ نازنین سمجھی کہ یہ دیوانہ ہرگز اپنی بیہودگی سے باز نہ آئیگا تا وقتیکہ اپنی بیہودگی کی سزا نہ پائیگا اور تورج
کے جانب بنظر تیز و تند دیکھ کے کہا اچھا تو یہان توقف کر مین آتی ہون یہ کہکر پھر اس قصر مین چلی گئی وہان ملکہ
نازپرور نے جو اسے دیر کے بعد آتے دیکھا کہا اے سمن لب تو بہت دیر کے بعد آئی کہان تھی اسنے کہا اے ملکہ
کیا کہون عجیب واقعہ دو چار ہوا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ مین بارہ دری کے اسطرف گئی چلمن سے باغ کی طرف
دیکھا معلوم ہوا کہ کوئی غیر مرد باغ مین وارد ہے پھر مین قصر سے جا کے اس سے پوچھا تو کون ہے یہان کیون آیا
اسنے کہا حسب اتفاق میرا اسطرف وارد ہوا جب اس سے کہا کہ تو یہان سے چلا جا تو اسنے قصر و مالک
قصر کا حال پوچھا مین نے مالک قصر کا نام بتایا اب وہ کہتا ہے کہ ملکہ صاحب قصر کو مجھے دکھا دے اور یہ بھی
کہتا ہے کہ مین عوام الناس سے نہین ہون بلکہ صاحبقران عصر ہون میرے نزدیک وہ ہرگز بسہولت
یہان سے نہ جائیگا تاوقتیکہ دو چار مرد جا کے اسکو باغ سے نہ نکالینگے نازپرور ہنسی اور کہا اے سمن لب
تیری تقریر سے عجب طرح کی بو آتی ہے اور قریب بلا کے آہستہ کہا سچ بتا کیا وہ شخص تیرا کوئی آشنا ہے سمن لب
نے ہزارون قسمین کھائین اور کہا ملکہ عالم تعجب ہے کہ تم میری نسبت اسطرح کا گمان دل مین لاؤ مین کیا جانون
وہ دیوانہ کون ہے کہان سے باغ مین نازل ہو گیا قربان تمہارے نداق کے مجکو اسطرح کا نداق نہین بھاتا
وہ مردہ کیا پاپوش ہے جو میرا آشنا سا ہوگا ملکہ نازپرور نے کہا اے سمن لب تو اسقدر برخاستہ کیون ہوتی

ہی مین نے مذاق سے کہا سمن بو متبسم ہوئی کہا ملکہ عالم مین برخاستہ نہین ہوئی بلکہ بات کا جواب دیا یہ مجال میری نہین ہی کہ تمھارے روبرو برخاستہ ہو سکون ملکہ نے کہا اگر تو برخاستہ ہوئی تو اچھا جا اُس دیوانہ کو یہان سے لے آ مگر کسی کو کانون کان خبر نہو اُس سے کچھ باتین کرین گے بعدہ سزاے معقول دیکے یہان سے نکال دین گے سمن بو نے کہا قربان تمھارے اس طرز خیال کے اگر خواجہ کو اس بات کی خبر پہونچ گئی کہ ایک غیر شخص باغ مین وارد ہوا تھا ملکہ نے اپنے قصر مین اُسے بلایا یہ ہرگز کسی کو گمان نہوگا کہ ملکہ نے اُسے سزاے معقول دے کے نکال دیا بلکہ ایسے موقع کیواسطے جو خیال لازم ہی وہی خیال ہوگا بدنامی منتشر ہوگی دنیا مین برا اچھا بدنام نہین اچھا ملکہ نازپرور نے کہا اے سمن بو تو یہ کیا کہتی ہی دنیا مین برا اور بدنام دونون ہیں کوئی اچھا نہین مع ہذا برا اور بدنام ہر شخص اُسی وقت ہو سکتا ہی جب اُسکے دل مین برائی پیدا ہوا ور قول و فعل سے اُسکے ظہور مین آوے جبتک اصلیت کسی فعل کی نہین ہوتی کوئی کچھ نہین کہ سکتا ہے ۵ تا نہ باشد چیزکی مردم نگویند چیزہا سمن بو نے کہا ملکہ عالم مین نے اسوقت تمھارے روبرو اس بات کا اسوجہ سے ذکر کیا تھا کہ تم دربانون وغیرہ کو بھیج کے اُس شخص کو باغ سے نکلوا دو گی مگر یہ طرفہ امر ہی کہ تم اُسکی ملاقات کی شائق ہو گئین ملکہ نے کہا تو یہ ہرگز نہ سمجھ کہ مین اُسکی ملاقات کی شائق ہون بلکہ اُسکو معقول سزا دینا مقصود ہی سمن بو نے کہا اچھا جاتی ہون اُسے یہان لیے آتی ہون وہان سے پھر باغ مین آئی نوریج وہان انتظار مین بیٹھا تھا کہا اے نازنین کیا خبر لائی اُسنے کہا اچھی خبر ہی اگر ہماری ملکہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہی تو چل ہماری ملکہ بھی تیری ملاقات کی شائق ہی اُسنے کہا اے نازنین تیری ملکہ مجھکو کیا جانے غالبًا تو نے کوئی ایسی تقریر کی جسکی وجہ سے ملکہ نے مجھے یاد فرمایا ہوگا اے نازنین سزا یا حسن ۵ تاجہانست در جہان باشی + بر ہمہ کام کامران باشی غرضکہ نوریج سمن بو کے ساتھ ایک دوسرے دروازہ سے قصر مین داخل ہوا دیکھا ۵

زہے قصر و منظر کہ از قدر و شان | زبینندہ کند پیش او آسمان | پر رونق ز قصر خورنق فزون
ستونہا بسنگینی بے ستون | زخارا تراشان فرہاد زور | ازین قصر شیرین در آفاق شور
بعالم فروزی در آفاق طاق | فروزاں ز پرتو شہ سیران رواق | کونڈیان خواصین بیٹھیں تھد منتین

داروغہ وغیرہ سب اپنے اپنے خدمت لازمی مین مصروف ہین صدر کی بارہ دری جملہ ضرورت و زیبائش سے پیراستہ ہی وہ نازنین نوریج کو ایک زینہ سے کوٹھے پر لیگئی وہان بٹھا یا چند حبشنین قوی ہیکل مسلح و مکمل موجود ہوئین نوریج کو گھیر لیا اسکو حیرت نے گھیرا کہ یہ کیا سامان ہی انھون نے مجھکو قید کیا ہی کیا ایک کیا دیکھتا ہی کہ ایک دختر پانزدہ سالہ ماہ پارہ اس شکل و شمایل کی جسکے شوق دید مین ماہ و مہر شب و روز سرگردان رہتے ہین ۵

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا | موزونی مین سرو بیگمان تھا

وہ قد کہ قیامت اُس سے پیدا | وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا | پیشانی کا بل بلاے دل تھا | سونا بھی تھا اسکو انچ پر بل
ستے تھے ... دام سو جہان | تل دانہ تھا بہر طائر جان | ابرو مین خم تھا بہر آویزہ | مسی مین بھی ہوئی تھی ٹھہرا
وہ آنکھ کہ عین نور یزدان | تھی سرمہ طلب رستہ فروزان | سرخی کے جو ڈورے آنکھ مین تھے | نیرنگ فلک پہ تھے قمر کے
رخسارون کا وہ دمکنا بلا تھا | دو دانت کا سا ملنا جہان ہو | وہ چپلے رسیلے خوشنما لب | تھا جام کو صدقہ لبالب
خندہ وہ تھا کہ تھا تبسم نازش | لب کھولتے تو کھلتا حسن کا راز | نادر تھی صراحی دار گردن | گردون سے تھی اوقات گردن

وہ ساعد و دست و بازو و پا | دنیا میں نہ تھا نظیر اُنکا | القصہ وہ سر سے لیکے تا پا | سرمایۂ دلبری تھی یکسر

اُس روز وہ ماہ دل افروز صاحب حسن عالم سوز شیرین دہن نازک بدن اُس قصر مین سیر و تفریح کی غرض سے آئی ہوئی تھی کارکنان قضا و قدر بسبب کسی کام کے انجام دینے مین مصروف ہوتے ہین تو آغاز اُسکا بطور عجیب و غریب ہو جاتا ہی ہر کس و ناکس کو چار و ناچار اُسی راہ پر چلنا پڑتا ہی بلکہ کشتان کشان لیجاتے ہین جونہین ملکہ نازپرور کی نظر توریج کی صورت پر پڑی کہا تو کون ہی کہان سے اس باغ مین وارد ہوا توریج نے کہا ای نازنین مین صاحبقران عصر ہون دین بت پرستی کو رواج دینا مقصود تھا تمام باختر کو بت پرست کیا جسنے انکار کیا فوراً اُسے تہ تیغ کیا بعد فیصل کرنے اس مقدمہ کے شکار کھیلنے واسطے اپنے مقام قیام سے چلا حسب اتفاق یہان گذر ہوگیا جب ملکہ نازپرور نے بت پرستی کا نام سنا از سرتا پا غیظ و غضب ہوگئی اور کہا تو بت پرست ہی اُسنے کہا بیشک ملکہ نے سمن بو کو بلایا بذریعہ سرگوشی اُس سے کچھ کہا وہ گئی اور جام و صراحی بدست آئی ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام شراب لبلب کیا اور کہا ای جوان چونکہ تو بت پرست ہی تیری دعوت میرے اوپر فرض ہی پس دو چار جام مے ناب کے پی لے توریج بہت خوش ہوا کہا ای ملکہ مین تمہارا اس مہربانی و عنایت کا بہت مشکور ہون تنہا مے نوشی کا کیا لطف البتہ کچھ رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہو تو مضائقہ نہین ملکہ نے ایک خواص کو اشارہ کیا وہ گئی اور ایک زن مطربہ و رقاصہ کو مع سازندے لے آئی اُس رقاصہ نے بکمال لطف اس غزل کو گانا شروع کیا غزل

سنبھل سکتا نہین سب دوش یار اپنی گرہ زلف کا
جو سو یا ساتھ کبھی قاتل تو خنجر درمیان رکھا
برابر نکلے تلوار اُس کمر کا اور گردن کا
بہار اک دل کے داغون دکھا چشم قاتل کو
ملی مسی تو آئینہ مین کچھ چھوڑا تختہ سوسن کا
لڑا مین آگے مردان خدا کے حل نہین سکتا
سمند رشح تا کہ شبھہ ٹرون یا رالجھا دامن کا
بدر فردوس پر رضوان کے رخصت کوت لیتا ہی
گمان تا ہی اپنے سایہ پر بھی ہمکو دشمن کا
رخ روز سیہ ہر صبح آنکھون کو نظر آیا
دل صد چاک مین تیر ہی ہمتا اندازہ چلمن کا
ستا یا ہی نہایت انقلاب دہر نے ہمکو
نہ سن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا

نہ غضب ہی جانکو بہلو مین ہوتا دل کے دشمن کا
ہمارے اُسکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا
مژگان ناک سے چھلکی جو سرخی پانکی اُسمین
دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا
اندھیرے مین جو ڈر کے مجھے خورشید کو ڈھونڈتا
کہن دانو دو مین یکسان ہی عالم موم و آہن کا
سمجھتے تجھے نہ ہم استاد رانداز ای جنون مجکو
سمجھتا ہو نہین کچھ بیل ایک کچا ندنا دیوار گلشن کا
اُڑا یا پان کی تحریر نے اور اُسکے دانتونکو
ہمارا کوکب طالع اگر چہرہ تھا دشمن کا
نہین ہمسا گنہگار ای فلک کوئی زمانہ مین
رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
کیا اک آہنین تیغ قضا نے صاد و ٹکڑے

ادب تا چند ای وحشت ہوس قاتل کے دامن کا
محل خوف ہی ہمسایہ قصاب و برہمن کا
یہ خوش اسلوب جسم اُس نوجوان کا ہی جو تا بن
گلو سے یار پر عالم ہوا شیشہ کی گردن کا
جنی افشان جو پیشانی پہ اُسکے چاندنی چھٹکی
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا
ڈراتا ہی کیسے ای شیخ تو نار جہنم سے
گریبان سے تعلق ہوگیا موقوف دامن کا
ہوئی ہر دم دنیا کی صورت سے بیزاری
نگین کا رنگ ہی کا دے مقرر ڈانک کندن کا
یقین منزل محبوب اسیر مجکو ہوتا ہی
ہمارے مرد کے کو درکار ہی غسل آب آہن کا
مجھے بھی نگر کسی محکمہ مین حشر کے پوچھا
گمان ہی بگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

رہروان وادی سخن و سالکان طریق ہنر و فن اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اسطرف تو اُس مطربہ خوشتر و خوشگلو نے یہ غزل گائی اُدھر وہ مردود رب ودود دو چار جام شراب تیز و تند زہر مار کرکے مدہوش ہوا ملکہ نازپرور اسیدہ قسمت کی منتظر تھی تمام خادمون کو حکم دیا کہ اس بت پرست مردود پر خوب زد و کوب کرو اسطرح سے کہ ہلاک نہونے پائے بعدہ بستہ و گرفتہ کرکے میرے پدر نظام کے پاس لے جاؤ اور خبردار رہ ہانہونے پائے

یہ سنا تھا کہ تمام عورتین ہاتھون مین اپنے پانوؤن کی جوتیان اُٹھا کے دوڑین اور توریج بدرنگ
پر زد و کوب ہونا شروع ہوئی اسقدر پٹا کہ تمام نشہ خسران ہو گیا ایک ایک کی جانب دیکھ کے
الحاح و زاری کرتا تھا اور کہتا تھا ای نیک بختو مین اپنی خوشی سے یہان نہین آیا جب تمنے بلایا
تو مین یہان آیا اگر تمکو میرا یہان آنا ناگوار تھا تو مجھکو یہان نہ لائی ہوتین کیا مجھسے تمکو کبھی کی خصومت
تھی جو یہان لا کے مجھکو ہلاک کیا اُنھون نے کہا ابھی کیا ہلاک کیا ہی اب بیشک تو ہلاک کیا جاویگا
او بت پرست موذی تجھسے پیشتر ہی سمجھایا تھا کہ بغیر اجازت باغ مین کیون چلا آیا واپس جا مگر تونے
نہ سنا مزید بران ملکہ عالم سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تیری کیا وقعت و حقیقت ہی جو ملکہ عالم سے ملاقات
کریگا توریج نے کہا جو مجھکو سزا ملنی تھی مل چکی اب تو مجھکو رہا کرو اُنھون نے کہا ابھی تجھکو سزا کہان ملی ہی
خواجہ بشیر ملک التجار جو مالک اس قصر کا ہی وہ تجھکو قرار واقعی سزا دیگا ہم عورت ذات ہین ورنہ
ہم ہی تجھکو معقول سزا دیتے غرضکہ اُن حبشنون نے مضبوط بستہ کر کے چند سپاہیون کو دروازہ پر بلایا
اور توریج کو اُنکے حوالہ کر کے کہا اس موے کو بہوشیاری تمام خواجہ کے پاس لیجاؤ اور تمام واقعہ
کو بیان کر دینا وہ سپاہی توریج کو خواجہ بشیر ملک التجار کے پاس لے گئے خواجہ اُسوقت کسی وجہ
سے منغض بیٹھا تھا دیکھا ایک شخص گرفتہ و بستہ چلا آتا ہی پوچھا یہ کون ہی لوگون نے حقیقت حال کو بیان
کیا خواجہ از بسکہ پیشتر ہی سے برہم بیٹھا تھا اس واقعہ کو سن کے از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا تمام
ملازمون کو جمع کر کے کہا اس نابکار کو خوب زد و کوب کرو بموجب اس حکم کے یہان بھی زد و کوب
شروع ہو گئی حتے کہ توریج جان بلب ہو گیا کہتا تھا ای خواجہ مین اپنی خوشی سے قصر مین نہین
گیا ایک نازنین سمن بو نام مجھکو قصر مین لے گئی خواجہ نے سمن بو کو بلایا اور پوچھا ای سمن بو
یہ مردود کہتا ہی کہ مجھکو سمن بو قصر مین لیگئی مین اپنی خوشی سے نہین گیا سمن بو نے کہا یہ جھوٹا ہی جب
مین نے اسکو اس باغ مین دیکھا منع کیا کہ یہان توقف نکر اسنے نہ مانا مزید بران ملکہ نامور کی
ملاقات کا شوق ظاہر کیا ہر چند مین نے سمجھایا اسنے نہ مانا جب یہ باغ سے باہر نہ گیا مین نے ملکہ عالم سے
اطلاع کی ملکہ عالم کو غصہ آیا کہا وہ نابکار کیون میرے باغ مین آیا اُسکو سزا دینا چاہیے چنانچہ یہ
گرفتار کر کے یہان بھیج دیا خواجہ بشیر نے کہا اس مردود پر زد و کوب کر کے اسکے منھ کو سیاہ کرو
گردن مین پرانی جوتیون کا ہار ڈال دو پشت خر پر اس طرح سوار کر کے یہان سے نکال دو کہ جانب
منھ پشت ہو اور دم کے جانب اسکا رخ سیاہ ہو چنانچہ توریج بدرنگ کا منھ سیاہ کیا گیا اور پشت خر
پر سوار کر کے وہان سے نکال دیا گیا اسنے راہ مین ایک چشمہ سے منھ دھویا گدھے کو راہ مین چھوڑا
بہزار خرابی و دشواری اپنے مقام قیام پر پہونچا لوگون نے اسقدر رنج و غم کا سبب پوچھا توریج نے
شرم سے کچھ نہ کہا مگر دل مین خواجہ بشیر ملک التجار کا بغض بھرا ہوا تھا ہر روز ارادہ کرتا تھا
کہ فوج و لشکر لیجا کے خواجہ بشیر سے اُسکی بدعت کا عوض لون آخر ایک روز اسی ارادہ
کو مصمم کر کے روانہ ہوا راہ مین ہوا سے ایک تپ پیدا ہوا اور توریج کو اُٹھا لے گیا چند لمحے بعد آنکھ
جو کھلی اپنے کو ایک بادشاہ عالیجاہ کی مجلس مین دیکھا سوچا ایسا نہو یہان بھی پاپوشون کا سامان
ہو جاوے نظر نیچی کر لی اور کمال ادب سے اُس بادشاہ کو سلام کیا اور کہا ای بادشاہ مین از خود یہانتک

نہیں پہونچا ہوں تحقیق کرنے سے دریافت ہوسکتا ہی زبردستی کی بات کا ذکر نہیں ہی بادشاہ نے
از سرتاپا نوریج کو دیکھا اور کہا ہمکو معلوم ہی کہ تو از خود یہاں نہیں آیا ہی اگر از خود آتا تو کیا مضائقہ تھا
تو خائف کیوں ہی نوریج خواجہ بشیر کے یہاں جو بیان کر چکا تھا اسی سبب سے خائف تھا
سوچا کہ اگر حقیقت حال کا ذکر کرونگا خواہ مخواہ ذلت ہوگی اس سے بہتر یہ ہی کہ سکوت کیا جاوے
اس بادشاہ نے کہا ای نوریج شاید تجکو نہیں معلوم ہی آگاہ ہو کہ یہ طلسم خارستان باختر ہی
اور مین اس طلسم کا بادشاہ ہوں میرا نام صنعان جادو ہی مین نے نجوم مین دیکھا ہی کہ تو ہفت اقلیم
کا حاکم و فرمان روا ہوگا تیرا مقابلہ کوئی نہ کرسکیگا جو برسر مقابلہ ہوگا پسپا ہوگا ای نوریج مین
ایک دختر ناکتخدا رکھتا ہوں عرصہ سے اسکی شادی کی فکر لاحق رہتی ہی اس حال کے دریافت ہونے
کے بعد اس بات نے دل مین خطور کیا کہ اپنے فرزند کے خیر خواہ سب ہی ہوتے ہین مین بھی
اپنی دختر کے واسطے بہتر پیوند تجویز کروں اسوقت تک میری نظر مین تجھسے بہتر کوئی نہیں ہی اگر
میری دختر کو تو قبول کرے گا مین بھی تیری مدد و حمایت کے واسطے ہر وقت موجود رہونگا اس
صورت مین تیری حکومت و ثروت کو وہ رونق حاصل ہوگی جو کسی بادشاہ عالیجاہ کو حاصل
نہوئی ہوگی مثل مشہور ہی ~~ دو دل یک شود بشکند کوہ را ~~ اس بارہ مین اس سے زیادہ
کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہی میری درخواست کو قبول کرلے تو پھر دیکھ ~~ آنچہ در دیگ ست بچمچہ می آید
نوریج بزرگ نے کہا ای بادشاہ اگر تیری یہی خوشی ہی تو مجکو بھی انکار نہیں ہی بخوشی خاطر قبول کرتا
ہوں صنعان جادو نے اسی وقت کارگزاروں و سرداروں کو طلب کیا اور اس حال سے
مطلع کر کے کہا جلد سامان عروسی تیار کرو مجکو منظور ہی کہ جلد عروسی دختر سے فراغ حاصل کروں یہ
جوان جسکا نام نوریج ہی اور جسکو اپنی دختر سے منسوب کرنے کے واسطے مین نے تجویز کیا ہی یہ
بھی ایک کامی جوان ہی اگر تاخیر ہوگی اسکا ہرج ہوگا اور ہرج ہونا مناسب نہیں ہی اسواسطے کہ از روے
نجوم اسکے طالع قوی معلوم ہوتے ہین جسقدر یہ حرکت کریگا اسی قدر برکت ہوگی کارگزاروں
نے دست بستہ کہا بہت مناسب اسی وقت حساب کا کاغذ تیار ہوا خرید شروع ہوگئی جو چیز
تیار مل گئی اسکو بلا لحاظ زیادتی قیمت خرید کرلیا جو شی نہ ملی اسکو بصرف زر کثیر جلد تیار کرایا تمام محلے کو جوڑے
تقسیم ہوئے کئی تخت ہوئی مجلس عیش منعقد ہوئی اعزا اقربا دوست ملازم سب جمع ہوئے تمام شب ناچ
گانا ہوا صبح کو نوریج بزرگ سے دختر صنعان شاہ منسوب کی گئی نوریج اس شادی سے بہت خوش
ہوا دختر صنعان شاہ سے کام دل حاصل کیا واضح رہے کہ لعل بن نوریج اسی نازنین کے شکم سے پیدا
ہوگا اب نوریج بزرگ کا یہ دستور ہی کہ تمام شب دختر صنعان شاہ سے ہنگامہ اختلاط گرم رکھتا ہی اور دن کو
زنان رقاصہ مطربہ کو بلاتا ہی اور انکے رقص و نوا سے دل خوش کرتا ہی ایک زن مطربہ نے نہایت لطافت سے
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

رتبہ پہونچا ہی خموشی سے یہ کچھ دلگیر کا
سر کا کٹنا جانتے ہین ہم چھوٹنا تکبیر کا
جسکے ... اسکو کیا ... کی طرح ...

عالم منطق مصور ہی تری تصویر کا
جو کوئی دیکھے اسے شک ہوگیا تصویر کا
مثل شانہ دسترس اس زلف پر ہوگا اگر
عشق پیچاں پر پیچ ہوتا ہی شاک زنجیر کا

منہ کتابی قطبی ہی خط حاشیہ ہی میر کا
زندہ جاوید ہین قربانیاں تیغ عشق
دعوت افعی کروں بھر کر پیالہ شیر کا
ہجر کے صدمہ سے ... عشق کی ...

زخموں کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا
خط لکھونگا پارسیم اندام کو مین ای قلم
اپنا تعویذ سمجھ بھی نقش ہی تسخیر کا
عشق کرنیکے کو دکان وحشت سے مجھکو آئی
قند کے کوزے سے جاری ہو دریا شیر کا
دیسکا بوسہ نہ اک وہ برق وش حیرت ہے
زاہد بھی نقش ہی پیشانی کی تحریر کا
نرمی ظاہر سمجھیے سخت گیری کی دلیل
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا
انتشار تیغ مژہ پہ تیغ ابرو کی سے چلے
ورد کے چہرہ کا زیور زخم ہی شمشیر کا
چاک ہوتا ہی کہان ہے گریبان کی طرح

سرخ با وصف سیہ کاری ہی رنگ زہرا
روشنائی مین ہو دوڑ وہ روغن اکسیر کا
نوش ہے صرفہ کرے خون گنہگاران بخشش
حلق بسمل ہی ہر ایک حلقہ مری زنجیر کا
روسیہ دشمن کا یون پاؤں سے کھینچے گا
مالدار بیکرم بھی ابر ہی تصویر کا
چار ابرو مین متحیر ہین سارے خوشنویس
پنبہ بھی ہمسر شرر ہی آتش گیر کا
کیسی کیسی صورتین لوح اپنے دل مین داغ ہین
ای شکار انداز ہو چورنگ اس نخچیر کا
معرکے مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیے
یہ بھی دیوانہ ہی آتش چاندنی تصویر کا

سامنا ہوتا ہی کسکے عفو سے تقصیر کا
ہر شب آویزہ آتا ہی وہ طفل شمع رو
پھول سے رنگین رہے بچھا اتری تصویر کا
خود بیان رخ کی صباحت کا کرا ہی شیرین
جیسے سلطنت کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا
حال مستقبل نجومی اُس سے کرتے ہین بیان
کس قلم کا قطعہ ہی یہ کاتب تقدیر کا
رشتہ مو سے نہ زنجیر کا سنے دریا
اس مرقع مین کبھی ہر گیا کیا ورق تصویر
روکش منہ پر داد قاتل کا سپر کی طرح
کھینچے دامن ہر میدان گریبان گیر کا

اس غزل کو سنکے نوریچ بے اختیار ازخود رفتہ ہوا کہ دن گذر کے تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے اور سب اپنے اپنے مقام کو چلے گئے مگر یہ اُسی جگہ بیٹھا رہا تھا کہ رضوانہ دختر صنعان شاہ خود آئی دیکھا نوریچ مبہوت بیٹھا ہی حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک زن مطربہ کے رقص و نوا سے ازخود رفتہ ہو گیا رضوانہ سنکے زور سے کان پکڑا اور کہا اُٹھ یہان سے تو دیوانہ کیون ہو گیا ہی اُسوقت نوریچ بدرگ کے حواس درست ہوئے غرضکہ اسی طرح چند روز عیش و عشرت مین گذارے بعدہ ایک روز صنعان شاہ جادوگر کی خدمت مین حاضر ہوا ملک صنعان شاہ متعجب ہوا کہا ای فرزند اسوقت خلاف قاعدہ کیون آیا ہی اُسنے کہا ای بادشاہ عالیجاہ مجکو یہان بہت عرصہ قیام کو ہوا ہی میرے لشکر کی مجکو مطلق خبر نہین معلوم ہی لہذا مین چاہتا ہون کہ مجکو میرے لشکر مین پہونچا دو ملک صنعان جادوگر نے کہا ابھی کچھ ایسا بہت عرصہ یہان قیام کو نہین گذرا چند روز یہان قیام کر بعدہ تجکو اختیار ہی نوریچ نے کہا ای بادشاہ اب یہان توقف نہین کرونگا پھر چند روز یہان آکے قیام کرونگا جب ملک صنعان شاہ نے بہت اصرار کیا اور نوریچ نے نہ مانا ملک صنعان شاہ مجبور ہوا ایک تاج سحر نوریچ کے واسطے تیار کیا جسمین یہ خاصیت مقرر کی جسکے سر پہ وہ تاج ہو جو شخص اُس صاحب تاج کو دیکھے فوراً سجدہ کرے اس طرح کا تاج تیار کرکے نوریچ کو دیا اور کہا ای فرزند ہرچند کہ تیری مفارقت مجھپر نہایت شاق ہی لیکن تیرے اصرار سے مجبور رہون مین نے یہ تاج خاص تیرے واسطے تیار کیا ہی اسکو اپنے ساتھ لیتا جا یہ تاج سکندر رچوپان کے سر پر رکھدینا اور اُس سے کہدینا کہ سب سے کہے کہ مین زہرہ شاہ ہون دوبارہ مین نے آسمان سے نزول کیا ہی جو شخص سکندر رچوپان کو دیکھیگا فوراً سجدہ کریگا نوریچ اس خاصیت کے تاج کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور صنعان شاہ کو سلام کیا اور تاج کو لیکے اپنے پاس رکھ لیا بعدہ صنعان شاہ نے ایک جادوگر کو اپنے روبرو طلب کیا کہا جا نوریچ کو اسکے لشکر مین پہونچا دے اُسنے چشم زدن مین نوریچ کو لشکر

مین پہونچا دیا تورج نے اُس جادو کے کار نمایان کی بہت تعریف کی اور خلعت گران بہا انعام مین
دیا وہ جادو وہان سے رخصت ہو کے چلا آیا اہل لشکر نے تورج کو عرصہ کے بعد دیکھا کہا ای تورج
کہان تھے جو اسقدر عرصہ کے بعد یہان آئے تورج کے دل مین خیال آیا کہ اول خواجہ لبشیر کے
اُنصر کی سرگذشت بیان کرون مگر پھر خیال آیا کہ خواہ مخواہ ان لوگون کی نظر مین ذلیل ہونگا وہان کے
حال کو نہ بیان کیا البتہ طلسم تخارستان باختر کی کیفیت تمام و کمال بیان کی اور کہا صنعان جادو
بادشاہ طلسم تخارستان باختر نے یہ تاج مجکو تحفۃً دیا اور وہ تاج سکندر رچو پان کے سر پر رکھدیا بس
پھر تو واقعی یہ کیفیت تھی کہ جو سکندر رچو پان کو دیکھتا تھا فوراً اُسکے روبرو سجدہ کو جھک جاتا تھا
یکایک یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی کہ تورج بمدرگ طلسم تخارستان باختر مین پہونچا تھا رضنوا
دختر صنعان شاہ بادشاہ طلسم سے شادی کی اب لشکر مین آیا ایک تاج لایا ہی جسکی یہ خاصیت
ہی کہ جو کوئی صاحب تاج کو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی شاہ سلیمان نے قارن قمر بین کو طلب کیا
وہ شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوا اکہا کیا حکم ہی شاہ سلیمان نے کہا حکم یہ ہی کہ تورج کے
مقابلہ مین میرے طالع کو دیکھو کہ ازروے خاصیت کو اب کیا دریافت ہوتا ہی قارن قمر بین نے
زائچہ کیا قرعہ پھینکا حساب لگا نے لگے کہا شہریارا فی الحال قواعد نجوم سے دریافت ہوتا ہی کہ تمہارے
مقابلہ مین تورج کا طالع قوی ہی ہر وقت اُسکا کام روبراست لائیگا ہر کام مین مقصدور ہوگا آج سے
چالیس روز کے عرصہ مین قلعہ ذوالامان کو تہ و بالا کر کے خاک سیاہ کر دیگا شاہ سلیمان
گھبرا گیا کہا ای قارن قمر بین اسوقت تو نے عجب طرح کی خبر وحشت اثر سنائی اگر یہی حال تورج
کے طالع اور مقصدوری کا ہی تو ہم کیونکر اُسکے غلبہ سے محفوظ رہ سکتے ہین قارن قمر بین نے کہا
شہریارا بے شبہ اُسکے مقابلہ مین تمہاری حالت مخدوش معلوم ہوتی ہی تمکو چاہیے کہ پیشتر سے اپنی
حفاظت کا بندوبست کر لو تاکہ تورج سے کسی طرح گزند نہ پہونچے شاہ سلیمان نے کہا اچھا پھر تم ہی کوئی
تدبیر بتاؤ قارن نے کہا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ تم آج ہی شب کو جابلقا کے جانب کوچ
کرو اگر توقف کروگے تو پھر یہان سے کوچ کرنا دشوار ہوگا شاہ سلیمان نے اُسی وقت سے
سامان کرنا درست کر دیا اور قارن کو بار دیگر طلب کر کے پوچھا کہ ای ستارہ شناس یہ بھی بتاؤ کہ
جابلقا کی طرف براہ دریا کوچ کرون یا براہ خشکی اُسنے بعد تامل بسیار کہا میرے نزدیک براہ
دریا ہی سفر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی شاہ سلیمان نے متعدد کشتیان کرایہ کین تاریکی شب مین اُن
کشتیون پر سوار ہو کے جانب جابلقا روانہ ہو گیا اثناے راہ مین ہر مرتبہ خیال آتا تھا کہ ایسا نہو
تورج بدرگ دریا مین سد راہ ہو اُس طرف جب تورج تمام باختر کو بخوبی قبضہ مین لا چکا اور بالکلیہ
اطمینان حاصل ہو گیا کوچ کر کے ذوالامان کے قریب پہونچا وہان نہ شاہ سلیمان کو دیکھا اور
نہ اور کسی مردان قلعہ سے کسی کو دیکھا تمام قلعہ ذوالامان ہو کا مقام تھا بہت برہم ہوا حکم دیا کہ
تمام قلعہ ذوالامان کو ویران کر دو چنانچہ تمام مکانات منہدم کر دیے گئے حتی کہ قصر ہاے لعل نگار و
قصر ہاے زمرد نگار و جواہر نگار تک کو منہدم کر دیا یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان کبھی کوئی عمارت تھی بعدہ
بارگاہ پیرا بہی طرف سے ایک ایسے قلعہ وسیع و مستحکم کی بنا ڈالی جسمین چار ہزار مرصع نگار قصر واقعہ

تھے ہر ایک قصر کی شان و رفعت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہی اُسکے مقابلہ مین عمارت بہرام دیکھنے جانے تو درگور لکھے چلا آئے ہزار ون کرسے لاکھون برآمدے نکالے ہین جواہرات بے بہا سے مرصع کیے مین خشت طلا و نقرہ سے در و دیوار کو گنگا جمنی بنایا ہی کار لاجورد دکھایا ہی غرضکہ تمام قصور مین جو قصر ہی ہر طرح کی خوبی کا اُسمین حصر ہی اسیطرح ہر قصر کے متعلق ایک ایک باغ آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہی جس باغ کو دیکھو یہ معلوم ہوتا ہی کہ تمام عالم کا مال اسکی درستی مین صرف کیا ہی نمونہ بہشت شداد لم یخلق مثلہا فی البلاد آنکھ بچھت یعنی منازل قمر جو فلک پر ہین ویسے برج بنائے ہین جواہر کے ترشے ہوئے ستارون کے نقشے دکھائے ہین اسی طرح ہر ایک باغ رشک جنت کے بیچ مین وہ ایک ایک قصر جسکا ذکر اول مین ہوا واقع ہی چار ہزار قافلہ سرائین تعمیر کین ہر ایک سرا مین چار چار پانچ پانچ ہزار حجرہ ترتیب دیے تھے اُس سے وسعت ہر ایک سرا کی معلوم ہوتی ہی بعد تیاری اُس قلعہ وسیع کے نام اُسکا قلعہ توریج آباد مقرر کیا علاوہ قصرہاے اندرون قلعہ بیرون قلعہ بھی چار ہزار باغہاے سرسبز و شاداب مع قصرہاے مکلل گرد اگرد قلعہ ترتیب دیے تھے توریج بدرگ اس قلعہ توریج آباد مین مقیم ہوا چونکہ فی الحال پھر گونہ اطمینان حاصل ہو چکا تھا سیر و شکار کا خیال ہوا سامان شکار مہیا کرکے ایک جانب روانہ ہوا

اب توریج بدرگ کو صید و شکار مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال لقا بدار دختر طہماسپ مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

دکھائی دیتے ہین نقشے بہار مین کیا کیا
مزے اُٹھائے ہین بوس و کنار مین کیا کیا
دل و جگر ہوئے دو ٹکڑے تیغ ابرو سے
ہوس ہی زندگی مستعار مین کیا کیا

کھلے ہین گل چمن روزگار مین کیا کیا
لیے ہین عجیب ذرات کوہ و صحرا مین
اُنھی کا ٹے ہین اس نے ذوالفقار مین کیا کیا
بلا سے اس دل گم گشتہ کا پتہ آ دا د

بیان ہو نہین سکتے شب وصال کے
جنون نے سیر دکھائی بہار مین کیا کیا
شراب و سبزہ و آب روان و پھل نکا
پھرا ہین کوچۂ گیسوے یار مین کیا کیا

سخن سنج دانا معنی فہم عروس سخن را چنین داد زیب کہ وہ لقا بدار دختر طہماسپ تھی جب اُسکو توریج کے مقابلہ سے پنجہ اُٹھا لیگیا یکایک آنکھ جو کھولی اپنے کو جنگل مین پایا اور دیکھا کہ اپنی مان کے پاس بیٹھی ہی کمال حیرت ہوئی سلام کیا اور کہا ای مادر گرامی اسوقت اپنے کو طرفہ حالت مین دیکھتی ہون نہین معلوم یہ خواب ہی یا عالم بیداری ہی بیچ بتاؤ وہ کون تھا جو مجھکو یہان لایا مجھکو یہانتک پہونچنے کی مطلق اطلاع نہین ہی اُسنے کہا ای فرزند بیتاب تجکو یہانتک پہونچنے کی اطلاع نہوگی اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی کہ یہان سے قریب جادوان جنگل مین سے ایک جادو ہی مرواق جادو نام اور اہل اسلام سے ہی شب کو مین نے تیرے حق مین خواب پریشان دیکھا بہت پریشان ہوئی دل مین طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوئے تیرے دیکھنے کو دل چاہا مرواق جادو ازبسکہ میرے پاس آیا ہوا تھا اُسنے مجکو پریشان دیکھکے حال پوچھا مین نے کہا ای مرواق جادو کیا پوچھتا ہی مجکو سخت تردد لاحق ہی بعدہ خواب شب کی حقیقت مفصل بیان کی اُسنے کہا مین موجود ہون جو حکم ہو بجا لاؤن مین نے کہا مین کمال مشکور ہونگی اگر تو میری دختر کو میرے پاس لے آئیگا چنانچہ وہ اُسی وقت روانہ ہوا تجکو میرے پاس لے آیا ای فرزند اچھا ہوا کہ توریج کے مقابلہ کے واسطے تو نے تنہا کیا تنبیہ ظہور مین آیا دختر طہماسپ سے اپنا جانا اور توریج سے تین شب و روز کی کشتی اور اپنا گرفتار ہونا اور صرف نفان

کا عاشق ہونا اور اُسکو ہلاک کرنا رہبرو نوریج کے اور زخمی کرنا نوریج کا بالتفصیل بیان کیا اُسوقت اُسکی ماں کے چہرہ کا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا کہا ای آزرچہرہ گیسو بریدہ تیرا پدر ایسا شیر بیشہ جرأت و دلاوری و نہنگ بحر جلادت و بہادری ہو اور تو ایسا کار ناشایستہ عمل مین لائے افسوس تو نے تمام باختر مین اپنے کو بدنام کیا ماں باپ کا نام ڈبویا اگر تو سمجھتی تھی کہ مجھسے ایسے کار ہاے ناشایستہ ظہور مین آسکینگے تو بیکار تو نے اُس طرف کا ارادہ کیا مجکو ان حالات سے مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ مین ہرگز تجکو نہ بلاتی اگرچہ تو ہلاک بھی ہو جاتی تف ہو تجہپر اور تیرے ایسے بیہودہ حرکات پر آزرچہرہ سر جہکا کے سکوت مین بیٹھی اپنی ماں کے عتاب آمیز کلمات کو سن رہی تھی مطلق جواب نہ دیا جب مادر آزرچہرہ نے دیکھا کہ آزرچہرہ سکوت مین سُن رہی ہو اور کچھ جواب نہین دیتی اور زیادہ آتش غضب مشتعل ہو گئی کہا او بدبخت کیا سکوت مین سن رہی ہو جواب نہین دیتی آخر تو کیون اُس طرف گئی تھی ہو شرط کہ تجکو گلا گھونٹ کے مار ڈالون یہ کہکے ارادہ کیا کہ اپنی جگہہ سے اُٹھے مگر پھر توقف کیا اور اُسی طرح ملامت کرتی رہی تھوڑی دیر کے بعد کسی ضرورت سے وہان سے اُٹھ کے گئی آزرچہرہ نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا فوراً بجیشی تمام وہان سے اُٹھی اور مرکب پر سوار ہو کے نوریج کی طرف روانہ ہو گئی

اب آزرچہرہ دختر طہماسب کو راہ مین چھوڑا جاتا ہو اور حال فرماندہ مملکت جہانبانی تاجدار اقلیم صاحبقرانی نشستندۂ سریر سلیمانی یعنے جناب حمزۂ ثانی معرض تحریر مین آتا ہو

شعر

ہر ایک سے سخن مین گرم سرد پایا
ہمنے یہان کسی کو کب اہل درد پایا
حسن بہری کو جیسا جلوہ فروز دیکھا
اُس گل کے رخ کو ہمنے رنگت مین زرد پایا
تھا بیرہ قرقہ مین گو وحشیکا جو لشکر
مجنون خستہ تن کو محمل بہ گرد پایا

باتون کو تیری واعظ ہمنے تو سرد پایا
بیمار جو کہ تیرے سونے سے رنگ کا تھا
عشق بلاقرین بھی دنبالہ گرد پایا
جنگل مین پا پھرے تیھر ایک عمر گذری ہو دلا
جس روح پر نظر کی بے شبہ فرد پایا
کوئی نظر نہ آیا جانباز عشق ہندی

جب غور کی تو دیکھا دنیا مین دو حرص
کل سے بھی کچھ زیادہ آج اُسکو زرد پایا
زلفون کو سمجھے سنبل ہم تھو تکو غنچہ پایا
سمجھا نہ کوئی مین نے صحرا نورد پایا
لیلی خوش ادا کا ناقہ جدہر سے گذرا
اس معرکے مین ہمنے ایک تجکو مرد پایا

رہ نوردان صراط مستقیم جادہ پیمایان منزل رضا و تسلیم دیدہ وران حق بین طریقت شناسان گزین جنکی نظرون مین عطاے عقل فعال سے گنتہ خطا مشرقستان خورشید ازل جلوہ پذیر ہو اور صفاے باطن سے مثل مرآت تجلی تنویر بغیر احتیاج زنگ زدا ہر ایک روشن ضمیر برہان ساطع اور حجت لامع سے اس تصدیق نظری کو لباس تصور بدیہی یون پہناتے ہین کہ جب پدر آسمان کمال مہر سپہر جاہ و جلال مروج دین متین سبحانی یعنے جناب حمزۂ ثانی بافوج دریا موج قرعونیہ سے کوچ کر کے جانب باختر روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک جزیرہ ملا نہایت سرسبز و شاداب ہر طرف درختان گل و ثمری کثرت جابجا چشمہ جاری ہر جانب لطف باد بہاری ہرچند کہ کوئی باغبان نہ تھا مگر جہان دیکھو نہایت شایستہ گل کاری ایک ایک پتی مین صنعت صانع ساری حمزۂ ثانی کو وہان کی ہوا اور سیر بہت خوشگوار معلوم ہوئی حکم دیا آج یہین مقام ہو فوراً جا بجا خیمہ استادہ ہو گئے جانوران باربردار کی پشت سے اسباب اُتارا گیا حمزۂ ثانی نے مرکب سے اُتر کے چند لمحہ اپنے خیمہ مین استراحت کی پھر باہر خیمہ کے آکے ہر چہار جانب دیکھا اُس جزیرہ مین گشت کو دل چاہا مرکب پر سوار ہوئے ایک

جانب سیر کے واسطے جانے کا ارادہ کیا تھا سامنے سے کچھ لوگ آتے معلوم ہوئے وہین توقف
کیا جب وہ لوگ قریب آئے دیکھا سب سیاہ پوش ہین اور آتے ہی اُن سب سیاہ پوشون نے
فریاد واویلا کرنا شروع کی حمزۂ صاحبقران کو کمال حیرت ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ پوچھو یہ لوگ کون
ہین اور کیون فریاد وزاری کرتے ہین کیا انکو رہزنون نے کچھ تکلیف پہونچائی ہی یا مال واسباب چھین
لیا ہی یا انکے اعزا کو گرفتار کر لیا ہی جو یہ اسقدر بیتابانہ فریاد وزاری کر رہے ہین وہ ملازم اُن
سیاہ پوشون کے پاس گئے حال پوچھا معلوم ہوا کہ شاہ سلیمان فارسی آیا ہی حمزۂ ثانی سے
دادخواہ ہی جونہین حمزۂ ثانی نے شاہ سلیمان کا نام سنا ہمہ تن حیرت ہو گیا اور کہا جلد سلیمان
کو ہمارے پاس لاؤ یہ عجیب واقعہ اسوقت ہماری سماعت مین گذرا کیا واقعی شاہ سلیمان
ہی یا شاہ سلیمان کی صورت کا کوئی اور شخص دادخواہ ہی لوگون نے کہا شہریار ہمنے بچشم خود
دیکھا خاص شاہ سلیمان ہی جو یہان آکے دادخواہ ہوا ہی تا اینکہ شاہ سلیمان کو حمزۂ ثانی
کے روبرو لائے جونہین حمزۂ ثانی نے شاہ سلیمان کی صورت دیکھی چند قدم تعظیم کے واسطے
بڑھا دست در دست گرفتہ خیمہ مین لاکے قریب اپنے بٹھایا اور کہا شہریارا ہم تمکو اپنے بزرگون
کی جگہ سمجھتے ہین یہ کیا تمپر مصیبت نازل ہوئی جو اس طرح پریشان و بدحواس یہان آئے اور مجھسے
دادچاہی بخدا مجکو اسوقت تمھاری حالت دیکھنے کے تاسف کے ساتھ کمال حیرت ہی شاہ سلیمان
نے کہا شہریارا مین بدحواس ہو رہا ہون ایک لمحہ توقف کرو تو بیان کرون یہ کہکے پانی طلب کیا فوراً
آبدار نے ایک جام آب سرد لا دیا شاہ سلیمان نے وہ پانی پیا اور سوے آسمان نگاہ کی اور کہا
شکر ہی اُس خداے جل وعلا کا جسنے اسوقت صحیح وسلامت یہانتک پہونچایا اور حمزۂ والاقدر
کی ملاقات میسر ہو گئی ورنہ ہرگز یقین نہ تھا کہ بار دیگر ملاقات کی نوبت آنے کی حمزۂ ثانی نے
کہا شہریارا اگر گرسنہ ہو تو طعام بھی موجود ہی نوش فرماؤ شاہ سلیمان نے کہا نہین فکر و تردد
سے شکم پر ہی کھانے پر کسکو رغبت ہوا ہی شہریارا اصل حقیقت یہ ہی کہ اُس فرید کے
ناپاک سگ توریج بدرگ کے ہاتھون سے طاقت تنگ ہی اُس نابکار نے تمام باختر اور
بالا باختر مین اپنے کو صاحبقران عصر مشہور کیا ہی اور تمام کوہستان باختر اور بالا باختر کو مسخر
کیا ہی کہ تمام رعایا وہان کی اُسکی سعی وکوشش سے بت پرست ہو گئی طرفہ تر یہ کہ سکندر رحجویان ایک
گبر ملعون جسکی صورت زمرد شاہ سے بالکل مشابہ ہی وہ اپنے کو زمرد شاہ کہتا ہی اُسکی مشابہت
صورت سے سب کو یقین آگیا ہی کہ یہ واقعی زمرد شاہ ہی حالانکہ یہ اُسکا محض فریب ہی کسی کے
چون وچرا نکرنے کی یہ وجہ ہی کہ توریج پلید اُسکا حامی ہی چونکہ توریج نے اعمال طلسم پڑھے
ہوئے ہین سکندر رحجویان جس سے کہتا ہی کہ مین زمرد شاہ ہون اُسکو قبول کرنا لازم
آتا ہی اور اُسکے ساتھ اور بھی فریب مین مبتلا ہوتے ہین اے شہریار طلسم خاستان باختر
جادو دُون مین سے ایک جادو ہی سنقان جادو نام اُسنے توریج کے واسطے ایک عجیب
نہایت کا ایک تاج تیار کیا ہی یعنی جو شخص اُس تاج کو سر پر رکھتا ہی صاحب تاج کو جو کوئی
دیکھتا ہی بلاتکلف سجدہ کرتا ہی اسکے سر سے اور بھی قیامت بپا کر رکھی ہی اور بعد انگشتری

شاہزادہ بدیع الملک کے پاس تھی اور جب انگشتری کے تابع چار نفر دیو ہین وہی انگوٹھی
سکندر رچھپان کے ہاتھ مین موجود ہی اسی کی وجہ سے ایک ہزار ایک طیور ہر وقت اُس
نابکار کے سر پر سایہ کیے رہتے ہین اور اُس مردود کو توریج مردک نے اپنے لشکر کا حاکم و
فرمان روا مقرر کیا ہی اُس انگشتری کے تابعین دیو ان کو طلب کرتا ہی اور اُنکے ذریعہ سے بادشاہ
ممالک کو طلب کرتا ہی اور اُن بادشاہون کو سکندر رچھپان کی صورت دکھاتا ہی چونکہ وہ تاج سحر
اُسکے سر پر ہوتا ہی مجبوراً بادشاہ سکندر رچھپان کو سجدہ کرتے ہین اس مکر و حیلہ سے اُن مردودون
نے تمام ممالک کو بسہولت مسخر کر لیا ہی علاوہ اسکے قلعہ ذو الامان مین کیسے کیسے قصر ہاے
جواہر نگار آراستہ و پیراستہ تھے اُن سب کو اُس ملعون نے منہدم کیا کہ اُن جواہر نگار قصرون
کا نشان تک باقی نہین رہا ہان اپنی طرف سے سامنے ذو الامان کے ایک شہر آراستہ کیا ہی
اور نمرود شداد کی طرح کا فیلطول بھی آراستہ کیا ہی تمام باختر مین جہان دیکھو سکہ صاحبقرانی
اُسکے نام کا ہی اے شہریار مجکو تحقیق دریافت ہوا ہی کہ فی الحال توریج بدرنگ کا طالع یاور ہی مجھ
کیون نہ ہو جبکہ مظفر و منصور ہو ہمیشہ دشمن اُسکے دین کا ضد احوال رہا ہی حمزہ ثانی متبسم
ہوئے اور کہا ہان سچ ہی

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال + کہ آگ لینے کو جاین پیمبری ہو جا

پھر خداوند عالم عادل و منصف ہی اگرچہ ہماری عقل اُسکی حکمت تک نہین پہونچ سکتی تاہم یہ مسلم الثبوت
ہی کہ خداوند عالم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا اس امر مین بھی کوئی حکمت ہو گی جو آج
توریج مردود کو اس طرح کی قدرت حاصل ہی شاہ سلیمان نے کہا لاریب فیہ لیکن اب اپنا
تو خاتمہ ہوا چاہتا ہی اور ہوا کیا چاہتا ہی خاتمہ ہو گیا حمزہ ثانی نے پوچھا ہمارے ناموس کو کہان
چھوڑ آئے شاہ سلیمان نے کہا شہریار اُن خواتین سراپردہ عصمت کو جابلقا مین چھوڑ
کے یہان آیا ہون اگرچہ اُن خواتین کو چھوڑ کے آنا مصلحت نہ تھا مگر چارہ کیا تھا جس امر مین
چارہ نہین ہوتا ہی طوعاً اُسکو اختیار کرنا لازم آتا ہی حمزہ ثانی اس واقعہ کو زبانی شاہ سلیمان
کے سن کے تا دیر سکوت مین متامل بیٹھے رہے بعدہ شاہ سلیمان کی طرف دیکھ کے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہی توریج بھی خدا کا بندہ ہی اگرچہ منحرف ہی تاہم اُسکے رحم و کرم کا دسترخوان بہت
وسیع ہی بعدہ کشتیان تیار ہوئین اُن کشتیون پر سوار ہو گئے وہان سے روانہ ہوئے سفر دریا
طے کرتے ہوئے چند روز کے بعد نورتا شہ کے قریب کشتیون پر سے اُترے خشکی مین
خیمہ برپا ہوئے قیام کیا اُسی وقت ایک نامہ اس مضمون کا لکھا الحمد للہ الذی یسبح لہ ما فی السموات
والارض والصلوٰۃ علی رسولہ محمد خیر البشر والسلام علی غالب کل غالب و مطلوب کل طالب نقطۂ دائرۂ
المطالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اما بعد حمد خدا و ذکر دلگار و نعت جناب احمد مختار
و منقبت حضرت حیدر کرار غضنفر اسرار ایک بادشاہ خود مختار ملک باختر کو اطلاع
دیجاتی ہی کہ فی الحال توریج خان نامے ایک بت پرست نے سر اُٹھایا ہی اور اپنے کو
صاحبقران عصر مشہور کیا ہی مریدان بت پرستی کو روز افزون ترقی دیتا چلا جاتا ہی ہزارہا برس کے
[illegible] رہا ہے اگر چند روز اور اسی طرح اُسکے حال سے غفلت کیجائیگی تو غالب تاہم

دنیا کو مسخر کرلے گا اور تمام دنیا بت پرست ہو جائیگی پھر کوئی تدبیر کارگر نہوگی سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ✣ ابھی سے اس بارہ میں کوشش کرنا لازم ہے اور سب کو چاہیے ہے کہ یک دل
ہوکے اسکی طاقت کو زائل کریں ہم اس بارہ میں بجان و دل مستعد و آمادہ ہیں کسی طرح کا محل خوف
نہیں ہے مثل مشہور ہے ٭ دو دل یک شود بشکند کوہ را ✣ اس بارہ میں ہمکو بہت کچھ لکھنا
چاہیے تھا لیکن بنظر طوالت اختصار سے کام لیا ہر ایک بادشاہ کا فرض ہے کہ اس کتاب مختصر کو
مطول سمجھے اور بجان و دل اس بارے میں کوشش کرے والسلام اس مضمون کا نامہ منشی کو
دیا اور کہا جلد اس مضمون کے چار سو خط لکھو اور علحدہ علحدہ ہر ایک بادشاہ باختر کے نام روانہ
کرو خبردار دیر نہو منشی نے حسب الحکم حمزۂ صاحبقران کے چار سو نامے تیار کیے اور ہر ایک بادشاہ
مملکت باختر کے نام روانہ کیے جب اس مضمون کے نامے اُن بادشاہوں کو پہونچے از اول
تا آخر ہر ایک نے نامے کو پڑھا اور بالاتفاق یہ جواب سب نے لکھا کہ ای حمزۂ ثانی تمہارا کسطرح
خیال ہے تمنے یہ کیا لکھا ہے ہماری سمجھ میں ایک حرف نہیں آتا جو کچھ ہم سمجھے وہ تم نہیں سمجھے ہو اور
جو کچھ تم سمجھے ہو ہم اسکو کسی طرح نہیں سمجھ سکتے آگاہ ہو کہ ہم زمرد شاہ کے بندے ہیں ہم کیا
جانیں دین اسلام کسکو کہتے ہیں اور خداپرستی کیا شے ہے جو کچھ ہے زمرد شاہ ہے ای حمزۂ ثانی
معلوم ہوتا ہے تم سودے کے آشفتے ہو جو یہ نامہ ہمکو لکھا آئندہ خبردار اب اس طرح کی تحریر ہمارے
پاس نہ بھیجنا ورنہ ہم بہت سخت جواب دینگے جو تمکو بہت ناگوار ہوگا جب ہر ایک بادشاہ نے
اس مضمون کا جواب حمزۂ ثانی کے پاس بھیجا انگشت بدندان ہوکے کہا [illegible] یہ کیا ہوا
بالا زنان چشم نیکی داشتیم ✣ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ✣ لاحول ولا قوۃ الا باللہ افسوس
تمام ملک باختر ہاتھ سے نکل گیا [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible]
بڑا مکار ہے اسنے بڑا فریب دیا کیا حیرت ہے کہ ہر ایک بادشاہ ملک باختر [illegible]
طرح کا سب نے جواب دیا اور شاپور شیردل [illegible] کہا ای شاپور شیردل و ای یاران [illegible]
تم سبق لو اور سمجھو کہ دنیا میں [illegible] بیکار ہوتے ہیں تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک بادشاہ نے یہی
جواب دیا کہ ہم زمرد شاہ کے بندے ہیں ہمکو دین اسلام سے کیا نسبت فی الحال بہتری یہ ہے
کہ تم سب جاؤ اور دختر توریج کو میرے پاس لے آؤ تاکہ معلوم ہو جائے کہ [illegible] کس فکر میں ہے
شاپور شیردل وغیرہ نے عرض کی بہت خوب [illegible] شاپور شیردل مع عیاران و یاران [illegible]
توریج آرا [illegible] اسی وقت [illegible]

اب کچھ توریج [illegible] کا حال [illegible]

سخن دانیکہ سفتی ساز کردہ ✣ سخن را [illegible] توریج [illegible] اطمینان حاصل
ہوگیا بقصد شکار ایک جانب روانہ ہوا [illegible] ایک جانب سے گرد
پیدا ہوئی اس مودی کو تعجب ہوا دل میں کہا [illegible] معلوم [illegible] اس طرف چلا آتا ہے [illegible]
دامن گرد چاک ہوا ایک نقابدار نمایان ہوا [illegible] توریج [illegible] زیادہ حیرت [illegible] نہیں معلوم
یہ نقابدار کون ہے [illegible] آدمی کیسا ہے [illegible]

وانڈین سے موقع پاکے توریج بدرنگ کے جانب روانہ ہوئی تھی توریج کے قریب پہونچ کے
ڈہال مارا کہ پاش پاش ہو او سودی مکار بے ایمان وہ ہشیار بپیشتر میرے ہاتھ سے رہا ہو گیا یہ بھی ایک
اتفاقی امر تھا دیکھوں اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے تو سہی کہ تجکو بایں ذلت و فضیحت ہلاک
کردوں کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کریں یہ کہکے قریب آکے اس زور و طاقت سے
شمشیر آبدار کا وار توریج بدرنگ پر کیا کہ اگر پہاڑ پر ایسا وار ہوتا تو وہ دو لخت ہوکے زمین پر گرتا مگر اس
نابکار نے اسطرح اس وار کو سپر پر روکا کہ مطلق صدمہ اسکو نہ پہونچا بلکہ تلوار نقابدار کی دو حصہ
ہو گئی ایک حصہ زمین پر گرا اور دوسرا حصہ مع قبضہ نقابدار کے ہاتھ میں رہا نقابدار نے اس
حصہ کو بھی بیکار سمجھکے زمین پر پہینک دیا توریج سمجھا کہ اب نقابدار کے پاس تلوار نہیں ہے
یہ کیا کر سکتا ہے اسکو گرفتار کر لینا چاہیے اس ارادہ سے آگے بڑھا نقابدار نے قریب جاکے
اس زور سے طمانچہ اسکے منہ پر مارا کہ منہ دوسری جانب پھر گیا اور پشت مرکب سے زمین پر
آکے توریج کی ٹانگ لی اور ایسی چالاکی سے کھینچا کہ ہر چند توریج نے چاہا کہ پشت مرکب سے
زمین پر نہ آؤں بلکہ کسی حربہ سے نقابدار کا کام تمام کردوں لیکن ممکن نہوا منہ کے بل زمین پر آیا
اسوقت توریج بدرنگ کے حواس منتشر ہو گئے پھر بھی حواسوں کو درست کیا اور سنبھلا
نقابدار نے پس پشت سے اسکے سر پر ایک دہول جمائی وہ مثل بلاے بے درمان لپٹ گیا
نقابدار بھی زور دست و بازو میں مصروف ہوا خوب خوب بست و کشاد ہوئی حتے کہ
تین شب و روز کا عرصہ گذر گیا نہ این را ظفر شد و نہ او را ظفر ہر چند نقابدار نے کد و کوشش کی اور
موقع کو تلاش کیا کہ توریج بدرنگ کو زک دے مگر وہ ملعون بھی ایک حرامزادہ ہے فن سپاہگری سے
خوب ماہر ہے نقابدار کے بست و کشاد میں خوب ہوشیاری کی کام میں لاتے ہوئے ہے نقابدار
کو سخت مشکل لاحق ہے اسواسطے کہ وہان سے خاص توریج بدرنگ کے پسپا کرنے کو آئی تھی یہان
رنگ دگرگون نظر آتا ہے ستارہ شناس پیشتر ہی توریج کے بارے میں حکم لگا چکا ہے کہ ابھی توریج
کا طالع قوی ہے اور روز افزون ہے جو مقابلہ کریگا پسپا ہوگا تین شب و روز کی کشتی میں نقابدار کے
زور و طاقت میں توریج کو کمی محسوس ہوئی کہا اے نقابدار اب تجکو گرفتہ و بستہ کر لینا کچھ مشکل
نہیں ہے لیکن خیریت اسی میں ہے کہ اپنے نام و نشان سے آگاہ کردے کہ تو کون ہے نقابدار نے کچھ جواب
نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ چوتھے روز توریج بدرنگ نے نقابدار کو ہاتھ پر بلند کر لیا اور کہا کیوں اے نقابدار
اب خبر لے کہ تجکو اس زور و طاقت سے زمین پر ماروں کہ تو نقش زمین ہو جائے مگر خیر رعایت کرتا ہوں
اگر تو اپنا پتہ بتادیگا ... ہوگا تو اور وقت بھی ممکن ہے یہ کہکے زمین پر آہستہ مارا اور دست و پا بستہ
کرکے پوچھا اے نقابدار بتا تو کون ہے اگر اب بھی تو اپنے حال کو پوشیدہ رکھیگا میں زبردستی تیری
نقاب کو تیرے چہرے سے دور کردونگا نقابدار نے خیال کیا کہ اب مجبوری کا عالم ہے بجز اظہار حقیقت
حال چارہ نہیں ہے کہا اے توریج خان واقعی میں نے اپنے حال کو آجتک تجھسے پوشیدہ کیا لیکن آج ہم
اپنے حال کو تیرے روبرو ظاہر کرتے ہیں آگاہ ہو میں وہی نقابدار دختر طہماس ہوں جسنے توریج خان
کو تیرے روبرو ہلاک کیا اور ہمراہ انکے تیرا نقابدار کیا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بالا سے ہوا سے نتیجہ پیدا اور تجکو

اُٹھا لیگیا ورنہ اُسی وقت تیرا کام بھی میرے ہاتھ سے تمام ہو جاتا اب توریج بدرگ کو کمال درجہ حیرت
نے گھیرا فوراً ایک گوشہ نقاب اُسکے چہرہ سے برطرف کی جو نہین توریج کی نظر آزر چہرہ کے رخ زیبا
وطلعت رعنا پر پڑی تیر عشق دل وجگر کو برما گیا اہرمن فیل پا کو بلایا اور کہا ای اہرمن
اس نقابدار کو لیجا خوب حفاظت مین رکھنا کہین جانے نہ دینا ایسا نہو قبضہ سے نکل جائے محنت ضائع
ہو جائے اہرمن فیل پا نے کہا ای توریج خان حفاظت کی کیا ضرورت ہی ابھی اس نقابدار
کو بارگاہ مین لیچلو جو کچھ اس سے کہنا ہو وہ کہو اگر منظور کرے فہو المراد اسی کا نفع ہی اگر انکار کرے
پس مخالف کا زندہ رکھنا حماقت ہی فوراً اسے تہ تیغ کر دو یہ کہا اور اُسی وقت دونون کو لیکے توریج
اور نقابدار کو بارگاہ مین پہونچا دیا توریج خان نے ایک مقام خلوت آراستہ کیا اور حکم دیا کہ
نقابدار کو اُسی طرح گرفتہ وبستہ ہمارے روبرو لاؤ چنانچہ ملازم اُسی طرح آزر چہرہ کو طوق وزنجیر مین
بستہ روبرو توریج کے لائے توریج بدرگ نے کہا ای نازنین سراپا ناز وانداز تو نے بیکار اپنے
دست وپا کو اسقدر تکلیف دی اگر تو پیشتر ہی اس راز کو مجھپر حالی کر دیتی تو کیون اس زحمت مین مبتلا
ہوتی تاہم کچھ مضائقہ نہین ہی آگاہ ہو اگر تو طہماس کی دختر ہی تو مین توریج خان صاحبقران عصر
ہون اگر تو بخوشی خاطر مجھکو قبول ومنظور کرلے تو کیا مضائقہ ہی بقیہ عمر تیری عزت وراحت مین بسر ہوگی
ورنہ ظاہر ہی جس ذلت وفضیحت مین مبتلا ہی بمدت العمر اسی طرح گرفتار بلا رہیگی آیندہ تجھکو اختیار ہی آزر چہرہ
نے کہا ای توریج خان مجھکو تیرے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین ہی واقعی تو فی الحال صاحب اختیار
ہی مگر میرا قبول کرنا دو شرطون پر موقوف ہی توریج خان نے کہا وہ شرطین کیا ہین بیان کر اُسنے
کہا پہلی شرط یہ ہی کہ تو دین اسلام اختیار کر دوسری شرط یہ ہی کہ میرے بارے مین پدر معظم کو راضی کر
توریج خان نے کہا ای آرام جان تعجب ہی کہ باوجود اس عالم مجبوری کے تو اپنے پدر کی مرضی
کی خواستگار ہی آگاہ ہو کہ اگر اسوقت تو مجھکو قبول کریگی فوراً تیری رہائی کا حکم دونگا ورنہ تو زندہ نہین
رہ سکتی مجھکو یہ دوسر نہین ہی کہ دین بت پرستی کو تیرے واسطے ترک کرکے دین اسلام اختیار
کرون مزید بران تیرے باپ کو راضی کرنے کی کوشش کرون آزر چہرہ نے کہا ای توریج نادان
تو یقین سمجھ لے کہ مین اپنی ہلاکت سے خائف نہین ہون اگر ان شرطون کو منظور نہ کریگا تجھکو اختیار
ہی توریج خان اُسوقت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ایک صندوق آہنی جلد تیار کیا جاے چنانچہ
صندوق آہنی تیار ہوکے آیا توریج نے اُس صندوق مین ملکہ آزر چہرہ کو بند کرکے مقفل کر دیا
تمام دن اُس صندوق مین ملکہ بند رہی جب رات ہوئی توریج نے اُس صندوق آہنی کو منگایا اور
ملکہ آزر چہرہ کو صندوق سے باہر نکالا ملکہ کے پانون پر سر رکھدیا کہا ای آرام جان ہر چند کہ مین نے
تیرے خائف کرنے کو تجھے اس صندوق مین بند کیا مگر میرے دل کو ہرگز گوارا نہین ہی کہ تو اسی
زحمت ومصیبت مین مبتلا رہے تیرے پدر معظم کے اجازت کی اُسوقت ضرورت تھی کہ تو میرے
اختیار سے باہر تھی ورنہ اتنا لیکہ تو میرے اختیار مین ہی پھر مجھکو طہماس سے اجازت لینے کی کیا
ضرورت ہی اس صورت مین تیری بدنامی بھی نہین ہو سکتی رہا یہ امر کہ مین دین اسلام اختیار کرون
تجھکو دین ومذہب سے کیا کام عیسی بدین خود موسی بدین خود اسوقت ایک ادنے بات مین تیری جانبری ہوتی

ہی ہمیشہ کی زحمت و مصیبت سے رہا ہوتی ہی ملکہ آذر چہرہ نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن اسطرح کی
باتین کبھی اس انسان کی سمجھ مین نہ آئینگی جو زندگی سے اسقدر دق ہو چکا ہو اور یہ جو تو کہتا ہی کہ دین و مذہب
سے کیا کام ہی آگاہ ہو کہ دنیا مین بجز دین و مذہب کے اور کیا ہی دین و مذہب کے مقابلہ مین جان
کی کوئی وقعت نہین ہی غرضکہ ہرچند نوریج بدرنگ نے ملکہ آذر چہرہ کو بہت سمجھایا منت و سماجت
بھی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا نوریج مجبور ہو گیا اور کہا تجکو اختیار ہی اور پھر اسی طرح آج ملکہ کو صندوق
مین بند کر دیا وہان سے بارگاہ مین آیا ندما اور مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کیا کہ ایسی
حالت مین کیا کیا جائے آذر چہرہ کی صورت زیبا پر فریفتہ ہون چاہتا ہون کہ اسکی ہمبستری سے
دل خوش کرون مگر وہ صورت نہین معلوم کس قسم کی ہی کہ کسی طرح راضی نہین ہوتی مذہب اسلام
مین نہین معلوم یہ کیا اثر ہی کہ صاحب اسلام اگر اسنے کبھی ہی تو اسکی جرأت اعلے درجہ
کی ہو جاتی ہی ہرچند کہ آذر چہرہ دختر طہماس عورت ذات ہی اور مین نے اسکو جس زحمت مین
مبتلا کیا ہی ظاہر ہی پھر بھی اپنے تہیہ و عہد سے باز نہین آتی حتے کہ جان ضائع ہونے پر راضی ہی
تم سب کی اس بارہ مین کیا رائے ہی ان سب نے کہا شہریار واقعی سخت دقت ہی اگر میلان
طبیعت اسکے جانب نہ ہوتا تو چندان دقت طلب امر نہ تھا اب یا تو دین و مذہب قدیم
ہاتھ سے دیا جائے یا اس نازنین کی زندگی سے قطع نظر کیا جائے نوریج بدرنگ نے کہا مشکل
یہ ہی کہ اگر دین و مذہب قدیم سے بھی قطع نظر کیا جائے پھر بھی وہ نازنین راضی نہین ہی اسواسطے
کہ وہ اپنے باپ کی رضامندی بھی چاہتی ہی اگر مین نے اپنے مذہب قدیم سے قطع نظر کی اور
طہماس پھر راضی نہوا اسوقت کیا کیا جائے گا سب نے کہا بیشک یہ واقعہ اہم ہی راوی کہتا
ہی کہ نوریج کے لشکر مین ایک منجم تھا نہایت کامل الفن مشہور بہ الماس ستارہ شناس
اور چونکہ اس منجم کو ہندوستان سے ایک نوع کی نسبت تھی اس اعتبار سے اسکو الماس ہندی
کہتے تھے جب نوریج بالکل عاجز و ناچار ہو گیا اور کوئی صورت کاربرآری کی نظر نہ آئی حکم دیا
کہ الماس ہندی کو لاؤ اسی وقت الماس ہندی حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہی نوریج نے کہا اے
الماس ہندی ستارہ شناس بیشتر میری سماعت مین گذرا ہی کہ تو اپنے فن مین اکمل ہی اسنے کہا
کچھ نہین جو کچھ ہی شہریار کا اقبال ہی ہان قواعد نجوم سے جو کچھ دریافت ہوتا ہی اسکو بیان کر دیتا
ہون نوریج خان نے کہا اچھا تم قواعد نجوم سے اس بات کو بھی دریافت کرو کہ آذر چہرہ
نام دختر طہماس میرے مطیع فرمان ہو گی یا نہین کیونکہ مین اسپر بدل و جان فریفتہ ہون اور
خواستگاری کرتا ہون مگر وہ کسی طرح قبول نہین کرتی حالانکہ اسوقت وہ نازنین میرے قبضہ و
اقتدار مین ہی الماس ہندی نے قرعہ پھینکا کچھ لکھا حساب لگایا کہا اے نوریج خان بے شبہ وہ
نازنین دختر طہماس تمکو بیحد انکار کرتی ہی اور ہرگز راضی نہین ہو گی نوریج خان نے کہا اے
الماس ہندی پھر کیا تدبیر کی جائے اگر یہی حال ہی تو چندروز مین ہلاک ہو جاؤنگا اور عجب
نہین جو شدت عشق سے ہلاک ہو جاؤن کیونکہ جب وہ صندوق سے نکالی جاتی ہی اور اس سے درخواست
کی جاتی ہی تو [illegible] انکار کرتی ہی اسوقت کا اسکا انکار کرنا بہت ناگوار معلوم ہوتا ہی غالبا ایک روز

برہم ہوکے اُسے ہلاک کرونگا جب وہ ہلاک ہوجائیگی پھر اُسکی مفارقت کی تاب نہ لاکے مین بھی
ہلاک ہوجاؤنگا الماس ہندی تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا کبھی قرعہ پھینکتا تھا کبھی کوئی نقشہ کھینچتا
تھا اور حساب لگاتا تھا بعد غور و فکر و نوشت و خواند بسیار سر اُٹھایا اور کہا شہریار استدراکت مین
ایک بات دریافت ہوئی ہے کہ وہ نازنین مقید شدہ قطعاً انکار کریگی اور ہمیشہ انکار رہیگا ہان یہ
درہ جو تورج آباد کے سامنے واقع ہے اگر تو اُس نازنین دختر ولہاس کو اُس
درہ مین لے جاوے اور وہان اُس سے ہمکلام ہو تو عجب نہین کہ وہ تجھسے بملائمت و نرمی پیش
آئے اور اُس ملائمت و نرمی مین کوئی صورت حسب مراد پیدا ہو جاوے تورج شاہ نے
الماس ہندی کی یہ تقریر سُن کے بہت خوش ہوا خلعت گرانبہا الماس ہندی کو دیا اور
اُسی وقت سے سامان سفر تیار کرنا شروع کر دیا حتٰی کہ کوچ کر کے اُس درہ کے جانب روانہ
ہوا خیبند اخیبند اُس درہ کے جانب چلا جاتا تھا آذر چہرہ کے شوق کا غلبہ وقتاً فوقتاً ترقی کر رہا
تھا اور کہتا تھا کیا کرون کہ اُس درہ مین فوراً پہونچ جاؤن اور آذر چہرہ اُس صندوق آہنی مین بند
ہمراہ تھی اثنائے راہ مین دیکھا چار شخص دوڑتے ہوئے بدحواس پسینہ مین غرق خاک صحرا مین
اَٹے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ قریب پہونچے تورج بدرگ کو اُنھون نے پہچانا اور سلام
کیا تورج نے غور سے اُن چارون شخصون کی صورت دیکھی اُسنے پہچانا کہ یہ چارون فرعون شاہ
کے عیار ہین کہا اے عیاران خداوند فرعون کی کیا خبر ہے قدرت و جلال خداوندی کیسا کیا کرشمے
ظہور مین آ رہے ہین شیاطین نے جو فرعون شاہ کا نام تورج کی زبان سے سنا
دستار کو سر سے اُتار کے زمین پر پھینک دیا گریبان تا بدامن چاک کیا دونون ہاتھون سے خاک
اُٹھا کے سر پر ڈالی اور خوب دونون ہاتھون سے سر پیٹا کہا اے تورج خان فریاد ہے شاہزادہ
بدیع الملک نے غضب کیا کہ فرعون شاہ کے قصر معلق کو برہم کر دیا ہزارہا خداوند کے پرستش
کرنے والے اُس قصر فرعونی کے نیچے دب کے ہلاک ہو گئے فرعون شاہ کو گرفتار کر لیا
اور بلکہ فرعون کو بجبر مسلمان کیا اب وہ خداپرست باختر کے جانب آ رہے ہین فرعون پرستون کے
نام و نشان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہین ابھی ہم اُن سب کو چھوڑ کر تا شیشہ مین تجھ و تیرے تیری خدمت مین
حاضر ہوئے ہین خداوند فرعون کی مشیت مین تو جو کچھ گذرا ہے وہ گذرا ہے کسکی مجال ہے جو اعتراض کرسکے
البتہ تیری ذات پر ہمکو بہت کچھ بھروسہ ہے تجھکو چاہیے کہ جلد خداپرستون سے خداوند کا بدلہ لے اور اُنکو بھی
اُسیطرح عاجز و مجبور کرے جسطرح خداوند کو عاجز و مجبور کیا ہے اُن چارون عیارون کی زبانی فرعون کے
حال کی یہ خبر سن کے اگرچہ تورج بدرگ کو کبھی سرد ہوا مگر ملکہ آذر چہرہ دختر ولہاس کا عشق
ایسا غالب تھا کہ مطلق فرعون کے حال کے جانب التفات نہ کی بعض مقربون نے بذریعہ سرگوشی کہا
اے تورج ان چارون عیارون کی زبانی خداوند فرعون کی یہ خبر بدسنی ہے درد سے قطع نظر کر کے
خداوند کی خبر لینا فرض ہے تورج نے جواب دیا کیا بکتے ہو مین جبتک اپنی محبوبہ آرام جان کو اپنے سے
راضی نہ کر لونگا ہرگز کسی کے حال کی خبر نہ لونگا خداوند فرعون ہو یا اُسکا باپ ہو اگر گرفتار ہو گیا یا قتل
کیا وہ خداوند صاحب قدرت نہین ہے وہ خود بخود اپنا تدارک کر سکتا ہے ہمارے خبر گیری کی کیا ضرورت

ہی اور بالفرض ہم کبھی پھر ابھی جلدی کیا ہی بہ وقت فرصت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا بعدہ
اُن چارون عیارون سے کہا ای عیاران خداوند گنج سے تم سب ہمارے نوکر ہو جاؤ ہمارے لشکر کی
خبرداری کرو اور خوب ہوشیار رہنا اسواسطے کہ خداوند کو مسلمان گرفتار کرچکے ہین فی الحال مسلمانون کی جرئت
بڑھی ہوئی ہی ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین ہمارے لشکر کو مسلمانون کے ہاتھ سے کسی طرح کا صدمہ پہونچے غرضکہ
شمشین بن شیاطین زنجیر آشوب انسناس یہ چارون فرعون کے عیار توریج بدرگ کے لشکر مین
آئے اور نگہبانی لشکر مین مصروف ہوئے اس طرف توریج بدرگ بعد طی مراحل سخت اُس درہ مین آیا
وہان خیمے بپا کیے ایک خیمہ نہایت پر تکلف برپا ہوا اسمین توریج مقیم ہوا فوراً حکم دیا کہ ای اہرمن
آذر چہرہ میری محبوبہ کو لا اہرمن نے وہ صندوق آہنی کھولا ملکہ آذر چہرہ کو صندوق سے باہر لایا
بعدہ توریج نے کہا ای اہرمن اگرچہ اس نازنین آرام جان مین میرا دم اٹکا ہی تاہم خداوند فرعون کے
حال کی بھی خبر لینا فرض ہی لیس تو سکندر چوپان کے پاس جا اور اُس سے انگوٹھی لیکے میرے
پاس واپس آ تاکہ اُس انگشتری کے ذریعہ سے اُسکے دیوان تابعین کو طلب کرون اور اُن دیوؤن کے
ذریعہ سے خداپرستون کو انکی سرکشی کی سزا دون اہرمن سکندر چوپان کیطرف روانہ ہوا یہان
توریج بدرگ ملکہ آذر چہرہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آرام جان مین نے چند مرتبہ تجھسے کہا کہ
مجھکو قبول کر مین تیری مفارقت مین بہت مضطر ہون مگر تو مطلق اعتنا نہین کرتی آخر تو نے مجھمین کیا
نقص دیکھا ہی جسکی وجہ سے تو مجھسے متنفر ہی بیہودہ شرطین اول مین بیان کین اسکو حیلہ وبہانہ کہتے
ہین ورنہ تو خود مختار ہی ہر طرح مجھکو قبول کرسکتی ہی آذر چہرہ نے کہا ای توریج تعجب ہی کہ تو ایسا عقلمند
ایسی بات کہے کیا تجھکو نہین یاد ہی جو کچھ مین نے تجھسے عذر کیا آج پھر وہی بحث پیش کرتا ہی آگاہ ہو کہ اگر تو ہزار
مرتبہ کہیگا تو مین وہی کہونگی جو کچھ سابق مین کہا ہی یہ سنکے توریج مین تاب تحمل نہ رہی دل مین کہا طرفہ واقعہ ہی کہ
اول مین اسنے عذر کیا منجم نے حکم لگایا تھا کہ اس درہ مین پہونچ کے یہ نازنین بلا مشت پیش آئیگی اسکا یہان بھی
وہی حال ہی جو وہان تھا پس خنجر کمر سے نکال کے ارادہ کیا کہ اپنے کو ہلاک کرون آذر چہرہ اُسوقت کچھ سمجھی
فوراً توریج کے خنجر پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا او نادان تو بالکل جاہل ہی آخر کسواسطے اپنی ہلاکت کے درپے ہی
توریج نے کہا ای نازنین جب مین تجھسے درخواست کرتا ہون تو انکار کرتی ہی اب مجھمین تاب تحمل باقی نہین
ہی ایسی حالت مین اگر اپنے کو ہلاک نہ کرون تو کیا کرون تو ہی ایسی تدبیر بتا جس سے تو مجھکو قبول کرلے تیری یہ
خواہش ہی کہ مین دین اسلام اختیار کرون بالفرض مین اپنے دین قدیم کو تیری خاطر سے ترک کرکے
دین اسلام بھی اختیار کرون لیکن اُسکا کیا علاج ہی کہ جب تیرے باپ سے اجازت چاہون اور وہ انکار کرے
ملکہ آذر چہرہ نے کہا خیر ان شرائط سابقہ سے مین نے قطع نظر کی اب چند شرطین میری اور سن لے شاید یہ
سہل ہون توریج نے کہا بیان کر سنون وہ کیا شرطین ہین آذر چہرہ نے کہا شرط اول یہ ہی کہ مجھکو اجازت دے
تاکہ مین نقاب چہرہ پر ڈال کے بلباس مردانہ تیرے دربار و محفل مین بیٹھا کرون دوم یہ کہ جب تو ہنگامہ حرب و قتال
گرم کرے مین بھی تیرے ساتھ [illegible] میرے دیدار پر قناعت کر کبھی دست گستاخ میری
جانب دراز [illegible] توریج نے دونون ہاتھون سے اپنا سر سیٹ لیا اور کہا ای نازنین آرام جان مین
[illegible] تمام شرطون [illegible] اس بات کو قبول کبھی کرونگا کہ تیرے پدر

طہماس کو اپنے سے راضی کرنے کیواسطے کوشش کرون لیکن یہ مجھکو ہرگز منظور نہین ہی کہ صرف تیرے جمال
جہان آرا کے نظارہ پر اکتفا کرون یہ مین خوب سمجھے ہوئے ہون کہ میری جان تیرے اختیار مین ہی آتش کو تو مین بھی
ایسی سخت دل نہین ہون کہ تیری جان کو مفت ضائع کرونگی تو صاف صاف بیان کر کہ مین کیا ایسی تدبیر عمل مین
لاؤن جو تیری جان بچے تورج نے کہا میری جان اسطرح ہلاک ہونے سے بچ سکتی ہی کہ تو وصال کا اقرار کرے
اُسنے کہا اگر تیری خوشی اسی مین ہی تو مین اس امر مین راضی ہون مگر یہ تو بیان کر کہ اس امر عظیم کا عوض کچھ
ہی یا نہین اُسنے کہا اسکا جو عوض تجویز کرے مجھے منظور ہی اُسنے کہا اسکا عوض سر حمزہ اور سر بدیع الملک
اگر تو ان دونون کو ہلاک کرے بس تو مجکو اپنے ملک مین سمجھ تورج نے خوش ہوکے کہا ہان اب معقول بات
کہی کاش کہ پیشتر ہی اس عوض کا اعلان کر دیا ہوتا یہ امر کچھ مشکل نہین ہی اہل اسلام مین سے جسکا سر تجھے
مطلوب ہو بلا تامل لانے کو مستعد ہون اگر تو اس عوض کا ذکر نہ بھی کرتی تو مین حمزہ ثانی اور شاہزادہ
بدیع الملک کو ضرور ہلاک کرتا یہ دونون اعلیٰ درجہ کے فسادی ہین اُنھون نے بڑی بڑی سختیان کی
ہین ہر چہار جانب سے ان دونون کے ظلم و بدعت کی آواز آ رہی ہی چنانچہ فی الحال ساعت مین گذرا
ہی کہ خداوند فرعون کو خدا پرستون نے گرفتار کر لیا ہی اور خداوند قصر معلق کو منہدم کر دیا لیکن اے نازنین
صرف اسقدر توقف کر کہ مین ایک انگشتری منگا لون ملکہ نے پوچھا کیسی انگشتری تورج نے کہا مین نے
اہرمن جادو کو خاص اس انگشتری کے لینے کو بھیجا ہی اُس انگوٹھی کی خاصیت یہ ہی کہ جسکو بلانا مطلوب
ہو فوراً آ سکتا ہی وجہ یہ ہی کہ اُس انگشتری کے چار دیو مسخر ہین جسوقت اُن دیوون کو طلب کرو آ سکتے
ہین جب وہ انگوٹھی میرے پاس آجائیگی اُن چارون دیوون کو بلاؤنگا اُن دیوون کے ذریعہ سے اگر حمزہ ثانی
طلب کیا جائیگا فوراً یہان آجائیگا اور اگر بدیع الملک کو بلانا مقصود ہوگا وہ بھی آ سکتا ہی خداوند بزرگ
نے چاہا تو کل ہی یہ دونون سرکش یہان آئے جاتے ہین پھر تجھے اختیار ہی چاہنا اُنکو ہلاک کرنا ورنہ زندہ قید
رکھنا بہر نوع کل کار وز تیرے وصل سے بہرہ یاب ہونیکا ہی ملکہ آذر چہرہ نے کہا پھر مجکو بھی کوئی عذر نہوگا
مین اسکو ایک امر عظیم سمجھتی ہون تو سہل سمجھتا ہی شاید تیرے نزدیک سہل ہی ہو تورج نے کہا تو بچشم خود دیکھ لینا
عیان را چہ بیان بعدہ ملکہ آذر چہرہ کے دست و پا سے بند کھلوا دیے ملکہ نے اپنے چہرہ زیبا سے نقاب
اُلٹ دی اور تورج کے پہلو مین آ بیٹھی تمام حاضرین متعجب تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی اسقدر مدت سے ملکہ کو ہرچند
سمجھایا نہ مانا آج کیا ہی جو ملکہ باین بے تکلفی تورج کے پہلو مین بیٹھ گئی مزید بران نقاب بھی چہرہ سے اُلٹ دی
ہنوز چند لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا اہرمن چلا آتا ہی تورج بہت خوش ہوا ملکہ آذر چہرہ سے کہا
اے ملکہ دیکھو وہ اہرمن جادو انگشتری لیے چلا آتا ہی بس اب کچھ عرصہ نہین ہی عنقریب تیری تمنا پوری
ہوا چاہتی ہی جب اہرمن تورج کے قریب آیا سلام کیا بعدہ وہ انگشتری تورج کو دی اُسنے انگشتری کو ہاتھ
مین پہن لیا اور باطمینان تمام بیٹھا اہرمن سے کہا اب یہان کیا کام ہی اشد ضرورت سے یہان آیا تھا ہرچند
کہ جس کام کو آیا تھا وہ انجام نہین پایا تاہم عنقریب انجام پانے کی امید ہی تو لشکر مین جا خبرداری کر اہرمن
نے وہان سے آ کے لشکر تورج مین قیام کیا یہان تورج کو چونکہ اطمینان کامل ہو گیا تھا ملکہ سے کہا اے
آرام جان آج میکشی کا مشغلہ ہو تو بہتر ہی ملکہ نے کہا اے تورج درآنحالیکہ میرے تیرے ہنوز یکجائی نہین
ہوئی میکشی کا کیا لطف ہان جب وہ وقت آئیگا تو پھر میکشی مین کبھی عذر نہوگا تورج نے کہا مین تو دعا

جام مۓ ناب کے ضرور پہونچا ملکہ نے کہا شوق سے پی بلکہ اگر تیری خواہش ہو تو ساقی گری کے واسطے
مین موجود ہون اُسنے کہا اس سے کیا بہتر ہی ملکہ نے ایک جام لبالب کرکے توزیج کو دیا اُسنے
بکمال شوق جام اُسکے ہاتھ سے لیکے پی لیا ملکہ نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسی طرح چند
جام کی نوبت آئی تھوڑی دیر کے بعد توزیج کا دماغ گرم ہوا ارادہ کیا کہ ملکہ کی طرف دست گستاخ
دراز کرے ملکہ نے کہا ای توزیج خان تجکو زیبا نہین ہی کہ خلاف عہد کوئی فعل عمل مین لائے میرے تیرے
کیا وعدہ ہی چونکہ ابھی توزیج خان بالکل مست ولایعقل نہین ہوا تھا کچھ سوچا کہا ہان ای ملکہ بیشک
مین نے تجسے عہد کیا ہی اور اُس عہد پر قایم ہون ملکہ نے کہا پھر یہ دست گستاخ دراز کرنا کیسا ای
توزیج خان اب مین تجسے خائف ہوئی ہون اسواسطے کہ تو نے شراب پی ہی تیرے ہوش و حواس
درست نہونگے پھر تو ہی کچھ ایسا کچھ بدسلوکی کرے کہ مین تیری گزند سے محفوظ رہون توزیج
نے کہا ای آرام جان اگر مین بالکل مست ولایعقل ہو جاؤن تو بلا تکلف میرے دست و پا مضبوط باندھنا
تاکہ مین تیری جانب دست گستاخ دراز کرسکون ملکہ آذرچہرہ نے اُسکے کہنے کے بموجب عمل کیا
یعنی جب وہ بالکل مدہوش ہوگیا ملکہ نے اُسکے دست و پا مستحکم باندھے پھر کہا ای توزیج وہ انگشتری
کہان ہی جسکے تابع چار دیو ہین اُسکے حواس بجا ہی درست نہ تھے اُس نے دل مین کہا بس یہی وقت ہی بلا تکلف
اُسکے ہاتھ سے انگوٹھی اُتار لی اور اُن اسما کو پڑھا جس دستور چارون نرہ دیو اُسکے تابع آ موجود
ہوئے ملکہ آذرچہرہ کو سلام کیا اور کہا کہ حکم ہو ہم تابع فرمان انگشتری موجود ہین ملکہ نے کہا ای نرہ دیوان
تابع انگشتری مین نے تمکو خاص اسوقت اس غرض سے بلایا ہی کہ مجکو حنظل مین پہونچا دو وہ دیو ملکہ
کو لیکے جانب حنظل روانہ ہوئے یہان تمام شب توزیج اسیطرح شراب کے نشہ مین بیہوش پڑا رہا جب
صبح ہوئی خواب سے بیدار ہوا ہر چہار جانب دیکھا ملکہ آذرچہرہ کو نہ پایا ہاتھ کے جانب نگاہ کی انگشتری بھی
غائب تھی پائی غضب کیا دونون ہاتھ سر پر مارے اور متفکر تھا کہ اب کیا کرون مجھ پر آرام جان بھی ہاتھ سے
گئی اور انگشتری بھی ہاتھ سے غائب ہوئی اسی اثنا مین اہرمن ہمراہی شاطین بن شیاطین و عیاران دیگر
توزیج بدرگ کے پاس پہونچا دیکھا توزیج سرا سیمہ بیٹھا ہوا تھیر سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی اور آب دیدہ
ہی سمجھا معلوم ہوتا ہی کوئی تازہ واقعہ در پیش ہوا ہی پھر آذرچہرہ کا خیال آیا اُسکو بھی وہان نہ پایا
توزیج کے ہاتھ کیطرف نگاہ کی انگشتری بھی نہ پائی دل مین کہا بس اب خوب ہوا ملکہ آذرچہرہ کی محبت
مین انگشتری بھی کھو دی پوچھا کیا ہوا اُسنے کہا کیا کہون کیا ہوا غضب ہوگیا مجکو اس بات کا مطلق خیال
نہ رہا کہ ملکہ آذرچہرہ اگرچہ مجسے مانوس تھی لیکن وقت و موقع کی منتظر تھی جب تو نے انگشتری مجکو
لا کے دی مین نے وہ انگوٹھی ہاتھ مین پہن لی تو اُسطرف گیا یہان مجھ پر شراب کی دھن سوار ہوئی غرض
اُس سے یہ تھی کہ ملکہ آذرچہرہ انگشتری کو دیکھ چکی ہی اُسکو اپنے عہد کے پورا ہونے کا یقین کامل ہوگیا
ہوگا وہ بھی بااطمینان تمام شراب نوشی مین شریک ہوئی نشہ شراب مین دونون جانب برانگیختگی پیدا ہوئی
مین اپنے مطلب دلی پر فائز ہوتا مگر اُسکا نکلنا بھی پڑ نہ آیا مین نے چند جام شراب کے پیئے ملکہ نے انکار
کیا مین تمام شب نشہ مین بیہوش پڑا ہا صبح کو ملکہ آذرچہرہ کو اپنے پاس نہ پایا مزید بران وہ انگشتری بھی میرے
ہاتھ سے غائب ہی اہرمن نے کہا پھر تیرے خیال مین انگشتری کون لیگیا توزیج نے کہا کیا کہون کہ انگشتری

لیگیا تھا اسے حال تو بھی معلوم ہوتا ہی کہ مجھکو بیہوش پاکے ملکہ آذر چہرہ مجھسے انگشتری لیگئی اہرمن نے
کہا بیشک وہی انگشتری لیگئی شقین بن شباطین نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہی اگر ملکہ آذر چہرہ
انگشتری لیگئی مجھکو حکم دو تو مین اُس نازنین سے انگوٹھی لے آؤن توریج نے کہا ای شقین بن شباطین
اب اُس سے انگوٹھی ملنا دشوار ہی اُسنے کہا کچھ دشوار نہین ہی شہریار کے اقبال سے باین سہولت و آسانی
انگوٹھی لے آؤن کہ تعجب ہو جائیگا اور وہ تو عورت ذات ہی اگر کوئی مرد ہوتا تو مین اُس سے لے آتا
توریج شقین بن شباطین کی اس جرات سے بہت خوش ہوا اور کہا ای شقین اگر تو انگوٹھی اُس
نازنین سے لے آئیگا تو اُسکے عوض مین تجھکو منصب سرداری عطا کرونگا اور دفعتاً طرح طرح کی
رعائتین تیرے حق مین مرعی رکھونگا پس شقین واسن گردان کے اسپ قسمت پہ ہوشش آباد کی
جانب روانہ ہوا اور توریج اہرمن کیطرف متوجہ ہوا کہا اب تو بھی کچھ کام کر اُسنے کہا جو کچھ حکم ہو توریج
نے متامل ہو کے کہا تو چاہ خضر چہرہ کو لے آ اہرمن نے اُسکا سلام کو کیا توریج نے اپنا قیام کرنا وہان بیکار
جانا خود بھی سوار ہو کے توریج آباد مین آیا اہرمن کے انتظار مین متوقف ہوا اب ساعت فرمائیے
کہ اہرمن نے اپنی صورت کو بدلا بارگاہ سلیمانی کے دروازے پر آکے قیام کیا ہر چہار طرف لشکر کی کسی
عیار کو نہ دیکھا ایک شخص سے پوچھا کہ آج عیاران لشکر اسلام کہان ہین جو دکھائی نہین دیتے اُسنے کہا
ہان آج عیاران لشکر اسلام یہان نہین ہین دعوت مین گئے ہین اہرمن نے کہا کسنے اُنکی دعوت کی ہی
اُسنے کہا مہتر قران کے یہان اُنکی دعوت ہی سب وہین گئے ہین اہرمن نے یہ خبر سنکے بعجلت تمام بارگاہ
مہتر قران کے دروازے پر آکے قیام کیا دیکھا وہان بکمال اہتمام دعوت کا سامان کیا گیا ہی بکثرت پخت
ہوئی ہی تمام امیر و غریب و وضیع و شریف کھانا کھاتے ہین چلے جاتے ہین ایک خاص مقام بیچ بارگاہ مہتر قران
واقع ہی مہتر قران کچھ سوچ مین بیٹھے ہین اور شاپور وغیرہ بھی آراستہ جیسے بیٹھے ہین یکایک مہتر قران
نے نفس سرد بھر کے شاپور کیطرف دیکھا اور کہا ای شاپور اُسنے کہا ارشاد مہتر قران نے سکوت
کیا شاپور نے متعجب ہو کے مہتر قران کی جانب دیکھا مہتر قران نے پھر رو کے کہا ای شاپور اُسنے
کہا کیا ارشاد ہوتا ہی مہتر قران نے کہا تجھکو خبر ہی کہ یہ دعوت مین نے کیون کی ہی شاپور نے کہا جناب
متعلق اطلاع نہین ہی مہتر قران آبدیدہ ہوئے اور کہا کیا کہون آج کئی روز کا عرصہ ہوا کہ مین ایک رات
حق مین خواب دیکھ رہا ہون شاپور نے کہا ارشاد ہو خیر ہی دشمنان وہ کیا خواب ہی مہتر قران نے
کہا وہ خواب یہ ہی کہ گویا اہرمن بصورت سگ آیا ہی [illegible] شکم کو چاک کر دیا ہی [illegible] ایک طرف سے اُسکے
اُسکو ہلاک کیا ہی بس یہ سبب ہی جو مین نے تم لوگون کو مہمان بلایا ہی یاران من دنیا مین زیادہ سے زیادہ
کوئی جیا تو کیا انجام سب کا ایک ہی حضرت نوح کی عمر کا شمار ہزارون برس کا تھا لیکن جب موت کا وقت
قریب آیا لوگون نے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا دیکھا انھون نے فرمایا کہ اگرچہ ہزارون برس کی عمر ہوئی
لیکن مین نے دنیا کو ایسا دیکھا جیسے کوئی شخص مکان کے ایک دروازے سے آتا ہی اور دوسرے دروازے
سے گذر جاتا ہی ایسی حالت مین کیا کوئی زندگی کا اعتبار کرے مان باپ نے ہزار محنت و مشقت سے پرورش
کیا لکھایا پڑھایا شادی بیاہ کیا گھر آباد ہوا طرح طرح کی محنتین مشقتین کین ہزار طرح کے دنیا کے جھگڑے
اٹھائے سر پر لئے یکایک مرض [illegible] موت آئی اٹھ کھڑے ہوئے [illegible] ای یاران من مین [illegible]

آ رہا ہوں کہ میرے بعد تم سب بخوشی کرنا میری یاد کو نہ بھلانا اور شاپور سے کہا اے شاپور تو میرے فرزند کی
جگہ ہے شاپور شیر دل نے آبدیدہ ہو کے کہا اے معظم مین بھی بجاے پدر آپکو سمجھتا ہون مہتر قران نے
کہا اے شاپور جب مین ہلاک ہو جاؤن مجھے تابوت کو کعبۃ اللہ بھیج دینا یہ سنتا تھا کہ تمام عیارون
مین کہرام مچ گیا مہتر قران بھی ان سب کے ساتھ رو رہے تھے سب سے زیادہ شاپور پر رقت
طاری تھی ہر مرتبہ مہتر قران شاپور کو سینہ سے لگاتے تھے اور کہتے تھے اے فرزند تو کیون اسقدر روتا
ہے اگر مین ہلاک ہو جاؤنگا تو تجھے ضرور تیری قسمت کا م کون کریگا شاپور اور زیادہ چیخین مار کے روتا تھا اس اثنا
مین چند شخص آئے اور نقیب نے ہو کے کہا اے یارو ن یہ کیا رونا پیٹنا ہو رہا ہے چلو وہان شاہزادہ اور حمزہ
چند مرتبہ پوچھ چکے ہین ابتک تم لوگ نہین گئے تمام عیارون نے آنسو پاک کیے اور حمزہ ثانی
کی خدمت مین حاضر ہوئے حمزہ ثانی نے انکی صورتون کو بغور دیکھا اور کہا اے عیاران فوج اسلام
ظاہرا ہے کہ تم ابتک لشکر نوشیرواں کی طرف نہین گئے حالانکہ تمام کامون پر یہ کام مقدم تھا عیارو
نے عرض کی شہریار کے دشمن ہلاک ہون بدخواہ تباہ ہون دوست شاد رہین تا کہ گھر آباد رہین سہ
درستقسیم اہل امیدبا۔ نوال تو بر خلق جاویدباد۔ ہم سب مہتر قران کے یہان مہمان تھے اس سبب
لشکر نوشیرواں کے جانے کا اتفاق نہین ہوا اب مہمانی سے فراغت پائی ہے جو حکم ہو اسے
بجا لائین حمزہ ثانی نے فرمایا مین سمجھتا تھا کہ تم لوگ گئے مگر مجھے یہ نہین معلوم کہ مہتر قران کے یہان مہمان
ہو بہتر اسیوقت لشکر نوشیرواں کی طرف جاؤ اور دریافت کرو کہ وہ نابکار کس فکر و بند و بست مین مصروف ہے
شہریار کے مہتر قران اٹھ کھڑا ہوا باادب تمام سلام کیا اور کہا شہریار اگر یہ خدمت میرے نام پر مقرر
ہو تو بہت مناسب ہے مین پیر ضعیف ہون اس خدمت کو انجام دونگا حمزہ ثانی مہتر قران کی اس تقریر کو سنکے
انگشت بدندان ہوئے تادیر متامل رہے مہتر قران نے کہا شہریار میری نسبت کیا حکم ہوتا ہے حمزہ ثانی
نے کہا اے مہتر قران مجھکو اسوقت سخت تردد لاحق ہو گیا آج چند روز کا عرصہ ہوا کہ مین پے در پے تمہارے حق
مین خواب پریشان دیکھ رہا ہون اسوقت تک اس خواب کو کسی کے روبرو بیان نہین کیا لیکن اسوقت تمہارے
سبقت کرنے پر خیال آتا ہے میری ہرگز راے نہین ہے کہ تم جاؤ اور بہتیرے عیار مین وہ چلے جائینگے ہر چند کہ جواب قابل
اعتبار نہین ہوتا تاہم سہ چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ❊ مہتر قران نے کہا اے شہریار ذالاشان
دنیا مین ہر شخص کا فرض ہے کہ ہمیشہ بہتری انجام پر نظر رکھے بہتر وہی شخص ہے کہ جسکا انجام بخیر ہو ہزار ہزار شکر
اس خالق کل و مخلوق کی درگاہ بے نیاز مین کہ اسنے اپنا فضل شامل حال میرے کیا کہ مین راہ ضلالت
کو چھوڑ کے راہ راست پر آیا جسکو ایک سو تیس سال کا عرصہ ہوا چونکہ شریعت اسلام مین شہید
کا اعلیٰ درجہ ہے بنابران جب سے مین دولت اسلام سے بہرہ ور ہوا ہمیشہ یہ فکر رہی کہ کسیطرح درجہ شہادت
حاصل ہو مگر اسوقت تک محروم رہا فی الحال نوشیرواں کے حال کی خبر دریافت ہونا مطلوب ہے مین جاتا
ہون زیادہ بہرین نصیب کہ کفار کے ہاتھ سے ہلاک ہونگا بشہ میری قدیم امید دلی بر آئیگی کہ درجہ شہادت
پیدا ہونگا حمزہ ثانی شاپور کے جانب متوجہ ہوا کہا تیری کیا راے ہے شاپور نے کہا اگرچہ اسکی بھی
انہونی مجھکو بیشتر سے اس واقعہ کی خبر ہے اور مجھکو بھی بخوبی یقین ہے کہ اگر مہتر قران نوشیرواں کی خبر گیری کو جائینگے
ہرگز زندہ واپس نہین آئینگے پھر اور عیارون سے حمزہ ثانی نے پوچھا انھون نے بھی وہی کہا جو شاپور نے کہا

کہا تھا حمزہ ثانی نے کہا اے مہتر ان قران تمہارے جانے کے بارہ مین کسی کی راے نہین ہے بیکار تم اصرار کرتے ہو قران
نے کہا اگرچہ کسی کی راے نہین ہے لیکن میری خوشی اسی مین متصور ہے آیندہ حضور کو اختیار ہے غرضکہ جب
حمزہ ثانی نے دیکھا مہتر قران کسی طرح اپنے ارادہ سے باز نہین آتا کہا تمکو اختیار ہے مہتر قران حمزہ ثانی
سے رخصت ہوکے ہمراہی عیاران دیگر لشکر کفار کی جانب روانہ ہوا سب نے اپنی اپنی صورت کو تبدیل کر
نورج بدرگ کے لشکر مین داخل ہوے قران بھی اپنی ہیئت کو تبدیل کیے تھا یہ عیار طرار سنگ
خنجر گذار سوتی باسکے نورج کی بارگاہ مین جا پہونچا اسوقت نورج ملکہ آذر چہرہ کا ذکر کر رہا تھا کہ اُس نازنین
نے بڑی چالاکی کی کہ خود بھی نکل گئی اور انگشتری بھی لے گئی انسان کیواسطے عشق و محبت بھی کیا بری بلا
ہے کاشکے مین ملکہ آذر چہرہ کی صورت پر فریفتہ نہوتا تو کیون اس انتشار مین مبتلا ہوتا یہ کہتا تھا اور درد
ناسے ملتا تھا چونکہ دوپہر کا وقت تھا اور کھانا کھا چکا تھا غنودگی نے غلبہ کیا بستر استراحت پر جاکے دراز
ہوا مہتر قران سب کی نظر سے پوشیدہ وہان موجود تھا دیکھا نورج بیخبر سو گیا ہے اس طرح خوابگاہ مین
پہونچا کہ کسی نے نہ دیکھا داروے بیہوشی سنگھائی پشتارہ باندھ کے اس چالاکی سے پشتارہ باہر لایا
کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی اور بعجلت تمام وہان سے راہی ہوا

مہتر قران کو پشتارہ بدوش لشکر اسلام کیجانب روان رکھا جاتا ہے اور اہرمن فیلپا کا حال بیان کیا جاتا ہے

راویان شیرین سخن فرداند شرح این داستان چنین گفتہ کہ جب اہرمن فیلپا نورج بدرگ سے رخصت
کر کے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا بعد قطع مراحل لشکر اسلام مین پہونچا وہ وقت شب کا تھا تاریکی
شب مین اس چالاکی سے پاسبانان خیمہ بدیع الملک کو بیہوش کیا کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی اور
بدیع الملک کو بیہوش کرکے پشتارہ بدوش لشکر نورج کی راہ لی آیندہ بیان ہوگا

اہرمن پیلپا کے بدیع الملک کو بیہوش کرکے اور مہتر قران کے نورج بدرگ کو بیہوش کر لیجانے اور درمیان راہ مین دونون کے مقابل ہونیکا حال معرض تحریر مین آتا ہے

دن فصل بہاری ہے جنون زار لیے مسکون ہے • گلستان جہان مین جو شجر ہے بید مجنون ہے • سمجھا ہون شاخ
گلکو اُسکا قد گلگون ہے • صبا دیتی جنبش جانتا ہون کہ قد موزون ہے • [illegible] کیا خال برغبت چشم میگون ہے • کہ آنکھ یگانگی ہے سنبل
اور زہر افعیون ہے • نہین سکے بہر ماہ نو نشان نعل توسن کے • اگر اے شہسوار ایسا ہے حسن روز افزون
ہے • جہان مین دنیا مین سحر زدہ ہوتے ہین • کہ نقش زر خزانہ مین برا [illegible] افسون ہے •
برابر جانتے ہین خشک و تر کو جزو کل کو ہم • جو ذرہ ہے وہ ہامون ہے جو قطرہ ہے وہ جیحون ہے • بجز رنگین اچھی
زندہ دل ہونا نہین ممکن • کہ رنگ زندگانی ہے بدن مین جب تلک خون ہے • نہ اسنے زر کیا پیدا اور اڑا
دینے کو دنیا مین • زمین مین جس کو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہے • نہ ہوا دینے کو تا تمنا کبھی
اعلے کے رتبے سے • زمین آرام سے ہے رات دن گردش مین گردون ہے • کیا ہے اس قدر لاغر
فراق یار نے ہمکو • کہ چشم مین [illegible] ہم نہ لیلی ہے نہ مجنون ہے • ستون کی [illegible] رفتار سے کلک مین
دم فکر سخن محک خیال چشم میگون ہے • راویان اخبار عجیب خبر و ناقلان آثار حیرت انگیز داستان ندرت
توامان مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب اہرمن فیلپا لشکر اسلام سے پشتارہ بدوش باہر آیا

لشکر تورج کی راہ لی خیز اخیز چلا جاتا تھا ہر مرتبہ پس پشت پھر کے دیکھتا تھا کہ ایسا نہو لشکر اسلام کا کوئی
عیار عقب میں آتا ہو اسکا وہمی خیال پیش آیا یعنے یکایک سامنے دیکھا تتق گرد نمایان ہوا اُس وحش
نے گھبرا کے دیکھنے کیا واقعہ درپیکار ہوتا ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ دامن گرد چاک ہوا اور ایک شخص پشتارہ
بدوش اس طرف آتا معلوم ہوا اہرمن فیل پا نے اپنی پشت کا پشتارہ زمین پر رکھدیا اور انتظار میں کھینچا
کہ دیکھوں یہ شخص پشتارہ بدوش کون ہے جب قریب آیا دیکھا مہتر قران خاک آلودہ پسینے میں غرق ہانپتا
ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے چاہا کہ اہرمن فیلپا کی نظر بچا کے نکلجاؤں اہرمن سد راہ ہوا اور کہا اے
مہتر قران بہت عرصہ کے بعد میرا تیرا سامنا ہوا کہاں جاتا ہے اور اس پشتارہ میں کیا ہے اُسنے کہا میں اس
شخص کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہوں کہ اگر تو دیکھے گا تو تیرے حواس باختہ ہو جائینگے اُسنے کہا آخر معلوم تو ہو
کسکو بستہ کر لایا ہے جسکے دیکھنے سے میرے حواس باختہ ہو جائینگے مہتر قران نے کہا آگاہ ہو کہ اس پشتارہ
میں تیرا گرو تورج بدگہر ہے اور تو بتا کہ اس پشتارہ میں کیا لایا ہے اُسنے کہا بس ایسا ہی کچھ تو بھی سمجھ
اگر تو میرے گرو تورج کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے تو میں بھی تیرے گرو بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر
لایا ہوں مہتر قران نے کہا ہان او مردود اگر تو بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے اب تجھکو کب
چھوڑتا ہوں یہ کہکے اپنے پشتارہ بھی زمین پر رکھدیا اور اہرمن کیجانب متوجہ ہوا دونوں میں خنجر
بازی شروع ہوئی قران نے خنجر مارا اہرمن نے روکیا اور اہرمن نے خنجر مارا قران نے رد کیا قران کہتا تھا
اے اہرمن خیریت اسی میں ہے کہ بدیع الملک کو میرے حوالہ کر اور تو جس طرف سے آیا ہے اُسطرف
واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے کہ میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا اہرمن کہتا تھا اے قران تو مجھکو بیکار کہتا ہے تو
خود اپنی خیریت چاہتا ہے تو تورج کے پشتارہ کو میرے حوالہ کر اور اپنے لشکر کی طرف واپس جا میں
اس حالت میں بھی تجھکو نہ چھوڑونگا کیونکہ تو نے ہمارے خداوند فرعون کو گرفتار کر رکھا ہے اُسکا عوض
ضرور لیتا لیکن خیر میں اسی پشتارہ تورج پر اکتفا کرونگا غرضکہ دونوں حرب وضرب میں مصروف تھے
اور باہم نزاع لفظی بھی ہوتی جاتی تھی پھر دور سے گرد نمایان ہوئی اہرمن نے کہا اے قران دیکھ فرزند
فرعون اور بیت بزرگ نے میری مدد کے واسطے کسی کو بھیجا ہے قران نے کہا او مردود تیری مدد کو
بیت نے نہ فرعون نے کسی کو بھیجا ہے تیری روح قبض کرنے کو عزرائیل عنقریب آیا چاہتے ہیں تیرا
مرگ ہو جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا لشکر دہ شاہ مردان شاپور شیر دل چلا آتا ہے شاپور نے
جو قران اور اہرمن فیل پا کو ردوبدل میں مصروف دیکھا آتے ہی اہرمن کو گھیر لیا اور کہا او نابکار
و بدکار یہ کیا حرکت بیہودہ ہے کہ بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے شیر بیران قران سے بر سر
مقابلہ ہے اہرمن نے کہا اے جوان تو مجھکو کہتا ہے اور قران کو کچھ نہیں کہتا کہ وہ تورج کو بستہ کر لایا ہے
اگر وہ تورج کو رہا کر دے تو میں بھی بدیع الملک کو رہا کر دون شاپور شیر دل نے کہا او
نابکار اگر قران نے تورج کو گرفتار کیا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے وہ مردک اسی قابل ہے البتہ تو
سخت بیہودگی کی کہ شاہزادہ بدیع الملک ایسے جوان ذیشان کو گرفتار کیا ہے اسوقت دفعتًا ایک
باد پیدا ہوا تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند لمحہ کے بعد وہ تاریکی دور ہوئی قران
نے دیکھا نہ وہ پشتارہ بدیع الملک ہے اور نہ پشتارہ تورج اور نہ اہرمن فیل پا نظر آیا حرف

شاپور شیردل موجود ہی قران نے شاپور کی صورت متعجب ہو کے دیکھی اور شاپور نے قران کی صورت دیکھی
قران نے کہا ای شاپور یہ کیا واقعہ رو بکار ہوا کاشکے شاہزادہ بدیع الملک کا ستارہ زیر بیان ہو جاتا ان
نابکارون کے ساتھ نہین معلوم اس شاہزادہ والا جاہ کا کیا حال ہو شاپور نے کہا ہی مجکو بھی حیرت ہی قران نے
کہا اب تم کیا ارادہ ہی اگر شاہزادہ کا پتہ نشان معلوم ہوتا تو کچھ فکر کرتے اب بجز سکوت کے کیا چارہ ہی
شاپور مجکو حیرت ہی کہ اہرمن کے ہاتھ سے مین کیونکر زندہ محفوظ رہا مین تو آج سمجھا تھا کہ ضرور اہرمن
کے ہاتھ سے ہلاک ہونگا بارے مین سلامت رہا اور یہ تماشا ہوگیا شاپور نے کہا خواب پریشان شعبدہ ہی عقلمند
کبھی ایسی باتونکا اعتبار نہین کرتے غرضکہ قران اور شاپور شیردل دونون لشکر کنار کی جانب روانہ ہوئے

اب تورج اور اہرمن کا حال سماعت فرمائیے

سخن دانان معنی فریب عروس سخن را چنین زیب دادہ اند کہ جب ان دونون نابکارون نے
آنکھ کھولی اپنے کو صفوان شاہ کے پاس دیکھا تورج نے ادب سے صفوان شاہ کو سلام کیا صفوان شاہ نے کہا کیون خیریت تو ہی ای تورج
جس وقت تیری خبر کے واسطے کسی کو بھیجتا ہون خدا پرستون کی قید مین تجکو پاتا ہون یہ کیا معاملہ ہی آخر تو انکے
کے مقابلہ مین نہین چاہتا تورج نے کہا ای بادشاہ فی الحال خدا پرست فرعونیہ مین آگئے ہوئے ہین انکے عیار طرح
طرح کی عیاریان کرتے ہین انھین عیارون مین سے ایک عیار بستر خواب سے مجکو اٹھا لے گیا حالت مجبوری کیا
کیا کرتا سویا ہوا پڑا ہی تورج اپنی بی بی کے پاس گیا اسکی گود مین لڑکا دیکھا اور بہت متعجب ہو کے پوچھا کہ
اے رضوانہ یہ لڑکا کس کا ہی اسنے کہا ای تورج یہ لڑکا تیرا ہی مین نے لعل بن تورج اسکا نام رکھا ہی
فی الحال اسکی شادی درپیش تھی اس وجہ سے تجھے بلایا ہی تورج بہت خوش ہوا سامان مے کشی طلب کیا
دو چار جام شراب کے پیے اس طرح صفوان شاہ نے بدیع الملک کا پشتارہ کھلوایا دارو سے بیہوشی
سے ہوشیار ہوا او صفوان شاہ کی صورت دیکھی کہا ای بادشاہ یہ کیا بہادری ہی کہ عالم خواب مین مجھے گرفتار
کیا مقتضاے مردی یہ تھا کہ عالم ہوشیاری مین مقابلہ کرکے گرفتار کیا ہوتا تاکہ لطف جنگ بدرجہ حاصل ہو
صفوان شاہ نے کہا ای بدیع الملک مین نے تمکو ہرگز نہین گرفتار کیا البتہ یہ فعل تورج کا ہوگا اس
سے کہو شہزادہ نے کہا کسی باشد تورج ہو یا کوئی اور تورج نے کہا ای بدیع الملک اگرچہ مین نے
تمکو گرفتار نہین کیا ہی تمہاری گرفتاری کا باعث اہرمن قلیا ہوا تاہم صرف اہرمن پر نامردی کا الزام نہین
عاید ہو سکتا اس الزام مین قران بھی شریک ہی کہ وہ عالم خواب مین مجھے گرفتار کرکے چلا تھا بارے بخت
بزرگ کے فضل سے رہا ہوگیا صفوان شاہ نے کہا ای تورج اس گفت و شنید سے کیا فائدہ اسعیس
بن قراقر جادو کو بلا کے کہا ای اسعیس اس جوان کو بحفاظت اپنی حراست مین رکھ اسعیس نے دست بستہ
کہا بہت مناسب اور شہزادہ بدیع الملک کو اپنے ہمراہ لیجا کے ایک حجرہ تاریک مین قید کیا اور بدیع ا
کی ہیکل صفوان شاہ نے لیکے تورج کے حوالہ کی چونکہ لعل بن تورج کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا مشغول
جشن مین جا کے قیام کیا یہان شاہزادہ بدیع الملک اسعیس جادو کی قید مین شدائد مصیبت
مین مبتلا ہوا دل مین کہتا تھا ای بدیع الملک بالیقین اسی قید خانہ مین عزرائیل آکر روح قبض کرینگے کبھی
درگاہ باری تعالے مین اس طرح مناجات کرتا تھا کہ ای خداوند قادر و توانا وای خالق یکتا و یگانہ اگرچہ مین
اس کمبختون کی قید شدید مین مبتلا ہون پھر بھی تیری ذات معظم صفات سے ہر طرح کی امید ہی اس قید سخت مین

نزاریم غیر ازتو فریاد رسس * تو ئی عاصیان را خطا بخش و بس * واسطہ اپنی عظمت و جلال کا اور واسطہ اپنی قدرت کاملہ کا
مجکو اس زحمت سخت سے نجات بخش۔ اگر میرا جام عمر لبریز ہوچکا ہے تو جلد ملک الموت کو بھیج کہ میری روح کو قبض کرے
مجھے یہ تکلیف نہین اٹھ سکتی وجہ اسکی یہ تھی کہ اسپیس جادو صبح و شام مین صرف دو نان جو وہ بھی بے چھنے آٹے کی
جلی ہوئی ایک اس وقت اور ایک اُسوقت بدیع الملک کو دیتا تھا اور ایک جام آب گرم کا وہ بھی قلیل المقدار
اور ہر روز صبح و شام جب اس طرح کا کھانا دینے آتا تھا صد ہا کلمات طعن آمیز کہتا تھا اور تمام شب و روز جو مین
آتا تھا کہتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے خدا پرست مین خوب جانتا ہون کہ حمزۂ ثانی خداوند فرعون کو قید مین سخت تکلیف
دیتا ہوگا اُسکا عوض مین تجھسے لیتا ہون تو سمجھ کہ تجکو مردہ کرکے قید خانہ سے نکالون مین مدت سے اس بات کا آرزومند
تھا کہ کبھی کوئی خدا پرست میری قید مین مبتلا ہو تو مین خداوند کا عوض اس سے لون بارے تجھ ایسا معزز خدا پرست
میری قید مین پھنسا اور بعض وقت دشنام مغلظ بھی شاہزادہ کو دیتا تھا بسبب تو ہی شہزادہ کی اذیت کا تھا
بارے بدیع الملک کی دعا درگاہ باری تعالے مین قبول ہوئی کہ اُدھر ضیغان شاہ وغیرہ لعل بن تورج
کی عروسی کے جشن مین مشغول تھے یہان ایک شب کو اجروس پہونچا اور اس روز دریافت ہوا کہ اسپیس
جادو نابکار کے یہان بدیع الملک مقید ہے اسنے بیرون مکان سے شبا شب نقب کھودی نقب کے
ذریعہ سے قید خانہ مین بدیع الملک کے پاس پہونچا اسوقت شاہزادہ کوئی دعا پڑھ رہا تھا شہزادہ کو کھٹکا
معلوم ہوا سمجھا کہ اسپیس جادو کسی کام کو آیا ہے پیچھے پھر کے جو نگاہ کی دیکھا اجروس موجود ہے کہا بس دعا
پڑھ چکے اب چلو شہزادہ خوشی سے باغ باغ ہوگیا سہ گویا کہ بہار آگئی ہستی کے چمن مین * فوراً اٹھ کھڑا ہوا
اور اجروس کے ساتھ اُسی نقب کی راہ سے باہر آیا مرکب اجروس نے مہیا کر رکھا تھا شہزادہ
اُس مرکب پر سوار ہوا لشکر اسلام کی راہ لی لشکر مین پہونچ کے حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزۂ ثانی بہت خوش ہوئے اور کہا
بدیع الملک کس طرح یہان تک پہونچے شاہزادہ نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا اے شہریار
والا تبار اصل بات یہ ہے کہ اسپیس جادو کی قید سے اجروس نے رہا کیا گویا جان بچائی ورنہ اس مرتبہ ایسی
قید سخت سے ہرگز زندہ رہا نہ ہوتا حمزۂ ثانی نے اجروس کے اس کار نمایان کی بہت تعریف کی اور کہا اے
اجروس ہزار آفرین برین جرأت دلیرانہ بخدا عجب کارے کردی کہ بدیع الملک را آوردی مرحبا
کہا اے بدیع الملک تمہارے دونون ہاتھ کیون بستہ ہین شہزادہ نے کہا شہریارا قید خانہ مین ہرچند مین نے
اور اجروس نے کوشش کی بند دست نہ کھلا چونکہ زیادہ توقف وہان مناسب نہ تھا اُسی طرح دست بستہ
چلا آیا یہان تمام سردارون نے ہزار ہا تدبیرین کین صد ہا بلا سے کسی طرح بند دست نہ کھلا کوئی آلہ شکستہ
اثر نہ کرتا تھا حمزۂ ثانی نے کہا مین سمجھ گیا یہ بند اسطرح نہ کھلیگا اثر سحر کا دخل ہے کیسے ہی کیونکر کھل سکتا ہے حمزۂ
ثانی نے اسم اعظم پڑھا بند دست پر دم کیا یکبارگی اثر ہو بند دست کھل کے گر گیا اُسوقت بدیع الملک
کو ہیکل کا خیال آیا اجروس سے کہا اے عیار دوران ہرچند کہ تو نے میری جان بچائی اس سے زیادہ کیا کار
نمایان ہوگا مگر ضیغان شاہ نے میری ہیکل لیکے تورج بدرگ کے حوالہ کردی ہے اگر ہیکل بھی میری لادے
تو بڑا احسان ہو اجروس نے قبول کیا اور ہیکل کے واسطے جانب ضیغان شاہ کوچ کیا یہان دوسرے روز
حمزۂ ثانی نے وہانسے کوچ کیا بعد طے مراحل چند کے تورج آباد اور لشکر تورج کے قریب پہونچے وہان قیام کیا
خبر ... رسالہ کو ... کہ لشکر اسلام پہونچا سمجھ گیا کہ مسلمان جنگ و حرب کے ارادہ سے آئے ہین

کیسے کیسے اسماے قوی کو پڑھتے ہونگے اُسکے بند ہاے دست و پا پر پھونکے پھر کس طرح رہا ہو گیا صنعان شاہ نے
کہا اُن اسما کی یہ خاصیت نہ تھی کہ بدیع الملک قید خانہ سے کہیں نہ جا سکے البتہ بند ہاے دست و پا اُسکے اسی طرح
ہونگے کہا اعمال مسلمانوں کی جو کھول سکیں تورج نے کہا سب تجھ صحیح ہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدیع الملک کے بند ہاے
دست اب تک نہ کھلے ہوں صنعان شاہ نے کہا بدیع الملک کے بند ہاے دست و پا کھلے ہوں یا نہ کھلے ہوں
لیکن جو اسما میں نے پڑھ کے تجھ پر پھونکا ہے اُسکا اثر بہت ادنی ہے تورج نے ہیکل اسپرمن قیلبا کے حوالہ کی اور
وہاں سے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا۔ القصہ جب شب کو دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا صبح کو دونوں
جانب صف آرائی ہوئی دونوں طرف کے چاوش لشکریوں کے دل بڑھانے لگے اہل اسلام میں نعرہ بلند ہوا
یا حیدر کرار بجز ذرا کسی نے کہا ای بہادران جانباز و ای دلاوران گردن فراز تمہارے بزرگوں نے کیسے کیسے
کفار بدکردار کے سینے ادرکن کن خندق کے دقتوں میں معرکہ جھیلے ہیں وہی رگیں ہیں وہی خون ہے جو رگوں
میں بھرا ہے اسقدر فوج کفار ہے تو کیا ہے اور اس سے زیادہ مجمع ہوگا تو کیا ہوگا مرنا ایک روز ضرور ہے اگر نیکنامی
کے ساتھ موت آئے زہے نصیب ہمارے تمہارے سپاہی کا جوہر یہ ہے کہ کبھی بستر پر پڑ کے نہ مرے
بلکہ لڑ کے مرے اور مرنا بھی وہی ہے جسکی موت دامنگیر ہوئی ہے ورنہ کسی کی کیا مجال ہے جو ایک رونگٹے کو صدمہ
پہونچا سکے ؎ اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ۞ نہ برد رگے تا نخواہد خداے ۞ بزدلے فقط خوف سے مر جاتے ہیں
ہم چار دن جیسے کو مار رہے ہیں او صحیح و سلامت چلے آتے ہیں خیال کے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے اور اگر
موت بھی آگئی تو قیامت تک روضہ رضوان مسکن ہوگا حوران جنت ایسی منتظر ہو رہی ہونگی اور اپنا انکا دل
ہوگا دم بدم آنکے وصل کے مزے حاصل ہونگے نہ وہاں کوئی ناصح ہوگا نہ اغیار مخل و فاصل ہونگے القصہ لشکر
کفار میں لات و منات کی صفت و ثنا ہو رہی تھی کوئی کہتا تھا ای مردان کوشش [illegible] ہوشیار اگر ذرا بھی
مسلمانوں سے مقابلہ میں کوتاہی کرو گے کہ برکات لات کی تم پر [illegible] منات کا ہاتھ پڑیگا کہیں ٹھوکریں
کھاتے پھرو گے اور [illegible] کہیں سہارا نہ ہوگا بس استراحت پر انسان کو سستی چاہیے معرکہ جنگ میں ہر وقت چستی چاہیے
ایک گوشہ بیابان سے اسی وقت ایک گرد پیدا ہوئی تا اینکہ دامن گرد چاک ہوا ایک نقابدار پیادہ پا نمودار
ہوا اُس نقابدار نے آتے ہی سکندریہ کی صورت دیکھی سجدہ کو خاک پر جھک گیا قدرت و جلال خداوندی کا
ذکر کرنے لگا تمام کفار حیرت سے اسکو دیکھ رہے تھے بعد ازاں وہ نقابدار لشکر اسلام کے روبرو آیا نعرہ
[illegible] کہا کہ اے خدا سے نادیدہ [illegible] کرنے والو اگر نہیں جانتے ہو تو جان لو میں ہوں [illegible] سوار قدرت
[illegible] سیدان ہوں اور [illegible] مقابلہ کو آؤ خداوند کے انحراف کا [illegible]
[illegible] کشور کشا صاحبقران حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کے کہا ای شہریار جہان مختار ان مجہول الاحوال کی
اسکی بیہودہ گوئی کی سزا دینے کی اجازت چاہتا ہے ہر چند کہ وہ خود منع رکھتا اُسے کوئی ضرورت اجازت
نہیں [illegible] ہو چکی ہے تاہم تمہارا [illegible] کا اجازت خواہ ہے حمزہ ثانی نے کہا ای دارا [illegible] حقیقی کو تجھے
سپرد کیا [illegible] کشور کشا اسپ برق دم جھکاتا میدان میں آیا کہا ای نقابدار مجہول الاحوال اگرچہ میں نے تیری صورت نہیں
دیکھی ہے تاہم قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تو بڑا بیہودہ گو ہے تجھکو چاہیے تھا کہ پہلے اپنی بیہودہ گوئی و زیادہ گوئی
کا علاج کرتا بعدہ جوانان میدان جلادت کے مقابلے کا خیال دل میں پیدا کرتا ؎ ہر گاہ بسیار گفتار بود [illegible]
دل [illegible] تاہم میں تیرے مقابلہ کو موجود ہوں ؎ بیار انچہ داری ز مردی نشان [illegible]

کیانی وگرز گران ٭ نقابدار نے کہا اے خداپرست میں قابل علاج نہیں ہوں البتہ تو قابل علاج ہو گیا ہے میں نے جو
ہی کہا کہ میں شہسوار قدرت زمرد شاہ ہوں اور مجکو مبدل الاحوال کہتا ہے معلوم ہوتا ہے تو گران گوش ہوا اسنے
کانوں کی ٹھیٹھیاں نکلوا تو پھر شہسواران عرصۂ شجاعت کے مقابلہ کا خیال ولیکن داراب کشورکشا نے کہا
زیادہ گوئی بات کا اعتبار کیا تو کاذب ہے اگر سچا ہوتا تو نقاب کے پردہ میں منھ کیوں چھپاتا معلوم ہوتا ہے تو زیادہ
گوئی کی وجہ سے کہیں ذلیل کیا گیا ہے جو خفت کے سبب نقاب میں منھ چھپاکے رہتا ہے نقابدار نے بگڑکے
کہا خبردار ہوجا اور خنجر کا وار داراب کشورکشا پر کیا داراب نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور پھر
بھی تلوار کا وار کیا نقابدار نے بھی اس وار کو رد کیا اسی طرح تادیر رد وبدل رہی آخرکار داراب کشورکشا
نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوا پھر نوریج ماہرو نقابدار کے مقابلہ کو آیا اور بآواز بلند کہا اگر نہیں جانتا ہے
تو جان لے اے آتو پیہ قوت میں ہوں نوریج ماہرو تیرا سرکوب حملہ کر نقابدار نے نوریج ماہرو پر بھی خنجر کا وار
کیا نوریج ماہرو نے اُس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا نقابدار نے بھی اس وار کو رد کیا پھر دوسرا وار نوریج
نے کیا اُسکو بھی نقابدار نے رد کیا جب آپس میں تین تین وار کی نوبت آچکی یکایک نقابدار نے نوریج
ماہرو کے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا اور سبکی تمام سر سے بلند کرلیا پھر زمین پر مارکے دست وپا بستہ سکندر
چوپان کے پاس بھیجدیا اور پھر بآواز بلند کہا اے خداپرستو میری جرأت ودلاوری کو تمنے دیکھا اب بھی کوئی
سرامرد مقابل تمھارے یہاں ہے یا بس تمھارے فخر کی تمام ہوگئے بہمن شوستری ایک پہلوان فیل تن
لشکر اسلام سے اُسکے مقابلہ کو نکلا آواز بلند کیا اے نقابدار بیہودہ گفتار تو نے نوریج ماہرو ایسے
جری کو گرفتار کرلیا معلوم ہوتا ہے تو بڑا قوی بازو ہے اب میرا مقابلہ کر ٭ بپیچم نا کردگار جہان ٭ درین آشکارا جدا در
نہان ٭ نقابدار نے کہا اے پہلوان خداپرست تو بڑا شہ زور معلوم ہوتا ہے اگرچہ میں تجھ سواروں سے بھی
مقابلہ میں عاجز نہیں ہوں لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پشت مرکب سے زمین پر میرے تیرے بزور
دست وبازو مقابلہ ہو بہمن شوستری پشت مرکب سے زمین پر کودا اور کہا آؤ دست وبازو کا
مقابلہ کر نقابدار اُس طرف سے بڑھا بہمن شوستری اس طرف سے بڑھا دونوں دست بغل
ہوگئے تادیر کشش وکوشش رہی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار بہمن شوستری کو بھی گرفتہ وبستہ کرکے لیگیا اور اُسکو
بھی سکندر چوپان کے پاس بھیجدیا راوی کہتا ہے کہ اُس روز سات سرداران نامی وگرامی لشکر اسلام
نقابدار گرفتار کرلیگیا تمام لشکر اسلام میں کھلبلی مچ گئی ہر ایک لشکری کے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ
نقابدار ہے یا کوئی بلا ہے بیدرمان ہے جو سردار مقابلہ کو جاتا ہے اُسے بیدرد وبدل لیجاکر گرفتار کرلیجاتا ہے
اگر یہی حال ہے تو کس طرح مسلمانوں کی جان بچ سکتی ہے اُس روز خیریت یہ ہوگئی کہ آفتاب غروب ہوگیا اور
شب کے آثار بخوبی نمایاں ہوگئے کہ لشکر کفار میں طبل بازگشت بجا اور ادھر مسلمانوں کے لشکر میں بھی
طبل بازگشت بج گیا ورنہ لشکر اسلام کے حواس باختہ ہوگئے تھے غرضکہ دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر
واپس آئے نقابدار نے سیہ تن ایک مقام بلند پر کھڑے ہوکر سکندر چوپان سے بآواز بلند کہا اے
خداوند زمین رحمت وشفقت عنایت کر تو نے میدان جنگ میں آکے ہماری مدد کی کہ ہم مسلمانوں کو نیچا
نہوسکے مجکو چاہیے کہ اسی طرح ہر روز میدان حرب وضرب میں قدم رنجہ فرمایا کر تیری قدرت وجلال کا
جلوہ دوست ودشمن دونوں کی نظر سے گذرے ہم تجھ سے منت کرتے ہیں کہ ہماری اس التماس کو قبول کر

قبول کرای خداوند تو خوب سمجھتا ہی کہ ہماری اس تقریر عرض مین کیسی کیسی مصلحتین مضمن ہین سکندر چوپان مردود کا
شنکر لہو لگ گیا تھا نقابدار کی اس درخواست سے اور اسکے دل مین پھولا کہ مین بھی کچھ ہون اسنے اپنے
لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ آج پھر نقارہ جنگ بجایا جاوے اور ہر ایک سے کہتا تھا دیکھو میری قدرت کو
میری ادنی توجہ سے کیسے کیسے اعلے سردار لشکر اسلام کے گرفتار کیے گئے ہین سحرگہ جوان خسرو خاوری
برآمد برج چرخ نیلوفری   دونون جانب کے لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے مگر تا کوئی افواج
طرفین سے کوئی بہادر میدان مین نہین آنے پایا تھا کہ دور سے پھر تق گرد نمایان ہوا دونون لشکر
اس گرد کی جانب متوجہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا نقابدار سیاہ پوش پیادہ پا چلا آتا ہی آتے ہی
سکندر چوپان کو سجدہ کیا اور کہا اے خداوند مسلمانون نے مجھکو سخت تکلیف دی کہ تیرے مقابلہ مین مجھکو
جنگ کیا جاتا ہون انکو انکی بے ادبی کی سزا دیتا ہون تیری شان مسلمانون سے کہین ارفع و اعلے ہی
مجھکو انکے مقابلہ سے کیا نسبت یہ کہکے میدان حرب کی جانب متوجہ ہوا اور نعرہ مارا کہ اے خدا سے نادیدہ کی
پرستش کرنے والو تمنے ہمارے خداوند کی کچھ عزت و توقیر نہ کی کہ اسکے مقابلہ مین صف آرائی کی پھر خداوند کا
کہا نہ مانا تمنے خود اپنی عافیت بگاڑی اب بھی خیریت ہی اگر اس بے ادبی سے باز آؤ اور یہان سے واپس
چلے جاؤ ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمہارے گناہان گذشتہ معاف ہونے کے واسطے ہم بلیغ کوشش کرینگے بلکہ
بالکل ضرور معاف کرا دینگے کیا کہتے ہو جلد جواب دو ملک قاسم کو یہ تقریر نقابدار سیہ پوش کی بہت ناگوار معلوم
ہوئی پکار کے کہا اے نقابدار مجہول الاحوال کیا بکتا ہی کیسا خداوند اور کیسا معاف کرنا اور کیسے گناہان گذشتہ
تو خداوند کہتا ہی ہم اسکو یہ بھی نہین سمجھتے کہ کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی پانچ سات سردارون کے گرفتار کرلینے سے
کوئی خداوند نہین ہو سکتا پس اب خبردار بیہودہ نہ بک زبان [illegible] نقابدار سیہ پوش ملک قاسم
کے قریب آیا اور کہا اے جوان کیون اپنی شامت بلاتا ہی میرے مقابلہ مین ہرگز سرسبز نہوگا ملک قاسم نے
اسپر تلوار کا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے پشت شمشیر سے رد کیا پھر خود بھی تلوار کا وار کیا ملک قاسم بھی
ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اسنے بھی اس وار کو رد کیا غرضکہ دیر تک رد و بدل ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک قاسم بھی اُن
سردارون کی طرح گرفتار ہوگیا ایرج نے جب اپنے یار کو گرفتار دیکھا تاب تحمل نہ لایا مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار
کے روبرو آیا اور کہا اے نقابدار کیون تیری شامت آئی ہی یہ کیا سفاکی ہی تو نے کمر باندھی ہی ابھی ایک وار
مین اس تلوار سے تیرا کام تمام کر دیتا ہون نقابدار نے کہا اے جوان حرف زبان سے یا اور کوئی وار بھی لگا کے
دکھائیگا ایرج نے جھنجھلا کے تلوار کا وار کیا نقابدار نے بسہولت اس وار کو رد کیا ایرج نے غصہ مین آکے
دوسرا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے اس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ اسی طرح تین وار ایرج کے نقابدار نے
رد کیے اور کہا اے جوان سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن + ایرج نے کہا مجھکو
یہ دریغ نہین ہی کہ تیرے وار کا انتظار کرون تجھکو مانع کون ہی یہ کہتے کہتے وار کیا نقابدار نے اس وار کو بھی روکا
حاصل کلام یہ کہ نقابدار کے وار کی نوبت نہ آئی جب وار کرتے کرتے ایرج تھک گیا نقابدار نے ایرج
کو گرفتہ و بستہ کرکے سکندر چوپان کے لشکر مین بھیجدیا اسوقت رستم ثانی کی آنکھون مین اندھیرا آگیا گھبرا کے
بہادر حمزہ ثانی کی خدمت مین گیا اور کہا اے شہریار یہ نقابدار سیہ پوش بڑا قوی بازو ہی کہ اسنے میرے
پدر اور پدر کلان کو گرفتار کر لیا اب مین ہرگز توقف نہین کرونگا حمزہ ثانی نے کہا اے رستم مہلت کرو کل ہم

نہ لانا میرے نزدیک ابھی تمھارا جانا مناسب نہیں ہے اسواسطے کہ تمھارے پدر اور پدر کلان کو نقابدار نے گرفتار کیا
ہے اُنکے غم و ملال میں تمھارے حواس درست نہونگے ایسا نہو کہ نقابدار کے ہاتھ سے صدمہ سخت تمکو پہونچے
لیکن رستم ثانی کے اصرار سے مجبور ہوکے کہا خیر جاؤ تمکو اختیار ہے رستم ثانی مرکب دوڑا کے نقابدار سیاہ پوش کے
قریب پہونچا اور اس زور و طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا وہ بھی دو حصہ ہوکے زمین پر گرتا نقابدار نے
رستم کا بھی وار رد کیا بعدہ رستم نے متواتر دو وار کیے نقابدار نے اُن دونون وارون کو بھی رد کیا حتیٰ کہ
رستم ثانی کو بھی گرفتار کرکے سکندر چوپان کے پاس بھیجدیا اسی طرح سلیمان ثانی اور سلیمان کوہ پیکر
اور نیل پا بہرو وغیرہ نسترہ سرداران دست بستہ نقابدار سیاہ پوش کے ہاتھ سے گرفتہ و بستہ ہوگئے چونکہ
آفتاب قریب مغرب پہونچ گیا تھا دونون طرف لشکرون مین طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقام کو گئے حمزہ
ثانی کے دل صفا منزل پر غم و ملال کا ابر چھایا ہوا تھا وہ شاہزادہ والا جاہ ہر دم گردش روزگار و زمانہ ناہنجار
کی مذمت کرتا تھا اور کہتا تھا اے شور بختی کم نصیبی سچ ہے کوئی نوشتہ تقدیر کو دھو نہیں سکتا۔ اب گردش کا دھبا
شاد سے کسی طرح ہو نہیں سکتا۔ طالعی دارم آنکہ از پے آب + گر زدم سوئے بحر برگردد + در بہ در ترنج روم
پے آتش + آتش از یخ فسردہ تر گردد + ور زکوہ التماس سنگ کنم + سنگ نایاب چون گہر گردد + گر سلامی
بہ نزد کسے + بہرو گوشش بحکم کر گردد + اینچنین حالہاش پیش آید + ہر کرا روزگار کر گردد اسی طرح کے شکوہ بابت
زمانہ و بخت میں پھر رات گذری حمزہ ثانی پھر بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے مگر اُسی طرح افسردہ خاطر اور
بھی درباری موجود تھے حمزہ ثانی نے کہا اے یارو کچھ خوف و ہراس کو دل میں جگہ نہ دینا چاہیے (شعر) گر کار تو نیک
ست بہ تدبیر تو نیست + ور نیز بدست ہم بہ تدبیر تو نیست + تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی + کین نیک و بد جہان بہ
تقدیر تو نیست + قضا و قدر سے چارہ نہیں نزول بلا کے سبب کا اجارہ نہیں اگرچہ یہ نقابدار ایک بلائے بے درمان
ہے کچھ پروا نہیں ہے خداوند عالم ہمارا حامی و مددگار ہے موت سے کیا ڈرنا آج نہیں کل اور کل نہیں پرسون بہر حال اجل
سے ملاقات کرنی ہے یہ منزل فانی قابل اقامت نہیں اس سے حاصل بجز داغ حسرت نہیں ہے اگر صد سال مانی و یا
یکی روز + بباید رفت ازین کاخ دل افروز + جب کاروان عمر نے کوچ کا نقارہ کیا سب نقش و نگار مری ہیچ ہیں
فقط اعمال کام آتے ہیں نادان نہیں سمجھتے طفلانہ سبز و سرخ و زرد پر فریفتہ ہوتے ہیں غفلت میں زندگی کے دن کھو دیتے ہیں
آج نقاشی کی چھت لگوا نہیں مانع کوئی + کل بجز خفاش لیکن سقف و ایوان میں نہیں + نام خاتم رہ گیا ہے ہو گیا برباد
آدمی کیا دیو بھی ملک سلیمان میں نہیں + اسفل و اعلیٰ مشابہ ہیں بہم لیکن ہے فرق + اوج انجم دیدہ غول بیابان میں نہیں
دم دیا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان + غیر روباہ و شغال اب آنکے ایوان میں نہیں + دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھیگا
قدم + آج جانے کی اجازت جس گلستان میں نہیں + صورت جبل نادان بلاتے ہیں کسے حیران ہون + ہڈیان تاج [illegible]
فغفور و خاقان میں نہیں + ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل میں دونون ہیں ایک + فرق مر جانے کے بعد انسان و حیوان میں نہیں
جس گلزار میں پری جمال آدمیون کی بزم عیش و طرب برپا تھی۔ جام بادہ گلفام کی گردش بخوف خزان تھمتی تھی۔ وہاں آج الّو
کی نحوست سے اکثر مقام خراب ہیں گلاب کی جگہ گلاب ہیں۔ یہاں حمزہ ثانی بارگاہ سلیمانی میں تمام سردارون سے
بے ثباتی عالم اور نیرنگی زمانہ کا ذکر کرکے عبرت اور نیک نامی حاصل کرنے کی جرأت دلا رہے تھے یکایک لشکر کفار
میں طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی اس طرف صاحبقران حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا۔ روز دیگر
جب جہان پر غرور + یافت از ہر جستہ خورشید نور + دونون لشکر میدان میں آئے کچھ صف آرا ہوئے آج [illegible]

نقابدار نمایان ہوا اُسکے مقابلہ کے واسطے نور الدہر گئے رد و بدل ہوئی نقابدار نے نور الدہر کو بھی گرفتار کر کے سکندر
چوبان کے پاس بھیجدیا پھر بدیع الزمان مقابلہ کو آگئے نقابدار نے کہا اے خدا پرستو بیکار اپنے کو زحمت میں
مبتلا کرتے ہو تم سب کو مین گرفتار کر لونگا اس سے بہتر یہ ہے کہ ہمارے خداوند کی قدرت کے قائل ہو کے
اطمینان حاصل کرو جو کوئی خداوند سے سرکشی کرے اُسکی سزا دہی کے واسطے فوج کشی کرو تو لطف حاصل ہوگا اگر
خداوند سے مقابلہ کرنے کا شوق ہے تو پہلے اسکی قدرت کے مثل قدرت حاصل کرو بعدہ مقابلہ کرو تو مضائقہ
نہین ۔ تکیہ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف ۔ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ۔ بدیع الزمان نے کہا او
مجہول الاحوال یہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ مقام جنگ و جدل ہے نہ قول و مقال زبان بہ بند و بازو بکشا نقابدار نے تلوار کا
وار کیا بدیع الزمان نے حملہ خالی کی تقابدار منہ کے بھل زمین پر آرہا بدیع الزمان نے وقت فرصت غنیمت
جانا فوراً نقابدار کے کمر مین ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی فن جنگ سے خوب آگاہ تھا ایسا داؤن کیا کہ بدیع الزمان
اُسکے پشت کی جانب تھا اب نقابدار اُسکے پس پشت آگیا ہر چند بدیع الزمان نے کوشش کی کہ کسی طرح نقابدار
کو گرفتار کر لون کچھ بس نہ چلا بلکہ خود نقابدار کے قابو مین آگیا نقابدار نے مستحکم بستہ کر کے لشکر کفار مین بھیجدیا اور نعرہ
مارا کہ اے خدا پرستو تم مین سے اگر کوئی اور میرے مقابلہ کے واسطے آنا چاہیے تو جلد آئے ورنہ صاف کہو کہ بس ہماری
زور کی تمام ہوگئی اب کی دفعہ کرب نامدار مقابلہ کو آیا اور نعرہ مارا کہ ہاں او نقابدار بیباک مین شرار حریف آپہونچا اگر
اگر قیامت تک مقابلہ کیے جائیگا تو لشکر اسلام کے پہلوان کم ہونگے اگر ندانی بدان بنام کرب بر ضرب پیل
دمان ۔ بدرمن عمر ماد سے پہلوان ۔ نقابدار بڑھا دونون مین رد و بدل شروع ہوگئی تھوڑی ہی دیر کے بعد
کرب غازی بھی نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا کرب کا گرفتار ہونا تھا کہ فوراً اسد میدان مین آیا اور نعرہ
مارا کہ اے نقابدار منحرف از خداوند کردگار ۔ ندانی بدان منم سہ اسد نامدار مرجری شہسوار ۔ صف کش جہان گیر صیغم
شکار ۔ نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ سے ہے آیا انسان کی نوع سے ہے یا حیوان کی جنس سے ہے اگر چہ تیرے
دست و پا انسان کے معلوم ہوتے ہین لیکن حیوان ہونے کا شبہ اس نظر سے ہے کہ تیرے چہرے کو نہین دیکھا شاید
انسان کی صورت سے مشابہ نہو اور بالفرض انسان کی صورت سے مشابہت اور مطابقت بخوبی رکھتا
بھی ہو لیکن جو کوئی انسان ہو کے معبود برحق و خالق مطلق کو نہ پہچانے حیوان سے بدتر ہے کہ انسان مین عقل
ملکی ہے اور حیوان اس سے محروم ہے زندگی کا اعتبار نہ کر حوادث زمانہ سے عبرت لے اس واحد و لاشریک کی بندگی
کر جسنے آسمان کو بے ستون قائم کیا زمین کو پانی پر بچھایا ۔ بت خدا ہے نہ خورشید و ستارہ و ماہ ۔ کہ ہین تمام یہ
ہستی خدا پہ گواہ ۔ خدا وہ ہے کہ جو فہم و ادراک سے خارج ہے ۔ اُسی کا سکہ قدرت جہان مین رائج ہے خدا وہ ہے کہ چہرہ
کو زرنگار کرے ۔ ہزار صورت زیبندہ آشکار کرے ۔ خدا وہی ہے کہ بندے پہ جب عنایت کی ۔ طریق کج سے رہ
راست پر ہدایت کی ۔ نقابدار نے کہا اے اسد اس طول کلام سے کیا کام مین تو یہ سیدھی بات جانتا ہون کہ تجھکو
گر اگر تو غالب آئیگا مجھکو گرفتار کر لیگا تو پچھتائیگا ورنہ جس طرح اور خدا پرستون کو گرفتار کیا ہے تجھکو بھی گرفتار کرونگا اسد
نے کہا ہان یہ تو مین سمجھتا ہون جو کچھ ہونا ہے وہ تو ضرور ہوگا ۔ گر رود سر بر نگردد سر نوشت ۔ این سخن باید
بآب زر نوشت ۔ تاہم ہم لوگونکا فرض ہے کہ اسلام و توحید مین جہان تک ممکن ہو صفائی نیت و صدق
عقیدت سے باطلان مذہب بت پرستی اور حقیقت دین خدا پرستی پر گواہی دین ہنوز اسد دلاور نے
یہ کلام تمام نہین کیا تھا کہ نقابدار نے بڑھ کے تلوار کا وار کیا اسد اُس نے ضرب سخت کو اپنی شمشیر

رد کیا اور اپنا وار کیا نقابدار نے بھی وار کو رد کیا اسی طرح کی رد و بدل کے بعد مثل سرداران سابق اسد کو بھی
نقابدار گرفتار کرلے گیا راوی کہتا ہے کہ آج کی میدان آرائی میں نورالدہر و بدیع الزمان و کرب غازی
و اسد نامدار وغیرہ دس سرداران دست راست نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے اب لشکر اسلام میں
صرف حمزۂ ثانی اور شہزادہ بدیع الملک اور سعد بادشاہ باقی رہ گئے ہیں تمام سرداران دست راست
اور گردنکشان دست چپ فوج کفار میں مقید ہیں ایسے وقت میں جس طرح کا انتشار لشکر اسلام کے دلوں پر طاری
ظاہر ہے بیان کی کیا ضرورت ہے آنجا کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان ٭ حمزۂ ثانی کی یہ کیفیت ہے کہ حیرت سے ایک
ایک کی جانب دیکھتے ہیں نیرنگی زمانہ کے خیال میں یہ نظم پڑھتے ہیں ٭ دوران کہ امید عالم سازی ست ٭ ور زیر
و زبر بازی ست ٭ از پردۂ این طلسم خانہ ٭ صد رنگ برآورد زمانہ ٭ نیرنگ قضا ست نقش پرواز ٭ تا دیدۂ
عبرت نکنم باز ٭ جو چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتے ہو تو وہ کیونکر ہوتا جا سے قادر ہیں کثرت راہ پاسکے کبھی ہوسکے
آسمان سے بلند کیا اس طرح مناجات کی سے یارب تو غفوری و گنہگار منم ٭ تو چارہ گری و آہ ناچار منم
بندۂ باری و بے نیاز و بندہ انبازی ٭ یارم چہ شود شوے [illegible] بے یارم من ٭ خداوندا [illegible] بار الٰہا تو خوب
جانتا ہے کہ میں صرف تیری راہ میں اور تیری رضامندی کے لیے جد و جہد کررہا ہوں تمام سرداران دست
راست و چپ کفار کی قید میں مبتلا ہوچکے ہیں حالانکہ ان گرفتاران مصیبت کی بھی غرض تیری رضامندی ہی ہے تو
بنابر حکمت بالغہ کب تک کفار کو خوش کریگا اور ان سرداروں کو کفار کی قید میں مبتلا رکھے گا اس بندۂ حقیر و ذلیل کو
محزون رکھیگا اب تو مرے دم پر آبنی ہے ٭ گویا ہنگام جان کنی ہے ٭ جان سے بہت تنگ ہوں [illegible]
تو کیا کروں میں ٭ اسی اثنا میں حمزۂ ثانی پر غنودگی طاری ہوئی عالم خواب میں دیکھا ایک پیر مرد سفید ریش عمامہ
بر سر قباے صاف و سفید در بر عصاے پیری در دست [illegible] پیری بیکش [illegible] خمیدہ ٭ شدہ ہزار سالہ [illegible]
شگفتہ بر رخ تابان چون ماہ ٭ مصری در رعشہ چون شمع سحرگاہ ٭ پاس [illegible] قریب آئے اور کہا ای حمزہ آج تم
بہت پریشان معلوم ہوتے ہو آگاہ ہو اگر تمہاری پریشانی حد سے گذر گئی تاہم تم کو نہیں چاہیے کہ کوئی کلمہ خلاف
ادب زبان سے نکالو خداوند عالم ہر وقت اور ہر حالت میں قادر و توانا ہے چنانچہ مشہور ہے کہ قدرت خالق اضداد
کچھ دور نہیں ٭ مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں ٭ اگر سرداران دست راست اور دست چپ کفار
کے یہاں مقید ہوگئے ہیں کیا مضائقہ کی بات ہے انکا پیدا کرنے والا انکی بھی کامل حفاظت کرسکتا ہے
اسکی حکمت بالغہ کو کیا سمجھ سکتے ہو اسکے رموز مخفیہ تک تم کہاں تک پہنچ سکتے ہو حمزۂ ثانی نے کہا ای خضر [illegible]
اکرم صفات پہلے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے پھر جو ارشاد فرمائیے کہ اصل غرض یہاں
تکلیف فرمائی کی کیا ہے اور وہ کلمہ کونسا ہے جو خلاف ادب میری زبان سے نکلا اس پیر مرد نورانی صورت نے کہا کہ
میرے نام سے تمکو کچھ کام نہیں ہے اس وقت میرے یہاں آنے کی غرض صرف تمہاری تنبیہ ہے اور وہ صرف یہی
ہے کہ ہر حالت میں خدا کا شکر کرو کسی حالت میں صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ دو خداوند عالم عادل و منصف ہے کسی پر ظلم روا
نہیں رکھتا اپنے مخالفین سے ہرگز راضی نہیں ہے پھر بھی اپنے کسی بندہ کا زحمت و مصیبت میں مبتلا رہنا گوارا نہیں
کرتا یہ سنکے حمزۂ ثانی نے سکوت کیا کچھ سمجھ میں آیا دست بستہ کہا کہ ای بزرگ معظم و محترم واقعی درست فرمایا میں اپنی خطا پر
نادم ہوں یکایک وہ غفلت دور ہوگئی اسی وقت فوج کفار سے نقارۂ جنگ کی بھی آواز آئی حمزۂ ثانی مع
[illegible] سوار ہوگئے خود نقابدار کے مقابلہ میں آئے باطل السحر کا برابر [illegible] نقابدار سے [illegible]

عمود بازی کی نوبت آئی دونون کے عمود شکستہ ہوگئے حرب وضرب گرم رہا زوال آفتاب جنگ گرز و دست و بازو
کی نوبت آئی حمزہ ثانی نے اللہ اللہ احتیاطاً باطل السحر کا ورد کیے ہوئے تھے ایک پہر کامل کشتی رہی تیسرے پہر
حمزہ ثانی نے نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈالکر یا سر سے بلند کر کے زمین پر پٹکا اور گرفتہ و بستہ کر کے اپنے
لشکر مین بھیجدیا بعد مرکب پہ سوار ہوکے سکندر چوپان پر نعرہ مارا کہ اے بے ایمان سکندر چوپان کفش ال
ایزد منان نقابدار کو مین نے گرفتار کر لیا تو اسنے سحر و افسون پر بہت مغرور تھا انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح
تجھکو بھی گرفتار کرونگا آمقابلہ کر یا کسی او سر اجل گرفتہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیج سکندر چوپان
نے جو نقابدار کو گرفتار دیکھا کہا اے حمزہ نقابدار کو چھوڑ دو ورنہ بہت بری طرح پیش آونگا حمزہ ثانی نے کہا
او نابکار تو کیا حقیقت رکھتا ہے جو مجھسے بری طرح پیش آئیگا سکندر چوپان اس جواب سے بہت برہم
ہوا کہا اے خدا پرست تیرے اسقدر سردار گرفتار ہوگئے پھر بھی تیری سرکشی نہین جاتی حمزہ ثانی نے کہا او
پاجی سر کش ہم اپنا پالنے والا خدا سے واحد ولا شریک سے منحرف ہے اور کنکرون پتھرون کی پرستش کرتا ہے خدا
پتھرون کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہین کہ کرتا ہے سکندر چوپان نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ اس خدا پرست
کو ہر چہار جانب سے گھیر کے گرفتار کر لو بمجرد اس حکم کے فوج کفار نے بہیئت مجموعی حملہ کیا بدیع الملک
نے جو یہ یورش دیکھی اسعد بادشاہ سے کہا اب کیا انتظار ہے چلو حمزہ والا قدر پر کفار نے یورش کی بادشاہ
بادشاہ نے کہا اے بدیع الملک بیشک اب محل توقف نہین ہے غرضکہ یہ دونون جوان حمزہ ثانی کی مدد
کو پہنچے اب دونون طرف جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی کشتون کے پشتے سرون کے انبار لگ گئے
لڑائی مین جان لڑا رہے ہوئے تھے کفار کے حواس باختہ تھے گھوڑون کی دوڑ دھوپ سے زمین کو
لرزہ تھا اسقدر خاک اڑی کہ آسمان گرد مین چھپ گیا تھا + زسم ستوران دران پہن دشت + زمین شش
شد و آسمان گشت ہشت + فوج کفار مین بھائی نے بھائی کو ہلاک کیا باپ کو بیٹے نے مار ڈالا سبحان تمیزی کا
طوفان برپا تھا شہزادہ بدیع الملک نے گھوڑے کو کڑکایا تلوار علم کیے ہوئے کفار کے کشتے روندتا
ہوا سکندر چوپان کے قریب پہونچا نعرہ مارا کہ او بدکار و مکار خبردار باش مین تیری جان کا ملک الموت
آپہونچا اسطرف سکندر چوپان نے تلوار علم کر کے گھوڑا بڑھایا بدیع الملک پر وار کیا شہزادہ نے
اس وار کو سپر پر رد کیا ایک ایسا وار تلوار کا سکندر چوپان کی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا
لشکر کفار نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ دیکھا اول ہی حواس باختہ ہو چکے تھے اب بالکل فوج کا رخ کیا
فرار پہ قرار لیا اور بیابان کی راہ لی حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو سینہ سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
اور کہا اے بدیع الملک بخدا کارے کردی سہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اگر تجھے یہ کار نمایان
ظہور مین نہ آتا بالیقین لشکر اسلام کے ترکی تمام ہو گئی تھی بدیع الملک نے بادب تمام تسلیم عرض کیا
اور کہا شہریار یہ جو کام مجھسے ظہور مین آیا فقط اقبال ہمایون سبب تھا ورنہ مین کیا وقعت و حقیقت رکھتا
ہون حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد قیدخانہ تلاش کر کے اُن سرداران دست راست و دست چپ کو
رہا کرو لیکن معلوم وہ سب کس مصیبت مین مبتلا ہونگے چند سردار اُن مقیدون کی تلاش کو چلے
قیدخانہ مین پہنچے قفل زندان توڑا اندرون مکان پہنچے قیدخانہ بہت وسیع و تاریک تھا مشعلین روشن ہوئین تمام
سردارونکو قید و بند سے رہا کیا سبھون اُس قید شدید سے رہا ہوکے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی اور کہا شہریار کیا

عرض کرین کہ کس قید شدید مین اُس موذی نے ہمکو مبتلا کیا کہ بالیقین اُسنے فرعون کا عوض ہمسے لیا حمزہ ثانی
نے کہا ای رستم ثانی تمکو اور سب کو شہزادہ بدیع الملک کا مشکور ہونا چاہیے کہ اُس دلاور دوران کی سعی و
کوشش سے تمھاری رہائی ہوئی اور لشکر اسلام کی جانین بچین ورنہ سکندر چوپان نے کوئی دقیقہ مسلمانون
کے استیصال کا باقی نہ رکھا تھا رستم ثانی نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا یہ دیکھ کے خاموش ہو رہا سرداران
دست راست نے باہم چشمک زنی کی کسینے کسی کے کان مین کہا ای فلان دیکھا تمنے جناب حمزہ ثانی نے
بالاعلان کہدیا کہ تم سب کی رہائی کا سبب شاہزادہ بدیع الملک ہوا مگر پھر بھی رستم ثانی نے کچھ نہ کہا بالکل سکوت
کیا دوسرے نے کہا یہ لوگ کبھی کچھ نہ کہین گے انکی خلقت مین شرارت داخل ہی مگر پھر کیا پائینگے اپنی شرارت و فتنہ پردازی
کی سزا پائینگے اور پاتے ہین مگر نہین معلوم کس قماش کی خلقت ہی کہ متنبہ نہین ہوتے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ نورج آباد کو
لوٹ لو اور عالی شان عمارتون کو منہدم کرو فوج اسلام نے نورج آباد مین جا کے مکانات شاہی کو خوب لوٹا
بارگاہ سکندر چوپان کو ایسا منہدم کیا کہ نشان تک باقی نہ رہا مسلمان با فتح و نصرت اپنے اپنے مقام کو واپس
آئے حمزہ ثانی نے بھی بارگاہ سلیمانی مین آکے قرار لیا بدیع الملک کو بلایا اور کہا ای جوان سعادت نشان
اس وقت مین تمھارے روبرو ایک عجیب واقعہ کا ذکر کرتا ہون یعنے جب تمام سرداران دست راست و دست
چپ سکندر چوپان علیہ اللعن کی قید مین مبتلا ہوگئے مجھپر ایسا انتشار مستولی ہوا کہ حواس خمسہ باقی نہ رہے آخر شب
مین نے درگاہ جناب باری مین مناجات کی منجملہ اُسکے یہ مضمون بھی تھا کہ بار الٰہا آخر کب تک مجکو انتشار مین رکھیگا
سرداران دست راست و دست چپ کو قید کفار مین مبتلا رکھیگا دفعتاً غنودگی طاری ہوئی اور ایک پیر مرد نورانی
صورت عالم خواب مین نمایان ہوئے انھون نے مجکو بہت کچھ تنبیہ کی اور کہا ای حمزہ ثانی تونے چند کلمہ خلاف ادب
زبان پر جاری کیے جو بے صبری کی طرف مخبر تھے خبردار اب ایسے کلام زبان پر نہ جاری کرنا بعدہ خداوند عالم کی
صفت عدل وغیرہ کو بیان کیا اور غائب ہوگئے جب مین بیدار ہوا اپنے اوپر بہت ملامت کی اور عہد کیا کہ آیندہ
کبھی اس طرح کی مناجات درگاہ باری تعالے مین نہ کرونگا مع ہذا فوج کفار سے صداے طبل جنگ سننی
آمادہ پیکار ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے فتح و ظفر کی صورت نظر آئی اے بدیع الملک جب سے یہ واقعہ
روبکار ہوا ہی مجکو سخت تردد ہی ہر وقت خداوند عالم کے قہر و غضب سے پناہ مانگنا چاہیے واقعی مجھسے بڑی غلطی
ہوئی اب یہ بتاؤ کہ یہ شک کس طرح دل سے زائل ہو بدیع الملک نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا اس مین
تو کوئی ایسا کلمہ نہین ہی جو بے ادبی پر محمول ہو البتہ اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ کفار پر فتح حاصل ہو گی اب نقابدار
کو بلا کے اُسکا حال دریافت کرنا چاہیے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ نقابدار کو لاؤ چند مسلمان باطمینان
تمام نقابدار کو لاے حمزہ ثانی کے حکم سے اُسکے چہرہ سے نقاب دور کی گئی دیکھا تو نورج ہے حمزہ ثانی کو کمال
تعجب ہوا کہا ای نورج تونے بڑی مکاری کی خیر اب جو کچھ مین کہتا ہون بغور تامل سُن اور خوب سمجھ کے
جواب دے مین خوب جانتا ہون کہ تو ایک جوان شجاع و دلیر ہی اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور اس ضلالت
و گمراہی سے تائب ہو تو مین تیرے تمام گذشتہ قصورون کو معاف کر دون اور چاہیے خود غور تو کر جس کو تو
خداوند کہتا ہی وہ کیا شی ہی اگر تو فرعون کو خداوند کہتا ہی اور اُسکی قدرت کا قائل ہی تو ظاہر ہی کہ فرعون کس
ذلت و خواری سے ہمارے پاس مقید ہی اور اگر تو خداوند کسی سنگین تصویر کو کہتا ہی تو تجھپر مین کیا قابلیت
ہی لفظ خداوند زیبا ہی خاص اُس خداے واحد و لاشریک کے واسطے جسکے تمام موجودات کے ذرہ ذرہ کا خالق

دونون سے پیدا کر کے محبت سے مملو کیا پیغمبرون کو خلقت کی ہدایت کے واسطے بھیجا یہ دلیل ہین اسکی وحدت
کی ہی کہ جو چیز پیدا کی ایک پیدا کی دیکھو درخت مین کروڑون بلکہ بے حساب پتیان ہین مگر ایک پتی مین دوسری
پتی سے فرق محسوس ہوتا ہی حکیم رحیم کریم علیم سمیع بصیر وغیرہ جملہ اوصاف سے موصوف ہی نوسرج نے کہا
یہ سب کچھ مین نے سنا مگر غرض اس بیان سے تمھاری کیا ہی حمزہ ثانی نے کہا غرض میری یہ ہی کہ دائرہ
اسلام مین داخل ہو تو رہائی ممکن ہی ورنہ ایسے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پہ
افسوس کرینگے نوسرج نے کہا ای حمزہ جو کچھ کہو مجھے منظور ہی مگر مذہب اسلام مین ہرگز اختیار نہ کرونگا خداوند
بت بزرگ کیا ایسے اوصاف میرے دل مین مرکوز ہین کہ خداے نادیدہ کے اوصاف سنکے مطلق میرا دل قبول
نہین کرتا یہی کہ مین ہلاک کیا جاؤنگا باشد مین نے خداوند بت بزرگ پر اپنی جان قربان کی حمزہ ثانی نے
حکم دیا کہ لشکر مین دار نصب کیجے ایک روز خاص نوسرج کی ہلاکت کے واسطے مقرر کیا گیا اوس روز نوسرج
کو گرفتہ و بستہ دار کے پاس لیگئے اسوقت پھر حمزہ ثانی نے کہا ای نوسرج تجھ ایسے جوان صاحب زور
و طاقت کا ہلاک ہونا قابل افسوس ہی لیکن تو ہی بتا کہ اگر تجھے ہلاک نہ کرون تو کیا کرون نوسرج نے کہا
ای حمزہ اس وقت مین بالکل تمھارے اختیار مین ہون اگر تم چاہو تو رہا ہو سکتا ہون اگر ہلاکت کے درپے ہو
تو ہلاک ہو جاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا اگر تو اس خداے واحد ولاشریک سے پناہ مانگے تو ابھی رہا ہو جاے
اور عزت حاصل ہو اوسنے کہا خداے نادیدہ کیا کسی کو پناہ دیگا ہان خداوند بت بزرگ مین یہ قابلیت البتہ
ہی بدیع الملک نے کہا سچ کہا ہی سہ شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے * ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس
ای شہریار والا تبار ہرچند تلقین و تعلیم کی جاویگی لیکن یہ گمراہ ہرگز راہ راست پر نہین آئیگا حمزہ ثانی نے
نوسرج کو دار پر لٹکوا دیا بعدہ تمام سرداران تیر و کمان ہاتھ مین لیکے گرد دار کے کھڑے ہوئے اول تیر حمزہ ثانی کا
نوسرج کی پیشانی کی طرف رہا ہنوز وہ تیر پیشانی تک پہونچنے نہین پایا تھا کہ بالا سے ہوا سے پنجہ پیدا
ہوا اور نوسرج کو اوٹھا لیگیا حمزہ ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا یارو یہ کیا غضب ہوا کہ یہ ناپاک ہمارے
ہاتھ سے نکل گیا مین سمجھا کہ اس مردود کا قصہ پاک ہوا مگر پھر بھی خدشہ باقی رہگیا بارگاہ مین واپس آئے
تمام عیارون کو جمع کیا کہا ای عیاران طرار وای سرہنگان جلادت شعار گردون دون وزمانہ بوقلمون کی
نیرنگیان ظاہر ہین تم دیکھو کہ جب تمام قصہ فرد ہونے کے قریب پہونچا تو یہ واقعہ روبکار ہوا نوسرج گیا ہی غالبا
پھر ہنگامہ آرائی اور فساد برپا کریگا للہذا اوس مکار کی جلد خبر لینا چاہیے یہ کام تم لوگون کا ہی جاؤ دریافت
کرو کہ وہ مردود کہان گیا ہی اگر موقع پاؤ تو گرفتار کر لاؤ ورنہ ہمکو اوسکی قیامگاہ کا پتہ بتاؤ اور یہ بھی دریافت
کرو کہ نوسرج کو کون لیگیا ہی بدیع الملک نے کہا شہریار یہ تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا مگر اب از سر نو بندوبست
کرنا چاہیے تاکہ وقت پر کسی طرح کی دقت نہو حمزہ ثانی نے کہا بہت ٹھیک اور اوسی وقت از سر نو قلعہ ذوالامان
کی ترتیب کا حکم دیا اوسی وقت کارگزارون نے بہت خوب کمر ہمت کو مضبوط باندھا اور ہزار بازو
لیکے قلعہ ذوالامان کی درستی مین مصروف ہو گئے شب و روز قلعہ مین کام ہوتا تھا حمزہ ثانی کی سخت
تاکید تھی کہ جلد کام ختم ہو مصارف زائد کا کچھ خیال نہ کیا جاوے

اسمین [illegible] جناب حمزہ ثانی کو قلعہ ذوالامان کی از سر نو درستی وغیرہ مین مصروف
رکھا جاتا ہی اور اسی مین خلیل با عیار نوسرج بدرگ کے حال کی نسبت [illegible] سنائی گئی ہی

مری محمل نشین کے آگے لیلیٰ کا جو مفتون ہے ٭
تو وہ لیلیٰ ہے ظالم ہر پری رو تیرا مجنون ہے ٭
ترے قد کا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہے
ترکون آغوش مین مانند ساحل کیون نہ عالم کو
بظاہر سب مساوی ہین مگر ہے فرق باطن مین
بلندی مین مثال آسمان گر قصر نعما تو کیا
سیہ کاری ہی حاصل ہے سیہ کارون سے ملنے مین
بہار حسن جانان نے کیا یہ رنگ گلشن کا
سفید اُس آفت دوران نے جو مو باف ڈالا ہے
نکالے گر فصد تیری خون ہو جائے زمانے مین
کہ کیونکر رو نہ سکتے لال ہو جائین مری آنکھین

تو مجنون ترا مفتون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے ٭
ترے آگے جو ہے شمشاد قامت بید مجنون ہے
ترے دیوان مین ہے جو الف اک سرو موزون ہے
حباب و موج مین سب دوست دشمن یارچون ہے
نہ ہر سینہ مین حکمت ہے نہ ہر خم مین فلاطون ہے ٭
زحل کے بام سے زیر زمین آخر فریدون ہے
سیاہین وسمہ بالون کے سیہ کرنے مین صابون ہے
کہ جائے برگ گل ہر غنچہ مین اک قطرہ خون ہے
برنگ شاخ شبوان دونون گیسو سے شبگون ہے
تو وہ لیلیٰ ہے ظالم ایک عالم تیرا مجنون ہے ٭
شب فرقت مین اے ناسخ خیال روئے گلگون ہے

سخنیان بلاغت قرین و شاعران فصاحت آئین اپنے زور طبیعت سے مضمون آفرین ہوتے اس طرح قابل تحسین و آفرین ہوئے کہ جب نورج بدرگ کو حمزہ ثانی نے گرفتار کر لیا اہرمن فیلپا عیار نورج گھبرایا ہوا وہان سے بھاگا طلسم نارستان مین پہونچا صفعان شاہ جادو کی ملازمت حاصل کی اُسنے جو اہرمن کو منتشر دیکھا حال پوچھا اہرمن نے کہا غضب ہو گیا نورج کو اپنے زور و طاقت اور اس اسم سر طلع الا فہر بڑا بھروسا تھا مگر اُسکا عکس ظہور مین آیا یعنی خدا پرستون نے اُسکو گرفتار کر لیا ہر چند کہ نورج نے داد مردی و مردانگی دی لیکن اسم نے کچھ اثر نہ دکھایا خدا پرست بڑا کام کرتے ہین افسون دیکھ سے نفرت کرتے ہین اور مطلق نہین ڈرتے صفعان شاہ جادوگر کو تعجب ہوا کہا اے اہرمن واقعی مین نے تجربہ اسم پڑھ کے دم کیا تھا پھر بھی نورج گرفتار ہو گیا اہرمن نے کہا اے بادشاہ جلد نورج کی خبر لے ورنہ خدا پرست اُسکی ہلاکت کے در پے ہین اگر نورج ہلاک ہو جائیگا تو جادوگرون کو سخت ذلت حاصل ہوگی صفعان شاہ نے مصور جادو کو طلب کیا اُس سے کہا جلد جا نورج کو مسلمانون نے گرفتار کر لیا ہے اُسکو رہا کر لاؤ مصور جادو روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ حمزہ ثانی تمام سرداران لشکر اسلام کا گرد دار کے پرا باندھ رہے تھے سب تیر و کمان ہاتھون مین لیے تھے نورج دار پر آویزان تھا حمزہ ثانی نے تیر چلہ کمان مین رکھا ادھر مصور نے اسم سحر پڑھا اور دم کیا اس چالاکی سے دار کے پاس آیا کہ کسی نے نہ دیکھا فوراً نورج کو اُٹھا لے گیا سب نے دیکھا کہ نہ جانے کیا مصور جادو نورج کو لیے ہوئے صفعان شاہ جادوگر کے پاس پہونچا کہا اے بادشاہ حسب الحکم والا نورج حاضر ہے نورج نے جو صفعان شاہ کو دیکھا بہت خوش ہوا دست و پا بستہ تھے سلام کر سکا اشارہ سے سلام کیا صفعان شاہ نے حکم دیا کہ نورج کے دست و پا کو کھولدو ایک جادوگر آگے بڑھا انگشت وسطی سے نورج کے دست و پا کی طرف اشارہ کیا کچھ پڑھا فوراً تمام بند از خود کھل گئے نورج نے فریاد کی کہ اے صفعان شاہ خدا پرستون نے بہت سر اٹھایا ہے کسی کی حقیقت نہین سمجھے سحر و افسون کا رد کر دیا اور سب باتون

جادوگرون کو سخت تکلیف ہوتی ہین علے الخصوص بدیع الملک یہ جوان بڑا سفاک ہو اسکا داون کبھی خالی
نہین جاتا ہی ہر دم کار نمایان کرتا ہو اگر بدیع الملک نہوتا ہین ہرگز گرفتار نہوتا مسلمانون کے حواس باختہ
ہو گئے تھے مگر بدیع الملک سے بس نہ چلا اگر وہ گرفتار کر لیا جاوے تو پھر مسلمانون کا استیصال کچھ
مشکل نہین ہو ضعمان شاہ نے مصور جادو کی طرف دیکھا کہا کیا کہتا ہو بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور
ہو اگر ممکن ہو تو جا بدیع الملک کو گرفتار کر لا ہنوز مصور جادو نے اس بات کا جواب ضعمان شاہ کو نہین دیا
تھا کہ مرعوب جادو ضعمان جادو کے پاس آیا کہا کیا باتین ہو رہی ہین ضعمان جادو نے تمام کیفیت بیان
کی اور کہا مسلمانون نے بہت سر اٹھایا فلان اسم پڑھ کے تورج پر دم کیا تھا ای مرعوب جادو تو جانتا ہی
کہ وہ اسم کیسا زبردست ہو اسنے کہا بیشک ضعمان شاہ نے کہا پھر بھی تورج کو بدیع الملک نام
ایک مسلمان نے گرفتار کر لیا اور دار پر آویزان کر چکا تھا کہ مجکو خبر ہو پہنچ گئی مصور جادو کو بھیج کے تورج کو
دار پر سے منگا لیا اب بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور ہو مصور جادو کو بار دیگر بھیجتا ہون مرعوب جادو
نے کہا ای بادشاہ مین نے توریت مین دیکھا ہی کہ اگر اس مرتبہ بدیع الملک طلسم مین وارد ہوگا ضرور اسکے ہاتھ
سے طلسم شکست ہو جائیگا میری راے ہرگز نہین ہو کہ بدیع الملک طلسم مین لایا جاوے آئندہ اختیار ہے
ضعمان شاہ بہت برہم ہوا کہا ای مرعوب جادو تو کیا بکتا ہو اپنے حواس درست کر طلسم خارستان کا شکست
ہو جانا بچون کا کھیل نہین ہو کہ ہر کہہ و مہ کے ہاتھ سے شکست ہو جائیگا بدیع الملک کی کیا وقعت ہو مرعوب
جادو نے کہا مین وقعت وغیر وقعت کی نسبت کچھ نہین کہتا جو کچھ مجکو دریافت ہوا ہو بیان کر دیا ضعمان جادو
نے کہا بھلا عقل بھی کوئی شئے ہو بھلا بدیع الملک طلسم کی گنتی ہو وہ تو اسیر مین پھنسا کے قبضہ مین ہو
اور بدیع الملک کے ہاتھ سے طلسم شکست ہو جائیگا کس طرح ممکن ہو بات بھی وہ کہی جس کو سنکے
ہنسی آئے اور مصور جادو کی طرف دیکھکے کہا تو کسکا انتظار کرتا ہو جا بلا تکلف بدیع الملک کو پکڑ لا
مگر خبردار خوب مشکم باندھنا یہان تک پہنچ جاے پھر تو مین یہان اسکا بخوبی بندوبست کرونگا مرعوب
جادو نے کہا ای ضعمان شاہ دیکھ کیا کرتا ہو تیری راے غلطی پر ہو ضعمان جادو نے کہا تو دیوانہ ہو گیا
ہو اپنے دانش کا علاج کر میری راے ہرگز غلط نہین ہو تجھ ایسے کتنے اکثر بکا کرتے ہین اور مصور جادو
کی طرف اشارہ کیا تو جا مصور جادو حسب الحکم ضعمان شاہ جادو وہان سے روانہ ہوا عقاب [illegible]
سے مشابہ ہوا بدیع الملک بارگاہ سلیمانی کے پاس بیٹھا ہوا تھا تورج بدرگ کی باتین ہو رہی تھین
کہ نہین معلوم تورج کو کون لیگیا اور کس وقت لیگیا کہ جب قصہ تمام ہونے کو تھا ایک لمحہ کا توقف اور
ہوتا تو اس نابکار کا کام تمام کر دیا جاتا مصور جادو بصورت عقاب وہان پہونچ چکا تھا بدیع الملک کے
کمربند مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لے گیا اور تھوڑی ہی دیر مین مع بدیع الملک ضعمان شاہ کے پاس
پہونچا ضعمان شاہ مصور جادو کی اس چالاکی سے بہت خوش ہوا کہا ای مرعوب دیکھ جن جادوگرون کو
یہ قابلیت و قدرت حاصل ہو انکے مقابلہ مین مسلمان کیا کر سکتے ہین یہی نا کہ ایک وقت گرفتار کر لین
دوسرے وقت رہا ہو جائینگے اور مصور کو خلعت دیا بعدہ قراقر جادو کو طلب کیا اور کہا ای قراقر یہ جوان
خدا پرست تیری حراست مین دیا جاتا ہی خبردار اسکی حفاظت و نگہبانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا
ورنہ اگرچہ یہ سحر و افسون نہین جانتا ہی لیکن ایسا چالاک و ہوشیار ہو کہ فوراً نکل جاویگا ای قراقر مجکو مین نے

ہی آگاہ کر دیا ہی پھر بھی اگر یہ جوان تیری حراست سے نکل جاویگا تجکو بہزادو نگا جو سزا اسپس جادو کو دی تھی کیونکہ
تمھاری حراست سے یہ جوان خدا پرست نکل گیا تھا بہزار کوشش گرفتار کیا ہی قراقر نے قبول کیا اور بدیع الملک
کو گرفتہ و لبستہ لا کے اپنے مکان مین مقید کیا ہر چہار جانب مکان کے اسم سحر پڑھا کھینچونکا اور شاہزادہ سے کہا ای خدا پرست
اگر تو کسی طرح کی طاقت رکھتا ہی تو کسی اور وقت کے واسطے موقوف رکھو میری حراست سے نکلنے کا قصد نہ کرنا
اسواسطے کہ مین نے سنا ہی خدا پرست صاحب رد سحر ہوتے ہین اگر تو میری حراست سے رہا ہوجائیگا میری جان
مفت ضایع ہوگی جس طرح اسپس جادو کی جان ضایع ہوئی اور یہ ممکن نہین کہ تو بار دیگر گرفتار نہ کر لیا جاویگا
ضعمان شاہ جادو اپنے نام کا ہی شاہزادہ نے کہا ادبو قوف اگر میرا اختیار ہوگا تو مین کیون اس قید مین مبتلا رہونگا
تو جس طرح ممکن ہو میری حفاظت کر قراقر جادو نے کہا خیر تجھے اختیار ہی اور نصف شب تک بیدار رہا کیونکہ
قراقر کو خیال تھا کہ ضرور خدا پرست اس جوان کی رہائی کی فکر مین ہونگے جب نصف شب گذر گئی قراقر جادو پر
خواب کا غلبہ ہوا بیخبر سو گیا بدیع الملک نے دیکھا کہ یکایک زمین سیر کی طرح پھٹی اور اس مقام سے
اجروس خنجر در دست بر آمد ہوا چاہتا تھا کہ قراقر جادو کا سر تن سے جدا کرے یکایک قراقر جادو خواب سے
بیدار ہوا اور کہا ای اجروس سلام علیکم خوش آمدی صفا آوردی اجروس نے ہاتھ کو روک لیا اور بحر
حیرت ہو کے سکوت مین بیٹھ لیا قراقر نے کہا ای برادر اجروس تم متحیر کیون ہوگئے کچھ کہو تو سہی اجروس نے کہا ای
قراقر متعجب ہون تو کیا کرون مین یہان تیرے قتل کے واسطے آیا تھا عنقریب تجھپر وار کرتا تو بیدار کیونکر ہوگیا اور تجکو
کس طرح معلوم ہوا کہ مین اجروس ہون کیا تجکو پیشتر سے اطلاع ہوگئی اور اس انتظار مین تو نے اپنے کو غافل بنا
ڈالدیا تھا قراقر جادو نے تبسم کیا اور کہا ای اجروس مجکو پیشتر سے اطلاع تھی اور نہ مین نے دانستہ اپنے کو غافل بنایا
اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی کہ ابھی مین متحیر سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف
لاتے ہین ان حضرت کا رعب ایسا میرے دلپر طاری ہوا کہ مین نے اختیار تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا ان حضرت نے
فرمایا بیٹھ جا ای قراقر تجکو کچھ تنبیہ کرنے آیا ہون وہ یہ ہی کہ شہزادہ بدیع الملک جو تیری حراست مین ہی تو نہین جانتا
کہ کس مرتبہ کا جوان ہی ضعمان جادو نے اگرچہ غلطی کی کہ اسے گرفتار کیا ہی وہ اس غلطی کی سزا پائیگا تو کیون
دانستہ غلطی مین مبتلا ہوتا ہی خدا ے تعالی کا واحد ہونا برحق اسکا عادل ہونا برحق اسکے پیغمبر برحق پیغمبرون کے کا
برحق قیامت کا آنا برحق اور بھی جو کچھ شریعت اسلام مین مقرر ہی سب برحق ہی جب تک تو گمراہ رہا رہا اب تو راہ راست
اختیار کر یعنے دین اسلام اختیار کر اور تعجیل کر اجروس تیرے قریب پہونچ کے خنجر کھینچ چکا ہی بیدار ہو کے اس سے
ملاقات کر ورنہ اسکے وار سے تو ہلاک ہوجائیگا پس مین نے فوراً کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوا آنکھ جو کھلی تمھین سامنے
کھڑا پایا اسلام کیا اب جو کچھ مجھے کہنا تھا کہ جسکا اب تمھین اختیار ہی چاہو مجھے ہلاک کر دو چاہو در گذر کرو ہر صورت سے
بدیع الملک کا رہا ہونا لازمی ہی اجروس نے کہا ای قراقر اب میری کیا مجال ہی کہ تجھے کسی طرح کا صدمہ پہونچا
سکون شہزادہ بدیع الملک رہا کر خداوند عالم تیری توفیق مین برکت عطا کرے قراقر اٹھا کچھ اسم پڑھا شاہزادہ
بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کیا اجروس نے کہا ای شہزادہ ہیکل کا کیا بندوبست کیا کسکے پاس ہی اگر
ایسا مقدم ہی بدیع الملک نے کہا ای قراقر تجھی سے یہ کام بھی ہوسکتا ہی اسمین قبلہ ... مین ہیکل کو
اسکے لادے تیرا بڑا احسان ہوگا انشاء اللہ الرحمن کل جب ضعمان شاہ کو قتل کرینگے طلسم کی بادشاہی ...
نام ہم مقرر کرینگے اس مین کمی نہوگی یا ... گفتہ کہا ... حاصل کروا دے قراقر نے کہا جاتا ہون ...

ہیکل لاتا ہون لیکن اہرمن فیلپا کے پاس ہوگی پلا گیا اور وہان سے روانہ ہوا اہرمن کے پاس پہونچا وہ وقت
بجز سور رہا تھا قراقر نے اُس آہستگی سے ہیکل اُسکے گلے سے اُتاری کہ مطلق اُسکو اطلاع نہوئی ہیکل لاکے دی بدیع الملک
ہیکل پر پوسہ دیا اور گرد بنین ہین لی کہا ای قراقر اب یہ بھی بتا کہ اس طلسم کی لوح کہان ہے اُسنے کہا کہ اس طلسم کی لوح نہین ہے بتایا کہ
نے کہا اگر لوح نہین ہے تو یہ طلسم کسطرح فتح ہو سکتا ہے اُسنے کہا اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ کے ہلاک ہونے پر موقوف ہے جسوقت
صنعان ہلاک ہوگا اُسی وقت یہ طلسم بھی شکست ہوجائیگا اگر کسی لوح پر اس طلسم کا فتح ہونا موقوف ہوتا مجکو ضرور
اُس لوح کا حال معلوم ہوتا اور لوح کو حاضر خدمت کرتا جب صبح ہوئی صنعان شاہ بیدار ہوا تمام شب بدیع الملک کی
فکر مین بیتاب رہا تھا مصور کو طلب کیا کہا ای مصور جا بدیع الملک کو لے آ اُس خدا پرست کو ہلاک کرنا مقصود
ہے جب تک اُسکا قصہ پاک نہوگا طلسم مین خرابی رہیگی مصور وہان سے قراقر کے مکان پر آیا دیکھا بدیع الملک
قید و بند سے رہا ہے بہت برہم ہوا نعرہ مارا کہ او نالائق یہ خدا پرست بادشاہ کا دشمن جان ہے تو نے اسکو رہا کردیا یہ کیا غضب
کیا مین جاتا ہون بادشاہ کو اس حال کی خبر کرتا ہون فی الفور تو ہلاک کیا جائیگا اس عدول حکمی کا کیا باعث اگر
بادشاہ کو رہا کردینا منظور ہوتا تیری حراست مین کیون دیتا قراقر نے کہا ای مصور اس بحث سے کیا فائدہ پہلے یہ بتا
کہ اس طلسم کا فتح کرنے والا کون ہے اور کسکے نام نامی پر یہ طلسم مرتب ہوا ہے مصور نے کہا اگرچہ مجکو اس بات کی اطلاع ہے
کہ اس طلسم کی فتح خاص بدیع الملک پر موقوف ہے لیکن یہ نہین معلوم ہے کہ بدیع الملک کی ہیکل صنعان
شاہ کے پاس ہے اور ہیکل ہی پر مدار فتح ہے پھر کس طرح بدیع الملک طلسم کو فتح کرسکتا ہے قراقر نے کہا ای نادان
تجکو حقیقت حال سے اطلاع نہین ہے اگر فتح طلسم کا دار و مدار ہیکل پر ہے تو کیا ہیکل بدیع الملک کے پاس نہین ہے
اُسنے کہا یہ مجکو خوب معلوم ہے کہ بدیع الملک کی ہیکل اہرمن فیلپا کے پاس ہے بدیع الملک کے پاس
ہرگز نہین ہے قراقر نے بدیع الملک کی قبا کا تکمہ کھولا کہا دیکھ یہ کیا شی ہے مصور نے جو بدیع الملک
کے گلے مین ہیکل دیکھی کہا تعجب ہے مجکو گمان تھا کہ ہیکل اہرمن کے پاس ہے قراقر نے کہا تیرا گمان صحیح ہے بیشک یہ ہیکل
اہرمن کے پاس تھی ابھی ہم اُس سے لے آئے مصور نے کہا ای قراقر اب مجکو بھی یقین ہوگیا کہ ضرور فتح طلسم کا
زمانہ آگیا اور بیشک یہ جوان صاحب اقبال طلسم فتح کریگا تیری رائے ہے قراقر نے کہا میری جو کچھ رائے ہے وہ بدیع الملک روشن ہے
اپنی رائے کو بیان کر اُسنے کہا اسوقت تو مین اپنی رائے کو تیری رائے سے مطابق کرنا چاہتا ہون قراقر نے کہا میری رائے یہ ہے
اسلام کو مین سچا اور برحق سمجھتا ہون فرعون اور بتون کو مین کچھ نہین سمجھتا رجل الحمار وغیرہ کی پرستش سے درگذر
یا نون پوجا اسنے بت کا جس سے نہ کچھ آیا نہ گیا ٭ سر جھکایا لا کہہ تا نگا خاک بھی پایا نہ کچھ ٭ اگر تو اپنی رائے کو میری
رائے سے مطابق کرنا چاہے بصفاے قلب کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ مصور نے
بھی کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام مین داخل ہوا یہان صنعان شاہ مصور کے انتظار مین تھا جب دیر ہوئی سمجھا
ایسا نہو کوئی نیا واقعہ روبکار ہوا ہو طلسم کی حالت مخدوش ہے ہر عوب کو بلایا کہا مین نے مصور کو قراقر کے یہان
بھیجا ہے تاکہ بدیع الملک کو لے آئے اُسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا ابتک نہین آیا تو جا اور قراقر کو مع مصور بدیع الملک
یہان لے آ خبردار دیر نہ کرنا جسقدر دیر ہوئی ہے میرے دل مین ہول پیدا ہوتا ہے کہ خدا پرست کا معاملہ ہے ہر مرتبہ قید و
بند سے رہا ہو جاتا ہے اس اثنا مین دیکھا اہرمن فیلپا پیچتا پیٹتا چلا آتا ہے صنعان کے پاس آتے ہی اُسنے ٹوپی
پھینکدی اور کہا ای صنعان شاہ فریاد ہے بڑا غضب ہوگیا جس بات کا مجکو ہر وقت خدشہ رہتا تھا وہی بات پیش
آئی صنعان شاہ نے متعجب ہو کے کہا کچھ بیان کر کیا غضب ہوا اُسنے کہا ای ملک صنعان آج رات کو کوئی میری غفلت

آیا اور میرے پاس سے ہیکل چرا لے گیا سچ کہتا ہوں مجھکو بڑا ملال ہے صنعان شاہ نے کہا او کم بخت تجھکو ملال ہے تو کیا ہے
تو نے ہیکل کی کامل طور پر حفاظت نہ کی غفلت میں ہیکل کو کھو دیا مصور کو قراقر کے یہاں بھیجا تھا کہ بدیع الملک
کو لے آئے اسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا پرست بھی ہو گیا ورنہ مصور اب تک واپس آتا
اور بدیع الملک کو لے آتا قراقر کے خیال سے مشکوک ہونے کی مجھکو خبر پہنچی ہے خیر دیدہ باید کہ چہ شود اور حکم دیا کہ طبل لشکر
کمربندی ہو اس طرف لشکر تیار ہوا اسطرف صنعان شاہ مسلح و مکمل ہوکے مرکب پر سوار ہوا ایک لاکھ جادوگروں
کی جمعیت تھی جسکو ہمراہ لیکے قراقر کے مکان کی طرف روانہ ہوا یہاں قراقر و مرعوب مع شہزادہ بدیع الملک
باطمینان تمام بیٹھے ہوئے تھے یکایک ان سبکو خبر پہونچی کہ صنعان شاہ جادو ایک لاکھ جادوگروں کی فوج
لیے ہوئے اس طرف چلا آتا ہے بالیقین اسکا ارادہ جنگ کرنے کا ہے شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان بہادر
زمانہ دلاور یگانہ ہے فوراً اٹھ کھڑا ہوا سلاح و یراق سے آراستہ ہوا قراقر نے کہا اے جوان تو تنہا ہے ایک لاکھ فوج
سے کس طرح مقابلہ کریگا اور فوج بھی جادوگروں کی شہزادہ نے کہا کچھ ڈر کی بات نہیں ہے خدا میرے ساتھ ہے اگر ایک لاکھ
جادوگروں کی جمعیت ہے تو کیا اور ایک کروڑ کی جمعیت ہوگی تو کیا ہوگا تو تماشا دیکھ کہ خدا تعالیٰ کس طرح کام بناتا ہے قراقر
نے کہا تو دانی و کار تو اور مرکب حاضر کیا شہزادہ اسکے مرکب پر سوار ہوا کہا اے قراقر اور مرعوب تم دونوں خوب
غور و فکر کرکے لوح طلسم کا مجھکو نشان دو تاکہ میں اس طلسم کے فتح کرنے کی کوشش کروں قراقر نے کہا اے جوان
میں نے پیشتر ہی عرض کیا کہ اس طلسم کی کوئی لوح نہیں ہے اگر لوح ہوتی تو میں ضرور نشان دیتا اور میرے
کہنے پر کیا موقوف ہے مرعوب موجود ہے اس سے دریافت کر لو مرعوب نے کہا اے جوان بیشک اس طلسم کی کوئی لوح
نہیں ہے اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ جادو کی ہلاکت پر موقوف ہے شاہزادہ خوش ہوا اس اثنا میں صنعان
شاہ جادو فوج کثیر لیے ہوئے آپہونچا قراقر جادو کے مکان کو چہار جانب سے گھیر لیا شہزادہ بدیع الملک
ہر مرتبہ چاہتا تھا کہ مکان کے باہر آئے صنعان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرے قراقر مانع ہوتا تھا اور کہتا تھا اے
جوان سعادت نشان زمانہ کے واقعات عجیب و غریب ہوتے ہیں اگر تو صنعان شاہ کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا تو
ہم سب مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے اسواسطے کہ ہم نے تیرے مذہب کو اختیار کیا ہے صنعان شاہ ہمارے
حال کی خبر پاکے ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا بدیع الملک کہتا تھا اے قراقر تو اسقدر کیوں مشوش ہے انشاء اللہ تعالیٰ
صنعان شاہ مجھکو ہرگز گرفتار نہیں کرسکیگا اُس طرف صنعان شاہ نے دیکھا کہ قراقر کے مکان میں بدیع الملک
موجود ہے ابھی تک باہر نہیں آیا بالاے دیوار چند جادوگروں کو چڑھایا کہا مکان میں پہونچ کے بدیع الملک کو
گرفتار کر لو اور دروازہ کھول دو تاکہ فوج مکان میں پہونچ کے تمہاری معین ہو جو کہ دیوار پر گیا شہزادے نے دوڑ کے الماس وار
تلوار کا اسپر کیا کہ دو لخت ہوکے زیر دیوار گرا صدہا جادوگر اسیطرح ہلاک ہوئے بدیع الملک نے کہا اے قراقر تو مجھکو
مکان سے باہر نہیں جانے دیتا ہے ایسا نہو کہ میں یہاں گرفتار ہو جاؤں پھر کوئی تدبیر بکار آمد نہ ہوگی قراقر و
مرعوب نے کہا ہم بھی ساتھ ہیں بیرون خانہ چلکے ان کفار سے مقابلہ کرو شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ دو دل
یک شود بشکند کوہ را الغرض بدیع الملک مع قراقر و مرعوب مکان کا دروازہ کھول کے باہر نکلے جونہی صنعان
شاہ کی نظر بدیع الملک پر پڑی گھبرا گیا اور پکار کے اپنی فوج سے کہا کہ یہ ہیں خدا پرست سامنے بدیع الملک نے
پکار کے کہا اے قراقر و مرعوب تم دونوں تلواریں علم کر لو میں اس بد نہاد کیطرف حملہ کرتا ہوں تم آنکھیں بند کرکے
تلوار مارنا شروع کر دو اسوقت کی کارزار پناہ بخدا شاہزادہ تیغ الماس رنگ علم کیے ہوئے فولادی

گیا تھا انواع اقسام کے جواہر کوٹھریون مین بھرے تھے طرح طرح کے اسلحہ تہ خانون مین تھے جنکا قبضہ جواہر نگار تھا اور بھی صد ہا قطلیان طلائی بلین جنکے غلاف مخملی کا رچوبی تھے اور اس طرح حفاظت سے رکھے تھے کہ گویا ابھی بنا کر ہوئے ہین ان قطیون مین جو قفل لگے تھے وہ بھی طلائی اور مرصع تھے تمام اشیاے مقفل کی کنجیان نہایت احتیاط سے ایک قطلی مین رکھی تھین اور اس قطلی کی کنجی تہخانے کی دیوار مین آویزان تھی وہ کنجی ایسی بھدا اور خوبصورت بنی ہوئی تھی اور ایسے مقام پر آویزان تھی کہ جب شاہزادہ خزانہ مین داخل ہوا پہلے نظر اُس کنجی پر پڑی شاہزادہ نے اُس کنجی کو گل میخ طلائی پر سے اُتار لیا کچھ حرف محسوس ہوئے لکھا تھا ای فاتح طلسم یہ کنجی تمام کلید کی اسباب طلسم کی ہے شہزادہ نے وہ کنجی ہر ایک قفل مین لگائی کوئی قفل نہ کھلا البتہ ایک قفل کھلا جب پٹاری کو کھولا دیکھا اُس پٹاری مین ہزارہا کنجیان انواع قسم کی رکھی ہین ہر ایک کنجی سے ہر ایک قطلی کو کھولا وہ وہ مال واسباب جواہر نگار اُن قطیون مین سے نکلا جو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا منجملہ اُن قطیون کے ایک قطلی تھی جب اسکو کھولا جامہ زرتار مین پیچیدہ ایک لوح سفید نکلی اُس لوح مین نستعلیق سیاہ حرفون سے بہت خوش خط یہ مضمون لکھا تھا۔ الحمد للہ والصلوٰۃ علے محمد رسول اللہ والسلام علے ولی اللہ وصی رسول اللہ اما بعد ای عالی ہمم فاتح طلسم سہ جو انسان نداند بجز خورد و خواب ۔ کدامش فضیلت بود بر دواب ۔ کہ ولیت و سہولت بسبب خرابی و بدبختی و چالاکی باعث کامیابی ہوا ای فاتح طلسم اگر کوشش کرکے یہان تک پہونچا تو وہ تمام مال بے بلا شرکت غیرے یہ سب تیرا مال ہے۔ والسلام۔ بدیع الملک نے خوش ہوکے وہ لوح سفید پھر اُسی قطلی مین رکھدی اور قراقر کو بلا کر کہا ای قراقر مین نے تجھے وعدہ کیا تھا بہار اس طلسم کی حکومت تیرے حوالہ کی اور ہر عجوب کو طلب کرکے کہا ای ہر عجوب ہمنے تجکو قراقر بادشاہ طلسم کا وزیر مقرر کیا اس انتظام کے بعد شہزادہ بدیع الملک نے لشکر حمزۂ ثانی کی طرف کوچ کیا۔

داستان آنا بدیع الملک کا لشکر حمزۂ ثانی مین اور بظاہر مسلمان ہونا نوروج بدبرگ اور اہرمن فیلپا کا مع حال جشن مسطور ہوتا ہے

شب چو کشاد از نسیم نافۂ مشک تتار
عود قماری بسوخت مجمر شب از بہار
سوسن تر بر شکست در چمن آسمان
زہرہ لبسان سمن شقری چون ارغوان
از صدف روزگار ریخت بگردون گہر
لعل مرصع نمود شکل ثریا نگر
خسرو تخت افق ہمچو شہان بارور
بخشش زر پیشہ کرد دست چو حاتم کشا
قبۂ افلاک او کلہ طاؤس رنگ
ہمچو سلیمان نگر دگر چہ شتاب و درنگ

سنبل شب داد بوی غالیہ زلف یار
باد چو عطار شد در چمن روزگار
لالہ و نسترن نمود چرخ چو در بوستان
نعش شمال چو گل جو ناچون گلستان
گوہر کانی نمود در شب از آن با خبر
زین ہمہ آسمان رفتہ نماندہ اثر
تاج ملمع بزر بر سر خود بر نہاد
انجم کز آن شب شدہ روز تماماچ ای
رشتۂ نقش شدہ روان رست چو شیر خدنگ
خسرو رومی چو تیغ زد شہنشاہ زنگ

عنبر سارا فشاند طرۂ شب پر نہار
ساخت ز مشک عبیر لخلخۂ عنبری
شکل مجرہ چو جوی چرخ چو آب روان
مہ سیمان نجوم ہمچو گل عبہری
سنبل آل کشادہ شب مہ تا سحر
چونکہ کشید آفتاب خنجر اسکندری
رایت زرین فراشت چون علم کینہ ور
کرد تجلت افق بر سپر یاران سری
تا نگر از دو چشم لشکر او را بچنگ
از دو شنہ زنگی کشیدہ راست چو دلو انبری

بہار پیرایان بساتین حکایات رنگین و گلچین آرایان حدائق روایات نقش و فرین ابیات کو سخن ہستے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سبز و شاداب کرتے ہین کہ جب فلک آستان ثریا مکان زیب اریکہ شاہی

رونق وسادہ ظل الہی حاجت رواے مرادمندان رحم فرماے حال زار مستمندان سیرکنندہ عجائبات فاتح
طلسمات صاحب شوکت وفر یعنے شاہزادہ بدیع الملک نامور صفوان شاہ جادوگر کو کشتہ کرکے
طلسم کو فتح کرچکا اور مال واسباب طلسم اپنے قبضہ مین لا کے قرانقر کو طلسم کی حکومت تفویض کرکے
فراغت پائی وہان سے روانہ ہوکے بعد طے مراحل وقطع منازل تاجدار اقلیم رفعت وباجگیر ممالک حکومت
کنندہ بیخ کفر وکافری برہم زن ہنگامہ سحر وساحری تائید یافتہ آسمانی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی جناب
صاحبقران حمزہ ثانی کی خدمت سراپا عظمت مین پہونچ کے مشرف بشرف ملازمت ہوا حمزہ ثانی
بدیع الملک کو دیکھ کے بہت خوش ہوے سلیمان اعظم کی طرف اشارہ کرکے اسکا حال پوچھا
بدیع نے حقیقت سلیمان اعظم کی بیان کی حمزہ ثانی نے فرمایا ای بدیع الملک اب کچھ حال
گرفتاران مکار کا بیان کرو کہ انکے مقابلہ مین تمنے کیا کارنمایان کیا بدیع الملک نے ملازمون سے پہلے اشارہ کیا فوراً تورج
وبراہمن فیلپا گرفتہ وبستہ حاضر کیے گئے حمزہ ثانی نے متعجب ہوکے پوچھا یہ دونون گبر کون ہین بدیع الملک
نے کہا انمین ایک تورج بدرگ ہی اور یہ براہمن فیلپا ہی یہ بڑا زبردست جادوگر ہی تورج بھی سنگ زر
برادر شغال ہی لیکن یہ فن جنگ وحرب سے بس واقفیت رکھتا ہی حمزہ ثانی نے کہا اگرچہ فن حرب سے بھی
بخوبی واقفیت رکھتا ہی غالباً اس کے گرفتار کرنے مین سخت دقت واقع ہوئی ہوگی بدیع الملک نے
مفصل کیفیت ان دونون کے گرفتار کرنے کی بیان کی اور کہا ای والامنزلت تورج بدرگ بیشتر اوقات
بذریعہ تیغ کے رہا ہوگیا وجہ اسکی یہ تھی کہ صفوان شاہ جادو اسکا بڑا حامی ومددگار تھا ہر مرتبہ ایک جادوگر کو
بھیج کے اسکو منگا لیتا تھا وہ جادوگر مسلمانون کو نظر نہ آتا تھا صرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پنجہ اٹھاکے بالا
ہوا لیگیا حالانکہ صفوان شاہ کے پاس پہونچ جاتا تھا صفوان شاہ نے اپنی دختر کی شادی بھی اس سے کردی
تھی جسسبب زیادہ تر اسکی خبرگیری کا خیال رکھتا تھا بارے ہزار ہزار شکر اس قادر لم یزل کا کہ صفوان شاہ کو بھی ہلاک
کیا جسکے سبب سے طلسم فتح ہوگیا اور تورج بھی اس وقت تک قید وبند مین موجود ہی ورنہ اب تک
کب کا نکل گیا ہوتا اس کی بی بی یعنی دختر صفوان شاہ اور اسکا بیٹا لعل بن تورج دونون طلسم خاکستر
کی جانب بھاگ گئے ہین حمزہ ثانی نے جو تورج کو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک شیر غضبناک یا فیل مست طوق
وزنجیر آہنی مین جکڑا یا طوفان تمام کھڑا ہوا ہی آثار غیظ وغضب تورج کے بشرہ سے نمایان ہین معلوم ہوتا
ہی کہ اگر ابھی موقع ملجاوے حاضرین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اس وقت حمزہ ثانی نے تورج کی جانب
متوجہ ہوکے اس طرح کی تقریر شروع کی کہ ای تورج اگر کوئی غیر شخص ہوتا تو اس سے کچھ محل شکایت
نہین تو ہمارے خاندان اور نسل حمزہ صاحبقران ولی سے ہی نہایت تعجب کی بات ہی کہ تونے اپنی آبائی دین یعنے مذہب اسلام
کو ترک کرکے راہ ضلالت اختیار کی یعنے آفتاب پرست ہوگیا اور اب تک اسی ضلالت مین مبتلا ہی تو
اپنے قدیم دین پاک کا مطلق پاس ولحاظ نکیا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی مضائقہ نہین ہی اب تو راہ
ضلالت کو چھوڑ دے اور دین اسلام کو اختیار کر تنس واسطے کہ اسوقت مین تجکو کامل طور پر تلقین و
تعلیم نہین کی گئی تھی اب تم خود عقلمند اور ہوشیار ہوا اور یہ بھی ایک بات ہی کہ تمنے بجاے خود اس
معاملہ مین غور وفکر کچھ بھی نہ کی اور حق باطل مین تمیز نہ کیا جسکی وجہ سے تو آج تک حیران اور پریشان
پھرتا رہا اور سبکی بھی رہائی نہین کرتا ہی اب ہم تجکو فہمائش کرتے ہین کہ تو راہ ضلالت کو یک لخت ترک کر

اور اپنی ملت قدیم اختیار کر عالم نادانی مین جو غلطی ہو جاتی ہے اُسکا مواخذہ نہین کیا جاتا ہے بشرطیکہ اُس غلطی کے سمجھنے کا موقع ملے تو غلطی کا اقرار کرے اور تو میری فہمایش کی بنا پر دین اسلام اختیار کریگا تو مین دربار مین اعلےٰ عہدہ دونگا اور ہر وقت تیرے ساتھ رعایت کرونگا مین قسم کھاتا ہون اُس خدا واحد کی جسکے قبضہ قدرت مین سبکی جان ہے مین ہرگز تیری سابق کی غلطیون کا عوض نہ لونگا بلکہ گذشتہ گذشت مع ہذا یہ بھی خیال رہے اگر میرے کہنے پر بھی تو اپنی ضلالت کو نہ چھوڑیگا پس ہرگز تجھکو زندہ نہ رکھونگا ضرور تیرے سر و تن مین جدائی ہوگی حمزۂ ثانی کی اس تقریر سے قورج بدرگ سونچا کہ یہان مکر و فریب سے کام نکلیگا اگر مسلمان ہونے سے انکار کرونگا ضرور یہ خدا پرست مجکو ہلاک کریگا جواب دیا اے حمزۂ ثانی واقعی پہلے مجھے دین اسلام کا حق ہونا ثابت نہین ہوا تھا اس وجہ سے مین منحرف رہا اب مین اپنے یقین سے کہتا ہون کہ یہ مذہب سچا ہے ارکان دین اسلام تعلیم فرماؤ حمزۂ ثانی نے پہلے کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ چند اصول و فروع تعلیم کیے قورج بدرگ نے زبان سے تمام اصول و فروع کا اقرار کیا مگر باطن مین اسکے دل کدورت منزل سے زائل نہوئی اب حمزۂ ثانی اہرمن فیل پا کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا تیرا کیا ارادہ ہے آتشہ کہا شہریار انچہ راے معلی اقتضا است ہمہ اولے ظاہر ہے کہ اگر دین اسلام حق اور صحیح نہوتا تو ہم ہرگز اس طرح پسپا نہ ہوتے حمزۂ ثانی نے اہرمن فیل پا کو بھی کلمہ طیبہ تعلیم کیا وہ بھی مثل قورج بدرگ کے بظاہر مسلمان ہوا حمزۂ ثانی نے عوض کی شہریار اس خادم دیرینہ کو قیافہ مین بھی دخل ہے اگرچہ یہ دونون گروہ دائرہ اسلام مین داخل ہوئے ہین لیکن انکے قیافہ سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ یہ خداے واحد و لاشریک پر بقلب ایمان لائینگے فلہذا اس بارہ مین کچھ بندوبست کامل کرنا چاہیے حمزۂ ثانی نے فرمایا اے عمرو مذہب اسلام کا مدار ظاہر پر ہے بہت سے ایسے گذرے ہین جنھون نے بخوف جان اسلام قبول کر لیا تھی باطن انکا ضلالت سے پاک نہوا تھا انکا ظاہری اقرار قبول کر لیا گیا حالانکہ جب اُن کو موقع ملا جیسے جیسے انھون نے اپنے دل کے بخار نکالے اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہے انجا کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان ٭ مع ہذا جداوبلا یا گیا ان دونون کمبختون بدباطنون [illegible] سند بکوے گریہ کوشیان خلعت کی آئین دونون کو خلعت مرحمت ہوا دربار مین اعلےٰ مقام [illegible] دیا گیا تمام اہل دربار نے دونون سے معانقہ کیا حمزۂ ثانی بہت خوش و مسرور ہوئے پادشاہ [illegible] ایما سے قورج بدرگ اور اہرمن فیل پا کے مسلمان ہونیکا جشن خاص قرار دیا گیا [illegible] نے بعجالت تمام شائستہ انتظام کیا ایک [illegible] بیشہ بہار جانب باغ واقع تھا اُسکو [illegible] خاص مقرر کیا اُسکی آراستگی و سامان زیبایش کا بیان حد التقریر سے خارج اور یہی مقام [illegible] قرار دیا گیا عوام الناس تمام مملکت مین شریک جشن ہوئے سرداران قورج [illegible] اعلےٰ کی محفل سے واسطے وہ تمام خاص تھا بروز مقرر جشن [illegible] آئے حمزۂ ثانی نے اشارہ کیا ساقیان گلرخسار بادہ ریحانی سے [illegible] بلورین کشتیون مین لائے حمزۂ ثانی نے اشارہ کیا مطربان [illegible] نے بجانا شروع کیا نوجوانون کے [illegible] سے اس طرف [illegible]

سے لب بلب ہوگئے اسی طرح چند دورے ہوئے سب کا دماغ گرم ہوا تورج و اسد مین فیلسیا
یہ دونون بھی شریک محفل خاص تھی اُنھون نے بھی چند جام لبریز چڑھائے دور ساغر بھی جاری
تھا گردون اپنی گردش کو ہیچ و زبون خیال کر کے دورہ مے ناب کو جھکا ہوا بنظر حیرت دیکھ رہا تھا
حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ لاؤ مطربان خوش گلو اور رقاصان سنبل مو عنبر بو کو بلین اور اپنا اپنا کمال دکھا کر
اہل محفل کے دلون کو خوش کرین بمجرد اس حکم کے سازون کے بجنے کی آوازین آنے لگین طبلون
پر تھاپ پڑنے لگین مجیرون نے خوش ہوکے تالیان بجائین مطربون نے سازون کی مطابقت
کے واسطے کچھ گنگنایا مع ہذا دوسرا حکم صادر ہوا کہ دیر نہ کرو سازون کی درست گھر مین ہونا چاہیے
یہان چین چین مین ہو رہی ہے کوئی ابھی تک یہان نہین آیا سب نے کہا حضور پیر مرشد حاضر جلیس
تھے دیر نہین ہے غلام حاضر ہین یہان کارخانہ نہین ہے جو ساز بنائینگے فقط سرون کو موافق کرتے ہین ا
واز کو حمزۂ ثانی نے سن لیا حکم دیا ان بے ادبون کو نکال دو آنتین آنتین کہتے ہین آنتین اُنکے
گلے مین ڈالین اور گھر چلے جائین فوراً ایک طائفہ مع سازندگان ہمراہی محفل مین آیا سبکے گلے
مین بکریون کی آنتین پڑی ہوئی تھین باسرجہان بخت کے واسطے بکریان ذبح ہوئی تھین ان
آنتون کا ڈھیر تھا سب نے وہان کی آنتین اُٹھا کے گلے مین پہن لی تھین حمزۂ ثانی نے پوچھا کہ
گلے مین کیا پڑا ہے اُنھون نے عرض کی حضور والا سے حکم صادر ہوا تھا کہ اپنے گلے مین آنتین
ڈالو تعمیل حکم ہم غلامون پر فرض تھی فلہذا اپنی آنتین نکال کے گلے مین ڈالین حمزۂ ثانی نے
ہنسکر پوچھا کہ کہا ں ہین پیٹ سے آنتین نکال لین اور زندہ رہے اُنھون نے عرض کی یہ اقبال حضور کا
ہے غرضکہ بعد دریافت و تحقیقات معلوم ہوا کہ یہ آنتین اُن بکریون کی ہین جو بخت کے واسطے ذبح
ہوئی تھین حمزۂ ثانی اور تمام حاضرین نے قہقہہ مارا خوش ہوکے اُن سب کو انعام دیا اس عرصہ مین دوسرا
زنانہ طائفہ آیا ایک زن خوش جمال پری تمثال مغرق پشواز زیب تن کیے بہزار ناز و انداز و دلبری و دل ربائی کی
دونون زن و مرد آواز مین ملا کے گانے لگے ایسا لطف سے گائے کہ اہل محفل محو ہو گئے تورج بدگہر و اسد مین
فیلسیا یہ دونون بھی اس محفل مین موجود تھے بظاہر خوش ہوئے مگر باطن مین تاؤ پیچ کھا رہے تھے موقع و محل
کے منتظر تھے کوئی تدبیر حسب مراد سمجھ نہ آتی تھی اہل محفل ہر تان پر بالاتفاق صدائے واہ واہ بلند کرتے
تھے یہ دونون طائفے برخاست ہوئے اور ایک مطربہ نامی و کامل آئی صورت زیبا بھی اُسکی ہزارون حسینون مین
ایک تھی حسن ظاہری و باطنی کا اتفاق کم ہوتا ہے مگر باری تعالے نے اُس مین یہ دونون صفتین خلق فرمائین
تھین یکایک ساز چھیڑا اُس مطربہ نے یہ غزل شروع کی **غزل** یہ کہتی ہے ہماری سخت جانی اُس
ستمگر سے ٭ ذرا دیکھین تو ہم کیونکر گلا کٹتا ہے خنجر سے لہو پیتے ہین ہم یارین کیا لطف مے نوشی ٭ یہین
دوران سر ہونے لگا اب دور ساغر سے ٭ صراحی ہچکیان لیتی ہے ساقی کسکی فرقت مین ٭ برابر کیون نکلتے تھے یہ آنسو
چشم ساغر سے ٭ ہماری خط رسانی موت کا پیغام ہے گویا ٭ جواب نامہ لکھوایا گیا خون کبوتر سے ٭ کبھی
جوہر زدہ مجرم ہے قاتل نے چھری پھیری ٭ ٹپکتے تھے یہ کیون قطرے لہو کے چشم جوہر سے ٭ کسی صورت
سے ان کالون کا کاٹا بچ نہین سکتا ٭ مقام الحذر ہے زلفی گیسوے دلبر سے ٭ اسکے بعد ایک اور عاشقانہ
غزل گائی کہ اہل محفل خوب محظوظ ہوئے کہ حمزۂ صاحبقران نے زر خطیر اُسکو انعام مین دیا وہ بھی رخصت ہوئی

اور طالیفہ آیا خلاصہ یہ کہ سات روز تک اسی طرح کا ہنگامہ جنگ رہا آٹھویں روز ختم ہوا

داستان زخمی کرنا نورسج نابکار کا مہتر قران کو اور جانا مع اہرمن جانب شہر اور اشتعال مہتر قران کا اور حملہ مردان لشکر اسلام کا سیہ پوش ہو کر نالہ و فغان کرنا

عیان ست بیدا دوصل جہان
تو خود نا توانی بہ بین چیست حال
چہ کند دستان نگر و فتنش
کہ بردخمہ اش عیار گنج ولیت
نہ دارد وفا با فسانہ ر بینگاہ
شد از دود آہ اسیران چو قیر
براسے کہ افق ست خلخال او

نہ محتاج اندوہ نوشیروان
لبشیر دست از صلح این پرنزد
کہ ہم گوآ سجاست ہم بزنش
نہ گوید بخون سیاوش دریغ
چو ہم کشتہ ہر گوشہ شور ہزار

بر ستم چہ کرد این جہا پیش زال
کہ خون سیاوش در طشت کرد
ستمہای گردون نہ رستم نوشت
چو انداز دافراسیابا نہ تیغ
نہ شفید ست زلف سیاہش چو شیر
ز زلفش مشک طرازی کن بہار سیہ مہر بازی کن مشوور وعشوہ پامال د

تحریران اخبار غم انگیز کا تبان وقائع الم آمیز اس داستان حزن تو امان کو اس طرح مرقوم کرتے ہین کہ جب چراغ دودمان صاحبقرانی جناب حمزہ ثانی سے نورسج بدسر و اہرمن فیلپا کو مسلمان کیا تھا علاوہ خلعت فاخرہ دینے کے طرح طرح کی اسیر نوازش کی تھی مگر نورسج کا یہ حال تھا کہ ہر وقت متردد و متفکر رہا کرتا تھا کسی سے بات بھی کرتا تھا تو بنظر مطلب معلوم ہوتا تھا لیکن قراین سے دریافت ہوتا تھا کہ اسکو باطنا کچھ فکر لاحق ہے ایک روز تنہائی مین اہرمن فیلپا کو بلایا اور کہا اے اہرمن کچھ تجکو معلوم ہے کہ میر لشکر کس مقام پر ہے مجکو اس کے جائی کی خبر نہین ہے اسنے کہا اے پہلوان زمان اصل حقیقت سے تو مجکو بھی اطلاع نہین ہے لیکن بعض آدمیون کی زبانی سنا ہے کہ تمہارا لشکر نزدیک ہی مین ہے نورسج نے کہا اے اہرمن بارے تمہاری زبانی لشکر کا حال اسقدر معلوم ہوا اب مجکو فرض ہے کہ اس کام کو کرون جو مین نے عرصہ سے سوچ رکھا ہے اہرمن نے پوچھا آخر مین بھی سنون وہ کیا قضیہ ہے جس کو عرصہ سے سوچ رکھا ہے ہرچند کہ راز کے اخفا کرنے مین بزرگون کا مقولہ بہت کچھ ہے لیکن بات دل مین جبتک دل مین رہتی ہے اس بات پر اپنی حکومت رہتی ہے لیکن جب وہ بات زبان پر آجاتی ہے اس بات کا معلوم ہو جانا بہتر ہے بہت مناسب ہے اگر اپنے دل کی بات کے اخفا مین مبالغہ کیا لیکن مجھے اس بات کو ضرور ضرور کہدینا چاہیے شاید اس کام مین کچھ مشورہ دیسکون نورسج نے کہا اے اہرمن تم سے کسی بات کا چھپانا کیا اصل امر یہ ہے کہ مین نے حمزہ ثانی کے اصرار سے بخوف جان مسلمانون کا کلمہ پڑھ لیا تھا دل سے مسلمان نہین ہوا تھا کیا کہون کہ یہ چند روز مسلمانون مین کس طرح بسر کی ہر وقت طیش آتا تھا اور کچھ کہنا چاہتا تھا مگر پھر انجام کو سوچ کے خاموش ہو رہا فی الحال مین نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ موقع و محل دیکھ کے تاریکی شب مین یہانسے اپنے لشکر کی طرف چلا جاؤن جتی الامکان سب کی نظر سے پوشیدہ جاؤنگا اور اگر کوئی دیکھ بھی لیگا اور متعرض ہوگا اسے ہلاک کرونگا اہرمن نے کہا اے پہلوان زمان تم یہ نہ سمجھنا مین نے تمہاری زبان سے پہلے اس امر کو معلوم کیا تھا لیکن سے اطلاع نہ کی تھی بلکہ شہرہا ہے یہی قیاس میری نسبت بھی کرنا چاہیے اب میری التماس تمسے یہ ہے کہ اگر یہی ارادہ مصمم ہے تو اب یہان سے اپنے لشکر کو جانا چاہیے اور موقع قتل کی

نالائق ہو لیکن جس وقت یہان سے جانیکا ارادہ ہو مجھے اپنی روانگی سے ضرور مطلع کر دینا تاکہ حتی الامکان مجکو اپنے ہمراہ لیتے جانا مین بھی ان مسلمانون مین رہ کے تنگ آگیا ہون تورج نے قبول کیا ایک روز حمزہ صاحبقران کی طبیعت کچھ ناساز تھی تمام سردار حمزہ ثانی کے تیمارداری مین مصروف تھے تورج نے اہرمن سے تخلیہ مین کہا آج شب کو میرا ارادہ یہان سے نکل جانیکا ہے اس واسطے کہ سرداران لشکر اسلام حمزہ ثانی کی تیمارداری مین مصروف ہین اس سے بہتر کوئی موقع نہین ملیگا آج تو میری بارگاہ مین مقیم رہنا اہرمن قبلیا منتظر ہی تھا وہ اسی وقت سے بارگاہ تورج مین موجود رہا دستور تھا کہ بعد مغرب مین تمام سرداران لشکر دربار حمزہ ثانی مین جاتے تھے آج چونکہ حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز تھی سب حمزہ ثانی کے پاس موجود تھے تورج نے اہرمن سے مشورہ کیا کہ تیری کیا راے ہے آیا حسب دستور حمزہ ثانی کے پاس جاؤن اسنے کہا ضرور جانا چاہیے حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز ہے اگر نہ جاؤگے اسیوقت سے سردارون کے دل مین شک پیدا ہو جائیگا حمزہ ثانی کے پاس سے واپس آکے جہان چاہنا چلے جانا تورج نے اہرمن کی راے کو پسند کیا شام ہوئے کا وقت قریب ہوا دونون دربار حمزہ ثانی مین پہونچے بادب تمام سلام کیا مزاج کا حال پوچھا حمزہ ثانی نے کہا الحمد للہ تھوڑی دیر وہان توقف کیا بعدہ دونون واپس چلے آئے کھانا کھایا چند جام مے ناب کے پیے

ان دونون بد باطنون کو میخواری مین مصروف چھوڑ اور اس طرف کا حال سنئے دستور لشکر حمزہ ثانی کا یہ تھا کہ ہر شب کو دو تین سردار اور عیار گرد بارگاہ حمزہ صاحبقران پہرہ دیتے تھے اور لشکر کی بھی نگرانی کرتے تھے چنانچہ اس شب کو ایک سردار مسمی اکلیفم قوی بازو اور مہتر قران کی باری تھی پہر رات گذرنے کے بعد اکلیفم چند سوارون کو ہمراہ لیکے حمزہ ثانی کے بارگاہ کے گرد پھر رہا تھا ہوشیار باش کی آواز دیتے رہتے تھے تا اینکہ زلف لیلائے شب تا کمر پہونچی تورج بدرگ اور اہرمن قبلیا نے زرہین پہنین آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکے دو مرکب زین و لجام سے تیار کر رکھے تھے بارگاہ سے باہر نکلے تورج مرکب پر سوار ہوا پھر اہرمن پشت مرکب پر گیا مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ دو شخص مرکبون پر سوار ہوئے ہین اسے شک پیدا ہوا آواز بلند کہا تم کون لوگ ہو اسوقت گھوڑون پر سوار ہوتے ہو تورج یہ سنکے چند قدم بڑھا اور آواز دی ای قران مطمئن رہو ہم کوئی غیر نہین ہین کہ ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو ہمارے قریب آکے دیکھ لو مہتر قران بغرض اطمینان اس جانب چلا اکلیفم قوی بازو کہ وہ دوسری جانب کنارہ لشکر کے تھا وہ بھی مہتر قران کی آواز سنکے بارگاہ تورج کی جانب مع سواران ہمراہی چلا مہتر قران پیشتر قریب تورج کے پہونچا دیکھا تورج بدرگ اور اہرمن قبلیا دونون بکار سلاح مکمل مرکبون پر سوار ہین مہتر قران کو تردد ہوا کہا ای تورج یہ وقت شب ہے سب اپنے اپنے بستر خواب پر بےخبر سو رہے ہین تمکو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہے جو اس وقت با این سامان و تیاری کہان جاتے ہو تورج نے کہا ای مہتر قران مجکو اس وقت ضرورت شدید لاحق ہوئی ہے قریب آؤ تو بیان کرون — واضح ہو کہ ہرچند مہتر قران فن عیاری مین ید بیضا رکھتا ہے مگر اجل سے کسی کا کیا بس چل سکتا ہے اذا جاء القضا عمی البصر قضاء و قدر سے چارہ نہین نزول بلا یرگ کا چارہ نہین مہتر قران کو کیا خبر تھی کہ اس مردود کا کیا ارادہ ہے اسکے بلانے سے بلا تکلف چلا گیا اور کہا کہیے کہتے ہو تورج

تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے تھا جو نہین مہتر قران قریب ہو پہنچا تلوار کا وار قران کے سر پر لگایا ارادہ کیا
کہتا ہون مہتر قران نے کوشش کی تھی کہ جگہ خالی کردون تاکہ اسکا وار رد ہوجائے مگر مقتضائے اذا جاء
اجلہم الخ کسطرح وہ وار رد ہوتا مہتر قران کا نصف کاسہ سر چاک ہوگیا مہتر قران نے آہ کی اور آواز
دی کہ اہل لشکر جلد میری خبر لو تورج مکار نے مجکو ہلاک کیا یہ کہکے تڑپ کے زمین پر گرا اور مثل بسمل
خاک و خون مین لوٹنے لگا ضیغم قوی بازو کہ جانب تورج چلا تھا اب آواز مہتر قران کی سنکے
بصد عجلت چلا اور پکارا اے مہتر قران گھبرانا نہین مین آپہنچا عنقریب تیرے دشمن کو تہ تیغ
کرتا ہون یہ صدا ضیغم قوی بازو کی اہرمن نے سنی کہا اے پہلوان زمان غضب ہوا ضیغم قوی بازو
مہتر قران کا عوض لینے آتا ہے اب بہت برا نتیجہ ظہور مین آئیگا ہرچند کہ تم شیر بیشہ جرأت و دلاور
ہو ضیغم قوی بازو کیا کرسکتا ہے لیکن جب تک اس سے مقابلہ ہوگا اور بھی پہلوان لشکر اسلام
کے یہان پہونچ جاوینگے ہنگامہ کو طول ہوگا تم تنہا کیا کرسکتے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ جلد یہان سے
گھوڑے کو بڑھاؤ یہان توقف کرنا کسی طرح مناسب نہین ہے تورج بدرگ اہرمن کے
کہنے سے خائف ہوا گھوڑے کو بے تحاشا بھگایا صحرا کی راہ لی ضیغم شیر دل نے اسکا تعاقب
کیا ہرچند کوشش کی نہ پایا ناچار واپس آیا یہان آکے دیکھا تمام سواران لشکر گرد مہتر قران
کے کھڑے ہین کوئی کہتا ہے مہتر قران کو اٹھا لے چلو کوئی کہتا ہے لشکر سے لے چلو کہ عنقریب
مہتر انتقال کیا چاہتا ہے شور و غل سے تمام سرداران لشکر بیدار ہوگئے سب نے آکے مہتر قران
کو بحال خراب دیکھا ایک ہنگامہ واویلا بلند ہوا بادشاہ حمزہ ثانی بھی بارگاہ سے برآمد ہوئے
پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہے نازبون نے عرض کیا خداوند نعمت غضب ہوگیا تورج مردود مہتر قران
کو قتل کرکے مع اہرمن فتنہ کسی طرف بھاگ گیا حمزہ ثانی نے کہا جلد مہتر قران کو میرے
پاس لے آو چند خدام گئے اور مجمع کو ہٹا کے مہتر قران کو باسانی اٹھا کے روبرو حمزہ ثانی کے
لائے حمزہ ثانی اور بادشاہ مہتر قران کا حال جراحت دیکھ کے بہت ملول ہوئے کیونکہ اسوقت
مہتر قران کو بسبب درد جراحت کے بہت کرب تھا حمزہ ثانی نے آبدیدہ ہوکے کہا اے
مہتر قران یکایک تمپر کیا آفت نازل ہوگئی مین نے سنا ہے تمکو تورج مردود نے مجروح کیا اصل
حقیقت اس واقعہ کی کیا ہے کہو تم سے کچھ زبانی گفتگو کسی بات پر آگئی تھی جسکے طول سے یہ نتیجہ
ظہور مین آیا مہتر قران اگرچہ بے حال ہورہا تھا تاہم بضرورت ضعیف آواز سے اس طرح گویا ہوا
اے امیر باتوقیر نہ مجھسے تورج لعین سے کسی طرح کی گفتگو ہوئی اور نہ کوئی سبب ہوا صرف یہ
سبب ہوگا کہ بعد انقضاے شب کے مین قریب خیمہ نگرانی کررہا تھا دیکھا دو سوار کھڑے ہین مین نے
ٹوکا کہ تم کون ہو تورج نے کہا مین ہون تورج کوئی غیر نہین ہون مین نے کہا اس تاریکی
شب مین کہان جانے کا ارادہ ہے کہا ایک ضروری کام درپیش ہوا ہے میرے قریب آؤ تو بتا دون
مین قریب گیا اس نے زبان سے مطلق کچھ نہین کہا بے تحاشا تلوار کا وار میرے سر پر کیا مین
بیہوش ہوکے زمین پر گرا وہ چلتا ہوا اے مخدوم من کمترین یہ فدوی جان نثار تمسے رخصت ہوتا ہے اور
سوے عدم جاتا ہے جو کچھ مجھسے قصور ہوا ہو اسے معاف فرماؤ ابتدائے خلقت آدم سے اس عالم

زمانہ کی نیرنگیان اسی طرح کی ظاہر ہوا کین ہین مجبر کیا موقوف ہی پیغمبران تک کو اس دنیا مین رہنا
نہین ملا اہل دنیا جس طرح آئے لیے اور اُنکی ال سے پیش آئے ظاہر ہی خداوند عالم کی درگاہ بے نیاز
مین ہزار ہزار شکر کہ مین بالکل بے قصور ہلاک کیا گیا ای ذوالمنزلت خادم کے انتقال سے کچھ
ملال نہ کرنا اور یہ وصیت ہی کہ میری لاش کو خانہ کعبہ پہنچا دینا مدت سے میری آرزو تھی کہ حوالی خانہ
کعبہ مین میرا دفن ہو حمزہ ثانی کے مہتر قران تمام سرداران لشکر اور لشکر اسلام کے ادنے
ادنے سے گریہ وزاری رخصت ہوا پھر نفس سرد بھر کے اور کف افسوس ملکے کہا ای مہتر قران
افسوس اس آخری وقت مین اپنے استاد مبارک نہاد کی قدمبوسی حاصل نہ ہوئی یہ حسرت
دل کی دل ہی مین رہی اور پیام رحلت آگیا یہ کہکے قران نے کراہ کے کروٹ لی مرغ
روح نے قفس تن کو چھوڑ کے باغ جنان کی جانب پرواز کی انا للہ و انا الیہ راجعون لشکر
اسلام مین گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی حمزہ ثانی اور بادشاہ لشکر بھی آنکھوں پر رومال رکھکے
رونے لگے راوی کہتا ہی کہ حمزہ ثانی مفارقت مہتر قران مین اس قدر بیتاب ہوئے کہ رونے
کہ سبکی مفارقت مین اسقدر روئے تھے کہ اپنا گریبان چاک کر ڈالا اہل لشکر نے بھی
حمزہ ثانی کی متابعت کی پھر تو تمام لشکر کے ادنے و اعلے کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی سر پیٹتا تھا اور سینہ
دونون ہاتھون سے کوٹتا تھا کوئی پتھر سے سر ٹکرا رہا تھا کوئی خنجر میان سے کھینچتا تھا اور اپنے کو ہلاک کرنا
چاہتا تھا کوئی دیوار سے سر ٹکراتا تھا اور کہتا تھا جان بخشی خواجہ عمر بعد تم ایسے شفیق و مہربان کے
کیا لطف زندگی رہا ہماری دلی آرزو ہی کہ جلد تمسے ملحق ہو جائین کیا خوش ہون اگر ملک الموت اسی وقت
ہماری بھی روح قبض کرلے لطیف عیار زار و قطار روتے تھے اور کہتے تھے ای مہتر قران افسوس ہزار افسوس
تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا کچھ پاس محبت و مروت نہ کیا لطیف عیار کہتے تھے ہاے افسوس اب لطف عیاری
و جانبازی نہ رہا جب ایسا عیار کامل الفن جہان سے اٹھ گیا کوہ عیار سہہ تن حیرت تھی اور کہتے تھے تف ہی
اس دنیاے دنی پر جس مین ایک لمحہ زندگی کا بھروسا نہین ایسا عیار کامل اور اس طرح ایک مرتبہ کے
اتحاد سے یکایک جان بحق تسلیم ہو جاے کہ مہتر قران نے ذکر انتقال کیا ہمارے تن سے جان نکل گئی دل
چاہتا ہی فقیر ہو جائین صحرا اور پہاڑون مین درخت کی پتیان اور خاک کھا کے زندگی بسر کرین افضلیت
تو اس بات مین ہی کہ اس مرحوم کی قبر پہ کے مجاور ہی کرکے زندگی کو ختم کرین کوئی کہتا تھا یارو یہ وصیت
یاد رکھو اگر مین باعث مفارقت قران نہ لاکے غریق بحر فنا ہو جاؤن تو مہتر قران کی قبر کے پاس میری بنانا
کوئی کہتا تھا ای فلان کیا کہتا ہی جب ہم زندہ رہینگے اُس وقت تیری وصیت عمل مین لاوینگے جب ہم ہی
نہونگے اُس وقت تمھاری وصیت پر کون عمل کریگا کوئی کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا ای فلان حیف
باغبان جہان کے حکم سے ایسا گل گلشن بہاری باد سموم اجل نے پژمردہ کر دیا کہنے کو عیار تھا مگر جملہ
اوصاف سے متصف تھا جس سے باتکی خوش ہو گئے جسکی طرف دیکھا نظر دولت سے ہزارون برس اگر آسمان چکر کھاے تو ایسا
نیک نہاد شخص پیدا نہین ہو سکتا ہی بڑے بڑون بڑون مین ایسے اوصاف حمیدہ و حرکات پسندیدہ نہین
دیکھے ہر چند کہ حمزہ صاحبقران ایسے شہنشاہ ذیشان اُس مغفور کی خاطرداری و مدارا کرتے تھے
مگر وہ باوجود ایسے اعزاز کے کبھی مغرور و متکبر نہین ہوا حمزہ صاحبقران نے جو حکم جس وقت دیا بسر و چشم انکی

تفصیل کے واسطے موجود ہو گیا غرض لوگون کا تو کیا ذکر ہو اونسے بات یہ ہو کہ جب سرداران دست بدست
راست سے بھی کسی نوع کی تشفی نہ ہوئی اصلاح کرنے کو مستعد ہو گیا اور پھر اس طرح کہ کسکو ملال نہوا بہر
بجاے خود اسکو دوست و خیر خواہ سمجھتا تھا اسی طرح کا نام نیک دنیا مین باقی رہجاتا ہو ورنہ لیا کسی کو نہین ہو کل
من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام کون نہین جانتا سے ایک افسانہ ہر کسی رہ گیا
نہ قائل رہا اور نہ سر رہی وہ بھی بڑے بڑے عالی دماغون ہوشمندون کو دیکھا کہ جب ذرا کبھی باعتبار
دنیا فروشانہ کسی یا کسی طرحکا منصب عالی ہو گیا بے اختیار ہو گئے اپنے سے زیادہ کسی کو لائق و قابل
نہین سمجھتے اپنے سے کمپایہ کی جانب نظر اٹھاکے نہین دیکھتے اس سے بات کی گویا ذلت ہو گئی انسے کوئی یہ
پوچھتا کہ زمانے ہمیشہ کسکے ساتھ موافقت کی ہو مال و دولت کا کیا اعتبار آج ایک کے پاس ہو کل دوسرے
کے قبضہ مین ہو گی کوئی دولتمند ایسا نہین ہو جس کا شجرہ حضرت آدم تک دولتمندی کا ملا ہو البدا یہ
فخر بالکل پوچ ہو البتہ صاحب فن و ہنر ہونا چاہیے علم و فضل سے سینہ مملو ہو گو زمانہ اس سے موافق
ہو نا ہم ہنرمند واجب التعظیم ہو سہ گر بے ہنر مال کنز کبر حکیم ٭ کون خر ش شمار اگر گاو عنبرست ٭ ہر بے ہنر
ذی فضل و کمال کی نظر مین جاہل دولتمند کی وقعت نہین ہوتی ایک بادشاہ جاہل کی نقل مشہور ہو کہ ایک
مرتبہ اس بادشاہ جاہل نے ایک حکیم کو باصرار اپنے دربار مین طلب کیا وہ حکیم دربار مین ہوتا دیکھا بادشاہ
مسند حکومت پر کمال غرور بیٹھا ہو حتی کہ اس حکیم کی تعظیم تک بادشاہ نے نہ کی اس ہنرمند شخص کو نہایت
ناگوار ہوا جس کام کے واسطے بادشاہ نے حکیم کو طلب کیا تھا اسکے متعلق باتین شروع ہوئین اثناے
سخن مین حکیم نے ہر چہار جانب نظر کی بعدہ یکایک لعاب دہن بادشاہ کے منہ پر پھینک دیا بادشاہ بہت
برہم ہوا اور کہا ای شخص تو باوجود اسقدر فضل و کمال کے نہایت بے ادب معلوم ہوتا ہو تو نہین جانتا
کہ مین اسوقت بادشاہ خود مختار ہون جسکو چاہون بلا تکلف ہلاک کردون کوئی مجھے معترض نہین ہو سکتا تو
مطلق میرا ادب نہ کیا حکیم نے کہا آخر بیان تو کر وہ بے ادبی کیا ہو جو مین نے کی بادشاہ نے کہا اس
زیادہ بے ادبی کیا ہو گی کہ لعاب دہن ایسی مبتذل شی کو تو نے میرے منہ پر پھینکا کیا یہان اگالدان یا
زمین و دیوار نہ تھی حکیم ہنسا اور کہا ای بادشاہ اگرچہ تو صاحب حکومت و اقتدار ہو لیکن بجاے خود سمجھ تو
تیری حکومت و اقتدار سے وہ شخص خائف ہوگا جو تیری دولت کا خواستگار ہوگا اور جو شخص تجھسے زیادہ غنی
ہو وہ کس طرح تجھسے خائف ہو سکتا ہو فرض کیا کہ تو اس جرم کے عوض مین ہلاک کریگا پھر کیا ہو گا ہم دونون آج
روز مرین سے کوئی قبل کوئی بعد پھر اگر مرجانے مین ہم ہی سبقت کر گئے تو کیا نقصان لازم آئیگا بادشاہ
نے کہا ای شخص آخر بیان تو کر کس وجہ سے تو نے یہ لعاب دہن پھینکا حکیم نے کہا سن تیری زبانی
لعاب دہن نہایت مبتذل شی ہو اور مبتذل شی کو مبتذل اور اخس ہی جگہ پھینکنا چاہیے مین نے ہر چہار
جانب نظر کی کوئی مقام تیرے منہ سے زیادہ اخس و مبتذل نظر نہ آیا جو اس مبتذل شی کو وہان پھینکتا
اس واسطے کہ تو بالکل جاہل ہو بادشاہ منفعل ہو کے خاموش ہو رہا اس کے معنی یہ ہین کہ ہنرمند نہایت
خود مستغنی ہوتا ہو کسی قدر کسیکے پاس دولت ہو اسکی نظر مین نہین سماتی ہنرمند کا ہمیشہ بول بالا رہتا
ہو اس بادشاہ کی ایک مرتبہ آنکھین آشوب کر آئین حکیم کے پاس خواجہ سرا کو بھیجا کہ نسخہ لکھالا
خواجہ سرا حکیم کے پاس آیا حال بیماری چشم بادشاہ بیان کیا حکیم نے دوا بتائی کہ اسکو بادشاہ کی آنکھ مین لگا

باندھ دیتا بادشاہ کی آنکھون کو فائدہ ہوگا خواجہ سعدا کو بہت تعجب ہوا کہا حکیم صاحب بادشاہ کی آنکھین
آنکھین مین تھی دوا بادشاہ کے پاؤن کے انگوٹھے کے واسطے تجویز کی ہے پاؤن کے انگوٹھے سے اور آنکھون
سے کیا نسبت حکیم نے جواب دیا پاؤن کے انگوٹھے سے آنکھون کو وہ نسبت ہے جو تیری کرامات کو بیان
سے خبر سے سخندان کو۔ کرامات پہنچی ہے سخندان ادب پیشہ کیا وجہ ہے کہ اُسکے سننے سے زنشتران کے
الی نسبت دنیا بود دہن اُسنے کہا اے معتبر یہ وقت مذاق کا نہین ہے تورج مروک نے بڑا غضب کیا چراغ عیاری
گل کردیا مین پیشتر سے سمجھا تھا کہ تورج بدرگ بظاہر مسلمان ہوا ہے اسکے باطن مین کیا فتور ہے حمزہ
صاحبقران کے خیال سے کچھ نہ کہتا تھا تورج بدرگ حسب سے بظاہر مسلمان ہوا اُسکا کوئی
قول راست نہ دیکھا کسی معاملہ مین راستی نہ تھی ہزارون جھوٹ بیفایدہ بولتا تھا بات بات مین دھوکا
دیتا تھا سعد آنرا کہ حق چنین پریشان باشد دہ سبب پشیمہ کہ او لبانہ شپیلان باشند دہ ادیر القبول مین سلام
سن کا فر مرادا گر مسلمان باشد کوئی مہتر قران کی لاش سے لپٹا تھا اور جوش گریہ مین کہتا تھا افسوس قدر
اے مہتر تم اپنے وقت مین تورج جفاشعار کے دست ظلم سے زخمی ہوئے کہ ہم بیخبر سورہے تھے
کاش کہ ہم بیدار ہوتے اور تمھارے پاس موجود ہوتے تو کبھی تم کو زخمی نہ ہونے دیتے اُس نابکار کو
زندہ نہ جانے دیتے غرضکہ تمام لشکر مین کیا قیامت برپا تھی اکثر مردان کہن سال حمزہ ثانی اور سرداران
لشکر کو سمجھاتے تھے کہ صاحبو کیون اپنی جان ہلاک کیے ڈالتے ہو جو پیدا ہوا ہے وہ ایک روز نابود ضرور
ہوگا دنیا دار الفنا ہے ایک روز فنا ہے بڑے بڑے حکیم حاذق دنیا مین خلق ہوئے طرح طرح کے
ایجاد کیے کوئی موت کی تدبیر نہ کر سکا اور راہ ملک عدم کا کوئی سد راہ نہوسکا غور کرو کہ اس دنیا سے
کیسے کیسے نامی و گرامی و نامور شاہان بحر و بر صاحب شوکت و فر عاقل کامل ۔ دلاوران بیمثال ۔ جوانان
یوسف جمال ۔ نازنینان حور تمثال سرو قامت ۔ نازک کمر جادو نظر غنچہ دہن نازک بدن ۔ سراپا ناز
پری انداز ۔ جفا جو آتش خو کو موت نے نہ چھوڑا آخر الامر قبر مین قرار لیا ہزار ہا من مٹی اُنکے اُسی تن نازک پر
ڈال دی گئی جو لوگ اُنکے دردخواہ و محب تھے جنکو ایک لحہ اُنکی مفارقت ناگوار تھی خود اُنھون نے
اپنے ہاتھ سے خاک مین ملادیا تنہا قبر مین چھوڑ کے چلے آئے اُنکا گوشت و پوست حشرات الارض کھا گئے
ہڈیان گل کے چونا ہوگئین ویرانہ مین قبرین ہین مکان بستی مین ہین چند روز تک اُنکے اعزا اُنکا غم
کھاتا رہے بعد ازان پھر اُسی طرح کاروبار دنیا مین مصروف ہوگئے چند سال کے بعد اُنکی صورتین بھی یاد
نہ رہین غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ زمانہ کا ہمیشہ سے یہی رنگ چلا آتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے
شادی و غم توام ہے یہ عالم بے ثبات ہے ہر ایک شے معرض فنا مین ہے

نظم

کہان ہین کیقباد و قیصر روم

کئے عیش و طرب سے ہوکے محروم
ہوا از اسباب ایسا و لا دسا
گیا سب چھوڑ کر ون سب نے پامال
اجل سے کچھ نہ طاقت کام آئی

کہان ہے وہ مکان و قصر و ایوان
اجل کی تیغ سے ایک دم مین بیسر
کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے
سکندر کے نہ لشکر کام آیا

سریر آرا تھے جن مین شاہ و سلطان
ہوا سہراب کا آخر کو کیا حال
بڑی رستم کی تھی زور آزمائی
سبھون نے خاک مین آرام پایا

صاحبو برائے خدا صبر کرو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس آہ و زاری گریہ و بیقراری سے بہتر یہ ہے کہ مہتر قران
کے واسطے دعاے مغفرت کرو صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پڑھکے اُسکا ثواب قران کی روح کو بخشو دفن و

کفن کی تدبیر کرو اسی طرح سے جب بہت کچھ سمجھایا وہ جوش گریہ و بکا کم ہوا حمزہ ثانی نے مہتر قران کو غسل دلوایا
بیش قیمت کفن دیکے تابوت میں رکھا پھر نماز میت مع لشکر و سرداران پڑھی حمزہ ثانی نے کہا اے
سرداران لشکر اسلام مہتر قران نے وصیت کی تھی کہ بعد انتقال میکو خانہ کعبہ بھیجیو کا بندوبست کیا جاوے
سب نے کہا شہریارہم سب اس خدمت آخری کی انجام دینے کو موجود ہین جو حکم ہو اسکی تعمیل کیجاوے
حمزہ ثانی نے چند سرداروں اور عیارون کے نام بتاے خلاصہ یہ کہ باہتمام و انتظام تمام مہتر قران
کی لاش خانہ کعبہ روانہ کی گئی حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا اے مسلمانو مہتر قران منظر کردہ شاہ
مردان تھا اُسکے غم مین مین سیہ پوش ضرور ہونگا جس کو میری خوشی منظور ہو وہ بھی سیہ پوش ہو غرضکہ
حمزہ ثانی سیہ پوش ہوگئے اُنکے ساتھ تمام لشکر اسلام سیہ پوش ہوا پھر اُس وقت سیہ پوشی کی
گریہ وزاری حیطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے دیکھنے والونکے جگر شق ہوتے تھے

اہل لشکر اسلام کو غم و الم مین مصروف رکھا جاتا ہے اور حال اُن سردارون اور
عیارون کا بیان کیا جاتا ہے جو مہتر قران کی لاش لیکے جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے تھے

الٰہی نہ سکندر رہا حشمتی و قیصری کا
جس سر کو غرور آج ہے یاں تاج وری کا
عالم نہ مسلمان رہا دیو و پری کا
کل اُسپہ یہیں شور ہے اک نوحہ گری کا
پیر تک کہوں کیا میں جہاں سفر کا

راویان اخبار حیرت افزا و ناقلان حکایات عبرت انتما اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جو سردار و عیار لشکر اسلام کے مہتر قران کا
تابوت لیکے خانہ کعبہ کو روانہ ہوگئے تھے بعد طے مراحل و قطع منازل حوالی خانہ کعبہ مین پہونچے خواجہ
عمر اور حمزہ صاحبقران کو مطلق اس حال کی خبر نہ تھی ایک روز یکایک ایک ہرکارہ حمزہ صاحبقران
کی خدمت مین حاضر ہوا موقف عرض مین استادہ ہوکے اسطرح عرض پرا ہوا کہ اے مبارک بادشاہ
کہ حاصل سے کنندہ ؛ اختران آسمان از طاعت نیابد اختری ؛ فلان فلان عیار و سرداران
لشکر اسلام اس طرف چلے آتے ہین مگر حیرت خیز یہ بات ہے کہ اُن سردارون اور عیارون کے ساتھ
ایک میت بھی ہے بعض قرائن سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ وہ میت کسی عیار معزز کی ہے کیونکہ عیاران
ہمراہی کا اُس میت کے متعلق بہت کچھ اہتمام و انتظام ہے حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ جاو مفصل خبر
لاو کہ کس کی میت ہے خبردار گئے حال دریافت کیا حمزہ صاحبقران کی خدمت مین مفصل حال
بیان کیا جو ہین حمزہ صاحبقران نے یہ فقرہ سُنا کہ مہتر قران کی میت آئی ہے حمزہ صاحبقران
بیتابانہ اپنی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوگئے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون خواجہ عمر کو بھی سخت
صدمہ ہوا عرض کی اے شہریار غلام جاتا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے مہتر مین بھی چلتا ہون
غرضکہ دونون وہان سے روانہ ہوئے مگر راہ مین حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر زار و قطار
روتے جاتے تھے تا اینکہ تابوت کے قریب پہونچے حمزہ صاحبقران نے چیخین مار کے رونا شروع
کیا خواجہ عمر نے اپنے کو تابوت پر گرا دیا اور اسقدر روئے کہ آنسو ریش سے بہکے گر پڑے اور
غشی کی نوبت پہونچی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ عمر اپنے کو ہلاک کریگا بعض سرآدمیون کی
طرف اشارہ کیا وہ خواجہ عمر کے قریب آئے کہا خواجہ صاحب صبر کرو اسقدر بیتابی تم ایسے
دانشمند سے نہایت بعید ہے جو کچھ مشیت باری تعالےٰ مین گذرا اتفاقاً وہ ہوا اگر تم بھی صبر کرو بعد خواجہ عمر

گریہ وزاری سے افاقہ ہوا رومال سے آنسو پاک کیے سرداران وعیاران ہمراہی سے مہتر قران
کے ہلاک ہونے کا حال پوچھا انھون نے کہا اے تہمتن مہتران وبہتر بہتران مہتر قران کی ہلاکت کا
باعث تورج بدرگ ہوا حمزہ ثانی نے اُسے گرفتار کر لیا تھا دعوت اسلام کی اُسنے بخوف
جان دین اسلام اختیار کیا ہم لوگون کو بخوبی اُسکی بدباطنی کا حال دریافت ہو گیا تھا چنانچہ اس
امر کی اطلاع حمزہ ثانی کو بھی کر دی تھی انھون نے ہماری گذارش کی جانب مطلق اعتنا نہ کی
بلکہ یہ جواب دیا کہ شریعت اسلام کا مدار ظاہر پر ہے اس بارہ مین بجز سکوت کے کوئی چارہ نہین ہے چند
روز کے بعد وہی ہمارا خیال ظہور مین آیا کہ ایک شب کو تورج اور اہرمن دونون نابکار مرکب پر
سوار ہو کے چلے اسوقت مہتر قران حمزہ ثانی کے قریب طلایہ مین مصروف تھے انھون نے
دیکھ کے آواز دی کون ہے تورج نے کہا مین ہون کوئی غیر نہین ہے ایک ضروری کام لاحق ہوا ہے
میرے قریب آؤ تو کہون مہتر قران اُسکے قریب گئے اُس مردود نے بلا تکلف مہتر کے سر پر تلوار کا وار
ایسا سر دست کیا کہ جان بحق تسلیم ہوئے مہتر مرحوم کی وصیت تھی کہ مجھکو خانہ کعبہ کے جوار
مین دفن کرنا بنابران حمزہ ثانی نے مہتر کی میت ساتھ ہمارے کر کے اس طرف بھیجدی اے خواجہ عمر
واقعی یہ ہے مہتر مرحوم کے خلق ومحبت کا جب خیال آتا ہے انکی مظلومی پر دل آب ہوا جاتا ہے کیا کہین
تورج ملعون ہاتھ نہ آیا ورنہ اُس ظالم کو ہرگز زندہ نہ چھوڑتے خواجہ عمر نے کہا واقعی حمزہ ثانی
کو جب اس بات کی اطلاع ہو گئی تھی کہ یہ مردود نام کا مسلمان ہوا ہے باطن خراب ہے ضرور اس کا
لحاظ رکھنا تھا غرضکہ ایک مقام مین قبر تیار کی گئی لاش کو تین مرتبہ گرد خانہ کعبہ کے پھیرا یا مہتر قران
کی میت کو قبر مین دفن کیا جب تک مہتر قران کو دفن نہین کیا حمزہ صاحبقران موجود رہے بعدہ
اپنے مقام قیام پر چلے آئے اُن سردارون اور عیارون نے ارادہ کیا تھا کہ اُسی وقت اپنے
لشکر کی طرف مراجعت کرین حمزہ صاحبقران مانع ہوئے کہ ابھی تم سب تھکے ماندے ہو دو چار روز
استراحت کرو بعدہ چلے جانا ابھی تمسے کچھ حالات اُس نواح کے دریافت کرنا ہین اُن سب نے
عرض کیا شہریارا ہم خادمون کو توقف کرنے مین کچھ عذر نہین ہے لیکن اس سبب سے بلا توقف
مراجعت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کفار کا خدشہ باقی ہے ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین مسلمانون
کو اُن موذیون کے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ہان یہ خیال تمھارا بیجا نہین
ہے غرضکہ چند لمحہ تک حمزہ صاحبقران کچھ ضروری حالات حمزہ ثانی کے پوچھتے رہے بعدہ انسب کو
رخصت کیا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ براہ حجاز طے کرتے ہوئے چند روز کے بعد لشکر حمزہ ثانی
مین پہونچے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی نے خانہ کعبہ کے بیشتر حالات دریافت کیے بعدہ
حمزہ صاحبقران کی خیر وعافیت پوچھی اُن سردارون نے تمام حالات وہان کے بیان کیے اور
حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر کا جو کچھ حال مہتر قران کے غم والم مین ہوا تھا مفصل بیان کیا راوی کہتا
ہے کہ جب تک یہ عیاران وسرداران لشکر اسلام خانہ کعبہ سے مہتر قران کو دفن کر کے واپس آئے
حمزہ ثانی اُسی طرح الم مہتر قران مین سیاہ پوش تھے چند سردارون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو مہتر قران کی ہلاکت کا سخت ملال ہے تاہم ایک عیار کی ہلاکت سے حمزہ ثانی کا استقلال

سیہ پوش رہین بالکل نامناسب بات ہی مخالفین اعتراض کرینگے قطع نظر اسکے اس صورت مین معاملات حکومت و انتظام سلطنت مین خلل پیدا ہونا متصور ہی فلہذا اس بارہ مین تحریک کرنا چاہیے سب نے اس راے سے اتفاق کیا کہا بیشک ہے کہ درخاطر بادشاہان مگسے پریشان کنند خاطر عالمے ۔ دوسرے روز حاضرین دربار نے عرض کیا ای تاجدار اقلیم عظمت و ای باجگیر مملکت سطوت اگرچہ ہم خادمان حضور والا کی یہ مجال نہین کہ راے عالی مین کسی طرح کا دخل دے سکین انچہ راے مبارک ہے اسکے مقدر خیر و برکت ارشاد کرتا ہی کہ مہتر قران کو انتقال کیے عرصہ ہوا انتہا سے درجہ کی قدردانی کی کہ ایک عیار کی ہلاکت کے غم و ملال مین سیہ پوشی اختیار کی ہر ایک بات کی ایک حد ہوتی ہی بہتر ہوگا اگر حضور سیہ پوشی سے قطع نظر کرین کسی کے ہلاک ہونے سے دنیا کے کاروبار بند نہین رہسکتے حمزہ ثانی دم بھر کے خاموش ہو رہے بعدہ غسل کر کے لباس سفید تبدیل کیا عیارون کو جمع کیا اور کہا ای سرہنگان والا اگرچہ مین نے سیہ پوشی سے قطع نظر کی ہے [illegible] نہین ہین کہ مہتر قران کی ہلاکت کا ملال میرے دل سے دفع ہوگیا تم لوگون کا فرض [illegible] ہر چہار جانب [illegible] ہوکے جاؤ اور نورج بدرگ کا سراغ لگاؤ جس جگہ وہ ملعون ملے فوراً اُسے ہلاک کر دو یا گرفتار کر کے لے آؤ اور اگر ان صورتون مین کوئی صورت ممکن نہ ہو جلد مجھکو اسکے اطلاع دو سب نے قبول کیا اور اُسی وقت ہر ایک عیاری سے آراستہ ہو کر ہر چہار جانب نورج بدرگ کی جستجو مین بعجلت تمام روانہ ہوگئے

اب حال بدمآل اہرمن فیلپا اور نورج [illegible] کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد قتل مہتر قران لشکر اسلام سے جب بھاگے [illegible] اثناے راہ مین انپر کیا گذری

کچھ سعی سے اقبال میسر نہین ہوتا
یہ فضل الٰہی وہ ہی کہ میسر نہین ہوتا
ہی حوصلہ معشوق جفا اُس کو الٰہی
عاشق کوئی دنیا مین کسی پر نہین ہوتا
کیا مر نہین جاتا قلق ہجر سے کوئی
جب ہمکو میسر کوئی دلبر نہین ہوتا
ہم جانتے ہین آتے ہین ناتم کو فرشتے
پھر زندہ جہان مین کوئی مر کر نہین ہوتا

ہر آئینہ [illegible] داغ سکندر نہین ہوتا
کیا کوئی زمانہ مین ستمگر نہین ہوتا
ہر [illegible] گنہگار مقدر نہین ہوتا
[illegible] شب روز بغل ہی مین ہی ان اپنا
باور نہین آتا نہیین باور نہین ہوتا
ہم کہتے ہین معشوق اطاعت نہین کرتے
جس بزم مین قلقل می و ساغر نہین ہوتا

دنیا مین فزا عشق سے بہتر نہین ہوتا
ہوتا ہی کہ تیری کسی برابر نہین ہوتا
بیمار و تیری دیکھنے یہ حال ہوا ہے
کم ہوگئے ہو جب پاس تو اکثر نہین ہوتا
رہزن ہی سے ہم پوچھتے ہین راہ محبت
عاشق کبھی تو معشوق کا نوکر نہین ہوتا
ہی درد نہ دے یا ان محبت مین کرنا دل
زرا و یان سخن این چنین مردلیست کہ اختیار سخن بہتر از زیادہ رولیست

جب اہرمن اور نورج دونون شریر و بدذات لشکر اسلام سے بھاگے خیزاخیز چلے جاتے تھے اثناے راہ مین ایک باغ سرسبز و شاداب ملا اہرمن نے کہا ای پہلوان زمان اب کسل و کاہلی عضا مین زیادہ تر راہ پا گئے ہو گئے ہی چندلمحہ یہان توقف کرو اس باغ کی میوہ وغیرہ سے شدت جوع کو تسکین دو پانی پیو پھر یہان سے تازہ دم ہوکے چلنا نورج نے کہا ای اہرمن تو یہ سمجھتا ہی کہ مہتر قران کو ہلاک کر کے اطمینان ہوگیا قسم ہی لات و مناۃ کی مجکو ہر وقت خدشہ ہی کہ عنقریب مسلمانون کے ہاتھ سے پھر گرفتار ہو جاونگا لشکر اسلام کے عیار بڑے چالاک و ہوشیار ہین حمزہ ثانی نے ضرور عیارون کو میری اور تیری تلاش مین روانہ کیا ہوگا اگر یہان توقف ہوگا ضرور وہ عیار یہان پہنچ کے

ان کو گرفتار کرینگے اہرمن نے کہا ہر چند بابا دادا مجھے تاب طی الارض کی نہیں ہے تھوڑی دیر توقف کرنا چاہیے تورج ناچار وہاں متوقف ہوا درختوں سے میوہ توڑا کھایا چشمہ سے پانی پیا
دونوں نے زیر درخت استراحت کی

اہرمن و تورج کا باغ میں وارد ہونا

اہرمن زیادہ تھک گیا تھا غافل ہو گیا تورج بیدار تھا اسکو دور سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز معلوم ہوئی سوچا کوئی عیار لشکر کا میری تلاش میں آتا ہے اپنی جگہ سے اٹھا دو رجا کے کھڑا ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی کوئی نہ معلوم ہوا وہاں سے واپس چلا ایک مقام پر پہنچا تاریک واقع تھا خس و خاشاک میں چھپا تھا جو ہیں تورج نے اس مقام پر قدم رکھا وہ ہم سے کنوئیں میں جا رہا۔ اس طرف اہرمن بیدار ہوا دیکھا تورج نہیں ہے تمام باغ میں تلاش کیا کہیں نشان نہ ملا سوچا اگر توقف کرونگا عرصہ زیادہ ہوا ہے ایسا نہ ہو کوئی آفت نازل ہو وہاں سے تنہا روانہ ہوا ایک دیہہ میں پہونچا اہل دیہہ بھی آفتاب پرست تھے اسنے کہا میں منظر کردہ خداوند شمس ہوں تمہاری ہدایت کے واسطے آیا ہوں تمام گاؤں میں خبر مشہور ہوئی کہ خداوند شمس کا منظر کردہ ہدایت کے واسطے آیا ہے تمام اہل دیہہ جمع ہو کے اہرمن کو سجدہ کیا ایک خاص مکان جملہ سامان ضرورت و زینت سے آراستہ کر کے اہرمن کو اس میں مقیم کیا خاطر تواضع سے پیش آئے ہر وقت گرد اہرمن کے اہل دیہہ کا مجمع رہتا تھا کوئی روپیہ لاتا تھا کوئی اشرفی نذر رکھتا غریب لوگ اناج کپڑا پیش کش کرتے تھے پاؤں پر سر رکھتے تھے کمال اعتقاد رکھتے تھے اے خداوند کی نظر کردہ زہے نصیب اس دیہہ کے کہ تم ایسے متبرک شخص نے یہاں قدم رنجہ فرمایا اس بات پر جان فدا ہو تو بجا ہے ہم کیا قابلیت رکھتے ہیں جو عہدہ شکر گذاری سے ادا ہو سکیں آج ہمکو دریافت ہوا کہ خداوند کی نظر عنایت اس دیہہ پر ہے اہرمن فبلیا السبب حرص و ہوس مفرط کے جو کچھ کوئی دیتا تھا بلا تکلف لے لیتا تھا جو کوئی زر نقد دیتا تھا اس سے نہایت خوش ہو کے ملتا تھا مزاج پرسی کرتا تھا خداوند سے سفارش کرنے کا وعدہ کرتا تھا طرح طرح کی فرمائشیں کرتا تھا تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اسکے ہر ایک فعل کی تعریف کرتا تھا جو کوئی غریب اہل دیہہ سے اسکے پاس جاتا تھا بہ تمرد پیش آتا تھا بے اعتنائی کرتا تھا ہر طرح سے اسکی مذمت کرتا تھا خداوند کے قہر و غضب سے ڈراتا تھا زجر و توبیخ کرتا تھا سخت ادبودی رسوم بت پرستی تعلیم کرتا تھا تمام اہل دیہہ نے دعوت کی چھ روز جشن قرار دیا تمام دیہہ میں آئینہ بندی کی کثرت سے کھانا پکوایا اعلے طائفے بلوائے تمام شب رقص و سرود کی صحبت گرم رہی تمام اہل دیہہ جمع تھے اہرمن کو صدر میں بٹھایا تھا اس حکم کی تعمیل میں سب مستعد تھے اہرمن نے ایک مطرب سے فرمائش کی اگر کوئی غزل عاشقانہ یاد ہو تو گاؤ اس مطرب نے یہ غزل شروع کی

کبھی چین و بیدار اس تنعم کو ہزار دل طوفان اٹھا اٹھا کر | نگاہیں وہ کہتیں کہ بولا خدا حسد اکر
کہیں ملکو چرخ پر جا پہونچ کے دم کو کسی کا اکر | ستا گئیں یار بہ جسکے نظر اٹھا کی نہ سر اٹھا کر
خطر تو نگہ نہ رنگ پر زلف شب میں آیا ہے دل لگا کر | وہ نہ دیتا ہے دل نشانہ ہے آزما کر دہ آزما کر
تری محبت لے لا دلا ہزار اٹھا سے کو نالہ | دلا دلا کر گلا گلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر
ستم یہ تیرہ خاکداں ہو اسی کی تو گردشی جہاں کر | کہاں سے ڈرا اختر ستارے میں جو انہیں سمجھا سمجھا کر

جہان لگی آنکھ کچھ لو نہیں سی وہیں چھچھی بجالس سی گیہن — کہ درد دل کی جھلک سے کیا کیا دکھا دکھا کر جگا جگا کر
تم ہی تو ہو جو کہ خواب میں ہو تم ہی تو ہو جو خیال میں ہو — کہاں چلے آنکھ میں سما کر کدھر کو جاتے ہو دل میں آکر
ستم کے جو لذت آزما ہوں کرم سے ملتے لطف ہو یوں — جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو لٹا جفا کر پھر وفا کر
شراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہیں جو ٹوٹے — کر توبہ کرنی کبھی تو بہرا ابھی یہاں سے شکست کھا کر
جو ظلم کرنا تھا سو یہ سب تو اوس نے فتنے اٹھا کے توڑے — اٹھائی ہے تیغ نے تو قیامت رقیب کو بزم میں بٹھا کر

امیر حسن اس غزل کو سنکے بہت خوش ہوا نشہ شراب سے مدہوش ہو رہا تھا خود بھی آواز ملا کے گانا شروع کیا وہ مطرب بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اہل دیہہ سے نظر آتے ہیں بٹھایا اور ادب سے واسطے اسکے آگے خادم کھڑے ہیں اور اسکے گانے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویے کی قوم سے ہے آخر ایک اہل دیہہ سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں جنکے اس اہتمام سے مہمانی کی آپنے کہا ہمارے خداوند کے نظر کردہ ہیں واجب التعظیم ہیں انکے آگے ہم سب کی کیا حقیقت ہے ہمارے اور خداوند آفتاب کے درمیان واسطہ ہیں مطرب نے کہا آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ہیں آپ کیا خاموش خداوند آفتاب کے نظر کردہ کی شان میں بے ادبی نہیں چاہیے اگر تم سمجھا ہے کہ انکی آواز خوش آیند ہے شاید گویے کی قوم سے ہونگے آگاہ ہو کہ جو خداوند آفتاب کا منظور کردہ ہوگا اُس میں سب طرح کی صفتیں ہونگی انواع اقسام کے کمال حاصل ہونگے ایک خوش آوازی پر کیا موقوف ہے

غرضکہ تمام شب یہ ہنگامہ برپا رہا

سبب اتفاق وارد ہونا شاپور شیر دل عیار لشکر اسلام کا اُس دیہہ میں اور گرفتار کرنا امیر حسن ملعون کو

سخن پردازان این طرفہ حکایات چنین باز داستان کردہ روایت + کہ جب حمزہ ثانی نے تمام عیاروں کو جمع کرکے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تم سب اطراف و جوانب نورنگ بد رگ اور امیر حسن ذلیل کی تلاش میں جاؤ جہاں ہیں انکو گرفتار کر لاؤ حسب الحکم حمزہ صاحبقران ثانی وہ عیاران طرار تمام دیہات سے ہر چہار طرف روانہ ہوئے منجملہ انکے شاپور شیر دل بھی ایک طرف راہی ہوا حسب اتفاق اسکا گذر اُس دیہہ میں ہوا جہاں امیر حسن چھپا [illegible] تھا اپنے فریب سے اہل دیہہ کو مطیع کئے ہوئے تھا اور طرح طرح کی عیش و عشرت میں شب و روز بسر کر رہا تھا مالداروں سے [illegible] و فروتنی و انکساری ثابت کرنے کی غرض سے سرخرو رکھتا تھا اور مفلس نادارون پر آنکھیں نکالتا تھا کسی طرح بھونکتا تھا خداوند کا قہر خداوند کا غضب کہکے انکا دم سکھا دیتا تھا وہ غریب کہتے تھے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے بالکل نادار ہیں وہ کہتا تھا تم پر خداوند کا عتاب نازل ہے اور زیادہ مصیبت میں پھنسو گے تمام دیہہ میں امیر حسن کے نظر کردہ خداوند ہونے کا چرچا تھا شاپور نے بھی اس واقعہ کو اول سے آخر تک سنا سمجھا کہ امیر حسن یہاں ہے نورنگ بد رگ بھی ضرور یہاں ہوگا [illegible] ہاتھ آیا جس طرح ممکن ہو ان دونوں کو ہلاک کرے اور دونوں کے سر دو کرکے حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت میں پیش کرے سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملیگا حمزہ ثانی بہت خوش ہونگے [illegible] بازار میں ایک کی دوکان تھی اسکے پاس گیا کہا بھائی کسی سے ملوانا ہوں آپ نے کہا [illegible] لاؤ کیا کام ہے [illegible] چشم انجام [illegible] جس طرح کا کپڑا آپکو تیار ہو جائیگا ہمارا کام کیا ہے شاپور نے کہا [illegible] اجرت کا

خیال نہین ہی کام درست بنا چاہیے خیاط نے اسکے کام کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا صاحب میرا کام
دیکھیے پہلے ایک کپڑا سیا ہوا شاپور نے تھوڑا کپڑا دیا اور کہا پہلے تم نمونہ کے طور سے ایک زیر جامہ سی دو
پہن تمکو پسند آوے تو دو نگا خیاط نے منظور کیا شاپور نے کہا اب ہم جاتے ہین کل آوینگے قدم اٹھایا چلتے
چلتے یہ کہا آج کل اس دیہ مین خداوند آفتاب کے نظر کردہ کا کیا ذکر ہو رہا ہی خیاط نے ازاول تا آخر کیفیت
بیان کی اور کہا شب کو بڑی دھوم کی دعوت تھی خوب خوب ناچ گانا ہوا یہ بھی سُنا ہی کہ خداوند آفتاب کے
نظر کردہ نے بھی مطربون کے ساتھ گایا آج تمام دیہ مین اس بات کا بھی چرچا ہی کہ خداوند کا نظر کردہ علم
موسیقی مین بھی اکمل ہی شاپور شیردل نے کہا اگر خداوند کے نظر کردہ کو موسیقی کا شوق ہی اور وہ اس فن
مین مہارت کامل رکھتے ہین تو کسی طرح مجھے انکی خدمت مین پہونچا دو مجھکو بھی اس فن کا بہت شوق ہی مین نے
تمام عمر اس فن عجیب کی حاصل کرنے مین صرف کر دی خیاط نے کہا مین نے خداوند کے نظر کردہ کے اکثر کپڑے سیئے ہین ثواب کی
غرض سے ضروری نہین کی خداوند کے نظر کردہ مجھسے بہت خوش و رضامند ہین اگر تم اس فن مین مہارت
کلی رکھتے ہو کل میرے ساتھ چلو تمسے ملاقات بھی ہو جاے گی اور اپنے کمال کا بھی نمونہ دکھانا اگر تمھارا گانا
بجا اپسند خاطر ہو جائیگا ضرور خداوند سے وہ تمھاری سفارش کرینگے اور آخرت مین کام آوینگے غرض
وہ دن ادھر اُدھر کے گشت مین بسر کیا دوسرے روز صبحکو ایک طنبورہ کی تونبی مین دارو بیہوشی
بھری طنبورہ کے تار درست کیے اپنی ہیئت کی طرف نظر کی کچھ علامتین گھٹائین کچھ بڑھائین پہر دن چڑھے
خیاط کے مکان پر پہونچا خیاط نے کہا خوب آئے مین تمھارے انتظار مین بیٹھا تھا تمھارے مکان کا پتہ معلوم
نہ تھا اس سبب سے تمھاری تلاش مین نہین نکلا اے جوان کل مین خداوند کے نظر کردہ کے پاس گیا تھا اور
ادھر اُدھر کی باتین مین نے برسبیل تذکرہ یہ بھی کہا کہ ہمارے شناساؤن مین ایک جوان فن موسیقی کا بہت
بڑا کامل بلکہ اکمل ہی اگر فرمایئے تو اُسے لے آؤن اے نظر کردہ خداوند اُسکے گانے کو سنکے آپ بہت خوش ہونگے اے
جوان میری غرض اس سفارش سے یہ ہی کہ اگر نظر کردہ خداوند تمھارے گانے سے خوش و مسرور ہو گا تو کیا عجب
ہی اگر تمھاری وجہ سے اُسکو میرا زیادہ خیال ہو اور خداوند سے بروقت ملاقات میری سفارش کردے
حالانکہ اس وقت بھی اُسکی نظر توجہ سے امید ہی لیکن تمھاری وجہ سے مزید بران سمجھنا چاہیے شاپور بہت خوش
ہوا اور کہا واہ دوست خوب تقریب کی تمھاری وجہ سے میرا بھی انجام بخیر ہو جائے گا ورنہ کوئی امید خداوند
کے تقرب کی نہ تھی خیاط نے کہا خیر من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو چلو نظر کردہ خداوند کے پاس شاپور نے
طنبورہ سنبھالا خیاط کے ہمراہ روانہ ہوا اہرمن کے دربار نکبت آثار مین پہونچا دیکھا کمال تمرد ایک مسند
حکومت پر بیٹھا ہی اور اکثر مفسدین دیہ اُسکے روبرو دست بستہ ہوا دب سکوت مین بیٹھے ہین خیاط آگے
بڑھا کہا اے نظر کردہ خداوند وہ دوست میرا یہی ہی جسکے فن موسیقی کے کمال کا ذکر کل مین نے کیا تھا اور
نظر کردہ خداوند نے اشتیاق ظاہر کیا تھا اہرمن نے ازسرتاپا شاپور شیردل کو دیکھا کہا اے جوان ہمنے
تیرے کمال کی بہت کچھ تعریف سُنی ہی ہم بھی مشتاق ہوئے اگر آج ہم تیرے گانے سے محظوظ ہونگے ضرور
خداوند سے تیرا ذکر کرینگے اور خداوند سے کسی کا ذکر کرنا کوئی ادنے بات نہین ہی شاپور نے بھی اہرمن
قیافہ کو بغور دیکھا اور تمام حاضرین کی صورتین اس مکان کو دیکھا چند لمحہ سکوت مین بیٹھا رہا اہرمن نے
کہا اے جوان کس فکر مین ہی طنبورہ کو ملا کے اپنا کام شروع کر شاپور نے آہستگی سے غلاف کا بند کھولا اور

نکالا اُسمین ملا کے اس ترکیب سے کچھ بجایا کہ اہرمن کی سمجھ مین نہ آیا لیکن وہ ملعون فن موسیقی مین اسینے کو اکمل ظاہر کر چکا تھا شاپور کی بہت تعریف کی اور کہا ای جوان معلوم ہوا کہ تو صاحب کمال ہی اگر تجھکو کوئی غزل یاد ہو تو بجا شاپور نے یہ غزل شروع کی غزل اُس بت کو جب خیال ستم ہوکے رہگیا ✤ مین مضطرب خدا کی قسم ہو کے رہگیا

نکلی نہ یا میری زبان سے نہ کوئی بات
اظہار شکوۂ شب غم ہوکے رہ گیا
خبر الم‌ثل جہاں مین وہ دل ہی مٹا ہوا
جو تیر دل سے میرے بہم ہو کے رہگیا
پورا ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مسودہ
قاصد روانہ چار قدم ہو کے رہ گیا
ای داغ ہم نہ دیکھ سکے روز حشر کچھ

کمبخت اسکے سامنے سم ہو کے رہگیا
ای چارہ گر جگر کی کسک کسطرح مٹے
جو پائمال زیر قدم ہو کے رہ گیا
داغ فنا سے سبکی شاہی کو ہی باب مین
مسودہ لاکھ بار قلم ہو کے رہ گیا
دل سے تری گلی سے نہ اُٹھنے دیا سنگ
سر خجالت گناہ سے خم ہو کے رہ گیا

بار سے جو تیر اسکے شب وصل کیا کہون
گو درد کم ہوا ابھی تو کم ہو کے رہ گیا
جانا اُسی کو مین نے یہ پورا ہی تو خدا
ذکر بہشت و خلد و ارم ہو کے رہگیا
غالب ہوئی جو شوق پہ تاثیر جذب دل
سو بار قصد دیر و حرم ہو کے رہ گیا
اس غزل کو اس لطف سے گایا

کہ اہرمن نے خوش ہو کے کہا ای جوان اب مجھپر فرض ہی کہ تیرے اس دل خوش کرنے کا عوض دون اس سے زیادہ کیا عوض ہوگا کہ جب خداوند کی حضوری حاصل ہوگی پہلے تیرے ہی کمال کا ذکر کرونگا اور مقبول عنایت و مرحمت خداوند کا تجکو مستوجب کرونگا شاپور نے کہا کون خداوند اہرمن نے متعجب ہو کے کہا کیا تو نہین جانتا آگاہ ہو وہ خداوند جو تمام جہان کو روشن کیے ہوے ہی جو زمین مین طرح طرح کے درختونکو رویدہ کرتا ہی جو درختون کے پھولون کو پکاتا ہی اور لذیذ کرتا ہی جو ہر دن کو رنگ بخشتا ہی جو ہر ایک انسان کے پہلو مین جگہ کیے ہوے ہی جہان اُسنے نظر توجہ پھیری جہان مین اندھیرا ہو گیا اگر تجکو آج تک اس خداوند درخشندہ کے حال کی خبر نہ تھی حالانکہ ہمیشہ تیرے پیش نظر رہا تو آج ہم تجھے با خبر کرتے ہین کہ اسکو پہچان اور اسکی بندگی فرض سمجھ ہم اُسکے نظر کردہ ہین اُسکے رسول ہین خلقت کی ہدایت کے واسطے آگئے ہین جو ہمارا کہنا مانیگا اس سے خوش ہونگے خداوند سے اُسکی سفارش کرینگے جو سرتابی کریگا اُسکو سزا سے معقول دینگے خداوند کا قہر و غضب اُسکی جان پر توڑینگے شاپور نے کہا یہ کیا مزخرف تو نے بکا کچھ ہماری سمجھ مین نہین آیا اہرمن نے کہا ہان سمجھ مین نہ آیا ہوگا یہ کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھکے شاپور کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیے ہوے صحن مین آیا دو انگشت سبابہ سے سورج کو بتا کے کہا دیکھ یہ چمکتا ہوا خداوند ہمارا ہی پھر اپنی جگہ آکے بیٹھ رہا شاپور بشیر دل بھی تنبورہ لیے ہوے چلا آیا دل مین سوچ رہا تھا کہ کیا تدبیر اُسکے گرفتاری کی کرون کس بات سے ابتدا ہو سوچتے سوچتے پھر تنبورہ اُٹھا دوسری غزل شروع کی جوش گریہ سے یہ آنکھین ابر نیسان ہوگئین ✤ اب مری بیتابیان مشہور دوران ہوگئین ✤ راز الفت

چھپ سکا ہم سے نہ اُسکے روبرو
آج اپنی مشکلین کل ملکے آسان ہوگئین
دن نہ پورا ہو چکا ہم ہوگئے آخر تمام
دلکی وہ بیتابیان سب راحت جان ہوگئین
واہ رے جوش جنون آخر الحکم ضعف سے
چھپکے تکلیفین زیر فاک پنہان ہوگئین

صاف دلکی حسرتین منہ پر نمایان ہوگئین
سیکڑون دل ہوگئے انداز پر تیرے نثار
روز فرقت کی خدایا سخت تکلیفین ہوگئین
اب کسی سے دل لگا کر ہم نہ ہونگے پائمال
انگلیان ہاتھون کی بھی بار گریبان ہوگئین

مرگئے ہم اک اشارہ مین نگاہ ناز کے
سیکڑون ناخن تری چتون پہ قربان ہوگئین
جب دیا اُسنے دلاسا شب کو تو تھا خدا
جو خطائین ہوگئین ای ترک گردان ہوگئین
داغ ایک سخن کہان لیلی کہان مجنون

اہرمن نے بہت کچھ تعریف کی اور اُسی طرح خداوند سے سفارش کرنے کا

ذکر کرنے لگا اس مرتبہ شاپور کو تاب تحمل نہ رہی کہا او نابکار یہ تو کیا بکتا ہی کتنی دیر سے مین سن رہا ہون
کہیں نام اوند آفتاب اور ماہتاب ہے اگر میدانی میدان مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا ہے منم شیر دل
صفدر و نامدار + بہر بریدن سر اسپ اندم شکار + بمیدان در آید اگر شیر نر + بگیرم کشم آنرا نہ تیغ و تبر + اب تو
اہرمن نے غور سے دیکھا شاپور نے اپنی صورت کو ایسا بدلا تھا کہ اسوقت تک اہرمن نے نہ
پہچانا کہا تو کون ہی میری سمجھ مین نہین آیا شاپور نے کہا منم شاپور عیار جہانگرد + عیاری بطراری
جوانمرد + اہرمن سمجھ گیا فوراً اپنی جگہ سے اٹھکر مستعد ہوا اور کہا او عیار تو میرے گرفتار کرنے کو آیا ہی میرے
ہاتھ سے کہان جاتا ہی لوسرج نے قران کو ہلاک کیا ہی مین تجکو ہلاک کرونگا یہ کہکے چاہتا تھا کہ خنجر کا وار
شاپور پر کرے شاپور نے وہی قنبورہ جسکی کوٹھی مین دارو بیہوشی بھری تھی بقوت تمام اُسکے
سر پر مارا قنبورہ کا سر ٹوٹنا تھا کہ وہ شق ہوا دھوان اُس مکان مین پھیل گیا اور جسکی ناک مین وہ دھوا
پہونچا تڑ سے چھینک آئی دھم سے زمین پر گرکے بیہوش ہوگیا حتیٰ کہ تمام دیبانی جو اسوقت موجود تھے
بیہوش ہوکے گر پڑے اہرمن بھی گرا شاپور نے گرفتہ و بستہ کیا اٹھا کے پشت پر لادا وہان سے
روانہ ہوا لشکر حمزہ ثانی کو خبر پہونچی کہ شاپور شیردل کسی کو گرفتار لایا ہی عجب نہین اگر لوسرج بدرگ
ہو حمزہ ثانی نے شاپور کو اسیم دربار مین طلب کیا حال پوچھا شاپور نے کہا شہریارا لوسرج مردود
دستیاب نہین ہوا البتہ اہرمن فیلپا ایک دیہ مین ملگیا اُسکو گرفتار کر لایا ہون حکم ہو تو حاضر خدمت کرون
جو مناسب ہو اُسکے حق مین حکم صادر فرمایا جاوے حمزہ ثانی نے فرمایا اے شاپور اگرچہ لوسرج بدرگ
قاتل مہترقران ہی لیکن اہرمن اُس سے بدبختی مین کم نہین ہی جلد لاؤ میرے سامنے شاپور نے اہرمن کو
دربار مین حاضر کیا حمزہ ثانی نے کہا اے اہرمن تم دونون بدبختون سے کیا برائی کی تھی جو ہمارے
عیار کامل الفن کو ہلاک کیا اور یہان سے غائب ہوگیا تھا لوسرج کہان ہی اُسنے کہا شہریارا مجکو لوسرج
حال کی مطلق خبر نہین ہی البتہ یہان سے ہم دونون ساتھ گئے تھے اثنائے راہ مین باغ ملا وہان سے
لوسرج مجسے علیحدہ ہوگیا نہین معلوم کہان چلا گیا اور اے حمزہ صاحبقران مہترقران کو لوسرج نے ہلاک کیا ہی مجسے
بیکار اعتراض کیا جاتا ہی حمزہ ثانی نے فرمایا او ملعون تو بھی اُسکا شریک تھا اگر شریک نہوتا ہرگز اُسکے ساتھ
نہ بھاگتا تو بیکار اس بارہ مین عذر کرتا ہی مین ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑونگا ہان ایک صورت سے تیری ہلاکت
مین چندروز توقف کرونگا اگر تو لوسرج کا صحیح پتا دے اور اگر اُس مردود کو گرفتار کرلا تو مین تجھے بالکل
چھوڑدون کسیطرحکا تجھے تعرض نہ کرون اہرمن نے کہا مجکو اُسکے حال کی مطلق خبر نہین ہی کہان سے گرفتار
کر لاؤن اور کسطرح پتا دون حمزہ ثانی نے کہا تیری باتکا کچھ اعتبار نہین ہی اُسیوقت دار پر کھنچوا دیا اور تشہیر
چاہان کیا بعد لاش اُسکی بازار مین پھنکوا دی سر اُسکا ایک چوب بلند پر نصب کرکے تمام گلی کوچون پھروا یا اُسکے
ساتھ ایک شخص منادی کرتا جاتا تھا جو کوئی حکم حمزہ ثانی صاحبقران سے سرتابی کریگا اُسکا نتیجہ یہ ہوگا یہ
اہرمن فیلپا نام ایک جادوگر کا ہی اسنے بظاہر جان کے خوف سے دینِ اسلام قبول کرلیا باطن مین
گمراہ رہا اُسکی سزا مین اِس نوبت کو پہونچا

اب حال بدمآل لوسرج مرقوم ہوتا ہی کہ اس چاہ تاریک مین گرکے کس نوبت کو پہونچا

بارگاہ سے رفتہ رفتہ الک دل ... شاد ہوا | ناگاہ کہا ہوا کہ ... فریاد رسیگا | لو کھڑی مین سے ...

تیرے سینہ مین جو ہیں اول ناشاد رہے
دکھو یا عیش قفس اپنی وفاداری سے
اتنا کہ یہ مرا آتشکدہ آباد رہے
خاک آیا جو مرے منہ کو کلیجا آیا
کہ مری سہو کی عادت ہی مجھے یاد رہے
دل غم عشق سے دن رات گھلا جاتا ہے
لب پر آئی جو کبھی کہہ نہ کر شیم کہ یاد رہے

کوئی مشتاق شہادت نہ [illegible]
لطف [illegible] سے ہم رات دن آباد رہے
یہ رہا عرش تو ای حوصلہ دل دیکھا
کوئی دن کاش یہ مہر لب فریاد رہے
اس دل تنگ مین کس کس کو جگہ دون یارب
کہین ہر دم نہ ظالم تری بیداد رہے
تجھے ای داغ محبت سے کیا ہے انکار

بس بہت حق مین مرا شخص کے جلاد رہے
دیکھ لی سیر حرم حضرت زاہد رخصت
مین نہ کہتا تھا کہ سینہ ہی مین فریاد رہے
باہم اک وعدۂ فردا پہ نوشتہ ہو جائے
غم رہے دم رہے فریاد رہے یاد رہے
تنگ آیا ہون مرے منہ سے شکایت نکلی
یہ سخن یاد رہے یاد رہے یاد رہے

نویسندہ این نسخہ سوادہ | نیاز پیشینہ دفتر چنین کرتا ہے کہ جب نورج بدرک قریب اس باغ کے چاہ تاریک مین گرا اس طرح گرا تا ہوا تہ چاہ تک پہونچا کہ بیہوش ہو گیا تتمہ دن اور وہ تمام رات اسی طرح بیہوش کنوئین مین پڑا رہا دوسرے روز دوپہر کے وقت ایک مسافر کا اس طرف سے گذر ہوا اس کو تشنگی غلبہ کیے ہوئے تھی کنوئین کے قریب آیا پانی کے واسطے کنوئین مین لوٹا ڈالا تو نورج کے سر سے ٹکرایا نورج نے سر اٹھا کے دیکھا معلوم ہوا کوئی آدمی پانی بھرنا چاہتا ہے کہا ای شخص مین کنوئین مین گرا ہوا ہون کسیطرح مجھے کنوئین سے نکال اس مسافر نے بمقتضاے دردانسانی کوشش کی تا اینکہ نورج بدرک کو کنوئین سے نکالا سر پر خفیف زخم پہونچ گیا تھا اسکا خون دھویا پٹی باندھی پوچھا ای شخص تو کون ہے نورج نے کہا مین بھی ایک مسافر ہون یہان حسب اتفاق وارد ہوا یہ کنوان خس و خاشاک سے ایسا پوشیدہ تھا کہ مجھے نہ معلوم ہوا اور مین تہ چاہ مین جا رہا میرا ایک ساتھی یہان سو رہا تھا نہین معلوم بیدار ہو کے وہ کہان چلا گیا وہ مسافر بہت خاطرداری سے پیش آیا نورج مرد وحید بے سر و سامانی کی حالت مین بھاگا تھا کچھ پاس نہ تھا اس مسافر نے شب کو اسی باغ مین قیام کیا نورج سے طرح طرح کی باتین کرتا رہا ابہہ سو رہا نورج نے اسکے احسان کا مطلق خیال نہ کیا اسکا توشہ زادراہ جو کچھ اسکے ساتھ تھا لیکے ایک جانب بھاگ گیا

اب نورج بدرک کو بیابان و ریگستان مین سرگردان رکھا جاتا ہے اور حال فرعون ملعون کے رہا ہو جانیکا بیان کیا جاتا ہے

مجھے استاد نے تعلیم کے روز | بتایا ہے یہ نکتہ دلکش افسوز | سخن لیپار دان وانہ کے کرسے

یکے راحد لگو صدر ایکی گرسے | راوی کہتا ہے کہ جب حمزۂ ثانی اہرمن فیلپا کے جہنم واصل کرنے سے فارغ ہو کے ایک روز بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز تھے ایک سرکارہ آیا موقف عرض سے

اس طرح گویا ہوا سہ | کہ ای بادشاہ فلک اقتدار | جہانت بکام و فلک پایہ دار | الیسے راکہ ازلست در سرغرور

کلہ از سر و سر ز تن باد دور | ایک مرد عرب کہ مرزبان کی طرف سے آیا ہے حضوری چاہتا ہے واجب تھا عرض کیا جو حکم ہو اسکی تعمیل کیجاوے حمزۂ ثانی نے حکم دیا بلاؤ کہان ہے تا اینکہ وہ عرب دربار مین آیا سیاہ لباس پہنے تھا صورت کبھی نظر بہ جبہ تھی حمزۂ ثانی نے مزاج پوچھا اسنے کہا الحمد للہ اس طرف آنے کا سبب پوچھا اسنے کہا شہریار مین خود یہان نہین آیا ہون بلکہ حمزۂ ثانی صاحبقران نے مجھکو کعبہ سے بھیجا ہے انھون نے سنا تھا کہ تم مہترقران کے غم مین نہایت پریشان ہو عرصہ سے حال نہین معلوم ہوا تھا اب مجھکو خیر و عافیت کے واسطے بھیجا حمزۂ ثانی آنکا آنا فرما سے بہت خوش ہوئے ملک عرب کے حالات

پوچھے چوبدار کو بلایا حکم دیا کہ مکاندار کو بلا لاؤ مکاندار آیا حمزہ ثانی نے فرمایا ایک مکان فرش و شیشہ
آلات وغیرہ سے جلد آراستہ کرا اور بھی سامان ضرورت مہیا کرنا مکاندار نے فوراً تعمیل حکم کی حمزہ ثانی
نے اس مکان مین اس مرد عرب کو مقیم کیا دس خوان کھانے کے اس وقت اس مرد عرب کے
واسطے جاتے تھے متعدد آدمی خدمت کے واسطے مقرر تھے حکم تھا کسی وقت کسی بات کی تکلیف
نہو جس شی کی ضرورت ہو فوراً ہمارے یہان سے پہونچے حمزہ ثانی کبھی خود اس عرب کے پاس
جاتے کبھی وہ عرب خود حمزہ ثانی کے دربار مین حاضر ہوتا تھا طرح طرح کی باتین ہوتی تھین تمام اہل دربار
عرب کی عزت کرتے تھے خاطرداری سے پیش آتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ جانتے تھے کہ حمزہ صاحبقران بلند
والاشان کا فرستادہ ہی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ جانتے تھے کہ معظمہ ایسے مقام محترم کا رہنے والا ہی
شاید کسی وقت مین حج خانہ کعبہ سے مشرف ہونے کا اتفاق ہوگا تو یہ اس مین کام آسکیگا اول حمزہ ثانی
نے اس عرب کی دعوت ملوکانہ کی تحفہ مین طرح طرح کے اشیا بیش قیمت و نایاب دین پھر ہر ایک سردار
نے باری باری دعوت کی - راوی کہتا ہی کہ شمین بن شیاطین رنجور آشوب شناس یہ چارون
زبردست اور نہایت چالاک عیار فرعون کے تھے جنکا ذکر سابق مین آچکا ہی انھین سے یہ رنجور عیار
فرعون ہی جو حمزہ ثانی کے پاس اس فریب سے آیا ہی کہ مجکو مکہ معظمہ سے حمزہ صاحبقران نے خبر کے
لیے بھیجا ہی - غرضکہ جب اس مکار و بدکار عیار فرعون نے دیکھا کہ ہر وقت ایک نہ ایک سردار
حمزہ ثانی کا ہمیشہ پاس موجود رہتا ہی کوئی وقت فرصت کا نہین ہی بجاے خود کوئی تدبیر کرے فرعون
کو قید حمزہ ثانی سے رہا کردن اب اسنے یہ دستور مقرر کیا کہ جب کوئی سردار حمزہ ثانی کا اسکے
پاس آیا فوراً وضو کیا اور نماز کے واسطے مصلے پر جا بیٹھا اور جب تک وہ سردار موجود رہا یہ مصلے پر سے
نہ اٹھا یہان تک کہ وہ سردار عاجز ہوکے چلا گیا اب یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ مرد عرب نہایت نماز گذار ہی
اس عیار نے فرعون کے قیدخانہ کا سراغ لگایا یہان تک کہ معلوم ہوا کہ فلان مقام مین بکمال حفاظت
فرعون مقید ہی ایک روز یہ مردود حمزہ ثانی کے پاس گیا اور کہا شہریار مین نے سنا ہی کہ تمھارے
یہان کوئی گبر ملعون قید ہی مین بھی اسکو دیکھنا چاہتا ہون حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہی اور سردارونکو
حکم دیا جاؤ اس مرد عرب کو قیدخانہ مین لے جاکے فرعون ملعون کو دکھا لاؤ مگر خبردار نہایت ہوشیار
رہنا اس واسطے کہ زندانخانہ کمتر کھولا جاتا ہی ایسا نہو کہ فرعون رہا ہوجاے بعض سردارون نے اسوقت
برسبیل تذکرہ کہا شہریار اس گبر مکار کو بیکار مقید کر رکھا ہی خواہ مخواہ کا درد سر ہی قتل کرکے فراغت
حاصل کرنا مناسب ہی حمزہ ثانی نے فرمایا یہی مین بیشتر فکر کیا کرتا ہون مگر پھر اس بات کا خیال آتا
ہی کہ اگرچہ فرعون ایک گبر متکبر ہی تاہم اپنی قوم مین سردار ہی جہان تک ممکن ہوا اسکو تعلیم و تفہیم کرکے
مسلمان کیا جاوے تو بہتر ہی اس بات سے کہ ہلاک کیا جاوے اور ہلاک کرنا تو کچھ مشکل بات نہین ہی
ابھی ہلاک کرسکتے ہین ان سردارون نے کہا یہ جو کچھ ارشاد ہوا ہی بجا و درست ہی مگر تورج مردود
کا قصہ پیش ہوچکا ہی کہ اسنے بخوف جان دین اسلام کو قبول کیا آخر کو اسنے گبری کی اور ہنگام گریز
مہتر قران کو ہلاک کیا جسکا صدمہ اسوقت زائل نہین ہوا ہی اسی طرح اگر یہ گبر ملعون بھی اپنی رہائی کیواسطے
بظاہر دین اسلام اختیار کرلیگا تو کیا ہوگا حمزہ ثانی مع عرب مصنوعی یعنی رنجور عیار فرعون کی طرف متوجہ

ہوسنے اور فرمایا تمہاری کیا راے ہی اس بارہ مین اُس مکار نے کہا ای شہریار مجکو اب تقصہ کی تفصیل
اطلاع نہین ہی تاکہ اپنی راے قائم کرسکون حمزہ والا قدر نے تمام کیفیت ازسرنو بیان کی اور کہا یہ سب
مجکو فرعون کے قتل کے واسطے مجبور کرتے ہین عرب مصنوعی نے کہا شہریار تمہاری راے بہت
صائب ہی واقعی ایسے مشہور و معروف شخص کا بلاتکلف ہلاک کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہی ان سرداروں کی
راے بالکل غلط ہی اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہی ہر طرح کی تدبیر ہوسکتی ہی لیکن بعد ہلاک
اگر کسی طرح کا نقص پیدا ہوا تو اسکا دفعیہ کچھ نہین ہوسکتا حمزہ ثانی اس بات کو سنکے خاموش ہورہے
وہ سردار عرب مصنوعی یعنے عیار فرعون کو قیدخانہ مین لے گئے رنجور مردود نے اُس قیدخانہ
کو خوب غور سے ہر چہار جانب دیکھا یکایک نظر فرعون پر پڑی دیکھا کہ زنجیر سے خوب جکڑا ہوا ہی
گلے مین آہنی طوق پڑا ہی اور نہایت تذلیل کی حالت مین ہی اُس وقت اس عیار کی طبیعت مین
نہایت اشتعال پیدا ہوا چاہا کہ اسی وقت اہل زندان سے مقابلہ کرکے فرعون کو رہا کرے مگر
پھر ضبط کیا اس نظر سے کہ تنہا مجمع کثیر سے کہانتک مقابلہ کرسکتا ہون ایسا نہو کہ مین بھی یہان گرفتار
ہوجاؤن سرداروں نے چاہا کہ فرعون سے بھی ملاقات ہو کچھ باتین کرین رنجور نے انکار کیا
اور کہا قیدی کی ملاقات کیا قیدی دین اسلام سے منحرف ہی ایسا نہو کہ میرے اُسکے ملاقات مین
کوئی صورت پیش آسکے اُن سرداروں نے کہا صورت بد کیا پیش آسکتی ہی اُسنے کہا صورت
بد یہ پیش آسکتی ہی کہ مین اُسکے روبرو دین اسلام کے حق ہونے کی دلیل پیش کرون اور وہ کسی
نوع کی تذلیل کا کلمہ زبان پر جاری کرے تو خواہ مخواہ غصہ آئیگا اس سے یہی بہتر ہی کہ ملاقات نہو غرض
بعد وہان سے واپس آیا حمزہ ثانی نے پوچھا تمنے دیکھا فرعون ملعون کو عرب مصنوعی نے کہا ان
دیکھا لیکن مین اُسکے قریب نگیا حمزہ ثانی نے کہا ضرور جانا تھا بلکہ اُسکو کچھ افہام و تفہیم بھی کرنا تھا عرب
مصنوعی نے کہا اصل یہ ہی کہ مجھے قیدی کی صورت نہین دیکھی جاتی تمہارے سرداروں نے بھی مجھسے
کہا تھا لیکن مین نے دفع الوقتی کردی اسی طرح کی چند باتین کہین پھر حمزہ ثانی کے پاس سے اپنے
مقام قیام پر چلا آیا اُسی وقت سے فکر شروع کی تمام شب بیدار رہا راے اس بات پر قرار پائی
کہ یہان سے نقب کھودنا چاہیی چنانچہ اُس مکان کے ایک حجرہ تاریک مین گیا مقام تجویز کیا جو ملازم
حمزہ ثانی کی خدمت مین موجود تھے اُنسے کہا مین شب کو عبادت کرونگا اور آنکو بھی وظیفہ پڑھنا ہی
تمکو چاہیے کہ جب تک مین اس حجرہ مین عبادت وظائف مین مشغول رہون تم مین سے کوئی میرے
پاس نہ آئے اور جو کوئی میری ملاقات کو آئے اُس سے بھی اسی بات کا ذکر کردینا بہرحال نہ تم میرے
پاس آنا اور نہ کوئی اور بیرونی شخص میرے پاس آسکے ملازموں نے قبول کیا غرض کہ اُسی شب
سے اُس حجرہ مین نقب کھودنا شروع کردی تمام شب نقب زنی کرتا تھا صبح کو باہر آتا تھا غسل کرتا
تھا کپڑے بدل کے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ادھر اُدھر کی باتین ہوتی تھین تھوڑی
دیر کے بعد اس حیلہ سے کہ کچھ وظیفہ پڑھنا ہی دربار سے چلا آتا تھا اور پھر حجرہ مین جاکے نقب زنی
مین مصروف ہوجاتا تھا تین شب و روز مین وہ نقب قیدخانہ مین پہنچی جہان فرعون مردود
قید تھا جب نقب قیدخانہ مین نمایان ہوا فرعون نے متوحش ہوکے سر نقب کیجانب

دیکھا زنجیرون کو سنبھال سکے سر نقب سکے قریب آیا رنجور سنے آہستہ سے کہا ای خداوند
مطمین رہو مین آپہونچا نہایت چالاکی سے بندہائے آہنی کو دست و پا سے فرعون سے جدا
کیا اور اُس نقب کی راہ سے اُس مکان مین لایا جہان خود مقیم تھا اُسکی سواری کے واسطے
تین مرکب حمزۂ ثانی سنے مقرر کیے تھے اور وہ وہین اصطبل مین بندھے رہتے تھے اُس مکان
سنے فرعون کو حجرہ مین مقیم رکھا خود حجرہ سے باہر آیا وقت شب تھا جو ملازم بیخبر سو رہے تھے
اُنکو اُسی طرح سونے دیا جو بیدار تھے اُنکو کام کے واسطے باہر بھیجا ایک مرکب پر خود
سوار ہوا دوسرے مرکب پر فرعون کو سوار کیا اور وہان سے نکل کے کوہ بلور کی راہ لی بنا
حال سماعت فرمائیے کہ جب صبح ہوئی سب بیدار ہوئے مالک زندان خبرگیری کو قید خانہ
مین گیا وہان سناٹا پایا اور آگے بڑھا سر نقب پایا باہر آیا پاسبانون سے کہا تم شبکو پہرے پر
تھے اُنھون نے کہا ہم موجود تھے کہا کوئی یہان آیا تھا اُنھون نے کہا کہ کوئی نہین پہونچا اندرون زندان
کچھ کھٹکا معلوم ہوا تھا اُنھون نے کہا بالکل نہین البتہ ایک مرتبہ زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی
تھی ہم سمجھے کہ قیدی نے کروٹ لی ہو یہ خبر حمزۂ ثانی کو پہونچی سرداروں کو بھیجا کہ دیکھو یہ کیا معاملہ
ہی سرداران زندان مین آئے مشعلین روشن کر کے زندان مین گئے کہین قیدی کا نشان نہ پایا
سر نقب کو دیکھکے کہا یہ کہو کہ قیدی کو کوئی عیار نقب لگا کے لے گیا اُس نقب مین اُترے دوسرا
سرا نقب کا اُس مکان مین واقع تھا جس مکان مین عرب مصنوعی مقیم تھا جب اُس حجرہ
مین پہونچ کے اُس مکان مین داخل ہو کے دیکھا مکان خالی پڑا ہی ملازم بیٹھے ہین سرگشتہ و حیران
پوچھا وہ عرب کہان ہی اُنھون نے کہا خداوند شب کو ہم سو رہے تھے صبحکو بیدار ہوئے اُس عرب کو نہ پایا
حجرہ مین عبادت کیا کرتا تھا اور منع کر دیا تھا کہ ہم اُس حجرہ مین عبادت کرتے ہین کسی کو نہ آنے دینا اور
نہ خود آنا ہمنے حجرہ مین بھی جھانک کے دیکھا وہان بھی نہ پایا حیرت مین بیٹھے ہین کچھ عقل کام نہین کرتی
سردارون نے کہا ہم سمجھ گئے یہ کہکے مکان سے باہر آئے دروازہ پر عبارت لکھی دیکھی ای خداپرستو
اُس عبارت کا کاتب مین ہون رنجور عیار خداوند فرعون ثانی تمنے بڑی بے ادبی کی کہ خداوند فرعون
کو گرفتار کیا اور اُس تذلیل سے قید کیا کہ قید خانہ مین خداوند کو بھیجدیا نہ گیا تمنے اپنی عاقبت
کو برباد کیا خداوند کا کیا نقصان ہوا دیکھو مین عرب کی صورت سے یہان آیا اور نقب لگا کے خداوند
کو رہا کر لے گیا یہ عبارت پڑھ کے وہ مرد سردار حیرت زدہ ہو گئے حمزۂ ثانی کے پاس پہونچے کہا
شہریارا غضب ہو گیا فرعون کو رنجور عیار اُس مکار کا رہا کر لے گیا وہ مرد عرب نہ تھا رنجور عیار
تھا حمزۂ ثانی کو حیرت ہو گئی تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھے رہے بعدہ کہا یارون اسکو کیا کہتے ہین
من درچہ خیالیم فلک درچہ خیال * مین سمجھتا تھا کہ فرعون کے قصہ سے فراغت حاصل کی ہی
اب اُسکا دغدغہ نہ رہا اُسکی کیا خبر تھی کہ وہ رہا ہو جائیگا اور ہمکو کانون کان خبر نہو گی افسوس
پھر ہنگامہ آرائی ہو گی اور قصہ کو طول ہو گا

اب فرعون ثانی کو مسلمانون کی قید سے رہا ہو کے کوہ بلور کی جانب روانہ ہوا
اور حمزۂ ثانی کو اُسکے رہا ہو جانے سے حیرت مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور حال آذر چہرہ کا

دختر طہماس ہین قلم فرسائی کی جاتی ہے

آیا ہی جھوم جھوم کے ابر بہار آج
ہوتے ہین تیرے مست کوئی ہوشیار آج
خالی نہتی خراش دل و کاوش جگر
وہ پوچھتے ہین حال مرا بار بار آج
ناصح نے میرا حال جو مجھسے بیان کیا
بلبل نے مجکو دیکھکے کھایا ہی خار آج
ہم خاک ہوکے اٹھنے گرانبار غم سے ہے
تھک تھک کے گر پڑی نگہ انتظار آج
کل جائیگا پیامبر اپنا وہان بہ شوق
کمبخت موت ہی تری سر پر سوار آج

توبہ کو خشت خم سے کرون سنگسار آج
ای بیخودی وہ آئین تو مین آپ مین آؤن
لایا ہی رنگ دیدۂ خونناب بار آج
آئینہ ہوگیا ترے دلمین ستم شعار
آنسو نکل پڑے مرے بے اختیار آج
فرہاد درد عشق مین کچھ آگیا اثر
آندھی دبا رہا ہی ہمارا غبار آج
اچھے سے دردمند کا بس ہی یہی علاج
خط کے جواب کا ہی ہمین انتظار آج

ہو وقت کی چڑھی ہی نہو گا اُتار آج
وہ بھی تو میری طرح کرین انتظار آج
شاید لگی ہی انکو مرے نزع کی خبر
کتنا ہوا ہی صاف ہمارا غبار آج
سچ ہی کھٹک ہی جاتی ہی صورت جو دل کی
بولی ہی اپنے آپ صدا دل کے پار آج
برسون سے کٹ رہی تھی لب بام ٹکٹکی
کل سے زیادہ اور ہی وہ بیقرار آج
ای ذوق ذہن بندھی ہی تجھے کو ستار کی

رادیان سحر بیان اس داستان صداقت عنوان مین اس طرز سے قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب آذر چہرہ دختر طہماس نے نورج بدرگ سے انگشتری لے لی اسکو اطمینان ہوا خواص انگشتری سے بخوبی واقف تھے یعنی جانتے تھے کہ اس انگشتری کے تمام دیو و پری تابع ہین سوار ہوکے ارنیو حصار مین آئے انگشتری کے ذریعہ سے دیوون کو بلایا ان سب نے حاضر ہوکے کہا کیا حکم ہی ہم تابع فرمان حاضر ہین آذر چہرہ نے کہا نورج بدرگ کے ہاتھ سے مجکو سخت تکلیف ہوئی ہی میری آبرو کے درپے ہوا تھا مین نے بلطایف الحیل اسکو ٹالا اسکی قید سے رہا ہوئی جلد اس موذی کو گرفتار کرلاؤ اُسنے جو کچھ مجپر بدعت کی ہی اُسکا عوض لونگی وہ دیو تلاش نورج مین روانہ ہوئے نورج اہرمن فیلپا سے جدا ہوکے بیابان مین سرگردان پھر رہا تھا ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی کاشکے اہرمن ہوتا تو دونون ملکے راہ طی کرتے اس خیال مین تھا یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایان ہوا اور نورج کو اُٹھا لے گیا نورج نے آنکھ جو کھولی اپنے کو آذر چہرہ کے روبرو پایا کہا ای آرام جان مین نے تجکو بہت روز کے بعد دیکھا بارے قسمت مین بار دیگر تیرا دیدار مقرر تھا جو تجکو دیکھا ورنہ مین بالکل ناامید ہوچکا تھا بالیقین تجکو محبت دیرینہ یاد آگئی ہوگی جو مجکو اپنے پاس بلالیا آذر چہرہ بنت طہماس نے بنظر قہر و غضب اسکی جانب دیکھا کہا او نابکار دیکھ تو تجھے کیسی سزاے سخت دیتی ہون مین تو تیری تلاش مین تھی نورج نے کہا ای آرام جان کیون مجپر غصہ کرتی ہی مین تو تیرا دلدادہ ہون اور بالکل مجبور ہون اپنے عاشق پر ترس کھانا مقرر چاہیے آذر چہرہ نے کہا او موذی میرے تمام دلدادہ خاک مین ملگئے ایک تو باقی رہگیا ہی بعدہ ملازمون سے کہا کہ اسے بہوشیاری تمام قید کرو اور منشی کو بلا کے کہا جلد ایک نامہ حمزۂ ثانی کی خدمت مین اس مضمون کا لکھو کہ ای والا منزلت اگرچہ بمشیت خدا سے چندے مین نورج بدبخت کی قید مین مبتلا ہوگئی تھی بارے اُسکے عزاسمہ کے فضل سے رہا بھی ہوگئی اب نورج ملعون کو مین نے گرفتار کیا ہی اور تادم تحریر ہذا میری قید مین ہی اطلاعاً خدمت فیض درجت والا مین گزارش ہی کہ نورج پلید کی نسبت جو حکم صادر ہو تعمیل کیجاوے جب اس مضمون کا نامہ

تیار ہوا فرخ دلو پرور نام اپنے عیار کو طلب کیا اور کہا ای فرخ یہ نامہ حمزہ صاحبقران کی خدمت مین پہونچا اور زبانی بھی میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات عرض کر دینا کہ نورنج کو مین نے قید کر رکھا ہی اُسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی مگر جواب نامہ جلد مجھکو پہونچا خبردار تاخیر نہ کرنا فرخ دلو پرور عیار نامہ لیکے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا ملکہ آزر چہرہ کے دل مین مینوسش آباد کے فتح کرنیکا عرصہ سے خیال تھا مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا اب جو انگشتری قبضہ مین آئی دل کو تقویت ہوئی لشکر کو آراستہ کیا اور سباب سفر درست کرکے مینوسش آباد کی طرف کوچ کیا

ملکہ آزر چہرہ نیت طہماسپ کو مینوسش آباد کی طرف روان رکھا جاتا ہی اور حال منصور سنہری حاکم مینوسش آباد کا ذکر کیا جاتا ہے

وصل کی آرزو کیے نہ بنی
اُسنے جب شکوہ کر لیا تسلیم
ذلت عشق ہی وہان عزت
پاک ہوتا ہی رند کو لازم
اُسکی تصویر سے بھی تھا یہ تو

نہ بنی جستجو کیے نہ بنی
ہمکو بے سر فرو کیے نہ بنی
شکوۂ آبرو کیے نہ بنی
میکشی بے وضو کیے نہ بنی
داغ کو گفتگو کیے نہ بنی

شوق نے سے کلام کر ہی لیا
جب کا خون نہ کبھی ہم سے
بدگمان کو گمان بد گذرا
قتل ٹھہرا جو شیوۂ معشوق

اُسنے سے گفتگو کیے نہ بنی
چاک دل کو رفو کیے نہ بنی
وقت رو سے گو کیے نہ بنی
ہمین لکو لہو کیے نہ بنی

واقفان اسرار معانی و عاملان رموز ہمہ دانی اس طرح قلم فرما ہوئے ہین کہ شہر مینوسش آباد جانب مشرق ایک ملک ہی نہایت وسیع و آباد اُسکا والی و فرمانروا منصور سنہری نام نورنج بدرگ کی طرف سے مقرر ہی اور قریب ایک لاکھ پچاس ہزار فوج کی جمعیت رکھتا ہی اُسنے ایک قلعہ بنوایا ہی نہایت مستحکم ہر چہار جانب اُس قلعہ کی نہایت عمیق خندق ہی علاوہ اُس فوج کے جو قلعہ مین رہتی ہے ایک ہزار سوار خاص دروازہ پر قلعہ کے مسلح و مکمل پہرہ دیتے تھے ممکن نہین کہ بغیر اجازت کوئی اندرون قلعہ قدم رکھ سکے اسی طرح جملہ اہتمام و انتظام کو سمجھنا چاہیے وجہ انتظام و اہتمام کی یہ تھی کہ منصور سنہری سمجھتا تھا کہ مین نورنج کی طرف سے یہان کا حاکم ہون اُسکی ہر طرح کی رعایت میرے حال پر ہی ایسا نہو کہ مسلمان میرے ملک پر قبضہ کر لین اور نورنج سے مجھے خفت آزر چہرہ نے منصور کے نام اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضیٰ ای منصور سنہری تجھکو اطلاع دیجاتی ہی کہ مدت سے ہم مینوسش آباد پر قبضہ کرنے کی آرزو مند تھے اب مصمم ارادہ کیا ہی کہ مینوسش آباد پر قبضہ کرین اب تجھکو چاہیے کہ قلعہ کا دروازہ کھلوا دے اگر تجھکو یہ خیال ہی کہ نورنج بدرگ کسی طرح کا نقصان کریگا کیونکہ اُسکی وجہ سے مینوسش آباد کی حکومت تجھکو دستیاب ہوئی ہی آگاہ ہو کہ نورنج بدرگ کو ہمنے گرفتار کر لیا ہی عنقریب حمزہ صاحبقران کی خدمت مین گرفتہ و بستہ کرکے بھیجا جاتا ہی یہ نامہ ایک قاصد کے ہاتھ مینوسش آباد کو روانہ کیا جب وہ نامہ منصور کو پہونچا اسکو پڑھکے حیرت مین ہو گیا ارکین حکومت کو بلایا نامہ دکھایا اُنھون نے کہا ای شہریار اگر واقعی نورنج کو ملکہ نے گرفتار کر لیا ہی تو مینوسش آباد کو ملکہ کے حوالہ کر دینا چاہیے کیا عجب ہی اگر ملکہ اپنی طرف سے بھی مینوسش آباد تیرے حوالے کر دے ورنہ جنگ کا سلسلہ برپا ہوگا اور نتیجہ بہتر نہوگا یہ سنکے منصور سنہری خاموش ہو رہا قاصد نے جواب نامہ مانگا اُسکو جواب دیا کہ جواب نامہ کچھ نہ دینگے قاصد واپس گیا

ملکہ نے جواب نامہ مانگا اُسنے کہا جواب کچھ نہین ملا ملکہ نہایت برہم ہوئی کہتی کہ منصور ہر چند فساد ہوا اس سبب سے
جواب نہین دیا ملکہ اثناے راہ مین تھی اب آسنے مصمم ارادہ کر لیا کہ بلنوش آباد پر ضرور قبضہ کرنا چاہیے منصور ہندی کو
کو خبر پہونچی کہ ملکہ آذر چہرہ بنت طہماسپ با فوج کثیر استقلال آتی ہے سمجھا کہ میرے ملک پر حملہ کریگی ارکان سلطنت
نے پیشتر ہی راے دی تھی کہ بلنوش آباد ملکہ کے حوالہ کر دینا چاہیے منصور نے قلعہ بلنوش آباد کے دروازہ کھلوا دیے
ملکہ آذر چہرہ نے قریب بلنوش آباد پہونچ کے خیمے برپا کیے اور ایک سردار کو منصور ہندی کے پاس اس پیام
واسطے بھیجا کہ مین نے تیری پاس نامہ بھیجا تھا تو نے اُسکا جواب نہین دیا اب یہان پہونچ کے بار دیگر اُس نامہ کے جواب
کے طالب ہین وہ سردار منصور ہندی کے پاس پہونچا اُس پیام کو اُسکے روبرو بیان کیا منصور نے کہا ملکہ سے
کہو کہ شہر سے دور کیون مقیم ہین یہ گھر اُنھین کے ہین یہان ہم منتظر ہین اُس سردار نے ملکہ کے روبرو اس گفتگو کو بیان کیا ملکہ مع
فوج کے وار شہر مین داخل ہوئے منصور استقبال کے واسطے آیا اور ملکہ کو باعزاز تمام ایک محل عالیشان مین مقیم کیا
منصور نے مزاج پرسی کی اور کہا اس طرف تشریف آوری کی کیا غرض ہے ملکہ نے کہا مینے نامہ بھیجا تھا اُسکا جواب نہین
ملا اس واسطے یہان آئی ہون اور جواب چاہتی ہون اور اسوقت بھی اُسی جواب کی طالب ہون منصور نے کہا
اے ملکہ عالم اس ملک و مال کی مالک تم اپنے ہی کو سمجھو اور مجکو اپنا خادم جانو تحریر کی کیا ضرورت تھی جسوقت ارادہ تھا
بلا تکلف چلی آئی ہوتین ملکہ نے کہا اے منصور اگر تو مجسے موافقت چاہتا ہے تو صرف اس تواضع اور انکساری پر اکتفا نہین
ہوسکتی تجکو چاہیے راہ ضلالت کو چھوڑ کے صراط مستقیم مین قدم رکھ یعنے دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا ملکہ عالم تم آج اس
بات کا ذکر کرتی ہو مجکو صراط مستقیم مین قدم رکھے ہوئے سات آٹھ روز کا عرصہ ہوا وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ایک شب
مین سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا ایک مرد بزرگ نورانی صورت فرشتہ خصلت عمامہ سبز بر سر و قباے سبز در بر
عصاے پیری در دست تشریف لاے اور فرمایا اے منصور خداے واحد برحق اُسکے رسول برحق خدا کی خدائی
برحق رسول کی رسالت برحق پھر کیا وجہ ہے جو تو اسوقت کفر و الحاد مین زندگی بسر کر رہا ہے زندگی انسان کی چند روزہ
ہے جو وقت فرصت ہے غنیمت ہے اگر یہ وقت نکل گیا تو پھر بجز حسرت و افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا اسوقت خاص تجکو متنبہ کرنے آیا ہون
مجپر اسوقت اُس پیر بزرگ کا ایسا رعب طاری تھا کہ کچھ نہ کہ سکتا تھا مجکو خاموش دیکھ کے اُس بزرگ نے فرمایا خاموش
کیون ہے جو کچھ تجکو کہنا منظور ہے بلا تکلف کہہ کوئی سبب مانع نہین ہے میری زبان سے اُسوقت بلا تکلف یہ کلمہ نکلا کہ دعا کیجیے
جسسے مجکو حق تعالیٰ ہدایت دے اُنھون نے کچھ فرمایا اور مجھے مسلمان کیا اُن بزرگ نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور کچھ اصول و فروع دین اسلام کے سکھلائے
ملکہ آذر چہرہ یہ سُنکے بہت خوش ہوئی کہا اے منصور اصل مطلب میرا یہی تھا جو بیان کیا

اب فرخ دلاور کا حال مسطور ہوتا ہے جو نامہ ملکہ آذر چہرہ کا لیکے حمزہ ثانی کی خدمت مین روانہ ہوا تھا

عالم مطلق مقصود ہے تیری تصویر کا ÷ منہ کتابی قطعی ہے تیرا حاشیہ ہے سر کا ÷ رتبہ پہونچتا ہے جو تمہاری ... سے موجود ہو لکھا ÷ جو کوئی دیکھے
شک ہو گلی زمہ ویرکا ÷ زندہ جاوید ہین قربانیان تیغ عشق ÷ سر کا کٹنا جانتے ہین بہو تن تا کمر کا ÷ مثل شانہ دست مین آئی زلف ...
دعوت اُفتی کرون بہر گریبان پھیر کا ÷ جس سے لیلیٰ سو کھا مجنون کی طرح سے وہ درخت ÷ عشق پیچان سے نکھر ہوتا ہے شاخ شجر کا
ہجر کے صدمہ سے خوبیٔ عشق کی ظاہر ہوئی ÷ زخم کے انداز سے جوہر کھلا شمشیر کا ÷ سرخ باد صنعت سے کاری ہے رنگت رخ ...
ہوتا ہے کس کے عشق سے لقصہ کا ÷ خط لکھونگا ... ÷ روشنائی مین ہو دودہ رقت اکسیر کا ÷ ...
وہ طفل ... اپنا تو بندہ ... ÷ نوش ... ÷ ...
فرو سیان رخ کی صباحت کا گدا ہے شیر ÷ دہن ÷ قند کے کوزے سے جاری ہے دریا شیر کا ÷ ...

وار ہو جیسے سلاست کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا ٭ دلیسکا بوسہ نہ اک وہ برق وش خیرات حسن ٭ الدار سے کرم بھی ابر
ہی تصویر کا ٭ حال مستقبل بخوبی اس سے کرتے ہین بیان ٭ زائچہ بھی نقل ہے پیشانی کی تحریر کا ٭ چار ابرو مین خط ہے
حیران ہین سارے خوشنویس ٭ کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا ٭ نرمی ظاہر سمجھیے سخت گیری کی دلیل ٭ پنبہ
بھی ہر شعر ہمسر ہے آتش گیر کا ٭ ستبہ موسی کی نماز پنجگانہ نے دیا ٭ پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا ٭ کیسی کیسی
صورتون کو اپنے دلمین واقع ہین ٭ اس مرقع مین بھی ہے کیا کیا ورق تصویر کا ٭ کشتۂ تیغ شدہ ہے تیغ ابرو بھی چلے
اے شکار انداز ہو جو رنگ اس نخچیر کا ٭ روک سنہ پر وار قاتل کا سپر کیطرح سے ٭ مرد کے چہرہ کا زیور زخم ہے شمشیر کا
معرکہ مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالیے ٭ کھینچیے دامن ہمیدان گریبان گیر کا ٭ چاک ہوتا ہے کہان میرے گریبان کیطرح
پیچ بھی دیوانہ ہے آنچل چاندسی تصویر کا ٭ ساقی نامہ بیا ساقی ای خرمن گل بہار ٭ تو گل من خزان دیدہ بلبل بہار
بیا ای فروزندہ طاؤس مست ٭ بیندبہ سرم پاک رفتم ز دست ٭ بیا ای پری نام ساقی لقب ٭ بمن برفشان
شمع جام طرب ٭ بگو تشنہ ام از جان بہ سر تا سب بیا ٭ بیا لالہ چشم پرخواب را ٭ تو ای لالہ رو سرو نسرین عذار ٭ بنم صاف
دل رند دردی گوار ٭ خطاب تو ستیغ ماہ وش ٭ مرا نام بیچارہ و آہ کش ٭ زناب رفت چشم بر داغ بہ ٭ نگاہ مرا
سروزین باغ دہ ٭ بہ رندان دردی کش مئے ستان ٭ جدائی ز گوہر لب درنشان ٭ بہ ویم دو خندہ لبت چرا ٭ تبسم
بہ لب در شکستن چرا ٭ محرران مضامین شور انگیز دکانیان اخبار عجیب خیز ۔ اس داستان تعجب نشان و فسانہ
حیرت توامان مین اس عنوان کی قلم فرسائی کرتے ہین کہ فرخ دیو برد عیار ملکہ آذر چہرہ نسبت طہماس نامہ
لیے ہوئے خبر ابتر جاتا جاتا تھا اثنائے راہ مین شیطین بن شیاطین عیار فرعون نے دیکھا کہ ایک عیار دوڑا ہوا
چلا جاتا ہے سوچا کہ اگر خود اس سے حقیقت حال کو پوچھونگا عیار ہے ہرگز بیان نہ کریگا اس مردود نے فرخ
دیو برد کی نظر بچاکے آگے قدم رکھا اور دور جاکے اثنائے راہ مین کمند کے حلقے بچھا دیئے اور درخت
کی آڑ مین بیٹھا جب فرخ دیو برد اس مقام پر آگیا اسنے بکمال طاقت کمند کو کھینچا فرخ دیو برد کمند مین
پیچیدہ ہوگیا شیطین بن شیاطین فرخ دیو برد کے قریب آیا اور کہا ای سرہنگ بزرو تو بڑا چالاک
معلوم ہوتا ہے مین بہت دور سے تجکو دیکھتا چلا آتا تھا چونکہ تجکو عیار سمجھ چکا تھا اس سبب سے تجسے ہمکلام
ہونا منظور نہ تھا اب تو میرے قبضہ مین آگیا ہے بیان کر تو کون ہے فرخ دیو برد نے کہا مین کوئی ہون
تیرا کیا مطلب بیان کر شیطین نے کہا میرا مطلب صرف دریافت حال ہے کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا
ہے اور کس کام کے واسطے جاتا ہے فرخ عیار نے کہا مین ہرگز نہ بیان کرونگا شیطین نے کہا اگر تو نہ
بیان کریگا تو مین تجھے ہلاک کرونگا فرخ دیو برد نے کہا یہ کونسی انسانیت ہے کہ غفلت مین تجھے
گرفتار کیا ہے اور اسی حالت مین میری ہلاکت کا درپے ہے اسنے کہا اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو صاف
صاف اور سچ سچ بیان کردے جھوٹ کو ہرگز دخل نہ دینا ورنہ جان بچنا مشکل ہوجائیگی اسنے کہا کہ مین
[illegible] میرا نام فرخ دیو برد ہے اور مین ملکہ آذر چہرہ کا عیار ہون ایک ضروری کام کے واسطے
جاتا ہون تیرا کیا نام ہے اسنے کہا مجکو شیطین بن شیاطین کہتے ہین اور مین خداوند فرعون کا عیار ہون
اب تو یہ بھی بیان کردے کہ کس کام کو ملکہ نے تجھے بھیجا ہے اسنے کہا یہ مین نہین بیان کرسکتا ہون
اگرچہ مین ہلاک بھی ہوجاؤن اور اسی صورت مین اور بھی نہ بیان کرونگا جب مجکو معلوم ہوگیا کہ تو
فرعون کا عیار ہے اس بات کو سنکے شیطین بہت برہم ہوا کہا نہ بتا اب مین تجھسے پوچھتا بھی نہین [illegible]

اس زور سے خنجر مارا کہ اسکا فنا ہو گیا بعد ازان اُس نابکار نے جلد تھا سے کمند کو سلے تالاشی لی پگڑی
مین سے ایک لفافہ نکلا اُسکو کھولا مضمون مندرجہ سے دریافت ہوا ملکہ آذر چہرہ نے تورج کو
قبل ازین گرفتار کر لیا ہی اور حمزہ ثانی کے پاس تورج کو بھیجا چاہتی ہی خود فرخ دیو پرور کی
صورت سے مشابہ ہوا اور وہ نامہ لیے ہوئے لشکر اسلام کی راہ لی دلمین سوچتا جاتا تھا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو زک دینا بھی ضروری کام ہی لیکن اس بات کی ضرورت ہی کہ ملکہ آذر چہرہ کی قید سے
تورج کو رہا کرون اور اسکا رہا ہونا بغیر انگشتری کے غیر ممکن ہی فلہذا اسسے پہلے ملکہ آذر چہرہ
سے انگشتری لینا چاہیے تا سہل کیا ہی لامحالہ حمزہ ثانی اس نامہ کا جواب دینگے پس جواب نامہ لیکے
قلعہ مین داخل ہونگا اور ملکہ آذر چہرہ تک بخوبی رسائی ہو جائیگی یہ سوچتا چلا جاتا تھا راہ مین لشکر
لشکر اسلام کا ایک سپاہی ملا اُس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین حمزہ ثانی کا ملازم ہون حمزہ
ثانی کا ایک ضروری کام کو جاتا ہون تو کون ہی شیطن شیاطین نے کہا مین ملکہ آذر چہرہ کا ملازم ہون
فرخ دیو پرور میرا نام ہی ملکہ کا نامہ حمزہ ثانی کے پاس لیے جاتا ہون اُسکے سپاہی نے کہا خوب ہوا کہ
تو راہ مین مل گیا مین خاص ملکہ آذر چہرہ کے پاس جاتا تھا حمزہ ثانی نے سنا ہی کہ تورج بدرگ کو
ملکہ نے گرفتار کر لیا وہ موذی مقتر قران کو ہلاک کرکے فوج اسلام سے بھاگا تھا اب حمزہ ثانی نے مجکو
ملکہ کے پاس بھیجا ہی کہ آیا یہ خبر غلط مشہور ہوئی یا صحیح اور صحیح ہو تو اسکا کسطرح بند و بست کیا جاوے فرخ
دیو پرور مصنوعی نے کہا ای برادر واقعی ملکہ نے تورج کو گرفتار کر لیا ہی بیکار جاتا ہی مین تیرے آقا کے
پاس چلتا ہون وہ سپاہی شیطن شیاطین کے ہمراہ لشکر اسلام کی طرف واپس چلا آیا لشکر اسلام
مین پہونچا حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی شہزادہ نے حال پوچھا اُسنے کہا ایک عیار ملکہ آذر چہرہ کا
نامہ لیے ہوئے آیا ہی اُس سے تمام کیفیت دریافت ہو جائیگی شہزادہ نے کہا جلد بلاؤ فرخ دیو پرور
مصنوعی یعنی شیطن بن شیاطین مردود حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوا دعا و ثنا بادشاہی بجا
لایا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے سر نامہ چاک کیا خط نکالا پڑھا مضمون مندرجہ
سے اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا شیطن بن شیاطین سے پوچھا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجکو فرخ
دیو پرور کہتے ہین ملکہ آذر چہرہ بنت طہماس کا عیار جانثار ہون حمزہ ثانی نے اُس مردود کو انعام
دیا اور فرمایا توقف کر جواب نامہ لیکے جانا اُسنے کہا قبلہ عالم ملکہ نے بہت جلد واپسی کی تاکید کی ہی
آیندہ جو کچھ حضور کی رای ہو حمزہ ثانی نے اُسیوقت میرمنشی سے اس مضمون کا جواب نامہ لکھوایا
کہ ای ملکہ آذر چہرہ تیرا نامہ مشتمل گرفتاری تورج بدرگ پہونچا احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی مین تیرے
اس کار نمایان سے بہت خوش ہوا کہ تونے مقتر قران کے قاتل کو گرفتار کیا خبردار رہا نہونے پاسے
اُسکے قید و بند مین ثابت ہوشیاری کیجیو عنقریب ہم تیرے پدر طہماس کو تیرے پاس بھیجتے ہین
وہان پہونچکے وہ جو کچھ مناسب سمجھینگے کرینگے اگر کسی طرح کا خدشہ ہو تو اُس سے مطلع کرنا ہم پورا
کافی بند و بست کرنے کو موجود ہین اور ای آذر چہرہ ہم تیری ہوشیاری سے بہت خوش ہوئے کہ
تو نے تورج کو گرفتار کرکے اُسکو وہین قید کیا اور ہمکو اطلاع دی اگر تو اُس مردود کو اپنے
بند و بست [illegible] روانہ کرتی ضرور وہ موذی راہ مین رہا ہو جاتا اور مسلمانون کو سخت تکلیف

فگار + جیسے سطح کی سپر پر زخم ہو شمشیر کا + دیکھا ہو جسنے اک وہ برق وش خیرات حسن + الماس کرم بھی ابر
ہے تصویر کا + حال مستقبل تجھی اس سے کرتے ہین بیان + زائچہ بھی اقبال ہے پیشانی کی تحریر کا + چار ابرو مین تجھے
حیران ہین سارے خوشنویس + کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتب تقدیر کا + شرمی نظاہر کہے سخت گیری کی دلیل + نیمہ
بھی سہ بر شیر بر ہمسر ہے آتش گیر کا + سینہ ہے سی کی نماز پنجگانہ نے دیا + پانچ وقت امید سے موقع رہا تقریر کا + کیسی کیسی
صورتون کے اپنے دلمین داغ ہین + اس مرقع مین بھی ہے کیا کیا ورق تصویر کا + کشتۂ تیغ شرہ ہے تیغ ابرو بھی بجلی
ابرو شکار انداز ہے چونکہ اس نخچیر کا + ہر دک سینہ پر وار قاتل کا سپر کہلاتے ہے + مردکے چہرہ کا زیور زخم ہے شمشیر کا
معرکہ مین ہاتھ قاتل کی کمر مین ڈالئے + کھینچے دامن شہیدان گریبان گیر کا + چاک ہوتا ہے کہان سے گریبان کسطرح
پہنچی دلوانہ ہے قفل چاندسی تصویر کا + ساقی نامہ + بیا ساقی ای خرمن گل بہار + نگل من خزان و بده بلبل بہار
بیا ای خرد مندہ ملاوس مست + بہر بیرہم یا کہ فتنہ زدست + بیا ای پری نام ساقی لقب + بہ من برفشان
تشنہ جام طلب + نگہ بخشم از جان سپرد تاب را + بہ آلاسیکہ چشم پر خواب را + گلی لالہ رو سرو لسرین عذار + صنم صا
دل رند دردی گسار + خدا را بہ لوستئے ناوه وش + مرا نام بیچاره و آه کش + زتا بہ رفتست چشم پر داغ ہے + نگاه مرا
سوز مین باغ دہ + بزندان دردی کش سنہ زبان + حدیثی ز کوثر لب درفشان + بپردیم و نشنده بستین چرا + تبسم
بہ لب در شکستین چرا + تحریران مضامین شور انگیز دکا بیان اخبار نخیز - اس داستان تعجب نشان و فسانہ
حیرت لوازم مین اس عنوان کی قلم فرسائی کرتے ہین کہ فرخ دلپذیر عیار ملکہ آذر چہرہ بنت طہماس نامہ
لیے ہوئے خبر اخضر چلا جاتا تھا اثنائے راه مین شعبن بن شیاطین عیار فرعون نے دیکھا کہ ایک عیار دوڑا ہوا
چلا جاتا ہے سوچا کہ اگر خود اس سے حقیقت حال کو پوچھونگا عیار ہے ہرگز بیان نہ کریگا اس مردود نے فرخ
دلپذیر کی نظر بچا کے آگے قدم رکھا اور دور جا کے اثنائے راہ مین کمند کے حلقہ بچھا دئے اور درخت
کی آڑ مین چھپا جب فرخ دلپذیر اس مقام پر آگیا اسنے کمال طاقت کمند کو کھینچا فرخ دلپذیر کمند مین
پیچیدہ ہو گیا شعبن بن شیاطین فرخ دلپذیر کے قریب آیا اور کہا ای سرہنگ تیز رو تو بڑا چالاک
معلوم ہوتا ہے مین بہت دور سے تجھکو دیکھتا چلا آتا تھا چونکہ تجھکو عیار سمجھ چکا تھا اس سبب سے تجھسے ہمکلام
ہونا مناسب نہ جانا اب تو میرے قبضہ مین آگیا ہے بیان کر تو کون ہے فرخ دلپذیر نے کہا مین کوئی ہون
تو اپنا مطلب بیان کر شعبن نے کہا میرا مطلب صرف دریافت حال ہے کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا
ہے اور کس کام کے واسطے جاتا ہے فرخ عیار نے کہا مین ہرگز نہ بیان کرونگا شعبن نے کہا اگر تو نہ
بیان کریگا تو مین تجھے ہلاک کرونگا فرخ دلپذیر نے کہا یہ کون سی انسانیت ہے کہ غفلت مین تجھے
گرفتار کیا ہے اور اس حالت مین میری ہلاکت کا درپے ہے اسنے کہا اگر تو اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو صاف
صاف اور سچ سچ بیان کر دے مجھ بوش کر ہرگز دخل نہ دونگا ورنہ جان بچنا مشکل ہو جائیگی اسنے کہا کہ مین
[illegible] میرا نام فرخ دلپذیر ہے اور مین ملکہ آذر چہرہ کا عیار ہون ایک ضروری کام کے واسطے
جاتا ہون تیرا کیا نام ہے اسنے کہا مجھکو شعبن بن شیاطین کہتے ہین اور مین خداوند فرعون کا عیار ہون
اب تو بھی بیان کر دے کہ کس کام کو ملکہ نے تجھے بھیجا ہے اسنے کہا یہ مین نہین بیان کر سکتا ہون
اگرچہ مین ہلاک بھی ہو جاؤن اور اس صورت مین اور بھی نہ بیان کرونگا جب معلوم ہو گیا کہ تو
فرعون کا عیار ہے اس بات کو سنکے شعبن بہت برہم ہوا کہا نہ بتا اب مین تجھسے پوچھتا بھی نہین تجھکو

اس زور سے خنجر مارا کہ اسکا فنا ہو گیا بعد ازان اس نابکار نے حلقہ سے کمند کھولے تلاشی لی کمر
مین سے ایک لفافہ نکلا اُسکو کھولا مضمون مندرجہ سے دریافت ہوا ملکہ آذر چہرہ نے تورج کو
قبل ازین گرفتار کر لیا ہی اور حمزہ ثانی کے پاس تورج کو بھیجا چاہتی ہی خود فرخ دیو پرور کی
صورت سے مشابہ ہوا اور وہ نامہ لیے ہوے لشکر اسلام کی راہ لی دلمین سوچتا جاتا تھا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو زک دینا بھی ضروری کام ہی لیکن اس بات کو سبقت ہی کہ ملکہ آذر چہرہ کی قید سے
تورج کو رہا کردن اور اسکا رہا ہونا بغیر انگشتری کے غیر ممکن ہی فلہذا اس سے پہلے ملکہ آذر چہرہ
سے انگشتری لینا چاہیے نامہ بدل گیا ہی لامحالہ حمزہ ثانی اس نامہ کا جواب دینگے پس جواب نامہ لیکے
قلعہ مین داخل ہونگا اور ملکہ آذر چہرہ تک بخوبی رسائی ہو جائیگی یہ سوچتا چلا جاتا تھا راہ مین لشکر
لشکر اسلام کا ایک سپاہی ملا اس سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین حمزہ ثانی کا ملازم ہون حمزہ
ثانی کا ایک ضروری کام کو جاتا ہون تو کون ہی شمشین شیاطین نے کہا مین ملکہ آذر چہرہ کا ملازم ہون
فرخ دیو پرور میرا نام ہی ملکہ کا نامہ حمزہ ثانی کے پاس لیے جاتا ہون اُسکے سپاہی نے کہا خوب ہوا کہ
تو راہ مین ملگیا مین خاص ملکہ آذر چہرہ کے پاس جاتا تھا حمزہ ثانی نے سنا ہی کہ تورج بدرگ کو
ملکہ نے گرفتار کر لیا وہ موذی مہتر قران کو ہلاک کرکے فوج اسلام سے بھاگا تھا اب حمزہ ثانی نے مجھکو
ملکہ کے پاس بھیجا ہی کہ آیا یہ خبر غلط مشہور ہوئی یا صحیح اور صحیح ہو تو اسکا کسطرح بندوبست کیا جاوے فرخ
دیو پرور مصنوعی نے کہا ای برادر واقعی ملکہ نے تورج کو گرفتار کر لیا ہی بیکار جاتا ہی مین تیرے آقا کے
پاس چلتا ہون وہ سپاہی شمشین شیاطین کے ہمراہ لشکر اسلام کی طرف واپس چلا تا اسکے لشکر اسلام
مین پہونچا حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی شہزادہ نے حال پوچھا اُسنے کہا ایک عیار ملکہ آذر چہرہ کا
نامہ لیے ہوے آیا ہی اس سے تمام کیفیت دریافت ہو جائیگی شہزادہ نے کہا جلد بلاؤ فرخ دیو پرور
مصنوعی یعنی شمشین بن شیاطین مردود حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوا دعا و ثنا بادشاہی بجا
لایا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے سر نامہ چاک کیا خط نکالا پڑھا مضمون مندرجہ
سے اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا شمشین بن شیاطین سے پوچھا تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو فرخ
دیو پرور کہتے ہین ملکہ آذر چہرہ بنت طہماس کا عیار جانباز ہون حمزہ ثانی نے اس مردود کو انعام
دیا اور فرمایا توقف کر جواب نامہ لیکے جانا اُسنے کہا قبلہ عالم ملکہ نے بہت جلد واپسی کی تاکید کی ہی
آیندہ جو کچھ حضور کی رای ہو حمزہ ثانی نے اُسیوقت میر منشی سے اس مضمون کا جواب نامہ لکھوایا
کہ ای ملکہ آذر چہرہ تیرا نامہ مشعر گرفتاری تورج بدرگ پہونچا احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی مین تیرے
اس کار نمایان سے بہت خوش ہوا کہ تونے مہتر قران کے قاتل کو گرفتار کیا خبردار رہا ہونے پاوے
اُسکے قید و بند مین ثابت ہوشیاری کرنا عنقریب ہم شہر سے بدر طہماس کو تیرے پاس بھیجینگے
وہان پہونچکر وہ جو کچھ مناسب سمجھین گے تجھے کہینگے اگر کسی طرح کا خدشہ ہو تو اس سے مطلع کرنا ہم فوراً
کافی بندوبست کرنے کو موجود ہین اور ای آذر چہرہ ہم تیری ہوشیاری سے بہت خوش ہوے کہ
تونے تورج کو گرفتار کرکے اُسکو وہین قید کیا اور ہمکو اطلاع دی اگر تو اُس مردود کو اسطرف بھیجتی
بندوبست [illegible] روانہ کرتی ضرور وہ موذی راہ مین رہا ہو جاتا اور مسلمانون کو سخت تکلیف

پہنچتا ہی تاکہ مین اس ظالم کا عرصہ سے متلاشی تھا بارے آج میری مراد برآئی جب تیرے نامہ کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ تو نے اُسکو گرفتار کر لیا۔ اس مضمون کا نامہ تیار کر کے شہشن بن شیاطین یعنے فرخ دیو سپید و مصنوعی کو دیا سپنین وہ نامہ لیکے خوش و خورم وہانسے آر شیو حصار کی جانب روانہ ہوا

شب کو لشکر اسلام مین طہماس کا خواب دیکھنا جلیلو سرداران لشکر اسلام کے روبرو بیان کرنا سبکا متوحش ہونا اور طہماس کو سمجھانا طہماس کا متوحش اور اپنی زندگی سے نا امید ہونا بیان کیا جاتا ہی

زمانہ کی نیرنگیان اظہر من الشمس ہین کسیکو ہنساتا ہی کسیکو رلاتا ہی کسیکو ہنسنے کے ساتھ ہی رلاتا ہی کسیکو روتے روتے یکایک ہنسا دیتا ہی غرضکہ اسکی جو حرکت ہی حیرت انگیز ہی جو بات ہی تعجب خیز ہی ادنیٰون اعلیٰون کو تخت زرین پر پہنچا دکھا دیتا ہی۔ خاک نشینون کو دفعۃً سریر حکومت پر بٹھا دیتا ہی اسکے دور مین کسی کا ہم خصلت کہین قائم نہی۔ کوئی قارون عادت صاحب قائم نہی سب ایچ ہین یہان شادی و غم توام ہی ہستی اور نیستی دنیا مین جیسے کہا خوب کہا ہے دنیا خواب است کش عدم تعبیر است + صید اجل است گر جوان و گر پیر است + ہم روی زمین پر است وہم زیر زمین + این صفحہ خاک پر دو رو تصویر است + آب دو کلے اصل مطلب سے سخن سنج دانا سے تاریخ دان + چنین گوید از گفتہ داستان + ایک شب کو طہماس بیخبر سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا ایک صحراے لق و دق ہی وہان ایک مکان عالی شان ہی گرد اُس مکان کے سرسبز شاداب باغ واقع ہی اُس مکان مین بیٹھا ہی اور کوئی شخص اُس باغ مین نہین ہی اُس مکان مین بھی بجز طہماس کے کوئی نہین ہی اگرچہ مکان و باغ کی آرایش و خوش اسلوبی کی وجہ سے دل چاہتا ہی لیکن تنہائی کے سبب سے مقام خوفناک نظر آتا ہی طہماس کو حیرت ہوئی کہ مین کہان ہون اور یہان کس طرح پہونچا یکایک دروازہ مکان وا ہوا دیکھا قباد شہریار۔ لشکر عالی وقار۔ ہرمز نامدار آئے پاس بیٹھے فراخ چہرسی ہوئی طہماس اُس مکان و باغ عجیب کو دیکھکے پیشتر ہی سے حیرت مین تھا ان لوگون کو دیکھکے اور بھی زیادہ متعجب ہوا الغرض اقسام کی باتین رہین بر سبیل تذکرہ سب نے کہا ای طہماس ہمنے تمکو بہت عرصہ کے دیکھا اب تم ہمارے پاس سے نہ جانا یہ مقام نہایت فرحت افزا و پر بہار ہی یہان کی ہوا زندگی جاودانی بخشتی ہی جو راحت یہان حاصل ہوتی ہی کہین نہین حاصل ہوسکتی ہی یکایک آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا سمجھا کہ معلوم ہوا عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا دنیا مین قیام ممکن نہین ہی باغ جنان کی سیر نصیب ہوگی + یقین زگردش چرخ ست کاین چنین شدنی ست + اسی عالم انتشار مین نورالدہر کا درود مسعود ہوا صاحب سلامت کے بعد نورالدہر نے کہا ای طہماس تم اسوقت نہایت متردد معلوم ہوتے ہو کہیے خیر تو ہی حالانکہ تمکو فی الحال خوش و مسرور ہونا چاہیے کہ تمہاری دختر نیک اختر یعنے آذر چہرہ نے وہ کارنمایان کیا جو مردون سے ممکن نہوا یعنے نورج اپنے موذی کو گرفتار کیا ہی چنانچہ حمزہ ثانی کی خدمت مین عریضہ بھی اسی مضمون کا لکھا ہی کہ مین نے نورج بد رگ کو گرفتار کیا ہی اُسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی طہماس نے تنفس سرد بھر کے کہا ای نورالدہر کیا تمکو نہین ہوا اگرچہ آذر چہرہ نے نورج کو گرفتار کیا ہی اور وہ میری دختر ہی تاہم یہ خوشخبری میرے واسطے نہین ہو سکتی ہان اُن لوگون کے واسطے ہو سکتی ہی جو اس دنیا سے فانی مین چندے قیام کرینگے لذات دنیا سے محظوظ ہونے کی امید رکھتے ہین عنقریب میرا دنیا سے کوچ ہوا چاہتا ہی یہ سنکے نورالدہر انگشت بدندان

ہوئے اور کہا ای طہماس یہ کیا کہتے ہو اس دنیاے فانی مین قیام کسکو ہی بجز ذات باری تعالی
کے ہان کوچ کا وقت کسی کو نہین معلوم ہی تمکو کس طرح معلوم ہوگیا کہ عنقریب یہان سے کوچ ہوا
چاہتا ہی طہماس نے آبدیدہ ہوکے کہا شب کو عالم خواب مین قباد شہریار لشکر عالی وقار ہمرز نامدار
آئے اور کہا ای طہماس اب تیری مفارقت ہم پر نہایت شاق ہی بس اب ہمارے پاس رہو اسی
طرح تمام خواب کی حقیقت بیان کی نورالدہر نے کہا ای طہماس تعجب ہی کہ تم ایسے دانا اسطرح کے خیال
بیمعنی دل مین پیدا کرو اگر نادان و ناتجربہ کار شخص ایسی باتین کرے تو ہوسکتا ہی تمام عالم مین مشہور ہی کہ
خواب خیال ہوتا ہی انسان ہر روز طرح طرح کے خواب دیکھا کرتا ہی اگر ایسے ہی خیال دلمین راسخ ہوجاتے
تو کاہیکو کسیکی زندگی ہو طہماس نے کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون لیکن یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ اسطرح کے
خواب محض خیال نہین سمجھے جاتے یہ کہکے طہماس نے سر جھکا لیا اور رونے لگا ٹپکا ٹپکنے چشم نم کا پھر نورالدہر
نے ہر چند سمجھایا لیکن طہماس کے دل سے کسی طرح یہ خیال دور نہوا اسی اثنا مین ہرکارہ آیا کہا حمزہ
صاحبقران ثانی نے یاد فرمایا ہی طہماس نے درباری لباس پہنا حمزہ ثانی کے پاس پہونچے بعد ادا
اداب اپنے مقام پر قیام کیا مگر اسی حالت انتشار و تردد مین حمزہ ثانی نے پوچھا کیون کیسا مزاج
ہی کہا الحمد للہ بعدہ حمزہ ثانی نے یہ تقریر شروع کی کہ تمھاری دختر نیک اختر آذر چہرہ نے مجکو نامہ لکھا
تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ مین نے نوروج بدرگ کو گرفتار کرلیا ہی اسکے بارہ مین جو حکم ہو تعمیل کیجاوے ہماری راے
یہ ہی کہ نوروج بدرگ کو یہان بلا لیا جاوے بعدہ اسکے واسطے کوئی معقول سزا تجویز ہو اسکا یہان تک پہونچنا خالی از خطر
نہین ہی کیونکہ وہ مردود نہایت چالاک و ہوشیار ہی اگر ناتجربہ کار لوگ اسکے یہان لانے کے واسطے بھیجے جاوینگے تو اثناے راہ
مین وہ رہا ہوجاویگا اور آذر چہرہ کی محنت ضایع ہوجاویگی بس ہمارے نزدیک یہ مناسب ہی کہ تم جاؤ اور بحفاظت تمام
اس مردود کو یہان لے آؤ اسی ضمن مین آذر چہرہ تمھاری دختر سے بھی ملاقات ہوجاویگی طہماس نے کہا کیا مضایقہ
ہی مین بسر و چشم جانے کے واسطے مستعد ہون چنانچہ اسباب سفر درست ہونا شروع ہوا ایک جمعیت کثیر ہمراہی طہماس
کے واسطے تیار ہوئی طہماس حمزہ ثانی سے رخصت ہوا بعدہ اپنے مقام پر تمام سردارون کو جمع کیا اور سب سے کہا ای یارا
عزیز دنیا محل گذران ہی زمانہ کا رنگ ہمیشہ ظاہر ہی کون جانتا ہی کہ کل کیا ہوگا۔ انسان کو دنیا مین راحت کسی طور پہونچنی
ممکن نہین ہی انسان جب پیدا ہوتا ہی اسوقت اسکو وہ تکلیف ہوتی ہی جو شکنجہ مین کھینچنے کے بعد ولادت پوست بدن اسکا
ایسا نرم ہوتا ہی کہ ہاتھ کا مس تکلیف دیتا ہی کپڑے سے جسم انسان کو تکلیف ہو پھر بیزبانی کی شکایت کیا کم ہی کوئی تکلیف
ہو پھر روسکے کچھ نہین حال کہسکتا تا اینکہ زبان کھلے علم و ہنر سیکھنے کو استاد کے حوالے کیا گیا کون نہین جانتا جو اسکو تکلیف
اور بدعت اٹھانا پڑتی ہی لڑکا رو رو کے کہتا ہی کہ میرے سر مین درد ہی مولوی صاحب حیلہ سمجھ کے اسقدر زدوکوب کرتے ہین
کہ لڑکے کے حواس باختہ ہوجاتے ہین اگر لڑکا ماں باپ کے پاس شکایت لیگیا تو انھون نے حیلہ پر نظر کرکے اعتنا نہ کی اور رنج
دکھانیوالے نے یہ جواب دیا کہ تو نے سبق یاد نہ کیا ہوگا بہتر ہوا جو تجھ زدوکوب ہوئی اور ہوگی خدا خدا کرکے جب تحصیل
علوم و فنون کا زمانہ گذرا ماں باپ فکر ہوا تو اسکو اپر نظر کرکے اسکی شادی کردی بچے پیدا ہوئے کہ صاحب اہل و عیال
ہونے کی حالت مین جو جو مصیبتین پیش آتی ہین اسکو کون نہین جانتا ہزار خرابی و دشواری اس زمانہ کو بھی بسر کیا
تو بڑھاپا آیا مصرعہ پوشست آمد و فرصت آمد بدلو او کوئی اٹھاے تو اٹھین کوئی بٹھا دے تو بیٹھین دل چاہتا ہی کہ چلین پھرین
پاؤن مین طاقت نہین لکانکا مزہ جوانی کے ساتھ گیا منہ مین دانت نہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی سر کو قرار نہین ان مصیبتون کو

کبھی چھپایا کا شکیلے مرنے کے بعد راحت ہوئی وہ بھی نہین بعد ممات حساب کتاب کا دغدغہ لگا ہی بجز انبیا اور
اوصیا تیسے کون ایسا ہی جو اس دنیا مین آسکے بخیرو عافیت رہ رو عالم بقا ہوا اے میرے عزیز اور دوستو
دنیا اور اہل دنیا کے درمیان یہ بحث واقع ہی جو مین نے بر سبیل تذکرہ بیان کیا اگرچہ مین نے تمہاری
مفرخراشی کی لیکن میرے خیال مین یہ آخری میرے تمہارے صحبت ہی بڑا افسوس کیا اور کہا مین تمسے رخصت
ہوتا ہون میرے قصورون کو معاف کرنا اگر حیات مستعار باقی ہی پھر تمسے آسکے ملونگا ورنہ ثواب فاتحہ
سے مجھے فراموش نہ کرنا اس تقریر سے تمام حاضرین کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے کہا اے طہماس اسوقت
تمہاری تقریر طرفہ دردآمیز ہی نورالدہر نے کہا اے طہماس انشاءاللہ تعالےٰ تم بخیر و عافیت اپنی دختر نیک
اختر آزرچہرہ سے ملوگے اور پھر واپس آسکے ہم سب سے ملاقی ہوگے کیون ایک خیال بھی کو اپنے
دل مین جگہ دیکے بے باک ہوتے ہو اگر دنیا مین زندگی کا اعتبار نہین ہی تو کسی کی زندگی کا اعتبار نہین ہی اگر
زمانہ کی نیرنگیان ہین تو سب کے ساتھ ہین بجز ذات باری تعالےٰ کے کوئی موت کا حال نہین جانتا طہماس
نے کہا ہان یہ بھی درست ہی بعد ازان صحبت برخاست ہوئی سب رخصت ہوکے اپنے مکانون کو گئے
طہماس کا تمام اسباب تیار ہو چکا تھا سوار ہوکے اسی وقت وہانسے کوچ کرکے ارفیو حصار کی راہ لی

طہماس کو ارفیو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور حال شرارت اشتمال شقین بن شیاطین
کا مذکور ہوتا ہی جو بصورت فرخ دیو پرور عیار ملکہ آزرچہرہ کی صورت سے مشابہ ہوکے
جواب نامہ حمزہ صاحبقران ثانی لیے ہوئے ملکہ آزرچہرہ کے پاس گیا ہی

سینہ مین اب کہان وہ چین بھی تھا ایسا اوبال سا ✤ بیٹھ گیا کچھ اٹھتے ہی چھوڑ گیا خیال سا ✤ عرض وفا پہ
دیکھیا اسکی ادا سے دلفریب ✤ دل مین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا ✤ تارے بھی گن کے کاٹتے رات
فراق کی مگر ✤ نکلا ستارہ بھی کہین کوئی تو ہو وہ خال سا ✤ اسکی لچک پہ دم فدا اسکی ادا پہ دل نثار ✤ ہاے
وہ شاخ سی کمر ہاے وہ قد نہال سا ✤ فتنۂ حشر کیا اٹھا اسکے خرام ناز سے ✤ وہ بھی پڑا ہی میری طرح
راہ مین پایمال سا ✤ باندھ دیا تھا کھینچ خود زلف مین اسکے اپنا دل ✤ رکھ نہ سکے وہ اسکو بھی ٹال لیا وبال سا
جان لیا ہی ماہ عید اسکو مہ صیام مین ✤ ابرو کے یار ہی اگر دیکھ لیا ہلال سا ✤ ہی دل گم شدہ مرا گیسوے
تابدار مین ✤ ورنہ بتا دو وجہ کیا یہ جو پڑا ہی بال سا ✤ پوچھتے کیا ہو کون تھا ہو نہ وہ ہی ذابح ہو ✤ دریہ
تمہارے تھا مگر کوئی شکستہ حال سا ✤ منشی اسلئے کہ معنی ساز کردہ ✤ سخن را این چنین آغاز کردہ ✤
جب کہ شقین بن شیاطین کو حمزہ صاحبقران ثانی حسب دلخواہ جواب
نامہ وصول ہوگیا بہت خوش ہو وہان سے رخصت ہوکے ارفیو حصار کی راہ لی بعد طے مراحل قطع
منازل دروازہ قلعہ پر پہونچا شب کا وقت تھا پہلے اسنے ارادہ کیا کہ صبح کو ملکہ آزرچہرہ سے ملاقات
کرکے نامہ دینا چاہیے پھر خیال آیا کہ کار امروز بفردا مگذار ✤ مین بصورت فرخ دیو پرور ملکہ کے روبرو
جاؤنگا تاریکی شب بہت مناسب ہی اسی وقت چلکے نامہ دینا چاہیے اگر آج ہی مقصد حاصل ہوگیا
فہو المراد یہی خیال شب ہی کو مصمم ارادہ کیا دروازہ قلعہ پر پہونچا اسوقت دروازہ قلعہ بند تھا دق الباب
کیا پاسبان نے پوچھا کون ہی اسنے آہستہ سے کہا مین ہون دروازہ کھولدو پاسبان نے دروازہ کھولا
پاسبان نے پوچھا تو کون ہی شقین بن شیاطین نے کہا مین ہون فرخ دیو پرور ملکہ کے نامہ کا جواب لایا ہون یہ

لیکے دروازہ مین داخل ہوا قلعہ مین پونہچا ملکہ آزر چہرہ عنقریب بستر خواب پر جانے کو تھی جو ہین اُسنے
سنا کہ فرخ دیو پرور جواب نامہ لایا ہی نہایت خوش ہوئی کہا اسی وقت بلاؤ شین بن شیاطین
ملکہ کے روبرو آیا ادب سے سلام کیا پگڑی سے نامہ نکالا ملکہ کو دیا ملکہ کو از بسکہ معلوم تھا کہ فرخ
دیو پرور ہی جواب لایا ہی اُسنے شین کی صورت بھی نہین دیکھی نامہ سے لیا سر نامہ چاک کیا
نامہ کھولا از اول تا آخر پڑھا کھلکھلا کے ہنسے اور کہا بارے نورج ملعون گرفتار ہوا تھا جو پدر
معظم کی زیارت نصیب ہوگی خوب کیا حمزہ صاحبقران نے جو میرے پدر والا قدر کو بیاہنے
نورج کو لیجانے کے واسطے تجویز کیا ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ٭ اب خیر و
عافیت وہان کی بیان کر اُسنے کہا اے ملکہ وہان سب طرح خیر و عافیت ہی عنقریب طہماس تمہارا
پدر معظم یہان پونہچا چاہتے ہین ملکہ نے کہا ہان مجکو معلوم ہی کہ حمزہ صاحبقران نے مجکو تحریر
اطلاع دیکی ہی اے فرخ دیو پرور مین تیری بہت مشکور ہون کہ تو بجلدی تمام حسب مراد جواب
نامہ لایا میرے پدر والا قدر یہان تشریف لاوینگے زہے نصیب و خہے طالع میرے ؎ برین مژدہ
گر جان فشانم رواست ٭ بعدہ خلعت گران بہا طلب کیا فرخ دیو پرور مصنوعی
یعنی شین بن شیاطین کو دیا شین نے کہا اے ملکہ عالم اب مجھپر فرض ہی کہ ان زخمیون کو بھی
بیان کرون جو اثنائے راہ مین مجکو پیش آئین نامہ لیے ہوئے تیز تر چلا جاتا تھا ایک شخص عیار
وضع راہ مین ملا مجھسے پوچھا تو کون ہی مین نے کہا مین ملکہ آزر چہرہ کا نمک خوار قدیم ہون پوچھا
کہان جاتا ہی اور کیون جاتا ہی مین نے کہا مین ملکہ عالم نامہ لیے ہوئے حمزہ صاحبقران کی خدمت
مین جاتا ہون یہ سنتے میری نظر سے غائب ہوگیا چند ہی قدم راہ طی کی تھی کہ ایک مقام پر جو مین
پونہچا وہان اُسنے حلقہائے کمند زمین مین پوشیدہ کر دیے تھے مین اس کمند مین پیچیدہ ہوگیا
اُسنے کہا نامہ مجھے دکھا دے نہین تجھے ہلاک کرونگا مین نے ہزارون قسمین کھا کے کہا اگر تو مجکو
کمند سے رہا کر دے تو مین وہ نامہ تجھے دکھا دون اُسنے کہا تو خدا پرست ہی تیری قسم کا کیا اعتبار ہی مین
نے کہا یار عزیز اصل امر یہ ہی کہ آج مین تجھے اس رمز کو بیان کرتا ہون سنو فی الحقیقت مین خدا پرست
نہین جو وقعت بہت بزرگ کی میری نظر مین ہی ہرگز خدا نادیدہ کی نہین ہی یہ سنتے اُسنے مجکو کمند سے
کھول دیا اور کہا لا وہ نامہ مجھے دکھا دے مین نے پگڑی سے نامہ نکالا اُسنے نامہ لینے کو ہاتھ بڑھایا
دست چپ مین میرے نامہ تھا اُسنے اپنا دست راست نامہ لینے کو بڑھایا مین دست راست
سے خنجر اس زور سے اُسکے سینے پر مارا کہ اسکی پشت سے گذر گیا اور بیدم ہوکے زمین پر گرا
مین وہان سے مثل باد تند بھاگا اے ملکہ عالم بعض قرینون سے مجکو معلوم ہوتا ہی کہ وہ سیمین
بن شیطان عیار فرعون ملعون کا تھا فرعون کی رہائی کے واسطے جاتا تھا ملکہ آزر چہرہ
یہ داستان سنکے اور زیادہ خوش ہوئی اور کہا اے فرخ دیو پرور بجزا کارے کردی اور دوسرا
خلعت فرخ دیو پرور مصنوعی کو دیا راوی کہتا ہی ہر چند ملکہ آزر چہرہ کے بستر خواب پر جانیکا
وقت تھا لیکن اپنے باپ طہماس کے آنیکی خبر سنکے ایسی خوش ہوئی کہ پہر رات تک بیدار
رہی اور فرخ دیو پرور مصنوعی سے باتین کرتی رہی جب تھوڑی رات باقی رہی خواب

غلبہ کیا کہا ای عیار طرار اب رات بہت کم باقی ہی تھوڑی دیر سو رہنا بھی ضرور ہی مین بستر خواب پر جاتی ہون رات زیادہ گئی ہی تو بھی یہین سو رہ صبح کو انشاء اللہ اور بھی بعض حالات حمزہ صاحبقران سنکے تجھسے پوچھونگی فرخ دیو پرور مصنوعی کی دلی امید یہی تھی دست بستہ کہا کیا مضایقہ ہی غلام یہین سو رہیگا ملکہ بستر خواب پر گئی شین مردود بھی برامدہ مین دراز ہوا یہان تک کہ ملکہ آزر چہرہ بیخبر سوگئی نفیر خواب شین مکار کے کان مین پونہچی وقت کا منتظر تھا فرصت کو غنیمت جانا اپنی جگہ سے اٹھا حجرہ مین گیا ملکہ آزر چہرہ کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور حجرہ سے باہر آکے کمال عجلت دروازہ قلعہ پر آیا دہان سوچا کہ نورج کو ہمراہ لیتے چلنا چاہیے پھر سوچا نہین معلوم نورج کہان قید ہی اگر اسکی تلاش مین یہان دیر ہوگی تو صبح ہو جائیگی اور ملکہ آزر چہرہ بیدار ہوکے انگوٹھی کو تلاش کریگی ایسا نہو کہ مجکو پہچان لے اور انگوٹھی ہاتھ سے نکل جائے منظر برین دربان سے کہا دروازہ کھولدے مین جاتا ہون اسنے پھر پوچھا تو کون ہی شین مردود نے کہا مین ہون فرخ دیو پرور ملکہ کے نامہ کا جواب حمزہ صاحبقران سے لایا تھا وہ ملکہ کو دیدیا اسوقت تک مجسے حمزہ صاحبقران ثانی کے حالات دریافت کرتی رہی چونکہ رات کم باقی رہی ملکہ بستر خواب پر گئین اب مین یہان توقف کرکے کیا کرون جاتا ہون صبح کو پھر آؤنگا دربان نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا شین وہ انگوٹھی لیے ہوئے ایک طرف راہی ہوا جب آرمنو حصار سے بہت دور نکل گیا اور مطمئن ہوا ایک مقام محفوظ مین ستوقف ہوا انگوٹھی کے ذریعہ سے دیوؤن کو بلایا

اور کہا جاؤ نورج کو ملکہ آزر چہرہ کی قید سے رہا کرلاؤ

جب بھاگ جانا شین بن شیاطین عیار فرعون ثانی دیوؤن کو نورج کی رہائی کے واسطے آرمنو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور حال ملکہ آزر چہرہ کا بیان کیا جاتا ہی

کاتب اخبار تازہ ومحرر مضامین بے اندازہ اس طرح مسطور کرتا ہی کہ یہان جب صبح کو ملکہ آزر چہرہ خواب سے بیدار ہوئی منتظر ہوئی کہ فرخ دیو پرور آئے تو اس سے حمزہ صاحبقران کے اور حالات دریافت کرون یکایک انگوٹھی کا خیال آیا ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی ندارد تھی بہت گھبرائی ملازمون سے کہا دیکھو فرخ دیو پرور شب کو یہین سویا تھا بیدار کر لاؤ ملازمون نے دریافت کرنے کے بعد عرض کیا ملکہ عالم فرخ دیو پرور شب ہی کو قلعہ سے باہر چلا گیا یہان نہین ہی اب ملکہ آزر چہرہ کے دل مین شک پیدا ہوا کہا دیکھو نورج بد رگ بھی قیدخانہ مین ہی یا وہ بھی غائب ہی ملازمون نے قیدخانہ مین جاکے دیکھا نورج موجود تھا اب ملکہ دل مین اس بات سے خطور کیا کہ انگوٹھی میرے ہاتھ سے نکل گئی ہی ایسا نہو نورج قیدخانہ سے رہا ہو جائے اسکو ہلاک کرنا قرین مصلحت ہی قیدخانہ سے بلایا جلاد کو حکم دیا کہ اسکو ہلاک کر جلاد نے شمشیر برہنہ علم کی اور چاہتا تھا کہ اسکی گردن پر وار کرے یکایک پنجہ نمودار ہوا اور نورج کو اٹھا لے گیا ملکہ آزر چہرہ نے افسوس کیکے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا غضب ہوا جو میرا اقبال تھا وہی ظہور مین آیا یہ دیو اللہ نورج کو لینے آئینگے قرین کیا جواب دونگی اور حمزہ ثانی مجھپر کیسی نفرین کرینگے اس مضمون کا دوسرا نامہ تیار کیا اور فرخ دیو پرور کو بلوایا فرخ دیو پرور یا اللہ کہ ہر چکا تھا وہ کہان ملتا اب

اور زیادہ حیرت ہوئی کہ یہ طرفہ معاملہ ہے تمام شب فرخ دیوپرور مجھسے باتین کرتا رہا نہین معلوم کہان چلا گیا جو اب
تک نہین آیا چند ملازمون کو فرخ دیوپرور کی تلاش مین بھیجا انھون نے بعد دریافت حال آکے عرض کیا کہ
ملکہ عالم کسکے تلاش کرنے کو کہتی ہین سنئیے بتحقیق خبر دریافت کی ہے کہ فرخ دیوپرور کو شین بن شیاطین
عیار فرعون ثانی نے ہلاک کیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ فرخ دیوپرور نے شب کو مجھے نامہ دیا
باتین کرتا رہا بلکہ آخر شب کو یہین برآمدہ مین سو رہا تھا روشن رائے رکن اعظم ملکہ آزر چہرہ کی
حکومت کا تھا اسنے کہا ملکہ عالم تمھارا کس طرف خیال ہے شب کو مین نے تمام تقریر فرخ دیوپرور
عیار کی سنی مجکو اسی وقت اسکی نسبت شک ہوا تھا کہ یہ فرخ دیوپرور نہین معلوم ہوتا تھا مگر
اس خیال سے خاموش ہو رہا کہ شاید فرخ دیوپرور ہی ہے بلکہ وہ کوئی عیار لشکر کفار کا تھا جو بصورت
فرخ دیوپرور آیا تھا اور انگوٹھی لیکے غائب ہو گیا دلیل اسکی یہ ہے کہ اسنے شب کو بیان کیا تھا کہ
جب مین نامہ لیے ہوئے حمزہ صاحبقران ثانی کے پاس سے آتا تھا اثنائے راہ مین ایک عیار ملا تھا اسنے
مجکو گرفتار کیا مین نے فریب سے اسے ہلاک کیا یہ حال اپنا خود اسنے بیان کیا ملکہ نے مخاطب ہو کے کہا
اے روشن رائے تیرا خیال قرین قیاس معلوم ہوتا ہے یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور ملکہ آزر چہرہ
اس فکر و تردد مین بیٹھی تھی یکایک پنجہ نمودار ہوا اور ملکہ آزر چہرہ کو اٹھا لے گیا اب جو ملکہ آزر چہرہ
نبت طہماس نے آنکھ کھولی اپنے کو تورج کے روبرو پایا تورج نے بقہر و غضب ملکہ آزر چہرہ
کو از سر تا پا دیکھا اور کہا کیون اے گیسو بریدہ آزر چہرہ تونے خداوند کی قدرت و جلال کو دیکھا کہ کس
طرح مجکو تیری قید سخت سے نجات بخشی اور تجکو میری قید مین مبتلا کر دیا ہے سزا ہے کہ مین اس شدت
و بدعت کا تجھسے عوض لون جو حالت قید مین مجھپر کی گیا کہون تو عورت ذات ہے اگر کوئی مرد مجھسے اس
طرح پیش آتا تو اس عذاب سخت سے ہلاک کرتا کہ جانوران ٹھہرائی اسکے حال پر افسوس کرتے دیکھ
خیریت چاہتی ہے تو مجکو قبول کر اب بھی مین تیری ہمبستری کے واسطے راضی ہون حالانکہ تو نے کوئی جگہ
میرے دل مین باقی نہین رکھی ہے دنیا مین اس سے زیادہ کوئی مصیبت نہین ہے کہ کوئی کسی کا دل دادہ
ہو سو مجھپے سست کہ دل برائمی دہم آرام + وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد + اے آزر چہرہ کیا تو یہ سمجھے
ہوئے ہے کہ وہ جواب نامہ جو حمزہ ثانی نے بھیجا فرخ دیوپرور تیرا عیار لاتا تھا قسم ہے خداوند کے
سر پاک کی وہ شین بن شیاطین عیار خداوند فرعون ثانی تھا جسنے اثنائے راہ مین فرخ
دیوپرور کو ہلاک کیا اور خود فرخ دیوپرور کی صورت مشابہ ہو کے حمزہ ثانی کے پاس گیا جواب نامہ
وصول کیا اور تیرے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اس جواب نامہ کے ذریعہ سے قلعہ مین پہونچا تجکو جواب نامہ دیا
تمام شب باتین کرتا رہا تو سو گئی اسوقت خداوند کی قدرت نے انگوٹھی اسسے دلوادی اس انگوٹھی کی
وجہ سے مین تیری قید سخت سے رہا ہوا اور تجکو بھی یہان بلایا اگر تو مجھسے راضی ہو گئی فہو المراد ورنہ تیرا
تمام قلعہ کو منہدم کر دونگا اور مسلمانون کا نشان تک باقی نہ رکھونگا مسلمان بڑی غلطی پر ہین جو خداوند پر
ایمان نہین لاتے اس خدا کی پرستش پر جان دیے ہوئے ہین جس کو کبھی کسی نے نہین دیکھا اور نہ اب
کوئی دیکھ سکتا ہے عقل بھی کوئی شے ہے ملکہ آزر چہرہ تا دیر تورج کی تقریر سنا کی دم بدم سر دھن کے کہا اے
نابکار و بدکار تف ہے شین بن شیاطین کی اوقات پر کہ اسنے میرے عیار وفا شعار کو جان سے مارا

نامہ لیا حمزہ ثانی سے جواب نامہ لایا اور اس حیلہ سے مجھسے انگوٹھی لے لی اگر کچھ جرأت رکھتا تھا مقابلہ کرکے
اُسے پسپا کیا ہوتا یا یہ کہ قلعہ مین بالا علان آکے مجھسے انگوٹھی کو لیا ہوتا اور اس فرخرف تقریر سے کیا فائدہ کہ جو
تو دین اسلام کی بابت میرے سامنے بیان کرتا ہی تورج نے کہا اے آذر چہرہ خدا سے نادیدہ کی پرستش
سے تو بہتر تھا کہ تو ہندوؤن کے دین کو اختیار کرتی انکی تاریخ دان برہمن بید خوان کا مقولہ ہی کہ خدا کی
ذات نرنکال ہی یعنے جو کوئی تصور کرے اس سے بری ہی نہ اُسکا کوئی دوسرا ہی نہ کسیکو اُس سے برابری
ہی بے مثل و بے مانند و بے چند اُسنے پہلے تین شخصون کو پیدا کیا ہر ایک کو ایک بڑا کام دیا۔ ایک کا
نام برہما دوسرے کا بشن تیسرا مہیش ہی پہلے کو پیدا کرنے کی قدرت دی دوسرے کو زندہ رکھنے کی
تیسرے کو مار ڈالنے کی طاقت عنایت کی تینون کو اُنکی زبان مین نرا کار کہتے ہین تینون اپنے اپنے کام
مین مصروف رہتے ہین اور برہما کی عمر سو برس کی ہی جس کا پہلا روز سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کا ہی
دوسرا بارہ لاکھ چھیانوے ہزار تیسرا آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار چوتھا چار لاکھ بتیس ہزار برس کا ہی دونون کا نام ست جگ ترتیا
دوا پر کل جگ ہی اُسی طرح کی تین سو ساٹھ راتین ہین جب ایسے سو برس تمام ہو جاتے ہین برہما کی موت
آتی ہی تپال کو جاتا ہی جل بھی ہو جاتی ہی جسے پرلے کہتے ہین پھر اُس ... کنول کا پھول نکلتا ہی اور برہما پیدا ہوتا ہی ایسے
ایک ہزار اور ایک برہما گذرے ہین آذر چہرہ نے کہا اللہ اکبر عجب حساب کتاب ہی اے پلید اگر ہزار برس تک تو بیان
کرے تو مین اس دین کو نہ سمجھ سکون جب تجکو اس دین کا اسقدر حساب یاد ہی تو پھر فرعون پرستی اور
طرح طرح کے بتون کی پرستش پر کیون جان دیے ہوئے ہی اُسنے کہا اے آذر چہرہ اس حساب کے بیان
کرنے سے میری غرض یہ ہی کہ تو سمجھے کہ مین دین و مذہب کے بارہ مین بہت کچھ تحقیقات کر چکا ہون جب
مجکو تحقیق ہوا کہ دین فرعون پرستی وغیرہ صحیح و درست ہی تب مین نے تمام مذہبون سے قطع نظر کی
ملکہ آذر چہرہ نے کہا او ملعون اگرچہ مین بھی دین اسلام کی حقیقت کے بارہ مین بہت کچھ بیان کر سکتی ہون
لیکن اس خیال سے کہ خوی بد و ... نرود جز بہ گور ... اس بارہ مین زبان کو
تکلیف دینا عبث ہی تورج نے کہا اے آذر چہرہ کیا اب بھی تو مثل سابق مجھسے محترز رہیگی اور نہ دین اسلام
سے قطع نظر کریگی اُسنے کہا بیشک زیادہ ازین نیست کہ تو مجکو ہلاک کریگا باشد۔ تورج پلید اوربار
برہم ہوا اور کہا اگر تو میرا کہنا نہ مانیگی مین بھی تجکو زندہ نہ چھوڑونگا غرضکہ بعد اس گفتگو کے تورج
نے ملکہ آذر چہرہ کو ایک جاے تاریک مین قید کیا

ملکہ آذر چہرہ بنت طہماس کو تورج بدرگ کی قید مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور طہماس کے حال پرملال کی جانب توجہ کی جاتی ہے

اندرون جگر مین کیا ہی آب زندگانی کا ۔ نہین مرتا مین فرقت مین برا ہو ناتوانی کا ۔ مزہ یہ تلخ فرقت مین ہی جب
زندگانی کا ۔ چراغ گور ہی ساغر شراب ارغوانی کا ۔ کھلے دروازے ہر شب چین سے سوتے ہین ہم جب
دیا ہی خانہ ویران کو عہدہ پاسبانی کا ۔ نہ ہم نے عبادت کبھی ہم رندو نکا گھر ہی ۔ جہان ہر جام ہو دیا ہی آب
زندگانی کا ۔ کبھی جو شیشہ لبریز مو کی سرکشی دیکھی ۔ تو عالم آگیا یاد اپنی مستی و جوانی کا ۔ جگر تھمتا ہی اک سو
اک طرف کو رخم رکتے ہین ۔ تردد خانہ دل مین ہی ہم کی میہمانی کا ۔ کیا حق نے بجز انجام میرا جو پرستی مین ۔
ہوا لبریز ہو سے جام مری زندگانی کا ۔ کوئی تکلیف اُٹھاتا ہی جو انکو اُٹھا نہین سکتے ۔ بندھا حرفون مین

مضمون ہماری ناتوانی کا ٭ وہان زخم دل کے قبضے سے طور ہین ناسخ ٭ تصور ہے مجھے کس کے لباس زعفرانی کا
راوی صداقت کار و ناقل خوش گفتار اس طرح مسطور کرتا ہے کہ جب طہماس سطیع خاص نخل نوخیز بوستان
سلطنت ثمرہ شجرہ شوکت و ابہت شہنشاہ جہانبانی یعنی صاحبقران ثانی و تمام سرداران لشکر اسلام
سے رخصت ہو کے آتشکدہ حصار کی جانب راہی ہوا دل مین اس خواب پریشان کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا
اثنائے راہ مین تپ محرقہ عارض ہوئی فوراً دل مین راسخ ہو گیا کہ اب اس بجا سے جانبری محال ہے سفر
دور و دراز اور شدت تپ کا یہ حال ہے افسوس دنیا مین اتنی مدت جیے اور کچھ نہ کیا افسوس موت
بھی آئی تو کہان کاشکے آذر چہرہ کے پاس پہنچ کے بخار آیا ہوتا عرصہ کے بعد وخر کے دیدار سے دل کھلتا
تیمارداری حسب دلخواہ ہوتی کیا کرون کس طرح آذر چہرہ تک جلدی پہونچ جاؤن اطراف و جوانب
سے اطبا بلا کے انھون نے نبض پر ہاتھ رکھا قارورہ دیکھا کہا بہت شدت کی تپ ہے تمازت آفتاب سے بچانا
چاہیے بہت مضر ہے نسخہ لکھا طہماس نے کہا ہر [illegible] آفتاب سے کس طرح محفوظ رہ سکتا ہون سفر
مین طبیبون نے کہا جو کچھ ہو اسی مقام پر کسی [illegible] محفوظ مین قیام کیا جاوے چونکہ دفعتاً شدت تپ سے
حالت متغیر ہوتی جاتی تھی اثنائے راہ مین قیام کیا دوپہر کا وقت تھا طہماس بستر علالت پر کراہ رہا تھا
کہ یکایک خبردار نے آ کے خبر دی کہ نورج بدرگ ملکہ آذر چہرہ کی قید سے رہا ہو گیا مگر بیداران ملکہ
آذر چہرہ خود نورج کی قید مین مبتلا ہو گئی نورج ملعون نے ملکہ پر بہت بدعت و شدت کی ہے یہ
خبر سنکے طہماس از سر تا پا غیظ و غضب مین بھر گیا فوج کو حکم دیا کہ اسی وقت تیار ہو کے کوچ کرو
سرداروں نے سمجھایا کہ آپ علیل ہین دو تین روز یہان توقف کرنا لازم ہے ایسا نہو طبیعت زیادہ
بے لطف ہو جاوے طہماس نے کسی کا کہنا نہ مانا اسی وقت شدت تپ مین دم قدم کوچ کیا

اب دو کلمہ داستان لشکر حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

واقفان سخن و سخن فرد اند ٭ شرح این داستان چنین کردہ اند حمزہ ثانی کو انتظار رہتا کہ دیکھیے کب طہماس
نورج بدرگ کو آتشکدہ حصار سے لاتے ہین ایک روز صبح کو نور الدہر حمزہ ثانی کے پاس آئے بہت
متوحش حمزہ ثانی نے سبب توحش کا پوچھا نور الدہر نے کہا شہریارا کیا عرض کرون شب کو
عجیب خواب پریشان دیکھا جس سے دل بیقرار ہو گیا ٭ دل پر کس طرح جبر کیجیے ٭ طاقت ہو نہیں کہ
صبر کیجیے ٭ آخر مجھکو جنون ہو گا ٭ دم بھر مین دل ہی خون ہو گا ٭ حمزہ ثانی نے کہا ای نور الدہر بیان کرو
وہ کیا خواب پریشان دیکھا نور الدہر نے پہلے دعا دی ٭ عمر اعدائے تو شکر قناسا ہمچنان ٭
عہد اقبال تو توفیق بقا را ہمرکاب ٭ مجالست سازہرہ قوال مجلس را نذر کل ٭ آبدارست ابر نیسان را
خواصست آفتاب ٭ پھر عرض کیا ای شہریار عالی مقدار شب کو خواب مین طہماس کو دیکھا کہ دریا کے
خون مین غوطہ کھا رہا ہے اور ہزار ہا دریائی جانور طہماس کو ہر چہار جانب گھیرے ہوئے ہین اور
منتظر ہین کہ طہماس غرق ہو جاوے تو وہ حملہ کرین دفعتاً میری آنکھ کھل گئی دیکھا عنقریب صبح ہے
اٹھا نماز پڑھی اور سوچ مین بیٹھا رہا کہ دیکھیے اس خواب پریشان کی تعبیر کیا ظہور مین آتی ہے بہت
توحش اس سبب سے ہے کہ خود طہماس نے بھی اپنی نسبت خواب پریشان دیکھا تھا اور مجھ سے
بیان کیا تھا مین نے طہماس کے اطمینان کے واسطے خواب و خیال سمجھ کے دفع الوقتی کی آج کے

جو اسکے خواب سے مجکو یقین ہو گیا ہی کہ کچھ نہ کچھ صدمہ سخت طہماس کو پہونچے گا حمزہ ثانی کو
بھی تردد ہوا کہا اے نور الدہر میری راے یہ ہو کہ تم بھی آرمنیو حصار تورج کے لینے کو جاؤ
در دل یکی شور و بشاند کو ما پراگندگی آرد ا بنوہ ما اگر تورج کے اس طرف لانے
مین طہماس کو کسی طرح کی دقت لاحق ہو تم اُسکی مدد کرنا اے نور الدہر ابھی مہر افزان کے
صدمہ سے مجکو فراغ نہین حاصل ہوا ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی صورت اور طرح کی پیش آ سکے تو غضب
ہو جائیگا نور الدہر نے کہا بہتر ہے مجکو بھی یہی تردد ہی غرض کہ اس گفتگو کے بعد نور الدہر
ایک لاکھ پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے آرمنیو حصار کی جانب روانہ ہوا

نور الدہر کا آرمنیو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور طہماس کے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی کہتا ہی کہ طہماس نے اُس شدت تب مین کوچ کیا بعد طے مراحل سخت اُس مقام کے
قریب پہونچا جہان تورج بدرگ مقیم تھا دیکھا بڑا اژدحام ہی حیرت ہوئی کہ ابھی یہ مردود
آذر چہرہ کی قید مین پڑا تھا اتنی جلدی شاہانہ سامان مہیا کر لیا ایک عیار کو بھیجا کہ تورج
کے مقام قیام مین جا کے حال دریافت کرے کہ آذر چہرہ کو کہان قید کیا ہی اور فی الحال
تورج ملعون کس کام مین مصروف ہے وہ عیار گیا طرفہ شاہان دیکھا یعنی تورج بدرگ
ایک قصر عالی شان مین دنگل سپہ سالاری پر بیٹھا ہی بکثرت دیو ہر چہار جانب جمع ہین بزم
ہوش ربا آراستہ ہی فرش دیبا و حریر مغرق سے آراستہ جواہرات کی مرصع کاری سے پیراستہ
زمرد و یاقوت و الماس کے جھاڑ کنول شمعہاے مومی کافوری روشن دنگل کرسیان جواہر
نگار وزیر امرا پہلوان خلعتہاے گران بہا پہنے غرق دریاے جواہر ایک تخت فلک رفعت جس کی
چمک نظر قیصر کی کرتی ہی اُسپر ایک شخص اور بھی بکمال غرور و تکبر بیٹھا ہی اُسکے پہلو مین تورج
کا دنگل ہی ساقیان رنگین ادا بادۂ گلفام کے جام اہل محفل کو دے رہے ہین مرغولہ ریزی
مغنیان پری تمثال سے مرغان ہوا کو پیچ و تاب ترانہ سنجان [illegible] تمثال کی شعلہ انگیزی سے
زہرہ زہرہ کباب کوئی نازنین خوش ادا غزل سرا ہے ہوا چکیدہ نور ست در شب مہتاب
ستارہ خندۂ حور ست در شب مہتاب + رسان بدامن صحرا سے خودی خود را + کہ خانہ دیدۂ
مور ست در شب مہتاب + صراحی می گلرنگ سرو سیمین ست + پیالہ غبغب حور ست در شب
مہتاب + سپہر جام بلورین ست پر مے روشن + زمین قلمرو نور ست در شب مہتاب + بہر
طرف کہ نظر باز میکنم صائب + تجلیات ظہور ست در شب مہتاب + اُس عیار نے جو یہ سامان
دیکھا دنگ ہو گیا تورج بدرگ اور اُس پہلوان تخت نشین کو بغور دیکھا طہماس کے پاس
آیا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ مین اُس پہلوان تخت نشین سے واقف نہین طہماس نے حلیہ
پوچھا اُسنے خوب غور کرکے بتایا کہ ایسا چہرہ ہی ایسے دست و پا ہین یہ رنگ ہی اس طرح کی آنکھین
ہین طہماس نے کہا اے فلان یہ حلیہ جو تو نے بیان کیا معلوم ہوتا ہی کہ ظفر ماس میرا بیٹا ہی تورج
سے جا ملا اُسی وقت میر منشی کو بلایا ظفر ماس کے نام ایک نامہ لکھنے کا حکم دیا اصل مطلب یہ بیان

کردیا میر منشی نے نامہ تیار کیا اور کہا آواز تحریر سنا دو میر منشی نے نامہ پڑھنا شروع کیا نامہ آتش سوزندہ
دیو رجیم ٭ بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ تحفہ لالی حمد و ثنا اُس کامل الوجود منبع خیر و جود کی بارگاہ جلال اور
سرا پردہ لایزال مین لے جانا چاہیے جسنے حضرت آدم کو خاک سے پیدا کیا اپنے فرشتگان مقرب پر جو
عنصر آتش سے خلق ہوئے شرف بخشا سو خلوص قلب سے کہتا ہو بندۂ طہماس ٭ خدا ہو ایک محمد نبی ہین نیک
اساس ٭ آما بعد ای غزاس سنے الحال میری سماعت مین گذرا کہ تو تورج بدرگ کے پاس پہونچا
تو نہین جانتا ہو کہ تورج ملعون نے میری دختر آزرچہرہ کو کیسی کیسی تکلفین پونہچائین اور اب تک
اسکی جان اور آبرو سکے درپی ہو اگر کوئی غیر شخص ہو تو محل شکایت نہین تو دیدہ و دانستہ ہمارے دشمنون
سے ملتا ہو اگر تو ہمارا طرفدار نہین ہو تو اسقدر بھی حمیت تجھمین نہین ہو کہ ہمارے دشمنون کی رفاقت
سے باز آئے دنیا مین انسان کی چند روزہ زندگی ہو نیک کی نیکی رہجاتی ہو اور بد کی بدی اگرچہ تو مذہب کے اعتبار
سے مجھسے مخالفت رکھتا ہو تاہم پاس قرابت تو ضرور تھا اور قرابت ایسی قریب نہین معلوم کون بدبخت ساعت
تھی جب تیری ماں نے تجکو جنا تھا اگر تو اس تحریر کو دیکھکے مشتبہ ہو گیا فہو المراد ورنہ تجھسے مقابلہ کرکے
ضرور تجھے سمجھونگا جب یہ نامہ میر منشی پڑھ چکا ملفوفہ مین رکھکے بند کیا طہماس نے اس نامہ کو ایک سوار
ہوشیار کے ہاتھ روانہ کیا اُس سوار نے بعجلت وہ نامہ غزاس کو پہونچایا غزاس اُس نامہ کو پڑھکے
آگ ہو گیا اور کہا طہماس کے دماغ مین فتور آگیا ہو جو مجکو یہ نامہ لکھا ہو مین ہرگز پاس قرابت نہین کرونگا
سپاہی کو کسیکا پاس و لحاظ نہین ہوتا اگرچہ طہماس میرا داماد ہو باشد اور جواب نامہ لکھا کہ بعد تعریف دلو
لات و منات ای طہماس تجکو معلوم ہو کہ مجھسے کسی وقت اعانت کی امید نہ رکھنا اگر کچھ حوصلہ ہو تو سوار
انجمن داری زمردی نشان ٭ اور آزرچہرہ اگر تورج کی قید مین ہو تو ہوجایا کیا ہو وہ اسی قابل تھی کیون
نہ تورج کو قبول کرلیا جو آج اس زحمت مین مبتلا نہوتی اور اب بھی خیریت ہو اگر تورج کو قبول کرلے
ای طہماس تجکو لازم تھا کہ مجکو نامہ نہ لکھتا بلکہ اپنی دختر کو اس مضمون کا نامہ لکھتا کہ اگر تورج خواستگار
کرے تو اُسے قبول کرلینا اس سے کیا فایدہ جو مجکو نامہ لکھا مجکو نامہ کے پڑھنے سے سخت تکلیف ہوئی آیندہ
مجکو ایسی تکلیف نہ دینا ورنہ قاصد کو اُسی طرح واپس کردونگا طہماس اُس مضمون کے نامہ کو پڑھکے اور
منغص ہوا کہا ہزار ہزار لعنت ایسے مردود پر جس مین مطلق انسانیت نہین دنیا کے واسطے دین کو
برباد کردیا وہان سے کوچ کرکے لشکر کفار کے قریب پہونچا دیکھا فوج قلیل ہو جس روز وہان پہونچا
تھا اُسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر کفار مین بھی نقارہ جنگ بجا تمام شب طہماس بیدار
رہا اور اپنی فوج مین ایک ایک سے کہتا تھا ای دلاورو تم دیکھتے ہو کہ مین کس شدت کے بخار مین مبتلا ہون
ہرگز ابھی ہنگامہ آرائی نہ آیا مگر آزرچہرہ کی محبت نے مجکو مجبور کیا ہو سن چکا ہون کہ تورج ملعون
نے اُسے بہت عاجز کیا ہو قید شدید مین مبتلا کر رکھا ہو وہ کون شخص ہوگا جو اپنے فرزند کو اس بلا سے
سخت مین مبتلا دیکھے اور خاموش رہے تم سب کو چاہیے کہ ایسی کوشش کرو کہ اس ہنگامہ آرائی کا
انجام حسب دلخواہ ہو یعنے غزاس اور تورج گرفتار کرلیے جاوین یا ہلاک ہوجائین ابھی تک لشکر کفار بہت
قلیل ہو اس طرح کی گفتگو مین شب بھر بسر ہوئی ٭ روز دیگر کین جہان پر غرور ٭ یافت از سر چشمۂ
خورشید نور ٭ دونون جانب لشکرون مین صف آرائی ہوئی طہماس اُسی شدت تپ مین سلح اور

مکمل ہوئے سرداران لشکر نے منع کیا کہ اس شدت تپ مین دشمن کے مقابلہ کو جانا ہرگز مناسب
نہین ہی ہم سب موجود ہین جب ہم نہونگے اسوقت اختیار ہی طہماس نے کہا ای بہادروا اس وقت
میرے حال سے کچھ تعرض نہ کرو سب نے مجبور ہوکے سکوت کیا طہماس نے مرکب میدان
مین بڑھایا اور باواز بلند رجز پڑھی سہ منم در جہان آن زبردست نیو + کہ سرزد زمن روح
عفریت دیو + چنان گرز بر سنگ خارا زنم + کہ البرز را کمر بشکنم + ای نابکارو اگرچہ مین
فی الحال بشدت علیل ہون تاہم تمھاری سرکوبی کے واسطے موجود ہون تم مین سے کون
طالب سفر آخرت ہی آوے اور مجھسے مقابلہ کرے غرباس طہماس کے روبرو آیا اور کہا ای طہماس
مین نے سنا ہی کہ تم بالفعل علیل ہو کیون اپنی جان کے درپی ہو جو مقابلہ کے واسطے آئے ہو
چلے جاؤ کسی اور پہلوان کو مقابلہ کے واسطے بھیجو طہماس نے کہا او نابکار اگر تجکو میری علالت
کا خیال ہوتا تو میرے دشمن کی مدد کے واسطے کیون آتا ہمنے تجکو نامہ بھیجا تو نے ایک مہمل جواب
دیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا ہم کس کو کیا جواب لکھتے ہین ای اخرونس اب بھی خیریت ہی
اگر تو قورج سے کہکے آذر چہرہ کو رہا کر دے اسنے کہا یہ امر میرے امکان سے بالکل باہر ہی
اسواسطے کہ قورج کا مین دوست ہون اسکی مرضی کا تابع ہون دراینحالیکہ آذر چہرہ سے
وہ ہم بستر ہونا چاہتا ہی پھر کس طرح وہ اسکو رہا کریگا اور مین اس سے کس طرح کہ سکتا ہون
طہماس نے کہا تف ہی تیری اوقات پر او بیحیا قورج بدرگ کا تجکو اس قدر پاس ہی اور
ہماری قرابت کا تجکو مطلق خیال نہین ہی تو نہین جانتا کہ آذر چہرہ از روے قرابت تیرے
کون ہی غرباس نے کہا مین نہین جانتا کہ کیا قرابت ہی اور نہ مین جاننا چاہتا ہون یہ گفتگو ہو رہی تھی یکایک
دور سے تتق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اس گرد کی جانب نگران ہوئے تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد
چاک ہوا قریب دو لاکھ فوج کے اس طرف آتی معلوم ہوئی طہماس نے خبر کے واسطے آدمی
بھیجے وہ خبر لیکے آئے اور کہا ای شہریار غرباس کی فوج ہی اب جو طہماس کی نظر سے اسقدر
مجمع گذرا حواس جاتے رہے کہا ضرور مین ہلاک ہونگا اسقدر فوج کثیر سے کون سربر ہوگا
وہ فوج کثیر قورج کی طرف جاملی شماس نام ایک سردار لشکر اسلام طہماس کے قریب
آیا اور کہا ای والا منزلت تمھارا خیال کس طرف ہی اسقدر شدت کی تپ ہی کہ حواس بجا نہین
ہین دشمن کے مقابلہ مین کس طرح سربر ہوگے لامحالہ تمھارے ہلاک ہوجانے سے فوج اسلام
پسپا ہو جائیگی اور پسپا ہونے مین ہزارون بندگان خدا کی جانین کفار کے ہاتھ سے ضایع ہونگی
اس سے بہتر یہ ہی کہ تم ایک جانب موجود رہو اور جنگ و حرب کا تماشا دیکھو تمھاری موجودگی مین
فوج اسلام کے دل کو قوت رہیگی طہماس لشکر کی جانب مقیم ہوا شماس میدان مین آیا اور حریف
طلب کیا اس طرف سے ایراس ایک پہلوان نکلا پہلے کچھ کلام و کلام سے پھر تیغ بازی شروع
ہوئی آخر شماس نے ایراس ملعون کو ایکہی وار مین تلوار کے دو حصہ کیا غرباس ایراس کے
ہلاک ہونے سے زرد ہو گیا کہا غضب ہوا پہلے اس طرف کی شکست ہوئی دوسرا پہلوان لشکر کفار
نکلا بہرود پیل سپار وہ بھی شماس خدا پرست کے ہاتھ سے زخمی ہوا طہماس نے باواز بلند شماس

سکے جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا اے دلاور اب تم تھک گئے ہو چلا آؤ تھوڑی دیر دم
لے لو کوئی دوسرا پہلوان حریف کے مقابلہ کو بھیجو سماس نے کہا شہریار ابھی مین نہین تھکا ہون
طہماس نے اصرار کیا شماس طہماس کے اصرار سے مجبور ہوا چلا آیا اور طبل بازگشت بجوا دیا
غزماس بہت آزردہ ہوا کہا اے خدا پرستو یہ کیا حرکت ہے درفت اسپندر جنگ خنیست پر اکتفا
کی ہم اس طبل بازگشت کو نہین قبول کرتے الیع رومی مسلمان پہلوان آیا اور کہا اے غزماس
اگر اس وقت کے طبل بازگشت سے راضی نہین ہو تو کچھ مضائقہ نہین ہے ہم موجود ہین کسی کو ہمارے مقابلہ
کے واسطے بھیج زرق نامی ایک پہلوان فوج کفار سے اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر دونون مین نبرد رہی
آخر زرق کو بھی الیع رومی نے ہلاک کیا پھر فارلقوس ایک پہلوان مقابلہ کو جسکی مردی اور
شجاعت کا آوازہ تمام لشکر کفار مین تھا الیع رومی سے رد و بدل شروع ہوئی الیع نے اسکو بھی
ضرب شمشیر سے جہنم واصل کیا غزماس کی آنکھون مین خون اتر آیا اسنے فورا جنگ مغلوبہ کا حکم
دیدیا تیغ و تیر نیزہ و خنجر چلنے لگے دیوارہ پشت نہنگ دار شمشاد قزبول سے لرزنے لگے دو دو
از دو سو در خروش آمدند ٭ دو دریاے آتش بجوش آمدند ٭ درخشیدن تیغ آئینہ تاب ٭ درخشان
تر از چشمۂ آفتاب ٭ تر نگ کمانہاے بازو شکن ٭ بسے خلق را پردہ از خویشتن ٭ ز بس کوفتن
بزرین گرز و تیغ ٭ زہر جا بر شد غبارے چو میغ ٭ ز منقار پولاد پران خدنگ ٭ گرہ بستہ خون در دل
خارہ سنگ ٭ الیع رومی نے اکثر زبردست پہلوان پہچان کے غزماس بھی اسکے قریب آگیا اور
بھی شمشیر کا وار کیا تا دوا پر وار آلی ہوا خواہ آپ سے بچے بچانے گئے اسکے زخم کھانے سے فوج کفار نے
عورتون کے خواص پیدا کیے گھونگھٹ کھایا شکست فاش ہوئی بہت مارے گئے بھاگ کے دور نکل گئے
وہان جا کے توقف کیا دم لیا غزماس کا علاج شروع ہو گیا پھر جنگ کے مشورے ہونے لگے اسطرح
طہماس نے فوج اسلام کی دلاوری کی بہت تعریف کی دو روز تک جنگ موقوف رہی بعد پھر فوج
لشکر اسلام کے مقابلہ آکے مقیم ہوئی سب نے طبل جنگ بجایا لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ پر چوب
پڑی سہ زنقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دو دست دولت گردون دون ٭ تمام شب دونون لشکرون
مین جنگ کی تیاری رہی سہ دگر روز چون خسرو خاوری ٭ برآمد برین تخت نیلوفری ٭ میدان مصاف
مین دونون لشکر صف آرا ہوئے ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا آج روز گذشتہ کا عکس ظہور مین آیا یعنے فوج
اسلام کے پہلوان کام آنا شروع ہوئے نوبت باینجا رسید کہ کوئی پہلوان فوج اسلام مین باقی
رہا حسب اتفاق اس روز طہماس شدت تپ سے زیادہ بدحواس ہو رہا تھا جب اسکو معلوم ہوا
کہ لشکر اسلام مین کوئی پہلوان باقی نہین رہا بحالت مجبوری اس حالت بدحواس شدت تپ مین سلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار
ہوا اور میدان حرب مین آکے کہا او غزماس کدھر ہے آمیرے مقابلہ کو غزماس طہماس کے روبرو تلوار
کو لیے ہوئے آیا اور کہا اے طہماس آج پھر تم اپنی جان دینے کو آمادہ ہو گئے طہماس نے پہلے تلوار
کا وار کیا غزماس نے جگہ خالی کی اور کہا اے طہماس مین نے اب تک تمہاری رعایت کی
حالانکہ مین خود متعجب ہون کہ مین نے خلاف دستور تمہاری کیون رعایت کی مگر اب مین رعایت
نہ کرونگا سہ زدی حرب خود حرب خاموش کن ٭ تم دین و دنیا فراموش کن ٭ طہماس کا اسوقت

شدت تپ سے یہ حال تھا کہ ہاتھ مین تلوار سنبھل نہ سکتی تھی اور مرکب پر ڈگمگا رہا تھا معلوم ہوتا
تھا کہ عنقریب مرکب سے زمین پر گرا چاہتا ہی اسوقت بدحواسی مین کہا ای غرماس تو بالفعل
اپنا وار کر مگر پہلے مین جو کچھ کہون اُسے سُن لے آگاہ ہو کہ تو میرا پوتا ہی تجھپر میرا حق بہت کچھ
ہی مگر مین جنگ و حرب مین رعایت نہین چاہتا ہون صرف اس قدر تجھسے میری آرزو ہی کہ جب
مین ہلاک ہوجاؤن تو میری لاش کو ضایع نہ کرنا جس طرح ممکن ہو خانہ کعبہ پہونچوا دینا اور وہ مین
دفن کر دینا اور مین آزرچہرہ کے بارہ مین بھی تجھے کچھ وصیت کرتا مگر افسوس تو نوروج کا ایسا
طرفدار ہی کہ تجکو مطلق پاس قرابت نہین ہی اُسکے بارہ مین حجت کرنا بیکار ہی جو کچھ اُسکے مقدر کا مقرر
ہی وہی پیش آویگا افسوس مین کچھ سمجھا تھا اور ظہور مین کچھ آیا سے این طرفہ گردش فلک کج مدار
ہست * پھر سوے آسمان سر بلند کیا اور کہا ای چارہ ساز بیچارگان و ای دستگیر درماندگان اگرچہ تجھین
ہر طرح کی قدرت ہی تاہم مین اس حالت مایوسی و مہلکہ باری مین اس بات کا طلبی نہین ہون کہ تو مجھکو
اس کمبخت پر فتحیاب کریا اسکے دست ظلم سے نجات دے بلکہ اس بات کا آرزومند ہون کہ جس طرح یہ
کمبخت باوجود قرابت قریبہ کے مجھپر ستمپیشہ ہی اور ہلاکت کے درپے ہی اسی طرح اسکو بھی مجبور ولاچار
کرکے جہنم واصل کریا اور میری دختر آزرچہرہ کو ان گبرون کی قید و بند سے نجات بخش کہ دل شکستہ
ہی مرا اور جان غم آلود ہی * لطف تیرا ہو تو حاصل گوہر مقصود ہی * یہ کہکے تلوار علم کی اس شدت
تپ و بدحواسی مین اس زور و طاقت سے تلوار کا وار غرماس کے سر پر کیا کہ اگر وہ وار پہاڑ پر پڑتا
تو اسکے دو حصے ہوجاتا غرماس مردود نے اُس وار کو بھی رد کیا اور خود تلوار کا وار طہماس کے سر پر
کیا وہ تلوار تا سینہ اُتر آئی اور طہماس اشہد ان لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ کہتا
ہوا زمین پر گرا پس مرغ روح نے اُس مرد مسلمان کی جانب باغ جنت پرواز کی اُسی وقت جانب بحر
سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی فوج کفار نے اُس گرد کے حال دریافت کرنے کا بھی انتظار نہ کیا قتل
بہادران بقیہ فوج اسلام پر یورش کی بے سردار فوج کا قیام کہاں بے تحاشا بھاگنے کا ارادہ
کیا فوج اسلام ہی کے ایک لشکری نے پکار کے کہا ای دلاورو کچھ تو دلاوری رکھتے ہو تو بے سر
ہونے کی حالت مین بھی دشمن کے حملے کو رد کرو بھاگنے سے کیا فائدہ ہر طرح ایک روز مرنا ہی اگر آج ہی
لڑکے مرجاؤگے تو کیا نقصان ہی یہ سُنکر مسلمانون کی رگ حمیت کو حرکت ہوئی سب نے فوج
کفار کی جانب رُخ کیا اور تلوارین علم کرکے دوڑے اس عرصہ مین اُس گرد تیرہ و تار کا ابر چاک
ہوا اور نورالدہر فوج کثیر لیکے آ پہونچا یہ بھی نہ پوچھا کہ طہماس کہان ہی بے تحاشا تلوار مارنا شروع کردیا
نورالدہر غرماس کے قریب پہونچ گیا اپنے مرکب سے ایک ٹکر ایسی دی کہ وہ مردود مع مرکب اوندھا
منہ زمین پر گرا نورالدہر نے اُسے گرفتار کرکے گٹھری کی طرح ایک جاے محفوظ مین رکھدیا اور پھر فوج
کفار مین در آیا نوبت باینجا رسید کہ فوج کفار نے تاب مقابلہ نہ لا کے فرار پر قرار لیا تھوڑی دور تک
نورالدہر نے تعاقب کیا بعدہ واپس آکے اُس مقام پر قیام کیا جہان غرماس گٹھری کی طرح بندھا رکھا تھا
بقیہ اہل لشکر طہماس کو بلایا طہماس کا حال پوچھا انھون نے کہا ای شہریار کیا عرض کرین کہ طہماس کو
باوجود مریض ہونے کے اس غرماس مردود نے کس بیرحمی سے ہلاک کیا ہی غرضکہ تمام حالات

مفصل بیان کیے نورالدہر کو بہت غصہ آیا اُسی وقت تلوار سے غرناس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سگان
بازاری کو بلا کے وہ ٹکڑے کھلا دیئے اہل لشکر نے کہا شہریار طہماس مرحوم نے اس خیال سے کہ عمرنا
قرابت قریبہ رکھتا ہی اُس مردود سے وصیت کی تھی کہ بعد ممات میری لاش کو بیت اللہ بھیجدینا چونکہ آپ
یہان تشریف لیے آئے ہین آپ کو اختیار ہی نورالدہر نے کہا ہکار اُس موذی سے وصیت کی وہ گیا لاش
کو کعبۃ اللہ پوہنچانا ہم انشاء اللہ ضرور طہماس کی لاش کعبۃ اللہ بھیجین گے شب کو بعد فراغ طعام سرداران
اپنے خیمہ مین طلب کیا اور مشورہ کیا کہ طہماس غرناس کے ہاتھ سے ہلاک ہوا حمزہ ثانی نے طہماس کو
ہمکو نورج کے لینے کے واسطے بھیجا تھا یہان رنگ دگرگون ہو گیا نہین معلوم ملکہ آذر چہرہ کو نورج
بدبخت نے کہان مقید کیا ہی فرعون ملعون رہا ہو چکا یہان اگر توقف کیا جاتا ہی نہین معلوم کیا صورت
پیش آئے مزید بران طہماس کی لاش کو کعبۃ اللہ بھیجنا ہی اس صورت مین تم لوگونکی کیا رائے ہی سبنے
بالاتفاق کہا شہریار ہمارے نزدیک تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہی کہ طہماس کی لاش کو حمزہ والاقدر کی خدمت
مین لے چلو وہان پہونچ کے جو کچھ حمزہ ثانی حکم دین اُسکی تعمیل کیجاوے نورالدہر نے بعد تامل بسیار
کہا ہان میرے نزدیک بھی یہی مناسب ہی چنانچہ دوسرے روز طہماس کی لاش کو لیکے لشکر اسلام کیجانب
کوچ کیا یہان حمزہ ثانی منتظر تھے کہ عنقریب نورج بدرگ گرفتہ وبستہ آتا ہوگا یکایک خبر پہونچی کہ
نورالدہر مع لاش طہماس کے آتے ہین حمزہ ثانی گھبرا کے بارگاہ سلیمان سے باہر آئے عمر ثانی کو بھیجا
کہ دیکھو تو صحیح کیا خبر ہی عمر ثانی روانہ ہوئے نورالدہر کے لشکر مین پہونچے نورالدہر سے ملاقات ہوئی حال
پوچھا نورالدہر نے کہا اے عمر ثانی کیا پوچھتے ہو خلاصہ یہ ہی کہ دیکھو یہ لاش طہماس کی ساتھ ہے
باقی حال حمزہ والاقدر کے روبرو بیان کرونگا سُن لینا نورالدہر اور عمر ثانی وہان سے ساتھ روانہ ہوئے
لشکر اسلام مین پہونچے نورالدہر مع لاش طہماس بارگاہ حمزہ مین داخل ہوئے جون ہی حمزہ ثانی
کی نظر طہماس کی لاش پر پڑی آنکھون پر رومال رکھکے اسقدر روئے کہ رومال آنسوؤن سے تر ہو گیا
تمام دربار مین شور گریہ و بکا تھا نورالدہر نے کہا اے عالی منزلت مجکو پیشتر ہی معلوم ہو گیا تھا کہ طہماس
اب زندہ نہین بچین گے مگر مین نے بنا بر مصلحت سکوت اختیار کیا اور مجبور کیا موقوف ہی تمام سرداران
لشکر کو معلوم تھا خود طہماس نے اپنی زندگی سے ناامید ہونے کی اطلاع دی تھی وجہ یہ تھی کہ طہماس
نے خواب پریشان دیکھا تھا کہ خون کے دریا مین غوطے کھا رہا ہون اور ہزارہا جانوران دریا ہر چہار جانب
گھیرے ہوئے ہین اور منتظر ہی کہ طہماس ڈوبے جاے تو لپیٹ جائین حمزہ ثانی نے کہا یارو تمنے مجھے
اس خواب کو نہ بیان کیا ہرگز طہماس کو ارمنیو حصار کی جانب نہ بھیجتا نورالدہر نے کہا بالفرض
طہماس ارمنیو حصار کی جانب نہین بھیجا جاتا تو کیا ہوتا جو وقت موت کا مقرر ہی وہ کسی طرح نہین ٹل
سکتا اب طہماس کی ہلاکت کا سبب غرناس ملعون ہوا اُس حالت مین کوئی اور سبب ہلاکت
کا ہوتا اور ظاہر ہی کہ شدت تپ مین مبتلا ہو گئے تھے وہ تپ ہی سبب ہلاکت ہوتی اذا جاء اجلہم
لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون اہل لشکر طہماس کا بیان ہی کہ جس روز غرناس سے مقابلہ کیا ہی
اُس روز شدت تپ سے حال بہت متغیر تھا مرکب پر قیام کی طاقت نہ تھی ہاتھ مین تلوار نہ سنبھل
سکتی تھی اُسی حالت مین غرناس کو کچھ وصیت بھی کی تھی بعدہ غرناس کے ہاتھ سے شہادت پائی

حمزۂ ثانی نے پوچھا کیا وصیت کی تھی نور الدہر نے کہا وصیت یہ کی تھی کہ میری لاش کعبۃ اللہ پہونچا
دینا حمزۂ ثانی نے کہا وہ موذی اس وصیت پر ہرگز عمل نہ کرتا افسوس ہی اے نور الدہر تم بہت دیر
مین پونچے ورنہ طہماس حالت تپ مین مقابلہ کر کے اپنی جان نہ دیتے نور الدہر نے کہا اے شہریار
مجکو اسقدر تاخیر ہوئی کہ طہماس اُسی وقت زخمی ہو کے مرکب سے زمین پر گرے کہ مین پونچا رمقِ
جان باقی تھی مین عزناس سے مقابل ہوا اُسکو قتل کر کے اور فوج کفار کو بھگا کے طہماس کی
طرف آیا یہان طہماس کو بالکل بیجان پایا حمزۂ ثانی عمر کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا اے مہتر طہماس
دلاور کی بھی لاش کو کعبۃ اللہ لے جاؤ اور دفن کرآؤ عمر ثانی نے دست بستہ کہا بہت اچھا
اسباب سفر تیار ہوا صندوق چوبین مین طہماس کی لاش رکھی گئی عمر ثانی نے وہان سے کوچ
کیا بعد چند روز کے کعبۃ اللہ پونچے حمزہ صاحبقران والا شان کو خبر ہوئی بہت گھبرائے کہا اے
خواجہ عمر یہ کیا معاملہ ہی ابھی مہتر قران کی لاش کو آئے ہوئے عرصہ نہین گذرا اور اب طہماس دلاور
کی لاش آئی ہی کیا مشیت باری تعالےٰ مین یہ بھی گذرا ہی کہ تمام لشکر اسلام کفار کے ہاتھ سے درجہ
شہادت پر فائز ہو جائے خواجہ عمر نے عرض کی شہریار مجکو بھی سخت تردد ہی عمر ثانی لاش کے
ہمراہ ہی اُس سے حقیقت حال دریافت ہو جاوے گی یہان تک کہ وہ لاش دولتکدۂ کعبۃ اللہ مین پہونچی
حمزہ صاحبقران کی ملازمت حاصل کی حمزہ صاحبقران کو بیشتر خبر ہو چکی تھی عمر ثانی کو
دیکھ کے آنکھون پر رومال رکھ لیا خوب روئے خواجہ عمر بھی اُنکے ساتھ روئے اسکے بعد عمر ثانی
سے حال پوچھا عمر ثانی نے کہا شہریار یون تو جسکی موت آتی ہی وہ ایک نہ ایک بہانہ سے ہلاک
ہوتا ہی لیکن طہماس دلاور کا عجیب و غریب واقعہ گذرا ہی کہکے از اول تا آخر تمام حال بیان کیا
اور کہا قابل افسوس یہ بات ہی کہ اثناے راہ مین اس شدت کا بخار آیا کہ حواس مختل ہو گئے
تھے اُسی حالت اختلال حواس مین عزناس ملعون کا مقابلہ کیا اور اثناے مقابلہ مین اُس سے یہ
وصیت کی کہ تو مجسے قرابت قریبہ رکھتا ہی مین تجھسے رعایت کا طالب نہین ہون مگر اسقدر
آرزومند ہون کہ جب ہلاک ہو جاؤن میری لاش کعبۃ اللہ بھیج دینا اسکے بعد عزناس نے طہماس
کے سر پر تلوار کا وار کیا وہ تلوار تا سینہ اُتر آئی مرکب سے لاش زمین پر گری تھی کہ نور الدہر پہونچے
اُنھون نے عزناس سے اُسکی سنگدلی کا معقول عوض لیا یعنی اُس مردود کو گرفتار کر کے اُسے
ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُن ٹکڑون کو سگان بازاری ہلاکے کھلا دیا حمزہ صاحبقران نے کہا خوب
کیا وہ مردود اسی قابل تھا بعد قبر تیار ہوئی حمزہ صاحبقران نے پوشش اپنا طہماس کو کفن
دیا اور گریان و نالان خود قبر مین اُتارا اگرچہ قبر کے ایک کہرام تھا ہر شخص کا دل صرف اس خیال سے
آب ہوا جاتا تھا کہ طہماس نے حالت تپ محرقہ مین باوجود اختلال حواس کے عزناس سے مقابلہ
کر کے جان دی اور ہنگام ہلاکت یہ تمنا ظاہر کی کہ کاش مین اپنی دفعہ آخر چہرہ کے دیدار سے
بہرہ یاب ہو گیا ہوتا آخر وہ بھی میرے دیدار کی آرزومند ہو گی جو یکایک کفار کی قید مین مبتلا
ہو گئی الغرض حمزہ صاحبقران نے گریان و نالان طہماس کو بھی حوالۂ کعبۃ اللہ مین دفن کیا فاتحہ

حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے عمرو دو چار روز یہان توقف کرو پھر چلے جانا عمرو ثانی نے دست بستہ عرض کی غلام تابع فرمان ہے لیکن غلام کا قیام یہان خاص اس سبب سے غیر ممکن ہے سبب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی فرعون کا قصہ درپیش ہے وہ ملعون لشکر اسلام سے رہا ہو کے سنا ہے کہ کوہ بلور کی جانب بھاگ گیا ہے وہان سے دیکھیے کیا فساد پیدا کرتا ہے اس طرف تورج بدرگ بھی ملکہ آذر چہرہ کو گرفتار کیے ہوئے ہے اور اسکی جان و آبرو کا دشمن ہے حمزہ صاحبقران ثانی بہت متردد ہین حمزہ صاحبقران والاشان نے فرمایا خیر عالم مجبوری ہے جاؤ میری طرف سے حمزہ ثانی کو بہت دعا کہنا اور کہنا اے فرزند گھبرانا نہین خداوند قادر و توانا کو ہر وقت حامی و مددگار سمجھنا عمل خیر کیا کرنا ہمیشہ کو سرو قد رکھنا چند روزہ حیات مستعار کا اعتبار نہ کرنا نیکی سے باز نہ آنا لذات دنیا کو ہیچ و پوچ سمجھنا صاحبقران نے انتقال کیا سخت صدمہ ہوا اب یہ دوسرا صدمہ ملکہ کا حق کی ہوا سبب کوئی راہ الگ روز درپیش ہو گی جو گذر گیا کوئی گریہ و زاری کر سکیگا تو کیا ہوگا مالا کی مافات مشکل ہے آیندہ کی خبرگیری مقدم ہے دنیا کے کام معطل نہین رہ سکتے ہو اس فنا میں پر ہیزگار رہنا حمزہ والا قدر نے عمرو ثانی کو رخصت کیا خواجہ عمرو نے بھی خدا حافظ کہکے رخصت کیا عمرو ثانی وہان سے روانہ ہو کے دو منزل راہ طے کرتے تھے نہایت عجلت تھی اس خیال سے کہ نہین معلوم لشکر اسلام مین کیا واقعہ درپیش ہوا ہو تھے کہ چند روز کے بعد لشکر اسلام مین پہونچے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا حمزہ ثانی نہایت مغموم و محزون ہین خیر و عافیت پوچھی عمرو ثانی نے کہا الحمد للہ جو کچھ حمزہ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا

حمزہ ثانی کو طہماس کے غم و ملال مین اور ملکہ آذر چہرہ کو تورج بدرگ کی قید شدید مین مبتلا رکھا جاتا ہے اور اب فرعون ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے جو حمزہ ثانی کی قید سے رہا ہو کے کوہ بلور کیجانب بھاگا ہے

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوا سر بازار کیون ہو ✢ خلش کیون ہو تپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو ✢ مزا آتا نہین ظلم و ستم کے ہمکو رنج و راحت مین ✢ خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الہی ناگہان کیون ہو ✢ یہ مصرع لکھ دو ظالم نے میری لوح تربت پر ✢ جو ہو فرقت کی بیتابی تو یون خواب گران کیون ہو ✢ ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے ✢ یہی سب بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو ✢ غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا ✢ یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو ✢ بہشت نکلین گے روز حشر تیرے جو رنج فراوان ✢ ستم کا حوصلہ دنیا مین حرف امتحان کیون ہو ✢ انھین کو بخشش بیجا ہے لیکن ہے تو مجھسے ہو ✢ محبت گر نہ ہو باہم شکایت درمیان کیون ہو ✢ گئے تھے بگڑ کے ہمکو اور پھر کہنے لگے یہ بھی ✢ قضیب دشمنان تو پامال آسمان کیون ہو ✢ نہی ناکید ہو ضبط محبت کی وہ کہتے ہین ✢ جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو ✢ شرک دور مے بزم عدو مین خاک ہوتے ہم ✢ کسی نے رات بھی اتنا نہ پوچھا تم یہان کیون ہو ✢ تحمل کر سکے کیا حسن نازک آن ننگا ہو سکا ✢ ایسے مین نے چھپایا ہو وہ نہان کیون ہو ✢ خدا شاہد ہے خدا شاہد ہے کیون کہتے ہو وعدون پر ✢ خدا کو کیا غرض میرے تمھارے

تہمتنان گرد افگن و دلاوران قلب لشکر شکن نامورانِ صاحب نشان شیرانِ جبل توان اس داستان ندرت بیان
کو یون حوالہ بیان کرتے ہین کہ جبہہ فلک آستان ثریا مکان۔ زیب اریکۂ شاہی رونق و سادۂ ظل الہی
حاجت روائے مراد مندان رحم فرمائے حال زار مستمندان صاحب بارگاہ گردون پناہ کنندۂ بیخ کفر
و کافری برہمزن ہنگامۂ سحر و ساحری بانی مبانی جہانبانی حمزہ صاحبقران ثانی کے لشکر ظفر پیکر سے
شیطین بن شیاطین کی شیطنت سے فرعون ثانی بھاگا اثنائے راہ مین تنگ گرد نمایان ہوا ڈرا کہ ایسا
نہو کہ لشکر اسلام سے کوئی عیار میری تلاش مین آتا ہو مگر پھر سوچا کہ حال تو دریافت کرنا ضرور ہے شاید
ہمارے رفیقون مین ہو لشکر اسلام کا یہ رخ نہین ہے تنۂ درخت مین پوشیدہ ہو گیا تا اینکہ وہ گرد چاک ہوا
دیکھا ہیران دیوکش چند پہلوانان قوی ہیکل سے اسطرف چلا آتا ہے بہت خوش ہوا اُس درخت
سے آگے بڑھا جونہین ہیران دیوکش کی نظر فرعون ثانی پر پڑی پانون پر سر رکھدیا کہا اے خداوند
صاحب قدرت و جلال قہار و مسجود اس طرف کیونکر ہوا جاہ و حشم اپنا کہان چھوڑا ازبسکہ طالع ہے کہ اس
طرف آنے کا اتفاق ہو گیا اے خداوند مجھکو یقین ہے کہ کسی مظلوم کی فریاد رسی کو جاتا ہے فرعون نے کہا اے
ہیران کیسا جاہ و حشم اور کہان کی فریاد رسی غضب ہو گیا تھا سخت کا سامنا تھا مین خدا پرستون کی
قید مین مبتلا ہو گیا تھا نہ مین شیطین بن شیاطین کو ایسی قابلیت کرامت کرتا نہ وہ لعین عیار ہی
خداپرستون کی قید ظلم سے رہا کراتا وہ سب جو مین تجھ تک آسکے دیکھا سمجھا کہ خداپرستون کا کوئی عیار اس طرف
گرفتاری کو آتا ہے یا کسی تو میرا بندہ خاص مجھ تک پہنچا ہیران دیوکش نے کہا اے خداوند خداپرستون نے
بہت سر اٹھایا ہے تو کیون نہین ان سب کو نیست و نابود کر دیتا کہ ہمیشہ کے واسطے یہ قصہ رفع دفع
ہو جائے فرعون نے کہا اے ہیران دیوکش مین بیشتر اس بات کا سبکے سامنے ذکر کر چکا ہون کہ جب مین
نے دنیا کو پیدا کیا پہلے ہی یہ تمام امور میری مشیت مین گذر چکے اب اسکی تردید غیر ممکن ہے ہان تمام
دنیا کو نیست و نابود کر کے از سر نو انتظام کرون تو ممکن ہے ہیران دیوکش نے کہا پہلے ہی سے ایسا کیون
انتظام نہ کیا کہ خداوند کو کسی طرح کا گزند نہ پہونچتا اسنے کہا یہ ممکن تھا لیکن وجہ اسکی یہ ہے کہ میری خداوندی کا
مین موجودات عالم کا بھی تعلق ہے اور موجودات عالم مین حوادث و انقلابات کا دخل لازمی ہے پھر مین
کس طرح محفوظ رہ سکتا ہون ہان یہ اس صورت مین ممکن تھا کہ مرکبات عنصری کا مجھ مین دخل
نہوتا محض جوہر مجرد رہتا پھر تم مجکو کس طرح دیکھ سکتے اور کیونکر مجھ تک پہونچتے وہی اغراض تم سے
کرتے جو خداوند نادیدہ کی نسبت کرتے ہو ہیران نے کہا اے خداوند تیری مشیت کو تو ہی جانے
ہم کیا سمجھ سکتے ہین اچھا اب میرے کلبۂ خانہ کو اپنے قدوم سے رونق بخش فرعون نے قبول کیا
ہیران کے ہمراہ روانہ ہوا ہیران اپنے مکان پر پہنچا فرعون کو ایک مکان پر تکلف مین مقیم کیا
دربار عالی شان درست کیا ایک تخت طلائی پر فرعون کو بٹھایا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ خداوند فرعون
کا نزول ہیران دیوکش کے یہان ہوا ہے جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر دربار مین آکے فرعون کے روبرو سجدہ
کیا دست بستہ نظر بر پشت پا دوختہ اس طرح ثنا و دعا سے خداوندی ادا کی اے خداوند تو عالم کون کا اور رزق کا
مالک ہے تو سب اچھی چیزونکا دینے والا ہے تو نے آسمان کو معلق بنایا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت

انکے ہاتھون سے اپنا سر گنجہ کیا آخر کو یہان قدم رنجہ کیا تیری مشیت مین کیسا کیا دخل ہوا سیشہ نام کی [illegible]
ہمارے دلون مین پیوند کر ہم مین اپنی پرستش بڑھا سارے نیکیون کی ہمین ترغیب کر اور اپنی بڑی رحمت
اپنی زد پر ہمین قائم رکھ تجکو اپنے جلال کا واسطہ تجکو اپنے کمال کا واسطہ آمین کوئی فرعون کے واسطے [illegible]
آتا ہی کوئی پر تکلف لباس لئے آتا ہی کوئی اشرفیان نذر دکھاتا ہی کوئی اچھا [illegible] سے بیٹا مانگتا [illegible]
سا ہی کوئی بی بی مانگ رہا ہی غرضکہ ایک اژدہام عام ہی کوئی [illegible] مکو اچھلتا ہی [illegible] جلاتی [illegible]
مین آگ روشن ہی کوئی اگر سلگاتا ہی اور عود جلاتا ہی تمام مکان [illegible] دھوان ہوا ہی فرعون کہا [illegible]
اپنی جگہ بیٹھا ہی ہر ایک کی صورت دیکھتا [illegible] سے کچھ نہین بولتا ہیران دلوکش پاس [illegible]
ہی ہر روز علی الصباح دربار مین فرعون بیٹھتا ہی [illegible] کو دربار ہر جا [illegible]
گزرنے کے بعد ایک روز ہیران دلوکش نے کہا ای خداوند یہان سے قریب [illegible]
بادشاہ وفرمانروا تیرے بندگان خاص مین ایک بندہ بہرام تہمتن نام ہی [illegible]
ہیرکران ہی اگر تیری مرضی ہو تو مین جا کر ان تیری آمد کی خبر کرون انکو تیرے آنے کی خبر نہین ہی [illegible]
دشمنون سے ضرور وہ عوض لیتا اور اب بھی اگر وہ آمادہ ہو جائیگا تو کوئی [illegible] زندہ نہین رہیگا فرعون
تہمتن کا نام سنکے بہت خوش ہوا کہا ای ہیران دلوکش بندہ مقرب ہمارے تو نزد بہرام [illegible]
اور میرے یہان وارد ہونے کی خبر کر ہیران دلوکش نے اپنے ملازمون سے تاکید کی [illegible]
یہان وارد ہی مین کوہ بلور پر جاتا ہون بہرام تہمتن کو خداوند کے ورود کی خبر کرونگا تم سب خداوند کی
[illegible] کرنا کسی بات کی شکایت نہو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا یہ کہا اور ان کوہ بلور کیجانب روانہ
ہوا طی منازل کوہ بلور پر پہونچا دریافت کیا کہ بہرام تہمتن کہان ہی معلوم ہوا کہ دربار مین ہی یہ [illegible]
دربار مین پہونچا دیکھا دربار گرم ہی پانچ سو سردار امرا دو طرفہ کرسیون اور صندلیون
مین بہرام تہمتن تاج مکلل بجواہر سر پر رکھے تخت طاوسی پر بیٹھا ہی چوبدار خدمتگار عرض بیگی [illegible]
اپنے اپنے عہدہ سے ہوشیار ہین ہیران گیا سلام کیا بہرام تہمتن ہیران دلوکش کو دیکھ کے بہت
خوش ہو کہا ای ہیران تو بہت دن کے بعد آیا کہان تھا اور آج کس طرح یہان آنیکا اتفاق ہوا ہیران
نے کہا ای بادشاہ ایک خوشخبری لیکے آیا ہون وہ یہ ہی کہ زہے نصیب میرے اور تیرے کہ خداوند فرعون
نے میرے یہان قدم رنجہ فرما کے عزت بخشی تجکو اطلاع دینے آیا ہون اگر تجکو خداوند کی زیارت منظور ہی تو میرے
ساتھ میرے مکان پر چل زیارت خداوند سے مشرف ہو بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کہا ای ہیران
برین مژدہ گر جان فشانم رواست ۞ خداوند کی زیارت کے برسون سے امید تھی کیا وجہ ہوئی جو خداوند
تیرے یہان آکے مہمان ہوا اسنے کہا مسلمانون نے خداوند کو حیران کر رکھا ہی سنا ہی کہ خداوند کو قید کر
رکھا تھا شیطان بن شیطان نے لیکن عیاری اس قید وبند سے رہا کیا بہرام تہمتن نے کہا مسلمان بڑے
سرکش معلوم ہوتے ہین انکو خداوند نے نیست ونابود کیون نہ کر دیا ہیران نے کہا مین نے پیشتر
ہی خداوند سے یہ سوال کیا تھا خداوند نے جواب دیا کہ ازل سے جو کچھ مشیت مین گزر چکا ہی وہ ضرور ہوتا ہی بہرام
نے برہم ہوکے کہا لعنت ہی ایسی مشیت پر جس مین خداوند کو تکلیف پہنچے ہیران دلوکش نے کہا خاموش ایسے کلمات
خداوند کی شان مین ہرگز مناسب نہین ہین نہین معلوم خداوند اسکا غضب قہر نازل کرے یہ اختیارات خاص

مسلمانون ہی کو حاصل ہی کہ وہ خداوند کی شان مین ایسی ہی گستاخی کرین خداوند معاف کردیتا ہی بعد
اس گفت و شنید کے بہرام کہتن فرعون کے پاس چلنے کو مستعد ہوا اسکی ایک محبوبہ تھی دلبر نام اُس سے
رخصت ہونے کو گیا اُسنے کہا تو کہان جائیگا بہرام نے کہا خداوند کی زیارت کو جاؤنگا دلبر نے کہا خداوند کہان ہی
بہرام نے کہا بیران ویسہ کے یہان ہی دلبر نے کہا مین بھی چلونگی خداوند کی زیارت کرونگی بہرام نے
کہا مین خداوند کو یہین لے آونگا جس قدر منظور ہو زیارت کرلینا دلبر نے کہا تو مجکو نہین لیے جاتا ہی تو اسکے
آنے سے پہلے یہان جائیگا بہرام نے کہا کچھ دیوانی ہوگئی ہی وہان آنا کہان دلبر نے کہا پھر مجھے کیون
نہین لے جاتا مین تجکو تنہا ہرگز نہین جانے دونگی بہرام کہتن مجبور ہوا محل سے باہر آیا بیران سے کہا
تو جا اور خداوند کو ضرور یہان لے آ بیران وہان سے فرعون کے پاس آیا اور کہا ای خداوند چل بہرام
کہتن کے پاس مین نے تیرے ورود کی خبر دی وہ تیری زیارت کا بہت مشتاق ہی فرعون وہان
سے روانہ ہوا کوہ بلور پر پہونچا بہرام کہتن کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا فرعون کو سجدہ کیا کہا
ای خداوند مین تیری زیارت کا بہت مشتاق تھا بارے تیرے قدم آنے سے میری عزت افزائی ہوئی فرعون نے
کہا ای بہرام بندہ خاص ہماری مشیت مین یہی گذرا تھا کہ مین تیرے یہان آکے مہمان ہون بہرام
نے دعوت ملوکانہ کا بندوبست کیا ایک مکان عالی شان آراستہ کیا فرعون کے رہنے کو دیا دن کو
ضیافت وغیرہ کا اہتمام ہوا شب کو محفل عیش منعقد ہوئی رقاصان خوشرو و مطربان خوش گلو نے اپنے اپنے
کمال دکھلائے ایک نے ان بازاری نے کمال لطف یہ غزل گائی غزل کاروان بادبہاری کا روان ہوجائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہوجائیگا ٭ چاند سا چہرہ جو پردہ سے عیان ہوجائیگا ٭ چشم عاشق کا ہر اک پردہ
کتان ہوجائیگا ٭ رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا ٭ سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہوجائیگا ٭ جا
پائیگا چمن ای گل تیرے گلگشت سے ٭ ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہوجائیگا ٭ انقلاب دہر سے اُس
سے ملا دیگا مجھے ٭ پیر جیسے ہوجاونگا مین وہ جوان ہوجائیگا ٭ حرص سے زاہد یہ کہتا ہی جو گرجائینگے دانت
کیا کشادہ پھر ورق اپنا دہان ہوجائیگا ٭ بالے کے سولی مین تارے روئے تابان آفتاب ٭ تیرے آنے
سے ابھی بام آسمان ہوجائیگا ٭ تیرے ابرو کی کمان کو تیر سا سیدھا کیا ٭ پیش مژگان تیر خم مثل کمان ہوجائیگا
گر یونہین کبھی ساتھ ہو تو رفتہ رفتہ دیکھنا ٭ اُس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہوجائیگا ٭ مالک دسے زمین گر
تو مفرور ہی کیا ٭ ایکدن ہرگشتہ تجھسے آسمان ہوجائیگا ٭ کیا خبر مجکو جو وہ محبوب تیرانداز ہی ٭ ہر خدنگ اسنے
بدن مین استخوان ہوجائیگا ٭ یارب جو جان بلب کو بھیجیگا پیغام وصل ٭ دیکھنا پیغام سے معجز بیان ہوجائیگا
استعدہ ہی شمع رنگت روئے آتش ناک کی ٭ شعلۂ آتش تیرے آنکے دھوان ہوجائیگا ٭ آب جو مین کہا
ہی آج اُس گل کا جو عکس ٭ باغ مین ہر غنچۂ گل عطردان ہوجائیگا ٭ فکر کر مدقوق ناسخ جی نہین لگتا تیرا
کچھ تو مہینت کا کسی کی امتحان ہوجائیگا ٭ وہ مطربہ اس غزل کو اس لطف و خوبی سے گا رہی کہ تمام اہل محفل محو
ہوگئے عاشق مزاجون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرعون نے اُس مطربہ کو قریب بلایا اُسکا نام اور مقام
پوچھا اُسنے بیان کیا فرعون نے کہا جب سے مجھے بلا مین ملی آتا کچھ عذر کیا ہم مال دیتا سے مجھے غنی
کر دینگے ہا تو بہشت مین بھی تجھے عالی رتبہ بخشین گے اُسنے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند

خدا م تنبولیون کو بلا بھیجی تو سب کے کھل حاضر ہوئے فرعون نے کہا جس طرح تونے اس غزل کو گا یا ہے اسیطرح
کوئی اور غزل یاد ہو تو گاؤ اور اپنے خدا وند کو محظوظ کرو جو مانگے گی پاسنگی تیری ہر ایک مراد دلی بر آئیگی اس
مطرب نے انعام سے یہ غزل گائی ۔ غزل ۔ یہ نور ہر ے مہ جبین کا کہ ہو خجل چاند چودھوین کا ✤ جو حلقہ ہے زلف عنبرین کا
وہ ایک نافہ ہے مشک چین کا ✤ زبسکہ وصف دہان شیرین رہا ہے ورد زبان شیرین ✤ بدن مین جیب تک ہے جان شیرین
فزا ہین ہین ہے انگبین کا ✤ وہ چشم فتان ہے غیرت مل وہ زلف پیچان ہے رشک سنبل ✤ عذار ہین ہے شباہت
گل بدن مین عالم ہے یاسمین کا ✤ یہ جوش پر یان ہے اشک کا کم کہ سا تون دریا ہین قطرہ سے کم ✤ جسم کہ کہتے
ہین سب جہنم شرر ہے اک آہ آتشین کا ✤ زبسکہ ہے جوش داغ ہجران ہوا ہے سینہ باغ رضوان ✤ برائے گلگشت
باسے غلمان خیال پھرتا ہے اک حسین کا ✤ یہ ساعدون کا ہے اُسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم ✤ نیام تیغ قضا
مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا ✤ برا ہو بدبخت عاشقی کا نہ دین ہو برباد لوگ ہی کا ✤ تماہے عشق بتان کا ٹیکا
نشان سجدہ مرے جبین کا ✤ اگر ہو بہا یا ہے سمندر یقین ہے ہو خاک دم مین جل کر ✤ سنا جو ہو آفتاب محشر کہ ہے
داغ آتشین کا ✤ طمع ہے الزام ان دو ستان سے کہ اتنا فرمائین سب زبان سے ✤ کیا ہے ناسخ نے آسمان سے
بلند تر پایہ اس زمین کا ✤ اُس مطرب نے یہ غزل نہایت خوش اسلوبی سے اونچے سُرون سے
اس طرح گائی کہ دربار محو ہو گئے یہانتک کہ اس غزل کو سنکے فرعون پر عالم وجد طاری تہا ہر مرتبہ واہ واہ
واہ دم کرتا تہا بعد ختم غزل دو سو اشرفی اُسکو انعام مین دی آیندہ کے واسطے امیدوار کیا اس مطرب
نے وہ اشرفیان لیکے فرعون کی از سرتا پا بلائین لین اور پھر سجدہ کیا ✤

فرعون ملعون کو کوہ بلور پر بہرام بہمن کا مہمان اور عیش مین مصروف رکھا جاتا ہے اور کچھ بہرام کے کمال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

ہم صفیر اس باغ کی کیسی ہوا نا ساز ہے ✤ طائر رنگ چمن تک نا قابل پرواز ہے بسکہ سبزہ کی ہوئی ہے نمو بالا ئے چاہ
ہے بجا خط کا زنحدان پر اگر آغاز ہے ✤ ہین روانہ کوسے قاتل سے عدم کو قافلے بسملونکی ہچکیون مین زنگ کی آواز ہے
آسمان پر دل فرشتو نکے ہلاتے ہین آج ✤ یہ زمین پر پاؤن رکھنے کا نیا انداز ہے ✤ کچھ رقیبون کی عداوت سے نہین بیشت
سمجھے ✤ نالہ برق انداز ہے اور آہ تیر انداز ہے ✤ دم نکلتا ہے مرا ہر عاشق و معشوق پر ✤ گل مین تیرا رنگ بلبل مین تری
آواز ہے ✤ فصل گل ہین چار دن ایام تو بیشین مدام ✤ عمر بھر ای میکشو باب اجابت باز ہے ✤ ساتھ ہے داغ
جنون کے مرہم زنگار بھی ✤ یان ہے آغاز جنون وان سبزہ کا آغاز ہے ✤ جسکو آنکھون نے کبھی دیکھا نہ کانون
نے سنا ✤ ہے وہان تک اُسکا او راپنا راز ہے ✤ ابر ہی اُس ابر رحمت کی سواری کا غبار ✤ رعد بھی اسکے
جلو مین ایک برق انداز ہے ✤ چونک اٹھے خواب لحد سے سنکے سودا یہ غزل ✤ شاعری ہرگز نہین ناسخ فقط
اعجاز ہے ✤ سخن را ابتدا معنی ساز کردہ ✤ سخن را این چنین آغاز کردہ ✤ کہ جب طہماس اپنے پوتے غضنفر
کے ہاتھ سے قتل ہو چکا اور لاش طہماس کی کعبۃ اللہ مین لیجا کے عمرو ثانی نے دفن کی اور کعبۃ اللہ سے
واپس آ کے حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت مین حاضر ہو کے حمزہ ثانی نے خیر و عافیت حمزہ
صاحبقران کی پوچھی عمرو ثانی نے عرض کیا ای شہریار والا تبار سب طرح حمزہ والا قدر خیر و عافیت
سے ہین البتہ طہماس کی ہلاکت کا اُنکو بھی نہایت ملال ہوا اور جو تقریر حمزہ صاحبقران قدیم نے بیان

درست ہے لیکن طہماس کی اس حالت علالت میں ہلاک ہونے کا بہت افسوس ہوا اور نورالدہر کی
طرف متوجہ ہو کے کہا اے دلاور دوران تم نے عرماس کو ہلاک کیا لیکن نورج مردود کو رہا کر دیا اُس ہی کی
فساد کو بھی ہلاک کرنا تھا یہ تمام فساد اُسی بدذات کا ہے نورالدہر نے عرض کی خداوند نعمت میں نورج
کو بھی ضرور ہلاک کرتا مگر اُسوقت ہنگامہ میں نورج کہیں دکھائی نہ دیا یہان یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ فتح
پنجہ نمودار ہوا اور نورالدہر کو تمام حاضرین دربار کے روبرو سے اُٹھا لے گیا۔ تفصیل اس اجمال کی
یہ ہے کہ جب عرماس کو نورالدہر نے ہلاک کیا تھا نورج اُس ہنگامہ میں مع آذرچہرہ شعبدہ گر کے
موجود تھا وہ اُسوقت یہ سوچا کہ عرماس کو نورالدہر نے ہلاک کیا ہے تو فوج کا رنگ بدلا ہوا ہے اگر میں
اس وقت نورالدہر سے مقابلہ کرونگا تو مارا جاؤنگا آذرچہرہ میری محبوبہ بھی قید ہو جائیگی خدا پرست
آذرچہرہ کی رہائی ممکن نہیں معلوم کیا صورت پیش آئے پس اس وقت فوج کے ساتھ گریز
ہی مناسب ہے اگر یہ امر بزدلی پر محمول ہو باشد مجبوری تو سمجھے نہ ہوسکے گی چنانچہ نورج فوج کے ساتھ آذرچہرہ
کو لے کے خود بھی بھاگا از بسکہ نہایت جری اور تیز طبیعت تھا ہر شہر ہر مقام میں ٹھہر جاتا تھا اور کچھ دور
پھر بھاگتا تھا آخر ایک مقام پر ٹھہر گیا یہ وقت وہ ہے کہ نورالدہر نے تا تب فوج سے قطع نظر
کی اور طہماس کی لاش کے پاس واپس آئے نورج نے بہمن ستارہ شناس کو جو اسکے ہمراہ تھا قریب
اپنے بلایا اور کہا اے بہمن اگرچہ میں نورالدہر کے روبرو سے بھاگا ہوں لیکن اس گریز کا سبب
فقط یہ ہے کہ آذرچہرہ میری محبوبہ آرام جان ہے لیکن گریز کی ذلت کو ہرگز میرا دل گوارا نہیں کرتا دل چاہتا
ہے کہ نورالدہر سے مقابلہ کرکے جس طرح نورالدہر نے طہماس کا عوض عرماس سے لیا ہے
میں بھی عرماس کا عوض نورالدہر سے لوں تو اُسوقت آذر دوسرے علم نجوم سے طالع دیکھ کر تو نورالدہر
کے مقابلہ میں کیسے رہیں بہمن ستارہ شناس منجم۔ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا نجوم کے
قواعد جاری کئے قرعہ پھینکا حساب لگا کے کہا اے نورج اصل تو یہ ہے کہ بہتر ہوگا کہ تو نورالدہر
کے مقابلہ کو نہیں گیا ورنہ واقعی تو زندہ واپس نہ آتا نورج نے کہا اے بہمن کیا ہمیشہ میں نورالدہر
سے مقابلہ میں کمزور رہونگا اُسنے کہا ہمیشہ کا ذکر نہیں ہے صرف آج کل کا زمانہ مضر ہے نورج
نے کہا خوب ہوا کہ میں نورالدہر سے مقابل نہوا ورنہ میں ہلاک ہو جاتا اور ملکہ آذرچہرہ مسلمانوں
کے قبضہ میں آجاتی اس مرتبہ ملکہ آذرچہرہ کو ہمراہ لیکے پیشتر سے زیادہ بے تحاشا بھاگا ہر مرتبہ اُسکو
خیال آتا تھا کہ ایسا نہو نورالدہر تعاقب کرتا ہوا مجھ تک پہونچ جاوے مع بقیہ فوج بھاگتا ہوا قریب قلعہ آہنی
کے پہونچا فولاد آہن کلاہ اُس قلعہ کا حاکم تھا اُسکو پیشتر خبر پہونچ چکی تھی کہ فرعون مسلمانوں کی قید
سے رہا ہو کے قلعہ بلور کی طرف گیا ہے وہ دو لاکھ سوار کی جمعیت لیکے فرعون ثانی کی مدد کیواسطے چلا تھا مگر
فوج فولادی قلعہ آہن تا سے باہر نہیں آئی تھی عنقریب برآمد ہونے والی تھی کہ نورج بدبرگ ملکہ آذرچہرہ
لیے ہوئے قلعہ کے قریب پہونچا فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کو خبر پہونچی کہ نورج بھاگ کے اسطرف آیا ہے اور عنقریب
قلعہ میں داخل ہوا چاہتا ہے فولاد قلعہ کے باہر آیا دیکھا واقعی نورج چلا آتا ہے دوڑ کے نورج کے گلے لپٹ گیا
اور کہا اے پہلوان جہان دلاور دوران کیا ایسی مصیبت نازل ہوئی جو اس طرح بدحواس چلے آتے ہو خیر تو
ہے نورج نے کہا خیر تو کیا پوچھتا ہے تھوڑی دیر دم لیلوں تو مصیبت کا حال بیان کروں کیا تو نے خداوند فرعون وغیرہ کا حال

نہین سنا ہی اُسنے کہا ہان یہ خبر مین نے بتحقیق سنی ہی کہ خدا پرستون نے خداوند کو گرفتار کر لیا تھا لیکن آج
خداوند کو سنا ہی کہ خدا پرستون کی قید سے بمدد شیطین بن شیاطین رہا ہوگیا اور خداوند کوہ بلور کی طرف
گیا ہی چنانچہ مین بھی خداوند کی مدد کے واسطے مع فوج چلا تھا کہ تمہارے اس طرف ورود کی خبر سنی ٹھہر
گیا کہ تمسے ملاقات کر کے کچھ حالات دریافت کرون اور مشورہ لون کہ اب ایسے حالات مین کہ خداوند
فرعون خدا پرستون کی قید سے رہا ہوگیا کیا کرنا چاہیے اور کس طرح خدا پرستون سے اُنکی سرکشی کا عوض
لینا چاہیے نورنج نے کہا میری راے یہ ہی کہ فی الحال خداوند کے حال کی خبر لینا مناسب بیکار ہی کیونکہ جب وہ
قید و بند سے رہا ہو کے کوہ بلور پر پہونچ گیا ہی ضرور حاکم کوہ بلور یعنے بہرام پھلکن خداوند کی خاطر داری
اور مدارا کریگا اور بعزت پیش آئیگا البتہ مقدم کام یہ ہی کہ نورالدہر وغیرہ سے سمجھا جاے کہ اُسنے شمراس قوی
ہلاک کر کے اُسکے پارچہ بدن سگان بازاری کو کھلوا دیے اس سے زیادہ بیعزتی خداوند کی پرستش کرنے
والون کی کیا ہوگی فولاد آہن کلاہ نے کہا ای پہلوان زمان مین موجود ہون اور میرا تمام لشکر موجود ہی
جس طرح چاہو خدا پرستون سے سمجھ لو ہر روز ایک نہ ایک فتنہ مسلمانون کا ساعت بساعت گذرتا ہی سنتے
سنتے عاجز ہو گیا ہون جہانتک جلد ممکن ہو خدا پرستون کا فیصلہ کرنا چاہیے نورنج نے کہا بھائی بھلا
فوج و لشکر سے کام لینے کی ضرورت نہین ہی فولاد آہن کلاہ نے کہا کیا خوب فوج و لشکر سے
کام لینے کی ضرورت نہین ہی تو پھر کس شی کی ضرورت ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو مسلمانون کی کچھ وقعت
و حقیقت نہین سمجھتا ہی مگر مسلمان وہ بلاے بیدرمان ہین کہ فرعون ایسے خداوند کو گرفتار کر لیا
باوجود قدرت و جلال کے آج تک خداوند کے بنائے ہوئے شہر طلسم ایسی عمارت کو منہدم کر دیا جن پر کسی
قسم کا سحر و شعبدہ مطلق اثر نہین کرتا ہی ہر وقت انسان کو چاہیے کہ ہر ایک کام کا اُسکا انجام سمجھ کے شروع
کرے نورنج نے کہا ای فولاد آہن کلاہ یہ سب کچھ تیرا خیال صحیح ہی اور مین تجھسے زیادہ اس بات کو
سمجھتا ہون مگر میرے پاس فی الحال ایسی شی ہی کہ جسکے مقابلہ مین سحر و افسون ہیچ ہی سحر و افسون کا
اثر مسلمانون پر ہوگا لیکن وہ شی ایسی نہین ہی جسکے اثر کو مسلمان کسی ترکیب سے زائل کر دین چونکہ
فی الحال مجھکو صرف نورالدہر سے سمجھنا ہی کہ اُسنے شمراس کو ہلاک کیا ہی پس پہلے اُسے گرفتار بلا کرونگا
بعدہ تمام خدا پرستون سے بخوبی خاطر خواہ سمجھ لونگا یہ کہکے وہ انگوٹھی جو شیطین بن شیاطین نے بہار فرعون
کے ذریعہ سے پائی تھی جیب سے نکالی فولاد آہن کلاہ کو دکھائی اُسنے کہا یہ کیا شی ہی اور اس کا کیا فائدہ
ہی جسکے ذریعہ سے مسلمانون مین سے کسی کو گرفتار بلا کریگا میرے نزدیک تو بالکل عبث ہی البتہ فوج
و لشکر سے کچھ کام نکلتا ہے تو نکلے نورنج بدرگ نے کہا ای فولاد آہن کلاہ دیکھ ابھی اس انگوٹھی
کی صفت ظاہر ہوئی جاتی ہی یہ کہکے ایک گوشہ مین علیحدہ چلا گیا اور اس انگوٹھی کے ذریعہ سے دیون
کو جمع کیا اُن سب نے دست بستہ کہا کیا حکم ہی ہم تابع فرمان حاضر ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین نورنج
نے کہا ای فولاد آہن کلاہ دیکھ یہ سب دیو اس انگشتری کے تابع ہین جسکے پاس یہ انگوٹھی ہوگی
یہ دیو اُسکے مطیع فرمان ہونگے فولاد آہن کلاہ نے کہا بہتر کیا ہی ان دیون کے ذریعہ سے نورالدہر
کو بلانا چاہیے فوج و لشکر کی کیا ضرورت ہی نورنج بدرگ نے کہا ای دیوانو لشکر اسلام مین جا کے نورالدہر
کو اُٹھا لاؤ وہ دیو فوراً اُڑکے روانہ ہوے دربار حمزہ صاحبقران ثانی مین پہونچے اور نورالدہر کو حاضرین دربار کے سامنے

سے اُٹھا لے گئے نورج کے پاس لائے کہا یہ خداپرست حاضر ہی فولاد آہن کلاہ کو حیرت ہوگئی کہ یہ
واقعہ ہی جب یہ قابلیت ان دیودن مین ہی تو آپ نے کیا موقوف ہی باری باری تمام مسلمان بلا کے قتل کیے جا سکتے ہین نورج
نے کہا بیشک اور مسلمانون پر کیا موقوف ہی جسکو منظور ہو ان دیودن کے ذریعہ سے بلا سکتے ہین سو آنجا کہ عیان
است چہ حاجت بہ بیان ۞ بعد ازان نورج بدرگ نے حکم دیا کہ اس خداپرست کو خوب مستحکم بستہ کرلو اور سامنے
ر ادبیر و حاضر کرد فوراً گرفتہ دلبستہ کرکے نور الدہر نورج بدرگ کے سامنے حاضر کیے گئے نورج بدرگ نے کہا ای خداپرست
تو نے غضب کیا کہ غمر ایاس ایسے ذی عزت بندہ خداوند کو تو نے ہلاک کیا تو نہین جانتا تھا کہ غمر ایاس کے
خون کا عوض کس سختی سے لیا جائیگا اب بتا تو کیا کر سکتا ہی یقین سمجھ غمر ایاس کو ہلاک کرکے تو نے مجکو ایسا صدمہ
سخت دیا ہی کہ مدت العمر نہ بھولونگا اور غمر ایاس کی ہلاکت کے عوض مین تمام فوج اسلام کا استیصال
کر دونگا سرداران لشکر مین سے بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای نور الدہر تو نے خداوند کی قدرت و جلال کو
دیکھا تجھے کچھ یاد ہی کہ جب مین تیرے یہان گرفتار تھا کیسی کیسی سختیان کین تھین حتے کہ مجبوری مجھکو
مسلمان ہونا لازم آیا خداوند کا فضل شامل حال ہوگیا جو مین اس قید و بند سے رہا ہوا ورنہ اس قید سخت سے
زندہ رہا ہونا محال تھا نور الدہر نے برہم ہوکے کہا ای نورج تو ہمیشہ کا مکار و بدکار رہی عالم غفلت مین
ہمکو گرفتار کیا اور پھر بیہودہ بکتا ہی اگرچہ مین اس وقت تیری قید مین مبتلا ہون لیکن تو یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ مین بخوف
جان تجھسے منت و سماجت پیش آؤنگا قسم ہی اس خدا سے واحد و لاشریک کی جسکے قبضہ قدرت مین
میری اور تیری روح ہی دنیا کو ہیچ سمجھتا ہون اگر ہلاک ہو جاؤنگا یا پوش سے ہر طرح ایک روز مرنا ہی کل
نہین آج ہی سہی نورج کو بھی غصہ آگیا کہا ای نور الدہر تم اسوقت بھی اپنی سرکشی سے باز نہین آتے نہین جانتے
کہ اس وقت بالکلیہ میرے اختیار مین ہو جس طرح چاہون ہلاک کرون کوئی پرسان حال نہین یہ
کہکے حکم دیا کہ ملکہ آذر چہرہ میری محبوبہ آرام جان کو بھی اسی طرح بستہ میرے روبرو لاؤ چنانچہ ملکہ بھی
اسی طرح آہنی زنجیرون مین جکڑی ہوئی حاضر ہوئی نورج نے کہا او بیحیا دیکھ اب بھی خیریت ہی اگر چند روز اور
دنیا مین زندہ رہنا چاہتی ہی تو آفتاب پرستی قبول کر ورنہ اب سخت تجھے بھی ہلاک کرونگا اسنے کہا ای نورج
یہ کیا بکتا ہی ہوش مین آ اور اس وریست کر تو نے میرے پدر مظلوم کو نہایت بیرحمی سے ہلاک کیا اسکے غم و الم مین
میرا زندہ رہنا نہین چاہتی اگر تو مجکو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو مین بھی خوش ہون مطلق مجکو
ملال نہین ہی نورج بدرگ نے کہا آخر تو مجکو کیون نہین قبول کرتی اسنے کہا مین تجکو کیا یا پوش سمجھتی
ہون جو مین تجکو قبول کرون نورج بدرگ نے کہا اگر تو مجکو کچھ نہین سمجھتی تو مین بھی تجکو کچھ نہین سمجھتا یہی نا کہ
سال دو سال تیری مفارقت مین بیقرار رہونگا بعد ازان دل بہلانے کی کوئی اور صورت پیدا کرونگا
اگر تو نہین تو اور کوئی معشوق سہی ۞ مجکو تو دل لگی سے غرض ہے یہ نہین سہی وہ ۞ نور الدہر نے کہا او بلبلا
تو کیا اس عورت ذات کو خواہ مخواہ مجبور کرتا ہی اگر مرد ہی تو کسی مرد سے مقابلہ کر اول تو اسکے پدر والا قدر
کو اس حالت علالت مین ہلاک کیا پھر پدران اس بیچاری کو اپنے سے رضامند ہونے کے واسطے مجبور کرتا

ان ہر سہ زن و مرد کو اس بحث و تکرار مین چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمہ دربار حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہی کہ جب نور الدہر کو بیچ دربار سے کھینچ ہوا لی اُٹھا لے گیا حمزہ ثانی بیشتر ہی مغموم و محزون

تھے اب اور بھی پریشان و بدحواس ہو گئے کہا یارو یہ کیا آفت ہے کہ ابھی مہتر قران اور طماس کا غم رفع
نہیں ہوا یہ تازہ مصیبت نازل ہو گئی کہ نورالدہر کو نتیجہ اٹھا لیگیا اسی انگوٹھی کا کرشمہ ہے جو تورج کے پاس
بھی دیوان مطیع انگشتری کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اٹھا منگاتا ہے اگر یہی حال ہے تو کوئی مسلمان زندہ
نہیں بچیگا سب کو تورج اٹھا منگائیگا اور ہلاک کریگا اس انگوٹھی کم بخت کو تو صاحب قران قدیم نے
نیست و نابود کردیا تھا یہ انگوٹھی نمایاں ہو گئی اور حمزہ ثانی کیجانب متوجہ ہو کے کہا اے مہتر قران عالم میں
اس وقت اس مقدمہ کو تمہیر محول کرتا ہوں کہ اگر نورالدہر کو تورج مردود کی قید سے رہا نہ کرلاؤ گے
اور اس انگوٹھی کا قصہ پاک نہ کرو گے میرے تمہارے درمیان میں مخالفت پیدا ہو جائیگی اے مہتر آخر پید
تمہاری بیار سے کس روز کے کام آئینگے کیا قیامت میں بخشواؤ گے جلد جاؤ اور دونوں کاموں کو
انجام دو عمر ثانی نے دست بستہ عرض کیا اے ای مبارک سپہ شہنشاہ بکلہ حاصل سکندر + اختران آسمان
از طلعت نیک اختری + غلام تابع فرمان جاتا ہے اقبال شاہی سے اگر بن پڑتا ہے تو کام بنا کے لاتا ہے یہ کہکے
یراق عیاری سے آراستہ ہوا اور تورج کے مقام قیام کی تلاش میں روانہ ہوا حمزہ ثانی نے جام کلہ
قبل دربار میں رکھا اور کہا اے بہادران صف شکن و اے دلاوران شیر افگن تم میں سے کون ایسا ہے
کہ تورج بدرگ کی قید سے نورالدہر والا قدر کو رہا کر لاسکے اور اس انگشتری منحوس کو اس
نابکار کے قبضہ سے لیکے ہم تک پہونچاسکے یہ تقریر حمزہ صاحب قران ثانی کے سنکے بدیع الملک
دلاور اٹھ کھڑا ہوا کہا شہریار یہ خدمت خادم کو مرحمت ہو میرے پدر معظم اس موذی کے ہاتھ میں
معلوم کن مصیبتوں میں مبتلا ہونگے انشاء اللہ الرحمن میں انکو رہا کرلاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ
ہے تم بھی جاؤ اور اپنے باپ کو موذیوں کے چنگل سے رہا کرلاؤ بدیع الملک نے تمام جام کلہ قبل
کے پاس گیا جام کو چکھا اور بکمال ادب حمزہ ثانی کو سلام کیا اور دربار سے باہر آیا ایک لاکھ
سواران جرار و آتشبار کی جمعیت ساتھ لیکے وہاں سے روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ اگرچہ
عمر ثانی اور بدیع الملک دونوں کو ابھی تک تورج بدرگ کے مقام قیام کا
پتہ نہیں معلوم ہے تاہم اثنائے راہ میں سراغ رسانی اور ریشہ دوانی کر ہر ایک شناخت کے
دریافت کرتے خبر اخیر چلے جاتے تھے واضح رہے کہ دربار حمزہ ثانی سے پیشتر روانہ ہوا ہے
اور بدیع الملک بعد اسکے

ان دونوں عیاروں اور شہزادہ کو راہ میں رواں رکھا جاتا ہے اور تورج و نورالدہر اور ملکہ آذر چہرہ کی باہم گفتگو کے نتیجہ کا حال حوالہ قلم عجائب رقم کیا جاتا ہے

بخیہ گلگون چمن گرداب دکھایا چاہیے + رشک سے مہندی کی ٹٹی کو جلایا چاہیے + ٹھوکر
آگ باد صبا خیالی سے لگایا چاہیے + پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے + باغ میں
اس گل کو جا کر نہانا چاہیے + گلیوں میں عندلیبوں کو اڑایا چاہیے + اشک کوئی
چشم میگون سے گرا کر نشہ میں + بادہ مئے کش کی تربت پر چڑھایا چاہیے + چہرہ جانان
ہے معصوم اور میں بیمار ہوں + وار کر اس پر سے اب پانی پلایا چاہیے + خیر سے نادانی کے
چڑھ آیا وہ ظالم بام پر + آسمان پر اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے + سبکا تنہا آیا

قصہ رکھتا ہے یہی * مثل فوارہ جہان مین سر اٹھایا چاہیے * داغ فرقت زیست بھر سوز
نہین بعد مرگ * ان بتون کو کفن توقع پر خدا یا چاہیے * یار کی بڑھتی نگہ بھی لطف سے خالی نہین * آب ہو اگر تلوار
اصیل اسکو دبایا چاہیے * بے طلب زینت نہین رنگینی بے ساختہ * پنجہ مرجان کو کیا مہندی لگایا
چاہیے * محفل عشرت مین ناسخ یاد آیا ہے غنی * شمع سان ہنسنے مین یارون کو رلایا چاہیے * راویان
اخبار عبرت نمون ناقلان آثار حیرت انگیز اس داستان طرفہ عنوان کو اس طرح حوالہ بیان کرتے
ہین کہ جب نورنج بدرگ نے دیکھا کہ نور الدہر اور ملکہ آذر چہرہ دونون زن و مرد کا
بکلہ جواب دے رہے ہین اور اس وقت بھی انکو کسی کا خوف و خیال نہین ہے برہم ہوا کہا خدا کی قسم
مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری عمر کا جام لبریز ہو چکا ہے اجل دامنگیر ہے اور آذر چہرہ سے کہا اے
محبوبہ مین دیکھ اب بھی سمجھاتا ہون کہ نور الدہر کے کہنے کی طرف خیال نہ کر تو مجھکو قبول کر لے
پھر مین نور الدہر سے تو سمجھ ہی لونگا اسنے کہا او پلید شیطان مین کسی کے کہنے کی طرف خیال
نہین کرتی مجھکو اپنے فعل کا اختیار ہے مگر چاہیے کہ تیری مہمل درخواست کو قبول کرون یہ سنکر
نورنج نے غضب آلود ہوکے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ ان دونون خود سرون کے سر تن
سے جدا کرو یہان تک کہ جلاد آیا دونون زن و مرد کو ریگ پر مقیم کیا اب یہ بحث پیش
ہوئی کہ نور الدہر کہتے ہین مجھے قتل کرو اور آذر چہرہ کہتی ہی نہین پہلے مین ہلاک ہونا
چاہتی ہون اپنے پیر مغفور سے ملنے کی آرزو ہے اس بحث مین جلاد کو سکوت ہوا جب
ایک کی طرف بڑھا دوسرے نے اپنی گردن رکھدی کہا پہلے ہماری گردن پر وار کر نورنج
نے جو جلاد کو متحیر دیکھا پوچھا کیا ہے اسنے کہا خداوند طرفہ ماجرا ہے ہلاک ہونے مین ایک دوسرے
پر سبقت چاہتا ہے ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہے کہ کیون ایک دوسرے پر سبقت
چاہتا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتدا کس سے ہو نورنج نے کہا اس کا فیصلہ ہم کرتے ہین
پہلے نور الدہر پر وار کر واضح ہو اس ترتیب مین نورنج مردود طینت کی یہ حکمت تھی کہ جب
نور الدہر کو جلاد ہلاک کریگا آذر چہرہ عورت ذات ہے کیا عجب ہے اگر خائف ہوکے مجکو قبول کرے
غرضکہ جلاد نے نورنج کی رائے پر عمل کیا کہ نور الدہر کی جانب تلوار علم کرکے بڑھا چاہتا تھا
کہ دودستی وار کرے یکایک ایک پتھر کا ٹکڑا اس زور سے جلاد کے سینہ پر لگا کہ غش کھا کے زمین
پر گرا نورنج اور زیادہ برہم ہوا کہا اے نور الدہر ہم سمجھتے تھے کہ مسلمان سحر و افسون سے بالکل
متنفر ہین مگر آج معلوم ہوا کہ مسلمانون مین بھی ہنگام ضرورت سحر و افسون سے کام لیا جاتا ہے پر تم
اس بات سے بالکل نا امید رہو کہ مین تمھین چھوڑ دونگا مین خوب جانتا ہون کہ تم سرداران ذی
راست سے ہو بڑے فریبی جعلساز مکار ہو دست چپ شرارت اور بد ذاتی مین محض عبث
مشہور ہین جو جانتا ہے وہ بخوبی جانتا ہے اور کیا جانے نور الدہر نے کہا او مکار جیسا تو فریبی ہے
ویسا ہی اورونکو بھی سمجھتا ہے لعنت ہے تیرے سحر اور ساحری پر دونون پر ہمارا خدائے قادر و توانا ہمارا
معین و مددگار ہے سحر کیا چیز ہے نورنج نے کہا اچھا یون ہی سہی مین دوسرے جلاد کو
بلاتا ہون دیکھون تو اسے کس طرح گرا دیتا ہے تا اینکہ دوسرا جلاد آیا اسنے چاہا کہ نور الد

کی انگلیون پر پٹی باندھے بعدہ ہلاک کرے نورالدہر نے کہا او پلید یہ کرتا ہے ہم مرد میدان ہین مرجانے کو
کھیل سمجھتے ہین پٹی کی کچھ ضرورت نہین ہے تلوار کر ہماری گردن جہان ہے وہین رہیگی کیا ممکن کہ جھجک
بھی پیدا ہو پس جلاد نے پٹی باندھنے سے قطع نظر کی علم کرکے چلا قریب تھا کہ تلوار کی باڑھ نورالدہر کی
گردن پر آئی مثل سابق دوسرا پتھر آکے جلاد کے سینہ پر اس زور سے پڑا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور خود
بھی مثل مردہ صد سالہ زمین پر گرا اب تو سب کو حیرت ہوئی فولاد آہن کلاہ کا عیار مہتر شیر پیر نامی
بھی وہان موجود تھا اور بھی تمام سردار و امرا ہر چہار جانب کھڑے ہوئے اس تماشہ کو دیکھ رہے
تھے ایک طرف دیکھا کہ ایک فقیر آزاد کلاہ طویل برسر کشکول گدائی بالاے دوش خرقہ کہنہ رقعہ پر
رقعہ دوختہ در بر ہاتھ مین تیتر کا پنجرہ پٹھیلون پٹھیلون بولتا ہوا دور کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہے فولاد آہن کلاہ
اور تمام حاضرین اسے دیکھ کے متعجب ہوئے سمجھے کہ ضرور کوئی عیار ہے ورنہ اس وقت اس وضع کے
آدمی کی یہان کیا ضرورت ہے مہتر شیر پیر سے کہا اے مہتر دیکھنا وہ کون شخص ہے جو یہان آیا ہے ہم کو کچھ شک ہے تا
ہم عیار کو عیار خوب پہچانتا ہے۔ مہتر شیر پیر اسکی صورت دیکھ کے سمجھا اور کہا او نابکار تیرا اس وقت یہان
کیا کام ہے معلوم ہوتا ہے تو عیار ہے اسنے کہا بابا اللہ یار ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ سب دھندھا بیکار ہے مہتر
شیر پیر نے کہا باتین او نابکار مجھسے حکایت بازی کرتا ہے تجکو کب چھوڑتا ہون مین نے تجکو پہچان لیا یہ کہکے
اسکی جانب شلنگے مارتا ہوا جھپٹا عمر ثانی نے بھی وہان سے جست کی شیر پیر نے تعاقب کیا دونون عیار
طرار پیش و پس دور نکل گئے فولاد آہن یہ بات سمجھا کہ شیر پیر تنہا گیا ہے ایسا نہو اسکو تنہا ہونے
کی حالت مین کسی طرح کا صدمہ پہونچے ملازمون کو حکم دیا مہتر شیر پیر کے نگران رہو ایسا نہو اس عیار
مکار کے ہاتھ سے اسے صدمہ پہونچے ہر چند دوڑ دھوپ کے مہتر شیر پیر کا پتہ نملا - وہان مہتر شیر پیر کا
حال سنیے کہ عمر ثانی کے تعاقب مین چلا جاتا تھا عمر ثانی ایک عیار طرار سرہنگ خنجر گذار ہین انکی
عیاری اور چالاکی کے مقابلہ مین کوئی عیار کیا وقعت رکھتا ہے مہتر شیر پیر نے ہر چند کشش و کوشش
کی عمر ثانی کی گرد کو بھی نپایا ہنوز مہتر شیر پیر عمر ثانی کے تعاقب مین جا رہا تھا اور جان پر کھیلے ہوئے سمجھا
تھا کہ اگر اس عیار کو مین خود گرفتار کرونگا فولاد آہن صاحب بہت خوش ہونگے انعام کثیر ملیگا یکایک سامنے
سے عمر ثانی غائب ہوگیا مہتر شیر پیر حیرت سے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کسی طرف عمر ثانی کو نہ دیکھا
اس طرف عمر ثانی نے درمیان راہ مین وہ پنجرا تیتر کا ایک جانب پھینک دیا اور اس چالاکی
سے ایک درخت گنجان پر چڑھ گیا کہ مہتر شیر پیر کو جب عمر ثانی نظر نہ آیا پاؤن کے نشان پر چلا
جہان تک پاؤن کے نشان ملتے گئے چلا گیا ایک مقام پر پاؤن کے نشان ختم ہوگئے اب اور زیادہ
حیرت ہوئی کہ یہ طرفہ ماجرا ہے ابھی میرے پیش پیش شلنگ لگاتا چلا جاتا تھا کہان غائب ہوگیا حسب اتفاق
اس درخت کے سایہ مین توقف کیا جس درخت پر عمر ثانی نے قیام کیا تھا مہتر شیر پیر زیر درخت
کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جاوے کہان جاؤن اور کس شخص سے اسکا حال دریافت کرون
آخر کار مجبور ہوکر تنہ درخت پر تکیہ کرکے بیٹھا چونکہ بہت تھکا ہوا تھا تمام اعضا مین کسل و کاہلی راہ
پائے ہوئے تھی اسی طرح بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوئی آنکھین بند ہوگئین اور خراٹے لینے لگا
عمر ثانی بالاے درخت پر چھپا ہوا تھا اور وہانسے مہتر شیر پیر کی حالت دیکھ رہا تھا اور از حد خائف تھا

کہ ایسا نہو یہ عیار طرار مجکو دیکھ لے تو غضب ہو جائیگا جب دیکھا کہ مہتر شمر پر غنودگی بخوبی طاری
ہی اور دونون آنکھین بند ہوگئین ہین اسپنے سے کمند کا حلقہ لٹکایا اور مہتر شیر کے گلے مین حلقے
کو ڈالا مہتر شیر نے اُسی طرح آنکھین بند کیے گلے پر ہاتھ مارا کہا یہ کیا جالا میرے گلے لگایا ہی اُس
طرف عمر ثانی نے جھٹکا دیا کمند مین گلا پھنس گیا عمر ثانی درخت سے کودا ایک حلقہ مہتر شیر
کے گلے کو گھونٹ رہا تھا عمر ثانی نے اور چند حلقے ڈال کے خوب مضبوط مہتر شیر کو بستہ کیا تھے
کہ مہتر شیر بالکل مجبور ہوگیا کہا ای عیار مکار تو نے بڑی مکاری کی عمر ثانی نے کہا او نابکار یہ
مکاری کی یا عیاری کے بدلے اب خاموش رہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین ہی اُسنے کہا او نابکار تو نے
ایسے نالایق طریقے سے گرفتار کیا اور کہتا ہی کہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین عمر ثانی نے کہا اچھا
جسقدر تجھے بکا جائے بک یہ کہکے ایک خاردار لٹو اُسکے مُنہ مین دیا دونون لبہا سے زیرین و بالا
کو ملا کے دوخته کر دیا اور کہا اب خاموش کیون ہو رہا اب بھی باتین کر مہتر شیر نے اشارہ سے
کہا کیا باتین کرون منہ بند ہی عمر ثانی نے دارو سے بیہوشی سنگھا کے بیہوش کرکے اپنی صورت
سے اُسے مشابہ کیا اور اُسکی صورت سے خود مشابہ ہوا پشتارہ بدوش وہان سے روانہ ہوا فولاد
آہن تاب کے پاس آیا ہاتھ اُٹھاکے دعا دی ؎ شاہا نہال دولت تو سرفراز باد ٭ در باسے
فتح برر‌م بخت تو بارز باد ٭ ای شہریار یہ عیار نابکار حاضر ہی بڑی مصیبت سے لایا ہون انعام
کثیر کا مستحق ہون مجکو گرفتار ہی کر لیا ہوتا مگر خداوند کے فضل و کرم سے محفوظ رہا نورج بدر
اور فولاد آہن تاب دونون بہت خوش ہوئے نورج نے کہا ای مہتر شیر سچ کہو تم نے
اس عیار کو کس طرح گرفتار کیا مہتر شیر مصنوعی نے تمام حال گرفتاری کا از اول تا آخر بیان
کیا چونکہ شب کا وقت تھا نورج نے کہا اس عیار کو مقید رکھنا چاہیے بہت نگہبانی کے
ساتھ اگر خداوند نے چاہا تو کل صبح کو اسے ہلاک کرینگے ملازم مہتر شیر کا پشتارہ اُسی طرح بندھا
ہوا قید خانہ مین لے گئے اور وہان جا کے پشتارہ کھول کے اُسکو زمین پر لٹا دیا چونکہ اسوقت
تک مہتر شیر بسبب دارو سے بیہوشی بیہوش تھا اور رات بھی زیادہ آگئی تھی نورج
نے مہتر شیر مصنوعی یعنے عمر ثانی سے کہا ای مہتر شیر واقعی کار کردی وہ
کام کیا تو نے جو تم سے کبھی نہ ہوتا مین تجکو ایسا عیار طرار نہ سمجھتا تھا اب رات زیادہ آگئی
ہی بہتر ہی سو رہو جب تک بیدار رہینگے تجھے ادھر اُدھر کی باتین کرکے دل کو بہلائینگے تاکہ غنودگی کا اثر
نہ ہونے پائے مہتر شیر مصنوعی نے قبول کیا نورج بدر گیا اپنی مسہری کے پاس پلنگ بچھوایا اُس پر مہتر شیر مصنوعی
دراز ہوا باتین ہونا شروع ہوئین نورج نے کہا ہان ای مہتر شیر بیان کرو کس طرح اُس عیار کو گرفتار
کیا اور کس صورت و شکل کا عیار ہی مہتر شیر مصنوعی نے کہا خداوند کیا عرض کرون کہ کیسی دقت پیش آئی بعدہٗ
بالتفصیل تمام حال مصنوعی بیان کیا ہر مرتبہ اپنی عیاری و طراری کا ذکر کرتا تھا نورج بدر رگ ہر مرتبہ تعریف
مین سر ہلاتا تھا بعدہٗ مہتر شیر مصنوعی نے کہا ای پہلوان زمان حلیہ اُس عیار کا کیا پوچھتے ہو اور کوئی نہین عمر
ثانی عیار لشکر اسلام ہی نور الدہر وغیرہ کی رہائی کے واسطے آیا ہی نورج بدر رگ نے کہا ہان اب معلوم
ہوا یہ عمر ثانی ہی جسکو گرفتار کیا ہی خیر اب صبح کو جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاوے گا بعد

اس گفت و شنید کی نورج پر خواب غالب ہوا بیخبر سو گیا عمر ثانی کو اس وقت کا انتظار تھا قریب جا کے
آہستگی تمام انگوٹھی نورج کے ہاتھ سے اُتار لی اور فکر مین تھا کہ یہان سے نکل جانا چاہیے ایسا نہو کہ
نورج جاگ اُٹھے اور ہاتھ دیکھکر انگوٹھی کو تلاش کرے اُس طرف کا حال سنیے کہ جب مہتر شیر کو اصلی کے
پشتارہ کو قید خانہ مین لیگئے اور پشتارہ کو کھول کے اُسے زمین پر عالم بیہوشی مین لٹا دیا چند ساعت
تک وہ بیہوش رہا آخر از خود بیہوشی زائل ہونا شروع ہوئی تا اینکہ بخوبی ہوشیار ہوگیا اشارہ سے پہریدار کو
قریب اپنے بلایا زبان کو حرکت نہو سکتی تھی لب دوختہ تھے زمین پر لکیرین کھینچین محافظ زندان سے
کہا اسکو پڑھو محافظ زندان نے بغور اُن لکیرون کو پڑھا لکھا تھا اے نادانون مین مہتر شیر عیار فولاد آہن
کا عیار ہون میرے منہ سے روغن دھو ڈالو تو معلوم ہو جائے محافظ زندان نے اور بھی آدمیون کو
بلایا اور کہا دیکھو یہ کیا لکھا ہی اُن سب نے اس عبارت کو پڑھا مہتر شیر کی صورت بغور دیکھی آپس
مین کہا اے فلان دیکھنا یہ کون شخص ہے آیا مہتر شیر ہی ہے یا کوئی اور عیار ہے ایک نے کہا اے فلان اس
گفت و شنید کی کیا ضرورت ہے یہ کہتا ہے کہ مین مہتر شیر ہون بس اسکے منہ کو دھو کے دیکھ لو اگر مہتر شیر ہے
ہو رہا کر دو ورنہ قید رکھو جب تک نورج بدرگ یا فولاد آہن کلاہ کا کوئی دوسرا حکم نہ آئے ایک
گبر پانی لایا مہتر شیر کے منہ کو دھویا واقعی روغن چھوٹا دیکھا مہتر شیر ہی فوراً اُسکے منہ کے ٹانکے
کاٹ دیے اندرون دہن سے خاردار لڈو نکال لیا مہتر شیر نے کہا اے یاران من اُس عیار نے بڑی مکاری
سے مجھے گرفتار کیا ہے چلو اُسے گرفتار کرو کسی نے کہا کہین جانے کی ضرورت نہین ہے وہ عیار مکار نورج
بدرگ کے پاس موجود ہے چلو اُسے گرفتار کرو سب دوڑے ہوئے نورج کے پاس آئے دیکھا نورج
بیخبر سو رہا ہے عمر ثانی کو گھیر لیا اور کہا او مکار تو نے بڑا فریب کیا مہتر شیر کو اپنی صورت سے مشابہ
کیا اور اُسکی صورت سے آپ مشابہ ہو کے یہان آیا ہے انگوٹھی لینے کا ارادہ رکھتا ہے اب ہم تجکو زندہ
نچھوڑین گے عمر ثانی نے خنجر ہاتھ مین سنبھالا اور مثل برق چمک کے تیور بدل کے کہا او نابکارو منم
آن عمر مہتر مہتران * بر کشورم مہتر بتران * بر بدم زنجیر سر ساحرم * . . . مدار مہر سنگ فنک آورم
تم مجکو کیا زندہ نہ رکھو گے مین خود تمھاری جان کا عزرائیل ہون یہ کہا اور اُن گبران بدکار پر حملہ کیا اس
طرف جھپٹ کے آیا اور خنجر مارا اُدھر دوڑ گیا اور خنجر مار کے گرد گرایا اس ہنگامہ سے نورج بھی بیدار ہوا
دیکھا بازار کشت و خون گرم ہے ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی کو نہ پایا سمجھ گیا معلوم ہوتا ہے لشکر اسلام کا کوئی عیار کیا پہنچ
گیا انگوٹھی بھی وہی لیگیا ہے پکار کے کہا ارے کمبختو کچھ کہو تو یہ کیا ہنگامہ برپا کی ہے مہتر شیر قریب آیا اور کہا اے
پہلوان زمان یہ عیار جو ہنگامہ کشت و خون گرم کیے ہوئے ہے لشکر اسلام کا عیار عمر ثانی نام ہے اسنے مجکو
گرفتار کیا تھا میری صورت سے خود مشابہ ہوا اور اپنی صورت سے مجکو مشابہ کیا تمام رات مین قید خانہ مین رہا اور
یہ مکار تمھارے پاس باتین کرتا رہا میرے منہ مین خاردار لڈو دیکے منہ کو دوختہ کر دیا تھا جب مین نے زمین پر لکھ کے
نگہبانون کو اطلاع دی اور انھون نے میرے منہ کا روغن چھڑایا اُسوقت اُنکو یقین ہوا اور مجکو رہا کیا جو ہین یہ الفاظ
نورج کے گوش گذار ہوا باآواز بلند کہا لینا خبردار جانے نہ پائے یہ عیار مکار اسنے بڑا فریب دیا انگوٹھی بھی اسی کے
پاس ہے ہر چہار جانب سے اُن گبران مکار نے عمر ثانی کو گھیر لیا عمر ثانی نے دیکھا کہ بزور دست و بازو رہائی ممکن
نہین ہو سکتی فوراً انگوٹھی کو گردش دی دلمین خیال کیا دیو حاضر ہوئے کہا کیا حکم ہوتا ہے عمر ثانی نے کہا مجکو

یہان سے نکال لیچلو فوراً عمر ثانی کو وہ دیوار اُٹھا لیگئے۔ اب اسطرف کا حال سماعت فرمایئے کہ جب اُن گبران مکار و بدکار
نے دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام وہ انگشتری عجیب الخاصیت لیگیا اور خود بھی غائب ہوگیا اب اُسکا کہین پتہ نہین مل
سکتا تو نہایت ملول و رنجیدہ ہوکے نورج بدرگ نے کہا کچھ پروا نہین اگر وہ عیار خدا پرست انگوٹھی لیگیا اُسکے
عوض مین ہم نورالدہر کو بلکہ آذر چہرہ کو بھی ہلاک کرینگے زیادہ بہرین نیست کہ آذر چہرہ کی مفارقت شاق
ہوگی باشد چند روز کے واسطے یہ صدمہ بھی سہی گبران دونون زن و مرد خدا پرست کو ہلاک ضرور کرینگے
یہ کہکے قیدخانہ سے نورالدہر کو بلکہ آذر چہرہ کو طلب کیا وہ دونون اسیطرح گرفتہ و بستہ سامنے آئے نورج بدرگ
نے کہا ای نورالدہر تمہارے لشکر کے عیار عمر ثانی نے بڑا فریب دیا انگوٹھی مجھسے لیگیا اب مین تمکو زندہ نہین چھوڑونگا
نورالدہر نے کہا او نابکار کیا بکتا ہی مجھکو کچھ خوف نہین ہر نوع مطمئن ہون کیونکہ قضا و قدر سے بجز صبر چارہ نہین فلک
سے مقابلہ کرنے کا کسیکو یارا نہین ؏ در دست چرخ نقب زن اندر سرای عمر ❊ آمد سے ہرزہ قامت او خم نہادہ
نورج آذر چہرہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آذر چہرہ اگرچہ اس وقت تک تیری محبت میرے دل
مین جگہ کیے ہوئے ہی لیکن اب مین بجائے اپنے کو تیرا دشمن جان بناتا ہون نورالدہر کے ساتھ تجھے بھی ہلاک کرونگا
اُسنے کہا تجھے اختیار ہی ؏ ہرچہ آید بر سرِ من یا نصیب ❊ جب میرا پدر والاقدر ہلاک ہوگیا تو مجھے زندہ رہکے کیا کرنا ہی
اور اگر ہنوز میرا رشتہ حیات باقی ہی تو ہر نوع ابھی زندہ رہونگی تیری کیا حقیقت ہی جو مجھکو ہلاک کرسکے تونے
پہلے بھی ایسی ہی تدبیر کی تھی اور جلاد کو بھی بلایا لیکن تونے دیکھا کہ نورالدہر والاقدر کس طرح ہلاکت سے
محفوظ رہا اور مین بھی ابھی تک بقید حیات ہون نورج نے کہا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ لشکر اسلام کا عیار
آپہونچا وہ انگوٹھی لیکے بھاگ گیا اب کون آئیگا یہ کہکے نورج بدرگ فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ آہن
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای فولاد تیری کیا رائے ہی مین ان دونون زن و مرد کو ہلاک کرتا ہون سلسلہ
ہشت زن نام فولاد آہن کلاہ سپہ سالار اُسوقت موجود تھا دست بستہ کہا ای پہلوان نامی
اگرچہ موقع اور محل میرے کسی طرح کی گذارش کا نہین ہی تاہم جو کچھ فہم مین آیا ہی اُسکے اظہار کی اجازت
چاہتا ہون نورج نے کہا بیان کر سلسلہ ہشت زن نے کہا میرے نزدیک ابھی ان مسلمانون کو ہلاک کرنا چاہیے
خلاف اختیار ہی اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہی البتہ بعد ہلاکت اگر کسیطرح کا نقص پیدا ہوگا تو اُس کا علاج
محال ہوجائیگا یہ خدا پرستان ان سے ہر قسم فساد ہونا محل نہین ہی بہرحال سہل و آسانی سے اس بارہ مین کام لینا چاہیے
؏ عنان دل بکف صبر و گرفت باید ❊ کہ گوی عیش بچوگان جہد بربائی ❊ بسا زنوس غفلت بوصد تعجیل ❊ کہ گرد آخر
افگندست بزمین ہوائی ❊ شتاب خطری نافگند کہ گر صد سال ❊ تو دست و پائے زنی زان خطر برون نائی ❊ مکن شتاب بکار
جان رو مناب ❊ کہ غیر صبر سکون نیست رسم دانائی ❊ آئینہ اختیار بدست تماریہ ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر ست ❊ نورج
نے کہا ای سلسلہ ہشت زن یہ سب کچھ صحیح ہی مگر مین ان دونون زن و مرد کو ہرگز زندہ نہین رکھونگا اور تاخیر و
سہولت کو ہرگز اس موقع پر دخل نہ دونگا اس واسطے کہ مسلمانون کا ہرطرح مجکو استیصال منظور ہی اگر اسوقت
تساہل کو کام مین لاؤنگا ضرور یہ دونون زن و مرد میرے ہاتھ سے نکل جاوینگے اور یہ بہت نامناسب ہوگا یہ کہکے جلاد کو
طلب کیا فوراً جلاد حاضر ہوا سلسلہ ہشت زن نے کہا اگر ان مسلمانون کا ہلاک ہی کرنا منظور ہی تو بلکہ آذر چہرہ
کو ہلاکت سے بچا لینا چاہیے اسواسطے کہ اسکی ہلاکت کے بعد تمکو بہت رنج ہوگا اور اسکے زندہ رہنے مین چندان
ضرر بھی نہین معلوم ہوتا ہاں نورالدہر کے بارہ مین اختیار ہی نورج نے کہا اچھا عورت کو پہلے ہلاک کرنا

چاہیے اسواسطے کہ بشیتر فساد کا سبب عورت ہی ہوتی ہے علی الخصوص ایسی عورت جو اپنے بیٹے خلاف ہو اسکی مصاحبت سے جہانتک ممکن ہو پرہیز کیا چاہیے سلسلہ مثلثیت خاموش ہورہا تورج نے جولاد کو حکم دیا کہ ان دونوں زن و مرد کو ہلاک کر اسوقت نور الدہر کو زندگی سے بالکل ناامیدی ہوگئی سر سوے آسمان بلند کیا اور مناجات کی کہ اے خالق ذوالجلال والاکرام و اے حاکم

سلاطین عظام سے	جسے چاہا ہے تخت شاہی پر بٹھایا	جسے چاہے دوزخ میں رکھے سدا

سبحان اللہ مالک الملک ہے یعنی تو وہ مالک ہے جسکو چاہے دنیا میں تو گدا کو بادشاہ کرے سے

تو وہ ہی عنایت تری جسپہ ہو	ستائش گر ورندہ ... میں شگفتہ دل	بلاشبہ و شک رہائی ملے
جوان بخت ہو بادشاہی ملے	جلاد نے کہا اے جوان بس اب دعا و مناجات ہو چکی آمادہ مر	

ہو تورج نے کہا اے فلان توقف کر نور الدہر کو دعا کرنے دے دیکھیں اسکا خدا اسے نادیدہ کیا اسکی مدد کرتا ہے ہنوز یہ مناجات نور الدہر کی ختم نہ ہوئی تھی یکایک دور سے ایک بگولہ گرد نہایت تیرہ و تار چکر کھاتا ہوا نمودار ہوا سب نے کہا آندھی آندھی آتی ہے کسی نے کہا آندھی کیا طوفان سمجھنا چاہیے یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں یکایک وہ بگولہ اور قریب آیا دامن گرد چاک ہوا دیکھا شاہزادہ کامگار بدیع الملک دلاور ایک لاکھ سواران جرار و پہلوانان شہور شعار کی جمعیت سے مرکب برق کردار پر سوار نمایاں ہوا اور آتے ہی شاہزادہ نے نعرہ مارکر با شش اے

تورج مکار و بدکار اگر بداني بدان	منم روز میدان یل شیر گیر	کہ دوزخ ہمی ہوا پہ نہیں
ز بیمم گریزد نہنگی نہنگ	بدریا در آید دلاور پلنگ	پہ بیمم بہ نیمش نابدار
ہر پژیان بیشہ کار زار	اگر نعرہ بر شیر شرزہ زنم	چھوڑ دیا او رابجنگ افگنم

اور آتے ہی سب تمام فوج اسلام نے شمشیر بازی شروع کردی تورج بدرنگ بھی آمادہ حرب ہوگیا اُس طرف فولاد آہن کلاہ بھی آمادہ حرب ہوا اور کہتا ہے چونکہ شاہزادہ بدیع الملک یکایک مع فوج آپہونچا اس سبب سے کہ ان مکارون سے کوئی مرکب پر سوار نہوسکا پیادہ پا تلوارین اور نیزہ اور گرز و خنجر و شمشیر لیکے آمادہ حرب ہوگئے شاہزادہ نے دیکھا کہ یہ سب بدکار پیادہ پا ہین خود بھی مرکب سے زمین پر آیا اُسکے ساتھ تمام فوج اسلام مرکبون سے اُتر آئی تلوار چلنے لگی بکر و بزن کی آواز آسمان تک پہونچی اس عرصہ مین قلعہ کی تمام فوج جمع ہوکے آگئی اب تو وہ ہنگامہ کشت و خون گرم ہوا کہ پناہ بخدا معاذاللہ میدان حرب کی تمام گرد اڑکے فلک پر گئی شق بند ہوگیا سے زگرد سوارن بہ پہنے دوار شد * یکے برج خاکی نمودار شد تمام عالم نظرون مین تیرہ و تار ہوگیا نور الدہر نے بھی اُس ہنگامہ مین ایک طرف جاکے پیچ مارکے جھٹکا مارا تمام بند کھل گئے کرچہ سے تلوار لیکے کفار کی ہلاکت کے درپے ہوگیا نوبت بانیجا رسید کہ تورج بدرنگ اور فولاد آہن کلاہ تاب قیام نہ لاسکے وہان سے گریز کی اُنکے ساتھ تمام فوج بھاگی شاہزادہ بدیع الملک نے اُنکا تعاقب کیا یہانتک کہ سرحد قلعہ آہن تاب سے باہر نکل گئے بدیع الملک بفتح و فیروزی مع نور الدہر بمنظر خود اُنکے تعاقب سے واپس آیا قلعہ آہن تاب مین آکے قیام کیا نور الدہر نے بدیع الملک اپنے فرزند دلبند

کو خوش ہو کے گود مین اُٹھا لیا اور سر و چشم پہ بوسہ دے کے کہا اے نور نظر تو نے خدا کے فضل
سے اسوقت میری عزت رکھ لی اور ہلاکت سے میری جان کو بچا لیا ورنہ کوئی دقیقہ میری
ہلاکت مین باقی نہین رہا تھا ہزار ہزار شکر اُس پروردگار کی درگاہ بے نیاز مین کہ اُسنے میری دعا
قبول کر لی اور تجکو وقت پر پہونچایا غرضکہ از سر نو قلعہ آہن تاب کی درستی مین مصروف ہوئے
اور یہ بھی کہا کہ حضرت صاحبقران کے پاس چل کے انکو اس فتح کی خوشخبری دینا چاہیے اور لوریچ
بدرگ کی خبر گیری کو جو لوگون کو بھیجا انھون نے آکے خبر دی کہ لوریچ مع فولاد آہن کلاہ بیٹھکے
کرفرعون کوہ بلور پر بہرام ستمشکن کا مہمان ہو گیا ہے اور سابق مین بیان کر دیا ہے کہ کوہ بلور پر ہنگامہ
جنگ برپا ہے جب بخوبی انتظام قلعہ آہن تاب ہو گیا اور مسلمانون کو اطمینان ہوا سلسلہ مشت زن
سپہ سالار فولاد آہن کلاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے شہریار والا تبار
مجکو کچھ عرض کرنا ہے حکم ہو تو عرض کرون بدیع الملک نے کہا بیان کر کیا کہتا ہے اُسنے کہا مین
فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہون میرا نام سلسلہ مشت زن ہے اگرچہ فولاد کا
مدت العمر نمک کھایا تو یہ بات کچھ کور نمکی اور غیبت پر محمول نہین ہو سکتی کیونکہ مین فولاد آہن
کی رائے ہمیشہ غلطی پر رہی اس نظر سے کہ بیشتر اوقات اُسنے مسلمانون سے مقابلہ کرنے کا ارادہ
کیا چونکہ مدتہاے مدید سے عظمت دین اسلام کی مجھپر حالی رہی بادشاہ کے اس ارادہ سے
خلاف رہا اور سمجھایا کیا کہ تمام عالم سے مقابلہ ہو لیکن مسلمانون سے مقابلہ کرنا بالکل نامناسب ہے
جب مقابلہ ہو گا نتیجہ بدظہور مین آئے گا بادشاہ میری اس رائے کو سن کے خاموش ہو رہتا
تھا اور وجہ اس خاموشی کی یہ تھی کہ بادشاہ کو موقع نہ ملتا تھا حسب اتفاق لوریچ بدرگ مسلمانون
کے مقابلہ سے بھاگ کے اس طرف آیا اور وہ محرک ہوا کہ مسلمانون سے مقابلہ کرنا چاہیے
اگرچہ مسلمانون پر سحر و افسون اثر نہین کرتا تاہم میرے پاس ایسی شے ہے کہ اس سے مسلمان کسی طرح
محفوظ نہین رہ سکتے یہ کہکے وہ انگشتری دکھائی بلکہ اُس انگشتری کے ذریعہ سے دیوون کو بھی بلایا
اور اُنکے ذریعہ سے نور الدہر کو دربار حمزۂ ثانی سے اٹھا منگوایا اُسوقت تک تو مین خاموش
رہا جبتک یہ رائے قرار پائی کہ مسلمانون سے عوض لینا چاہیے اور اُن کے استقبال مین کوشش
کرنا چاہیے کیونکہ سمجھے ہوئے تھا ع ہر کہ آنکند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ہا اپنی غلطی کا خود ہی نتیجہ دیکھ لینگے
لیکن جب نور الدہر کو دیوون کے ذریعہ سے منگایا اور نور الدہر کے ہلاک کرنے کی رائے
قرار پائی حالانکہ بادشاہ اُس انگوٹھی کی خاصیت کو دیکھ کے بخوبی مطمئن ہو گیا تھا اور اُسکو یقین
کامل ہو گیا تھا کہ ضرور مسلمانون کے مقابلہ مین سربر ہونگے تاہم مین نے سکوت مناسب نہ جانا
صاف صاف الفاظ مین مانع ہوا کہ نور الدہر کو ہلاک نہ کرو کسی اور کا مقدمہ نہین ہے کہ رفت گذشت
ہو جائے گا یہ مسلمانون کا مقدمہ ہے انجام اس خون کا ہرگز بہتر نہوگا اور یہ بھی کہا کہ اگر ہلاک ہی
کرنا منظور ہے تو عجلت کی کیا ضرورت ہے توقف کرنا چاہیے بعدہ اختیار ہے بادشاہ نے تو سکوت
کیا لیکن لوریچ بدرگ نے نہ مانا نور الدہر کی ہلاکت کے درپے ہو گیا اُسکا نتیجہ وہی دیکھا جو بطور
پیشین گوئی کہہ چکا تھا لوریچ اور فولاد آہن کلاہ حاکم قلعۂ آہن تاب دونون کوہ بلور کے

جاتب فرعون کو خبر دینے گئے ہین مین حضور والا کی خدمت سے حضوری چاہتا تھا مگر موقع نہ ملتا تھا بارے
اب موقع ملا خدمت مین حاضر ہوکے شرف ملازمت حاصل کیا یہ مین عرض کر چکا ہون کہ دین اسلام
کی عظمت عرصہ سے مجھپر جالی ہی فامیدوار ہون کہ دین اسلام مجکو تعلیم فرمایا جاوے معہذا
ملازمان خدام والا کی فہرست مین میرا نام بھی درج ہو جاے اسواسطے کہ یہ خبر پوشیدہ نہین رہیگی
ضرور توریج اور فولاد آہن کلاہ وغیرہ کے گوش زد ہوگی انکی کج فہمی اور شرارت جبلی تو ظاہر ہی
اگر کبھی موقع مل جاویگا تو وہ میرے تمام خاندان کو تہ و بالا بلکہ نیست و نابود کر دینگے شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا پہلے ایک مقدمہ طی ہو جانا چاہیے اسکے بعد اور کچھ کہونگا یعنے پہلے
دین اسلام کو قبول کر اسنے کہا بسر و چشم بدیع الملک نے کہا کہ اشہد ان لا اله الا الله محمد الرسول الله
علی ولی الله وصی رسول الله سلسلہ مشت زن نے بصفاے قلب کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہو
بعدہ بدیع الملک نے کہا ای برادر اوراس بات سے تو بخوبی مطمئن رہ توریج یا فولاد آہن کلاہ
یا کوئی اسکے متعلقین سے تیرے ایک موے بدن کو بھی کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچا سکتا اور
اسقدر توقف کر کہ حمزہ صاحبقران یہان تشریف لے آوین پھر تیرے واسطے کامل بند و بست
ہو جاویگا مین نے تیرے واسطے ایک معقول تدبیر سوچی ہی بشرطیکہ حمزہ والا قدر بھی اُس
تدبیر سے اتفاق کرین حمزہ والا قدر ہمارے سردار اعلی ہین جملہ امور کا انھین کو اختیار ہی
اگرچہ اُن عالیجاہ والا بارگاہ کی غیبت مین بھی خداوند عالم کے فضل سے کار نمایان ظہور مین آئے
ہین ای سلسلہ مشت زن تو یہین توقف کر ہماری فوج یہان موجود ہی ہم حمزہ والا قدر کو
لینے جاتے ہین قلعہ سے بخوبی ہوشیار رہنا کسی غیر شخص کو قلعہ کے اندر نہ جانے دینا سلسلہ
نے دست بستہ عرض کی بہت مناسب بدیع الملک اور نورالدہر نے ہمراہی چند سوار
فورا وہان کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل لشکر اسلام مین پہونچے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل
کی عمر ثانی وہ انگوٹھی لیے ہوئے پیشتر پہونچ چکے تھے وہ انگوٹھی حمزہ ثانی کی خدمت مین پیش کی
تھی اُسکے عوض مین خلعت گرانبہا پایا تھا اب جو بدیع الملک کو حمزہ ثانی نے دیکھا بہت
خوش ہوئے کہا ای دلاور بالیقین تمنے بھی بہت کوشش و سعی کی ہوگی لیکن انگوٹھی عمر ثانی
ہی نے لاکے مجکو دی بدیع الملک بجاے خود سمجھا کچھ سکوت کیا تھا کہ نورالدہر نے
کہا ای عالی مرتبت و والا منزلت عمر ثانی نے تو کچھ مفصل حالات ضرور بیان کیے ہونگے کہ کس
کس طرح کے واقعات پیش آئے عمر ثانی نے کہا ابھی مفصل حالات بیان کرنے کی نوبت نہین
آئی اور حمزہ ثانی کی طرف متوجہ ہوکے عمر ثانی نے کہا شہریار اصل امر یہ ہی کہ اس انگشتری
کے دستیاب ہونے مین محض میری ہی دخل نہین ہی میری عیاری اور شاہزادہ بدیع الملک
کی دلاوری و بہادری سمجھنا چاہیے نورالدہر نے کہا ای عمر ثانی تم انگوٹھی لیکے وہان سے
غائب ہو گئے تھے تمھارے غائب ہونے کے بعد توریج وغیرہ نے میرے ہلاک کرنیکو
جلاد بلایا اُسوقت مین اپنی زندگی سے بالکل ناامید ہو گیا تھا دل مین کہتا تھا کہ خدا مسبب الاسباب
ہی اسوقت وہ کوئی سبب نجات کا پیدا کر دے تو نجات ممکن ہی ورنہ کوئی دقیقہ ہلاکت کا باقی نہین

ہی اور تورج بدرگ کہہ چکا تھا کہ حمزہ ثانی بمکر و فریب انگوٹھی لیگیا ہی اُسکے عوض مین نور الدہر اور
آذر چہرہ کو ضرور ہلاک کرونگا اُس مایوسی کی حالت مین دفعتاً بدیع الملک پہونچا اور اس نور نظر
نے میری جان بچائی اگر ایک لمحہ کی دیر ہو جاتی تو میرا خاتمہ ہو چکا تھا کچھ طرح ایسے اور کچھ بیٹا
یہہ کام آتا ہی غرضکہ ایسا سعادتمند فرزند حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا
ای بدیع الملک مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا یہ بات صرف تمہارا ہی کام تھی کہ دیکھون تم کیا کہتے ہو خیر اب جو گذشت
گذشت اب کوچ کیا ارادہ ہی فرعون ملعون کوہ بلور کی طرف بھاگ گیا ہی یقین حاکم کوہ بلور
سے مدد لیکے ازسرنو مقابلہ کریگا بدیع الملک نے کہا شہریار فی الحال قلعہ آہن تاب
کی طرف کوچ کرنا چاہیے وہان کا انتظام مقدم ہی تورج بدرگ قلعہ پر پہنچکر قبضہ کر لیگا حمزہ ثانی
نے حکم کوچ دیا لشکر وہان سے کوچ کیا راہ بیابان و کوہسار کو طی کرکے قلعہ آہن تاب پر پہونچکے
بدیع الملک اور نور الدہر نے تمام قلعہ کو دکھایا اور مقامات کا نشان دیا جو واقعہ جہان واقع
ہوا تھا اسکو اسی جگہہ قیام کرکے بیان کیا سلسلہ مشت زن نے ملازمت حمزہ ثانی حاصل
کی حمزہ ثانی نے سلسلہ مشت زن کو بغور دیکھ کے پوچھا یہ کون شخص ہی بدیع الملک نے
عرض کیا یہ شخص فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہی حمزہ ثانی نے پوچھا یہ شخص
ارادہ راستہ مین قدم رکھتا ہے یا گمراہ ہی بدیع الملک نے اُسکے مسلمان ہونے کی حقیقت بیان
کی [illegible] میری رائے ہی کہ قلعہ آہن تاب کی حکومت اسکے نام پر مقرر کردی جاوے
اس بارہ مین جو کچھ رائے والا ہو وہ بھی ارشاد ہو حمزہ ثانی نے فرمایا بہتر تو یہی مین بھی اس رائے
سے متفق ہون اسواسطے کہ یہ اب ہمارے مذہب مین داخل ہو گیا مزید بران یہان کا سپہ سالار ہی
خوب انتظام کریگا یہہ کہکے اُسی وقت خلعت حکومت قلعہ کا سلسلہ مشت زن کو مرحمت ہوا اور
سلسلہ مشت زن نے بکمال ادب تسلیم عرض کی اور دعا دی ~ کہ ای بادشاہ فلک اقتدار
جہان شد بکام فلک پایہ [illegible] کلاہ از سر و سر زمین باد دور ٭ ہادی کامل نہ ملنے کے
سبب سے اگرچہ منصب سپہ سالاری حاصل تھا مگر خوار تھا ہر وقت اس فکر و خیال کا مجموعہ [illegible] بارے
[illegible] خدا شکر ٭ از بخت شکر دارم و از روزگار ہم ٭ اُس سپہ سالار نے بکمال اہتمام
و انتظام حمزہ ثانی کی دعوت ملوکانہ کی یعنی تمام بازار و دکان کو آئینہ بند کیا اور روساء کو جشن کے شرکت
کی اطلاع کی شب کو نہایت کثرت سے روشنی ہوئی تھی ایک قصر عالیشان خاص محفل عیش و عشرت
کے واسطے فرش و قالین جھاڑ کنول مردنگ جھالیون وغیرہ جملہ سامان زینت و زیبائش سے
آراستہ و پیراستہ کیا تھا [illegible] کا حساب سمجھ مین نہ آتا تھا اعلی اعلی طائفے طلب ہوئے تھے سر شام
سے آنا شروع ہوئے [illegible] مین جواہر نگار دنگل بچھایا اُسپر حمزہ ثانی جلوہ افروز ہوئے راست و چپ
دو دو طرف سردار امراء و سالار طلائی اور نقرئی کرسیون پر بیٹھے ناچ شروع ہوا نازنینان شوخ و شنگ و پری پیکر
خوش آہنگ نے اپنے کمال دکھانے اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہوا ایک مطربہ نے یہ غزل گائی

اگلی ہی کیا [illegible] شوخ نگاہ یار کا
[illegible] ہی دستار کا

ہر گلی پر کبھی ہی [illegible] انکار کا
آہ [illegible] مشکل اپنے دیدہ بیدار کا

اپنے سر کو اندھون [illegible] زلف یار کا
چہرہ پہ [illegible] دیوار کا

نکلے کیا ارمان اُس محبوب کے دیدار کا
دل نہین گویا بغل مین میان ہی تلوار کا
گھل گیا ہون پر نظر بازی سی آنکھ [illegible]
سنتے تھے کوچہ مین عالم خلد کے گلزار کا
پلکین اپنی وہ نگئے ہین آنکھین ہین چراغ جستجو
کشتی دریوزہ پہری عزم [illegible] کا پار کا
کھون ہی کافر جو تیرا محو نظارہ نہین

بخت ہی خوابیدہ اپنے دیدہ بیدار کا
ہو گیا ہون فرقت جانان مین ایسا ناتوان
چشم [illegible] عالم ہی شاخ نرگس بیمار کا
دیو کا سایہ اُتر جاتا ہی اکثر اے پری
ہی سراپا اے صنم طالب ترے دیدار کا
ہو نہ ہم [illegible] دیتے ہین جو یوسف سا
بنگیا [illegible] رشتہ تری زنار کا

ہی تصور مجکو ہر دم ابروے خمدار کا
توڑنا مشکل ہوا ہی آنسوؤن کے تار کا
دو [illegible] مثل [illegible] وزنخ [illegible] مین
پر اُترتا ہی نہین سایہ تری دیوار کا
ہم چلے اپنے وطن کو ہو کے غربت مین فقیر
چند منہ کس سے کہا ہی مردم بازار کا

حمزۂ ثانی نے خوش ہو کے زر کثیر انعام مین دیا نصف شب گذر چلی تھی یکایک غل ہوا کہ آتش بازی چھوٹتی ہی سلسلہ مشت زن حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریارا بالاخانہ پر تشریف لے چلیے آتش بازون کی صنعت قابل دید ہی یہان کے آتش باز فن آتشبازی مین وہ کمال رکھتے ہین جو کسی ملک کے آتشباز نہین رکھتے اگرچہ اس بارہ مین گذارش کرنا سوء ادبی ہی تاہم جہان اسقدر تکلیف فرمائی ہی یہ بھی سہی حمزۂ ثانی اُ اور اُنکے ساتھ تمام سرداران نامدار اُٹھ کر بالا خانہ پر آئے آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی اُس آتشبازی کی صنعت سمجھ مین نہ آتی تھی صدہا چرخیان معلق ہوا مین چھوٹ رہی تھین صدہا رنگ کے پھول اُن چرخیون سے نکلتے تھے اور اسطرح چرخ کھاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا ایک رنگ کی یہ بھی ایک چرخی ہی اسی طرح تمام قسم کی آتشبازی کی صنعت کو خیال کرنا چاہیے اور لطف یہ تھا کہ آتشبازی کی روشنی اسقدر صاف اور خنک تھی کہ اُسکے دیکھنے سے گویا بصارت کو قوت حاصل ہوتی تھی پہر بجہر کامل آتشبازی چھوٹتی رہی بعد ازان محفل برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مکان پر گئے حمزہ نے بھی بستر خواب پر استراحت کی تھوڑی ہی دیر آرام کیا تھا یکایک صبح کی توپ دغنے سے چلی ادھر نقارہ پر چوب پڑی موذن نے اللہ اکبر کہا آواز بلند کی طائران خوش الحان اپنی اپنی زبان مین حمد وثنا سے باری کرنے لگے نسیم سحری کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے حمزۂ ثانی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ ورد وظائف سجادہ سے اُٹھکے دربار مین رونق افروز تمام سرداران و امرا ایسی بیٹھے بعد دیگرے آئے سجدہ گاہ سے آداب تسلیمات بجا لائے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزۂ ثانی نے کہا اے عمر ثانی ملکہ آذر چہرہ کا حال نہین معلوم ہوا کہ وہ اُس ہنگامہ مین سے کدھر گئی اور اب کہان ہی جاؤ دریافت کرو عمر ثانی نے کہا شہریارا واقعی ملکہ آذر چہرہ کا اسوقت متعلق خیال نہ تھا لیکن اب جاؤن تو کہان جاؤن کچھ پتہ نشان معلوم ہو تو جا کے لے آؤن کچھ عجب نہین اگر اپنی دار الحکومت یعنی ارمنو حصار مین گئی ہو حمزۂ ثانی نے کہا صرف اس قیاس پر سکوت نہ کرنا چاہیے اگر وہ ارمنو حصار مین چلی گئی تو یہ بھی تحقیق کر لینا چاہیے عمر ثانی وہان سے روانہ ہوا ارمنو حصار مین پہنچا وہان ملکہ آذر چہرہ کو نہ پایا واپس آئے اطلاع دی کہ ملکہ آذر چہرہ ارمنو حصار مین نہین ہی حمزۂ ثانی کو تردد ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار تردد کس بات کا ہی انگشتری موجود ہی دیوؤن کو بلا کے اُسکے آذر چہرہ کو بلا لینا چاہیے چنانچہ دیو آ حاضر ہوا کہا کیا حکم ہی حمزۂ ثانی نے کہا جا کے آذر چہرہ جہان ہو اُسے لے آ دیو گیا ملکہ کو اٹھا لایا اب جا

ملکہ نے جو حمزہ ثانی کی صورت دیکھی زار و قطار رونا شروع کیا اور اُسکو اپنے باپ کا واقعہ یاد
آگیا حمزہ ثانی نے کہا ای آذر چہرہ اگرچہ تیرے باپ نے اس جہان فانی سے انتقال کیا ہی ہم تیرے
سر پر شفقت کے واسطے موجود ہین اسوقت تیرا کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا جب مین نوریج بدرگہر
کی قید مین مبتلا تھی ایک خادم اُسکا مجھپر مائل ہو گیا تھا چند مرتبہ قید خانہ مین آکے اُسنے اپنی فریفتگی
بایما و اشارہ ظاہر کی اور یہ بھی مطلب اُسکا تھا کہ اگر میری درخواست قبول کرے تو مین اس قید
سے رہا کر لیجاؤن مین نے مطلق اعتنا نہ کی جب نور الدہر اور بدیع الملک نے وہان
ہنگامہ آرائی کی اور نوریج وغیرہ منتشر الحواس ہوئے اُس موذی نے موقع پایا مجکو اُٹھا کے لے
بھاگا پھر وہان مجھسے اُسیطرح خواستگاری کی مین نے کہا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین ہی بالفرض مین ہلاک بھی ہو جاؤن جب
اُسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہین ہوتی تین روز تک مجھے ایک مکان مین تنہا مقید کیا تیسرے روز پھر میرے
پاس آیا اور خواستگاری کی مین نے بدستور انکار کیا پھر چند عورتین میری خدمت گذاری کو مقرر کین
وہ عورتین شب و روز مجھے سمجھایا کرتی تھین کہ ای نازنین تو اسوقت مین ہر طرح سے مجبور ہی اور
اس شخص کے اختیار مین ہی تیرے حق مین یہی بہتر ہی کہ اسکی درخواست کو قبول کرلے چاہنے والا
دنیا مین نہین ملتا اگر مل جاوے تو اُسکی قدر کرنا چاہیے اگر تو اسی طرح انکار کریگی آخرکار مجبور ہو
وہ تیری ہلاکت کے درپی ہو جاے گا ای شہریارہ والا تبار مین نے اُن زنان مکارہ کو یہ جواب دیا کہ
دنیا مین جان کا صدقہ مال ہی اور آبرو کا صدقہ جان ہی ایسی حالت مین مجکو اپنی ہلاکت کا مطلق خیال
نہین ہی جس مکان مین مقیم تھی وہان سے قریب لب دریا ایک شہر اسلام آباد نام ہی حاکم و فرمانروا
وہان کا محمود نامے ایک مرد مسلمان صاحب فوج و لشکر و جاہ و حشم ہی رعایا وہان کی نہایت خوشحال
ہی بکثرت عالیشان عمارتین اسلام آباد مین واقع ہین منجملہ عمارات شاہی کی ایک عمارت نہایت
وسیع و عالیشان لب دریا واقع ہی تین طرف اُس قصر دلکشا و فرحت افزا کے باغ سرسبز و شاداب
واقع ہی اور ایک جانب شمال پیچ زیر قصر دریا واقع ہی اندرون قصر شیشہ آلات رنگارنگ و نایاب بکثرت
آویزان ہین اور ہر وقت ہزارہا شمعدان سے مومی و کافوری جھاڑ کنول جھاڑ مردنگ وغیرہ مین
چڑھی رہتی ہین جب محمود شاہ بغرض سیر و تفریح اُس قصر وسیع و رفیع مین وارد ہوتا ہی کہ شب
کو بھی وہین مقام ہوتا ہی وہ تمام شمعین روشن ہوتی ہین کثرت روشنی سے اندرون قصر روز روشن
کا سمان نمایان ہوتا ہی تمام شب اُس قصر مین ہنگامۂ رقص و نوا گرم رہتا ہی بلندی قصر کی اس درجہ
ہی کہ جب شب کو روشنی ہوتی ہی حالانکہ شہر وہان سے بہت دور واقع ہی تاہم قصر کی روشنی
شہر سے دکھائی دیتی ہی ای شہریارہ عالی تبار میری زبان سے اُس قصر و باغ کی آرائش و زیبائش
کی تعریف بیان نہین ہو سکتی اندرون قصر اُسکے سقف مین یہ شعر لکھا ہی ؏ اگر فردوس بر روی زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ٭ تمام قصر کی دیوارین سنگ سرخ کی ہین اگرچہ وہ سنگ سرخ عقیق نہین ہی
لیکن ابتداے نظر مین وہ سنگ سرخ عقیق سرخ ہی معلوم ہوتا ہی پھر اُس باغ سرسبز و شاداب
کے وسط مین عمارت سرخ کیا عرض کرون کہ کیا کیفیت دکھاتی ہی الغرض کہ جب وہ موذی لینے
ملازم نوریج میرے انکار سے عاجز ہو گیا اور کسی طرح اپنی مطلب برآری نہ دیکھی ناچار اس خیال

سے کہ یہ مقام قلعہ آہن تاب کی سرحد مین واقع ہوا ایسا نہ ہو کہ یہان مسلمان پہونچ کے میرے حال
سے متعرض ہون مجھے ہمراہ لیکے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اسلام آباد کی سرحد مین پہونچا
مجکو ایک چادر سیاہ مین لپیٹے ہوئے تھا اور ہر مرتبہ تاکید کرتا تھا کہ خبردار تیرا چہرہ کوئی نہ دیکھے
اس طرح چادر سے منہ کو لپیٹ لے تمام روز اسلام آباد کی بازارون مین مجھے بھی پھرایا شب
کو کاروان سرا مین جاکے مقیم ہوا بھٹیاری کو بلایا اُسکو ایک اشرفی دے کے کہا کہ جلد ہمارے
واسطے کھانا لا بھٹیاری نے خیال کیا کہ زیادہ سے زیادہ یہ دونون کسقدر کھانا کھا سکتے ہین
ایک اشرفی مین بہت عمدہ بکثرت کھانا آسکتا ہی کہا میان اگر اجازت دو تو بازار مین جاکے حلوائی
کے یہان سے مٹھائی وغیرہ لے آؤن اُسنے اجازت دی بھٹیاری بازار سے کھانا لائی مجھے
کہا تو بھی کھا مین نے اُسکے خوف سے انکار مناسب نہ جانا اُسنے مجکو اپنے ساتھ کھانا کھلایا
جب کھانے سے فراغت ہوئی بھٹیاری نے اُس موذی سے پوچھا تم کون ہو اُس
بدبخت نے کہا ای عورت کیا کہون عجب مصیبت مین مبتلا ہون کئی برس ہوئے میری اس
نازنین کے ساتھ شادی ہوئی اسوقت تک اسکی ہمبستری سے محروم ہون ہرچند سمجھاتا ہون
کسی طرح منظور نہین کرتی ناچار سفر کیا کہ شاید سیر و تماشے سے خوش و مسرور ہوکے مجھسے راضی ہو
اُسوقت تک تو یہ راضی نہین ہوئی ہی اگر تیری فہمائش سے یہ راضی ہوجائے تو مین تجکو بہت
خوش کرون بھٹیاری سمجھی کہ یہ آدمی مالدار معلوم ہوتا ہی پہلے ہی روز ایک وقت کے کھانے
کے واسطے ایک اشرفی میرے حوالہ کی اگر میری فہمائش کارگر ہوگئی تو مالامال کردے گا نظر
بر آن میرے جانب متوجہ ہوئی اور کہا ای خاتون اگر برا نہ مانو تو کہون مین بحالت مجبوری خاموش
بیٹھی تھی اُس بھٹیاری نے کہا سنو ای خاتون اصل امر یہ ہی کہ عورتون کے مقابلہ مین مرد بھولا ہوتا
ہی لیکن عورت عورت کے حالات سے خوب واقف ہوتی ہی اس انکار و احتراز کے بارے
مین میرے دو خیال ہین وہ یہ ہین کہ یا تو تمہارا تعلق دل کسی دوسرے سے ہی جو تم اپنے شوہر سے
ملتفت نہین ہوتین یا یہ کہ تمکو اپنے شوہر سے کسی نوع کا خوف ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی
کہ اپنے خیالات بے معنی اور توہمات لاطائل کو دل سے دور کرو اور اپنے شوہر کی ہمبستری
بخوشی منظور کرو میری نظر مین یہ جوان کچھ ایسا بدصورت بھی نہین ہی اور صاحب مال و دولت
ہی تعجب ہی کہ تمنے اسقدر عرصہ تک اس جوان سے علیحدگی کو نباہا اگر پیشتر سے تمکو مرد کی صورت
سے نفرت تھی تو بروقت شادی کے صاف صاف کہدیا ہوتا تاکہ یہ بیچارہ اس مصیبت مین
مبتلا نہوتا مین نے پھر بھی کچھ جواب نہ دیا جب وہ عورت سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہوگئی اُس
موذی سے کہا تو بیکار اس بارہ مین جد و جہد کرتا ہی اور اپنی عمر عزیز کے شب و روز کو اسکی
رضامندی کے انتظار مین ضائع کرتا ہی یہ عورت ہرگز منظور نہ کریگی اُسنے کہا ہی مین بھی سمجھتا
ہون لیکن کیا کرون کہ اسکی صورت پر بجان و دل فریفتہ ہون کسی طرح اسکی مفارقت دل گوارا نہین کرتا ؎
محبتی ست کہ دل را امید دار آرام ÷ وگرنہ نیست کہ آسودگی نمی خواہد ÷ ہر طرح اسکے ساتھ زندگی بسر
کرنا ہی ہر چہ بادا باد یہ سنکے وہ بھٹیاری خاموش ہو رہی جب صبح ہوئی وہ موذی مجھے ہمراہ

لیے ہوئے روانہ ہوا شہر کی بازارون اور عمارتون کو دیکھتا ہوا قریب اُس قصر رفیع کے
پہونچا باغ مین داخل ہوا چونکہ پیادہ پا صبح سے مسافت راہ طی کرنے مین مصروف تھا ماندگی اعضا
مین راہ پائے ہوئے تھے ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور مجکو بھی بٹھا لیا ہنوز
چند لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا یکایک ایک باغبان دور سے چلایا کہ یہ کون ہی جو بغیر اجازت باغ مین آ
مقیم ہوا چلا جا یہان سے ورنہ سزا سے سخت ملیگی اُس مردود نے کچھ سماعت نہ کی اُسی طرح اطمینان
سے بیٹھا رہا یہانتک کہ وہ باغبان قریب آیا مین اسوقت چادر چہرہ سے ہٹائے ہوئے
باغ و قصر کی کیفیت دیکھکے خدا کی قدرت کو یاد کر رہے تھے جونہین اُس باغبان نے میری
صورت دیکھی کچھ اپنے دل مین سمجھا اور آہستہ کہا ای جوان اس باغ شاہی مین کوئی بلا اجازت
داخل نہین ہو سکتا بلا تکلف یہان آ کے تیرا قیام کرنا تعجب خیز ہی معلوم ہوتا ہی تو مسافر تازہ
وارد ہی اور یہان کے حالات سے بالکل ناواقف ہی جو یہان چلا آیا تیرے حال پر مجکو
افسوس آتا ہی چل میرے ساتھ مین تجکو ایک جا مناسب مین بٹھاؤن ہم دونون اُسکے
ہمراہ روانہ ہوئے اُس موذی نے اثنا راہ مین کہا ای باغبان جہان تو نے ہمارے
حال پر اسقدر مہربانی کی ہی اسقدر اور مہربانی کر کہ ہمکو اندرون قصر کے کیفیت دکھا دے اُسنے
منظور کیا اور اُس قصر سرخ کے دروازہ پر سے گیا قفل کھولا قصر مین داخل ہو کے قصر کی سیر
کی سچ یہ ہی کہ اُس قصر کی آرائش دیکھکے خدا کی قدرت نظر آتی تھی اُس موذی نے کہا ای شخص
اگر تیری مرضی ہو تو مین چند لمحہ یہین استراحت کرون بعدہ اپنی راہ لونگا باغبان اُسوقت نیکی کے
دم مین تھا کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکے باغبان وہان سے چلا آیا اُس نابکار نے تخلیہ پا کے مجھسے پھر
وہی درخواست کی مین نے حسب دستور انکار کیا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور باہر قصر کے گیا
مین اندرون قصر مقیم رہی تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتی ہون کہ ایک صراحی شراب مع جام لیے
ہوئے چلا آتا ہی جب میرے قریب آیا جام شراب مملو کیا پہلے خود زہر مار کیا پھر مجھسے ورغلوا
کی مین نے سکوت کیا اُسنے جام شراب میرے منہ سے لگا دیا مین نے جھنجھلا کے جام پر ہاتھ
مارا جام زمین پر گرا اُسنے نظر قہر و غضب میرے جانب دیکھا اور خاموش ہو رہا پھر جام زمین
سے اُٹھایا اور بار دیگر صراحی سے شراب انڈیل کے پی گیا جب چند جام کی نوبت آئی دماغ
گرم ہوا دیوانون کی طرح بکنا شروع کیا اُسوقت محمود شاہ کا وزیر دست راست حسب اتفاق
اُس طرف سے گذرا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہی بہت حیرت ہوئی سوچا محمود شاہ نے
بضرورت یہان کسی کو بھیجا ہی بلا تکلف قصر مین چلا آیا ہم دونون کو دیکھ کے تا دیر سکوت مین کھڑا
رہا کبھی میری صورت دیکھتا تھا اور کبھی اُس نابکار کو دیکھتا تھا پھر باغبان کو باغ سے بلایا پوچھا
یہ کون زن و مرد ہین جو اسطرح بلا تکلف قصر شاہی مین مقیم ہین تجکو اپنی جان کا خوف نہین ہی جو ان
دونون کو قصر مین آنے دیا دیکھ کیسی سزا سخت تجکو دیتا ہون باغبان نے کہا خداوند اصل یہ
ہی کہ مین بھی ان دونون سے مطلق واقف نہین ہون بجز آج کے انکو کبھی نہین دیکھا باغ مین دیکھا
مین سمجھا کہ بظاہر صورت سے شریف معلوم ہوتے ہین اور مسافرت کی وجہ سے یہان کے

رسم و آئین سے بالکل ناواقف ہین اس حالت مین انکے حال سے تعرض کرنا مناسب نہ جانا سکوت
اختیار کیا انھون نے قصر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی مین نے قصر کا دروازہ کھول کے یہان کی
سیر کی اجازت دی یہ نہین تھا کہ یہ دونون اسقدر عرصہ تک یہان قیام کرینگے اب جو کچھ حکم ہو انکے
ساتھ سلوک کیا جاوے وزیر نے کہا ان دونون کی مطلق خطا نہین ہے کیونکہ یہ ناواقف ہین البتہ
تجکو سزا دینا فرض ہے کہ تو نے انکو یہان آنے دیا اب جاتا ہون اور بادشاہ کو اس تیری بیباکی سے
مطلع کرتا ہون آمادۂ مرگ ہو جا وہ موذی اٹھا اور وزیر کے روبرو دست بستہ کہا ای صاحب
تم اسقدر ناراض کیون ہوتے ہو اگر تمھاری مرضی نہین ہے ہم ابھی بیرون قصر چلے جاتے ہین اور یہ
جام شراب سے مملو کرکے وزیر کی طرف بڑھایا اور کہا بادشاہ کے پاس تو جاتے ہو میری دعوت
تو قبول کر لو وزیر نے کہا ای شخص اس دعوت سے مجھے معاف رکھو ہم مسلمان ہین ہمارے مذہب
مین شراب حرام مطلق ہے آہستہ کہا واہ جس شی کو بیشتر سلاطین استعمال مین لائین اسکا حرام ہونا عقل
مین نہین آتا کہنے کے واسطے زبان منہ مین ہے جو کچھ جسکا دل چاہے کہے وزیر نے اور میری صورت
دیکھی اور خاموش ہو رہا اس موذی یعنی ملازم توریچ نے جو وزیر کی نظر بچاکے میری جانب
دیکھی مجھکو ایک گوشہ مین لیگیا اور کہا ای نازنین اسوقت تو مین نے تیری رعایت کی یعنی باوجود انکار
و احتراز کے مین تیری ہلاکت کے درپے نہین ہوا لیکن اب مین تجھسے ایک دوسرا کام لینا چاہتا
ہون وہ یہ ہے کہ یہ وزیر شراب پینے سے انکار کرتا ہے تو یہ کام کر کہ تجکو دو چار جام شراب کے اپنے
ہاتھ سے پلا مین اپنے کو دانستہ غفلت مین ڈال دونگا تو کسی ایسے انداز سے شراب کی دعوت
کر کہ وہ پی لے اگر یہ کام تیری وجہ سے انجام پا جاویگا مین وعدہ کرتا ہون کہ پھر کسی طرح درخواست
نہ کرونگا بحفاظت تمام تجکو تیرے مکان پر پہونچا دونگا اسوقت مین نے اپنے دل مین یہ خیال
کیا کہ اگرچہ یہ ایک حرکت ناجائز ہے تاہم یہ مثل مشہور ہے ؏ روا است شرع [illegible]
اگر اس تدبیر مین میری رہائی کی صورت پیدا ہو جاوے تو کیا مضائقہ کی بات ہے چنانچہ مین نے اس
نابکار کو دو چار جام شراب کے اپنے ہاتھ سے دیے کچھ تو اسکا دماغ شراب کی وجہ سے گرم تھا
کچھ وہ دانستہ اپنے کو غافل بنا کے علیحدہ جا کے دراز ہوا اب مین وزیر کے جانب متوجہ ہوئی
ایک جام شراب سے مملو کیا اور وزیر کے منہ کے پاس لیجا کے کہا ای جوان ہماری خوشی یہ ہے
کہ تو اس جام کو پی لے آہستہ انکار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مین نے کہا بس اب عذر نہ کرنا ورنہ مجکو
سخت ملال ہوگا وزیر نے وہ جام پی لیا چند لمحہ مین وزیر کا دماغ گرم ہوا مجھسے مذاق کرنے لگا
اس طرف ملازم توریچ اٹھا اور وزیر کے قریب آکے کہا کیون صاحب مین نے جو شراب کی دعوت
کی تمنے قبول نہ کی اس نازنین کے ہاتھ سے بلا تکلف جام کو منہ سے لگا لیا یہ کیا حرکت تھی وزیر
اسی طرح نشۂ شراب مین بکتا رہا چونکہ رات ہو گئی تھی وزیر نے نشۂ شراب مین کہا دو چار کنول روشن
کرو ملازم توریچ نے اسکا اشارہ پاکے تمام جھاڑ کنول روشن کر دیے وہان شہر مین محمود شاہ
اپنے محل کے کوٹھے پر بیٹھا تھا جانب قصر جو نظر کی دیکھا قصر مین روشنی ہے متعجب ہو کے
ملازمون سے کہا دیکھنا قصر مین روشنی کیسی ہے ملازم وہان دوان قصر مین آئے دیکھا وزیر مع دیگر

فرخ زن و مرد کے قصر مین بیٹھا ہی اور ملازم نوریج کو دیکھا کہ یہ غزل گا رہا ہی غزل

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہوگیا
جسم سے نکلا جو مرغ روح بلبل ہوگیا
تیری ابرو سا اثر کا ہیکو رکھتا ہی سہیل
آگ سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہوگیا
یہ اثر عنبر کی رنگت کا ہی یا اعجاز ہی
تیرہ بختی مین تو مین بھی مثل کاکل ہوگیا
کیا چلی باد بہاری ای جنون خود بخود

ابتو ساقی کی جدائی مین میرا قتل ہوگیا
اسقدر مضمون لکھے کاکل محبوب کے
گل سے بھی خوشبو زیادہ کاغش کاکل ہوگیا
پیر مرنے سے ہوا ای نوجوان ہرگز ہلیا
پنجہ صیاد مین مرغ چمن گل ہوگیا
واہ کیا پیر مغانکا ہی تصرف میکشو
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہوگیا

بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے
ریشہ بھی اپنے قلم مین تار سنبل ہوگیا
عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجاز خلیل
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہوگیا
پاس ہون لیکن نہ دیکھا ایکدن چہرہ ترا
محتسب کا اب سخن تکیہ بھی الل ہوگیا

وہ ملازم محمود شاہ کے پاس واپس آئے اور حقیقت حال کو بیان کیا محمود شاہ نہایت برہم ہوا اور اسیوقت اٹھ کھڑا ہوا قصر مین آیا عجب تماشا دیکھا کہ وزیر ایک طرف عالم بیخودی مین ملار گا رہا ہی اور دوسری جانب ایک اجنبی جن عجب بےتکی اڑا رہا ہی گلا پھاڑے ڈالتا ہی تمام شیشہ آلات قصر مین روشن ہین ایک جانب مین بھی سر جھکائے بیٹھی یہ تماشا دیکھ رہی تھی محمود شاہ میرے قریب آیا اور رکھیکے پوچھا ای نازنین تو کون ہی اور کس طرح یہان آئی مین نے تمام حقیقت اپنی بیان کی بادشاہ نے میرے حال پر افسوس کیا اسی وقت اپنے وزیر اور اُس موذی یعنے ملازم نوریج کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا مجکو اپنے ہمراہ اپنے محل مین لیگیا حمام کے بعد لباس مکلف پہنایا پھر بکمال آہستگی کہا ای نازنین اگر تو منظور کرے تو مین تیرے ساتھ عقد کرنے کو مستعد ہون اور اگر نامنظور ہو تو کچھ جبر نہین ہی تجکو تیرے وطن مین پہونچوا دون مین نے کہا ای بادشاہ میری خوشی یہی ہی کہ مین اپنے وطن مین پہونچ جاؤن اُسنے چند ملازم میرے ہمراہ کیے اور بخوشی خاطر رخصت کیا اثنای راہ مین بعد زوال آفتاب یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایان ہوا اور مجکو اٹھا لیگیا جب آنکھ کھولی اپنے کو یہان پایا حمزہ ثانی ملکہ آذر چہرہ کی زبانی اس قصہ کو سنکے بہت متاسف ہوئے کہا ای آذر چہرہ دنیا عجب مصیبت کی جگہ ہی تو سخت زحمت مین مبتلا ہو گئی تھی بارے ہزار ہزار شکر اُس خدای قادر و توانا کا کہ تو بخیر و عافیت اُس موذی کے دست ظلم سے رہا ہو گئی اب تیرا کیا ارادہ ہی آذر چہرہ نے عرض کی شہریارا اب مین ارمنوحصار مین جانا چاہتی ہون نہین معلوم وہان کا کیا انتظام ہی حمزہ ثانی نے اُسے اُسکے وطن کے جانب رخصت کیا شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کیا اس انگشتری کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی نے فرمایا میری رای یہ ہی کہ اس انگوٹھی کو کسی مقام محفوظ مین دفن کر دینا چاہیے اگرچہ یہ ایک شی بکار آمد ہی تاہم فساد کا باعث ہی آج ہمارے قبضہ مین ہی کام لیتے ہین کل کفار کے قبضہ مین آجاوے گی اور وہ ہنگامہ عظیم برپا کرکے اسکی مدد سے اہل اسلام کا خون کرینگے ؎ چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ٭ بدیع الملک نے عرض کی پھر اسکو کہان دفن کیا جاوے حمزہ ثانی نے فرمایا جہان مناسب سمجھو بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک جزیرہ ہمیشہ بہار سے بہتر مقام اس کام کے واسطے نہین ہی حمزہ ثانی نے کہا وہ بھی لیکن یہ کام تمہی سے انجام پانا مناسب ہی بدیع الملک اُس انگشتری کو لیے ہوئے جزیرہ

ہمیشہ بہار کے جانب روانہ ہوا

شاہزادہ بدیع الملک کو انگشتری سلیمانی کے دفن کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال نکبت مآل فرعون ثانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا
بوسۂ گل کو بعد بربادی چمن یاد آگیا
ہون وہ وحشی زیست بھر بھولا نہ اپنا گھر
شمع کو جس شب مرا بیت الحزن یاد آگیا
وادی غربت مین جس دم ہوگیا جوش جنون
میکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا
اپنے سر کو پھوڑ کر جان دی نہ شیرین کیون دون

یاسمن کو دیکھکر اُسکا بدن یاد آگیا
گھر بناؤن خاک اس وحشت کدہ مین صحرا
جب کفن پہنا تو مجکو پیرہن یاد آگیا
تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرقت مین جہان
ہاے کیا مجکو وہ کفش سنگ زن یاد آگیا
جب نہایا مین تو آیا غسل میت کا خیال
بیستون پر مجکو تیشۂ کوہکن یاد آگیا

آج مجکو دشت وحشت مین وطن یاد آگیا
آگئے جب مرد و در مجکو گور کفن یاد آگیا
سر سے پاتک اپنے شعلہ کیطرح تھرا گئی
ای پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا
توڑ ڈالا مین نے جو پیمانہ مے مست شو
اسطرح جب ہونے لگے پرزے کفن یاد آگیا

سحر بیان روایات عجیب و کاشفان حکایات غریب حال نکبت مآل فرعون ملعون مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب چند روز ایک وہ مردود رب ودود کوہ بلور پر بہرام تہمتن حاکم کوہ کی دعوتین زہر مار کرچکا اور جشن کیفیت ولطف سے محظوظ ہوچکا چونکہ خداپرستون کا کھٹکا لگا ہوا تھا راتون کو سوتے سوتے چونک پڑتا تھا آخر ایک روز بسبیل تذکرہ پیران ویوکش سے کہا ای بندۂ خاص ہمارے چونکہ تو نظر کردۂ خداوند ہی اس رمز کو خوب سمجھ سکتا ہی کہ باوجود سرتابی و انحراف بندگان خداوند کا کیا فرض ہی یعنی یہ کہ اُن منحرفون اور منکرون کو رحمت کی نظر سے دیکھے ورنہ اُنکا ٹھکانا کہان پیران ویوکش نے اُس مردود کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند تیرے بندے تیرے فرزندون کی جگہ سمجھے جاتے ہین واقعی اگر تیری رحمت کی نظر اور پدرانہ شفقت اُنکے حال پر نہو تو وہ کسی طرف کے نرہین مگر ای خداوند تیری اس تقریر سے اصل غرض کیا ہی آیا ہماری طرف سے تیری پرستش مین کسی طرح کا قصور نادانستہ واقع ہوا تو اُسے معاف کر فرعون نے کہا ای پیران تو خائف نہو مین نے تیری نسبت کچھ نہین کہا ہی بلکہ اسوقت خدا سے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے خیال نے خطور کیا کہ وہ کسی طرح راہ راست مین قدم نہین رکھتے بلکہ ای پیران تیرے خداوند کی تذلیل اور ہلاکت کے درپی رہتے ہین کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ وہ مجبور ہوکے میری بندگی اختیار کرین پیران نے کہا ای خداوند اُنکی سرتابی اور بے ادبی کی سزا تجھسے زیادہ کون دے سکتا ہی ہم تیرے کمترین بندے حاضر ہین جو حکم ہو بسر وچشم بجالائین بہتر ہوگا اگر اس بات کا ذکر بہرام تہمتن حاکم کوہ سے بھی کرلیا جاوے دیکھین وہ کیا کہتا ہی فرعون نے کہا شاباش تیری عقل سلیم پر کیا بات کہی ہی چل ابھی چلکے اس بارہ مین اُس سے مشورہ کرین وہ دونون یعنی فرعون اور پیران تہمتن کے پاس آئے بہرام تہمتن دنگل سے اُتر آیا فرعون کو سجدہ کیا ثنا وصفت خداوندی بجالایا العلیم والحکیم کے بعد اُسکے روبرو نہایت ادب سے بیٹھ گیا اور پوچھا کہان اسوقت نزول اجلال ہوا فرعون نے وہی ذکر مسلمانون کا بیان کیا بہرام تہمتن نے کہا ای خداوند اسوقت مجکو جو کچھ طاقت ہی وہ سب خداوند ہی کے نظر رحمت کا سبب ہی اس بارہ مین خود کچھ

کی کیا ضرورت ہی انچہ مرضی مولے ازہمہ اولے ہان اس بارہ مین تو میری پیشتر ہی سے یہ راے
تھی کہ کسی طرح مسلمانون کو سرتابی کی سزا دینا چاہیے اگر خداوند ذکر نہ فرماتے تو مین خود اس بارہ مین
ذکر کرتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ اس اثنا مین دیکھا نسیم تیز رفتار بہرام تہمتن کا عیار اور مہتر کذاب
فرعون کا عیار دونون چلے آتے ہین مسلمانون کے خوف سے فرعون ملعون کا دم فنا ہو رہا
رہا تھا مہتر کذاب کو متوحش دیکھکے زیادہ تر گھبرایا کہا کیا خبر ہی اُسنے کہا اے خداوند خدا پرست
قلعہ آہن تاب پر پہونچ گئے تمام قلعہ کو مسخر کر لیا تورج بدرگ حرامی بھی پسپا ہوا عنقریب یہان
پہونچ کے خداوندی کی مدد و حمایت کا طالب ہوگا یہ خبر سنکے فرعون اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور پھر فوراً اُسی جگہ بیٹھ گیا اور کہا اے مہتر کذاب یہ خوب ہوا کہ تورج بدرگ میرے پاس آتا
ہی اُسکی آمد سے حسب مراد کام انجام پا جاوے گا کیونکہ وہ مسلمانون سے خاص قسم کی قرابت
رکھتا ہی یہ ہماری توفیق تھی کہ تورج بدرگ مسلمانون سے منحرف ہوکے ہماری خداوندی کا قائل
ہوا یکایک سامنے سے تورج نمودار ہوا سر برہنہ بدحواس گریبان چاک سر پر خاک آتے ہی
فرعون کو سجدہ کیا پھر دونون ہاتھون سے سر پیٹا اور کہا اے خداوند صاحب قدرت و جلال تیرا
جلال کسوقت کام آوے گا کیون نہین خداپرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرتا انکو پامال کرنا چاہیے
ہر مرتبہ تیرے بندگان خاص کو زک دیتے ہین کسی سے نہین دبتے ہ اے خداوند صاحب اجلال
جلد کر ان سبھون کو تو پامال + فرعون نے بکمال آسانی کہا اے بندۂ خاص ہمارے اطمینان
رکھ گھبراؤ نہین جلدی کیا ہی دیر آید درست آید نہین سمجھتا کہ اسوقت ہمنے کیون تامل کیا خیال تھا کہ
مسلمان راہ راست پر آجاوینگے مگر اب بخوبی یقین ہو گیا کہ وہ نہ مانینگے تیرا فرض یہ ہی کہ جہانتک
فوج و لشکر جمع ہو سکے جمع کر اور مسلمانون پر حملہ آور ہو مین بھی تیرے ہمراہ ہونگا ہر چند کہ فوج و لشکر
کی کچھ ضرورت نہین ہی ممکن ہی کہ ایک ادنی اشارہ مین اسقدر پتھر آسمان سے اُنکے سرون پر
برساؤن کہ سب ایک مرتبہ دفن ہو جائین مگر کیا ضرور ہی جس حیثیت سے ہمنے دنیا کو پیدا کیا ہی
اُسی حیثیت سے کیون نہ مجبور کرین تاکہ محل شکایت نہ رہے علاوہ بریں اس صورت مین ایک
یہ بھی حکمت ہی کہ بعضون کی ہلاکت کے بعد بقیہ شاید مجبورانہ میری بندگی اختیار کرین تورج
بدرگ نے دست بستہ عرض کی اے خداوند جو کچھ ارشاد ہوا بہت درست ہی لیکن مجھسے فی الحال
اسقدر فوج نہین فراہم ہو سکتی کہ مسلمانون کو پسپا کر سکون فرعون نے اُسیوقت چار سو نامہ
تیار کروا لیے اور مہتر کذاب عیار سے کہا اے عیاران جانب اب تیرا یہ کام ہی کہ کسی طرح بعجلت
یہ نامے اطراف و جوانب مین سلاطین کو پہونچا راوی کہتا ہی کہ فرعون ملعون نے وہ نامے اس
مضمون کے مختلف طرز عبارت مین لکھوائے تھے پہلے اپنے کفر و ضلالت کی تعریف جیسے کہتے
ہین اپنے منہ میان مٹھو بعدہ اپنے مقربان بارگاہ کی صفت کی کہ اُنھون نے ہماری اس اس طرح
اطاعت و فرمانبرداری کی اُسکے عوض مین ہمنے اُنکو ایسے ایسے اعلیٰ مرتبہ دیے اس بیہودگی کے
بعد یہ لکھا تھا کہ اے ہمارے بندو کس خواب خرگوش مین ہو ہوشیار ہو جاؤ تمہارے خداوند
کو فی الحال سخت ضرورت الحق آ پڑی ہی یہ وقت خداوندی کی قربت حاصل کرنے کا ہی پھر ایسا وقت

کبھی ہاتھ نہ آئیگا فی الحال بہشت میں ہمنے کثرت سے لعل و زمرد کے قصر رفیع الشان بنائے ہین
اُنکی تعریف کی کچھ ضرورت نہین ہی تم سب جانتے ہو تکفئہ الاشارہ بس اشارہ کافی ہی ایسی عجلت کو
کام مین لاؤ کہ کھانا و پان کھاؤ تو ہاتھ یہان آ کے ہمارے سامنے دھوؤ تاکید جانو نہین پچتاؤ گے
ہاتھ مل کے رہ جاؤ گے بعد مین کیسی ہی ہماری بندگی کرو گے مگر آخرالامر جہنم کی آگ مین جلو گے اختصار
ہی پسند تمام طول کلام سے کیا کام فقط جب اس مضمون کے نامے ملفوف ہو چکے تھے تب کذا اسنے
نے اپنے شاگردون کو جمع کیا اور ایک ایک دو دو نامے دیکے روانہ کیا سلاطین ضلالت شعار
کے پاس وہ نامے پہونچائے ہر ایک نے فرعون ملعون کے نامے کو عزت سمجھ کے سر پر رکھا
بوسہ دیا لفافہ چاک کیا مضمون مندرجہ سے آگاہی حاصل کی بعضے نامہ کی تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے
سات مرتبہ نامہ کے گرد گھومے بعدہ ہر ایک نے فوج جمع کی فرعون ملعون کی مدد کو فوج کثیر ہمراہ
لیکے روانہ ہوا سب سے بیشتر بہرام پنجہ کش چالیس ہزار سوار کی جمعیت لیکے فرعون
کی خدمت مین پہونچا سجدہ کیا اور دست بستہ عرض کی اے خداوند ہم تیرے بندے تیرے فرمان
کے موافق حاضر ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین خداوند کو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہی فرعون
نے کہا اے بہرام مسلمانون نے سر اُٹھایا ہی تیرے خداوند کا دم ناک مین کرنا چاہتے ہین خداے نادیدہ
کی پرستش کو رواج دینا چاہتے ہین اُسنے کہا کیا مجال ہی ہم بندے کسواسطے ہین ہرگز خداے نادیدہ
کی پرستش کو مروج نہونے دینگے ایک ایک مسلمان کو تہ تیغ کرینگے فرعون نے کہا اے
بہرام ہم بھی تیری جانفشانی کے عوض مین تجکو بہشت مین قصر زمرد مین عطا کرینگے بعد اسکے
طوفان ناوک انداز چالیس ہزار ناوک انداز کی جمعیت سے آیا اور فرعون کو سجدہ کیا ثنا و صفت
خداوندی بجا لایا پھر اسفندیار فیل سوار فوج دریا موج ہمراہ لیے ہوئے آیا اُسنے بھی
فرعون کو سجدہ کیا اور اسی طرح اعماس شیر سوار شریا ششمشیر زن مریخ تیغ زن
چالیس چالیس پچاس پچاس ہزار کفار ضلالت شعار کی جمعیت سے یکے بعد دیگرے فرعون کی
خدمت مین حاضر ہوئے سب نے فرعون کو سجدہ کیا تمام کوہ بلور کثرت فوج سے مملو
ہو گیا بہرام شہتن بادشاہ کوہ بلور نے ہر ایک بادشاہ کی دعوت کی بعد جمع ہو جانے ان تمام
سلاطین کے فرعون نے بہیئت مجموعی تمام سلاطین کی دعوت کی اور ایک جشن عظیم قرار دیا
از سر نو آراستگی و اہتمام کی دھوم ہوئی تین روز تک ہنگامہ جشن برپا رہا خوب خوب ناچ نوش
کے جلسے ہوئے چوتھے روز فرعون نے تمام سلاطین اور معتقدین کو ایک جا جمع کیا وسط
مجمع مین ایک جاے بلند پر استادہ ہوا اور بآواز بلند کہا اے ہمارے بندگان خاص و اے معتقدان
با اختصاص اس بات سے تم خوب واقف ہو کہ اپنی جانب کو تمہاری کمک اور مدد کی کچھ ضرورت
نہ تھی کیونکہ اپنی قدرت خداوندی سے ایک لمحہ مین تمام مخالفین کو نیست و نابود کر سکتا ہون مگر سبھی
تمکو طلب کیا چنانچہ تم سب میرے حکم کے بموجب حاضر ہوئے اسکا سبب یہ ہی کہ تم سب پر میرے
رحم و کرم کا حال بخوبی حالی ہو جائے ایسا نہو کہ کسی وقت مین خداپرست اس بات کی شکایت کرین
کہ دنیا کے قاعدہ کے موافق ہمنے مقابلہ کر کے ہمپر غلبہ پایا اور ہمکو ہمارے قاعدہ کے موافق

تنبیہ نکی اور سچ تو یہ ہی کہ مجکو خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے حال پر رحم آجاتا ہی کہ کس انتظام
سے انکو خلق کیا تا اینکہ بصحت وسلامتی جوان کردیا کیا منحرف ہونیکی سزا دون شاید کسی وقت اپنے
معبود برحق کو پہچانین اور راہ راست پر آجاوین جیساکہ تمنے بیشتر سنا ہوگا کہ مسلمانون کے مقابلہ سے
سے قطع نظر کرکے چلا گیا تھے کہ قصر معلق کے منہدم ہونے سے بھی انکے نیست و نابود کرنیکا ارادہ
نہین ہوا ہان اب انکو معقول سزا دینے کی فکر کسی قدر پیدا ہوئی ہی تم سب بلاخوف و خطر انسے مقابلہ
کرکے انکو پسپا کرو مین اس بات کا وعدہ کرتا ہون کہ انکے ہاتھ سے تمکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچے گی
ہر وقت مجکو اپنی پشت پر سمجھنا بہرام پنجہ کش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فرعون کو سجدہ
کرکے کہا ای خداوندا جو کچھ تونے بیان کیا اسکو ہم بغیر تیرے بیان کے بخوبی سمجھتے ہین مگر اب ہم
تجھسے اس بات کا عہد لینا چاہتے ہین کہ اسوقت تک جو کچھ تونے خدا پرستون کی سرکشی پر
صبر کیا اور رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ دیا تیری مشیت تھی کسی کا کیا دخل مگر اب کسی وقت مین انکی
رعایت نکرنا فرعون نے سر جھکا کے سکوت کیا اسفندیار فیل سوار بھی اٹھ کھڑا ہوا
اور کہا ای خداوندا اب یہ محل سکوت کا نہین ہی آخر رحم و کرم کی بھی ایک حد ہوتی ہی ہم خوب جانتے
ہین کہ خدا پرست تیرے رحم و کرم کی حالت مین روز بروز سر اٹھاتے جاتے ہین اور چند روز
اور اسی طرح کا تیرا رحم و کرم رہیگا تو کوئی تیرا بندہ انکے ہاتھ سے زندہ باقی نہین رہیگا تو اپنے
پرستشون کو تو اپنے بندگان خاص سے خالی کردیا آخر دوزخیون کو کس وقت کے واسطے بنا رکھا
ہی تجکو اسوقت ضرور بہرام پنجہ کش کی درخواست کے موافق صاف الفاظ مین وعدہ کرنا ہوگا
فرعون ملعون نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای ہمارے بندگان خاص یہ
کیا غضب کرتے ہو کہ مجھسے ایسا سخت عہد لیتے ہو جسوقت میرے رحم و کرم کا دریا جوش
مین آئیگا اسوقت کس طرح اپنے عہد و اقرار کا پابند رہ سکونگا اس مرتبہ اغماس شیر سوار
بھی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند یہ ہرگز نہوگا کہ باوجود عہد و اقرار کے مسلمانون کے مقدمہ مین
رحم و کرم کو دخل دیا جاوے پھر تو تمام سلاطین یکے بعد دیگرے اٹھے اور اغماس شیر سوار
کی تقریر ادا کی فرعون نے کہا خیر تم سب کی خوشی اگر اسی مین ہی تو مین اقرار کرتا ہون کہ اس مرتبہ
مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرونگا تمام سلاطین کفار کو اطمینان ہوا تیاری جنگ مین مصروف ہوئے

اب فرعون ثانی کو مع جملہ سلاطین کفار کو تیاری جنگ مین مصروف رکھا جاتا ہی
اور حال فیروزی تاج جامی وبن سجانی یعنے حمزہ ثانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

تیرے جانے ہی ہوا رنگ چمن بے جا بجا
پرستون پہ نقش شیرین کوہکن ہو جائیگا
نام سرہنگے نہ تمغہ آفتاب مہتاب بین
پیوستہ وصل ہا رخ کو تن بیرہن ہو جائیگا
وقت ساقی مین نکلیگا لب ہو جائیگا شراب
رحم بھی بہر نکس خراری ہی تن جائیگا

ہر رگ گل جو ہو وہ برگ یاسمن ہو جائیگا
ای جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائیگا
چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہو جائیگا
ایسی تحریر زاہری انکھین مین ای صیاد خلق
اب دہان شیشہ زخمونکا دہن ہو جائیگا
مین نہین سحر ان سلامت مین اگر داغ جنون

کام ہو گا جب مرا شیرین دہن ہو جائیگا
جو لگا دیگا وہ پتھر جسم و تن ہو جائیگا
فکر عریانی نہین ناتوان عشق کو
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائیگا
ہو گئے رنجیدہ جو تلوار یارنگا مجھے
پیرہن سے جب انکی آستین پیرہن جائیگا

اور جانب کو جائیگا جب دیار یار سے
خط سے نقش انکا چاہ ذقن میں جائیگا

خضر بھی مل جائیگا تو راہزن ہو جائیگا
تو اسیر پیرا سے مرد سخندان

سیکڑوں ڈوبے ہیں عاشق چاہ حسن کے
چنین آشکارا گشد راز پنہان

کہ حمزۂ صاحبقران قلعہ آہن تاب پر بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز تھے تمام سرداران ذی عزت و شان اپنے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے تھے سریر خسروانی پر حارث بن سعد جلوہ گر تھے یکایک عیار لشکر اسلام کا آہو تگ نام مع چند جاسوسان ہمراہی بارگاہ عالم پناہ میں گرد آلود عرق میں تر درانہ داخل ہوا حارث نے آہو تگ کو بحیرت دیکھکے حمزۂ ثانی کے جانب دیکھا حمزۂ ثانی نے گھبرا کے پوچھا ای آہو تگ تو اسوقت اپنی حالت عجیب کہاں سے آتا ہی اُسنے کہا

کہ ای شہریار فلک بارگاہ
بالہام مقرون ہمہ کار تو
ہمہ قول و فعلت بہ ادلکشا

سعلی جناب تو عالم پناہ
خداوند عالم مددگار تو
رضا تو بنیک رضا خدا

فلک بر ورشت بہر افگندگا
غلامان بدل نقش تو کندہ اند

زمین بر ابدات تو پابندگی
بنامت نگین قرار تابندہ اند

ای صاحبقران گیتی ستان و ای سکندر حشمت و دارا دربان خادم اسوقت کوہ بلور کے جانب سے چلا آتا ہی حمزۂ صاحبقران نے پوچھا وہاں کی کیا خبر لایا ہی اُسنے کہا شہریار جلد ہوشیار ہو جائے کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہوا اور وقتاً فوقتاً وہ مجمع بڑھتا جاتا ہی فرعون ثانی نے جوانب و اطراف میں نامے بھیج کے سلاطین کفار کو مدد کے واسطے بلایا ہی اور روز جشن ہوتا ہی خادم وہیں موجود تھا کہ فرعون ثانی نے تمام سلاطین کو ایک جا جمع کر کے کہا کہ تم لوگ ایسی کوشش کرو کہ خدا نا کرے وہ مسلمان نام کو نہ باقی رہین اور بھی مزخرف تقریر کی جسکی نقل بھی کفر میں داخل ہی عنقریب کفار یورش کرین گے یہان جسقدر فوج ہی وہ کفار کی سرکوبی کے واسطے کافی نہین معلوم ہوتی اگرچہ خادم کی گذارش مستند نہ سمجھی جاوے تو یہ جاسوس بھی وہاں موجود تھے انسے بھی اس حال کو دریافت کر لینا چاہیے بہرصورت غفلت کرنا ہرگز مناسب نہین ہی حمزۂ ثانی اس خبر کو سن کے کمال متوحش ہوئے سرداران راست و چپ کے جانب دیکھا بعض سرداروں نے دست بستہ عرض کیا ارشاد ہوتا ہی ہم سب تابع فرمان تعمیل حکم کے واسطے بجان و دل موجود ہین حمزۂ ثانی نے فرمایا ہان یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ تم سب دلاور موجود ہو میرے حکم کی تعمیل کرو گے مجکو اسوقت حیرت یہ ہی کہ وہان کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہی اور یہان سب موجود ہین لیکن شاہزادہ بدیع الملک نہین ہی وہ انگشتر سلیمانی لے کے جزیرۂ ہمیشہ بہار کے جانب روانہ ہو گیا اگرچہ ایک شخص کے نہ موجود ہونے سے یہ کام ملتوی نہین رہ سکتا تاہم وہ شاہزادہ دلاور بھی ایک جوان دلاور ہی اُسنے بیشتر اوقات کفار کو پسپا کیا ہی اگر وہ بھی موجود ہوتا تو بہتر تھا میری راے یہ ہی کہ اسقدر توقف کر لیا جاوے کہ بدیع الملک جزیرۂ ہمیشہ بہار سے یہاں واپس آ جاوے حارث بن سعد بادشاہ نے کہا ای والا قدر میرے نزدیک یہ موقع شاہزادہ بدیع الملک کے انتظار کا ہرگز نہین ہی اگر کفار نے دفعتاً یورش کی تو پھر کچھ نہ ہو سکیگا فوراً کوہ بلور کے جانب کوچ کرنا چاہیے یا تو شاہزادہ بدیع الملک کو بذریعہ تحریر اطلاع دی جاوے کہ کوہ بلور کے جانب فرعون ملعون کی سرکوبی کے واسطے مع فوج اسلام جاتے ہین تم جزیرۂ ہمیشہ بہار میں انگشتری سلیمانی دفن کر کے کوہ بلور کے جانب آنا یا یہ کہ ہمارے

کوچ کرنے کے بعد بدیع الملک کو یہان پہونچ کے خود معلوم ہو جاے گا اور بالیقین وہ جوان دلاور
اسوقت کوہ بلور پر پہونچے گا اور آیندہ اور جو کچھ سب کی راے ہو اُسپر عمل کرنا چاہیے حارث
بن سعد بادشاہ اسلام کی یہ راے سن کے حمزہ ثانی نے سکوت کیا سردارون نے کہا شہریار
واقعی یہ وقت تامل و انتظار کا نہین ہے بادشاہ اسلام کی راے اسوقت مین بہت صائب ہے ہم سب
یہان اس انتظار مین غافل رہین اور فوج کفار یہان پہونچ کے یورش کرے تو پھر کیا ہوگا حمزہ
نے فرمایا اگر یہی تجویز سب کے نزدیک مناسب ہے تو ابھی سے کوچ کا بند و بست کرو سب سرداران
لشکر اسلام اُسیوقت اُٹھ کھڑے ہوے جانوران باربرداری آگئے خیمے وغیرہ بار ہوے
صدہا چھکڑون پر غلہ بار ہوا اشتران پرندہ پہ بارگاہ سلیمانی کا اٹالہ بار کیا گیا عدیل بن عادی کے
ہمراہ اہتمام و انتظام کرتے ہوے پانچ ہزار یا پانچ سو چھپن جوانان شمشیرزن و دلاوران شیرافگن
اسپان تازی و مرکبان عراقی صبا رفتار و برق کردار پر سوار مسلح و مکمل جملہ فنون سپاہگری مین اکمل
چست و خیز کرتے کوہ بلور کے جانب روانہ ہوے بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلعہ
آہن تاب کوہ بلور سے چار سو فرسنگ کی دوری پر تھا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ کرتے قریب
کوہ بلور کے جا پہونچے نسیم تیز رفتار عیار بہرام شہمتن حاکم کوہ بلور کسی ضرورت سے
چلا جاتا تھا اُسکو دور سے سپاہی معلوم ہوے چونکہ یہ عیار نہایت چست و چالاک تھا بہ تیزی تمام
اُسی جانب روانہ ہوا جسطرف سے وہ سپاہی نمایان ہوے تھے جب قریب پہونچا فوج اسلام
کے سقے دکھائی دیے سمجھا کہ ضرور فوج اسلام اس طرف آتی ہے وہین سے اپنے خیمہ کی پہلے
پیران دیوکش کے پاس آیا پیران دیوکش اُسوقت کچھ احکام متعلق حکومت جاری کر رہا
تھا نسیم کو جو اسیا باختہ دیکھکے حال پوچھا اُسنے کہا کیا بیخبر بیٹھا ہے جلد اُٹھ کے فوج و لشکر کا بند و بست
کر فوج اسلام ہزارہا نفر اس طرف چلی آتی ہے مین ابھی اس حال کو دریافت کیے چلا آتا ہون یہ سنکر
پیران دیوکش نے فوراً وہ تمام احکام ہاتھ سے پھینکدیے اور بخط مستقیم نسیم کو ہمراہ لیے
ہوے بہرام شہمتن حاکم کوہ بلور کے پاس پہونچا کہا شہریار اسوقت نسیم تیز رفتار نے عجب
متوحش خبر سنائی ہے بہرام شہمتن نے نسیم سے کہا کیا خبر لایا ہے اُسنے فوج اسلام کی آمد کا حال
بیان کیا بہرام شہمتن نے ہنسکے کہا پھر کیا تردد کی بات ہے یہان خداوند موجود ہے اور سب سے
وعدہ کر چکا ہے کہ ہم اپنے بندون کی حمایت کرین گے اور مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرین گے
اگر خداپرست یہان آئین گے اپنے اعمال کی سزا پائین گے پیران دیوکش نے کہا اے بادشاہ
یہ ہرگز نہ خیال کر خداپرست اپنے نام کے ہین جسوقت یہان پہونچ جائین گے قیامت بپا کردینگے
ابھی تجکو حقیقت معلوم نہین ہے وہ مسلمان ہین جنھون نے قصر معلق کو بلاخوف و تردد منہدم کر دیا
اور یہ وہی خداوند ہے کہ اُسوقت بھی رحم و کرم سے ہاتھ نہ اُٹھایا حالانکہ ہزارون کیا لاکھون خداوند
کے بندگان خاص ہلاک ہو گئے بہرام شہمتن نے کہا ہان یہ قصہ میری بھی سماعت مین گذرا ہے
لیکن وہ وقت اور تھا یہ وقت اور ہے پیران نے کہا وہ وقت کون تھا اور یہ وقت کون ہے اُسنے
کہا اُسوقت خداوند نے اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ نہین کیا تھا اور اب مستحکم وعدہ کر لیا

ہولسیم نے کہا ای شہریار اگرچہ خداوند نے خداپرستوں پر اپنا قہر وغضب نازل کرنے کا وعدہ کرلیا
ہو تاہم بالاے کوہ چل کے فوج اسلام کی آمد کا تماشا تو دیکھنا چاہیے بہرام تہمتن نے کہا کیا
مضائقہ ہو چنانچہ اُسی وقت اُس پہاڑ کی بلند چوٹی پر پہونچا اور تماشا دیکھنے لگا دوربین منگائی پایان کوہ
دور نگاہ کی پہلے دیکھا کہ بدیع الزمان فرزند حمزہ صاحبقران قدیم چار لاکھ فوج دریا موج کو ہمراہ
لیے ہوئے جانب کوہ چلا آتا ہے پھر دیکھا کہ قداراب کشورکشا فرزند امیر قدیم تین لاکھ
سواران مسلح و مکمل کی جمعیت سے بکمال تزک و احتشام چلا آتا ہے پھر ہاشم تیغ زن کو
دیکھا کہ وہ بھی تین لاکھ فوج کی سرکردگی سے بکمال شوکت و عظمت چلا آتا ہے اسکے بعد دیکھا کہ
فرخ شہسوار قلندر اُسی قدر سواروں کے پرے لیے جنکے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں ہیں
خیزاخیز چلا آتا ہے اب نور الدہر کی باری آئی کہ یہ بارہ لاکھ فوج کا انتظام بکمال خوبی انجام دیتا اور
بارگاہ گوہربار کو ہمراہ لیے چلا آتا تھا تمام دن اسی طرح فوجوں کی آمد رہی حتے کہ شام کی تاریکی نے
مجبور کیا بہرام تہمتن اپنے مقام قیام پر چلا آیا علے الصباح اُٹھا اور براہ راست بالاے
کوہ پہونچا دیکھا کہ اُسی طرح فوجوں کی آمد کا سلسلہ جاری ہے معلوم ہوتا ہے کہ فوجوں کا دریا موج
مار رہا ہے آج بھی تمام دن فوجوں کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا تا اینکہ رات ہوگئی بدستور اپنے مقام
پر جا کے استراحت کی مگر کمال تردد تھا کہ مسلمانوں کے پاس اسقدر فوج ہے کہ شمار غیر ممکن ہے دیکھیے
اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے پھر صبح کو کوہ پر پہونچا پھر اُسی طرح ٹڈی دل دیکھا آج شب کو
جو بستر استراحت پر جا کے لیٹا تو ایسا منتشر و بدحواس ہو رہا تھا کہ کسی طرح نیند نہ آئی کبھی گھبرا کے
اُٹھ بیٹھتا تھا اور کبھی پھر بستر پر دراز ہو جاتا تھا اور کبھی دل میں خیال کرتا تھا کہ خداوند کا قہر و
غضب بھی اگر فوج اسلام پر نازل ہوگا تو اتنا بڑا قہر وغضب کہاں سے لائے گا جو اسکے جم
غفیر کی ہلاکت کو کافی ہوگا راوی کہتا ہے کہ اس کثرت سے فوج حمزہ صاحبقران ثانی نے اس
مرتبہ فراہم کی تھی کہ تین دن تک صرف اُس فوج کی آمد کا تماشا بہرام تہمتن نے دیکھا جسکے
سرکردہ فقط سرداران دست راست تھے چوتھے روز جو بالاے کوہ آیا آج پہلوان دست چپ
کی فوج کی نوبت تھی کہ گھٹا کی طرح اُمڈی چلی آتی ہے یعنے علمشاہ رومی شاہزادہ ملک قاسم
بن علمشاہ رومی یہ دونوں بہادر سات لاکھ فوج کی جمعیت لیے کے آئے تھے ایرج نوجوان
بن شاہزادہ ملک قاسم یہ بھی پانچ لاکھ جوان قوی دست و بازو کی جمعیت لیے کے آئے اسیطرح
رستم ثانی تین لاکھ سوار کی فوج سے نمایاں ہوا ابراہیم بن مالک دو لاکھ جوانان شمشیر زن اور
چالیس ہزار نیزہ بازوں کی جمعیت سے آیا بہرام تہمتن آٹھ روز تک برابر تمام دن بالاے کوہ بیٹھا
ہوا ان افواج لاتعد و لاتحصے کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا حواس باختہ تھے کہنا کچھ چاہتا تھا منہ سے
کچھ نکلتا تھا چہرہ پر ہوائیاں چھوٹتی تھیں دل میں بار بار یہ کہتا تھا کہ دیکھیے اس ازدحام میں خداوند
کی قدرت کیا کرشمہ دکھاتی ہے اب بھی اگر خداوند نے اپنے رحم و کرم سے کام لیا تو یقین تمام
کوہ بلور پامال ہو جائے گا آٹھویں روز کیا دیکھتا ہے کہ سواری اشتل باد بہاری نظر کردہ خداوند
ودود الکریم بادشاہ اسلام یعنے حارث بن سعد اور حامی دین سبحانی یعنے حمزہ صاحبقران ثانی

کی وار دہولی راوی کہتا ہی کہ یہ جسقدر سرداران لشکر اسلام مع فوج ولشکر دار دحوالی کوہ بلور ہوتے
گئے بعد دیگر جا بجا خیمہ زن ہوتے جاتے تھے جسوقت حارث بن سعد بادشاہ اسلام اور
حمزۂ صاحبقران ثانی مع جاہ وحشم سلطانی زیر کوہ پہونچے تمام سردار اپنے اپنے خیمون سے نکل کے
بکمال احتشام استقبال کے واسطے آئے بارگاہ سلیمانی مرتب ہو چکی تھی اندرون بارگاہ لیجا کے
مقیم کیا جب شام کو بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور اپنے بستر استراحت پر جا کے دراز ہوا اور پیران
کو طلب کیا اور کہا ای پیران ویوکش آج آٹھ روز سے فوج اسلام کی آمد کا تماشا دیکھ رہا ہون آج
جو مین نے حمزہ ثانی حاکم لشکر اسلام کی سواری کا تزک واحتشام دیکھا ہوش جاتے رہے خداوند
فرعون باوجود اس مرتبۂ خداوندی کے یہ احتشام نہین رکھتا اسوقت حمزہ ثانی اگر خداوندی
کا دعوے کرے تو بجا ہی مجکو نہین یقین ہی کہ خداوند سے اسقدر فوج ولشکر کے پیدا کرنے کا
بندوبست ہو سکیگا پیران ویوکش نے کہا مین نے تو پیشتر ہی کہا تھا کہ خدا پرست قیامت
برپا کرنے والے لوگ ہین بہرام تہمتن نے کہا واقعی تیرا خیال بہت سچا تھا مجکو یہ حال نہین
معلوم تھا اب بتا کہ خداوند کس فکر وخیال مین آلودہ ہی پیران ویوکش نے کہا خداوند تو اسیطرح
خواب خرگوش مین معلوم ہوتا ہی اپنی قدرت خداوندی سے کچھ کام بنا لے تو خیر ورنہ یہ جو فوج
ولشکر سلاطین اطراف کا موجود ہی مسلمانون کے مقابلہ مین ہیچ ہی بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اٹھا
اور پیران ویوکش کو ہمراہ لیے ہوئے فرعون ثانی کے پاس آیا اسوقت فرعون بادہ نوشی
مین مصروف تھا کسیقدر دماغ گرم ہو چلا تھا بہرام نے آتے ہی فرعون کو سجدہ کیا اور دست بستہ
کہا ای خداوند کچھ تجھے دنیا و مافیہا کی بھی خبر ہی اگر یہی حال مدہوشی اور غفلت کا ہی تو ہم بندگان
خاص کی جانین کس طرح بچین گی فرعون نے کہا ای بندۂ خاص ہمارے کیا کہتا ہی ہماری کچھ سمجھ
مین نہین آتا اگر دنیا و مافیہا کی خبر کو کہتا ہی تو دنیا و مافیہا کو پیدا کر چکے اسکی خبر سے کیا کام ہے
* حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو * کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را * دنیا کو ہمنے پیدا کیا اسکے جملہ
حالات سے ہمین بخوبی آگاہی ہی کسی کو کیا خبر ہی اور ایک جام شراب لبالب کر کے دیا اور کہا اسے
پی لے اور چپکا چلا جا اسوقت زیادہ بکنا ہمکو برا معلوم ہوتا ہی اگر نہ مانیگا تجکو اپنے بندون
کی فہرست سے خارج کر دینگا پیران ویوکش نے ای بادشاہ اسوقت یہان توقف کرنا بہتر
نہین ہی خداوند کے حواس درست نہین ہین ایسا نہو کہ تجپر اپنا غضب نازل کر دے تب
بہرام تہمتن نے کہا مین ضرور اسوقت خداوند سے بحث کرونگا فرعون نے کہا اگر زیادہ
بخرخشکی کریگا ابھی اس عہد کو توڑ ڈالونگا جو تم سب سے کیا ہی یعنے خدا پرستون کے
حال پر مہربان ہو کے تم سب کو ہلاک کرونگا پیران نے کہا اب خاموش ہو کے چلے چلو کچھ
اسی مین بہتری ہی نہین تو بنا بنایا کام خاک مین مل جاویگا بہرام تہمتن خاموش سر جھکا کے
وہان سے چلا آیا اور پیران ویوکش سے کہا آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا
پیران نے کہا مجکو اس سے بیشتر سے یہی فکر ہی اور خوب یقین ہی کہ خداوند ہم سب بندون
کی جان لیگا بہرام نے کہا کیا عجب ہی کہ جب ہوش وحواس اوسکا درست ہو اسی دم ان کا ایک

عالم ہی اُسوقت موجود تھے جب کہا کہ اپنے بندون کی طرفداری اور خداپرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ کر اُسنے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا بہرام نے کہا خیر اب تو وعدہ کیا ہی دیکھیں کب ہوتا ہی

اب ان سلاطین کفار کو کوہ بلور ہی مین اس انتشار مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور لشکر فتح پیکر اہل اسلام کا حال مسطور ہوتا ہی

نہایت جوش پر دریا ہی اپنے طبع موزون کا
تماشا ہو دامن کیطرح دانان ہامون کا
صفا کی ہو گئی شب کو بنی خورشید طلعت سے
ہر اک خم آج میخانہ مین سینہ ہی فلاطون کا
ہوا کو ہر سہم مستون سے ان ذرون مین لگا ہی
پڑا اندھیر ہی سودا ہوا ہی زلف شبگون کا
تو غیر مست بین ہر وقت کیفیت مین ما رہین
نشان ملتا نہین ہی قبر جمشید و فریدون کا
صفا حاصل ہوئی ہی الفت دندان جانا سے

جہان مین شعر ہی طوفان آب و مضمون کا
امید و بیم مین احوال ہی ہر دم دگرگون کا
خدا کے فضل سے کیا ہو کہا رہا ہی گردون کا
ہزارہ جب مرا داغ جنون لایا ہی صحرا تک
خدا حافظ ہی ساقی کشتی صہبا کے گلگون کا
حقیقت مین اسواڑ کر پڑا دامان قاتل پر
کبھی طرہ ہی سنبل کا کبھی گیسو لا ہی افیون کا
ہمارا سوز دل کیونکر نہ دشمن جانہ یہ
بغل مین ہی نہین قطرہ ہی آب رگون کا

نہ ہوتا ہی جنون گر پاس ہم کو روح مجنون کا
کبھی پیرو ہی موسی کا کبھی بندہ ہی قارون کا
نہ کیون کیفیت اشراق ہم مستون کو حاصل ہو
تکو سے ڈھونڈتے پھرتے ہین سایہ بید مجنون کا
شب تار لحد ہی روز روشن اپنی نظرون مین
قضا نے لکھدیا تشبیح محضر میر جنون کا
ملا یا خاک مین گردون نے کس کس نام آور کو
کہ خورشید فلک تارہ ہی اپنے بخت وارون کا
بہار ہیرایان بساطین و حکایات

رنگین وجمین آرایان حدائق روایات فتح قرین آبیاری سخن سے بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ جب تمام فوج اسلام زیر کوہ بلور پہونچ کے خیمہ زن ہو گئی اور حمزۂ صاحبقران اور حارث بن سعد بادشاہ اسلام بارگاہ مین رونق افروز ہوئے سب سکوت مین بیٹھے تھے کیونکہ کسل و ماندگی سفر اعضا مین راہ پائے ہوئے تھی مع ہذا یہ بھی فکر تھی کہ عنقریب کفار کا مقابلہ ہوگا دیکھیے اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظاہر ہوتا ہی یکایک علمشاہ رومی نے رستم خود بین کرب کی طرف متوجہ ہوکے کہا مین تمسے کچھ کہنا چاہتا ہون رستم خود بین کرب نے علمشاہ کی صورت دیکھی کیونکہ یکایک دربار مین یہ بھی آواز آئی کیا کہنا چاہتے ہو علمشاہ نے کہا تمھارے باپ دادا اپنے اسلاف نامدار نے بڑے بڑے تمام کیے بیشتر تمھون نا سے ہین آج یہ ہنگامہ برپا ہوگا کفار مکر و فریب سے پیش آئین گے کوئی دقیقہ جنگ و حرب مین نقصان پہونچانے کا باقی نہین رکھین گے کوئی ایسی کارروائی نہین کرتے ہو کہ جنگ و حرب کی نوبت نہ آنے پائے اور یہ مجمع کفار درہم و برہم ہو جائے مجھکو کمال حیرت ہی کہ یہان قیام کو اسقدر عرصہ گذرا اور تمسے کوئی کارنمایان اسوقت تک ظہور مین نہ آیا رستم خود کو علمشاہ رومی کی یہ طعن آمیز کلام ناگوار خاطر ہوئے اور نہایت غیظ و غضب سے علمشاہ کی طرف دیکھا مگر پھر ضبط کرکے خاموشی اختیار کی جب دربار برخاست ہوا تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین واپس آئے رستم خود بھی اپنے خیمہ مین آیا اور تا دیر سکوت مین سر نگون بیٹھا بعض ہمنشینون نے مزاج پرسی کی رستم خود نے کہا الحمد للہ اُنھون نے کہا پھر کیا سبب انقباض طبیعت کا ہی کیا بہت طرح کا سبب پیدا ہوگیا ہی آج دربار حمزۂ صاحبقران مین یہ ہوگیا علمشاہ رومی نے میرے باپ دادا کا ذکر

کرکے یہ کہا کہ اُنھون نے بشتر اوقات کارہاے نمایان کیے آج کفار کا مقابلہ درپیش ہی ایسی
کوئی تدبیر کرو کہ کفار کو حملہ کرنے کا موقع نہ ملے اُن سب نے کہا پھر کیا ارادہ ہی ہم سب رفاقت
مین موجود ہین رستم خو نے کہا سچ یہ ہی کہ مین نے آج مصمم ارادہ کفار پر شبخون مارنے کا کیا ہی
جسکو میری ہمراہی منظور ہو مستعد ہو جائے چنانچہ بشتر جوانون نے اپنے اپنے اسلحہ کو درست
کرنا شروع کیا جب زلف لیلاے شب تاکمر پہونچی رستم خو مع جوانان ہمراہی تلوار کھینچ کے
یکایک فوج کفار مین در آیا اور تلوارین مارنا شروع کردین ۵ بہر جا کہ شمشیر او کارکرد
یکے را دو کرد و دو را چار کرد + چونکہ کفار کو رستم خو کے حملہ کی مطلق اطلاع نہ تھی بکثرت کفار جہنم واصل
ہوئے چند ساعت تک ہنگامہ شبخون گرم رہا چونکہ آیندہ کے واسطے حاکم کوہ بلور نے مسلمانو
سے مقابلہ کے واسطے بیحد و نہایت سامان جمع کیا تھا جب اُسکو شبخون کی خبر پہونچی لاکھون مشعلین
روشن ہوگئین زیر قلعہ کوہ بلور ہر چہار جانب عمیق خندق واقع تھی رستم خو نے چاہا کہ خندق
کو طی کر کے بالاے کوہ فرعون کے پاس پہونچ جائے اور اُس ملعون کا کام تمام کرے
حسب اتفاق پھسلا پانوٴن مرکب کا خندق مین جا رہا رستم خو پشت مرکب پر قیام نہ کرسکا خندق
مین جا رہا کفار قریب پہونچ گئے رستم خو پر حلقہاے کمند پھینک دیے رستم خو حلقہاے
کمند مین پیچیدہ ہو کے گرفتار ہوگیا اسفندیار فیل سوار اور اشماس شیر سوار وغیرہ
سلاطین کفار رستم خو کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوئے فرعون ثانی کو خوشخبری
پہونچائی فرعون نے خوش ہو کے اپنے روبرو رستم خو کو طلب کیا اور بہت کچھ کلمات
لاطائل زبان پر جاری کیے آخر فقرہ اس بیہودہ گوئی کا یہ تھا کہ ای رستم خو تو نے قدرت خداوندی
دیکھی کس طرح تجھے بسہولت گرفتہ و بستہ کر لیا اب بھی خیریت ہی اگر تو ایک جانب کو بصفاے
باطن سجدہ کرے ورنہ تو جانتا ہی کہ اب تو بالکل مجبور ہی رستم خو نے برہم ہو کے کہا او ملعون
کیا بکتا ہی تو ہرگز اس بات کا خیال دل مین نہ لا تا کہ مین گرفتہ و بستہ ہون اگر ہلاک بھی ہوجاؤن
تو بھی اُس واحد و لاشریک کی بندگی سے باز نہ آؤنگا فرعون نے چین بر جبین ہو کے کہا لیجاؤ
اس بندہٴ منحرف کو قید سخت مین رکھو اس طرف جب علمشاہ رومی کو رستم خو کی گرفتاری کا
حال معلوم ہوا نہایت افسوس ہوا دل مین کہا ناحق مین نے رستم خو کی نسبت کلمات لاطائل
طعن آمیز کہے جس سے برہم ہو کے شبخون کے واسطے آمادہ ہوا اور کفار کے ہاتھ سے گرفتار
ہوا فوراً مرکب طلب کیا اسلحہ سے آراستہ ہوا اور مرکب پر سوار ہوا شمشیر جو کی گھوڑا بجلی
کی طرح چمکتا ہوا وہان سے روانہ ہوا زیر کوہ پہونچ کے دم لیا علمشاہ نے اُسکی گردن پر ہاتھ
مارا اور کہا بس بعدہ میان سے تلوار کھینچ کے علم کی اور نعرہ مارا کہ منم پیل تن و پیل کن کشندہ
کپتیان فرنگی یعنی ۵ علمشاہ رومی تنہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
دو چار ہاتھ تلوار کے ایسے لگائے پتھر سے برے جس سے کفار پر ہیبت طاری ہوئی پھر تلوار کو میان
مین رکھ لیا تیغہ کپتیان فرنگی پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ ای سرگروہ نادان بادیہ ضلالت و حماقت
و ای غریقان بحر ذلالت و سفاہت تمہاری سرکشی حد سے گذر گئی ہی اگر تمنے رستم خو کو گرفتار

کر لیا ہی تو کیا کمال کیا اگرچہ وہ جوان اس مرتبہ کا نہ تھا کہ بسہولت تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا
مگر خیر یہ بھی ایک امر اتفاقی تھا کہ خندق قلعہ مین مرکب کا پانؤن جا رہا ورنہ غالب گمان تھا کہ فرعون
کا قصہ پاک کرتا وہ نہین تو اب مین تمہاری سرکوبی کو آپہونچا اے گروہ مکار و شرارت شعار
یاد رکھو اب اس نعرہ کی آواز نہ سنو گے اس آواز کو سن کے تورج بدرگ کی رگ شرارت حرکت
مین آئی مسلح و مکمل ہو کے فرعون کے پاس پہونچا پہلے سجدہ کیا پھر اس طرح گویا ہوا کہ اے حاکم
زمین و آسمان تو نے بنائین بلی کی چمکتی آنکھین اور گینڈے کے لنبے دو کان یہ ناچیز کمترین بندہ تیرا تیرے
مخالفون سے مقابلہ کرنے جاتا ہی تیری مدد چاہتا ہی اگر تو چاہتا ہی تو مسلمانون پر ظفر پاتا ہی اس
ملعون نے بخندہ پیشانی اسکی طرف دیکھا اور کہا جا اے ہمارے بندہ خاص تیری فتح ہوگی مگر
تنہا نہ جانا تورج نے کہا اے خداوند یہ بندہ خاص تیرا تنہا ہی جائیگا مگر یہ یاد رکھنا کہ دادا جان کی بارہ
ہی خداوند کو تخت سے اٹھا لے تو عجب نہین جب خیال آتا ہی معلوم ہوتا ہی یا تجاہ خراب ہوگیا
رستم خونہ کو گرفتار کر لیا گیا یہ وہ شخص ہی کہ مرزوق فرنگی کو مع تخت اٹھا لیا فیل ہندی
و ویل ہندی کو شہر قضا و قدر مین مارا ہی اسوقت حمزہ صاحبقران قدیم تپ مین مبتلا
تھے مہلکہ عظیم برپا تھا جو جانتا ہی وہ جانتا ہی جو نہین جانتا اسکو صرف اسی قدر بیان بیرستان
ہو جانے کو کافی ہی اگر خداوند تنہا جانے کو کہتے ہین تو مین تنہا ہرگز نہ جاؤنگا فرعون ثانی
نے کہا اے بندۂ خاص ہمارے تیرے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی علم خداوندی سے
ہمکو یہ سب حال گذشتہ معلوم ہی اسی وجہ سے ہمنے تنہا جانے کو نہین کہا اے بندۂ خاص ہمارے
نظر عنایت تیرے حال پر بہت کچھ ہی تو نہین جانتا تیری فتح ہمنے ضرور مقرر کی ہی ہمکو خوب یاد
ہی تورج بدرگ نے بکمال اعتقاد فرعون کو سجدہ کیا اور وہان سے پانچ لاکھ سواران
جنگ آزمودہ کی جمعیت سے علمشاہ رومی کے مقابلہ کو آیا اور آتے ہی نعرہ مارا کہ
اے علمشاہ اگرچہ مجھے تم سے قرابت قریبہ ہی لیکن مجھ سے کسی طرح کی رعایت کی امید نہ رکھنا
معاملۂ جنگ و جدل مین رو و رعایت کا دخل نہین ہوتا اور یہ بھی سمجھ لی یاد رکھنا کہ مقابلہ مین
سر بہ نہو گے خداوند فرعون نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ تیری فتح ہوگی علمشاہ رومی کو تورج
بدرگ کی یہ گفتگو نہایت ناگوار معلوم ہوئی کہا او مردود یہ کیا بیہودہ بکتا ہی فرعون کس مزبلہ کا
سگ خارشتی ہی جسکو تو خداوند کہتا ہی خداوندی خاص اُس واحد و لاشریک کو زیبا ہی جسنے
زمین و آسمان کو پیدا کیا اور جسکے قبضۂ قدرت مین ہماری تیری جان ہی زیادہ طول کلام سے
کام نہین ~~شعر~~

بیاراست چہ داری مردی نشان ✤ کمان کیانی و گرز گران ✤

دونون لشکرون مین
طبل حرب بج گئین نیزے سیدھے ہو گئے دونون جانب کے وار چلنے لگے مسلمانون نے داد
مردی و مردانگی دی ~~شعر~~

دریدہ بر بد و شکست و بہ بست ✤ یلان را سر و سینہ و پا و دست ✤

ہر جانب کشتون کے
پشتے سرون کے انبار نظر آنے لگے تورج بدرگ علمشاہ رومی سے جان لڑا رہا تھا
اور بار بار کہتا تھا کہ اے علمشاہ اسی مین خیریت ہی کہ خدائے نادیدہ کی پرستش سے باز آ
اور خداوند فرعون کی پرستش مین دل لگا ورنہ آج تیری خیریت نہین ہی خداوند فرعون نے

جنکو تم فتحیاب کرنے کا وعدہ کر لیا ہی علمشاہ رومی نے کہا او ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی خدا اسکے
نا بس است ؎ ہمہ کہ تا کردگار ہستان ٭ درین آتشکدہ را چہ دارا روشنا ٭ اور حملہ کیا نوریج بدرگ
علمشاہ رومی کے حملے سے اسوقت ایسا خائف ہوا کہ لڑکھڑا کے صفوف کفار میں جا چھپا
علمشاہ رومی نوریج کے غائب ہوجانے سے اور زیادہ برہم ہوا فوج کفار میں در آیا
اسوقت عجب طرح کا ہنگامہ عظیم برپا تھا علمشاہ کفار کو جہنم واصل کرتا ہوا قریب دربار فرعون
کے پہونچ گیا وہاں دیکھا کہ رستم ثانی قفس آہنی میں بند ہی جا کر اوسی قفس آہنی پر غصہ میں متواتر
ایسے دو وار کیے کہ چند تیلیاں قفس کی کٹ گئیں اور فرعون کے تخت ہلکت کے روبرو جا
دونوں گھٹنے زمین پر ٹیک دیے اور کہا او بدبخت ملعون میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی تو نے
مسلمانوں کو بہت عاجز کیا ہی یہ کہکے چاہتا تھا کہ ایک وار میں اوس موذی کو جہنم واصل کرے
پس پشت سے حیرت گذار عیار فرعون نے ایک وار تیغ کا اس زور سے علمشاہ پر کیا
کہ تا گلو سر چاک ہوگیا پھر تو ہر چہار جانب سے وار پر وار پڑنے لگے علمشاہ رومی درجہ شہادت
پر فائز ہوا اوس طرف رستم ثانی نے بمشکل قفس کی تیلیوں کو کھولا اور باہر آکے چاہتا تھا کہ علمشاہ
کی ہلاکت کا عوض لے مگر پھر سوچا کہ یہاں لاکھوں کفار کا مجمع ہو رہا ہی تنہا اسقدر ہجوم سے بچنا غیر ممکن ہی
وہاں سے بھاگ کے لشکر اسلام میں پہونچا حمزہ ثانی کو حیرت ہوئی کہا ای رستم حیرت ہی
کہ تم اسوقت یہاں پہونچے حالانکہ لشکر کفار میں گرفتار ہوگئے تھے غالباً علمشاہ رومی نے
مجکو رہا کیا رستم ثانی نے دونوں ہاتھ سر پر مارے اور کہا ای والا منزلت واقعی علمشاہ رومی
میری رہائی کا باعث ہوئے مگر خود سرگرم عالم بقا ہوگئے میں اسوقت قفس سے باہر آیا جب علمشاہ
ہلاک ہوچکے تھے کمال متاسف ہوا پہر مفصل کیفیت علمشاہ کے جنگ و حرب کی بیان
کی اور کہا ای عالی منزلت اصل یہ ہی کہ علمشاہ کو حیرت گذار عیار فرعون ملعون نے عالم
غفلت میں ہلاک کیا یہ خبر وحشت اثر سنکے شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ چیخیں مار کر بیتاب ہوا
اٹھ کھڑا ہوا اسوقت تمام دربار میں کہرام برپا تھا شاہزادہ ملک قاسم مسلح و مکمل ہوکے
حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور جنگ و حرب کی اجازت چاہی حمزہ ثانی نے ملک
قاسم کا سر سینہ سے لگایا اور کہا ای جوان یہ موقع تمہارے جنگ و حرب کا ہرگز نہیں ہی اسواسطے
کہ باپ کے غم و الم میں کفار سے جنگ نہ کر سکوگے میرے نزدیک کسی قدر توقف کرو ملک قاسم
نے حمزہ ثانی کے پاؤں پر سر رکھدیا اور کہا شہریار اگر اجازت نہ ملیگی تو میں خود اپنے تئیں
ہلاک کرونگا ناچار حمزہ ثانی نے ملک قاسم کو اجازت حرب دی شاہزادہ اسوقت پوشاک
سرخ پہنے تھا تلوار علم کیے گھوڑے پر سوار سرخ کف جاری لشکر کفار پر مثل شہباز آیا نعرہ مارا ؎
آفتاب مشرق دین پرور ہوا ٭ شہسوار لعل پوش خاور ہوا ٭ وہاں بعد رخصت ہونے شاہزادہ ملک قاسم
کے حمزہ ثانی نے حاضرین دربار سے فرمایا ایہا الناس ملک قاسم کو اپنے باپ کی ہلاکت
کا کمال صدمہ ہی ایسی حالت میں اوسکی جنگ و حرب مخدوش ہی اوسکے اصرار سے میں مجبور ہوگیا
ورنہ یہ موقع ہرگز اجازت حرب دینے کا نہ تھا ایسے وقت میں اوسکی مدد کے واسطے کسی کو

ضرور جانا چاہیے نہیں معلوم کیا اتفاق پیش آئے یہ سنکر نور الدہر بدیع الزمان ولیعہد اٹھ کھڑے
ہوئے اور عرض کی شہریارا ہم جانثار ہم بسر و چشم تعمیل حکم کیواسطے حاضر ہیں حمزہ ثانی نے کہا یہی بہتر ہے
کہ تم سب ملک قاسم کی مدد کو جاؤ یہ سب شہسواران معرکۂ جرأت و شجاعت و تشنگان بحر دلیری جلاد
تیغیں تولے ہوئے مرکبوں کو کڑکاتے ہوئے ملک قاسم کے عقب میں روانہ ہوئے لشکر فرعون
میں یکایک خبر پہونچی کہ علمشاہ رومی کا بیٹا شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کے خون کا عوض لینے آتا ہے
فرعون نے حکم دیا کہ ای بندگان خاص ہمارے اب بیشک ہنگامہ عظیم برپا ہوگا سب ہوشیار ہو جاؤ اور
اور تمام سرداروں اور گروہ بلور کو اطلاع دی کہ تم سب اپنی فوجیں صف آرا کرکے مسلمانوں کے اس سیلاب بلا
کو روکو غرض ہنگامہ عظیم برپا ہوا جنگ شروع ہو گئی کہ سوار فوج کفار کا گھوڑے سے نیچے آتا تھا تلواریں نیزے شمشیر
و خنجر و اسلحہ کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پائین کوہ سے بالا کوہ تک ایک بحر
طوفان خیز آہن موج مار رہا ہے زمین سے آسمان تک گرد و غبار سے تیرہ و تار ہو رہا تھا ز سم ستوران در آن پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + نوبت باینجا رسید کہ فوج کفار اسقدر پسپا ہوئی کہ فرعون لعین شکست سے
بے تحاشا جست کرکے مع روساء بھاگا اسلامیان اسقدر آگے بڑھ گئے کہ دربار فرعون تک پہونچ گئے
شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کی لاش کے قریب پہونچ گیا اور فورا لاش کو اٹھا لیا پھر لشکر اسلام
کی جانب مراجعت کی اور فوج ہمراہی سے پکار کے کہا اے دلاورو بس اب زیادہ تعاقب فوج کا نہ کرو
شاہ معظم کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کے کفار کی سرکوبی کی جاوے تو بہتر ہے تمام فوج اسطرف سے
پلٹی اپنے مقام قیام پر آئی جسوقت لاش علمشاہ رومی کی دربار حمزہ ثانی میں لائی گئی رونے کا
غل بلند ہوا جوش گریہ سے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی چند ساعت تک یہ کیفیت رہی جب افاقہ ہوا حمزہ
نے فرمایا صاحبو دیر نہ کرو علمشاہ رومی کی لاش کو خانہ کعبہ بھیجنے کا انتظام کرو اور کون شخص اپنے
اہتمام سے لاش کو بیت اللہ لیجاوے گا سب نے بالاتفاق عمر بن رستم کو اس کام کیواسطے تجویز
کیا بعد غسل و تکفین صندل کے صندوق میں لاش رکھی گئی فوج کثیر ہمراہ ہوئی جانب کعبہ معظم کوچ کیا
بعد طے مراحل و قطع منازل کعبۃ اللہ کے قریب لاش پہونچی حمزہ قدیم کو خبر پہونچی کہ عمر بن رستم
ایک لاش لیے ہوئے شہر کی طرف چلے آتے ہیں یہ تحقیق نہیں معلوم ہوا کہ وہ لاش کسکی ہے حمزہ قدیم
کے دست و پا میں رعشہ پیدا ہو گیا حکم دیا تحقیق کرو کہ عمر بن رستم کے ساتھ کسکی لاش
ہے اسوقت مجکو سخت انتشار ہے کیا کفار کا شور روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا
کہ ایک حامی اسلام کی لاش یہاں آ چکی ہے یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمر بن رستم گرد آلود
مضطر الحواس چلے آتے ہیں جونہیں صاحبقران قدیم کی نظر عمر بن رستم پر پڑی اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑے ہوئے کہا اے عمر بن رستم جلد کہو یہ لاش جو تمہارے ہمراہ ہے کسکی لاش ہے عمر بن رستم نے
آبدیدہ ہوکے عرض کی اے شہریار سپہر اقتدار کیا عرض کروں کفار بدکردار و ضلالت شعار کے ہاتھ سے
علمشاہ رومی ہلاک ہوئے انہیں دلاور دوران شجاع زمان کی لاش ہے صاحبقران قدیم رومال منہ
پر رکھکے تادیر روتے رہے انکے ساتھ اور بھی حاضرین آبدیدہ ہوئے عجب رقت کا جوش ہوا سبنے
انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور قبر کا مقام تجویز کرکے گورکنوں کو بلایا قبر تیار ہوئی اور لاش اتاری گئی

ایک عرب معمر وذی علم نے تلقین پڑھی لیکن جس وقت میت کا منہ کھول کے تلقین پڑھی گئی اور حمزہ قدیم نے علمشاہ رومی کی صورت دیکھی اس شدت سے روئے کہ تمام رومال آنسوؤں سے تر ہو گیا حمزہ قدیم کی رقت کا یہ حال دیکھ کے تمام حاضرین بیتاب ہو گئے رونے لگے اسوقت ایک کہرام پڑ گیا بعد فراغ دفن علمشاہ حمزہ قدیم اپنے مقام قیام پر آئے عمر بن رستم کو ساتھ لائے تھے لشکر اسلام کے حالات بالتصریح پوچھے عمر بن رستم ثانی نے عرض کی شہریار فرعون لعین کے ہاتھ سے لشکر اسلام سخت زحمت میں مبتلا ہے ہرچند کوشش کی جاتی ہے مگر وہ موذی کسی طرح جہنم واصل نہیں ہوتا حامی دین سبحانی یعنے جناب حمزہ ثانی بنا کفر کی انہدام کے لئے کیا عرض کروں کیسی کوشش فرما رہے ہیں مگر نہیں معلوم مشیت ایزدی میں کیا گذرا ہے جو اسوقت تک فرعون ملعون جہنم واصل نہیں ہوا فی الحال کوہ بلور پر مقیم ہے حاکم کوہ بلور اور بھی اطراف وجوانب کے سلاطین کفار اس مکار وبدکردار کی مدد کو کوہ بلور پر جمع ہوئے ہیں اس مرتبہ جو تردد صاحبقران زمان کو لاحق ہوا ہے کبھی نہیں ہوا جب صاحبقران قدیم نے صاحبقران ثانی کے تردد وپریشان کا حال سنا دونوں ہاتھ سوے آسمان بلند کیے اور جانب آسمان دیکھ کے درگاہ قاضی الحاجات میں اسطرح مناجات شروع کی

شکر صد شکر الہی خدا ذوالجلال
تو نہیں محتاج توصیف وبیان
چونکہ ہے حکم الہ العالمین
اور جب چاہا اسے کر دے فنا
مور کو دم میں سلیمان تو کرے

ہو کریم و بے مثال و بے زوال
کس سے کیا ہو تیری قدرت کا بیان
ایک پتا ہل نہیں سکتا کہیں
خاک کے پتلے کو تو گویا کرے

کس زبان سے ہو ادا تیری ثنا
ذات تیری ہے بدل بے مثال
تجھسے روشن ہیں زمین و آسمان
قطرہ ناچیز کو دریا کرے

پہونچے کیا بندہ کی عقل نارسا
پاک بے ہمتا قدیر وذوالجلال
تیری قدرت کی ہیں سب نیرنگیاں
نار کو دم میں گلستان تو کرے

تو خوب واقف ہے کہ کفار بدکار کی شرارت سے مسلمانوں کو کیسی گزند میں پہونچ رہی ہیں مگر پھر بھی وہ تیرے بندے تیری راہ میں سر سے چلنے کو مستعد وآمادہ ہیں صدقہ اپنی رحیمی ورکریمی کا تو ان کے حال پر رحم وکرم فرما غرضکہ اسطرح کی مناجات کے بعد عمر بن رستم حمزہ قدیم سے رخصت طلب ہوئے حمزہ قدیم نے فرمایا اے عمر اگرچہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تم راہ کی تکان سے سست خستہ ہو رہے ہو دو چار روز یہاں قیام کرنا ضرور تھا مگر کیا چارہ ہے ایسی حالت میں کہ وہاں کفار مسلمانوں پر شیر ہو رہے ہیں بقول تمہارے کوہ بلور پر تمام اطراف وجوانب کے سلاطین آئین جمع ہو گئے ہیں نہیں معلوم اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظہور میں آئے نظر برین جملہ حالات میں تمہارا قیام گوارا اسلئے اصرار نہیں کر سکتا جاؤ خدا حافظ وناصر مگر صاحبقران ثانی سے بعد دعا کے یہ کہنا کہ اے فرزند تم گھبرانا نہیں اگرچہ کفار کا زور ہے علی الخصوص فرعون ملعون نہایت شرارت پر آمادہ ہے انشاء اللہ تعالے عنقریب وہ بدکار اپنے کردار کی سزا پاتا ہے عمر بن رستم نے دست بستہ عرض کی بہت مناسب اور وہاں سے رخصت ہو کے جانب لشکر اسلام مراجعت کی

اب حال فیروزی مآل اہل اسلام اور بدانجامی فرعون ثانی میں قلم فرسائی کیجاتی ہے

سفر اسکے دنیا ہے خوف وخطر کی جا ہر ایک کو خوف وبیم ہے
مسافرانہ بکے ہوا شکوہ تمام فردوس ہی ارم ہے

ہر اسکندر یہاں شہ دارا ہے فریدون یہاں نہ جم ہے
سکندر کی دشوار ہے تجھ کو بہت بڑی منزل عدم ہے

نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ راستہ کم ہے

۱۴۱

مثال بت کے سب ہین کھین یہ دیکھو قہر خدا کی نیندین — یہ جاگے تھے ابتدا مین کسدن جو سوئے ہین انتہا کی نیندین

پڑے ہین کیسے یہ ہاے غافل چڑھی ہین کس کس بلا کی نیندین — نسیم غفلت کی چل رہی ہے امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین

کچھ ایسے سوتے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

قیام عمر دو روزہ جا کی کبھی نہین ایک قاعدہ پر — تعلق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر

مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر — بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر

جو چار دن ہے وہ فور راحت تو بعد اُسکے غم و الم ہے

گئے وہ عیش و نشاط کے دن زمان رنج و ملال آیا — شباب نے شیب سے بدل کے عروج گذرا زوال آیا

کئے ہوئے سے ہوئی ندامت تو پھر کیا کیا خیال آیا — یہ مصرعہ تجربہ سعیت پسند ہمکو کمال آیا

نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

محرران مضامین حیرت آگین و کاتبان صداقت بیان و بیر نگین اس داستان ندرت توامان مین اسطرح مسطور کرتے ہین کہ جب عالمشاہ رومی کی لاش بیت اللہ کے جانب روانہ ہو چکی شب کو لشکر مین طبل جنگ بجا اسطرف حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب اسطرح طرفین مین سامان جنگ درست ہوتا رہا صبح کو میدان جنگ مین دونون جانب صف آرائی ہوئی قورج بدرگ اور مریخ تیغزن اور الماس نیزہ باز وغیرہ چند کفار فرعون کے پاس آئے اول بکمال خلوص سجدہ کیا اور دست بستہ کہا اے خداوند آج مسلمانون کی جنگ بہت زبردست معلوم ہوتی ہے ہم چاہتے ہین کہ تو بھی درمیان فوج مین موجود رہ اور اپنے بندگان خاص کا نگران ہو جسطرح حکم خداوند ہوگا اُسطرح عمل مین لایا جاویگا فرعون نے کہا اے بندگان خاص ہمارے خاص معرکہ جنگ مین ہمارا عدم وجود یکسان ہے جو خبر گیری ہم وہان رہکے کر سکتے ہین وہی خبر گیری ہم یہان سے بھی کر سکتے ہین تاہم ہمکو تمھاری خاطرداری زیادہ تر منظور رہی فلہذا ہم بھی معرکہ جنگ مین چلتے ہین یہ کہکے فوج کفار مین آیا اور ایک مقام بلند پر استادہ ہو کے بآواز بلند کہا اے خدا کے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج میری فہمایش آخری ہے خوب غور سے سن لو آجتک مجکو یہ خیال رہا کہ شاید تم میری بندگی پر آمادہ ہو جاؤ اور مجکو سچا لو کہ مین تمھارا سچا خداوند ہون مگر تمنے کسی طرح میرے کہنے کو سنا اور آجتک اُسی طرح مجھسے منحرف ہو اگر آج بھی میرے کہنے کو ساعت مین نہ لاؤ گے تو آج مین مطلق تمھاری رعایت نہ کرونگا ضرور سب کو ہلاک کرونگا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ ملک قاسم بن عالمشاہ رومی اپنے باپ کی ہلاکت سے ہمہ تن طیش ہو رہا تھا فوج اسلام سے چند قدم آگے بڑھا اور بآواز بلند فرعون ثانی کو یہ جواب دیا کہ او سگ نا رستی یہ تو کیا کہہ رہا ہے میرے نزدیک تو نصیحت و فہمایش کیا کرے گا غالبا آج تیری زندگی کا آخری دن ہوگا یہ کہکے تلوار علم کر کے فرعون کے جانب جھپٹا کفار کو گمان تھا کہ فرعون صاحب قدرت ہے اگر تمام فوج اسلام بھی ایک مرتبہ خداوند پر حملہ کرے گی تو فرعون کے ایک مو کو صدمہ نہین پہونچ سکتا ہے سب باطمینان خاموش اپنی اپنی جگہ استادہ رہے ملک قاسم نے آتے ہی ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اُسکے سر پر کیا کہ فرعون دو لخت ہو کے زمین پر گرا قورج بدرگ نے جو یہ حال دیکھا بآواز بلند کہا اے خداوند اے خداوند جلد دوسری صورت ظاہر ہو کے تمام مسلمانون کا کام تمام کردے

ہم سب اسواسطے تیری حمایت کو نہین بڑھے کہ اتو تجھے ان خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون پر غصہ آئیگا ایک تو تو نے اپنے رحم وکرم سے کام لیا ہان وہ ملعون جہنم مین مالک کے ملک ہوچکا تھا جواب کون دیتا شاہزادۂ ملک قاسم اسی طرح تلوار تولے ہوئے توربیچ کے جانب چپ چاپ اُس مکار کو یہ خیال تھا کہ عنقریب خداوند فرعون زندہ ہوکے ان مسلمانون کا کام تمام کریگا اپنی جگہ باطمینان تمام استادہ رہا ملک قاسم نے تلوار کا وار اسپر کیا جب اُس پلید نے دیکھا کہ خداوند فرعون ابھی تک زندہ نہین ہوا ہے اور اس وار مین میرا ابھی کام تمام ہوگا اپنی فوج کے جانب چلتا ہوا تلوار کا وار اُسپر ہوچکا تھا اگرچہ پورا ہاتھ نہین پڑا تھا کسی قدر زخمی ہوگیا فوج کفار سمجھی کہ فرعون اپنی مصلحت سے ابھی اپنے کو زندہ کرنا نہین چاہتا توربیچ زخمی ہوکے بھاگا ہے مسلمانون کا حملہ زبردست ہوگا مفت ہم سب ہلاک ہونگے جیسا کہ خداوند کے بہتیرے اپنے بندون کو ہلاک کروایا ہے سب کے پانون اُکھڑ گئے فوج اسلام تلوارین علم کرکے اُنکے تعاقب مین آپہونچی پس پھر تو یہ نوبت پہونچی تھی کہ موسم خزان مین درخت کے پتون کی طرح فوج کفار کے سر دھڑون سے زمین پر گرنے لگے بقیہ بھاگ گئے توربیچ بدرنگ بھی زخمی ہوکے بھاگا لوٹ مین بکثرت مال و اسباب بیش قیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا ادنے ادنے مالا مال ہوگئے جہان جابجا کفار کے کشتون کے پشتے تھے وہان مال غنیمت کے پشتارون کے بھی انبار تھے مسلمانون کے یہان گویا عید تھی ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتا تھا حمزۂ ثانی نے ملک قاسم کو خوب گلے لگایا اور سر وچشم پر بوسہ دے کے کہا ای ملک قاسم واقعی تائید آسمانی تیرے شامل حال تھی جو ایسا کارنمایان تجھسے ظہور مین آیا ورنہ مجکو ہرگز تیری ذات سے ایسی امید نہ تھی باوجود فرعون کی ہلاکت کی خوشی کے علمشاہ رومی کے خیال مین شاہزادۂ ملک قاسم آبدیدہ ہوگیا حمزۂ ثانی نے اُسکی صورت دیکھکے دست شفقت اُسکی پشت پر رکھا اور کہا ای ملک قاسم مجکو خوب معلوم ہے کہ تجکو اپنے باپ کی ہلاکت کا سخت صدمہ ہے مگر تجھے خود یہ سمجھنا چاہیے کہ ابتداے خلقت آدم سے اسدم تک یہی انتظام چلا آتا ہے اور قیامت تک یہی انتظام رہیگا دنیا مین جو کوئی پیدا ہوا ہے وہ ایک روز ناپید ضرور ہوگا بجز ذات باری تعالے کے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام سے

ایکدن آخر کو سب اُٹھ جاینگے
رشتۂ الفت کے تنکے جاوینگے توڑ
چشم عبرت سے ذرا دیکھو یہان
کیا ہوئے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہوا قارون و کسریٰ کیقباد
کیا ہوا وہ کرّ و فرّ و جاہ و مال
کیا ہوئے یوسف عزیز دو جہان
چار دن کو ہیچ ہو یا ہو سرور
جبکہ مرنا ہے مسلم دوستو

کچھ نہ یکجا ہو وہ پر سوا لیجا سکینگے
خویش و بیگانہ کوئی جاوے نہ ساتھ
حضرت آدم سے لیکر تا این زمان
کیا ہوئے اسکندر و صاحبقران
کیا ہوا نمرود و شداد و عاد
کیا ہوئے حضرت سلیمان نامدار
کیا ہوئے یعقوب پیغمبر ناتوان
سچ دنیا کا تسلسل کیسے
آہ ہر اک شے ہے خاک ہو

مال و منصب سے کہین جاوینگے چھوٹ
پاس بیٹھا رہجائینگے مل مل کے ہاتھ
کیا ہوئے وہ بادشاہ نامور
کیا ہوا جمشید دارا ے جہان
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال
کیا ہوئے وہ ملک و مال بیشمار
چھوڑنا دنیا کا اک دن ہے ضرور
عیش باقی کو خدا سے مانگیے
بیچ ہے قول و فعل ہین نام خدا

حشر میں ہر ایک کا ہوگا سوال | ہو سکے جتنی کرو تم بندگی | تا نہ ہووے حشر میں شرمندگی
زندگی مقصود بہر بندگی ست | زندگی بے بندگی شرمندگی ست

ملک قاسم نے عرض کی اے والا منزلت واقعی جو کچھ ارشاد ہوا عین صواب ہے مگر کیا عرض کروں جب مجھکو اپنے پدر معظم کا خیال آتا ہے دل قابو میں نہیں رہتا حمزہ ثانی نے کہا ہاں کیا شک ہے بہر حال صبر ضرور ہے بعد اس طرح کی فہمایش کے حمزہ ثانی نے خاص ملک قاسم کے دل بہلنے کی غرض سے ایک جشن عظیم مقرر کیا اہتمام بلیغ ہوا صدہا خیمے میدان میں نصب کیے گئے شیشہ آلات وغیرہ اسباب زینت و زیبائش کی کثرت تھی سرکار حمزہ صاحبقران ثانی میں خود ہی جملہ سامان موجود تھا کسی شی کی کمی نہ تھی اور اب تو تمام سلاطین کفار کا مال و اسباب ہاتھ آیا بیش قیمت اشیا اس کثرت سے تھیں کہ کوئی شخص نظر اُٹھا کے بھی نہ دیکھتا تھا ہر جگہ عیش و عشرت کا سامان مہیا تھا کہیں رقص و نوا کا ہنگامہ تھا کسی جگہ متشرع اشخاص جمع تھے اور اہل اسلام کی مردانگی اور کفار کی سرکشی کا ذکر ہو رہا تھا تین روز تک یہ ہنگامہ جشن برپا رہا

اب مسلمانوں کو بعد ہلاکت فرعون ثانی اپنی فتح فیروزی کی خوشی اور خرمی میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال لعل بن نوریج کا قلمبند ہوتا ہے جسکا ذکر سابق میں ہو چکا ہے

کیا کیا ہے کرم محبوب خدا دو جہان کا | شکر اسکا ادا کر سکے کیا منہ ہے زبان کا | تازہ ہے کہیں حسن خدا سے دو جہان کا
کچھ وصف نہیں گلشن قدرت میں خزان کا | جو آگیا اس راہ میں سالک وہی ٹھہرا | گمراہ ہوا جو یہاں کا نہ وہاں کا
دریا کہیں ہیں ہیں اسطرح کے جلوے | دیکھو وصدف جسم میں عالم در جان کا | صحرا میں نہ دریا میں نہ زمین پہ نہ فلک پر
موجود ہے یہ نام نہیں اسکے نشان کا | دیکھے تو کوئی غور سے قدرت کے کرشمے | شادی کہیں بچے کی کہیں غم ہے جوانکا
دریائے غضب جوش میں آگئے تو غضب ہے | غرقاب سفینہ ابھی ہو جائے جہان کا | بلبل کی طرح عشق میں نالاں ہوں میں اسکے
ہے جو گل یکتا چمن ہر دو جہان کا | پوشیدہ بھلا کر سکے اس سے کوئی کیا بات | دانندہ و واقف ہے وہ ہر راز نہان کا
دم مارنے کی جا نہیں امر صاحب ورا | ہستی کہ وہاں دخل نہیں وہم و گمان کا |

راوی کہتا ہے کہ نوریج بد سرشت کی بی بی بعد فتح ہونے طلسم کے بھاگ گئی تھی شہر لعلان میں پہونچی وہاں کا بادشاہ لعلان لعل پوش نام ہے لوگوں نے زن نوریج اور پسر نوریج کو لعلان شاہ کی خدمت میں پہونچایا لعلان شاہ ان دونوں کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور اپنی شریعت کے موافق زن نوریج سے نکاح کیا لعل بن نوریج کو اپنا بیٹا بنایا تعلیم اور تربیت کے واسطے ادیب رکھے اور فنون سپاہگری سکھانے بھی تعلیم کرنا شروع کیے تا اینکہ فن جنگ میں کامل ہو گیا شہر لعلان سے کئی فرسخ کی دوری پہ دجال نام ایک ملک واقع ہے اُسکے حاکم و فرمانروا کا نام دوال بن دجال ہے اسکے چند سپہ سالار ہیں زال خرک پیشانی سہراب گرز زن و شمشیر چہرہ باز اور ناخن ملک میں پہ دیز کا لڑکا بادشاہ کا بیٹا ہے دوال بن دجال کے دل میں مدت سے شہر لعلان کے لینے کا سودا سمایا ہوا تھا اُسنے قتال بن حداد کے بارہ سو سوار ہمراہ کر کے شہر لعلان کو بھیجا جب سرحد شہر لعلان میں پہونچا لعلان لعل پوش کو خبر ہوئی اُسنے استقبال کیا اور بکمال تزک و احتشام اپنی دار السلطنت میں لیگیا ہنگامہ گفت و شنید گرم ہے بسبیل تذکرہ قتال بن حداد نے کہا کہ دوال بن دجال بادشاہ

شہر دجال نے مجکو خراج کے واسطے بھیجا ہی لعلان لعل پوش نے چند لمحہ سکوت کیا بعدہ
کہا کہ مجکو دال بن دجال کے حکم کی تعمیل مین مطلق عذر نہین ہی البتہ وہ تعمیل ایک شرط سے مشروط
ہی خیال بن حداد نے کہا وہ شرط کیا ہی لعلان شاہ نے کہا دیکھو کہتا ہون یہ کہکے حکم دیا کہ
جلد شہر لعلان سے خراج کا روپیہ فراہم کرکے لاؤ اور لعل بن نوریچ کو بلاکے خیال بن حداد کو
دکھایا اور کہا صاحب وہ شرط یہ ہی کہ اگر اس لڑکے کو فن جنگ مین مغلوب کرلو تو خراج کا روپیہ
لیجاؤ راوی کہتا ہی کہ لعلان شاہ کو وقتاً فوقتاً لعل بن نوریچ کے حال سے بخوبی اطلاع ہوگئی
تھی کہ یہ بیٹا نوریچ بدرنگ کا ہی اور یہ عورت نوریچ بدرنگ کی بی بی ہی اور بادشاہ طلسم کی دختر ہی
جب طلسم کو شاہزادہ بدیع الملک نے فتح کیا تو یہ تباہ ہوکے شہر لعلان مین وارد ہوئی ہی
غرضکہ خیال بن حداد نے لعل بن نوریچ کو دیکھ کے کہا ای بادشاہ اگر خراج کا وصول ہونا
صرف اس لڑکے کے مقابلہ پر موقوف ہی تو مجکو منظور ہی یہ سنتے ہی لعل بن نوریچ کو بادشاہ نے
اشارہ کیا وہ چپٹ لنگوٹ سے درست ہوکے پترا بدلتا ہوا آموجود ہوا ادھر خیال بن حداد
بھی اُٹھ کھڑا ہوا دونون نے خم مارے اور زور و دست و بازو مین مصروف ہوگئے اسنے داؤن
کیا اُسنے رد کیا اُسنے داؤن کیا اِسنے رد کیا ایک نے تھپڑ مارا دوسرے نے گھونسا رسید کیا الغرض
ایک پہر کا عرصہ گذرا لعل بن نوریچ کو غصہ آگیا دونون پنڈلیان گرفت مین لا کے اُٹھا لیا اور
گرد سر پیچ دیا پتھر زمین پر مارکے اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور کہا ہی شرط کہ تیرے سر کو تن سے جدا
کرون خیال بن حداد سمجھا کہ عنقریب یہ نوجوان مجکو ہلاک کیا چاہتا ہی امان مانگی لعل بن نوریچ
اُسکے سینہ پر سے اُتر آیا خیال بن حداد سے لعلان شاہ نے کہا ای پہلوان تونے ہماری شرط
پوری نہین کی فلہذا ہم خراج نہ دینے سے معذور ہین خیال وہان سے رخصت ہوکے چلا آیا دال بن
دجال نے حال پوچھا خیال بن حداد نے تمام سرگذشت بیان کی دال بن دجال نے کہا وہ لڑکا
کس خاندان کا ہی خیال بن حداد نے لعل بن نوریچ کے زور و طاقت اور خاندان کا حال بالتفصیل
بیان کیا پیر دیزے کے لڑکے نے زار زار رونا شروع کیا دال بن دجال نے اُسکے رونے کا
سبب پوچھا اُسنے کہا شہریار بن نوشیروان کا پوتا ہون میرے باپ دادا پر اُن لوگون نے
بہت بدسلوکی کی ہی اگر مجکو فوج و لشکر ملے تو مین اپنے باپ دادا کا عوض قرار واقعی سے لون
دال بن دجال کو پیر دیزے کے رونے پر رحم آیا اور حکم دیا کہ جسقدر فوج پیر دیزے کو مطلوب
ہو فوراً تیار ہو چنانچہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پیر دیزہ شہر لعلان کے جانب روانہ ہوا
بعد طی مراحل و قطع منازل سرحد شہر لعلان مین پہونچا ایکا ایک یہ خبر لعلان لعل پوش کو پہونچی
مع لعل بن نوریچ آیا بادشاہ سے ملاقات کی تخلیہ مین کچھ باتین ہوئین پھر لعلان شاہ نے
لعل بن نوریچ کو بلایا اور کسی قدر فن سپہ گری دکھانے کی فرمایش کی لعل بن نوریچ نے نیزہ بازی
و سلحشوری کا کمال دکھایا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا لعل بن نوریچ کو گلے سے لگایا اور
حکم کوچ دیا چار لاکھ فوج کی جمعیت سے کوچ کیا دو منزل طی کرتے ہوئے قریب مرصع حصار کے
پہونچے شاہ مرصع حصاری کو خبر پہونچی اُنھون نے بھی بعجلت تمام اپنی فوج مین کمر بندی کا حکم

دیا اور دال بن دجال وغیرہ کے مقابلہ مین صف آرائی ہوئی وہ غضب کی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ بذات خدا نگیر و بزن کے سوا دوسری آواز گوش زدہ ہوتی تھی کسی کو اپنے بیگانے کی خبر نہ تھی جو جسکے تلوار کی زد پر آگیا فورا دو نیم تھا نوبت باینجا رسید کہ اہل مرصع حصاری کو شہادت نصیب ہوئی کفار نے تمام شہر کو خوب لوٹا وہان سے فراغت کرکے حاکم قلعہ زرنگار پر یورش کی تا اینکہ اسکو بھی قتل کیا اب ان ظالمون کے پاس قریب سات سو کے لشکر جمع ہو گیا ہی

اب لعل بن الفریج بدرگ اور دال بن دجال وغیرہ کو یہان مقیم رکھا جاتا ہی اور دو کلمے شاہزادہ ملک قاسم کے مرقوم ہوتے ہین

جادۂ راہ بقا غیر از فنا ملتا نہین
سر بسر اگر تا ہی پر ظل ہما ملتا نہین
چشم سے کی بدلون گردش سے پایا ایک تل
ڈھونڈتا تھا ہی خاک مین قارون گدا ملتا نہین
ڈھونڈتے پھرتے ہین ہم صحرا مین مثل گردباد
صورت عنقا کبوتر کا پتہ ملتا نہین
آدمی کیون طالب راحت ہو دور چرخ مین
نخل کو پانی پلے نشو و نما ملتا نہین
حق اگر پوچھو تو یہ بھی نسخہ اکسیر ہی
شیر دایہ طفل کو بھی بے بکا ملتا نہین

ہے خودی جبتک کہ انسا مین خدا ملتا نہین
ہر کسی بستر طبیبان ملنے کو کیا ملتا نہین
رزق انسان کو مقدر کے سوا ملتا نہین
المدد موقع مدد کا ہی یا ہی یا دمراد
منزلون یاران رفتہ کا پتہ ملتا نہین
گمرہی خود منزل مقصود کی ہی رہنما
چیونٹی دانہ کو بے آسیا ملتا نہین
شکل آئینہ تو دیکھو میری حیرت کا سبب
چھانتے ہین خاک سب مضمون نیا ملتا نہین
شاعران حال کیا مضمون تو پاتے ہین اسیر

جستجو بیٹھی ہی دولت کا پتہ ملتا نہین
پر کہین دنیا مین صادق آشنا ملتا نہین
دے جو تھا جون کو دنیا ہو کہ قسمت ہی بہی
ڈوبتی ہی اپنی کشتی ناخدا ملتا نہین
ہو گیا کیا جانے ابکے خط کس جا تباہ
خضر ملجاتے ہین جسکو راستا ملتا نہین
گلشن ہستی مین یہ آب مروت کا ہی قحط
خلق صورت مین ہو معنی آشنا ملتا نہین
رو مانگ اللہ سے جا جو وسعت رزق کی
ڈھونڈتے ہین پر تخلص بھی نیا ملتا نہین

مرتبان مضامین شور انگیز دکا بیان تحریر عبرت آمیز اس حال پر ملال مین اسطرح قلم فرسا ہوتے ہین کہ اگرچہ شاہزادہ ملک قاسم نے فرعون کو جہنم واصل کیا اور رنج و ملال پدر کے دفع اور رفع ہونے کی غرض سے حمزۂ ثانی نے جشن عظیم بھی برپا کیا مگر شاہزادہ ملک قاسم کے دل پر علمشاہ کی ہلاکت کا ایسا ملال مستولی تھا کہ کسی طرح رفع و دفع ہوتا تا اینکہ عمر بن رستم علمشاہ رومی کو دفن کرکے بیت اللہ سے واپس آئے ایک روز ملک قاسم نے حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ شہریار میرا دل چاہتا ہی کہ چند روز خاور مین رہون بعد ازان کعبۃ اللہ جاکے پدر معظم مغفور کی قبر پہ بیٹھ رہون کیا لطف زندگی جب باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا صاحبقران ثانی نے سمجھایا کہ اے ملک قاسم مین خوب جانتا ہون کہ علمشاہ کی مفارقت تمپر بہت شاق ہی پھر بھی گیا چارہ ہی جو مر گیا وہ پھر زندہ نہین ہو سکتا اگر تمہارے باپ کا سایہ تمہارے سر سے اٹھ گیا تو ہم تو زندہ ہین ملک قاسم نے رومال سے آنسو پاک کیے اور عرض کی یہ بجا ارشاد ہوا مگر فی الحال میرا ارادہ یہی ہی حمزۂ ثانی نے فرمایا تمکو اختیار ہی مگر یہ تو بتاؤ کہ تم تنہا جاؤ گے اور بھی کوئی تمہارے ساتھ جائیگا عمر بن رستم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا شہریار مین ملک قاسم کے ساتھ جاؤنگا حمزۂ ثانی نے کہا بہتر ہی یہ کہکے خود بھی خوب روئے پھر آنسو پاک کرکے رخصت کیا پس اور بھی حاضرین وقت دونون سے گلے ملے اور کہا دیکھیے اب کب ملاقات ہوتی ہی عمر بن رستم نے کہا انشاء اللہ زندہ ہین تو پھر کبھی ملاقات ہو جائیگی پھر دونون نے اپنی فوج کو رستم ثانی

آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + او ملعون لعل بن نوبرج تبون تیری یہ بھی طاقت
ہے کہ میری زندگی مین میرے بھائی کا سر لیجاوے راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ ملک قاسم قریب ساٹھ ہزار
جوانون کو قتل کرکے اُس ملعون کے پاس پہونچا ہی لعل نے دو دستی وار تیغہ کا شاہزادہ ملک قاسم
کے سر پر لگایا شاہزادہ نے تلوار پر وہ وار رد کیا اُسکا تیغہ تلوار سے ٹکرا کے دو ٹکڑے ہوگیا اب جو
شاہزادہ ملک قاسم نے تلوار سنبھالی اُس مکار نے ڈھال ہوکے ڈھال سر کی پناہ کی تمام فوج کفار ملک
قاسم پر ٹوٹ پڑی شاہزادہ مثل شیر نر اُن بزدلون پر حملہ آور تھا اور نعرہ پر نعرہ مارتا تھا الدو شیر افگن
مرد شیر افگن مظفر بن ترچیم عون آشام مع دس ہزار فوج کے پہونچے جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم
ہوا تلوار پر تلوار پڑ رہی تھی تکبیر و تیزن کی صدا فلک اول پر جا رہی تھی غرضکہ ان چالیس ہزار کو مار ا دو چار
فرار ہوگئے شاہزادہ ملک قاسم نے تجسس و تلاش کی بعد اسکے بھائی کی لاش پائی شدت صدمہ سے
غش آنے لگا مگر پھر اپنے کو سنبھالا گریبان چاک کیا اور عجب طرح خراب حال بنایا عمر بن رستم کی لاش کو
لیکے چلے تھے کہ اسطرف عقیف بن حصیم کو معلوم ہوا اُسنے فوراً مرکب کو مہمیز کی اور اسی ہزار فوج
سے قاسم کے قریب آیا للکارا کہ اے جوان کہاں کو جاتا ہے اور کیون عمر بن رستم کی لاش لیے جاتا ہے یہ کہکے
تمام فوج کو آواز دی کہ اے بہادرون سب ایک مرتبہ تیر چلہ کمان مین رکھ کے رہا کرو لیس ایک ہی مرتبہ ہزار تیر
قاسم کی طرف آئے کمانیں کڑکتے نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ ہزار رفیق شاہزادہ ملک قاسم کے تیرون سے غربال
ہوگئے ملک قاسم مسلمانون کے ایک مرتبہ ہلاک ہوجانے سے بہت پریشان ہوئے نہایت برہم
ہوکے عقیف کے برابر پہونچے عقیف نے ایک زبردست تیغہ مارا قاسم نے چاہا کہ بند سپر پر
پکڑلون کہ گھوڑے نے شکند رہی کھائی اُسکا تیغہ سر پر آیا کلائیون پر دو کالائیان مجروح ہوگئین اور تیغہ گلا
اُتر آیا تاہم قاسم نے اپنے کو برابر عقیف کے پہونچایا جد و کد کرکے عقیف کو گھوڑے پر سے گرایا
سینہ پر سوار ہوا اور گلے کو دانتون سے چبا لیا تا اینکہ وہ ہلاک ہوگیا چونکہ شاہزادہ ملک قاسم ایسا مجروح
نہین ہوا تھا کہ جانبر ہوسکتا عقیف کے ہلاک ہوجانے کے بعد چند لمحہ مین خود بھی جان بحق تسلیم ہوا
مظفر یہان موجود تھا اسنے جو ملک قاسم کو دیکھا تا اُسرتا پا غیظ و غضب ہوگیا اور تلوار علم کرکے مجمع
کفار مین در آیا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی کفار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا چند کفار شاہزادہ ملک قاسم اور مظفر
وغیرہ کی خبر ہلاکت پہونچانے لعل بن نوبرج کے پاس گئے اُسطرف جوانان خاور ملک قاسم کی لاش لیکے
خاور مین پہونچے مقبرۂ خاور مین ان سب مسلمانون کو دفن کیا رسوم تعزیت ادا کی گئی تمام شہر سیاہ پوش
ہوا ملکہ خورشید خاور نے بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران ثانی کی خدمت مین اس مضمون کا نامہ
لکھا کہ غضب ہوگیا کوہ غم مجھپر ٹوٹا شاہزادہ ملک قاسم کفار کے دست ظلم سے درجۂ شہادت پر فائز
ہوئے اُنکے ساتھ یاران ہمراہی بھی کشتۂ تیغ فنا ہوئے اسیر التفاتہ سمجھنا چاہیے کیونکہ لعل بن نوبرج
فوج کثیر لیکے آیا ہے مسلمانون سے بر سر پرخاش ہے پہلا ضروری کام یہ ہے کہ ملک قاسم کا فاتحہ ادا ہو دوسرا
یہ کام بھی واجب سمجھو کہ ظالمون کے ہاتھ سے میری حرمت بچاؤ جب اس مضمون کا نامہ بادشاہ اسلام
اور حمزۂ صاحبقران ثانی کی نظر سے گذرا لشکر اسلام مین ایک کہرام برپا ہوگیا صاحبقران ثانی کی نظر
مین دنیا اندھیر ہوگئی اُسیوقت بادشاہ اسلام نے کوچ کا حکم دیا اور خود بعجلت تمام چند سردار ہمراہ لیکے

کی تھی اس مرتبہ بھی عقابین تیار کی گرد اُسکے ایک عمیق خندق کھودی صاحبقران ثانی کو باحتیاط
تمام قید کیا عقابین پر کھینچا سرداران اسلام صاحبقران ثانی کی گرفتاری سے بہت پریشان ہوئے
شاہ سعد نے عمر ثانی کے جانب دیکھا اور فرمایا اے عمر ثانی امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی
صورت تمہاری چالاکی پر موقوف ہے عمر ثانی نے دست بستہ عرض کی جو حکم ہو اُسے یہ خادم دیدہ و دل سے
بجا لائے شاہ سعد نے فرمایا حکم یہ ہے کہ کمر ہمت چست باندھو مین تمکو نامے دیتا ہون تم اُن نامون
کو ولایت تمام سلاطین اطراف جوانب کے پاس لیجاؤ اگر خدا نے چاہا تو امیر حمزہ صاحبقران اس
قید ظلم سے رہا ہوجائینگے مگر اے خواجہ اس بات کا خیال رہے کہ جو سردار بادشاہ جہان سے ملے
اُسکو وہ نامہ پہونچا دینا اور اسکو اس جانب روانہ کرو بہر حال نامہ ہر ایک کو ہر طرح پہونچ جانا چاہیے
خواجہ نے بطیب خاطر قبول کیا شاہ سعد نے متعدد اس مضمون کے نامے تیار کیے کہ بعد حمد خدا کے
خالق جملہ مخلوقات و نعت حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلاع دیجاتی ہے کہ فے الحال
کفار نے مسلمانون پر یورش کی ہے چنانچہ امیر حمزہ صاحبقران کو بمکر و فریب چرا لیگئے اور اس عالی منزلت
کو قید شدید مین مبتلا کیا ہے یا عقابین پر کھینچ دیا جس کسی کو اسلام کا پاس ہے اور درد دین رکھتا ہے کفار کی
سرکوبی کے واسطے مستعد ہو اور یہان پہونچ کے اُس عزیز مسلمان کی رہائی کی کوشش کرے ورنہ
نہایت شرم کی بات ہے کہ ایک مرد مسلمان کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائے اور دوسرے برادران
ایمانی اُسکی پاسداری سے پہلو تہی کرین ع بر رسولان بلاغ باشد و بس ۔ جب اس مضمون کے نامے
تیار ہوچکے شاہ سعد نے خواجہ عمر کو دیے خواجہ یہ نامے لیکے روانہ ہوا اول سمرقند مین آیا اور
طویل ایلہ رومی سمرقندی کے دربار مین پہونچا طویل ایلہ روے سمرقندی خواجہ کو دیکھکے
متعجب ہوا اور کہا اے خواجۂ خواجگان و سرخیل سرہنگان اسوقت تم کہان آئے کیا خبر تازہ لائے
خواجہ نے تمام حقیقت بیان کی سعد شہریار کا نامہ دیا طویل ایلہ روے سمرقندی نے سر نامہ
چاک کیا نامے کو پڑھا خواجہ نے کہا مین زیادہ توقف نہین کرسکتا تا اینکہ طویل ایلہ نامہ پڑھتا رہا اور
یہ وہان سے روانہ ہوا بخارا مین آیا حاکم بخارا اُسوقت عادل خان نام تھا اُسکو بھی سعد شہریار
کا نامہ دیا اور وہان سے شہر بلخ مین آیا وہان بھی ہوشیار و کوشیار بلخی کو بادشاہ وقت کا نامہ
دیا اب وہان سے شہر کابل مین پہونچا و ارباب شاہ کو بھی نامہ دیا پھر وہان سے ملک ہندوستان
کے جانب مراجعت کی اسی طرح ولایت تمام ممالک مین پہونچا اور ہر ایک فرمانروا کو شاہ سعد
کا نامہ دیا اور فوراً واپس آیا جب سراندیپ مین پہونچا اہل سراندیپ کو دیکھا کہ مختل الحواس ہین
ہر چہار جانب لشکر پھیلا ہوا ہے متعجب ہوا عمر ثانی نے اہل شہر سے حال دریافت کیا اُنھون نے
بیان کیا کہ یہ لشکر شمائل خان بن جلائل خان کا ہے طلحہ بن لند مصور سے مقابلہ ہوا تھا چنانچہ
طلحہ کا پانون ٹوٹ گیا ہے مجبور ہوکے طلحہ قلعہ بند ہوگیا عمر ثانی کو فکر ہوئی کہ کسی طرح قلعہ مین پہونچنا
چاہیے اور حمزہ ثانی کی گرفتاری کی اسکو بھی خبر دینا چاہیے چنانچہ بدشواری تمام کمند رسے
کے [illegible] بالا [illegible] قلعہ ہوگیا نگرانی کے واسطے متعین تھے دیکھا ایک شخص ہتھیار وضع
[illegible] ایستادہ ہے اور قلعہ مین پہونچنے کی فکر کر رہا ہے دشمن سمجھ کے تیر کمان کے چلون

مین جو لڑے چاہتے تھے کہ شست سے رہا کرین خواجہ عمر نے غل مچانا شروع کیا کہ اے اہل قلعہ خبردار اسطرف تیر دن کو رہا نہ کرنا مین تمھارا مخالف نہین ہون آگاہ ہو مین ہون عمر ثانی نمک خوار قدیم امیر حمزۂ صاحبقران قدیم اہل قلعہ طلحہ کے پاس گئے اور عمر ثانی کے آنے کی خبر دی طلحہ نے حکم دیا کہ دروازے سے عمر ثانی کو بلا لو چنانچہ عمر ثانی قلعہ مین داخل ہوکے طلحہ کے پاس پہونچا طلحہ نے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی کیفیت پوچھی اور قلعہ مین آنیکا سبب پوچھا خواجہ عمر ثانی نے کہا اے طلحہ غضب ہوگیا حمزۂ ثانی کو کفار نے گرفتار کر لیا ہے اسوقت مین حمزۂ ثانی کی رہائی کی فکر ضرور ہے اسی غرض سے مین بکوشش تمام یہان پہونچا بلکہ اور ممالک مین بھی اس امر کی اطلاع دی ہے غالبًا وہ سب حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے جاوینگے طلحہ نے کہا اے خواجہ واقعی حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کی فکر ضرور ہے مگر مین اس سبب سے بالکل مجبور ہون کہ میرا پانون ٹوٹ گیا ہے یہی وجہ ہے کہ مین قلعہ بند ہوگیا ورنہ شمائل خان کو سرکشی کی ضرور سزا دیتا خواجہ عمر نے کہا اے طلحہ یہ مقدمہ حمزۂ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا ہے اسکا تدارک مقدم ہے میری راے یہ ہے کہ تم شمائل خان کو اس مضمون کا نامہ لکھو کہ ملک خاور مین امیر حمزۂ صاحبقران کو ظالمون نے گرفتار کرکے عقابین پر کھینچ دیا ہے اور مین یہان سے خاور جایا چاہتا ہون اگر تمکو مجھسے مقابلہ کرنا بہر طور منظور ہے بس تم وہین آؤ اور دونون لشکرون کے روبرو ہمارے تمھارے جنگ ہو تو بہت مناسب ہے اے طلحہ اس صورت مین شمائل خان کا کچھ نقصان نہین ہے بالیقین وہ منظور کر لیگا مین یہان سے ایران جاتا ہون شاہزادہ بدیع الملک کو وہان سے بھیجونگا شاہزادہ بدیع الملک جسوقت حمزۂ صاحبقران کی گرفتاری کا حال سنیگا فورًا ملک خاور کو روانہ ہوگا طلحہ نے بعد تامل بسیار کہا خیر بنا بر تمھاری راے کے مین شمائل خان کے نام اسی مضمون کا نامہ بھیجتا ہون اگر اسنے قبول کیا فہو المراد ورنہ مین فورًا یہان سے ملک خاور کو روانہ ہو جاؤنگا اور اگر میرے خیال کے موافق نامنظور کیا تو مجبوری ہے اے خواجہ مجھکو کمال افسوس ہے کہ اسوقت مین پاشکستہ ہون غرضکہ بعد اس گفت و شنید کے طلحہ نے شمائل خان کے نام اسی مضمون کا نامہ لکھا جسوقت شمائل خان کی نظر سے اس مضمون کا نامہ گذرا مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے کہا شہریار طلحہ کی یہ راے ہے تو کیا مضائقہ ہے ہر طرح جنگ و جدل کے مقدمہ کو ایک سا کرتا ہے طلحہ کو وہان چلکے جنگ کرنا منظور ہے تو یہی سہی آخرالامر شمائل خان نے جانب ملک خاور کوچ کیا بعد جانے شمائل خان کے طلحہ قلعہ سے باہر آیا اور فوج کو از سر نو آراستہ کیا اور جانب خاور روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الملک کے گذارش کیے جاتے ہین در بارۂ زیر کرنے ممالک شاہ مالک اژدر کے

اسکا ہی کون جسکی ... حسد اٹھو	ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا اٹھو	اوج خصیص لازم و ملزوم ہے یہان
کوئی جھیلا بڑھا ہی کہ آخر گیا اٹھو	اس بوریا نشین کا ولا مین مرید ہون	جسکے رہا خس نہ ہین جسکے رہا اٹھو
اس چپشہ جفا سے فلک روسیاہ کے	گر خوف پاس جور و جفا کے کھڑا اٹھو	گذری ہی ہر صفت جو ستی فلاکت پہ سما...

تیر دعا ہی پار نگا دعنا نہو
پل مین بہائے گا یہ پل آسمان تک
دیتے اُسے دعا ہین کہ جسمین دغا نہو

محراب تک سپہر ہو تا ہم جہان مین
سیل سرشک ہی یہ ہوائی گھٹا نہو
راحت مزا نہین ہی برائی مین تو یہان

جبتک کہ آبدیدہ کوئی دل جلا نہو
کوسے ہین اب اُسے کہ جو باطن کا ہی برا
سب کا بھلا ہو اور کسی کا برا نہو

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اسطرح مسطور کرتے ہین کہ جب اُس بحر مواج مین یہ جہاز اور کشتیان طوفانی ہوئین تمام مسافران بحری اپنی اپنی زندگی سے ناامید ہوئے اسباب کو بلاتکلف دریا مین پھینک دیا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا کہا سنا معاف کروایا ایک نے دوسرے سے وصیت کی کہ اگر کسی طرح اس طوفان بلا سے نجات پا کے ساحل عافیت پہ پہونچ جانے کا اتفاق ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران کی ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے بہت تہنیت آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ قضا نے مہلت نہ دی جو قدمبوسی کو حاضر ہوتے امید ہی کہ حضور دعا مغفرت اور ثواب فاتحہ سے محروم نرکھین گے راوی کہتا ہی کہ تین شب و روز تک مع شہزادہ بدیع الملک وہ سب اس بلاے سخت مین مبتلا رہے چوتھے روز صبح کو ہنوز وہ طوفان ہوا سے تند بر طرف نہوئی تھی اور نہ وہ سیاہی بالکل دور ہوئی تھی دور سے جو دیکھا کشتی کنارہ دریا کے مقیم ہی سواران کشتی بعجلت تمام کنارے سے پہونچے شکر خدا کیا معلوم ہوا کہ ممالک پرویز مین وارد ہین شاہزادہ بدیع الملک نے وہان قیام کیا سرداران ہمراہی سے ممالک پرویز کے نسبت مشورہ کیا سب نے یہی راے دی کہ اگرچہ ابھی ہم سب ایک بلاے سخت مین مبتلا ہو چکے ہین بخارات دریا کا اثر ہمارے اعضا مین باقی ہی تاہم ممالک پرویز پر دست تصرف دراز کرنا واجب ہی اور اے شاہزادہ والاقدر ہم جان نثاری کو حاضر ہین چنانچہ شاہزادہ نے فوج و لشکر فراہم کیا جتنے کہ ممالک پرویز پر حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پرویز مین تہلکہ عظیم برپا ہو گیا جب شاہزادہ والاقدر بدیع الملک نامور ممالک پرویز پہ دست تصرف دراز کر چکا حوالی خراسان مین ورود کا اتفاق ہوا ایکایک دور سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی تھوڑے عرصہ کے بعد دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک لشکر بیش قرار بتعداد پنجاہ ہزار سر کردگی جوان نقاب دار ارغند درپوش مرکب صبا رفتار پر سوار اس طرف خیز اخیز چلا آتا ہی تا اینکہ قریب پہونچا اور ایک مقام وسیع مین خیمہ زن ہو کے قیام کیا شب کو طبل جنگ بجایا صبح کو صفوف مصاف آراستہ کر شاہزادہ بدیع الملک سے ہنگامہ پیکار گرم کیا دو شبانہ روز وہ کشت و خون ہوا کہ پناہ بذات خدا تیسرے روز نتیجہ اس جنگ کا یہ ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک نے سردار فوج کو گرفتہ و بستہ کر لیا بعدہ اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا مجھکو ممالک شاہ بن مالک اژدر کہتے ہین اے شاہزادہ والاقدر تمھارے اس زور و طاقت اور بہادری و ہمت کی خبر تھی واقعی جیسا سنتا تھا ویسا ہی پایا شاہزادہ بدیع الملک نے ممالک شاہ کے جبین پیشانی سے آثار مردانگی دریافت کر کے اسکا روست چپ اپنا قرار دیا جس سے وہ بہت خوش ہوا اسی اثنا مین تمام سرداران خراسان حاضر ہوئے جن لوگون نے سرکشی پر کمر باندھی تھی اُنکے بارہ مین حکم دیا کہ بلاتکلف اُن سب کو قتل کرو اور جنھون نے اپنی غلطی کا اقرار کر کے معافی چاہی اُنکو سرفراز

کیا بعد از ان شاہزادہ بدیع الملک شہر اصفہان کے جانب متوجہ ہوا ہنوز دو تین منزل راہ طی کی تھی کہ ایک روز شب کو قریب صبح شور و غل کی آواز شاہزادہ بدیع الملک کی بارگاہ سے بلند ہوئی حقیقت اسکی یہ ہے کہ کسی سنگدل نے شاہزادہ بدیع الملک کا سر تن سے جدا کیا اور سر سینہ پر رکھ کے غائب ہو گیا ہر طرف شور و غل تھا کہ دیکھو اور پیشہ لگاؤ کہ یہ ظلم کس نے کیا ہر متنفس گریبان چاک برہنہ اسی ہر جانب دوڑا جاتا تھا اور قاتل کی تلاش کرتا تھا مگر قاتل کا کہیں نشان نہ ملا حمسبہ ہر دو نون ہاتھون سے سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا ہاے غضب ہیں اب شاہزادہ نور الدہر اور شاہزادہ بدیع الزمان کو کیا جواب دونگا یقین وہ اس خبر جانگداز کو سنکے ہلاک ہو جاینگے پھر تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا ای عیاران طرار یہ عیاری اور طراری کس وقت کام آویگی افسوس ایسا ستم ہو جاے اور ستمگار کا پتہ نہ لگے تم سب جاؤ اور اس موذی کا پتہ لگاؤ جسنے یہ ستم کیا چنانچہ تمام عیار قاتل کے سراغ میں نکلے

اب اس حال کو یہان چھوڑا جاتا ہے اور اسد نامدار کے ہاتھ شاہزادہ بدیع الملک کے صندوقچہ اسلحہ کا آنا بیان کیا جاتا ہے

راویان سخن فہم دانند و شارح این داستان چنین گردند کہ جب امیر بلند تقدیر کی کشتی طوفانی ہوئی اسد نامدار کی بھی کشتی طوفانی ہوکے ایک جانب غیر معتبر روانہ ہوئی حتی کہ ایک پہاڑ سے ٹکرائی تمام تختے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے سواران کشتی دریا میں غرق ہو گئے طعمہ جانوران دریا ہو گئے اتفاق قضا و قدر کو ملاحظہ فرمائیے کہ اسد نامدار بتقدیر خداوند کردگار ایک تختہ شکستہ پر سوار ایک جانب بہا چلا جاتا تھا اجل پیش نظر تھی ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی موجۂ دریا مجھکو مع تختہ غرقاب کر دیگا وہی خیال پیش آیا کہ نہنگ دریا نے اس زور سے اپنی دم ماری کہ شاہزادہ اسد مع تختہ شکستہ تہ کو چلا اسد نامدار نے تختہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اندرون دریا سے ابھر کے شناوری شروع کی ایک شب و روز شناوری کرتا رہا جب طاقت شناوری باقی نہ رہی بہت گھبرایا مگر چارہ کیا تھا دل میں خیال آیا کہ اسوقت بیکسی میں سواے ذات باری تعالے کے کون ہے اسی طرح مناجات کرنا شروع کی

ای خداوند کارساز و کریم ۔۔۔ مالک و صانع قدیم و حکیم
خیمہ برپا کن سپہر بلند ۔۔۔ آسمان ساز اور زمین پیوند

نقش پرداز کارگاہ جہان ۔۔۔ کاتب نسخۂ زمین و زمان
تو نے برپا کیے ہیں یہ افلاک ۔۔۔ خاک کو تو نے دی ہے صورت پاک

تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر ۔۔۔ نخل میں شاخ شاخ میں ہے ثمر
تجھسے گوہر نے وہ چمک پائی ۔۔۔ تو نے انسان میں دی وہ زیبائی

سب کو تجھسے ملی وجود کی راہ ۔۔۔ تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
تو انیس دل غریبان ہے ۔۔۔ مرہم زخم سینہ ریشان ہے

مغفرت پر ہے تیری سب کو ناز ۔۔۔ ای مرے کارساز بندہ نواز
عرض مطلب میں ہون بہت حیران ۔۔۔ شرم سے بند ہو رہی ہے زبان

رو سیہ شرمسار و پر تقصیر ۔۔۔ روز و شب ہے معصیت میں اسیر
مبتلاے بلاے حرص و ہوا ۔۔۔ پاس بندہ جفا و جرم و خطا

ہے عیان تجھپہ حال دل میرا ۔۔۔ تیرے آگے کہون بھلا کیا کیا
ہین سزاوار نار تو ہے نور ۔۔۔ ہین گنہگار تو خداے غفور

واسطہ نوح کی بزرگی کا ۔۔۔ اور انکی ہر اک سترگی کا
مجھ بندۂ ذلیل کی حالت اضطراب پہ نظر رحم

فرما اور ہلاکت سے بچا سے | ندارید غم از تو فریاد رسم | ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئے

پانی تھی وفعتہً وہی تختہ شکستہ جو ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا پھر ہاتھ آگیا شاہزادہ اسد نامدار پھر
اُس تختہ پہ سوار ہوا حرکت ستتاوری موقوف کی گونہ اطمینان ہوا مگر پھر خیال آیا کہ یہ تختہ شکستہ کہانتک
میری جان بچا سکتا ہی اس مرتبہ اگر کوئی نہنگ آجاوے گا مجھکو مع تختہ نگل لیگا شاہزادہ اسد اسی
خیال مین مبتلا تھا کہ یکایک ہوا کا جھونکا آیا وہ تختہ کنارے جا پہونچا اسد اُس تختہ سے اُترا چند
لمحہ دریا کے کنارے بے حس و حرکت افتادہ رہا پھر اُٹھا چند قدم آگے بڑھا دیکھا ایک صحرا ہے
لق و دق ہی مگر نہایت سرسبز و شاداب گیاہ خودرو پہ شبنم کے قطرے ہین یا دریا کے خوش
آب جسطرف نظر جاتی ہی سراسر دلچسپی و بہار جا بجا درختان گل و ثمر و ہزارہ در ہزار شاہزادہ
اسد نامدار دریا کے ہلاکت سے نجات پا کے بہت خوش ہوا خاک پہ سجدہ کو سر جھکایا اور
شکر خدا بجا لایا اور کہا

شعر
تیرے سوا نہین اُس صفات کا | حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا
تختہ سفینہ تونے بنایا نجات کا | اسوقت مین کہان تھا ٹھکانا حیات کا

بعد اسکے ایک مقام پہ قیام
کیا کپڑے اُتارے ہوا مین خشک کیے اور پہنے ایک جانب روانہ ہوا تھوڑی دور راہ
طی کی تھی دیکھا دو نفر جادوگر وضع سے چلے آتے ہین شاہزادہ اسد نامدار اُنکو دیکھتا رہا مگر حیران
تھا کہ یہ جادوگر یہان کہان آئے آتے آتے وہ دونون ایک جگہ متوقف ہوئے اور زمین کو کھودا
اور ایک صندوق لیے تھے اُسے دفن کیا پھر وہ دونون جادوگر آپس مین باتین کرنے لگے
کہ اب دل کو قرار آیا اطمینان ہوا اس صورت سے خداپرستون کا علاج بخوبی ہو سکتا ہی اور دولت
توریج خان اور بت پرستون کی ترقی بخوبی ہوگی اسکو بہت بڑا کام سمجھو کہ تمنے جادو بادشاہ طلسم
سیماب کے روبرو شاہزادہ بدیع الملک کو چرا لیا اور ایک شخص بخیر کو اُسکی صورت سے
مشابہ کرکے چھوڑ دیا اور شاہزادہ بدیع الملک کو زندان سیماب مین مقید کر لیا اور گوہر اور
بازوبند حضرت سلیمان و براق بدیع کو ہمارے حوالے کیا کہ ان سب اشیا کو جزیرہ ظلمات مین
بھیجا ظلمت تمام دفن کردیا دوسرے نے کہا ہان یہ سب اشیا شاہزادہ بدیع الملک سے
ہمنے لے لیے مگر ایک انگشتری سلیمانی اور باقی ہی جو ہمکو دستیاب نہین ہوئے اُسکا بھی لا اُس
کرنا ضرور ہی اور اُسکے عجب خواص ہین شاہزادہ بدیع الملک کے پاس نہین ہی غالبًا لشکر
اسلام کے کسی اور سردار کے پاس ہوگی اور ایک روایت اور بھی سماعت مین گذری ہی کہ وہ
انگوٹھی کسی اور مقام پر خود شاہزادہ بدیع الملک نے دفن کردی ہی ایک مرتبہ میری سماعت مین
یہ امر آیا تھا کہ وہ انگشتری سلیمانی جزیرہ ہمیشہ بہار مین دفن کی جاوے گی لیکن یہ تحقیق نہوا کہ دراصل
اس مقام پر وہ انگوٹھی دفن کی گئی ہان یہ بخوبی تحقیق ہی کہ وہ انگوٹھی شاہزادہ بدیع الملک کے پاس
نہین ہی اب اگر شاہزادہ بدیع الملک ہزار جانین رکھتا ہوگا تو ایک بھی سلامت نہ لیجا سکے گا
اب یہ بتاؤ کہ اس کام سے تو فراغت حاصل کی اب کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا چلو شاہ سن کو اس
حال کی خبر کردو کہ یہ وہی زمین ہی جہان امیر حمزہ صاحبقران نے گرفتار کرکے ملک ختا و ہمین
ٹھکانا ہین پہنچ دیا ہی لعل خان بن توریج خان نے ملک باختر مین خروج کیا ہی تمام یاران
[illegible] سب مسلمانون کا کام تمام ہوا ہی

نے رواج پایا بہت عرصہ کے بعد بت پرستی کے آثار ترقی نمایان ہوئے ورنہ بالکل ناامیدی
ہوگئی تھی خداوند بت بزرگ کا فضل شامل حال ہونا چاہیے مسلمان کیا جان رکھتے ہین کہ بت پرستون
پر غلبہ پاسکین گے بیشتر بت بزرگ کا نہین معلوم کیا غضب ہمپر نازل تھا جو اسلام کا زور بڑھ گیا تھا مگر
ہم بیشتر بھی کہتے تھے کہ خداوند بت بزرگ کے حضور مین ہم بندگی کرنے والون سے کیا قصور سرزد
ہوا جو ہم رواج بت پرستی سے مایوس ہین اُسکی جناب مین طلب عفو کرنا چاہیے غرضکہ وہ جادوگر
اسی طرح کی گفت و شنید کے بعد اُس صحرا سیماب کے جانب روانہ ہوئے شاہزادہ اسد
دلاور اس تمام تقریر کو تنہا درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا بغور سن رہا تھا جب وہ دونون پلید وہان
سے چلے گئے شاہزادہ اسد دلاور بہت خوش ہوئے اور ہر چہار جانب دیکھتے ہوئے اُس
مقام پر آئے جہان وہ صندوق دفن کیا تھا زمین کو کھودا اور صندوق نکالا شاہزادہ بدیع الملک
کی یاد مین بہت رویا پھر صندوق کھولا گوہر مراد کو صندوق سے نکال کے بازو پر باندھا پیراق
زیب تن کیے خداوند عالم کا شکر کیا اور بجاے خود کہا خداوند عالم مجکو ایسی توفیق عطا فرمائے کہ
شماس کو ہلاک کر کے شاہزادہ بدیع الملک کو اُسکی قید سے رہا کرون وہ رات وہین بسر
کی علی الصباح بعد ادائے فریضہ سحری روانہ ہوا چلتے چلتے سامنے جو نظر کی دیکھا ایک پریزاد کو
کسی نے ایک درخت سے باندھ دیا ہی اور اُسکی صدائے گریہ و زاری بلند ہی شاہزادہ اسد نامدار
بعجلت تمام اُس پریزاد کے پاس پہونچا اور کہا تو کون ہی اور یہ کیا مصیبت تجھپر نازل ہی اُسنے کہا اَی
جوان تو کیا میری مصیبت کا حال پوچھتا ہی اگر تجکو اپنی جان سلامت رکھنا منظور رہی تو جلد یہان سے چلا
جا ورنہ تو زندہ نہ بچیگا شاہزادہ اسد نے کہا آخر بیان تو کر یہ اصل واقعہ کیا ہی اُسنے کہا اصل
واقعہ یہ ہی کہ مین ہمشیرہ زادی ہون رضوان شاہ کی جو ملک اخضر کا بادشاہ ہی میرے پدر [illegible] کا نام
شاہزادہ ملک قاسم ہی یہ حسب و نسب جو اُس پریزاد نے بیان کیا اسد دلاور نے حیرت
سے اُسکی صورت دیکھی اُسنے کہا ای جوان تو کیا دیکھتا ہی اسد نے بھی اپنا حسب و نسب اُسکے
روبرو بیان کیا وہ پریزاد خوب روئی شاہزادہ اسد نے کہا تو کیون روتی ہی اور کچھ اپنا واقعہ
بیان کر کہ کس طرح یہانتک پہونچا ہوا اُسنے کہا ایک روز سیر کے واسطے اپنے تخت پر سوار
چلی جاتی تھی یکایک ایک دیو شہنشاہ نام میرے تخت کے پاس آیا اور مجکو دیکھ کے مجھپر
فریفتہ ہو گیا اُسنے کہا ہمارے ساتھ چل مین نے انکار کیا اُسکو غصہ آیا اور آواز بلند مجھسے
کہا کہ ہم تجکو ضرور لے جائینگے مین اور میری پریزادان ہمراہی خوف سے کانپنے لگین آخر الامر
وہ سب مجکو تنہا چھوڑ کے بھاگ بھاگ گئین اور وہ دیو مجکو لیکے یہان چلا آیا مجھسے اپنا
اظہار مطلب کیا مین نے انکار کیا وہ موذی بہت غصہ ہوا مین کبھی اپنی جان پر کھیلی ہوئی تھی اُسکے
غصہ کو مطلق خیال مین نہ لائی مین سمجھے ہوئے تھی کہ زیادہ بر این نیست کہ مجکو ہلاک کریگا باشد اب
اُسکا یہ دستور ہی کہ ہر روز آتا ہی کچھ میوہ تر و خشک لا کے کھلاتا ہی اور اپنے مطلب کا حرف زبان
پر لاتا ہی ادھر سے جواب صاف پاتا ہی آپ ہی اپنی بوٹیان اپنے دانتون سے نوچتا ہی
اور دو چار مرتبہ قتل کر کے چلا جاتا ہی اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مجکو دشنام غلاظ دے کے

اور دو چار لکڑیان مجھکو مارتا ہی مین نے اپنے اوپر اس آفت کو بھی گوارا کیا ہی مگر اسکی درخواست
قبول کرنے کو ہرگز دل گوارا نہین کرتا کبھی جو آتا ہی اظہار عاشقی کرتا ہی منت و سماجت سے پیش
آتا ہی شاہزادۂ اسد نامدار نے اُس پریزاد کے حال پر نہایت متاسف ہوکے کہا کیا کہون تو پریزاد
ہی اور مین آدم زاد ہون تاہم میرا التفات تیرے جانب ضرور ہی نہین معلوم تیرا کیا خیال ہی اگر
میری ہی طرح تیرا بھی خیال میرے جانب ہو اور تو مجھ آدمزاد کو قبول کرے تو مین اقرار کرتا
ہون کہ جسطرح ممکن ہوگا مین اُس پاجی سے سمجھ لونگا اُس پریزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن دیو ملعون
سے کس طرح میری تیری جان بچ سکتی ہی بالفرض تو نہایت صاحب زور و طاقت ہی تو بھی دیوزاد
سے آدم زاد ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا شاہزادۂ اسد دلاور نے کہا تجھکو اس قصہ سے کیا کام
ہی مین سمجھ لونگا اگر مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا باشد یہ باتین ہو رہی تھین کہ وہ دیو شمشاد
نام وہان آیا جونہین شاہزادۂ اسد دلاور پر اُسکی نظر پڑی بصدا سے زہرہ شگاف پکارا او
آدم زاد تجھکو تیری قضا یہان لائی ہی خیریت اسی مین ہی کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ تیرا ایک ہی
لقمہ کر دونگا شاہزادۂ اسد نامدار نے کہا او پاجی تو بڑا ظالم ہی کہ ایک پریزاد بے گناہ کو جبریہ
یہان لے آیا مزید بران ہر روز اُسے اذیت پہونچاتا ہی مین تجھکو ضرور تیرے کردار کی سزا سے
معقول دونگا اسی غرض سے یہان آیا ہون اُس دیو نے ازسرتاپا شاہزادۂ اسد دلاور
کو دیکھا اور کہا یہ تو کیا بکتا ہی جا اپنی طرف سے کسی دیو کو میرے مقابلہ کے واسطے لا تو جنگ
و حرب کا لطف ہو تجھ ایک لقمۂ گوشت کی کیا حقیقت ہی کہ مجھسے مقابلہ کرکے مجھکو کچھ سزا
دے سکیگا شاہزادۂ اسد نے کہا بے شک مین ہی تجھکو سزا سے معقول دونگا دیو شمشاد
نے جھنجھلا کے ایک چوب دستی کا وار شاہزادۂ اسد پر کیا اسد نے بھی ایسی خوبصورتی
سے جگہ خالی کی کہ وہ اوندھے منھ زمین پر گرا اب جو سنبھلا تو ازسرتاپا آتش غیظ و غضب ہو گیا
اور دوسرا وار اُسی چوب دستی کا اسد پر کیا شاہزادۂ اسد نے وہ وار بھی اُسی طرح
رد کیا جس سے دیو کی طبیعت مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا پھر تیسرا بھی وار شاہزادۂ اسد
دلاور پر کیا اس مرتبہ بھی اسد دلاور نے وہ چوب دستی گرفت مین لاکے ایک جھٹکا جو دیا
چوب دستی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی شاہزادۂ اسد نامدار نے وہ چوب دستی دور
پھینکدی دیو شمشاد اُس چوب دستی کے اُٹھانے کو دوڑا اسد دلاور بھی اُسکے عقب
مین جھپٹا اور ایک پاؤن گرفت مین لاکے جھٹکا دیا کہ وہ دیو بے پیر منھ کے بل زمین پر گرا شاہزادۂ
اسد نامدار اُسکے سینہ پر سوار ہوگیا اور تلوار میان سے کھینچ کے اُسکا سر تن سے جدا کیا
پریزاد بہت خوش ہوئے اور کہا ای جوان آگاہ ہو کہ میرا نام نور بانو نگار ہی مین تیری کمال
درجہ ممنون ہون کہ تو نے اس موذی کی قید سے رہا کیا اب تو یہان توقف کر مین جاتی ہون
اور اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لاکے تجھکو پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی یہ کہکے وہان سے روانہ ہوئی
شاہزادۂ اسد دلاور پر خواب کا غلبہ ہوا پھر سو رہا تھا راوی کہتا ہی کہ نیلوفر جادو نام ایک
ایک ساحرہ دیو شمشاد پر عاشق تھی وہ اپنے محبوب کو دیکھنے آئی تھی یہان یہ سامان دیکھا

دیو شمشاد بیجان پڑا ہی دونون ہاتھون سے سر پیٹا اور گریبان چاک کیا لاش پر گری ایک جوان
کو دیکھا کہ بیخبر سو رہا ہی سمجھی کہ یہی میرے محبوب کا قاتل ہی ارادہ کیا کہ اسی حالت بیخبری مین ہلاک
کرون مگر پھر سوچی کہ یہ جوان خوش شدہ ہی شاید عالم بیداری مین میری طرف التفات کرے اور یہ بھی
ممکن ہی کہ اس دیو کو اسنے ہلاک نہ کیا ہو یہ آدم زاد ہی اور وہ دیو زاد ایسے ضعیف الجثہ کا دیو زاد پر
غالب آنا عقل مین نہین آتا بہتر یہ ہی کہ اس جوان کو اسی عالم بیخبری مین اٹھا لیجاؤن چنانچہ اسد
نامدار کو قصر البحرین مین اٹھا لائی جو قصر وسط دریاے ذخار مین واقع ہی یہان اسد نامدار
بیدار ہوا دیکھا ایک قصر عالی شان مین ہون اور ایک پریزاد سرہانے بیٹھی حیرت سے صورت
دیکھ رہی ہی شاہزادہ اسد نے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی جہان مین اپنے کو دیکھ رہا
ہون معلوم نہین وہ پریزاد نور بانو نام کہان ہی نیلوفر جادو نے کہا اس مکان کو قصر البحرین
کہتے ہین مین نور بانو کی ہمشیرزادی ہون میرا نام ماہ عالم آرا ہی اے جوان آگاہ ہو کہ مین بھی تجھپر
عاشق ہون نور بانو نے بروقت روانگی مجھسے کہدیا تھا کہ اس جوان سے خبردار رہنا جبتک
مین نہ آؤن تجھکو چاہیے کہ جبتک نور بانو یہان آئے میری مصاحبت سے دل خوش کر اور میری مراد
بر لا اس بات کو بخوبی سمجھ لے کہ جبتک میری مراد بر نہ لاے گا مین تجھسے مطمئن نہونگی اور جبتک
میرا اطمینان نہوگا یہان سے تیرا رہا ہونا محالات سے ہی شاہزادہ اسد نے مجبور ہو منظور
کیا مگر دل مین سوچا کہ بغیر دریافت حقیقت حال کسی سے مختلط ہونا ہرگز مناسب نہین ہی پوچھا
تیرا نام ماہ عالم آرا ہی یا کچھ اور نام بھی ہی مین نے تجھسے اس وجہ سے پوچھا کہ تیری وضع
سے آثار سحر و افسون کے ظاہر ہوتے ہین اب تو نیلوفر جادو کو حیرت ہوئی کہا اے جوان
چونکہ تو میری مراد حاصل کرنے کے واسطے راضی ہی اسواسطے مین صحیح صحیح حال تیرے روبرو
بیان کیے دیتی ہون کہ اصلی نام میرا نیلوفر جادو ہی مین دیو شمشاد کی معشوقہ ہون آج
مین اپنے طالب کو دیکھنے آئی تھی اسکو بیجان اور تجھکو بیخبر سوتا پایا پہلے ارادہ تھا کہ تجھکو اسی
عالم بیخبری مین ہلاک کرون مگر پھر تیری جوانی پر رحم آیا اور یہ خیال آیا کہ شاید عالم بیداری
مین تو مجھسے ملتفت ہو چنانچہ وہی خیال میرا پیش آیا کہ میری درخواست کو تو نے قبول کیا اس مقام
مین مین ہی تجھکو لائی بھی ہون اسد دلاور نے جو اسکی اس طرح کی تقریر سنی بہت برہم ہوا اور
کہا تو بیخبری کی حالت مین مجھے یہان کیون لے آئی اور مجھسے اسقدر جھوٹ کیون بولی یہ کہکے
ہزارہا دشنامہاے مغلظ دین نیلوفر جادو سمجھی کہ اب یہ جوان مجھسے خلاف ہو گیا ہی اب
مجھسے ملتفت نہوگا ارادہ کیا کہ سحر و افسون سے کام لے ہنوز اسکے لب کو حرکت نہونے پائی
تھی کہ اسد نامدار نے ایسا شمشیر آبدار کا وار کیا کہ سر اس ناپاک ساحرہ کا تن سے جدا ہو
زمین پر گرا اسد شکر خدا بجا لایا کہا بارے بقول کسیکہ خس کم جہان پاک شد اور باطمینان تمام قصر عالیشان
کی سیر مین مصروف ہوا ہر ایک در و دیوار کے استحکام اور دالانون و کمرون کی خوبصورتی
کو غور سے دیکھتا تھا اور اسکے معمارون کی کاریگری کی تعریف کرتا تھا پھر زینہ کی راہ سے
بلندی سقف پر پہونچا اب جو ہر چہار جانب نظر کی بجز پانی کے اور کچھ نہ معلوم ہوا دل مین خیال

آیا کہ اگر اس مقام سے کہین جانا چاہین تو کسی طرح ممکن نہین ہی ہر طرف بحر مواج رواں ہی اس اثنا مین دور سے چند کشتیان دکھائی دین جنپر صد ہا علم اور نشان ہاے فوج بلند ہین اب اور بھی حیرت نے گھیرا کہ کشتیان مع نشانہاے فوج کسکی ہین یہانتک کہ وہ کشتیان قریب پہونچین سواران کشتی نے جو دیکھا کہ قصر البحرین کی کوٹھی پر ایک نوجوان متحیر کھڑا ہوا ہر چہار جانب دیکھ رہا ہی سب کو حیرت ہوئی رائے اس بات پر قرار پائی کہ کشتیان قریب قصر لیے چلو اور اس جوان سے حال دریافت کرو بعد ازان کشتیان قریب قصر لائے اور پکار کر کہا اے جوان تو کون ہی جو اس مکان مین وارد ہوا اور تیرے ورود کا کیا سبب ہوا اسد نامدار نے سواران کشتی نے استفسار حال کیا اور کچھ جواب نہ پایا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اگر تو اس کشتی پر آسکتا ہی تو چلا آ شاہزادہ اسد نامدار اُنکے اشارہ کو سمجھا اور کمر بند کو خوب کسکے خدا پر توکل کیا دفعتًا بالاے بام بلند سے کشتی پر اپنے کو گرا یا سخت صدمہ پہونچا چند لمحہ تک بیہوش رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا اہل کشتی سب اپنے ہی لوگ ہین یعنے ابراہیم بن مالک علقمہ بن جمہود وغیرہ ہر ایک نے اپنا اپنا حال بیان کیا اسد نامدار نے شاہزادہ بدیع الملک اور امیر حمزہ صاحبقران کا حال بیان کیا وہ کشتیان وہان سے روانہ ہوئین چند روز کی مسافت کے بعد کشتیبانون نے یہ خوشخبری سنائی کہ ہماری کشتیان سرحد عجم مین پہونچین سواران کشتی کی جان مین جان آئی کنارے اُترے کشتیون پر سے بقیہ اسباب اُتارا اور شہر کیطرف روانہ ہوئے

اب اسد کو سرحد عجم مین پہونچ کے شہر کیطرف روان رکھا جاتا ہی اور حال مین شاہزادہ بدیع الزمان کے خامہ فرسائی کیجاتی ہی

ایک عالم ہی مری غفلت و ہشیاری کا
جان بیچے جو کرے قصد خریداری کا

وصف خط ہی کہین لوح کہین ذکر
اور چارہ ہی نہین بد کی بیماری کا

ہی یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچا ہی اثر
بیخودی مین بھی وہ یہان ہی خودداری کا

شہسوار ہی کا جو اس چاند کے ٹکڑے کو سوار

خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
رحمت حق ہی سبب میری گنہگاری کا

ساتھ ہی جدول زنگار کی اک باری کا
معنی شعلہ آواز مین ٹھنڈک پہونچے کو

دل مین دروازہ ہی اس گنبد زنگاری کا
ہی وہ نخل چمن حسن یہ ہین پھول اُسکے

چاندنی نام ہی خورشید کی درمیاری کا

کام خونریزی ہی اس یوسف بازاری کا
ابر کرتا ہی اشارہ مری میخواری کا

کور آنکھین ہون کسی طور سے رو رو
دیکھے عالم مرے نالون کی شررباری کا

نشہ مین جز قدم یار نہین گرتا ہون
جسم محبوب مین کرتا نہین پچکاری کا

راویان اخبار و ناقلان آثار

اس طرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان والاشان بعد نجات پانے اُس بلاے طوفان سے سرحد دمشق مین تھا ناصرین شباہنگ عیار ہامان بن سام دمشقی شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کو شکارگاہ سے لایا ہامان بن سام دمشقی کی خدمت مین پیش کیا ہامان ملعون نے اُس دلاور زمان کو عماری پر سوار کیا فوج کثیر ہمراہ لی اور بکمال حفاظت و خبرداری سرزمین خاور کی راہ لی دو منزل راہ طی کرتا چلا جاتا تھا کہ یکایک دور سے ایک گرد نمایان ہوا ہامان ملعون بہت متعجب ہوا اور خبرداروں کو بھیجا کہ جلد خبر لاؤ معلوم ہوا کہ معروف بن اسد بارہ ہزار رہزنون کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور آتے ہی ہامان کا سد راہ ہوا ہامان بن سام دمشقی نے پیام بھیجا کہ اگر تو کسی خاص وجہ سے سد راہ ہوا ہی تو اُس

وجہ کو بیان کر خواہ مخواہ برسر پرخاش ہونے کی کیا ضرورت ہے معروف بن اسد نے جواب
دیا کہ ہماری خاص غرض سد راہ ہونے سے محض جنگ و حرب ہے آمادہ پیکار رہو ورنہ ہم سب کو
گرفتار کرینگے ناچار ہامان بن سام دمشقی نے اپنی فوج کو جنگ کا حکم دیا دونون لشکرون مین
صف آرائی ہوئی اول دونون جانب سے دو پہلوان نکلے حرب و ضرب شروع ہوئی خوب
خوب رد و بدل ہوئی نہ این را ضرر نہ اورا خطر آخر کو نوبت کشتی کی پہونچی معروف بن اسد
کا پہلوان غالب آیا پھر دوسرا پہلوان لشکر ہامان سے نکلا وہ بھی مغلوب ہوا نوبت جنگ مغلوبہ
کی آئی معروف بن اسد کے ہاتھ سے ہامان کشتہ ہوا فوج دمشقی پسپا ہوئی مال و اسباب
ہامانی معروف بن اسد کے ہاتھ آیا شاہزادہ بدیع الزمان قید ہامان مین تھا اُس دلاور
دوران کو موقع ملا قید و بند کو اپنے دست و پا سے شکستہ کیا بعدہ معروف بن اسد کے
پاس پہونچا معروف نے جو نور اسلام شاہزادہ بدیع الزمان کے بشرہ سے ساطع دیکھا تعظیم کے
واسطے اُٹھ کھڑا ہوا پہلو مین جگہ دی شاہزادہ بدیع الزمان کو کمال حیرت ہوئی اور اس تعظیم
کا سبب پوچھا معروف نے کہا خاص سبب تعظیم کا یہ ہے کہ میری نظر مین تم ایسے ذی رتبہ شخص
واجب التعظیم معلوم ہوئے زیادہ ضرورت بیان کی نہین ہے اپنی حقیقت سے مطلع کرو شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا میری حقیقت تو کیا پوچھتا ہے ؎ جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت
رسیدہ ہون ہان البتہ تجھ ایسے جوان سعادت مند کی حقیقت قابل دریافت ہے اگر کچھ مضائقہ نہو
تو بیان کر معروف بن اسد نے کہا مجھکو معروف بن اسد کہتے ہین دختر یاقوت شاہ
پسر زہر دشاہ کے بطن سے مالک باختر مین تھا یکایک شوق قدمبوسی حمزہ صاحبقران
والاشان دل مین پیدا ہوا کشتیون پر سوار ہوکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا ایک دن ایک
رات کشتیان بخیریت روان رہین دوسرے روز طوفان آیا کشتیان تباہ ہوئین تمام ہمراہی
متفرق ہوکے مختلف جانب تباہ ہوگئے اور مین تباہ ہوتے قسطنطنیہ روم مین پہونچا وہان
یکایک حمزہ صاحبقران والا قدر کی خبر سننے مین آئی اُنکی تلاش و جستجو مین تباہ و سرگردان
ہوتا ہوا یہانتک پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور معروف
کو گلے سے لگایا اور کہا اے معروف مین ہون بدیع الزمان میری حقیقت بھی عجیب و غریب
ہے خدا کے فضل سے ملاقات تو ہو ہی گئی ہے اب اطمینان سے بیٹھو تو مفصل حقیقت مین کہی
اپنی بیان کرون غرضکہ جا بجا خیمے برپا ہوئے ایک خیمے مین معروف بن اسد اور شاہزادہ
بدیع الزمان دونون ایک جا بیٹھے حالات ماضیہ کا ذکر شروع ہوا اب اُسطرف کا حال
سنیے کہ ناصر نام عیار ہامان ایک ہی بدذات تھا جب سے ہامان کو معروف کے
ہاتھ سے کشتہ دیکھا تھا طرح طرح کی عیاریان سوچتا تھا کہ کسی طرح معروف کی سفاکی کا بدلہ
لون مگر کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی تھی آدھی رات کا وقت تھا کہ یکایک اپنی جگہ سے اُٹھا
اور کسوت عیاری لیے ہوئے معروف کے لشکر مین آیا سپاہی کی وضع تھا پہرہ والے
نے پوچھا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے کہا مالک لشکر کے خیمے کا جو پاسبان ہے اُسکا مین بھائی

ہون آج اُسنے اسوقت تک کچھ نہین کھایا ہی مین اُسکا کھانا لایا ہون وہ خاموش ہورہا یہ عیار
مکار قریب خیمہ معروف پہونچا دیکھا خیمے کے پاسبان سو رہے ہین یہ اندرون خیمہ داخل
ہوا اور خنجر میان سے نکال کے معروف کے سرہانے گیا چاہتا تھا کہ معروف کا سرتن
سے جدا کرے پھر خیال آیا کہ اگر معروف کا سرتن سے جدا کرکے دروازۂ خیمے سے
جاؤنگا مبادا پاسبان بیدار ہون اور مجھے گرفتار کرین پشت خیمہ راستہ بنالینا چاہیے چنانچہ
اُسی خنجر سے قنات کو چاک کیا اس عرصہ مین معروف بیدار ہوا مگر ہوشیاری کی کہ اُسی طرح
بستر خواب پر پڑا رہا اور آہستہ کروٹ لیکے تیر و کمان کو قبضہ مین لایا اُوپرسے دوشالہ تانا
ناصر سمجھا کہ معروف کو ابھی میرے یہان پہونچنے کی خبر نہین ہی صرف کروٹ لی ہی ابھی توقف
کرنا چاہیے قالین پر دراز ہوگیا اور قالین کو اپنے اوپر لپیٹ کے کنارے کھڑا ہو رہا کہ گویا قالین
لپٹا رکھا ہی اسطرف معروف نے پیٹ کے بھل لیٹ کے اسقدر اندازے سے تیر دیا
کیا کہ ناصر عیار مع قالین سفتہ ہوگیا چاہتا تھا کہ تڑپ کے قالین سے باہر آسکے مگر تیر درآیا
تھا قالین سے جدا نہوسکا معروف نے دوڑ کے اُس پیچیدہ قالین کو گرایا اور آواز دی
کہ جلد دوڑو مین نے دشمن کو گرفتار کیا ہی لوگ آئے قالین کو کھولا دیکھا ایک جوان عیار وضع
خنجر بکف ہی اُسکے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا میرا نام ناصر عیار ہی
معروف سے اپنے مالک کا بدلہ لینے آیا تھا پوچھا کون مالک اُسنے کہا ہامان معروف
نے لکڑیان ڈھیر کروائین اور اسمین آگ لگادی جب آگ بھڑکی ناصر عیار کو مع قالین
پیچیدہ اُس آگ مین رکھوادیا تھوڑی دیر مین وہ عیار مکار جلکے خاک ہوگیا اُسکی خاک ہوا
مین اُڑادی شاہزادہ بدیع الزمان نے معروف کی چالاکی کی بہت تعریف کی اور کہا
اے معروف اب کیا ارادہ ہی معروف نے کہا اب یہان توقف بیکار ہی چنانچہ دوسرے
روز شاہزادہ بدیع الزمان نے وہانسے کوچ کیا

اب شاہزادہ بدیع الزمان کو راہ روی مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال عیار طرار سرہنگ خنجر گذار یعنے حامی دین سبحانی عمر ثانی کا بیان کیا جاتا ہی

راویان اخبار صداقت کار و ناقلان آثار خوش گفتار کا اظہار ہی کہ جب وہ سرخیل عیاران زمان
و سرداران طراران دوران ملک ہندوستان سے روانہ ہوا ہر ایک شاہ و شہریار کو
نامہ امیر با توقیر کا پہونچاتا ہوا حوالی خراسان مین پہونچا امرائے سیستان و بجستان
و ہرات کو نامہ دیا اب اُس مقام پر پہونچا کہ جہان شاہزادہ بدیع الملک کا لشکر تھا دیکھا
تمام لشکر سیاہ پوش مغموم و محزون معلوم ہوتا ہی پر بڑے سے حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت مفصل
بیان کی عمر ثانی پر بھی ابر غم چھا گیا خوب رویا بعدہ کہا اصل امر یہ ہی کہ آج پروردگار عالم نے
شاہزادہ بدیع الملک کو مرتبہ صاحبقرانی عطا فرمایا ہی مطمئن رہنا چاہیے میرے نزدیک
یہ تمام آثار سحر کے معلوم ہوتے ہین اس وہم و غم سے قطع نظر کرکے جناب حمزۂ ثانی کی خبر
لینا چاہیے کہ کفار نے تعاقب مین پہنچ دیا ہی حالانکہ وہ والا منزلت ہم سب کا سردار ہی تمام سردار

ملاقات کو چلا جب اُس مقام قیام پر پہونچا سہیل خان کو ہرکارون نے خبر دی اُسنے کہا اگر
شیروان میری ملاقات کو آتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین ہی بلا تامل یہان آنے دو بلکہ جب قریب
پہونچا سہیل خان چند قدم اُسکی پیشوائی کو گیا اور بکمال خاطرداری پیش آیا اور کہا ای شیروان
خیریت تو ہی آج تم کہان میری عزت کرنے کو یہانتک پہونچے خیر تو ہی شیروان نے کہا ای سہیل خان
کیا پوچھتا ہی سخت انتشار مین مبتلا ہو گیا ہون عجیب واقعہ گذرا ہی سہیل خان نے کہا آخر بیان
تو کرو مین بھی سنون شیروان نے کہا غضنفر میری سرحد مین وارد ہوا یہ بھی ایک اتفاقی
امر تھا کہ میری دختر پر فریفتہ ہو گیا پہلے تو خاموش رہا بعد چندروز مجھسے خواستگاری کی یہ کسطرح
ممکن تھا کہ مین اُسکی اسطرح کی بیباکانہ خواستگاری کو قبول کر لیتا چنانچہ مین نے انکار کیا اگر وہ خود
چلا جاتا تو یہ امر پوشیدہ رہ سکتا تھا دفعتًا غائب ہو گیا بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو کوئی
چرا لے گیا اب اُسکے آدمی اُسے مجھسے طلب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ غضنفر کے غائب ہونے
کا باعث تو ہی ہی مین ہرچند کہتا ہون کہ مجھکو چرانے کی کیا ضرورت ہی اگر اُسے چرانا منظور ہوتا
تو اُسکی خواستگاری کو بلا عذر قبول کر لیتا سہیل نے کہا آخر تمہارا گمان کس جانب ہی اُسنے
کہا سچ پوچھو تو میرا گمان تمہاری جانب ہی کچھ عجب نہین ہی اگر کوئی تمہارا عیار اُسے چرا لایا ہو مین تمہارا
کمال ممنون ہونگا اگر تم مجھے دیدوگے سہیل خان نے کہا تمہاری کسقدر دختر ہین بہزاد نے
کہا میری ایک دختر ہی سہیل نے کہا اُسکی شادی میرے ساتھ کرو مجھے یقین ہی کہ تم مجھسے
انکار نہ کروگے ای بہزاد یہ بھی مجھکو معلوم ہی کہ تم اُس جوان غضنفر نام کو صرف اسی غرض سے
تلاش کرتے تھے کہ اُسکی شادی کروگے بھلا یہ کس طرح ممکن ہی کہ میری اور اُس جوان کی خواستگاری
کو ایک وقت مین قبول کروگے یہ کس مذہب و ملت مین روا ہی کہ ایک عورت کی شادی دو
مردون سے ہو [illegible] تم یہ کہتے ہو کہ تمہارا عیار غضنفر کو چرا لایا ہی واقعی مجھکو مطلق خبر نہین
ہی کہ غضنفر کہان ہی اور نہ کوئی میرا عیار اُسے چرا لایا ہی اگر واقعی چرا لاتا تو مین تمسے نہ چھپاتا
تم کس خیال مین مبتلا ہو اہل اسلام سر اُٹھائے ہوئے ہین حالانکہ ابھی تک اُنکا ارادہ پورا نہین
ہوا کیونکہ [illegible] ہرمز اور لعل خان بن تورج خان نے خروج کیا ہی اگر اپنی خیریت چاہتے
ہو تو جو کچھ مین کہون وہ کرو بہزاد نے کہا کیا سہیل نے کہا چلو پرویز بن ہرمز کی بیعت کرین
بعد فوج و لشکر جمع کرکے ان مسلمانون کا علاج کرین اگر اب غفلت کی جاویگی تو بجز خرابی کے
کچھ ہاتھ نہ آویگا پرویز بن ہرمز سے ابھی مل جانے کا موقع اچھا ہی بہزاد بہت خوش
ہوا اور کہا ای سہیل خان تمنے اب کہا ہی مین پیشتر سے اس تردد مین مبتلا ہون کہ کیا تدبیر
کرون خصوصًا [illegible] سبب سے کسی سے کچھ نہین کہتا تھا بارے اسوقت تمنے خود مجھسے کہا مین
بالکل متفق ہون [illegible] تمہارا [illegible] شریک ہین اہل اسلام کو قرار واقعی سزا ملجائیگی اب تم بالکل مطمئن
رہو مین جاتا ہون سرداران غضنفر کو بلا کے اُنکی دعوت کرونگا بعدہ اُن سب کو قید کر لونگا
[illegible] ہو کے مالک خاور کو چلے گئے جب بہزاد کی اسطرح کی تقریر کی سہیل

واقعی غضنفر کو میرا عیار پکڑ لایا ہی اور موجود ہی جب تمنے یہ راز بیان کر دیا تو مین بھی کہتا ہون ورنہ ہرگز نہ بیان کرتا
بہزاد نے کہا خیر اب یہ فیصلہ ہمارے تمھارے درمیان ہو گیا ہی کل تم تشریف لانا سہیل خان
نے کہا ضرور آؤنگا بہزاد سہیل خان سے رخصت ہو کے اپنے مقام پر آیا یہان اپنے تمام
ساتھیون کو ردتا پیٹتا پایا کیونکہ غضنفر کے غائب ہو جانے سے سب کو یقین تھا کہ اب ہم
زندہ نہین رہ سکتے بہزاد اور اُسکے ہمراہیون نے اُن سب کو سمجھایا کہ مطمئن رہو اب کوئی
خدشہ نہین ہی غضنفر کا سراغ مل گیا سب کو اطمینان ہوا بہزاد قلعہ مین آیا مہمانی کی تیاری شروع کی
پانچ سو بالا زمان زرین کمر اُسکے تھے سب کو بلایا اور کہا خبردار ہوشیار ہو جاؤ فی الحال ایک
امر اہم درپیش ہی اُن سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسے ہم
سب دل و جان سے بجا لائین بہزاد نے کہا تم سب مسلح و مکمل ہو جس طرح میدان جنگ مین
دشمن سے مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے ہین اُنھون نے قبول کیا بہزاد نے دوسرے روز
سہیل خان کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ یہان مین نے بخوبی بند و بست کر لیا ہی تمکو چاہئے
ہی کہ پچاس ساٹھ ہزار فوج سے قلعہ مین چلے آؤ باقی فوج کو بیرون قلعہ مقیم رہنے دو بروقت
ضرورت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاویگا سہیل خان آمادۂ روانگی ہوا فرخچہ عیار کو
خبر نہ تھی اُسنے سبب کوچ پوچھا سہیل خان متعجب ہوا اور کہا تجکو نہین معلوم ہی کہ بہزاد نے مجھسے
عہد کیا ہی مین نے اُسکے عہد کو قبول کیا چنانچہ اُسی نے مع فوج مجھے بلایا ہی اب مین جاتا ہون اور
بھی جو کچھ واقعہ گذرا تھا مفصل بیان کر دیا فرخچہ عیار نے کہا خداوند نعمت میری راے ہرگز
نہین ہی اگر دختر بہزاد مطلوب ہی تو یہ امر بھی کچھ دشوار نہین ہی مین وعدہ کرتا ہون کہ مخالفون کا علاج
بھی کرونگا اور دختر بہزاد کو بھی لے آؤنگا آپ کے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہی سہیل خان
نے کہا یہ ایک امر اہم ہی مجھسے انجام پانا دشوار ہی کیونکہ یہ کام اگر خراب ہو جائیگا تو پھر کوئی
صورت اصلاح کی نظر نہ آئیگی تو بنظر خیر خواہی کہتا ہی لیکن مین تیرے کہنے پر مطمئن نہین ہو سکتا
فرخچہ عیار نے کہا اختیار بدست مختار مین اپنے فرض سے ادا ہو گیا سہیل خان کوچ کر کے وہان
پہونچا بہزاد کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا بکمال اعزاز مقام قیام پر لایا سہیل خان نے کہا
غضنفر کے سردارون کو بلانا چاہیے بہزاد نے اُسی وقت سردارون کو بلایا وہ سب مجلس
مین آگئے بہزاد نے بظاہر بہت خاطر داری سے پیش آیا بر سبیل تذکرہ کہا تم سب کی ملاقات سے
مین بہت خوش و محظوظ ہوا اب کچھ مئی ناب کا مشغلہ شروع ہو تو بہتر ہی سردارون نے عذر کیا کہ ہماری
شریعت مین قطعاً ممانعت ہی ورنہ کوئی وجہ عذر کی نہ تھی بہزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی کہ تمھاری
شریعت مین ممانعت ہی مگر اس انکار مین میری انتہا سے مشہور ہی کہ مہمانون نے دعوت سے انکار
کیا علی الخصوص اسوقت کہ میرا عموزاد مہمان آئیگا ابھی یہان موجود تھا بغرض فراغت گیا ہی آتا ہوگا
جہان اسقدر مجھپر کرم کیا کہ یہان آنے کی تکلیف گوارا کی اسقدر اور کرم فرماؤ کہ مین ہمجنسیون مین شرمندہ
نہ ہون اب مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ تمھارے ہی ہم مذہبون کا یہ کبھی قول ہی کہ شعر

مجھکو کھولواشعر پہ صحیح ہی لیکن ولا تقربوا بھی اسکے ساتھ ہی اور یہ تنبیہ مسرفون کے واسطے ہی کہ بیکار صرف نہ کرو کھانے پینے میں جو کچھ صرف ہو اُسی پر اکتفا کرو کسی شاعر نے اسمین شاعرانہ مضمون پیدا کیا ہی کلو واشربو مرادکباب و شراب ہی نہین ہی بہزاد نے بکمال منت کہا اب میری عزت تم سب کے ہاتھ ہی میری درخواست کو قبول کرو سرداروں نے آپس مین مشورہ کیا کہ اول تو یہان آنا ہی غیر مناسب تھا اب چونکہ یہان آگئے ہین پھر چارہ کیا ہی آخر الامر ایک ایک جام سب سرداروں نے پیا اس اثنا مین سہیل خان وہان پہونچا تمام حاضرین تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے سہیل خان اپنے مقام پر بیٹھا بہزاد نے اُسی وقت اس طرح سرداروں کی تعریف کی کہ یہ لوگ نہایت خلیق ہین مین انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوا سہیل خان نے کہا کیون نہین ذی عزت لوگ ہین بڑون کی بڑی بات ہوتی ہی اور بذریعہ سرگوشی بہزاد سے کہا عزیزمن ان سب سردارون کو بارہا تو ہی اب کچھ حسب مراد تدارک بھی کر لینا چاہیے بہزاد نے کہا مین نے ایک ایک جام تو پلا دیا ہی وہ بھی بہزار منت و سماجت اب تم اصرار کرو سہیل خان خاموش ہو رہا بعد چند لمحہ کے کہا اے بہزاد ان سرداران معزز کی کچھ ضیافت بھی کی ہی بہزاد ہنسا اور کہا ہمارے مشرب مین سب سے بڑی ضیافت مشغلہ شراب و کباب ہی چنانچہ کچھ ضیافت کر چکا ہون اب تم کچھ ضیافت کرو پھر سہیل خان نے بھی شراب کی ضیافت کی اور بعد گفت و شنید بسیار سرداروں نے ایک ایک جام شراب اور پیا بہزاد نے بذریعہ سرگوشی پھر سہیل خان سے کہا کہ اگرچہ اس جماعت کے بند و بست مین مصروف ہون اور عنقریب کام انجام پایا جاتا ہی لیکن مجھکو بہت بڑا اندیشہ غضنفر کا ہی اگر وہ کسی طرح یہان پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا بنا ہوا کام خراب ہو جائے گا بلکہ جان کا ضرر متصور ہی سہیل خان ہنسا اور کہا تم بھی عجب طرح کے بیوقوف ہو غضنفر کا قصہ تو مین نے پیشتر ہی بیان کر دیا تھا کہ اُسکو مین نے قید کر لیا ہی اور اُسکی قید مین نہایت اہتمام کیا گیا ہی کیا ممکن ہی جو وہ رہا ہو سکے اگر خدشہ ہی تو انھین سردارون کا ہی کہ ایسا نہو جو یہ گرفتار نہو سکین اور گرفتار ہو کے رہا نہو جائین بہزاد نے کہا ان سردارون کی طرف سے تم بخوبی اطمینان رکھو اگر غضنفر قابو مین آگیا ہی تو یہ بھی قابو مین آئے جاتے ہین بعدہ رقص و سرود کا ہنگامہ شروع ہوا بہزاد کے اشارہ سے مطربان خوشگو و خوش شرو نے یہ غزل گانا اس طرح شروع کی

غزل

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
دل کو کر دیتی ہی کباب شراب
ہی سزاوار ستایش آتش عمر
ساتھ اپنے جیئن شتاب شراب
فصل گل مین عجب نہین ہی اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل ہمرہ شمع چھڑک وان سے

کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
ہین قلوب اُسکے نور سے روشن
صبح پیری کا ہی آفتاب شراب
ہی مزا مستی اور ہوشیاری
اِس پر سائے جائے آب شراب
نرگس مست یار کے آگے
کر رہا ہو محتسب خراب شراب

ہجر مین آگ ہو گیا پانی
کیون نہ کہلائے آفتاب شراب
ہی مرا جام زندگی لب سے
کم ہی یہ لطف و نشہ جواب شراب
بس اٹھا ہی تری جدائی مین
ہوئی غیرت سے آب آب شراب
اس غزل کو اس لطف سے

کا ساتھ ہے اس مرتبہ اس مکار نے ایسا اصرار کیا کہ سرداروں نے خوب شراب پی اسطرف مطربون
نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہوا ہوں خاک پراتنک ہے جستجوئے شراب
نہ اپنے ساتھ کہیں گور میں آبرو شراب
جو ناگوار تلخی ہو پھر ہے کیفیت
سو کر مغنی دیکھا نہ پینے رنگ شراب
برنگ جام ہوئیں آنکھیں ساقیا پر خون
شراب خانے میں ہاتھ آئی ہے سبو شراب
مرے علاج کو ناحق ہے جستجوئے کدو
دلائی یاد تجھے تو گل نے بوئے شراب
ہے ناتوان ہوا ہوں فراق ساقی میں

بتا ذخلد میں ہے یا سقر میں آبجو شراب
دعا ہے روح ہے پہنچے کوئی کاسہ شراب
بدن شراب کشتی ہے خم شراب بنا
ملی ہے عشق کو اس میکدے میں خو شراب
شراب خوار وہ شیریں ہیں ہے او فرہاد
ترے فراق میں بکھرا ہے میں سبو شراب
غضب ہے راز درون کھل گیا فرہود
خمار کا ہے تجھے رنج لا کے دوں شراب
کیا ہے آج تو مجلس کو مست او مطرب
شراب کا ہے تجھے بلبلا سبو شراب

کرو اعزاز کو دن محشر میں جستجوئے شراب
نہ پائیں زاہد بے آبرو شراب کہیں
ہے اپنی روح بدن میں برنگ بوئے شراب
انہیں حرام ہے کہتے ہیں دختر رز ہے
منگائیگا عوض شیر جو سے شراب
حساب اب بھی ہے جا کو ن مسجد میں
شراب خوار کو کرتی ہے خواہ تو شراب
نظر جو آگئی منشا طلب پھر وہ دہان ایا
شہی ستاری کی تو بنی ہے کیا کدو شراب

اس اثنا میں سب مست و الابعقل ہو گئے بہزاد مجلس سے اٹھا اور باہر آیا حاضرین مجلس سمجھے رفع حاجت کو گیا ہے بہزاد
نے باہر آکے تمام عیاران مسلح کو آواز دی وہ سب منتظر آواز تھے بہزاد کے گرد جمع ہو گئے
بہزاد نے کہا جلد قلعہ سہیلیہ کے جانب چلو چنانچہ وہ سب ہمیشہ تھا قلعہ کے جانب دوڑے
بہزاد نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ قلعے میں پہونچتے ہی ہنگامہ قتال گرم کر دینا اپنے بیگانے کا مطلق
خیال نہ کرنا چنانچہ وہ سب قلعے میں پہونچتے ہی کشت و خون پر آمادہ ہو گئے جو سامنے آگیا
اسپر شمشیر و خنجر و گرز کا وار کیا بعضوں نے دست غارت بھی دراز کیا بہزاد بھی اس ہنگامہ میں
ہمہ جو وہ تھا کشت و خون کرتا ہوا سہیل خان کی خوابگاہ میں پہونچا وہاں زیر زمین غضنفر مقید
تھا تہ ریشہ نے غضنفر کو رہا کر دیا تھا اور تمام حالات مرقومہ سے مطلع کر دیا تھا غضنفر
نے اسلحہ طلب کیے بہزاد نے اسلحہ دی غضنفر مسلح ہو گئے وہاں سے باہر آیا اور مرکب
تیز رفتار پر سوار ہوا قلعہ کو ملازموں کے حوالے کیا اور وہاں سے روانہ ہوا شہر میں اسوقت
پہونچا کہ ہنوز سہیل خان مع یاران ناہموار اپنی بدمست پڑا ہوا تھا فوراً گرفتہ و لبستہ کر لیا لوگوں نے
جو غضنفر کو دیکھا کمال متعجب ہوئے انکو گمان تھا کہ غضنفر یہاں موجود نہیں ہے لیکن جب سہیل خان
کو بستہ کیے ہوئے باہر آئے لشکر سہیل خان اپنے مالک کو گرفتہ و بستہ دیکھ کے آمادہ فساد ہوا
غضنفر نے بآواز بلند کہا اے ملازمان سہیل خان اب تمہارا تعرض کرنا محض بیکار ہے جو کچھ ہونا
تھا وہ ہو گیا بجز ہلاکت اور فضیحت کے تمکو کچھ حاصل نہو گا فوج سہیلی نے کچھ اعتنا نہ کی اسی طرح
آمادہ فساد رہے غضنفر نے قرار واقعی سزا دی سب نے فرار پر قرار لیا بعضوں کو گرفتار کر لیا اور
مال و اسباب انکا لوٹ لیا پھر اپنی بارگاہ میں آکے قرار لیا کیوان نے شیرزاد سے حال پوچھا اسنے
اول سے آخر تک تمام حال بیان کیا تمام سرداروں نے شیرزاد پر آفرین کی بعدہ فرخ عیار اور
سہیل خان کو ہوش میں لائے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی فرخ نے کہا تو اسد قلت ا؟؟
کو کس حال میں دیکھتا ہے سہیل خان نے کہا تو اپنے کو کس حال میں دیکھتا ہے فرخ نے کہا ؟؟؟

اور شور رگڑ پہ وزاری بلند ہوا حتی کہ آسمان کی دو وہر سے کو خبر ہوئی چند ساعت کے بعد سب افاقہ ہوا
آپس میں مشورہ شروع ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے کسی نے کہا پہلے اس ظلم و ستم کی خبر لینا چاہیئے جو
شاہزادہ بدیع الملک پر ہوا ہے بعد مقامین تک پہنچیں گے کسی نے کہا یہ مناسب نہیں ہے
بلکہ پہلے مقامین کی خبر لینا چاہیئے ہر چند کہ یقین ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک ہلاک کیا گیا ہے
ممکن ہے کہ کفار نے سحر و افسون سے کام لیا ہو تا ہم مقامین کا کام مقدم ہے اگر خدانخواستہ وہ شاہزادہ
ہلاک ہو گیا تو زندہ کی خبر لینا ہوگی اور اگر بموجب خیال کے ہوا تو زندہ وہی لوگ بھی اسکا تدارک
ہو سکتا ہے غرضکہ یہ راستہ آخر مقرر رہا لشکر کو کوچ کا حکم ہوا تمام سردار مسلح و مکمل ہو کر گھوڑوں پر سوار
ہو کے روانہ ہوئے عمر ثانی وہاں سے روانہ ہوا جس ملک میں پہونچا تھا وہاں کے والی کو نامہ
دیتا تھا اور فوراً دوسری طرف روانہ ہوتا تھا حتی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کے لشکر میں پہونچا
اور احوال بدیع الملک کا امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا حمزہ ثانی بدیع الزمان اور
بدیع الملک کی خبر سن کے اندوہ و رنجیدہ ہو گئے اور کہا ای خدا یہ کیا خبر بد سنائی پھر
سینہ و سر پیٹ کے زار و قطار رونا شروع کیا خواجہ نے کہا اب میں رخصت ہوتا ہوں اور مقامات
میں بھی جانا ہے چنانچہ یہ اس طرف روانہ ہوا خواجہ کے جانے کے بعد شاہزادہ بدیع الزمان
بھی معہ فوج کے ساتھ لشکر خاور کے جانب روانہ ہوئے

اب داستان ندرت توامان نورالدہر میں خامہ فرسائی کیجاتی ہے

گل کو جب دیکھا تری تصویر کا دھوکا ہوا
دیدہ تر کو اسے بے پیر کا دھوکا ہوا
ہم ہوئے قاتل پہ گلگشت گلشن کو گئے
دیکھ کر تسبیح کو زنجیر کا دھوکا ہوا
رنگ اُڑتا الٹا دیکھ کر ساقی کے شیشہ کو
آب جو پہ مجھکو جوہر شمشیر کا دھوکا ہوا
رات ہم سمجھے تیرا رخسار تاباں چاند کو
وہ آہ و نالہ شبگیر کا دھوکا ہوا

بولی جب بلبل تری تقریر کا دھوکا ہوا
ہوں وہ بیخود میں ہی جب ہوئی بیخبر
شاخ گل پر جھوں بھری شمشیر کا دھوکا ہوا
بڑھ گیا وہ نوجوان میں پیر کا دھوکا ہوا
جام مے پر بچکر جام شیر کا دھوکا ہوا
صاف دیکھی تیری صورت اپنی صورت دیکھکر
چاندنی دیکھی تری تصویر کا دھوکا ہوا
جا بجا دیکھیں جو زنجیریں ہماری کی

دوسیان اسکے ہیں یا نظر جو طفل کا
خاک صحرا پہ مجھے اکسیر کا دھوکا ہوا
بھاگے ہم زاہد تری مسجد کو زنداں جانکر
راہگیروں کو کمان و تیر کا دھوکا ہوا
ہجر میں آلودہ خون گل ہیں مثل کہکشاں
آئینہ پہ مجھکو تصویر کا دھوکا ہوا
میں نے دیکھی رات بدلی میں جو بجلی کی چمک
کوچہ محبوب پہ شمشیر کا دھوکا ہوا

راویان اخبار صداقت کار و ناقلان آثار شیریں گفتار کا اظہار ہے کہ جب شاہزادہ نورالدہر کی کشتیاں
طلسمات بحر فنا کے صدموں کی متحمل ہو کے کنارہ پہ پہونچیں دریافت کیا کہ یہ کون سرزمین
ہے لوگوں نے کہا اسکو دیار مغرب کہتے ہیں نورالدہر نے پوچھا دیار مغرب کے ولایت
کی بھی کسی کو خبر ہے سب نے عرض کیا اس سرزمین میں جزائر بہت ہیں اسکندر نے بہت کار ان جزائر ہوا ہے
کشتیوں اور تمام ایک گبر بت پرست ہے اُسنے تمام مسجدوں اور خانقاہوں کو مسمار کیا کفر و ضلالت
کو رواج دیا اب سنا ہے کہ تمام ملک مغرب کو مسخر کیا فی الحال اندلس کے جانب گیا ہوا ہے اور
مصمم ارادہ کیے ہوئے ہے کہ سب اور اعدا اسد و خنجر امیر اور معروف اندلسی کے مال و اسباب
پر دست غارت دراز کرے نورالدہر بہت برہم ہوئے اور مردان ہمراہی کو اُسی وقت روانگی

کا حکم دیا اور خود بھی روانہ ہوا اور منزل براہ طے کرتا چلا جاتا تھا محبوب خان **الجوب خان ششگڑھی** کا
بیٹا جسنے اپنے باپ سے فن سپاہگری کو خوب حاصل کیا تھا ہنگام کارزار ایک سو پچاس من کا خود
پہنتا تھا اور **الجوب خان** کی طرح اسنے بھی چالیس گھوڑون کو اپنی مرضی کے موافق سکھا یا تھا
اسنے جو **نورالدہر** کی آمد کی خبر سنی آیا اور **نورالدہر** کی ملازمت حاصل کی گشتواد کے بیداد کا حال بیان
کیا اور عرض کی کہ غلام کے پاس صرف چالیس سوار ہین امیدوار ہون کہ پہلے گشتواد کے قصہ کو تصفیہ
کر لیا جاوے بعدہٗ اختیار ہے **نورالدہر** نے قبول کیا اور راستی اسکندریہ کی جانب کوچ کیا جب
ملک مغرب مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ **نورالدہر** یہان آگیا تمام اہل مغرب بہت حیران ہوئے اب
نورالدہر کو تلاش گشتوادیون کی ہوئی جو گشتوادی جہان ملا اُسکو وہین ہلاک کیا اور اگر دین اسلام
اختیار کر لیا فوراً جان بخشی کی بتکدون کو منہدم کر دیا جو لوگ گشتواد کے خوف سے بت پرستی اختیار
کیے ہوئے تھے **نورالدہر** کی خبر سن کے جوق جوق گروہ آنا شروع ہوئے لشکر اسلام مین آنکے پناہ لی اہل
اسکندریہ کو یہ خبر پہونچی سب خائف ہوئے وجہ یہ تھی کہ تمام اہل اسکندریہ **نورالدہر** کو پہچانتے تھے
راوی کہتا ہے کہ ملک اسکندریہ مین گشتواد کے جانب سے ایک حاکم ہے گستاسپ نام نہایت
زبردست شہزور پکا ایک ہرکارہ نے آکے اسکو خبر دی کہ **نورالدہر** مع فوج و لشکر اُسطرف کا عازم
ہے بلکہ عنقریب یہان پہونچا چاہتا ہے بیشتر بت پرستون کو اُسنے مسلمان کیا بڑے بڑے ملکون کو مسخر کرکے
وہان کے مال و دولت پر دست غارت دراز کیا اطلاعاً عرض کیا جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا
جاوے گستاسپ بھی اس خبر کو سن کے گھبرا گیا اُسی حالت اضطراب مین فوراً قلعہ بندی کا حکم دیا اور
جنگ کی تیاری شروع ہوئی ارکین سلطنت کو بلا بھیجا اور رائے لی کہ **نورالدہر** سے جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم
کیا جاوے یا کسی طرح سے معاملہ کی درخواست کرنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق یہ رائے دی کہ
نورالدہر ایک مرد بہادر و جری ہے اُسکے مقابلہ مین محل خوف و خطر ہے ہان دو تین حکمران خود مختار مجتمع
ہو کے اُس سے مقابلہ کرین تو مضائقہ نہین ایک کی کیا مجال جو وہ سر اٹھا سکے چنانچہ گستاسپ نے اُسیوقت
گشتواد شاہ کو اس مضمون کا نامہ لکھا بعد صفات لات و منات و تعریف بت بزرگ عالی ذات وصاحب
کرامات واضح و لائح ہو کہ فی الحال مسلمانون کا غلبہ ہے بت پرستون کے دشمن جان ہین چنانچہ **نورالدہر**
نام ایک سردار معزز لشکر اسلام کا آیا ہوا ہے عنقریب بت پرستون پر یورش کریگا اگر غفلت کیجاویگی خداوند
بہت بزرگ کی پرستش کرنے والے نام کو باقی نہین رہینگے اطلاعاً لکھا گیا اب جو کچھ حکم صادر
ہو اُسکی تعمیل کی جاوے اور ایک قاصد تیز رو کو نامہ دیکے روانہ کیا اور تاکید کر دیا کہ جلد اسکا جواب لا قاصد
اس خط کو لیکے اُس طرف روانہ ہوا یہان لشکر اسلام قریب آپہونچا خیمے بپا ہوئے **نورالدہر** لشکر اسلام
سے علیحدہ ایک مقام بلند پر آکے قیام کیا کفار دور سے **نورالدہر** کو دیکھتے تھے اور سہمے جاتے تھے
کوئی کہتا تھا دیکھیے اب کیا آفت آتی ہے یہ جوان بلا وجہ مقام بلند پر نہین آیا کوئی کہتا تھا خداوند بت بزرگ
جلد قاصد کو گشتواد تک پہونچا دے اور وہ بادشاہ کو مع فوج و لشکر ہمراہ لاوے یکایک **نورالدہر** نے
نعرہ مارا کہ اے گستاسپ اگر تو اپنی جان کی امان چاہتا ہے بلا تکلف و تردد قلعہ کو خالی کر دے اور ہماری
اطاعت اختیار کر ہم وعدہ کرتے ہین کہ پھر تجھے کسی طرح کا تعرض نہین کرینگے مگر اہل اسلام کی ہلاکت

سے بچیں دست بردار ہو جاو ورنہ تو یقین سمجھ لے کہ ایسی حالت خراب سے ہلاک کیا جاویگا کہا نورالدین نے بہ الحاح
حال پر گریہ وزاری کرینگے اور سوا کوئی چارہ جوئی کارگر نہوگی آیندہ تو دانی وکار تو گشتاسپ نور الدین
کی اس تقریر کو سن کے بہت متفکر ہوا ارکین حکومت سے اس بارہ مین راے لی کہ کیا جواب دیجیے
کہا سبھون نے کہا خداوند نعمت قلعہ بند ہین اور یہ جوان خدا پرست کیا کر سکتا ہے زیادہ سے زیادہ یہ
قلعہ پر حملہ کریگا پھر کیا ہوگا ہم بھی یہان سے تیر و تفنگ سے کام لینگے حتے کہ گشتواد شاہ کی کمک
پہونچ جائیگی گشتاسپ کی سمجھ مین یہ بات آگئی بالاے قلعہ سے یہ جواب دیا کہ اے نور الدین یہ کیسا
کلمات بے معنی زبان پر جاری کرتے ہو خداوند لات ومنات کی ایسی بندگی کرنے والے
ہم لوگ نہین ہین کہ تمھارے خائف کرنے سے ہم اسکی بندگی سے قطع نظر کرین گے تمسے جو کچھ
ہوسکے ہرگز کوتاہی نکرو تم نہین جانتے ہو حقیقت امر یہ ہے کہ ہم ایک خاص وجہ سے مجبور ہون ورنہ
قسم ہے لات اعلی ومنات معلی کی قلعہ سے باہر آکے ایسی قدرت نمائی کرتا کہ تم ہمیشہ یاد کرتے کہ
کس سزا سے معقول اسکا نام ہے اور عیان راچہ بیان تم عنقریب دیکھ لوگے مین نے اپنے حاکم کو عرضداشت
بھیجی ہے یا تو وہ خود مع فوج ولشکر آتا ہوگا اور تمکو سزا دیگا یا میرے واسطے کوئی حکم بھیجیگا
مین خود تمھاری گوشمالی کو مستعد ہونگا نور الدین نے جواب دیا کہ اگر تو اپنے حاکم کا انتظار کرنا چاہتا ہے
تو مین بھی فی الحال تجھکو جنگ کے واسطے مجبور نہین کرتا آج مین تجھکو مہلت دیتا ہون انشاء اللہ الرحمن
کل تیری طاقت کو دیکھ لونگا تو اپنی قدرت نمائی کریگا یا مین تیرے کردار کی سزا معقول دونگا یہی کہہ
میدان ہے جسکو خدا دے وہ لے اس تقریر کے بعد نور الدین اپنے مقام قیام پر چلا آیا اور سرداران
ہمراہی سے کہا یارو کل جو کچھ ہونا ہو وہ ہوگا کفار کو آج مہلت دی سب نے کہا خیر خدا داد یہ وہی
باید غرضکہ تمام شب جنگ کی تیاری رہی یکایک سے دلزن ہل دبے ہین اور بجین بول دین او
اسطرف کفار کو خبر ہوئی انھون نے بھی قلعہ مین نقارہ جنگ بجوایا جب صبح ہوئی غازیان اسلام تلوارین
علم کرکے اپنے مقام سے بڑھے شہر مین پہونچے تمام رعایا سے شہر نقشہ الحوال ہو کے بھاگے کسی کو
اپنے دست و پا کی خبر نہ تھی جابجا خندقین واقع تھین اُن سب کو عبور کر کے گرز سے مسمار کیا اب یہ نوبت
ہوئی کہ کفار بالاے قلعہ سے تیرون کا مینہ برسا رہے ہین خود محفوظ ہین مجاہدان اسلام کثرت سے زخمی
ہو رہے ہین کوئی پناہ نہین نور الدین نے للکارا کہ دلاورو اسوقت کوئی ایسی تدبیر عمل مین لاؤ کہ قلعہ
مین پہونچ جائین ورنہ ہم سب ہلاک ہو جائین گے سرداران فوج نے جواب دیا کہ یہ وقت کسی طرح
کی تدبیر کا نہین ہے البتہ دروازہ قلعہ پر پہونچ کے کسی طرح اسکو توڑنا چاہیے چنانچہ وہ سب دروازے
پر پہونچے جبہ بھاری عمود و گرز سے اسے توڑا اور قلعہ مین داخل ہوئے مگر پہلے قلعہ مین شاہزادہ
داخل ہوا اسکے عقب سر غازیان اسلام و دلاوران نیک انجام پہونچے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی
گشتاسپ نے مقابلہ کیا اب تو وہ ہنگامہ دارو گیر کشت و خون گرم ہوا کہ پناہ بخدا فتنہ انگیز بیشان کی آوازے
بلند تھی تمام قلعہ کثرت زخم سے لالہ وزار ہورہا تھا ہر طرف خون سے دریا بہ رہا تھا کشتون کے پشتے
سرون کے انبار تھے نتیجہ اس ہنگامہ کا یہ ہوا کہ گشتاسپ ہلاک ہوا اہل قلعہ نے فرار پر قرار
لیا بعضون نے اطاعت اختیار کی بعض گرفتار کیے گئے شاہزادے نے حکم دیا کہ ہر شخص اسلام

قبول کرے اسکو رہا کردو ورنہ فوراً قتل کیا جاوے طول عمل کی کچھ ضرورت نہین ہی چنانچہ
بقیہ مردمان قلعہ نے دین اسلام قبول کیا اب خانہ یان اسلام شہر مین آگئے اور دست غارت دراز
کیا مگر شاہزادہ نورالدہر نے پیشتر ہی حکم دیدیا تھا بلکہ منادی کردی تھی جسوقت جسنے کہا کہ ہمنے
اسلام قبول کیا فوراً اُسکے حال سے قطع نظر کی گئی مطلق گزند نہین پہونچنے دی کشواد شاہ اور
گرشاسپ کا مال و اسباب بیش قیمت شاہزادہ نورالدہر کے ہاتھ آیا میکدون کو منہدم کیا بت خانو
کو خراب کیا تمام ملک تصرف مین آیا بعد انتظام امور ضروری شہر اندلس کے جانب کوچ کیا اہل عیال
کو اسیر و دستگیر کرکے ہمراہ لیا اس طرف کشواد اندلس کے جانب روانہ ہوا جب حوالی اندلس
مین پہونچا اور ابوالمحاسن کے نام نامہ لکھا اور ایک قاصد تیز رفتار کے ہاتھ روانہ کیا
ابوالمحاسن کو نامہ کشواد کی خبر پہونچی ایلچی کو بلایا اور نہایت مہربانی سے پیش آیا یہ وہ وقت تھا
کہ مجلس شراب و کباب گرم ہی ابوالمحاسن نے نامہ کو کھولا پڑھا لکھا تھا اول تعریف لات و منات
و دیگر ضروری بتون بمناسبات آنکہ امیر ابوالمحاسن آگاہ ہو کہ خداوند بت بزرگ نے اپنے
فضل بے نہایت و کرم بے نہایت سے مجکو اپنا نظر کردہ کیا ہی مجکو اختیار ہی کہ جسوقت جسکی نسبت
جو کچھ چاہون حکم کرون کسی کو مجال اعتراض نہین ہوسکتی ہی کیونکہ جب مین خداوند کا نظر کردہ ہون جو
کچھ میرا حکم ہی وہ بعینہ خداوند کا حکم ہی اور خداوند کے حکم کے سب مطیع ہین تو اس اعتبار سے
سب میرے مطیع ہین اور اصل غرض خداوند کی میری نظر کردہ کرنے سے یہ تھی کہ مذہب بت پرستی
کو بخوبی رواج ہو مسلمان یا اسلام کا نام بھی باقی نہ رہین چنانچہ خداوند کی مرضی کے موافق ظہور مین
آتا جاتا ہی مصرعہ آنچہ کردہ است چشم جہانبین دیکھو میری شان و شوکت کو فی الحال ہماری
یہ مرضی ہی کہ شہر اندلس مع مالک زبیدہ مادر اسد کو میرے حوالے کردو ورنہ اس عدول حکمی
کا نتیجہ پاؤ گے سمجھو تو مین سچ کہتا ہون کہ اگر مجکو غصہ آجاوے گا تو غضب ہوجائے گا اور پھر کوئی
چارہ جوئی کارگر نہو گی جب ابوالمحاسن کو اس مضمون کا نامہ پہونچا بہت برہم ہوا فوراً چاک کرڈالا
اور ایلچی سے کہا جا یہان سے چلا جا اسکو یہ حرکت ابوالمحاسن کی بہت ناگوار ہوئی اور
کہا امیر ابوالمحاسن تعجب ہی کہ تو نے کشواد شاہ اپنے نظر کردہ خداوند کے نامہ کو چاک
کرڈالا اور اسکا جواب نہ دیا اور مزید بران تو مجھسے کہتا ہی کہ تو یہان سے چلا جا تو نہین جانتا
ہی کہ کشواد خداوند کا کیسا نظر کردہ ہی اور کیسے کیسے اختیار اسکو حاصل ہین ابوالمحاسن نے کہا
او مردود تو کیا بکتا ہی کشواد نہین معلوم کس مزبلہ کا سگ خارشتی ہی ایلچی نے نعرہ مارا کہ اے
ابوالمحاسن خداوند کشواد کی خدمت مین یہ گستاخی کرتا ہی اور عجیب کلمے لاطائل زبان پر
جاری کرتا ہی کہ آج تک سوا کبھی اسکی نسبت ایسے کلمے نہین سنے ہین معلوم ہوا کہ تو اپنے
اوپر غضب خداوندی نازل کرنا چاہتا ہی ابوالمحاسن نے کہا او ملعون دور ہو یہان سے
نہین تجکو زندہ جانا یہان سے دشوار ہوجائے گا اُسنے کہا اے ابوالمحاسن جب خداوند کشواد
کی ایسی تذلیل ہوگئی تو مین کبھی اپنی جان کی حقیقت نہین سمجھتا ہون جب اس طرح کی تقریر اس
ایلچی کی ابوالمحاسن نے سنی جلاد کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس مردود کے کان اور ناک کاٹ

کے یہان سے نکال دے چنانچہ فوراً اُسنے تعمیل حکم کی جلاد نے گوش و بینی بریدہ وہان سے اُسکو
نکال دیا ابوالماحسن وہان سے محل مین آیا ملکہ سے اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا طرفہ یہ امر ہی کہ
وہ ایلچی نہین معلوم اپنے کو اور کشتواد کو کیا سمجھتا ہی مین ہرگز اُسکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاتا
اسواسطے کہ ایلچی کو کسی طرح کا صدمہ نہین پہونچایا جاتا لیکن کیا کرون اُس مردود نے ایسے کلمات
لاطائل زبان پر جاری کیے کہ مین اُسکو سزا دینے کے واسطے مجبور ہو گیا جان سے تو نہین مارا
البتہ گوش و بینی بریدہ یہان سے نکال دیا ملکہ نے کہا ای ابوالماحسن اگر تمھاری راے ہو تو
مین نقاب پوش ہوکے باہر نکلون اور کشتواد کو اُسکے کردار کی سزا دون مین بھی دختر امیر ہون
میری مادر گرامی سے بیشتر کار ہاے نمایان ظہور مین آئے ہین اگرچہ مین عورت ذات ہون لیکن
ہمت درست رکھتی ہون ابوالماحسن نے منع کیا اور کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہی کہ ہم لوگون کی
موجودگی مین تم ایسے عالی منزلت اپنے دست و پا کو تکلیف دو کچھ نہ کچھ اُسکا بند و بست کر دیا
جاویگا مین نے صرف بغرض اطلاع دہی اس واقعہ کو بیان کیا نہ اس غرض سے کہ تم عورت ذات
اُسکی سزا دہی کو مستعد ہو جاؤ ملکہ خاموش ہو رہی ابوالماحسن محل سے باہر آیا بزرگان اندلس
کو جمع کیا اور کہا صاحبو فی الحال مجکو یہ دغدغہ درپیش ہی کشتواد جو سر فساد ہی اُسکا ایلچی آیا تھا خط لایا تھا
مضمون خط سے میری طبیعت مین اشتعال پیدا ہوا مزید بران ایلچی نے بیہودگی کی جسکے سبب
سے اُسکے گوش و بینی کی قطع بریدگی کی گئی اب تم لوگون کی کیا راے ہی کس طرح کا فیصلہ کیا جاوے
یا جنگ و حرب کے واسطے مستعد رہنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ کشتواد ہی
تو کیا ہی اور کوئی ہوتا تو کیا ہوتا حکومت و مملکت کا قصہ بغیر حرب و ضرب کے فیصل نہین
ہوتا ہم سب جان نثار حاضر ہین جبتک جان مین جان ہی رفاقت سے قطع نظر نہین کرینگے
ہان جسوقت بیجان ہو جائینگے مجبوری ہی اسوقت بادشاہ کو جو کچھ مناسب معلوم ہو عمل
مین لائے اُن لوگون کے اس طرح کے کلمات رفاقت سے ابوالماحسن بہت خوش ہوا
اب اُس طرف کا حال سنیے کہ جب وہ ایلچی گوش و بینی بریدہ کشتواد کے پاس پہونچا پس
کشتواد شاہ یہ حالت دیکھکے از سر تا پا غضب ہو گیا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا تیرا کیا حال ہی ایلچی نے حقیقت گذشتہ بیان کی جب تو پھر کشتواد شاہ نے کہا
تجھسے کچھ نہو سکا جو باین صورت یہان تک پہونچا تو نے میری تذلیل کی اگر مین تجکو ایسا
ہیچ کارہ سمجھتا تو ہرگز یہ خدمت تیرے حوالے نہ کرتا ایلچی نے جواب دیا میرا کیا قصور رہی مین
ایک تن تنہا وہا سیکڑون بلکہ ہزارون کشتواد نے کہا تو نے ایسی حالت مین زیادہ گوئی کیون
کی اُسنے کہا کیا خوب خداوند کی شان مین کلمات نازیبا کوئی کہے اور اُسکا جواب نہ دیا جاے
یہ کیونکر ہو سکتا ہی کشتواد نے کہا خیر ہرچہ بادا باد اور اُسی طیش مین آکے طبل جنگ بجنے
کا حکم دیا صبح کو یورش کی اور بکمال شجاعت خندق مین پہونچا اہل اسلام نے جو یہ حال دیکھا
گھبرا گئے اسوقت کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی بجز اسکے کہ جانب آسمان دونون ہاتھ بلند کیے اور
درگاہ قاضی الحاجات مین اس طرح مناجات کی کہ ای کس بیکسان و ای دستگیر افتادگان تو ہر وقت

اپنے بندے کا حامی و مددگار ہے واسطے اپنے قدرت و جلال کا اس وقت مین ہماری مددگاری کیجئے
نداریم غیر از تو فریاد رس یکایک گشتواد کے جانب سے ایک قاصد آیا اور ایک پرچہ
خط نکال کے گشتواد کو دیا گشتواد نے سر نامہ چاک کیا خط کھولے لگے پڑھا ازاوپر ہاتھ مارا اور نفس سرد
بھر کے کہا سبحان خداوندی بزرگ کی مشیت مین کیا گذرا ہے حقیقت اسکی یہ ہے کہ گشتاسپ
نے اس نامہ مین لکھا تھا کہ مسلمانون کی یورش ہے چنانچہ شاہزادہ نور الدہر اسکندریہ مین پہونچا
اور ہنگامہ جنگ کرتا ہے کشت و خون پر آمادہ ہے نام و ناموس کا مقدمہ درمیان ہے اس نامہ گشتاسپ
کو ازاول تا آخر پڑھ کے اپنے خیرخواہون کے جانب متوجہ ہوا اور کہا اسباب کو بار کر کے میدان
لے آؤ مین جانا چاہتا ہون لوگون نے منع کیا کہ ایک ہنگامہ آرائی در پیش ہے اسکو فیصل کر کے
جانا مناسب ہے یہ کہ اس سے قطع نظر کر کے دوسری مہم کی خبر لیجاوے گشتواد برہم ہوا اور
کہا تم سب بے وقوف ہو ہماری راے مین تمکو کیا دخل ہے اپنی راے ہوئے از ہم اوسے
سمجھو اہل اسلام کو جو اس روانگی کی خبر پہونچی سب کو حیرت ہوئی ابو المحاسن کے عیار لشکر کفار
مین گئے اور خبر لائے کہ گشتواد جاتا ہے اسکندریہ پر ضرور جائیگا گشتاسپ نے نہین معلوم
کس مضمون کا نامہ لکھا ہے جسکے دیکھنے سے گشتواد مضطربانہ اس طرف جاتا ہے ابو المحاسن
اس واقعہ کو تحقیق کر کے مسلح و مکمل ہوا اور مردان اندلس کو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا
اور لشکر گشتوادی سے جنگ و حرب شروع کی پہلے تو کفار نے بہت جرات و شجاعت
دکھائی پہلوانان نامور و قوی بازوان اژدر مقابل طلب ہوئے اس طرف سے بھی انکے
مرد مقابل گئے جنگ نیزہ و شمشیر و زور و دست و بازو کا ہنگامہ گرم غالب و مغلوب ہوئے
نتیجہ یہ ہوا کہ فوج گشتواد پسپا ہوئی ابو المحاسن نے فتح پائی مال و اسباب تحت و تصرف
مین آیا اور قلعہ مین آکے قیام کیا جب ملکہ کو اس واقعہ کی خبر پہونچی بہت خوش ہوئی اور
طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اس طرف گشتواد بھاگون بھاگ چلا جاتا تھا اثناے راہ مین
شاہزادہ نور الدہر کے لشکر سے ملاقات ہوئی گشتاسپ کی ہلاکت کی خبر پہونچی بہت
رویا اور شب کو طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے اور
شاہزادہ نور الدہر نے اسلحہ کا صندوق طلب کیا اول زرہی بدن کی غرض سے ملبت پیراہن
پہنا خفتان گوہر نگار حضرت سلیمان علیہ السلام بالاے زرہ پہنا کمر مین خنجر جمشید و ترکش
نریمان و شمشیر سلیمان علیہ السلام کو درست کر کے لگایا برزہ سے دال اور کلاہ خود سر پر رکھا
سہراب ... چار آئینہ لگایا سپر مہر فتح پشت پر لگائی گاؤ سر قربوس مین لگا کے میدان کی طرف
راہی ہوا اس طرف سے گشتواد بڑھا اور ردو بدل شروع ہوئی دونون طرف کے لشکر بطور
تماشہ دیکھنے لگے تا دیر صبح و شام گرز و تیر و نیزہ و شمشیر کے بعد زور و دست و بازو کی نوبت
پہونچی آخر الامر گشتواد کو شاہزادہ نور الدہر نے گرفتہ و بستہ کر لیا لشکر گشتوادی ہزیمت
پا کے فراری ہوا انکا مال و اسباب غازیان اسلام کے ہاتھ آیا شاہزادہ نور الدہر نے گشتواد
سے کہا کیا ارادہ ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو اگر مین سمجھے اسی وقت رہا کر دونگا البتہ

عذاب گرفتاری میں تخفیف ہو جائیگی ورنہ بصورت خلاف تیرا زندہ رہنا دشوار ہے کشتواد نے اسوقت کچھ جواب نہ دیا چند لمحہ تک نور الدہر نے انتظار جواب کیا جب دیکھا کہ کچھ جواب نہیں ملتا ہے کچھ زندان میں بھیج دیا اور کہا کل پھر اسکے نسبت حکم مناسب دیا جائیگا

اقبال روح بخش عظام رمیم ہے	اقبال محض فضل خدا کریم ہے	رد بلا کو یوسف مصری کا سہم ہے	اللہ رفع شر کو عصا کلیم ہے
	موسیٰ کا کہیں ید بیضا بنا رہا	فرعونیوں کے کام میں گویا اژدہا	
تاج شہان پہ سایۂ بال ہما ہے	پر یہ ہیں لا البقا ہی اگر قلب کیجیے	جب رنج کیا تو قطعے سلاطین سر	اور پشت بھی تو تخت نشینوں کے گھر
	جلتی ہوا میں غنچہ پشت ارغلیل تھا	بگڑے ورا تو یہ خون ودل تھا	
منعم کی گٹھلیوں میں ہے اکسیر کا اثر	مٹھی میں خاک لی ہے تو فوراً ہوئی ہے زر	بطن صدف میں جا ہی قطرہ ہوا گہر	معشوق کے تو ہاتھ سے ہے زہر بھی شکر
	بلبل کے حق میں نکہت گل ساز برگ ہو	لیکن جعل کی جان کا سامان مرگ ہو	
دارا کا صبح ہوتے ہی دنیا میں راج تھا	اور شام جب ہوئی تو نہ سر تھا نہ تاج تھا	روم میں کچھ ارزار فریدون مزاج تھا	اکھا قیام اسکو نہ کل تھا نہ آج تھا
	اسکا گذر کہاں تھا اور کہاں	کہا نہیں یہ ایک ہی چلتی ہوا	
روم کبھی میں جم کے تخت کو برباد کر دیا	جن پر بانی تھا اسکو تو شاد کر دیا	شیریں کو قید خسرو کو آزاد کر دیا	خسرو کو کیا اس سے فرہاد کر دیا
	اسکی نہ کچھ خطا تھی نہ اسکا قصور تھا	انسان کی اس مقام میں یہ اختیار ہے	

حامی دین سبحانی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی خاورمین عقابین پر کھنچ گئے ہین خواجہ عمر ثانی تمام عالم کے سلاطین کو اس اطلاع کے نامہ پہونچا رہا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو نامہ دے کے گلستان مین پہونچا اور وہان کے حاکمان ذی اقتدار کو نامے دیکے روم کی جانب متوجہ ہوا پہلے حلب مین آیا اُس زمانہ مین عبد الجبار اور عبد القہار دو بھائی وہان کے حکمران تھے دونون آپس مین اس بات کا پیشتر ذکر کیا کرتے تھے کہ امیر حمزہ صاحبقران والا قدر کے نسبت انواع اقسام کے اخبار گوش زد ہو رہے ہین نہین معلوم اصل حقیقت اسکی کیا ہے چند جاسوسون کو اُس طرف بھیجا بھی لیکن ابتک مفصل کیفیت نہ معلوم ہوئی اب جو عمر ثانی پہونچا اور عبد الجبار کو خبر پہونچی کہ عیار طرار امیر حمزہ صاحبقران روزگار وارد سرزمین روم ہوا ہے کمال مشتاق ملاقات ہوئے تا اینکہ اپنے دربار مین بلایا امیر حمزہ صاحبقران کی خبر پہونچی عمر ثانی نے کہا یہ خادم خاص اس خبر کو پہونچانے آیا ہے عبد الجبار گھبرا گیا اور کہا جلد بیان کر کیا خبر ہے عمر ثانی نے کہا خلاصہ یہ ہے کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران کنارے کے دست ظلم سے خاورمین مقید ہی نہین ہین بلکہ عقابین پر کھینچ دیے گئے چنانچہ یہ نامہ بھی صداقت کے واسطے میرے پاس موجود ہے یہ کہکے عبد الجبار کو نامہ دیا اور کہا مین اب زیادہ توقف نہین کر سکتا جو کچھ حال ہے اس نامے سے معلوم ہو جائیگا عبد الجبار نے کہا توقف کر میرا بھائی عبد القہار بھی آتا ہوگا اُس سے بھی ملاقات کر لے خواجہ عمر ثانی نے کہا عبد القہار تیرے بھائی کے نام کا کوئی نامہ میرے پاس نہین ہے صرف یہ نامہ شاہ عبد القہار کے واسطے بھی کافی ہے اگر وہ جرأت رکھتے ہونگے تو صرف اطلاع کافی ہے اپنے امکان تک جناب حمزہ ثانی کی حمایت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین گے یہ کہکے خواجہ عمر ثانی وہان سے رخصت ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل سخت و دشوار گذار شاہ آباد مین پہونچا عاد زرین کمر کو نامہ دیا اور

زبانی بھی جو کچھ کہنا تھا خلاصہ کہکے وہان سے روانہ ہوا اب شہر اسکندریہ مین آیا اور وہان
کے حاکم اسکندر ثانی کو نامہ دیا اور زبانی چند باتین بیان کرکے وہان سے ہانپتا ہوا پسینے
مین غرق از سرتا پا آلودہ گرد و غبار قیصوانیہ مین آیا نعمان بن قیصر کو خبر ہوئی وہ ایسا مشتاق
ملاقات ہوا کہ ہنوز خواجہ عمر ثانی راہ مین تھا کہ نعمان شاہ اُسکے استقبال کو گیا اور باعزاز
تمام اپنے مقام قیام پر لایا اور کہا اے خواجہ عمر ثانی تیرے حواس مختل معلوم ہوتے ہین سچ کہ کیا
تردد لاحق حال ہے اور کیا خبر تازہ رکھتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا اے نعمان شاہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مین ایسا
عدیم الفرصت ہون کہ اگرچہ ایک خبر عجیب رکھتا ہون لیکن وقت نہین ہے جو بیان کرون صرف زبانی
اسقدر بیان کیے دیتا ہون کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو کفار نے بمکر و فریب گرفتار
کرکے عقابین پہ کھینچ دیا ہے اور اس والاجاہ کی رہائی کی فکر بہت جلد چاہیے اور باقی حال اس
نامہ سے معلوم ہوگا یہ کہکے نامہ نعمان بن قیصر کو دیا اور رخصت ہوگیا اور وہان سے ملک
یونان مین آیا یہان پھر فریدون شاہ والی یونان کی بیٹی کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا خواجہ
عمر ثانی پسر فریدون شاہ کے پاس پہونچا پسر فریدون شاہ اگرچہ بتقریب شادی مین مصروف
تھا لیکن خواجہ عمر ثانی کی صورت دیکھکے پرسان حال ہوا خواجہ عمر ثانی نے یہان بھی مختصر حال
کہکے نامہ دیا اور رخصت ہوا اب مصر مین پہونچا مقبول بن مقبل اور لیس عمران بن
عزیز شاہ مصری سے ملاقات کی نامہ دیا اور تھوڑی دیر تک دو دو باتین کین پھر رخصت چاہی
اُنھون نے توقف کو کہا خواجہ عمر ثانی کو موقع توقف کا کہان انکار کیا اور کہا مین ایک لمحہ
توقف نہین کر سکتا میری عجلت کا سبب زیادہ تر اس نامے سے معلوم ہو جائیگا یہ کہکے روانہ
ہوا مغرب کی راہ لی اثنائے راہ مین ایک پیر سفید ریش کو دیکھا کہ ایک دلق کہنہ اوڑھے
ہوئے ایک درخت سر بلند کے سایے مین بیٹھا تسبیح پڑھ رہا ہے خواجہ عمر ثانی کو تعجب ہوا کہ یہ
پیر فرتوت اس مقام تنہا مین کہان اگر عبادت خدا کرتا ہے تو کسی گوشہ مین بھی عبادت کر سکتا ہے
سر راہ بیٹھنا چہ معنی دارد غرضکہ قریب اُس بڈھے کے گیا اور سلام کیا بڈھے نے جواب سلام
دیا اور پھر اُسی طرح سرنگون ہو کے پڑھنے مین مصروف ہوگیا خواجہ عمر ثانی چند لمحہ تک اُسکی صورت
دیکھا کیا اور اس بات کا انتظار رہا کہ بعد فراغ تسبیح خوانی مجھسے ہمکلام ہوگا جب دیکھا کہ کسی طرح
ہمکلام نہین ہوتا کہا اے معظم ذات تھوڑی دیر اپنے پڑھنے کو موقوف کرو تو مین کچھ کہون اُس
پیر مرد نے اشارہ کو توقف کیا اور تسبیح تمام کرکے تسبیح کو دونون ہاتھون سے مالش دیکے دونون
ہاتھ سر سے آسمان بلند کیے اور کچھ دعا کی اور خاک پر سجدہ کیا پھر خاک سے سر اُٹھا کے سنبھل کے
بیٹھا اور خواجہ عمر ثانی کی طرف متوجہ ہو کے کہا ہان بابا کیا کہتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا
کہتا ہے کہ شعر ۔ مردان خدا خدا نباشند ۞ لیکن ز خدا جدا نباشند ۞ تم ایک مرد مرتاض
معلوم ہوتے ہو میرا ایک مطلب دلی ہے امیدوار دعا ہون کیا عجب ہے کہ خداوند عالم تمھاری
دعا کی برکت سے میرا مطلب دلی برلائے اُس پیر مرد نے کہا بابا مردان خدا کا بڑا مرتبہ ہے مین
[illegible]

مین مناجات کیا کرتا ہون شاید وہ غافر الذنوب میرے حال پر نظر رحمت فرماے اور انجام بخیر ہوجاے
میرے کردار تو ایسے نہین ہین جن سے مغفرت کی امید ہوسکے ہان وہ بڑا رحیم و کریم ہی بیت
از غیب نشین گر است کرار ہبری کند اگر تو بھی اپنی مطلب براری چاہتا ہی تو میری طرح تو بھی روزانہ ایک تسبیح
بتاتا ہون اُسے پڑھا کر اور درگاہ بے نیاز سے حاجت اپنی طلب کر واضح ہو کہ یہ پیر مرد وضع ایک
عیار طرار ہی کفار سرزمین خاور مین سے جب سرخیل کفار جناب امیر حمزہ صاحبقران روزگار
کو گرفتار کر چکے تو اُنکو خبر پہونچی کہ خواجہ عمر ثانی نام ایک عیار امیر حمزہ صاحبقران کا ہی نہایت
چالاک و کارگذار اور امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی فکر مین جابجا اطراف و جوانب کے سلاطین
کو ناسے پہونچانے گیا ہی اُسکو گرفتار کر لینا ضرور ہی چنانچہ اُس عیار پیر مرد وضع کو خواجہ عمر ثانی کی
گرفتاری کے واسطے بھیجا ہی وہ عیار مکار پیر مرد کی وضع سے مشابہ ہو کے یہان بیٹھا ہی اور مطلب
اُسکا یہ ہی کہ جب خواجہ عمر ثانی موافق فہمایش تسبیح و دعا سے فارغ ہو کے سجدہ مین مصروف
ہون تو اُسوقت خواجہ عمر ثانی کو گرفتار کر لون لیکن جب خواجہ عمر ثانی نے اُس پیر سے اسطرح
کے کلمات انکساری سنے بکمال منت کہا اے مقرب بارگاہ کبریا سر خیل ان فقرا اگرچہ مین اُس تسبیح
کو پڑھ سکتا ہون مگر مین نے سنا ہی کہ مرد پیر و مرتاض کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہی علی الخصوص
وہ دعا جو غیر کے واسطے کی جاوے میری خوشی یہ ہی کہ تم دعا کرو کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی
قید کفار سے جلد نجات پاجاوین یہ سنکے وہ عیار پیر صورت اُٹھ کھڑا ہوا خواجہ عمر ثانی سے مصافحہ
کیا اور پوچھا تو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے خیر خواہون سے ہی مین تیری ملاقات سے بہت
خوش ہوا مین نے بھی کچھ اخبار متوحش امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے نسبت سنے ہین مگر اس حقیقت
سے مین ناواقف تھا کہ اُس والا منزلت کو کفار بدکردار نے گرفتار کر لیا ہی اور جان کے خواہان
ہین تو اُس عالی مرتبت سے کیا نسبت رکھتا ہی خواجہ عمر ثانی نے کہا مین اُس شہریار عالی وقار
کا عیار ہون خواجہ عمر ثانی کا نام سن کے اُس عیار مکار نے خواجہ عمر ثانی کے گلے مین دونون ہاتھ
ڈال دیے اور پیشانی کے اوپر بوسہ لیتا تھا اور کہتا تھا خوشا حال میرا کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر
کے عیار کارگذار سے ملاقات حاصل ہوئی مصرع کاریکہ خواستم ز خدا شد میسرم
مدت سے مین خواجہ عمر ثانی عیار کا نام سنتا تھا اور کمال مشتاق ملاقات تھا بارے آج خدا نے
میری امید پوری کی ہان اے خواجہ عمر ثانی بیان کرو کیا سبب ہوا جو جناب امیر حمزہ صاحبقران
کفار کی قید مین مبتلا ہوگئے خواجہ عمر ثانی نے دست بستہ کہا حضرت مجکو اسقدر فرصت نہین ہی
کہ اس داستان کو بیان کرون جابجا سلاطین کو نامے پہونچاتا ہون عیار پیر مرد وضع نے کہا بابا تو گھبرا
نہین کیا مجال ہی کسی کافر بدکیش کی کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر کو ایک شمہ صدمہ پہونچا سکے خدا
مین سب قدرت ہی تو باطمینان تمام بیان کر بعدہ ہم اور تو دونون اس تسبیح کو پڑھینگے اور بالحاح وزاری
درگاہ باری تعالے مین امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے دعا کرینگے
کہ ہماری اور تیری اسوقت کی دعا تیر بہدف ہو اور اب بیکار سلاطین کو نامے پہونچا

ہوا اُس سے مایوس امیدوار ؛ کسی سے بر آوے نہ کچھ کام جان ؛ جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان
اسی طرح کچھ ایسی باتین اُس مکار نے کین کہ خواجہ عمر ثانی کو بالکل خداوند عالم پر بھروسہ ہو گیا اور اپنی
جد و جہد بالکل عبث معلوم ہوئی فوراً تسبیح جیب سے نکال کے پوچھا وہ کیا تسبیح ہے اُس مکار نے
کہا مجھکو سخت تردد ہے پہلے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی مفصل کیفیت تو بیان کر خواجہ عمر ثانی نے
تمام حال از اول تا آخر بیان کیا اُس مکار نے انگشت بدندان ہو کے کہا حیف اور ایک مصنوعی
تسبیح بتا کے کہا پہلے تیمم کر یہان وضو کے واسطے پانی نہین ہے پھر خاک پر سر نیاز رکھنا اور اپنے
مطلب کا خیال دل مین لانا بعدہ اس تسبیح کو پڑھنا اور پھر خاک پر سجدہ کرنا خواجہ عمر ثانی نے
حسب فرمائش تیمم کیا تسبیح پڑھنے مین مصروف ہوا مگر بار بار وہ عیار مکار خواجہ عمر ثانی کو
گوشہ چشم سے دیکھتا جاتا تھا اُسکی دزدیدہ نظر کو دیکھ کے خواجہ عمر ثانی کے بھی دل مین شک
پیدا ہوا عیار بھی تھا سوچا ایسا نہ ہو اسمین کوئی بھید ہو تسبیح پڑھ کے خاموش بیٹھا رہا تاکہ یہ
پیر مرد سجدہ مین جاوے تو مین بھی دعا مانگ کے سجدہ مین جاؤن وہ مکار اسی طرح بیٹھا رہا کیا جب
زیادہ عرصہ گذرا پیر مرد مصنوعی نے کہا ہون یعنے سجدے مین جاؤ ادھر خواجہ عمر ثانی نے بھی
کہا ہون یعنے تم سجدے مین جاؤ اب یہ نوبت ہے کہ ادھر خواجہ عمر ثانی بھی ہون کرتا ہے ادھر وہ
پیر مرد مصنوعی ہون کرتا ہے کامل دو پہر اسی طرح ہون ہون ہوا کی اور کوئی سجدہ مین نہ گیا اب
خواجہ عمر ثانی کو کامل یقین ہو گیا کہ کچھ دال مین کالا ہے تسبیح جیب مین رکھ لی اور خواجہ عمر ثانی نے
کہا کیون صاحب یہ کیا حرکت ہے مین تو اسواسطے ہون کرتا ہون کہ تم سجدے مین جس طرح جاؤ مین بھی
اُسی طرح عمل کرون سننے میرے ساتھ کیون ہون کی پیر مرد مصنوعی نے استغفر اللہ کہکے کہا
مین نے اسواسطے ہون کی کہ دیکھون تو کس طرح سجدے مین جاتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا کیا خدا
خدا کے سجدے کی بھی مختلف صورتین ہین اور مین تو بولا تھا تم کیون بولے کہ نشد دو شد مردان
خدا کو دوسرون کی بندگی سے کیا کام وہ اپنی بندگی مین ایسے مصروف ہوتے ہین کہ دوسرون کی خبر کیسی
اپنی خبر نہین رکھتے اب مجھے کچھ وہم ہوتا ہے ذرا اپنی گدڑی تو اُتارو اُسنے کہا سنو خواجہ عمر ثانی
مین فقط درویش ہی نہین ہون اگر میری بندگی مین خلل انداز ہوتا ہے تو اُس سے کچھ سمجھ بھی لیتا ہون
بس اسی مین خیریت ہے کہ اگر خدا سے کہتا ہے تو کہہ اور سجدہ کرکے جا نہین تیرے حق مین بہتر نہ ہوگا ابھی
خواجہ عمر ثانی نے خنجر سنبھالا اور کہا سنتے ہو مجھے ایسا ویسا عیار نہ سمجھنا مین امیر حمزہ صاحبقران
روزگار کا عیار ہون اب جبتک مین تمہاری درویشی کی تحقیق نہ کرلونگا یہان سے حرکت نہ کرنے
دونگا اس گدڑی کو اُتارنا ہے تو اُتارو نہین تو امیر حمزہ صاحبقران کے حق کی قسم ابھی نہین بیٹھا
سے باہر پھینک دونگا اور درویشی کا مطلق پاس نہ کرونگا مین نے ایسے مرتاض بہت سے دیکھے ہین
مجھکو پہلے ہی شک ہوا تھا کہ مرتاض و عبادت گذار گوشہ نشین ہوتے ہین دنیادار کی صورت
نہین دیکھتے سر راہ دوکان لگا کے بیٹھا ہے یہ بھی کوئی سجادہ ہے اُس مکار نے کہا او خواجہ مین کہتا
ہون کہ تجھے سلامت یہان سے چلا جا تو نہین مانتا اگر تو مجھکو دوکاندار سمجھتا ہے تو یہی خواجہ

کے ہیئت میں تھا گدڑی کے کھینچنے سے سید حاتن کے جوانون کی طرح علیحدہ جا کھڑا ہوا اور کہا
اے خواجہ عمر ثانی اگرچہ میرا راز تجھپر افشا ہو گیا واقعی تو اپنے فن میں اکمل ہے مگر میں تجھسے مقابلہ کرنا
نہیں چاہتا واقعی میں بھی عیار پیشہ ہون اس صورت سے حالت سوے میں تجھے گرفتار کرنا چاہتا
تھا کہ امیر حمزۂ صاحبقران کے ساتھ قید کرون اور جو حال حمزۂ صاحبقران ثانی کا ہو وہی حال
تیرا بھی ہو خواجہ عمر ثانی نے بڑھ کے خنجر کا وار کیا اُسنے جگہ خالی کی خواجہ عمر ثانی نے دوسرا
وار کیا اُسنے اس وار کو بھی رد کر کے خواجہ عمر ثانی کے ہاتھ پہ ہاتھ ڈالا خواجہ عمر ثانی نے جھٹکے
سے ہاتھ چھڑا دیا اور کمر بند کو گرفت میں لا کے اس طاقت سے زمین پہ مارا کہ بیجان ہو گیا خواجہ
عمر ثانی اُسکے سینے پر سوار ہوا اور کہا اگرچہ میں تجکو کسی طرح زندہ نہیں چھوڑونگا مگر یہ پوچھتا ہون
کہ اگر میں دعوت اسلام کرون تو قبول کریگا یا نہیں اُسنے صاف انکار کیا خواجہ عمر ثانی نے
فوراً اُسکا سر تن سے جدا کر کے دور پھینک دیا اور کہا کہ بقول مشہور خس کم جہان پاک شد
اُس عیار مکار کو جہنم واصل کرنے کے بعد وہان سے روانہ ہوا اور شہر اندلس کے نزدیک
پہونچا اور اثناے راہ میں شاہزادہ نور الدہر کے ملازمون کو دیکھا اُن سب نے بھی پہچانا
خواجہ عمر ثانی شاہزادے کی خدمت میں حاضر ہوا سوقت عرض میں استادہ ہو کے اسطرح گویا ہوا

سرِ ایوانِ گردون جب تلک خورشید خاور ہو　　قمر سرور انجم صدر اعلے سعد اکبر ہو
عطارد میر منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو　　زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
سر ہفت آسمان جبتک کہ دور ہفت اختر ہو　　ترا شاہ مظفر بادشاہ ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے　　رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے　　سکندر تا ہو نامی سکۂ کشورستانی سے
ترا اے خسرو والا حشم عالم مسخر ہو　　سریر سلطنت پر تو ہمیشہ دادگستر ہو

سحاب ارض سے تا ابر ہو اور ابر میں پانی　　روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
زمین میں تا ہو کان اور کان میں ہو جوہر کانی　　کہ جوہر سے ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار میں نصرت کا جوہر ہو　　ترے قبضے میں بحر و بر گہر ہو کان پر زر ہو

رکھیں تا عود کو آتش پہ اور آتش کو مجمر میں　　گل تر تا ہو گلدان میں تری ہو تا گل تر میں
رہے تا عنبر میں مشک اذفر اور بو مشک اذفر میں　　صدف میں تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر میں
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو　　نسیم خلق سے تیری جہان یکسر معطر ہو

شفق گلگونہ جب تک سحر کے روے نیکو کو　　کرے آراستہ تا شام اپنے موے گیسو کو
ثریا نور تن تا کہکشان کے ہووے بازو کو　　کرے وسمہ سے تا قوس قزح سبز اپنے ابرو کو
لب پیکان خوردہ دشمن کے لہو سے تیر آخر ہو　　سر بدخواہ فندق بر سر انگشت سنان بر ہو

گلستان میں ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیبا　　نیستان میں ہو تا نے اور نے سے نغمہ ہو پیدا
نہال تاک میں انگور ہو انگور میں صہبا　　نشہ صہبا میں ہو اور ہو نشہ جبتک نشاط افزا
لبالب آب عیش سے خالی کبھی ترا نہ ساغر ہو　　ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہو اور کاغذ صفا آئین | قلم زن تا ہو مشک افشان و کاغذ پر خط مشکین
زبان پر تا سخن ہو اور سخن مین معنی رنگین | سخن تا داد چاہے اور تا اہل سخن تحسین
ترا مداح دایم خسروا فوق سخن ور ہو | ہمیشہ تہنیت خوان دعا گو ہو تنا گر ہو

ای شہر یار والاتبار فی الحال عجیب ایک واقعہ مصیبت در پیش ہی شاہزادہ نور الدہر کے دل مین اضطراب پیدا ہوا کہا ای خواجہ خواجگان روزگار کیا عجیب واقعہ روبکار ہی جلد بیان کرو خواجہ عمر ثانی نے دل مین خیال کیا کہ اگر شاہزادہ بدیع الملک کا حال بیان کرونگا شاہزادہ نور الدہر ابھی اپنے کو ہلاک کریگا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی حقیقت بیان کر دینا چاہیے کہا شہریارا بڑا غضب ہوا کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو پرویز بن ہرمز نے گرفتار کر لیا ہی اور سرزمین خاور مین عقابین پہ کھینچ دیا ہی وہان شاہ سعد مقیم ہین اس خیال سے کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کی تدبیر ضروری ہی خدا ناکردہ نوع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جائیگا اطراف و جوانب مین نامے پہونچاتا ہون شاہزادہ نور الدہر نے پوچھا تم کہان سے آتے ہو خواجہ عمر ثانی نے کہا مین راہ خراسان سے اس طرف چلا آتا ہون راہ مین بد بد عیار سے ملاقات ہوئی تھی شاہزادہ بدیع الملک کا نامہ اسکو دیدیا ہی مین اس طرف راہی ہوا شاہزادہ نور الدہر نے نفس سرد بھر کے کہا ای خواجہ عمر ثانی تمہاری کیا رائے ہی کہ کس طرح امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کی صورت پیدا ہو سکتی ہی عرصہ زیادہ ہو گیا مگر یہ مجکو بخوبی تحقیق ہی کہ ابھی تک فضل خدا سے امیر حمزہ صاحبقران ثانی صحیح و سلامت ہین اگر اب بھی کامل بندوبست ہو جائے تو کفار کے ہاتھ سے اس والاجاہ کی رہائی ہو جائے اور بندوبست یہ ہی کہ اطراف و جوانب کے سلاطین خاور مین جمع ہو کے کفار سے مقابلہ کرین شاہزادہ نور الدہر اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا تیاری سفر ہونا شروع ہوئی اسباب ضرورت بار کیا گیا سرزمین خاور کی راہ لی خواجہ عمر ثانی بھی رخصت ہو کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ نور الدہر بعد طی مراحل و قطع منازل شہر اندلس مین پہونچے ابو المحاسن کو خبر ہوئی کمال مشتاق ملاقات ہوا شہر سے چند فرسخ استقبال کے واسطے آیا شاہزادہ نور الدہر سے ملاقات کی بکمال تعظیم و تکریم پیش آیا شاہزادہ نور الدہر کو شہر مین لیگیا عمارات عالیشان اور مقامات فرحت خیز کی سیر کروائی دعوت کا ہنگامہ گرم ہوا تمام عمائدین شہر طلب ہوئے نذرین گذرین شب کو بعد خورد و نوش ارباب نشاط حاضر ہوئے طرح طرح کے ساز بجنا شروع ہوئے مطربون نے الاپ شروع کی پھر غزل و ٹھمری کی نوبت آئی ہر ایک نے اپنا اپنا کمال ظاہر کرنا شروع کیا شاہزادہ نور الدہر بہت خوش ہوا تین روز تک شہر اندلس مین چہل پہل رہی چوتھے روز شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای ابو المحاسن امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا خیال سوہان روح ہی زیادہ توقف نہین کر سکتا ابو المحاسن نے کہا پھر کیا ارادہ ہی شاہزادہ نور الدہر نے کہا ارادہ یہ ہی کہ جسطرح ممکن ہو سرزمین خاور مین پہونچنا ہی اُسی طرف کے ارادہ سے یہان بھی پہونچنا ہوا الغرض کہ اس گفت و شنید کے بعد سرزمین خاور کے جانب کوچ کیا اُس طرف خواجہ عمر ثانی حسب الحکم جلدیت

تمام سپہ پہونچتا تھا اور ہر ایک بادشاہ کو نامہ دیتا تھا تا اینکہ ملک حبش مین آیا راوی کہتا ہی کہ اسوقت ملک حبش کا حاکم و فرمان روا فروغ البحرین طلوع الشجر نام نہایت زبردست صاحب فوج و لشکر ہی اُسکے زور و طاقت کا حال اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہنگامہ کارزار سات سو من کے ارہ پشت نہنگ سے کام لیتا ہی اور پانچ سو جوانان قوی بازو سے تنہا مقابلہ کرتا ہی ایک مرتبہ فیل خانہ خاص مین چند فیلان مست بگڑ گئے اپنے فیلبانون کو ہلاک کیا وہ فیلخانے سے بھاگ کے دور نکل گئے وہ وقت نصف شب کا تھا کہ یکایک فروغ البحرین طلوع الشجر کی آنکھ کھل گئی شور و غل کی آواز سنی پوچھا یہ کیا شور ہی جلد دریافت کرو ملازمون نے عرض کی کہ فیل خانے کے مست ہاتھی بگڑ گئے زنجیرین توڑ ڈالین فیلبانون کو ہلاک کیا وہ تین محلات سلطانی مین پہونچ گئے کئی عورتین ہلاک کین فروغ البحر ڈنڈا لیکے دوڑا اُن مست ہاتھیون کو خوب پیٹا یہانتک کہ تمام ہاتھیون کو تنہا گرفتار کیا اور اُنکی ہر طرح کی گزند سے محفوظ رہا خواجہ عمر ثانی فروغ البحر کے پاس پہونچا اور حقیقت حال امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو بیان کیا فروغ البحر بہت متردد ہوا خواجہ عمر ثانی نے کہا بادشاہ اسلام وہان موجود ہی تیرے پاس بادشاہ اسلام کا نامہ لایا ہون فروغ البحر نے نامہ طلب کیا خواجہ عمر ثانی نے نامہ دیا فروغ البحر نامہ پڑھ کے آبدیدہ ہوا اور کہا افسوس ایسا ذی مرتبت اس ذلت و خواری سے کفار کی قید مین گرفتار ہو جائے اور قسم کھا کے کہا تو سہی کہ ایک بت پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور اُسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور گھوڑون کے نعل باندھے گئے اسلحہ صاف ہوئے تلوارون پہ باڑھ رکھی گئی اور تمام سامان جنگ و حرب آراستہ کرکے سرزمین شہر خاور کی راہ لی

اب کچھ حال شہنشاہ گوہر کلاہ بن شاہزادہ بدیع الملک مین خامہ فرسائی کیجاتی ہی

خدا نے دی ہی اسے ایسی موہنی صورت
یہی تو ہی جوہر انسانیت کا ایک تمغا
کہان ہی سرو مین ایسی لطیف رعنائی
کہ جسکی گرمی سے روشن ہی چاند سا چہرہ
اسی سے عقل مین جودت ہی فکر مین تیزی
کہ جسم پر ابھی قابو ہی جسم عقل ہی ویلے
کبھی یہ زور تھا گینڈے کی کھال چیر گئے
اب اُنکے سر پہ چلے توپ تو نہ آئے صدا
سمجھ مین کچھ نہین آتی حقیقت انسانکی
عجب طلسم کا سامان ہی کہے کوئی کیا

کہ جسنے اسکی طرف دیکھا پھر نہ موڑا منہ
ہی انس مادہ اسکا محبت اسکا خمیر
اس آدمی کا ہی جیسا حسین قد بالا
جوانی ہی کہ ہی آب حیات کا چشمہ
اسی سے نور ہی آنکھون مین گوش ہی شنوا
شباب مین تھے بڑے زوردار ہاتھ مگر
یہ حال ہو گیا اب ٹوٹتا نہین دھاگا
کشیدہ تھا کبھی مثل الف جو قد سہی
یہ کیا ہی آب ہی آتش ہی خاک ہی کہ ہوا

خدا پاک نے اسکو دیا ہی خلق عظیم
یہی سبب ہی جو انسان نام اسکا ہوا
شباب کی وہ خوش آیندہ دھوم ہی شہرہ
اسی سے معتدل اس جسم کی ہی آب و ہوا
جو تجکو کرتا ہی اے دل شباب مین کیا
اب اُنہین ہیئت پیری سے پڑ گیا رعشا
وہ کان سنتے تھے جو یا موری کی آواز
وہ مٹی ہوا ایسا کہ بن گیا ہمزہ
ابھی سبھی تو ہی سب کچھ کہ کچھ نہین جاتا

موجودات عالم مین انسان طرفہ مخلوق ہی جمادات نباتات حیوانات سب اسکے خادم ہین یہ سب کا مخدوم ہی اس زمانہ کے حوادث کبھی عجیب عجیب پیش آتے ہین جیسا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کا حال مرقوم ہوتا ہی کہ قبل طوفان آنے کے ایک کشتی مختصر پہ سوار ہو کے ایک جانب شکار ماہی کے ارادہ سے چلا اثنا سے راہ مین طوفان آیا کشتی طوفانی ہوئی یہانتک

کہ غرق ہوئی اور سواران کشتی بھی دریابرد ہوگئے شہنشاہ گوہر کلاہ بھی قبل اسکے کہ کشتی غرقاب ہو
دریا میں کودا اور فن شناوری سے خوب ماہر تھا مصروف شناوری ہوا و شبانہ روز اسی عالم میں گذر
گئے ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی جانور دریائی آئیگا اور مجکو نگل لیگا افسوس کیسی بیکسی کا مرنا
ہی کہ مطلق کسی کو خبر نہوگی تجہیز و تکفین کیسی کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ کب ہلاک ہوا اب طاقت طاق
ہوئی شناوری کی قابلیت نہ رہی اشک حسرت کا دریا امنڈا زندگی سے بالکل ناامیدی ہوئی ہر
چہار جانب نگاہ کی کوئی ذریعہ نجات کا نہ پایا مجبورانہ جانب آسمان نگاہ کی اور بکمال درد کی آواز سے
کہا اے کس بیکسان و اے دستگیر فرو ماندگان تو نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے بچائی
اگرچہ اس مقرب بارگاہ درگاہ کو پیشتر سے خبردار کردیا تھا جس بنا پر انھوں نے کشتی تیار کی
اور اسی کشتی کے ذریعے سے جملہ آسیب و طوفان سے محفوظ رہے حضرت یونس علیہ السلام
کو نہنگ نے نگل لیا تھا پھر شکم نہنگ میں کس نے اس مکرم ذات کی حفاظت کی کہ بار دیگر ساحل
زمین پہ پہونچے اگرچہ میں اس طوفان بلا میں مبتلا ہوگیا ہوں بظاہر کوئی ذریعہ نجات کا نہیں معلوم
ہوتا تاہم تو ہر طرح کا اختیار رکھتا ہے واسطہ اپنی قدرت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت و کمال کا
میری حفاظت کر اور ساحل عاقبت پر پہونچا کہ یکایک سامنے سے ایک جہاز آتا معلوم ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ کو امید ہوئی کہ جب قریب آجاویگا تو سواران جہاز کو پکارونگا وہ مجکو
جہاز پر کھینچ لینگے راوی کہتا ہے کہ وہ جہاز دو تاجروں کا تھا ایک کا نام خواجہ جمید اور دوسرے
کا نام کریم تھا دونوں آپس میں چچازاد بھائی تھے وہ جہاز بھی طوفانی ہوگیا تھا راہ غلط کی اس جا
آنکلا تا اینکہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے قریب پہونچا سواران جہاز نے جو شہنشاہ گوہر کلاہ کو اس
دریا سے طوفانی میں دیکھا ان سب نے غل مچانا شروع کیا کہ دیکھو یہ آدمی ڈوبا جاتا ہے اے سواران
جہاز اس جوان کے نکال لینے میں کوشش کرو شاید اس عمل خیر کے عوض میں ہمارا جہاز صدمات
بحر متلاطم سے محفوظ رہجائے اور راہ ملجائے خواجہ جمید و خواجہ کریم کو خبر کی وہ آئے خواجہ
جمید نے کہا جلد رسی پھینکو اور اس جوان کو دریا سے نکال لو خواجہ کریم مانع ہوا اور کہا جہاز
طوفانی ہوگیا ہے پہلے جہاز کی خبر لینا مقدم ہے یہ جوان نہیں معلوم کون ہے کیا عجب ہے کہ اگر دیو ان
دریائی سے ہو کیونکہ اسکی شناوری سے معلوم ہوتا ہے کہ غرق نہوگا خواجہ جمید انگشت بدندان ہوا
اور کہا یہ کیا بیہودہ خیال ہے ضرور اس جوان کو دریا سے نکالنا چاہیے شاید تمھارا خیال غلط ہو بالفرض
یہ جوان دیو ہی ہو تو بھی دریا سے نکال لینے کے بعد اختیار باقی ہوگا بار دیگر اسکو دریا میں گرا دینا
غرضکہ رسی پھینکی گئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو دریا سے نکالا چونکہ بخارات دریا اثر کر گئے تھے ہر چند
استفسار حال کیا شہنشاہ گوہر کلاہ میں اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ کچھ حال بیان کرتا خواجہ جمید
نے بنظر خداترسی اسکا علاج کیا تا اینکہ اسکے حواس درست ہوئے اپنا حال بیان کیا خواجہ کریم
نے کہا اے جوان از بسکہ ہمنے تجکو دریا سے نکالا ہے مگر ہم تجسے عوض چاہتے ہیں شہنشاہ گوہر کلاہ
نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے عوض کیا دوں ہاں یہ ممکن ہے کہ مجکو بازار میں بیچ لے جو میری
قیمت ہو اسے اس کام کا عوض سمجھ خواجہ جمید پھر مانع ہوا اور کہا اے خواجہ کریم تجکو اسطرح کا لالچ

لاپچ نہ چاہیے خواجہ کریم نے نہ مانا تا اینکہ وہ طوفان برطرف ہوا جہاز ایک جزیرے کے کنارے پہونچا سواران جہاز اُس جزیرے مین اُترے خواجہ کریم شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوئے بازار مین پہونچا اہل بازار سے کہا مین یہ غلام فروخت کرنا چاہتا ہون خواجہ منصور نامے ایک تاجر تھا اُسے مدت سے ایک غلام خوشرو کی تلاش تھی جو نہین شہنشاہ گوہر کلاہ پر نظر پڑی خواجہ کریم کے پاس آیا قیمت پوچھی خواجہ کریم نے دو ہزار تومان قیمت ظاہر کی آٹھ سو تومان پر فیصلہ ہوا خواجہ منصور قیمت ادا کرکے شہنشاہ کو اپنے ساتھ مکان پر لیگیا شہنشاہ خدمت کیا کرتا تھا خواجہ منصور کی ایک دختر پانزدہ سالہ نہایت خوبصورت و خوش جمال تھی شہنشاہ گوہر کلاہ اُسکو دیکھ کے فریفتہ ہوگیا جس کام کی فرمایش کرتی تھی شہنشاہ بکمال شوق و آرزو اُس کام کو انجام دیتا تھا اُس نازنین کو بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کا خیال پیدا ہوگیا بیشتر تخلیہ مین موقع پاکے کہتی تھی ہو اگر تجھسے ممکن ہو مجھے اپنے ساتھ لیچل شہنشاہ گوہر کلاہ کو موقع نہ ملتا تھا اور اکثر کہا کرتا تھا کہ مین بالکل مجبور ہون یہان کی راہون سے نابلد ہون تو ہی کوئی ایسی تدبیر بتا کہ مین تجھے یہان سے لیجاؤن کہ مطلق کسی کو اطلاع نہو ورنہ تو ہر طرح محفوظ رہیگی لیکن مین ضرور ہلاک کیا جاؤنگا اور پھر قیامت پر ملاقات موقوف رہیگی یہ کہتا تھا اور زار زار روتا تھا وہ نازنین بھی اُسکے ساتھ رویا کرتی تھی ایک روز اُس نازنین نے آبدیدہ ہوکے کہا اے جوان اگر تو اسی طرح موقع و محل کا انتظار کریگا میری تیری دونون کی ہلاکت کا باعث ہے اور موقع نہ ملیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ جرأت کرکے مجھکو لیچل اگر کسی نے نہ دیکھا فہو المراد بالفرض کسی نے دیکھ لیا اور یہ راز افشا ہوگیا پھر تیری جان کے ساتھ میری جان ہے اگر تو ہلاک ہو جائیگا مین بھی اپنے کو ہلاک کرونگی مگر اس بارہ مین پیشتر سے تدارک لازم ہے اور تدارک یہی ہے کہ کوئی کشتی ٹھہرا رکھو تاکہ جسوقت ضرورت ہو فوراً موجود ہو جائے شہنشاہ گوہر کلاہ گیا اور ایک ملاح سے معاہدہ کیا جب شب کو سب اکل و شرب سے فارغ ہوکے بستر خواب پر دراز ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس نازنین کے خوابگاہ مین پہونچا چونکہ نازنین بیدار تھی اسکے پاؤن کی آہٹ سے ہوشیار ہوئی آہستہ پوچھا کیا خبر ہے جلد بیان کر یہان زیادہ قیام سخت مضر ہے اُسنے کہا چلو کشتی تیار ہے مین بھی یہان کی توقف کو مخدوش سمجھتا ہون دونون نقب کی راہ سے باہر آئے قریب دریا پہونچے ملازم کشتی لیے کھڑا تھا اُسنے عورت کو سوار ہوتے دیکھا کہا اے جوان اگرچہ میری تیری کشتی کا معاہدہ ہوگیا ہے لیکن مین عورت کو شب کیوقت سوار نہین کرونگا تونے مجھسے پہلے کب یا ہوتا مبادا اس عورت کی تلاش ہو تو میرے ہموطن گرفتار بلا ہونگے صرف تجکو مین سوار کرلونگا پھر شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا اے عزیز تو خواہ مخواہ ہماری منزل کھوٹی کرتا ہے صبح کو تیرے ہموطن کیون گرفتار بلا ہونگے اُنکو ہم سے کیا تعلق ہے ہر چند شہنشاہ گوہر کلاہ نے منت و سماجت کی ملاح نے نہ مانا نازنین سے کہا اے آرام جان غضب ہوا ملاح ہمارے اس راز سے آگاہ ہوگیا ہے اگر اسوقت کشتی پہ سوار نہ ہو جائینگے بالیقین صبح کو قیامت کا سامنا ہوگا ـ

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
سیر کے قابل ہے لیکن سیر کی فرصت نہین

خواہ پھرتا ہے فلک اور خواہ پھرتی ہے زمین
ہر بہار سے واسطے یان منزل راحت نہین

وہ نازنین بیتابانہ ملاح کے قدمون پر گر پڑی اور بکمال منت و عاجزی کہا بہادر نے کمال پر رحم کر اور اس جوان سے کے ساتھ سے جدا نہ کر ملاح کو رحم آگیا دونون کو کشتی پر سوار کیا کشتی روان ہوئی وہان یکایک خبر ہوگئی کہ خوابگاہ

سے تیری دختر غائب ہو گئی خواجہ منصور نے لوگون کو اپنی دختر کی تلاش مین بھیجا ایک مخبر نے آ کے
خبر دی کہ تمھاری دختر اُس غلام نوخط کے ساتھ چلی گئی اور براہ دریا گئی ہی خواجہ منصور نے چند
کشتیان اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجین اور اپنے ایک عزیز کو بھیجا کہ جس وقت گیسو بریدہ ہاتھ آ جائے
اُسکی کشتی کو اُلٹ دینا تاکہ وہ دونون بدبخت ہلاک ہو جائین وہ کشتیان تلاش مین روانہ ہوئین تیسرے
روز سواران کشتی کو دور سے کشتی نظر آئی کشتیون کو اُسکے تعاقب مین تیز دوڑایا تا اینکہ اُس کشتی کے
پاس یہ کشتیان پہونچ گئین دیکھا واقعی خواجہ منصور کی دختر بد اختر اور وہ غلام نوخیز پہلو بہ پہلو بکمال
اطمینان بیٹھے چلے جاتے ہین ملازمان خواجہ منصور نے آواز دی کہ ای سواران کشتی تم کہان جاتے
ہو ہم آ پہونچے دونون نے پس پشت نظر کی ملازمان خواجہ منصور کو پہچانا اُس نازنین نے نفس
سرد بھر کے کہا ای جوان ناشاد ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ÷ روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد
دشمن آ پہونچے عنقریب مجھ مین تجھ مین مفارقت ہوتی ہی جس بات کا خدشہ تھا وہی پیش آیا مین دریا
مین گر کے اپنے کو ہلاک کرتی ہون تجکو اپنے فعل کا اختیار ہی شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہو کے
کہا ای آرام جان ایسی جرات ہرگز نہ کرنا بلکہ تو باطمینان کشتی مین بیٹھی رہ مین دریا مین گرتا ہون اس عرصہ مین کشتی
خواجہ منصور کی قریب آ گئی اُس حور وش نے گھبرا کے اپنے کو دریا مین گرا دیا اُسکا گرنا تھا
کہ شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی اپنے کو دریا مین گرا دیا اور چاہتا تھا کہ اپنی آرام جان کو پانی سے اُٹھا لے
لیکن ہر چند تلاش کیا کہین نہ پایا دریا سے نوخار رتھا ملازمان خواجہ منصور سمجھے کہ دونون زن و مرد دریا
مین گر گئے ہین انکا سلامت نکلنا محالات سے ہی واپس گئے اور خواجہ منصور سے تمام حال بیان کیا خواجہ
منصور بہت غمگین ہوا اب اس طرف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شہنشاہ گوہر کلاہ نے اپنی آرام جان کو دریا
مین نہ پایا دریا مین تلاطم زیادہ تھا ایک جانب کنارہ دریا کی کرتا ہوا روان ہوا اُس عالم مجبوری مین پھر
خدا سے لو لگائی اور دعا و مناجات کرنا شروع کی اب تو یہ نوبت ہی کہ غشی طاری ہی کبھی ہوش آتا ہی تو
خدا سے دعا مانگتا ہی اور کہتا ہی ؎ کار خویش را بخداوند کارساز ÷ بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند
غرضکہ ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر طاقت نہ تھی پہاڑ کو گرفت مین لاتا
تھا اور پھر پانی مین آ رہتا تھا بہزار خرابی و دشواری پہاڑ پر پہونچا پہلے تو چند ساعت تک غشی کے عالم مین
پڑا رہا جب کسی قدر افاقہ ہوا حواس درست ہوئے محبوب کا خیال آیا زار و قطار رونا شروع کیا
اور دل مین کہتا تھا ؎ ای فلک از من عجب نقش خوبی باختی ÷ مین از خود اُس محبوبہ آرام جان
پر فریفتہ ہونے نہین گیا تھا تو نے خود وہان تک پہونچایا اور اُس محبوبہ آرام جان کو دکھایا اُسکی
مفارقت مین میرے دل کو مرغ بسمل کی طرح تڑپایا ہنوز اُسکے وصل سے بہرہ مند بھی نہونے پایا
تھا کہ یکایک اس طرح مجھسے اُسکو چھڑایا کہ مدت العمر اُس سے ملاقی ہونے کی امید نہین ہی لعنت ہی اور
خاک ہی اس دنیا دنی پر پھر اپنی جگہ سے اُٹھا اور بالاے کوہ پہونچا طرفہ نشیمن نظر آیا دیکھا
ہر چہار جانب سبزہ نوخیز لہلہا رہا ہی ہر طرف نہرین اور آبشارین جاری ہین سر تا سر صنعت باری وہان
کی سیر کو بہت دل چاہا مگر طاقت رفتار نہ تھی مزید بران مفارقت محبوبہ آرام جان کا خیال دل کو
پژمردہ کیے ہوے تھا وہان کا لطف و بہار نظر مین خار معلوم ہوتا تھا درختان میوہ دار بھی بکثرت

گل کھلے رہین حوض مین پانی چھلک رہا	ہر جا صدائے بلبل صوت ہزار ہو

شہنشاہ گوہر کلاہ اُس عمارت و باغ سرسبز کو دیکھکے بہت خوش ہوا اندرون قصر بارہ دری مین بیٹھا جو فرش و قالین شیشہ آلات وغیرہ جملہ سامان زینت و آرایش سے سجی ہوئی تھی تھکا ماندہ بہت تھا غنودگی غالب ہوئی بیخبر سوگیا اور اسقدر سویا کہ دن گذر گئے جب کسی قدر رات بھی آئی اُسوقت آنکھ کھلی جس طرح دن کو وہ بارہ دری آراستہ دیکھی تھی اُسی طرح شب کو انواع اقسام کی روشنی سے جگمگ کرتا ہوا پایا اور کوئی متنفس وہان نہ دیکھا کہا نہیں معلوم یہ کسکا مکان ہے جسکا اسوقت تک پتہ نشان نہین طرفہ تر یہ کہ حالت بیخبری مین یہان روشنی بھی ہوگئی اور روشنی کرنے والے نے مجھے نہ جگایا کچھہ دیر تک بارہ دری کی روش کا تماشا دیکھا کیا بعدہ کچھہ توحش طبیعت مین پیدا ہوا بارہ دری سے صحن مین آیا سنگ مرمر کا صفہ وسط صحن مین واقع تھا جسکے گرداگرد انواع انواع اقسام کے گلہاے خوشرنگ کے درخت واقع تھے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس صفہ صاف و سفید پر آکے بیٹھا کبھی اُس قصر عالیشان کی سجاوٹ اور روشنی کی کثرت اور چمن کی تازگی و لطافت دیکھتا اور کبھی سوئے آسمان سر اُٹھا کے آسمان اور تارون کی کیفیت دیکھتا اور کہتا تھا اے خدائے زمین و آسمان و اے خالق و مالک ہر دو جہان تو نے دنیا مین عجیب عجیب طرح کی مخلوقین پیدا کی ہین اور طرح طرح کی صنعتین دکھائی ہین جس سے انسان خاکی بنیان کی تو کیا طاقت ہے فرشتہ تک کی عقل حیران ہوتی ہے تاہم

نظم

تو وہ سر جھکتے ہی رہتے مدام
کہ ہے سارے عالم کی جسمین کھپت
زمین پر گئین کتنی نسلین گذر
اسے سب نے دیکھا اسی رنگ پر
نہ در ہے نہ منظر نہ کوئی شگاف
جدھر دیکھیے اُس طرف بند ہے
بنایا ہے کیا دست قدرت نے گول
چمکتے ہوئے جگمگاتے ہوئے
چراغ ایسے روشن جو بن تیل ہین
زمین سے بھی ہین انمین اکثر بڑے
جداگانہ رکھتے ہین اپنا مدار
بندھے ہین بہم سخت زنجیر سے
عجب تو نے باندھی ہے یہ باگ ڈور
لگاتے ہین چکر اُسی باگ پر
سدا چال کا ایک انداز ہے
بنا ایک ہے اور اُستاد ایک

اگر سمجھے قدرت کی کاریگری
طلب مین بھٹکتے ہی رہتے مدام
یہ سقف کہن ہے ابھی تک نئی
رہی اسکی ہیبت پہ سب کی نظر
عجب ہے یہ خیمہ نہ رسن ہے نہ چوب
ادھر سے اُدھر تک ہے میدان صاف
عجب قدرتی شامیانہ ہے یہ
شکن ہے نہ جھری نہ سلوٹ نہ جھول
نظر آرہے ہین عجب شان سے
یہ تیری قدرت کے سب کھیل ہین
نظر مین جو اتنے سے آتے ہین یہ
نہین جانتا کوئی انکے شمار
وہ زنجیر کیا ہے کشش باہمی
ملا سب کا رہتا ہے آپسمین زور
ہر ایک کے لیے ایک معین ہے دور
نہ گھٹتا نہ آہستہ نہ آواز سے
ہر ایک چھوٹے ذرہ سے تا آفتاب

نہ کرکے سمجھہ تو بسکہ رہبری
بنائی ہے تو نے یہ کیا خوب چھت
اسے دیکھتی یون ہی دنیا گئی
اسے سب نے پایا اسی ڈھنگ پر
ہمیشہ مصفا ہے بے رخنہ و روب
کہین جوڑ ہے اور نہ پیوند ہے
نظر کی پہونچ کا ٹھکانا ہے کیا
یہ تارے جو ہین آتے جاتے ہو
ہین لٹکے ہوئے سقف ایوان سے
ہین یہ لعل و گوہر جو بکھرے پڑے
بہت دور چکر لگاتے ہین یہ
یہ قایم ہین تیرے ہی لنگر سے
نہ اُسمین خلل ہو نہ بیشی کمی
یہ سب لگ رہے ہین اُسی لاگ پر
وہی اک وتیرہ وہی ایک طور
ہے ان سب کا آئین ایجاد ایک
بلاشبہ رکھی ہے یکسان حساب

ہین ذرون مین خورشید کے ہے صفات + ہے خورشید بھی ذرہ کائنات + اسکے بعد یکایک محبوبہ آرام جان کا خیال بندھا آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا افسوس یہ مقام فرحت افزا اسوقت مجکو نصیب ہوا کہ جب وہ محبوبہ آرام جان میرے پاس نہین ہے یہ تمام لطف و بہار میری نظر مین خار معلوم ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے نظم

جام شراب و دیدۂ پرنم سے کم نہین	دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت تماشا	لبریز یار روز عید شب غم سے کم نہین
زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون	اپنی خزان بہار کی موسم سے کم نہین	ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین
		پھر تھوڑی دیر کے بعد اسی

خیال مین مبتلا ہوا کہ آخر مین کس مقام مین آیا ہون اب کس سے اس حال کو دریافت کرون کہ یکایک پھر خواب کا غلبہ ہوا اور بیخبر سو گیا عالم خواب مین بالاے ہوا سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے شہنشاہ گوہر کلاہ یہان تیرا زیادہ قیام کرنا مناسب نہین ہے اب سیر باغ سے اپنے دل کو بہلا چکا ہے اب کیا ہے کہ یکایک دفعتاً گھبرا کے آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا ہر چہار جانب نگاہ کی پھر کسی کو نہ پایا پھر تو بجاے خود خیال کیا کہ اب یہان زیادہ توقف کرنا اچھا نہین ہے ناگاہ شہنشاہ گوہر کلاہ اُس مکان فرحت افزا سے باہر آیا اور ایک جانب چلا جاتا تھا راہ مین جسطرف نظر کرتا تھا سبزہ زار نظر آتا تھا کئی روز اس راہ روی مین گذر گئے شہنشاہ گوہر کلاہ کے پانون پر ورم ہو گیا حتے کہ راہ طے کرنے کی طاقت باقی نہ رہی اور قیام کرنا اس وجہ سے محال تھا کہ وہان کوئی مقام قیام کرنے کے قابل نہ تھا پھر ایک درخت گنجان کے سایہ مین جا کے قیام کیا ہوا سے سرد سے راحت معلوم ہوئی بیخبر سو گیا عالم خواب مین دیکھا کہ ایک مجلس عظیم منعقد ہے ہزارہا دیوزاد دست بستہ راست و چپ اپنے اپنے عہدے پر ایستادہ ہین ہنوز دہ ہزار عالم سرنگون کرسیون زنگون پر اپنے اپنے عہدون کے موافق بیٹھے ہوئے ہین اور ایک تخت یاقوت نگار پر ایک مرد نقابدار الماس پوش بہزار شوکت وشان و احتشام بالاکلام بہید تزوتمکین رونق افروز ہے شہنشاہ گوہر کلاہ پر اُس نقابدار الماس پوش کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اُس مقام پر قیام کی تاب نہ لا سکا مگر پھر خیال آیا کہ اگرچہ یہ مرد معظم تخت نشین عالی منزلت والا مرتبت ہے تاہم یہان سے چلے جانے کی کیا وجہ ہے کہ یکایک اب اُس نقابدار الماس پوش نے نظر اُٹھا کے شہنشاہ گوہر کلاہ کے جانب دیکھا ہنوز کچھ پوچھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اپنا فخر سمجھ کے بادب تمام آداب بجا لایا اور کہا مین شہنشاہ بن بدیع الملک ہون میرے پدر معظم والا مرتبت نے بتسخیر طلسمات جہان کو شکست کیا ہے میری کیفیت یہ ہے کہ کشتی میری دریا مین طوفانی ہوئی کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آتی تھی حتے کہ کشتی غرق ہوئی اور میرے ہمراہی بھی غرق ہو گئے مجکو فن شناوری مین ملکہ تھا عرصہ تک اُس دریا سے بحر ذخار مین شناوری کرتا رہا جب اُس طوفان بلا سے نجات پائی ایک تاجر نے مجکو بازار مین فروخت کیا ایک تاجر خواجہ منصور نام نے مجکو خرید کیا اُسکی ایک دختر پانزدہ سالہ تھی مین اُسپر فریفتہ ہو گیا اُسکی وجہ سے پھر اُسی دریا کے بحر ذخار مین غرق ہونے کی نوبت پہونچی بارے کچھ رشتہ حیات باقی تھا جو یہانتک پہونچا اب یہان طرفہ واقعات پیش نظر ہوے

جو عقل میں نہیں آتے میں نے اپنے خیال میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ضرور یہ کوئی مقام طلسمی ہے واللہ اعلم
یہ میرا خیال صحیح ہے یا غلط لقا بدار الماس پوش نے متبسم ہوکے کہا اے جوان والا قدر یہ سب
کچھ تو تونے بیان کیا مگر یہ حال نہ بیان کیا کہ تیری محبوبہ تیرے ہمراہ آئی تھی اسکا کیا حال ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہوکے کہا اے عالی منزلت و والا مرتبت اسکا حال تو نہایت
قابل افسوس ہے میں اپنے اوپر ہزار ہزار نفرین کرتا ہوں کہ کیوں اُسے اپنے ہمراہ لایا جو اسکی
ہلاکت کا سبب ہوا سچ تو یہ ہے کہ میں نے اسکی جان لی اور یہ بھی میں اپنے یقین سے کہہ سکتا ہوں
کہ اسکے ساتھ میں نے بھی اپنے کو ہلاک کرنا چاہا تھا مگر کیا کروں کہ میرا رشتہ حیات ابھی تک
باقی تھا جو ابھی تک بقید حیات ہوں تاہم اسکی غم مفارقت میں میرا یہ حال ہے شعر
ظاہر میں گو کہ بیٹھا ہوں لوگوں میں ہم نشیں ٭ پر یہ خبر نہیں ہے کہ میں کون ہوں کہاں ہوں ٭ پھر اس مرد بزرگ نے کہا اے
جوان ان جملہ حالات سے مجکو خبر ہے لیکن اسقدر فہمائش کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ لذات
ظاہری دنیا کے ایسے قبیل کے ہوتے ہیں کہ انسان معرض ہلاکت میں آجاتا ہے اور کوئی چارہ
کار نظر نہیں آتا اگر کچھ سمجھ رکھتا ہے تو اس واقعہ سے سبق لے تاکہ بار دیگر ایسی غلطی ظہور میں نہ
آئے شہنشاہ گوہر کلاہ سرنگوں یہ تمام تقریر اُس لقا بدار الماس پوش کی سنتا رہا بعدہ پھر
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا اے عالی منزلت و والا مرتبت اب یہ بھی ارشاد ہو کہ حضور کون ہیں
لقا بدار الماس پوش نے کہا اے جوان تو نے مجکو نہیں پہچانا میں ہوں سلیمان علیہ السلام
بندہ خداوند دو جہان واقعی یہ مقام طلسم ہے جسکو میں ہی نے ترتیب دیا ہے راہ میں تجکو بیشتر درندے
دکھائی دیے ہونگے وہ بھی متعلقات طلسم سے تھے اور جو طلسم کو خائف کرنے کی غرض سے جا بجا مقرر
کیے گئے ہیں مگر کسی کو گزند نہیں پہونچاتے ہیں شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا نام اس طلسم کا ارشاد ہو
حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اسکا نام طلسم چراغان سلیمانی ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
عرض کی کہ حضرت اب تو میں اس مصیبت و زحمت سے تنگ آگیا ہوں کوئی ایسی تدبیر ارشاد ہو کہ میں
اس بلا سے نجات پا جاؤں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجکو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ طلسم
خاص تیرے ہی ہاتھ سے فتح ہوگا اس طلسم میں چالیس ہزار پری زاد مرد اور بہتگار اور خزانہ بیشمار ہیں اور
بارگاہ گلستان ارم فاتح طلسم کے واسطے مقرر ہے ہمت کو چست ارادہ کو درست رکھو خداوند عالم مددگار ہے
ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق ٭ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو ٭ ایک بادشاہ نے ایک حکیم سے
پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس سے انسان ہر ایک انسان کی نظر میں معزز و محترم معلوم ہوتا ہے کہا وہ ہمت
چست و ارادہ درست ہے بلکہ بادشاہ کا مدار حکومت پر بھی موقوف ہے ظاہر ہے کہ انصاف و انتظام
کا مدار سلطنت پر اور سلطنت کا لشکر پر اور لشکر کا آبادی پر اور خزانہ پر خزانہ کا ملک کی آبادی پر ہے اور
ملک آباد کبھی نہیں ہوتا جبتک کہ بادشاہ صاحب ہمت چست و ارادہ درست نہیں ہوتا ہے کچھ
شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا بہتر ہے اچھا [illegible] اب فتح طلسم کے متعلق
جو کچھ مناسب ہو ارشاد فرمایا جائے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے جوان مطمئن رہ شب
کے وقت اس کوہ پر شکوہ پر روشنی چراغان نظر آئیگی وہ روشنی اس طرح کی ہوگی کہ کبھی تیری نظر سے نہ گذری

ہوگی

ہوگی یکایک خواب کا غلبہ تجھپر ہوگا کیونکہ اُس روشنی کی خاصیت یہی ہی پس اُس غلبۂ نوم مین اپنے
سر کو نشیب کے جانب رکھنا اور پاؤن کو بلند کرنا جب صبح ہوگی اپنے کو کوہ سے ایک مقام
بلند مین دیکھیگا وہان ایک درخت چنار کہنہ ہوگا جسکے تنہ کے گرد پختہ چبوترہ بندھا ہوا ہی
اُسکے روبرو چشمہ شیرین جاری ہی تو فوراً برہنہ ہوکے اُس چشمہ مین غسل کرنا اس طرح کہ تمام اعضا
مین بخوبی پانی سرایت کر جائے پھر اُس چشمہ سے باہر آنا پھر زیر درخت اسقدر توقف کرنا کہ جسم
کا پانی بخوبی خشک ہو جائے پھر کپڑے پہننا اور وضو کرنا اور اُس چبوترہ پر بکمال خضوع و خشوع
دو رکعت نماز پڑھنا بعد فراغ نماز دو زانو چبوترے پر بیٹھکے اس اسم کو جو مین بتاتا ہون پڑھنا
شروع کرنا جب سات مرتبہ پڑھ چکے دستک دینا تھوڑی دیر تک توقف کرنا مگر درخت کی طرف
اگر درخت شق ہو جائے فہو المراد ورنہ چند مرتبہ درود شریف پڑھنا اور باواز بلند فریاد کرنا کہ ای
برہان حبشی کہان ہی اب اس طلسم کے فتح ہونیکا وقت قریب آپہونچا ہی جلد آ یکایک درخت
کہنہ کا تن شق ہو جائےگا اور ایک مرد سفید پوش باصورت نورانی نمودار ہوگا اُسکو سلام کرنا اور
یہ اُس سے کہنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو لوح طلسم چراغان کے لینے کیواسطے
بھیجا ہی لہذا بہت جلد لوح طلسم چراغان کی میرے حوالے کر دے ای جوان سعادت نشان
تیری اس تقریر سے برہان حبشی متعجب ہوگا اور وہ تجھسے پوچھیگا کہ کس نشان سے مین سمجھون
کہ تجکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوح طلسم چراغان کے لینے کے واسطے بھیجا ہی کہنا نشان
یہ ہی کہ بادشاہ طلسم کی دختر پر تو فریفتہ ہی جسکا نام ملکہ دلشاد بانو برہان حبشی تجھسے پوچھیگا کہ اگر
کلید فتح طلسم چراغان کی تیرے حوالے کرون اور تیرا کام حسب مراد انجام پا جاوے گا تو صاحب تو
اس خدمت کا کیا انعام دیگا تو کہنا کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی کے ملکہ دلشاد بانو کو تیرے
حوالے کر دونگا یہ سنکے وہ برہان حبشی جائےگا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک صندوق لائیگا
اور کہیگا کہ اسمین کلید طلسم چراغان سلیمانی موجود ہی اگر تو فاتح طلسم فرستادۂ حضرت سلیمان
علیہ السلام ہی تو اس صندوق کو کھول کہنا کہ مین اس صندوق کو نہ کھولونگا تو خود اسے کھول ای جوان
خوب یاد رکھنا کہ ہرچند وہ برہان حبشی تجھسے اصرار کریگا مگر تو ہرگز اپنے ہاتھ سے اُس صندوق
کو نہ کھولنا وجہ اسکی یہ ہی کہ بروقت وا ہونے اُس صندوق کے ایک برق عظیم پیدا ہوگی جو شخص
اُس صندوق کو کھولےگا وہ فوراً اُس برق سے جل کے خاک سیاہ ہو جائےگا پھر بعد سوخت
ہو جانے برہان حبشی کے صندوق مین سے لوح طلسم چراغان سلیمانی دستیاب ہو جائےگی
پھر بعد دستیاب ہونے لوح طلسم چراغان سلیمانی کے اور بھی طلسم کا نشان ملیگا جسکا نام طلسم
سیماب ہی اور بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی اُس طلسم کی خبر لینا کیونکہ تیرا ایک معظم و والا قدر جسکا
نام شاہزادۂ بدیع الملک ہی وہ طلسم سیماب مین قید ہی منجملہ فرائض کے ایک فرض یہ بھی ہی کہ
شاہزادۂ بدیع الملک کو اس طلسم سیماب سے رہا کر اور جو کچھ لوح طلسم چراغان سلیمانی
مین مرقوم ہی اگر اُسکے موافق عمل کریگا ضرور اپنی مراد کو پہونچیگا یکایک خواب سے آنکھ کھل
گئی حیرت ہوئی کہ یہ کیا خواب تھا جو مین نے دیکھا اگر پھر فتح طلسم چراغان سلیمانی کے لیے مستعد

ہوا بموجب فرمانے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عمل کیا یہانتک کہ برہان جنی سفید پوش نمایان
ہوا برہان جنی نے کہا تو کون ہو شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا مین ہون شہنشاہ گوہر کلاہ
نام فرستادہ حضرت سلیمان علیہ السلام طلسم چراغان سلیمانی کے فتح ہونے کا وقت آگیا ہی اب
لوح طلسم چراغان سلیمانی میرے حوالے کر دے برہان جنی نے نشان مانگا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے نشان دیا برہان جنی صندوق لے آیا اور کہا ای جوان یہ صندوق حاضر ہی شوق سے لوح طلسم
اسمین سے نکال لے لیکن یہ خیال رہے کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی میرا مطلب فوت نہونے
پاے شہنشاہ گوہر کلاہ نے اقرار کیا لیکن باوجود اصرار کے صندوق اپنے ہاتھ سے نہ کھولا پھر
برہان جنی نے کہا یہ خدمت میرے متعلق تھی جو مین صندوق لے آیا لیکن صندوق کے کھولنے کا
مین ذمہ دار نہین ہون ہرچند کہ کسی طرح کا مضایقہ نہین ہو لیکن مجھ سے متعلق کام مین کیون دخل دون جب تو
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا ای برہان جنی اگرچہ یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہو جیسا کہ تو بیان
کرتا ہی لیکن مجکو حضرت سلیمان علیہ السلام بانی طلسم نے یہی حکم دیا ہی کہ صندوق برہان جنی سے
کھلوانا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ خدمت بھی تیرے متعلق ہی ای برہان جنی اب مین تجھے کہتا
ہون کہ اگرچہ یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہو لیکن میری خاطر سے اس صندوق کو کھولدے اگر
تو ملکہ دلشاد بانو کو لینا چاہتا ہی اگر تو انکار کرے گا تو یہ بخوبی سمجھ لے کہ صندوق تو ہر طرح کھل جائیگا
لیکن تیری مطلب برآری مین مجبور ہونگا یہ سن کے برہان جنی متامل ہوا بعدہ کہا ای جوان اگر
تیری خواہش یہی ہی تو مین تیری مرضی کے خلاف نہین کرسکتا ہون یہ کہکے برہان جنی نے
صندوق پر ہاتھ رکھا بس اسکا ہاتھ رکھنا تھا کہ ایسی برق پیدا ہوئی کہ برہان جنی جل کے خاک سیاہ
ہوگیا ہوا سے آسمان سے آواز آئی کہ ای جوان فاتح طلسم چراغان سلیمانی تو نے مجکو ہلاک کیا
مجکو یہ حال معلوم نہ تھا ورنہ مین ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرتا افسوس صاحبان طلسم نے
پیشتر سے مجھے اس رمز سے آگاہ نہ کیا تھا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا ہوا شہنشاہ بن شاہزادہ
بدیع الملک نے اس صدا کا کچھ جواب نہ دیا اس صندوق کے پاس گیا اس صندوق مین دو
لوحین رکھی ہین ایک طلائی ہی اور دوسری نقرئی ایک جانب صندوق مین تیس عدد پارہ سنگ
اور ایک فلاخن رکھا ہی جانب لوح نقرئی لکھا تھا ای فاتح طلسم چراغان سلیمانی مبارک مبارک
کہ تو بخیر و خوبی یہانتک پہونچا تجکو ہدایت کی جاتی ہی کہ تو اس فلاخن کو لے کے اس درخت کی
کی بلندی پر جا اور جو اسم کہ پشت لوح پر مرقوم ہی پڑھنا شروع کر اور ایک جانور عجیب الخلقت
ظاہر ہوگا اس مرغ سے بخندہ پیشانی پیش آنا اور لوح پوچھنا وہ کہیگا تو کیا خبر خوش میرے واسطے
لایا ہی تم کہنا کہ خبر خوش تجھے لا دیا ہی کہ خبر مین تجھے اس بات کی خوشخبری سنائے دیتا ہون
کہ تیرے دشمن جان یعنی برہان جنی کو مین نے ہلاک کیا اگر تجھے اپنے دشمن کے ہلاک ہونے مین
کسیطرح کا شک باقی ہو تو بس یہ لوح طلسم میرے پاس موجود ہی مجھے دروازہ طلسم پر پہونچا دے شہنشاہ
حسب ہدایت لوح طلسم چراغان اس درخت پر گیا اسم مرقومہ کو پڑھا ایک جانور نمایان ہوا جسکا تن و توش
بلا مبالغہ ہاتھی سے بھی زیادہ تھا صاحب سلامت ہوئی اس جانور نے خبر خوش پوچھی شہنشاہ نے حسب ہدایت

لوح طلسم اُس سے کلام کیا اُسنے کہا ای جوان مجھکو یقین نہین کہ بربان جنی ہلاک ہوگیا شہنشاہ نے وہ لوح دکھائی او
کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی لوح طلسم موجود ہی مجھے دروازہ طلسم چراغان پر لے چل جب لوح کا نام سنا بہت حیران
ہوا کہا ای جوان اگرچہ بربان جنی کے ہلاک ہونے سے مین خوش ہوا لیکن طلسم چراغان کی شکست مجھکو ناگوار ہی مگر
حکم بانیان طلسم کی تعمیل مین مجھے عذر کیا ہو سکتا ہی خیر مرحبا بادا باد آ میری پشت پر سوار ہو شہنشاہ بن بدیع الملک
دوڑکر قریب جاکے اُس کی پشت پر سوار ہوا وہ مرغ عظیم الجثہ شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوئے بالاے ہوا روانہ
ہوا شہنشاہ بالاے ہوا سے عجائبات زمین کی سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا جاتا تھا جب خیال مین توحش پیدا ہوتا تھا کہ مین
کہان اور یہ بلندی آسمان کہان نہین معلوم یہ جانور کس سمندر یا پہاڑ یا صحراے ویران مین لیجاکے پھینک دیگا
ونیز اس خیال سے وہ توحش دفع ہوجاتا تھا کہ فتح طلسم کیواسطے ایسے واقعات تعجب خیز نہین بدر معظم کو بار بار ایسے
واقعات پیش آئے طرح طرح کی زحمتین اُٹھانا پڑین تب طلسمات کو فتح کرکے نام آوری حاصل ہوئی خدا کے ابتک
اگر کسیطرح کا جان کا خطرہ ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کیون نہ مطلع فرماتے کہ ما کار خویش را بخداوند کارساز
سپردہ ایم تا کرم او چہ کند مختصر یہ کہ جانور شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوئے ایک نشیب مین پہونچا عجیب حیرت انگیز
دیکھا نخلستان لق و دق میدان جس مین ایک عمارت اسقدر بلند ہی کہ معلوم ہوتا ہی ہر ایک کنگرہ فلک اول
سے جا ملا ہی دیوارین بلور مین آسمین عقیق سرخ و زمرد کی پچی کاری تمام دریچے اور دروازے چوب صندل اور عاج و آبنوس
کے جن پر انواع اقسام کی صناعی و نقاشی کی ہی یاقوت و زمرد و الماس اور فیروزہ کی کیلین جڑی ہین پردہ ہاے زربفت آویزان
ایک جانب اُس عمارت کے بہت بڑا ایک تالاب واقع ہی جسکے زینے سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کے ہین
اُن پر بھی رنگ کی مناسبت سے رنگا رنگ سنگہاے قیمتی کی پچی کاری ہی او سلیقہ و صنعت ہر زینے کی بہت
جاری ہوتی ہی پانی مین ہر رنگ کی مچھلیان چھوٹی بڑی دکھائی دیتی ہین اُن کی کیفیت سے خدا کی قدرت نظر آتی
ہی اُس طائر عظیم الجثہ شائستہ نام نے شہنشاہ کو اُس تالاب پر لیجاکے اپنی پشت سے اتارا شہنشاہ نے
کہا ای شائستہ دوست مین تیرا کمال مشکور ہون کہ تو نے مجھکو یہان تک پہونچایا اور وہ سیر دکھائی جو
کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی تھی مگر اب یہ بھی بتا کہ یہ کون مقام ہی اور یہ تالاب کیسا ہی جہان مجھے پہونچایا ہی
اُسنے کہا ای جوان تو میرا کیا مشکور ہوگا مین خود تیرا ممنون ہون کہ تو نے بربان جنی کو ہلاک کیا آگاہ ہو کہ یہ
تالاب خاص مقام طلسم ہی طلسم کی راہ اسی تالاب مین واقع ہی شہنشاہ نے کہا سبحان اللہ عجب بات کہی
کہ راہ طلسم اسی تالاب مین ہی اگر خشکی کا مقام ہوتا تو مین کچھ جرات بھی کرتا پانی مین مین کیا کر سکتا ہون معلوم
ہوتا ہی تو مجھسے مذاق کرتا ہی اُسنے کہا مجھکو مذاق سے کیا کام مین متعلقان طلسم سے ہون میرا یہ کام نہین ہی کہ کسی سے
مذاق کرون اگر تو چاہتا ہی کہ حال طلسم بخوبی حالی ہوجاے ایک پتھر اُٹھاکے اُس تالاب مین پھینک پھر دیکھ
کہ قدرت خدا اور بانیان طلسم کی صنعت کا کیا جلوہ نظر آتا ہی اور پھر سے مذاق کا بھی حال دریافت ہوجائیگا
شہنشاہ بن بدیع الملک کو اور بھی حیرت نے گھیرا کہا مہربان مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہی خود ہی کیون نہ ایک پتھر
پھینک کے مجھے تماشا دکھا دے اُس نے کہا ای جوان یہ کام میرا نہین ہی بلکہ فاتح طلسم کا یہ کام ہی خائف کیون ہوتا ہی
جو مین کہتا ہون اُس پر عمل کر شہنشاہ نے اُسکے کہنے سے پتھر اُٹھایا تالاب مین پھینکا دفعتاً آب تالاب جوش و
خروش مین آیا موج بڑہا بالاے آسمان سے ایک لکہ ابر نہایت مہیب وہان پہونچا برق چمکنا شروع ہوئی ایک
لحظہ کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ تمام جہان تیرہ و تار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا دم گھبراتا تھا ہر بار دل مین کہتا تھا ی

لیا بلا نازل ہوئی ہیں ایسی طلسم کشائی سے باز آیا اگرچہ مجھ کو پیشتر سے یہ معلوم ہوتا ہرگز فتح طلسم کے واسطے راضی نہ ہوتا خاک
جان بچا کے صحیح و سلامت گھر پہونچا تھے بظاہر سراسر آثار بد نظر آتے ہیں یہ معلوم کالیا دل و جگر ہیں جنہوں نے متعدد
طلسم فتح کیے اور کبھی ہمت نہ ہاری ہیں ایسی ہمت سے باز آیا ہنوز اس خیال میں پیچتا تھا دفعتاً ایک صدا سے
مہیب زہرہ شگاف پیدا ہوئی شہنشاہ کے دل میں اور ہولا ہوا دست و پا میں رعشہ پیدا ہوا مع زاد و میان تالاب
سے فوارہ آتشی پیدا ہوا عمارت کے دروازے کھل گئے دروازے سے نکل گئے شہنشاہ بن بدیع الملک نے دیکھا
اس قدر شمعیں قندیلیں فانوس چراغ اس عمارت بلند میں روشن تھے کہ عقل حیران ہوتی ہے اور ہزار ہا پریزادان
نورپیکر اور ماہ چہرہ اور دیوان قیلتن کچھ بیٹھے اور کچھ کھڑے ہیں ان پریزادوں کا یہ حال ہے کہ جو قسم ذکور سے
ہیں ایک طرف صف بستہ استادہ ہیں اور جو قسم اناث ہے وہ بیس بیس پچیس پچیس علیحدہ علیحدہ حلقہ کیے
مصروف رقص و نوا ہیں کسی حلقہ میں یہ اشعار میر کے گائے جاتے تھے شعر رہا جبتک کہ دم میں دم رہا
دم کے جانے کا نہایت غم رہا ‡ حسن تھا اسکا نہیں عالم فریب ‡ خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا ‡ میرے رونے
کی حقیقت جسمیں تھی ‡ ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا ‡ قیمۂ لیلی کو کہتے ہیں سیاہ ‡ جسمیں مجنون کا سدا ماتم رہا ‡
صبح پیری شام ہونے آئی میر ‡ تو نہ چیتا یان بہت دن کم رہا ‡ کہیں غالب کے یہ اشعار گائے جاتے تھے شعر
یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا ‡ اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا ‡ یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست
ناصح ‡ کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا ‡ غم اگرچہ جانگسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دل ہے ‡ غم عشق اگر نہ ہوتا غم روزگار
ہوتا ‡ تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا ‡ کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا ‡ کوئی میرے جی سے پوچھے ترے تیر
نیم کش کو ‡ یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ‡ ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا ‡ کہ خوشی سے
مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا ‡ یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب ‡ تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا ‡ کسی حلقہ
میں یہ اشعار ذوق کے گائے جاتے ہیں ‡ شعر آسمان درد و محبت کے جو قابل ہوتا ‡ تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا
آتا کیون مصر میں کنعان سے نکل کر یوسف ‡ جذبہ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا ‡ چھوٹتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی
بسمل شوق ‡ دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا ‡ آپ آئینہ ہستی میں ہے تو اپنا حریف ‡ ورنہ یہاں کون تھا
جو ترے مقابل ہوتا ‡ ذبح ہونے کا مزا جانتا گر صید حرم ‡ رکھکے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا ‡ سینۂ چرخ میں ہے
اختر اگر دل ہے تو کیا ‡ ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا ‡ کسی جا یہ اشعار گائے جاتے تھے شعر جو نہ رنگ
رنج و ماتم کا یہاں نمود ہوتا ‡ تو زمین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا ‡ جو حسد کسی کو تجھپر ہو تو ہے یہ تیری خوبی ‡ کہ جو تو نہ
خوب ہوتا تو وہ کیون حسود ہوتا ‡ یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی ‡ تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا ‡
تری بزم میں تو جاتا کہ تجھے کبھی تو پہونچتی ‡ جو پر نہیں تھا دل کو جلانا تو بلا سے عود ہوتا ‡ مقام صدر میں ایک تخت گوہرنگار
پر وہ شاہ پریزاد الماس پوش بیٹھی ہے اسکے راست و چپ جواہرنگار اور مرصع کار و نگلون کرسیون پر نہایت معزز و
محترم پریزادیں بلباس ہائے زرق و برق از سرتا پا زیور جواہر میں غرق سکوت میں بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہیں و
گانا سن رہی ہیں چند چند ساعت کے بعد ایک پریزاد گلرو عنبر گیسو سنبل مو آتش خو اپنی جگہ سے بہزاران ناز و انداز و دلبری و
دلربائی اٹھتی ہے صراحی مرصع کار سے جام بلوریں مملو کرکے ہر ایک پریزاد کو دیتی ہے اور پھر بیٹھ جاتی ہے کبھی گانا ہوتا ہے کبھی
چہلیں ہوتی ہیں اس تماشا سے عجیب کے دیکھنے سے شہنشاہ کو حیرت کا عالم طاری ہوا وہ جو ترددِ طبیعت تھا
یک لخت برطرف ہوا یکایک ایک پریزاد نے دور سے شہنشاہ کو دیکھا جو پریزاد اسکے قریب بیٹھی تھی اس سے

کہا اُسنے ابھی شہزادہ کو دیکھا اسیطرح چند پریزادون کو معلوم ہوا سب جلسے دروازہ کے جانب آئین اور شہزادہ کو دیکھ کے سکتے ایئن اور پھر کچھ آپسمین باتین کر کے اپنی اپنی جگہ جا بیٹھین ایک مرتبہ ایک پریزاد نے بہ آواز بلند کچھ کہا جو شہنشاہ کی سمجھ مین نہ آیا البتہ چند لمحہ کے بعد یہ دیکھا کہ ہزارہا پریان اطراف عمارت اور گرد تالاب کے کھڑے ہوگئے ہین اُن کے سرون پر آتشبازی وغیرہ تھی جن کو چھوڑنا شروع کیا تمام پریزاد اس آتشبازی کے تماشے مین مصروف ہوئے شہنشاہ بن بدیع الملک بھی تماشاے آتشبازی دیکھ رہا تھا اور اسم اعظم ورد زبان تھا جیسا حضرت سلیمان علیہ السلام سے بشارت ہوئی تھی ناگاہ ایک دیو قوی الجثہ قباے چرم آہو دار زبر کلاہ بدقوارہ بر سر لیے حمائل کیے اس مجلس عیش و نشاط مین وارد ہوا بادشاہ طلسم کے روبرو سر جھکایا بادشاہ طلسم نے اشارہ کیا تمام پریزادان رقاصہ وسطر پہ ایک جا جمع ہوئین اور سب نے بالاتفاق اس غزل کو گانا شروع کیا کہ ہو کان اسکی زلف معنبر لگی ہوئی ٭ رنگینی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی ٭ کرتی ہو زیر برقع فانوس تاک جھانک ٭ پروانے سے ہو شمع منور لگی ہوئی ٭ یہ چاہتا ہو شوق کہ قاصد بجاے مہر ٭ آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی ٭ منہ سے لگا ہوا ہو اگر جام ہو تو کیا ٭ دل سے ہو یاد ساقی کوثر لگی ہوئی ٭ بیٹھے جو بیٹھے ہوئے ہین قمری کی طرح ہم ٭ پر کیا کرین کہ مہر ہو لب پر لگی ہوئی ٭ پست کو دیکھ غسل نہ اس خاکسار کی ٭ تن پر ہو خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی ٭ ابرو وفوق دیکھ دختر رز کو نہ منھ لگا ٭ چھٹتی نہیں ہو منھ سے یہ کافر لگی ہوئی ٭ اس غزل کے ختم ہونے کے بعد بادشاہ طلسم نے اُس دیو قوی الجثہ کی طرف اشارہ کیا اُس نے نفیر کو بجایا بس فوراً تمام فانوس اور چراغ آتشبازی وغیرہ کا نشان تک باقی نہ رہا پریزادون نے تالی بجا کے بالاتفاق باواز بلند کہا کون ایسی طاقت رکھتا ہو جو اس طلسم کی طرف آسکے اور اسکے نسبت کچھ ارادہ کرے راوی کہتا ہو جونہی وہ فوارہ آتشی ہر طرف ہوا رفتہ رفتہ وہ ابر سیاہ بجلی ہر طرف ہونا شروع ہوا یہان تک کہ آفتاب عالمتاب نمایان ہوا شہنشاہ کی وہ محویت دور ہوئی معلوم ہوا کہ اب ہم دوسرے جہان مین آگئے یا خواب سے بیدار ہوئے کہا خداوندا ہزار ہزار شکر ہو تیرا کہ مین نے پھر اس دنیا کو دیکھا جہان مین پیدا ہوا ہون شایستہ کو بھی اپنے نزدیک دیکھا کہا اے شایستہ تونے دیکھا یہ عجیب تماشا دیکھنے مین آیا غالباً تونے بھی کبھی ایسا تماشا نہ دیکھا ہوگا شایستہ نے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو مین ہر روز ایسے تماشے دیکھا کرتا ہون البتہ تمنے ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا خیر یہ تو جو کچھ تھا وہ تھا اب اصل مطلب کی طرف رجوع کر شہنشاہ نے کہا مین اصل مطلب کیا بلکہ کیا رجوع کرون جو کچھ کہو وہ کرون شایستہ نے کہا کیا خوب ابھی سے ازخود رفتہ ہوگئے اور اپنے ازخود رفتہ ہوئے کہ لوح طلسم کو فراموش کیا اگر یہی حال ہو تو آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہو یہ مقام طلسم ہو ادنے غفلت مین وہ مصیبت پیش آجاتی ہو کہ پھر کسی طرح دفع نہین ہوتی شہنشاہ نے تبسم ہو کے کہا استغفر اللہ واقعی مین لوح کو بھول گیا تھا لوح پر نظر کی لکھا تھا اے صاحب لوح طلسم اب اپنے کو بلاتردد تالاب مین گرا دے پھر دیکھ کیا قدرت باری کا جلوہ ہو نگراے صاحب لوح طلسم لوح سے بخوبی خبردار رہ شہنشاہ اس مضمون کو لوح مین پڑھ کے گھبرایا شایستہ سے کہا اے شایستہ غضب ہوا حکم لوح ہو کہ اس تالاب مین بالکلف اپنے کو گرا دو یہ کسطرح ہو سکتا ہو کہ دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت مین مبتلا کرون شایستہ تبسم ہوا کہا اے جوان تیری باتین بالکل ناتجربہ کاری کی معلوم ہوتی ہین اگر حکم لوح تالاب مین گرا دینے کی نسبت ہو تو کیا مضائقہ کہ بہ ہدایت لوح کے موافق عمل مین لا اگر اس طلسم کو فتح کرنا ہو شہنشاہ نے کہا تو میرے پاس موجود رہنا شایستہ نے کہا مشکل ہو مین ہمراہ نہین رہ سکتا اب تجھسے جو ملاقات ہوگی تو بعد فتح طلسم کے شہنشاہ نے تامل کیا شایستہ نے کہا شہریار تامل کیون کرتے ہو جو حکم ہو بلاتردد عمل مین لاؤ شہنشاہ نے خدا پر توکل کیا اور اپنے کو تالاب مین گرا دیا

ساعت کے بعد جو آنکھ کھولی اپنے کو کشتی مین دیکھا جو تیر کے مانند رواں ہی جسپر نہ کوئی بادبان نہ کشتی بان اُس دریا مین ایک
مینار تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ وہ مینار چرخ مین آیا اُسپر مثل فیل ایک عقاب بیٹھا تھا یکایک اُس عقاب نے بصداے
زہرہ شگاف کہا اے شہنشاہ تو خوب گرفتار بلا ہوا بالیقین سمجھ کہ اب تو مدت العمر اس گرداب بلا سے باہر نہ جا سکیگا تو ہی بتا کہ جب
تیرا کوئی رہبر نہین ہی پھر کسطرح یہان سے جا سکیگا اب شہنشاہ کے دل مین توحش پیدا ہوا بجاے خود کہا واقعی یہان سے
رہا ہونا محال ہی کس سے پوچھون کہان جاؤن یہین توقف کرنے مین نہین معلوم انجام کیا ہوگا یکایک لوح کا خیال آیا
جانب لوح نگاہ کی لکھا تھا بعد حمد خداے بزرگ و نعت انبیاے سترگ اے صاحب لوح طلسم حیرافزان تیرے روبرو جو پتھر
اور فلاخن موجود ہی اُس فلاخن مین ایک پتھر رکھکے عقاب پر مار بالیقین عقاب زخمی ہوکے کشتی مین گریگا فوراً اُسکے
شکم کو چاک کرنا ایک لوح مختصر نظر آئیگی اُس لوح پر ایک اسم لکھا ہوگا اُس اسم کو پڑھنا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ مین آجاویگی
اُس زنجیر کے ذریعے سے مینار پر چڑھ جانا وہان ایک راہ نظر آئیگی جو بطرز نقب کے واقع ہی اور وہ راہ ایک بیابان کی ہی
شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح عمل کیا لیکن جو نہین فلاخن مین پتھر رکھا اُس عقاب نے غل مچانا شروع کیا کہ اے جوان یہ
کیا غضب کرتا ہی مین وعدہ کرتا ہون اگر تو نہ مارے گا تو مین مدت العمر تیری رفاقت سے باز نہ آؤنگا تجھکو جسنے یہ کام کی
ہدایت کی ہی اُسکی غرض محض تیری ہلاکت ہی اگر میرے کہنے کو نہ سنیگا تو پشیمان ہوگا شہنشاہ نے مطلق اُسکے کہنے پر التفات نہ کی
فلاخن مین پتھر رکھکے مارا عقاب کشتی پر گرا فوراً اُسکے شکم کو چاک کیا لوح لی اسم پڑھا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ مین آگئی اُسکے
ذریعے سے مینار پر پہونچا تا اینکہ صحراے لق و دق مین پہونچا طوفان باد تند آیا تمام جہان نظر مین تیرہ و تار ہوگیا عجب طرح کی
صداے متوحش معلوم ہوئی جیسے ہزارہا دیو و شیاطین رو رہے ہین اور حملہ آور ہوا چاہتے ہین شہنشاہ اگرچہ دہل زدہ ہوگیا
تھا مگر لوح طلسم کے بھروسے پر مطمئن تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ طوفان برطرف ہوا شہنشاہ نے دیکھا کہ لاکھون جانوران
پرندہ و درندہ چل پھر رہے ہین اور کروڑون ماران زہردار و کژدم سیاہ کیوڑ زمین پر رینگتے پھرتے ہین مگر کوئی جانور کسی
جانور کو کسیطرح کے گزند نہین پہونچاتا اور ایک جادوگر عجیب الہیئت تازیانہ در دست پشت شتر پر سوار ادھر ادھر
گشت کر رہا ہی جب سانس لیتا ہی کان ناک آنکھون اور منھ سے آگ کے شعلے نکلتے ہین صدہا مرغان ہوا اپنے پرون
کو کھولے ہوے اُسکے سر پر سایہ کیے ہوے ہین جو نہین اُسکی نظر شہزادہ شہنشاہ پر پڑی نعرہ مارا کہ اے آدمزاد تو بڑا بیباک
معلوم ہوتا ہی جو تو نے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تو نہین جانتا کہ کون مقام ہی اور یہان آدمزاد کا کیا حال ہوتا ہی خیریت اسی
مین ہی کہ جس طرف سے آیا ہی اُسی طرف واپس جا ورنہ تو جان سلامت نہ لیجائیگا یہ جو کچھ تجھسے کہا بطور رفاقت کہا ورنہ اب تک
ہلاک ہوگیا ہوتا مجھکو کمال حیرت اس بات کی ہی کہ شاید بانیان طلسم نیست و نابود ہوگئے جو تجھکو راہ ملگئی شہنشاہ کو لوح
طلسم بھولی یاد تھی اُسپر بھروسہ کیے ہوئے تھا کہا او شتر سوار عجیب الخلقت یہ تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی نہین
جانتا کہ مین بانی طلسم کا بھیجا ہوا یہان آیا ہون ورنہ کسی کی کیا شامت تھی کہ خواہ مخواہ اپنے کو اس ہلاکت مین مبتلا کرتا تیری
کیا مجال ہی کہ مجھکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکے مین تیرے خائف کرنے سے ہرگز خائف نہین ہونگا اگر تجھکو کسی طرح کی جرأت
ہو تو دیر کیون کرتا ہی دست بیا انچہ داری زمردی نشان وہ جادوگر نے بلند قہقہہ مارا اور کہا تعجب ہی تو انسان ضعیف البنیان
مجھ ایسے زبردست سے بیباکانہ کلام کرے اول تو مجھے یقین نہین کہ بانی طلسم نے تجھے یہان آنے کی اجازت دی ہوگی
بفرض محال ایسا ہوا ہی تو ایسی قابلیت تجھ مین پیدا نہین ہو سکتی کہ تو میرے مقابلہ مین سربر ہو سکے شہنشاہ نے کہا عیان
را چہ بیان یہ نہین گو ہمین میدان جو کچھ تجھسے ہو سکے کوتاہی نہ کر یہ سنتے ہی اُس شتر سوار نے سحر و افسون کا کچھ اپنی زبان مین بکا
کہ ایسا کچھ ان جانورون سے کہا کہ سب بالاتفاق شہنشاہ پر حملہ آور ہوے شہزادہ نے فوراً جانب لوح نظر کی لکھا تھا اے

صاحب لوح طلسم بفضل خداے تعالےٰ تیرے پاس ابھی دو پتھر موجود ہین ایک پتھر فلاخن مین رکھکے اس شترسوار
کے سینہ پر مار پھر دیکھ قدرت خدا کا تماشا شہزادہ نے فوراً فلاخن مین پتھر رکھا اور تین بار چکر دیکے اس طاقت
سے اسکے سینہ پر مارا کہ اس جادوگر کا سینہ شق ہوگیا مع ہڈی وہ پتھر سینہ سے اسکی آنکھ مین پہونچا اور ایک سے
نکل کے دوسری آنکھ مین در آیا جس سے وہ بالکل نابینا ہوگیا زمین پر گرکے تڑپا پھر اس شتر بند نے چارون پاون
گرفت مین لاکے اس زور سے شہزادہ کیجانب پھینکا کہ اگر نابینا نہ ہوجاتا تو شہزادہ شتر کی ضرب سے سرمہ سا
ہوجاتا اور فریاد کی کہ ای آدمزاد غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا مجھکو نہین معلوم تھا کہ تو ماہ طلسم کا پورا ہوگیا ورنہ مین
ہرگز ہلاک نہ ہوتا یہ کہکے اپنا سر زمین پر اس زور سے مارا کہ پاش پاش ہوگیا جادوگر کا ہلاک ہونا تھا کہ تمام جانور
نیست و نابود ہوگئے پرند جانور بالاے ہوا اڑتے ہوئے چلے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ای آدمزاد تو نے
غضب کیا کہ وسواس جادو کو ہلاک کیا وہ ہمارا سردار تھا تو بجاے خود خوش نہ ہو کہ وسواس جادو
کو ہلاک کیا بلکہ جہان تک ممکن ہوگا تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے تو دیکھیگا کہ اس بیباکی و سفاکی کی کیسی سزاے معقول
پائیگا ابھی جان سے مایوس ہوجا شہزادہ مطمئن تھا کہ لوح طلسم موجود ہے دفعتاً ہوا سے تند چلنا شروع ہوئی زمین
و آسمان تیرہ و تار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ خداے تعالےٰ کو یاد کررہا تھا اور دل مین منتظر تھا کہ دیکھئے کیا
واقعہ رو بکار ہوتا ہے ہیبت ناک آوازین آنا شروع ہوئین کہ خبردار جانے نہ دینا یہ کون سفاک ہے جس نے وسواس جادو
کو ہلاک کیا اسکی بھی جان کو جلد ہلاک کرو شہزادہ اسی جگہ بیٹھ گیا مگر طوفان کی شدت کا وہی حال تھا اسوقت خیال آیا
کہ تاریکی کا یہ حال ہے لوح کو دیکھنا غیر ممکن ہے اگر اس تاریکی مین کوئی جادوگر آپہونچا تو کوئی کارروائی نہ ہوسکیگی معلوم
ہوتا ہے کہ میری ہلاکت مشیت باری مین اسیطرح مقرر تھی مگر اس خیال سے تسکین ہوتی تھی کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام کا فرمان ہے ایسی مقرب بارگاہ ذوالجلال کا کبھی ایسا کام نہین ہوسکتا کہ جسمین کسی بندہ بیگناہ کی
ہلاکت متصور ہو کامل ایک ساعت تک وہ تاریکی اسیطرح قایم رہی بعدہ از خود روشنی ہونا شروع ہوئی شہزادہ
نے اپنے کو ایک درخت سرو کے پاس بیٹھا پایا نظر اٹھائی دیکھا سرو پر ایک بندر بیٹھا ہے جسکا سر گنبد کے مثل ہے
انواع اقسام رنگ کے ہین نفیر ہین ہاتھ مین ناگاہ ایک دیو سیاہ سر بفلک کشیدہ وہان پہونچا لیکن یہ دیو ہوا
تند کے ساتھ آیا اور کسی قدر تاریکی بھی ہوگئی تھی اس دیو کے کاندھے پر ایک شمشاد رکھا تھا چیخ مار کے شہزادہ
کے روبرو آیا شہزادہ گھبرایا کہ خداوندا اب کیا کرون اس کوہ پیکر سے کیونکر سر ہونگا اس دیو نے آواز بلند کہا کہ ای
آدمزاد خاکی بنیاد مین تیرا قاتل آپہونچا تو نے وسواس مرے پیر و مرشد کو ہلاک کیا مین بھی تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا
پہلے یہ بتا کہ تو کس کے مشورہ سے یہان تک پہونچا اور اب کسکے مشورہ سے کام کرتا ہے اس فقرہ سے شہنشاہ
کو لوح کا خیال آیا فوراً لوح کیجانب نگاہ کی لکھا دیکھا ای صاحب لوح گھبرا نہین تیسرا پتھر اس بیمون پر مار اگر دیو تجھسے
متعرض ہو اسکا مقابلہ کر بہتر یہ ہے کہ اس سے جنگ زور دست و بازو شروع کر خدا کے فضل سے تو اسپر غالب
ہوگا اگرچہ وہ قوی جثہ دیو زاد ہے تاہم معاملہ طلسمی ہے مطلق خوف نہ کر اور بعد غالب ہونے کے سر ناپاک اسکا تن سے
ضرور جدا کرنا شہزادہ نے پتھر فلاخن مین رکھا بیمون کی جانب سرو پر نظر کی دیو نے کہا ای آدمزاد اسطرف کیا دیکھتا ہے
میری جانب متوجہ ہو تیرا حریف مین ہون شہزادہ نے اسکے کہنے کی مطلق اعتنا نہ کی فلاخن مین پتھر رکھا اور چلا
دیکے بیمون پر مارا ادھر بیمون ہلاک ہوا ادھر دیو دار شمشاد لیے آگے بڑھا اور کہا او آدمزاد تو مجھسے مقابلہ
کر شہزادہ دوڑ کے اسکے لپٹ گیا تا دیر بست و کشاد رہی آخر دیو کو زمین پر مارا اور سر اسکا تن سے جدا کرلیا

اب پھر لوح کیجانب نگاہ کی لکھا تھا کہ درخت سرو کو زمین سے نکال لے اس مقام مین نقب نمایان ہوگی اس
نقب مین داخل ہونا وہان مدعا حاصل ہو جائیگا شہنشاہ نے سرو کو زمین سے نکال لیا نقب پیدا ہوئی اندرون نقب
داخل ہوا ایک بارگاہ عالیشان مین پہونچا دیکھا ہزارہا پریزاد و اجنہ اپنے اپنے عہدون پر مستعد ہین اور ہر ایک
پریزاد شہنشاہ کو دزدیدہ نگاہون سے دیکھتا ہے شاہزادہ انکی اسطرح کی نظر سے متردد ہوا دل مین کہا بار الٰہا یہ دربار
پریزادون کا کیسا ہے یہ مجھے کیون دیکھتے ہین فوراً لوح کو بغل سے نکالا نظر کی لکھا تھا حمد خدا و نعت خاتم الانبیا کے
بعد صاحب لوح طلسم چراغان کو معلوم ہو کہ مقصود یہی ہے جسکے واسطے اسقدر زحمت اٹھائی ہے یعنے یہ بارگاہ طلسم
چراغان ہے صدر نشین اس بارگاہ کا فانوس شاہ ہے جا اس بادشاہ طلسم کو سلام کر فانوس شاہ تجھکو جواب سلام
دیگا تجھسے پوچھیگا کہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے تو کہنا کہ نبیرہ حضرت ابراہیم و وارث حضرت سلیمان پسر ربیع الاکبر
شہنشاہ نام ہون میری سرنوشت مین فتح اس طلسم کی لکھی تھی چنانچہ یہان تک پہونچنے کا اتفاق ہوا مین نے بیشمار
جادوگرون کو ہلاک کیا ہے مقابلہ مین کوئی سر نہ اٹھا سکا یہ برکت دین اسلام کی تھی خدا کے فضل سے یہ لوح جو میرے
پاس موجود ہے میری معین ہوئی ہر مقام پر اس لوح نے مری رہبری کی خاص بانی طلسم کی ہدایت مجھکو ہوئی آخر مین
بزرگ کی خوبرو نورانی و دیدہ پروری سے یہ لوح بھی ملی مجھکو معلوم ہے کہ تو راہ راست سے منحرف ہے بنا بر علیہذا مین بہ
سہولت تجھسے کہتا ہون کہ بصفائی قلب دین اسلام اختیار کر اور مال و اسباب طلسمی میرے حوالہ کر مین تجھسے وعدہ
کرتا ہون کہ اس صورت مین تجھکو کسیطرح کی گزند نہ پہونچیگی بلکہ ہر طرح سے خیر و عافیت سے رہیگا اور اگر اسکے خلاف
عمل مین لانیکا ارادہ ہے تو یقین سمجھے کہ ضرور ضرور ہلاک ہوگا اور کوئی تیری مدد و حمایت کو نہ پہونچیگا آیندہ تجھکو اپنے
عمل کا اختیار ہے ہم ہرگز تجھسے اسبات کی درخواست نہ کرتے مگر مجبور اس بات سے ہین کہ شریعت اسلام مین حجت
تمام کرنے کی تاکید ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل مین رکھا اس بارگاہ کے قریب گیا اسیر بارگاہ دیکھے فانوس شاہ بادشاہ
طلسم نے پوچھا اے جوان تو کون ہے اور یہان کسواسطے آیا تو نہین جانتا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہان تک نہین
پہونچ سکتا شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح اپنے نام و نشان کو بیان کیا اور کہا مجھکو طلسم سیماب مین پہونچا دے کہ
وہان پہونچنے کی مجھکو اشد ضرورت ہے یہ تمام کوشش مین نے وہین جانیکے واسطے گوارا کی ہے فانوس شاہ نے
کہا اے جوان میرے نزدیک تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے دماغ کا علاج کر بعدہ مجھسے کلام کرنا یہ طلسم ہے بچون کا
کھیل نہین ہے کہ فتح ہو جائیگا شہزادہ نے کہا اے فانوس شاہ خدا کے فضل سے ہم اس طلسم کو بچون کا کھیل ہی سمجھتے
ہین تو اپنے حواس درست کر نہین جانتا کہ لوح طلسم مجھکو مل گئی اب کیا مشکل ہے اس طلسم کو فتح کرنے مین فانوس شاہ
نے کہا مجھکو دکھاو لوح کہان ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ لوح دکھادون قدرت خدا سے فوراً یہ خیال دل مین پیدا ہوا
کہ لوح دکھانی اور بغضب ہو گیا اور فانوس شاہ سے کہا لوح طلسم کو دیکھنے کی کچھ ضرورت نہین ہے اپنا ارادہ بیان کر پہلا
سوال میرا یہ ہے کہ بصفائی قلب دین اسلام قبول کر بعدہ طلسم کا کام تجھسے لونگا اسنے کہا نہ مین دین اسلام اختیار کرونگا
اور نہ طلسم کا کوئی کام کرونگا مین بادشاہ طلسم ہون یہان خود میرے ہزارون خادم موجود ہین جسوقت جو حکم کرون فوراً
اسکی تعمیل کرتے ہین شہزادہ نے کہا اے بادشاہ طلسم کیون تو بندگان طلسم کی جانین ضائع کرنا چاہتا ہے اگر تجھکو فتح طلسم مین
شک ہے اور میرے پاس لوح کے بھی نہ ہونے کا یقین ہے تو اسقدر تو ضرور بتا کہ خود خیال کر کہ مین یہان تک کسطرح
پہونچا ہامیان طلسم مجھکو کیون اسطرف آنے دیتے فانوس شاہ اپنے ماتحت وحسب [illegible] وزیرون مشیرون کیطرف
متعدد ہوا اگرچہ اسکی زبان سمجھ مین نہ آتی تھی لیکن شہنشاہ قرینہ سے سمجھا کہ یہ کچھ مشورہ کیا جاتا ہے اور اسکے مشیران کا [illegible] [illegible]

سرورون کو حرکت دے رہے ہین شہزادہ نے کہا ای فانوس شاہ اگرچہ مشورہ کرتا ہی تو مجھے بھی آگاہ کرتا کہ سنون تو
کیا کہتا ہی اور تیرے مشیر تجھکو کیا صلاح دیتے ہین ایسا نہ ہو کہ مشیر مشورہ غلط دین اور تو مفت ہلاک ہو جاے
فانوس شاہ نے کہا ای جوان واقعی مین مشورہ کرتا ہون اور مشورہ یہ کرتا ہون کہ اگر فتح طلسم کا زمانہ ابھی نہین آیا
ہی مین تجھسے متعرض ہون اور اگر واقعی فتح طلسم کا وقت آگیا ہی تو بیکار بحث کرتا ہی مگر یہ مشورہ دیتے ہین کہ اس جوان سے
ضرور متعرض ہونا چاہیے ابھی زمانہ طلسم ختم نہین ہوا شہنشاہ نے کہا یہ تیرے مشیر بالکل غلط راے دیتے ہین اگر زمانہ
فتح طلسم نہ آتا تو بانی طلسم کیون مجھکو یہان تک پہونچاتا یہ کہکے وہ لوح بغل سے نکالی اور دور سے دکھا کے کہا یہ جا
یہ لوح طلسم ہی یا نہین یہ کہکے لوح کو پھر بغل مین رکھ لیا اور کہا اب تجھکو اختیار ہی مین اپنی حجت تمام کر چکا فانوس شاہ
نے شاہزادہ کو اپنے پہلو مین بٹھایا اور کہا جو امر فیصل ہونے کے قابل ہی اسکو بسہولت فیصل کر لینا مناسب معلوم
ہوتا ہی شہزادہ نے کہا مین بھی یہی مناسب جانتا ہون اچھا پوچھ کیا پوچھتا ہی فانوس شاہ نے کہا لوح کا حال مجھکو
معلوم ہو گیا اور میرا دل بھی گواہی دیتا ہی کہ ضرور فتح طلسم کا وقت آگیا اگرچہ میرے مشیرون کی راے خلاف ہی لیکن یہ
کا مقدمہ قابل فیصل ہی تو ان بیان کرو کیا مذہب رکھتا ہی شہزادہ نے کہا سن وہ خالق کل مخلوق جسکے قبضہ قدرت مین ہماری
تیری اور سب کی جان ہی واحد و لاشریک ہی اُسنے آسمان کو معلق اور زمین کو سطح پانی پر بچھایا تمام موجودات پر انسان
کو شرف بخشا عقل و فہم و فراست دی جسکے سبب سے اُسنے اپنے معبود برحق کو پہچانا اگرچہ خاکی الاصل ہی مگر خلقت آتشی
پر سبقت لے گیا اسی قسم کی خلقت مین سے پیغمبر خلق ہوے جنھون نے ہزار جان فشانی و عرق ریزی راہ راست
دکھائی گمراہی سے رجوع ہوے اپنے خالق برحق کو پہچانا اور سب کو پہچاننے کا طریقہ بتایا افضل الانبیا و اشرف الاوصیا
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین جمادات کی پرستش کرنا بناتات سے آگے سر جھکانا کب عقل مین آسکتا ہی بحث مین
بڑی گنجایش ہی جسکے دلمین جو کچھ آسکے کہے جو کوئی سمجھنے کا ارادہ نہ کرے اسکو کون سمجھا سکتا ہی وہی مثل ہی کہ قاضی صاحب
نے ہر چند سمجھایا مگر ہم نہ سمجھے۔ اسکا کیا علاج ہی۔ وہ زمانہ کیا جس مین انقلاب کا دخل نہ ہو آج زندہ ہی کل نہین معلوم کیا ہو بڑی
بڑی سلطنتین باقی نہ رہین بڑے بڑے بادشاہ گذر گئے سو دارا کا صبح ہوتے ہی دنیا مین رواج تھا۔ اور شام جب ہوئی تو
نہ سر تھا نہ تاج تھا۔ دم مین ہزار ہزار فریدون مزاج تھا۔ اک جا قیام اس کو نہ کل تھا نہ آج تھا۔ اسکا گذر کہان نہ ہوا اور کہان
ہوا خلل بپا نہین ہوا اک ذلیتی چہان ہوا۔ دم بھر مین جم کے تخت کو برباد کر دیا۔ بن باپ ان کے بچہ کو شداد کر دیا۔
نمرود کو قید سر کو آزاد کر دیا۔ خسرو اسے کیا اسے فرہاد کر دیا۔ اُسکی نہ کچھ خطا تھی نہ اسکا صواب ہی۔ انسان کی اس مقام
مین مٹی خراب ہی۔ فانوس شاہ نے کہا ای جوان یہ جو کچھ تو نے بیان کیا بخوبی میری سمجھ مین آیا لیکن صرف ایک بات
میری قبول کر اور جو کچھ تو کہیگا مجھے منظور ہی شہنشاہ نے کہا صرف مذہب کے بارہ مین کچھ عذر نہ کرنا اور جو کچھ کہ مجھے قبول ہی
فانوس شاہ نے کہا صرف یہی اک بات ہی شہنشاہ نے کہا مین مجبور ہون اب بجاے خود غور کر کہ جب تیرے اختیار
مین کچھ نہین ہی تو پھر بیکار نقصان گوارا کرتا ہی اس وقت نہین کل اگر چاہے کا حقیقت دین اسلام کی تجھ پر حالی ہو جائیگی آیندہ تجھکو
اختیار ہی فانوس شاہ تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا شہنشاہ نے کہا اب دیر بیکار ہی جو کچھ تجھے منظور ہو بیان کر فانوس شاہ
نے پھر راست و چپ وزیرون اور مشیرون کیجانب دیکھا اور پوچھا انھون نے پھر انکار مین سر ہلایا اسکی صرتبہ
فانوس شاہ نے بہت کچھ وزیرون سے بحث کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خاموش ہو رہے شہنشاہ نے کہا اب کیا
فیصل ہوا فانوس شاہ نے کہا ای جوان اسمین اپنی فوج و لشکر سے اس بارہ مین راے لیتا ہون مجھکو خیال ہی کہ اگر مین
تیرے کہنے پر عمل کرونگا تو وہ سب مجھسے خلاف ہو جائینگے اور مفت مری جان ضائع ہوگی شہنشاہ نے کہا بالکل خالف

ہی بالفرض تیری فوج تیرے خلاف ہو جائیگی تو کیا کر سکتی ہی ہم اُسکی تنبیہ کیواسطے موجود ہین تجھکو کسیطرح کا صدمہ نہین پہنچنے
دینگے فانوس شاہ نے کہا خیر اُن کی راے لینے مین کیا نقصان ہی شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا تجھے اختیار ہی فانوس
شاہ دربار سے باہر آیا تمام فوج کو ایک جگہ جمع کیا اور ایک شتر بلند قد پر سوار ہو کے کہا اے سپاہیان مملکت طلسم فلانا
ختم طلسم کا زمانہ قریب ہی ہم اہالیان طلسم سے کوئی زندہ باقی رہتا نہین معلوم ہوتا اگر کسی تدبیر سے جان بچنا ممکن ہو تو کون
سی وہ تدبیر عمل مین لائی جاوے اُن سب نے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم تابع فرمان بادشاہ خاص اس غرض سے ہین
کہ مملکت طلسم کو دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رکھین اگر بادشاہ دشمن کو دفع کرنے کیواسطے ہمسے کہے تو ہم بسر و چشم حاضر ہین
فانوس شاہ نے کہا تمہاری سمجھ مین میرا مطلب نہین آیا آگاہ ہو کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی جہان ہم اور تم ہین اور طلسم کی ایک
مدت مقرر ہوتی ہی جب مدت تمام ہوتی ہی تو وہ طلسم اُس شخص کے ہاتھ سے ختم ہوتا ہی جسکو بانی طلسم مقرر کرتا ہی اہالیان
طلسم اگر فاتح طلسم سے موافق ہوتے ہین فتح طلسم کے بعد اُن کی جان ہلاکت سے محفوظ رہتی ہی ورنہ ہلاک ہو جاتی ہی کوئی تدبیر
کارگر نہین ہوتی چنانچہ فاتح طلسم آگیا ہی اور اُسکی خواہش ہی کہ اہل طلسم اگر مذہب اسلام قبول کرلین تو انکو ہلاکت سے باز
رکھا جاوے اگر تم لوگ مذہب اسلام اختیار کرنیکا اقبال کرو تو فاتح طلسم سے کہا جاوے ورنہ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ
کسیطرح تم سے ایک بھی زندہ نہین رہیگا فانوس شاہ کی یہ تقریر سنکے سرداران فوج آگے بڑھے اور کہا جسطرح ممکن
نہین ہی کہ اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے مذہب غیر اختیار کرلین ہان اگر حقیقت مذہب غیر کی ہم پر حالی ہو جاے گی تو
ہمین کچھ عذر نہوگا فانوس شاہ نے کہا تم لوگ مذہب اسلام کی حقیقت کو کسطرح ثابت ہونا چاہتے ہو انھون نے کہا ہم
مین سے ایک پہلوان جو سب مین زبردست ہو فاتح طلسم سے مقابلہ کرے اگر فاتح طلسم اُسپر غالب ہو جائیگا تو
ہم فاتح طلسم کے مذہب کو حق سمجھین گے اور ہمکو یہ بھی یقین ہو جائیگا کہ واقعی شکست طلسم کا زمانہ آپہونچا فانوس
شاہ نے شہنشاہ کیجانب دیکھا شہنشاہ نے بغل سے لوح طلسم نکالی اسمین لکھا دیکھا کہ صاحب لوح طلسم چراغان اگر
فانوس شاہ کی فوج کا کوئی سردار تجھسے مقابلہ کرنا چاہے تو بلا تکلف اُس سے مقابلہ کر لیکن اس اسم کو پڑھ لینا جو پشت
لوح پر مرقوم ہی شہنشاہ نے پشت لوح دیکھی واقعی اسم لکھا تھا اُس اسم کو پڑھنا شروع کیا اور فانوس شاہ سے کہا
بلاؤ اُس پہلوان کو جو مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہی فانوس شاہ نے باواز بلند کہا اے سرداران فوج طلسم چراغان تم مین سے
کون ہی ایسا بہادر جو اس جوان فاتح طلسم سے مقابلہ کرنا چاہتا ہی یہ سنکے ایک سردار کوہ پیکر مسلح و مکمل گرگدن فیل پیکر
پر سوار چنگھاڑتا میدان مین آیا اُس کی صورت دیکھ کے شہزادہ کے دل مین خوف پیدا ہوا پھر لوح کی جانب نگاہ کی لکھا
تھا اے صاحب لوح کیون خائف ہوتا ہی حملہ آور ہو کر مقابلہ کیواسطے اسلحہ فانوس شاہ سے لے بعد رد و بدل ضرب شمشیر
و گرز وغیرہ کشتی مین مصروف ہونا انشاء اللہ جنگ زور دست و بازو مین وہ پہلوان پسپا ہوگا اور تجھسے امان چاہے گا
اُسکو امان دینا اور جو زیادہ اسلحہ طلسمی فانوس شاہ کے روبرو پھینک دینا ورنہ فوج طلسم فانوس شاہ پر حملہ کریگی سکو ہلاک
کر دیگی شہزادہ نے لوح کو بغل مین رکھا اور فانوس شاہ سے کہا مجھکو اسلحہ دے تاکہ مین اس پہلوان سے مقابلہ کرون
فانوس شاہ نے کہا اے جوان مین اسلحہ نہین دے سکتا مجھکو بزرگون نے ہدایت کی ہی کہ اپنے اسلحہ کسی کو نہ دینا ورنہ ہلاکت
متصور ہی شہزادہ نے کہا تو مطمئن رہ تجھکو کسیطرح سے گزند نہین پہونچ سکتے ہان ہلاکت متصور ہی لیکن اُس وقت کہ جب تو
دین اسلام اختیار کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہوگا فانوس شاہ نے اپنے اسلحہ فوراً شہزادہ کے حوالے کیے شہزادہ نے
مسلح ہو کے اُس پہلوان کوہ پیکر گرگدن سوار کا مقابلہ کیا تا دیر رد و بدل رہی [illegible] ہتھیار ختم ہوئے نوبت جنگ
زور دست و بازو کی پہونچی بعد کشمکش بسیار شہنشاہ غالب آیا اُس پہلوان نے امان چاہی شہنشاہ بن بدیع الملک

نے حسب ہدایت لوح طلسم آستہ امان وی مع نزاد دعوت اسلام کی اسنے بصدق نیت کلمۂ طیبہ پڑھا اور دائرۂ اسلام
مین داخل ہوا بعدہ تمام فوج اسکی دائرہ اسلام مین داخل ہوئی کل خزانہ سے زر و جواہر طلسمی ساتھ آسکے منجملہ اُس تمام مال
اسباب کے چالیس ہزار خنقان الماسی نگار دستیاب ہوا جسکی قیمت مین ایک ملک زرخیز کا حاصل بھی کافی نہین
ہو سکتا فانوس شاہ نے کہا شہریار یہی مال و اسباب طلسمی ہے جو حاضر خدمت کیا گیا اس اثنا مین ہرچ شائستہ بوان
پہونچا و عا و ثنا سے خسروانی بجا لایا اور کہا سلام ای مبارک پشہنشاہ ہیکہ حاصل میکنند * اختران آسمان از طلعت نیک اختری
یہ خادم حاضر خدمت ہے جو حکم ہو آسے بجا لائے شاہزادہ نے کہا ای شائستہ اب تجھے کیا خدمت لون جو خدمت کا وقت
تھا تو نے پہلو تہی کی اور مجھسے جدا ہو گیا اسنے کہا شہریار مین تمہارا ساتھ نہ چھوڑتا مگر مجبور ہو گیا اس سبب سے کہ اسوقت
میری مجال نہ تھی کہ تمہارے ساتھ قدم بڑھاتا بہرحال فضل خدا سے منزل مقصود کو پہونچ گئے فانوس شاہ نے مجلس
عیش آراستہ کی بالخصوص ایک قصر عالیشان مجلس رقص و سرود کیواسطے نہایت اہتمام سے آراستہ کیا گیا زنان
مطربہ و رقاصہ بھی آئین سب نے اپنے اپنے کمال کو ظاہر کیا جس سے شاہزادہ بہت محظوظ ہوا اُنکے غزل گانے کا وہی طرز
و طریقہ ہے جو علے العموم مطربون کا ہوتا ہے مثلاً ایک مطربہ نے بکمال خوبی و لطف یہ غزل گائی * غزل * واعظا مسجد سے
اب جاتے ہین میخانہ کو ہم * پھینک کر ظرف وضو لیتے ہین پیمانہ کو ہم * کیا کس بیٹھے بھلا اس شعلہ و سرکش پہ ہم * اپنے داغون سے
جلا دیتے ہین پروانہ کو ہم * تیرے آگے کہتے ہین گل کھول کر بازو سے برگ * گلشن عالم سے ہین تیار اڑ جانے کو ہم * کون
کرتا ہے بتون کے آگے سجدہ زاہدا * سر کو دے دے مار کر توڑینگے بتخانہ کو ہم * جب غزالون کی قطار آجاتی ہے چشم سیاہ * وحشت
مین کرتے ہین یاد اپنے سیہ خانون کو ہم * بوسہ خال زنخدان سے شفا ہوگی ہمین * کیا کرینگے اے طبیب اس تخم بیدانہ کو ہم
باندھتے ہین اپنے دل مین زلف جانان کا خیال * اسطرح زنجیر پہناتے ہین دیوانہ کو ہم * نجد وحشت سے ہوتا ہے گریبان تار تار
دیکھتے ہین کاکل جانان مین جب شانے کو ہم * عقل کھو دی تھی جو اے ناسخ جنون عشق نے * آشنا سمجھا کیے اک عمر بیگانہ کو ہم
دوسرے روز پھر وہی ہنگامہ برپا رہا آج شہزادہ نے کہا اے فانوس شاہ کل تمہاری خاطر سے مجلس نشاط مین شریک رہا
آج مجھے معاف رکھو مجھکو نہایت ملال ہے اپنے پدر معظم کے گرفتار طلسم ہونے کا جب تک وہ والا مرتبت رہا نہ ہونگے
مجھکو کسی پہلو قرار نہ آئیگا فانوس شاہ نے کہا شہریار جبتک طلسم فتح نہ کیا جائیگا آن عالیجاہ والا بارگاہ کا رہا ہونا غیر ممکن
ہے اور طلسم سیماب کا فتح ہونا لوح پر موقوف ہے لوح کا طلسم سے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ابھی چند روز بیان کسیطرح تماشا سے
محظوظ ہو بعدہ لوح کیواسطے کوشش فرماؤ شہزادہ نے بغل سے لوح نکالی فانوس شاہ کو دکھائی فانوس شاہ لوح
طلسم دیکھکے بہت متعجب ہوا کہا شہریار لوح طلسم تمہارے پاس موجود ہے اب کیا مشکل ہے جب چاہو گے طلسم سیماب
فتح کر لوگے شہزادہ نے کہا اگر تمکو کچھ حال طلسم سیماب کا معلوم ہو تو بیان کرو فانوس شاہ نے کہا شہریار مین نے
مدت العمر طلسم چراغان کی حکومت کی ہے اس سبب سے کسیقدر حال طلسم سیماب سے بھی واقف ہون لیکن بالتفصیل
اُسکے حالات سے واقف نہین ہون سنو طلسم سیماب کی دو راہین ہین ایک راہ وہ ہے جسمین صرف آدم زاد کا
گذر ہے دوسرے کی مجال نہین ہے دوسری راہ دیو پری کی ہے اسمین آدم زاد کا گذر نہین ہو سکتا بانی طلسم یعنی حضرت سلیمان
علیہ السلام نے اسیطرح انتظام کیا ہے یہان شہزادہ اور فانوس شاہ مین طلسم سیماب کی باتین ہو رہی تھین کہ ایک پریزاد
جو لوح طلسم کے بابت سوختہ ہو گیا تھا وہان پہونچا بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور غور
سے اسکی صورت دیکھکے کہا تو کون ہے اسنے کہا خادم پریزاد جنی ہے یہ کہکر شاہزادہ کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا
شہریار کمترین کے قصور کو معاف فرماؤ شہنشاہ نے کہا تو سوختہ ہو گیا تھا کسطرح اچھا ہوگیا اسنے کہا حضور کی برکت قدم

بار دیگر خلعت حیات پہنایا گیا جب کہ وسواس جادو ہلاک ہوا اگر وسواس زندہ رہتا تو میں ہرگز زندہ نہ ہوتا
اب اجازت ہو تو کچھ عرض کروں شہزادہ نے اجازت دی اُسنے کہا کچھ عہد و اقرار کی بابت بھی حضور کو یاد ہی شہزادہ
نے بعد تامل بسیار کہا ہاں اب یاد آیا پھر کیا چاہتا ہی اُسنے کہا یہی چاہتا ہوں کہ اُس عہد کا ایفا کیا جاوے شہزادہ
فانوس شاہ کیجانب متوجہ ہوا اور کہا تمہاری کوئی دختر نا کتخدا ہی اُسنے کہا شہریار ہاں ایک دختر ہی لیکن اُسکے بارہ
مین مجھکو ایک دقت لاحق ہی وہ یہ ہی کہ اُسکی ولادت کے بعد مین نے بجائے خود تہیہ کیا تھا کہ اُسکی شادی نہ کرونگا
جب سن تمیز کو پہونچی میرے بعضوں نے اُسکی شادی کے نسبت مجھے مجبور کیا جب اُسکو معلوم ہوا ایفاء میرے دہرہ
کچھ نہ کہ سکی البتہ خارجا مجھپر اس بات کو ظاہر کیا کہ جب تک مین منظوری اپنی ظاہر نہ کرون میری شادی نہ کیجاوے
ورنہ پشیمانی کا سبب ہوگا مین بجائے خود سمجھا کہ بیٹی کا مقدمہ ہی جب تک وہ صاحب عصمت و عفت ہی کیون نہ اسکی
مرضی پر تلاش کیجاوے چنانچہ بعض اوقات نسبتین آئین اُسکو مطلع کیا گیا اُسنے انکار کیا اب حضور فرماتے ہین اگرچہ
مجھکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہی لیکن صاحب معاملہ کو اس نسبت کی اطلاع کرتا ہون جو کچھ اُسکا جواب ہوگا عرض
کردیا جائیگا شہنشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ فانوس شاہ اپنی دختر کے پاس جسکا نام فانوسیہ تھا گیا اور کہا اے دختر
نیک اختر آج مین پیام تیری نسبت کے بارہ مین ذکر کرتا ہون وجہ اس پیام کی یہ ہی کہ طلسم کشا آگیا طلسم حیرافغان
جسکا مین حاکم تھا فتح ہوگیا فاتح طلسم کی اطاعت اختیار کرنا لازم آگئی اور کیون نہ اطاعت اختیار کرتا کہ جان کا خطرہ تھا
مع تمام مذہب آبائی سے بھی قطع نظر کی اگرچہ اس جوان طلسم کشا کے بیان مدلل سے حقیقت دین اسلام کی مجھپر ثابت ہوگئی
لیکن سبب اس تمام قصہ کا طلسم کا فتح ہونا ہی سمجھنا چاہیے اُسی جوان فاتح طلسم کی فرمایش ہی کہ بربان حبشی سے تجھکو
پیوند کر دون چونکہ تو نے سابق مین اس بات کو مجھپر ظاہر کر دیا تھا کہ بغیر میری مرضی کے میری شادی نہ کیجاوے اسلیے
تجھسے جواب چاہتا ہون فانوسیہ نے کہا اے پدر عالی مقدار مین نے جو اپنی مرضی پر اپنی شادی کو موقوف رکھا اُسکا سبب
یہ تھا کہ عرصہ ہوا مین نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک مرد معمر سفید ریش جامہ بر سر قبا سے سفید و صاف در بر عصا
پیری در دست میرے پاس آئے اور مجھسے کہا اے فانوسیہ تیرے نصیب بہتر ہے کہ خداوند عالم نے تجھپر نظر رحمت
فرمائی جو اسوقت تیرا ایسا ہوا تو ایک مرد ضلالت شعار کی دختر ہی جو بالکل راہ راست سے آگاہ نہین ہی تجھکو
چاہیے کہ تو اپنی شادی کسی مرد مسلمان سے کرنا اور ابھی اپنی شادی نہ کرنا جب تک کہ اس طلسم حیرافغان کا فاتح
نہ آئے کیا عجب ہی اگر وہی تیری شادی کی تحریک کرے لیکن اُسوقت بھی جسکے ساتھ منسوب ہونے کی تحریک
ہو اُسکے مذہب کو دریافت کر لینا یہی وجہ ہی کہ جب کبھی کسی سے منسوب ہونے کی خبر پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خلاف
اہل اسلام ہی مین نے صاف انکار کیا جوان فاتح طلسم جس شخص سے مجھکو منسوب کرنا چاہتا ہی اگر وہ مسلمان ہی تو مجھکو
کچھ عذر نہین ہی فانوس شاہ شہنشاہ کے پاس آیا اور کہا شہریار فانوسیہ نے تو آج عجیب قصہ سنایا آج تک
مجھکو اس بات کی اطلاع نہ تھی بعد اُسکے تمام تقریر فانوسیہ کی بیان کی شہنشاہ بہت خوش ہوا فانوس شاہ
نے کہا مین اس بارہ مین نہایت خائف تھا اس خیال سے کہ مبادا فانوسیہ نے انکار کیا تو سخت وقت پیش
آئیگی اگرچہ مین ہر طرح اُسکو مجبور کرنیکا ارادہ رکھتا تھا لیکن پھر بھی خالی از دقت نہ تھا حاصل کلام شہنشاہ نے
بربان حبشی کو فانوسیہ کی رضامندی کی خوشخبری دی ہنگامہ عروسی گرم ہوا ساعت سعید و اوان حمید مین فانوسیہ
بربان حبشی سے منسوب کی گئی بربان حبشی شہنشاہ کا شکریہ ادا کیا اے شہنشاہ آسمان اورنگ ہوا اے جہاندار
آفتاب آثار جب تھا مین ایک بیمار سے گوشہ نشین بہ تھا مین ایک دردمند سینہ فگار جب تم نے مجھکو جو آرزو بخشی وہ ہوئی

میری وہ گرمی بازار ہے کہ ہوا مجھ سا ذرہ ناچیز روشناس ثوابت و سیار ہے گرچہ از روے ننگ بے ہنری ہے ہون خود
اپنی نظر مین اتنا خوار ہے کہ گر اپنے تئین کہون خاکی ہے جانتا ہون کہ آے خاک کو عار ہے شاد ہون لیکن اپنے جی مین
کہ ہون ہے بادشہ کا غلام کارگزار ہے نہ کہون آپ سے تو کس سے کہون ہے مدعاے ضروری الاظہار ہے شہنشاہ نے
فانوس شاہ سے کہا اے بادشاہ طلسم یارے یہ قصہ بھی فیصل ہوا اب طلسم سیماب کی فکر کرنا چاہیے فانوس شاہ
نے کہا شہریار ہم خادم بھی خدمت گذاری کو حاضر ہین لیکن آدمی زاد کی راہ کسے ہمارا گذر محالات سے ہے شائستہ
نے کہا شہریار آدمزاد کی راہ مین غلام جاسکتا ہے اگر حضور کا مصمم یہی ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لیجاؤ اور فانوس شاہ
سے کہا تم دوسری راہ سے آؤ اُسنے قبول کیا شہنشاہ اور فانوس شاہ اور شائستہ طلسم سیماب کیجانب روانہ ہوے

اب شہنشاہ مین شاہزادہ بدیع الملک کو طلسمات سیماب کی جانب روان رکھا جاتا ہے
اور چند کلمہ سکندر اور خروج شہریارین بر سبیل اجمال مین مسطور ہوتے ہین

ہوئی خدا کا حجاب ہے مین خودی سے اپنے حجاب مین ہون — کسے ہے دریا حباب مجھ مین ہے اور مین خود حباب مین ہون
جب آتش شمع نے جلایا تو اے پروانہ تھی کہ بلبل — تو گرم کلفت مزاج مین ہون وصال مین بھی عذاب مین ہون
محل تھے اپنے ابھی عدم مین کہ لوح مین آسکے اور قلم مین — نہ چارہ کچھ پیش مین نہ کم مین بھلا مین پھر کس حساب مین ہون
زبان یہی ہے کہ آسکے قاصد بیان نہین یہ کہ جا سکے قاصد — یہ عزم ہے اب بجاے قاصد روانہ مین خود جواب مین ہون
شراب وحدت جو پاے مستی حباب اولا بعین مستی — کہ کیا ہے دریا مین میری ہستی ہوا سے نقش بر آب مین ہون
مین جب سے ہولہ [illegible] ہستی کہ تھا مین پر نہ آسمان بھی — اگرچہ تو واہ دوان معمورہ جہان خراب مین ہون
اسیر دنیا کی خیر مین خوش فقیر و تکیہ کی سیر مین خوش — وہ شوق حسن بتان مین ہے مین ذوق حسن مآب مین ہون
طریق عابد نماز باری سبیل عاجز نیاز و زاری — وہ اپنی فکر ثواب مین ہے مین اپنی راہ صواب مین ہون
وجود آدم خدا نے قبلہ کیا سجود ملائکہ کا — اگر آدمیت نہین ہے مجھ مین تو مین وحوش و دواب مین ہون
سحر یہ ناصح سے گفتگو تھی ابھی سے توبہ کی کیا ہے جلدی — زمان توبہ ہے وقت پیری ابھی مین عہد شباب مین ہون
صبا نگہین سے کہو لگا نہ خوار لیجے گا میسر تی مٹی — کہ خاک پاے سگان در رسالت مآب مین ہون

غواصان بحر معانی و صیرفیان بازار سخندانی گوہر ہاے آبدار مضامین نو کو پیش نظر جوہریان سخن و قدردانان ہنر دقیق اسطرح گذرانتے
ہین کہ جب اس بحر زخار و متلاطم مین شدت طوفان سے تمام جہاز اور کشتیان تباہ ہوگئین اسکندر کی بھی کشتی طوفانی
ہوئی اہل کشتی بدحواس و پریشان حال عالم مجبوری مین حلقہ باندھے بیٹھے تھے جو کشتیان متعلق اسی کشتی کے تھین اُن
سبکو حلقہ مین باندھ لیا تھا تاکہ متفرق ہوکے اطراف غیر مقرر مین روان نہ ہو جائین کوئی کہتا تھا عنقریب معرض فنا مین
آیا چاہتی ہین دریا کی طغیانی اس حد پر ہے کہ کسیطرح سمجھ مین نہین آتا کہ کسطرح نجات پاکے ساحل عافیت پر پہونچین گی کوئی
کہتا تھا اسے مرن فال بد کا ورد حال بد ہے خداوند عالم مین سب طرح کی قدرت ہے سوا قدرت خالق اکبر کے دوسرے کچھ دور
نہین ہے مچھلیان دشت مین پیدا ہون ہرن دریا مین ہے کوئی کہتا تھا صاحبو خدا ایسا ہی کرے کہ ہم سب بخیر و عافیت اس
طوفان سے نجات عافیت کے کنارہ پر پہونچین لیکن یہ خیال رہے کہ اگر خدا نخواستہ یہ کشتی طوفانی غرقاب ہو جاے
اور کوئی کسیطرح سے کنارہ عافیت پر پہونچ جاے تو ہمارے متعلقین کو ہماری طرف سے سلام کہدے اور یہ بھی کچھ
کہنا چاہیے تھا ایک نے دوسرے سے بطور وصیت کہا راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز وہ کشتیان دریا مین صدمہ
طوفان سے متزلزل رہین چوتھے روز صبح کو ہوا کا رخ بدلا تاریکی دفع ہوئی ملاحون نے غل مچایا اے سواران کشتی مطمئن رہو

رہیں کشتیاں کنارہ کے قریب پہونچ گئیں وہ کنارہ دکھائی دیتا ہے سب نے دوربین سے دیکھا واقعی کنارہ نظر آیا فوراً
ملاحون سے کہا جلد جد و جہد کرکے کشتیون کو کنارہ پہونچاؤ خلعت و انعام لو خدا نے بڑا فضل کیا نجات سے ناامیدی
ہو چکی تھی اجل کو دامنگیر سمجھے تھے کشتیبانون نے بکوشش تمام و سعی مالاکلام کشتیون کو کنارہ پہونچایا پھر تو خوشی کا نعرہ بلند
ہوا سواران کشتی کشتیون پر سے اترے سکندر نے کشتیبانون کو زر کثیر انعام میں دیا اسنے سلامت رہنے کا سجدہ شکر
درگاہ پروردگار مین ادا کیا دریافت کیا کہ یہ سرزمین کون ہے جہان ہم وارد ہین لوگون نے کہا ابھی تو ہمکو بھی معلوم نہین
ہے کہ یہ سرزمین کون ہے ایک شخص دور سے آتا معلوم ہوا سب نے کہا یہ آدمی آتا ہے اس سے دریافت کرتے ہین جب وہ
آدمی قریب آیا اس سے پوچھا کہ یہ سرزمین کون ہے اس مرد اجنبی نے ازسرتاپا سبکو حیرت سے دیکھا پوچھا تم لوگ کون
ہو اور کسطرح اس مقام مین پہونچے سب نے اپنی حقیقت بیان کی اور کہا یہی سبب ہے کہ ہمکو اس مقام کا نام نہین معلوم
اس راہرو نے کہا آگاہ ہو کہ یہ سرزمین متعلق زیرباد فرنگ کے ہے اسکو ملک بہارستان فرنگ بھی کہتے ہین سنا ہے
کہ کسی زمانہ مین عمرو بن حمزہ یونانی آیا تھا اسنے بضرب شمشیر اس ملک کو مسخر کیا بہت کچھ مال و اسباب ہاتھ آیا وہ زمانہ
اس ملک کا بہت سرسبزی کا تھا جو کوئی یہان آیا پھر مدت العمر اسکا یہان سے جانے کو نہ دل چاہا اب بھی کچھ کیفیت باقی ہے
مگر ویسی کیفیت نہین ہے پوچھا کہ فی الحال اس ملک کا فرمانروا کون ہے اسنے کہا فی الحال اس ملک کا والی و فرمانروا
پاتیپا ہے ہرسیپیا فرنگی تھا اسکا ایک لڑکا پیدا ہوا شہریار نام جسکا سن بارہ برس سے زیادہ نہین ہے نہایت شجاع
و بہادر جملہ فنون سپہگری سے ماہر ہے وہ فرمانروائی کرتا ہے بالاتفاق منجمین کا قول ہے کہ شاہزادہ صاحبقران عصر ہے لوگ
اس راہگیر کو اسکندر کے پاس لیگئے اور کہا شہریار اس شخص کو اس سرزمین کے بیشتر حالات معلوم ہین جو کچھ
دریافت کرنا مقصود ہو اس سے بخوبی دریافت ہو سکتا ہے اسکندر نے اسکو اپنے روبرو بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سرزمین
کے حالات دریافت کرنا شروع کیے وہ بیان کر رہا تھا جب اسنے شہریار کا نام لیا اور یہ کہا کہ منجمون نے کہا ہے کہ یہ
صاحبقران ہے شہریار کا اسکندر کے چہرہ پر تغیر پیدا ہو گیا لوگون نے سبب تغیر پوچھا اسکندر نے اور تو کچھ نہ بیان کیا البتہ تاکیدی
یہ حکم دیا کہ بارے جیسے ہرسیپیا کی جانب روانہ کر دو اور اس راہگیر سے پوچھا شہریار کا مذہب کیا ہے اسنے کہا خود بت
پرست ہے اور جسکو بت پرستی کے خلاف سنتا ہے اسکو ہلاک کرنے کے درپے ہو جاتا ہے جتنے کہ اسنے بت پرستی کو بہت
رونق دی ہے اسیقدر رواج بت پرستی پر ستا ہے اگر چند روز اور اسیطرح گذر جائینگے تو ضرور تمام دنیا مین بت پرستی
پھیل جائیگی اسکندر نے کہا ان یہ حال مجھکو بخوبی معلوم ہے خبر دیدہ بایبد چہ شنیدہ و راوی کہتا ہے کہ اسوقت شاہزادہ
اسکندر کے پاس چھ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ کی جمعیت ہے واضح رہے کہ اسوقت جو تعداد فوج اسکندر کی
بیان کی گئی ہے اس اعتبار سے خلاف قیاس معلوم ہوتی ہے کہ شاہزادہ نے ابھی طوفان سے نجات پائی ہے اور سر
زمین زیرباد فرنگ پہونچا ہے مگر وجہ وفقط اسقدر نتیجہ حسبا ہو جانے کی یہ ہے کہ جو لوگ ہرسیپیا کی شدت ظلم سے
خائف تھے بخوف جان بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے باطناً بت پرستی نہ تھی اور حیلہ کے متلاشی تھے جون
اس زمین پر یہ خبر مشتہر ہوئی کہ شاہزادہ اسکندر یہان پہونچا ہے اور وہ مذہب اسلام رکھتا ہے سب حاضر خدمت
ہوئے اور شاہزادہ کی رفاقت اختیار کی غرضکہ بہت قلیل عرصہ مین جماعت کثیر ہو گئی جسکی شاہزادہ کو ہرگز امید
نہ تھی تمام مملکت مین شور برپا تھا کہ ایک شاہزادہ محترم خدا پرست وارد ہوا ہے بت پرستی کی بنیاد کو شکست و نابود
کرنے کے درپے ہے جو باطناً مسلمان تھا وہ خوش ہوتا اور جو بت پرست تھا وہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا اور ہر
ایک اس خبر کو بیان کرتا تھا جتنے کہ یہ خبر ہرسیپیا کو پہونچی بہت گھبرایا ہر ایک سے اسبارہ مین مشورہ کرتا تھا کہ

اسوقت مین کیا کرنا چاہیے غضب ہوجائیگا اگر وہ جوان خداپرست یورش کریگا وہ خداپرست اسکندر نام
ہمزۂ صاحبقران کا فرزند رشید ہی اسکی جرات و شجاعت کا شہرہ ہی میرا فرزند شہریار ہنوز ناتجربہ کار ہی ممکن نہین
کہ اسکا مقابلہ کرسکے سب نے بالاتفاق کہا کہ اگرچہ شہریار ناتجربہ کار ہی تاہم اسکی فوج اس جوان خداپرست کے
مقابلہ کو کافی ہی خود بادشاہ کے مقابلہ کرنیکی کیا ضرورت ہی ہیرسیا نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن فوج اسوقت
کام کرتی ہی جب سردار قابلیت کامل رکھتا ہی اگر سردار کمزور ہی تو کیسی ہی کثیر التعداد کی فوج ہوگی تاہم اسکو کمزور اور قلیل التعداد
سمجھنا چاہیے مین خود اسکا بندوبست کرونگا اور وہ بندوبست یہ ہی کہ اسکو بیہوش کرکے کوہستان فرنگ مین
بھیجدونگا چنانچہ دوسرے روز شہریار اپنے فرزند کو اپنے پاس بلایا پیشتر انہین چالیس کا مجمع تھا ساقی کو اشارہ
کیا اسنے جام بلورین صراحی مرصع سے مملو کرکے شہریار کے روبرو پیش کیا شہریار کو تعجب ہوا کہ آج اول مرتبہ
مجھکو شراب دینے کی کیا وجہ ہی مگر سوچا کہ باپ کا فعل ہی اسمین کوئی مصلحت ضرور ہوگی بلاتکلف اس جام کو
پی لیا ساقی نے دوسرا جام شہریار کو دیا اسنے وہ جام بھی بلاتکلف پی لیا تھوڑی ہی دیر کے بعد دماغ گرم ہوگیا
حواس مختل ہوگئے ہیرسیا نے صندوق طلب کیا شہریار اپنے فرزند مخمور کو اسمین بند کیا فوج کو کمربندی کا
حکم دیا انکے ہمراہ فوج ولشکر اور وہ صندوق لیے ہوئے جسمین شہریار مخمور بند تھا کوہستان فرنگ کی راہ لی
اہل شہر حیران تھے کہ ہیرسیا نے یہ کیا حرکت کی بادشاہ وقت کا یہ قاعدہ ہرگز نہین ہی کہ غنیم کی آمد کے وقت
دارالسلطنت کو چھوڑکے کہین چلا جاے طرفہ تر یہ کہ باپ نے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لیا بیہوش کرنیکی وجہ
معلوم ہوتی ہی کہ خیال ہوا شاید شہریار جانے سے انکار کرے کسی نے کہا نہین صاحب خوب کیا اگر ہیرسیا
شہریار کو لیے گیا اسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید شہریار کا کوئی دشمن یہان آپہونچا ہوگا جس سے
سفر مشکل معلوم ہوئی یہ تدبیر عمل مین لایا یقین ہی کہ ہیرسیا شہریار کو کوہستان فرنگ مین پہونچا کے واپس آئیگا
اور پھر خداپرستون کی جنگ کا سامان مہیا کریگا اسطرف کا حال سنیے کہ جب ہیرسیا کوہستان فرنگ مین
پہونچا دربار آراستہ کرکے شہریار کے صندوق کو طلب کیا اسے کھولا شہریار کو نکالا شہریار نے جو اپنے کو
خلاف مقام مین پایا بہت متعجب ہوا مگر مطمئن اس بات سے تھا کہ میرا باپ ہیرسیا موجود ہی اگر کوئی غیر
شخص ایسی حرکت عمل مین لاتا تو محل خوف کا تھا کوئی مصلحت ضرور ہی صرف یہ خیال آیا کہ کچھ تو دریافت کرنا چاہیے
چنانچہ ہیرسیا سے مستفسر حال ہوا اسنے کہا اے فرزند مین تیرا خیرخواہ ہون یا بدخواہ اسنے کہا اے پدر اگر تم ہی
بدخواہ ہوگے تو خیرخواہ کون ہوگا ہیرسیا نے کہا جب تو یہ سمجھتا ہی تو پھر استفسار حال کی کیا ضرورت ہی جو امر ہوگا
مناسب وقت سمجھکے بیان کردیا جاویگا ابھی خاموش رہو شہریار خاموش ہورہا اسطرف شاہزادہ اسکندر
خیر خیر چلا آتا تھا یہان تک نواح بہارستان مین پہونچا اسکو گمان تھا کہ جس وقت سرحد بہارستان مین پہونچونگا
ہیرسیا کو خبر پہونچ گئی ہوگی اسکا سامان حرب و ضرب نظر آئیگا یہان پہونچ کے سناٹا دیکھا بہت حیران ہوا
ہمرہیان ہمراہی سے کہا یہ کیا سبب ہی مجھکو خدشہ ہی کہ ایسا نہ ہو وہ کافر دیون بدکیش و ملعون کسی ایسے طریقہ
شبخون مارے کہ مجھکو مطلق خبر نہ ہو جاؤ اس کافر کی خبر لاؤ کہ کہان ہی اور کیا بندوبست کررہا ہی لوگ گئے اور
بعد تجسس و تلاش آکے خبر دی کہ ہیرسیا بدبخت حضور کے خوف سے گریز کر گیا اور کوہستان فرنگ
کی جانب گیا ہی اسقدر حال قابل یقین دریافت ہوا لیکن یہ نہین کہہ سکتے کہ کیون گیا ہی اور کس فکر مین گیا ہی اب اگر
بندوبست کرکے آئیگا ابھی تو کچھ تردد کی بات نہین ہی ہر وقت جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا ادھر شہریار والا

تیار کچھ اور بھی خبر عرض کرتا ہی شہزادہ سکندر نے پوچھا وہ کیا انھون نے عرض کی کہ ہم شہر مین گئے منجملہ اور اخبار
کے یہ بھی خبر سنی کہ بعض شرفا کے شہر اصل مین مسلمان تھے لیکن بخوف جان بت پرستی اختیار کر لی ہی
اب کہ حضور کی تشریف آوری کی خبر سنی باریابی کے خواستگار ہین اگر حضور اجازت فرماوین تو خدمت والا
مین حاضر ہوکے اظہار مطالب کرین شہزادہ اسکندر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ان لوگون کو اطلاع دو کہ بلا
تکلف جسوقت چاہین چلے آوین اور اظہار مطالب کرین کوئی مانع نہ ہوگا بلکہ ہماری عین خوشی یہی ہی جلد خیمہ برپا
کرو چنانچہ اسی مقام مین خیمہ برپا ہوے کفار کا خدشہ تھا سردارون کے خیمہ کے گرد پہرے مقرر کیے گئے اور
منادی ہوگئی کہ تمام رات شب کو بہت ہوشیاری سے پہرا دیا جاوے اپنے اپنے اسلحہ اپنے پاس رہین ہوشیار رہنا
ضرور ہی نہین معلوم تاریکی شب مین کسوقت دشمن آپہونچے چنانچہ تمام شب خوب ہوشیاری سے بسر ہوئی
صبح کو شہزادہ نے نماز پڑھی ورد و وظائف مین دن چڑھا بعد فراغ عبادت ان لوگون کو بلایا جو کل شرفا سے شہر
کی خبر لائے تھے حکم دیا کہ ان لوگون کو ہمارے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لوگ شہر مین گئے رئیسون سے ملاقات کی پھر
ہمراہ شہزادہ سکندر کے پاس لائے شاہزادہ نہایت خاطرداری اور عزت سے پیش آیا انکی دلداری کی اور کہا تم
لوگ کسیطرح خائف نہ ہو ہماری اس کشش و کوشش کی غرض محض رواج دین اسلام ہی جو کوئی دین اسلام کا
دوست ہی وہ بے شک ہمارا دوست ہی اسکی حمایت مین ہمکو کسیطرح کا عذر نہ ہوگا ان امرا نے عرض کیا شہریار
واقعی ہم سابق مین بھی مذہب اسلام رکھتے تھے اور اب بھی وہی اعتقاد رکھتے ہین مگر سیما بدبخت کی بدعت
سے عاجز ہوکے ہمنے اپنے کو بت پرست ظاہر کیا تھا اسکا یہ دستور تھا کہ ہر روز گلی کوچون مین ناچ رنگ کی
صحبت گرم کرتا تھا جب اہل شہر جمع ہو جاتے تھے تو ناچ کی صحبت موقوف کرکے فضائل بت پرستی کی بیان
کرواتا تھا اور طرح طرح کے مال دنیا کا لالچ دیتا تھا اگر اس لالچ پر بھی کوئی اقرار بت پرستی نہ کرتا تھا تو قتل کا درپیش
تھا گھرون مین زبردستی بت پرست عورتون کو بھیجتا تھا اور اسی ذریعہ سے زنان پردہ نشین کو بہکاتا تھا
اگر کوئی تعرض کرتا تھا فوراً حکم قتل دیتا تھا حقیقت امر یہ ہی کہ ہم سب اسکے اس فریب اور بدعت سے عاجز ہو گئے
تھے اور خداوند عالم سے دعا کرتے تھے کہ کسیطرح ہمکو اس مصیبت عظیم سے نجات دے بارے ہزار ہزار شکر
اس مستجاب الدعوات کا کہ اسنے دعا ہم مجبورون کی سن لی کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین کو
عزت حاصل ہوئی اور وہ ملعون خائف ہوکے شہر بدر ہوگیا ہے گو ابھی خواستم زخدا شد میسرم اب
استدعا خداوند عالم سے التجا اور یہ ہی کہ بار دیگر وہ ملعون یہان نہ آوے اور حضور ہی اس سرزمین پر اپنا قبضہ
رکھین ورنہ پھر وہی مصیبت ہمکو پیش آویگی شہزادہ نے سنکے کہا تم لوگ مطمئن رہو اگر خدا نے چاہا تو وہ ملعون
اب اس سرزمین پر مسلط نہ ہونے پاویگا ہم بخوبی بندوبست کر دینگے تم سب اپنے اپنے گھرون مین باطمینان
تمام بیٹھو اور دل کھلا رہے جو اور لوگ بالفعل پیرو مذہب اسلام ہین انکو بھی خبر پہونچا دو کہ اب باعلان طریقہ
اسلام کو جاری رکھین مطلق خائف نہ ہون اور جو لوگ بت پرست ہین ان کو اطلاع دو کہ دین بت پرستی سے
تائب ہوکے ہماری اطاعت اختیار کرین ورنہ ان کی خیریت نہین ہی جہانتک مجھسے ہوگا انکی ہلاکت
مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کرونگا نوبت او گذشت نوبت ماست یہ سنکے وہ لوگ اپنے اپنے
گھرون پر گئے اور محلون محلون منادی کر دی کہ اہل اسلام اطمینان سے اپنے گھرون مین بیٹھین لیکن بت پرست
اپنی ضلالت و گمراہی سے باز آوین ورنہ انکی جان کی خیریت نہین ہی اطلاع کر دی گئی ہی آیندہ انکو اختیار ہی وہ در

ہرسیپا نے کہا اسکندر ہی زمانہ آگیا وہ مرد مسلمان اپنے نام کا ہو اگر اسکو کسیکا بت پرست ہونا ثابت ہو جائے
گا تو کسی طرح زندہ نہیں رکھیگا بس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جوق جوق گروہ اہل شہر اسکندر کے دربار میں حاضر ہوتے تھے
اور بعد آداب و تسلیمات و ثنا و صفت شاہنشاہی دین اسلام کا اعلان کرکے چلے جاتے تھے اور گھروں میں پہونچ
کے اسقدر اسکندر کی خلق و انسانیت کی تعریف کرتے تھے کہ مرد تو مرد بیشتر عورتیں اسکندر کے حضور میں حاضر
ہوئیں اور مذہب اسلام کا اقرار کرکے واپس گئیں راوی کہتا ہے کہ ایک ضعیفہ صد و شصت سالہ مگر نہایت مومن
و پاک اعتقاد وہاں رہتی تھی جو زمانہ کے ہاتھ سے بہت مجبور و لاچار ہو گئی تھی اسکا کوئی والی تھا نہ وارث
سوائی کے کام سے زندگی بسر کرتی تھی ایک بیٹا اسکا تھا اسکندر کے ورود سے ایک سال قبل بقضائے الٰہی
فوت ہو گیا تھا ایک تو اپنے فرزند جوان کی مفارقت میں نیم جان ہو رہی تھی نماز بھی پڑھتی تھی اور زار و قطار رویا
کرتی تھی مزید براں جب یہ سنتی تھی کہ ہرسیپا ہر کہ و مہ کو دین بت پرستی کی ترغیب دیتا ہے اور بدعت کرتا ہے یہاں
تک کہ جو کوئی اسکے کہنے پر اعتنا نہیں کرتا ہے اسکو حکم قتل دیتا ہے بس ہر دن گوشۂ تنہائی میں خاک نیاز پر سر عاجزی
رکھتی تھی اور خدائے واحد لاشریک کی درگاہ میں بگریہ و زاری مناجات کرتی تھی کہ یا تو اس سفاک کو جہنم واصل
کر یا مجھکو ہی اس دنیا سے اٹھا لے تا کہ میں اس بدعت و ظلم کو اس ظالم کے نہ سنوں جب اس کو اسکندر کے ورود کی خبر لگی
اور یہ بھی سنا کہ وہ جوان رواج دین اسلام پر کمر مستحکم باندھے ہوئے ہے لکڑی ٹیکتی تھرّاتی ہوئی اسکندر کے حضور میں
حاضر ہوئی دونوں کانپتے ہاتھوں سے از سر تا پا اسکندر کی بلائیں لیں اور کہا قربانت شوم تمکو تو سوکل مرے واسطے
اس خدائے پاک نے بھیجا ہے تو مدت سے مرادیں مانگتی تھی کہ کوئی تو سرکوب ہرسیپا کم بخت کا یہاں آجاوے
کہ بندگان خدا کی جانیں اسکے دست ظلم سے محفوظ رہیں خدا تمھارے دم میں ہزار دم عنایت فرمائے اور عمر نوح
تمکو مرحمت ہو اسکندر کو اسکی ضعیفی پر بہت افسوس ہوا اسکا حال پوچھا اسنے تمام قصہ گذشتہ بیان کیا اور کہا اے
جوان سعادت مند اس پیرانہ سالی میں کوئی میرا خبرگیراں نہیں ہے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ رکھتی ہوں جو آج
تک میرا کفیل حال رہا اسکندر نے اسکا وظیفہ معقول مقرر کر دیا اور ایک مکان اسکے رہنے کے واسطے بنوا دیا شہر کے
بتخانوں کو منہدم کیا ان کی جگہ مسجدیں بنوائیں موذن مقرر کیے جو غربا عاجز و مجبور تھے ان سب کے وظیفہ مقرر کر دیے
اور بکریہ کہ ان سے کہدیا کہ جسوقت تمکو جس شے کی ضرورت ہو فوراً ہمکو اطلاع دینا مسجدوں کے خوان کھانے
کے مقرر کیے خیرات خانہ علحدہ جاری کیا طالب علموں کیواسطے مدرسے بنوائے بیش قرار تنخواہوں پر مدرسان و
معلمان ذو فنون کو مقرر کیا اسیطرح کے بیشتر کار خیر کے بعد اس انتظام اہتمام شہر اور اہل شہر کے اسکے دل میں اس
بات نے خطور کیا کہ اگرچہ جناب حمزہ ثانی کی خدمت میں پہونچنا ضرور ہے لیکن ہاں اگر ہرسیپا پلید بیدین کا قضیہ بغیر پاک
کیے اسطرف کا عازم ہونگا یہاں پھر وہ مسلط ہو جائیگا اور ان بیگناہوں کو زندہ نہ چھوڑیگا لہذا اسکا کامل بندوبست
کر کے چلنا چاہیے پس چند روز کے بعد ملک بہارستان سے کوہستان کیجانب کوچ کیا ہنوز چند منزلیں طے
کی تھیں کہ وہاں یکایک ہرسیپا فرنگی کو خبر داروں نے خبر پہونچائی کہ اسکندر نے ملک بہارستان پر
کامل قبضہ کر لیا اہل بہارستان نے مذہب اسلام اختیار کیا جابجا مسجدیں اور مدرسے بنا ہوئے ہیں اور
اب دین بت پرستی کا وہاں نام کو بھی نہیں ہے اسکندر وہاں کا انتظام کرکے اسطرف کا عازم ہوا بلکہ عنقریب
یہاں پہونچ کے بازار کشت و خون گرم کریگا ہوشیار ہو جانا چاہیے ہرسیپا فرنگی اس خبر کو سنکے بہت گھبرایا
سونچا کہ اگر اسکندر یہاں صحیح و سلامت آپہونچا تو غضب ہو جائیگا کسی بت پرست کو زندہ نہ چھوڑیگا

کوئی تدبیر مقبول کرنا چاہیے مہران نام عیار شہریار کا تھا اُس کو بلایا کہا ای مہران اگرچہ تو ہشت سالہ طفل ہی
لیکن مجھکو خوب معلوم ہی کہ تو اس فن عیاری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا فی الحال مجھکو یہ وقت پیش آئی کہ اسکندر
خدا پرست اسطرف آتا ہی اسنے بہارستان میں اپنا عمل کر لیا اہل شہر کو مسلمان کیا یہاں بھی وہ سخت ہنگامہ برپا
کریگا فلہذا اُسکا علاج واقعہ قبل از وقوع بایدکرد چونکہ تو الحذر علاشین اولاد خواجہ عمر کی رکھتا ہی تجھی سے اس مقدمہ
میں کچھ کارروائی ہو سکتی ہی اگر تو اسکندر کو کسی فن عیاری سے گرفتار کر لائے تو میں مال دنیا سے تجھے مستغنی کر دونگا
اگرچہ اور بھی عیار ہیں لیکن اس مقدمہ میں جو کام تجھسے ہوگا کسی سے نہ ہو سکیگا اُسنے کہا خداوند یہ کام کچھ مشکل
نہیں ہی میرا مہران نام نہیں اگر اُس جوان خدا پرست کو گرفتار نہ کر لاؤن مگر یہ ملحوظ خاطر رہی کہ مصارف کثیر ہونگے
جرسیا فرنگی نے کہا مصارف کثیر کا کچھ خیال نہ کر جسقدر صرف ہوگا میں دینے کو موجود ہوں مہران نے کہا کچھ
ہو میں بھی موجود ہوں یہ کہکے اپنا ساز و سامان مہیا کرنا شروع کیا بعدہ کوہستان سے روانہ ہوا دو منزلہ راہ طی
کرتا چلا جاتا تھا جبکہ لشکر اسلام کے قریب پہونچا شام کا وقت تھا لشکر اسکندر کے قریب ایک درخت پر جاکے
بیٹھ رہا جب رات زیادہ آئی درخت پر سے اترا پاسبانون کی نظر بچاتا ہوا قریب اُس خیمہ کے پہونچا جسمین سکندر
مقیم تھا اسکے قریب بھی ایک درخت تھا یہ اس درخت پر چڑھ گیا اور اس فکر میں مبتلا ہوا کہ ایسی تدبیر کرون
کہ دربانون و پاسبانون کی نظر سے پوشیدہ خیمہ میں داخل ہو جاؤن اس فکر میں نصف شب گذر گئی پاسبان در خیمہ
ایک طرف بیٹھا اونگھ رہا تھا یہ درخت سے آہستہ آہستہ اترا قریب اُس پاسبان کے جاکے اس زور و طاقت
سے تیغ اسکی گردن پر مارا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو کے زمین پر گرا اور سانس تک نہ لے سکا مہران عیار خیمہ میں
پہونچا باری دار بھی بیٹھے اونگھ رہے تھے اسنے اول دارو بیہوشی باری دارون کو سنگھائی بعدہ دارو سے بیہوشی
اسکندر کو سنگھائی باری دارون کو خنجر سے ذبح کیا اور اسکندر کو پشتارہ میں باندھ وہان سے راہی ہوا آخر شب
سپاہی پہرہ بدلنے آئے دروازہ خیمہ پر دیکھا کہ سپاہی کا سر زمین پر افتادہ ہی اور سر اُسکا دور پڑا ہی خیمہ کے اندر
پہونچے وہان بھی تمام خیمہ میں جا بجا خون کے تھالے دیکھے باری دارون کو مقتول پایا دیکھا اسکندر بھی خوابگاہ میں
نہیں ہی سب نے غل مچایا اور لوگ آئے اس سامان کو دیکھ کے بہ حیرت تھے کوئی کہتا تھا یہ کام بیرونی کا نہیں
یہیں کوئی ایسا تھا کہ بظاہر دوست تھا باطن میں خصومت رکھتا تھا موقع پاکے اپنا کام کیا کوئی کہتا تھا یہ کام بیرونی
یہان کسی کا نہیں ہی جو ہر جرسیا نے کوئی کارروائی کی ہو کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اسکا شہر [illegible] غائب ہو جانا خالی
از مکر و فریب نہیں ہی اُس ملعون نے کسی عیار کو راہ میں مقرر کیا ہوگا جانتا تھا کہ اسکندر خبر سنکے ضرور اسطرف
آئیگا کام جسکے مراد میں جادو نگاری ہوا اب کیا کیا جاوے غضب ہوا سردار دشمنون کے ہاتھ گرفتار ہو گیا کاش
اسکے عوض میں کوئی اور سردار گرفتار ہو جاتا اُسکی رہائی کی صورت خود اسکندر کرتا اب شاہزادہ کی رہائی کی صورت
کس سے ممکن ہی عالم اندھیر ہی [illegible] سب نے گریبان چاک کیے ہائے افسوس کے نعرے مارنے لگے [illegible] خواجہ
عمر عیار شہزادہ اسکندر موجود تھا وہ بھی انگشت بدندان تھا حیرت زدہ ایک ایک سے کہتا تھا نہیں معلوم
یہ کام کس کمبخت کا ہی اگرچہ یہ ممکن ہی کہ کوہستان میں جاؤن اور سراغ لگاؤن اگر جرسیا پلید نے کارروائی سے
شہزادہ کو گرفتار کیا ہو رہائی کی صورت نکالون وقت نازک ہی تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده بود
اس عرصہ میں فوج اسلام کا نہیں معلوم کیا حال ہو جائے سب متفرق ہو کے اپنی اپنی راہ لینگے جب سردار
[illegible] سامنے دیکھا [illegible] غازی [illegible] میدان [illegible] و عیار بن

صبا رفتار برق کردار خواجہ خواجگان روزگار یعنے خواجہ عمر ہوا خواہ صاحبقران والا تبار عرق مین تر انہ سر تا پا گرد مین
آلودہ خیزان خیزان چلے آتے ہین تمام لشکر اسلام استقبال کیواسطے آگے بڑھا خواجہ کو لا کے خیمہ مین بٹھایا مزاج پرسی
کی خواجہ آبدیدہ ہو کر کہا کیا مزاج پوچھتے ہو غضب ہو گیا لوگون نے گھبرا کے کہا خواجہ جلد بیان کرو کیا غضب ہوا
یہان بھی عجب سانحہ پیش آیا ہے خواجہ نے کہا آج چند روز کا عرصہ ہوا ہے جو ملک خاور سے جدا ہوا ہون کفار نے
قیامت برپا کر رکھی ہے یعنے جناب حمزۂ ثانی صاحبقران روزگار کو کفار بمکر و فریب گرفتار کر لیگئے خاور مین لیجا کے
مثل حمزۂ قدیم واجب التکریم اس والا جاہ کو بھی غار مین پہنچ دیا ہے یہ مصیبت تو تھی ہی دوسری آفت یہ سنو
کہ شہزادہ بدیع الملک کو عالم خواب مین کسی نے قتل کیا یہ سننا تھا کہ تمام مسلمانون مین شور گریہ و زاری
بلند ہوا تا دیر یہ ہنگامہ گرم رہا جب کسیقدر افاقہ ہوا عمر ثانی نے پوچھا یہان کیا واقعہ روبکار ہوا نسیم نے شہزادہ سکندر
کا قصہ بیان کیا اور کہا اے معظم و مکرم کچھ سمجھ مین نہین آیا کہ کون کس وقت اور کسطرح یہان آیا جو سب کو غافل پا کے
شہزادہ سکندر کو چرا لیگیا اسطرف حمزۂ ثانی پر یہ مصیبت نازل ہوئی کہ سرزمین خاور مین غار مین پہنچ دیے گئے
شہزادہ بدیع الملک کی وہ حالت ہوئی کہ عالم خواب مین ہلاک کیا گیا دفعتاً شہزادہ رستم کو اسطرح دشمن لیگئے
خواجہ عمر نے کہا اے نسیم چونکہ مین یہان اسوقت پہونچ گیا ہون فلہذا مجھپر واجب ہے کہ شہزادہ رستم کی رہائی کی
فکر کرون پھر تو جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہوگا یعنے سرزمین خاور مین سلاطین اطراف پہونچ کے حمزۂ ثانی کی رہائی کی فکر کرینگے
یہ کہکے مع ساز و سامان عیاری وہان سے روانہ ہوا اور اس ارادہ مین تیز روانہ ہوا کہ کسیطرح دشمن دستیاب
ہو جائے اسطرف کا حال سماعت فرمائیے کہ برسیا مردود مہران عیار کے انتظار مین بیٹھا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا
کہ مہران اب تک واپس نہین آیا نہین معلوم وہان کیا صورت پیش آئی صبح کا وقت تھا کہ مہران پشتارہ بدوش
آپہونچا برسیا اچھل پڑا اور کہا شاباش کارے کردی اب یہ تو بتا کہ اس پشتارہ مین شہزادہ رستم ہے یا کوئی خدا پرست
ہے اسنے کہا خداوند ممکن کیا جو مین کسی کے درپے ہون اور وہ میرے ہاتھ سے بچ جائے اس پشتارہ مین خاص شہزادہ سکندر
ہے یہ کہکے پشتارہ پشت سے زمین پر رکھا بند پشتارہ کے کھولے اسکندر کو دکھایا تمام حاضرین گرد سکندر کے جمع ہو گئے
ہر ایک نے پہچانا کہا واقعی سکندر ہے اے مہران ہم سے این کار از تو آید و مردان چنین کنند ابھی اس کم سنی مین تیری
کارگذاری کا یہ حال ہے بڑھیگا تو تو کیا قیامت برپا کریگا برسیا پلید نے خلعت گران بہا اسیوقت مہران کو دیا
اور بھی حاضرین نے علے قدر حیثیت مہران کو انعام دیا کسی نے اسکے رخسارون پر بوسے دیے اور صورت دیکھ کے
کہا او نٹکھٹ تو آفت کا پرکالہ ہے سچ کہ یہ تیری کارروائی ہے یا کوئی اور بھی تیرا شریک ہے مہران نے کہا کیا کہتے ہو
مجھے کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہے یہ تو اسکندر ہے اگر خود حمزہ صاحبقران ہوتا تو اسے گرفتار کر لاتا برسیا نے کہا
اے مہران دیرینہ کر شہزادہ سکندر کو زنجیر مین خوب بستہ کر لے اور بیہوشی مین لا کے کسی مقام محفوظ مین قید کر اسکی
قید و بند کا بھی بندوبست تیرے ہی حوالہ ہے خبردار رہنا کہین پچھپن کو دخل نہ دینا مہران نے کہا اے بادشاہ سلاطین یہ
کیا مجال کہ جو یہ جوان خدا پرست میری قید سے رہا ہو جائے یہ کہکے سکندر کے دست و پا کو زنجیرون سے جکڑا
اس انتظام مین اور کفار بھی مہران کے شریک ہو گئے وجہ یہ تھی کہ مہران ابھی کم سن تھا یہان ہنوز یہ بند و بست
و گرفت ہو رہی تھی کہ خواجہ عمر ثانی پہونچا ایک عیار بچہ کو دیکھا کہ پسران عمر کے بالکل مشابہ ہے خواجہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا
ہے ان فرنگیون کو پسران عمر سے کیا نسبت کس طرح یہ عیار بچہ ان تک پہونچا اسطرف برسیا نے سکندر کو ہوش
مین لانے کا حکم دیا مہران نے فتیلا رفع بیہوشی سے شہزادہ سکندر کو ہوشیار کیا جو نہین شہزادہ سکندر کی آنکھ کھلی اپنے

حالت پر بہت متعجب ہوا خدا کے نام پر سلام کیا ہر سیبیا اسکی طرف دیکھ کے قہقہہ مارکے ہنسا اور کہا ای
جوان خداپرست دیکھا تو نے بت پرستی مین ایسی برکت ہی کہ تجھکو اسطرح بسہولت گرفتار کرلیا تجھکو گمان تھا
کہ بہارستان فرنگ مین بھی با اطمینان تمام بت پرستی کو نیست و نابود کرکے خداپرستی کو رواج دونگا مین نے تیرے حال پر
رحم کیا جو اسوقت تک تجھے زندہ رکھا ورنہ اب تک تجھے ہلاک کرچکا ہوتا اب تجھکو تیرا خداے نادیدہ بچانے نہین آتا
یا اسکا کوئی مقرب تیری حمایت نہین کرتا تیرے ہمراہی خداپرست کہان ہین تجھکو اسطرح گرفتار ہوتے دیا اور کچھ
تیری حمایت نہ کی اب بھی خیریت ہی اگر تو خداے نادیدہ کی بندگی ترک کرکے بت پرستی اختیار کرے ہم تجھکو
اپنی فوج مین عہدہ اعلے دینگے اور یہ ہم پر کیا موقوف ہی خود خداوند بت بزرگ کو تیری رعایت مدنظر ہوگی تیری ترقی
مین کوئی درجہ باقی نہین رکھیگا اور اگر میرے کہنے کے خلاف عمل مین لائیگا یعنی اپنے دین آبائی پر قائم رہیگا یقین
میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا اور تیرے ہلاک ہونے کے بعد بھی یقیناً خداوند بت بزرگ تجھپر اپنا عذاب نازل کریگا
شہزادہ اسکندر کی طبیعت مین اسکی اس تقریر سے نہایت اشتعال پیدا ہوا کہا او مردود پلید کیا بیہودہ بکتا ہی ورنہ
یقین سمجھ کہ اگرچہ مین عالم گرفتاری مین مجبور ہون اور ہر طرح ہلاک کیا جاسکتا ہون لیکن اسوقت خاص تیری
ہلاکت کیواسطے کافی ہون اگر تجھے یقین نہ ہو تو کہہ دکھادون اسکندر کی اس تقریر سے ہر سیبیا پر ایسا خوف طاری
ہوا کہ اسکندر سے پھر ہمکلام نہ ہوا جلاد کو حکم دیا کہ جلد اس خداپرست کا کام تمام کر مجھکو اس سے اس گرفتاری کی
حالت مین بھی خوف ہی جہان تک ممکن ہو اسکا کام جلد تمام کردیا جاے مہران نے کہا ای بادشاہ اسقدر خائف
ہونا بیکار ہی اسکندر خود ہی سنگ بستہ ہی کیا کرسکتا ہی ہر سیبیا نے کہا ای مہران تو نہین جانتا یہ خداپرست ایسے ہین
ان سے ہر وقت خائف رہنا چاہیے اگرچہ کیسے ہی سنگ بستہ ہون جب انکی طبیعت مین اشتعال پیدا ہوتا ہی
تو کسی چیز کی حقیقت نہین سمجھتے اسوقت خداوند بت بزرگ کو بھی ان کے حال پر رحم آجاتا ہی وہ ان کی مدد کرتا ہی
یہ بھی دیکھا ہی کہ اس حالت مین جو کچھ انکا ارادہ ہوتا ہی پورا ہوتا ہی اس مرتبہ پھر اسکندر نے باواز بلند کہا او پلید دیکھ
اپنی زبان کو لگام دے تیرے بت بزرگ کی کیا لیاقت ہی کہ کسی کو کچھ مدد دے سکے گا ہمارا خداے واحد ولاشریک
ہر وقت ہماری حمایت پر آمادہ رہتا ہی اور اسی کی مدد سے ہمارا ہر ایک ارادہ پورا ہوتا ہی ہر سیبیا نے کہا اب اسوقت
وہ کہان ہی اسقدر عرصہ ہوا لیکن اب تک اسنے تیری مدد نہ کی اسکندر نے دونون ہاتھون کو بلند کیا اور کہا تو ہو
گر کوئی آمادہ ہی دکھاؤن قدرت خدا کا تماشا ہر سیبیا نے جلاد کی طرف منھ پھیر لیا اور کہا جلد اس خداپرست
کا کام تمام کر کیون تاخیر کرتا ہی جلاد نے دست بستہ عرض کیا ای نظر کردہ خداوند بت بزرگ بیشک دو مرتبہ حکم
قتل صادر ہوا لیکن یہ بھی معلوم ہی کہ یہ جوان کون ہی ہر سیبیا نے کہا ہمکو اسقدر معلوم ہی کہ تجھے نہین معلوم تجھکو اس قصہ
سے کچھ کام نہین جو کچھ ہم حکم دیتے ہین اسکی تعمیل کر اسنے کہا کیونکر دفعتاً تعمیل حکم کیواسطے مستعد ہوجاؤن اس
جوان خداپرست کو علے العموم آدمیون مین سے سمجھا ہی یہ جوان حمزہ صاحبقران کا فرزند حمزہ ثانی کا بھائی ہی ادنے
سے ادنے شخص کی ہلاکت کیواسطے بھی دانشمندون کا قول ہی کہ ہر نوع تامل اولے ہی اس وجہ سے کہ اس صورت مین
اختیار باقی رہتا ہی اگر مناسب ہوتا ہی ہلاک کیا جاتا ہی اگر کسی نوع کا ضرر متصور ہوتا ہی اسکو رہا کردیا جاتا ہی عجلت کاری
مین مصلحت فوت ہوجاتی ہی اور پھر کسیطرح کا تدارک نہین ہوسکتا سہ ایک سہل ست زندہ بیجان کردن کشتہ را
باز زندہ نتوان کرد ہ شرط عقل ست صبر تیر انداز را کہ چو رفت از کمان نیاید باز ہ اگرچہ مین تابع فرمان ہون لیکن
یہ کہے دیتا ہون کہ اسکا ہلاک کرنا سہل نہین ہی جلاد کی اس تقریر سے ہر سیبیا ملعون بہت برہم ہوا اور جلاد سے

غضبناک کہا تو نہین مانتا خواہ مخواہ تقریر کو طول دیتا ہی جلد ہلاک کر ورنہ اسکے عوض مین مین تجھے ہلاک کرونگا
عمر ثانی نے ارادہ کیا کہ کچھ متعرض ہون پھر سوچا کہ موقع نہین ہی اگر مین بھی گرفتار ہو گیا تو پھر کوئی کارروائی نہو سکے
گی جانب آسمان سر بلند کیا اور مناجات کرنا شروع کی کہ ای خالق یکتا واے قادر بے ہمتا قدرت ہی تیری باہر
خدایا بواسطہ اپنی قدرت و جلال کا واسطہ اس جوان کو دشمن کے دست ظلم سے بچا اسلیے اسطرف سکندر کو بھی اپنی
زندگی سے ناامیدی ہو چکی تھی خدا سے لو لگائے ہوئے تھا اور دل مین کہہ رہا تھا کہ خداوندا میری اس کشتن کوشش
کی غرض خاص دین اسلام کی ترقی ہی اگر مین اس ظالم کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا تو اہل اسلام کی ہمت پست
ہو جاویگی بہت بت پرست سر اٹھائینگے ہزارہا تیرے بندون کی جانین تلف ہو جائینگی عمر ثانی اور اسکندر دونون
اپنی اپنی جانب اسطرح کی دعا و مناجات کر رہے تھے یکایک عقب بارگاہ سے غل کی آواز معلوم ہوئی سب حیران
ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہی غل کیون ہوتا ہی دفعتاً شاپور پہونچا اور اسطرح جلاد کے قریب پہونچا کہ مطلق کسیکو خبر نہوئی آتے
ہی ایک وار مین جلاد کا کام تمام کیا اسکندر کیجانب متوجہ ہوا اور چاہتا تھا کہ شہزادہ کو اٹھا لیجاے اسکندر نے کہا
ای شاپور مطمئن رہو اپنے کام مین مصروف ہو مین اپنا بند و بست خود کیے لیتا ہون یہ کہا اور اس زور سے جھٹکا
مارا کہ تمام بند اسکے دست و پا شکستہ ہو کے زمین پر گر پڑے عمر ثانی منتظر وقت تھا خنجر کا وار کرتا ہوا وہ بھی وہان آ
پہونچا جو سامنے آ گیا دو حصہ تھا اسیطرح چند آدمی کشتہ ہوئے کفار منتشر الحواس ہوئے کہ کوئی چارہ جوئی نہو سکی ہر کو
جسطرف پناہ ملی جا چھپا شاپور شیردل بارگاہ برسیبا سے جنگ کنان باہر آیا لشکر اسلام کی طرف چلا راوی
کہتا ہی کہ شہریار پسر برسیبا شکار کو گیا تھا صید و شکار سے فارغ ہو کے اپنے مکان کیطرف مراجعت کی اثناے
راہ مین اسکو خبر پہونچی کہ جو جوان خداپرست اسکندر نام تیرے باپ کی قید مین مبتلا ہو گیا تھا ہنوز اسکے قتل کی نوبت
نہین آئی تھی کہ دفعتاً شاپور شیردل نام ایک جوان خداپرست دربار برسیبا مین پہونچا جلاد کو ہلاک کیا ہنگامہ
کشت و خون گرم کیا اسکندر کو رہا کر لیگیا تمام اہل دربار جان چھپا کے بھاگے ورنہ سب ہلاک ہو جاتے وہ بہت برہم
ہوا اپنے باپ کے پاس پہونچا اس سے اس واقعہ کو دریافت کیا برسیبا خائف و لرزان بیٹھا تھا اسنے کہا ای
فرزند خیریت ہوئی خداوند بزرگ نے رحم کیا ورنہ اس جوان خداپرست نے میری ہلاکت مین کوئی دقیقہ
فرو گذاشت نہین کیا تھا مجھکو کیا معلوم تھا کہ اسطرح کی آفت نازل ہو جاے گی شہریار نے کہا ای پدر چند نفر مسلمان
آ گئے اور انھون نے اپنے قیدی کو رہا کر لیا تمسے کچھ نہو سکا برسیبا نے کہا ای فرزند کیا کہون ایسی ہیبت طاری ہوئی
کہ کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی معلوم ہوتا ہی کہ مسلمانون کے پاس کوئی افسون ہی شہریار نے اسلحہ طلب کیے سامان جنگ
و حرب سے آراستہ ہو کے اسکندر کی تلاش مین چلا برسیبا نے کہا ای فرزند تو کیون اپنے کو تکلیف دیتا ہی تو ابھی
کمسن ہی مسلمانون کا تعاقب کرنا سہل نہین ہی شہریار بہت برہم ہوا کہا ای پدر تمھارے اس خوف نے اسکندر کو رہا کر دیا
ورنہ ممکن نہ تھا کہ شکار ہاتھ مین آ کے نکل جاتا اب تم مجھسے متعرض ہوتے ہو اگر تمکو خوف ہی تو اپنی جگہ اطمینان سے
بیٹھے رہو مجھسے جہانتک ممکن ہوگا اسکندر کو سزاے معقول دونگا برسیبا نے کہا یہ کسطرح ممکن ہی کہ تو اس کمسنی
مین ایسی جرأت کرے اور مین اطمینان سے بیٹھون غرضکہ یہ دونون پدر و پسر اسکندر کی تلاش مین روانہ ہوئے
فوج بھی ساتھ تھی اسطرف اسکندر نے شاپور شیردل اور عمر ثانی سے راہ مین حالات گذشتہ پوچھے عمر ثانی نے از
اول تا آخر حمزہ ثانی کا حال بیان کیا اور کہا ای شاہزادہ والا قدر کفار نے اس والا جاہ کو تلک خاور مین عقابین پر
کھینچ دیا ہی اگر عرصہ ہوگا خدا نکردہ ضرور ہلاک ہو جائیگا مین نے جا بجا سلاطین کو اسی مضمون کے نامے پہونچا دیے

ہین بالیقین وہ سب سرزمین خاور مین پہونچین گے اسیطرح شاپور شیر دل نے احوال شہزادہ بدیع الملک
کا بیان کیا اور کہا خدا خیر کرے مسلمانون کا ستارہ گردش مین آیا ہوا ہے جب ایسے ایسے سفر دو عمر مسلمانون کا
یہ حال ہو تو عوام الناس کا کیا ذکر یکایک عقب سر نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی کہ باش اے اسکندر پسر حمزہ تو کہان
جاتا ہے میرے ہاتھ سے افسوس کہ مین اسوقت دربار مین موجود نہ تھا شکار کو گیا ہوا تھا بعد کو یہ حال مجکو معلوم ہوا
ورنہ تجکو اور تیرے مددگارون کو ایسی سزا سے معقول دیتا کہ ہمیشہ یاد رکھتا اور اب بھی موجود ہون اگرچہ تو ہماری
قید سے رہا ہوگیا اور نہین معلوم اسکی کیا وجہ تھی کہ میرا پدر تجکو عالم بیہوشی مین یہانتک لے آیا اور مجھکو اس حال کی
مطلق اطلاع نہ دی کہ تو آمادہ فساد ہو ورنہ اسیوقت مین کام بند و بست کرتا ہے ابتک تیرا مقابلہ کبھی نہین ہوا ہے دیکھ میری
قدرت و طاقت کو سب بیان اپنچواری زور دی نشان وکمان کیا ہے وگرز گران اسکندر نے خوب غور سے اسکی
صورت دیکھی بعض نشانات اولاد ابراہیم علیہ السلام نمایان ہوئے حیرت ہوئی کہ یہ کیا بھید ہے اس فرنگی کو یہ جوان
کہان دستیاب ہوگیا شہریار نے کہا اے سکندر کیا حیرت سے دیکھتا ہے اگر مرد میدان ہو کیون نہین ہنگامہ کارزار
گرم کرتا اسکندر اسکا مقابل ہوا شہریار نے چند وار تیرہ کے شہزادہ اسکندر پیچھے پر وار سے معلوم ہوتا تھا کہ اسکندر کی
تربیت نہین دیکھ چند وار ان کے جو اس پاستہ تھے شاپور اور عمر ثانی جرأت سے شہریار کی حرب و ضرب کا تماشا دیکھ رہے
تھے اور آپس مین کہہ رہے تھے کہ ہفت سالگی مین تو اسکا یہ حال شجاعت ہے اگر پورا جوان ہوگا تو کس غضب کی اسکی لڑائی
ہوگی کبھی اسکندر کے حق مین دعا کرتے تھے کہ خداوندا مسلمانون کی عزت تیرے ہاتھ ہے اس طفل ہفت سالہ کے
ہاتھ سے شہزادہ سکندر کی جان بچانا یہان تک کہ پہر بھر کامل رد و بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا اسنے وار کیا
آسنے رد کیا اسنے وار کیا اسنے رد کیا شہریار نے تلوار میان سے کھینچی عمر ثانی نے پکار کے کہا اے سکندر والا قدر خبردار
و ہوشیار ہو جاؤ تمھاری جنگ کا رنگ بد نظر آتا ہے اس طفل کو خورد سال نہ سمجھنا بلا سے بے درمان ہے اگر اسنے تلوار
کا وار کیا اور تمسے وار رد نہ ہو سکا تو قیامت کا سامنا ہو جائیگا علاوہ جان ضائع ہونے کی ندامت بھی ہوگی کہ لوگ طعن
و بہتے کرینگے کہ ایک طفل خورد سال کے مقابلہ مین مسلمانون نے شکست کھائی اگر کوئی جوان پہلوان ہوتا تو کچھ مضائقہ
نہ تھا اسکندر نے کہا اے خواجہ تم تماشا دیکھو انچہ در دیگ است بکفچہ می آید شہریار نے تلوار علم کی اسکندر نے سپر سر کی پناہ کی
تا اینکہ شہریار نے تلوار کا وار سر پر کیا آواز ہاتف پیدا ہوئی آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا شہریار کو اٹھا لے گیا شہریار
نے باواز بلند کہا اے سکندر تیری عمر کا رشتہ ابھی قطع نہین ہوا تھا جو تو میرے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ آج مین تجکو ہرگز
زندہ نہ چھوڑتا جا اپنے اوپر سے صدقہ اتار اسکندر نے حیرت سے جانب آسمان نگاہ کی اور جواب دیا کہ اے طفل تیری
کیا مجال تھی جو تو مجکو کسیطرح کی گزند پہونچا سکتا میرے ہاتھ سے خدا کو تیری جان بچانا تھی جو تو گرفتار غیب ہوگیا الغرض
مین سکندر بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ اس طفل کو دست آسمانی اٹھا لیگیا ورنہ آج عزت نہ بچتی شہریار کو
اسطرف دست آسمانی اٹھا لیگیا اسیطرف بر سپاہ نے گریبان چاک کیا تاب مقاومت باقی نہ رہی ناچار جانب
کوہستان اپنی جائے پناہ کی راہ لی عمر ثانی اور شاپور شہزادہ اسکندر کو لشکر مین لائے اور کہا اے شہزادہ آج خدا نے
بڑی خیر کی کہ اس طفل کیواسطے ایسا سامان غیب سے پیدا ہوگیا ورنہ مجکو بہت تو تشویش تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے سکندر
عمر ثانی کیطرف متوجہ ہوا اور کہا اے خواجہ اسوقت تو مجکو اور خیالات تھے اچھی طرح تمہارے بیان کو نہین سنا
عمر نے بار دیگر مقدمہ تھا مین حمزہ ثانی بیان کیا اسکندر خوب رویا اور کہا اے خواجہ اسے مجھپر فرض ہے کہ پہلے جناب حمزہ ثانی
... سیری کا بھی رہا ہے شاپور شیر دل نے کہا مین بھی ہمراہ

ہون خواجہ عمر سے کہا تم کہاں جاؤگے خواجہ نے کہا مین فرموسیہ کیجانب جانا چاہتا ہون ضرورت ہی ورنہ
تمہارے ہمراہ چلتا چنانچہ رخصت ہو کے روانہ ہوا اسکندر نے تجویز کیا کہ براہ دریا چلنا لازم ہی اسواسطے کہ خاور زمین
جہان تک جلد پہونچون مناسب ہی کنارہ دریا کے آکے کشتیان کرایہ کین خاور کیجانب روانہ ہوا راہ مین دعا و
مناجات درگاہ باری تعالے مین کرتا جاتا تھا کہ خداوندا ایسا نہ ہو کہ دریا مین کسیطرح کا صدمہ پا اور کوئی ایسی وجہ پیدا
ہو جاے جسکی وجہ سے منزل مقصود پر پہونچنے مین تاخیر ہو بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ہوا موافق کر دے چند روز کے
بعد حوالی روم مین پہونچا ملاجان سے ملاقات ہوئی ملاجان کو خلعت گران بہا دیا وہان سے روانہ ہو کے نواح
فرسنیہ مین پہونچا خاقان ناموس امیر صاحبقران یا ناموس اکثر امرا سلیمان فارسی وہان مقیم تھی سلیمان کو
جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ شہزادہ فرخ لقا فرزند امیر ملک فرنگ سے اسطرف کا عازم ہی بلکہ قریب پہونچ گیا ہی کیا
عجب ہی اگر عمر ثانی نے اس شہزادہ والا قدر کو خبر پہونچائی ہو کہ حمزہ صاحبقران ثانی کو گرفتار کر کے ملک خاور زمین
عقابین پر پرویز نے کھینچ دیا ہی شاہزادہ کو خاور زمین لیے جاتا ہی یہ خبر محل مین پہونچی نقارہ شادیانی بجنے کا حکم صادر ہوا
کیونکہ مدت مدید و عرصہ بعید کے بعد مردان اسلام و فرزندان امیر یہان پہونچے تھے ملکہ خاتون ملکہ مہر کمر تاجدار بانوے
حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد سامان دعوت مہیا کیا جاوے اور مجلس عالی منعقد ہو کوئی عالیشان محل اس تقریب
دعوت کیواسطے فرش و فروش شیشہ آلات سے آراستہ کیا جاوے چنانچہ قصر رفیع آراستہ کیا گیا انواع اقسام
خوشبویات سے بسایا گیا مسند نشین پر تخت یاقوت نگار بچھایا گرد و پیش کرسیان اور مسندلیان سلیقہ سے بچھائی
گئین ملکہ گردیہ بانو - گوہر ملک - یاقوت ملک - گیتی افروز - عالم آرا - جہان افروز - ملکہ رابعہ اطلس پوش
مریم ناہید - مہر تاج بخش - ماہ زرین کلاہ - ملکہ گل پوش - قیصر شاہ - شمسہ خاتون - خورشید - ترانہ گوہر پوش
صنوبر بانو - مشک بو - کاکل کشا - ملکہ صاحب - وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی جگہ آن و لنگلون کرسیون بیٹھین وغیرہ
زنان عمر صعوہ جنگی - ماہ مشرقی - گلچہر بدخشی - زلیخا بانو - فتانہ - فتنہ - ماہ تابان - مہر جہان - ملکہ سرو پہتن اہل
محل بہشت آئین مین حاضر ہوئین طرح طرح کے ساز آئے سر درست کیے گئے یہ غزل شروع کی ✤ عشق اس کا جان
کھوتا ہی برنا و پیر کی ✤ اس شاہ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی ✤ بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی ✤ سبحدی سے تجھے تو اگر الٹی کبیر کی ✤
صحرا سے لے چلا ہی مجھے شہر کی طرف ✤ گم عقل ہو گئی ہی جنون سے مشیر کی ✤ لب مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے ✤ سائل
ہر ہے سوال ہی صورت فقیر کی ✤ پیدا کریگا یوسف گمگشتہ جذب عشق ✤ تاثیر اسمین بھی ہی دعائے اسیر کی ✤ قاتل
مثل برق ہو شادی سے خندہ زن ✤ باران غم سے ہی گل آدم خمیر کی ✤ دیوانہ کس کریم کے دروازہ کا ہی دل ✤ زنجیر مین
ہمارے صدا ہی فقیر کی ✤ اللہ رے اس صنم کے بدن کی ملایمت ✤ جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی ✤ خاک شہید ناز سے بھی
ہوئی کھیلیے ✤ رنگ اسمین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی ✤ دم بھر مین اسکا زہر ہوا لے کے سیر کر دیا ✤ آواز بیٹھ گئی ہمصفیر کی ✤ وہ
لعل لعل لب ہی مرے شاہ حسن کا ✤ سودے مین جسکے بکتی ہی گدڑی فقیر کی ✤ دیکھا اسیر کار نہ دیوانہ کا کوئی ✤ اس بادشاہ
کو نہین حاجت وزیر کی ✤ چھیڑا ہی مین نے جاکے برہمن کو دیر مین ✤ لی ہی قسم بتون سے خدائے قدیر کی ✤ جس تودہ سے
مین خمیر ہوئی اپنی خاک آسمے ✤ حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی ✤ آنکلے تجھ کدھر سے کہان یہان سے جائنگے ✤
اون کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی ✤ اس ماہ چاردہ کو ہی حاصل کمال حسن ✤ رخ مین صفا ہی سینہ روشن ضمیر کی ✤ تعریف تیر سے
حسن جوانی کی کیا کرون ✤ طفلی مین تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی ✤ اپنی سندرا توں سے نہ باز آئے آسمان ✤ کودک مزاجی
ہمکو خوش آتی ہی پیر کی ✤ سودا سے راہ یار کا اتنا رہے اثر ✤ جادہ بنی ہی جو چھٹے زمین پر لکیر کی ✤ اس گول چشم سا نرگس

دیکھا ہو نہ سنا ❊ آتش قسم ہی ذات سے وبصری ❊ ملکہ گوہر بانو اور گوہر تاجدار نے خواجہ سراؤن کو اسکندر کے
استقبال کیواسطے بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہمارا دل تمہارے دیکھنے کو بہت چاہتا ہی ہم تمہارے آنے سے بہت خوش
ہوئے شاہ سلیمان منتظر پیش خیمہ اردشیر کوہ بندیل گیران۔ فارس کرگدن سوار بہرام مشت زن بھی
اسکندر کے استقبال کیواسطے آئے شاہ سلیمان دور سے پیادہ ہوا اسطرف سے شاہزادہ سکندر بھی پشت مرکب
سے زمین پر آیا بکمال شوق ومحبت دونون بغلگیر ہوئے تمام اہل شہر مع تحفہائے مختلفہ شاہزادہ سکندر کے دیکھنے
کیواسطے آئے غرضکہ خواجہ سرا اسکندر کی خدمت مین حاضر ہوئے ملکہ گوہر تاج کا پیام عرض کیا اسکندر نے کہا اچھا
توقف کرو مین چلتا ہون حمام کرکے لباس تو تبدیل کیا خواجہ سراؤن کے ہمراہ محل مین پہونچا لشکر بیرون شہر مقیم
رہا سنا اوپر اپنی مادر گرامی کی خدمت مین پہونچا بکمال ادب آداب عرض کیا اس خاتون سراپردہ عصمت نے
بکمال شفقت ودعاوی افراط محبت سے اپنے فرزند کا سر سینہ سے لگایا سکندر اپنی مادر گرامی کی خدمت مین حاضر
ہوا آداب عرض کیا ملکہ مہر تاج بخشش اپنے فرزند کو دیکھکے محبت مادری سے بیتاب ہو گئی از سر تا پا سکندر کی
بلائین لین اور کہا ای نور نظر خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ تمکو صحیح وسلامت دیکھا یہان مجھکو طرح طرح کی بد خبرین
پہونچی تھین ہر روز علی الصباح سر برہنہ زیر آسمان تمہاری سلامتی کی دعا مانگتی تھی سکندر نے کہا ای مادر گرامی قدر
حضور کی برکت دعا سے مین اسوقت تک صحیح وسلامت ہون ورنہ ایسی ایسی مہلکون مین گرفتار ہو گیا تھا کہ جان
کا بچنا محال تھا ملکہ گوہر بانو اور ملکہ گوہر تاج والدہ نہایت شفقت سے پیش آئین سکندر نے انکے پاؤن پر سر
رکھدیا اور کہا ای تاجداران ممالک عزت وعظمت یہ خادم حاضر خدمت ہی جو حکم ہو بسر وچشم بجا لائے ان دونون ملکاؤن
نے دست شفقت اسکے سر پر رکھا اور کہا ای فرزند تو ہمارا نور نظر ہی تیرے دیدار سے ہماری آنکھون کو خنکی حاصل
ہوئی یہ کہکے اپنے پہلو مین جگہ دی اور حکم دیا کہ رقص ونوا کا ہنگامہ گرم ہو فوراً زنان مطرب ورقاصہ حاضر ہوئین پیشتر
سب نے مبارکباد گائی بعد یہ غزل شروع کی ❊ قیامت پائمال جلوہ رفتار دلبر ہی ❊ جو اسکا نقش پا ہی غیرت خورشید محشر ہی ❊
نہ جاوے نامہ بر اسکی گلی مین جان کا ڈر ہی ❊ کبال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہی ❊ قیامت کیون نہ ہو جسدم چڑھا لے
آستین قاتل ❊ صفائی ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہی ❊ دہن ہی چشمہ آب بقا خط ہی خضر آسا ❊ سکندر جو دل میں ہی ... ❊
گویا سکندر ہی ❊ کسیکے خط مشکین کے تصور مین جو رویا ہون ❊ ہر اک پارہ دل رشک سنگ مرمر ہی ❊ نکلا تیکا
تلکے تلنے اسکی راہ دم اک دن ❊ غنیمت ہی جو میرے نجارہ کا قبلہ ودیر ہی ❊ رہا بیتاب ❊ نالان زندگی بھر وادی غم مین ❊
خداوندا جرس شاید میرے طالع کا اختر ہی ❊ بلائے عشق سے بھاگون تو کیونکر کہان ❊ ہر اک طفل ترسیدہ ❊
پناہ آغوش مادر ہی ❊ اوڑا جاتا ہون اس کوچہ مین بے اختیاری مین ❊ وہ دیوان ہون مین سے پیمنت اور جذب
باد صرصر ہی ❊ شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمار ہجران کو ❊ کہ آب زندگی سے بھی مجھ کو آب خنجر ہی ❊ ملکہ گوہر بانو شہزادہ
سکندر کیجانب متوجہ ہوئی اور کہا ای فرزند ارجمند اگرچہ مجھکو نہ بیاہی کہ تمہارے کی نسبت کچھ تم سے پوچھون مگر اتنا
کہنا چاہتی ہون کہ تم اسوقت کسیقدر متفکر معلوم ہوتے ہو اگر تم مادی ہو تو مین مانع نہین ہون اسکندر نے کہا
اول تو مین ایسا شوق نہین رکھتا اور بالفرض ایسا شوق ہوتا بھی تو یہ کون موقع تھا کہ جناب قبلہ والا قدر گرفتار کی
قید مین مبتلا ہون اور مین مدہوشی مین مبتلا ہوتا جو مین ان خواتین نے صاحبقران ثانی کی عقابین جو مکینے کا حال سنا
زار وقطار رونا شروع کیا علی الخصوص ملکہ گوہر جاندار دختر نوشیروان کا وہ خراب حال ہوا کہ نوبت ہلاکت کی
پہونچی جب سب خواتین نے دیکھا کہ ملکہ کا حال نہایت ردی ہی سب نے فہمائش کرنا شروع کی کہ ای ملکہ کیون اسقدر

ہلاک ہوتی ہوا گرچہ حمزہ ثانی فی الحال گرفتار بلا ہو گئے لیکن سرزمین خاور میں پرویز نے عقابین پر کھینچ دیا ہی کچھ تردد
کی بات نہیں ہی پیشتر دلاور اوس والا جاہ کی رہائی کیواسطے چلے جاتے ہیں ممکن کیا کہ کوئی ضلالت شعار اوس
عالیجاہ کے موے بدن کو کسی نوع کا صدمہ پہونچا سکے سرزمین خاور کی زمین اُلٹ دی جاویگی ایک متنفس وہان
زندہ نہ رکھا جائیگا اگرچہ پرویز نے حمزہ ثانی کو گرفتار کیا مگر اس بات کو وہ بھی جانتا ہی کہ حمزہ ثانی کا ہلاک کرنا سہل
نہیں ہی صرف مسلمانون کو خائف کرنے کی غرض سے اوسنے یہ بند و بست کیا ہی جب اسطرح کی فہمایش سے ملکہ
گوہر جاندار کو سکون ہوا ملکہ گردیہ بانو نے شہزادہ بدیع الملک کا حال پوچھا اسکندر نے کہا بدیع الملک ایران
کی طرف گئے تھے میں نے بھی سنا تھا کہ ملک خراسان اور مازندران فتح ہو گیا فی الحال اوس والا جاہ کا حال نہیں معلوم
ہوگیتی افروز اور عالم آرا نے شہزادہ رستم ثانی کا حال پوچھا اسکندر نے کہا شہزادہ رستم ثانی قاف کیجانب گئے
ہوئے ہیں غرضکہ شاہزادہ سکندر شہر میں تین روز تک مقیم رہا چوتھے روز سب سے رخصت ہو کے ہمراہ فوج
و لشکر ملک خاور کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ سکندر کو ملک خاور کیجانب روان رکھا جاتا ہی اور کچھ حال داراب کشور کشا اور خروج لاجورد شاہ کا قلمبند ہوتا ہی

روز شمار بخشنا مجھے لئیم کا ÷ تھا کام اوس خدا سے غفور الرحیم کا ÷ ثنا کی ہو کہنہ ذات سے ادراک سے ہنوز ÷ ہو اندیشہ نارسائی
عقل فہیم کا ÷ وحدت سے اوسکے پھر مراتب کثرت ہوئی شروع ÷ احمد سے جب احد میں لگا صفر میم کا ÷ حسرت سے ناظر
لب جان بخش ہی ہنوز ÷ اعجاز حشر و نشر عظام رمیم کا ÷ بالطبع راستون کو تقدم کیون نہو ÷ ابجد میں رتبہ بعد الف سے ہی
بیم کا ÷ خالد الشکستگی ہی کلید در فتوح ÷ اندیشہ ذوالفقار ہی ہر دل دو نیم کا ÷ نقطہ ملائکہ کے قصیدے سے گر گیا ÷ یہ تنگ قافیہ
ہوا دیو رجیم کا ÷ شام فراق کی شب یلدا ہوا ایک ورق ÷ میرے سیاہ نامہ کی جلد ضخیم کا ÷ زلف صنم ہی طول میں اپنا
سیاہ ÷ مجموعہ خوب ہی میرے خلق ذمیم کا ÷ امید ہی کہ جاؤنگا سیدھا بہشت میں ÷ گنہگار وار ہوگئے رہ مستقیم کا ÷
ناکل کرون چراغ گناہ جل خصال ÷ دم مارتا ہون گلشن عفو قدیم کا ÷ گر آرزو سے روضہ دار السلام ہی ÷ سائل صبا الخدا
سے ہو قلب سلیم کا ÷ راویان اخبار تازہ و مخبران مضامین بے اندازہ کا بیان ہی کہ داراب کشور کشا کی کشتیان تباہ
ہوتی ہوئی جانب نامعلوم چلی جاتی تھیں اور ہر ایک سوار کشتی اپنی زندگی سے نا امید تھا دعا و مناجات کا بھی کوئی
وسیلہ باقی نہیں رہا تھا چند روز کا زمانہ گذرا تھا خیال تھا کہ اگر خدا کو بچانا ہوتا تو ہم سب اس طوفان سے نجات پا کے
ساحل عافیت پر پہونچ جاتے معلوم ہوتا ہی کہ اب ہماری عمر کا جام لبریز ہو چکا ہی دفعتاً ایک کشتیبان نے پکار کے
کہا اے سواران کشتی تمکو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہماری کشتیان قریب کنارہ کے پہونچ گئیں اگرچہ ابھی بہت
سے کنارہ دور ہی تاہم تمکو یہ بات خوب معلوم ہی کہ اگرچہ کیسا ہی طوفان آئیگا لیکن مقام دریا کا ایسا ہی کہ کسی
کشتی کو کسیطرح کا صدمہ نہیں پہونچ سکیگا سواران کشتی بہت خوش ہوئے دوربینون سے دیکھا ایک مکان
عالیشان دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہ مکان کیسا ہی کسی نے کہا یہ مکان نہیں ہی کوئی پہاڑ ہی جسکی چوٹی مکان کی
طرح معلوم ہوتی ہی کشتی بانون کے اختیار میں کشتیان ابھی تھیں انھون نے کشتیون کو اوسی جانب روان کیا
تین پہر میں وہ کشتیان اوس مکان کے قریب پہونچیں معلوم ہوا کہ واقعی مکان ہی راوی کہتا ہی کہ وہ مکان سوروگی
زہرہ وشاہ بن الابوست باختر کا تھا اوسکے ناموس کا اوس مکان میں قیام تھا اسبازہرہ وشاہ بن الابوست باختر کا
ایک لڑکا ہی جسکا نام لاجورد شاہ ہی جسکا پچیس برس کا سن ہی اور نہایت زبردست ہی فن جنگ و حرب میں
بھی کمال رکھتا ہی فوج و لشکر کی بھی کثرت ہی ایک روز اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا تمام امراء [illegible]

ندماے دربار میں تھا بعض ندماے معزز نے کہا اے بادشاہ اگرچہ تم ابھی کم سن ہو زمانہ گذشتہ کے حالات سے تمکو
اطلاع نہین ہی ہمکو بیشتر حالات سے اطلاع ہی فلہذا ہم تمکو اطلاع دیتے ہین کہ تمھارے پدر والا قدر زمرد شاہ ملک
باختر کے خدا گنے جاتے تھے اُنکے مذہب کی چار کتابین ایک فلا ماک ۔ دوسری لاافلاک ۔ تیسری جنت الاستجاب
چوتھی کشاتوش جنگ المطالب ۔ اسیطرح اُسکے چار پیغمبر سمجھنا چاہیے جنت دوزخ کو بنایا باوجود اس اہتمام و
انتظام و احتشام حمزہ نام ایک شخص خداے نادیدہ کا پرستش کرنیوالا آیا ملک باختر پر قبضہ کرلیا زمرد شاہ کو
گرفتار کرکے دار پر باندھا اور تیرباران کیا خیر یہ بدعت تمھارے باپ کے ساتھ اُس خداپرست نے کی اور تمھارا
باپ برادر یاقوت شاہ جبرئیل یعنے لاہوت تھا غضنفر بن اسد نے سلیمان ثانی کی مدد سے ہلاک کیا اور تمھارے
چچا لاہوت غول بچہ کو بدیع الملک نے ہلاک کیا اب ہمکو اس بارہ مین کمال حیرت ہی کہ تم اس قدر قدرت و
طاقت رکھتے ہو اور اپنے بزرگون کا عوض خداپرستون سے نہین لیتے اگر اونسے کبھی ہوتا ہی اُسکو بھی اپنے
بزرگون کی عزت کا پاس ہوتا ہی یہان تو عزت اور جان دونون کا ضرر ہوا اور اسوقت تک خداپرستون
کو اُن کی اس سفاکی کا عوض نہین دیا گیا قطع نظر اسکے تمھارے باپ خداوندی کا دعوی کرتے تھے پھر تم مین کیا
کمی ہی وہی ملک وہی جاہ وہی حشمت پھر خداوندی کیواسطے اور کیا درکار ہی ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ تخت خداوندی
کو آراستہ کرکے اُسپر جلوس کیا جاوے اور خداپرستون سے یکے بعد دیگرے اپنے بزرگون کا عوض لیا جاوے کہ ہمکو بھی
خداوند بت بزرگ کو رواج دینا منظور ہی پس جسکو بت پرستی منظور ہو وہ ہمارے حضور مین حاضر ہو اور سجدہ کرے
ورنہ آمادہ پیکار ہو لاجورد شاہ بہت خوش ہوا اور کہا واقعی تمھاری راے بہت صائب ہی میری نظر اسطرف نہ تھی
سے اگرچہ نتوانند بیر تمام کندہ میرے پدر زمرد شاہ نے بت پرستی کو رواج دینا چاہا لیکن کام حسب مراد
انجام کو نہ پہونچا بلکہ اسکا عکس ظہور مین آیا کہ خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اب مین خداوندی کا دعوی
کرکے مسلمانون سے باپ کا عوض لون اور دین بت پرستی کو رواج دون باپ سے زیادہ مشہور ہون
مگر اتنی بات یہ تو بتاؤ کہ اس کام کی ابتدا کسطرح ہو اُن منحوسون نے کہا اس کام کی ابتدا اسطرح کیجاوے کہ نامے لکھکر
اطراف مین زمرد پرستون اور لاہوت پرستون کو بھیجے جاوین تاکہ وہ سب یہان آکے جمع ہون تب حملہ کرین
بعد اسکے سفر کیجاوے کسطرح خداپرستون سے بزرگون کا عوض لیا جاوے لاجورد شاہ نے قلم اُٹھاکر اطراف
و جوانب کے لیے نامہ کی اسطرح ابتدا کی بہت کچھ تعریف لات اور بے نہایت صفت منات کے بعد اسکی بندگی اور
اسکی سرافگندگی کرنے والون کو صاف طور سے اطلاع دیجاتی ہی کہ فی الحال اینجانب کو خداوندان مسطور نے اپنا مقرب
قرار دیا ہی جسطرح پدر بزرگوار مقربان بارگاہ سے تھے اب کہ خداوند بت بزرگ نے اُنکو افراط محبت سے اپنے پاس بلا
لیا ہی بندگان خداوند نے گمراہی پر کمر مستحکم باندھی ہی علی الخصوص خداے نادیدہ کے پیرودن نے بہت سر اُٹھایا ہی انہین
کی سرکشی سے عاجز ہوکے پدر انجہانی یعنے زمرد شاہ نے اس جہان فانی کو چھوڑکے خداوند بت بزرگ کی صحبت مین
رہنا گوارا کیا اب اینجانب نے مصمم ارادہ کرلیا ہی کہ خداپرستون کو اُنکی سرکشی کی سزا دون اور خداوند کی بندگی کیواسطے
مجبور کرون پس اس کار خیر مین جسکو شریک ہونا ہو اور خداوند کی خوشنودی مطلوب ہو اُسے کو جلد میری خدمت مین
پہونچنا ہے اور خداوند کی رضامندی حاصل کرے ورنہ بعد کو بہت افسوس کریگا پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا ۔ سہ
بر رسولان بلاغ باشد و بس ۔ جب اسطرح کا مضمون تیار ہوا کاتبون سے متعدد نامے تیار کرواکے جابجا سلاطین بت پرست
کے نام بھیجے تخت خداوندی آراستہ کروایا نشست سپہ سالاری بھی مقرر کی مجارقانہ ناگاہ محرق بن محرق اشارہ کرون

نام ایک گبر پیر کہ تھا اُسکو مشیر دست راست بنانا چاہا مگر پھر خیال آیا کہ اور بھی گبر نہایت چالاک و ہوشیار موجود
ہین اگر خود ہی محارق کا نام لونگا یہ سب برخاستہ خاطر ہونگے کہا ای یاران مددگاران اینجانب اگر تم لوگ میری
خداوندی قبول کرنیکو مستعد ہو تو مجھکو کسیقدر ایسے اختیارات دو کہ جو کچھ مین چاہون اُسکی نسبت تم سب سے
مشورہ کر سکون سب نے کہا جو کچھ چاہو مشورہ کرو ہم سب رائے صائب دینے کو موجود ہین لاجوردشاہ نے
کہا پہلا امر مشورہ طلب یہ ہی کہ وزیر و مشیر دست راست اپنا کسکو قرار دینا چاہیے اُن سب مکارون نے کہا
ہم سب تابع فرمان حاضر ہین خداوندی کی رائے مین جو اس عہدہ کے لائق ہو اُسکو سرفراز کیا جاوے لاجوردشاہ
نے کہا اگر میری تجویز پر محمول کرتے ہو تو جسکو مین تجویز کرون اُسکی نسبت کچھ اعتراض نہ کرنا سب نے کہا کیا
مجال ہی لاجوردشاہ نے کہا میرے نزدیک اس عہدہ کے قابل محارق ہی تم سب جانتے ہو کہ اُسکے باپ محرق نے
خداوند سابق کے ساتھ کیسی کیسی جان فشانی کی اور پھر اُسکے دادا مخترق نے کیا کم خداوندیت بزرگ کی رفاقت
کی اگر خداوندیت بزرگ میرے پدر کو اپنی محبت مین نہ کھینچنا چاہتا تو خدا پرستون کی کیا طاقت تھی جو محرق
ایسی مقرب بارگاہ خداوندی کی موجودگی مین میرے پدر زہردشاہ کو کسطرح کا صدمہ پہونچا سکتے سب نے بالاتفاق
کہا کیا شک ہی غرضکہ اُسیوقت محارق منارہ گرون کو دربار مین طلب کیا خلعت وزارت بخشا سپہسالاری
کی جگہ بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا ای حاضرین دیکھو یہ شخص میرا نہ دیرینہ ہی اسکی عقل و متانت پر مجھکو بہت کچھ بھروسہ ہی
سب نے دست بستہ عرض کی بہت درست ارشاد ہوا لاجوردشاہ نے کہا اگرچہ فوج و لشکر موجود ہی لیکن
اور فوج و لشکر مہیا کرنیکی تدبیر تم سب کرو سب نے کہا بہت خوب یہ کہکے چند گبر اُٹھے بازارون مین گئے اور
منادی کی کہ لاجوردشاہ خداوند آخر نے اپنے پدر انجہانی یعنی زہردشاہ کا عہدہ خود اختیار کیا ہی خداوندیت
بزرگ کی تقدیر اسیطرح جاری ہوئی ہی فالحال بت پرستی رائج کرنیکی غرض سے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے
والون کو سزائے معقول دینا مقصود ہی اُسکے واسطے فوج جمع کیجاتی ہی جس کسی کو خداوندیت بزرگ کی حمایت
اور مرضی منظور ہی وہ لاجوردشاہ لشکر گروہ خداوندی کی ملازمت اختیار کرکے دین و دنیا دونون کو حاصل کرے
ورنہ بعد کو افسوس ہوگا اگرچہ خداوند ہر طرح اپنے مخالفین کو سزائے معقول دے سکتا ہی تاہم مقتضائے انصاف
اُسنے یہ سمجھا کہ حجت تمام کرنیکی غرض سے حسب ضابطہ دنیا اون کو تنبیہ کیا جاوے بس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جوق
جوق گروہ گروہ لوگ آتے تھے اور لاجوردشاہ کی ملازمت اختیار کرتے تھے چند ہی روز مین تیس ہزار سوار اور
پچاس ہزار پیادہ کی جمعیت لاجوردشاہ کی مہیا ہوگئی جو کوئی ملازمت کی درخواست کرتا تھا لاجوردشاہ تملق و
محبت پیش آکے خداوند سے سفارش کرنیکا وعدہ کرتا تھا ہر شہر و دیار جو اس مقام سے ملحق تھا اپنے قبضہ مین
لے لیا اطراف و جوانب مین خداوندی کا ڈنکا بجوا دیا وہان سے قریب نیلی حصار ایک صوبہ تھا صاحب حاکم
نیلی حصار کو اس مضمون کا نامہ پہونچا اگرچہ وہ بھی بت پرست تھا لیکن اس خیال سے کہ لاجوردشاہ
اطراف و جوانب کے ممالک کو اپنی سرحد مین شامل کر رہا ہی بالیقین اس ملک کو بھی اپنی حکومت مین شامل
کریگا بہت برہم ہوا اور اپنے مشیرون کو بلا کے کہا تم سب کی کیا رائے ہی لاجوردشاہ اپنے کو خداوند قرار
دیکے اس ملک پر بھی قبضہ کر لیگا اُن سب نے کہا خداوندی کی شان یہ نہین ہی کہ خواہ مخواہ کسی کی ریاست کو زبردستی
مین لائے ہان یہ اور بات ہی کہ اپنے خداوندی کا جلوہ دکھا کے حکام اطراف کو اپنا معتقد کرے کہ ہر ایک
بخوشی اطاعت اختیار کرے شاہ حصار نے کہا میرا بھی خیال ہی تاہم کیا کرنا چاہیے مشیرون نے کہا لاجوردشاہ

کو اس مضمون کا نامہ لکھا جاوے کہ ہمکو فی الحال اپنے کاروبار سے متعلقہ ریاست سے اسقدر فرصت نہین ہے کہ کسی
کی مدد و حمایت کو یہان سے حرکت کرین علاوہ ازین ابھی ہمکو یہ بات بھی تحقیق نہین ہوئی کہ خداوند بت بزرگ
نے کسکو اپنا نظر کردہ بنایا ہے ایسی حالت مین جو کوئی اپنے کو خداوند کا نظر کردہ ظاہر کرتا ہے اپنی کرامات اسطرح کی دکھائے
کہ ہمکو اسکی خداوندی کا یقین ہوجائے اسوقت ہمسے جسطرح کی مدد و حمایت ممکن ہوگی دریغ نہ کرینگے ورنہ ہم مجبور ہین سمجھے
جاوین نیلہ حصار نے اسیوقت اسطرح کے مضمون کا نامہ لکھوایا اور لاجوردشاہ کے پاس بھجوایا لاجوردشاہ
اس مضمون کے نامہ کو پڑھکے ازسرتاپا غیظ و غضب ہوگیا محارق اپنے وزیر دست راست کو یہ نامہ دکھایا
اور کہا کیا رائے ہے محارق منارہ گردن نے کہا اے خداوند اس نامہ کے مضمون سے تو صاف ظاہر ہے کہ حاکم
نیلہ حصار مخالفت پر آمادہ ہے جب اپنے ہمسرون کا یہ حال ہے تو غیر مشرب کا کیا ذکر میرے نزدیک بہتر حاکم
نیلہ حصار ہی کا قصہ پاک کر لیا جاوے تاکہ بار دیگر کسی دوسرے حاکم کو سرتابی کی جرأت نہو فرض کیا کہ مسلمانون
کو زک دیکے اپنی کرامات کا اعلان کیا جاوے تو یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ خداوندی کی فوج سر بسر ہو بیشتر ایسا ہوا ہے کہ
خداوند کو اپنے بندگان منحرف کے حال پر رحم آگیا اور وہ غالب آگئے اگر ایسا اتفاق ہوگیا تو غضب ہو جائیگا پھر
کبھی خداوند کا رنگ نہ جمیگا تمام فوج منحرف ہو جاویگی ہر متنفس کو یہ کہنے کا موقع ملیگا کہ حاکم نیلہ حصار معتقد نہین
ہے تو ہم بھی نہین ہین لاجوردشاہ کو محارق منارہ گردن کی یہ رائے پسند آئی فوراً حکم دیدیا کہ ہماری تمام فوج مسلح
ہو اور حاکم نیلہ حصار پر فوج کشی کی تاریکی شب مین نیلہ حصار سے خود لاجوردشاہ کے پاس آیا اور کہا اے نظر
کردہ خداوند میری سمجھ مین یہ بات نہین آئی کہ مجھپر فوج کشی کیون کی ہے مین مخالفین مین سے ہرگز نہین ہون لیکن
میری غرض صرف اسقدر ہے کہ خداوند کی خداوندی مجھپر ثابت ہوجاوے اور وہ ثبوت اسوقت کافی ہو جائیگا جب
مسلمانون سے مقابلہ کرکے انکو اپنا مطیع کرینگے لاجوردشاہ نے کہا ہمکو کچھ ضرورت نہین ہے کہ اپنی خداوندی کے
دلائل تیرے روبرو پیش کرین بہرنوع خداوند کی یہی مرضی ہے کہ نیلہ حصار پر اپنا قبضہ کرلیا جاوے اور تجھکو وہان سے نکال
دیا جاوے نیلہ حصار اس بے معنی بات کو سنکے تاب ضبط نہ لایا کہا اے لاجوردشاہ یہ کسیطرح ممکن نہین ہے کہ بغیر
دلیل و برہان تیری خداوندی کا قائل ہو جاؤن اور تیری اسوقت کی تقریر سے اور بھی میرے دل مین شک پیدا ہوا
لاجوردشاہ کے قریب محارق منارہ گردن موجود تھا اسنے افسران فوج لاجوردی کو اشارہ کیا سب نے فوراً نیلہ حصار
کو گرفتار کرلیا اسوقت نیلہ حصار نے پکار کے کہا اے لاجوردشاہ یہ خداوندی تو نہین ہے خواہ مخواہ کی زبردستی اور
بے ایمانی ہے آخر کس قصور پر مین گرفتار کیا جاتا ہون لاجوردشاہ نے کہا تو نے اپنے خداوند کی عدول حکمی کی اسنے کہا
اسکو کون عدول حکمی کہیگا کہ تو نے یکایک اپنے کو خداوند کا نظر کردہ ظاہر کیا جسکی نہ کچھ دلیل ہے اور نہ کوئی برہان ہے تجھسے
تو مسلمان ہزار درجہ بہتر ہین کہ اگر ان کی حقیقت مذہب اسلام کے دلائل پوچھیے تو وہ بہت خوش ہوتے ہین اور سمجھ
لینے کا بخوبی موقع دیتے ہین لاجوردشاہ نے کہا کسی مذہب کے سمجھنے کا موقع وہ دیتا ہے جسکا مذہب باطل ہوتا ہے اور جسکا
مذہب ہرطرح حق ہے اسمین سمجھانے اور دلائل پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے نیلہ حصار نے کہا تو صاف لفظون مین کیون نہین
کہتا کہ ملک نیلہ حصار کو قبضہ مین لے آنیکا ارادہ ہے خداوندی اور مذہب بت پرستی کا ذکر برائے نام ہے تف ہے تجھپر اور
اس تیری بے ایمانی پر آگاہ ہو کہ اسوقت مجھپر حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہوگئی تیرے مذہب کے تیرے پاس دلائل ہی
نہین ہین بیان کیا کریگا یہ کہکے بصفائی قلب کلمہ طیبہ پڑھا اور باآواز بلند کہا سب گواہ ہین کہ مین نے کلمہ طیبہ پڑھا ہے اور دین
[illegible] کا ثواب مجھکو بعد ہلاکت ملیگا لاجوردشاہ افراط غصہ

سے مثل بید کانپ رہا تھا لوگ اجلاد کو بلا کے کہا جلد اسکو قتل کرو حسب الاتفاق لشکر اسلام کا ایک عیار یہان کی خبر لینے
کیواسطے دربار لاجوردی مین موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ یہان سامان قتل نیلہ حصار کا بہم پہونچ گیا شخص بے قصور یہ کافر
اس مرد مسلمان کو قتل کرنے پر آمادہ ہو تیر کی طرح لشکر حصارے مین پہونچا اور کہا ای اہل نیلہ حصار کیا بے خبر بیٹھے ہو تمہارا
سردار لاجوردی کے ہاتھ سے محض بے قصور ہلاک ہوتا ہے مقتضا نمک حلالی یہ ہے کہ اپنے سردار کی جان بچاؤ اگرچہ مین
بھی لاجوردشاہ کا ملازم دیرینہ ہون مگر تمہارے سردار کا خون ناحق نہ دیکھ سکا تمکو خبر دینے آیا ہون یہ سننا تھا کہ تمام
فوج نیلہ حصار تلوارین کھینچ کر دوڑی اور درّانہ خیمہ لاجوردی مین داخل ہوکے اپنے سردار یعنی نیلہ حصار کو چہار
جانب سے گھیر لیا اور سب نے آواز بلند کہا او لاجوردشاہ مردود بے ایمان و دغاباز تو کیسا خداوند کا منظور کردہ ہے کہ اپنے
ہم مشربون کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہے آیندہ تجھسے کیا امید ہو سکتی ہے تف ہے تجھپر اور تیری اس بیہودہ خداوندی
پر یہ کہکے نیلہ حصارے کو وہان سے لے آئے جب نیلہ حصارے اپنے مقام پر پہونچا پوچھا تم لوگ کسطرح مجھ
تک پہونچے مین تو عنقریب ہلاک ہوا چاہتا تھا اگر ایک لمحہ تم لوگ نہ پہونچتے تو وہ مردود مجھکو ہلاک کرتا ان سب
نے کہا ای پادشاہ واقعی ہمکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ حضور تنہا اُس موذی کے پاس گئے ہین یہان دفعتاً ایک شخص آیا
اور اُسنے کہا کہ تمہارے سردار کو محض بے قصور لاجوردشاہ ہلاک کرتا ہے جلد مدد اور کمک پہنچاؤ ورنہ ہلاک ہو جائیگا
ہم سب یہان سے روانہ ہوئے نیلہ حصارے نے کہا وہ شخص مجھپر میرا دوست کون تھا انھون نے کہا اُس
شخص نے یہ بھی بیان کیا کہ مین لاجوردشاہ کا ملازم ہون نیلہ حصارے نے کہا اُسکو بلانا چاہیے مین بھی اُسکی صورت
دیکھون اور اُسکو اس کام کے عوض مین کچھ انعام دینا چاہیے لوگ اُسکے تجسس مین گئے حتے کہ وہ عیار لشکر اسلام
لاجوردشاہ کے لشکر مین ملا اُس سے پوشیدہ کہا کہ ای جوان چل تجھکو ہمارے بادشاہ نے بلایا ہے وہ عیار نیلہ حصار
کے پاس آیا اور بطرز اسلام نیلہ حصارے کو سلام کیا اب تو نیلہ حصارے نے بغور اُسکی صورت دیکھی اور کہا ای
جوان تو لاجوردشاہ کا ملازم ہے اور مسلمانون کیطرح سلام کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے اُس مرد مسلمان نے کہا لاجوردشاہ
تو کیا اسکا باپ دادا بھی مجھکو ملازم نہین رکھ سکتا مین لشکر اسلام کا عیار ہون خبر کیواسطے لشکر لاجوردی مین موجود
رہتا ہون اُسوقت مین نے دیکھا کہ تمنے کلمہ طیبہ پڑھا اور حقیت دین اسلام کا اقرار کیا مجھپر فرض ہوا کہ تمہارے
بے قصور ہلاک ہونے سے تمکو بچاؤن حتے کہ فوراً تمہارے لشکر مین آکے خبر دی نیلہ حصارے نے اُس سے مصافحہ کیا
اور کہا ای اہل نیلہ حصار آگاہ ہو کہ جو کچھ شک دین اسلام کا میرے دل مین باقی تھا وہ بھی اب میرے دل سے دور
ہو گیا واقعی یہ برکت دین اسلام کی تھی جو مین لاجوردشاہ کے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ زندہ آنا محال تھا مین تمکو اس
بات کی ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس گمراہی کو چھوڑدو اور مذہب حق اسلام کو اختیار کرو لاجوردشاہ اور اسکا باپ
دادا سب بے ایمان اور جھوٹے ہین خداے واحد لاشریک سچا اُسکے پیغمبر اور بندگی کرنے والے سب سچے بھلا یہ
کسکی عقل گوارا کر لیتی ہے کہ زمرد شاہ خداوند تھا اُسکے مرنے کے بعد لاجوردی کی طرف خداوندی منتقل ہوائی اگر اُسکی خداوندی
کی کچھ وقعت ہوتی تو وہ کیون مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا یہ تمام کرشمے دنیاداری کے ہین میرے دل مین
اسیوقت شک پیدا ہوا تھا جب اُسکا نامہ پڑھا تھا غرضکہ نیلہ حصارے نے ایسی تنبیہ و تعلیم اُسوقت کی کہ تمام
فوج نیلہ حصارے بصفائی قلب مسلمان ہوئی اور اُس عیار لشکر اسلام نے تمام اصول و فروع مذہب اسلام سے
اُن سبکو آگاہ کیا نیلہ حصارے کو بھی عقائد اسلام تعلیم کیئے پھر رخصت چاہی اُسنے کہا مین یہان قیام نہین کر سکتا
اپنا کام انجام کو پہونچاتا ہان اگر زندہ رہا تو انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی نیلہ حصارے نے خلعت گران بہا منگایا اُس عیار

کو دیا اور رخصت کیا اسطرف کا حال سنیے کہ جب نیلا حصار سے صحیح و سلامت نکل گیا محارق منارہ گردن نے
کہا اے بادشاہ غضب ہوا کہ نیلا حصار سے زندہ یہاں سے نکل گیا مزید بران یہاں سے مسلمان ہو گیا اب اہل لشکر کیا
کہیں گے کہ ایک متنفس بادشاہ کے پاس آیا اور طرح طرح کی گستاخی کر کے زندہ نکل گیا اور بادشاہ سے کچھ نہ ہو سکا تو لشکر
اسلام سے مقابلہ کیا ہو سکیگا لاچور دشاہ نے کہا اے محارق منارہ گردن زور بازوے من یہ تو کیا کہتا ہے اگر میں طرح نہ دیتا
تو یہاں کشت و خون کی نوبت آجاتی محارق نے کہا پھر کیا ہوتا کشت و خون سے ڈرتا ہے تو بیکار فوج جمع کی ہے اور مسلمانوں
سے مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا ہے طرفہ تر یہ کہ نیلہ حصار سے یہاں تنہا تھا اسکی فوج کو کسی نے اطلاع دی جو وہ دوڑ آتی میرے
نزدیک یہیں کے مارے موں یہیں سے کسیکا کام ہے لاچور دشاہ نے کہا اے زور بازوے من جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب بتاؤ
کیا کرنا چاہیے میرے لیے تو مقدم کام ملک باختر کا فتح کرنا ہے اگر مناسب سمجھو پہلے نیلہ حصار سے سمجھ لو ورنہ اس سے
قطع نظر کرو پھر دیکھا جاویگا محارق منارہ گردن نے کہا نیلہ حصار سے تعرض کرنا بیکار ہے وہ مسلمان بھی ہو گیا ہے
اگر اس سے مقابلہ کیا جاویگا مسلمانوں کو ضرور خبر پہونچیگی وہ سب یہیں آکے جمع ہو جاوینگے نیلہ حصار سے کو پہنچے
لیکن تجھ خداوند کی جان کے یہیں لالے پڑ جاوینگے لاچور دشاہ خاموش ہو رہا محارق منارہ گردن نے [illegible] فتح باختر
کشتیاں منگائیں لاچور دشاہ وغیرہ ان کشتیوں پر سوار ہو کے جانب باختر روانہ ہوئے صبح کا وقت تھا کہ داراب
کشور کشا کی کشتیاں لاچور دشاہ کی کشتیوں کے قریب پہونچیں مسلمانوں نے کفار کے علمہاے سیاہ دیکھے داراب
کشور کشا نے کشتیبانوں کو حکم دیا کہ جلد ان کشتیوں کو کفار کی کشتیوں کے قریب لیچلو خبردار یہ کشتیاں نکل نہ جاویں
ان پاجیوں نے بہت سر اٹھایا ہے ان کشتیوں کو اسی دریا میں غرق کرو جب کشتیاں قریب کفار کی کشتیوں کے
پہونچیں مسلمانوں نے پکار کے کہا اے بدبختو تم کہاں جاتے ہو ہم تمہاری جان کے عزرائیل آپہونچے کفار نے جواب
دیا کہ ہم تمسے کچھ متعرض نہیں ہوتے تم ہمسے کیوں متعرض ہوتے ہو مسلمانوں نے کہا ہم تمسے متعرض اسواسطے ہوتے ہیں
کہ مالک سے تمہاری ملاقات کرائیں وہ منتظر بیٹھا ہے لاچور دشاہ مجبور ہوا محارق سے کہا اے زور بازوے من اب کیا
کہتا ہے خداپرست جان چھوڑتے نہیں معلوم ہوتے محارق منارہ گردن نے کہا مجبوری ہے ہرچہ بادا باد یہیں ہنگامہ
جنگ گرم کرو جو ہونا ہے غرضکہ دونوں جانب سے جنگ شروع ہوئی کبھی ایک دوسرے پر تیروں کی بوچھار کرتا تھا کبھی
آتشبازی کے بان وغیرہ چھوڑتے تھے داراب کشور کشا اپنی کشتی کو لاچور دشاہ کی کشتی کے پاس لایا اور آواز دی
کہ او ملعون کیوں اپنی جان ضائع کرنے کے درپے ہے مذہب اسلام اختیار کر لے میں کچھ تجھسے متعرض نہ ہونگا لاچور دشاہ
گھبرایا ہوا تھا محارق منارہ گردن کیجانب متوجہ ہوا اور کہا اے زور بازوے من کیا رائے ہے یہ مقام جنگ مخدوش ہے
مسلمان اپنے نام کے ہوتے ہیں زندہ نہ چھوڑینگے محارق منارہ گردن نے نگاہ قہر و غضب لاچور دشاہ کیجانب
دیکھا اور کہا کیا بیہودہ بکتا ہے لاچور خائف ہو کے خاموش ہو رہا محارق نے بھی تیراندازی شروع کر دی راوی کہتا ہے
کہ کفار کی تعداد زیادہ تھی مسلمان کم تھے جب چند نفر ہلاک ہو گئے مسلمانوں پر ہراس طاری ہوا درگاہ باری میں مناجات
شروع کی کہ اے بیکسان واے دستگیر واماندگان ان کفار بدکار نے ہم مسلمانوں پر وقت تنگ کیا ہے یا رب دل را
تو برجستہ جان دہ ۔۔ و درد ہمہ را بیماری درمان دہ ۔۔ این بندہ چہ داند کہ چہ می باید خواست ۔۔ دانندہ توئی ہر انچہ خواہی آن دہ
ہنوز یہ مناجات ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک جانب سے ہمکن بن لیکھمن بن لمکنات زنگی کی کشتیاں جزیرہ ارغوان سے
خبر خروج لاچور دشاہ کا سنکر اسیوقت وہاں پہونچیں داراب کشور کشا کی کشتیاں اس مقام سے دور نکل گئیں تھیں طوفان کی
شدت ہو گئی تھی داراب کشور کشا نے اپنی کشتیوں کو باہم بستہ کر دیا تھا تا کہ کشتیاں متفرق نہ ہو جائیں اس شدت کا طوفان

تھا کہ تین روز تک حواس باختہ رہے تاریکی سے شب و روز برابر تھی چوتھے روز طوفان برطرف ہوا اور روشنی ہوئی
دیکھا لاجورد شاہ کی کشتیاں غائب ہیں سب سمجھے کہ کفار کی کشتیاں غرق آب ہو گئیں لیکن لہکمن کی کشتیاں
ہمراہ تھیں سب نے شکر خدا کیا چند روز تک وہ کشتیاں اسیطرح دوران رہیں کشتیبانوں نے خبر دی کہ کشتیاں
کنارہ پہونچ گئیں سب خوش ہوئے کشتیاں کنارہ پر پہونچیں اس سرزمین کا حاکم و فرمانروا ملوک بن مالک الملوک
تورج کیجانب سے مقرر تھا یکایک اسکو خبر پہونچی کہ داراب کشورکشا مہمان وارد ہوا ہے ملوک استقبال کیواسطے
آیا داراب کو بکمال اعزاز و احترام شہر میں لایا داراب نے شہر کو دیکھا بہت آباد تھا عمارتیں کوٹھیاں ہزار در ہزار
دکانوں میں انواع اقسام کی جنسیں انبار رعایا خوشحال خوش جمال خرید و فروخت کا غل تہ بازاری کی پکار سے

غریبی شہر خندہ از فرشتہ　　سر سدرہ کو سیفتشا ید گیاہ
اثر و عیسوی دم حساب حال　　ز پرورد گلشن بیکا اعتدال
نہ بیباک مو اکر و پاکشند　　دل اہل نظارہ بالا کشند
پیلوی غریبان چنان سازگار　　کہ بر خاطر عاشقان یاد یار
سپہر بام سر بیر فلک طرفہ　　نہ ہر غرفہ در طرفگی طرفہ
گرفتہ ہے کار خود پیوس را　　سر کوچہ عاشقی بیکس
چنان پاسبان کرد تفتیش حال　　کہ در لب تبسم نہ در دیدہ نم

داراب کشورکشا آئے آسکے دربار میں پہونچا تخت جلوس
پر اصرار سے بٹھایا دربار گرم ہوا داراب نے مقدمہ طوفان و ماجرائے لاجورد شاہ اور ہمراہی لہکمن کو بیان کیا
ملوک نے کہا علاوہ یہ لعل بن تورج نے باختر میں فتنہ برپا کر رکھا ہے تمام ملک باختر کو تصرف میں لایا اور خاور
کیجانب گیا ہوا ہے چنانچہ ازرائیل کشتیوں پر سوار ہوا تھا شدت طوفان کیسے یہاں میں پہونچا داراب کشورکشا
نے کہا ای ملوک اس خبر سے عجب طرح کا وحشت طبیعت میں پیدا ہوا ہے لعل بن تورج کے فتنہ کو پاک کرنا مقدم
سمجھتا ہوں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سنا خواجہ عمر ثانی آتے ہیں داراب کو تعجب ہوا کہ عمر ثانی یہاں کہاں دیکھا خواجہ
سامنے سے چلے آتے ہیں آتے ہی تسلیم عرض کی اور دعا دی کہ دولت الہی باثمر ایک گلشن یاور نور لطف
ازلی چشم بخت روشن باد داراب کشورکشا تخت سے اترا پیادہ پا خواجہ کے قریب آیا بغلگیر ہوا کہا ای خواجہ
خواجگان اسوقت مجھکو تمہاری سیاہ پوشی سے تشویش ہے خیر تو ہے خواجہ نے تمام قصہ حمزہ ثانی اور ہمرہیوں کا ذکر کیا اور یہ
کہا شہریار نہایت نازک وقت ہے حمزہ ثانی کو کفار نے عقابین پر کھینچ دیا ہے اس حال کو سنکے داراب کشورکشا نے
گریبان تا بدامن چاک کیا ملوک نے کہا ای خواجہ واقعی فی الحال خدا پرستوں کا بخت بہت شکست ہے حمزہ ثانی اسطرف
گرفتار بلا ہیں مزید براں شہزادہ بدیع الملک ہلاک ہو گیا اور لعل بن تورج نے قیامت برپا کر رکھی ہے داراب کشورکشا
لہکمن کو ساتھ لیکے اسیوقت ملک خاور کیجانب روانہ ہوا عمر ثانی نے کہا میں رخصت ہوتا ہوں داراب کشورکشا
نے کہا میرے ہمراہ چلو وہاں پہونچ کے کچھ مشورہ کرینگے عمر ثانی نے کہا وہاں شاہ سعد و حمزہ فردکش ہیں اور بھی
سرداران معزز موجود ہیں تم جاؤ میں اور سلاطین کو اطلاع دینے جاتا ہوں داراب نے کہا مجبوری ہے چنانچہ عمر ثانی
دوسری جانب روانہ ہوا جس ملک میں پہونچتا تھا امیر والاتوقیر کا نامہ وہاں کے حاکم کو دیتا تھا کوئی اسیوقت
خاور کیجانب روانہ ہو جاتا اور کوئی اپنا جانا دوسرے وقت پر محمول کرتا تھا خواجہ وہاں سے رخصت ہو کے دوسری
طرف روانہ ہوتا تھا ایکدن سیستان کیجانب چلا سیستان میں پہونچا شاہ سلیمان فارسی شہزادہ بدیع الملک کا نانا
یہ وہاں کا حاکم تھا دربار میں ہمراہی یاران خیرخواہ اپنے تنطول پر مجلس آراستہ کیے بیٹھا تھا یکایک عمر ثانی پہونچا
تمام حاضرین عمر ثانی کو دیکھکے تعظیم کیواسطے اٹھ کھڑے ہوئے شاہ سلیمان فارسی نے کہا ای خواجہ تمہاری سیاہ پوشی
کا کیا سبب ہے عمر ثانی نے مقدمہ عقابین بالتفصیل بیان کیا اور کہا امیر والا منزلت سے تم ہو گیا شہزادہ بدیع الملک

ہلاک کیا گیا اور اسوقت اس شہزادہ والا جاہ کا قاتل معلوم نہ ہوا سب نے اس حال پر ملال کو سنکے گریبان چاک
کیا افسوس کے نعرہ مارے اسی عرصہ میں ایک طفل پنج سالہ خواجہ سراؤن کے ہمراہ وہان پہونچا عمر ثانی نے غور
سے اُس طفل خوردسال کی صورت دیکھی دل مین کہا یہ کون لڑکا ہی جسکے رنگ ہاشمی اور خال ابراہیمی نمایان ہی
سلیمان شاہ سے کہا ای بادشاہ اسوقت مجھکو اس طفل کو دیکھ کے نہایت تعجب ہوا یہ لڑکا کون ہی سلیمان شاہ کی آنکھون
مین آنسو بھر آئے کہا یہ نبیرہ حمزہ ثانی داراب بہمن زرہ کا لڑکا ہی جب داراب سے تورج بزرگ کا مقابلہ ہوا اور
اپنے اسیر کو وہان چھوڑا مشیت باری مین کسکا دخل ہی زمانہ کی نیرنگیان ظاہر ہین داراب بہمن زرہ تورج کے
ہاتھ سے شہادت نصیب ہوا عمر ثانی خوب رویا بعدہ اُس طفل پنج سالہ کو گود مین لیا سر و چشم پر بوسے دیے کھیلنے
کو چند اشیاء بہت خوبصورت دین اور باتین کین اور کہا ای فرزند دلبند جو ہم یہان آئینگے تو تمھارے واسطے بہت سے
کھلونے لائینگے بلکہ آیندہ روز کے ہاتھ بھیجین گے اُس طفل نے کہا ای خواجہ ہمارے بزرگ جناب حمزہ ثانی تو خیریت
سے ہین ہمنے انکو بہت دن سے نہین دیکھا عمر ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا ای فرزند خدا سے دعا مانگو کہ جناب حمزہ والا گہر
کو خداوند عالم دشمنون کے دست ظلم سے نجات دے اور بخیر و عافیت تشریف لاوین وہ طفل اس حال کو سنکے بہت رویا
اور کہا ای خواجہ مین خود جاتا ہون جناب حمزہ والا قدر کو دشمنون کی قید سے رہا کرونگا وہ بزرگوار دشمنون کی قید سخت
مین ہو اور ہم یہان راحت سے بیٹھین خواجہ عمر نے کہا صاحبزادے تمھارا سن ابھی اس قابل نہین ہی کہ خروج کرو
بہت کمسن ہو ملک بن تورج ایسا دشمن سخت راہ مین ہی مبادا آپکو کسیطرح کا صدمہ اُسکے ہاتھ سے پہونچا تو خلائق
ہملوگون کو کیا کہیگی کہ ایک طفل خوردسال کو آپکے عزیزون نے دشمن کے روبرو بھیجدیا اور خود پہلو تہی کی اُس طفل
نے پھر عمر ثانی کو از سرتاپا دیکھا اور کہا ای خواجہ تم مجھکو دشمن کی جنگ و حرب سے خائف کرتے ہو نہین سمجھتے ہو کہ مین
کون ہون اگرچہ تمھاری نظر مین خوردسال ہون عمر ثانی نے کہا شہریار مجھکو خوب معلوم ہی کہ سردار زادہ ہو تم مین جرأت و شجاعت
نہ ہون تعجب ہی یہ باتین ہورہی تھین یکایک زلزلہ پیدا ہوا ایوان زمرد کے خیمہ کو حرکت ہوئی اڑا اور گرنے لگا
قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جائین شہزادہ دارا ابن داراب بہمن زرہ باآن خوردسالی فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا
ہوا طاقت صاحبقرانی سے چوب خیمہ کو راست کرکے قائم کیا جسقدر لوگ اُس خیمہ کے اندر بیٹھے تھے جان سلامت
لیکے باہر چلے آئے جب تک لوگ باہر نہ آلے دارا چوب خیمہ کو قائم کیے رہا جب سب باہر چلے آئے ایک ساعت
کے بعد وہ بھی خیمہ کے باہر آیا خیمہ گر پڑا تمام حاضرین نے دارا کے زور و طاقت کی تعریف کی اور کہا کیون نہو
نبیرہ حمزہ صاحبقران ثانی ہی سلیمان شاہ نے شہزادہ دارا پر سے صدقہ اُتارا عمر ثانی نے کہا ای شہریار اگر تم مین اس
بات کی جرأت ہی کہ جناب حمزہ والا قدر کی رہائی کی کوئی تدبیر کر سکوگے تو مین مانع نہین ہون شوق سے جاؤ اور
خود رخصت شاہ ہوکے روانہ ہوا دارا نے سلیمان شاہ سے کہا ای بکرم میرے نسبت کیا حکم ہوتا ہی سلیمان شاہ
نے کہا میرے نزدیک تو نامناسب ہی اور اگر تم اپنے خود مناسب سمجھتے ہو تو مین مانع نہین شہزادہ دارا نے
کہا مین اپنے مین اس بات کی جرأت پاتا ہون کہ اگر ملک خاور مین جاؤنگا تو ضرور کچھ نہ کچھ کام حسب مراد بن جاویگا
سلیمان شاہ نے کہا مین توکل بخدا کرتا ہون بسم اللہ شہزادہ دارا نے تیاری فوج و لشکر کا حکم دیا بعد اہتمام و انتظام ایک
لاکھ سوار ساٹھ ہزار پیادہ کی جمعیت ہمراہ لیکے ملک خاور کی راہ لی اب سلیمان شاہ بن اختران شاہ ایک لاکھ
سوار اور پچیس ہزار پیادہ کی جمعیت سے بابل مین مقیم ہی تمام اہل بابل شہزادہ دارا کے سدراہ ہوئے
کہا ای شہزادہ شہریار سادہ تمھارا ابھی سن نہین ہی کہ ملک بن تورج ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو جاؤ ملک خاور مین

سے تنق گرد نمایان ہوا سب نے باالاتفاق کہا کہ خدا نے مدد بھیجی کسی نے کہا کیا معلوم شاید کفار کی مدد کو کوئی آیا ہو پہلا انبوہ
پر ابر کی گھٹا چھائی ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ تنق گرد صاف ہوا دیکھا اسد با فوج و لشکر خیز اخیز چلا آتا ہے آتے ہی
اسنے کفار پر حملہ کیا مسلمانوں کو گونہ اطمینان ہوا آج لعل بن توریج کو فتح سے ہراس ہو گیا جنگ مغلوبہ کی نوبت پہنچی
قفضل بن کیا ہو رہا ہے پسران گنجا سب آیا اسکی مدد کی شام تک جنگ کا ہنگامہ گرم رہا نہ اپنا رہا نہ اور اغیار
اسد و لعل کا فیصلہ پاک نہ ہوا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں جانب کے لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے
قفضل نے اسد کے ورود کا حال پوچھا اس دلاور نے تمام حال مبتلا سے طوفان ہونیکا اور وہاں پہونچنے کا بیان
کیا سب خوش ہوئے شام کو پھر لعل بن توریج نے طبل بجوایا اسطرف بھی طبل جنگ بجایا گیا صبح کو دونوں طرف
صف آرائی ہوئی آج کی میدان داری میں لعل بن توریج اور اسد کا مقابلہ ہو گیا دونوں میں زد و بدل شروع ہوئی بعد
جنگ نیزہ و عمود و شمشیر لعل بن توریج نے کرتب سکندری کھائی اسد فرصت کا منتظر تھا تلوار کا وار کیا لعل بن
توریج کا سر زخمی ہو گیا دوسرا وار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ اسکے مددگار پہونچ گئے اور لعل بن توریج کو اٹھا لیگئے اسی ہنگامہ
مغلوبہ میں قرطاس سپہ سالار لعل اسد کے قریب پہونچ گیا اسد نے اسکو بھی زخمی کیا کفار تاب قیام نہ لاسکے پہاڑ کی
جانب بھاگے تمام مال و اسباب انکا مسلمانوں کے ہاتھ آیا امرائے دست چپ حیران تھے کہ کفار کے ہاتھ جان
بلاک تھی اسد مدد کے آتے ہی مقدمہ یکسو ہو گیا اس والا جاہ کا کیا اقبال ہے قفضل بن کیا ہو زادہ نے زر جواہر
اسد پر نثار کیا اسد نے اس مال و اسباب کو فوج میں تقسیم کر دیا اس عرصہ میں خواجہ عمر ثانی پہونچا اسد تخت پر
سے اترا خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے تخت پر بٹھایا احوال سیاہ بختی پوچھا خواجہ نے مقدمہ عقابین اور شہزادہ بدیع الملک
کی ہلاکت کا حال بیان کیا اسد نے کہا اے خواجہ شہزادہ بدیع الملک کیجانب سے تو اطمینان رکھنا چاہیے وہ شہزادہ
والا جاہ طلسم سیماب میں قید ہے تم سب کی نظر میں اسکے دشمن ہلاک ہوگئے علاوہ اسکے بازوے سلیمان وغیرہ میرے
پاس موجود ہے اگرچہ سرگذشت تھی بالتفصیل بیان کی اور کہا ان حمزہ ثانی کی رہائی کی تدبیر ضرور ہے خواجہ بہت خوش ہوا
اور کہا اے شہریار ع برین مژدہ گر جان فشانم رواست * اسد نے کہا میں جاتا ہوں پہلے حمزہ ثانی کو قید سے رہا
کرتا ہوں بعد طلسم سیماب کیجانب جاؤنگا اور حکم کوچ کا دیا تمام فوج و لشکر اسکے ساتھ روانہ ہوا عمر ثانی نے دعا کے
خیر اسکے حق میں کی روانہ ہوا سبھم سنجاب پہونچا امرائے دست چپ اس فکر میں مبتلا تھے کہ کسطرح جلد زخم
مندمل ہوں تیز تیز چلنا چاہیے اور دیوانہ اسد دیوانہ کا علاج کرنا چاہیے اس اثنا میں خواجہ عمر ثانی وہاں پہونچا رستم
ثانی کی ملاقات کی رستم ثانی تخت پر سے اٹھا اور خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے پہلو میں بٹھایا سیاہ بختی کا حال پوچھا
عمر ثانی نے حمزہ ثانی اور بدیع الملک کا حال بیان کیا رستم ثانی نے تاج زمین پر پھینک دیا گریبان چاک کیا اور
کہا افسوس حمزہ ثانی والا قدر خواہ مخواہ میرے وبال میں مبتلا ہوئے کیونکہ کمبخت نے صندل آصفی شہزادہ بدیع الملک
کو تفویض کی اور اس والا جاہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اسیطرح سے بہت سے تاسف کیا مگر طعن آمیز عمر ثانی نے شاہ
سعد کا نامہ دیا رستم ثانی نے اس نامہ کو پڑھا نامے پر بوسہ دیا سر پر رکھا کہا اے خواجہ خواجگان تم اس بات سے خوب
واقف ہو کہ وہ لوگ جیسے کسطرح سے ہیں اور ہم کسطرح ان سے رعایت سے پیش آتے ہیں انسان کو چاہیے
کہ اگر کوئی اپنے سے بدصفائی باطن پیش آئے تو خود بھی صفائی قلب سے کام لے خیر نیکی نیک با دبدی پیش سدا
اب کہا میں اسوقت میں پہلو تہی کروں جسطرح ممکن ہوگا رہائی کرونگا اگر حمزہ ثانی ہماری کوشش وسعی سے رہا
ہو جائیں تو کیا عجب ہے اگر صندل آصفی بھی حوالہ ہو جاوے عمر ثانی نے کہا اے شہزادہ والا قدر اس قصہ کو تم جانو

لڑین اس مقدمہ کو کسقدر سمجھ چکا ہون تیرے مقابلے سے باز نہ آونگا یہ کہا اور کشت و خون کا بازار گرم کیا اتنے
صندل شیرویہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تمام فوج زنگی اپنے سردار کو زخمی دیکھ کے بیدل ہو گئی تاب قیام
نلائی گریز کی کفار کا مال و اسباب مسلمانون کے قبضہ مین آیا سکندر اندرون قلعہ ایک برج پر مقیم تھا اسنے
جو دیکھا کہ فوج زنگی فرار ہو گئی برج پر سے اترا شیرویہ کے پاس آ کے اسکے پاؤن پر سر رکھدیا اور قلعہ مین لیگیا کمال
اہتمام و انتظام شیرویہ کی دعوت کی علاوہ اس مال و اسباب کے جو لوٹ مین ہاتھ آیا تھا بہت کچھ انعام و اکرام
شیرویہ کے لانیون کو دیا اور سب کی دعوت کی یہ دعوت اندرون قلعہ جہل برج قابل دید تھی تمام قلعہ مین
روشنی ہوئی کثرت روشنی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ آتشین ہے جا بجا ہنگامہ رقص و نوا گرم تھا ہر ایک محفل
مختلف درجہ کی تھی تین روز تک یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا بر سبیل تذکرہ سکندر نے احوال پوچھا شیرویہ
نے مقدمہ طوفان کو بالتصریح بیان کیا اسکندر برجی نے کہا او شہریار عالی مقدار اسقدر مہربانی تو میرے
حال پر ہوئی کہ صندل ملعون کے دست ظلم سے نجات بخشی مگر یہ تو ارشاد ہو کہ جسوقت خود بدولت یہان
سے تشریف لیجاوینگے اور صندل شاہ بار دیگر قلعہ پر یورش کریگا تو کیا ہوگا مجھ مین اسقدر قابلیت ہرگز نہین ہے
کہ اسکے شر کو دفع کر سکون گا شیرویہ نے کہا پھر کیا چاہتے ہو سکندر برجی نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ جبتک
اس موذی کے خدشہ کو بخوبی دفع و رفع نہ کرلیں یہان سے تشریف نہ لیجاوین بعدہ اختیار ہے شیرویہ تا دیر سکوت
مین ہوا رہا بعدہ کہا خیر اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو مین کوشش کرتا ہون الحاصل وہان سے کوچ کر کے شہر کافورہ
مین پہونچا اسطرف صندل شاہ کو خبر پہونچی کہ شیرویہ ملک کافورہ کے تسخیر کرنے کو آگیا یہ خبر سنکے صندل شاہ
گھبرا گیا ارکان حکومت کو طلب کیا اور کہا شیرویہ خصومت رکھتا ہے چنانچہ تحقیق خبر سنی ہے کہ وہ سرحد ملک
کافورہ مین پہونچ گیا ہے تم سب کی اس بارہ مین کیا راے ہے اول سب نے یہ راے دی کہ پیشتر شیرویہ کے پاس
نامہ مصالحت بھیجا جاوے اگر وہ راضی ہو جاوے فہو المراد ورنہ دوسری تدبیر سوچی جاویگی صندل شاہ نے منشی کو
حکم دیا کہ اس مضمون کا نامہ لکھو کہ بعد ثنا و صفت خداوندان لات و منات شیرویہ ملک کو معلوم ہو کہ مجھے سنا ہے
کہ تم آمادہ پیکار ہو ہمکو کوئی وجہ جنگ و حرب کی نہین معلوم ہوتی اگر کسی قسم کے نفع کی خواہش ہو تو اسکا اعلان
کیا جاوے تا کہ اس مقدار کا بندوبست کیا جاوے کیون خواہ مخواہ خداوند کے بندون کی جان مفت ضائع
ہو اور اگر اسکے خلاف کوئی اور سبب ہو تو اس سے مطلع کرنا چاہیے جب اس مضمون کا نامہ تیار ہوا ایک
قاصد معتبر کے ہاتھ نامہ شیرویہ کے پاس بھیجا شیرویہ اس نامہ کو دیکھ کے ہنسا اور جواب لکھا کہ بعد حمد خدا و
نعت جناب محمد سردار انبیا صندل ملک کو معلوم ہو کہ ہم ہرگز مال دنیا کا نفع نہین چاہتے ہان اگر چاہتے ہین تو
دین اسلام کے رواج کی ضرورت ہے اگر دین اسلام قبول کرینگے اطمینان ہمکو حاصل ہو جاوے تو ہم مطلق تعرض نہین
کرینگے فقط اس جواب کو پڑھ کے صندل شاہ نے پھر اپنے مشیرون سے مشورہ کیا ان سب نے یہ راے دی
کہ دین اسلام کے قبول کرنیکا ہرگز اقرار نہین کرنا چاہیے صندل شاہ نے کہا پھر کیا ہو شیرویہ سے مین بہت خائف
ہون صندل شاہ کا ایک عیار چالاک و ہوشیار تھا تیون نام وہ اسوقت موجود تھا صندل شاہ کو متردد
دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ یہ غلام آخر کسوقت کیواسطے ہے اگر حکم ہو تو مین اس بارہ مین کچھ فکر
کرون اگر لات و منات نے چاہا تو شیرویہ کو گرفتہ و بستہ کر کے لے آونگا صندل شاہ بہت خوش ہوا کہا او تیون
اگر تو شیرویہ کو بذریعہ عیاری گرفتہ و بستہ کر کے لے آوے تو اسقدر انعام دون کہ مال دنیا سے مدت العمر کیواسطے غنی

ہوجانے زیتون بیراق عیاری لیکے شیرویہ کی تلاش مین نکلا تا اینکہ خیمہ شیرویہ تک پہونچ گیا دروازہ خیمہ پر ایک
درخت تھا زیتون عیار دربان کی نظر سے پوشیدہ اس درخت پر چڑھ گیا نصف شب تک اس درخت
پر بیٹھا رہا تا اینکہ دربان پر غنودگی طاری ہوئی زیتون نے دارو سے بیہوشی کا ایک صرہ ڈور مین باندھ کر درخت
سے لٹکایا اور دربان کی ناک کے قریب لیگیا اور اسقدر عرصہ تک صرہ کو آویزان رکھا کہ دارو بیہوشی
بخوبی اپنا کام کر گئی زیتون درخت پر سے اترا خیمہ مین داخل ہوا دیکھا شیرویہ بیخبر سوتا تھا زیتون نے دارو سے
بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور وہان سے روانہ ہوا بہت خوش و مسرور خیزاخیز چلا جاتا تھا اثنا ئے راہ
مین سامنے دیکھا کوئی چلا آتا ہے آواز دی تو کون ہے اوی کہتا ہے کہ عمر ثانی حسب اتفاق اسطرف سے چلا آتا تھا
عمر ثانی نے بھی اسیطرح کہا تو کون ہے اور یہ گولہ بار تیری پشت پر کیسا ہے زیتون عیار سمجھا تھا کہ یہہ حد حکومت صندل شاہ
کی ہے یہان اسوقت ہمارا مخالف کون ہوگا بلا تکلف کہدیا کہ مین زیتون عیار ملک صندل ہون شیرویہ اپنے
مخالف کو اپنے آقا ملک صندل کیواسطے چرا کے لیے جاتا ہون کیون تو نے کیون پوچھا عمر ثانی نے کہا کیا خوب
مین ہی نہ پوچھون اسنے کہا کیا تو اس شہر کا کوتوال ہے یا قاضی ہے عمر ثانی نے کہا جو کچھ تو سمجھ وہ مین ہون زیتون نے کہا
صبر کر صبح کو حال معلوم ہو جائیگا جب مین صندل حاکم شہر سے اس تیری گستاخی کی اطلاع کرونگا عمر ثانی نے کہا
تو میری اطلاع صبح کو کریگا جب تو وہان تک پہونچے گا مین ابھی قصہ فیصل کرونگا زیتون زیادہ تر قریب آیا عمر ثانی
کو غور سے دیکھا کہا سچ کہ تو کون ہے عمر ثانی نے کہا مین ہون تیری جان کا عزرائیل عمر ثانی بندہ خداوند رب جلیل اگر اپنی
خیریت چاہتا ہے پشتارہ میرے حوالہ کر اور بصدق دل مسلمان ہو ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہے زیتون نے کہا کہ
خواجہ کیون تو خواہ مخواہ متعرض ہوتا ہے جس کام کو جاتا ہے جا خواجہ نے کہا مین خاص اسی کام کو آیا تھا زیتون سمجھا کہ بدولت
جان بری محال ہے خنجر کو سیدھا کیا عمر ثانی پر وار کیا عمر ثانی نے ضرب خنجر کو رد کیا اور اپنا وار کیا زیتون نے بھی اس وار کو رد
کیا خلاصہ یہ کہ اسقدر رد و بدل کو عرصہ گذرا کہ عمر ثانی کے حواس باختہ ہوگئے بار بار دل مین کہتا تھا کہ ہزار ہا عیارون
سے مقابلہ ہوا طرح طرح کی جنگ و حرب دیکھی مگر نہین معلوم یہ کس قسم کا عیار ہے اور کسطرح کی طاقت رکھتا ہے کہ کسیطرح
عاجز نہین ہوتا خدا خیر کرے سامان مخدوش ہے پھر دل مین خیال آیا کہ یہان زور و طاقت کا کام نہین ہے کچھ عیاری
کرنا چاہیے یہ سوچ کے زیتون کے سامنے سے گریز کی زیتون عیار نے تعاقب کیا خواجہ چند قدم آگے بڑھ کے
ایک درخت کے تنہ کی آڑ مین جا چھپا اور وہین سے کمند سر کے پھندے سے پھینکے زیتون کو جب عمر ثانی
دکھائی نہ دیا گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھنا شروع کیا اور پھر آگے بڑھا تا اینکہ کمند کے حلقون مین پیچیدہ ہو گیا
اور آواز بلند پکارا اے خواجہ تو نے بڑا غضب کیا میرا انعام و اکرام کھویا اب بھی مین تجھسے کہتا ہون کہ مجھے چھوڑ دے
اس کام کے صلہ مین جو کچھ رقم ملک صندل سے دستیاب ہوگی نصف تجھے دونگا عمر ثانی نے کہا یہ خیال دل سے
دور رکھ مین تجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا اور ہلاک کرونگا تجھکو رہا کر دینا بالکل نادانی سمجھتا ہون مین مال دنیا کا ایسا
خواہشمند نہین ہون کہ کسی بندہ خدا کو دشمن خدا کی قید مین مبتلا دیکھون اور زر نقد لیکے چشم پوشی اختیار کرون
تف ہے ایسے مال پر یہ کہکے خنجر بلند کیا اور اس زور سے اسکے شکم پر مارا کہ تمام امعا پیٹ سے باہر نکل آئین زیتون جہنم واصل
ہوا خواجہ نے رفع بیہوشی سے شیرویہ کو ہوشیار کیا اب جو شیرویہ نے عمر ثانی کو دیکھا کمال حیرت ہوئی کہا اے خواجہ
تم کہان اور مین یہان کسطرح پہونچا معلوم ہوتا ہے کہ مین کسی مقام طلسم مین آگیا ہون خواجہ نے کہا یہ مقام طلسم نہین ہے
بلکہ تمکو زیتون عیار گرفتار کرلایا تھا اتفاقاً مین پہونچ گیا اسکو ہلاک کیا بعدہ تمام حقیقت گذشتہ بیان کی شیرویہ نے عمر ثانی

کی کارگذاری کی بہت تعریف کی اور کہا ای خواجہ آج تمہارا مثل ونظیر اس فن عیاری مین کون ہی زیتون عیار کی کیا وقعت
تھی کہ وہ سر بر ہو سکتا خواجہ نے کہا یہ نہ کہو آپکے مقابلہ مین میرے حواس باختہ ہو چکے تھے بارے میری سمجھ مین آگیا
کہ اس سے چالاکی کرنا چاہیے شاید کام نکل جاوے چنانچہ اس تدبیر سے اسکو مجبور کر کے ہلاک کیا پشتارہ کھولا شکل
دیکھا بعد اس گفت و شنید کے شیرویہ نے سیاہ پوشی کا سبب پوچھا عمر ثانی نے احوال عقابین کا بیان کیا اور یہ
بھی بیان کیا کہ شہزادہ بدیع الملک کو کفار نے ہلاک کیا اب اگر حمزہ ثانی کی رہائی کی فکر نہ کیجاویگی بالیقین وہ والا تبار
بھی ہلاک کیا جاویگا مین نے بیشتر سلاطین اور اولو العزم کو سمت شہر یار کے نامے بھیجے ہیں اور زبانی بھی جو کچھ مناسب
جانا بیان کر دیا غالباً وہ سب سرزمین خاور مین پہونچ گئے ہونگے شیرویہ نے کہا ای خواجہ واقعی غضب ہوا اگر حمزہ
ثانی کی رہائی مین تاخیر ہوئی اور مجھکو ضرور خاور مین جانا چاہیے مگر مجبوری اسقدر ضرور ہی کہ اگر صندل کے قصہ سے باز
آونگا وہ نابکار تمام ملک سر سبز کو تباہ کر دیگا ہزار ہا بندگان خدا کی جانین ضائع ہو جائینگی اب تم بھی کچھ رای سے بیان
کرو مین اسوقت سخت تردد مین مبتلا ہو گیا اگر صندل کے قصہ کو ملتوی رکھتا ہون تو خرابی اور اگر صندل شاہ کے قصہ کو
فیصل کرنیکا ارادہ کرتا ہون تو خدشہ ہی کہ خدا نکرے وہ وہان حمزہ ثانی کو کفار کے ہاتھ سے گزند پہونچے ای خواجہ اگر کچھ نفع
حاصل کرنا چاہو تو ممکن ہی عمر ثانی نے کہا بیان کرو شیرویہ نے کہا دو ہزار درہم نقد تمکو دونگا اگر تم بارگاہ صندل مین مجھے
پہونچا دو عمر ثانی متبسم ہوا اور کہا اگرچہ یہ امر ممکن ہی لیکن مین اپنے نفع کیواسطے تمکو ہلاکت مین مبتلا نہ کرونگا اگر خدا ناکردہ
نوع دیگر پیش آئیگا تو جناب حمزہ یا فرزندان حمزہ والا قدر ضرور مجھسے بدظن ہونگے شیرویہ نے کہا ای خواجہ تمہارا اسطرف
خیال ہی اول تو انشاء اللہ ہلاکت ہی کی نوبت کیون آئیگی اگر بالفرض ہلاک بھی ہو گیا تو جناب حمزہ والا قدر تمسے کیون
بدظن ہونگے عمر ثانی نے کہا ہان اگر تمھیں کوئی متعرض نہ ہو تو مجھکو عذر نہیں ہی جسطرح ممکن ہوگا مین تمکو بارگاہ ملک صندل
مین پہونچا دونگا پھر تمکو اختیار ہی شیرویہ نے منظور کیا عمر ثانی نے کہا زبانی منظوری سے کچھ فائدہ نہین مجھے ایک نوشتہ
اس مضمون کا لکھدو شیرویہ نے اسی مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھکے عمر ثانی کو دیدیا خواجہ عمر ثانی نے فوراً اپنے کو
زیتون عیار ملک صندل کی صورت سے مشابہ کیا شیرویہ کو سلیح و بکل کر کے اسکا پشتارہ باندھا لاسے دوش
لیکے چلا بارگاہ صندل مین پہونچا ملازمان صندل عمر ثانی کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے گرد اسکے جمع تھے ہر شخص کہتا تھا
ای زیتون اس پشتارہ مین کیا ہی زیتون مصنوعی نے خوب قہقہے لگائے اور کہا ای خیر خواہان سرکار ملک صندل آج
مجھسے وہ کار نمایان ظہور مین آیا ہی کہ کسی سے نہ ہوتا ملک صندل کے دشمن کو گرفتار کر لایا ہون ملک صندل کے
روبرو چل کے تماشا دیکھو جوق جوق گروہ اہل شہر زیتون مصنوعی کو حلقہ مین لیے ہوئے دربار ملک صندل مین
پہونچے ملک صندل زیتون مصنوعی کو پشتارہ بدوش دیکھ کے تخت پر سے اتر آیا زیتون مصنوعی نے کہا ای
شہر یار ابھی تم میرے قریب نہ آنا اپنی جگہ توقف کرو یہ پشتارہ مخدوش ہی اگرچہ شیرویہ کو مین نے گرفتہ و بستہ کر لیا ہی لیکن
وہ بخوبی بیہوش نہین ہی اگر اسنے حملہ کیا تو غضب ہو جائیگا ملک صندل اپنے تخت پر واپس گیا تمام زنگیان بدکار متقاضی
تھے کہ پشتارہ کو کھولو تو حریف کو دیکھین زیتون مصنوعی سب کو یہی جواب دیتا تھا کہ توقف کرو ملک صندل سے
کہا ای بادشاہ پہلے انعام میرا مجھکو ملے بعدہ حریف کو بستہ دیکھو ملک صندل نے متبسم ہو کے کہا تو عجلت کیون کرتا ہی
مین تجھے انعام ضرور دونگا اور بہت کچھ دونگا زیتون مصنوعی نے کہا مین انعام مین کثرت جواہرات لونگا اور کچھ نہ لونگا
ملک صندل نے کہا مین جواہرات ہی دونگا پہلے حریف کو زندان مین بھیج آ اسنے کہا مین پہلے اپنا انعام وصول کر لونگا
بعدہ حریف کو زندان مین بھیجونگا ملک صندل نے کہا تو ضد کرتا ہی خیر بہتر یہی ہی خاطر تیری یہ کہکے خزانہ دار کو حکم دیا کہ فلان

خزانہ میں سے فلاں قبطے سے اتنا خزانہ دار قبطے جواہرات کو لے آیا جسمیں موتی الماس زمرد یاقوت کا بیش قیمت زیور
تھا قبطی کو کھولا اور زیتون مصنوعی سے کہا لے اسمیں سے جو زیور تیرے پسند ہو لے لے عمر ثانی کے منہ میں
بہت پانی بھر آیا خوش ہوا کہا اے بادشاہ یہ کام اس قابل نہیں ہے کہ اس قبطی میں سے چند عدد زیور لیکوں یہ تمام
قبطے بھی اس کام کے عوض میں کم ہے کیا عرض کروں کہ کیا تعب میں نے اس حریف کی گرفتاری میں اٹھایا
ہے جان ضائع ہونے میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا ملک صندل نے وہ قبطی بند کر کے اپنے پاس رکھ لی اور کہا
او حریص اس قبطی میں وہ وہ عمدہ جواہر کا ہے جسکی قیمت ایک ملک وسیع کا خراج ہو سکتی ہے میں کسطرح پوری
قبطی اس کام کے عوض میں تجھے دیدوں میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو حریف کو گرفتار کر لائیگا تو مال دنیا سے تجھے
غنی کر دونگا جواہر کی کیا ضرورت ہے جسوقت جو کچھ تجھے درکار ہو ہمارے خزانہ سے لے اور کیا چاہتا ہے تیری
خاطر منظور تھی جو ہمنے یہ بھی منظور کیا کہ انعام میں جواہر دیتے ہیں حالانکہ ہمنے جواہرات دینے کا وعدہ نہیں کیا
تھا آج تیری حرص کا حال معلوم ہوا ورنہ پیشتر کبھی تیری یہ جرأت نہ تھی زیتون مصنوعی نے کہا اے بادشاہ میں نے
کبھی ایسا کار شایان نہیں کیا ہے اگر تو میرے انعام میں کمی کریگا تو یقین سمجھ میں اس حریف کو یہاں چھوڑ دونگا آئندہ
تو دانی و کار تو۔ ملک صندل نے کہا حریف گرفتار ہو آیا ہے اب اگر اس کو یہاں چھوڑ دیگا تو وہ کیا کر سکتا ہے زیتون
مصنوعی نے نہایت تامل گولہ بارہ کو کھولا پشتارہ کا بند کھلنا تھا کہ برق کیطرح شیرویہ مسلح و مکمل ایک جانب استادہ
ہوا اور سپر تیغ پر ملنے لگا ملک صندل خائف ہو کے تخت پر کھڑا ہو گیا اور کہا اے زیتون کمبخت تو نے ہماری بڑی
حکمی کی کہ ہمارے حریف کو رہا کر دیا زیتون مصنوعی نے کہا میں کیا کروں میں نے پیشتر ہی کہا تھا کہ حریف ابھی
بخوبی قبضہ میں نہیں آیا صرف گرفتار کر لایا ہوں میں نے ہرچند بیہوش کیا بیہوش نہ ہوا اور اصل تو یہ ہے کہ تو نے
مجھے انعام دینے میں کمی کی مجھے برا معلوم ہوا اب بھی خیریت ہے اگر تو یہ پوری قبطی میرے حوالہ کرے ملک
صندل نے وہ قبطی اٹھا کے خواجہ عمر کے روبرو پھینکدی اور کہا لے اب تو خوش ہوا جلد اس حریف کو گرفتار
کر خواجہ عمر نے وہ قبطی پر از جواہرات اٹھا کے اپنے قبضہ میں کی اور کہا انعام تو میں نے پایا اب تم جانو تمہارا
کام مجھے کچھ کام نہیں اور نہ اب یہ حریف میرے قبضہ میں آ سکتا ہے ملک صندل نے کہا او کمبخت بدنصیب
پھر کیا ہوگا عمر ثانی نے کہا بدنصیب تو ہے کہ میں ہوں دیکھ تیرے دشمن کو تیرے سر پر لا کے چھوڑ دیا اور یہ قبطی
جواہرات کی میرے قبضہ میں ہے یہ کہکے روغن اپنے چہرہ سے پاک کر ڈالا اور خنجر کو سنبھال کے نعرہ مارا کہ اے ناری
بدان منم عمر ثانی عیار طرار صاحبقران ثانی ملک صندل نے جو یہ صورت عمر ثانی کی صورت دیکھی با آواز بلند کہا او خدا
پرست تو نے مجھکو برباد ہی کر دیا مجھے ہرگز نہیں معلوم تھا کہ تو عیار لشکر اسلام ہے ارے غضب ہوا جواہرات کی
قبطی بھی ہاتھ سے گئی اور دشمن بھی سر پر آ پہنچا عمر ثانی نے کہا یہ دشمن تیرا نہیں ہے ملک الموت تیری جان
کا ہے ع بیار آنچہ داری زمردی فشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭٭ ملک صندل نے آواز دی کہ اے ملازمان
حکومت صندلی یہ وقت نمک حلالی کا ہے جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرو اور یہ عیار بھی زندہ نہ جانے پائے
جس نے یہ فریب کیا تمام درباری جان چھپا کے بھاگے فوج زنگی آ پہونچی عمر ثانی اور شیرویہ کو گھیر لیا
شیرویہ اور عمر ثانی نے داد مردانگی دینا شروع کی اثناے جنگ و حرب میں عمر ثانی کہتا جاتا تھا کہ اے شیرویہ
غضب ہے کیا کہ تو نے مجھے بھی دشمنوں میں گھروا دیا اور خود بھی گھر کے گئے جلد کوشش کر کے یہاں سے مجھکو نکال شیرویہ
کہتا جاتا تھا اے خواجہ خداوند عالم کی حمایت پر نظر رکھو وہ بڑا حامی و مددگار ہے تم فوج کیطرف متوجہ رہو میں ملک

اسفندیار گیلانی کی بھی کشتیان منتشر ہوگئین اسفندیار کی کشتی ایک جانب غیر مقرر تباہ ہوگئی کشتیان
اور سواران کشتی کیطرح مجبوری کی حالت مین بیٹھے تھے سب طرح کی کوششین کین لیکن کوئی چارہ جوئی
کارگر نہ ہوئی تھے کہ وہ کشتی غرق ہوئی اسفندیار شناوری مین خوب ملکہ رکھتا تھا دو تین روز تک دریا مین تیرا
کرتا رہا تجارات دریا بخوبی سرایت کرگئے تھے بیہوشی طاری ہوئی چونکہ ہنوز رشتہ حیات باقی تھا اسی عالم
بیہوشی مین سطح آب پر بہا چلا جاتا تھا بانیکہ دریا کے کنارہ جا لگا اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ خشکی میں آتا اور
سرزمین ماچین کی تھی حسب اتفاق حارث نامہ ایک ماہی گیر مچھلیون کے شکار کیواسطے وہان آیا [illegible]
اسفندیار کو بلباس مرصع دیکھا بہت خوش ہوا کہ آج خوب شکار ہاتھ آیا سو مچھلی کے اگر مہینون شکار کیا تا تو اسقدر
دستیاب نہ ہوتی اس جوان کے لباس قیمتی کو اتار لو اور بازار مین رقم کثیر کو فروخت کرو اس ارادہ سے اسفندیار
گیلانی کے پاس آیا تنفس سے سمجھا کہ ابھی جان باقی ہے اگر لباس اتارتا ہون مبادا یہ جوان آنکھین کھولے کہ مجھے
پہچان لے اور کسی وقت مین مجھسے مواخذہ کرے باہستگی تمام اسفندیار کو دریا کے کنارہ سے اٹھا لایا اور اپنی کشتی
مین پیٹ کے گھر لیگیا اسکی بی بی جلدی واپس آنے سے متعجب ہوئی کہا آج تو جلدی کیونکر چلا آیا اور کشتی
مین کیا لایا ہے اسنے کہا خاموش رہ آج طرفہ شکار ہاتھ آیا ہے اسنے متعجب ہوکے کہا کچھ بیان تو کر کیا شکار ہاتھ آیا
حارث ماہی گیر نے مفصل حقیقت بیان کی بی بی نے کہا تو نے غضب کیا یہ ملک ماچین ہے اگر سرکار کو
کو خبر پہونچے تو غضب ہوجاوے تمام مکان ضبط ہوجاوے اس جوان نیم جان کے خون کا الزام تیری جانب عاید
ہووے نادانی خیریت اسی مین ہے کہ جہان سے اسے لایا ہے وہین پہونچا دے اسنے کہا تو نادان ہے کیون [illegible]
اس سبب سے خائف ہوتی ہے اسوقت مین ماخوذ ہوتا جب اس جوان کا لباس دریا کنارہ اتار لیتا اور اسکو
برہنہ چھوڑ دیتا اسمین ابھی جان باقی ہے علاج کرتا ہون اگر کوئی مستفسر حال ہوگا کہدونگا کہ دردِ انسانی کے سبب
سے مین اسے لے آیا ہون بدنامی اسوقت ہوتی کہ مین اس جوان کو اسکے حال پر چھوڑ دیتا اور لباس اتار لیتا اگر
یہ جوان تندرست ہوجائیگا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امیرزادون مین سے ہے ضرور میری رفاقت کا صلہ دیگا اور اگر [illegible]
ہوجائیگا تاہم نفع سے خالی نہین ہے یہ کہکے عرق گلاب چہرہ پر چھڑکا چند لمحہ کے بعد اسفندیار کو ہوش آیا آنکھ کھولی
اپنے کو ایک مکان مین پایا حیرت سے مکان کو دیکھتا تھا اور اس ماہی گیر کو دیکھتا تھا حارث ماہی گیر نے
کہا اے جوان تو کون ہے اور دریا مین کسطرح بہ آیا چونکہ اسفندیار مین طاقت گفتار نہ تھی اشارہ سے کہا تو [illegible]
مین کہونگا اور اشارہ سے بھوک کی شکایت کی حارث نے بعجلت تمام مرغ خانگی کو ذبح کیا اور پکایا
اسکا شوربا پلایا اسفندیار مین طاقت آئی آہستہ کہا اے شخص مین تاجر پیشہ ہون ملک فرنگ سے [illegible]
پر مال لیے آتا تھا اتفاقًا طوفان شدید آیا سب کشتیان غرق ہوگئین مجھکو شناوری مین ملکہ حاصل تھا [illegible] روز
تک شناوری کرتا رہا پھر مجھکو خبر نہین کسطرح یہان تک پہونچا حارث ماہی گیر نے کہا مین ماہی گیر ہون [illegible]
شکار ماہی کیواسطے گیا تھا تمکو دیکھکے مین نے اپنے کام کو ترک کیا اور علاج کیواسطے یہان لے آیا اگرچہ [illegible]
بی بی نے مجھکو ڈرایا کہ ایسا نہو حاکم وقت مجھکو ملزم قرار دے مین نے اسکے کہنے کیطرف مطلق التفات نہ کی اسفندیار
گیلانی نے کہا مین تیرا کمال ممنون ہون اگرچہ ہنوز رشتہ حیات باقی تھا لیکن باری تعالےٰ نے تجھکو میری
زندگی کا سبب کردیا اب یہ بتا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے اسنے کہا اس ملک کو ماچین کہتے ہین اسکے بادشاہ کا
نام [illegible] مغفور بت پرست ہوگیا ہے خاقان چین سے ہمیشہ برسر پرخاش رہتا ہے فی الحال اسنے قسم کھائی ہے

کہ ہمیشہ کا قصہ بہتر نہیں معلوم ہوتا ہو مقدمہ یکسو ہو جاوے تو اچھا ہو جب تک ملک چین کا قصہ یکسو نہ کرونگا
آرام مجھپر حرام ہو نہیں معلوم اس قصہ کا انجام کیا ہوگا اسفندیار خاموش ہو رہا دوسرے روز ماہی گیر نے کہا
ای جوان تو یہان توقف کر مین مچھلی کے شکار کو جاتا ہون یہ کہکے وہ اسطرف گیا یہان اسفندیار کو خیال آیا کہ
بیٹھے بیٹھے دم گھبراتا ہو چلکے شہر کی سیر کرنا چاہیے کپڑے پہنے دروازہ کے باہر آیا بازار کی راہ لی جب چارسوق مین
پہونچا ایک غلغلۂ عظیم دیکھا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہو ایک راہگیر سے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہو اسنے کہا اس شور
و غل کا حال سن کے کیا کروگے سنو سرہنگ مصری نام ایک عیار ہو اسکے قتل کی تدبیر ہو رہی ہو شہزادہ
بہت گھبرایا پوچھا اس سرہنگ سے کوئی خطاے عظیم سرزد ہوئی ہو جسکے عوض مین اسکے قتل کے درپے ہین اسنے کہا
مجھکو اسقدر معلوم ہو شہزادہ تلاش کرتا ہوا اس مقام پر پہونچا جہان سرہنگ عیار کو دار سے باندھدیا ہو اور
ہر ایک شخص اسکے نسبت کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہو سرہنگ مصری دست و پابستہ خاموش ہو
اسفندیار کو تاب تحمل نہ رہی آبدیدہ ہوکے تلوار میان سے کھینچ لی اور آواز بلند کہا او نالائقو اس جوان
سے کیا ایسی خطا سرزد ہوئی ہو جسکے عوض مین اس ذلت و مجبوری سے اسکو ہلاک کرنا چاہتے ہو لوگون نے جواب
دیا کہ تجھکو اس قصہ سے کیا بحث ہو ہمکو اختیار حاصل ہو جسطرح اور جس جرم پر چاہتے ہین اسکو ہلاک کرتے ہین
اسفندیار نے برق کیطرح چمک سرہنگ مصری کے پاس جاکے اسکو دار سے کھول دیا اور کہا کون ہو جو ہمسے مقابلہ
کرنے والا آوے مقابل ہوسکا بہ بیم کنا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ وار نہان ٭ اسفندیار کے گرد لوگ جمع
ہوگئے اور کہا تو کون ہو ہمارے حال سے متعرض ہوتا ہو شہزادہ نے انکی اس بات کا جواب نہ دیا چاہا کہ تلوار
سے کام لے سرہنگ مصری نے کہا ای شہزادہ والا قدر زیادہ جنگ و حرب کا ارادہ نہ کرنا مین مرکب بہم پہونچاتا
ہون یہ کہکے فوراً مرکب حاضر کیا اسفندیار مرکب پر سوار ہوا سرہنگ مصری جلو مین رہا مگر دونون مستعد پیکار
بعض لوگون کا مشورہ ہوا تھا کہ اس جوان کو گرفتار کیا جاوے مگر پھر یہ راے قرار پائی کہ اس جوان کا گرفتار کرنا
سہل نہیں معلوم ہوتا ہو سخت کشت و خون کی نوبت آویگی لہذا اول اسلم خان کو اس حال سے مطلع کرو وہ
جیسا وہ حکم دے اسکے موافق عمل کرنا چاہیے چنانچہ فوراً ہرکارہ اسلم کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی اسلم خان
اس خبر کو سنکے از سرتاپا غیظ و غضب ہو گیا اور یہ کہتا ہوا وہان سے اٹھا کہ آخر وہ جوان کیا غرض رکھتا ہو جو خواہ
مخواہ ہمارے کام مین دخل دیتا ہو لوگون نے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا اسلم مرکب پر سوار ہوکے فوراً وہان پہونچا
دیکھا واقعی سرہنگ مصری عیار اور دوسرا ایک جوان وجیہہ ایک طرف استادہ ہین اور جنگ پر آمادہ ہین
تلوار کھینچکے چاہا کہ اسفندیار پر وار کرے شہزادہ نے بچستی تمام اسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے دور پھینک
دی ہاتھ کو گرفت مین لاکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ مرکب سے زمین پر آیا شہزادہ اسکے سینہ پر سوار ہوا اور
کہا خیریت اسی مین ہو کہ دین اسلام کو قبول کر ورنہ اسطرح تجھکو ہلاک کرونگا کہ جانوران ہوائی تیرے حال پر افسوس
کرینگے اسلم نے کہا ای جوان دین اسلام کے قبول سے تجھکو کیا فائدہ ہوگا اگر زر نقد کی فرمایش کرے تو مین موجود ہون
جو کچھ تیری خواہش ہوگی تجھے قبول کرونگا اسفندیار نے کہا کہ مال دنیا کی مطلق خواہش نہین ہو صرف رواج
مذہب اسلام مقصود ہو اسلم نے کہا اگر تیرا یہی مقصود ہو تو مجھے چند لمحہ کی مہلت دے تاکہ مین اپنے مشیرون سے
اس بارہ مین مشورہ کر لون اسفندیار نے کہا کہ درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست جو کچھ تجھے منظور ہو
اسے بیان کر دے اسلم خان سوچا کہ اگر دین اسلام کو قبول نہ کرونگا جان بچنا محال ہو ناچار کلمہ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہوا

فوج نے تعرض کرنا چاہا تھا اسفندیار نے کہا اپنی فوج کو بھی دین اسلام کی ہدایت کر اُسنے کہا مین دوسرے کے
دل پر کیا اختیار رکھتا ہون اسفندیار نے کہا تو ان لوگون سے کہدے کہ دین اسلام اختیار کرو مین نے
اسلام قبول کیا ہی اسفندیار نے باواز بلند کہا ای اہالیان فوج آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا تم بھی
اس مذہب کو اختیار کرو غرضکہ تمام فوج دائرہ اسلام مین داخل ہوئی شاہزادہ نے اسلم کو رہا کر دیا اسلم نے کہا
ای جوان مجھے حیرت ہی کہ تو نے صرف زبانی اقرار پر مجھکو رہا کر دیا اب اگر مین تجھسے منحرف ہون پس تو کیا کر سکتا
ہی شاہزادہ نے کہا دین اسلام کا مدار ظاہر پر ہی اگر تو منحرف ہو جائیگا اُسکا تدارک کیا جاویگا اگر دین اسلام
برحق ہی مین تجھپر پھر غالب آونگا اسلم ہنسا شہزادہ سے مصافحہ کیا بارگاہ مین لایا اور کہا شہریار میرا خیال
ایسا معمل نہین ہی کہ کسی بات کا اقرار کرون اور پھر اس سے انکار کرون مجھے پیشتر سے دین اسلام کی حقیقت
کا خیال تھا لیکن کوئی موقع نہ ملتا تھا اگر مجھے منظور نہ ہوتا تو ہرگز اقرار نہ کرتا اگرچہ جان ضائع ہونی کا موقع تھا
بعدہ سرداران فوج حاضر ہوئے نذرین پیش کین اسفندیار نہایت شفقت سے پیش آیا تالیف
قلوب کیواسطے بہت کچھ پند و نصایح کی سرہنگ کیطرف متوجہ ہوا اس گرفتاری کا حال پوچھا
اُسنے کہا شہریار آج شاہ سعد نے مجھسے فرمایا کہ اسیر کو پیروزیر نے عقابین پر کھینچ دیا ہی اور سنا ہی کہ صلصال
نے بار دیگر ترکستان سے خروج کیا ہی ملک حلا کو مسخر کر لیا تو جا اس خبر کو صحیح دریافت کر مین فوراً اس کام
کیواسطے روانہ ہوا جب اُس شہر مین پہونچا شدت گرسنگی سے میرا حال غیر ہونا شروع ہوا نان پز کی دکان
پر گیا اُس سے کھانا لیا بسم اللہ کہکے کھانا شروع کیا نان بائی نے میری صورت دیکھی مین نے بھی اُسکی
صورت دیکھی نان بائی نے کہا یہ کیا تمنے کہا مین نے جواب دیا ہم مسلمانون مین دستور ہی کہ ہر ایک کام بسم اللہ کہکے شروع
کرتے ہین کہ برکت ہوتی ہی اُسنے کہا یہ کوئی افسون ہی جس سے میرے آگے کی روٹیان تمھارے آگے اڑ
کر پہونچ جائینگی یا چار روٹیون کی آٹھ ہو جائین گی مین نے کہا تجھے کیا بحث ہی ہم جو کچھ چاہتے ہین کہتے ہین
نان پز نے سکوت کیا دوکان سے اُترا ایک طرف چلا گیا کوتوال کے پاس پہونچا اور کہا آج میری دوکان
پر ایک خدا پرست آیا ہی مجھے اسطرح دریافت ہوا کہ جب کھانا کھانا شروع کیا بسم اللہ کہا مین نے پوچھا
یہ کیا کہا اُسنے کہا ہم مسلمانون مین ہر کام کے شروع مین بسم اللہ کہتے ہین کوتوال نے چند نفر کو اپنے ہمراہ
لیا وہان سے روانہ ہوا مین یہان ہنوز کھانا کھا رہا تھا ایک دوکان کا ملازم میرے قریب آیا اور آہستہ
کہا ای جوان تو نے غضب کیا کہ یہان اپنے کو مسلمان ہونا ظاہر کیا عنقریب تو گرفتار ہو جائیگا کچھ عجب نہین
جو مالک دوکان کوتوال کو اطلاع دینے گیا ہو یہان ہر متنفس مسلمان کا دشمن جان ہی اُسنے جو دو چار کلمے
خیرخواہی کے کہے مین نے کہا مہربان پھر کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا مین کیا بتاؤن مین نے بنظر رحمدلی مطلع کیا ہی
کہا یہ تو مین سمجھا لیکن پھر بھی کچھ تو بتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کوتوال مجمع کثیر کو ساتھ لیے آ پہونچا مجھکو گرفتار کرنا
چاہا مین تلوار لیکے اُن کی طرف جھپٹا دو چار کو جان سے مارا پانچ سات زخمی ہوئے آخرالامر مین گرفتار کر لیا
گیا اور مین گرفتار ہرگز نہ ہوتا کمندون کے حلقے کثرت سے میرے اوپر پھینکے گئے جن مین بالکل پیچیدہ ہو گیا
وہ سب مجھکو کوتوالی لے گئے اسلم کو خبر ہوئی مجھکو بلایا اور کہا اگر تو بت پرستی اختیار کرے تو رہا کر دیا جاوے
مین نے کہا بت پرستی تجھکو نصیب ہو مین ایمان کے مقابلہ مین جان کو کچھ نہین سمجھتا اسلم نے حکم قتل دیا سامان
قتل ہو رہا تھا کہ تم ایسے شجاع زمانہ پہونچے اور ہلاکت سے نجات بخشی یہان یہ قصہ بیان ہو رہا تھا کہ خواجہ پہونچا

اسفندیار خواجہ کو چھ بکہ سے کے اٹھ کھڑا ہوا خواجہ سے بغلگیر ہوا احوال پوچھا عمر ثانی نے تمام کیفیت بالتصریح
بیان کی اور سر ہنک سے کہا کچھ تم بیان کرو اسنے بھی تمام حال بیان کیا خواجہ عمر ثانی نے جیب سے خط
سعد شہریار کا نکالا اسفندیار کو دیا اسفندیار نے ملفوفہ کھولا خط کو پڑھا زانو پر دست تاسف مارا خواجہ
عمر ثانی نے کہا شہریار کا اب کیا ارادہ ہے اسفندیار نے کہا کیا پوچھتے ہو بجز اسکے اور کیا ارادہ ہوسکتا ہے
کہ جناب حمزۂ ثانی کی کمک کو پہونچوں آج تو نہیں کل انشاء اللہ کوچ کرونگا خواجہ نے کہا اب میرا کیا کام رخصت
ہوتا ہوں اسفندیار نے کہا خدا حافظ خواجہ وہان سے روانہ ہوا۔ پھر ماہی گیر کا حال سنیے کہ جب وہ
شکار ماہی سے فارغ ہو کے گھر مین آیا اسفندیار کو نہ پایا بی بی سے پوچھا وہ جوان کہاں گیا اسنے کہا تیرے
جانے کے بعد تھوڑی دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ کہا میرا دم گھبراتا ہے شہر کی سیر کرنے جاتا ہوں مین نے
کہا کہ صاحب خانہ آ لے تو جا اسنے کہا صاحب خانہ کی موجودگی کی کچھ ضرورت نہیں ہے آوے تو کہدینا مین
تھوڑی دیر کے بعد واپس آونگا مین خاموش ہو رہی وہ چلا گیا اسوقت تک نہیں آیا ماہی گیر خاموش
ہو رہا مگر دل مین کہتا تھا کہ خواہ مخواہ مین سے اپنا نقصان کیا وہ جوان چلا گیا ایک روز ماہی گیر کو مچھلیان
کثرت سے دستیاب ہوئین تھین چند مچھلیان لیکے سلیم کو نذر دینے آیا دیکھا کہ وہی جوان جسکو دریا
سے لایا تھا یہان سب سے مقدم بیٹھا ہے حیرت ہوئی کہ یہ جوان اپنے کو سوداگر کہتا تھا لوگون سے
پوچھا یہ جوان کون ہے انھون نے کہا یہ فرزند حمزہ والا قدر ہے یہ صفت انھین کی اولاد مین ہے کہ تنہا ملک
ماچین کو سر کر لیا اور تمام فوج کو مع سلیم سلطان کیا پھر ماہی گیر اسفندیار کے روبرو حاضر ہوا بکمال ادب
سلام کیا اسفندیار نے جواب سلام دیا اور کہا اے شخص تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا یہ کہکے ایک ہزار تومان
اسکو دیے اور کہا یہ عوض اس احسان کا ہے جو تو نے مجھ پر کیا ماہی گیر نے دوسری مرتبہ تسلیم عرض کی اور
وہ صرہ تومان لیکے اپنے گھر واپس گیا دوسرے روز اسفندیار سے سرزمین خاور کی جانب کوچ کیا عمر ثانی
جاسوس سعد شہریار کے نامہ پہونچاتا ہوا غار ریگ جانب چلا تھا اثنای راہ مین ایک پہاڑ ملا اسکے درہ مین
سے راستہ تھا جیسے درہ مین پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا ہوا مین بجا رہا ہے اور اس لطف سے بجا رہا ہے کہ وحشی
جانوران صحرا کے دور دور ہر چہار جانب بیٹھے سن رہے ہین عمر ثانی قریب اس پیر درویش صورت کے
گیا اور کہا تم کون ہو جو پہاڑ کے درہ مین تنہا بیٹھے باجا بجا رہے ہو اگر کوئی درندہ آ جاے تو کیا ہو اسنے عمر ثانی کو
از سر تا پا دیکھا اور کہا تمکو میرے فعل سے کیا کام ہے جس طرف سے آئے ہو چلے جاؤ اہل دنیا سے مجھکو سخت
نفرت ہے ان کی صحبت سے متنفر ہو کے مین یہان آ بیٹھا ہون تم لوگ یہان بھی مجھکو نہین بیٹھنے دیتے
یہ کہکے اپنی جگہ سے اٹھا اور جانیکا قصد کیا عمر ثانی نے کہا اے بزرگ مین یہان تمھارے حال سے
متعرض ہونے نہین آیا ہون بلکہ اتفاقاً میرا اس طرف گذر ہو گیا تمکو یہان بیٹھا دیکھا مجھ پر کرم فرماؤ
تمھارا گرویدہ ہون اپنا باجا بجاؤ مجھے بھی سناؤ اس درویش صورت نے کہا مین ڈھاڑھی نہین
ہون کہ ہر وارد و صادر کے روبرو باجا بجاؤن اپنا دل خوش کرنے کو بجاتا ہون۔ راوی کہتا ہے کہ
پیرو پیر نے اپنے ہفت عیار جابجا بھیجے تھے اور ان پر تاکید کی تھی کہ عمر ثانی عیار حمزہ جابجا نامے پہونچاتا
گیا ہے جہان ملے اسے گرفتار کر لینا چنانچہ ایک عیار بائن عیاری یہان بھی آ کے بیٹھا تھا اس
مقام پر کمند کے حلقے خاک مین چھپا دیے تھے غرض کہ جب عمر ثانی نے منت و سماجت کے ساتھ اصرار

زیادہ کیا اُس عیار درویش صورت نے کہا ای شخص تو تو کاسے بجانے کا زیادہ شائق معلوم ہوتا ہی اگر تو چند
لمحہ یہان توقف کرے تو مین باجا سناؤن ہرچند کہ مین کسی بازاری آدمی کے روبرو باجا بجانا خلاف سمجھتا ہو
عمر ثانی نے کہا یہ تمھاری مہربانی ہی لیکن یہ سمجھ لو کہ مجھکو بہت کم فرصت ہی درویش مصنوعی نے کہا کیا
ضروری کام ہی جسکے واسطے جاتا ہی عمر ثانی نے حمزہ ثانی کا عقابین پر کھنچا جانا بالتفصیل بیان کیا اور کہا کہ مین حمزہ ولا
کا عیار ہون درویش مصنوعی نے مصافحہ کیا اور کہا خواجہ عمر تم ہی ہو مین مدت سے تمھارا نام سنتا
تھا مگر ملاقات کی نوبت نہ آئی بارے زہے نصیب میرے کہ تمسے آج نیاز حاصل ہوا خواجہ وہان
بیٹھ گیا درویش مصنوعی خواجہ کو وہان بٹھاکر علیحدہ گیا اور حقہ عیاری تیار کرکے چلا آیا باجا اُٹھایا کمال لطف
سے غزل بجانا شروع کی سہ آتشون مین ہی یہ نقشہ اپنے جسم زار کا + مین کیا ہی صاف ڈورا موتیون کے ہار کا +
ہی مناسب کیا ہی کج ہونا تیری رفتار کا + پاؤن مین ای جان جوتا بھی ہی ٹیڑھی تار کا + گھر سے باہر میرے شکل
ماہ کو آنے تو دو + چاندنی پر شبہ ہوگا سایۂ دیوار کا + قیس کوئی مانتا ہی رعب آواز جرس + تیشنے والا ہی میری
زنجیری جھنکار کا + مثل یوسف سیکڑون شیرین دہن ہین خود فروش + قند والون مین ہی عالم مصر کے بازار کا
تیری مسجد مین بہک کر آرہے ہم مے پرست + زاہدا رستا بتا دے خانۂ خمار کا + خاکسارون کو نہ دے ایذا کہ
عالم ایک ہی + ہاتھ آتا پاؤن سے پامال کرنا خار کا + برگ گل کو دیکھکر کہتے ہین ہم ای عندلیب + یہ پھٹا ہی
ہمارے دیدۂ خونبار کا + سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر + کعبہ عاشق ہی منتظر ابروے خمدار کا + زخم
دامن دار کا خلعت کیا مجھکو عطا + میرے سر پہ چاہیے طرہ تیری تلوار کا + یہ مثل سچ ہی جو جاگے گا وہ پاویگا
ولا + صفت بیدار آشنا ہی دیدۂ بیدار کا + اس غزل کو اس عنوان سے سنایا اور باجے کو اُسکے ساتھ ایسا بجایا
کہ عمر ثانی بہت محظوظ ہوا کہا ای پیر مرد اس فن مین تو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا واقعی مجھکو تیرے اس کمال کا
علم نہ تھا یہ سُنکے وہ درویش مصنوعی آبدیدہ ہوا باجے کو اُٹھا کے پٹک دیا اور کہا افسوس تُنے مجھکو بڑا صدمہ
دیا عمر ثانی نے کہا صدمہ کی کیا بات ہی درویش مصنوعی نے کہا صدمہ کی یہ بات ہی کہ تُنے میرے باجے
اور گانے کی تعریف کی مجھکو خیال اسوقت یہ پیدا ہوا کہ کاش مین فن جنگ و حرب مین کمال رکھتا ہوتا کہ
اسوقت جناب حمزہ والاقدر کی رہائی کی کچھ تدبیر کرتا کچھ نہین مین نے بالکل اپنی عمر فنا کی اور اس فن مین
جو کمال مجھکو حاصل ہی اُسکا حال کیا پوچھتے ہو یہ باجا جو تمھارے سامنے رکھا ہی بالکل شکستہ ہی ہرگز بجانے
کے قابل نہین ہی مگر مین اسکو بجاتا ہون اگر تمکو نہین یقین ہی دیکھ لو یہ کہکے باجا عمر ثانی کے روبرو رکھدیا
عمر ثانی نے کہا بیشک باجا ٹوٹا ہی یہ فقط کمال کی بات ہی کہ باوجود شکستہ ہونے کے اس لطف سے بجایا
درویش مصنوعی نے کہا ای خواجہ میرے کہنے پر اکتفا نہ کرو تم دیکھو کسقدر یہ باجا شکستہ ہی اُسکے اصرار سے خواجہ
نے باجا اُٹھا دیکھنے لگا خواجہ اُسطرف مصروف ہوا درویش مصنوعی نے کھڑے ہوکے بقوت تمام
اُس حقہ عیاری کو باجے پر دے مارا فوراً اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور خواجہ عمر ثانی کے دماغ مین
اثر کر گیا لڑکھڑاتے ہوئے زبان سے خواجہ نے صرف اسقدر تو کہا کہ افسوس بڑا دھوکا کھایا بیہوش
ہو رہا اُس عیار مکار نے حلقہائے کمند سے خواجہ کو مضبوط باندھا اور لے چلا خیزاں خیزاں دو منزلہ راہ طے کرتا چلا جاتا تھا
شب کا وقت تھا سامنے معلوم ہوا کوئی چلا آتا ہی آواز دی تو کون ہی اُس راہرو نے کہا مین تو جو کوئی ہون
وہ ہون لیکن تو کہہ کہان سے آتا ہی اور کہان جاتا ہی اور یہ تیری پشت پر پشتارہ کیسا ہی اُسنے کہا مین ہرگز نہین

بتاؤن گا جب تک تو اپنا نام و نشان نہین بتائیگا واضح ہو کہ یہ سرہنگ عیار ہی ضرورت سے کہین گیا
تھا پشتارہ دیکھ کے اسکو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کوئی عیار لشکر کفار ہی کسی خداپرست کو باندھے لیے جاتا
ہی قریب جا کے کہا ہارے سامنے اس پشتارہ کو کھول دیکھین اس مین کیا ہی اسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا
اور سرہنگ سے مقابلہ کو آمادہ ہو گیا تا دیر خنجر سے رد و بدل رہی آخر سرہنگ نے ضرب خنجر سے اسے ہلاک
کیا پشتارہ کو کھولا دیکھا عمر ثانی بیہوش ہی فتیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا خواجہ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا
سرہنگ نے حقیقت بیان کی اور کہا تمکو اس موذی نے کیونکر گرفتار کیا خواجہ نے اپنی کیفیت بیان کی
اور کہا بارے خیریت ہوئی کہ تم پہونچ گئے ورنہ اس موذی نے مجھکو گرفتار ہی کر لیا تھا جو حالت جناب
حمزہ والاقدر کی ہوئی اسی حال مین مین بھی مبتلا ہوتا سرہنگ نے کہا ای خواجہ مجھکو کمال تعجب ہی کہ تم
ایسے عیار طرار و ہوشیار اس موذی کے فریب مین آ گئے اب مین رخصت ہوتا ہون مگر آیندہ ہوشیار
رہنا یہ کہکے رخصت ہو گیا خواجہ عمر ثانی خاور مین پہونچا گیارہوین روز لشکر اسلام مین داخل ہوا یکشنبہ کو روانہ
ہوا تھا چہارشنبہ کو داخل لشکر ہوا سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ عالی جاہ مین مع یاران
ہمراہی بیٹھا ہوا حمزہ ثانی کی عقابین پر کھینچے جانے کا حال بیان کر رہا تھا یکایک صدائے زنگ عمر دلیر
وفادار کے گوش زد ہوئی سب حیران ہوئے کہ یہ آواز کیسی ہی یکایک دیکھا کہ عمر ثانی بارگاہ مین
داخل ہوا موقف عرض مین استادہ ہو کے پہلے آداب شاہی بجا لایا بعدہ عرض کیا کہ ای مبارک
و شہنشاہیکہ حاصل میکنند اختران آسمان از طلعت نیک اختری وہ یہ خادم دیرینہ بعد تعمیل احکام
والا حاضر خدمت ہی اب جو کچھ حکم صادر ہو بسر و چشم اسے بجا لائے تمام حاضرین دربار خواجہ عمر کے گرد جمع
ہو گئے اور اسکی اس کارروائی کی کمال تعریف کی کہا واقعی کارے کردی گیارہ روز مین تمام روے
زمین کو طی کرنا اور جابجا سلاطین کو شاہی حکمنامہ پہونچانا خواجہ ہی کا کام تھا عمر ثانی نے جو کچھ دیکھا اور جو
کچھ عمل مین لایا تھا بالتفصیل بیان کیا شاہ سعد بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر
نگار کا حال پوچھا عمر ثانی نے شہزادہ بدیع الملک کے حال کو بھی از اول تا آخر بیان کیا اور عرض کی کہ حضور
نے اسوقت تک کیا کام کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا ای خواجہ خواجگان روزگار تو دہین ثانی بیمار ہو گیا تھا
اس سبب سے تمام کام ملتوی رہے حالانکہ مین غافل نہ تھا تاہم جو کارروائی ہونا چاہیے وہ نہ ہو سکی عمر ثانی
نے ہر ایک مقام کی کیفیت بطور حکایت بیان کی کفار کے جاسوس حاضر تھے یہ خبر بہروز و بہزاد و مہلک
بن مردک اور غشش بن شیجنگ کو پہونچائی کہ عمر ثانی عیار حمزہ تمام ممالک مین نامے پہونچا کے واپس آیا ہی
اور حمزہ ثانی بیمار ہی سب نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے راے اس بات پر قرار پائی کہ کار امروز بفردا
نباید گذاشت یہ وقت بہت مناسب ہی تاخیر سبب خرابی کا ہوگا طبل جنگ بجوانا چاہیے کیا عجب ہی اگر اسی
حالت مین ہماری فتح ہو جاے اور مسلمان پسپا ہون چنانچہ شب کو طبل جنگ پر چوب پڑی اس طرف سعد
شہریار نے بھی اپنے لشکر فتح پیکر مین نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا دہل زن دہل زد پہ تحسین آوہ بہین دینا و
دین او دین او وہ تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی صبح روز دیگر کہ جہان پرنور روشنی یافت
از سرچشمہ خورشید نور دونون کی فوجین میدان مصاف مین آ کے صف آرا ہوئین جنگی باجے بجے
بہادرستان لشکر اہل فوج کے دل بڑھانے کے لیے اشعار غیرت خیز پڑھنے لگے سعد شہریار نے مرکب طلب کیا

مسلح و مکمل ہو کے کفار سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا سرداران فوج اسلام سعد شہریار کی خدمت مین
حاضر ہوئے عرض کی خداوندا یہ کیا کرتے ہین یہ موقع نہین ہے فوج اسلام کے دلون کا جو حال ہے سب پر
روشن ہے حمزہ والا قدر کفار کی قید مین مبتلا ہین جناب دوسرا یہ زمانہ کی نیرنگیان سب کے پیش نظر
ہین اگر خدانخواستہ نوع دیگر پیش آیا بس یہ سمجھنا چاہیے کہ قیامت برپا ہوگئی پھر کوئی کارروائی کا نام
نہ آسکے گی فوج ایک لمحہ قیام نہ کرسکے گی آخر ہم جان نثار کس دن کیواسطے نمک خواری کا دعوے
کرتے ہین مردہ ہین ضرورت نہین ہین کہ اپنے قول پر قایم نہ رہین جو کچھ عرض کرین گے اگر جان بھی جائیگی
تو بھی انحراف نہ کرینگے اور سوا اسکے عیان ست چہ حاجت بہ بیان یہی کوہی میدان ہے فوج مخالف
پر ایسی تلوارین مارین گے کہ ان کے حواس باختہ ہو جا ئینگے خواجہ عمر ثانی حاضر تھا شاہ سعد نے فرمایا
خواجہ ہمکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ حمزہ ثانی گرفتار بلا ہون اور کسی سے ابھی کارروائی نہ ہوئی
کہ ان کی رہائی کی صورت نکلتی خواجہ نے دست بستہ عرض کیا شہریار بکردگار یہ خادم غافل نہین ہے شب کو
اسی فکر مین گیا تھا کہ موقع ملے تو اسیر والا قدر کو رہا کر لاے مگر افسوس یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے ابھی رہائی کا
وقت نہین آیا جو مجھکو موقع نہ ملا شاہ سعد نے فرمایا خواجہ اگر شب کو فکر مین گئے تھے اور قسم کی ضرورت
نہین ہے مجھکو یقین ہے مگر مین اسیوقت اس شخص کو خیر خواہ اور کارگذار سمجھونگا جب کام حسب مراد مین جائیگا
اور سنو مین نے منجمون سے بھی اس بارہ مین سوال کیا تھا انھون نے اپنے قاعدہ سے یہ بیان کیا کہ امیر
حمزہ ثانی کی رہائی خاص شہزادہ بدیع الملک کی کد و کوشش پر موقوف ہے اب بتاؤ کہ اگر منجمین کا حکم
صحیح ہے تو کیا چارہ ہے تم لوگون کے جان دینے سے کیا فائدہ عبث اپنے کو بلا مین مبتلا کرتے ہو عمر ثانی نے
عرض کی یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن کیا چارہ ہے شہزادہ بدیع الملک موجود نہین کہ وہ کد و کوشش کرین ہمارے
امکان مین جو کچھ ہے اس سے چشم پوشی کسطرح کر سکتے ہین اگر ہماری جان اسی ہوا سے ضائع ہو جاوے تو اسمین
ہے تو مجبوری ہے یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہان کرشسپ بدبخت میدان مصاف مین نعرہ مار رہا تھا
کہ اے خدا اسے نادیدہ کے بندگی کرنے والو کیون دیر کرتے ہو یا بت بزرگ کی بندگی اختیار کرو یا کوئی
سپاہ مرد مقابل بھیجو تاکہ وہ اپنے خدا کی قدرت کا تماشا دکھائے سعد شہریار اسکے نعرہ کو سن کے بار بار میدان
مین جانا چاہتا تھا اور سرداران لشکر مانع ہوتے تھے اور آپس مین ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا
یہ وجہ تاخیر کی تھی دفعتاً ایک جانب سے گرد نمایان ہوئی دونون طرف کی فوج اس گرد کو دیکھا بتوہم
ہوئی کفار کہتے تھے ہمارے واسطے کمک آئی ہے اہل اسلام اپنی مدد کی امید مین تھے جب وہ دامن گرد چاک
ہوا ایک سو علم نمودار ہوئے پھر ایک علمدار کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا سب کے آگے نقابدار پلنگ پوش مرکب
برق کردار صبا رفتار پر سوار آیا کرشسپ کے روبرو جا کے کہا او بے حیا پلید یہ کیا بکتا ہے تیری کیا قوت
ہے کہ ہمارے خدائے بزرگ کے کرشمہ کو دیکھ سکے گا اسے بادشاہ بادشاہان جان نگار انس و جان ہمارا
ناسش بر زبان از آب حیوان خوشتر ست ، اسپ دیر شکر سے بیار انچہ داری ز مردی نشان ، کمان
کیا نے گرز گران ، کرشسپ قریب آیا اور کہا او نقابدار اپنے نقاب کو دور کرکے مجھسے مقابلہ کر ایسا نہ
ہو کہ تجھکو زخم پہونچے اور تو عذر کرے کہ مین نے دیکھا نہ تھا نقابدار پلنگ پوش نے مرکب کو مہمیز کی اور قریب
جا کے او فرق ساق کنگ ایسا وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ اگر وہ فرسب پہاڑ پر پڑتی شق ہو جاتا مگر وہ ملعون بھی فن

پسنگری میں کمال تھا اس ضرب کو سپر پر روکا سپر دو حصہ ہو گئی اُس کو زمین پر پھینک دیا نقابدار نے
اسقدر بھی مہلت نہ دی کہ وہ دوسری سپر لے دوسری ضرب بھی اُسی قوت سے لگائی اس مرتبہ اُسکے پاس
کوئی پناہ نہ تھی وہ تلوار سر تخش کو چاک کرتی ہوئی صدر میں پہونچی اور صدر کو چاک کرتی ہوئی مرکب
زین پر پہونچی کر نشست دو حصہ ہو کے زمین پر گرا کفار نے پورش کی لشکر اسلام نے قدم بڑھایا
نقابدار نے آواز دی کہ اے اہل اسلام تمہارے تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہی ہم ان کفار سے
سمجھ لیتے ہیں اور فوج کفار پر حملہ آور ہوا اُن چند نفر ہیچ نقابدار نے اسقدر تلواریں ماریں کہ فوج کفار
کے حواس باختہ ہو گئے قریب تھا کہ فراری ہوں اور بہو منہزم ہوں گرفتار ہو جائے دفعتاً پھر تتق گرد
نمایان ہوا اہل اسلام سمجھے ہماری کمک کیواسطے اور کوئی آتا ہی فوج کو بھی ایسا ہی گمان ہوا جب وہ
تاریکی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ صلصال پانچ ہزار سواران مسلح و مکمل ہمراہ لیے خیز اخیز چلا آتا ہی آتے
ہی تلواریں میانوں سے کھینچ کے حملہ کیا خوب جنگ مغلوبہ ہوئی اس مرتبہ خدا پرستوں کی جان
کے لالے پڑے خدا سے لو لگائے ہوئے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست کھائیں پھر گرد نمایان ہوئی
اس مرتبہ اسفندیار گیلانی فوج و لشکر لیے ہوئے پہونچا اور مسلمانوں کا رنگ دگرگون دیکھکے پکارا کہ ای
خدائے واحد و لاشریک کے بندگی کرنے والو گھبراتے نہیں میں اُن موذیوں کا سر کوب آپہونچا دیکھوں یہ
سکار میرے ہاتھ سے کہاں جان بچا سکتے ہیں کیا ترک وتاز دکھاتے ہیں مجھکو خوب معلوم ہی کہ ان کفار نے
بہت ستم اٹھایا ہی خدا پرستوں کو ستایا ہی مجھکو اگر پیشتر سے اس بات کی اطلاع ہوتی تو ان سب کو فی النار کر چکا
ہوتا سبب تاخیر لاعلمی تھی اور آتے ہی آمادہ پیکار ہوا وہ جنگ کا بازار گرم ہوا کہ پناہ بخدا گردکار ایک
دوسرے کی خبر نہ تھی تکبیر و برن کی صدا ایسی بلند تھی کہ آسمان پر جاتی تھی ساکنان آسمان روئے زمین کے
مسلمانوں کے جہاد کو دیکھتے تھے اُن کی کدوکوشش پر تحسین و آفرین کرتے تھے اسلام کی فتحمندی کی دعا
مانگتے تھے کفار پر تین حرف کہتے تھے اور بد دعا دیتے تھے تا شام یہی ہنگامہ کشت و خون گرم رہا کشتوں
کے پشتے لاشوں کے انبار تھے جس طرف نظر جاتی تھی خون کا دریا جاری تھا تاریکی شب سے مجبوری
تھی تاہم مسلمانوں نے ہمت نہ ہاری اندھیرے میں بھی اسی طرح ہمت کی کمر کو مضبوط باندھے رہے تاریکی
کفر نے کفار کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا تھا ادھر تاریکی شب نے انھیں اندھا بنایا مجبور ہو گئے طبل بازگشت
بجایا چونکہ قاعدہ ہی کہ طبل بازگشت سے افواج طرفین حرب وضرب سے ہاتھ روک لیتے ہی بہادروں نے تلواروں
کو غلاف میں بند کیا گھوڑوں کی باگیں موڑیں اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے صلصال بدمال کی گرمی
جدال وقتال کے وقت یکایک پہونچ جانے سے کفار بہت خوش ہوئے تھے جنگ ملتوی ہونے کے بعد
اُسکو بارگاہ نکبت پناہ میں لے گئے تعظیم و تکریم سے پیش آئے اُسکی جرأت و دلاوری کی بہت
تعریف کی واہ واہ کی آواز بلند ہوئی اُسکے نازل ہونے کی خوشی میں شادی کی نوبت بجوائی
دعوت ملوکانہ کی پر چیزے خوش ہو کے اُس سے باتیں کہیں اُس کی بزرگی کا اقبال کیا اور کہا
تم ہمارے باپ کی جگہ ہو ہمیں اپنا مطیع فرمان سمجھو ہمارے بزرگ ہمیشہ تمہارے خاندان کی تعریف
کرتے رہے وہی عزت اب تک ہم سب کی نظر میں ہی ہم ہرگز اس خوشی کو لفظوں کے ذریعہ سے
کفار سے ظاہر نہیں کرسکتے جو ہمکو تمہارے وردو سے حاصل ہوئی ہے صلصال نے کہا زینت با عشرت آبادی

کے ہاتھ سے کسی بلا مین مبتلا ہوگئے تو کیا ہوگا بنا ؔ علیہ بڑا صبری یہ ہر گز راسے نہین ہو کہ تم وہان جانے کا ارادہ
کرو خواجہ نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا اس مین کچھ شک و شبہہ نہین لیکن میرا دل نہین مانتا خداوند عالم
پر بھروسہ کرکے جاتا ہون اگر میری قسمت مین کفار کی قید مین مبتلا ہو جانا ہو تو مجبوری ہو وہان جاؤنگا
نہین کوئی سبب گرفتاری پیدا ہو جائیگا سعد شہریار نے کہا تمکو اختیار ہی خواجہ وہان سے روانہ ہوا۔

اب کچھ حال فتحمندی مآل شہنشاہ گوہر کلاہ بن شہزادہ بدیع الملک مسطور ہوتا ہی فیروز شکست کرنا طلسم سیمیا
کا بفضل خدا سے قادر و توانا

منقلب الشر دلا یہ کارخانہ ہوگیا ✤ یار با بام فلک بھی آشیانہ ہوگیا ✤ اس سے بہتر ہی کہین عریان پھرانا ای جنون ✤ جامۂ
ہستی نہایت اب پرانا ہوگیا ✤ مر رہا تھا آپ مین ناحق ہوا بدنام تو ✤ اونکے تیغ کو کھیلنے کا اک بہانہ ہوگیا ✤ ہی
بجا سے شعلۂ آواز شعلہ طور کا ✤ لن ترانی اس مغنی کا ترانہ ہوگیا ✤ دیکھا ہی مجھکو آتے ہی کیا وہ شہسوار ✤ رستم
نظارہ گویا تازیانہ ہوگیا ✤ گرتے گئے گلبن چمن مین رشک سے تیرے حضور ✤ اب نرگس سامنے قارون کا خزانہ ہوگیا
بنایا گیا بدر کمل کر رشک سے مثل ہلال ✤ خوشۂ پروین بھی تیرے آگے دانا ہوگیا ✤ کہتے ہین دیوانگی جسکو
وہ ہر فرزانگی ✤ ہوگیا پاگل دیوانہ تو دانا ہوگیا ✤ زلف پیچان کا تصور اس قدر رہنے لگا ✤ خانۂ دل اقلون
زنجیر خانہ ہوگیا ✤ حاجت سبحہ نہین دل مین گنے کرتا ہون یاد ✤ کیا کرون سودا سے کاکل ایک دانا ہوگیا
جبکہ آیا وہ مین نکے ذکر سوز نہانی کا کیا ✤ پس زبان کے بدلے آتش کا نہ آنا ہوگیا ✤ تو وہ پتلا نور کا ہو تیری
تربین کے لیے ✤ ماہ آئینہ ہوا خورشید شانا ہوگیا ✤ ہاتھ سے ای مرغ دل تجھکو نہین وہ چھوڑتا ✤ اب تو
گویا شاخ گل مین آشیانا ہوگیا ✤ خاک اوڑاتے جاتے ہین وحشی ہزارون ساتھ ساتھ ✤ میرے لاشے پر
غبار اک شامیانا ہوگیا ✤ اس ستمگر سے نہ پایا میرے نامہ کا جواب ✤ نامہ بر تنگ آکے دنیا سے روانا ہوگیا
تنگ کیا ہون جب سے تیرے عشق مین مثل کمان ✤ خلق کے تیر نگہ کا مین نشانا ہوگیا ✤ خود فروشی شوق
سے کر سر فروشون کے حضور ✤ عہد اب تیرا ہی یوسف کا زمانہ ہوگیا ✤ کچھ بہی ہی زور روشنت پھر بھی جوش
جنون ✤ فصل گل ہوتے ہی کیا تاسخ دیوانہ ہوگیا ✤ واقفان اسرار جادو بیانی و راز داتان سخنوری و ہمہ دانی
داستان شہنشاہ گوہر کلاہ مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ شاہزادہ عالی جاہ والا بارگاہ مرغ تخت
پر سوار ہوا اپنے پدر عالی مقدار کی رہائی کیلئے تنہا سے طلسم سیمیا کی جانب روانہ ہوا چونکہ فانوس بند شاہ
بادشاہ طلسم نے اس بات کو بیان کردیا تھا کہ مین راہ دلیدہ پیرکا سے آتا ہون چنانچہ بادشاہ طلسم
مع لشکر بے شمار اسی راہ سے چلا لیکن مرغ تخت شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہفت قلزم طے کرکے ایک کوہ فلک
فرسا کی چوٹی پر لایا جس کا رنگ بیضۂ زمرد سبز کا تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ اس کوہ زمردین پر بلور سفید کا ایک
برج واقع ہو اور تخت الماسی اس برج کے نیچے بچھا ہوا ہو اس تخت پر ایک پریزاد باحسن خداداد ہمہ ناز و
انداز بیٹھا کاکلہاے مشکین بر دوش انداختہ ✤ و تنگنا ہے کا رعالم ساختہ ✤ بہ کمال محبوبی و رعنائی و دلبری
و خوش ادائی جلوہ افروز ہو دست حنائی مین مرصع کا ایک آئینہ ہو اس مین اپنی صورت خوب دیکھ دیکھ کر محبوب
دلکشی پر اپنے حسن و جمال باکمال سے خود ہی اس طرح باتین کررہی ہو کہ اگرچہ عالم مین خالق کل مخلوق نے
انواع اقسام کی صورتین خلق کی ہین لیکن جو حسن و جمال دلفریب مجھ مین خلق ہوا ہی ہرگز گمان نہین ہو کہ دوسرا
بھی خلق ہوا ہو اس بات سے بالکل غافل کہ سرو نوخیز گلستان جہان بہار ست ✤ گل در ین باغ بسے سرو روان

بسیار سست ہو، اُس برج بلورین کی ایک جانب بلور کا ایک چبوترہ واقع ہو اُس چبوترہ مین ایک کنوان
ہو اس کوین سے ہر طرف پانی جاری ہو جس سے درختان گل و ثمر تر و تازہ ہین خجستہ وہان متوقف
ہوا شہنشاہ نے کہا کیون متوقف ہوا اُسنے عرض کیا شہریار مین اس وجہ سے متوقف ہوا کہ تم کو کچھ
خبر ہو یہ کون مقام ہو شہنشاہ نے کہا مجھکو یہان کیفیت و سامان دیکھکے اس قدر تو ضرور معلوم ہو کہ
کوئی مقام عجیب ہو لیکن اصل حقیقت اسکی نہین معلوم ہو مرغ خجستہ نے کہا آگاہ ہو یہ وہی مقام
ہو جس کی تم کو تلاش تھی یعنے آثار طلسم سیماب یہان سے شروع ہوسے ہین شہنشاہ نے کہا کیا عجب
ہو کیا کہون کچھ عقل نہین کام کرتی مرغ خجستہ نے کہا طلسم کی شان یہی ہو کہ عقل حیران ہو یہ باتین ہو رہی
تھین کہ فانوس شاہ مع فوج و لشکر و دیگر سامان ضروریات وہان پہونچا باواز بلند کہا سلام علیک
شہنشاہ نے جواب سلام دیا اور کہا اے بادشاہ اس وقت مین اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ تم
اب تک نہین آئے مین نے طرفہ سامان یہان دیکھے فانوس شاہ نے کہا شہریار کیا تمسے مرغ خجستہ
نے نہین کہا یہی طلسم سیماب ہو ابھی کیا دیکھا اور عجائبات دیکھوگے شہنشاہ نے کہا یہ پریزاد کون ہو
جو آئینہ لیے ہوئے اپنی صورت دیکھتی ہو اور خودستائی مین مصروف ہو میرا دل چاہتا ہی تھا کہ کسی
کو اس پریزاد کے پاس بھیجون مرغ خجستہ نے کہا شہریار مین خود کہنے کو تھا شہنشاہ نے ایک شخص
کو اُس کے پاس بھیجا جب وہ اوس پریزاد کے پاس پہونچا قریب تھا کہ پریزاد سے ہمکلام ہو پریزاد
نے چین برجبین ہوکے اُسنے آئینہ کو ہاتھ سے پھینک دیا آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پریزاد نے دستک
دی اور آواز بلند فریاد کرنا شروع کی کہ ارے کوئی ہو جلد اس خیرہ سر کو گرفتار کرو شہنشاہ نے دیکھا
کہ دفعتاً اُس چبوترہ کو حرکت ہوئی اُس کنوئین سے دھوان نکلنا شروع ہوا بعدہ آواز پیدا ہوئی چبوترہ
شق ہوا چار شخص چبوترہ مین سے باہر آئے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک چھری تھی اُن چارون
مین سے ایک کا نام دیو سفید دوسرے کا نام جنی سرخ تیسرے کا نام زنگی سیاہ چوتھے کا نام غول زرد
تھا آتے ہی اُس کو ہلاک کیا اُس کے گوشت کے چار حصے کیے چارون نے آپس مین تقسیم کر لیے اور
اُسی جگہ بیٹھ کے ہر ایک نے اپنے گوشت کے حصہ کو کھا لیا ہر ایک کی ناف اور منھ اور ناک اور
کان سے پارہ مثل فوارہ کے نکلنا شروع ہوا پارہ کے دریا جاری ہوئے اور اس قدر اُن مین طغیانی
ہوئی کہ قریب تھا کہ شہنشاہ کا لشکر غرق ہو جائے شہنشاہ گھبرایا کہا اے خجستہ اب کیا ہوگا پارہ کی شدت
طغیانی ہو اس سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر بتا اُس نے کہا شہریار میرے تدبیر بتانے کی کیا ضرورت ہو لوح
تمھارے پاس موجود ہو اُس سے مشورہ لو جو کچھ مشورہ دے اُس کے موافق عمل مین لاؤ شہنشاہ نے لوح
کو فراموش کیا تھا خجستہ کے کہنے سے خیال آیا کہا لاحول ولا قوۃ اور لوح کو بغل سے نکالا نظر کی لکھا تھا اے صاحب
لوح طلسم سیماب جلد اپنے کو اس سیماب مین گرا دے اب تو شہنشاہ کو حیرت ہوئی کہا یہ بڑی مصیبت
پیش آئی دانستہ کس طرح اپنے کو ہلاکت مین مبتلا کرون نہین معلوم اسکا انجام کیا ہو خجستہ نے کہا شہریار
کچھ تردد کا محل نہین ہو یہ کارخانہ طلسمی ہو لوح کی ہدایت پر مدار ہو اگر لوح کی ہدایت اس پارہ مین گرنے
کی ہو سمجھ کیا تردد ہو بلاتکلف اپنے کو پارہ کے دریا مین گرا دو شہنشاہ نے بجز تعمیل حکم لوح چارہ نہ دیکھا بسم اللہ
کہکے اپنے کو دریاے سیماب مین گرا یا وہ سیماب دفعتاً غائب ہو گیا اُس طرف فانوس شاہ شہنشاہ و بن

بدیع الملک کے واسطے دعا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ شہزادہ کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اور اسی جگہ خیمہ زن تھا جب شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہوش آیا اپنے کو ایک باغ سر سبز و شاداب مین دیکھا جس کا پتا پتا صنعت صانع حقیقی کا پتہ دیتا تھا انواع اقسام کے پھولون کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا اُن کی طرح طرح کے رنگینیون کی کچھ تعریف نہین ہو سکتی بس یہ سمجھنا چاہیے کہ دل بستر دیکھ اُن کو ہو باغ باغ

جو سہیلی تو پھر چاہیے لو سے و باغ
کرون وصف کیا ہو کرے کا بیانا
رہے بزم مین اس کی زینت ریل
نوادر کی از بس کہ بیٹھی ہے بو
کہان اسکی رنگت کو لگتی ہے دوپہا
ہر ایک گل کا ہے رنگ و عالم جدا

لذیذ ایسے ہین کند سے کہ وہ محفل مین آئین
کہ ایک ایک کلی اسکی ہے عطردان
بہشت مو بنا کی پیاری ہے بو
دلون سے کہ وہ مقبول کیونکر نہ ہو
گلون سے نرالا ہے گل چاندنی
نہین لطف سے کوئی خالی ذرا

تو مجلس کا عالم چمن کا بنائین
ہے گلشن آئینہ ہے لگتہ راس بیل
ہر ایک گل سے اس کی نیاری ہے بو
ہوا اسپ سے دو پہر یکا ہے روپیا
چمن کا اجالا ہے گل چاندنی
جسے دیکھیے ہر طرح خوب ہے

طبیعت کا ہر ایک سے کھر خوب ہے بچل تمام درختان گل و ثمر کے بہت بلند اور گھنیر اجنار کا درخت دیکھا بہت حیرت ہوئی کہ ایسا درخت کبھی نہین دیکھا سراسر آثار طلسمی نظر آتے ہین زیر درخت آیا نظر اوٹھائی بلندی درخت کو دیکھا تنہ درخت پر تعجب ہوا اُس جانب تنہ کے دیکھا ایک دیو بد ہیئت ہاتھ مین کلہاڑی لیے ہوئے ہر مرتبہ بیخ درخت پر مارتا ہے اور ہر ضرب مین آہنی کلہاڑی سے ایسا بلند شعلہ آتش پیدا ہوتا ہے کہ آسمان پر جا کے بجھتا ہے باغبان اُس باغ کا نہایت مسن اور ضعیف ایک طرف کھڑا ہوا ہے جب وہ دیو بیخ درخت چنار پر تیشہ مارتا ہے وہ باغبان ضعیف غل مچاتا ہے کہ ارے کمبخت کیا غضب کرتا ہے کیون خواہ مخواہ درخت کو کاٹتا ہے اگر صاحب باغ کو معلوم ہو جائیگا تو وہ مجھکو ہلاک کریگا مجھپر رحم کر اس درخت کی بیخ پر کلہاڑی نہ لگا اگر اس کے عوض مین میرا ہاتھ کاٹ لے تو مجھے منظور ہے یا کچھ نقد متاع و غیرہ مجھسے لے لے وہ دیو مطلق اُس کے کہنے کی جانب اعتنا نہین کرتا ہے متواتر کلہاڑی کی ضربین لگا رہا ہے شہزادہ شہنشاہ کو اس دیو کی بے اعتنائی بہت ناگوار معلوم ہوئی باغبان ضعیف کے پاس گیا اور کہا یہ دیو پلید کون ہے جو تیرے کہنے کو نہین سنتا اُسنے کہا اے جوان یہ دیو اس درخت کو خواہ مخواہ کاٹنا چاہتا ہے مین نے ہر چند منت و سماجت کی نہین سنتا اگر تجھسے ہو سکے تو اسے اس حرکت سے باز رکھ شہنشاہ نے تامل کیا فوراً لوح کا خیال آیا بغل سے اُسے نکالا لکھا تھا اے صاحب لوح طلسم یہ باغبان دربان طلسم شمعون جادو نام ہے اسکو ہر نوع ہلاک کرنا چاہیے ورنہ یہ سخت صدمہ تجھے پہونچائیگا اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر نہ ہوگی لیکن اس بات کا بھی خیال رہے کہ شمعون جادو حیلہ و حوالہ بہت کچھ کریگا اُسکے کسی حیلہ و حوالہ کی جانب اعتنا نہ کرنا شہنشاہ بن بدیع الملک نے تلوار میان سے لی اور اُس باغبان کی جانب بڑھا شمعون جادو شہنشاہ کے ارادہ سے مطلع ہو گیا کہا اے جوان تیرے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے قتل کے درپے ہے دیکھ ایسا نہ کرنا تجھکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے کہ یہ دیو اس درخت کی بیخ پر کلہاڑی مارتا ہے اور یہ حرکت میری ہلاکت کا سبب ہے قبل لوح دیکھنے کے تیرا خیال میری جانب اور تھا اب اور ہے اے جوان لوح کا اعتبار نہین ہے بیشتر اوقات اسطرح کی لوح سے احکام غلط بھی جاری ہوتے ہین اور بالفرض تو مجھکو اپنا مخالف سمجھ کے مجھکو ہلاک کرنا چاہتا ہے تجھے جس طرح کا منظور ہو نوشتہ لکھا

لے کہ مین تجھسے ہرگز بدی نہ کرونگا جو کچھ تیرا حکم ہوگا اُس کی تعمیل واجب سمجھونگا جتنے کہ اگر تو اپنا مذہب
مجھکو تلقین کرے تو مین اُسے بھی قبول کرنیکو آمادہ ہون چونکہ شہنشاہ کو از روے لوح ہدایت ہوچکی
تھی شمعون جادو کے کہنے کیطرف مطلق خیال نہ کیا ایک ہی ضرب مین اُس کا کام تمام کیا وہ باواز
بلند کہتا رہا کہ ای جوان تو نے مجھکو ہلاک کیا مگر یہ خوب یاد رکھنا کہ تو بھی زندہ نہ رہیگا ہوشیار رہ عنقریب
تیری جان کا دشمن آیا چاہتا ہی شہنشاہ متوحش ہوکے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھیے اب کیا آفت
نازل ہوا چاہتی ہی ناگاہ ایک جادوگر بصورت مہیب تیغ خون آلودہ ہاتھ مین بائین ہاتھ مین سر بریدہ
شہنشاہ کے روبرو آیا اور پکارا کہ ای جوان تو پہچانتا ہی کہ یہ سر کس کا ہی آگاہ ہو کہ یہ سر تیرے باپ کا ہی
جو ہین شہزادہ نے اُس سر کی جانب نظر کی قریب تھا کہ بیحال ہوکے زمین پر گرے اور اُس جادوگر
کو بھی معلوم ہوگیا کہ یہ جوان گرا چاہتا ہی اسکا بھی کام تمام کرو قدم بڑھا کر چاہتا تھا کہ آواز آئی ای شہنشاہ
کیا غضب کرتا ہی اپنے ہوش و حواس بجا رکھ ورنہ قتل تیرے باپ کے تیرا بھی کام تمام ہو جاے گا اجلہ
لوح کو دیکھ شہنشاہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا ای صاحب لوح طلسم بدحواس کیون ہوا جاتا ہی کچھ تردد
کی بات نہین ہی یہ آثار طلسم کے ہین بے خوف و خطر اس جادوگر کو بھی ہلاک کر شاہزادہ اُس جادوگر کی
جانب متوجہ ہوا کہا او نابکار مجھکو آثار طلسمی اور تیرے حال سے بخوبی اطلاع ہو گئی ہی ہوشیار ہو جا مین
ایک نابکار کو ہلاک کر چکا ہون اب تیری باری ہی اُس جادوگر نے کہا ای جوان سفاک اس جادوگر کو
ہلاک کیا لیکن میری نسبت ایسا گمان نہ کرنا کیونکہ مجھکو تبدیل صورت کی ایسی قدرت حاصل ہی کہ تیرا ہاتھ
تک تو کسی طرح نہین پہونچ سکتا شہزادہ نے کہا اگرچہ تجھ مین تبدیل صورت کی کیسی ہی تاب ہو لیکن
مجھکو لوح کے ذریعہ سے جس قدر ہدایت ہوئی ہی ضرور عمل مین لاونگا یہ کہکے قدم آگے بڑھایا جادو نابکار
نے بجز اس کے اور کسی تدبیر مین مفر نہ دیکھی کہ عقاب بن کے پرواز کی اور کہا دیکھ ای جوان اس طرح جان
بچا کے نکل جاتے ہین دیکھون اب تو کس طرح مجھسے متعرض ہوتا ہی فوراً لوح کی جانب نگاہ کی لکھا تھا اس مکار
کو تیر سے ہلاک کرنا چاہیے شاہزادہ نے کمان مین تیر رکھ کے اس قدر انداز سے مارا کہ اُس کے
سینہ سے گذر گیا اور بیجان ہوکے زمین پر گرا گرتے وقت کہا ای جوان غضب کیا تو نے مجھکو بھی ہلاک کیا
مجھکو اس حال کی اطلاع مطلق نہ تھی تاہم میرے ہلاک ہونے سے ابھی قصہ تمام نہین ہوا ہی ہوشیار رہ
عنقریب تجھ پر بھی آفت نازل ہوا چاہتی ہی یکایک صداے مہیب آنا شروع ہوئی کہ ای جوان تو نے
غضب کیا ارکان طلسم کو ہلاک کیا اس آواز کے آتے ہی بالاے ہوا سے انگارے برسنا شروع ہوئے اُس
باغ پر بہار مین یا تو تر و تازگی تھی آگ کے برسنے سے تمام درختون مین آگ لگ گئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
بہت نفیس آتشبازی چھوٹ رہی ہی جو صفت درختان گل و ثمر مین تازگی و سرسبزی خوش رنگی کی تھی
وہی صفت بعینہ آتشبازی مین بھی نمایان تھی شہزادہ کو اُس آتشبازی کے دیکھنے سے کچھ تو محویت تھی اور
کچھ حیرت دامنگیر تھی اور کچھ خوف تھا کہ طلسم کا مقدمہ ہی نہین معلوم کیا صورت پیش آے کس مصیبت کا سامنا
ہو پھر لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا ای صاحب لوح جانب راست بیس قدم شمار کرکے جا ایک گلاب کا
درخت ملیگا اُسکی جڑ سے ملا ہوا ایک سنگ سفید کلان بچھا ہوا ہی اُسپر گرد اس طرح پڑی ہی کہ وہ پتھر معلوم
نہین ہوتا گرد کو صاف کرنا وہ پتھر نمایان ہوگا پتھر کو کسی تدبیر سے اُٹھانا اُس کے نیچے زینہ دکھائی دیگا زینہ مین

اُترجاتا پھر دیکھا قدرت خدا کا کیا تماشا دکھائی دیتا ہے شہزادہ اُس درخت کلاں کے قریب پہونچا
پھر دیکھا اسکے کنارہ کی مٹی ہٹائی لکڑی کے ذریعہ سے پتھر کو حرکت دی زینہ دیکھا اندر گیا ایک مکان
تاریک دیکھا اندرون مکان بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد کسی قدر روشنی معلوم ہوئی سامنے نقب تھی شہزادہ
نقب میں گیا ایک بیابان لق و دق میں پہونچا دو حبشیون کو دیکھا کہ باہم ندور دست و بازو میں مصروف
ہین جو ہین شہنشاہ کو دیکھا کشتی کو موقوف کیا شہزادہ کے سامنے تن کے کھڑے ہوئے کہا ای جوان تو کون
ہے اور کیونکر یہان تک پہونچا نہین جانتا کہ یہان کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے جس طرف سے آیا ہے
واپس جا ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہے شہزادہ حیرت مین مبتلا تھا کہ ان زنگیون کو کیا جواب دون
لوح کا خیال آیا لوح کو بغل سے نکالا لکھا تھا ای صاحب لوح ان زنگیون کو جانے نہ دینا فوراً گرفتار کر لو اور اس
طرح دونون کو زمین پر مارو کہ ان کا سر پریشان ہو جاوے شہنشاہ نے قدم آگے بڑھایا ان زنگیون نے
کہا ای جوان آگے قدم نہ بڑھا وہین قیام رکھ شہزادہ نے جستا ایک زنگی سے دست و گریبان ہوگیا
دوسرا اپنی جگہ استادہ رہا بعد کشمکش و کوشش بسیار اس زنگی کو گرفت مین لا کے اس زور سے زمین پر مارا
کہ نقش زمین ہوگیا دوسرے حبشی نے چاہا کہ بھاگ جاوے شہنشاہ نے جھپٹ کے اُس کا ہاتھ کھینچا اور کمربند
کو گرفت مین لا کے اُس کو بھی زمین پر مارا سر اسکا پاش پاش ہوگیا دونون زنگیون کا ہلاک ہونا تھا کہ ہوا
تیرہ و تند چلنا شروع ہوئی ہزارہا سوار و پیادہ بسر کردگی شماس جادو بادشاہ طلسم نعرہ زن وہان پہونچے شہنشاہ
اُن سوارون کو دیکھ کے گھبرا گیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کچھ اندیشہ نہ کرو انشاء اللہ الرحمن غیب سے مدد پہونچے گی
پشت لوح پہ اسم لکھا ہے اُس کو پڑھنا چاہیے پشت لوح کو دیکھا اسم اعظم کو پڑھنا شروع کیا سرداران فوج طلسمی
نے باواز بلند کہا ای جوان ہوشیار ہو جا ہم تیری ہلاکت کے واسطے آئے ہین اب تیرا زندہ رہنا دشوار ہے
والیان طلسم کو تو نے ہلاک کیا ہے اُس کے عوض مین ہم تجھکو ہلاک کرینگے شہنشاہ متواتر اُس اسم اعظم کو
پڑھ رہا تھا یکایک چالیس ہزار دیو جن اور یاقوت پوش نقابدار تخت مرصع پر سوار نعرہ زنان
وارد ہوا آواز بلند کہا ای نالیان طلسم ہم غلام شہزادہ بدیع الملک دولتخواہ شہنشاہ گوہر کلاہ شمشیر برہنہ
در دست و دو مرکب برق کردار پر سوار شماس بادشاہ طلسم کے پاس پہونچا شماس بادشاہ طلسم نے
اُن دیوون کو آواز دی اژدہے پیکر قلاب کھینچا شہنشاہ اژدہے کی زبان کھینچ لی اور شمشیر آبدار کا وار اژدہے کے
سر پر کیا او لوٹ گیا اور اسپ و قدم سے شماس جادو کو چار پارہ کیا بادشاہ طلسم کا ہلاک ہونا تھا کہ شور و
غل بلند ہوا زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا الامان الامان کی آواز بلند ہوئی شہزادہ کو اس صدا کے سننے
سے رحم آگیا مگر دیکھتا تھا کہ اس تاریکی مین کچھ نظر نہین آتا کس کو امان دون کیا کرون چند لمحہ کے بعد وہ تاریکی
دفع ہوئی جوق جوق گروہ جادوگر شہنشاہ کے روبرو دست بستہ حاضر ہوئے اور بکمال عاجزی کہا
ای جوان والا قدر ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین ہم نوع امان چاہتے ہین جاری
کچھ خطا نہین ہے جو بانی اس فتنہ و فساد کے تھے وہ ہلاک ہوگئے اب ہم سے کوئی فتنہ برپا کرنے والا
نہین ہے شہزادہ نے کہا اگر تم سب امان چاہتے ہو تو دین اسلام قبول کرو ورنہ کسی قدر انجام فرار کی
کروگے کچھ فائدہ نہ ہوگا سب نے کہا ای جوان ہم کو دین اسلام قبول کرنا بدل منظور ہے شہنشاہ نے کلمہ
توحید تعلیم کیا اور بھی اصول و فروع اس مذہب حقہ کے بیان کیے شہنشاہ نے نقابدار کو اپنے قریب بلایا

اور کہا اے شخص تیری روپوشی کی کیا وجہ ہے اُس نے کہا شہریار تم کو میری روپوشی سے کیا کام ہے شہزادہ نے قسم دی اور کہا اب عذر نہ کرنا اصل حقیقت اپنی بیان کرو سے نقاب ار نے کے بعد تامل بسیار کہا سنو اے شہریار والامرتبت میں قوم انات سے ہوں فرشتہ نام دختر شاہزادہ بدیع الملک جب سے میں نے اپنے پدر معظم شہزادہ بدیع الملک کی سرگذشت سنی حواس باقی نہ رہے کسی پہلو قرار نہ آیا نہ راتوں کو نیند آتی تھی اور نہ کھانے پر رغبت ہوتی تھی ناچار اپنے مقام قیام سے کوچ کیا خیزاں خیزاں اپنے کو یہاں تک پہونچایا یہاں یہ سامان دیکھا کہ اہالیان طلسم شورش پر آمادہ ہیں شہنشاہ اُن اہالیان طلسم کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اب تم سب دین اسلام میں داخل ہوگئے ہو میرے تمہارے درمیان کسی نوع کی مخالفت باقی نہیں رہی پھر تم کو کیا عذر ہوگا اگر میں کہوں کہ میرے پدر عالیمقدار شہزادہ بدیع الملک والاتبار کی قید کا پتہ بتاؤ اُن سب نے کہا اے جوان ذی عزت و شان بخدائے خالق زمین و آسمان اب ہم کو تعمیل حکم میں کبھی کسی طرح کا عذر نہ ہوگا اُس شاہزادہ مقید کا پتہ چلا بتا دیں غرضکہ شہنشاہ اُن کے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب شہزادہ کو ایسے مقام میں لائے جہاں ایک عمارت ہفت جوش واقع تھی گرد اُس عمارت وسیع و مستحکم کے دو صد گز عمیق خندق واقع ہے اُس خندق میں پارہ بھرا ہوا ہے راوی کہتا ہے کہ شہزادہ بدیع الملک اُس مکان میں مقید ہے جب اُس عمارت کے قریب پہونچے اُن مسلمانان نو نے عرض کی شہریارا اس مکان میں تمہارا پدر عالی مقدار مقید ہے اس سے زیادہ ہم کو خود نہیں معلوم ہے جو اور کچھ تدبیر بتائیں یا رہبری کریں اگر جا سکو تو اس مکان میں تشریف لے جاؤ شہزادہ متردد ہوا کہا خداوندا اس مکان میں کس طرح پہونچوں گرد اس کے پارہ کا دریا جاری ہے فورا قدم اس دریا سے سیماب میں رکھا اور غرق ہوا لوح کو بغل سے نکالا لکھا دیکھا اے شہزادہ والا قدر واقعی یہ خندق پر از سیماب بہت مخدوش ہے لیکن اس مکان کے عقب میں ایک پہاڑ واقع ہے اُس پہاڑ میں جانب شمال خندق عمیق دیکھو گے کچھ خوف و خیال دل میں نہ لانا بلا تامل اُس غار میں اپنے کو گرا دینا شہزادہ کے دل میں فورا یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر کوئی زینہ ہوتا تو اُس کے ذریعہ سے خندق میں داخل ہوتا گرا دینا چہ معنے دارد مع ہذا لوح میں لکھا دیکھا کچھ محل خوف نہیں ہے اگر خندق میں زینہ نہیں ہے معاملہ طلسم ہے بیشتر خلاف عقل جلوہ ظہور میں آسکتے ہیں تم بلا تکلف اپنے کو اس خندق میں گرا دینا شہنشاہ اُس مضمون لوح کو دیکھ کے خوش ہوا پہاڑ پر پہونچا اُس خندق کو تلاش کر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا اور خندق میں کود پڑا اگرچہ خندق بالکل تیرہ و تار تھی لیکن شہنشاہ کے گرتے ہی اس میں کس قدر روشنی ہوگئی جادوگروں نے یہی ترکیب اُس میں مقرر رکھی تھی کہ اگر کوئی شخص دست از جان شستہ اُس مقام تک پہونچ بھی جاوے تو اس خندق میں بسبب تاریکی پہونچ نہ سکے اور یہی راہ مکان کی مقرر کی تھی چنانچہ خود بھی اگر جاتے تھے تو اسی تدبیر سے جاتے تھے کہ اپنے کو اُس خندق میں گرا دیتے تھے غرضکہ شہنشاہ اُس خندق میں گر کے ایک ایسے مقام میں پہونچا جہاں سے قید خانہ نظر آتا تھا مگر نہایت آراستہ و پیراستہ اور مستحکم پھر آواز گریہ و زاری فریاد و واویلا کی آرہی تھی وہ آواز ہر در سبب اس بات کا ہوئی کہ ضرور قید خانہ ہے اور کوئی قیدی بحالت مجبوری و کرب میں فریاد و زاری کر رہا ہے شاہزادہ اور چند قدم آگے گیا

اب دیکھا کہ ایک پریزاد خوش رو و خوش جمال فرش خاک پر بیٹھی باآہ و زاری اس درد سے کراہتی ہے کہ تاب
سماعت نہین ہو سکتی شہنشاہ اُس کی صورت دیکھ کے بہ ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا تاب تحمل نہ لا سکا
اُس سے پوچھا تو کون ہے اور اس گریہ و زاری کا باعث کیا ہے اُس نے کہا اے جوان رحم دل تو کیا میرے حال زار
کو پوچھتا ہے میرا حال سنکے خواہ مخواہ تو بھی ملول ہوگا شہزادہ کو اُس کے اس جواب پر اور زیادہ اُسکا حال سننے
کا اشتیاق ہوا کہا آخر کچھ تو بیان کر اُس پریزاد خوش جمال نے کہا سن اے جوان خوبیان مین الیاس شاہ
پری کی دختر ہون میرا پدر عالی مقدار تمام گلستان قاف کا حاکم خود مختار ہے اب کیا کہون کہ میرا یہان
کس طرح پہونچنا ہوا یہ کہکے پھر زار و قطار رونا شروع کیا حتے کہ شہنشاہ کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے
کہا اچھا پھر کیا ہوا اُسنے رقت کو ضبط کر کے کہا اے جوان اگر کچھ نتیجہ حاصل ہو تو مضائقہ نہین خواہ مخواہ اپنی
مصیبت بیان کر کے دوسرے کا دل دکھانا مناسب نہین معلوم ہوتا شہزادہ نے کہا سن اے نازنین
اگر میرے امکان مین تیری کسیطرح کی مطلب برآری ممکن ہوگی تو مین دریغ نہ کرونگا تالاست کے بابت مین
کچھ اقرار نہین کر سکتا کیونکہ یہ معاملہ طلسمی ہے اُس نے کہا اے جوان عالی ہمتی اور بلند حوصلگی مین تو کسی طرح کا شبہ
نہین ہو سکتا مجھکو یقین ہے کہ تو ضرور مجھ مجبور کی حمایت کریگا علی الخصوص ایسی حالت مین کہ خود اقرار بھی
کر چکا سن سیماب جادو نے مجھکو گرفتار کر کے مبتلائے بلا رکھا ہے نہ تو روح خانہ تن سے رہا ہوتی ہے اور
نہ مین اس زحمت سے نجات پاتی ہون شہنشاہ نے پوچھا سیماب کہان ہے اُس نے کہا یہ وقت اُسکے
آنے کا ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ اُس پریزاد خوشرو کو قید و بند سے آزاد کر دے پھر یہ خیال آیا کہ یہ مقام
طلسم ہے یہان بغیر حکم لوح کوئی حرکت نہ کرنا چاہیے مین نے اپنے پدر والا قدر سے بیشتر یہ بات سنی ہے کہ
لوح طلسم مین اُسکی غفلت معرض ہلاکت مین ڈالدیتی ہے لوح کی جانب نظر کی لکھا دیکھا کہ اے صاحب
لوح سیماب یہی جو مشغول گریہ و بکا ہے اس کے فریب مین نہ آنا بعجلت تمام اس کو ہلاک کر شہنشاہ
نے اتنا پڑھا تھا پھر اُس پریزاد کی جانب دیکھا کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا خرافات شعبدے یہان
کے ہین بظاہر یہ گریہ و زاری ہے لوح سے مکر و فریب ظاہر ہوتا ہے دل کی رغبت کچھ اور تقاضا کرتی ہے
طرفہ کشاکش مین پھنسے دل کا کہنا کرون لوح کے حکم کو مانون اس خیال مین مبتلا تھا اور دل کی خواہش
پر چاہتا تھا کہ عمل کرے آواز آئی اے جوان جلد لوح کو دیکھ شہزادہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا اے صاحب
لوح تجھکو آگاہ کرتے ہین کہ ہدایت کے خلاف نہ کرنا ورنہ مدت العمر افسوس رہیگا اور تیرا پدر والا
قدر بھی قید طلسمی سے رہا نہ ہوگا یہ دیکھ کے شہزادہ نے تہیہ کر لیا کہ اگرچہ دل کا تقاضا کچھ ہی ہو لیکن لوح
کی ہدایت پر عمل کرنا ضرور ہے پریزاد سے کہا مجھکو کمال افسوس اس بات کا ہے کہ مین تیرے ساتھ کچھ
ہمدردی نہین کر سکتا خلاف مصلحت ہے اُس پریزاد نے کہا اے جوان تیری شرافت و آدمیت سے
بالکل خلاف ہے کہ جو کچھ اقرار کرے اُس پر نظر نہ کرے اور خلاف اُس کے عمل مین لائے مین نے
درخواست نہ کی تھی تو نے خود مدد و حمایت کا اقرار کیا تھا شہزادہ نے کہا ہان اقرار کیا تھا اب انکار
کرتے ہین پریزاد نے کہا اس بیباکی کا تو کچھ علاج نہین ہے مگر اپنے دل مین تو ہی انصاف کر اور اپنی عقل
سے سوال کر کہ ایسے وقت مین کیا کرنا چاہیے شہزادہ نے کہا میری عقل قطعی یہ حکم دیتی ہے کہ اس مکارہ
کو ہلاک کرنا چاہیے ہرگز زندہ نہ رہ جائے اُس پریزاد نے اور زور سے رونا شروع کیا اور کہا اے جوان

تیری اس تقریر سے مجھکو اس قدر صدمہ ہوا کہ سیماب جادو کے گرفتار کرلانے کا بھی ایسا صدمہ نہ تھا الغرض
عجب زمانہ ہے اور طرفہ اہل زمانہ ہین اس مرتبہ کی تقریر سے پھر شہزادہ کے دل مین ایک نوع کا خیال
پیدا ہوا اور کہا ہرچہ بادا باد اس پریزاد حسینہ کو بیان سے رہا کر دو یہ ہنا آواز آئی لوح دیکھو شہزادہ نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا اے صاحب لوح تم نے اس مقولہ کو بھلا دیا کہ جب کسی کام کے دونون پہلو مخدوش اور
نقصان پر مبنی معلوم ہوتے ہون تو اس پہلو کو اختیار کرلینا چاہیے جسمین لذات دنیوی کا شائبہ نہو
اب شہزادہ کے سمجھ مین بخوبی یہ بات آگئی کہ ضرور یہ پریزاد فریب دہی ہے اس کو ہلاک کرنا چاہیے یہ
سوچ کے شہزادہ نے تلوار کو علم کیا اس پریزاد نے کہا دیکھ اے جوان اب بھی سمجھ لے ورنہ مجھ بے گناہ
کا خون کرکے بہت متاسف ہوگا تو عجلت بہت کرتا ہے ایسا نہو کہ اس عجلت مین کوئی مصلحت فوت
ہو جائے تامل و تاخیر مین اختیار باقی رہتا ہے اگر میرے ہلاک ہی کرنے کا ارادہ ہے تو دوسرے وقت
بھی ممکن ہے برخلاف اس بات کے کہ بعد ہلاکت کے ضرورت کے وقت مجھے زندہ نہین کرسکتا
اس طرح کی فہمایش جو اس پریزاد نے کی پھر شہزادہ متامل ہوا آواز آئی دیکھ لوح کو لوح دیکھی لکھا تھا جسقدر
سانپ رنگین و خوبصورت ہوتا ہے اسی قدر اس مین زہر قاتل زیادہ ہوتا ہے قتل موذی قبل ایذا چاہیے
یہ ہدایت دوستانہ ہے اور یہ وہ عذر بنا بر خود غرضی کے ہے اس وقت تک تجھکو ہدایت کی گئی تو خوب
سمجھتا ہے کہ بنا بر تیری عافیت و حفاظت کی گئی کسی وقت مین تجھکو کوئی صدمہ نہین پہونچا یہ بات تیری
سمجھ مین نہین آتی کہ اب جو کچھ ہدایت کی جاتی ہے وہ کیون تیری مضرت پر مبنی ہوگی اس کو بکنے دے
اور اسکا کام تمام کر یقین سمجھ یہ اور کوئی نہین ہے سیماب جادو یہی ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل مین رکھا اور
تلوار کو تول کے ایسا وار اس کے سر پر لگایا کہ سر اس طرف سیماب کا گرا اور دھڑ اس طرف زمین پر دھم
سے گرا بس ایک شور و غوغا برپا ہوا زمین و آسمان مین تاریکی چھا گئی ہوا ئے تیز و تند کا طوفان تھا کہ
الامان کسی طرف مارے مارے کی آواز گوش زد ہوتی تھی کسی جانب واے واے کی صدا بلند تھی شہزادہ
سکوت مین ان آوازون کو ایک طرف کھڑا سن رہا تھا مگر متاسف تھا کہ ناحق اس نازنین کو ہلاک
کیا اس کو مطیع و فرمان کرتا اس کی صورت مطبوع کو دیکھ کے دل خوش کرتا آواز آئی کہ اپنے خیالون کو اتنا
زیادہ وسیع ہونا اچھا نہین ہے اور اصل مقصد کی طرف متوجہ ہو تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی برطرف
ہوگئی ہوا موقوف ہوئی اب جو خندق کی طرف لشکر سیماب کا نشان بھی نہ پایا البتہ خندق کا
عمق دیکھ کے حواس باختہ ہوگئے زیادہ تر حیرت اس خیال سے ہوئی تھی کہ اس قدر پارہ کہان سے
آیا اور دفعتاً کہان غائب ہوگیا اب جو شہنشاہ نے خیال کیا اپنے کو فرشتہ ثانی بنت شاہزادہ بدیع الملک
کے پاس پایا پوچھا مین تمھارے سامنے موجود تھا یا غائب تھا فرشتہ ثانی نے کہا تم میرے سامنے غائب
ہوگئے ہو اور اپنے پاؤن سے اس جگہ نہین آئے دفعتاً مین نے تم کو موجود پایا شہنشاہ کو پھر ہوش آیا
شکر خدا کیا اس طرف فانوس شاہ سب کو دیکھ رہا تھا شہنشاہ اس عمارت کے اندر پہونچا ایک چاہ
تاریک دیکھا اب فکر ہوئی کہ اس چاہ تاریک مین اترنا چاہیے مگر کس طرح کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی اور اب
شوق دیدار بدیع الملک مین یہ عجلت ہے کہ چاہتا ہے کہ فوراً کوئین مین کود پڑون مگر اس خیال سے کہ خلاف
عقل ہے ملتوی رکھا پھر خیال آیا کہ کوئین مین جانا ضرور ہے کیا تدبیر کی جائے بعد غور و فکر بسیار کنوئین کو کا

آسکے قیام کیا خنجر کو بین بیر قایم کیا کمند کو خنجر مین باندھا اُس کمند کا ایک سرا فرشتہ ثانی کو دیا دوسرا سرا کنوئین مین آویزان کیا بسم اللہ کہکے کوئین مین اُترا تار یکی زیادہ تھی چند لمحہ توقف کیا یہانتک کہ روشنی کسیقدر معلوم ہوئی کوئین مین پہنچکے شہزادہ بدیع الملک کو مقید دیکھا ہیہات یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ کے بال اور ناخن بہت دراز ہوگئے ہین بندھے ہوے دست و پا کھولے بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھدیا اور زار و قطار رونا شروع کیا افراط محبت پدری سے بدیع الملک نے شہنشاہ کو گود مین لیا سر و چشم پر بوسے دیے اور بہت رویا رقت کو ضبط کرکے کہا اے فرزند تو اس قدر کیون روتا ہی خوشی کا مقام ہی کہ اس قدر عرصہ کے بعد مین نے تجھکو اور تو نے مجھکو دیکھا شربیہ بران تیری کوشش و سعی سے یہ طلسم فتح ہوا جو مین نے اس قدر مصیبت مہلک سے نجات پائی دنیا کے معاملے اسی طرح کے ہوتے ہین کبھی انسان مبتلا سے بلا ہو جاتا ہی اور کبھی سامان راحت مہیا ہو جاتا ہی

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہی استادہ دست بستہ تو یہ رخصت ہر ایک دم ہی	قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
تعلق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر	مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر	جو چار دن ہی وفور راحت تو بعد اُس کے غم و الم ہی

اور کہو کیا شہر ہی شہنشاہ نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی پھر دونون باپ بیٹے گلے مل کے روئے جب افاقہ ہوا کنوئین سے باہر آئے فرشتہ ثانی نے دیکھا اُس نے بھی با دب سلام کرکے باپ کے پاؤن پر سر رکھدیا بدیع الملک نے فرشتہ ثانی کا سر اُٹھا کے سینہ سے لگایا اور دعا ترقی عمر و جاہ کی سب نے خداے قادر توانا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا کہ صحیح و سلامت پھر ملاقات ہوئی کس کو امید تھی کہ گرفتار کی قید ظلم سے زندگی مین نجات ہوگی اور ایک دوسرے کے دیدار سے دل خوش کریگا بدیع الملک نے کہا اے شہنشاہ واقعی تو نے میری رہائی مین بڑی کوشش کی سخت سختیون کا متحمل ہوا جسکے یہانتک پہونچا اور مجھکو رہا کیا نہ بے جہت و خیر سعادت تیری سعادت اسی فرشتہ ثانی کی بھی کوشش کا مقر ہون کہ تو رشتہ خواستہ ہو کے آخر وقت مین اپنے برادر کی مدد کی وہ وقت بہت نازک تھا جب گرفتار نے پرسش کی تھی خداوند عالم ہر ایک اپنے بندہ کو ایسی ہی سعادتمند و نیک نہاد اولاد عطا فرمائے بتصدق خاتم النبیین والہ الامجاد بعد فانوس شاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا باداب تمام تسلیم عرض کی دعا و ثنا سے سرو زبان پر جاری کی پھر وہان سے خزانہاے طلسمی کے تلاش مین چلے خزانون مین پہونچے وہ وہ بیش قیمت و نایاب مال و اسباب و سامان ہوا جس کو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا کوٹھون اور تہخانون سے مال و اسباب نکلوایا ایک جگہ جمع کیا دوسرے طلسم کا بھی مال اُسی جا رکھا ایک ایک شے کو خوب غور سے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک نے ہر چند تلاش کیا اپنی براق کو نہ پایا حیرت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہی سب اسباب ہی میری براق کا پتہ نہین ہی کہان تلاش کیے جاوین کس سے پوچھین ایک شخص نے عرض کی شہر یار مین خوب جانتا ہون کہ شماس جادو نے اُس اسباب کو ایک جادوگر

اے بدیع الملک تمہاری اس تقریر طولانی سے مجھکو دریافت ہوتا ہے کہ تم مقابلہ سے عاجز ہو اگر کچھ جرأت
رکھتے ہو تو سہ بیار انچہ داری ز مردی نشان* شاہزادہ نے آگے بڑھکے ایک وار شمشیر
آبدار کا اُس پر کیا اُس نے جگہ خالی کی شاہزادہ اُس کے قریب گیا اور پاؤں اُس نابکار کا گرفت میں
لا کے ایسے زور سے جھٹکا دیا کہ مع مرکب زمین پر آرہا حواس مختل ہوگئے سمجھا کہ آدم زاد بلاے بے
درمان ہے عنقریب ہلاک کریگا کہا اے جوان توقف کر میں سنبھل لوں تو پھر مقابلہ ہو یہ طریقہ جنگ و حرب
کا نہیں ہے کہ عالم غفلت میں کوئی کسی کو صدمہ پہونچائے شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے علیحدہ ہو گیا
خرباس دیوزادہ سنبھل کے کھڑا ہوا شہزادہ نے اُس کے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا اُس نے بھی ہاتھ بڑھایا
زور دست و بازو کی نوبت آئی اور بڑی دیر تک کشتی کا ہنگامہ گرم رہا قریب خوب بست و کشاد ہوکے آخر
شاہزادہ بدیع الملک نے اللہ اکبر کہکے اُسے ہاتھ پر بلند کر لیا اور زمین پر لا کے خوب مستحکم بند
کر لیا اور مردان ہمراہی سے کہا اس ضلالت شعار کو اسی طرح سے چلو آدم زاد دیکھ کے تعجب میں کہ
ایسے بھی اتفاقات ہوتے ہیں اُس طرف فوج خرباس نے ہنگامہ مقابلہ گرم کیا مگر کچھ پیش رفت
نہ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ خرباس مقید رہا جو مسلمان ہوئے انہیں پناہ دی گئی جو سرکشی پر آمادہ رہے اُن میں
سے بعض ہلاک کیے گئے اور بعض فراری ہوگئے شاہزادہ مظفر و منصور اپنے مقام قیام پر واپس
آیا شہزادہ نے فرشتہ ثانی اپنی دختر کو اپنے سامنے طلب کیا اور کہا اے نور نظر تمہارا یہاں قیام بیکار
معلوم ہوتا ہے میری رائے یہ ہے کہ تم یہاں سے رخصت ہو جاؤ ملکہ فرشتہ ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا
اے پدر معظم میرا ہرگز نہیں دل چاہتا کہ قدم مبارک سے جدا ہوں بہت عرصہ کے بعد حضور کی زیارت
نصیب ہوئی ہے شہزادہ نے کہا بیٹی میرا بھی دل چاہتا ہے مگر کیا کروں کہ مجھکو ابھی بیشتر کام درپیش ہیں
تم عورت ذات ہو ہاں شہنشاہ گوہر کلاہ میرے ہمراہ رہیگا ملکہ نے عرض کی اے پدر معظم اگرچہ
میں عورت ذات ہوں لیکن حضور کے کسی کام میں حارج نہ ہوں گی شاہزادہ نے کہا میری
مرضی اسی میں ہے کہ تم چلی جاؤ ناچار ملکہ فرشتہ ثانی بدیع الملک سے رخصت ہو کے روانہ
ہو گئی بعد ملکہ کے جانے کے شہزادہ نے مرغ خجستہ سے کہا تیرا اب کیا ارادہ ہے اُس نے عرض
کیا جو حکم ہو شاہزادہ نے کہا اب تیرا کچھ کام نہیں معلوم ہوتا لہذا تو بھی رخصت ہو مرغ خجستہ
نے کہا بہت مناسب چنانچہ وہ بھی رخصت ہوا شہزادہ بدیع الملک نے قانوس شاہ سے
کہا اس مال طلسمی کو پردہ دنیا پر لے چلنا چاہیے قانوس شاہ نے تمام مال و اسباب کو بندھوایا شہزادہ
بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر کلاہ اور قانوس شاہ مع دیوان و پریزادوں اسباب پردہ دنیا کی
جانب روانہ ہوئے اثناے راہ میں شہنشاہ اپنے پدر والا قدر کے روبرو اپنی سرگذشت کو بیان
کرتا تھا اور بدیع الملک اُس کی جرأت و ہمت کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا اے فرزند خداوند عالم کی
توفیق جس کے شامل حال ہوتی ہے بیشتر اُس سے اسی طرح کے کارہاے نمایاں ظہور میں آتے ہیں
درمیان راہ میں ایک مرتبہ پھر بھی خرباس کے اہل لشکر شاہزادہ کے سد راہ ہوئے اور چاہا
کہ مال و اسباب طلسمی شہزادہ سے چھین لیں طرح طرح کے مکر و فریب بھی کیے لیکن اُس فارس
میدان دلاوری نے ایسی داد مردی و مردانگی دی اور ایسا اُن نابکاروں کو پسپا کیا کہ پھر کبھی نہ

بزم میں خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
دست جاناں میں مرا مکتوب پروانہ ہوا
صورت اسکی دیکھتا ہوں ہر در و دیوار پے
ہجر میں ہر قطرہ مے سبحہ کا دانہ ہوا
غش سے چونکا کر مجھے کیا ہنس کے وہ کہنے لگا
بعد مرجانے کے ہر اک پروانہ ہوا
مثل مرگ ہے چراغ خانہ پنہاں خاک میں
آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا
جانور اچھے کہیں ناصح پری انسان سے

شیشہ مرکا وہین لبریز پیمانہ ہوا
زلف جاناں سنگی ہر گز نہیں ہاں غزدہ اب
اندھوں کا شانہ مہر اصاف بتخانہ ہوا
پیش غیر آتا نہیں باہر رواق چشم سے
بعد مدت آج کیونکر سامنے میں آنا ہوا
ہو گیا ہے غیر کیا سودا لی پھرا کی بندگی
بام اپنا لپتی طالع سے خدا خانہ ہوا
جوش حیرت سے کسی کو طاقت جنبش نہیں
شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

آتش رنگ حنا سے شمع میں سب آنکھیاں
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
زندگی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی
طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانا ہوا
ہوں وہ بلبل شاخ گل چھوٹی تو ہاتھ آئی نہیں
جو گیا کتا تیرے کوچے میں دیوانہ ہوا
ذکر کیا شبہا سے فرقت میں چراغ و شمع کا
مجمع خوبان تیرے آتی ہی بتخانہ ہوا

تاجداران اقلیم سخن و باج گیران لکھنؤ ہنرمند اس طرح مسطور کرتے ہیں کہ جب خواجہ خواجگان روزگار سر حلقہ طراران کار گذار یعنی عمر ثانی والا تبار سعد شہریار بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کے تاریکی شب میں واسطے خبر امیر حمزۂ ثانی کے عقابین کی طرف روانہ ہوا لشکر نگبت اثر کفار میں پہونچا دیکھا جابجا پہرے ہیں گرداگرد خندق کھدی ہے انسان کیا کہ پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا ہر طرف ہوشیار و خبردار باش کی صدا بلند ہو رہی ہے ان سب کی نظر سے پوشیدہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے حفاظت کا بند و بست کامل ہے اہل دہ کی صورت سے مشابہ ہوا ایک سپاہی کے قریب چلا اسنے عمر کو دیکھ کے دور ہی سے کہا کون ہے جو اس طرف آتا ہے اس طرف ہر ایک کو آنے کی اجازت نہیں ہے عمر نے کہا اے بزرگ تجھ سے کچھ پوچھنا ہے اسنے کہا کیا پوچھنا ہے وہیں سے کہہ عمر اسکے قریب گیا اور کہا میں دہاتی آدمی ہوں مکان کو جاتا ہوں یہاں کا اسقدر اہتمام دیکھ کے تجھسے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسکا کیا سبب ہے اسنے کہا یہاں کے اہتمام کا سبب یہ ہے کہ فی الحال مسلمانوں کے بہت بڑے سردار کو گرفتار کیا ہے اور عقابین پر کھینچ دیا ہے مسلمانوں کے عیار کا خوف ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ ایسا نہو مسلمانوں کا کوئی عیار یہاں پہونچ جائے اور اس قیدی کو چھڑا لیجائے عمر ثانی نے کہا واقعی اگر مسلمانوں کا کوئی بڑا سردار گرفتار ہو گیا ہے تو اسکی نگرانی خوب کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے عیاروں کی عیاری سے سب عاجز ہیں ہم تمہارے شریک ہیں اسنے کہا اگر تیرا ارادہ ہے تو چلو ہمارے سردار کے پاس سلسلہ ملازمت جاری ہو تو اچھا ہے خواجہ ظاہر قاق اور رعد بن مرک کے پاس آیا سلام کیا اسنے پوچھا یہ کون ہے خواجہ نے کہا میں خیر خواہان سرکار سے ہوں میں نے سنا ہے کہ مسلمانوں کا سردار گرفتار ہوا ہے خوش ہو کر یہاں حاضر ہوا ظاہر قاق نے کہا اگر تو ملازمت چاہے تو ممکن ہے خواجہ نے کہا نسبے پرورش ظاہر قاق نے ملازموں کے دفتر میں نام لکھوا دیا دو روز کا زمانہ ملازمت کو گذرا تھا خواجہ موقع عمل کا متلاشی تھا یکایک ملازمان ظاہر قاق کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ قریب چوب عقابین کے پہونچ گیا ہے اور قریب ہے کہ حمزۂ ثانی کو عقابین پر سے اتار لے سب دوڑے اور خواجہ کو گرفتار کر لیا ظاہر قاق کے پاس لیگئے حال بیان کیا ظاہر قاق بہت برہم ہوا اور کہا مجھکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا کوئی عیار معلوم ہوتا ہے حمزۂ ثانی کی رہائی کیواسطے اسنے یہ تدبیر نکالی ہے اور خواجہ سے کہا تیرا کیا مذہب ہے خواجہ نے کہا میرا مذہب بہ وہی ہے کہ جو حق ہے ظاہر قاق نے کہا کیا مذہب حق ہے بیان کر خواجہ نے کہا اس بحث کا اسوقت کیا موقع ہے حق امر یہ ہے کہ عقابین کے قریب اس قیدی کو دیکھنے گیا تھا جسکی گرفتاری کی خوشی میں میں نے یہاں کی ملازمت

اختیار کی طاہر قاق نے کہا بہر حال مین تجھسے اعتقاد اسکو ضرور پوچھونگا جب خواجہ نے دیکھا کہ بغیر اعتقاد
بیان کیے چارہ نہین ہی ہر چند باد ا باد ایمان پر ہے جان قربان جو کچھ ہیچ ہو بیان کرد و خداوند عالم حامی و مددگار ہی
کہا ای طاہر قاق اگر سچ پوچھتا ہی تو یہی ہی کہ مین واقعی عیاران اسلام سے ہون عمر ثانی نام ہی جناب حمزۂ ثانی
کی تلاش مین آیا تھا یہان گرفتار ہوگیا ہون طاہر قاق خواجہ کو اپنے مکان پر لیگیا اُسی شب کو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے بذریعہ بشارت عالم خواب مین شیر افگن کو مسلمان کیا اور یہ بھی ہدایت کی کہ حمزۂ ثانی کی خدمتگذاری
سے پہلو تہی نہ کرنا اور اُسی شب کو عالم خواب مین حمزۂ ثانی کو بھی وردانہ مرحمت فرمایا اور کہا ای حمزۂ ثانی آگاہ
ہو کہ تمھاری رہائی صرف شاہزادۂ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی چھ مہینہ پندرہ روز کے بعد تمام ایران
و تاج و تخت شاہزادۂ بدیع الملک کے حوالے کر دینا کہ اسی قدر مدت اسمین باقی ہی اگرچہ وہ شاہزادہ والا جاہ
اس تاج و تخت وغیرہ کا محتاج نہین ہی اسی قدر دولت و حشمت خداوند عالم نے اسکو عنایت فرمائی ہی کہ تمام سلاطین
روے زمین اگر اپنے مال و دولت کو جمع کرین تو بھی اُسکی دولت و حشمت کے مقابلے مین کم ہی اور یہ بھی سمجھ لو
یاد رکھو کہ سواے شاہزادۂ عالی منزلت کے اگر کوئی تمھاری رہائی کے درپے ہوگا فوراً ہلاک ہو جائیگا اُس طرف
صبح کو پرویز طاہر قاق کی بارگاہ مین آیا طاہر قاق نے خواجہ عمر کے قصہ کو بیان کیا اور کہا جو کچھ مناسب ہو اُس
خداپرست عیار بیباک کے بارے مین حکم صادر فرمایا جائے پرویز نے خواجہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا او خداپرست بیباک تو بڑا دلیر معلوم ہوتا ہی کہ باوجود اسقدر اہتمام و انتظام کے یہانتک پہونچ گیا بارے
خداوند بہت بزرگ نے اپنا فضل شامل حال کیا کہ تو گرفتار کیا گیا اب اپنی زندگی سے ناامید ہو وہ عنقریب تو ہلاک
ہوگا خواجہ نے کہا ای بادشاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا ؎ اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ٭ نبرد رگی تا نخواہد خداے
انشاء اللہ الرحمٰن باوجود اس گرفتاری کے مین پھر یہان سے صحیح و سالم نکل جاؤنگا پرویز نے برہم ہو کے
جلاد کو طلب کیا اور کہا جلد اس خداپرست بیباک کا سر تن سے جدا کر جلاد خواجہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای
اجل رسیدہ جو کچھ تجھکو بادشاہ سے عرض کرنا ہی عرض کر ورنہ پھر موقع نہ ملیگا خواجہ نے مسکرا کے کہا خاموش
ہو ورنہ قبل اسکے کہ مین ہلاک ہون تو جہنم مین پہونچ جائیگا جلدی سے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور ارادہ کیا
کہ خواجہ کے سر پر وار کرے خواجہ نے باوجود اُس قید و بند کے جست کرکے جلاد کے قریب پہونچ گیا اور اسکے
ہاتھ سے تلوار چھینکر ایک ہی ہاتھ مین اسکا سر تن سے جدا کیا پرویز اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور بآواز بلند
کہا ای معتقدان خداوند لات کیون تاخیر کرتے ہو جلد اس خداپرست کا کام تمام کر دو یہ سن کے ملازمان پرویز
تلوارین علم کرکے خواجہ کے جانب دوڑے دفعتاً ہواے آسمان سے ایک باز تیز بال پیدا ہوا خواجہ کے
قریب آیا خواجہ نے دونون ہاتھ بلند کیے باز خواجہ کے ہاتھون کے پنجون کو گرفت مین لایا اور ہواے آسمان
کی راہ لی اثناے راہ مین خواجہ نے کہا ای مہربان تو کون ہی جو اس وقت مین میرا حامی ہوا اُسنے کہا ای خواجہ تم
مجھکو نہین جانتے مین ہون مہروق جادو عاشق شیرویہ یہ کہکے ایک مقام بلند پر قیام کیا خواجہ نے کہا ای
مہروق مین تیرا ممنون ہون ہان کچھ حال اپنا بیان کر اُسنے تمام حال اپنا بیان کیا اور رخصت ہو کے پرواز کی
خواجہ وہان سے روانہ ہوا شاہ سعد کے پاس آیا تمام حال بیان کیا خسرو نے صلصال سے کہا اس
حالت مین کیا کرنا چاہیے وہ طبل جنگ بجوا کے میدان مین آیا کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا عین ہنگامہ
مین خسرو پریشان ہوا اب جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی تمام دن تاریکی شب کے آثار نمایان ہونے طبل بازگشت بجا لشکریون

لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس گئے دوسرے روز تھا بدار بلند پست پوش تنہا شاہ سعد کے پاس
آیا اور حمزہ ثانی کی رہائی کے باب میں ترغیب دی شاہ سعد نے بشارت کا حال بیان کیا اسی اثنا میں
ایک قاصد داخل دربار ہوا بعد دعا کے ثنا کے شاہی پگڑی سے خط نکالا اور پیش کیا شاہ سعد نے سرنامہ چاک
کیا ملفوف کھولا ازاول تا آخر پڑھا اٹھا بدار کا نامہ تھا گھبرا کے اٹھ کھڑے ہوئے کہا غضب ہوا میرے ناموس
کا خدا حافظ ہے نہیں معلوم وہ بے کس مصیبت میں مبتلا ہیں اب میں توقف نہیں کر سکتا جلد اسباب سفر تیار کیا
جاوے ملازمان شاہی تعمیل حکم میں مصروف ہوئے خیمہ وخرگاہ وغیرہ سامان ضرورت اونٹوں پر لاد دوں
پر بار کیا گیا شاہ سعد رخصت ہو کے روانہ ہوئے یکایک ایک شخص کو دیکھا تیز تیز چلا جاتا ہے سعد شہریار
نے کہا اے خواجہ خواجگان یہ کون شخص ہے اسکا نام دریافت کرنا چاہیے خواجہ قلندر کی صورت سے مشابہ
ہوا بعجلت تمام اُسکے پاس پہونچا سدراہ ہوا اُس راہرو نے کہا تو کون ہے جو میرا سد راہ ہوتا ہے جا اپنا
کام کر میرے حال سے بیکار متعرض ہوتا ہے خواجہ سے نہ مانا نشست برخاست کی نوبت آئی خواجہ نے حقہ افیونی
زمین پر مارا اُسکا دھواں طاہر قاق کے دماغ میں پہونچا چھینک آئی بیہوش ہوا خواجہ اُسکو ایک گٹھری
میں لیگیا بستہ وگرفتار کرکے فتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا اور پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا میرا نام
طاہر قاق ہے تو نے مکر سے گرفتار کیا ہے اب تیرا کیا ارادہ ہے خواجہ نے کہا تجھکو قتل کرنا چاہتا ہوں اُسنے
کہا اگر زر نقد لیکے مجھکو رہا کر دے تو کیا مضائقہ ہے خواجہ نے کہا زر نقد تیرے پاس کیا ہے اُسنے کہا چالیس مثقال
وزن کا ایک الماس ہے اُسے لے لے اور مجھے چھوڑ دے یہ کہکے جیب کی جانب ہاتھ بڑھایا الماس
نکالا خواجہ کو دیا خواجہ نے وہ الماس اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا اے طاہر قاق اگر تو دین اسلام اختیار کرے
تو میں تجھے رہا کر دوں ورنہ تیرا رہا ہونا محال ہے اُسنے کہا کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ میں اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے
مذہب غیر اختیار کرلوں علی الخصوص جان کے خوف سے خواجہ نے کہا دین ومذہب کے مقدمہ میں محض
جبر سے کام لینا نہیں چاہتا بلکہ حقیقت ثابت کرکے تجھکو مسلمان کرونگا اُسنے کہا اثبات حقیقت کیواسطے
علمائے مذہب کا مجمع ہونا چاہیے یہاں کہاں اور بالفرض علما کا مجمع بھی ہوا ور حقیقت دین اسلام کی ثابت
بھی ہو جائے تو بھی مذہب قدیم کو ترک کرنا دل گوارا نہیں کرتا خواجہ نے کہا مجبوری ہے اور اُسی طرح
بستہ وگرفتہ بادشاہ اسلام کے دربار میں لیگیا اور موقف عرض میں استادہ ہوکے بعد آداب شہنشاہی
بجالایا اور اس طرح گویا ہوا ۵ اے مبارک پے شہنشاہی کہ حاصل میکنند ۔ اختران آسمان از طلعت نیک اختری
یہ کہکر حاضر ہے جو حکم ہو اُسکی تعمیل واجب بھی جائے شاہ سعد نے نام پوچھا اُسنے کہا مجکو طاہر قاق کہتے
ہیں بادشاہ نے اُسکو از سر تا پا بغور ملاحظہ کیا بعدہ فرمایا کہ اے طاہر قاق راہ ضلالت کے چھوڑنے کا
اقرار کر تو رہا کر دیا جاوے اُسنے یہاں بھی صاف انکار کیا اور خواجہ کی طرف اشارہ کرکے کہا میں نے
اس شخص کو ایک الماس بھی دیا ہے مگر اسنے پھر بھی مجکو رہا نہ کیا خواجہ نے کہا بیشک میں نے ہیرا لیا ہے
مگر الماس لینے کے وقت یہ اقرار نہ تھا کہ اس الماس کا بدلہ رہائی ہے شاہ سعد نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو ہم
یہ الماس تجکو واپس کرکے رہا کر دیں طاہر قاق نے کہا میں مسلمان کسی طرح نہونگا بادشاہ اسلام نے حکم قتل
دیا فوراً جلاد با شمشیر برہنہ حاضر ہوا اور ہنوز حکم ثانی کا منتظر تھا کہ ایک دیو قوی ہیکل بجائے چوب اژدہا کے کلان دست
قبا سے زرین بر دوش پوست اژدہا در بر لیے ہوا سے غیب ہو ہو کے نمایاں ہوا اور نعرہ مارا کہ منم دال الم اکر

جس سے خداپرست سرکشی سے باز آئیں طرفہ تر یہ کہ اگر انہیں سے کوئی ہلاک یا گرفتار ہو جاتا ہے تو بھی وہ مجبور
نہیں ہوتے روز بروز دین اسلام رواج پاتا جاتا ہے انہیں سے کبھی کسی نے مذہب دین بت پرستی اختیار نہ کیا
اکثر ثنا اُن کسی وقت میں کہا جاتا اب تو آیا ہو دیکھیں کیا کام بنتا ہے شمائل خان امیر حمزہ صاحبقران
لشکر اسلام کا بڑا سردار گرفتار کیا گیا ہے جسکی گرفتاری سے ہم سمجھے تھے کہ اب مسلمانوں کی ترکی تمام
ہو جائیگی مگر سپہر کچھ کام نہ بنا شمائل خان نے کہا امیر حمزہ صاحبقران ابھی مقید ہے اُسنے کہا ہاں موجود ہے کہا
شمائل خان نے کہا حمزہ کو میرے سامنے لاؤ کیا عجب ہے اگر وہ میری ہیبت سے قائل ہو کے
خداوند بت بزرگ کا سجدہ کرے خسرو نے حکم دیا کہ جلد حمزہ کو گرفتہ و بستہ زندان سے لاؤ ملازم زندان
میں گئے اور حمزہ ثانی کو قیدخانہ سے لائے خواجہ عمر بہ تبدیل ہیئت وہاں موجود تھے عمر ثانی گرفتہ و بستہ
استادہ تھے خواجہ عمر عربی زبان میں اپنی کارگذاری کا ذکر کر رہا تھا یعنی پندرہ روز میں میں نے تمام روز میں
کیا لڑکی کیا اور تمہاری مفارقت میں لشکر اسلام نہایت مضطرب ہے راوی کہتا ہے کہ جب طاہر قاق خواجہ
عمر ثانی کی قید سے رہا ہوکے خسرو کے پاس آیا تھا بعد بیان حالات گذشتہ عمر ثانی کی گرفتاری کی تدبیر
ہشام بن ارزق بن اژدر ہنگ سے مقرر کی تھی کہ عمر ثانی بہت بڑا عیار کارگذار لشکر اسلام کا ہے جو
مجھ ایسے تجربہ کار کو آسانی گرفتار کر لیا پس جو شخص عمر ثانی کو گرفتار کر لاویگا نہایت وہ عیار کامل الفن
سمجھا جائیگا ہر ادنی و اعلی اس شرط کو سن کے فکر میں تھا کہ جس طرح ممکن ہو عمر ثانی کو گرفتار کرنا چاہیے جس وقت
حمزہ ثانی کو گرفتہ و بستہ شمائل خان کے روبرو لائے شمائل خان نے بغور حمزہ ثانی کی صورت دیکھی
اور کہا اے جوان میں نے سنا ہے کہ حمزہ ثانی نام بہت بڑے سردار لشکر اسلام کے تم ہی ہو دیکھو خداوند
بت بزرگ کی مدد سے تم کس طرح بسہولت گرفتار کر لیے گئے اب مجھکو اپنے ارادہ سے مطلع کرو جناب
حمزہ ثانی نے فرمایا ہمارے ارادہ سے کیا ہوتا ہے جو کچھ خداوند عالم کی مشیت میں گذرا ہے وہی
ہوگا شمائل خان نے کہا اگر خداے نادیدہ میں کچھ طاقت ہوتی پس تم گرفتار کیوں ہوتے یہ طاقت
خداوند بت بزرگ ہی میں ہے کہ ہماری مدد کر کے گرفتار کر دیا وہی خداوند ہے ابھی اس بات کا منتظر ہے کہ اگر
تم اسکی بندگی اختیار کرو تو رہا کر دے حمزہ ثانی نے کہا ہر طرح کی طاقت و قابلیت صرف اُس خدا کے واحد و لاشریک
ہی میں ہے پتھروں میں کسی قسم کی قدرت ہونا عقل میں نہیں آتا خداوند عالم نے ہر ایک کے منہ میں زبان
خلق کی ہے جو کچھ جسکا دل چاہے کہے یہاں شمائل خان اور حمزہ ثانی میں یہ بحث ہو رہی تھی کہ اس طرف
عمر ثانی غافل ہیئت تبدیل کیے اس بحث کو سن رہا تھا ہشام بن ارزق بن زر ہنگ پیشتر سے ملاقی
تھا اور اُسکو یقین تھا کہ حمزہ ثانی گرفتار ہیں عمر ثانی عیار طرار ضرور اس مجمع میں موجود ہوگا کیونکہ اکثر عیاران
سلاطین شاہان مخالف کے دربار میں موجود رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے سردار کو خبر پہونچاتے ہیں غایبانہ
ہر ایک اہل دربار کی صورت غور سے دیکھ رہا تھا یکایک ایک خدمتگار کو دیکھا کہ حیرت سے حمزہ ثانی کی
صورت دیکھ رہا ہے اور کچھ اشارہ سے کہتا جاتا ہے سمجھا کہ ضرور یہ عمر ثانی ہے کہ حیلہ سے قریب پہونچا چاہتا ہے
اور راست و چپ دیکھتا جاتا تھا اور دزدیدہ نظر سے اُس خدمتگار کو بھی دیکھ لیتا تھا جب بخوبی یقین ہو گیا
کہ ضرور عمر ثانی با تغیر ہیئت یہاں موجود ہے پوشیدہ کنندہ کو بلایا کیا اور اس طرح علامات گفتہ عمر ثانی سے سمجھا کے
گرفتہ گرفتار ہو گیا ہے [illegible] کچھ فائدہ نہ ہوا [illegible] سلطنت خسروی

مین نے اپنے شکار کو گرفتار کیا جلد میری کمک کو پہونچو تمام دربار مین بگیر بگیر کا غل ہوا بیشتر ملازمان غضنفر و ہشام
کی مدد کو پہونچے ہشام عمر ثانی کو بستہ کر کے غضنفر کے روبرو لیگیا اور کہا اے بادشاہ یہی عیار طرار لشکر
اسلام عمر ثانی نام ہے جسکی تلاش طاہر قاق کو تھی اب تمام دربار کی یہ صورت ہے کہ غوغا مچا ہوا ہے کوئی کہتا
ہے ابھی ان دونون خداپرستون کو ہلاک کرنا چاہیے کوئی کہتا ہے کہ انکو ہلاک نکرو بلکہ دین بت پرستی اختیار کرنے
کی ہدایت کرو اگر یہ دونون دین بت پرستی اختیار کرلین گے تو تمام لشکر اسلام دین خداپرستی سے منحرف
ہوجائیگا غضنفر اور شمایل خان دونون پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ایک ایک کی سن رہے ہین اور کہتے
ہین کہ تم سب بالاتفاق ایک راے مقرر کرو تاکہ وہی حکم قطعی سمجھا جاوے خلاصہ یہ کہ بعد گفت و شنید
بسیار حمزہ ثانی کو بارہ دیگر عقابین پر کھینچ دیا اور عمر ثانی کے نسبت حکم دیا کہ اس عیار خداپرست کو
قتل کردیا اگر یہ عیار زندہ رہیگا ضرور ہنگامہ عظیم برپا کریگا اور حمزہ کو بھی قید و بند سے رہا کر لیجا دیگا فوراً جلاد
طلب ہوا یکایک دروازے سے صداے نعرہ بلند ہوئی دیکھا جانسوز بن قران اور ملکہ رابعہ بانو
با خنجرہاے برہنہ چلے آتے ہین جانسوز نے آتے ہی خود عیاری عمر ثانی پر ڈالا اور بغل مین اٹھا لیا
اور ایک ہی ضرب مین جلاد کو ہلاک کیا اور ملکہ رابعہ بانو نے ہشام کو اٹھا لیا تمام اہل دربار نے
ان دونون کو گھیر لیا مگر ان دونون زن و مرد نے حواس درست کرکے وہ داد مردی و مردانگی دی کہ کوئی نہ
روک سکا یہ دونون زن و مرد جنگ و حرب کرتے ہوئے شاہ سعد بادشاہ اسلام کے دربار مین پہونچ
گئے بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے دونون کو خلعت فاخرہ مرحمت کیا جرات و بہادری کی تعریف
کی ہشام کو جانسوز نے سنبھال لیا اسطرف کفار نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام رہا ہوگیا
اسکے ساتھ ہشام بھی گرفتار کر لیا گیا شمایل خان سے کہا خانصاحب اب تم ہی کچھ ایسی کارروائی
کرو کہ مسلمانون کو زک ملے شمایل خان نے اسی نام طبل جنگ بجوایا اور میدان مین آیا غضب آلود
اس طرح پکارا کہ اے خداپرستو دیکھون کہانتک تم مکر و فریب اپنا کام بناتے ہو تم مین سے کون ہے میرا
مرد مقابل آوے مجھسے مقابلہ کرے خداوند بت بزرگ کی قدرت و طاقت کو دیکھے اس اثنا مین شفق
گرد نمایان ہوا جب گرد برطرف ہوئی غضنفر شاہزادہ سعد طوقی کیوان تیغ زن مالک خورشید
ایک لاکھ سواران سیاہ پوش کی جمعیت سے پہونچے یہ خوشخبری شاہ سعد بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی
کہ سعد طوقی جمعیت کثیر آیا ہے سعد شہریار بہت خوش ہوئے سعد طوقی شمایل خان کے روبرو
آیا اور کہا او کبر ملعون یہ کیا کلمات واہی زبان پر جاری کرتا ہے خبردار ہوجا مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا
بیا را پنجہ داری ز مردی نشان شمایل خان آگے بڑھا عمود و نیزہ سے رد و بدل شروع ہوگئی شمایل خان
ایسا ایک پہلوان زبردست فن جنگ سے ماہر ہے کہ ایک ایک اسلحہ اسکا کم از کم سو سو من کا وزن رکھتا
ہے اس رد و بدل مین شمایل خان کی ضرب سے سعد طوقی کا شانہ زخمی ہوگیا غضنفر بھی اسوقت
موجود تھا اسنے جو سعد طوقی کو زخمی دیکھا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم کردیا قریب تھا کہ خداپرستون کا
لشکر شکست کھا جاے کہ یکایک ایک جانب سے طلیعہ لشکر نمودار پانچ لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا
چنانچہ خواجہ عمر ثانی کو معلوم ہوا بعجلت تمام ملکہ کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان زمان یہ وقت توقف کا
نہین ہے غضنفر جب فوج اسلام ایسا ہوا چاہتی ہے جلد چلو اور مسلمانون کی مدد کرو جسطرح ممکن ہو شمایل خان کو

سزا کے معقول دو اُسنے فتنہ عظیم بپا کر رکھا ہے طلحہ فوراً اپنی فوج لیے ہوئے شمائل خان کا مقابل ہوا
اُس وقت شمائل خان فیل طویل القامت پر سوار تھا طلحہ نے قریب جا کے ایک ایسا وار شمشیر آبدار
اُس فیل طویل القامت پر کیا کہ نصف گردن شگافتہ ہو گئی قریب تھا کہ بیدم ہو کے زمین پر گرے بس چر تو
شمائل خان زمین پر کود پڑا اور عمود کو بلند کر کے طلحہ پر وار کیا طلحہ بھی ایک جوان جنگ آزمودہ ہے
اُسنے جگہ خالی کی اُسکا وار زمین پر رد ہوا مگر اُس وار کے جھونکے مین شمائل خان منہ کے بھل زمین پر
گرا طلحہ نے تلوار ہاتھ سے زمین پر پھینک دی اور جنگ زور دست و بازو مین مصروف ہوا ہر چند
طلحہ چاہتا تھا کہ شمائل خان کو زمین پر مارے مگر پھر اُسکا زور رد ہو جاتا تھا اسی طرح شمائل خان بھی کوشش
کرتا تھا مگر اسکی کوشش بھی بیکار ہو جاتی تھی یہ دونون اس کشمکش و کوشش مین تھے کہ یکایک ابر سیاہ نمایان
نمایان ہوا پھر ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور شمائل خان کو اُٹھا لیگیا کفار کو شمائل خان پر بڑا بھروسا تھا اُسکے
غائب ہو جانے سے لشکر کفار کے حواس باختہ ہو گئے قریب تھا کہ فرار پر قرار کریں سرداران مفرور نے
فوراً طلب امان کیا ادھر خسرو کا اُسوقت یہ حال تھا کہ چند کفار اسکی بغلون مین ہاتھ دیے سمجھاتے ہوئے خیمہ کے
جانب لیے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بادشاہ کیون اسقدر بدحواس ہوئے جاتے ہو اگر شمائل خان
کو پنجہ ہوائی لیگیا تو کیا مضائقہ ہے آج نہین تو کل ہم ان خداپرستون سے سمجھ لینگے [illegible] وہ تھر تھر بید کی طرح
کانپ رہا تھا اور کہتا تھا کہ اے بیخبرو مین کیون نہ بدحواس ہون تم دیکھتے ہو کہ اس طرف کے لشکر کا
حال کس نوبت کو پہنچا ہے اگر اسوقت طلب امان نہ کیا جاتا تو ابھی حقیقت معلوم ہو جاتی آج نہین تو کل کیا
ہو سکتا ہے نہین معلوم خداوند بہت بزرگ کی نسبت مین کیا گذر رہا ہے ہر مرتبہ دولت حاصل ہوتی ہے [illegible] تیری
خداوندی بس ایسے موقع پر خواہ مخواہ خداوند بہت بزرگ کی شان مین کچھ کہنے کو دل چاہتا ہے اس سے
تو مسلمانون کا خدا ہزار درجہ بہتر ہے کہ ہر مرتبہ اُنکو کمک پہونچ جاتی ہے اگر ہزار کوشش اُسکا کوئی خداپرست گرفتار
ہو جاتا ہے تو فوراً رہا بھی ہو جاتا ہے بعضون نے کہا اے بادشاہ اس طرف دانستہ بھی غلطی ہو جاتی ہے ایک یہی
غلطی دیکھو کہ حمزہ کو گرفتار کیا ہے اور آج تک اُسکے ہلاک کرنے کی نوبت نہ آئی اگر کسی روز لشکر اسلام کا کوئی
عیار بھی اُسنے رہا کر لیگیا تو خداوند بہت بزرگ کا کیا قصور ہے خسرو نے کہا تو بالکل بے وقوف ہے نہین
جانتا کہ لشکر اسلام کا ایک ایک متنفس کس کس آفت کا پرکالا ہے حمزہ کی گرفتاری پر تو یہ حال ہے اگر حمزہ ہلاک
کیا جاوے تو ہر ایک نام بت پرست باقی نہ رہین جو کچھ جسکے دل مین آتا ہے بلا تکلف کہدیتا ہے لیکن [illegible]
وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جسکو وقت پیش آئی ہے غرضکہ خسرو سراسیمہ و پریشان خیمہ مین پہونچا شب کو
خواجہ عمر بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج [illegible] جناب حمزہ ثانی کی خبرگیری کیواسطے
گیا تھا مین [illegible] جانب جاتا ہون سعد شہریار نے اجازت دی خواجہ روانہ ہوا راہ مین ایک گبر سے
ملاقات ہوئی اُس سے پوچھا تو کہان جاتا ہے اُسنے کہا مین خسرو کا باورچی ہون کھانا تیار کر کے رکھ آیا ہون
[illegible] کھانا کھلانے کیواسطے اور ملازم ہین وہ اسکو کھانا کھلاتے ہونگے خواجہ نے بجاے خود خیال
کیا کہ اس باورچی سے ساز کر کے کچھ کام بنانا چاہیے اگر یہ موافق ہو گیا فہو المراد ورنہ بصورت خلاف اس کا کچھ
[illegible] وقت ہلاک کر دینگے اور باورچی سے کہا کہ مجھے کچھ راز کی باتین کرنا ہین کسی مقام پر توقف کر تو
بیان کرون وہ ایک درخت کے سایہ مین جا کے مقیم ہوا اور کہا وہ کیا راز کی باتین ہین خواجہ نے

کہا پہلے اقرار کرو کہ مین اس راز کو کسی کے روبرو بیان نہ کرونگا تو مین بیان کرون اُسنے کہا بیشک مین کسی سے
بیان نہ کرونگا خواجہ نے تمام حقیقت گذشتہ اُسکے روبرو بیان کی اور کہا کہ اگر حمزہ ثانی اُس قید سخت سے رہا
ہو جاینگے تو بادشاہ اسلام سے اس کام کے صلہ مین تجھے اسقدر انعام ملیگا کہ مدت العمر مال دنیا سے
مستغنی ہو جائیگا اور ہم اس امر کا بھی اقرار کرتے ہین کہ تیری ہر ایک کارروائی کی خبر شمسہ رو کو نہ پہونچنے پائیگی
اور بالفرض خبر پہونچ بھی جائیگی تو ہم تجکو کسی طرح کی گزند نہ پہونچنے دینگے اور ہم سب تیرے ہر وقت حامی و
مددگار رہینگے یہ حال سنکے وہ کبر مکار بہت برہم ہوا اور کہا او خدا پرست تجکو اسقدر بھی شعور نہین ہی
کہ خداوندبت بزرگ کا بندہ نظر کردہ خداوند کے ساتھ کس طرح بدی کر سکتا ہی علی الخصوص وہ بندہ خدا
جو نظر کردہ خداوند کا ملازم و نمکخوار دیرینہ بھی ہو آگاہ ہو کہ اس راز کا پوشیدہ کرنا کیسا کہ مین تجکو یہان سے
صحیح و سلامت رہا بھی نہین کرونگا اُسکی یہ گفتگو سنکے خواجہ نے خنجر سنبھالا باورچی خواجہ کی کمر مین لپٹ
گیا اور چاہتا تھا کہ خواجہ کو گرا دے خواجہ نے پس پشت ہاتھ لیجا کے اس زور سے اُسکی پشت مین
خنجر مارا کہ اُس پار نکل گیا اور بیحال ہو کے زمین پر گرا خواجہ اُسکو اُسی طرح چھوڑ کے آگے بڑھا قریب خندق
کے پہونچا دیکھا عققا بن حمزہ ثانی کے قریب سے ایک عیار گذرا بالبعض روایات سے ثابت ہوتا ہی
کہ خاص عققا بن حمزہ ثانی سے برآمد ہوا اُس عیار نے طاہر قاق سے سرگوشی کی اور روانہ ہوا خواجہ
بھی اُسکے عقب سر روانہ ہوا جب کسی قدر دور نکل گیا خواجہ اُسکے قریب پہونچا اور بطور کفار سلام
کیا اُسنے جواب سلام دیا اور کہا تو کون ہی اور اسوقت کہان جاتا ہی خواجہ نے کہا متوحش نہو کہ مین
شمائل خان کے ہمراہیون سے ہون تو دیکھتا ہی کہ فی الحال مسلمانون نے کیسا سر اُٹھایا ہی کوئی تدبیر
ایسی سمجھ مین نہین آتی کہ اس گروہ کی نقصان رسانی ہمسے دفع ہو عیار نے کہا عزیز من سچ تو یہ ہی کہ مسلمانون
کے خوف سے یہان ہر متنفس کا خواب و خور حرام ہی طرفہ تر یہ کہ خداوندبت بزرگ کو بھی اپنی پرستش
کرنے والون کی پروا نہین ہی مسلمانون کے خدا کو دیکھو کہ ہر وقت اپنے بندون کو کمک اور مدد پہونچاتا
ہی دور کے واقعہ کا کیا ذکر آج ہی کی ہنگامہ آرائی کا خیال کرو خواجہ نے کہا مہربان مجھسے سنو اگرچہ بہت دنون
سے ہم خداوند کی بندگی کرتے چلے آئے ہین لیکن آجتک اُس پارۂ سنگ سے کوئی قدرت نمائی
نہ دیکھی بس ایسے وجوہ سے دل مین طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہین وہ خداوند کیا جو کسی وقت بھی
اپنے پرستش کرنے والے کی مدد نہ کرے (الغرض) ہزار ایسے خداوند پر اُس عیار نے انگشت بدندان ہو کے
کہا ہاہا یہ کیا گستاخی ہی خداوند کی مشیت مین کسکو دخل ہی انسان ناقص العقل ہی اُسکے ذہن مین جو کچھ
آتا ہی کہہ گذرتا ہی یون تو خداوندبت بزرگ بڑا رحیم و کریم ہی اگر گالیان بھی دوگے تو وہ بر سر تعرض نہوگا
مگر سمجھ کبھی بندون کو انصاف پر اظہار کرنا چاہیے خواجہ نے کہا جب خداوند مین قابلیت انصاف نہو
تو بندون مین انصاف کی صفت کہان آ ایسے خداوند جیسے پہین حرف کہتا ہون یہ سنکے
برہم ہوا اور کہا بس اب مین تجھسے زیادہ بات کرنا نہین چاہتا خواجہ دل مین سمجھے
ہو جانے لگے کہا برادر انسان مجبور ہوتا ہی تو سب کچھ کہتا ہی تمہارے برا ماننے کا
کرو غرضکہ انواع اقسام کی باتین ہونے لگین جب خواجہ نے سمجھ لیا اُسے
فرصت نکالے جو رنگ اور خوشبو مین نہایت مطبوع تھے اور

ترکیب سے مین نے تیار کیے ہین اگر ایک قرص کھا لے ہفتہ ہفتہ عشرہ عشرہ بھوک نہ معلوم ہوا ور روز
بروز طاقت وفربہی مین ترقی ہوتی جائے اور بہی انواع اقسام کے فوائد اس قرص مین ہین جسکا بیان کرنا
خالی از مغز خراشی نہین اس گبر نے خوش ہو کے کہا ایک قرص مین کھاتا ہون دیکھون کیا فوائد ظہور مین
آتے ہین یہ کہکے ایک قرص اُسنے کھا لیا ہنوز ایک لمحہ کا بہی عرصہ نہین گذرا تھا کہ بیہوش ہو کے گرا راوی
کہتا ہی کہ یہ گبر نوشاد نام لہراسپ کا عیار ہی شراب خریدنے کو جاتا تھا شراب سے مملو دو شیشے اسکے
پاس موجود تھے جب بیہوش ہو کے گرا خواجہ نے خنجر سے اُسے ہلاک کیا دونون شیشے اُٹھا لیے
نوشاد عیار کی صورت سے مشابہ ہوا اور وہان سے روانہ ہوا المقامات عقابین کو طی کرتا ہوا طالع
کے پاس آیا وہان سے ارشاد کے پاس آیا جام شراب ارشاد کو دیا ارشاد نے بغور عمر ثانی
کی صورت دیکھی ہاتھ کو گرفت مین لایا اور کہا مین خوب جانتا ہون کہ تو مجھکو بیہوش کرنا چاہتا ہی اور آہستہ
کہا او دزد مین نے تجھکو پہچانا یہ سنا تھا کہ خواجہ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا کہا کیا خبر ہی مین نوشاد
ہون مجھکو اور کیا پہچانا اور ہرگز کچھ شک نہ کر ارشاد نے کہا تو اسقدر ہٹ اس کیون ہوا جاتا ہی
عبث تو نہین جانتا مین وہ شخص ہون جسنے حمزہ کی سفارش کی مجھکو خوب معلوم ہی کہ نوشاد کو ہلاک
کیا خیر کیا مضائقہ ہی خواجہ نے کہا عزیز من تجھکو اس واقعہ کی کس نے خبر دی ارشاد متبسم ہوا کہا
مین اس وقت بیٹھا ہوا تھا یکایک غنودگی مجھپر طاری ہوئی مین سو رہا عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام
تشریف لائے فرمایا کہ نوشاد ہلاک کیا گیا قاتل اُسکی صورت سے مشابہ ہو کے آتا ہی اور بہی جو کچھ واردات
ہوئی تھی بیان کی خواجہ نے مصافحہ کیا اور کہا پھر اب کیا کرنا چاہیے حقیقت گذشتہ تو تمپر بخوبی حالی ہو گئی
ارشاد نے کہا ای خواجہ تم اب یہ کرو کہ خالی جام مجھکو دو اور جام کو مملو کر کے سب کو دو خواجہ نے
اُسکی راے پر عمل کیا سب بیہوش ہو گئے جب پہر رات گذر گئی خواجہ خانہ چوبین کے پاس آیا اُسکو
کہولا اندر آیا دیکہا امیر مع لہراسپ دارشاد زنجیرون سے جکڑے ہوئے تخت پر سو رہے ہین
اور شمشیر و خنجر برہنہ قریب رکھا ہی خواجہ امیر بلند توقیر کے اس حال خراب کو دیکھ کے زار و قطار رویا
اور آہستہ بیدار کر کے سلام کیا امیر نے جواب سلام دے کے پہچانا اور کہا ای خواجہ تم بڑی کوشش
سے یہانتک پہونچے ہو کہو لشکر کا کیا حال ہی خواجہ عمر نے آنا فولاد شاہ کا اور ہلاک
ہونا القمش کا اور آنا وال کا اور مقدمہ شمائل اور گرفتاری انکی ہشام کے ہاتھ سے اور پہونچنا
مقبل وفادار وسعد طوقی و طلعہ کا از اول تا آخر بیان کیا اور کہا ای والا منزلت مبارک ہو کہ شاہزادہ
داراب ستم زدہ کے یہان فرزند نرینہ پیدا ہوا ہی اُسکا نام داراب ابن داراب مقرر کیا گیا ہی اور
فی الحال اُسکا سن ماشاء اللہ سات برس کا ہوا ہی شکل و شمائل مین سلیمان شاہ ہی سخاوت اور
دلاوری مین بہی اپنا نظیر نہین رکہتا حمزہ ثانی داراب کا نام سن کے بہت روئے خواجہ نے
... داراب کے عوض اُسکا فرزند عطا فرمایا دیگر آنکہ ایک فرنگی
... بیسیا ابن بلقیسا فرنگی نام سے مشہور ہی مہر الپیر ہی تمام نشانیان ...
... نے فی الحال شاہزادہ اسکندر فتح لقا کی جنگ مین ایک ...
... نام شاہزادہ کا سنا انہون نے جوش مارا اور فرمایا ای خواجہ

کب ایسا موقع ملیگا کہ میں اُسکو گرفتار کر کے اُسکا حسب و نسب دریافت کرونگا خواجہ نے اُس مجمل کے تعویذ لکھے
حیرت خیز یہ امر ہی کہ لعل بن تورج کے ہاتھ سے تمام سرداران دست چپ زخمی ہو گئے کیہاں ہیں شہزادہ
بن تورج کے ساتھ لاجورد شاہ پسر لاہوت بن زمرد ہی جب اسد آیا لعل بھی دل میں خوف
لعل کوہستان کے جانب خیز کر گیا کیا عرض کروں کہ بروقت مقابلہ اسد کے کیسے ہوئے چند لمحہ توقف
ہو مردانگی دی ہی لعل بن تورج نے کوئی دقیقہ لشکر اسلام کے تہ و بالا کرنے میں باقی نہیں رکھا خائف ہی تو اور کا
خداوند عالم کا فضل شامل حال ہو گیا جو وہ اسد کے ہاتھ سے زخمی ہو کے پسپا ہوا امیر تمام واقعہ گذشتہ
سنکر فرمایا خواجہ یہ وقت تعواذ سے یہاں توقف کرنے کا نہیں ہر پاؤ خدا حافظ و ناصر ہی سلامت پہونچا
سے تمام سرداران لشکر اسلام کو علی قدر مراتب دعا و سلام کہنا اور انکی اس بات سے اگاہ کرنا ہو کہ ہم انکو ہین
کہ اگر خداوند عالم کی مشیت میں گذرا ہی تو ہیں زندہ تم سب سے پھر ملاقی ہونگا ورنہ خیر جو مرضی ظالم ملعون کے
بعد ثانی ارشاد اور لہراسپ سے رخصت ہو کے روانہ ہوا طاہر کے پاس آیا نابینائی محبت دور
ہو کے سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام کے پاس آیا صبح کو تمام حقیقت گذشتہ کہی ایسے ایسے اتفاق
سے شہریار امیر بلند تو قید سخت تکلیف میں مبتلا ہیں میں امیر تک پہونچا تاویر گفت و شنید بہت تعریف
ایسا موقع نہ ملا کہ اپنا کام حسب مراد انجام کو پہونچاتا اس عرصہ میں جالنوز اور ملکہ رابعہ بانو قید میں انتقال
زن و مرد وہاں پہونچے خواجہ نے ہشام کو طلب کیا اور تیر باران کرنے کی تجویز کی جالنوز ضائع کرنے
رابعہ بانو دونوں زندان میں آسکے تو پھر وہاں اُسکو نہ پایا سعد شہریار کو اس واقعہ کی خبر کی تمام دل میں ہو
سینہ متفکر ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی سب بالاتفاق تفحص میں روانہ ہوئے جب سر حد ہی خارطہ ثانی استخر
گزرنا اور پیادہ سے نہایت خوش و خرم چلے جاتے ہیں خواجہ اُسی فوج میں پہونچا انکا یہی حال ہی تو
انھوں نے کہا ای شخص لات و عزی کا فضل ہمارے حال پر ہوا کہ سومنات نے ہمارا ساد یا کہ
شہاب منور ضمیر ہمراہی پہلوان شباہنگ بن آتش خوار و سہمان مخذول کچھ ہم لیا ہی کچھ
لاکھ کی جمعیت ساتھ لیکے اس طرف چلا آتا ہی اب دیکھتا ہی کہ مسلمان کس طرح ہمارے مقابلہ بنا کر کہ
لیجاتے ہیں بشنیر عیاران لشکر اسلام میں خبر گیری کیلیے گئے دیکھا کہ شہاب ملعون بالکل تمام چلا آتا ہی ہشام
عیالک بن صرمک شہاب ملعون کے پاس پہونچا زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا ای نظر کردہ خداوندی کہ
لات و منات اپنے نصیب ہمارے کہ اس طرف قدم رنجہ فرمایا شہاب ملعون نے کہا ای عیالک یہ چند
خداوند لات نے مجکو خاص خدا پرستوں کی تلقین و تعلیم کیواسطے بھیجا ہی جہانتک ممکن ہوگا خدا پرستوں کو خداوند
لات کے سجدہ کیواسطے مجبور کرونگا اور خداوند نے شباہنگ کو بھی اسی کام کے واسطے اس طرف
بھیجا اور خدا پرستوں کے سرداروں کو بصورت سرکشی و انحراف گرفتہ و بستہ کرتا ہی شباہنگ کا کام ہی
اور وسواس کو عیاران لشکر اسلام کی گرفتاری کیواسطے بھیجا ہی کیونکہ خداوند کی خاص غرض یہ ہی کہ اب
خدا پرستوں کو بالکل نیست و نابود کردوں عیالک بہت خوش ہوا اور کہا زہے مرحمت و عنایت خداوندی
فورا حشمر کے پاس پہونچا اور کہا ای بادشاہ بعد مدت مدید خداوند کو ہم بندوں پر رحم آیا کہ شہاب اپنے
نظر کردہ کو ہماری مدد کے واسطے بھیجا اور شباہنگ و وسواس کو بھی مدد کے واسطے بھیجا ہی خواجہ نے
دیکھا کہ گوشہ مینی وہاں شباہنگ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور گرد ان بلند ہوتے ہیں انہیں تمام پکار

یہانتک پہونچا یا آخر بیہوش ہوگیا لشکر مین بعضے عامل بھی تھے اُنھون نے اپنے اپنے عمل کے تعویذ لکھے
کچھ بازو پر باندھے کچھ پانی مین گھول کے پلا دیے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہی طرح طرح کی تدبیرین کیجاتی ہین ہزار
دشواری خواجہ کو ہوش آیا مگر نظر سے اثر خوف ظاہر ہوتا تھا سرداران لشکر اسلام کے بھی دل مین خوف
پیدا ہوا حال پوچھا خواجہ نے کہا کیا بیان کرون ابھی تک میرے حواس درست نہین ہوئے چند لحظہ توقف
کرو سب خاموش ہو رہے مگر نہایت متفکر تھے کہ خواجہ ایسا عیار طرار جب اس طرح خائف ہی تو اور کا
کیا ذکر تھا البتہ کوئی سبب خوف ایسا آہی ہی چند لحظہ کے بعد پھر خواجہ سے پوچھا خواجہ نے تمام واقعہ گذشتہ
بیان کیا اور کہا اے حامیان دین اسلام خداوند عالم نے میری مدد کی جو مین یہانتک صحیح و سلامت پہونچا
ورنہ دشوار تھا دفعتًا بینائی آنکھون سے زائل ہوگئی مین حیرت مین تھا کہ یہ کیا قیامت کا سامنا ہی کہ آنکھین
کھلی ہوئی ہین مگر کچھ سوجھتا نہین ہی آنکھون مین بینائی نہین تو زندگی عبث ہی بارے اُسی ظالم ملعون کے
دل کدورت منزل مین ایسا کچھ خیال آیا کہ بار دیگر افسون و سحر کے زور سے وہ حالت نابینائی مجھسے دور
کردی مین وہان سے جان سلامت لیکے بھاگا دنیا کے عجیب حالات ہین انسان کو ایسے ایسے اتفاق
پیش آتے ہین کہ بجز بلا کت کے کوئی چارہ کار نظر نہین آتا اُس ملعون نے بت پرستی کی بہت تعریف
کی اور بت پرستی اختیار کرنے کو مجھے مجبور کیا مگر مین نے مطلق جواب نہ دیا ہر مرتبہ طبیعت مین اشتعال
پیدا ہوتا جاتا تھا اور ارادہ کرلیتا تھا کہ ہرچہ بادا باد جواب دون مگر پھر خیال آتا تھا کہ مفت جان ضائع کرنے
سے کیا حاصل ناچار خاموش ہو رہتا تھا خواجہ کی زبانی اس حال کو سن کے سعد شہریار کے دل مین ہول
پیدا ہوگیا کہا اب کیا ہوگا شہاب ملعون بڑا جادوگر ہی خسرو کا اقبال یاور معلوم ہوتا ہی حمزہ ثانی اسطرح
گرفتار بلا ہوئے خواجہ بھی ہاتھ سے گیا تھا بارے رہا ہو آیا اگر شہاب کی سحر خوانی کا یہی حال ہی تو آج
نہین کل پھر خواجہ اور بلکہ تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار ہوجائین گے سرداروں نے دلاسا دیا کہا اے
شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہی اکثر مسلمانون کے مقابلہ مین کفار نے سحر و افسون سے کام لیا ہی کچھ
کیا ہوا آخر پسپا ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ اب بھی خداوند اُنکی گزند سے محفوظ رکھیگا راوی کہتا ہی کہ ہنوز
عمر ثانی خسرو کے پاس تھا کہ دیکھا ہشام چلا آتا ہی جب قریب آیا سلام کیا خسرو نے پوچھا اے ہشام
تو کس طرح خداپرستون کے ہاتھ سے رہا ہوا ہشام نے کہا مجکو وہ سواس لے رہا کیا ہی غرضکہ
سرداران لشکر اسلام سعد شہریار کو دلاسا دے رہے تھے اور خواجہ بھی سعد شہریار کے پاس موجود
تھا یکایک لشکر کفار سے صدا کے طبل جنگ بلند ہوئی سعد شہریار نے کہا ہماری طرف بھی طبل جنگ
بجایا جاوے یکایک سہ زنقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دو دست و دست گردون ٭ بندگان خداوند ملک العلام
و حامیان دین اسلام مسلح و مکمل مرکبان عربی و عراقی پر سوار میدان مصاف مین جا کے صف آرا ہوئے
دوسری جانب لشکر کفار صف آرا ہوا اور شباهنگ باچوب یک ہزار و چارصد میں میدان
مین آیا اور با آواز بلند پکارا اے خداپرستو کیون مفت اپنی جانین ضائع کرنے کے درپے ہو تم نہین جانتے
کہ خداوند نے تمہارے واسطے کیا تجویز کیا ہی اور مجھے کسواسطے بھیجا ہی اپنے بادشاہ سے کہدو کہ وہ
دین بت پرستی اختیار کرے خدا ے نادیدہ کی بندگی سے باز آئے اور اُسکو ہماری طرف سے پیام دو

مصمم کیا تو نے اب دلمین کیا	اراده لڑائی کا یا صلح کا		یہ بہتر ہی ہم تم ہمدون رزم خوا	آتشین آشتی اور شام وپگاه

کیا ہوتا ہی سحر و افسون کے حملے کس طرح روکے جائین گے خداوند عالم نے تمکو مع گوہر مراد و جام صفا
وغیرہ میدان پہونچایا اسد نے کہا ع خسروا گوی فلک در خم چوگان تو باد + ساحت کون و مکان عرصۂ میدان تو باد
زلف خاتون ظفر شیفتہ پرچم تست + دیدۂ فتح ابد عاشق جولان تو باد + کیا مجال شہاب مردود کی کہ
سحر و افسون سے کام اپنا بنا سکے مطلق اندیشہ نہ کرنا چاہیے جاسوسون نے یہ خبر شہاب نابکار کو
پہونچائی کہ اسد نامدار ایک خداپرست لشکر اسلام مین آیا ہی وہ دعوے سے کہتا ہی کہ کیا مجال کسی کی
جو میرے مقابلے مین کوئی ساحر سحر و افسون سے کام لے سکے فوراً ہلاک کرکے نیست و نابود کر دونگا
شہاب نے قہقہہ مارا اور کہا اسد خداپرست کو ابھی حقیقت حال کی خبر نہین ہی جو وہ ایسا دعوے
کرتا ہی مین نے پہلے سے یہ تقدیر کر رکھی ہی کہ بدیع الملک نام کے براق میرے پاس چلے آوین جسکے
بھروسے پر اسد دعوے کرتا ہی اگر اسد کو میری اس تقدیر کی خبر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا دعوے نہ کرتا
بعض کفار نے پوچھا ای خداوند کیا واقعی بدیع الملک کے براق کی یہ خاصیت ہی کہ سحر و افسون اثر
نہین کرتا شہاب نے کہا ہان بیشک براق بدیع الملک کی یہ خاصیت ہی مجکو پیشتر سے اس خیال کی
خبر ہی کفار بہت خوش ہوئے اور کہا واقعی قدرت خداوندی بہت وسیع ہی علم غیب آج کام آیا ہان ای
خداوند یہ تو ارشاد ہو کہ براق بدیع الملک کس طرح تیرے پاس آئینگے شہاب نے وسواس کو
اپنے روبرو طلب کیا اور کہا ای بندۂ خاص خداوند لات و منات آج تیری چالاکی و ہوشیاری سے
کام لینا مقصود ہی وسواس نے خوشی سے اپنی ٹوپی بلند اچھالی اور دو تین مرتبہ مثل کاسقر کا دست بستہ
عرض کی جو حکم خداوندی ہو اسے بسر و چشم بجا لانے کو موجود ہون اور چالاکی و ہوشیاری کی کیا ضرورت
ہی ہر طرح خداوند کا کام انجام پاویگا شہاب نے کہا ای وسواس ایسا خیال نہ کرنا خداوند نے
دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی مین پیشتر سے تیرے گوشزد یہ بات کیے دیتا ہون کہ اگر تو نادانی سے کام
کریگا تو بالیقین تو زک پائیگا پھر مجھسے یا خداوند لات و منات سے شکایت نہ کرنا علی الخصوص مسلمانون
کے مقابلے مین زیادہ تر عقل و فہم کی ضرورت ہی تو نہین جانتا کہ خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والون
کو بھی خداوند اپنے ہی بندے سمجھتا ہی مگر منحرف جانتا ہی تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بت پرست مسلمانون
سے مغلوب ہو گئے اسکا یہی سبب ہی کہ اگرچہ وہ سب خداوند سے منحرف ہین مگر پھر بھی کسی وقت
خداوند کو انکے حال پر رحم آجاتا ہی وسواس نے غور سے شہاب کی صورت دیکھی اور کہا ای
خداوند کے نظر کردہ تو نے یہ کیا کہا اگر خداوند کو منظور ہی کہ مین اسکا بندۂ خاص اسکے دشمنون کے ہاتھ
سے ذلیل کیا جاؤن تو یہ بات مجکو ہرگز منظور نہین ہی شہاب نے کہا تو بڑا بیوقوف ہی بات کو سمجھے
جواب دیتے ہین میری تقریر سے غرض نہین ہی کہ خداوند لات تجکو ذلیل کرنا چاہتا ہی بلکہ مین نے حقیقت امر
کو بیان کیا کہ خداوند کا رحم و کرم بہت وسیع ہی وسواس نے کہا خداوند کے رحم مین میری ذلت
ضرور منظور ہی شہاب نے کہا مین ذمہ کرتا ہون کہ تجکو ذلت نہوگی وسواس نے کہا اگر ذلت
نہوگی تو کیا جان ضائع کرنے کی فکر کی ہی شہاب نے کہا ہرگز تجکو گزند نہین پہونچیگی وسواس نے
کہا یہ کہکر اچھا مین جاتا ہون غرضکہ اژدہے کی صورت سے مشابہ ہو کے روانہ ہوا لشکر اسلام مین پہونچا
خیمۂ اسد کے جانب توجہ کی اسی وقت اسد نامدار اپنے خیمے مین آکے متوقف ہوا تھا کہ ایک آواز

شور و غُل گوش زد ہوئی متردد ہوا کہ یہ شور و غل کیسا ہی گھبرا کے خیمے سے باہر آیا وسواس بصورت
اژدہا قریب خیمہ پہونچ چکا تھا اسد کو دیکھ کے دم کھینچا اسد کو اس بات کا خیال آیا کہ شاید کوئی صحرائی
اژدہا اس طرف آنکلا ہی بار دیگر اس بات نے دل مین خطور کیا کہ عجب نہین اگر کوئی گبر بورت اژدہا بن کے
یہان آیا ہی اور مسلمانون کو گزند پہونچانا چاہتا ہی بس اژدہے کے قریب پہونچ کے تاخشا سے سر کو گرفت
مین لا کے گھونسے مارنا شروع کیے اس عرصے مین اور بھی ملازمان اسد پہونچ گئے اگرچہ اسد نامدار اُس
موذی کو قبضے مین کیے ہوئے تھا تاہم اُن ملازمون نے موذے ہاتھون مین لیکے اُس اژدہے کے
سر کو پیٹنا شروع کیا جو جو وسواس پٹتا تھا چیختا تھا اے خداوند تو کدھر گیا اپنے بندۂ خاص کی خبر نہین
لیتا ارے تو نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ذمہ دار ہین اب وہ ذمہ داری کدھر گئی تو بڑا فریبی ہی مسلمانون کے
ہاتھ سے مجکو ہلاک کروایا میرے دل مین پیشتر ہی شک گذرا تھا تف ہی ایسی خداوندی پر ارے
خداوند لات یہ کیا بات ہی تو نے بڑا دھوکہ دیا شہاب کی خداوندی پر ہزار لعنت اُسنے وعدہ مجھسے
کیا تھا کہ مین ذمہ دار ہون اسوقت نہین معلوم کہان اوندھا پڑا ہی میری جان مفت ضائع کروائی اس
عرصے مین سعد شہریار بھی وہان آ پہونچا اُسکے ملازم بھی پاپوش کاری مین مصروف ہوئے تمام مغز
وسواس خناس کا پاش پاش ہو گیا سعد شہریار بار بار اسد کی جرأت و بہادری پر آفرین کرتے
تھے اُس اژدہے نے آواز دی کہ اے خدا پرستو میرے خداوند شہاب نے مجکو بڑا دھوکہ دیا مین اس
ارادے سے یہان آیا تھا کہ بدیع الملک اور عمر ثانی اور دیگر سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کرونگا افسوس
مین خواہ مخواہ ہلاک کیا گیا مجکو کیا معلوم تھا کہ خداوند مجھسے فریب کرتا ہی اور واقعی بدیع الملک کے
یراق وغیرہ اسد کے پاس موجود ہین ورنہ مین ہرگز اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرتا سردارون نے پوچھا آخر
نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو وسواس غول بچہ کہتے ہین مجکو اپنی ساحری پر بڑا بھروسا تھا علاوہ اسکے خداوند
شہاب نے وعدہ کیا تھا کہ مسلمانون سے تجکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچیگی اب مین کس سے کہون اور کیا
کہون کہ اس بدعہد الو خداوند نے میرے ساتھ کیا یہ کہکے چند مرتبہ اُسنے ہچکیان لین اور روح نجس اُسکی
جہنم مین پہونچی جاسوسون نے یہ خبر شہاب کو پہونچائی کہ وسواس خناس مسلمانون کے ہاتھ سے
جہنم واصل ہوا گھبرا کے مجمع کفار سے باہر آیا دیکھا جو شعلے کہ شہاب ہنگ کے منہ سے نکلتے تھے اب اُنکا
نشان بھی نہین ہی تمام کفار [illegible] حیرت تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی شب کو خواجہ عمر ثانی پھر سعد شہریار کے
پاس پہونچا اور کہا شہریار یہ خادم پھر لشکر کفار مین جاتا ہی سعد شہریار نے فرمایا جاؤ مگر نہایت ہوشیاری
سے کام لینا خواجہ نے کہا خداوند عالم مالک مختار ہی اور لوشاد کی صورت سے مشابہ ہو کے طاہر
کے پاس آیا ماجرا کیا طاہر کو حیرت ہوئی پوچھا اسقدر عرصہ تک تو کہان رہا کہا مجکو لہراسپ نے ختا
مین بھیجا تھا اُسنے رخصت دی خواجہ شراب لیے ہوئے ارشاد لہراسپ کے پاس آیا اور
سلام کیا اُنہون نے کہا کیا تو شراب لایا ہی خواجہ نے کہا حاضر ہی غرضکہ اُسی وقت ایک ایک جام لبالب
کر کے دیا شراب نہایت تیز و تند تھی فوراً سب بیہوش ہو گئے پھر خواجہ وہان سے امیر کے پاس
آیا دیکھا امیر اُسی طرح تخت پر دراز ہین اول خواجہ نے بہت افسوس کیا بعدہ شانہ ہلایا امیر ہوشیار
ہوئے پوچھا کون ہی خواجہ نے کہا مین ہون عمر ثانی امیر نے جواب سلام دیا اور کہا اے خواجہ مین تیری

نے قصد میدان کیا یکایک شور و غل کی آواز بلند ہوئی تمام لشکر کفار کے دل میں ہول سما یا کہ یہ غل کیسا ہر ایک
نے دوسرے کو حیرت سے دیکھا مگر کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا تھوڑی دیر کے بعد سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک
لشکر اسلام میں پہونچ گیا اور معروف بن اسد نامدار اُسکے ساتھ آیا ہے یہاں شاہزادہ بدیع الملک نے لشکر
اسلام میں پہونچتے ہی جنگ کا ارادہ کیا سعد شہریار کو شاہزادہ بدیع الملک کے ورود کی خبر پہونچی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہزادہ ابھی ارادۂ جنگ و حرب رکھتا ہے سعد شہریار نے منع کیا کہ ابھی ماندگی
راہ دفع نہیں ہوئی ہے کفار کا مقابلہ ہے نہیں معلوم کیا صورت پیش آوے بہرحال توقف کرنا لازم ہے پھر تو
کفار کی سرکوبی ہوگی شاہزادہ بدیع الملک کو خبر پہونچ چکی تھی کہ شبا ہنگ میدان میں آیا ہے اور قصد
جنگ رکھتا ہے شاہزادے نے توقف مناسب نہ جانا شبا ہنگ سے دوچار ہوا پہلے نیزہ و شمشیر و گرز
و خنجر سے مقابلہ ہوا تا دیر رد و بدل رہی نہ اُن کا خطرہ اور نہ ظفر بدیع الملک نے تمام اسلحہ زمین پر پھینک
دیئے اور مرکب سے زمین پر کود کے اُسکے مرکب کے پاؤں گرفت میں لا کے کھینچا شبا ہنگ منہ کے بل
زمین پر گرا شاہزادے نے آواز بلند کہا او گبر مغرور اپنے حواسوں کو درست کر کے تجھسے مقابلہ ہے پھر تو
شبا ہنگ سنبھلا اور شاہزادے کی جانب جھپٹا دونوں دست و گریبان ہو گئے تا دیر بست و کشا
رہی آخر شاہزادہ بدیع الملک نے مثل پارچہ دو حصہ کیا ایک غو غائے عظیم لشکر کفار میں بلند ہوا تمام سرداران
لشکر کفار خسرو کے پاس سینہ و سر پیٹتے آئے اور کہا اے بادشاہ معلوم ہوتا ہے کہ خداوند لات و منات
کو منظور ہے کہ ہم سب مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیں جب شبا ہنگ ایسا جوان زبردست
و ساحر کامل الفن بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تو اور کسی کی کیا وقعت ہے اب تو خسرو کو بھی
سخت تردد لاحق ہوا کہا اے والا و [illegible] تم کیا کہتے ہو میں خود اسی تردد میں مبتلا ہوں اس عرصے میں وہاں اور
دو پہلوان مسلمانوں کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے خسرو نے بعجلت تمام طبل بازگشت بجوا دیا تمام لشکر
اپنے اپنے مقام کو واپس گئے یہاں سعد شہریار کے دربار میں شاہزادہ بدیع الملک نامدار مظفر و
منصور داخل ہوا سعد شہریار نے شاہزادہ کی جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا اے شاہزادہ
والا جاہ لشکر کفار کو پسپا کر دینے میں صرف تمہاری ہمت تھی شاہزادے نے از راہ انکسار کہا شہریار
میں کیا اور میری جنگ و حرب کیا یہ سب اقبال شہنشاہی کا سبب تھا سعد شہریار نے خلعت سلیمانی
سے شاہزادے کو سرفراز کیا شاہزادۂ والا جاہ نے عرض کی ؎ یا رب نہال دولت تو سرفراز باد

[illegible] پاس پہونچا اور کہا شہریار [illegible] یہ خادم دیرینہ اگر شہزادے نے مرحمت و عنایت کو بھی اپنے واسطے
سے کام لینا خواجہ نے کہا خداوند عالم مالک مختار [illegible] سے اسقدر دم گھبرایا ہے کہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے
کے پاس آیا مجرا کیا ظاہر کو حیرت ہوئی پوچھا اسقدر تغیر [illegible] جز داغ حسرت نہیں ہے ؎ اگر صد سال مانی در پیکے روز
میں بیٹھا تھا اُسنے رخصت دی خواجہ شراب لیے ہوئے [illegible] سب نوبت نشان دھرے رہ جاتے ہیں
سلام کیا اُنھوں نے کہا کیا تو شراب لایا ہے خواجہ نے کہا حاضر ہے غرض شیفتہ ہو جاتے ہیں غفلت میں زندگی
کر کے دیا شراب نہایت تیز و تند تھی فوراً سب بیہوش ہو گئے پھر خواجہ | اکل بجز غفلات لیکن غفلت ایوان میں ہیں
آیا دیکھا امیر اسی طرح تخت پر دراز ہیں اول خواجہ نے بہت افسوس کیا بعدہ شانہ ہلایا امیر ہوشیار
ہو گئے پوچھا کون ہے خواجہ نے کہا میں ہوں عمر ثانی امیر نے جواب سلام دیا اور کہا اے خواجہ میں تیری

اور اب داستان لعل بن نوریج اور دارا بن داراب مین خاتمہ سفر سالی کہی جاتی ہے

ہر ساعت حقیقت پر کرون یہ عشق بازی کو
دلا تو جانتا ہے کھیل شاید عشقبازی کو
بیان کیا ہو سکے عمر روانی جیسے چالاکی
الٰہی کیجیو تو ختم اب اس عمر غمازی کو
کہان تھا اے شہ مجھکو دماغ ناز برداری
نہ کیجیو تکیہ خاکساری وہ پر سے سر فرازی کو
اتر جاؤن کبھی دریا غم سے وہ اگر جا ہے
دیا دل جب سے پہنچی آہ محبوب حجازی کو

سمجھا نہ زبان سمجھا ہے میں عشق مجازی کو
سہ اقلیم خوبان میں یہ قدر عکس خود بینی
کہ اس کو بس سے لگا ہے نہ تنگی کوتہ نازی کو
ہمیشہ ہاتھ میں رکھتا تھا زلف یار کو شانہ
خدا کرتا ہے شرمندہ بہاری نیازی کو
وضو ہر بار کی دہو تا جان سجدہ ہے گلستان
میں کشتی جانتا ہون یار کی تیغ بہاری کو

سمجھا دیا لگا ہے اب جو بازیگا طفلان مین
سکندر ڈھونڈتا ہے اب کان آئینہ ساز
اکیلا دل مرا فوج تمنا کے مقابل ہے
ذرا دیکھو تو اسکے دست کوتہ کی درازی کو
ثمر پہنچا ہے خام طمع باغ عالم میں
طریق عشق مین ہے تنگ مسجد نمازی کو
بحشم دیکھتا ہے ماہ کنعان مجکو اسی ناسخ

راویان اخبار شورانگیز و مورخان صفا بین حیرت خیز اس داستان صداقت عنوان کو اس طرح استطور کرتے ہین کہ جب لعل بن نوریج اسد کے مقابلے مین زخمی ہو کے بھاگا حوالی پشتہ لقا مین پہونچا حاکم پشتہ لقا شاہزادہ بدیع الملک کا حلقہ غلامی کان مین رکھتا تھا ایک روز وہ شکار کھیلنے گیا ہوا تھا عین شکار مین لعل بن نوریج سے ملاقات ہوئی ملک پشتہ لقا سے پوچھا تو کیا مذہب رکھتا ہے اُسنے کہا مین مسلمان ہون لعل بن نوریج بہت برہم ہوا اور کہا تو نے بت پرستی مین کیا نقص دیکھا جو دین خدا پرستی اختیار کیا اُسنے کہا بت پرستی بھی کوئی دین ہے خواہ مخواہ پتھرون کے روبرو سجدہ کرنا کسی طرح عقل قبول نہین کرتی لعل بن نوریج اور زیادہ برہم ہوا اور کہا او شریر تو ہمارے روبرو بت پرستی کی مذمت کرتا ہے نہین جانتا کہ بت پرستی مین یہ برکت ہے کہ ابھی تو خاک سیاہ ہو جائے ملک پشتہ لقا کو بھی غصہ آگیا کہا تو یہان ہنگامہ برپا کرنے آیا ہے چلا جا یہان سے لعل بن نوریج نے کہا مین یہان تجھے ہلاک کرنے آیا ہون دونون مین ردوبدل ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ملک پشتہ لقا اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوا بیشتر لوگ اُسکی مدد کو آئے مگر کیا ہو سکتا ہے جب سردار ہو چکا تو لعل بن نوریج دار الحکومت مین آیا بازار و ن مین منادی کی کہ جو کوئی دین بت پرستی اختیار کریگا وہ ہلاک کیا جاویگا بس جان کے خوف سے جوق جوق گروہ گروہ لوگ آ کے دین بت پرستی اختیار کیا لعل نے خوب دین بت پرستی کو رواج دیا تھا کہ ناگاہ قاصد آیا اور اُسنے خبر دی کہ دارا بن داراب نے ملک سیائیل سے خروج کیا ہے اور سلیمان شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے ملک خاور کے جانب چلا ہے تاکہ حمزہ ثانی کو قید و بند سے رہا کرے لعل ہنسا اور کہا داراب کی شامت میرے ہاتھ سے آچکی ہے اب اُسکی قضا دامنگیر ہے نہین معلوم ان خدا پرستون کے دل مین کیا سمائی ہے کہ ہر مرتبہ سزا اسکے سخت پاتے ہین اور پھر اپنی سرکشی سے باز نہین آتے یاران ہمراہی نے کہا اے لعل خان پھر اب کیا تاخیر ہے چلو دارا کو اُسکے باپ کی طرح سزا اعمال کو پہونچاؤ لعل بن نوریج نے اُسی وقت سامان کوچ مہیا کیا اور فوج و لشکر کثیر ہمراہ لیکے ملک خاور کی راہ لی جب قریب دارا کے پہونچا مخبر دین نے لشکر اسلام مین یہ خبر پہونچائی سلیمان نے بھی یہ خبر سنکے دارا سے کہا غضب ہوا لعل بن نوریج آتا ہے اُسکا مقابلہ خالی از وقت نہین میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ جتنی نزدیک ہے اُن حل کے قلعے مین پناہ لین دارا بہت برہم ہوا اور کہا اے سلیمان مجکو کمال تعجب ہے کہ باوجود اس صورت مردانہ کے اسطرح کے کلمات بزدلی زبان پر جاری ہون اور

لعل بن تورج بھی ہماری طرح آدمی ہی اگر اس طرف آتا ہی تو کیا کریگا یہی ناکہ مقابلہ ہوگا باشد خائف ہونے
کی کیا وجہ ہی اُس موذی نے میرے پدر معظم کو ہلاک کیا ہی انشاء اللہ تعالے مین اُس موذی سے اپنے
باپ کا عوض لونگا سلیمان نے کہا ای دارا ٭ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭
لعل بن تورج بدرگ بڑا شوم دست ہی اُسکے مقابلے سے پرہیز لازم ہی یہ امر بزدلی پر محمول نہین ہوسکتا
انسان کو ہر وقت اپنی جان کی حفاظت لازم ہی دارا نے اُس کے کہنے کے مطلق اعتنا نہ کی از سر تا پا
مسلح و مکمل ہوکے میدان کے جانب روانہ ہوا اس عرصہ مین لعل بن تورج بھی آپہونچا اُسنے جو دارا
کی صورت دیکھی پکارکے کہا ای دارا تمہارے باپ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوئے ہین مجکو یقین ہی
کہ خداوند بت بزرگ نے تمہاری اجل بھی میرے ہاتھ سے مقرر کی ہی دارا نے کہا او گبر منکر در کیا بیہودہ
بکتا ہی بت بزرگ کیا قابلیت رکھتا ہی کہ میری اجل تیرے ہاتھ سے مقرر کریگا خداوند واحد و لاشریک
کی مشیت مین یہی مقرر ہوا تھا کہ میرا پدر والاقدر اس طرح ہلاک ہو ورنہ تو کیا قابلیت رکھتا ہی لعل بن
تورج نے کہا ای دارا مجکو تمہاری جوانی پر رحم آتا ہی دیکھو اب بھی خیریت ہی اگر تم خداوند کے سجدے
کو آمادہ ہو جاؤ مین اقرار کرتا ہون کہ تمہاری اس گستاخی کو معاف کرکے تمسے درگذر کرونگا دارا نے
کہا او گبر مکار و بدکردار زبان بہ بند و بازو بکشا اس اثنا مین سلیمان پھر دوڑے ہوئے دارا کے پاس
آئے اور کہا عزیز من انسان کو اپنے کامون مین مشورہ کرنا لازم ہی مین سچ کہتا ہون کہ لعل بڑا سفاک
ہی دارا اب مغفور کو ہلاک کرکے اُسکی جرارت بڑھ گئی ہی اگر کوئی اور ہوتا تو مین مانع نہوتا جنگ و حرب
مردون کا جوہر ہی لیکن بعض محل مین چشم پوشی لازم ہوتی ہی دارا نے جھنجھلا کے کہا یہ کیا بے معنی باتین
کرتے ہو ہرگز اس مردود کے مقابلے سے باز نہ آؤنگا دو حال سے خالی نہین اس مردود کے ہاتھ سے
اُن مغفور کی طرح مین بھی ہلاک ہو جاؤنگا یا اُن مغفور کے خون کا عوض لونگا سلیمان نے نہ مانا یہ کہکے
کہا کہ نہین معلوم تمہارا خیال کس طرف ہی خود آمادہ پیکار ہوا دارا نے سلیمان کے مرکب کی باگ پکڑ
لی اور کہا مین ہرگز نہ جانے دونگا اگر نہ مانئے گے تو مین خودکشی کرونگا سلیمان مجبور ہوکے واپس آئے
دارا لعل بن تورج کی جنگ مین مصروف ہوا خوب خوب ردوبدل ہوئی دارا نے نیزہ کا وار
کیا لعل نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا دارا نے گرز گران سر کا وار کیا لعل نے جگہ خالی کی گرز کا وار
خالی گیا اور اُسکے لنگر سے قریب تھا کہ دارا زین پر سے منہ کے بل گرے مگر سنبھلا اور برہم ہوکے
چاہا کہ تلوار کا وار کرے ہنوز پورا ہاتھ اُٹھنے نہ پایا تھا کہ لعل نے دارا کے مرکب کی گردن پر ایسا وار
تلوار کا کیا کہ گردن اُسکی قلم ہوگئی دارا غلطان زدہ زمین پر آیا لعل نے سنبھلنے کی مہلت نہ دی جست
کرکے دارا کے سینہ پر سوار ہو گیا سلیمان اُس مقام پر موجود تھے اُنھون نے جو دارا کے سینے
پر لعل کو سوار دیکھا اپنے ملازمون کو آواز دی سب حملہ کرکے لعل تک پہونچ گئے لعل نے دیکھا
کہ عنقریب مین ہلاک کیا جاؤنگا بس دارا کو چھوڑ کے جنگ مین مصروف ہوا لوگون نے دارا کو
دوسرے مرکب پر سوار کرکے مقام قیام پر بھیج دیا دارا نے پھر چاہا کہ لعل کے مقابلے کو جائے
لوگون نے منع کیا ابھی خدا نے تمہاری جان بچائی ہی اب پھر آمادہ مرگ ہوتے ہو یہ کیا عقلمندی ہی ہم ہرگز
نہ وہان جانے دین گے دارا نے تلوار علم کی اور کہا تم لوگ مانع ہوتے ہو مگر مین پہلے تم ہی سے ہنگامہ [illegible]

گرم کرونگا اگر مقابلہ کرو لوگون نے دیکھا کہ دارا جنگ سے باز نہ آئیگا سب خاموش ہو رہے دارا ادھر
متوجہ کفار پر حملہ آور ہوا اس طرف سلیمان نے وہ ہنگامہ جنگ گرم کر رکھا تھا کہ پناہ بذات خدا اس
جنگ مین سلیمان زخمی بھی ہوا مگر پھر بھی فوج کفار کے حواس باختہ کر دیے اس طرف سے دارا ادھر
حملہ آور ہوا کفار نے جنگ کا رنگ دگرگون دیکھ کے طبل بازگشت بجایا سب اپنے اپنے مقام کو واپس
گئے سلیمان بھی مع دارا اپنے خیمے مین آیا شب کو دارا اسکے پاس آیا اور کہا اے دلاور دوران اب کیا
ارادہ ہے سنتے دیکھا کہ لعل بن تورج کس بلا کا انسان ہے دارا نے کہا مین لعل سے جنگ ومحاربہ ضرور
کرونگا اگرچہ وہ کیسا ہی بلا کا انسان ہے تمنے خلل اندازی کی ورنہ آج ہی یہ قصہ پاک ہو جاتا سلیمان نے
پھر سمجھایا کہ لعل کا مقابلہ کرنا ہرگز مناسب نہین ہے مین نے پہلے بھی تمکو سمجھایا تھا مگر تمنے نہ مانا اسکا
نتیجہ دیکھا آئندہ کو آپ دانا عقلمند ہی ہرگز نہین الجھو بس اب مصلحت یہ ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو یعنی
لعل کے مقابلے کا گمان بھی دل مین نہ لاؤ ورنہ وہی نتیجہ ظہور مین آئیگا جو خلاف مشورہ عمل مین لانے سے
ظہور مین آتا ہے سنو مین تمہارے روبرو ایک بیوقوف حماقت کے تودے کا ذکر کرتا ہون قبیلہ مشائخ
سے ایک شیخ تھے مال دنیا سے کسی قدر بہرہ تھے انکا ایک لڑکا تھا جسکا نام انسان مگر بالکل حیوان تھا
مختل الحواس باطن مثل ظاہر بگاڑا ہوا عقل کا دشمن بے تمیزی کا پکا دوست ہمہ خباثت از سر تا پا نحوست
ونجاست اسکی شادی بھی اسی طرح کے ایک خاندان منحوس ونجس مین ہوئی جسمین نام کو حیا وغیرت
نہین اسکی بی بی اگرچہ ظاہر مین شریف معلوم ہوتی تھی مگر وہ کم بخت بیہودہ کہ پناہ بذات خدا اب دو
ہوش جمع ہوئے ایک ڈانگر سیاہ کلتا دوسری اسکی گلا کاٹ مگر یہی کتیا صبح وشام دونون دیوانے
کتون کیطرح بھونکا کرتے تھے قدرت خدا نے تماشا دکھایا کہ اس بوڑھی کتیا کے یہان اس ڈانگر سیاہ
کتے سے چار پلے پیدا ہوئے تین مادہ ایک نر ڈانگر نے اپنے باپ کے اندوختہ کو خوب تباہ
کیا خواہ مخواہ افلاطون وقت بنگیا اسکو مارا اسکو پیٹا خود بھی جوتیان گالیان کھائین بادشاہ وقت کے
یہان قید ہوا خدا خدا کرکے موت نے اسکا گلا گھونٹا حماقت وشرافت پر اسکو تصدق کیا اب اسکی
بوڑھی کتیا رہی اور چار پلے الولد سر لابیہ وہی دیوانے ماں باپ کی دیوانگی ان پلون مین موجود ادھر
بھونکتے پھرتے ہین ادھر چلاتے لڑتے ہین اسے کاٹا اسے گھسوٹا تمام جنگلی ساتھی عاجز اب ان
پلون کی جفت ہونے کو الالتش شروع ہوئی جہان کہین پیغام جاتا ہے سب کانون پر ہاتھ رکھتے ہین
کہ کون اس بلا ہیون کا ساتھ کرے مصیبت مین اپنی جان پھنسائے ایک ذات شریف کے دل مین
رحم آیا انھون نے ایک مرد آدمی کو بیٹا باغ دکھا کے بڑی پلیا کو اسنے منسوب کر دیا اگرچہ ان مرد
آدمی کو حقیقت حال سے کسی قدر آگاہی تھی مگر دنیا عجب مقام حیرت خیز وحیرت انگیز ہے ان مرد آدمی کو
بجز منظوری چارہ نہوا خدا پر بھروسہ کرکے چارنا چار قبول کیا بس اس بڑی پلیا کا ساتھ اس مرد آدمی
کیواسطے وہ وکیہ درد کا سبب ہوا الاسم اختفا من کل البلا سہ دن بد ہیرا اسکے مرد کو
بھرے مین دام ہست دوزخ است ادھر اس مرد آدمی نے گھر مین قدم رکھا ادھر اس پلیا نے اس بیچارے کی
ٹانگ لی چند روز اس طرح کے جھگڑے ٹنٹے مین خدا خدا کرکے بسر ہوئی ایک وقت مین اس بڑی پلیا
کی بوڑھی ماں نے بازاری کتون سے سازش کیا اسکا پلا دو بوڑھون کا ایک بوڑھا بچہ تھا دن بھر

کونے مین بیٹھا دم ہلایا کرتا تھا جہان کسی کو کھانا کھاتے دیکھتا منہ پسارتا گھورتا بڑی بوٹی کی تاک مین بیٹھا رہتا
تھا سوچتا کہ کسی طرح پیٹ بھرے حیا کیا پاپوش ہر بڑے کیا حیا رکھتے تھے جو ہم رکھین گے امان کے پاس
بازاری کتون کو لانا چاہیے جہان اُن بازاری کتون کو کسی سے بڑی بوٹی ملیگی امان بورہی کے لالچ سے
ہمین بھی دینگی تلاش کرتے کرتے ایک بازاری کتے کو لگا لایا اور بورہی ماں کے پہلو مین بیٹھا کے
چل دیا وہ بورہی بیچیا قصائی کے کتے کی طرح بھولی سوجی دمامے کی طرح بیٹھی رہتی تھی وہ بازاری کتا اُسکے
بھولے پن سے فریب کھا گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ہمیشہ ڈھول کے اندر خول ہوتا ہے دمامہ فقط دہم دہم کریگا
ہے باقی لچ و پوچ ہے اگر ہوا بھی لگ جائیگی تو اسکی سب سری آواز گو سون جائیگی اور یہ ایک بیچیا جسکو بیس پالا
صرف اپنا پیٹ پالنے کو اپنی بورہی ماں سے بھنسا پایا تا ہے اسکی چھوٹی پلیا اگرچہ بجہ بورہی کے عالم
مین تھی مگر کچھ غرانی اُسکی بورہی ماں اُسے پھاڑ کھانے کو دوڑی چھوٹی پلیا نے اپنی پناہ نہ دیکھی چار
ناچار خاموش ہورہی ایسا یہ وتیرہ مقرر ہے کہ ہر روز وہ بازاری آتا ہے بورہی کتیا سے اختلاط کرتا ہے جبکہ پس خوردہ
بڑی بوٹی اُسکے پاس ہوتی ہے دے جاتا ہے وہ مردود چلا آتا ہے چھوٹی بڑی بوٹی کو دیکھ کے خوشی سے
دم ہلاتا ہے دانت نکالتا کلیلین کرتا ہے اور اپنی بورہی ماں کی گندگی پہ ناز و اغماض کرتا ہے جب اُن مرد آدمی کو
معلوم ہوا کہ ہماری بورہی قصائی کے کتے کیطرح بھولی دمامہ سا ہے بازاری کتون پہ کتراتی ہے اور اُسکا
مردود پلا اپنے پیٹ پالنے کو اُسکے واسطے کتے تلاش کرتا ہے سمجھا کہ ساس کو تو جہنم مین بھیجو لیکن اسکی
چھوٹی پلیا کو بازاری کتون سے بچانے کی فکر کرو کیونکہ یہ اپنی بورہی ماں سے خلاف بھی ہے کیا
عجب ہے اگر یہ اس خرابی سے محفوظ رہجائے ورنہ یہ بچیا جیسے پلا اس سفید پلیا کی بھی خرابی کے درپے
ہو جائیگا صرف یہ بات کہ خلائق مطعون کریگی پھر کیا ہوگا واقف جواب ہے کہ انسان کے مقابلے مین
انسان قابل طعن ہو سکتا ہے کتون اور پلون کے مقابلے مین گفت و شنید کی گنجائش نہین ہو سکتی بہرحال
یہ مطعونی اس سے بہتر ہے کہ کوئی کہے بڑی پلیا تمہارے گھر مین بند ہے اور چھوٹی سفید پلیا بازاری کتون
مین پھرتی ہے اور جو حصہ نسبت کا اُسکو تم سے ہے اُس حصے کے موافق تمکو بھی ذلیل کر رہی ہے اور طعن کے
نسبت جو ذکر ہے اُسکو یون سمجھنا چاہیے کہ دنیا مین پیغمبر تک طعن سے نہین بچے علی العموم ہندون کا
کیا ذکر ہے حضرت موسے علیہ السلام کا ذکر ہے کہ ایک روز اپنے فرزند کو حالات دنیا کا سبق دینے اپنے
ہمراہ لیگئے خود گھوڑے پر سوار تھے اور بیٹا پیادہ تھا راہ مین لوگون نے ازراہ طعن کہا سبحان اللہ یہ
ولی خدا ہین فرزند کو پیدل ہمراہ لیا ہے اور خود گھوڑے پر سوار ہین حضرت گھوڑے پر سے اُتر آئے اور
بیٹے کو سوار کیا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ لوگون نے کہنا شروع کیا واہ کیا ناخلف لڑکا ہے اپنے معزز باپ کا
پیادہ چلنا جائز رکھتا ہے اور خود گھوڑے پر سوار ہے حضرت خود بھی سوار ہوئے اور بیٹے کو بھی سوار
کیا اب لوگون نے یہ کہنا شروع کیا کہ واہ کیا انصاف ہے ایک گھوڑے پر باپ بیٹے دونون لدے ہین
گھوڑا ہلاک ہوا جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع فرزند گھوڑے سے اُتر آئے اور گھوڑے کو کوتل ہمراہ
لیا اب لوگون نے کہنا شروع کیا واہ رہی عقل گھوڑا سواری کو موجود ہے اور دونون پیادہ چلے جاتے ہین
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ای فرزند یہ حال ہے دنیا کا اسوقت کوئی تدبیر ایسی سمجھ مین آتی ہے کہ بندگان
خدا کے طعن سے محفوظ رہین اُنکے فرزند نے عرض کی ای پدر والا قدر بہت بجا ارشاد ہوا واقعی اسوقت

کوئی صورت نہین ممکن ہی کہ کوئی مطعون نہ کرے اور ہان خوب یاد آیا چھوٹی سفید بلیا کو اُس بوڑہی کتیا کے
اپنے منحوس و پلید خاندان کے ایک سے منسوب کردیا تھا وہ ہشوودہ تین ہی مہینے کے بعد ایک مرد آدمی
کا کچھ اسباب چرا کے بہاگ گیا پہر اُسنے صورت ہی نہ دکھائی بی بی سے بھی قطع نظر کی یہ مرد آدمی جو منتظر خدا
تہ یہی اُن کتون کی خبرگیری کو موجود ہوجاتا تھا اب جو اُس سفید بلیا کی حفاظت کو مستعد ہوا لوگون نے مطعون
کرنا شروع کیا کہ انھین حضرت کی وجہ سے اس چھوٹی بلیا کا ہشوو شہر بدر ہوگیا اور یہ کوئی نہین کہتا کہ ہشوو ایک
مرد آدمی کا اسباب شادی کے بہانہ سے لیگیا اور قمار بازی مین اُسکو تلف کر کے شہر بدر ہوگیا کہ صاحب
مال کو کیا منہ دکہاؤن اور کیا جواب دون اُس بہیا پلے کا حال سنو کہ جب اُس بازاری نے پہلو تہی کرنا شروع
کی اور اُس پلے بہیا کو ضرورت اکل و شرب نے مجبور کیا پہلے تو اپنی بوڑہی مان سے لڑنا شروع کیا کہ مجکو
کچھ دے اگرچہ وہ اس پلے کی خبرگیری کیواسطے آمادہ تھی مگر کچھ پاس موجود نہ تہا بازاری کتے اپنی جفت
سے سفارش کی پہر بہی اُسنے التفات نہ کی اب وہ بوڑہی کتیا اور وہ بہیا پلا چوری پہ آمادہ ہوئے کچھ دن اسلام
گذار سے بازاری کتا سمجھا کہ یہ بوڑہے تو جان نہ چھوڑینگے اب اُسنے بخوبی احتراز کرنا شروع کیا اُس
پلے کے پہر بہی حواس درست نہوئے دروازے سے قدم نکالنا قسم کہانا وزور و نگوڑی اور فریب آمیز
باتین کیا کرتا تھا اور سوچتا تھا کیا ایسی تدبیر عمل مین لاؤن جو کچھ دستیاب ہو اگرچہ کیسی ہی بے غیرتی ہو اسکی
بوڑہی مان نے بڑی بلیا کے یہان ایک پانی پینے کا ٹہیکرا تہا اور سینے کا ایک لتا رہن رکہا جو اُسی مرد
آدمی کی تہ ہمندی سے اُسے میسر آیا تہا کیونکہ مرد آدمی سے بوڑہی کتیا نے کچھ قرض لیا تہا اور وعدہ کیا
تہا کہ فلان مقام سے زر نقد ملنے والا ہے ضرور ادا کردونگی وہ زر نقد مل بہی گیا اور صرف بہی ہوگیا مگر
اُسکا قرضہ ادا نہ کیا جب اُسنے ذرا کنایۃً اشارۃً ذکر کیا جہوٹ کہانے کو آمادہ ہوگئی وہ خاموش ہو رہا کہ بوالہوس
سے مقابلہ کرنا عقلمند کا کام نہین یہ پانی پینے کا ٹہیکرا اور زمین پہ بچہانے کا لتا اُسی زمانہ کا خریدا ہوا تہا
جب وعدہ ہو رہا تہا کہ روپیہ ملے تو قرضہ ادا کرون حالانکہ روپیہ مل گیا تہا اور اُسی روپیہ سے یہ لتا خریدا
تہا یکایک اُس پلید بہیا پلے کو شیطان نے جسکی نسل سے وہ تہا ایسا بہکلا دیا کہ بڑی بلیا اپنی بہن کے
یہان اُس ٹہیکرے وغیرہ کو مانگنے گیا اور اپنی بوڑہی مان کو بہی ساتھ لیتا گیا اُسنے بڑی بلیا کو ہزار ہا کوسنے
گالیان دین دونون بینے کتیا اور بلیا خوب بہونکے محلے والون نے دہکیلے مار کے ہنکا دیا وہ بہیا پلا
اپنی بوڑہی مان کے مشورے سے حاکم وقت کے یہان پہونچا اور کہا میرے یہان چوری ہوگئی فلان جگہ مال
موجود ہے کچھ تو ال تحقیقات کو بڑی بلی کے یہان آیا یہان اُسکو تحقیق ہوا کہ اس پلے نے محض جہوٹ جہوٹ کہا
دروغگو پلے بہیا سے پوچہا اُسکو کوئی حیلہ نہ بن آیا کہا بیشک مین نے محض دروغ یہ کارروائی کی اُسوقت
کا قاعدہ یہ تہا کہ دروغگو کو سزا اسکے قید ملتی تہی اب تمام کتے کتیان پلے پلیان ہرچند ایسی کوئی چارہ نظر نہ آیا
یہ بہیا پلا کتے مارون کی قید مین پہنس گیا ؏ ہرکہ آن کند کہ نبایدش پیند آنچہ نباید کشید ۔ کے یہ معنے ہین اب کتون
اور کتیون پلون اور پلیون کی ہاے واویلا کہ بڑی بلیا نے بہیا پلے کو کتے مارون کے ہاتھ گرفتار کروایا
کسقدر بہتکم معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسکی گرفتاری مین کسی کا قصور نہ تہا خود کردہ را علاجے نیست اگر بوڑہی
کتون سے کون مقابلہ کرسکتا ہے یہ حکایت اسواسطے بیان کی کہ لوگ واقف ہون کہ خباثت و نادانی کا نتیجہ
یہ ابہی ایک لحاظ ... بہر کا مقابلہ ہوا خدا نے ہمارے بہائی ایسا نہو کہ خدانا کردہ بار دیگر مقابلہ کرنے مین

نوع دیگر پیش آئے دارا نے اُسکے کہنے کے جانب پہر بہی التفات نہ کی اور یہہ بہی کہا کہ مین اپنے باپ کا
عوض ضرور لونگا سلیمان سمجہا کہ یہہ جوان کسی طرح نہ مانیگا باہم مشورہ کرکے دارا کو بیہوش کیا اور تاریکی
شب مین جانب صحرا کوچ کیا ملک خاور کی راہ لی صبح کو ایک مخبرون نے لعل بن توریج کو خبر پہونچائی
کہ سلیمان اور دارا دونون شبا شب روانہ ہوئے یہہ خبر تحقیق سنی ہے کہ سلیمان دارا کو منع کرتا تہا کہ تم لعل
سے مقابلہ نہ کرنا مگر دارا نے نہ مانا سلیمان نے اُسے بیہوش کیا اور شب کو خاور کے جانب کوچ کر گیا
لعل بن توریج سلیمان و دارا کے تعاقب مین روانہ ہوا ہر چند تجسس و تلاش کی کہین نشان نہ پایا
ناچار کشتیون پر سوار ہو کر ملک بربر کے جانب روانہ ہوا طی الارض کرتا چلا جاتا تہا چند روز کے بعد
شہر خیل کے قریب پہونچا حسب اتفاق اُس زمانہ مین نریمان بن رستم خان بن لنگا ؤ لنگی شکارگاہ
مین مصروف صید و شکار تہا کہ لعل بن توریج پہونچا نریمان کو خبر ہوئی اُسوقت اُسنے بجائے خود مشورہ
کیا کہ کیا کرنا چاہیے آیا شہر مین چل کے جنگ و حرب کا بازار گرم کیا جاوے یا بلا تامل ابہی جنگ شروع
کر دیجاوے ہنوز ان دو صورتون مین سے کوئی صورت مقرر نہ کر چکا تہا کہ لعل بن توریج کا نامہ پہونچا
اُسمین لکہا تہا کہ ای نریمان پیشتر مسلمانون کے اپنا یہہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو کوئی بت پرست اپنی خدا پرستی
کو ترک کرکے بت پرستی اختیار کرتا ہے اُس سے متعرض نہین ہوتا بنا بران تجکو بہی اپنی جان بچانا ہے تو
دین بت پرستی اختیار کر ورنہ جلد آمادۂ پیکار ہو نریمان کو شرم دامنگیر ہوئی فرمان ہمراہی سے کہا جلد
ہماری فوج و لشکر کو اطلاع دو کہ مسلح و مکمل ہو کے یہان حاضر ہو اور خود اُن چند آدمیون کو ہمراہ لیکے
لعل کے مقابلے کو آیا جنگ شروع ہوئی لعل نے کہا ای نریمان میرے نزدیک طول طول سے کچہ
فائدہ نہین اگر اس قصے کا جلد پاک کرنا منظور ہے تو مین اور تو تنہا سمجہ لین نریمان نے اس بات کا
مطلق جواب نہ دیا اور جنگ مین مصروف ہوا بعد رد و بدل بسیار نتیجہ یہہ ہوا کہ نریمان کو لعل بن
توریج نے گرفتار کر لیا بعد گرفتار ہونے نریمان کے اُسکی فوج پہونچی لعل بن توریج اُس فوج پر حملہ آور
ہوا چونکہ فوج بے سردار ہو چکی تہی تاب مقابلہ نہ لاکے پسپا ہوئی لعل بن توریج نے تعاقب کیا
بعضون کو ہلاک کیا اکثر گرفتار ہوئے لعل نے خیمہ برپا کرکے وہین قیام کیا صبح کو دربار کیا نریمان
کو قید سے طلب کیا جب وہ حاضر ہوا کہا اب تیرا کیا ارادہ ہے پیشتر تجکو بذریعہ تحریر اطلاع دی تہی کہ اگر
تو دین بت پرستی اختیار کرے تو ہم تجسے متعرض نہون تو نے مطلق التفات نہ کی اب پہر تجسے کہا جاتا
ہے کہ خیریت اسی مین ہے کہ تو بت پرستی اختیار کر ورنہ آمادۂ مرگ ہو نریمان نے کہا ای لعل بن توریج
اس بارے مین تو نے پیشتر بہی مجکو عبث تحریر کیا تہا اور اب بہی بیکار کہتا ہے ایمان کا صدقہ جان کی
ہے اور ایمان بہی وہ جو جملہ ایمانون پر شرف رکہتا ہے اگر مین خدانا کردہ بت پرست ہوتا تو ممکن تہا مین مسلمان
ہو جاتا اور مسلمان ہو کے بت پرست ہونا محال ہے لعل نے کہا ای نریمان اگر بت پرست ہونا محال ہے تو تیرا
زندہ رہنا بہی محال ہے نریمان نے کہا باشد مجکو کچہ پروا نہین ہے لعل نے طشت طلا طلب کیا اور جلاد
کو بلا کے کہا جلد اس خدا پرست کو ہلاک کرو مگر خبردار اسکا خون زمین پر نہ گرے اس طشت طلا مین جمع ہو
آج مین شراب مین آمیز کرکے اس خدا پرست کا خون پیونگا نریمان کے دست و پا مین لرزہ پیدا ہو گیا اور
غضب آلودہ آواز سے کہا او کبر مغرور تو ہرگز یہہ خیال نہ کرنا کہ مین تیرے حکم سے خائف ہو جاؤنگا خون کیا

اگر تو میرے گوشت کو بھی کھانے کا تہیہ کر لے تو بھی مین بت پرستی کی کوئی عزت نہ سمجھونگا لعل از سر تا پا
غیظ و غضب ہو گیا جلاد سے کہا دیر نہ کر اس خداپرست کا کام تمام کر جلاد نے ایک ہی وار مین شہزیمان
کی گردن کو قلم کیا اور خون اُسکا طشت مین کر لیا لعل ملعون نے شراب مین آمیز کیا اور زہر مار کر گیا پھر
وہان سے کوچ کیا شہر خیل پر یورش کی عمائدین شہر نے جمع ہو کے اس بارے مین مشورہ کیا کہ اس وقت
مین کیا کرنا چاہیے لعل بن لقریج ایک جوان سفاک ہی اُسکے دست ظلم سے نجات پانا غیر ممکن ہی
کوئی تدبیر ایسی ہونا چاہیے کہ جان بچے عزت پر آنچ نہ آئے رائے اس بات پر قرار پائی کہ اُس سے
ملاقات کر کے اُسکی مرضی تلاش کی جاوے جو اُسکی مرضی ہو اُسپر خود بھی راضی ہونا چاہیے اگر گھر بار
کو اُسکے دست برد سے محفوظ رکھنا مقصود ہی چنانچہ تمام شرفا و اکابر شہر جمع ہو کے لعل کے پاس آئے
اور کہا اے لعل خان ہم سب یہان تیرے آنے کے منتظر تھے ملاقات کو دل چاہتا تھا بارے آج موقع
ملگیا اب ہم سب تیری خدمت گذاری کو موجود ہین ہمارے قابل جو کام ہو اُسکے انجام دینے مین کبھی عذر نہ ہوگا
لعل خان نے کہا صاحبو مجھکو کوئی ایسا کام درپیش نہین ہی کہ جسمین تمہاری کوشش و سعی کی ضرورت ہی
ہان ایک امر کی ضرور خواہش ہی وہ یہ کہ بت پرستی اختیار کرو اور دین آبائی کو ترک کرو دیکھین تم جو تمہاری
خدمت گذاری کو موجود ہونگا وہ سب نے یہی سمجھ کے مشورہ کر چکے تھے اور راے سے ٹھہرا لی تھی کہ ضرور
اُسکی مرضی کے موافق عمل کرینگے کہا اے لعل خان ہمکو دین بت پرستی اختیار کرنے مین مطلق عذر نہین
ہی چنانچہ بخوف جان اُسیوقت سب بت پرست ہو گئے لعل بن لقریج بدرگ بت خوش ہوا اور
ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت و انعام دیا دین بت پرستی کی فضیلت مین بھی بہت بکا اور کہا ہم تمہاری
دعوت کرینگے اُن سب نے کہا اے لعل خان تو ہمارا مہمان ہی ہمارے شہر مین آیا ہی خود ہمپر فرض ہی
کہ ہم تیری دعوت کرین اور جو خدمت ہمارے متعلق کیجاوے اُسکو نہایت خوشی سے اپنا فخر
سمجھکر بسر و چشم انجام دین چنانچہ شہر خیل کے ایک عالیشان محل مین نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت
کا جلسہ منعقد کیا گیا تمام عابدین جمع ہوئے مگر اس جلسہ مین رقص و نوا کا شغل نہ تھا لعل بن لقریج نے
کہا صاحبو یہ جلسہ کس طرح کا ہی جسمین تفریح طبع کیواسطے کچھ نہین شاید اس شہر مین علم موسیقی جاننے والے
نہین ہین لوگون نے کہا یہان موسیقی کا ایسا رواج ہی کہ کہین نہوگا علی الخصوص یہان ایک گویا رہتا ہی جسکا
تمام شہر علم موسیقی مین شاگرد ہی اکثر اطراف سے موسیقی دان آئے تھا بابہ ہوا یہ بڈھا زبردست ہی لعل
بن لقریج بہت مشتاق ہوا اور اُسی وقت اُس بڈھے کو طلب کیا راوی کہتا ہی کہ وہ بڈھا علاوہ کمال
موسیقی کے فن شاعری مین بھی اپنا مثل نہ رکھتا تھا آتے ہی اُسنے طنبورا اٹھا لیا سر درست
کیے اور یہ غزل شروع کی غزل

جدا کرتا ہی تو آتش دھوان ہی
مثال الیطرح گویا یہ دہان ہی
مرا قد مثل شاخ زعفران ہی
کرہ دل کا بیقرار آسمان ہی
کہ ناہید جو مرا جو استخوان ہی

خیال یار مین دل شادمان ہی
تصور ہیم تن کا دلمین ہی گنج
کرے نالے ہوئی انگشت بلبل
تقاضا ہی الٹی گل عارض سے اُسکے
نہ کیون اُس شمع رخ کے گرد ہی خلق
ستارے جھمر مین جو کہکشان کے

نہین ہی غم جو نظروں سے نہان ہی
خیال یار کا کل پاسبان ہی
طلوع صبح ہی وقت اذان ہی
گل خورشید کی سمجھی ہی زعفران [illegible]
کہ فانوس خیالی آسمان ہی
زمین فیض قدم سے آسمان ہی

مسی مالیدہ لب پر [illegible] پان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
دہان [illegible]

پہ سودا ان میرا ہر اک استخوان ہی | خیال زلف مین نالان جو ہر دل | بسان اژدہا آتش فشان ہی | برنگ طائر رنگ حنا ہون
کہ شہبا حسینان آشیان ہی

اس غزل کو سن کے لعل خان بہت خوش ہوا زر کثیر انعام مین دیا اور پوچھا کہ تیرا مذہب کیا ہی اُسنے کہا میری مذہب ہی کہ جو حضور کو مطبوع ہی لعل نے کہا ہاتھ اٹھا وہ بڈھا ہاتھ مین ایک خنجر حقہ نفتی رکہتا تھا جونہین لعل نے ہاتھ بڑھایا اُسنے بھی دونون ہاتھ بڑھا دئے اُسکے قریب ہاتھون کا پہونچنا تھا کہ حقے کو اس طرح دبایا کہ اُسنے آگ دی لعل نے دیکھ لیا پیچھے ہٹ گیا جب وہ دھوان اُس حقہ کا برطرف ہوگیا اُس بڈھے کا ہاتھ پکڑا اور کہا او پیر اجل رسیدہ یہ کیا حرکت تھی بڈھے نے دست بستہ کہا اے لعل خان مین تجکو ایسا ہوشیار نوجوان نہین سمجھتا تھا واقعی تو مرد میدان و دلاور زمان ہی اور اصل اُن یہی ہی کہ یہ برکت دین بت پرستی کی تمہی جو تو ہوشیار ہوگیا اگرچہ پیشتر مین بھی بت پرست تھا لیکن اب دین ہیرا کا اعتقاد کامل ہوگیا غرضکہ اُسوقت ایسی چاپلوسی اُس بڈھے نے کی کہ لعل نے اُسکی خطا معاف کر دی اور کہا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا مین نے تیری ضعیفی پر رحم کیا ورنہ ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اور اکابرین شہر سے کہا تم لوگون نے بھی ہمکو اس بڈھے کی چالاکی سے خبردار نہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ تم سب اسکے شریک تھے سب نے کہا اے لعل اگر ہم لوگ شریک ہوتے تو پہلے ہی اسکو طلب کرتے تیری فرمایش سے ہمنے اسکو طلب کیا کیا معلوم تھا کہ یہ اسطرح کی بیہودگی عمل مین لائیگا لعل بن تورج خاموش ہو رہا تیس روز تک وہان مقیم رہا بعدہ ایک بت پرست کو لائق حکومت سمجھکے تجویز کیا اور کہا مین تجکو یہان کا حاکم کرنا چاہتا ہون خبردار یہان دین اسلام رواج نہ پاسکے جہانتک ممکن ہو بت پرستی کو ترقی ہو اگر کوئی رواج بت پرستی مین متعرض ہو فوراً مجکو اطلاع دینا اور شہر مین منادی کر دی کہ یہ شخص ہماری طرف سے یہان کی حکومت کریگا اور بت پرستی کا رواج دیگا اگر کوئی شخص اسکے کام مین حارج ہوگا فوراً ہلاک کیا جاویگا اور تمام گھر اُسکا ضبط کر لیا جاویگا بعد اس اہتمام و انتظام کے وہان سے روانہ ہوا ملک خاور کی راہ لی

اب لعل بن تورج بدرگ کو ملک خاور کے جانب روان رکھا جاتا ہی جہان حمزہ صاحبقران ثانی شہنشہ کی شرارت و بدذاتی سے عقابین پر کھینچ دیے گئے ہین اور اب دارابن داراب کا حال بیان فرماتے ہین

سامنے آنکھون کے اب ہر رات اُنکا خال ہی
تاک انگور ہی بہت نازک جو سر پر شال ہی
رو رہا ہون جیسا کہ ساون گہر کی یاد مین
برق غمگین ہو جو گشتہ آرزو پامال ہی
باندھتا ہون اضطراب دل کے مضمون بلند
سر ہر ریحان سبزہ خط تم ریحان خال ہی
ہمکو یا شور محرم کا ہی ہر روز فراق
سانپ کے نیچے کا بچھو زیر گیسو خال ہی
اے صنم نام خدا چھپتا ہی دنیا اسکے نور سے

اندنون تا بان ہمارا کوکب اقبال ہی
گہر مین بیٹھے یار کو جو آپا تو ن سو تجھ
صورتگر در حجت ہر اشک مین ایک بال ہی
آ نہین سکتی تیری انگیا کی چڑیا اس لئے
یان مین شعر مین کبھی ان دنون کچھ خیال ہی
اسطلون سے دولت دنیا کو الفت ہی کمال
وہ نگہ لگ جائے جسدن غرہ شوال ہی
روز ہوتا ہی زیادہ اے ستمگار وہ سیاہ
یہ تیری جالی کی کرتی بھی عجب غربال ہی

آئینہ کو لاڑنے مین قدم مستانہ تیری چال کی
مبتلا سب خانے مین آئینہ بھی تمثال ہی
پاس سے تجکو عطا کی رنج نقرہ آن سجائے
جالی کی کرتی کا اُبہار اے پری جنجال ہی
نرگس آنکھین شاخ نرگس سر نہ دنبالہ دار
دیکھو ناز سر زمین ہمراہ قارون نال ہی
سانپ کا لاہی اگر وہ گیسوئے عنبر فشان
کیا غضب متشکلین تمہارا ابھرا اشکال ہی
سخنہ انکہ معنی ساز کردہ

سخن را اینچنین آغاز کردہ | کہ سلیمان کی فہمایش کی جانب سے دارابن داراب مطلق اعتنا کی اپنے باپ کا عوض لینے کو مستعد رہا سلیمان کو یقین ہوگیا کہ کسی طرح دارالعل بن تورج کے مقابلہ سے باز نہ آئیگا

مشتعل شدنی کی وہان ضائع ہو گی بمصلحت بیہوش کرکے اُسکو ہمراہ لیا اور روانہ ہوا جب دامنہ کے قریب
پہونچا ایک جانب دیکھا گرد اڑتی ملازم خبر کیواسطے گئے اور بعد دریافت آکے بیان کیا کہ شاہزادہ داراب
کشور کشا مع جاہ و حشم اسطرف خیر خیر چلا آتا ہی سلیمان مشتاق ملاقات ہوا تھوڑی دور تک استقبال
کو گیا شاہزادہ داراب کشور کشا سے ملاقات کی اور اُسی مقام پر مقیم ہوا شاہزادے نے پوچھا
کس طرف کا عزم ہی سلیمان نے دارا کو دکھایا اور کہا خاص انکی جان بچانے کو جاتا ہون شاہزادہ دارا
کو حیرت ہوئی پوچھا یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ بیہوش ہی سلیمان نے کہا اسکو دانستہ بیہوش کیا ہی اپنی جان ضائع کرنیکو
آمادہ ہی بعدہ تمام حقیقت بیان کی اور کہا ایسی حالت مین یہ کار روائی نہ کرتا تو کیا کرتا شاہزادہ داراب
نے کہا اس جوان کو ہوشیار کرو تو مین کچھ باتین کرون اور سمجھاؤن شاید میری فہمائش کچھ اثر کرے تب تو
سلیمان نے دارا کو ہوشیار کیا دارا نے ہوشیار ہو کے جو اپنے کو اُس مقام غیر معلوم مین دیکھا کہا
مجھکو یہان کیون لایا یہ کیا واقعہ ہی سلیمان نے حال بیان کیا اور کہا کہ جب میری فہمائش نے اثر نہ کیا تو یہ
تدبیر کی دارا نہایت برہم ہوا اور کہا مین بات کے مقابلے مین جان کی کچھ وقعت نہین سمجھتا بالفرض مین
لعل بن توریج کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا باشد تم مجھکو بیہوش کر کے یہان کیون لائے یہ کیا واقعہ ہی سلیمان
ہنسا اور کہا خیر اس عتاب و خطاب کو ملتوی کرو اور دیکھو شاہزادہ داراب کشور کشا تشریف لائے ہین
انکی ملازمت سے بہرہ یاب ہو دارا سے شاہزادہ داراب شاہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا کب
تشریف لائے داراب کشور کشا نے کہا ابھی یہان پہونچا ہون یہ کیا بات ہی کہ تم کسی کی فہمائش کے
جانب اعتنا نہین کرتے اگر سلیمان نے لعل بن توریج کے مقابلے کو منع کیا تو کیا بیجا بات کہی واقعی لعل
بن توریج بڑا سفاک ہی جب تمہارے باپ کی اُسنے حقیقت نہ سمجھی تو اور کا کیا ذکر دارا نے کہا حضرت
یہ سب کہنے کی باتین ہین یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ باپ مقابلہ نہ کر سکا تو بیٹا بھی پسپا ہو جائیگا جنگ دو سردارہ
ایک فتح پاتا ہی دوسرا شکست نصیب ہوتا ہی داراب کشور کشا نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی لیکن ظاہر حال
پر نظر کیجاتی ہی بعدہ بہت کچھ نوازش و مہربانی سے پیش آیا اور وہان سے کوچ کیا چند فرسخ راہ طی کی تھی کہ
دریا کنارے سے پہونچے کشتیون پر سوار ہو کے ملک بربر کی راہ لی اور بعد طی سفر دریا ملک بربر مین پہونچے
یہ وہ زمانہ ہی کہ اہل بربر نے حاکم بربر کو جسے لعل بن توریج نے اپنی حالت سے مقرر کیا تھا تنگ کرنا شروع
کیا تھا اینکہ کشت و خون کی نوبت پہونچی ہنگامۂ عظیم برپا ہوا حاکم بربر چاہتا تھا کہ بت پرستی رواج پائے اہل
بربر ظاہر بت پرست ہو گئے تھے لیکن باطن مین خدا پرست تھے لعل کے جانے کے بعد پھر اپنی اصلی حالت
پر آ گئے تھے نوبت بانیجا رسید کہ اُس حاکم کافر کو ہلاک کیا مگر سب اس خیال سے متفکر تھے کہ جب
اس کے ہلاکت کی خبر لعل بن توریج کو پہونچیگی نہین معلوم کیا آفت نازل کریگا یکایک داراب کشور کشا
کے ورود کی خبر پہونچی سب خوش ہوئے داراب کشور کشا کے پاس آئے حقیقت حال کو بیان کیا
اور عرض کی کہ حضور کو خاص خداوند عالم نے ہماری مدد کو بھیجا ہی اب ہم دامن دولت کو نہ چھوڑینگے
داراب کشور کشا نے دلاسا دیا کہا تم لوگ بالکل مطمئن رہو لعل ملعون کی کیا حقیقت ہی کہ اب تمہارے
حال سے تعرض کر سکے یا کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکے ہم تمہاری کمک کو موجود ہین رستم خان کا حال
پوچھا لوگون نے کہا رستم خان عقابین کے جانب گیا ہوا ہی شہریار اپنے فرزند کو انتظام ملک کیواسطے

چھوڑ گیا شریان شکار کو گیا ہوا تھا عین شکار گاہ مین لعل بن نوروز پہونچا اور وہین مقابلہ ہوا آخر شریان لعل بن نوروز کے ہاتھ سے ہلاک ہوا دا راب کشور کشا نے پوچھا رستم خان کی اولاد مین سے کوئی اور بھی باقی ہے اہل بربر نے کہا شریان کا ایک فرزند ہشت سالہ موجود ہے کرشصت نام جب شریان لعل کے دست ظلم سے ہلاک ہو گیا اور لعل نے مذہب بت پرستی کو رواج دینا شروع کیا گمان تھا کہ کرشصت بن شریان کو بھی ہلاک کریگا ہم سب نے مشورہ کر کے بکمال احتیاط زیر زمین پوشیدہ کر دیا اور اسقدر اخفا مین مبالغہ کیا کہ کسی بت پرست کو اُسکے حال کی اطلاع نہ ہوئی دا راب کشور کشا اُن لوگون کی اس خیر خواہی اور چالاکی سے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ کرشصت کو ہمارے پاس لاؤ لوگ کرشصت بن شریان کو اُس مقام محفوظ سے دا راب کشور کشا کے پاس لائے کرشصت چونکہ ابھی کم سن تھا سمجھا کہ باپ کے پاس جاتا ہون جب دا راب کشور کشا کے پاس آیا اور اپنے باپ کو نہ دیکھا باپ کو یاد کر کے بہت رویا تمام حاضرین کے دل بھر آئے دا راب کشور کشا نے اُسے اپنی گود مین اُٹھا لیا تحائف و نفائس سے اُسے بہلایا اور کہا اے فرزند تو گھبرا نہین اگر تیرا باپ ہلاک ہو گیا ہے تو ہم تیری پرستاری کیواسطے موجود ہین اور خلعت فاخرہ مرحمت کر کے ملک بربر کے تخت حکومت پر بٹھایا اور اُسکی تعلیم و تربیت کیواسطے اپنے مردان ہمراہی سے فضلا و کملا مقرر کیے اور انتظام و حکومت کیواسطے تجربہ کار لوگ انتخاب کیے اور جملہ امور ضروری متعلق انتظام ملک فہمایش کر کے وہان سے کوچ کیا چونکہ وہ طفل ہشت سالہ دشمنون سے بہت خائف تھا بروقت کوچ دا راب کشور کشا کے گلے سے لپٹ گیا اور کہا حضور دشمنون مین چھوڑ کے مجھے کہان تشریف لیے جاتے ہین اسوقت تک تو اہل شہر نے میری حفاظت کی ورنہ اتبک ہلاک ہو جاتا اب جو بالاعلان مین یہان تخت حکومت پر بیٹھونگا اور دشمن مجھکو گھیر لین گے تو مین کیا کر سکتا ہون حضور یہان موجود نہونگے دا راب کشور کشا نے اُسکے سر پر دست شفقت رکھا اور لب و چشم پوسہ دیا اور کہا اے فرزند تو بالکل خائف نہو کیا مجال کسی دشمن کی جو تیرے قریب آ سکے اور تجھے ضرر پہونچائے

اب حال شمائل خان بن جدائل خان کا مذکور ہوتا ہے کہ جسکو پنجہ اُٹھا لے گیا تھا

کیا عجب سودا ہو زلف یار کی تاثیر سے
ذرے پیدا ہوئے ہین خورشید کی تنویر سے
پائے قاصد تجھ سے کیسے گھس گئے مثل قدم
قدر صفحے کی زیادہ ہوتی ہے تحریر سے
عاریت جو شی ہے حاجت اس سے برائی نہین
سبز مزرع ہو گیا ہے برق کی تاثیر سے
آئینہ خانہ ہے عالم عکس افگن ہے وہی
دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے

سنبلستان ہو جو پیدا اُس زنجیر سے
بخت بد نے مورد نفرت کیا ایسا مجھے
خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
سارے عالم کو ہے کیا بے اختیار از رجوع
یہ تو ہین پر کب اُڑا جاتا ہے از خود تیر سے
ہون مین ایسا پست طالع ہو نصیب بلند
ہے فروغ مہر و ذرات ایک ہی تنویر سے
زاویان سخن پرور انجمین مرد پست

ہستی عاشق ہو ٹھہری حسن کی تاثیر سے
ہو گیا چین بر جبین کاغذ مری تصویر سے
ہو خط مشکین سے دونا کیون نہ حسن رخ کا
خاک گورستان نہین کم سرمۂ تسخیر سے
خط جو نکلا ہے ترے منھ پر پڑی ہے زیر زرہ
کاغذ بادی بنا ہین گر مری تقدیر سے
خط نکل آیا دیار باقی یہان مضمون ق
کر اختصار سخن بہتر از زیادہ در

سابق مین ذکر ہو چکا ہے کہ شمائل خان بن جدائل خان کو پنجہ اُٹھا لے گیا ایک صحرائے لق و دق مین پہونچا اثنائے راہ مین اُسکے حواس مختل ہو گئے تھے جب صحرا مین پہونچا ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا

ایک باغ ہی نہایت سرسبز و شاداب درختان گل و ثمر لہلہا رہے ہیں ہما نوران خوش رنگ و خوش آہنگ
چہچہا رہے ہیں جا بجا گل کاری پتہ پتہ میں صنعت صانع ساری کی دیکھنے سے نظر میں نور بڑھتا ہی سیر سے دل کو سرور
حاصل ہوتا ہی اندرون باغ متعدد مکانات عالیشان واقع ہیں جنکی ہر در و دیوار کی صنعت سے معلوم ہوتا
ہی کہ صاحب مکان نہایت اقتدار رکھتا تھا جسنے صناعان نازک خیال استادان صاحب فضل و کمال
کو تلاش کر کے بصرف زر کثیر و مبلغ خطیر تعمیر کروایا ہی شمائل خان تا دیر اس باغ و مکانات عالیشان کی سیر
کرتا رہا اور ایک ایک مقام کو حیرت سے دیکھتا تھا دفعتاً ایک ہوائے تند کا جھونکا آیا درختان باغ جھومنے
ہوا سے آسمان سے ایک دیو قوی ہیکل آیا باغ میں متوقف ہوا ہر طرف بغور دیکھا شمائل خان کی طرف
بھی نظر گئی قریب آیا سلام کیا شمائل خان کو اسکے سلام کرنے سے حیرت ہوئی پوچھا تو کون ہی کیا مجھکو
پہچانتا ہی اسنے کہا اے آدمزاد تجھکو آدمزاد ہونے کی وجہ سے سلام کیا گستاخی مجھسے ہوئی میں سخت مصیبت
میں مبتلا ہو گیا ہوں سخت مصیبت درپیش ہی اسطرح سے کچھ واسطے باتیں کہیں کہ شمائل خان کو اس سے
بات کرنے کی جرات ہوئی پوچھا صاف صاف بیان کر کیا ایسی مصیبت تجھکو درپیش ہی جسکے سبب سے تو بھولا
ہوا ہی اس دیو نے کہا اے آدمزاد یہ جنگل مجھسے تعلق رکھتا ہی اٹھارہ ہزار دیوزاد میرے تابع فرمان ہیں میرا
نام عقیق دیو ہی میرا ایک دشمن قوی دربند گھر بار کا حاکم مالک گھر بار نام ہی اسکا قاعدہ مقرر ہی کہ سال میں
دو تین مرتبہ مجھپر یورش کرتا ہی آجتک تو جب اسنے مجھپر یورش کی میں نے اسے شکست فاش دی فی الحال
ایک آدمزاد کو ملک قاف سے اپنی مدد کو لایا ہی جو کہ شہریار نام سے مشہور ہی آٹھ برس کا عرصہ ہوا
جو میرے اسکے جنگ ہوئی تھی پھر اس سے کبھی مقابلہ نہوا اسنے تمام جنگل کو لیلیا نہیں معلوم اب کس
جگہ ہی جنگل میں ہی یا جزیرہ گھر بار میں نکل گیا جب مجھکو کوئی چارہ کار نظر نہ آیا ناچار میں بھی آدمزاد کی تلاش
میں نکلا تا اینکہ اس آدمزاد کا مقابلہ کر کے اسکو پسپا کرے جبتک کہ ترکستان میں پہونچا وہان تجھکو جنگ و حرب
میں مصروف دیکھا جبکہ تیرا ہاتھی ہلاک کیا گیا تھا ہنوز کوئی سواری نہ آنے پائی تھی میں تجھکو اٹھا لایا تھا
شمائل خان نے کہا اگر تیرا یہ ارادہ ہی تو مجھکو کچھ عذر نہیں ہی تو شوق سے اس آدمزاد کو میرے مقابلے
کیواسطے لا اور اپنے لشکر موجودہ کو فراہم کر عقیق دیو بہت خوش ہوا اور وہان سے غائب ہو گیا تھوڑی
دیر میں جوق جوق گروہ دیو آنا شروع ہوا تا اینکہ اٹھارہ ہزار دیو وہان جمع ہو گئے عقیق پھر آیا اور کہا
اے آدمزاد تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ گھر بار میں گیا ہی اور اسوقت تک موجود ہی اور ایک دیو
جہ ماس نام کو جنگل کا حاکم مقرر کیا ہی شمائل خان نے کہا پیشتر جہ ماس دیو ہی کا قصہ پاک کرنا چاہیے
بعدہ اس آدمزاد کی خبر لیجائیگی عقیق دیو نے کہا شہریارا میرے حال پر کمال مرحمت ہوگی شمائل خان
نے وہان سے کوچ کیا جنگل میں آیا جہ ماس دیو کو خبر پہونچی وہ چند دیوون کو ہمراہ لیکے مقابلے میں آیا
اور کہا اے آدمزاد تو کس ارادے سے یہان آیا ہی شمائل خان نے کہا ارادہ یہ ہی کہ اس جنگل کو چھوڑ کے
جہان کا تو اصلی باشندہ ہی چلا جا اسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہیں ہی ۵ بسیار آنچہ داری ز مردی نشان
غرضکہ جنگ و حرب کی نوبت آئی سیکڑوں دیو ہلاک ہوئے جہ ماس دیو برہم ہو کے شمائل خان کے
روبرو آیا اول ضرب گرز و تیر مقابلہ ہوا بعدہ کشتی کی نوبت آئی شمائل خان نے اسکے کمربند میں ہاتھ
ڈال کے سر سے بلند کر لیا بعدہ زمین پر مارا اور سینہ پر سوار ہو کے سر تن سے جدا کیا جنگل پر قبضہ کیا دیودان

یہ خبر ملک کھر باکو پہونچائی ملک کھر با گھبرایا شہریار کے پاس آیا اس خبر کو بیان کیا اُسنے کہا اگر واقعی جنگل جبر باس دیو کے ہاتھ سے نکل گیا اور جبر باس دیو خود بھی ہلاک ہوا تو جلد خبر لینا چاہیے ورنہ اب یہان یورش ہوگی ملک کھر با نے کہا بیشک اُسی وقت فوج مین کمر بندی کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو شمائل خان کے جانب کوچ کیا جب قریب پہونچا شمائل خان کی فوج کے سامنے صف آرا ہوا بعدہ شمائل خان اور شہریار دونون مقابل ہوئے پہلے شہریار نے دین و مذہب کے بارے مین سوال کیا شمائل خان نے اپنا حال بیان کیا شہریار نے کہا اے جوان طرفہ امر ہی کہ ہم اور تو دونون ایک مذہب رکھتے ہین اور پھر جنگ و جدل کی نوبت آئی اس طرح کی جنگ مناسب نہین معلوم ہوتی بہتر یہ ہی کہ ہم اور تو دونون صلح کرلین اور کسی غیر مذہب پر بالاتفاق حملہ آور ہون شمائل خان نے کہا جنگ و حرب کے معاملہ مین دین و مذہب کا کیا دخل ہی اسوقت یہ قصہ اسطرح کی گفت و شنید مین فیصل نہوگا کیونکہ ؎

عروس فتح کسی در کنار گیرد چیست ٭ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ٭ آمقابلہ کر جو زبردست ہوگا وہی حاکم اعلی قرار پائیگا شہریار نے کہا اچھا اگر یہی مرضی ہی تو فوج و لشکر کو اپنی اپنی جگہ مقیم رہنے دو اور ہم اور تو دونون سمجھ لین شمائل خان نے کہا کیا مضائقہ ہی شہریار نے کہا مجکو خوف یہ ہی کہ اگر اسلحہ سے مقابلہ ہوگا ممکن ہی کہ کوئی ضرب سخت سبب ہلاکت کسی کی ہو شمائل خان نے کہا پھر کس طرح مقابلہ ہو شہریار نے کہا پنجہ کا مقابلہ ہو شمائل خان نے کہا یہی سہی غرضکہ پنجہ کا مقابلہ ہوا بعد کشش و کوشش بسیار شہریار شمائل خان پر غالب آیا شمائل خان نے شہریار کی اطاعت قبول کی شہریار نے عقیق اور کھر باکو باہم متفق کرکے ملک دونون کو تقسیم کردیا شمائل خان نے کہا اے بادشاہ مجکو ملک فرنگ مین جانا ہی شہریار نے پوچھا فرنگ مین کیا کام ہی شمائل خان نے کہا کام یہ ہی کہ اسکندر فرخ لقا نامے پسر حمزہ میرے باپ پر یورش کیے ہوئے ہی پہلے اُسکا علاج کرونگا اور تمام ملک مسخر کرکے خسرو پرویز کے پاس جاؤنگا اے بادشاہ فی الحال خسرو پرویز سخت ناچار ہی کیونکہ اُسکے پاس کوئی سردار نہین ہی اُسکے پاس پہونچنا ضرور ہی شہریار نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی لیکن مین جبتک برسیسا فرنگی اپنے باپ کو نہ دیکھ لونگا کہین نہ جاؤنگا اور تمہارے جانے کو مین مانع نہین ہوتا شوق سے جاؤ پھر تو شمائل خان نے سمجھا خود خیال کیا کہ اگر شہریار کو چھوڑکے خسرو کے پاس جاؤنگا بالیقین اسکو ناگوار ہوگا کہا اے بادشاہ یہ کیونکر ممکن ہی کہ تمکو چھوڑکے خسرو پرویز کے پاس جاؤن اب مین تمہارے ساتھ ہون جہان تم جاؤگے مین بھی تمہارے ساتھ چلونگا پس دونون تخت مرصع پر بیٹھ کے فرنگ کے جانب روانہ ہوئے

اب شمائل خان اور شہریار کو ملک فرنگ کے جانب روان کیا جاتا ہی اور چند کلمے خسرو پرویز کے حال مین بیان کیے جاتے ہین

تری گلگون ہی اپی ہی رنگین دا باد بہار رہی
شگفتہ ہوتے ہین گل جسپر شاہد بہار رہی
پس از مردن چلا ہون سوے جانان بیقراری
روانی مین مشابہ رنگ گل ہی خون جاری

بنائین غازہ رخسار گل گرد سوار رہی
فراق یار مین لذت ہی مجکو بادہ خواری
مشابہ ہوگیا ہی گنبد مدفن عماری
کمر یزدان دستی قد کیون ہی مری اشکباری

ہنسی آتی ہی اُس گل کو ہماری اشکباری
کہین ابد نہ کرلے متہم ... گا ہی
ترے آگے چمن ہی چلی چال شہر سوار
کبھی شمشاد بھی کرتے ہین حقتہ بہار ... ہی

فراق یار مین آئی اجل بیماری سے
روان ہی ساتھ ہر نقش قدم تک بیقراری سے
کہ یا گلگشت مین کس سرو قد نے رنگین شانہ
ہوا گلگشت فلک سبز کسکی آبیاری سے
درختون نے نہین باغ جہان مین کم ہین لیوا
ہوا کب قصر تن محکم محل کی پائداری سے
جو اکدن وصل کی راحت تو اکدن رنج فرقت
تعلق بخیہ مرہم کو کیا ہی زخم کاری سے
نظر آتا ہی شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی مین
کہ اپنے چہرہ پہ تھی ہر سرخی بادہ خواری سے
جو چشم نرگسی کی عادت رکھتے ہین فیض بخش
کہو گردش مین اہدم نہین ہی آب جاری سے

ہر اک بوندی نہین کم مجکو بوندیکی کٹاری سے
مریض عشق ہون جب ہوئی لفت زبانیکو
درختونکو چمن مین کم نہین ہر برگ آری سے
اگر ہی آبرو انسان ہین تیغ کی شجاعت بھی
ہر ہو جاتے ہین داغ کہن باد بہاری سے
پسند آتا ہی کہ تجکو عروج اکدم کا ای منعم
وہ ہین ہمدم مسیحکو تب آتی ہی باری سے
ہوا ایسی بچھڑی گلزار کی اس گل کے آنے سے
شباب ارغوانی کم نہین ہی خون جاری سے
زبان شمع سوزان سے یہ مصرع گرم سنتا ہون
کمان ملتی ہی سائل کو کبھی کوڑی کٹاری سے
رلایا مجکو جب برسون تو آیا وہ ہنسی تھا

زمین پر پانون کس انداز رکھتا ہی او ظالم
کہ نیران جسطرح ہوتے ہین سب امراض ساری سے
مرنے کے نہین محتاج ہمت جنکی عالی ہی
سرش تلوار مین ہوتی ہی پیدا آبداری سے
اگر ہی سنگ مین کیڑا اجل اسکو بھی آتی ہی
حباب آبجو بھی کم نہین تیری عماری سے
بری ہوتے ہین ہیرون کے جو دنیا مین کامل ہین
چراغ گل ہوتے گل جنبش باد بہاری سے
سیہ رو کیون کہا کرتا ہی ہم مستون کو ای زاہد
سر عریان ہی اس محفل مین بہتر تاجداری سے
دلیل اسیر ہی کہ جو حکم کرتا ہی نجابت کا
ہوا ہی سرو پیدا باغبان کی بیاری سے

غواصان بحور معانی وصیرفیان دار العیار ہجدانی صفحہ قرطاس پر اسطرح ذر ریز ہوتے ہین کہ جب مویدین تجا حمزہ کے صاحبقران ثانی کفار کی قید مین مبتلا ہو گیا انواع اقسام کی مصیبتون کا تحمل کیا دار دنیا ظرف مصیبت کی جگہ ہی قید کفار کا کیا ذکر جو بقید حیات ہی اگرچہ بظاہر آزاد معلوم ہوتا ہی لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جاوے تو وہ بھی آلام و مصائب دنیا مین مثل قیدی کے مضطر و پریشان ہی حکمت مین مقرر ہی کہ جب انسان پیدا ہوتا ہی تو بروقت ولادت اسکو وہ تکلیف ہوتی ہی جو تکنجے مین کھنچنے سے ہوتی ہی بدن کی جلد ایسی نرم ہوتی ہی کہ ہاتھ لگانے سے اسکو ایسی تکلیف ہوتی ہی جیسے زخم کے چھونے سے بے زبانی کی کیا کم تکلیف ہی کہ کہین درد ہی لیکن بجز رونے کے کچھ نہین کہہ سکتا جب زبان مین گویائی کی طاقت پیدا ہوئی استاد کے حوالے کیا گیا اسکے کسی عضو مین درد ہی استاد اسکے کہنے کو حیلے پر مبنی کرکے گوشمالی کرتا ہی قابل غور یہ امر ہی کہ اگر واقعی اس بچہ کے کہین درد ہی تو وہ دکھا نہین سکتا پس استاد کی گوشمالی اسکے واسطے کیسا ظلم ہی جب ان مصائب کا تحمل ہو سکے سن بلوغ کو پہونچا بزرگون نے اسکی شادی کردی تا اینکہ صاحب اولاد ہوا اب اسوقت کی مصیبت کو کون نہین جانتا خلاصہ یہ کہ زن و فرزند کے دادو غذا کی فکر مین جان وایمان دونون سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہی اب بڑھاپے کی باری آئی ؎ چو شصت آمد نشست آمد پدید اعضا نے حرکت کو جواب دیدیا بینائی نداد و کان بہرے دانت یکے بعد دیگرے سب گر گئے کوئی اٹھا تو اٹھے کوئی بٹھائے تو بیٹھے تا اینکہ ملک الموت سے ملاقات کی نوبت آئی اب وہان کے حساب و کتاب کا دغدغہ لگا ہی خلاصہ یہ کہ دنیا مین آسکے قیامت کا سامنا ہو جاتا ہی اس حالت مین بھی آنکھون پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہین چند روزہ زندگی مین دنیوی اغراض کے حاصل کرنے کو طرح طرح کا ظلم کرتے ہین کسی کی شی پہ نظر نہین کرتے کسی کی بیوگی پر رحم نہین کھاتے کسی کی امانت نہین دیتے کسی کا معاوضہ واجب الادا ادا نہین کرتے نہ خدا سے ڈرتے ہین نہ پیغمبر کا خوف کرتے ہین نہ امام کا پاس کرتے ہین ہزار ہزار لعن ہر کار شیطان خسرو پرویز ثانی صاحب مکر وبے ایمانی اس بات کی دلیل ہی کہ جب

اُس ملعون نے دیکھا کہ کسی طرح مسلمانون کا غلبہ کم نہین ہوتا اپنی راے ظاہر کی کہ حمزۂ ثانی کو قتل کرنا چاہیے
توقف مین سرتاسر خدشہ ہی فوج کفار کے اکثر سردارون نے اس راے سے اختلاف کیا اور کہا اس بارے
مین عجلت کرنا بالکل نامناسب ہی مسلمان کثرت سے ہین اگر وہ سب کشت وخون پر آمادہ ہوگئے تو غضب
ہو جائیگا پہلے فوج اسلام کا تدارک کر لیا جاے اُسوقت حمزۂ ثانی کو ہلاک کرنا لازم ہی ثروبین ثانی بھی موجود
تھا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ میری بھی یہی راے ہی خسرو پرویز ثانی نے کہا مین بھی
سمجھتا ہون مگر اصل امر یہ ہی کہ امیر ثانی کو ہلاک کرنے سے فوج اسلام کا زور کم ہو جائیگا اور اگر امیر کی ہلاکت
مین دیر ہوگی تو مسلمانون کا غلبہ زیادہ ہو جائیگا ثروبین ثانی نے کہا اگر بادشاہ کا یہ خیال ہی تو مسلمانون کے
علاج کا مین ذمہ دار ہوتا ہون ہر طرح سے مین اُنسے سمجھ لونگا اگر فوج اسلام کی کثرت زیادہ ہی تو خداوند کے
فضل سے اس طرف بھی فوج و لشکر مین ترقی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہی خسرو پرویز ثانی نے کہا تمنے ہمارا
مین بھی اپنا خیال ظاہر کر دیا ثروبین ثانی نے کہا ہان مین جانون اور اپنے نام طبل جنگ بجوایا اُسطرف [نقیبان]
مین بھی طبل جنگ بجا ؎ ز نقارہ آواز آمد برون : کہ دو نیست دو نیست گردون نگون ؛ دونون لشکر میدان مصاف
مین صف آرا ہوئے اول جو شخص کہ فوج کفار سے میدان مین آیا اشکبوس زرق درفش گھٹم کا نواسا زبردستان
روزگار سے تھا آواز بلند پکارا کہ اے خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج مجکو دیکھنا ہی کہ تمہارا
خداے نادیدہ جسکی تم بندگی کرتے ہو کیا قدرت و طاقت رکھتا ہی اور اپنے خداوند لات و منات
کے جلال کو دکھاتا ہی تم مین سے کون ہی میرا مرد مقابل آوے میرا مقابلہ کرے اور اگر تم سب ہمارے
خداوند لات کی بندگی پر آمادہ ہو جاؤ تو ہمکو مطلق تمسے سروکار نہین ہی اگرچہ تم سب خداوند سے منحرف
ہو مگر پھر بھی خداوند کا رحم و کرم اس درجہ وسیع ہی کہ تمہارے گذشتہ گناہون سے درگذر کرکے راضی ہو جائیگا
اے خداپرستو مین سچ کہتا ہون کہ تم مین میرا مرد مقابل نہو سکیگا کیون خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے ہوتے ہو
اُس گبر مکار کی اس تقریر سے تمام فوج کے خون غیرت نے جوش مارا آپس مین مشورہ ہونے لگا کہ کسکو
اس گبر کی سرکوبی کو بھیجنا چاہیے تاکہ اسکو سزاے معقول دے سکے اسنے کلمات کفر زبان پر جاری کیے
ہین اگر اول مرتبہ کوئی اہل اسلام اسکے مقابلے مین پسپا ہو جائیگا تو بڑی ذلت حاصل ہوگی اول مرتبہ اسکو
سزاے معقول مل جاوے پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا غالب شیردل نام ایک پہلوان لشکر اسلام سرداران
لشکر اسلام کے سامنے آیا اور غضب آلود لہجہ مین اُسنے کہا کیون تاخیر کیجاتی ہی مجکو اجازت دیجے تاکہ اس گبر مغرور
کو اسکی بیہودہ گوئی کی سزا دون بعضون نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ بھی ایک پہلوان زبردست ہی بعضون نے کہا
اگرچہ غالب شیردل ایک پہلوان زبردست ہی تاہم ناتجربہ کار ہی اسکا بھیجنا ہرگز صلاح نہین ہی غالب شیردل
نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا اسکی کیا دلیل ہی کہ مین ناتجربہ کار ہون جو کوئی مجکو ناتجربہ کار سمجھتا ہی پہلے وہی
مجھسے سمجھ لے میری تجربہ کاری اور ناتجربہ کاری کا حال ابھی ظاہر ہو جائیگا بے سمجھے ہوے زبان سے
کسی بات کا نکالنا کیا معنی اگر مین اس گبر کے مقابلے کو نہ بھیجا جاؤنگا اپنے کو خود ہلاک کرونگا مجبور ہی سب نے
اُسکو اجازت میدان دی غالب شیردل اُسیطرح شمشیر برہنہ بکف اشکبوس زرق درفش کے روبرو
آیا اور کہا او گبر بیہودہ کہ یہ کیا بے تمیزی ہی کہ تو جو کچھ منہ مین آتا ہی بکتا ہی انسان کو سوچ سمجھ کے بات کرنا چاہیے
اشکبوس زرق درفش نے بغور از سرتاپا غالب شیردل کی صورت دیکھی اور کہا اس گفت و شنید

سے کچھ فائدہ نہیں ہو قربان ہو بندہ وہ بازیگشا غالب نے شمشیر آبدار کا وار کیا اشکبوس زرق درفش نے بسہولت اس وار کو رد کیا اور کہا خبردار ہوجا ؎ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن : غم دین و دنیا فراموش کن
یہ کہکے نیزے کا وار کیا غالب شیر دل بھی ایک پہلوان کامل الفن تھا اس صفائی سے تلوار کا وار کیا کہ نیزہ اُس پلید کا قلم ہوکے زمین پر گرا اشکبوس زرق درفش بہت خفیف ہوا اور نصف نیزہ وہ بھی زمین پر پھینک کے کہا لے اب اس وار کو بھی رد کر تو میں سمجھے پہلوان زبردست سمجھوں اور تلوار کا وار کیا غالب شیر دل نے سپر پر اُس ضرب کو روکا مگر سپر کٹ کے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کٹ گئیں سرداران لشکر اسلام خوب ہوشیار اس وجہ سے تھے کہ وہ غالب کو بالکل ناتجربہ کار سمجھے تھے مگر اُسکے اصرار سے اُسے اجازت میدان دی تھی جب اُنھوں نے دیکھا کہ غالب شیر دل نے نہایت کوشش سے اشکبوس زرق درفش کا وار روکا تاہم غالب کی انگلیاں قلم ہوگئیں چند پہلوان اُسکے قریب پہونچ گئے اور کہا اے دلاور دوران واقعی تکار سے کردی خوب اس گبر کے وار کو روکا اب تیرا قیام یہاں بالکل نامناسب ہے دست راست تیرا بالکل بیکار ہوگیا ہے اس حالت میں اگر تو مقابلے کو آمادہ رہیگا بالیقین اس موذی کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا ناچار غالب شیر دل واپس آیا مگر غصے سے کانپ رہا تھا اور کہتا تھا تم لوگ بیکار مانع ہوئے اگرچہ میری انگلیاں قلم ہوگئیں تاہم میں اس مردود سے سمجھ لیتا زیادہ سے زیادہ یہی کہ میں ہلاک ہو جاتا باشد سرداروں نے کہا یہ مقصود نہیں ہے کہ اول مرتبہ لشکر اسلام کا کوئی متنفس اس گبر کے ہاتھ سے ہلاک ہو ہنوز یہ باتیں ہو رہی تھیں یکایک ایک جانب سے تتق گرد نمایاں ہوا دونوں طرف کے لشکر اُس گرد کے جانب متوجہ ہوئے ہر ایک بجائے خود یہ سمجھتا تھا کہ ہماری طرف کمک آتی ہے جب وہ گرد چاک ہوا دیکھا سکندر رفرخ لقا اور شاپور شیر دل ایک لاکھ سواران جرار و خنجر گذار کی جمعیت لیے چلے آتے ہیں مسلمان بہت خوش ہوئے خداوند عالم کا شکر ادا کیا خواجہ عمر ثانی چند قدم استقبال کو بڑھ گئے پہلے سکندر رفرخ لقا سے ملاقات ہوئی سکندر نے کہا اے خواجہ خواجگان کیا خبر ہے خواجہ نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا جلد چلو کفار کو اُنکی ضلالت و گمراہی کی سزا دے معقول دو سکندر بخط مستقیم میدان میں آیا شاپور کو دیکھا گرد میں اُٹھا لیا اور کہا اے دلاور دوران خوب وقت پر پہونچے اشکبوس زرق درفش میدان میں بیہودہ گوئی پر آمادہ ہے جلد اُسکو پسپا کرو شاپور شیر دل بھی میدان میں آیا سکندر رفرخ لقا نے کہا اے شاپور شیر دل تم توقف کرو میں اس گبر سے سمجھ لیتا ہوں پھر تمکو اختیار ہے شاپور شیر دل نے کہا پہلے مجھے اجازت حرب دو خواجہ نے کہا اے شاپور شیر دل دلاور تم توقف کرو شاپور ایک جانب استادہ ہوکے جنگ و حرب کا تماشا دیکھنے لگا سکندر رفرخ لقا نے چند قدم آگے بڑھ کے کہا او اشکبوس منحوس تو کیا بکتا ہے ؎ بیا را نچہ داری ز مردی نشان : اشکبوس سکندر رفرخ لقا کے جانب جھپٹا کہ اگر سکندر رفرخ لقا جگہ خالی نہ کرتا تو مع مرکب ہلاک ہو جاتا سکندر کے جگہ خالی کرنے سے اشکبوس مع مرکب منھ کے بل زمین پر آرہا سکندر قریب اُسکے پہونچ گیا اشکبوس مرکب سے زمین پر آ کے سنبھل چکا تھا اُسنے تلوار کا وار کیا جس سے سکندر رفرخ لقا مجروح ہوگیا سکندر نے جھنجھلا کے ایسا وار تلوار کا کیا کہ اشکبوس تا جگر دو حصہ ہوگیا اشکبوس کے ہلاک ہونے سے کفار میں غلغلہ بلند ہوا اور سب نے ایکبار حملہ کیا ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم ہوا گیر و بزن کی صدا بلند ہوئی جو جسکے زد پر آگیا فورًا دو حصہ ہوا کشتوں کے

پشتے سرون کے انبار لگ گئے زیادہ تر کفار ہلاک ہوئے تا شام جنگ مغلوبہ رہی چونکہ کفار کے حواس
زیادہ منتشر ہو گئے اُنھون نے طبل بازگشت بجا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس آئے
سکندر فرخ لقا سعد شہر یار کی ملازمت مین حاضر ہوا دعا و ثنائے شاہی بجالایا سعد شہر یار نے سکندر
کی جرات و بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا اے سکندر تمنے اسوقت لشکر اسلام کی بات رکھ لی ہمکو
اس بات کی بہت فکر تھی کہ اشکبوس زرق درفش نے بہت کچھ کلمات کفر اپنی زبان پر جاری کیے
ہین اگر اسکو پہلے مرتبہ ہزا اُسکے مقتول ہونے کی تو کچھ نہ پایا سے خداوند عالم کے فضل سے تم اسوقت پہونچ گئے
جو وہ جہنم نصیب ہوا دیکھو غالب شیر دل کہ وہ زخمی کر چکا تھا سکندر فرخ لقا نے کہا شہر یار اصل امر یہ ہے
کہ اشکبوس ایک زبردست گبر تھا اُسکے مقابلے مین میرے بھی حواس باختہ ہو چکے تھے بارے خداوند عالم
کے فضل سے اور حضور کے اقبال سے مین غالب آیا اور واقعی اگر غالب شیر دل اُسکے مقابلے سے
واپس نہ آتا تو ضرور ہلاک ہو جاتا بعدہ شہر یار کا حال بیان کیا تمام حاضرین شہر یار کا حال سن کے متعجب
ہوئے اور کہا کیا تعجب کی بات ہے کہ جس شخص مین اولاد حضرت ابراہیم کی نشانیان موجود ہون اور وہ
فرنگیون کے پاس ہو اور مزید بران بت پرستی اختیار کیے ہوئے ہو کچھ عقل کام نہین کرتی کہ یہ کیا امر ہے
اُسطرف لشکر کفار مین مشورے ہو رہے تھے کہ مسلمانون کا زور روز بروز بڑھتا جاتا ہے انجام بہتر نظر نہین
آتا کیا تدبیر عمل مین لائی جائے جو مسلمانون کا زور کم ہو کسی نے کہا طرفہ امر ہے کہ خداوند بھی اپنے بندون کی مدد نہین
کرتا اپنے مخالفین کی حمایت پر آمادہ ہے کسی نے کہا اے فلان تیرا یہ اعتراض خداوند کی نسبت بیجا ہے اُسنے جو
کچھ تقدیر کر دی ہے ہر طرح وہی ہوگا ہان صرف اسقدر اعتراض ضرور ہے کہ باوجود تقدیر مقررہ ہماری طرفداری
ضرور تھی اُسنے کہا مین بھی تو یہی کہتا ہون صلصال اور زردین ثانی دونون مہربان کفار کو دلاسا دیتے
رہے تھے کہ کیون اسقدر خداوند کے رحم و کرم سے ناامید ہوا اگرچہ خداوند تقدیر کر چکا ہے تاہم اپنے بندون
کی مدد کریگا اب نہین کسی دوسرے وقت مین جب ہم سب بالکل مجبور ہو جائینگے کفار نے کہا قربان ایسی
مدد کے جب ہم نیست و نابود ہو جائین اُن دونون نے کہا تم سب نیست و نابود نہو گے کفار نے کہا اے
صلصال ہم پوچھتے ہین کہ خداوند کو ایسی تقدیر کرنا کیا ضرور تھی کہ جسمین سرتاسر ہمارا نقصان ہے یہ وہی مثل ہے
کہ گھر کے بیرون کو تیل کا ملیدہ صلصال نے کہا خداوند کی مشیت مین کسکو دخل ہے اگرچہ ہمکو اطلاع نہین ہے لیکن
ہمکو سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی فعل خداوند کا خلاف حکمت و مصلحت نہوگا اُسطرف لشکر اسلام مین صبح کا وقت تھا
دربار گہربار مین سعد شہر یار بادشاہ لشکر اسلام تخت شہنشاہی پر جلوہ افروز تھے تمام سرداران و امراو وفا
اپنے اپنے ذی کل کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے کہ غل ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے کہا یہ غل کیسا کہ ایک گروہ
کہ یہان دریدہ و سر برہنہ دربار مین آیا سعد شہر یار نے حکم دیا کہ پوچھو کیا واقعہ گذرا ہے جو تم سب اسقدر
بدحواس آئے ہو اُنھون نے کہا غضب ہو گیا شب کو شاہزادہ بدیع الزمان اپنے خیمے سے غائب
ہو گیا ہر چند تجسس و تلاش کی کہین پتہ نہین بلا مجبوری یہان خبر کو حاضر ہوئے سعد شہر یار نے پوچھا کہ پہرے
پر کون تھا لوگون نے پہرے والے کا نام بتایا اور کہا پہرے والا کہتا ہے کہ ہم ہوشیار رہے تمام پہرہ دیتے رہے
ہماری موجودگی مین کوئی غیر شخص خیمے مین نہین آیا سعد شہر یار نے کہا خیمے مین جا بجا دیکھو شاید کوئی عیار
لشکر ضلالت شعار کا بذریعہ نقب خیمے مین پہونچا ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو چرا لیگیا ہو اُنھون نے

عرض کی شہریار نے شاہزادہ سوتا نہیں ہی کہ خاک چھانی جائے اگر حضور کو یقین نہو تو خود تشریف لیچلکے
ملاحظہ فرمائیں سعد شہریار سب کو ساتھ لیے ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان کے خیمے میں آئے دیکھا
واقعی اندرون خیمہ نقب واقع ہی اور پلنگ کے نیچے اسطرح واقع ہی کہ مطلق گمان نہیں ہوتا کہ یہاں نقب واقع ہی
سرداروں نے اُس نقب کو دیکھا عجب طرح کی وہ نقب تھی کہ اُسکے دیکھنے سے دل میں تشویش پیدا ہوتا
تھا سعد شہریار نے تمام عیاران لشکر اسلام یعنے عمر ثانی و ہدہد بن عمر و مرجان و خجستہ و شاپور و شیرو
و بہا منوچہر و رابعہ بانو کو طلب کیا جب وہ سب حاضر ہوئے فرمایا ای خیر خواہان من مجکو تعجب ہی کہ لشکر
اسلام میں سے لائق و نالائق جمع ہوں اور کفار ایسی کارگذاری کر گذرین کہ شاہزادہ بدیع الزمان ایسے
غائب ہو جائے معلوم ہوا کہ تم سب بالکل بیخبری میں مبتلا ہو خواجہ نے عرض کی ای شہریار والا تبار ہم لوگ
ہرگز بیخبر نہیں ہیں مگر اتفاقی امر کو کیا کیا جاوے اور بالفرض شاہزادے کو کوئی لیگیا انشاء اللہ تعالی ہم اُس
والا جاہ کو تلاش کر لاوینگے چنانچہ خواجہ اسی وقت اُس نقب میں اُتر گیا بقیہ سب اردوے کفار کیطرف
روانہ ہوئے خواجہ اُس نقب کو طی کر کے سر نقب پر پہونچا وہاں دیکھا ایک صحراے لق و دق ہی جسسے دل میں
ہول پیدا ہوتا ہی خواجہ کو از بسکہ شاہزادہ بدیع الزمان کا سراغ لگانا ضروری تھا اُس صحراے ہولناک میں
میں قدم رکھا ہر چہار جانب دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا قریب چار فرسنگ کے راہ طی کی ہوگی ایک لشکر نہایت آراستہ
و پیراستہ نظر آیا جنگلی وردیان جواہر دوز پہنے خواجہ نے ایک لشکری سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہی کہا تو نہیں جانتا
مالک اس لشکر کا شیرویہ فرزند خسرو پرویز نبیرۂ نوشیروان ہی اُسکے پاس ایک پہلوان زرفیل منارہ گردن
نام ہی جسکا مثل و نظیر زمانے میں نہیں ہی دوسرا بادشاہ زادہ ملک ہی جو الوند کوہ پیکر نام سے مشہور
ہی فن کشتی میں آج یگانۂ روزگار ہی اور ایک عیار بھی خدنگ تیز رو نام ہی زرفیل منارہ گردن جو اسلحہ
اپنے تن پر آراستہ کرتا ہی اُنکا وزن پانچ سو من ہی منجملہ اُن اسلحہ کے فقط تلوار کا وزن پچاس من ہی خواجہ
اُسکی تقریر سنکے اور اس سامان کو دیکھ کے متحیر تھا کہا یہ لشکر آراستہ و پیراستہ کہاں جاتا ہی اُسنے کہا یہ لشکر
خسرو پرویز کی مدد کو جاتا ہی یہ سن کے خواجہ کو اور بھی حیرت ہوئی دل میں کہا خدا خیر کرے اور لشکر
میں داخل ہوا فوج کی شوکت و شان و جملہ سامان کی سیر کرتا ہوا بارگاہ شاہی کے دروازے پر پہونچا
سوچا کہ اس ہیئت سے داخل دربار ہونا خالی از وقت نہیں ہی لوگ متعرض ہونگے تبدیل ہیئت اسطرح
کی کہ دربار میں داخل ہونے سے کوئی متعرض نہو دربار میں جا کر دیکھا کہ شیرویہ تخت مرصع پر بکمال
شان و شوکت بیٹھا ہی اور وہی زرفیل جسکا ذکر سن چکا تھا اُسکے دست راست بیٹھا ہی اور الوند جانب
چپ بیٹھا ہی اور ایک عیار الماس پوش کو دیکھا کہ ایک گولہ بارہ زمین پر رکھا ہی اُس کے پاس بیٹھا ہوا
اُسکے بندوں کو کھول رہا ہی خواجہ سمجھ گیا کہ خدنگ عیار یہی ہی شیرویہ نے کہا ای عیار طرار دیکھیو ہم
کار گذار یہ کیا غلطی کرتا ہی پہلے اس جوان کو بخوبی گرفتہ و بستہ کر لے بعدہ گولہ بارہ کو کھول ایسا نہو کہ نوبت
پیش آئے خدنگ عیار نے چند زنجیرین منگائین گولہ بارہ کو کھولا شاہزادہ بدیع الزمان کے دست و پا
کو زنجیروں سے خوب جکڑا بعدہ ہوشیار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے بنام خدا سلام کیا اور کہا مجکو
کمال حیرت ہی کہ مجکو یہاں کون لایا اور کس مصیبت میں مبتلا ہو گیا شیرویہ نے کہا ای جوان تجکو وہ شخص یہاں
گرفتار کر لایا جسکے حال پر خداوند لات نے فضل کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کس غرض سے

مجکو گرفتار کیا ہی شیر ویہ نے کہا ای جوان تجکو خاص اس غرض سے گرفتار کیا ہی کہ تجکو بطور تحفہ کے اپنے
باپ کے پاس لیجاؤن دوسرے یہ کہ مین نے سنا ہی کہ تو فن کشتی مین مہارت کامل رکھتا ہی میرے بہائی کبھی
الوند نام ایک پہلوان ہین مین چاہتا ہون کہ تیری فن کشتی کا امتحان لون شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا
اگر تجکو فن کشتی مین امتحان لینا تھا تو ہنگامہ کشتی گرم کر کے مجکو گرفتار کر لیا ہوتا اسکے کیا معنی کہ عالم غفلت
مین مجکو گرفتار کیا شیر ویہ نے کہا پہلے ہنگامہ کشتی اسواسطے گرم نہین کیا کہ شاید تو غلبہ پا کے اپنے حریف کو
ہلاک کرے اسوقت مجکو اختیار ہی کہ اگر تو حریف پر غالب آئے تا ہم تجکو مقید رکھون بدیع الزمان نے
کہا یہ بالکل نا انصافی ہی شیر ویہ نے کہا یہان انصاف سے کیا نسبت ہی غرض یہ ہی کہ کسی طرح مسلمانون کو زیر کرون
اور ہر طرح سے انھین پسپا کر کے نیست و نابود کرون بعد اس گفت و شنید کے بدیع الزمان کو شیر ویہ
نے زندان مین بھیج دیا شیر ویہ نے وہان سے کوچ کیا اپنے باپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا عمر ثانی و
سعد شہریار کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اُن عیارون مین سے جو شاہزادہ بدیع الزمان
کی تلاش مین گئے تھے چند عیار خسرو پرویز کے دردولت پر پہونچے وہان کے ملازمون کی صورت سے
مشابہ ہو کے دربار مین داخل ہوئے چند لمحے کے بعد دیکھا کہ ایک پیادہ داخل دربار ہوا موقف عرض مین
استادہ ہو کے بعد دعا و ثنا کے شاہی اسطرح عرض پرداز ہوا کہ خداوند نام عیار شیر ویہ ہون عنقریب
وہ بھی خدمت والا مین پہونچتا ہی اُسکے ساتھ دو پہلوان نہایت زبردست ہین ایک کا نام زرفیل مینارہ گردن
ہی اور دوسرے کا نام الوند کوہ پیکر ہی خسرو نے کہا اور کیا خبر تازہ رکھتا ہی اُسنے کہا اور خبر تازہ یہ ہی کہ شاہزادہ
بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار کیا ہی شیر ویہ اُسکو بھی ہمراہ لائیگا ای بادشاہ بدیع الزمان نہایت زبردست
ایک پہلوان ہی اُسکا گرفتار کرنا ایک امر عظیم تھا بارے خداوند لات کا فضل شامل حال ہوا جو وہ گرفتار کیا
گیا ورنہ بہت مشکل تھا خسرو پرویز بہت خوش ہوا کہا ای خدنگ مین نے بھی شاہزادہ بدیع الزمان
کا نام سنا ہی اب یہان آئے تو دیکھون کہ کس صورت و شکل کا خدا پرست ہی واقعی شیر ویہ نے بڑا کام کیا جو
اُسکو گرفتار کیا بعدہ طبل شادیانی بجانے کا حکم دیا جاسوسون نے یہ خبر سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی
کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو شیر ویہ بن خسرو پرویز نے خدنگ عیار کے ذریعہ سے گرفتار کیا ہی اور
عنقریب شیر ویہ اپنے باپ کے پاس مع شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا چاہتا ہی چنانچہ صبح کو پرویز نے
تمام سرداران لشکر کو شیر ویہ کے استقبال کیواسطے بھیجا خواجہ عمر ثانی بھی ان بدبختون کے ساتھ تبدیل ہیئت
کیے ہوئے تھا مگر نہایت خبردار و ہوشیار تھا غرض سرداران لشکر کفار شیر ویہ کو دربار خسرو مین لائے خسرو
شیر ویہ اپنے فرزند کو دیکھ کے تخت حکومت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا فرزند کو سینے سے لگا پیشانی پر بوسے دیے
تخت پر اپنے پہلو مین جگہ دی اُسکے سردارون کو بھی بحسب مراتب جگہ دی خواجہ ایک گوشے مین کھڑا ہوا یہ تماشا
دیکھ رہا تھا ایک گبر بدکردار کی نظر خواجہ پر پڑی سمجھا کہ یہ کوئی عیار لشکر اسلام کا بہیئت ظاہری دربار خسرو مین عیاری
کے ارادہ سے آیا ہی سب کی نظر سے پوشیدہ اپنی جگہ سے اُٹھا دربار سے باہر آیا اپنے ایک ملازم معتمد کو
قریب اپنے بلایا اور کہا مین اسوقت ایک جرأت کرتا ہون جان کا خدشہ ہی مگر تو ہوشیار رہنا اُسنے حال
پوچھا اُس سردار نے کہا ایک خدا پرست تبدیل ہیئت کیے دربار خسرو مین موجود ہی مین نے اُسکو پہچان
لیا ہی ابھی مین نے کسی کو اطلاع نہین کی ہی تو بھی ابھی کسی سے نہ کہنا اس کارگذاری کے عوض مین خسرو

ادنی مسلمانون سے وہ جسارت و طاقت ظہور مین آتی ہی کہ عقل کام نہین کرتی اور بدیع الزمان تو اعلی مرتبہ
کا خدا پرست ہی مجھکو تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ جب مسلمان حالت مجبوری مین مبتلا ہو جاتے ہین خداوند کو اُنکے
حال پر رحم آجاتا ہی اور اپنے بندگان خاص کی مطلق خبر نہین رہتی ہی نہین معلوم یہ کس قسم کی عادت خداوندی ہی
مین سچ کہتا ہون اگرچہ بدیع الزمان مقید ہی تاہم اُسکے مقابلے مین خدشہ معلوم ہوتا ہی کل جو کچھ خداوند کا
اُسے دیکھین گے دوسرے روز عمر ثانی بصورت نوشاد خندقی محافظین سے گذرا تھا کہ عیار اسکو
خدنگ عیار کے پاس لائے اور کہا تو جانتا ہی کہ یہ کون ہی اُسنے کہا ہان کچھ پہچانتا ہون کہ یہان کہ اُسنے
کہا یہ عیار لہراسپ کا ہی حمزہ کے پاس اکثر جایا کرتا ہی خدنگ نے کہا جب یہ حمزہ کے پاس اکثر
جایا کرتا ہی تو مانع ہونے کی کیا وجہ ہی اب بھی جا سکتا ہی خواجہ آگے بڑھا بلندی پر گیا لوگون نے جو عرصے
کے بعد دیکھا متعجب ہو کے کہا یہ کیا بات ہی پیشتر تو متعدد مرتبہ آتا جاتا تھا اسقدر عرصے تک تو کہان تھا
نوشاد خندقی نے کہا ہان تمنے سچ کہا مین عرصے کے بعد یہان آیا ہون وجہ یہ ہی کہ ہمارے مالک نے
فی الحال ایک باغ لیا ہی مجھکو اُس باغ کا داروغہ مقرر کیا ہی غرضکہ خواجہ نے وہان پہونچ کے سب کو بیہوش
کیا مع لہراسپ اندر آیا امیر کے پاس پہونچا اور کہا امیر والا منزلت اب کچھ عرصہ باقی نہین ہی رہائی
کا وقت آپہونچا امیر نے نفس سرد بھر کے کہا ہی خواجہ تمہارے تسلی دینے پر کیا موقوف ہی اگر خداوند عالم
کی مشیت مین میری رہائی گذری ہی تو ایک نہ ایک روز ضرور اس قید مصیبت سے چھوٹ جاوین گے اور
اگر مشیت الٰہی مین رہائی نہین گذری ہی تو کسی قدر رہائی کی کوشش کیجاویگی کچھ فائدہ نہوگا مگر ای خواجہ تمہارا احسان
مجھپر بہت کچھ ہی کہ حالت قید مین میری خبر لے ورنہ اتنے تک مین ہلاک ہو جاتا خواجہ نے کہا حضور یہ کیا ارشاد
فرماتے ہین مین خادم جان نثار ہون مجھکو بھی ندامت کیا کم ہی کہ میری موجودگی مین حضور اس قید مصیبت مین
مبتلا ہوئے اور اسوقت تک مبتلا رہتے ہین بعد اس گفت و شنید کے خواجہ رخصت ہوا اسعد شہریار
کی خدمت مین حاضر ہوا امیر کی جانب سے دعا کہی بعدہ کہا شہریارا اب مین رخصت ہوتا ہون بادشاہ
لشکر اسلام نے کہا اب کہان کا قصد ہی خواجہ نے کہا اب لشکر کفار مین جا کے وہان کی خبر لیتا ہون چنانچہ
خواجہ لشکر کفار مین آیا معلوم ہوا کہ خسرو پرویز اس بات پر آمادہ ہی کہ الوند پہلوان بدیع الزمان سے مشغلہ
کشتی گرم کرے خواجہ وہان سے پھر اسعد شہریار کے دربار مین آیا اور الوند پہلوان اور بدیع الزمان
کی کشتی کا حال بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام اس کشتی کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہوئے کہا ای خواجہ تمہاری
چالاکی کیا اگر ہمنے اس کشتی کا تماشا نہ دیکھا تمہاری اس کارروائی کے عوض مین ہم سب تمکو زر کثیر دینگے
خواجہ نے کہا زر نقد کا خیال تو ضرور مجھے مجبور کرتا ہی کہ مین تم سب کو وہان لیچلون لیکن کوئی معقول تدبیر سمجھ
مین نہین آتی سب نے کہا ضرور کوئی تدبیر کرنا چاہیے خواجہ نے بعد غور و فکر یہ سب کو سوداگرون کی
صورت سے مشابہ کیا چند اونٹون پر خالی صندوق رکھے اور ہمراہ لیکے لشکر کفار کے جانب روانہ ہوا
اور قریب لشکر کے پہونچ کے خیمہ زن ہوا چند اشیاے ضرورت بھی تاجرانہ رکھ لین تھین اُسوقت
چند کفار آئے پوچھا تم کون لوگ ہو سب نے کہا ہم تاجر ہین اگر کچھ خریداری منظور ہو تو بیان کرو کفار
نے کہا ابھی تجارت کے صندوق کھولے نہین ہین اور جو اسباب صندوقون سے باہر ہی اُسکا
اُسکو دکھایا بھی ہی کسی قدر اُن ضلالت شعارون نے خریدا خواجہ نے کہا کیون صاحب تم لوگ

لیکے نوکر ہوا انھون نے کہا ہم سب خسرو پرویز کے نوکر ہین خواجہ نے کہا اگر تمھارا مالک کچھ خریدنا چاہے
تو ہمکو لیجاؤ کفار نے کہا ابھی موقع خریداری کا نہین ہے اسواسطے کہ فی الحال خسرو پرویز نے ایک جلیل القدر
مسلمان کو گرفتار کیا ہے جو فن کشتی مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ خسرو پرویز کو منظور ہے کہ دین خداپرستی بالکل
نیست و نابود ہوجائے اور مسلمان ذلیل ہون بنابران اُس مسلمان مقید سے اپنے یہان کے ایک پہلوان
زبردست الوند نام کی کشتی قرار دی ہے اس قصہ سے فراغت ہوجائے تو پھر تم مال تجارت خسرو پرویز کے
ہاتھہ بخوبی بیچ سکتے ہو ہم خود تمکو اپنے ہمراہ لیچلین گے خواجہ نے کہا برادر تمھاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہے
کہ تم نہایت خلیق معلوم ہوتے ہو فوج اسلام کے جانب بھی ہمارا جانیکا اتفاق ہوا تھا اگر وہ لوگ
کچھہ ایسے کج خلق ہین کہ ہم وہان قیام نہ کرسکے اور ایک دم کا بھی سودا نہ بکا اب یہ بتاؤ کہ جس کشتی کا تم ذکر
کرتے ہو اُسکا تماشا کسی طرح ہم بھی دیکھہ سکتے ہین اُن بدبختون نے کہا کیا مضائقہ ہے وہان آکے تم بھی تماشا
دیکھنا خواجہ نے کہا ہم اجنبی لوگ ہین مبادا ہم گئے اور اہل لشکر نے ہمکو وہانتک جانے نہ دیا تو ہم اپنے
مطلب سے محروم رہین گے ہان اگر تم ازراہ مہربانی اپنے ہمراہ لیچلو تو کیا مضائقہ ہے اس ضمن مین خسرو پرویز
کا بھی سامنا ہوجائیگا اور روبرو سے وقت ہم ... ملاقات کرکے اُسکے ہاتھہ مال فروخت کرسکتے ہین
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ۔ اُن گبرون نے کہا یہ بھی ممکن ہے خواجہ بہت خوش ہوا کچھہ مال تجارت
بطور پیشکش کے اُنکو دیا اُسکا یہ اثر ہوا کہ وہ لوگ اُسی وقت اپنے ہمراہ خواجہ کو مع سرداران ہمراہی لشکر کفار
مین لیگئے اہل لشکر نے حال پوچھا انھون نے بیان کیا کہ یہ لوگ تاجر ہین مال تجارت لیے ہوئے اسطرف
بھی آنکلے ہین فی الحال انھون نے الوند اور بدیع الزمان کی کشتی کا حال سنا تماشا دیکھنے کو یہ بھی آئے
ہین اب ہم انکو دربار خسرو مین لیجانا چاہتے ہین چنانچہ وہ گبر سرداران اسلام کو دربار خسرو پرویز مین لیگئے
انھون نے دیکھا کہ خسرو پرویز تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہے دو طرفہ جلیل القدر سردار کرسیون فنگلون پر بیٹھے ہین پرویز
نے حکم دیا کہ الوند پہلوان حاضر ہو ... چارسو پچاس شاگرد ہمراہ لیے ہوئے ازسرتاپا روغن کنجد ملے ہوئے آیا پھر تو
خسرو پرویز نے شمشیر ... کی طرف اشارہ کیا شمشیر ... نے بدیع الزمان کو طلب کیا فوراً بدیع الزمان
بھی حاضر ہوا ... خداپرست کے بند دست و پا و گردن سے ... بند آہن کاٹے الوند
نے ازسرتاپا بدیع الزمان کو دیکھا اور کہا اے خداپرست آج میرا تیرا مقابلہ ہے دیکھون خداوند لات
کیسکے حال پر اپنا فضل کرتا ہے بدیع الزمان نے کہا او گبر ملعون کیا بیہودہ بکتا ہے لات کیا شے ہے جو اپنا فضل
کسی کے حال پر کریگا اے بدبخت خداوند وحدہ لاشریک کی ذات سے امید ہے کہ مین تجہپر غالب آؤنگا خسرو پرویز
نے کہا اے خداپرست ہمکو خوب معلوم ہے کہ تو خدائے نادیدہ کا پرستش کرنے والا ہے یہ بات بالکل نامناسب
ہے کہ ہمارے دربار مین خداوند لات کے نسبت کلمات نامناسب کہتا ہے اور اپنے خدائے نادیدہ کی تعریف
کرتا ہے آ اس پہلوان سے مقابلہ کر اس اثنا مین دربار خسرو مین ایک نقابدار مرکب برق کردار پر سوار
مرکب سے زمین پر آیا بدیع الزمان کے پاس آکے سلام کیا اور کہا کیا خبر ہے بدیع الزمان کو حیرت ہوئی
اور کہا اے نقابدار مجھکو تیرے حال سے خبر نہین ہے فی الحال یہ خبر ہے کہ عنقریب الوند سے ہنگامہ کشتی
گرم کرتا ہون دیکھیے خداوند عالم کسکو کس پر غالب کرتا ہے نقابدار نے کہا اے جوان تجھکو تکلیف کرنے
کی کچھہ ضرورت نہین ہے مین موجود ہون الوند پہلوان سے مین سمجھہ لونگا بدیع الزمان نے کہا اے نقابدار

اول تو مجکو تیرے حال سے اطلاع نہین ہی دیگر یہ کہ الوند پہلوان کی کشتی مجھسے قرار پائی ہی بغیر مقابلہ کس طرح
قبول ہو سکتا ہی نقابدار نے کہا ضرور قبول ہو جائیگا یہ کہکے باواز بلند کہا اے الوند تجکو اپنی پہلوانی پر بہت
بھروسا ہی آ میرا مقابلہ کر بعدہ بدیع الزمان سے پیچ کرنا صلاح نہیں کہ تاکہ روزگار جہان * درین اثنا راجہ دارونہان
الوند خسرو پرویز کے جانب متوجہ ہوا اور کہا اے بادشاہ کیا حکم ہوتا ہی یہ نقابدار مجھسے کشتی چاہتا ہی
خسرو پرویز نے شیرویہ سے کہا شیرویہ نے کہا کیا مضائقہ ہی الوند پہلوان نے کہا اگر یہی رائے ہی تو پہلے
میرے شاگردون مین سے مقابلہ کرے بعدہ مین مقابلہ کرونگا بہروند پہلوان اوسکا لڑکا قریب آیا اور کہا اے پدر
مین اس نقابدار کا مقابلہ کرونگا الوند نے اوسکو اجازت دی بہروند مسلح و مکمل ہوکے نقابدار کے روبرو
آیا اور کہا اے نقابدار مجہول الاحوال آ میرا مقابلہ کر مین ہون بہروند بن الوند آج اگر خداوند لات نے چاہا
تو فتحیاب ہونگا نقابدار نے ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین اوسکا کام تمام کیا الوند اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکے
از خود رفتہ ہوگیا تلوار علم کرکے نقابدار کے روبرو آیا اور کہا اے جوان سفاک تو نے میرے فرزند کو ہلاک کیا
دیکھون تو میرے ہاتھ سے زندہ کہان جاتا ہی یہ کہا اور تلوار کا وار کیا نقابدار نے جگہ خالی کی بعدہ نقابدار
نے وار کیا الوند کے حواس باختہ ہو چکے تھے نقابدار کے وار کو رد نہ کر سکا لیکن اوسکا گھوڑا اچھل کر پانچ
جست سے وہ بچ گیا اور پشت مرکب سے زمین پر آرہا نقابدار اوسکے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ اوسکو ہلاک
کرے چند کفار اوسکو بچا لیگئے خسرو پرویز کا سامنا ہوا اوسنے کہا اے الوند تو اسوقت ہلاک ہو جاتا ہمارے
ملازم تیری مدد کو نہ پہونچتے تو کیا ہوتا الوند نے کہا اے نو ظفر کردہ خداوند مجھسے تو کشتی مقرر ہوئی تھی شمشیر زنی کا ذکر
نہ تھا خسرو نے کہا بیشک لیکن تو نے خود ہی پہلے اپنا جانا موقوف رکھا اور گیا بھی تو تلوار سے کام کیا تو نے
کشتی کی درخواست کیون نہ کی اور اب کون مانع ہی الوند نے کہا اب مین کشتی ہی کی درخواست کرونگا لیکن پہلے
اپنے اور بھی شاگردون کو مقابلے کیواسطے بھیجونگا خسرو نے کہا بیکار شاگردون کو بھیجتا ہی میرے گمان مین
وہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے الوند نے کہا مین ابھی بہروند اپنے فرزند کے غم و ملال
مین مبتلا ہون خسرو خاموش ہو رہا خلاصہ یہ کہ الوند کے تمام شاگرد نقابدار کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے
الوند کے حواس پیشتر ہی سے باختہ ہو چکے تھے اب اور گھبرایا خسرو پرویز نے کہا اے الوند اب تیری
کشتی کی نوبت آئی ہی الوند چاہتا تھا کہ صاف انکار کرے شیرویہ نے تیز و تند نظر سے الوند کو دیکھا اب
الوند سمجھا کہ میرا انکار کرنا شیرویہ کے برہم ہونے کا سبب ہی مجبور ہوکے نقابدار کا مقابلہ کیا ایک شب و روز
ہنگامہ کشتی گرم رہا کسی کی کشش و کوشش بکار آمد نہوئی یکایک نقابدار نے اوس ملعون کو ہاتھ پر بلند کر لیا
اور اس زور سے زمین پر پھینکا کہ تمام استخوان نرم ہوگئے شیرویہ الوند پہلوان کو قریب الہلاکت دیکھکے
از سرتا پا غیظ و غضب ہوگیا اور باواز بلند کہا اے بندگان خداوند لات اس خداپرست کو گھیر کر گرفتار کر لو ایسا
نہو کہ یہان سے نکل جائے تمام کفار شمشیر ہاے برہنہ علم کیے ہوئے نقابدار کے جانب دوڑے پھر تو
شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنی گرفتاری کا سامان دیکھا ایک گھوڑا کوتل کھڑا تھا اوسپر سوار ہوکے حملہ آور
ہوا اوسطرف سرداران لشکر اسلام جو بصورت تجار خسرو کے دربار مین موجود تھے کفار پر ٹوٹ پڑے اوسوقت کفار
کی تعداد زیادہ تھی قریب تھا کہ مسلمان شکست کھائین کہ ناگاہ گہرام آہن قبا شاہزادہ دشت سمرات
پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا اہل اسلام بھی اوس جگہ موجود تھے کہ یکایک ایک جانب سے

تھا جو کام حسب مراد درست ہونے کے قریب ہوا مگر بعد کو نہین معلوم خداوند کے ذہن مین کیا آیا جو
بنا ہوا کام خراب ہوگیا مین نے نور الدہر کی گرفتاری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا تھا مگر افسوس
نور الدہر بیدار ہوگیا خسرو نے کہا ای کشتواد تعجب ہی کہ تو نور الدہر کے خیمہ مین پہنچ گیا اور پھر اُسکی
ہلاکت نہ کر سکا ضرور تجھسے غفلت ہوئی تجکو لازم تھا کہ جاتے ہی نور الدہر کا کام تمام کرتا ایسے وقتون مین
لشکر اسلام کے عیار بہت ہوشیاری کرتے ہین کشتواد نے کہا جب کام خراب ہوجاتا ہی تو سب اسیطرح
غفلت کا الزام لگاتے ہین کشتواد اور خسرو مین یہ گفت وشنید ہو رہی تھی کہ نور الدہر پہونچا اور دفعتاً خنجر
کا وار ایسا کشتواد کی کمر پر کیا کہ دو پرکالے ہوکے زمین پر گرا تمام کفار نے نہیب دی کہ ای بندگان خداوند
لینا اس خداپرست کو جانے نہ دینا اسنے غضب کیا کشتواد کو سر دربار خسرو ہلاک کیا دربار کی توہین ہوئی
سب ایک بار جھپٹے اس عرصہ مین اور بھی مسلمان نور الدہر کی مدد کو پہونچ گئے کسیقدر کشت وخون دربار
مین ہوا بعدہ وہ سب ضرب وحرب کرتے ہوئے دربار سے باہر چلے آئے کفار کا مجمع زیادہ ہوگیا
اس طرف مسلمان بھی کثرت سے آگئے خوب جنگ ہوئی ہنوز وہ ہنگامہ جنگ برطرف نہین ہوا تھا
کہ دور سے بگولا گرد نمایان ہوا سب متحیر ہوگئے کہ یہ کون آیا ہی تھوڑی دیر کے بعد وہ گرد بیٹھ گئی دیکھا
لعل بن تورج بدرگ سات لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہی کفار کے چند سرداران معزز اُسکے استقبال
کو گئے ملاقات ہوئی لعل بن تورج نے خبر پوچھی اُن سرداروں نے کہا ای نظر کردہ خداوند مسلمانون
نے آفت برپا کر رکھی ہی ہر روز ایک کار نمایان اُنسے ظہور مین آتا ہی کچھ عقل کام نہین کرتی خداوند خواب
خرگوش مین مبتلا ہی کس سے شکایت کیجاوے ابھی کا تازہ واقعہ یہ ہی کہ کشتواد ایسا جری وبہادر نور الدہر
نام خداپرست کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور طرفہ یہ کہ عین دربار خسرو مین نور الدہر نے آکے ہلاک کیا
دربار کی بڑی توہین ہوئی لعل بن تورج نے کہا یہ خداوند کے خواب خرگوش کا نتیجہ نہین ہی بلکہ آثار سے
معلوم ہوتا ہی کہ جو بندگان خداوند مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اُنسے خداوند ناخوش تھا خیر
اب مین آگیا ہون دیکھون میرے مقابلے مین مسلمانون کیا کارنمایان ظہور مین آتا ہی غرضکہ لعل دربار خسرو
مین پہونچا اور برسم کفار سلام کیا خسرو نے کہا ای مقرب بارگاہ خداوندی تو خوب وقت پر آیا مین تیری
انتظاری ہی مین تھا تیرا یہان آنا اپنے حق مین فضل خداوندی سمجھتا ہون لعل نے اجازت میدان چاہی
خسرو پرویز نے کہا جا خداوند تیری مدد کرین لعل بن تورج وہان سے میدان حرب مین آیا اور نعرہ مارا
لعل بن تورج خان دلاور ای بندگان خدا نادیدہ تم مین سے کون ہی مرد میرا مقابل آوے اور میرا مقابلہ
کرے سکندر فرخ لقا لشکر اسلام سے مقابلے کو آیا پہلے تا دیر رد وبدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ سکندر فرخ لقا لعل
کے ہاتھ سے زخمی ہوا سکندر کے مجروح ہونے سے لشکر اسلام مین ایک غلغلۂ عظیم برپا ہوگیا اسفندیار
فوراً شاہ سعد کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی کہ اب غلام کو اجازت میدان ملے شاہ سعد نے کہا
جا خداوند عالم تیری جرارت مین برکت عطا فرمائے اسفندیار مسلح ومکمل ہوکے میدان مین آیا اور نعرہ
بلند کیا لعل خان بے ایمان بولے بڑا غضب کیا کہ سکندر ایسے شجاع کو بیکار وزخمی کیا اب تیرا مرد مقابل
دیکھون تو کیا جرارت ودلاوری رکھتا ہی یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا لعل بن تورج ایک جوان
بھی اس وار کو شمشیر پر رد کیا اسی طرح تا دیر رد وبدل رہی حسب اتفاق اسفندیار

زخمی ہوا سرداران لشکر اسفندیار کو بھی میدان سے لیگئے بعد شیر افگن میدان مین آیا اس مرد میدان
نے بھی لعل بن تورج کے مقابلے مین خوب داد مردانگی دی نوبت باینجا رسید کہ شیر افگن کو بھی لعل
نے زخمی کیا اسیطرح اور بھی پہلوانان لشکر یکے بعد دیگرے لعل کے مقابلے کو آئے سب مجروح ہوئے
اور سات سرداران لشکر اسلام کے لعل کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے لشکر اسلام کے دلون مین ہول پیدا
ہوگیا شاہ سعد کے ہواس باختہ تھے سرداران لشکر سے کہتے تھے یارو غضب کی بات ہے کہ کفار
مسلمانون کو ہلاک کیے ڈالتے ہین اور کوئی تدبیر کارآمد نہین ہوتی اگر یہی حال ہے تو برائے نام بھی مسلمان
باقی نہ رہینگے اور بعض سرداران لشکر سوے آسمان ہاتھ بلند کیے درگاہ قاضی الحاجات مین اسطرح
مناجات کر رہے تھے کہ اے کس بیکسان واے دستگیر واماندگان تو خوب جانتا ہے کہ ہم لوگ تیرے گھر سے
پر راہ دور و دراز طے کر کے تیرے مخالفین کو راہ راست اختیار کرانے کی کوشش کر رہے ہین اگر یہی حال
کفار کی سرکشی کا رہیگا تو کیونکہ تیری پرستش کا رواج ہوگا اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ ہماری حمایت کر اور
ان بیدینون کو انکی شرارت و بدذاتی کی سزا دے اور جو سرداران لشکر اسلام تیری راہ مین ہلاک ہوئے
ہین انکے گناہان گذشتہ سے درگذر ہنوز یہ مناجات ختم نہونے پائی تھی کہ ایک جانب سے بگولا گرد نمایان
ہوا کفار سمجھے کہ ہماری کمک کو کوئی آتا ہے انھون نے چند سردارون کو یہ ہدایت کر کے بھیجا کہ اگر کوئی بادشاہ
ہماری کمک کے واسطے آتا ہو تو اسکو بکمال تعظیم و تکریم ہمارے پاس لاتا اور اگر مسلمانون کی کمک ہو تو جہان
ممکن ہو اُسے ہمکنا اسلمانون کی کمک سے باز رکھنا چونکہ مسلمان دعا و مناجات مین مصروف تھے وہ اس
بگولے کو دیکھ کر سمجھے کہ ضرور خداوند عالم کا فضل ہمارے حال پر ہوا ہماری دعا و مناجات کا یہ نتیجہ ہے کہ
ہماری کمک کیواسطے لشکر کثیر آتا ہے چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور تاکید کر دی کہ جو سرکردہ
اس فوج و لشکر کا ہو اُسکے نام و نشان سے جلد ہمکو مطلع کرنا وہ سردار گئے اور شخص معتبر کی زبانی کہلا بھیجا
کہ خداے قادر و توانا کے فضل سے مسلمانون کی مدد کو شاہزادہ کشور کشا دارابن داراب سلیمان شاہ
آتے ہین ادہر کفار کا ذکر سنیے کہ لشکر کفار سے جو سردار استقبال کو گئے جب انکو معلوم ہوا کہ مسلمان لشکر
اسلام کی کمک کو آئے ہین انسے ملاقات کی اور کہا لشکر اسلام اپنے دین آبائی سے منحرف ہوکے
خداوند لات کی پرستش کرنے کو آمادہ ہے اگر تم لوگ بھی خداوند لات کی بندگی کو آمادہ ہو جاؤ تو خیر ورنہ وہ
سب تمکو ہلاک کرینگے یہ سنکے شاہزادہ کشور کشا انگشت بدندان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا
کہ غضب ہوا اگر لشکر اسلام منحرف ہو گیا انھون نے کہا ایسا ہرگز نہین ہوسکتا اور بالفرض ایسا ہو بھی گیا
کہ لشکر اسلام خداپرستی چھوڑ کے لات پرستی پر آمادہ ہے تو بنا بمصلحت کے یہ انحراف ہوگا حالانکہ یہ امر بھی خلاف قیاس
ہے بہرحال وہان پہنچ کے اس حال کو دریافت کرنا ضرور ہے پر وقت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاویگا
کشور کشا نے کہا کہ یہ کسی وقت مین ایسا ممکن ہے کہ دین خداپرستی سے منحرف ہونے کو آمادہ ہو جائینگے
سب نے کہا استغفر اللہ یہ کسی طرح ممکن نہین ہے ہماری غرض یہ ہے کہ بالفرض لشکر اسلام کا رنگ دگرگون دیکھینگے
تو ہرگز اسے واپس جاوینگے یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ سرداران لشکر اسلام پہونچے انکو دیکھکے سرداران
لشکر کفار وہان سے چلے گئے اب شاہزادہ کشور کشا اور دارابن داراب وغیرہ سرداران لشکر اسلام
کی صورت دیکھتے ہی پہنچے لگے بعد کہا ہم تمسے کچھ پوچھا چاہتے ہین بشرطیکہ ناگوار خاطر نہو انھون نے

استفسار کیا شاہزادہ کشور کشا نے کہا فی الحال لشکر اسلام کا کیا رنگ اور کیا نتیجہ ہی اُن سرداروں نے
کہا چند سرداروں کے ہلاک ہونے سے لشکر اسلام کے دلوں مین توحش پیدا ہو گیا ہی لیکن نتیجہ اسوقت یہی
ہی کہ کسی طرح کفار کو اُنکے کردار کی سزا دے معقول دین اور دین خدا پرستی رواج پائے شاہزادہ کشور کشا نے
کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ابھی چند سردار لشکر کفار کے میری ملاقات کو آئے تھے جنکو شاید تمنے کبھی دیکھا
اُنھوں نے بیان کیا کہ لشکر اسلام خدا پرستی سے منحرف ہوا چاہتا ہی فی الحال جو خدا پرست جائے گا ہلاک
ہو گا یا رہے تم لوگ آ گئے ورنہ ہمارے دلوں مین سخت انتشار پیدا ہو گیا تھا بلکہ یہاں سے واپس جانیکو
آمادہ تھے اُن سرداروں نے کہا عجب کیا ہی اگر اُنھوں نے یہ فریب دینا چاہا وہ ملعون ایسے ہی مکار
و فریبی ہین شاہزادہ کشور کشا داراب ابن داراب سلیمان شاہ کفار کے اس فریب سے بہت برہم ہوئے
اور بعجلت تمام لشکر اسلام مین پہونچے کفار پر حملہ کیا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کے حواس باختہ ہو گئے شام
تک گیر و دار کا ہنگامہ گرم رہا بعدہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے قیام گاہ پر واپس گئے داراب ابن
داراب دربار سعد شہریار مین گئے بادشاہ لشکر اسلام نے داراب کو گود مین اُٹھا لیا اور کہا ای
دلبند دوران تو عین وقت پر پہونچا یہان فوج اسلام کا رنگ دگرگون ہو چلا تھا داراب ابن داراب نے
کفار کے فریب کی کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام نے انگشت حیرت دانتون مین دبائے اور کہا ای داراب
جلد کفار نیست و نابود ہو جائین انکی نخوت سخت تکلیف دہ ہی بعدہ سب کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا
اُسطرف خسرو پرویز لعل بن قوریج کو بارگاہ مین لیگیا تمام سردارون سے مقدم بیٹھنے کو جگہ دی اور کہا
ای بندگان خداوند لات و منات آج لعل بن قوریج کو وہ مرتبہ اعلی حاصل ہی کہ جو عقل مین نہین آسکتا
لعل کو محض فضل خداوند سمجھنا چاہیے اور یہان جو پہونچا تو اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ گویا خداوند نے مسلمانون
پر ہم کو فتحمند ہونا منظور کیا بعدہ لعل بن قوریج نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا مین نے سنا ہی کہ لشکر
خدا پرست کا کوئی زبردست و معزز سردار گرفتار ہوا ہی خسرو پرویز نے متعجب ہو کے کہا ای نذر کردہ
خداوند تو نے اسوقت تک اس ماجرے کو نہین سنا زبردست و معزز سردار کیسا خاص حمزہ ثانی کو گرفتار کیا
ہی اور سقا مین پہ کھینچ دیا ہی لعل بن قوریج نے خوشی کی حالت مین ٹوپی اُچھالی ایک قہقہہ مارا اور کہا
ہان یہ کہہ حضرت امیر سقا مین پر تشریف رکھتے ہین بہت عرصے کے بعد گرفتار ہوئے بادشاہ لشکر
اسلام تو بہت گھبرایا ہوگا خسرو پرویز نے کہا بادشاہ اسلام کا گھبرانا کیسا تمام مسلمان حواس باختہ ہین ہر روز
ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہین لعل نے کہا کیا تردد کی بات ہی اگر ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہین لیکن
یہ ایک روز ضرور انکی ترکی تمام ہو جائیگی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک قاصد آلودہ گرد از سر تا پا پسینے مین
غرق ہانپتا ہوا پہونچا سب اُسکی بدحواسی کو حیرت سے دیکھنے لگے لعل نے اُس سے پوچھا تو کون ہی
اور کہان سے آتا ہی جلد بیان کر اُسنے لعل کو تو کچھ جواب نہ دیا لیکن ایک لمحے کے بعد حواس درست
کر کے پگڑی سے نامہ نکالا صلصال کو دیا صلصال نے سر نامہ چاک کیا مضمون کی طرف نگاہ کی جیسے جیسے
نامہ پڑھتا جاتا تھا اُسی قدر چہرے پر مردنی چھائی جاتی تھی تمام حاضرین اُسکی صورت کو دیکھ
اور آپس مین کہتے تھے نہین معلوم یہ نامہ کسکا ہی اور اس نامے مین کیا لکھا ہی جسکی وجہ سے صلصال کا چہرہ
متغیر ہوا جاتا ہی پرویز نے کہا ای صلصال یہ نامہ کسکا ہی اسکا مضمون کیا ہی جسکے پڑھنے سے تیرے

چہرے پر تغیر پیدا ہو صلصال نے کہا اے بادشاہ فوج خداوند غضب ہو گیا رستم ثانی [illegible] ایرج نابکار
دست چھینا ان شہر ختطا پرورش کی ہے خلخال خان میرے فرزند نے یہ نامہ میرے نام لکھا ہے یہ قصہ بہت
نازک درپیش ہے کوئی فکر معقول کرنا لازم ہے ورنہ تمام ملک ختطا پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائیگا خسرو نے کہا تجھے
اختیار ہے اُسنے کہا زیادہ تر اختیار اُسکو ہے جو خداوند کا مقرب ہے خسرو نے کہا صاف بیان کر تیرا کیا مطلب ہے
اُسنے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ مجھکو مدد ملے تاکہ شہر ختطا کو مسلمانوں کے دست برد سے محفوظ رکھا جائے
خسرو نے کہا مین ملک ختطا کی حفاظت کا ذمہ دار نہین ہون علی الخصوص ایسی حالت مین کہ مسلمانون کا
غلبہ ہے اُسنے کہا آخر وہان بھی تو مسلمانون کا غلبہ ہے وہان کی حفاظت کون کرے خسرو پرویز نے کہا ہم نہین
جانتے پہلے ہم اپنی خبر لینگے بعدہ دوسرے کے حال پر نظر کرینگے صلصال کو اُسکی اسطرح کی تقریر
اور جواب صاف پر بہت غصہ آیا مگر اس خیال سے کہ یہان قصہ بڑھانے سے کچھ فائدہ نہین ہے خاموش
ہو رہا اور چند لمحہ تک فکر و تردد مین خاموش بیٹھا رہا بعدہ کہا مین رخصت ہوتا ہون خسرو نے کہا بہتر ہے جا
لیکن یہان کی ہنگامہ آرائی کی تجھکو کچھ فکر نہین ہے اُسنے کہا بقول بادشاہ پہلے اپنی فکر چاہیے بعدہ دوسرے
کے حال کی خبر لینا چاہیے پھر کیا ضرورت ہے اس سوال کی کہ یہان کے ہنگامہ آرائی کی کچھ فکر نہین ہے خسرو
نے پھر کچھ جواب نہ دیا صلصال وہان سے روانہ ہوا یہان طبل جنگ بجا لعل بن توریج میدان
مین آیا اور پکارا کہ اے خداپرستو آج پھر مین تمھارے مقابلے کیواسطے آیا ہون کون ہے تم مین سے ایسا
جری و دلیر جو میرے مقابلے کو آویگا لشکر اسلام سے شاہزادہ بدیع الزمان میدان مین آئے اور کہا
او ملعون کیا بکتا ہے مین ہون تیرا ہم مقابل آ مقابلہ کر لعل بن توریج نے کہا اے بدیع الزمان مین نے
تجھکو پہچانا اور خوب پہچانا بدیع الملک نام تمھارے نواسے نے میرے باپ کو بکمال سفاکی ہلاک
کیا ہے اگر خداوند بہت بزرگ نے چاہا تو مین اپنے باپ کا عوض تجھسے لونگا اور اے بدیع الزمان تم یہ
یقین سمجھ لو کہ میرے مقابلے مین سر بر نہین ہو سکتے مجھکو یقین کامل ہے کہ خداوند نے تمھاری اجل خاص
میرے ہاتھ سے مقرر کی ہے مین اس حالت مین بھی تمھارے خون سے دستبردار ہونے کو موجود ہون
اگر تم خداوند لات و منات کو سجدہ کرو بدیع الزمان نے منقبض ہو کے تلوار علم کر لی اور کہا او
پلید اس بیہودہ گوئی سے باز آ زبان بند و بازو بکشا بیا اینجا داری ز مردی تماشا چہ کمان کیانی و گرز گران
لعل بن توریج نے خنجر کا وار کیا بدیع الزمان نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور خود شمشیر آبدار کا وار کیا
لعل بن توریج نے بھی اُس وار کو رد کیا اسی طرح چند ساعت تک رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ لعل
بن توریج کے ہاتھ سے بدیع الزمان کے زخم کاری پہونچا سرداران باختر کی اُسوقت یہی رائے ہوئی
کہ جنگ مغلوبہ شروع ہو جائے چنانچہ سب نے ایکبار حملہ کیا دونون طرف کے لشکر خلط ملط ہو گئے
یہانتک کہ تاریکی شب کے آثار نمایان ہوے کفار نے طبل بازگشت بجایا دونون لشکر اپنے مقام قیام
پر واپس گئے اُس روز کفار کے ہاتھ سے [illegible] سفاکی ظہور مین آئی تھی جب لعل بن توریج خسرو
[illegible] اُسکی سپاہگری کی بہت تعریف کی اور زر کثیر لعل پر نثار کیا
اور کہا اے لشکر کردگار خداوند بہت بزرگ بیشک خداوند نے فتح تیرے نام پر مقرر کی ہے لعل بن توریج
نے کہا اے بادشاہ مجھکو کمال تعجب ہے کہ اسوقت تک [illegible] لیکن صلصال کی بھی فکر مقدم ہے

صلصال کے بیشتر احسانات بندگان خداوند پر ہین اسوقت مین اُسکی مدد ضرور ہی خسرو پیرو نے
کہا ہی لعل خان ابھی یہان کا قصہ فیصل کرلینا چاہیے بعدہ صلصال کی خبر لیجاوے ورنہ فی الحال
یہان سخت خرابی کے سامان پیدا ہو جائین گے اور وہان کا حال تو خداوند جانے جنگ دو سردار و کثرت
فوج و طاقت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ چند متنفسون نے لاکھون پیادے و سوار کی
جمعیت کو درہم و برہم کر دیا اور علے الخصوص خداپرستون مین اکثر یہ صفت دیکھی ہی کہ تنہا نے فوج کثیر کو پسپا
کیا لعل نے کہا خیر یہی سہی پہلے یہان خداپرستو کے قصے کو فیصل کرونگا بعد صلصال کی خبر لونگا یہ کہا اور
اُسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لعل بن نوریج بدستور میدان
مین آکے بیہودہ گوئی مین مصروف ہوا اسطرف سے سعد طوقی مقابلے کو گیا پہلے زبانی گفتگو رہی بعدہ
اسلحے سے رد و بدل شروع ہوئی آخر سعد طوقی بھی لعل کے ہاتھ سے زخمی ہوا مسلمان لوگ سعد طوقی
کو لعل کے مقابلے سے لیگئے پھر جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی شام تک صدائے چقاچاق بلند رہی یکایک
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے مقام قیام پر واپس گئے شب کو پھر طبل جنگ بجا صبح کو صف آرائی ہوئی
لعل بن نوریج میدان مین آیا اسطرف سے بھی ایک سردار مقابلہ کو گیا دونون نے رجزخوانی کی اور حرب
و ضرب کی نوبت آئی سردار لشکر اسلام زخمی ہو کے واپس گیا دن بھر جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر بمقام قیام کو واپس گئے اسی طرح سات روز کی میدان داری مین سوائے نورالدہر
اسد و ارادھالاک شاہ و سعد بادشاہ لعل بن نوریج کے ہاتھ سے سب زخمی ہوئے اب
خداپرستون کے دل مین ہول پیدا ہو گیا اور بالکل یقین ہو گیا کہ کفار کے دست ظلم سے جانبری محال ہی
نہین معلوم خداوند عالم کو کیا منظور ہی سعد شہریار کے پاس واپس گئے اور کہا شہریار کیا تدبیر کیجاوے
کہ ان بدبختون کو انکے کردار کی سزا اسے معقول ملے موجودہ حالت کے آثار بد نظر آتے ہین اگر یہی حال ہی
آج نہین کل مسلمان تباہ ہو جائین گے بادشاہ اسلام نے کہا مین بھی اسی فکر مین مبتلا ہون کوئی معقول تجویز
سمجھ مین نہین آتی یہ کہکے تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعدہ حکم دیا کہ بہرام بزرجمہر کو بلا لو خواجہ زادہ آئے
بادشاہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا ای واقفان رموز باطنی تم اس موجودہ حالت کے نتیجہ کو بیان کرو اور
یہ بھی بیان کرو کہ امیر کی رہائی مین اب کسقدر عرصہ باقی ہی خواجہ زادون نے چند لمحے تک سکوت کیا بعدہ
کہا شہریار امیر کی رہائی مین صرف تین روز باقی ہین لیکن یہ خیال رہے کہ ان تین روز کے عرصے مین جو
کوئی لعل بن نوریج کے مقابلے کو جائیگا ہلاک ہو گا یا زخمی ہو کے واپس آئیگا بادشاہ نے کہا میرے
نزدیک یہ مناسب ہی کہ ان تینون روز کی مہلت لعل بن نوریج سے لی جاوے نورالدہر نے اس
رائے سے اتفاق نہ کیا کہا شہریار لعل بن نوریج بد رگ کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہی کہ اُس سے
مہلت کی درخواست کی جاوے خداوند عالم کے فضل سے ہر وقت امید رکھنا چاہیے بادشاہ اسلام
نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی لیکن تو بھی دنیا عالم اسباب ہی ان کی گنجائش یہان ضرور ہی کچھ نہین کیا
مضائقہ ہی اگر کسی حیلے حوالے سے یہ تین روز تمام کر دیے جاوین یہ باتین ہو رہی تھین کہ جاسوس نے آ کر
اطلاع دی کہ آج لعل بن نوریج نے خسرو پیرو سے مشورہ کیا ہی کہ اسلامیون کی خبر لی ہی کل ضرور تشکار کیجیئے گا
بادشاہ اسلام اس خبر کو سن کے بہت خوش ہوا جاسوس سے فرمایا تم نے اسوقت بہت مبارک خبر سنائی

کہ بدیع الملک اس صورت سے یہان ہوا اور مجھسے برسر پرخاش ہو تو غضب ہو جائیگا کوئی چارہ کار نہ
ہوگا مفت جان جائیگی لقا بدار لعل بن توریج کے قریب آیا اور بآواز بلند کہا تو کون ہی لعل نے
کہا مجکو لعل بن توریج خان صاحبقران کہتے ہین لقا بدار نے کہا اسطرف کسطرح آپکا اتفاق ہوا لعل نے
کہا فی الحال مسلمانون نے مذہب اسلام کے رواج کیواسطے کمر ہمت مضبوط باندھی ہی خسرو پرویز انکے
کام مین حارج ہی چنانچہ مین مسلمانون ہی کے مقابلے سے فراغ حاصل کر کے چلا آتا ہون کل پرسون کچھ
صف آرائی ہوگی گذشتہ جنگون مین تو مسلمان کثرت سے زخمی ہوئے اب دیکھیے کیا ہوتا ہی لقا بدار نے
کہا مسلمان زیادہ زخمی ہوئے اسکی کیا وجہ ہی لعل خان نے کہا اسکی وجہ یہ ہی کہ مین لشکر اسلام کے سردارون
کا مرد مقابل تھا مین نے ہر ایک سردار کو زخمی کیا لقا بدار نے کہا تیرے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ تو نہایت
جنگ آزمودہ ہی آ میرا مقابلہ کر مجھے بھی تیرے فن جنگ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی لعل نے کہا ای لقا بدار
یہ محل جنگ و حرب کا نہین ہی مزید بران میرے تیرے درمیان کوئی وجہ مقابلے کی نہین ہی ایسی حالت
مین میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ جس روز مسلمانون سے مقابلہ ہو تو میدان جنگ مین آکے میری جنگ
و حرب کو دیکھ لینا لقا بدار نے کہا ایسا نہین ہوسکتا مین اسی وقت تیرے زور و طاقت کا حال معلوم کرنا
چاہتا ہون غرضکہ لعل بن توریج نے ہر چند حیلے حوالے سے کام لینا چاہا کچھ فائدہ نہوا ناچار دونون جانب
نیزے بلند ہوئے تامین شروع ہوئین کوئی غالب و مغلوب نہوا دونون کے نیزے بیکار ہو گئے پھر
شمشیر زنی کی نوبت آئی چند لمحہ رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک جانب سے اژدہا دو صد گز پچاس گز قد کا نمودار
ہوا لعل اس اژدہے کو دیکھ کے خوف سے بید کیطرح لرزنے لگا چاہا کہ بھاگے لقا بدار نے بصداے
زہرہ شگاف کہا ای لعل بن توریج تو کیسا دلیر و بہادر ہی کہ ایک اژدہے سے خائف ہوا ہی دل و دماغ پر تو کہتا
ہی کہ اہل اسلام کے پہلوان مین نے بکثرت زخمی کیے اسوقت کی تیری حالت بد دلیل ہی اس بات کی کہ تو جھوٹ بولا
اور بالفرض صحیح بھی ہو لیکن یہ ضرور ہی کہ مسلمانون کو زخمی کرنے مین تو نے مکر و فریب سے کام لیا ثابت ہی تیری بے
مردانگی و جنگ و حرب پر یکایک وہ اژدہا لعل کے قریب آیا اور ایک ہی کشش دم مین لعل کو نگل گیا لقا بدار
اس واقعہ کو دیکھ کے اگرچہ متعجب تھا مگر خوش بھی ہوا کہ ایسے موذی کی یہی سزا ہی وہان سے اپنے لشکر مین آیا یہ
خبر جاسوسون نے خسرو پرویز کو پہونچائی کہ ہنگام صید و شکار ایک لقا بدار ملکہ پیشن لعل سے مقابل
ہوا اثنائے محاربہ مین ایک اژدہاے طویل القامت نمودار ہوا جسنے لقا بدار سے کچھ تعرض نہ کیا صرف
لعل بن توریج کو قریب جا کے نگل گیا اس خبر وحشت اثر کو سن کر خسرو پرویز نے اپنے کو تخت سے زمین
پر گرا دیا تمام کف ربستہ و سر پیٹتے تھے اور کہتے تھے ہائے غضب یہ کیا ہوا ابھی مسلمانون کا قصہ پاک نہوتے پایا
کہ لعل کو اژدہا نگل گیا افسوس کیسی لعل سی جان اسکی مفت ضائع ہوئی ای خداوند لات کس خواب خرگوش مین ہی اپنے
بندگان خاص کا بھی تجکو خیال نہین ہی تو نے کیسی خدائی یہان کی ہی اور ہرمز وزیر سے کہا ای نظر کردہ خداوند یہ ظلم
کردگی کسوقت کے کام آئیگی کیون نہین خداوند کو مجبور کر کے اپنی مدد کیواسطے مجبور کرتا ہی پرویز نے کہا ای بندگان
خداوند تم جیسے کہتے ہو کیا کوئی درجہ خداوند سے کہنے سننے مین نے باقی رکھا لیکن کسی طرح نہین سنتا تو کیا کرون
گرفتار نے کہا تو ہی بتا کہ جب خداوند نہین سنتا تو انجام کیا ہوگا پرویز نے کہا میرے نزدیک یہ ہی کہ تم سب باہم
قسم کھاؤ کہ کل کی میدان داری مین جان پر کھیل جاینگے یا تو خود زندہ نہین گے یا مسلمانون کو نیست و نابود

کر دینگے اور کیا عجب ہی اگر خداوند ہمی چاہتا ہو کفار نے کہا ہم سب قسم کہانیکو موجود ہین چنانچہ تمام بتون کو
ایک جا جمع کیا تمام کفاران بتون کے روبرو سجدے کو جھکے پیرویز بھی سجدے کو جھکا لشکر اسلام کا ایک
عیار تبدیل ہیئت کیے وہان موجود تھا اُسنے جو سب کو بتون کے آگے سر اوندھا لئے دیکھا بے اختیار
ہنسی آئی مگر ضبط کیا اور آگے بڑھکے پیرویز کے اسفل پر ایک ایسی لات جمائی کہ سر اُسکا بتون سے
جا لگا ہر ایا اُسکی آواز سب نے سنی کفار سمجھے کہ خداوند نے اپنا جلال دکھایا مگر اُسیطرح سجدے مین مصروف
رہے وہ عیار وہان سے غائب ہو گیا اور لشکر اسلام مین آکے اس حال کو بیان کیا سعد شہریار کو
بہت ہنسی آئی اور اُسکو انعام دیا اُسطرف جب سب سجدے سے فارغ ہوئے ایک نے دوسرے
کی صورت دیکھی پیرویز نے کہا اے بندگان خداوند اسوقت حالت سجدے مین عجیب واقعہ ظہور مین آیا
یکایک اس زور سے مجھے کو ڈھکیلا کہ میرا سر بتون سے ٹکر کہا گیا کہ میرا سر پھوٹ گیا دیکھو میرے ماتھے پر کتنا
بڑا گومڑا ہی سب نے کہا ہمارے نزدیک خداوند نے سب کا سجدہ قبول کیا اور ضرور بالضرور وہ ہماری
مدد کیواسطے آمادہ ہوگا پیرویز نے کہا قبول وغیر قبول کی خبر خداوند کو ہی اب سب قسم کھاؤ آخر تو میرا سر
بتون سے ٹکرایا ہی سب نے کہا اے نظر کردہ خداوند ہم اُسی خداوند کی قسم کہاتے ہین کہ جیتے جی ہم مین
دم ہی مسلمانون کے مقابلے سے منہ نہ پہیرینگے شیرویہ نے کہا اے پدر اگرچہ مین نے بہی قسم کھائی ہی لیکن جہانتک
ممکن ہوگا مین شاہ سعد کو زندہ نہ چہوڑونگا اور اگر خداوند نے سعد کے ہاتھ سے میری ہلاکت لکھی
ہی تو مجبوری ہی بعد مرنے کے خداوند سے شکایت کرونگا اور سب سے اعلیٰ درجہ جنت مین لونگا پہر
ترہین ثانی نے کہا اے شیرویہ اگر تو نے یہ تہیہ کیا ہی تو مین بھی بجائے خود تہیہ کیے ہون
کہ نورالدہر کو ہلاک کرونگا اس بات کی مطلق فکر نہین ہی کہ نورالدہر مجھکو ہلاک کریگا بعد ہلاکت خداوند
مجھکو ضرور منصب اعلیٰ مرحمت کریگا زرفیل نے کہا مین بہی اسد کی تلاش مین عرصے سے تہا اب کی
میدان داری مین اُسی سے مقابل ہونگا آچین قبا نے کہا مین لقا بدار کی فکر مین ہون قسم ہی خداوند
بت بزرگ کی اگر اُسکی صورت دیکھونگا تو اُسکی اپنی جان ایک کر دونگا اول تو خداوند کی ذات سے مجھکو
امید قوی ہی کہ ضرور فتحیاب ہونگا کیونکہ ابہی نظر کردہ خداوند کو خداوند نے اپنا جلال دکھایا مطلب خداوند
کا یہ ہی کہ اے بندگان خاص ہمارے ہماری طرف نظر کرکے مسلمانون کی فوج کیطرف قدم بڑھاؤ اور ہرگز
خائف نہو قہرطاس پہل زور تلوار علم کرکے جہوما اور کہا اے خداوند لات و منات کے بندون
مین دارا کا تشنہ خون ہون دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی خسرو پرویز نے کہا اے خداوند
کے بندو اسوقت تم سب اپنا اپنا شکار تجویز کر رہے ہو یہ سمجھے رہو کہ مسلمان اپنے نام کے ہین
ہنگام مقابلہ شیرون کی طرح دشمنون کا شکار کرتے ہین ایسا نہو کہ تم مین سے کسی کو کوئی مسلمان ہلاک کرے
اور تم منتشر الحواس ہو جاؤ صبر ہی غرض اس بیان سے یہ ہی کہ کوئی حالت ہو تم تیار رہو مگر خداوند
فضل پر نظر کرکے جنگ و حرب کو آمادہ رہنا ہمت نہ ہارنا سب نے کہا اے بادشاہ یہی ہوگا خبر داران
نے سعد شہریار کو خبر پہونچائی کہ تمام کفار ایکی مرتبہ جان دینے کو آمادہ ہو گئے ہین ہر ایک نے اپنا
اپنا حریف قرار دے لیا ہی سعد شہریار نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور کہا اے حامیان اسلام دنیا
چند روزہ ہی سب کو ایک روز مرنا ہی ذلت کی زندگی موت سے بدتر ہی اور نیک نامی کی موت گویا حیات

ابھی کچھ ہیچ کہا ہو	نامہ کیا گردش افلاک نے کی	نہ سکندر ہی رہا نہ دارا ہی نہ جمشید کی	فرصت دو گھڑی غنیمت ہی یہی جو دم ہی

دم مین پھر ہم مین نہ ساقی ہی نہ ساغر ہی | جسکو زندگی جاوید مطلوب ہی وہ آج خدا کی راہ کا سودا خریدے کل بجز تاسف
کے کچھ حاصل نہوگا مطلب اسکا یہ ہی کہ کل کفار کے مقابلے مین جنگ عظیم واقع ہوگی تمام ضلالت شعار
مرنے کو آمادہ ہوگئے ہین تم بھی بجاے خود تہیہ کرلو کہ مر جائینگے لیکن کفار کے مقابلے سے منھ نہ
پھیرینگے تمام سردارون نے بالاتفاق قسم کھائی کہ جو کچھ سعد بادشاہ نے فرمایا ہی انشاء اللہ تعالے
ایسا ہی ہوگا شب کو طبل اسکندری شاہزادہ بدیع الملک کے نام پر بجایا گیا روز دیگر کہ ہین جہان پرنور
یافت از سرچشمہ خورشید نور دونون لشکر میدان مصاف مین آکے صف آرا ہوئے اُس طرف شیرویہ
دست بستہ خسرو پرویز کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا مجکو رخصت میدان مرحمت ہو خسرو پرویز
نے کہا اے فرزند مین صرف ایک فرزند رکھتا ہون مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو تو میدان مین جاکے مسلمانون
کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا گرفتار ہو جاے میری ہرگز رائے نہین ہی کہ تو ابھی مسلمانون کے مقابلے
مین جاے شیرویہ نے کہا اے پدر والاقدر بیکار خائف ہوتے ہو خداپرست کسی طرح ممکن نہین کہ مجکو
کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکین خسرو پرویز نے کہا جنگ دو سردار دیہ کس طرح یقین ہو کہ خداپرستون سے
تجکو کچھ صدمہ نہ پہونچیگا شیرویہ نے کہا وجہ اسکی یہ ہی کہ شمشیر بانو ایک جادوگرنی مجپر فریفتہ ہی جسوقت
اُسکو یہ حال معلوم ہوا کہ فی الحال مسلمان بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہین اور بت پرستو
کے دشمن جانی ہین بنظر احتیاط ایک لوح میری گردن مین لٹکا دی جب مین نے اُس لوح کا حال پوچھا
تو اُسنے مسلمانون کا حال بیان کیا اور کہا کہ غالبًا تیرا مقابلہ بھی مسلمانون سے ہوگا بنا برآن مین نے یہ لوح
تیرے گلے مین لٹکا دی ہی کیا مجال کسی خداپرست کی کہ تیرے مقابلے مین سربر ہوسکے بلکہ کوئی سحر بھی
مسلمانون کا تجپر کارگر نہوگا خسرو پرویز ناچار ہوا کہا مجکو اختیار ہی مگر یہ بخوبی یاد رکھنا کہ مسلمانون کے
مقابلے مین سحر و افسون بخوبی کارگر نہین ہوتا یہ قصہ بیشتر میری ساعت مین گذرا ہوا کسی قدر دیکھا بھی
ہی شیرویہ نے کہا اس لوح مین ایسا علاقہ سحر و افسون کا نہین ہی کہ کسی وقت مین کارگر نہوگا خسرو پرویز
نے اجازت میدان دی شیرویہ میدان حرب مین آیا لشکر اسلام سے نقابدار پلنگینہ پوش نے
ارادہ کیا کہ شیرویہ کے مقابلے کو جائے اور مسلح و مکمل ہوکے چلا تھا بہمان کامل الفن نے اُسکو
روکا اور کہا مجکو از روئے کواکب تاثیر یہ دریافت ہوتا ہی کہ اسوقت میدان حرب مین شیرویہ کے
مقابلے کو جانا بالکل مخدوش ہی اُس طرف میدان جنگ مین شیرویہ پسر خسرو پرویز نعرہ مار رہا تھا
کہ اے خداے نادیدہ کے پرستش کرنے والو کیون دیر کرتے ہو تم مین سے کون ہی جو میرا ہمرد [illegible]
آوے اور میرا مقابلہ کرے اور اپنے خداے نادیدہ کی قدرت مجکو دکھاوے اور خداوند بت [illegible]
کے جلال کو مین اُسپر ظاہر کردون شاہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو جاے خواجہ [illegible]
نے منع کیا مگر شاہزادہ نورالدہر نے اصرار کیا خواجہ زادون نے کہا کیا غضب کرتے ہو خواہ
مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے ہوتے ہو ہمارے قاعدے سے یہ استخراج ہوتا ہی کہ اسوقت شیرویہ
کے مقابلے مین تمہاری خیریت نہین ہی اور پھر کیا ضرورت ہی آج کے روز کسی کو شیرویہ کے
مقابلے مین نہ جانا چاہیے شاہزادہ نورالدہر نے کہا اے واقفان اسرار باطنی یہ [illegible] صحیح ہی مگر

یہ تو بتاؤ کہ شمشیر و یہ مقابل طلب ہے کس طرح سکوت کیا جاوے نہایت شرم کی بات ہے کہ ایک گبر ملعون کا
مقابل طلب کرے اور کوئی خدا پرست اسکے مقابلے کو نہ جاوے کفار سمجھین گے کہ مسلمان جنگ
و حرب سے عاجز ہین خواجہ زادون نے کہا ای شاہزادہ نور الدہر کیون عجلت کرتے ہو شمشیر و تیغ
ملعون کا علاج غیب سے ہو جائے گا مسلمان حیران تھے کہ خواجہ زادے یہ کیا کہتے ہین غیب
سے کیا ایسا سامان ہو جائے گا اگر غیب سے سامان ہونے والا ہوتا تو اس قصہ کو طول اسقدر
کیون ہوتا اور خواجہ زادون سے کہا صاحبو یہ کیا کہتے ہو اُنھون نے کہا ہمکو جو کچھ قاعدے سے
دریافت ہوا ہے بیان کرتے ہین باقی العلم عند اللہ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابر چشمک زن نمایان ہوا
مسلمان اُس ابر کے جانب متوجہ ہوئے خواجہ زادون سے پوچھا یہ کیا سامان ہے اُنھون نے کہا جو
سامان ہوگا ظہور مین آجاویگا پوچھنے کی کیا ضرورت ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ ابر برطرف ہوا پری
تختہائے یاقوت نگار پر سوار تھے ایک دیو کوہ پیکر کو دیکھا کہ طوق و زنجیر مین جکڑے ہوئے لیے
آتے ہین اور ایک تخت الماس پر ایک جوان باشوکت و شان کو دیکھا کہ بکمال عظمت رونق افروز
ہے راست و چپ دیوان قوی تن گرزہائے گاؤ سر کاندھون پر رکھے ہوئے ہر چہار جانب بکمال ہوشیاری
دیکھتے ہوئے صدائے دور باش بلند کیے ہوئے ہین مسلمانون نے جب غور سے نگاہ کی تو دیکھا
کہ شاہزادہ بدیع الملک والا قدر تخت الماسی پر جلوہ افروز ہے اور ہمراہ اُس شاہزادہ والا جاہ
کے شہنشاہ گوہر کلاہ بھی ہے اب تو سب کے دل افراط مسرت سے باغ باغ ہو گئے ؎
گویا کہ بہار آگئی ہستی کی چمن مین ❊ ایک دفعہ سب دوڑے شاہزادے کے قدم پر بوسہ دیا اور کہا
اے آمدنت باعث آبادی ما ❊ اب اُس طرف سب ہمہ حیرت ہین کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہے سرداران
لشکر سے شاہزادہ بدیع الملک نے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی خیریت پوچھی سب نے امیر
کے عقابین پہ کھینچے جانے کا حال بیان کیا یکایک خرماس شیر سر برہنہ و گرفتہ دیکھا شاہزادے
کے زور دست و بازو کی تعریف کی شاہزادہ نور الدہر اور شاہزادہ بدیع الزمان اپنے فرزندون کو
دیکھ کے بہت خوش ہوئے ہر چند کہ شاہزادے کے گوش زد پیشتر بھی کسی قدر امیر والا توقیر کا حال
ہو چکا تھا مگر اب تفصیل حال عقابین سنا از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا مسلح و مکمل ہو گئے چاہا کہ فوج کفار
کے مقابلے کو جائے سرداران لشکر اسلام مانع ہوئے کہ ابھی چند ساعت توقف لازم ہے کفار کا مقابلہ
ہے نہین معلوم کیا صورت پیش آئے شاہزادہ نہایت منغض ہوا اور کہا تم لوگ نہین دیکھتے ہو کہ ہمارا
سردار اعلے کس مصیبت سخت مین مبتلا ہو گیا ہے یہ وقت توقف کا ہرگز نہین ہے مجھکو کمال افسوس اس
بات کا ہے کہ مین یہان موجود تھا ورنہ ہرگز امیر حمزہ صاحبقران اسقدر عرصے تک کفار کی قید مین
مبتلا نہ رہتا بعض لوگ جو سرداران دست چپ سے علاقہ رکھتے تھے باہم چشمک زنی کرنے لگے
کسی نے بذریعہ سرگوشی کسی سے کہا تم لوگ دیکھتے ہو اسوقت شاہزادہ بدیع الملک کی گفتگو کہ
اسقدر سردار لشکر مین موجود ہین شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ نور الدہر تک موجود ہین آجتک اُنکا
اُسکی کوشش سے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی ممکن نہوئی یہ ہوتے تو کیا کر لیتے غلام دنیا
کا عقدہ ہے کہ ہم یہان موجود نہ تھے دیکھین اب یہ آئے ہین تو کیا کر لیتے ہین سچ یہ ہے کہ امیر کی قسمت گو اچھی تھی

سے رہا ہونا مشکل ہے غرضکہ شاہزادہ بدیع الملک نے پرویز کو طلب کیا اور سوار ہوکے شیرویہ کے
روبرو آیا اور باواز بلند کہا اے ضلالت شعار و بدکار روسیاہ تو نے غضب کیا کہ ایسے واجب التعظیم مسلما
کو گرفتار کرکے عقابین پر کھنچوا دیا اور اس وقت تک وہ والا قدر تمہاری قید سخت میں مبتلا ہے شیرویہ بن
خسرو نے کہا اے شاہزادہ بدیع الملک میں تیرے انتظار میں تھا بارے خداوند لات و منات
میری امید بر لایا کہ تجکو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا اور یہ میں خوب جانتا ہوں کہ تجھسے بہتر کارہائے
نمایاں ظہور میں آئے ہیں جنگ آزمودہ ہے مگر یہ یاد رکھنا کہ آج میرے تیرے وہ جنگ ہوگی جو آجتک کبھی
نہوئی ہوگی خداوند لات و منات نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ میں تجکو شاہزادہ بدیع الملک پر فتحیاب
کرونگا شاہزادہ بدیع الملک مسکرایا اور کہا او گبر مغرور مجھسے بیان کر کہ کس طرح تیرے خداوند لات
نے فتحمندی کا وعدہ کیا شیرویہ نے کہا میرے پدر خسرو پرویز نے بتوں کے روبرو سجدہ کیا خداوند
لات نے اس زور سے میرے باپ کو اپنی طرف کھینچا کہ سر اسکا مجروح ہو گیا شاہزادہ بدیع الملک
نے کہا میرے گمان میں تیرے خداوند نے تیرے باپ کو اپنی طرف ہرگز نہیں کھینچا بلکہ شیطان نے
تیرے باپ کو پتھروں پر ڈھکیل کے سر اسکا زخمی کیا اپنے حواس درست کر پتھر میں یہ طاقت کہاں کہ آدمی
کو اپنی طرف بالارادہ کھینچے شیرویہ نے کہا اے شاہزادہ بدیع الملک تو نے بڑی گستاخی کی میں بہت
جلد سزائے معقول دینا چاہتا ہوں زبان بند و باز بکشا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر تیرے خداوند
بے معنی میں کچھ لیاقت ہوگی تو مجکو سزا دے سکیگا ورنہ تو تجکو بخوبی دریافت ہوگی تیری شامت تجکو
گھیرے ہوئی ہے ⁂ بیارا بجه داری زمردی نشان ⁂ کمان کیانی و گرز گران ⁂ شیرویہ بن خسرو پرویز
نے تلوار علم کی شاہزادہ بدیع الملک کے جانب جھپٹا شاہزادہ بدیع الملک نے اپنی جگہ سے حرکت
نہ کی تا اینکہ شیرویہ قریب آگیا شاہزادہ بدیع الملک نے نگہ خالی کی شیرویہ کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ
گئی شاہزادہ بدیع الملک برق کی طرح پس پشت پہونچا اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کے زین سے اٹھا لیا اور
بہادر کے حوالے کیا اور کہا اے بہادر فانوس شاہ سے کہدے کہ دیوؤں کو روکے رہے اسواسطے
کہ وہ سب ہنگامہ جنگ دیکھ کے میری مدد کو آدین گے میں چاہتا ہوں کہ ان کفار بدکردار کے مقابلے
میں کوئی دیو نہ آوے تاکہ کسی کو جائے شکایت نہ رہے کہ بدیع الملک نے خود مقابلہ نہ کیا دیوؤں سے
ہمکو ہلاک کروایا اگر شاہزادہ بدیع الملک ہوتا تو ہم ہرگز پسپا نہوتے خسرو پرویز نے جب اپنے
فرزند کو گرفتہ و بستہ دیکھا کفار کو آواز دی کہ اے بندگان خداوند غضب ہوا میرا فرزند مسلمانوں کے قبضے
میں آگیا اور تمسے کچھ نہو سکا تم سب نمک حرام ہو اور خداوند کے قہر کے مستوجب ہو تم نہیں جانتے
کہ میں خداوند لات کا نظر کردہ ہوں میری ناخوشی خاص خداوند لات کی ناخوشی سمجھو خسرو پرویز کے
اس کلام سے تمام کفار کو جرات ہوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے ادھر سے مسلمانوں نے بھی حملہ کیا
جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوگیا شاہزادہ شہنشاہ نے اپنے کو زرہ پوش ثانی کے قریب پہونچایا اور
[illegible] وار اسنے کیا اسنے روکا ایک وار اسنے کیا اسنے روکیا آخر الامر زرہ پوش ثانی کو گرفتار کیا شہزادہ
[illegible] مقابلے میں [illegible] قباد کے قریب پہونچا اسنے اسے گرفتار کیا شاہزادہ نور الدہر نے قرطاس کو گرفتار
[illegible] نے زرفشاں زنارہ گردن کو گرفتار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے شہاب منور ضمیر کو گرفتار

کیا طامعہ بن لندھور نے مہلاب بن فدک کو بستہ کیا ہمالک بن مالک نے ورغش بن بختک
کو بستہ کیا لیکن نقابدار پلنگینہ پوش چتر دار خسرو کے قریب پہونچا اور کہا او مردود جلد اس چتر زرین
ہاتھ سے پھینک دی اسنے کہا ای نقابدار اس چتر کو میری کمر مین متقفل کر دیا ہی میرے پاس اسکی کنجی
نہین ہی کہ کہولون نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا مین نہین جانتا جسطرح ممکن ہو ورنہ تجھکو ہلاک کرونگا اسنے
کہا مجھے اس چتر کا کہولنا کسی طرح ممکن نہین ہی مجھے اختیار ہی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر یہ ممکن نہین
ہی تو دین اسلام قبول کر اسنے کہا یہ بھی ممکن نہین ہی نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر تجھسے یہ ممکن نہین
ہی تو مجھسے تیرا رہا ہونا بھی ممکن نہین ہی یہ کہا اور ایک وار شمشیر آبدار سے اسکا سر تن سے جدا کیا اور
لاش اسکی علیحدہ ڈالدی چتر کو نگونسار کیا مروان پہ ویرہ نے جو چتر پہ ویرہ کو نگونسار دیکھا تمام مجمع
درہم برہم ہوگیا خسرو پہ ویرہ نے سمجھا کہ عنقریب مین ہلاک ہو جاونگا تخت فیل سے نیچے اتر آیا اور
تخت پرندہ پر سوار ہوکے چاہا کہ بھاگے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا او ملعون کہان بھاگنے
کا ارادہ کرتا ہی مین تیرا قابض ارواح آپہونچا خبردار آگے قدم نہ بڑھانا اسنے نہ سنا نقابدار پلنگینہ پوش
نے تعاقب کیا تا اینکہ اسکو قاش زین سے اٹھا لیا اور بجائے سپر تا دیر ہاتھ پر بلند کیے رہا اور کارزار
مین مصروف رہا جب پہ ویرہ گرفتار ہوگیا کفار نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ ای بندگان خداوند
یہ وقت امتحان کا ہی خداوند کا نظر کردہ مسلمانون کے ہاتھ سے گرفتار ہوگیا جلد ایسی کوشش کرو کہ
مسلمان اپنی سزا اپنے اعمال کو پہونچین پہ ویرہ رہا ہو خداوند لات تیر اپنا کرم نازل کرے مجھسے بیشتر
وعدہ کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ ہم مسلمانون کے مقابلے سے گریز نکرینگے مسلمانون کو پسپا
کرینگے یا ہلاک ہو جائینگے اگرچہ خسرو پہ ویرہ نظر کردہ خداوند گرفتار ہوگیا ہی تم کچھ خیال نہ کرو
خداوند لات پہ نظر رکھو وہ ضرور تمہاری مدد کریگا سب نے ایکبار حملہ کیا اسطرف مسلمانون نے بھی سر بکف
ہوکے جان لڑائی مین لڑا دی تھی چند لمحہ تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا آخر فوج بے سر تاب قیام نہ لاکے
فرار پہ قرار لیا شاہزادہ بدیع الملک مع سرداران لشکر اسلام عقابین کے جانب آیا لہراسپ
اور شیر افگن دونون نیچے اتر آئے شاہزادے کا سامنا ہوا خواجہ عمر ثانی شاہزادہ بدیع الملک
کے پاس آیا اور کہا ای والا منزلت میری اسوقت ایک گذارش ہی اگر قبول افتد زہے عز و شرف
شاہزادے نے استفسار کیا خواجہ عمر ثانی نے کہا وہ گذارش یہ ہی کہ لہراسپ اور شیر افگن کے
حال سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے شاہزادۂ بدیع الملک نے ان دونون کو خلعت فاخرہ بخشا اور
انواع اقسام کی مرحمت سے سرفراز کیا محافظان عقابین کو ہلاک کیا سب عقابین پر پہونچے ایکبارگی
سب نے سلام کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی ہوشیار ہوئے سب کو جواب سلام دیا اور کہا ای جانبازان
دین اسلام تمنے بہت بڑا کام کیا میری رہائی نہایت دشوار ہی بجز ذات باریتعالی کے کوئی رہائی کی
صورت نظر نہ آتی تھی سردارون نے کہا ای والا منزلت بس اب یہان توقف بیکار ہی تشریف لیچلیے
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے وہان سے اٹھے تمام سردار باعزاز و احترام
آرامگاہ پر لائے اطباے حاذق معالجہ مین مصروف ہوئے شاہزادہ بدیع الملک نے سرداران

کو پہونچا تم سب کو تمھاری بت پرستی کی حقیقت ظاہر ہو گئی مناسب وقت یہ ہے کہ ضلالت و گمراہی سے توبہ کرو اور راہ راست اختیار کرو اسی مین تمھاری خیریت ہے ورنہ تمھارا زندہ رہنا دشوار ہے سب نے کہا ہے شاہزادہ بدیع الملک جب کبھی دو شخص ہنگامہ جنگ گرم کرتے ہین ایک غالب ہوتا ہے اور دوسرا مغلوب جیسا کہ ظہور مین آیا دین و مذہب کا اس بارے مین کیا دخل ہے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا تمہین معلوم ہے کہ تم سب نے آخر وقت مین بکمال عاجزی اپنے بتون کو سجدہ کیا تھا اور مدد چاہی تھی اگر وہ کچھ قابلیت رکھتے ہوتے تو ضرور مدد کرتے یہ دلیل اس بات کی ہے کہ وہ محض سنگ بے حس ہین یہ تمھارا محض خام خیالی ہے کہ انہین کسی نوع کی طاقت خیال کرتے ہو کفار نے کہا اور جو کچھ فرمائش کرو ہم اسکے قبول کرنے کو موجود ہین لیکن ہم اپنے دین قدیم سے ہرگز منحرف نہونگے شاہزادہ بدیع الملک نے ان سب کو زندان تاریک مین بھیجا اور جشن عظیم قرار دیا تمام ملک خاور مین منادی کی گئی کہ تمام بازار آراستہ ہون دوکانین آئینہ بندی سے درست کی جاوین اور تمام فوج اسلام مین انعام تقسیم ہوا خوشی کے نقارے بجنے لگے اور ایک قصر عالیشان مین جلسہ منعقد ہوا تمام شب محفل رقص و نوا گرم رہی اور سب نے بالاتفاق خواجہ عمر ثانی سے کہا ہے خواجہ خواجگان مقتضاے خوشی یہ ہے کہ آج تم بھی اپنا کمال دکھاؤ مطرب صاحب کمال کی صورت سے مشابہ ہو کے جلسے مین آؤ خواجہ عمر ثانی اس خیال سے کہ اہل جلسہ انعام کثیر دینگے ایک مطرب معروف کی صورت سے مشابہ ہو کے محفل مین آیا لوگ متحیر ہوگئے کہ آج یہ کون یا کہان سے آیا ہے خواجہ عمر ثانی وسط محفل مین آکے بیٹھ گیا اور تادیر بیٹھا ہوا ایک ایک کی صورت دیکھا کیا اہل محفل نے کہا صاحب اپنا کام شروع کرو [illegible] کی صورت کیا دیکھ رہے ہو خواجہ عمر ثانی بن امیہ ضمری نے کہا صاحب مین یہ دیکھ رہا ہون کہ ان سب مین صاحب فہم کون کون ہے جو میرے کمال کی داد دیگا ان سب سردارون نے کہا جب تو اپنا کمال دکھائیگا جو صاحب فہم ہوگا اسوقت معلوم ہو جائیگا خواجہ عمر ثانی نے ساز نکالا اور سر ملائے اور یہ غزل اس طرح گانا شروع کی

غزل

گلو سے لگا جیسے کانٹو مین سبزہ اس گلستان کا
یہ ہے آتش عشق بتان کی گرمجوشی ہے
رواں کرتے ہین جو دن پہ لوگ لقمہ انسان کا
لب نازک سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت
تماشا قتل گہ کا ہے مطالع میر دیوان کا
چھیڑی صبا نے حلقہ و بلبل پہ جو کلی ہے
ارادہ بند دو رہا ہے مصر سے یوسف کو کنعان کا
نہین کچھ فرق گل مین لکھی ہے سرگذشت ان کی
مری مژگان کی آنکھون مین سرمہ صفاہان کا

رواں کرتا ہے خون آنکھون سے ہجر ایک نادان کا
جلا ہندو کے مرگ کی طرح زندہ مسلمان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فرداے محشر کو
نہ وہ ہم سنگ ہے لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا
بہت سے ہو لینے سے کیا کم [illegible]
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
وہ جانیگا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہے
شہادت نامہ بلبل ہے ہر تنکہ گلستان کا

لبھاتا ہے نہایت دل کو خط رخسار جانان کا
شفق آلودہ رہتا ہے ہلال [illegible] گریبان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان [illegible]
ہمارا آنکھ مین [illegible]
لکھی ہین سرگذشت [illegible]
یقین ہے [illegible]
عدم کو [illegible]
اشارہ ابروے [illegible] مژگان کا
آنکھون [illegible]

خواجہ عمر ثانی نے اس لطف سے اس غزل کو گایا کہ سب پر [illegible] محویت کا عالم طاری ہوا خواجہ عمر ثانی نے ساز ہاتھ سے رکھدیا اور کہا افسوس [illegible] کوئی صاحب فہم نظر نہ آیا سب نے کہا ہے مطرب ہم سب تیرے [illegible]

شاہزادہ بدیع الملک کی پشت پر دست شفقت رکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے فرزند
خداوند عالم تیری انسانیت وہمت وشجاعت وطاقت میں ترقی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ لاؤ کرسی
آصف برخیا فوراً کرسی آصفی حاضر ہوئی شاہزادہ بدیع الملک کے جانب اشارہ کیا شہزادۂ
بدیع الملک نے قطعی انکار کیا اور کہا مجھکو صرف حضور کی نظر عنایت کافی ہے یہ جگہ حضور کو مبارک
رہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے اصرار کیا اور کہا اے جوان سعادتمند صاحب ہمت بلند میری یہی خوشی ہے کہ
تو اس کرسی پر نشست اختیار کرے ورنہ مجھکو نہایت ملال ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نے عرض کی
خیر اگر یہی خوشی ہے تو میں اسوقت اس کرسی کی نشست کو ملتوی رکھتا ہوں جسوقت حضور بیت اللہ
کے جانب عازم ہونگے اور میں بھی بقید حیات رہونگا تو اس کرسی پر بیٹھونگا امیر حمزۂ صاحبقران نے
نہایت تحسین وآفرین کی اپنی جگہ بیٹھے مجلس گرم ہوئی شربت ریحانی کا پیالہ گردش میں آیا چند جام سب نے
نوش کیے شاہزادۂ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کی اے معظم ومحترم سرداران کفار زندانخانے
میں موجود ہیں اُنکے نسبت جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا جاوے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے
فرمایا ہاں مجھکو معلوم ہے لیکن پیرویز نقابدار کے پاس ہے جبتک وہ نہ آویگا پیرویز وغیرہ سے
کچھ سوال کرنا محض عبث ہے کسی شخص کو نقابدار کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ وہ میری جانب سے نقابدار
کو دعائے خیر کہے اور خسرو پیرویز کو طلب کرے معروف بن اسد اسوقت موجود تھا یہ سنکے
اپنے دنگل سے اُٹھا اور دعا وثنا کے بعد عرض کیا کہ یہ خادم موجود ہے اگر حکم عالی ہو تو امیر عالیمقام کی تعمیل حکم
کی جاوے اور اس خدمت کو بجا لاوے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا مضائقہ ہے لیکن اس
بات کا خیال رہے کہ جہانتک ممکن ہو خوب فہم سے کام لینا معروف بن اسد نے کہا بہت مناسب
اور مرکب پر سوار ہوکے شاطر کو ہمراہ لیا اور نقابدار کے جانب روانہ ہوا جب لشکر میں پہونچا مرکب
سے اُترا اُسکو وہیں چھوڑا اور خود نقابدار کے دربار میں پہونچا نقابدار معروف بن اسد کو
دیکھکے نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا کرسی طلب کی معروف کو بٹھایا ساقی نسیم ساق کے
جانب اشارہ کیا اُسنے جام بلوریں لبالب کیا اور معروف کو دیا معروف نے نقابدار کے جانب
دیکھا نقابدار نے کہا اے معروف کچھ تردد نہ کر یہ وہ شئے نہیں ہے جسکے نسبت تمکو کسی طرح کا اعتراض
ہوگا بلکہ یہ ایک قسم کا شربت مفرح قلب ودماغ تیار کیا گیا ہے بلا تکلف پیو غرضکہ معروف بن اسد
نے چند جام پیے بعدہ نقابدار نے کہا اے جوان آج یہاں تیرے آنیکا کیا باعث ہوا معروف
نے کہا آج میرا یہاں آنا صرف امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے حکم کے بنا پر ہوا اُس والا منزلت
نے تمکو دعا کہی ہے اور کہا ہے کہ خسرو پیرویز کو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُس سے سوالات کرنا ہے
نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کیا خوب کون نہیں جانتا کہ خسرو پیرویز کو کس دقت ومحنت سے میں نے
گرفتار کیا ہے کیونکہ وہ ایک بادشاہ جلیل القدر ہے بیشتر ممالک میری میراث سے تھے اسواسطے کہ
میں سکندر ذوالقرنین کا نواسا ہوں یہ طرفہ بات ہے کہ امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے خسرو کو
طلب کیا ہے امیر حمزۂ صاحبقران کیا حق رکھتے ہیں معروف بن اسد نے کہا اے نقابدار میری
سمجھ میں تمہاری اسوقت کی تقریر نہیں آتی آخر اسکے کیا معنے کہ امیر حمزۂ صاحبقران ثانی خسرو

کو بلانے کا کیا حق رکھتے ہین اگر امیر حمزۂ صاحبقران حق نہین رکھتے تو اور کوئی بھی حق نہین رکھتا ہی
لقا بدار نے کہا خسرو کے مقید رکھنے کا جو حق رکھتا ہی اُسکی قید مین خسرو موجود ہی معروف بن
اسد نے کہا اگر امیر حمزۂ صاحبقران کو یہ حال معلوم ہوتا تو وہ والا جاہ خسرو کو تمھارے گرفتار
کرنے پر ہرگز راضی نہوتا لقا بدار نے کہا ای معروف کیون کلام کو طول دیتا ہی امیر حمزۂ صاحبقران
خود ہی گرفتار تھے راضی ہونے والا کون تھا یہ کہو کہ مین نے خسرو کو گرفتار کر لیا اور کسی کی کیا مجال تھی
جو خسرو کو گرفتار کر سکتا اور ای معروف بن اسد تم خسرو کا کیا ذکر کرتے ہو جاؤ امیر حمزۂ صاحبقران
سے کہدو کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو خسرو و پرویز سے قطع نظر کر کے تمام اسباب صاحبقرانی مجکو
بہیجدو ورنہ یاد رکھو ابھی ایک زحمت سے رہا ہوئے ہو ایسا نہو اُس سے زیادہ کسی اور زحمت
سخت مین مبتلا ہو جاؤ معروف نے کہا تمھاری کیا مجال ہی جو امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو کسیطرح
کا صدمہ پہونچا سکو شاید تمکو شاہزادۂ بدیع الملک کی شجاعت و بہادری کا حال نہین معلوم ہی اُس
شاہزادۂ والاجاہ کی عدم موجودگی مین ایسا کہتے تو شاید کچھ خیال بھی ہوتا لقا بدار نے کہا ایسا کبھی خیال
نہ کرنا شاہزادۂ بدیع الملک کی شجاعت و بہادری کو تم لوگ خیال مین لائے ہوگے ہین نے ایسی
شجاعتین اور بہادریان بہت دیکھی ہین دیکھ لینا اگر تم لوگ مجھسے خلاف ہو تو امیر حمزۂ صاحبقران
اور شاہزادۂ بدیع الملک کو بستہ و گرفتہ نہ کر لیا تو مین نے کچھ کام نہ کیا اُسوقت معروف بن اسد
بہت برہم ہوا اور کہا ای مجہول الاحوال تو کیا بے معنی باتین کرتا ہی تیری کبھی یہ قدرت و طاقت ہی کہ
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اور شاہزادۂ بدیع الملک کو گرفتار کریگا تو امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
کے ملازمون کو بھی نظر بد سے نہین دیکھ سکتا ہم ادب سے جو کلام کرتے ہین تو اپنے دل مین کچھ سمجھتا
ہی لقا بدار نے آواز بلند کہا او معروف چلا جا یہان سے نہین تو عنقریب بحال خراب و تباہ
امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس پہونچیگا معروف نے میان سے خنجر کھینچ لیا اور لقا بدار پر
وار کیا لقا بدار معروف بن اسد کا ہاتھ گرفت مین لایا اور اس زور سے طمانچہ معروف کے
کلہ پر مارا کہ معروف کا منھ پھر گیا اور چکر کھا کے زمین پر گرنے کو تھا مگر معروف بن اسد نے اپنے
حواسون کو درست کیا پھر سنبھل کے کہا ای لقا بدار اسوقت مین نے بڑی غلطی کی کہ تجھسے بحث کی
اسوقت سکوت لازم تھا اسواسطے کہ مین مست و لایعقل تھا اُس غفلت کا نتیجہ دیکھا اب میدان مین میرا
تیرا مقابلہ ہوگا لقا بدار نے کہا اگرچہ اسوقت تیرا خاتمہ کر دینا مجھپر لازم تھا لیکن خیر اسوقت تجکو معاف
کیے دیتا ہون جا میدان مین مجھسے سمجھ لینا معروف بن اسد نے وہان سے رہا ہونے کا شکر
خدا کی درگاہ مین ادا کیا اور دربار سے باہر آیا مرکب پر سوار ہو کے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے
پاس آیا تسلیم عرض کی جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے حال پوچھا معروف بن اسد نے
کہا ای والا قدر عالی منزلت اسوقت لقا بدار کے ہاتھ سے میری جان بچی مجھسے بڑی غلطی ہوئی
جو مین لقا بدار کے پاس گیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا کچھ اصل حقیقت تو بیان کر اور یہ
تیرے کلہ پر نیل کیسا ہی معروف نے کلہ کے نیل کی حقیقت بیان کر کے کہا مین سخت ذلت ہی کہا
[illegible] سے مرکب سے زمین پر آرہا امیر حمزۂ صاحبقران

نے کہا تیرے مخواسے کلام سے دریافت ہوتا ہے لیکن تو صاف نہین بیان کرتا اُسنے کہا طول کلام سے
کیا کام خلاصہ یہ ہے کہ نقابدار خسرو کو ہرگز نہین دیگا اسی قبیل سے چند باتین جو معروف نے بیان کین
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو معلوم ہو گیا کہ ضرور اسکی تذلیل کی گئی خفت کے سبب سے بیان نہین کرتا
ہے پھر کہا اپنی جگہ بیٹھو معروف بن اسد سلام کرکے اپنی جگہ بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد یکایک طبل جنگ
کی آواز لشکر نقابدار سے بلند ہوئی اب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو بالکل یقین ہو گیا کہ معروف
اور نقابدار مین بہت کچھ مباحثہ ہوا ہے اپنے لشکر مین بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون لشکر
میدان مصاف مین آکے صف آرا ہوئے نقابدار میدان مین آیا اور باواز بلند کہا کہان ہے معروف
بن اسد جو مجھسے میدان جنگ مین سمجھنے کو کہتا تھا دیکھون کیا جرارت و طاقت رکھتا ہے بعض سرداران
لشکر اسلام آگے بڑھے اور چاہا کہ نقابدار سے مقابلہ کرین جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مانع
ہوئے اور کہا تم لوگون کے مقابل ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہے ٹھہرو تم لوگ کیون آگے بڑھے چلے
جاتے ہو سردارون نے کہا نقابدار مقابل طلب کر رہا ہے پھر کیون نہ اُسکے مقابلے کو جائین جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا تم توقف کرو ہم اُسکے مقابلے کو جاتے ہین سردارون نے
کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہے کہ سردار اعلے اپنے ماتحتون کی موجودگی مین حریف کے مقابلے کو جائے
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے قسم دے کے اُنکو روکا اور خود میدان مین آکے کہا اے نقابدار
مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر نقابدار نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران تعجب ہے کہ باوجود اسقدر
سرداران معزز کے تم خود میرے مقابلے کو آ سکے اسلئے کیا معنے اگر سرداران فوج اسقدر بھی قابلیت
نہین رکھتے کہ اپنے سردار اعلے کو اپنی موجودگی مین حریف کے مقابل نہونے دین تو ایسے سردارون
کی سرداری پر تف ہے تم اُن سردارون سے قطع نظر کرکے میری طرف چلے آؤ تمہاری خاطرداری
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا تمکو بادشاہ بناؤنگا سینہ سپر ہو کے مقابلہ کرونگا اور اگر
اس طرح کا اعزاز و احترام ناگوار خاطر ہو تمکو اختیار ہے آؤ میری غلامی اختیار کرو اول [illegible] تو میری
یہی تجویز ہے کہ تمکو عزت و حرمت سے اپنے ساتھ رکھتا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے اس تقریر کو
سن کے بکمال تعجب نقابدار کی صورت دیکھی اور کہا اے نقابدار تیرے خیال مین تیرے حواس
درست نہین ہین بیکار تو آمادۂ پیکار ہوا جا پہلے اپنے حواسون کا علاج کر بعدہ میرا مقابلہ کرنا ورنہ مفت
بیکار تیری جان ضائع ہوگی اور اگر یہ رعایت پیش آؤنگا تیری ہلاکت سے باز آؤنگا صرف تیرے گرفتار
کرنے پر اکتفا کرونگا تاہم تجکو تکلیف ہوگی نقابدار نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مجکو کمال
تعجب ہے کہ تم ایسے صاحب فہم شخص اس طرح کی باتین کرتے ہو تم مجکو کیا ہلاک یا بستہ و گرفتہ کرو
جو کچھ تم کہتے ہو وہ سب تمکو پیش آئیگا اور علاج تم اپنا کرو کہ میرے مقابلے کو آ گئے ہو اور میرے
روبرو اس طرح کی باتین کرتے ہو آؤ مقابلہ کرو غرضکہ ہنگامہ حرب و ضرب گرم ہوا تیسرے روز
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا نقابدار
نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اگرچہ مجکو تمہارے زور و طاقت کا حال پہلے سے معلوم
ہے لیکن اسوقت مجکو دھوکا ہوا جو مین تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا اس مرتبہ مجبور ہا کر دو بعد

اسکے اگر میں گرفتار ہو جاؤنگا تو مجھکو بند رہنا ہوگا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے
پھر گھوڑے اور اسپ زمین پر رکھکے ملکر مقابل آئے تفا بدار بار دیگر مرکب پر سوار ہوا اور پہنچا
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی پر تلوار کا وار کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے پھر اُس وار کو سپر پر
رد کیا اور پھر اپنا وار کیا تفا بدار نے بھی اُس وار کو رد کیا بعد دونوں پیادہ امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی نے بار دیگر تفا بدار کو پشت زین سے ہاتھ پر بلند کر لیا اور زمین پر رکھکے نقاب اُلٹ دی
اُسکے چہرے پر نشانات اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھے نہایت تعجب ہوا حسب و نسب
اُس سے پوچھا تفا بدار نے کہا بندہ دختر خسرو شاہ کے بطن سے ہے میرے پدر عالی قدر کا نام
شاہ سعد ہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے نام پوچھا تفا بدار نے کہا مجھکو شاہزادہ کیخسرو
کہتے ہیں جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے تفا بدار کو گود میں اُٹھا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
خواجہ عمر ثانی بن امیر حمزہ بھی موجود تھے اُنھوں نے یہ خبر شاہ سعد کو پہونچائی شاہ سعد
بہت خوش ہوئے اور کہا اے خواجہ عمر ثانی جلد لاؤ میرے فرزند کو کہاں ہے خواجہ عمر ثانی
شاہزادہ کیخسرو کو شاہ سعد کے پاس لائے شاہزادہ کیخسرو اپنے پدر والاقدر کو دیکھکے
پاؤں پر سر رکھ دیا محبت پدری نے جوش مارا شاہ سعد کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنے
فرزند کو سینے سے لگایا حمام میں بھیجا بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی سے سرفراز کیا بارگاہ میں آئے
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے شاہزادہ کیخسرو کو قاسم کی جگہ مرحمت کی اور بکمال لطف و محبت
پیش آئے کہا اے کیخسرو جس وقت مجھکو تیری اُس تقریر کا خیال آتا ہے کہ آؤ تم میری غلامی اختیار کرو اور
تم میرا مقابلہ کیا کر سکو گے بے اختیار ہنسی آتی ہے واقعی تو بڑا صاحب جرات و ہمت ہے اور تیرے
[illegible] کا حال مجھپر بخوبی روشن ہو گیا شاہزادہ کیخسرو نے دست بستہ عرض کیا کہ والا قدر
[illegible] حالت میں کمال تقصیر شدہ ہوں مجھکو اس حال کی مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ کیا مجال تھی کہ میری زبان
سے کوئی کلمہ خلاف نکلتا اب امیدوار عفو قصور ہوں امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا اے فرزند
[illegible] خود اس بات کا خیال ہرگز نہ کر کہ مجھکو تیری اُس وقت کی تقریر کا ملال ہے بلکہ تیری اُس وقت کی
دلیرانہ تقریر سے میں بہت خوش ہوا ہمیشہ اپنے مرد مقابل سے اسی طرح دلیرانہ تقریر کرنا چاہیے
[illegible] تذکرہ میں نے اُس وقت کی تقریر کا ذکر کیا جسکے خیال سے مجھکو ہنسی آتی ہے بعد اسکے فرمایا اے
فرزند [illegible] خبر میں نے سنا ہے وہ یہ ہے کہ تمھارے پدر والاقدر سلطنت کو ترک کیے ہوئے ہیں
اور سلطنت کی طرف سے بالکل دل اُٹھا ہوا ہے ارادہ کیے ہوئے ہیں کہ کعبۃ اللہ جا کے روضہ
حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر جا کے بقیہ عمر وہیں بسر کریں شاہزادہ
کیخسرو نے کہا ہاں یہ درست ارشاد ہوا مگر میری فہم میں اُن حضرت کے اس قطع کے سبب
معقول نظر نہیں آتا اور [illegible] میں اس نظر سے کہتا ہوں کہ ابھی کفار کے مقابلے میں ہنگامہ جنگ
گرم کرنا ہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا ہاں رائے تو میری بھی نہیں ہے آئندہ اُنکو اختیار
ہے تمھارا [illegible] مانع ہونے سے شاید رہ جائیں بعد اس گفت و شنید کے امیر حمزۂ صاحبقران
[illegible] شاہ سعد کے پاس سلیمانی [illegible]

ہوئے لباس سرخ زیب تن کیا دربار مین رونق افروز ہوئے شاہزادہ اسد سے فرمایا کہ پیرویز کو مع
سرداران دیگر حاضر کرو شاہزادہ اسد نے فوراً خسرو و پیرویز وغیرہ کو حاضر کیا گبران ضلالت شعار
نے جو شان و شوکت دربار کی دیکھی کفار کے رسم کے موافق سلام کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
کو اس طرز کا سلام بہت ناگوار معلوم ہوا فرمایا اے خسرو تو نے دیکھا کہ تیرے بتون نے تجھکو اس حالت
مین مبتلا کر دیا حالانکہ مدت العمر تو نے اُن پتھرون کی پرستش کی پھر کیا نتیجہ دیکھا اب تیرے حق مین یہی بہتر ہے
کہ ضلالت شعاری کو ترک کر کے راہ راست کو اختیار کر ورنہ ابھی قید و بند کی زحمت مین مبتلا ہے لیکن
تھوڑی دیر کے تیری جان کی خیریت نہین اگر تیرا یہ خیال ہے کہ دین آبائی کو ترک کرنا نامناسب
ہے تو مین تجھکو یاد دلاتا ہون کہ تیرے باپ نے بھی آخر الامر دین اسلام کو اختیار کیا اور اُسکے صلے مین
اُسکی عزت کی گئی یعنے شاہزادہ نورالدہر کے لشکر کا حاکم کر دیا گیا اسی طرح اگر تو دین اسلام اختیار کریگا
تیری رعایت ملحوظ رکھی جاویگی آگاہ ہو کہ فی الحال شاہزادہ نورالدہر قلعۂ حصار مین سے چھوٹ
آیا ہے عنقریب وہ یہان پہونچے گا پیرویز نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی سب کچھ مجھسے ممکن
ہے لیکن یہ نہین ممکن ہے کہ جن بتون کی مین نے مدت العمر بندگی کی ہے اُنکی بندگی دفعتاً ترک کر کے دین
اسلام کو جسکی ہمیشہ مذمت کرتا رہا اختیار کر لون میرے باپ نے جو مذہب اسلام کو اختیار کر لیا
یہ اُنکا فعل تھا مجھکو اس قصے سے کیا کام ہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا تجھکو ہر طرح اپنا ہلاک
ہونا منظور ہے پیرویز نے کہا اپنا ہلاک ہونا کسی طرح منظور نہین ہوتا ہے لیکن اگر کوئی کسی کو ہلاک ہونے
کے واسطے مجبور کرے تو کیا چارہ ہے مین تمھارے اختیار مین ہون تمکو ہر طرح کا اختیار ہے مگر یہ خوب
یاد رکھو کہ مین خداوند لات و منات سے کبھی منحرف نہونگا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی شاہزادہ
اسد کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس گبر کو بیرون لشکر لیجا کے دار مین باندھو اور تیر باران کرو
راوی کہتا ہے کہ اُس زندان مین ارشاد اور لہراسپ بھی مقید تھے مع ایک غلام حبشی کے جسنے
لہراسپ کا بہت ساتھ دیا تھا جیسا کہ اب بھی لہراسپ کے ساتھ مقید ہے امیر حمزۂ ثانی
ارشاد اور لہراسپ کے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگون کا کیا ارادہ ہے اُن دونون
نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی لشکر اسلام کا جو کچھ حکم ہو وہی ہمارا بھی ارادہ ہے جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا اصل حکم ہمارا سب کے لئے عموماً یہ ہے کہ جو بت پرست یا منحرف
اسلام اپنی گمراہی کو ترک کر کے مذہب اسلام اختیار کرے گا ہم اسکو فوراً رہا کر دین گے اگرچہ اُسنے
کیسا ہی مسلمانون پر ظلم کیا ہوگا اور علاوہ رہا کرنے کے اعزاز اور انواع اقسام کی رعایت پر لحاظ
رہیگا اور جو ضلالت پیشہ اپنی گمراہی کو ترک نہ کرے گا ہم اسکو ہرگز رہا نہ کرین گے بلکہ زندہ نہ
رکھین گے اگر وہ کیسا ہی بے قصور ہوگا مزید بران اُسکی ذلت و توہین کے بھی خواہان رہین گے
لہراسپ اپنے غلام کے جانب متوجہ ہوا کہ وہ بھی گرفتہ و بستہ موجود تھا اُس سے کہا اے باوفا
چونکہ تو میرا سچا خیرخواہ ہے لہذا اسوقت ہم تجھسے اسوقت اس بات کا مشورہ لیتے ہین کہ ایسے وقت
مین کیا مناسب معلوم ہوتا ہے اُسنے کہا خداوند مین مدت سے اس موقع و محل کا متلاشی تھا کہ کسیطرح

خیال سے خاموش تھا کہ میرے مالک کے مذہب کے خلاف میرا خیال ہے اگر اپنے خیال کا اعلان کرونگا مالک کے خلاف ہوگا اور وفاداری کا سلسلہ ہاتھ سے نکل جائے گا میری رائے مستحکم یہ ہے کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی ہدایت کو قبول کرو دنیا بھی حاصل ہو جائیگی اور عقبیٰ بھی بخیر ہوگی آیندہ اختیار بدست مختار مگر یہ ملحوظ رہے کہ مین اب بلا تامل مذہب اسلام اختیار کرلونگا مالک حقیقی سے سرتابی کب تک ہوسکتی ہے ؎

غرق دریائے گناہے تا بکے	ذرہ معاصی رو سیاہی تا بکے
جد تو آدم بہشتش جائے بود	قدسیان کردند بہر او سجود
یک گنہ چون کرد گفتندش تمام	مذنبی مذنب برو بیرون خرام

اور یہان تو تمام زندگی گمراہی مین بسر ہوگئی دیکھیے عاقبت مین کیا خراب حال ہوتا ہے مگر خیر بر رفتہ مسلمانون کے خدا سے مغفرت چاہین گے اور کہین گے ؎ بر من مگر بہ کرم خویش نگر

وہ غلام حبشی تا دیر اسی طرح کی تقریر کرتا رہا لہراسپ سکوت مین اسکی تقریر سنا کیا جب اُس غلام حبشی کی تقریر ختم ہوئی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے جانب متوجہ ہوا اور کہا بہت اچھا مذہب اسلام کے ارکان ارشاد فرمائیے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے اول اُسکو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور اصول و فروغ سکھائے بعدہ اُس غلام حبشی کو کلمہ طیبہ پڑھا کے فوراً اُسکے بند کھول دیے اور فرمایا اے باوفا ہمنے تجکو آزاد کیا آج سے تو اپنے کو کسی کا غلام و محکوم نہ سمجھنا اُسنے کہا قربانت شوم یہ بندۂ حقیر اس مرحمت و عنایت کا کمال ممنون ہوا مگر یہ تو ارشاد ہو کہ کس گمراہی کی حالت مین تو مین نے اپنے مالک کا ساتھ نہ چھوڑا اور اب تو دولت دین مجکو ملی اب مین اپنے مالک کو کس طرح چھوڑ سکتا ہون جبتک زندہ ہون مین کبھی ساتھ نہ چھوڑونگا لہراسپ کا بندہ ہون لہراسپ اُس غلام حبشی کی اس وفاداری کی تقریر سے بہت خوش ہوا اور کہا مین نے بھی تجھے آزاد کیا اُس غلام حبشی نے لہراسپ کے کہنے پر بھی اعتنا نہ کی اور اُسی طرح سایہ کی طرح ساتھ موجود رہا اب امیر حمزہ صاحبقران ثانی ارشاد کے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اب تمھارا کیا ارادہ ہے وہ اس تقریر مذکورہ کو سن رہا تھا اور دل مین کہ رہا تھا کہ بغیر قبول مذہب اسلام یہان بچنا محال ہے ارشاد نے کہا اے والا منزلت مجکو بھی دین اسلام کے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین ہے جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ارشاد کو بھی کلمہ طیبہ پڑھا کے دین اسلام کے عقائد تعلیم کیے اب امیر والا توقیر سرداران لشکر اسلام کے جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا ہان صاحب کوہ پیدو یزکوہ دار پر کھینچا سب نے عرض کی بموجب ارشاد فرمانے حضور کے فوراً تعمیل حکم کی گئی صرف حکم ثانی کی تاخیر ہے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے سردارون کو ساتھ لیے بیرون لشکر اس مقام پر آگئے جہان پیدو یز دار پر کھینچا ہوا تھا پیدو یز کے روبرو آکے فرمایا اے پیدو یز دیکھ اب بھی خیریت ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرنے مین پیچ کرتا ہو کہ مذہب حق ہے تو دین اسلام ہے اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کی دلائل رکھتا ہے تو بیان کر ہم اُن دلائل کو سنین گے اور اُنکا جواب معقول دینگے اس موقع پر زبردستی سے کام لینا نہین چاہتے اُسنے کہا اے امیر حمزہ صاحبقران ثانی اگر ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤنگا اور پھر زندہ ہونگا تو بھی دین

سے فرمایا آخر جسکو تو خداوند لات ومنات کہتا ہے اُسکی کچھ ماہیت تو بیان کر پیرو بیز نے کہا
جسکو دل قبول کیے ہوئے ہو اُسکی ماہیت کا بیان کیا کیا جاوے اور اصل امر تو یہ ہے کہ میرے
دماغ مین اسقدر لیاقت بھی نہین ہے کہ مذہب کے بارے مین کسی سے بحث کرون ہان اسقدر
ضرور کہونگا کہ جسکو خداوند کہا کہا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو اُسکی اس تقریر بے معنی سے بہت
غصہ آیا اور پیرو بیز کی جانب سے منہ پھیر لیا ترکش کی جانب نگاہ کی اور تیر نکالا کمان مین جوڑا
چٹکی کو کھینچا ہنوز وہ تیر چٹکی سے رہا نہونے پایا تھا کہ یکایک ایک ٹکڑہ ابر نمایان ہوا قریب آیا اور
اُسمین برگد کے درخت کی طرح صدہا شاخین آویزان تھین وہ شاخین پیرو بیز اور تمام سرداران
ہمراہی کو چھپیرہ کرکے اُٹھا لیگئین امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اور تمام سرداران لشکر اسلام اس
واقعۂ عجیب کو دیکھکے ہمہ حیرت تھے ہر چند عقلون کو دوڑایا مگر کچھ سمجھہ مین نہ آیا ایک نے دوسرے
سے کہا یارو غضب ہوا پیرو بیز زندہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اب دیکھیے ہمارے سرون پر
کیا بلا نازل ہوتی ہے کس مصیبت مین پھنستے ہین امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نہایت متعجب و متامل
وہان سے اپنے خیمے مین آئے چند سردار بھی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کے ہمراہ خیمے مین
آئے مگر کچھ نہ کہتے تھے اور سب اپنے غور کچھ سوچتے تھے اور خاموش ہو بیٹھے تھے جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا صاحبو کچھ تو کہو اب کیا کرنا چاہیے سب نے کہا اے عالی
منزلت والا مرتبت کیا کہین سبب عقل ہی کچھ کام نہین کرتی امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا
شاہزادہ رستم بن ملک امیر ملک خطا کی جانب گیا ہوا ہے مع دست چلپان بہتر یہ معلوم ہوتا
ہے کہ ہم بھی چلین تاکہ وہ ہمسے متفق ہوجاوین اور یہان آئین اور اگر نہ آئین کے پاس اُنکو مشغول کیا
دیوے کہ اپنے ساتھ لاوین گے اپنے امکان تک اُنکے لانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ
کرینگے آخر ہمسر دست ہے حادی کو حکم دیا کہ بارگاہ کو باہر بھیجا دے سعد بن قباد کو قلعہ خاور
مین چھوڑا تھا یکایک ایک قاصد گرد آلود پسینہ مین غرق نمودار ہوا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
کو بہت فکر لاحق تھی حکم دیا کہ جلد اس قاصد کو میرے قریب لے آؤ جب قاصد آیا اُس سے
پوچھا جلد کہ کہان سے آیا ہے اور کیا خبر تازہ رکھتا ہے اُسنے کہا ملک فرنگ سے چلا آتا ہون یہ کہکے
پگڑی سے خط نکال کے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی خدمت مین پیش کیا حمزۂ صاحبقران
نے سر نامہ چاک کیا خط پڑھا خورشید بن تلقیا سے فرنگی نے لکھا تھا کہ جس وقت جناب
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے ملک فرنگ کو مسخر کیا تھا اور مرزوق کو جہنم واصل کیا تھا
میرے باپ تلقیا سے فرنگی کو حاکم وہان کا کرکے تشریف لیگئے تھے پس میرا نام میرے باپ
کر خوف سے ملک فرنگ کے کوہستان مین جا چھپا تھا حسب اتفاق اُسکا ایک لڑکا پیدا ہوا ہے
شہریار نام ملک فرنگ کے منجمان کامل الفن نے اُسکے طالع کو دیکھکے اُسکی نسبت حکم لگایا
ہے کہ یہ لڑکا بڑا شہرہ معلوم ہوتا ہے کسی زمانے مین اس سے کارہائے نمایان ظہور مین آوینگے اور
ایک جوان شمائل خان بن عبدالل خان نام بھی اُس سے متفق ہو گیا شمائل خان وہ زبردست

ہے اور اُسکے اسلحہ مین سے اکثر اسلحہ ایسے وزنی ہین جنمین سے صرف ایک کا وزن ایک ہزار
من سو من ٹھہرا ہے اُسنے تمام ملک بہارہ فرنگ پر قبضہ کر لیا اور اب ساعت مین گذرا ہے کہ شہر و دیبہ
کے جانب بھی اُسکا مصمم ارادہ ہے کہ وہان کی بھی خبر لینا چاہیے میری سمجھ مین نہین آتا کہ اُسکی شہر و ممالک
کی نوبت کہانتک پہونچے گی اور انجام کیا ہوگا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا سنو صاحبو
مین اس نامے کو با آواز بلند پڑھتا ہون سب متوجہ ہوئے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے با آواز
بلند نامہ پڑھ کے سنایا شاہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ نے جو نام شہریار کا سنا خون
غیرت جوش مین آیا خواجہ عمر ثانی نے کہا واقعی شہریار بہت بڑا دلیر و جری ہے اور شاہزادہ
سکندر رخ لقا نے بھی شہریار کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا یہ بات کچھ سمجھ مین نہین آتی کہ
شمائل خان شہریار تک کس طرح پہونچ گیا طلسم بن لند مصور نے بھی اپنی اور شمائل خان
کی میدان داری کا حال بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا شہریار کی جنگ و حرب
کا حال معلوم ہوا لعین ہے ایسا جری اور دلیر جو شہریار کے مقابلے کو جائیگا شہنشاہ اپنی جگہ
سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی اے والا جاہ کمترین کو اجازت ہے تا کہ شہریار کے مقابلے کو جاؤن
شاہزادہ بدیع الملک نے شہنشاہ کی بہت تعریف کی اور کہا اے دلاور اگر تم اسوقت شہریار
کے مقابلے کو جاتے تو مین خود شہریار کے مقابلے کو جاتا شہنشاہ نے کہا اے شاہزادہ والا جاہ
تمہارا یہین مقیم رہنا مناسب ہے جنگ رستم و ملک ایرج و فضل بن رستم کے واسطے انکا
علاج تمسے بخوبی ہوگا بعد اسکے سکندر رخ لقا بھی رخصت طلب ہوا امیر حمزہ صاحبقران
نے اسکو بھی رخصت دی پھر ممالک شاہ و صفدر وقت و طہماس ثانی و جانسوز و زالطیبا
کو بھی ہمراہ کرکے روانہ کیا اور سعد کو ملک ختا مین چھوڑ کے شہر خطا کے جانب متوجہ ہوئے
لیکن رستم ثانی نے مع سرداران دست چپ کے ملک باختر سے کوچ کیا تھا اثناے راہ مین
سنا کہ صلصال غار افراسیاب سے باہر آیا تمام ترکستان پر قبضہ کیا پھر وہ یزدی کی مدد کے واسطے خطا
کے جانب گیا ہے اور اُسکا بیٹا خلخال خان ملک خطا مین ہے شاہزادہ رستم ثانی نے بجاے خود
یہ رائے قرار دی کہ اول فکر ترکستان کرنا چاہیے بعد ازان ملک ختا مین جائینگے چنانچہ
کوچ کرکے روانہ ہوا منزل بمنزل چلا جاتا تھا جب نزدیک ترکستان کے پہونچا خلخال خان
نے شاہزادہ رستم ثانی کے آنے کی خبر سنی سمجھا کہ اس جوان دلاور کے مقابلے مین سربر نہوگا تمام
فوج کو قلعے مین داخل کرکے دروازہ قلعے کا بند کرلیا شاہزادہ رستم ثانی کو وہان پہونچ کے
اُسکے محصور ہونے کا حال معلوم ہوا ایک شخص ہوشیار کو تجویز کرکے خلخال خان کے پاس
یہ پیام بھیجا کہ ہم میدان خاص تجھسے مقابلہ کو آئے ہین تجکو لازم ہے کہ قلعے سے باہر آکے فنون جنگ
صرف کرکے ظاہر کر اور اگر تجھ مین قابلیت ہمارے مقابلے کی نہین ہے فوراً دروازہ قلعہ کو وا کرکے
اور مع مردان ہمراہی ہماری اطاعت اختیار کرے خلخال خان کو یہ پیام پہونچا اُسنے جواب

کی مدد سے بمکر و فریب فتح میسر ہوئی جب اسکا جواب شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچا حکم دیا کہ یہین خیمہ
برپا کیا جاوے فوراً خیمے برپا ہو گئے چند روز تک وہان قیام کیا خلخال خان اُسی طرح حصاری
رہا ہر روز نامہ و پیام خلخال خان کے پاس جاتا تھا خلخال خان اسکا جواب دیتا تھا اُس
عرصے مین مردان ہمراہی کے اعضا سے ماندگی رفع ہو گئی شاہزادہ رستم ثانی نے ایک روز
حکم کر بندی فوج کو دیا وہ سب فوراً مسلح و مکمل ہو گئے خود بھی اسپ چین کپکو د پر سوار ہوا فضل
بن رستم ملک ایرج سلیمان ثانی جمہور دیوپور نوریج بن بدیع الزمان ہاشم شمشیر زن وغیرہ
سرداران نامدار و پہلوانان جلادت شعار کو ہمراہ لیا اور قلعہ پر یورش کی خلخال خان کے چند سردار
بیرون قلعہ خندق کے محافظت کیواسطے مقرر رہتے تھے جب اُنہون نے دیکھا کہ یہ جوان بالکل آمادہ
جنگ ہی اندرون قلعہ خلخال خان کے پاس پیام بھیجا کہ شاہزادہ رستم ثانی بالکل آمادہ پیکار ہی ہم
چند متنفس بیرون قلعہ مقیم ہین شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے مین کیا کر سکتے ہین بجز اسکے کہ ہلاک
ہو جائین اور خواہ مخواہ کی ہلاکت مناسب معلوم نہین ہوتی ہی اگر حکم ہو تو ہم بھی اندرون قلعہ داخل
ہون خلخال خان نے جواب دیا کہ ہم لوگ اندرون قلعہ مقیم ہین بیرون قلعہ کی بھی خبر گیری لازم
ہی اگر تم لوگ بھی اندرون قلعہ داخل ہو جاؤ گے تو ہمکو بیرون قلعے کی خبر نہ معلوم ہوگی جہانتک
ممکن ہو اپنی حفاظت کرو بعدہ جیسا کچھ مناسب ہوگا تمکو اطلاع دیجائیگی اُن سردارون نے باہم مشورہ
کیا کہ خلخال خان اپنی حفاظت جان کے واسطے قلعے مین جا چھپا ہی اور ہمکو ہلاک کروانا
چاہتا ہی اُسکے دماغ مین فتور معلوم ہوتا ہی مگر ہمکو بھی اپنی حفاظت لازم ہی چنانچہ وہ سب شہر کی طرف
چلے ہنگامہ جنگ گرم ہوا تمام دن کشت و خون رہا پھر شب کو اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے
جوان جسکو جو کچھ مل گیا کھا لیا اور تمام شب اسی طرح مسلح و مکمل شہر مین بیٹھے صبح کی تیغ کو تمام
شہر کو مسخر کر کے قلعے کے جانب رخ پھیرا ہنوز خندق تک پہونچنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ سامنے
سے تتق گرد نمایان ہوا اہل قلعے نے بھی بلندی قلعہ پر جا کے دوربینون سے اُس تتق گرد کو
دیکھا جب تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا مخبر وارون نے خبر دی کہ لعل بن نوریج
چالیس ہزار سوار کی جمعیت ہمراہ لیے چلا آتا ہی مسلمانون کو سخت تردد لاحق ہوا شاہزادہ رستم
ثانی نامدار نے اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یارو ہوشیار خبردار ہوشیار رہنا جاؤ لعل بن
نوریج بدرگ کا سامنا ہی یہ موذی نہایت زبردست و جنگ آزمودہ ہی سب سردار ہوشیار
ہو گئے تا اینکہ لعل بن نوریج بدرگ مع فوج ہمراہی قریب آگیا شاہزادہ رستم ثانی نے قلعے کی
جانب سے روگردانی کی لعل بن نوریج بدرگ کے جانب آئے لعل بن نوریج بدرگ نے
آتے ہی نعرہ مارا کہ اے خدا پرستو اگر نہین جانتے ہو تو جان لو مین ہون لعل نام نوریج خان کا بیٹا
مین نے اکثر تم مسلمانون کو پسپا کیا ہی اگر خداوند لات و مناۃ نے چاہا تو آج بھی تم سب کا
خون زیر قلعہ بہاؤنگا اگر تمکو اپنی جان کا پاس ہی تو خداوند لات و مناۃ کی بندگی اختیار کرو اور
خدائے نادیدہ کی پرستش سے توبہ کرو شاہزادہ رستم ثانی نے کہا او نوریج بدرگ بچے مین تجکو
خوب پہچانتا ہون اگر نوریج بدرگ کا بچہ ہی تو کیا پوچ کہتا ہی اور تیرا خداوند لات و مناۃ کیا

وقت کہنا ہر جسکی ہمت کی اختیار کرین گے سہ بہادر اپنے واری نامور و نشان ہ کہان کیسانی فرزند گرزان
لعل بن تورج بدرنگ نے قدم آگے بڑھایا اور کہا مین آیا ہون تجھ سے مقابلے کو اگر تو کچھ جرأت
رکھتا ہے تو وار کر ورنہ کسی اور پہلوان جری و بہادر کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج شاہزادہ
رستم ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ لعل بن تورج بدرنگ کا مقابل ہو سلیمان ثانی نے مرکب کو مہمیز
کرکے شاہزادہ رستم ثانی کے پاس آیا اور کہا اے دلاور دوران ابھی تمھارے حرب و پیکار کا وقت
نہین آیا ہے پہلے ہم لوگ جنگ و حرب کا ہنگامہ کرلین تو پھر تمکو اختیار ہے شاہزادہ رستم ثانی
نے نہ مانا تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او بدرنگ بچا اپنا وار کر لعل بن تورج بدرنگ نے
تلوار کا وار کیا شاہزادہ رستم ثانی سپر پر اُس وار کو روک گیا اور پس پشت جا کے لعل بن تورج بدرنگ
کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا فوج کفار نے جو یہ حال لعل بن تورج بدرنگ کا دیکھا سب ایکبار
دوڑے اور اس طرف سے سرداران لشکر اسلام بھی جھپٹے دونون طرف کے لوگ
اُس مقام پر پہونچین لعل بن تورج بدرنگ نے جھٹکا دیا شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے
اسکا کمربند چھوٹ گیا اب جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی کشتون کے پشتے سرون کے انبار لگ
گئے شام تک ہنگامہ کشت و خون گرم رہا فوج کفار کے گروہ کے گروہ کشتہ ہوئے اُنکے حواس
باختہ ہو چکے تھے اُنہون نے طبل بازگشت بجوایا اب دونون لشکر اپنے اپنے مقام
قیام پر واپس گئے

اب اُس سلسلہ قصہ کا حال سُنیے کہ جب لعل بن تورج کو نقابدار پلنگینہ پوش کے مقابلے سے اژدہا نگل گیا تھا

سرو عاشق ہو گیا اُس غیرت شمشاد کا
غنچہ خنجر جیسے اُس ... فولاد کا
دیکھ کر پیچ ہو اگر کہتے ہین شیرین کا
لو تیا بل جائے گر میرے تاثیر بیداد کا
کوئی غنچہ ہے کوئی گل ہے کوئی پژمردہ ہے
شمع روشن بنگیا ہے دیو قلم بہزاد کا
کوہ کو جاتا نے شکل ... کھینچ ... [illegible]
جیسے آشوب جہان ... آدم زاد کا

نقل جیسا یا قمر لیکن کبھی بیداد کا
الفت ابرو مین کھینچا ہے ... الف
پھر یاد آتا ہے ... ہاتھ بیداد کا
عشق ولین ہر دل ... اخترکے ...
دیکھتے ہین اسم تماشا گلشن ایجاد کا
محو نقش ایسا ہون کہتے ہین اگر ... [illegible]
بیڑیان ڈالین بڑا احسان ہے صیاد کا
جا کے ہین دل ... [illegible]

دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی ...
قد میرا ہو سرو ... شمشاد سے آزاد کا
جائے قاصد وہ پری ... [illegible]
... سے نشان ... [illegible]
... تیرے رخسار تا ... [illegible]
شبہ ہوتا ہے مجھے محبوب کی بیداد کا
شرم سے پوشیدہ کہتے ہین پریزاد آنکھ
جائے دل کو ... شمشاد کا

مخبران مضامین عجیبہ و گلچینان اخبار طرفہ و غریبہ اس حال حیرت اشتمال مین اس طرح قلم فرسائی کرتے
ہین کہ جب نقابدار پلنگینہ پوش کے مقابلے سے اژدہا لعل بن تورج بدرنگ کو نگل گیا تھا
تو لعل بن تورج بدرنگ نے آنکھ کھولی دیکھا ایک قصر عالی شان جسکی خوبی و بلندی برتر از گنبد
دوگنان ہے لب دریا واقع ہے گرد اس قصر عجیب الفضا کے ایک باغ سرسبز و شاداب ہے درختان
گل و ثمر کثرت سے ہین ... [illegible] ... طائران رنگارنگ چمن مین ...
اُس قصر کے وسط مین ایک صفحہ سنگ مرمر کا ... صاف سپید بنا ہوا ہے چارون کونون پر

صفوے کے چاروں طرف اسی طرح چھوٹے رستے ہین کہ اُسکی نہی دو رنگ درختون پہ سپہر تہی ہے کر
لعل بن لقو ریح بدرگ نے اپنے کو اُس صفوہ پہ پایا اندرون قصر جلوہ نگاہ کی چند پریزادون کو دیکھا
جو حسن کے دریا مین الرسر تا پا غرق زیور تو کچھ ایسا نہین لیکن لباس اُنکا نہایت پر تکلف و بیش بہا ایک
تخت جواہر نگار کے گرد کھڑی ہوئین کچھ باتین کر رہی ہین اور ایک نازنین سراپا خوبی وہ تمکین زیور
جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ لباس پر زر زیب تن کیے بکمال ناز و انداز اُس تخت پر بیٹھی ہے
اور سنگار مد رقص و نوا گرم ہیں اور ایک نازنین رقاصہ اس غزل کو نہایت خوش اسلوبی سے گا رہی ہے

جلاتے ہین تجھے اے دل ستمگر و کیا کیا
تو دیکھ لیجیو اے دل سے اٹھے گا تو کیا کیا
گذر ہوا نہ یہانتک بہار سے سر پیکا
چمن مین رنگ نہ لایا ابر الم کیا کیا
تجھی کو خوب ہے اے بے نیاز درشن ہے
بھیجا پچھے وہ کرتے ہین نشست و شستو کیا
چمن مین بہیان جب آیا ہے زلف پیچانکا
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا
ہوس مین دید کی خود رفتگی کے عالم تو نیا
صبا نے خاک اڑائی ہے کو بکو کیا کیا

ترا ہی کام ہے کرتا ہے ضبط تو کیا کیا
بہا ملین حسن پرستون کی جان لینے کو
صبا نے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا
سما گئی ہے گلو نہین بوسی ہے کہ غنچون مین
ہے پیر دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا
لگے ہے کھینچ کے رکھی ہے تیغ قاتل
ہوئی ہے روح پریشان برنگ بو کیا کیا
لیا جو دشت جنون شہرہ کے مجنون نے
لیا ہے ہمارے دلکو آرزو کیا کیا
زبان جدا اُنکی شرف نشہ مین بکتی ہے

پڑا تو ہے پہ مزا عشقبازی کا
نکھر نکھر کے نکلتے ہین خوبرو کیا کیا
پتنگ پتنگ کے کہین گل بنا کہین لالہ
چمن مین یار کے لبس لبس گئی ہے بو کیا کیا
لہو مرا نہین چھٹتا ہے اُنکے دامن سے
خوشی مین آنکے پھول رنگ گا ہو کیا کیا
لپٹ لپٹ گئے تجھسے وہ تیر و تیغ
صبا نے دھوم اُڑائی ہے چار سو کیا کیا
بلا ہے خاک مین نیرنگ جب گلستان کا
مزے فرنگ کی وہ کرتے ہین گفتگو کیا کیا

تمام حاضرین اس غزل کو سن کے محظوظ ہو رہے تھے کہ ہنوز ایک لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ نازنین
تخت نشین تخت پر کھڑی ہو گئی اور نازنینان ہمراہی سے لعل بن لقو ریح بدرگ کے جانب
اشارہ کر کے کہا اس جوان کو یہان بلا لاؤ اور نازنینان ماہ لقا سراپا حسن و ضیا حسب الحکم نازنین
تخت نشین لعل بن لقو ریح بدرگ کے پاس آئین اور کہا چل تجکو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہے لعل بن لقو ریح
اول ہی اُس نازنین کو دیکھ کے از خود رفتہ ہو چکا تھا یہ خیال تھا کہ مین کون ہون اور یہ مقام کیا ہے
اور کس طرح یہان پہونچا اور سب کے لگنے کا خیال بھی فراموش تھا فوراً اُن نازنینون کے ساتھ
ملکہ نازنین تخت نشین کے قریب پہونچا کہا غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے نازنینان ہمراہی نے کہا اس
خاموش رہ ہماری ملکہ جو کچھ فرماوے اُسے سن اور تو کچھ نہ کہ خلاف ادب ہے لعل بن لقو ریح بدرگ
نے کہا بہت مناسب ایسا ہی ہوگا خطا ہوئی معاف کرو اُنہون نے کہا خاموش رہ یہ بھی خبر ہے
نہین تو عتاب نازل ہوگا سزا اسکے تخت پائیگا طرح طرح کی مصیبتون مین مبتلا ہو جائیگا لعل بن
لقو ریح بدرگ نے کہا اسمین شک نہین مجھے یقین ہے ایسے ہی خداوندون کا دربار ہے اچھا اب
اصل مطلب کہو خداوند لاست و مشاست کرے وہی مطلب ہو جو مین سمجھا ہون اُن نازنینون
نے اُسکے سر پر ایک دھول جمائی ٹوپی سر سے گر پڑی لعل بن لقو ریح بدرگ نے ٹوپی اُٹھائی
سر پہ پہنی اور کہا بہت بہتر ارشاد فرماؤ کیون بلایا ہے نازنین تخت نشین نے کہا تیرا نام لعل
بن لقو ریح بدرگ ہے اُسنے دست بستہ کہا حضور کو کس طرح میرا نام معلوم ہوا ہان واقعی میرا نام

ہی اُس ملکہ تخت نشین نے کہا ہمکو تیرا نام کسی طرح معلوم ہوا مگر اب یہ بتا کہ تجکو بھی ہمارا نام
معلوم ہی لعل بن توریج نے کہا ہرگز نہیں مگر میری مجال بھی نہیں کہ حضور کا نام مبارک پوچھ
سکون ملکہ تخت نشین نے کہا ہم تجکو اپنا نام بتائے دیتے ہیں اگر تجکو ہمارے نام کے
معلوم ہونے کی ضرورت ہو لعل بن توریج بدرگ نے گڑگڑا کے دانت نکال کے دست بستہ
کہا قربانت شوم مجکو اور حضور کا نام مبارک معلوم ہونے کی ضرورت ہو یہیں تو کیا کہوں
بس اب کچھ کہتے نہیں بن پڑتا اور خاموش بھی رہا نہیں جاتا خفا نہو تو کہوں نازنیناں ہمراہی نے
کہا پھر تو بڑا دکھ ہوا بس خاموش رہ نہیں تو تیرا سر کٹوا دیا جائے گا لعل بن توریج بدرگ نے
کہا بہت خوب ہاں اب نام مبارک حضور ارشاد فرمائیں اُس نازنین تخت نشین نے کہا
آگاہ ہو کہ ہیں دختر صلصال ہون نسترن خاتون نام ہمشیر نشین اور سبھی کچھ تجکو خبر ہی یا
نہیں لعل بن توریج بدرگ نے کہا مجکو کیا خبر ہی جو کچھ حضور ارشاد فرمائیں اُسکی خبر ہوگی اُس
نازنین مہ جبین نے کہا میری پیدائش عناصر کی ہی لعل بن توریج بدرگ نے کہا کس طرح
اُسنے کہا ہم دماغ سے پیدا ہوئے ہیں اور ہم ہیں جو صفت اعلیٰ ہی اُسکو اگر تو سنے تو یقیناً
بہت خوش ہو لعل بن توریج بدرگ نے کہا وہ کیا ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا مجکو
سحر و ساحری ہیں بہت بڑا ملکہ حاصل ہی ایسا کہ دنیا ہیں شاید کسی اور کو حاصل ہوا اور اگر تو راضی
ہو تو ہیں ابھی تجھے خاک سیاہ کر دوں یا اور جیسا تو کہے لعل بن توریج بدرگ نے نہایت
منت سے کہا ای نازنین سراپا حسن و ناز یہ تو کس طرح کی خوش طبعی تجھے کرتی ہو یہاں تک
تو صحیح ہی کہ تو نسترن خاتون نام رکھتی ہی اس جھوٹ سے کیا فائدہ کہ ہیں سحر و افسون
ہیں بھی اکمل ہون تجھ ایسی نازک اندام کو سحر و افسون سے کیا کام ہی اُسنے کہا تو جھوٹ نہ
سمجھ جو کچھ ہیں نے کہا ہی اُسکا امتحان ابھی ہوا جاتا ہی یہ کہکے کہا آنکھیں اپنی بند کر لے لعل بن
توریج بدرگ نے آنکھیں اپنی بند کر لیں بعد ملکہ نسترن خاتون نے کہا اب آنکھیں اپنی
کھول دے اب جو لعل بن توریج بدرگ نے آنکھیں کھولیں اپنے کو ایک باغ ہیں پایا وہاں
چند نازنینوں کو دیکھا جنہیں ایک یہ نازنین تخت نشین بھی تھی اور وہ قصر ہی اور نہ اُس طرح
کا باغ جسکے وسط ہیں [illegible] بنا ہوا تھا تب تو لعل بن توریج بدرگ کو یقین واثق ہوگیا کہ
بے شک یہ نازنین ساحرہ ہے [illegible] اُس نازنین سے پوچھا یہ مقام اور ہی بر خلاف اول کے
اُس مقام کا کیا نام تھا اور اس مقام کا کیا نام ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا مقام اول تو بالکل
نہ پوچھ کیونکہ وہ مقام ہیں نے خاص تیری ملاقات کے واسطے بزور سحر بنایا تھا اور اب اُسکا
نشان بھی نہیں اور اس مقام کا نام تنہا سرا افراسیاب ہی قریب شہر صندل اگرچہ یہاں بھی
سحر کا دخل ہی مگر اسقدر نہیں یہ وہ مقام ہی کہ جہاں کسی کا پہونچنا ممکن نہیں کیسی ہی جد و جہد کی جاوے
لعل بن توریج بدرگ نے کہا ای نازنین یہ تو نے بڑی خوشخبری سنائی ہیں ایسے مقام محفوظ
کی تلاش ہیں ہر سمت تھا اسواسطے کہ خدا پرستوں کا غلبہ اکثر ہوا کرتا ہی اور انکے مقابلے
سے گریز کر کے کہیں پناہ نہیں ملتی اب اگر ایسا اتفاق ہوگا تو ہم یہاں آ کے چھپ رہیں گے

اور جب موقع ہوگا مسلمانون کو زک پہونچائین گے مزید بران تیرے سحر و افسون سے بھی
کام لین گے ملکہ نسترن خاتون نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ سب خداوند لات و منات کا فیض ہے
لعل بن تورج بدرگ نے کہا یہ بھی خداوند لات و منات کا فیض و کرم ہے کہ مجھکو یہانتک پہونچایا
اور ایسا مقام محفوظ دکھایا اُس نازنین نے کہا بیشک بعد اس گفت و شنید کے دونون پہلو بہ پہلو
بیٹھے مگر اب جو لعل بن تورج نے دیکھا وہ زیور جواہر نگار تھا اور نہ اُس طرح کا لباس زرین
صرف معمولی سادہ لباس تھا سمجھ گیا کہ وہ سب سامان سحر تھا غرضکہ دونون مینوشی مین مصروف
ہوئے عیش و سرور کا ہنگامہ گرم ہوا یکایک ایک عورت آئی اور اُسنے خبر دی کہ اے لعل خان
تو نے کچھ اور بھی سنا کہ یہان شاہزادہ رستم ثانی نام ایک خداپرست آیا چاہتا ہے تجھسے ہنگامۂ جنگ
گرم کریگا تیرے اُسکے درمیان کیا مناقشہ درپیش ہے لعل بن تورج بدرگ ہنسا اور کہا یہ
مناقشہ کیا کم ہے کہ وہ خداپرست ہے اور مین خداوند لات و منات کا پرستش کرنے والا ہون
اور اُس نازنین مہ جبین سے کہا طرفہ امر ہے ابھی تو نے بیان کیا تھا کہ یہان کسی کی مجال نہین ہے کہ
آسکے اور پھر ابھی یہ خبر سننے مین آئی کہ شاہزادہ رستم ثانی خداپرست یہان آتا ہے اُسنے کہا تو گھبراتا
کیون ہے اگر آئیگا تو یہانتک کسی طرح نہین پہونچ سکے گا اور اگر کسی طرح آ بھی جاویگا تو یہان سے
زندہ نہین جاسکے گا تو مطمئن رہ اب نازنین دوم جو خبر لائی تھی اُسنے کہا اے لعل خان شاہزادہ
رستم ثانی خداپرست ابھی یہانتک پہونچا نہین ہے شہر خطا مین وارد ہوا ہے اور وہان ہنگامۂ جنگ
بھی گرم کر رکھا ہے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہان سے فراغت کرکے یہان بھی آئیگا
نازنین اول یعنے ملکہ نسترن خاتون نام نے کہا تو اسے بکنے دے وہ خداپرست ہرگز
یہانتک نہین پہونچے گا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اے نسترن خاتون انسان کو اپنے انجام
کی خبر ضرور رکھنا چاہیے مین چاہتا ہون کہ کسی قدر فوج مہیا رکھون تاکہ اگر شاہزادہ رستم ثانی
کا مقابلہ ہو جائے تو کسی طرح کی عاجزی لاحق نہو اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے ملکہ نسترن خاتون اور
لعل بن تورج بدرگ دونون شہر صندل تک پہونچے اُسکے سر نو فوج بھرتی کی جسکی تعداد
دس ہزار پانچسو تھی ملکہ نسترن خاتون نے کہا بس یہ جمعیت شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے
کو کافی ہوگی لعل بن تورج نے کہا اے ملکہ نسترن خاتون یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ پچاس ہزار آدمی کی
جمعیت بھی شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے کو کافی نہو سکے گی ملکہ نسترن خاتون نے
چار سو جادوگر بہم پہونچائے اور لعل بن تورج بدرگ سے کہا بس اب یہ جمعیت خداپرستو
کے مقابلے کو بخوبی کافی ہے اسواسطے کہ جادوگر بخوبی خداپرستو کا کام تمام کرسکین گے لعل بن
تورج بدرگ نے کہا اے نازنین یہ گمان بھی صحیح نہین ہے اس نظر سے کہ اگرچہ خداپرست سحر و افسون
کو نہین جانتے مگر تاہم سحر و افسون اُنپر کارگر نہین ہوتا ہے ملکہ نسترن خاتون نے کہا یہ ایسے ساحر
نہین ہین جنکا سحر خداپرستو پر موثر نہوگا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے دیکھ لینا چنانچہ اُن سوارون
اور چار سو جادوگرون کی جمعیت ہمراہ لیکے لعل بن تورج شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے
کو روانہ ہوا یہ وہ لشکر ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی خلخال خان کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے

قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جو اُسکی خبر پہونچی کہ لعل بن تورج بدرگ ہمراہی فوج جناب کے
واسطے آتا ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ نسترن خاتون بھی لعل بن تورج بدرگ کے ہمراہ
ہے الغرض جب دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر پہونچے دوسرے روز خبر پہونچی کہ صلصال
آتا ہے گبران بدکردار اُسکے استقبال کو گئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے صلصال کو لائے
صلصال نے آتے ہی ہنگامہ آرائی کا حال پوچھا اُن گبرون نے بیان کیا کہ تیری دختر نسترن
لعل بن تورج بدرگ کے ساتھ ہے یہان مسلمانون سے مقابلہ کرنے آئی ہے اور بھی قصہ
گذشتہ بیان کیا صلصال اپنی دختر بد اختر اور لعل بن تورج بدرگ کا حال سن کے بہت
خوش ہوا اور لعل خان کے پاس گیا لعل بن تورج بدرگ نے برسم کفار سلام کیا اُسنے
خوش ہوکے جواب سلام دیا اور کہا اے جوان تجھکو پرویز کے بھی حال کی خبر ہے لعل بن تورج
نے کہا خوب وقت پر یاد آیا واقعی پرویز کے حال کی خبر لینا چاہیے مقام امر ہے خدا پرست
اپنے نام کے ہین جنکی ہلاکت کے درپے ہو جاتے ہین اُسکی جان کسی طرح نہین چھوڑتے ہین
علی الخصوص ایسی حالت مین کہ مسلمانون کے گروہ کا بہت بڑا سردار امیر حمزہ صاحبقران
نام پرویز کی قید مین آگیا ہے مسلمان اپنے سردار کی رہائی کے واسطے سر بکف کوشش بلیغ کر
رہے ہونگے مبادا مسلمان جمع ہو کے پرویز پر یورش کرین اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو
قید سے رہا کر کے پرویز کو ہلاک کرین صلصال نے کہا اے جوان اگر ایسا واقعہ درپیش
ہے تو واقعی پرویز کی مدد کو جادوگرون کا ایک گروہ بھیجنا چاہیے چنانچہ چار سو جادوگر جمع کر کے
پرویز کی مدد کو بھیجے یہ جادوگر اُسوقت پہونچے ہین کہ جب مسلمانون نے پرویز کو دار پر
کھینچا تھا اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی اُسکو تلقین تعلیم نسبت قبول دین اسلام کی فرما
رہے تھے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ دیکھو کوئی دم کی دیر ہے کہ تو ہلاک ہو جائیگا ابھی خیریت
ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور پرویز ہر بہر بھی جواب دیتا تھا کہ مین اپنے خداوند
لات و منات کی پرستش کسی طرح ترک نہ کرونگا وہ گروہ جادوگرون کا اُسوقت پہونچا اور
بزور سحر پرویز کو دار پر سے اُٹھا لیگیا پھر اُسی طرح صلصال کے پاس پرویز کو پہونچایا پس
صلصال پرویز کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے پرویز اسوقت کہان سے آنا ہوا
اُن ساحرون نے حقیقت گذشتہ بیان کی پرویز نے کہا اے خداوند لات و منات واقعی
اگر یہ بندگان خاص خداوند وقت پر وہان نہ پہونچتے تو عنقریب مسلمان مجھکو ہلاک کرنے والے
تھے مجھکو کھینچ ہی چکے تھے صلصال نے کہا خیر خداوند لات و منات نے مدد کی بعدہ
پرویز کو تخت پر بٹھایا اور طبل شادمانی بجوایا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ پرویز نے طبل شادمانی
بجوایا ہے سب متعجب تھے کہ یہ کیا رمز ہے پرویز ابھی دار پر کھینچا گیا تھا یکایک غائب ہو گیا
مزید بران طبل شادمانی بجا دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائی ہوئی تشنہ خون [illegible] بن قاسم
میدان مین آیا مقابل طلب ہوا لعل بن تورج بدرگ اُسکے مقابلے کو آیا اور تا دیر رد و بدل
رہی آخر تشنہ خون زخمی ہوا شب کے آثار نمایان ہو چکے تھے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام

پر واپس گئے چند روز تک ہنگامہ آرائی ملتوی رہی بعدہ ایک روز پھر طبل جنگ بجا شاہزادہ
رستم ثانی نے فرمایا کل مین میدان حرب مین جاؤنگا سردارون نے کہا اے شاہزادہ والاجاہ
ہم سب کی موجودگی کیونکر ممکن ہے کہ تم میدان مین حرب و ضرب کا ہنگامہ گرم کرو یا جب ہم لوگ
نہونگے اسوقت اختیار ہے شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا اے دلاورو کیونکر خود میدان مین نہ جاؤن
مجکو ہرگز منظور نہین ہے کہ خواہ مخواہ مسلمانون کا خون ہو اور تم لوگ بیکار میرے میدان مین جانے
سے متعرض ہوتے ہو آخر مین کبھی حریف کے مقابلے کو نہین گیا ہون سردارون نے کہا
اے شاہزادہ والاجاہ ہماری غرض یہ نہین ہے کہ ناتجربہ کار ہو بلکہ ہمکو شرم دامنگیر ہوتی ہے اس بات
سے کہ افسر اعلی حریف کے مقابلے کو جائے اور اُسکے ملازمان ماتحت آرام سے اپنی جگہ
مقیم ہون شاہزادہ رستم ثانی نے کہا یہ خیال تم لوگون کا بالکل غلط ہے اس بات کو اپنے دل سے نکالو
سب خاموش ہو رہے دوسرے روز شاہزادہ رستم ثانی میدان مین آیا اُسکے مقابلے کو لعل
بن نوریج بدرگ آیا اور پکارا کہ اے شاہزادہ رستم ثانی مین اسوقت ہرگز میدان مین نہ آتا لیکن
جب مجکو معلوم ہوا کہ تو بذات خود آمادہ پیکار ہے نظر بران مین تیرے مقابلے کو آیا ہون شاہزادہ
رستم ثانی نے کہا میری بھی یہی خواہش تھی لعل بن نوریج بدرگ نے کہا ہم اور تو دونو
جوان ہین ابھی بہت کچھ دنیا مین دیکھنا ہے کیا اچھا ہوتا اگر تو خداوند لات و منات پر ایمان
لاتا اور ہم تو دونون جوان بالاتفاق ہر ایک حریف سے مقابلہ کرتے داد مردانگی دیتے دنیا مین
حکومتین کرتے کیا لطف رہا اگر تو اس ہنگامہ آرائی مین ہلاک ہوا یا مین ہلاک ہوا شاہزادہ رستم
نے کہا تف ہے تیری اس ضلالت شعاری پر کہ دوسرون کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کرنا چاہتا ہے
اگر سچ پوچھتا ہے تو دین اسلام سے بہتر اور برتر کوئی دین نہین ہے دین اسلام کو اختیار کرکے
پھر جس طرح تو چاہتا ہے اُس طرح خوب زندگی بسر ہو سکتی ہے لعل بن نوریج بدرگ نے کہا یہ تو
ممکن نہین ہے کہ خداوند لات و منات سے منحرف ہو جاؤن شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا
مجھے کیونکر ممکن ہے کہ تیرے مذہب بیہودہ کو اختیار کرون اور اپنے دین حق سے منحرف
ہو جاؤن اس گفت و شنید کے بعد رد و بدل کی نوبت آئی لعل بن نوریج بدرگ نے وار
کیا شاہزادہ رستم ثانی نے اُس وار کو رد کیا پھر شاہزادہ رستم ثانی نے وار کیا لعل بن نوریج
نے بھی شاہزادہ رستم ثانی کے وار کو رد کیا تھوڑی دیر تک دونون مین خوب رد و بدل
ہوئی آخر لعل بن نوریج بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہوا لعل بن نوریج
بدرگ کے مجروح ہونے سے کفار کے دل مین ہول پیدا ہو گیا فوراً طبل بازگشت بجایا دونون
لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے کفار نے لعل بن نوریج بدرگ کے مجروح ہونے
سے حیران تھے ملکہ نسترن خاتون نے بھی گوش زد یہ حال ہوا اُسکو بھی کمال تعجب ہوا لعل
بن نوریج بدرگ کے پاس آئی جراحت دیکھ کے افسوس ظاہر کیا بعض کفار نے ملکہ نسترن خاتون
سے شکایت کی کہ تیری موجودگی مین لعل بن نوریج مسلمانون کے ہاتھ سے مجروح ہو حیرت خیز
بات ہے اور اسوقت تجھسے کوئی کارنمایان ظہور مین نہین آیا اگر یہی حال ہے تو کس طرح خداوند لات

کی پرستش کرنے والون کی جان بچے گی آخر تیری سحر و ساحری کب کام آویگی اسی طرح سے ایسی
طعن آمیز اس سے باتین کین کہ ملکہ نسترن خاتون کو غصہ آگیا اور کہا ای خداوند کے بندو تم اسقدر
اسے کیون چاہتے ہو کیا کوئی ساحر مجروح نہین ہوتا لعل بن توریج تو کچھ بھی سحر نہین جانتا ہے سمجھو
اگر شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تو کیا مضایقے کی بات ہے کہ ڈرا رہے کیا ضرور ہے
مضایقے کی بات ہے کہ خداوند لات نے تجکو ایسی قابلیت دی ہے اور پھر بھی تو نے کوئی کار نمایان
ابتک نہین کیا نسترن خاتون نے کہا صبر کرو آج ہی شب کو جاؤنگی اور شاہزادہ رستم ثانی کو
ہلاک کرونگی جب اپنے باپ صلصال کے پاس گئی اور اس ماجرے کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ
آج شب کو میرا مصمم ارادہ ہے کہ جا کے شاہزادہ رستم ثانی کو ہلاک کرون اسنے بکمال حیرت و
تعجب نسترن کے جانب دیکھا اور کہا ای فرزند تو کیا کہتی ہے اپنے حواس درست کر اپنے
سحر و افسون پر ہرگز بھروسہ نہ کر یہ خداپرست ہین ہزارون ساحرون کو جان سے مارا ہے اور
کسی کے سحر و افسون نے مطلق کام نہ دیا تو ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ایسا نہو کہ تیری مفارقت سے
زندگی مجھپر وبال ہو جائے تا اینکہ مین بھی ہلاک ہو جاؤن تجکو شاید نہین معلوم ہے کہ زلفقن بھی ابھی
اسی اپنی سحر و ساحری پر بھروسہ کرکے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو ہلاک کرنے گئی تھی یہ
سب کو معلوم ہے کہ اسکا کیا نتیجہ ظہور مین آیا یعنے زلفقن قران نام خداپرست کے ہاتھ سے
ہلاک ہوئی میری سماعت مین اکثر گذرا ہے کہ خداپرستون کے مقابلے مین سحر و افسون ہیچ و پوچ
ہو جاتا ہے بلکہ دیکھا بھی ہے صلصال کی اس تقریر کو سن کے نسترن خاتون نے اپنے ارادہ
کو فسخ کیا اور تا دیر سکوت مین بیٹھی سوچا کی کہ کیا کرنا چاہیے اہل لشکر طعنہ زنی سے مجکو شرمندہ
کرتے ہین اگر میری ذات سے کوئی کار نمایان ظہور مین نہ آیا طعنہ زنی سے میری زندگی تلخ کر دینگے
آخر اسنے عیار سعد تیز رو نام کو اپنے روبرو طلب کیا جب وہ آیا اسکی عیاری و چالاکی کی بہت
تعریف کی اور کہا ای سعد مدت سے مین تیری رعایت پر آمادہ رہی ہون وہ ملازم کیا جو اپنے
مالک کی کسی مصیبت کے وقت مین کام نہ آوے کس بلا کا خداپرست ہے جسنے لعل بن توریج
ایسے مقرب بارگاہ خداوند کو مجروح کیا خداوند کے بندون مین تہلکہ پڑ گیا ہے اگر شاہزادہ
رستم ثانی ہلاک نہوگا تو اسکے ہاتھ سے تمام بندگان خداوند لات و مناة ہلاک ہو جاوینگے
بت پرستی نام کو باقی نہ رہیگی آج تجھسے یہ کام لینا چاہتی ہون کہ جا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لاؤ
جسوقت شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لائیگا اسکے وزن کے موافق جواہرات تجکو دونگی اور
اپنا ملازم خیرخواہ سمجھونگی آیندہ تجھسے ہر طرح کی خیرخواہی کی امید ہوگی سعد تیز رو نے کہا تو نے مجھسے
پہلے نہ کہا لعل بن توریج بدرگ کے مجروح ہونے کے بعد تجکو اس کام کیواسطے مجھسے کیا
ابتک مین کب کا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کر لاتا ملکہ نسترن خاتون نے کہا پہلے مجکو
کیا معلوم تھا کہ لعل بن توریج بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے مجروح ہو جائیگا
اسنے کہا اگر سچ پوچھتی ہے تو مسلمان اگر مجبور ہونگے تو عیاران چابکدست کی چالاکی سے سحر
[illegible] جاتا ہوا [illegible] حتی الامکان شاہزادہ

شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کرلاؤنگا مگر شرط یہ ہے کہ اپنے وعدہ سے منحرف نہونا ملکہ نسترن نے
کہا کیا مجال جو وعدہ کیا ہے اُس سے المضاعف لینا سعد تیز رو وہان سے اپنے مقام پر آیا اور
اُس طرف خدنگ عیار شیرویہ نے سنا کہ نسترن خاتون اپنے عیار سعد تیز رو کو رستم ثانی
کی گرفتاری کے واسطے بھیجتی ہے اور شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق جواہر دینے کا وعدہ
کیا ہے سعد تیز رو کے پاس آیا اس حال کو پوچھا سعد تیز رو نے کہا ہان اے خدنگ شب کو مین
شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے جاؤنگا خدنگ نے کہا اے برادر اگر تو شاہزادہ
رستم ثانی کو گرفتار کرلائے گا واقعی ملکہ نسترن خاتون تجکو مالا مال کردیگی مین چاہتا ہون کہ مجکو
بھی اپنا شریک کرلے اُسنے کہا یہ نہین ہوسکتا کہ تیری شراکت سے اس کام کو انجام دون یہ سن
خدنگ وہان سے ہشام عیار صلصال کے پاس آیا اور اس حال کو بیان کیا اور کہا اے عیار
طرار و سرہنگ کارگذار سعد تیز رو عنقریب مال دنیا سے غنی ہوجائیگا شاہزادہ رستم ثانی کو
گرفتار کرنے کا وعدہ کیا اور نسترن خاتون نے اُس سے وعدہ کیا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی
کے وزن کے موافق جواہرات انعام مین دونگی مین نے سعد تیز رو کی شراکت چاہی تھی مگر وہ
عیار بڑا ہوشیار ہے میری شرکت پہ راضی نہین ہوتا مجکو ایسی تدبیر بتاؤ کہ مین بھی مسلمانون کے مقابلہ
مین کسی کار نمایان سے مال و دولت کثیر انعام مین پاؤن ہشام نے کہا اے خدنگ مین تجھے تدبیر
معقول بتاتا ہون تو شیرویہ اپنے مالک کے پاس جا اور اس سے کہ کہ ملکہ نسترن خاتون نے
اپنے عیار کو شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے بھیجا ہے تو بھی مجھے کسی خدا پرست
کی گرفتاری کی اجازت دے جب تو کسی خدا پرست کو گرفتار کرلائیگا جو کچھ ملکہ نسترن سعد تیز رو
کو انعام مین دیگی تیرا مالک بھی تجھے ضرور دیگا خدنگ اس رائے سے بہت خوش ہوا شیرویہ
کے پاس آیا اور یہی تقریر ادا کی شیرویہ نے کہا اگر تیرا یہی ارادہ ہے جا فضل بن رستم کو گرفتار
کرلا خدنگ عیار شیرویہ ہشام کے پاس واپس آیا اور جو کچھ شیرویہ نے فرمائش کی تھی اسکو
بیان کیا ہشام کو بھی لالچ نے گھیرا وہ اُسی وقت صلصال کے پاس پہونچا اور کہا نہایت
شرم کی بات ہے کہ ملکہ نسترن خاتون اپنے عیار سعد تیز رو کو اور شیرویہ اپنے عیار خدنگ
کو مسلمانون کے واسطے بھیجین اور مین آرام سے لشکر مین بیٹھا رہون صلصال نے کہا نسترن
نے سعد تیز رو کو کسکی گرفتاری کے واسطے اور شیرویہ نے خدنگ عیار کو کسکی گرفتاری
کے واسطے بھیجا ہے ہشام نے سب بیان کیا صلصال نے کہا اے ہشام تو جا مالک اشجع کو گرفتار کرلا غرضکہ شب کو
سعد تیز رو خدنگ ہشام تینون لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوئے سعد تیز رو رستم ثانی
کے خیمے کے دروازے پر پہونچا دربان بیخبر سو رہا تھا یہ باطمینان تمام خیمے مین پہونچا سقف
کی مسہری پہ شاہزادہ رستم ثانی سو رہا تھا اس نے پہلے داروے بیہوشی دماغ مین پہونچائی
بعد و گلیم عیاری مین پشتارہ بناکر رکھا اور خیمے سے باہر آکے لشکر کی راہ لی خدنگ عیار بھی
شیرویہ بن پرویز فضل بن رستم کے خیمے مین آیا یہان بھی دربان بیخبر سو رہا تھا لیکن ایک کتا
دروازے پہ بیٹھا تھا خدنگ عیار سوچا کہ اگر خیمے مین داخل ہونگا کتا بھونکے گا دربان بیدار ہوگا

پھر خیمے مین جانا کسی طرح ممکن نہوگا بلکہ کیا عجب ہے کہ مین خود یہان گرفتار ہو جاؤن چند لمحہ تک
سکوت مین کھڑا رہا آخر بہادر نے سوچ کے آگے بڑھا ایک روٹی جیب عیاری سے
نکالی کتے کو آہستہ پکارا اُسنے فوراً تنگ کے جانب دیکھا اسنے فوراً دو تا روٹی اُس کے
سامنے آگے ڈالدی کتا روٹی کھانے مین مصروف ہوا یہ پردہ اُٹھا کے خیمے مین داخل ہوا اور
فضل بن رستم کو گرفتہ وبستہ کرکے لایا ہشام بھی ملک ایرج کے خیمے کی طرف گیا دروازہ خیمے
پر دیکھا چند نفر دربان بیٹھے ہوئے آپس مین باتین کر رہے ہین یہ ایک درخت کے سایے
مین ٹھہرا خدمتگار کی صورت سے مشابہ ہوا اور دربانون کے قریب سے گذرا اُنھون نے آواز
دی کون ہے جو اسوقت شب مین جاتا ہے ہشام اُنکے قریب آیا اور کہا بھائی ہم ہین ہمارے
باپ لشکر اسلام مین ملازم ہین اسوقت یکایک اُنکے پیٹ مین درد ہو رہا ہے دن ہوتا تو طبیب
کا تدارک ہوتا اور کسی طرح کا علاج کیا جاتا اور تیسرا اسوقت شب مین کیا تدارک ہو سکتا ہے
جب دیکھا کہ شدت درد سے بہت بے چین ہین گھر سے اس طرف چلا آیا اب سوچ رہا ہون
کہ کیا تدبیر کرون دربانون نے کہا واقعی اسوقت کیا ہو سکتا ہے ہشام نے کہا تمہارے پاس
کوئی گولی چورن کی تو نہین ہے دربانون نے کہا اجی خوب یہان عطار کی دوکان نہین ہے کہ چورن
کی گولی کو پوچھتا ہے ہشام نے بہت سی صورت بنالی اور کہا اب مین حیران ہون کہ کہان جاؤن
اور کس طرح بقیہ شب بسر کرون باپ کے پاس جاتا ہون تو باپ کا حال بیقراری نہین دیکھا
جاتا اگر نہ جاؤن تو رات کہان بسر کرون دربانون نے کہا اگر باپ کے پاس اسوقت جانا
نامناسب سمجھتا ہے تو پھر یہین توقف کر ہم اور تم دونون باتین کرینگے صبح کو کسی طبیب سے رجوع
کرینا ہشام عیار اسی منصوبہ مین تھا فوراً ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا اور دربانون سے باتین
کرنا شروع کین کہ کفار کی آجکل یورش ہو انکے شر و فساد سے خدا بچائے یہ لوگ بڑے موذی
ہین آدمی کو آدمی نہین سمجھتے ہین علے الخصوص مسلمانون کے خون کے پیاسے ہین سیدھے
منہ کسی سے بات نہین کرتے بالکل وحشیانہ حرکات رکھتے ہین جس طرح ممکن ہوسکے ان موذیون
کو جلد داخل جہنم کرنا چاہیے قتل الموذی قبل الایذا چاہیے ان جہنمیون کی بوٹیان اُڑانا اور چیل کوون
کو دینا مناسب ہے کہ یہ بڑے پلید ہین وچھانہ پھر کے آبدست نہین لیتے اور اسی طرح پھرتے نکلتے کھانا
کھاتے پانی پیتے دنیا کے کام کرتے ہین اسی طرح کی باتین رہین تا اینکہ پہر رات باقی رہی دربانون
پر نیند نے غلبہ کیا ہشام ملعون نے کہا مجھکو تردد مین نیند نہین آتی ہے کہ نہین معلوم باپ کا
وہان کیا حال ہوگا تم لوگون کو اگر نیند آئی ہو تو بلاتکلف سو رہو دربانون کو جو اسقدر سہارا مل گیا
بہت خوش ہوئے اور کہا بیشتر اچھا احسان ہے یہ کہکے دروازہ خیمے پر دراز ہوئے نیند تو
آنکھون مین بھری ہوئی تھی بیخبر سو گئے ہشام ملعون کو موقع مل گیا اور آہستہ خیمے مین گیا دیکھا
ملک ایرج نوجوان بھی بیخبر سو رہا ہے دو آدمیون کو جو اُسکے پاؤن دبا رہے تھے وہ بھی مسہری
کے نیچے بیخبر سو رہے تھے اسنے ہوشیاری بالاکلام ملک ایرج نوجوان کو بیہوشی سنگھائی
اور دربانون کو بھی بیہوشی سنگھا آیا تھا ملک ایرج نوجوان کو لپیٹا رسے مین بستہ کرکے دوش

پہر رکھا اور چھپے سے نکل کے اپنے لشکر کی راہ لی جب یہ تینون عیار پشتارے دوش پر رکھے
ہوئے دربار مین پہونچے اہل دربار خوشی سے اچھل پڑے لعل بن تورج بدرگ موجود تھا
اُسنے ان عیارون کے سر پر نداً فاً ایک دعپ لگائی اور کہا ای بندگان خداوند لات ومنات
کیا کہنا تم عیار نہایت ہوشیار وکارگذار ہو ہان بیان کرو ان پشتارون مین کون کون مسلمان
بستہ ہین سعد تیز رو نے کہا ای نظر کردہ خداوند لات ومنات میرے پشتارے مین شاہزادہ
رستم ثانی بستہ ہی مگر ابھی اس پشتارے کو نہین کھولونگا تاوقتیکہ ملکہ نسترن خاتون کو نہ دکھالونگا
ہرگز نہ کھولونگا کیونکہ اُسنے مجھسے مستحکم وعدہ کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق
جواہرات دونگی پس جبتک حسب وعدہ جواہر لیکے قبضے مین نہ لاؤنگا شاہزادہ رستم ثانی کو نہ
دونگا اس عرصے مین ملکہ نسترن خاتون بھی آگئی سعد تیز رو نے کہا ای ملکہ نسترن رستم ثانی
موجود ہی وہ جواہر کہان ہین ملکہ نسترن خاتون نے بکثرت جواہرات سعد تیز رو کو دیا اور
پشتارہ اپنے ہاتھ سے کھول کے شاہزادہ رستم ثانی کی صورت دیکھی پہچانا کہا ہان واقعی
یہی شاہزادہ رستم ثانی ہی ای سعد تیز رو واقعی کارے کردی مجھکو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ شاہزادہ
رستم ثانی گرفتار ہوجائے گا سعد تیز رو نے کہا ای ملکہ نسترن خاتون لشکر خداوند لات
کے اور بھی عیار سرداران لشکر اسلام کو گرفتہ وبستہ کرلائے ہین ملکہ نسترن خاتون بہت
خوش ہوئی اُسی طرح خدنگ عیار شیرو بچہ کے روبرو پشتارہ دوش پر رکھے ہوئے حاضر
ہوا شیرو بچہ نے کہا اس پشتارے مین کیا ہی خدنگ عیار نے کہا اس پشتارے مین وہی ہی
جسکی فرمائش ہوئی تھی یعنے فضل بن رستم شیرو بچہ بہت خوش ہوا اور خدنگ کی
عیاری کی بہت تعریف کی خدنگ عیار نے کہا یہ کام اس قابل نہین ہی کہ صرف زبانی تعریف
پر اکتفا کیا جاوے گی بلکہ وہ انعام ملنا چاہیے جو ملکہ نسترن خاتون نے سعد تیز رو کو دیا ہی
خلاصہ یہ کہ شیرو بچہ نے بھی خدنگ عیار کو اس کام کے صلے مین زر کثیر انعام مین دیا اور
ہیلاصال نے بھی ہشام اپنے عیار کو انعام دیا پھر یہ سب لعل بن تورج بدرگ کے
روبرو گئے لعل بن تورج بدرگ نے مسلمانان بیہوش کو خوب مستحکم باندھا اور حکم دیا کہ ان
خدا پرستون کو ہوش مین لانا چاہیے چنانچہ فتیلہ رفع بیہوشی سے سب کو ہوشیار کیا شاہزادہ
رستم ثانی نے حیرت سے چہار جانب دیکھا لعل بن تورج بدرگ کی صورت دیکھی اور
اپنی حالت بستگی پر نظر کی دل مین کہا واہ زمانہ کا عجب رنگ ہی کہان مین اور کہان یہ گرفتاری ابھی
کل کا ذکر ہی کہ لعل بن تورج بدرگ ملعون میرے ہاتھ سے مجروح ہوکے بھاگا تھا آج مین
اس مرتد کے روبرو بستہ ہون ان پاجیون نے بڑا فریب کیا عیارون کے ہاتھ گرفتار کیا
جنگ وحرب مین اگر کوئی موقع آجاتا تو کچھ تردد کی بات نہ تھی شاہزادہ رستم ثانی نے
لعل بن تورج بدرگ سے کہا ای لعل خان یہ کیا حرکت ہی اُسنے کہا ای شاہزادہ رستم
بس خاموش رہنا کچھ نہ کہنا یہ جنگ وحرب کا معاملہ ہی جسکی بد بیرون پڑی کل تو نے مجھکو مجروح
کیا آج مین نے تجھکو گرفتار کرلیا جیسا کہ تو اپنے کو اسوقت دیکھ رہا ہی شاہزادہ رستم ثانی

نے کہا مجکو اس بات کا بالکل ملال نہین ہے کہ مین گرفتار ہوگیا ہون ہان یہ ملال البتہ ہے کہ مقابلہ کرکے
مجکو گرفتار کیا ہوتا النوم ریح السموات مشہور ہے حالت خواب مین گرفتار کرنا بہادری پر محمول
نہین ہو سکتا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اے شاہزادہ رستم ثانی ان باتون کو اپنے خیال سے
دور کرو اور یہ فکر کرو کہ جان کس صورت سے بچ سکتی ہے شاہزادہ رستم ثانی نے کہا او پاجی
ملعون و مکار و زبون تو نہین جانتا کہ ہم خدا پرست کبھی جان سے نہین ڈرتے اگرچہ ہم اسوقت
گرفتہ و بستہ مجبورانہ حالت سے تیرے روبرو کھڑے ہین لیکن ہم اسی طرح سے کلام کرینگے
جس طرح آزادی کی حالت مین تجھے لعل بن تورج بدرگ بہت برہم ہوا جلاد کو طلب کیا
اور کہا مین ابھی اس قصے کو تمام کیے دیتا ہون ملکہ نسترن خاتون نے لعل بن تورج بدرگ
سے کچھ اشارہ کیا لعل بن تورج بدرگ اُسکے اشارے کو نہ سمجھا کہا ملکہ مین نہین سمجھا
آخر خوف کس بات کا ہے ملکہ نسترن خاتون نے کہا تو گھبرا گیا ہے اپنے حواسون کو درست کر
تو کہون لعل بن تورج بدرگ نے کہا میرے حواس درست ہین تو کہ جو کچھ تیرے دل مین
آئے ملکہ نسترن خاتون نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمانون کے مقابلے سے ہر وقت
خائف رہنا چاہیے تو نے شاہزادہ رستم ثانی کے حق مین دفعتاً حکم قتل دیدیا یہ بات بالکل
نادانی پر محمول ہو آہستگی سے کام لے پہلے بخوبی سمجھ لے اور غور و فکر کر لے مین شاہزادہ رستم
کو ایک گوشے مین لیے جاتی ہون اُسکو سمجھاؤنگی اور نصیحت کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھونگی اگر وہ
میری فہمائش پر عمل کرےگا پس یہی ہماری مراد ہے ہم سب اُس سے خوش ہونگے اور اُسکی
عزت کرینگے اگر ہماری فہمائش کے جانب اعتنا نہ کرےگا اُسکو اختیار ہے لیکن وہ تیرے
روبرو حاضر کر دیا جائے گا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اگر تیری یہی رائے ہے تو خیر لیجا
ان مسلمانون کو فہمائش کر مگر یہ بخوبی یاد رہے کہ ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام انکو چھڑا
لیجاوین وہ بڑے غضب کے عیار چالاک ہین ملکہ نسترن خاتون نے کہا لشکر اسلام
کے عیار اگر غضب کے چالاک ہین تو اس طرف بھی خداوند لات و مناۃ نے
ایسے ویسے عیار نہین عنایت کیے دیکھو ان مسلمانون کو کس طرح گرفتار کر لائے لعل بن تورج
بدرگ بہت خوش ہوا عیارون کی تعریف کی ملکہ نسترن خاتون شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو
اپنے ہمراہ اُسی طرح گرفتہ و بستہ ایک گوشۂ تنہائی مین لے گئی اور کہا اے جوانو کیون اپنے کو
ہلاک کرتے ہو دیکھو یہ دنیا ہے یہان ہزارون طرح کے دقتین اور لاکھون طرح کے
اتفاقات پیش آتے ہین انواع اقسام کی مجبوریان لاحق ہوتی ہین عقلمند اُسکو کہتے ہین جو
بسہولت اپنا کام نکال سکے جیسا دیس ہو ویسا بھیس اختیار کرے صرف بات کے واسطے جان کا دینا
ہرگز عقلمندی نہین ہے لعل بن تورج بدرگ کی قید مین مبتلا ہو تمکو چاہیے کہ اسوقت جو کچھ
وہ کہے اُسپر عمل کرو تاکہ تمہاری جانین ہلاکت سے بچ جاوین ورنہ مفت ہلاک ہو جاؤگے
شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تو ہمکو کیا فہمائش کرتی ہے دن بھر ہم تجھ ایسے صدہا کو فہمائش
کیا کرتے ہین جا اپنا کام کر ہمارے حال سے تو کچھ غرض نہ کر ہم وہ لوگ ہین کہ جان کی کچھ حقیقت

و وقعت نہین سمجھتے ہین تو ہزار سمجھاؤن کی ایک سمجھیا ہی تیری سمجھ مین خود ہی معقول بات نہین آتی
تو ہمکو فہمائش کیا کرتی ہی تو یہ نہین سمجھتی کہ دنیا مین جان باقی رہتی ہی یا بات باقی رہتی ہی آدمی کی بات نہوئی
تو وہ آدمی کیا تو اپنی طرح سب کو سمجھتی ہی اُسنے کہا ای بیوقوفو مین سچ کہتی ہون مفت
تم سب ہلاک کیے جاؤ گے مجکو تمھاری جوانیون پر افسوس آتا ہی انہون نے کہا تو اپنے
افسوس کو اپنے پاس رہنے دے ہمارے حال سے کچھ تعرض نکر خدا ہمارا بس ہی اگر ہوش
است جب ملکہ نسترن خاتون نے دیکھا کہ یہ جوان میری فہمائش کی طرف اعتنا نہ کرینگے
اپنی ہلاکت کے درپے ہین مجبور ہوکے بیٹھ رہی دو دن گذر گئے رات آئی ملکہ نسترن خاتون
پھر شاہزادہ رستم ثانی کے پاس آئی اور نہایت عاجزی سے کہا ای جوان تو ہمیں میری نصیحت
کے موافق عمل مین لا دنیا مین بعد ہلاکت کوئی زندہ نہین ہوتا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تو بیکار
اپنی زبان کو تھکاتی ہی ہم ہرگز نہ مانینگے غرضکہ چند روز تک ملکہ نسترن خاتون ان مسلمانون
کو فہمائش کرتی رہی اور ہر روز امید کرتی تھی کہ حالت مجبوری مین آج یہ مسلمان ضرور میری نصیحت
پر عمل کرینگے جب کسی مسلمان نے انکا کہنا نہ سنا تب تو ملکہ نسترن خاتون مجبور رہگئی
اور انکو لعل بن تورج بدرگ کے پاس واپس لائی اور کہا ای تورج خان واقعی یہ مسلمان
ہلاک کرنے کے قابل ہین انکی مطلق رعایت نہ کی جاوے تو بہتر ہی انکا تنبیہ نا شدہ دماغ ہی شاہزادہ
رستم ثانی کو غصہ آگیا اور نہایت برہم ہوکے کہا او شخص مجکو تو مجنون بتاتی ہی تو خود مجنون ہوگی خبردار
اب ایسا کلمہ گستاخی زبان سے نکالنا ورنہ اگرچہ تیری نظرمین مین گرفتاری کی حالت مین مجبور ہون لیکن
اب بھی اسقدر جرات رکھتا ہون کہ تجکو سزاے معقول دون لعل بن تورج بدرگ نے
کہا ای ملکہ نسترن خاتون کیون خواہ مخواہ مغز خراشی کرتی ہی خاموش ہو رہو اور جلادون کو حکم
دیا کہ ان تینون خداپرستون کو ہلاک کرو تینون جلاد ایک ہی مرتبہ آگے بڑھے اور اُن تینون
خداپرستون پر ایک ہی مرتبہ حملہ کیا اور ایک ایک وار مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کا سرتن
سے جدا کیا لعل بن تورج بدرگ نے اُن خداپرستون کے خون کو شراب مین شامل کرکے
زہر مار کر گیا یکایک یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی سب نے سر پیٹا اور رونے کا غل بلند ہوا
سب کو یقین ہوگیا کہ ضرور کفار کے ہاتھ سے کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا اکثر مسلمانون کو غش
آگیا تاب مماشت نہ لاسکے ہر طرف صدمے ہاے واویلا بلند تھی اور کہرام برپا تھا کسی کو کسی کی مطلق خبر نہ تھی
حواس مختل ہوگئے تھے اس حال کی خبر کہ اسکے اختر شناس کو پہونچی اُسنے اُسی وقت
زائچہ کیا اور از روے قواعد نجوم حساب لگا کے حال دریافت کیا اور لشکر اسلام مین آکر
سب سے کہا تم لوگ کیون بدحواس ہوئے جاتے ہو شاہزادہ رستم ثانی اور فضل
بن رستم اور ملک ایرج نوجوان یہ تینون شخص زندہ ہین اگرچہ بظاہر لعل بن تورج بدرگ نے
سب کے روبرو ان اشخاص کو ہلاک کیا ہی مسلمانون پر اور زیادہ رقت طاری ہوئی اور کہا کہ
ای اختر شناس تم یہ کیا کہتے ہو صریحاً سب کے روبرو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو

کہا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن وہ ہرگز ہلاک نہیں ہوئے ہین بقید حیات موجود ہین ہمارے قواعد
نجوم سے ہرگز اُنکا ہلاک ہونا ثابت نہین ہوتا ہی اور اگر تم لوگون کو یقین نہین ہی تو ہم تمکو چالیس
روز کا مچلکہ لکھے دیتے ہین اور یہ کہکے قلمدان سے قلم نکالا نوشتہ لکھا مسلمانون کو دیا اور کہا اسے
رہنے دو ہمارے حکم کا امتحان کرلو اگر چالیس روز کے عرصے مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ
کو زندہ نہ دیکھو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز کروگے بجا ہوگی اُس طرف جب لعل بن تورج
بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے قصے سے مطمئن ہوچکا طبل جنگ بجوا کے میدان مصاف مین
آیا اور حریف طلب کیا مسلمانون کے حواس باختہ ہوچکے تھے مقابلے کو کون آتا ایکایک
ایک جانب سے بن عمر اور معدی بارگاہ سلیمانی کو لائے اور برابر شہر ختطا کے بارگاہ برپا
کی لعل بن تورج بدرگ نے جنگ کو ملتوی کیا اور جرات سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا
کہ عقب سے گرد پیدا ہوئی نظر آئی امیر حمزہ صاحبقران ثانی باجمعیت سرداران داخل بارگاہ
ہوئے لعل بن تورج بدرگ بھی اپنے خیمے مین گیا ایکایک شاہزادہ رستم ثانی کے ہلاک
ہونے کی خبر امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے گوش زد ہوئی پہلے جس شخص نے شاہزادہ
رستم ثانی کے غم و ملال مین گریبان تا بدامن چاک کیا اور اپنا حال خراب کیا وہ بدیع الملک
تھا تمام سرداران بارگاہ سلیمانی سیاہ پوش و نوحہ کنان ہوئے شاہزادہ بدیع الملک نے
کہا ای حامیان دین اسلام و ای بندگان خداوند ملک العلام آج بہت بڑا رکن دین اسلام کا کفار
کے دست ظلم سے گرا دیا گیا کیا لطف زندگی ہی جب ایسے دلاور و بہادر ہمراہی اس طرح
دشمنون کے دست ظلم سے ہلاک ہوجائین شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے وہ وہ
کارہائے نمایان ظہور مین آئے ہین کہ جسمین عقل انسانی حیران ہوتی ہی افسوس ہی کہ مسلمانون کی
حالت پر روز بروز ضعف طاری ہوتا جاتا ہی اور کفار کی جرات بڑھتی جاتی ہی بس اب فتحیابی
سے بالکل نا امید ہوجانا چاہیے جب شاہزادہ رستم ثانی ایسا دلاور کفار کے دست ظلم
سے محفوظ نرہ سکا تو اور کسی کی کیا وقعت ہی ایک روز ہمین بھی اسی طرح مجبورانہ حالت مین مبتلا
ہوکے ہلاک ہوجاؤنگا ہے لقمۂ زہر اور خاک ہو دنیا سے دفن پڑا اب دیکھیے ماتم داری کا کیا
انتظام ہوتا ہی اُسکے چچا ہاشم کے پاس چل کے پرسا دینا چاہیے امیر حمزہ صاحبقران ثانی
نے فرمایا مین بھی چلونگا مگر مجکو اس بات کا خیال ہی کہ شاید اپنے خیمے مین نہ آنے دین شاہزادہ
بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ کبھی ایسا نہین ہوسکتا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے کہا
ای بدیع الملک یہ بھی ہوتا ہی شاہزادہ بدیع الملک نے عرض کی حضور رکہین ایسا نہین
ہوسکتا میرا ذمہ ہی پس امیر حمزہ صاحبقران باجمیع سرداران لشکر خیمہ ہاشم کے جانب روانہ
ہوئے خبر ہاشم کو پہونچی ہاشم نے کہا تعجب کی بات ہی آخر یہ لوگ یہان کیون آتے ہین
بہتر یہ ہی کہ اپنے خیمے مین جاوین بخیل باہر ہوئے ہاشم سے کہا تم نہین جانتے ہو کہ جناب
امیر حمزہ صاحبقران ثانی سردار اعلی لشکر اسلام کے ہین اسکے کیا معنی کہ وہ کیون یہان آئے

لاؤ ہاشم نے کوئی چارہ نہ دیکھا بجز اسکے کہ سرداران دست چپ کو ہمراہ لیکے استقبال امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے سب پیادہ ہوگئے ان نے جو انکو سیاہ پوش دیکھا گو یہ کا جوش ہوا یہ بھی مرکبون کی پشت سے زمین پر آگئے اور ہاشم کے خیمے مین آکے رسم تعزیت ادا کی عیاران لشکر اسلام مثل شبرنگ بن قران سیارۂ ثانی نہرون بن عمرو ... سنجر بلیچی ... خطائی گئے لاشین اور سر شاہزادون کے لیے آئے ان لاشون اور سرون کو دیکھکے وہ کہرام لشکر اسلام مین برپا ہوا کہ پناہ بخدا ست خدا خون حمیت جوش مین آیا سب نے تلوارین میانون سے کھینچ لین اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی سے کہا شہریار اب اجازت دی جاوے آج ہم کفار کے قصے کو فیصل کیے لیتے ہین یا ہم نہین یا کفار نہین امیر حمزہ صاحبقران ثانی مانع ہوئے اور کہا اسقدر شتابی کیون کرتے ہو کار شیطانست تعجیل و شتاب مقتضا ئے عقلمندی یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو سکے صبر و سکون سے کام لیا جاوے

مناز توسن غفلت بعرصہ تعجیل
تو دست و پا زنی زان خطر برون نائی
عنان دل بکف صبر دہ گر ستایابی
کہ آخر انگند ت بر زمین بر سر آئی
مکن شتاب ... علم ... متاب
کہ گر ... بچوگان ... چہ بالی
شتاب در سفر سے افکند گر صد سال
کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی

اسی طرح سے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے بہت کچھ لشکر کو فہمائش کی وہ سب خاموش ہو رہے شاہزادون کی لاشون کو غسل دیا گیا تجہیز و تکفین ہوئی صندوقون مین میتون کو رکھکے جانب ملک معظم روانہ کیا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ہاشم کو بہت سمجھایا اور کہا دنیا کے بیشتر عجیب و غریب کارخانے ہین کیسا ہی اپنا عزیز ہلاک ہو جائے اُسکے ساتھ خود کوئی ہلاک نہین ہوتا پس صبر کرو بعدہ ہاشم کو مع سرداران دست چپ خیمے مین لائے اور اپنی اپنی جگہ سب بیٹھے مگر نہایت مغموم و محزون چند روز تک یہی غم و ملال کا حال رہا ایک روز سب نے بالاتفاق اس امر مین مشورہ کیا کہ دنیا کے یہی کارخانے ہین کبھی کوئی پیدا ہوتا ہے اور کوئی ناپید ہوتا ہے کہانتک شاہزادہ رستم ثانی کے ماتم مین زندگی بسر کرین لذت دنیا سے محترز ہون ایک روز ہمارا بھی یہی حال ہو گا

کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
کسی کا گوہر کسی کا مقام ہوتا ہے
عجب طرح کی یہ دنیا ہے جسمین صبح و شام
کسی کے عمر کا لبریز جام ہوتا ہے

بعض سردارون نے کہا یہ مشورہ بجائے خود درست نہین معلوم ہوتا ہے بلکہ بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین اس بات کو عرض کرنا چاہیے اور ہان خوب یاد آیا شاہ سعد کی خدمت مین اس بات کا بھی اعلان چاہیے کہ منجمون نے اپنے قاعدہ نجوم کے اعتبار سے یہ حکم لگایا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی و قوفضل بن رستم و ایرج نوجوان زندہ ہین ابھی ہلاک نہین ہوئے دیکھو بادشاہ اسلام اس بارے مین کیا حکم صادر فرماتے ہین چنانچہ یہ سب شاہ سعد کی خدمت مین پہونچے اور اس تقریر کو ادا کیا شاہ سعد نے فرمایا تم لوگ کھانا کھاتے ہو پانی پیتے ہو وہ کون سی لذات ہین جو تم شاہزادہ رستم ثانی کے ماتم مین ترک کیے ہوئے ہو سردارون

بھی ہو جایا کرتا تھا شاہ سعد کو اس قسم کی درخواست بہت ناگوار معلوم ہوئی اسوقت اور کچھ
کہنا مناسب نہ جانا صرف اسقدر فرمایا کہ مجھکو تمہاری اسوقت کی تقریر سے کمال تعجب ہوا خیر مجھسے اس
بارے میں کچھ نہ کہو جو کچھ کہنا ہو امیر حمزہ صاحبقران ثانی سے کہو سب نے امیر حمزہ صاحبقران
کی خدمت میں عرض کیا اور اسوقت ہاشم کو بھی اپنا شریک کر لیا امیر حمزہ صاحبقران نے
تادیر تامل کیا اور وجہ تامل کی یہ تھی کہ جنگ درپیش تھی بجائے خود خیال کیا کہ اگر ان لوگوں کی مخالفت
کرونگا شاید یہ لوگ برخاستہ ہو جائیں سرداروں نے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے سکوت
سے خیال کیا کہ خاموشی بھی نیم رضا ہے وہاں سے چلے آئے چند روز کے بعد جناب حمزہ ثانی
نے فرمایا اے حامیان اسلام اب کوئی ایلچی بہرہ ور کے پاس بھیجنا چاہیے چنانچہ میر منشی نے
نامہ تیار کیا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے سر دربار نامہ پڑھا اور فرمایا کہ کون ہے
ایسا جری و بہادر جو اس رسالت کو قبول کرتا ہے گیخسرو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا جام
کلہ عفریت جو مدت کے بعد لبریز کیا گیا تھا اسکے پاس آیا خداوند عالم کی ثنا و صفت کی
اور جام کو لیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے منع کیا کہ میرے نزدیک تجھ ایسے شاہزادے
کا اس رسالت کو قبول کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے شاہزادہ گیخسرو نے نہ مانا اور کہا اے
شہریار کار ضروری میں شاہزادگی اور غیر شاہزادگی کا کیا دخل ہے میرے نزدیک لائق وکارگذار
کے یہ معنے ہیں کہ ہنگام ضرورت ہر طرح اپنے کام کو انجام دے لے امیر حمزہ ثانی نے
کہا یہ سب صحیح ہے تاہم مگر یہ کام تجھ ایسے ذی عزت کے بالکل خلاف شان ہے گیخسرو نے
کہا شہریارا تو میں جام کلہ عفریت پی چکا ہوں ایسی حالت میں ارادے کو فسخ کرنا تھا
شرم کی بات سمجھتا ہوں دلاوران لشکر اسلام میری نسبت کیا خیال کرینگے کہ شاہزادہ گیخسرو
نے جام کلہ عفریت جرات کرکے پیا اور پھر خائف ہو کے اپنے ارادے کو فسخ کیا
جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا کچھ ہو مگر ہرگز اجازت نہ دونگا گیخسرو نے
کہا اگر مجھکو اس کام سے باز رکھا جاوے گا تو میں اپنے کو ہلاک کر دونگا امیر حمزہ صاحبقران
نے سکوت اختیار کیا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ملکہ گستری خاتون
کا حال بالکل نہ سنا تھا جام صفا کو مملو کرکے بلاتکلف گیخسرو کو پلا دیا اور لباس پر چھڑکا اور لشکر
کے گرد اگرد بھی چھڑکا گیخسرو سب سے رخصت ہو کے روانہ ہوا تمام سرداران لشکر اسلام
تادور شاہزادہ گیخسرو کے ہمراہ گئے شاہزادہ گیخسرو نے باصرار انکو رخصت کیا اور خود
وہاں سے منزل مقصود کی راہ لی

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہیں وہ گیخسرو حامل نامہ امیر
کو لشکر کفار کے جانب روانہ دیکھا جاتا ہے

مجھکو اب ساقی گلفام سے کچھ کام نہیں
اب کسی مہر و گل اندام سے کچھ کام نہیں

مے سے کچھ کام نہیں جام سے کچھ کام نہیں
خانہ برباد ہوں صحرا میں بگولوں کی طرح

دلمیں جوش آیا ہے صحرا کی ہوا کھانے کا
سلطنت و دولت و اورنگ سے کچھ کام نہیں

صبح محشر ہوے مجھے شام کچھ کام نہیں
اتنی مدت سے ہوں غربت مین وطن بھول گیا
ہو نہیں ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہیں

ہے مجھے دشت مین بھی بسبہ معانی کا خیال
مجھکو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہیں

دوست سے کچھ کام نہیں نام سے کچھ کام نہین
ہے فراق بت خود کام مین ناسخ کا کلام

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اس داستان حیرت عنوان مین اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ بدیع الزمان مع سرداران ہمراہی ملک فرنگ کی طرف روانہ ہوئے بلخ و فاریاب مین دو روز قیام کیا پھر سمرقند مین پہونچے معلوم ہوا سمجان بن نصر بن طول سمرقندی یہان کا حاکم و فرمانروا ہے جسکا سن ستر سال کا تھا زور و طاقت کا یہ حال تھا کہ راست وچپ دو تلوارین حمائل کرتا تھا جنمین سے ہر ایک کا وزن تین من کا تھا ہنگام کارزار انھین تلوارون سے کام لیتا تھا جب اسکو شاہزادہ بدیع الزمان کی آمد کی خبر پہونچی مع خدم و حشم استقبال کو آیا ملازمت حاصل کی شہنشاہ نے اسکے حال پر کمال مرحمت مبذول کی سمجان نے نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت کی امرا و شاہزادگان شہنشاہ کی ملاقات کو آئے نذرین گذرین شب کو بکمال زینت و کیفیت مجلس عیش و نشاط گرم ہوئی ایک پیر صد سالہ نے باوجود اس کہنہ سالی کے نہایت حیرت خیز و تعجب انگیز طریقہ سے اس غزل کو گایا غزل

سب کی سب کیا ہین شب قدر ہماری راتین
روز روشن کی برابر ہین تمھاری راتین
ہجر مین صبح سے تا شام بجاے شبنم
ہین شب تار کے مانند ہماری راتین
تیری زلفون کی لیے شانہ بکف ہے ہر دل
کہہ رہا ہین اگر یاد ہماری راتین
دن کئے بد سے بھی ہیں آئے ہین غمخواری کو
یہ جدائی ہین بہت لائی ہین خواری راتین

کٹتی ہین انکھون ہی ہین ہجر کی بھاری راتین
جو گھڑی ہے نظر آتی ہے مجھے ایک پہاڑ
میری آنکھون سے لہو رکھتی ہین جاری راتین
شب تاریک جدائی ہین یہ چلا تا ہون
اور کرتی ہین تری آئینہ داری راتین
مرغ زرین فلک پر ہے یقین خفاش
مجھ سے کہتی ہین بہت ہم ہین تمھاری راتین

دو نو زلفون مین ہین خورشید سا بان رخ
ہین غضب فرقت محبوب کی بھاری راتین
بس پڑے رہتے ہین یا اندھیر مین ہم
دق بہت کرتی ہین یا حضرت باری راتین
فصل گل ہین وہ گل تر نہین گل گرد چراغ
کسقدر تیرہ و تر نہین ہین ہماری راتین
دن تو ناسخ کسی طرح سے گذر جاتے ہین

شہنشاہ اس مطرب کہنہ سال کے کمال سے بہت خوش ہوئے اور زر کثیر انعام مین دیا اسکا نام پوچھا اسنے کہا مجھکو طرب نواز کہتے ہین تمام عمر غلام کی اسی فن کے حاصل کرنے مین گذری آج اس محنت و مشقت کی داد کی خداوند عالم حضور کو عمر نوح عنایت فرمائے شہنشاہ نے اسکو نوکر رکھ لیا دوسرے روز سمجان شہنشاہ کو دریا کی سیر کو لے گیا وہان دیکھا کہ ایک ماہی گیر دریا سے جنگلی بطین پکڑ رہا ہے اور طرفہ امر یہ دیکھا کہ ہزار ہا بطین سطح آب پر تیرا کر رہی ہین ماہی گیر جس بط کے پاس جاتا ہے آسانی بط کو پکڑ لیتا ہے اور بط اڑتی نہین ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے اس ماہی گیر کو طلب کیا اور پوچھا تو ان جانوران دریائی کو گرفتار کرتا ہے لیکن کوئی ذریعہ گرفتار کرنے کا معلوم نہین ہوتا کیا کوئی افسون تیرے پاس ہے اور یہ ہانڈی تیرے سر پر کیسی اوندھی ہوئی ہے اور دریا مین یہ متعدد ہانڈیان کیسی ہین جنکے قریب یہ بطین جمع ہین اسنے کہا خداوند میرا پیشہ یہ نہین ہے ایک بھاٹ ہے اسکا یہ عمل ہے جب کبھی وہ نہین ہوتا ہے اور مچھلیان بھی نہین ملتی ہین تو مین چند بطین پکڑ کے بیچ لیتا ہون اسی شہر یار یہ تدبیر بطون کے شکار کی اسی سے مین نے سیکھی ہے

دریا مین تیرا دین صحرائی بطین آئین اور چارے پر منقارین مارنا شروع کین ایک ایک ہانڈی کے
گرد صدہا بطین جمع ہو گئین جب اس طرح اُن ہانڈیون کا چارہ کہانے کی عادی ہو گئین ایک ہانڈی
مین آنکھون اور ناک اور منھ کی جگہ سوراخ کر کے اور اُسی طرح چارہ لگا کے مثل خود سر پر پہن لی اور
آہستہ دریا مین جا کے اُن سب ہانڈیون مین جا ملا بطون نے بدستور چارہ کہانا شروع کیا
اُسنے پانی کے اندر قریب ہاتھ لیجا کے ایک ایک کے پانوُن گرفت مین لا کے پانی کے اندر
کھینچ لیا اور دو دو بیرون مین گرہ دے کے پانی پر چھوڑ دیا اور وہ بطین پھر اُسی طرح سطح آب پر شنا
کرنے لگین مگر اُڑنے کی طاقت نہ رہی جب اسی طرح دو چار سو پر بند ہو گئین ایک مرتبہ سب کو پانی
سے نکال کے پنجرون مین بند کر لیا اور بازار مین فروخت کر لائے شاہزادہ بدیع الزمان
اُسکی زبانی اس تقریر کو سن کے بہت خوش ہوئے سمجان شاہزادہ بدیع الزمان کو اور رفقا کو
فرحت افزا مین لے گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے خوب سیر کی تین روز تک سمرقند مین قیام کیا
چوتھے روز سمجان نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا شہریار اگر سفر کا ارادہ ہو گا تو مجکو ہرگز
فراموش نہ کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اب مین جاتا ہون تمہارے ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت
نہین معلوم ہوتی آئندہ اختیار ہے مین مانع بھی نہین ہوتا سمجان نے اُسی وقت سے سامان سفر تیار
کرنا شروع کر دیا چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہمراہ روانہ ہوا جب
قریب روم کے پہونچے انکے ورود کی خبر پہنچی فرخاری اور صاحبقران والاشان کے
محل مین پہونچی سب بہت خوش ہوئے شہر مین آئینہ بندی کی گئی ایک مکان عالیشان مین قیام ہوا
شاہزادہ بدیع الزمان سے سب نے ملاقات کی شہنشاہ سے بغلگیر ہوئے پیشانی پر بوسے
دیے شہنشاہ بھی بہت لطف سے پیش آیا پھر جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کا ذکر ہوا
سب روئے دوسرے روز شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر رخ لقا شہر
مین آئے دیکھا شہر بہت آباد ہے بازارون مین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہے شاہزادہ بدیع الزمان
تمام شہر و بازار و عمارات شہر کی سیر کرتا ہوا دربار مین پہونچا عمائدین شہر بلادست کو آ کے نذرین گذرین
ہر متنفس اولاد امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو دیکھ کے ہزارون دعائین دیتا تھا خواتین سراپردہ
عصمت نے طلبدار کو بہیجا کہ جلد لاؤ شاہزادہ بدیع الزمان اندرون محل داخل ہوا ملکہ گوہر بیہ بانو
نے شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ کا سر سینے سے لگایا اور مادر سکندر نے سکندر
کی پیشانی پر بوسے دیے گلے سے لگایا ہر ایک کے واسطے افراط مسرت و سرور سے گویا عید
کا دن تھا شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر رخ لقا تینون شاہزادے تین روز
محل مین مقیم رہے چوتھے روز شاہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ گوہر بیہ بانو سے رخصت مانگی
اور کہا کہ اب میرا قیام یہان نامناسب ہے ملکہ گوہر بیہ بانو نے باصرار تمام کہا ابھی آئے ہو چند روز
تو یہان توقف کرنا ضرور ہے آئندہ نہین معلوم کب دیدار میسر آئے شاہزادہ بدیع الزمان نے
کہا اب کسی طرح یہان توقف نہین کر سکتا ناچار ملکہ گوہر بیہ بانو نے شاہزادہ بدیع الزمان کو

سے بعد تجکو مین نے دیکھا ہے مین ہرگز تجھے جانے نہ دونگی سکندر فرخ لقا نے عرض کی کہ اے
مادر گرامی قدر درست تھا لیکن شاہزادہ بدیع الزمان یہان سے کوچ کو آمادہ ہین پھر مین کس طرح تنہا یہان
قیام کر سکتا ہون خداوند عالم کے فضل و عنایت پر نظر رکھو انشاء اللہ الرحمن پھر قدمبوس ہونگا اور
اگر زمانۂ غدار نے کفار مکار کے ہاتھ سے فرصت نہ دی تو مجبوری ہے ملکہ گریہ با فوز ارو قطار
روتی تھی اور بار بار یہ کہتی تھی اے میرے فرزند مین ابھی جانے نہ دونگی شاہزادۂ بدیع الزمان نے جب
مادر سکندر کا یہ حال دیکھا کہا آپ کیون اسقدر مضطر ہوتی ہین اسوقت رخصت کر دیجیے چند روز
کے بعد سکندر یہانتک نہ پہونچے گا تو مین خود تاکید کرکے سکندر کو اس طرف روانہ کر دونگا
غرضکہ جسقدر ان شاہزادون کے آنے سے ان خواتین کو خوشی حاصل ہوئی تھی اس سے دوچند
انکی رخصت مین قلق و ملال دل پر مستولی ہوا الغرض یہ تینون شاہزادے خواتین سے رخصت ہوکے
روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کنارے دریا کے پہونچے اول یہ رائے ہوئی کہ سفر
دریا مین بیشتر خطرے ہین سفر خشکی بہتر ہے بعض سرداران ہمراہی نے اپنی رائے خلاف ظاہر کی
جسکی وجہ سے چند روز تک کنارے دریا کے قیام کرنا لازم آیا آخر الامر یہی رائے مقدم رہی
کہ سفر دریا مناسب ہے کشتیان مہیا کی گئین ملاحون سے انکے معاوضہ کا تصفیہ ہوا کشتیون پر سوار
ہوکے ملاحون نے کشتیون کو روان کیا دن کم باقی رہا تھا جب سوار ہوئے تھے چند ساعت
کے بعد آفتاب غروب ہوگیا تاریکی شب مین کشتیون پر روشنی بکثرت کی گئی دو پہر رات خیریت سے
گذری یکایک اس زور سے ہوا کا جھونکا آیا کہ تمام چراغ گل ہوگئے سواران کشتی گھبرائے کہ یہ
کیا سامان ہے ملاحون نے کہا کہ طوفان عظیم کے آثار معلوم ہوتے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان
نے حکم دیا کہ سب کشتیان مسلسل کر دی جاوین ملاحون نے ایک کشتی سے دوسری کشتی پر زنجیرین
پھینکین تھوڑی دیر کے بعد طوفان عظیم برپا ہوگیا سواران کشتی مضطربانہ دعا و مناجات مین
مصروف ہوئے تمام شب اس طوفان عظیم مین بسر کی صبح کو اگرچہ طوفان برطرف نہوا تھا
لیکن کچھ روشنی ضرور ہوگئی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ صبح کا وقت ہے دور سے ایک جہاز نمایان
ہوا وہ بھی طوفان زدہ اسی طرف چلا آتا تھا جب قریب پہونچا سواران کشتی نے غل مچانا
شروع کیا کہ اے اہل جہاز جلد ہماری خبر لو عنقریب ہماری کشتیان غرق ہو جاینگی ناخدا کو اہل کشتی
پر رحم آیا بہزار کد و کوشش کشتیون کے قریب جہاز کو لائے اور رسے کشتیون پر پھینکے ان رسون
کے ذریعہ سے اہل کشتی جہاز پر پہونچے اصل مین وہ جہاز ایک تاجر اسمعیل نامی کا مال تجارت
لیے جاتا تھا خواجہ اسمعیل نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے پاس بلایا اور کہا تم کون
لوگ ہو اور کہان جاتے تھے جو تمہاری کشتیان طوفانی ہوگئین شاہزادۂ بدیع الزمان نامدار
نے تمام اپنا قصہ بیان کیا اور کہا خواجہ صاحب مین کمال درجہ تمہارا ممنون و شکرگزار ہون کہ تمنے
ہم سب کی جان بچائی ورنہ ایسی آفت عظیم مین کون کسکی خبر لیتا ہے خواجہ نے کہا شہزادہ پھر یہ کیا فرمایا
ہو یہ کیا ایسا کام تھا جو ظہور مین آیا غرضکہ تیسرے روز وہ طوفان برطرف ہوا ایک جزیرہ نظر آیا
جہاز نے [illegible]

تم مین سے کون ایسا ہی جو ہمارے پیش خانہ کو لے جاوے اور اسکی حفاظت کرے معروف بن اسد اُٹھ کھڑا
ہوا مجرا کیا اور عرض کیا کہ اس خادم کے دادا عمر معدی کرب امیر بلند توقیر کے پیش خانہ کے داروغہ مقرر
تھے اور کمترین کے باپ بھی سربراہ کار تھے اگر یہ خدمت میرے متعلق ہو تو سبب عزت افزائی ہی شہنشاہ نے
اسکی اس ہوا خواہی پر ہزار ہزار آفرین کی اور کہا ای معروف مجکو خوب معلوم ہی کہ تمہارے دادا عمر معدی
کرب داروغہ پیش خانہ کے تھے قطع نظر اس بات کی اگر تم نہ بھی خدمت دیرینہ کی یاد دلاتے تو ہم تمہاری
درخواست کو بدل قبول و منظور کرتے معروف بن اسد نے بکمال ادب تسلیم کی وہان سے خیمہ زن
ہوا پیش خانہ شہنشاہ کو بارہ ہزار سواران جرار و دلاوران جلادت شعار کی جمعیت سے لیکر روانہ ہوا
بعد جانے معروف بن اسد کے شہنشاہ کے دل مین اس بات کا خیال پیدا ہوا کہ معروف تنہا
بہ گروہ کے فوج پیش خانہ لیکے گیا ہی نہین معلوم وہان کیا صورت پیش آئے تو کسی کو اسکی حمایت
کے واسطے بھیجنا چاہیے سرداروں کو جمع کیا معروف کے سبقت کی تعریف کی اور کہا واقعی خیر خواہ
و وفادار کے یہی معنی ہین کہ ہنگام ضرورت موجود ہو جاوے اور جان و آبرو کے ضرر سے خائف نہو لیکن
بالفعل میرے دل مین اس بات نے خطور کیا ہی کہ ایسی حالت مین معروف کی جانب سے غافل نہ
چاہیے کسیکو اسکی مدد کو بھی بھیجنا چاہیے ممالک شاہ بن مالک اُسوقت موجود تھے کہا ای شہزادہ
والاجاہ بیشک معروف کی مدد کے واسطے کسیکو جانا چاہیے بہتر یہ ہی کہ میری نسبت حکم صادر فرمایا
جاوے شہنشاہ نے کہا ای ممالک کیا مضایقہ تمہین جاؤ مگر جہان تک ممکن ہو عجلت کرنا ایسا نہو کہ
معروف وہان پہونچ جاوے اور اسکو مخالفین کے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے ممالک شاہ بن مالک
شاہ نے کہا کیا مجال ہی جب تک جان مین جان ہی ممکن ہی کہ معروف کی طرف کوئی نظر بد سے دیکھ
سکے غرضکہ ایک جمعیت مناسب ہمراہ لیکے ممالک شاہ بھی اُسی جانب بعجلت تمام روانہ ہوا ممالک
شاہ کے جانے کے بعد سیمجان نے کہا کچھ تجھے کہنا ہی شہزادہ شہنشاہ نے کہا کہا سیمجان نے
کہا معروف بن اسد کی کمک کو کسی دوسرے سردار کا جانا ضروری تھا اور قبل سے
ارادہ تھا کہ مین بھی معروف کے ساتھ جاؤن اسوقت معروف کی کمک کا ذکر ہوا ممالک شاہ
نے سبقت کی مین خاموش ہو رہا مگر میرا دل نہین مانتا اگر مناسب ہو تو مین معروف کی مدد کو
جاؤن شہنشاہ نے کہا کیا مضایقہ ہی تم بھی جاؤ سیمجان بھی اسی وقت ایک جمعیت قلیل
ہمراہ لیکے اُسی طرف راہی ہوا

معروف بن ممالک شاہ بن مالک شاہ سیمجان کو شہریار کے واسطے کوہ فرنگ کی جانب راہی رکھتا جاتا ہی اور چند کلمے داستان شہریار کے حوالۂ قلم عجلت رقم کیے جاتے ہین والمدد ولی التوفیق

کیا شب فرقت مین صدمے مین دل بیتاب پر + مثل زخمی لوٹتا ہون چادر مہتاب پر + ہجر
مین سو جاؤن کیا مین لوشک کمخواب پر + رنگتے ہین بال پلکون کے برا سے خواب پر + مثل
ہالہ رات بسر ہوتے ہین مہتاب پر + خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر + آگیا یاد آہ ابروئے
محبوب غازی کا رکوع + آنکھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر + گنبد مدفن میرے کا انشو ہا پولنا

ہے بعد مرگ ۔ لیلے تربت نظر آتے ہین جیسے آب پر ۔ چھوڑا پالی یار کا چھوڑا اپنا دیس اے طبیب
ہے شفا موقوف اپنی شربت عناب پر ۔ خیمۂ لیلے نظر آتا ہے مجنون کو حباب ۔ تجھ سے کہ وادی مین تیرے
اشک کے سیلاب پر ۔ وہ جو قائم ہوسکے زر اسکو نام زر سے ننگ ۔ فوق ہے میرے دل
بیتاب کو سیماب پر ۔ چین دریا مین بھی گردش سے نہین دم بھر قرار ۔ سعی کرنا ختم ہے اس سال کی
گرداب پر ۔ رند مشرب اسقدر رکھتے نہین ذوق شراب ۔ ہاے کیا رکھتا ہے رغبت عمر کے
خوشاب پر ۔ کان مین محبوب کے آواز بھی آتی نہین ۔ کیا شب فرقت مین تجکو رشک ہے مضراب
پر ۔ راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح قلم فرسا ہوئے ہین کہ جب کامل ایک مہینہ منقضی
ہو گیا اور کسی طرح قلعہ فتح نہوا شہریار بہت برہم ہوا اپنے ہمراہیون سے کہا کیسے تم سب مرد
میدان دلاور و دوران ہو کہ باوجود اس قدر جد و جہد اس وقت تک قلعہ فتح نہوا ہے ہنوز [illegible]
شہریار کے دل مین اس بات نے بھی خطور کیا کہ ایسا نہو یہ سب مجھ سے برگشتہ ہو جائین کہا میری
اس تقریر کے یہ معنی نہین ہین کہ تم سب نے فتح قلعہ مین کوتاہی کی نہین بہت کچھ کوشش کی مگر یہ
کیا امر ہے کہ قلعہ فتح نہین ہوتا اسکے ہمراہیون نے کہا اے شہریار تیری اسوقت کی تقریر بالکل بجا
ہے اگر ہماری کوشش و سعی پر حرف رکھا جاتا ہے تو اب ہم پوچھتے ہین کہ باوجود موجود ہونے تجھ ایسے
شہریار جرار کے اس وقت تک قلعہ کیون فتح نہوا شہریار نے کہا خیر اب اس بات کو طول نہ دو مگر
مین اسوقت تمہارے روبرو قسم کھاتا ہون کہ جب تک قلعہ فتح نہ کرونگا قدم پیچھے نہ ہٹاونگا یا [illegible]
ہلاک ہو جاؤنگا [illegible] یہ کہکے اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مردان ہمراہی نے کہا بالفعل
[illegible] کے نام طبل جنگ بجایا جاوے بعدہ اختیار ہے شہریار نے نہ مانا اپنے ہی نام طبل
جنگ بجوایا [illegible] مرکب [illegible] نہایت چست و چالاک طلب کیا مسلح و مکمل ہوکے مرکب پر
سوار ہوا قلعہ کی راہ لی تا اینکہ فصیل سے گذر کے مرکب کو جو مہمیز کی وہ جست کر کے اُڑا خندق
مین جا گرا شہریار نے ہر چند پشت مرکب پر اپنے کو سنبھالا لاکن سنبھلا زمین پر آیا مگر پھر مرکب پر سوار
ہوا اب مرکب مین اسقدر طاقت نہ پائی کہ آگے بڑھ کے کچھ جست و خیز کا کام کرتا اور خود بھی ماندہ
ہو گیا تھا ناچار واپس آیا دوسرے روز پھر اسی مرکب [illegible] جو چست و چالاک ہے سوار ہوا اس دن
کنارہ خندق قیام کر کے جو گھوڑے کو مہمیز کی وہ اسپ [illegible] کردار جست کر کے دروازہ قلعہ کے
قریب پہونچا چونکہ خندق بہت چوڑی تھی اہل قلعہ کو خیال تھا کہ خندق کو طے کر کے قلعہ تک پہونچنا
بہت دشوار امر ہے بدین خیال انہون نے دروازہ قلعہ کا کچھ بندوبست نہ کیا تھا اور یہ بھی
خیال تھا کہ دروازہ قلعہ کا علی العموم قلعون مین بندوبست ہوتا ہے دشمن اگر آئیگا تو کسی اور جا
سے آئیگا اسطرف کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے چنانچہ جب شہریار دروازہ قلعہ کے قریب پہونچے
دروازہ کھلا پایا فوراً قلعہ مین داخل ہوا فرنگیون نے جو دیکھا کہ شہریار قلعہ تک پہونچ گیا ہے وہ بھی قلعہ
تک پہونچ گئے اور دروازہ قلعہ کو کھلا دیکھکے قلعہ مین داخل ہوگئے اہل قلعہ نے تلوارین میانون سے
کھینچ کے ایک ہی مرتبہ دلیرانہ حملہ کیا اس طرف بھی سب جنگ پر آمادہ تھے گیر و بزن کی آوازین
آنا شروع ہوئین [illegible] چاق چاق خنجر و گرز و [illegible] زہر خوار [illegible] گرمی جنگ [illegible]

زرہ۔ بکتر۔ خود۔ چار آئینہ۔ دستانہائے فولادی۔ شمشیر۔ تیر۔ کمان۔ خنجر۔ ڈھال۔ نیزہ جملہ سامان حرب سے
آراستہ ہوکے بعجلت تمام قریشی تاجدار کے پاس آیا اور کہا ہمسرا پاس وقت نہایت کشت و خون پر آمادہ
ہے جلد مجکو اجازت حرب دو ورنہ ہزارہا بندگان خدا کی جانین مفت ضائع ہو جائینگی قریشی تاجدار نے کہا
پھر کیون دیر کرتا ہے جا دشمن کا کام تمام کر اور مین بھی آتا ہون یہ سنکے قریشی تاجدار اٹھ کھڑا ہوا برقی تاجدار
نے کہا ای سردار مین بھی چلتا ہون قریشی تاجدار نے کہا تمھارے جانے کی ضرورت نہین ہی مبادا اس
جنگ مین کام آگیا تو اہل قلعہ منتشر الحواس ہو جائینگے تم انکو سنبھالنا برقی تاجدار نے کہا یہ نہین ممکن
چنانچہ وہ بھی قریشی تاجدار کے ساتھ روانہ ہوا فیروز زہر خوار نے جو قریشی تاجدار کو دیکھا کہا اب مین کس سے
جنگ نہ کرونگا میرا یہ مطلب نہین ہی کہ مین جاتا ہون تم بھی میری مددگاری کو آنا جلد یہان سے واپس جاؤ ناچار
قریشی تاجدار اور برقی تاجدار واپس آگئے اس طرف فیروز زہر خوار شہریار کے سامنے آیا اور کہا
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ۔ شہریار نے آتے ہی تلوار کا وار کیا فیروز زہر خوار ایک ہی تجربہ کار
جری تھا اسنے پشت شمشیر پر اس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا شہریار نے بھی اس وار کو سپر پر روکا اسی
طرح تا دیر رد و بدل رہی آخر فیروز زہر خوار شہریار کے ہاتھ سے زخمی ہوا اہل لشکر اسکو اٹھا لے گئے اہل اسلام
کو کمال حیرت ہوئی سب قریشی تاجدار کے پاس آکے حال فیروز بیان کیا اور کہا ای بادشاہ شہریار بڑا سفاک
ہی کیا عرض کرین کہ کس طرح فیروز زہر خوار زخمی کیا ہی اگر یہی سفاکی شہریار کی ہی تو کسی طرح ہم اسکے مقابلہ مین
سر بر نہین ہو سکتے دونون بھائی متعجب ہوئے آپس مین مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے برقی تاجدار نے کہا
کہ جوان فیروز زہر خوار کے زخمی ہونے سے بد دل ہو چکے ہین اگر اس جنگ سے صرف آنکھین بھول کیا دیگا
بالیقین نتیجہ خراب ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ خود دشمن کے مقابلہ کو جانا چاہیے قریشی تاجدار نے کہا ہان ای
برادر میری بھی یہی رائے ہی لیکن پہلے درگاہ بے نیاز مین دعا و مناجات کر لینا چاہیے چنانچہ سرداران
معزز کو طلب کیا انسے بھی مشورہ لیا انھون نے بھی برقی تاجدار کی رائے سے اتفاق کیا سو جانب
قبلہ بیٹھے دونون ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور اس طرح مناجات شروع کی ای خالق زمین و آسمان و ای
مالک کون و مکان ۔ داد از غیب دان نگہدار آسمان ۔ رزاق بندہ پرور و خلاق رہنما ۔ اقرار بکنند
دو جہان بر یگانگیت ۔ یکتا و پشت عالمیان بر درت دوتا ۔ گوہر ز سنگ خارہ کنی لولوی ز صدف ۔ فرزند
آدم از گل و برگ گل از گیا ۔ باری ز سنگ چشمہ آب آوری پدید ۔ باری ز آب چشمہ کنی سنگ [illegible]
گاہے بصنع ماشطہ بر روے عروس روز ۔ گلگونہ شفق کند و سرمہ دجی ۔ دریاے لطف تست [illegible]
تا بر زمین مشرق و مغرب کند سخا ۔ انشاءکنا بلطفک یا صانع الوجود ۔ فاغفرلنا لفضلک یا سمیع الدعا
ارباب شوق در طلبت بے دل و مدہوش ۔ اصحاب فہم در صفتت بے سر و پا ۔ [illegible]
تو دلفریب ۔ نام تو غمزدا ۔ و کلام تو دلربا ۔ شاہان بر آستان تو جلالت نہادہ سر ۔ گردنکشان مطاع و
کیخسروان گدا ۔ گر جملہ را عذاب کنی در عطا دہی ۔ کس را مجال آن نہ کہ آن چون و این چرا ۔ گاہے
سموم قہر تو ہمدست با خزان ۔ گاہے نسیم لطف تو ہمراز با صبا ۔ خوابندگان در گہت [illegible] خوانند ۔ ساعیان
در سرادق و ذر و بلق در عبا ۔ آن دست در تضرع و این روے بر زمین ۔ آن چشم پر اشارت و این گوش
بر ندا ۔ مردان راست از نظر خلق در حجاب ۔ شب در لباس معرفت و روز در قبا ۔ [illegible]

یاد تو نخیزد ÷ برگشتہ دو ستے کہ فراموش کند ترا ÷ یارب بہ نسل طاہر اولاد فاطمہ ÷ یارب بخون پاک شہیدان کربلا
یارب بصدق سینۂ پیران راست رو ÷ یارب بآب دیدۂ مردان آفتاب ÷ دلہاے خستہ را ز کرم مرہمے فرست
اے اسم اعظمت در گنجینۂ شفا ÷ یارب خلاف امر تو بسیار کردہ ایم ÷ امید ہست از کرمت عفو ناسزا ÷ اعتقاد
مصیبت مین ہماری مددگاری کر ÷ یا تو ہمکو ایسی طاقت مرحمت فرما کہ ہم اپنے دشمن کو پسپا کر سکین یا ایسی
کوئی کمک ہمکو پہونچا کہ ان سرکشون کو سزاے معقول ملے ہنوز یہ دعا و مناجات اختتام کو نہ پہونچی تھی کہ ایک
جانب سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی دونون لشکرون کے عیار حال گرد دریافت کرنے گئے اور واپس آکے خبر
دی کہ اے گروہ مسلمانان و اے بندگان خداوند دو جہان خوش ہو کہ تمہاری دعا درگاہ قاضی الحاجات مین قبول
ہوگئی معروف با فوج جرار اسطرف تیز اخیز چلا آتا ہے مسلمانون نے سجدۂ شکر درگاہ خدا مین کیا پس معروف
بھی آپہونچا ایک شتر بلند پر سوار تھا آتے ہی اہل اسلام سے پوچھا کہ شہریار کا کیا حال ہے سب نے
کہا اے معروف کیا پوچھتا ہے شہریار نے ہنگامۂ عظیم برپا کر رکھا ہے ابھی ابھی کا ذکر ہے کہ فیروز بہرخوار کو زخمی
کیا معروف نے بہت افسوس کیا اور کہا کچھ فکر کی بات نہین ہے عنقریب مین ان نامعقولون کو سزا
دیتا ہون یہ کہکر اسیوقت دشمن کے مقابلہ کو روانہ ہوا جب قریب لشکر شہریار اور جیپالی کے
پہونچا انکو معلوم ہوا کہ پیشخانہ شہنشاہ کا ہے معروف انکی کمک کو آیا ہے فرنگ ہنگامہ حرب گرم ہوا
معروف کے ساتھ جو اسوقت بارہ ہزار سواران جرار کی جمعیت تھی ایسی کچھ کارروائی ظہور مین آئی
کہ فوج فرنگی کے حواس باختہ ہوگئے چند سرداران لشکر شمائل خان بن جدائل خان اور شہریار کے
پاس پہونچے شہریار ان کو بدحواس دیکھ کے خود بھی گھبرا گیا اور کہا کیا خبر ہے انھون نے کہا خداوند نعمت
غضب ہوگیا اب مسلمانون سے مقابلہ کرنا دشوار ہے معروف مع فوج کثیر انکی مدد کو آگیا ہے بلکہ میدان
مین محاربہ و مجادلہ کو آمادہ ہے اسکے دفع کی کوشش جلد کرنا چاہیے ورنہ بعد مین کچھ نہ ہوسکیگا شہریار
تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ اپنی جگہ سے اٹھا مسلح و مکمل ہوا مرکب پر سوار ہوکے بجلدی تمام اسکے
معروف کے قریب پہونچا معروف نے کہا تو کون ہے شہریار نے کہا تو مجھکو نہین جانتا آگاہ ہو میرا نام
شہریار ہے معروف نے کہا ہان مین نے یہ نام سنا ہے بلکہ خاص اسی نام کے شخص کو سزاے معقول دینے
آیا ہون شہریار نے کہا بڑی دقت کی بات ہے جو مجھکو سزا دیگا آ مقابلہ کر غرضکہ تا دیر رد و بدل رہی آخرالامر
شہریار کے ہاتھ سے معروف زخمی ہوا معروف کے ہمراہیون نے داد مردانگی دی مگر اتفاق
سے کہ معروف زخمی ہوچکا تھا قریب تھا کہ شکست کھاے کہ یکایک ممالک بن مالک شاہ مع
فوج پہونچا سرداران لشکر معروف نے آواز دی کہ اے دلاور و غضنفر دار گھبرانا نہین اگرچہ معروف
تمہارا سردار زخمی ہوا ہے لیکن تمہاری مدد کو ممالک شاہ بن مالک شاہ آگیا ہے یہ وہ وقت ہے کہ فرنگی
شہنشاہ کے خیمہ کے قریب آگئے ہین ممالک شاہ آتے ہی فرنگیون پر حملہ آور ہوا شہنشاہ کے
خیمہ سے دور ہٹا دیا چونکہ آفتاب قریب مغرب پہونچ گیا تھا طبل بازگشت بجا دونون طرف کے لشکر
قیامگاہ کو واپس گئے معروف نے شہنشاہ کے واسطے بارگاہ برپا کی۔

معروف بن اسعد کو بارگاہ شہنشاہ کے برپا کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہے اور ایک شب
کلاہ ایلچی گری کیخسرو اور بہرام اور پرویز اور لعل بن تورج کے مسطور ہوتے ہین

آخر تو پیروزہ کے واسطے نامہ لایا ہے کیون نہین مجکو دیتا کیخسرو نے کہا کیا جو جو مین سمجھا نامہ دون اگر کچھ جرات
رکھتا ہے مجکو مجبور کرکے نامہ لیلے غرض اسی طرح کی گفتگو کے بعد ردوبدل کی نوبت آئی اُسنے وار کیا اُسنے رد کیا
پھر اُسنے وار کیا پھر اُسنے رد کیا چند ساعت کی ردوبدل کے بعد اسکو قاش زین سے اُٹھا لیا اور زمین پر مار کے
کہا او خیرہ سر اب بتا کیا تیرا حال بتاؤن اس وقت تو ہر نوع میرے اختیار مین ہے کہرام نے کہا اے کیخسرو ابھی میری
ہلاکت کے فکر نہو تا مجھے کچھ کہنا ہے کیخسرو نے کہا جو کچھ کہتا ہے جلد کہہ اُسنے کہا مین ابھی نہین کہسکتا اگر مجھے گرفتار کرنا
منظور ہے تو گرفتار کرلے بعدہ مین کہونگا کیخسرو نے اُسے گرفتار کرکے لشکر مین بھیجدیا شام کو کہرام کو اپنے روبرو
طلب کیا اور کہا ہان بیان کر کیا تجھے کہنا ہے کہرام نے کہا پہلے اپنے ارادہ سے مجھے مطلع کرو کہ اگر قید کیا ہے تو
نتیجہ اس کا کیا ہے کیخسرو نے کہا نتیجہ اسکا یہ ہے کہ تجھے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کرونگا اگر مان لیگا فہو المراد ورنہ ہلاک
کرونگا کہرام نے کہا مین مسلمان ہونے کو موجود ہون تا لیکن تم کو میری نیت کا حال اُسی وقت معلوم ہوگیا ہوگا جب
مین نے کہا تھا کہ مجکو ہلاک نہ کرو مجھے کچھ کہنا ہے وہ کہنا یہی تھا کیخسرو نے کہا اگر تو اسلام قبول کرتا ہے تو مجھے بھی تیرا
رہا کردینا فرض ہے کہرام نے بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھا کیخسرو نے بلا تکلف اُسکے دست و پا کے بند کھول دیے
اور کہا اب تجکو اختیار ہے اگر یہان رہنا منظور ہے تو بسم اللہ تیرا گھر ہے اور اگر جانا منظور ہے تو مین مانع نہین کہرام
نے کہا اب مین کہان جاسکتا ہون تا زندہ ہون کوئی خدمت میرے حوالہ کرنا چاہیے کیخسرو نے کہا فی الحال
کوئی کام نہین ہے ہان کفار کا قصہ پیش ہے اسکے متعلق اگر کوئی کام ہوگا تو مین تجکو اطلاع دونگا کہرام نے کہا وہ نامہ
جو پیروزہ کو دینے لائے ہو وہ مجکو دو مین اس نامہ کو پیروزہ کے پاس لیجاؤنگا اور جملہ مراسم رسالت عمل مین
لاؤنگا کیخسرو نے کہرام کی اس درخواست پر تحسین و آفرین کی اور کہا مین تیری درخواست سے بہت خوش
ہوا خداوند عالم تیری توفیق مین ترقی عطا فرمائے اصل امر یہ ہے کہ مین خود اس رسالت کے واسطے مقرر ہوا
ہون اگر یہ نامہ تیرے حوالہ کردون تو میرے ہمجنس مجھپر طعن کرینگے کہ نامہ پیروزہ کے پاس نہ پہونچا سکے ایک شخص
غیر کے ہاتھ وہ نامہ پیروزہ کے پاس بھیجدیا ہان یہ ممکن ہے کہ ہم اور تو دونون ساتھ چلے اس کار رسالت کو انجام دین
کہرام نے کہا ایسی سہی بہرحال مجکو خدمت گذاری سے کام ہے کیخسرو نے کہا اے کہرام بیکار اس کام مین کیا
ہوتا ہے ابھی تو کفار کے خیل سے چلا آتا ہے جب تو وہان پہونچیگا تجکو شرم دامنگیر ہوگی مبادا اس موقع پر تیرے
دل مین کچھ اور خیال پیدا ہو جاوے پھر کہرام نے کہا استغفر اللہ ایسا کبھی خیال نہ کرنا کچھ آپ پر موقوف نہین آج
مجکو پیشتر سے دین اسلام کی حقیقت ثابت ہوگئی تھی جسکا آج ظہور ہے ورنہ مین ہرگز دین اسلام کو قبول نہ کرتا
اب کیا مجال کسی کی جو دین و مذہب کے بارہ مین مجھسے متعرض ہوسکے کیخسرو نے کہا تمکو اختیار ہے غرضکہ کیخسرو
نے یہ انتظام کیا کہ چار ہزار سواران جرار کو راہ مین مقیم کیا اور بتاکید کہدیا کہ تم سب کسی طرح کا خوف نہ کرنا
اگر بیچ مین ہم موجود نہون اور کہرام کو ساتھ لیکے پیروزہ کے خیمہ مین پہونچا طنابون کو قطع کیا دربان
نے جو یہ حال دیکھا پکار کے کہا کون ہے جو خیمہ کے طنابون کو کاٹتا ہے کیخسرو نے کہا او پلید خاموش رہ ورنہ ابھی
تیرا سر تن پر نہوگا دربان آگے بڑھا اور کیخسرو کو بنظر غور دیکھکے کہا اے شخص مین تجکو خوب جانتا ہون کہ تو لشکر اسلام
کا کوئی سردار ہے اپنی خیریت اگر چاہتا ہے تو یہان سے واپس جا ورنہ تیری حقیقت تجکو معلوم ہوگئی ہے ضرور ہوگا
[illegible]

گئے الیاس نے کہا کہ وہ بدحواس ہو کے یہاں آگرا ہنوز اس حال کو دریافت کرنے چلے تھے دیکھا کیخسرو تلوار کو
لئے خون آلودہ چلا آتا ہے پرویز کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ جلد اسکے واسطے کرسی لاؤ ملازم دوڑ کر
کرسی لینے گئے کیخسرو نے دیکھا کہ تخت الماس پر پرویز بیٹھا ہوا ہے اور تخت یاقوت پر چیلاصال درمیان ان
دونوں تختوں کے ایک تخت مرصع بچھا ہے وہ خالی پڑا ہے ایسی لگتا ہے کہ وہ تخت شیرویہ بن پرویز کا تھا شیرویہ
شکار کو گیا تھا کیخسرو نے انتظار کیا یا بخیلان تمام اس مجلس پر چھا کے بیٹھا تمام کفار کے دلوں میں ہول سما
گیا کہ دیکھیں اب کیا آفت نازل ہوتی ہے مسلمانوں کے لشکر کا سردار آیا ہے ضرور کوئی آفت تازہ برپا ہوگی
پرویز کیخسرو کی جانب متوجہ ہوا کہا اے جوان خداپرست میں اس وقت تیرے یہاں آنے سے بہت خوش
ہوا کہ خیر و عافیت تو ہے اگر کوئی ضرورت ہو تو میں موجود ہوں کیخسرو نے کہا ضرورت تو کوئی بھی نہیں ہے
البتہ ایک نامہ تیرے نام کا لایا ہوں لعل خان کو پرویز کی یہ پرسش بہت ناگوار معلوم ہوئی کہ چیلاصال
نے لشکران کو کمین میں بٹھا رکھا تھا اور جو امید تھی حسب الحکم آخر آیا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا پرویز ساقی
کی جانب متوجہ ہوا کہا ساقی بیہوش بادہ برافروز جام را فوراً ساقی سیم ساق نے صراحی مرصع سے
جام بلوریں لبریز کیا اور پرویز کے قریب لایا پرویز نے کیخسرو کی جانب اشارہ کیا ساقی کیخسرو کے
قریب لایا کیخسرو سمجھا کہ یہاں کفار کا مجمع ہے مبادا اس میں کچھ فریب ہو کہا پرویز ہمارے مذہب میں شراب
قطعاً ممنوع ہے پرویز نے کہا یہ وہ شراب نہیں ہے جسکی تمہارے مذہب میں ممانعت ہے ورنہ میں ہرگز
دعوت نہ کرتا کیخسرو نے کہا کچھ ہو میں ہرگز نہ پیوں گا پرویز نے خود وہ پی لیا اسی طرح دو چار جام کی نوبت
آئی بعدہ پرویز نے نامہ طلب کیا کیخسرو نے نامہ دیا پرویز نے وہ نامہ لیکے ارغش کو دیا اور کہا پڑھ
کیا لکھا ہے ارغش نے سر نامہ چاک کیا پڑھا پرویز مضمون نامہ کو سنکے بہت برہم ہوا کہا اے کیخسرو میں نے
تیری بہت خاطر کی کہ اس نامہ کا خاص تجکو جواب نہ دیا جا میری طرف سے حمزہ سے کہدے کہ تمہارا نوکر
نہیں ہوں جو کچھ تمہارے امکان میں ہو میری ضرر رسانی میں فروگذاشت نہ کرو اور جواب نامہ لکھوا کے
دیا کیخسرو سنتا اور اٹھ کھڑا ہوا جب پہلو اُس تخت مرصع سے قدم نیچے نہ اُتارا تھا کہ شیرویہ بن پرویز شکار
سے واپس آیا کیخسرو کو اپنے تخت پر دیکھ کے از سرتا پا غیظ و غضب میں ہو گیا کہا اے خداپرست مجکو معلوم ہوا کہ تو
بڑا بیباک ہو جاتا کہاں ہے یہ کہکے تلوار میان سے کھینچ لی اور کیخسرو کے قریب آکے وار کیا کیخسرو نے جگہ
خالی کی اور جھپٹ کے تلوار اسکے ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی تاکہ اُسکا مضبوط گرفت میں لایا
اور کہا او خیرہ سر بس اسی طاقت پر بھروسہ کر کے تونے مجھ پر وار کیا شیرویہ کیخسرو سے لپٹ گیا دونوں
میں کشتی شروع ہوئی تا دیر کشتی رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر پھر اسلحہ سے کام لینا شروع کیا
شیرویہ کے پاس تلوار نہ تھی اُسنے خنجر کا وار کیا کیخسرو نے اسکے ہاتھ سے خنجر بھی چھین لیا اور وہی
خنجر شیرویہ کے پہلو میں اس زور سے مارا کہ شیرویہ چکر کھا کے زمین پر گرا پرویز نے جو اپنے فرزند
کو مجروح دیکھا تاج اپنے سر سے زمین پر پھینک دیا اور باواز بلند کہا اے خداوندان لات کے سجدہ کیا
دیکھتے ہو بلا تکلف اس خداپرست سفاک کو گرفتار کر لو خبردار یہاں سے زندہ نہ جانے پائے اسی طرف
لشکران نے اپنا عمل شروع کیا کہیں کچھ پڑھ کے دور سے دم کر رہی تھی کبھی ما فسون پھونک رہی تھی

اطلاق اثر نہ کیا اب کنعیرو وہان سے جست مار کے مرکب کے پاس آیا اور چاہا کہ پشت مرکب پر سوار
ہو کے یہاں سے نکل جاوے کہ دفعتہ لعل خان اُسکے پاس پہونچ گیا کہا ای خدا پرست کیا مجال تیری
جو تو صحیح و سلامت یہان سے نکل جاوے کنعیرو نے پشت مرکب پر درست بیٹھ کے میان سے تلوار
کھینچ لی لعل خان کی جانب جھپٹا جب قریب اُسکے پہونچا لعل خان نے تلوار کا وار کیا کنعیرو
نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور پھر اپنا وار کیا اُسنے بھی اُس وار کو رد کیا آخر الامر کنعیرو
لعل خان کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور ایسا زخمی ہوا کہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا غشی کی نوبت پہونچی لعل
نے نعرہ مارا کہا ای خدا پرست کیا سکوت کیے ہوئے ہی آ اور وار کر کنعیرو نے اپنے ہوش و حواس کو درست
کیا اور نہایت جرأت کر کے کہا ای لعل خان تو نے دھوکہ سے مجھے مجروح کیا ہی لعل نے کہا ای جوان
تو بالکل غلط کہتا ہی مین نے ہرگز دھوکہ نہین دیا اور خیر اب ہوشیار ہو جا مین تلوار کا وار کرتا ہون
کہکر شمشیر علم کیے کنعیرو کی جانب جھپٹا اہل اسلام کنعیرو کی اس حالت خراب کو دیکھ کے گریہ و زاری
کرتے اور مناجات کرتے تھے کہ ای قادر مطلق و ای خداوند برحق یہ تیرا بندہ جری ہی اس بے ایمان کے
ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہی اسکی اس وقت مجبوری مین مدد کر ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی اور لعل خان
کنعیرو کے پاس پہونچنے نہ پایا کہ اثنائے راہ مین ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور لعل خان
کو اُٹھا لے گیا کنعیرو چونکہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا لعل خان کے گرفتار دست غیب ہو جانے
کو غنیمت سمجھا بیتاب ہو کے کہا ای خسرو کیا شان اُس معبود حقیقی کی ہی کہ غیب سے اس طرح مجھکو مدد
ملی اور لعل خان میرے مقابلہ سے کیا غائب ہو گیا ورنہ مین ہرگز اُسکے ہاتھ سے جانبر نہوتا اور اس
مرتبہ اگر ضرب مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا اس طرف لعل بن تورج بھی یہی دل مین سمجھا کہ کنعیرو کے ہاتھ
سے رہائی پا گئے ورنہ اُس حالت غشی مین غضب ہو کے وہ خدا پرست نہین معلوم کیا بلا نازل کرتا تاریکی شب
نمایان ہوئی تھی کفار مجبور ہو کے اپنے مقام قیام کو واپس گئے وہان بارگاہ پرویز مین شیرویہ کے
زخم کاری سے خون جاری تھا پرویز مثل بید کانپ رہا تھا اور زار و قطار روتا جاتا تھا ملازمون سے
کہا جلد جاؤ شیرویہ کا حال دریافت کر کے مجھے خبر دو اُسکا زخم ایسا نہین ہی کہ جس سے وہ جان بر ہو سکیگا
اگر شیرویہ ہلاک ہو جائیگا تو مین بھی اپنے کو ہلاک کرونگا زندہ نہین رہونگا ہزار ہزار تف ہی ایسی زندگی
خراب ہی کہ شیرویہ ایسا جوان کا فرزند ہلاک ہو جاوے اور فرزند بھی اکلوتا کاش کہ دو چار لڑکے ہوتے تو آتش
کی یا کثرت سے کہ ایک دوسرے کو دیکھ کے صبر کرتا داغ غش اور مہلاک شیرویہ کے پاس آ کے دیکھا شیرویہ
مردہ کی طرح بے حس و حرکت زمین پر افتادہ ہی جانب جراحت نظر کی خوب غور سے دیکھکر کہا بارے پردہ
جگر سالم ہی پرویز کے پاس آ کے اُسنے حال پوچھا مہلاک نے کہا ای بادشاہ کچھ تردد کا مقام نہین ہی
شیرویہ کی جان کی خیریت ہی اُسکا پردہ جگر سالم ہی اس سے امید ہوتی ہی کہ ہلاک نہوگا جراح بلائے گئے
اُسی وقت شیرویہ کے زخم کو باندھا لیکن روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ جراحون نے زخم شیرویہ کو بخیہ
کیا اور دوا لگا کے بندش کی راوی کہتا ہی کہ وہ پنجہ غیب لعل بن تورج کو اُٹھا لے گیا وہ فلسترن تھی
چند ساعت کے بعد دربار ... مین لعل بن تورج کو بیٹھا دیا لعل اُس وقت برہم ہوا اور کہا

درست کر تو بیچارہ کیا وقعت رکھتا ہی جو مجھے ہلاک کریگا اگر ایسی قابلیت تجھمین ہوتی تو اُس جوان مسلمان کے مقابلہ
مین سپر کیون نہوتا مجکو دعا دے کہ مین نے تیری جان بچائی ورنہ وہ خدا پرست ضرور تجکو ہلاک کرتا انسان کو چاہیے
کہ جب کسی کو کہے تو اُسکا جواب سوچ سمجھ لے نہ یہ کہ جو کچھ دل مین آیا الفاظ کہدیا تو ہی بتا کہ اُسوقت میرا تردد کیا بیجا
تھا یہ مجھسے ہرگز نہوتا کہ اپنی موجودگی مین تجکو ہلاک ہونے دیتا لعل خان نے کہا تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ مین
اُس جوان کے ہاتھ سے ضرور ہلاک ہوتا التبرلن نے کہا ای لعل خان تجکو نہین معلوم ہی مین نے بیسیون افسون
پڑھے ایک کارگر نہوا ایسی حالت مین بجز اسکے کیا چارہ تھا آج تک میری سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ مسلمانون پر سحر
و افسون کیون نہین کارگر ہوتا باوجود ماہر ہونے علم سحر کے مجکو ہر وقت خدا پرستون کا خیال متوحش کرتا ہی اور
وہ بھی ایسے مستغنی ہین کہ سحر و افسون کا مطلق خوف نہین کرتے بعض حاضرین نے کہا تجکو نہین معلوم ہی کہ مسلمانون کے
پاس کچھ دعائین اس قسم کی ہین کہ جب وہ پڑھتے ہین سحر و افسون اُنکے سامنے ہیچ و پوچ ہو جاتا ہی منجملہ اُن
تمام سامان دافع سحر کے ایک جام صفا اُنکے پاس ہی کہ جسکے پینے سے مطلق سحر و افسون کارگر نہین ہوتا
خواجہ موجود تھا ایک پہر رات گذری تھی کہ یہ امیر والا توقیر کے پاس پہونچا حال کیخسرو من و عن بیان کیا اور کہا
ای والا منزلت آج تک ہزار ہا آدمی کار رسالت کو انجام دے گئے ہونگے لیکن جس طرز سے کیخسرو نے اس
اس کام کو انجام دیا کسی سے ممکن نہین ہی امیر خواجہ کی زبانی اس حال کو سنکے بہت خوش ہوئے کہا واقعی
کیخسرو نے بڑا کام کیا خیر اب تاخیر نہ کرنا چاہیے جلد پسران قریحہ کو بلاؤ تاکہ خواجہ زادے مرہم سلیمانی لیکر
جاوین اور خلعت و شمشیر و اسپ اسد کے ہاتھ بھیجا اور یہ بھی زبانی کہلا بھیجا کہ صبحکو مین بھی استقبال کے
واسطے آؤنگا اور سرداران لشکر کے گوش زد یہ بات کردی کہ جو شخص ہمکو دوست رکھتا ہی وہ ضرور ہمارے
ہمراہ کل چلیگا سب نے وعدہ کیا کہ ہم ضرور ہمراہ چلینگے وہان پہلے خواجہ زادے مرہم سلیمانی لیے ہوئے
کیخسرو کے پاس پہونچے زخمون پر وہ مرہم لگایا ابھی بندش وغیرہ سے فراغت ہوئی تھی کہ اسد خلعت لیے
ہوئے پہونچے کیخسرو بہت خوش ہوا خلعت وغیرہ بکمال شوق و آرزو سر پر رکھا اور کہا ای اسد مین اُس عنایت
و عزت افزائی کا ہرگز شکر ادا نہین کر سکتا جو امیر والا توقیر میرے حال پر فرماتے تھے بعدہ تمام حال اسد کے
روبرو بیان کیا اسد نے کہا شاباش ع این کار از تو آید و مردان چنان کنند القصہ صبح کو امیر والا توقیر
بہمراہی شاہزادہ بدیع الملک سوار ہوکے مع سرداران دیگر کیخسرو کے استقبال کو آئے اُسطرف
کیخسرو لب بلبہ خیمہ منگوا رہا تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ امیر تشریف لاتے ہین کیخسرو پیادہ پا آگے بڑھا
اُسطرف امیر نے جو کیخسرو کو پیادہ پا دیکھا امیر بھی مع بدیع الملک و سرداران دیگر پیادہ پا روانہ ہوئے
کیخسرو امیر کے قریب پہونچ کے پاؤن پر گرا چاہتا تھا کہ تمام سردارون نے کیخسرو کو گود مین اُٹھا لیا
بدیع الملک نے سیمرغ کیخسرو کو دیا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ گوہر شبچراغ بدیع الملک
نے کیخسرو کو دیا اور یہ بھی لکھا ہی کہ اکثر مورخین نے بیان کیا ہی کہ بدیع الملک نے سیمرغ اور گوہر
شبچراغ دونون چیزین کیخسرو کو دین کیخسرو نے ان دونون اشیاء بے بہا کو سر پر رکھا بعدہ امیر والا منزلت
نے بھی نوازش فرمائی اور حکم دیا کہ کیخسرو اسپ پر سوار کیا جاوے بدیع الملک نے جو اپنا
یہ ابلق یا کیخسرو کو مرکب سلیمانی عنایت کیا اور امیر کے حکم سے سوار ہونے کی تاکید کی کیخسرو نے عرض کیا
مجھسے ہرگز یہ ممکن نہین ہی کہ مین سوار ہون اور تم ایسے والا جاہ عالی تبار پیادہ پا ہو تمہارے مقابلہ مین

میری کیا وقعت و حقیقت ہی امیر نے فرمایا اے کیخسرو تو اس بارہ مین کچھ دخل نہ دے مین نے یہ عہد کیا ہی
کہ چند قدم تیرے ہمراہ پیادہ پا چلونگا کیخسرو نے عرض کی حضرت یہ کسی طرح ممکن نہین بندہ اس عہد کا
پابند نہین ہو سکتا اور قسم کھا کے کہا مین ہرگز نہ مانونگا امیر مجبور ہو کے سب سوار ہو کے بارگاہ مین آئے
جب سعد نے اپنے فرزند کو بر سیم زیع و گوہر چراغ کا مالک دیکھا بہت خوش ہوا سمجھا کہ یہ عنایت شہزادہ
بدیع الملک کی ہی کیخسرو کی سر و چشم پر بوسے دیے اور کہا الحمدللہ کہ میری آرزو پوری ہوئی اور کہا اگر
کیخسرو تو میرے روبرو میرے تخت پر بیٹھ اسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی میری کیا عزت ہی کہ تخت پر بیٹھونگا
غرضکہ چند روز کے بعد سعد نے طبل جنگ بجوایا میدان جنگ مین آیا اس طرف سے سلیمان ثانی
شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور اجازت چاہی بدیع الملک نے اجازت دی سلیمان
ثانی میدان مین آیا بعد جنگ نیزہ و شمشیر و عمود و خنجر مجروح ہو گیا ہمراہیون نے سلیمان ثانی کو
مجروح دیکھ کے لشکر کفار پر حملہ کیا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوا لعل بن نورج نے بڑی سفاکی سے
کام لیا شہزادہ بدیع الملک نے جو لعل کی بدعت دیکھی خود مسلح و مکمل ہو کے لعل کے مقابلہ مین
پہونچا لعل نے کہا اے بدیع الملک چلے جاؤ میرے مقابلہ سے ورنہ پشیمان ہوگے شہزادہ نے کہا
کیا بکتا ہی او ملعون سہ بار ایچہ داری زمردی نشان + لعل نے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے اس وار
کو سپر پر روکا لعل کی تلوار شکستہ ہو گئی وہ جھنجھلایا اور دوسرا وار خنجر کا کیا شاہزادہ نے اس وار کو بھی
سلیمانی کی سپر پر رد کیا خنجر بھی شکستہ ہو گیا بعدہ شہزادہ نے اس طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ تا دو
ابرو در آئی کفار نے جو لعل کا حال خراب دیکھا ایک مرتبہ سب دوڑے ہنوز وہ سب لعل کے پاس
پہونچنے نہ پائے کہ لستران ایسی عقاب پہونچی اور لعل بن نورج کو اٹھا لیگئی اس طرف حمزہ ثانی
ضلضال کے قریب پہونچ گئے اور اسکو زخمی کیا نور الدہر نے قرطاس فیل زور کو مجروح کیا غرضکہ
ہنگامہ عظیم برپا ہوا پرویز نے مجبور ہو کے طبل جنگ بجوایا اور اسی شب کو اس خیال سے کہ لعل
بن نورج بدیع الملک کے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہی نہین معلوم مسلمان کیا قیامت برپا کرین
قلعہ خطا مین داخل ہو کے قلعہ بند ہو گیا اہل اسلام نے خوشی کے نقارے بجائے اور ایک مقام پر
قرار دیکے سب جمع ہوئے کہ کفار کے استقبال کا مشورہ کیا پرویز قلعہ مین بیٹھا ہوا طرح طرح کی فکرین کرتا
تھا ایک مرتبہ کیا دیکھتا ہی کہ لستران آئی اور لعل بھی اسکے ساتھ ہی دونون اپنی جگہ آکے بیٹھے پرویز کو
پر تردد دیکھا کہا اے بادشاہ تردد و تفکر کی کیا بات ہی کیون گھبراتے ہو مین نے معقول بندوبست
کیا ہی اگر خداوند لات نے چاہا تو نام کو خداپرست دنیا مین باقی نہین رہیگا پرویز اسکی اس تقریر سے
بہت خوش ہوا اور کہا اے خیرخواہ مین بیان کرو کیا تدبیر سوچی ہی اسنے کہا اے بادشاہ مین نے اپنے
مادر و پدر سے ملتجی ہو کے شاہ جادو اور لقمان شاہ جادو کو ہمراہ لشکر بیاست اشد تاکید بلایا ہی
عنقریب آیا چاہتے ہین مسلمانون کی کیا حقیقت ہی جو انکے مقابل ہو سکین گے اور اے بادشاہ فقط
انہین پر اکتفا نہین ہی چار سو جادوگر میری مان کی طرف سے میرے ہمراہی مین رہتے ہین اور ہر طرح
میرے تابع ہین فی الحال وہ سب شہر خطا سے قریب غار افراسیاب مقیم ہین مین نے انکو بھی
طلب کیا ہی ہر طرح خاطر جمع رکھو پرویز نے سر پیٹ لیا اور کہا اے لستران خیرخواہ من بیان کن

تو صحیح ہی کہ اس قدر فوج میری مدد کو آگئی ہی لیکن یہ بات کہ وہ سب ساحر زبردست ہین بالکل
غلط ہی اسواسطے کہ مسلمانون کے مقابلہ مین سحر وافسون کچھ کام نہین دیتا پھر ایسا سحر وافسون ہوا
تو کیا کون نہین جانتا کہ جام صفا لشکر اسلام مین موجود ہی جب اُس جام کو مسلمان پیتے ہین سحر اُنپر اثر
نہین کرتا اور اگر کسی وقت اثر سحر اُنپر کارگر ہو جاتا ہی تو وہ اُس جام پی لیتے ہین فوراً اثر سحر اُنسے زائل
ہو جاتا ہی لنترن نے کہا ای بادشاہ تم کو اس حال کی خبر اسوقت تک نہین ہی مین نے اُس جام کو چرا
لینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہی ضرور اُس جام کو لاؤنگی پھر خوب مسلمانون پر سحر اثر کریگا بس اُسی وقت
خدنگ عیار کو اور جام نود کو طلب کیا اور کہا ای خدنگ اگر تو حمزہ ثانی اور بدیع الملک کو گرفتار
کر لاسکے تو مین تجھے انعام کثیر دون اسی طرح جام نود سے بھی فرمایش کی دونون نے اقرار کیا بعدہ
دونون روانہ ہوئے ایک روز کا ذکر ہی کہ پیرو بیژن نے فرمایا ای دلاورو آج کل موسم بہار ہی دل
چاہتا ہی کہ شکار کے واسطے چلین سب نے کہا ہان ای والا منزلت واقعی آج کل صید و شکار مین
لطف ہی اور اُسی روز سے شکار کی تیاری شروع ہوئی دوسرے روز صاحبقران ثانی مع شہزادہ
بدیع الملک و دیگر سرداران نامی بجز سعد کے روانہ ہوئے جب ختا کے جنگل مین پہونچے ایک
مقام سبزہ زار مین وارد ہوا سامنے پہاڑ واقع تھا امیر نے اُسی مقام پر قیام کیا ہنوز تھوڑی دیر
اُس مقام پر قیام کو گذرے تھے کہ ایک آہوے سفید نہایت خوبصورت نمایان ہوا حمزہ ثانی اُس
آہوے سفید کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے کہا اے دلاورو مین بہت خوش ہون اگر تم کسی طرح
اس ہرن کو گرفتار کر لو تمام سردارون نے ایک مرتبہ نرغہ کیا ہر چہار جانب سے اُس آہوے سفید
کو ایک مقام پر گھیر لیا چند ساعت وہ آہو اُسی مقام پر مقیم رہا جس وقت سب اُسکے قریب پہونچ گئے
شہزادہ بدیع الملک کی جانب سے وہ ہرن چوکڑی بھر کے نکل گیا شہزادہ کو کمال رنج ہوا کہ میرے
قریب سے یہ آہوے سفید نکل گیا اسکا تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ مرکب کو اُسکے تعقب مین پھینک دیا شاپور
اور بہرام ہمراہ تھے یہ دونون بھی بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے چلے گئے قریب بارہ فرسخ کے دور
نکل گئے وہان ایک درہ کوہ نمایان ہوا آہوے سفید نے اُس درہ مین جانے کا قصد کیا شہزادہ سمجھا
کہ آہو اگر درہ مین داخل ہو گیا تو پھر اسکا ہاتھ آنا مشکل ہی اور پھر نظر بھی نہ آویگا اس سے بہتر یہ ہی کہ
اسکو زندہ گرفتار کرنے کی فکر نہ کرین ہلاک کرین یہ سوچ کے ایک تیر چلہ کمان مین رکھکے اسقدر انداز
سے رہا کیا کہ وہ آہوے سفید غلطک کھا کے زمین پر گرا شہزادہ خوش ہوتا ہوا دوڑا آہوے سفید کو
ذبح کیا شاپور نے کہا دھوپ بہت تیز ہی تھوڑی دیر اسی مقام پر توقف کرنا مناسب ہی درہ ہی
دھوپ سے امان ملیگی بدیع الملک نے کہا ہان میری بھی یہی رائے ہی کیونکہ مین بھی بہت تھک
گیا ہون قریب درہ ایک درخت سایہ دار واقع تھا شاپور نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ اس درہ
سے تو یہ درخت سایہ دار بہتر ہی اسی واسطے کہ درہ مین بخوبی ہوا نہین آتی درخت کے سایہ مین خوب
ہوا آتی ہی غرض سب نے بالاتفاق اُس درخت کے نیچے جا کے قیام کیا ماندگی اعضا پر مستولی تھی شاہزادہ
مع شاپور و بہرام بیخبر اُس درخت کے سایہ مین سو گیا یکایک شہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا
ایک جانب دیکھا کہ دو جانور نہایت سفید و خوبصورت بیٹھے ہوے بزبان انسان آپس مین باتین کر رہے

کر افسوس زمانہ کی عجب نیرنگی ہے یہ آہو سفید غزال جادو ہے بادشاہ شہرستان صلصال کی طرف سے جو
کشتہ ہوئی جو شخص اسکا گوشت کھائیگا فوراً ہلاک ہوگا شہزادہ بدیع الملک کو اسکے اٹھ بیٹھا اور حیرت
مین مبتلا تھا کہ یہ کیا تقریر ان جانوروں کی تھی یکایک وہ دونون مرغ سفید اڑ گئے اور ہنگام پرواز آواز
بلند کہا خبردار و ہوشیار رہنا اسواسطے کہ ضحاک شاہ مع لعبان شاہ جادو بالشکر جادوگران کثیر
پہونچتے ہین شہزادہ بدیع الملک نے اس ہرن کو آگ روشن کرکے جلا دیا مرکب پر سوار ہو کے شکار
کو فرمایا جلد جا کے ہماری لشکر مین پہونچا دو اور یہ بھی دریافت کر کہ اور سب شکار مین مصروف ہین یا لشکر
مین پہونچ گئے اس حال کی بھی خبر مجکو دینا شاہ پور بہت مناسب کہکے روانہ ہوا اب بدیع الملک اور
چند ایک جانب روانہ ہوے کہ اس سے بہتر ایک اور سبزہ زار نظر آیا وہان دیکھا کہ چند خیمہ برپا ہین اور
سائبان اطلس بھی برپا ہین ہوا سے جو خیمہ کے آرستہ ہین چند نازنین بیٹھی ہوئی باہم چہلین کر رہی ہین اور
ایک نازنین سراپا غرق تمکین تخت الماس پر بیٹھی ہوئی اول نازنینون کی جانب دیکھ رہی ہے صد ہا کنیزین
اپنے اپنے عہدہ سے خبردار و ہوشیار اس نازنین تخت نشین کے پاس کھڑی ہین شہزادہ بدیع الملک
کی جو یکبارگی نظر اس نازنین تخت نشین کے حسن و جمال بے مثال پر پڑی حضرت عشق نے دل مین گھر کیا ایسا دل لے
دیا اب جانے کی جستجو کیا آخر گھوڑا دوڑایا ہنوز اس نازنین تخت نشین تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ وہ نازنین
بدیع الملک کے ارادہ سے مطلع ہو کے تخت سے اٹھی اور خیمہ مین چلی گئی بدیع الملک کو ملال
ہوا ہر چند اپنے دل کو سمجھایا کہ اس وادی مین بجز خرابی کے کچھ فائدہ نہین مگر کسی طرح قرار نہ آیا ناچار خیمہ
کے قریب آیا اور بکمال آہستگی کہا اے نازنین سہ دیدار بی مثالی و بیحد بیکسی ہے بازار خوبی آتش مین تیغ
بیکسی ہے ہمری سمجھ مین نہ آیا کہ اس کر ہکی کیا وجہ ہے اے بادشاہ حسن مین ایک مسافر خستہ حال ہون تشنہ
و گرسنہ ہون اگر اپنے نظارہ سے مجکو محروم رکھنا چاہتی ہے تو خیر مین کیا کر سکتا ہون لیکن اسقدر مہربانی ضرور
حال پر ضرور فرما کہ کچھ کھانے پینے کو میرے واسطے بھیج دے مین اپنے کو تیرا مہمان قرار دیتا ہون اور مہمان کی
عزت و توقیر کی خبر نیبان پر فرض ہوتی ہے اسی طرح کے کلام کو طول کھینچا یکایک خیمہ کا پردہ اٹھا ایک
پیرزن سیال یعنے اس نازنین مہر ناز کی دایہ خیمہ سے برآمد ہوئی سلام کیا وہ شہزادہ بدیع الملک کی
صورت دیکھ کر فریفتہ ہوگئی اور دفعتہ اسقدر بیقرار ہوگئی کہ چہرہ سے اسکے تغیر محسوس ہوا تاوبرا اسکی صورت
دیکھا کی شہزادہ نے کہا اے دایہ مہربان کیا میری صورت دیکھ رہی ہے یہان کہ سنگی اپنا کام تمام کیے دیتی ہے دایہ
پھر خیمہ مین گئی اور کچھ طعام و شراب لائی شہزادہ سے کہا لے اور دور جا کے اسے کھا لے یہان بیٹھنے کا موقع
نہین ہے بدیع الملک نے کہا یہ بات میرے سمجھ مین نہ آئی کہ کیون دور جا کے کھانا کھاؤن اسنے
کہا اے جوان تو نہین جانتا کہ یہ کون نازنین سراپا غرق تمکین ہے ارے یہ بادشاہ ہفت کشور کی دختر ہے جو
بادشاہ کہ سیرہ مین ہے دختر کے نام سے مشہور ہے اس نازنین کے ساتھ ایک پہلوان مثل فیل دمان
ہے جو دیو انہمار نام سے مشہور ہے شہزادہ نے پوچھا اس نازنین کا نام کیا ہے اسنے کہا اس نازنین کا
نام مہر جہان افروز ہے سنکے شہزادہ بہت خوش ہوا دایہ کو اسکے چہرہ کی بشاشت سے تعجب ہوا کہا اے
جوان نازنین کا نام سنکے تو خوش ہوا اسکی کیا وجہ ہے شہزادہ نے کہا اے دایہ مہربان بہت مبارک یہ خبر
پریشانی مجکو نہین معلوم تھا کہ دختر پرویز مین مہر جہان مقیم ہے یا اپنی ملک سے آمد سے کہ شہزادہ بدیع الملک

ترے دروازہ پر ستادہ ہی تیری ملاقات کا مشتاق ہی دایہ نے جو یہ تقریر شہزادہ کی سنی شہزادہ کے پاؤن پر سر رکھدیا
اور بکمال منت وسماجت کہا ای جوان یہ کیا خیال تیرے دل مین سمایا جلد یہان سے چلا جا ورنہ مفت ہلاک ہوجائیگا
مین نے اسی نظر سے کہا تھا کہ کھانا دور جا کے کھا کیونکہ ذوالخمار کو اگر خبر ہوجائیگی وہ تجکو ضرور ہلاک کریگا شہزادہ
بدیع الملک نے تبسم ہوکے کہا ای دایہ یہ تو کیا کہتی ہی ذوالخمار ملعون آئیگا تو میرا کیا بنا لیگا مجکو مطلق اُسکا
خوف وخیال نہین ہی مین نے ہزارون ایسے زبردست پہلوان دیکھے ہین مقابلے کیے ہین ذوالخمار کی
تو کیا پاپوش ہی زیادہ برین نیست کہ مجھسے متعرض ہوگا پھر اسے مقتول پائیگا تو جا اپنی ملکہ سے میرا پیام
کہہ دایہ خیمے مین آئی ملکہ مہر افروز سے اس تقریر کو بیان کیا ملکہ نے کہا پھر کیا کرنا چاہیے دایہ نے کہا
اسکے سوا اور کیا ہے راے بتادون کہ اس جوان کو اندرون خیمہ طلب کر اور ساقی کو حکم دے کہ جام لبریز
رہے اور شہزادہ کو پے در پے دینا شروع کرے یہانتک کہ شہزادہ بیہوش ہوجائے بعدہ دست و پا مستحکم بستہ کرکے ذوالخمار
کے پاس لے چل تمام نازنینون نے اس رائے کو پسند کیا دایہ خیمہ سے باہر آئی کہا ای جوان مین نے تیری
سفارش ملکہ سے کی وہ ہرگز تیری ملاقات کو راضی نہوتی تھی بہزار مشکل اُسکو راضی کیا ہی مگر خبردار ملکہ کے پاس
پہونچکے کوئی بات خلاف مزاج ملکہ کے عمل مین نہ لانا شہزادہ نے کہا ای دایہ یہ کیا کہتی ہی میری کوئی بات
ملکہ کے خلاف نہوگی دایہ نے کہا خیر تمکو اختیار ہی خیمہ مین چلو شہزادہ دایہ کے ہمراہ روانہ ہوا پہلے دایہ نے پردہ
خیمہ کا بلند کیا اور شہزادہ کو خیمہ کے اندر داخل کیا بعدہ خود بھی خیمہ مین داخل ہوئی جیسے ہی ملکہ مہر افروز
اور شہزادہ کی آنکھین چار ہوئین دونون باہمدیگر فریفتہ ہوگئے ملکہ تعظیم شہزادہ کو اُٹھ کھڑی ہوئی شہزادہ
تخت پر اُسکے پہلو مین جا بیٹھا اب سب کو حیرت ہے کہ الہی یہان تو رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی بجز سکوت
کے سوا چارہ کیا تھا وہان جس قدر دیر ہوتی جاتی تھی اُسی قدر موافقت کو طول ہوتا جاتا تھا اسکے
بدیع الملک اُسکے منہ کے قریب منہ لے گیا اور نظر کو دیکھا نازنین نے شرما کے نظر نیچی کرلی
شہزادہ نے منہ سے منہ ملا کے بوسہ لے لیا تو متواتر بوسہ بازی کا ہنگامہ گرم ہوگیا اس حرکت خلاف
سے شہزادہ کی غرض یہ تھی کہ دیکھون اس نازنین کے ہمراہی کیا کہتے ہین مگر کسی نے بجز سکوت کے
دم نہ مارا بلکہ تیز رو بھی وہان موجود تھا اس تمام کیفیت کو دیکھ رہا تھا یکایک ملکہ مہر جہان افروز نے
ساقی کی جانب اشارہ کیا اُسنے جام بلورین جام مرصع سے لبریز کرکے دیا بدیع الملک نے ملکہ
کی صورت دیکھی ملکہ نے کہا ای بدیع الملک یہ تجکو خوب معلوم ہی کہ تمھارے مذہب مین شراب
ممنوع ہی تاہم اسوقت میری خاطر تجپر فرض ہی شہزادہ نے کہا ممنوعات شرعی مین کسی کی خاطرداری کا
کیا دخل ہی ہان ایک صورت سے تیری خاطرداری مجپر فرض ہوگی کہ تو دین اسلام کو اختیار کرے ملکہ
نے آہستہ سے کہا ای بدیع الملک تو کیا کہتا ہی بالفرض مین تیری درخواست کو قبول کرون
پھر یہ سب میرے ہمراہی کیا کہین گے شہزادہ نے کہا ان ہمراہیون کو تیرے کامون مین کیا دخل
ہی ملکہ نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی تاہم مجکو شرم معلوم ہوتی ہی شہزادہ نے کہا ای نازنین آج تجکو
مذہب حق کے اختیار کرنے مین شرم آتی ہی کل قیامت کے روز جب تجھسے سوال کیا جاویگا کہ تو نے
مذہب حق کے اختیار کرنے مین شرم کی اس وقت کیا جواب دیگی اور جب تجپر اُسکا عذاب نازل
ہوگا اُسوقت تجکو شرم نہ آئیگی بس جو کچھ مین کہتا ہون اسپر عمل کر یعنی بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھ کے

مسلمان ہو اُسکے منظور کیا کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوئی غرض کہ دونوں شراب پینے مین مصروف ہوئے

اب کچھ حال خدنگ اور ہشام دونوں عیارون کا بیان کیا جاتا ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہے کہ امیر حمزہ ثانی شہزادہ بدیع الملک کا انتظار
کر رہے تھے صید و شکار کرتے ہوئے پہاڑ سے ایک درہ مین آئے وہان سبزہ زار دیکھکے قیام کو
دل چاہا مکان عالی شان واقع تھا حمزہ ثانی نے فرمایا اسی جگہ قیام مناسب ہے تا اینکہ بدیع الملک
یہان پہونچ جاوے سب نے اُس مقام فرحت افزا مین قیام کیا جو ہرن وغیرہ شکار کر لائے
تھے اُنکا گوشت صاف کیا کوئی تو قورمہ لگانے لگا کوئی کباب بنانے لگا سیخ آہنی پر لگا کے جب خوب بریان ہو گئے
تمام ہمراہی جمع ہوئے کباب خوب میسر ہوئے کھانے لگے اُس طرف خدنگ عیار اور ہشام امیر حمزہ ثانی
اور شہزادہ بدیع الملک کے گرفتار کرنے کو گئے تھے جب شکارگاہ مین پہونچے درہ نرگس زار مین دیکھا کہ امیر حمزہ
ثانی مع یاران ہمراہی براحت تمام بیٹھے ہین اور شہزادہ بدیع الملک کا ذکر کر رہے ہین کہ شہزادہ تعاقب مین آہوئے
سفید کے گیا ہے اُسکا حال اُس وقت سے اس وقت تک نہین معلوم ہوا کہ کس طرف کو گیا اور کہان پہونچا جو اسوقت تک
واپس نہین آیا خدنگ اور ہشام نے اس حال کو خوب سنا اور وہان سے آگے درخت کے سایہ مین قیام
کیا خدنگ نے ہشام سے کہا تو نے سنا حال بدیع الملک کا اُسنے کہا ہان جس قدر تو نے سنا اُسیقدر
مین نے بھی سنا خدنگ عیار نے کہا پھر کیا ارادہ ہے ہشام نے کہا جو کچھ کہ خدنگ نے کہا میری
یہ رائے ہے کہ تو امیر ثانی کو آج گرفتار کرلے مین بدیع الملک کی تلاش مین جاتا ہون ہشام نے
کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ ہشام جانب صحرا روانہ ہوا ایک مقام پر جاکے قیام کیا خریطہ عیاری سے نَے
سفید نکالی بجانا شروع کیا اتفاقاً شہزادہ کیخسرو ہرن کا تعاقب کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا تھا یکایک
وہ آہوئے صحرائی نظر سے غائب ہوگیا بہرام بن کیخسرو ہمراہ تھا ناگاہ اُس نے کی خوش آیند صدا کیخسرو کے
گوش زد ہوئی متحیر ہوکے ہر طرف نظر کی آخر ایک تختہ سنگ پر جاکے بیٹھا اور بہرام سے کہا جا خیمہ سے
صراحی شراب لے آ یہ وقت لطف مے کا ہے خوش آیند صدا آرہی ہے بہرام نے دست بستہ کہا بہت
مناسب اور خیمہ کیجانب روانہ ہوا یہان کیخسرو اس صدا سے خوش ہو کر اُسپر چلا ایک مقام پر دیکھا ایک
شخص نَے بجا رہا ہے اُسکے قریب جاکے نَے کو دیکھا اور کہا اے شخص کیا خوب نَے بجا رہا ہے میری نزدیک
مناسب یہ ہے کہ کسی جاے مناسب پر چلکے نَے بجا تا کہ مین بیٹھکے سنون ہشام نے نَے کا بجانا موقوف کیا
اور کہا جہان کہو وہان چلکے بجاؤن کیخسرو ہشام کو ایک درخت سایہ دار کے نیچے لایا خود ایک پتھر پر بیٹھا
اور کہا ہان نَے کو بجا ہشام نے نَے بجانا شروع کیا چند لمحہ کے بعد ہشام نے نَے کو رکھ دیا اور کہا اے جوان اسوقت
بے شراب صحبت کا لطف نہین کیخسرو نے کہا تامل کرین مین نے بہرام اپنے عیار کو شراب لینے کو بھیجا ہے وہ عیار
جب تک آتا ہوگا لطف صحبت ہوگا ہشام نے کہا اے جوان اگر تیری رائے ہو تو جب تک
شراب تیرا عیار لاوے مین اگر گوسفند کو ذبح کرکے کباب تیار کردون کیونکہ بغیر کباب کے شراب کا لطف نہین ہوتا
اس وقت ... ہوگی تو پورا لطف حاصل ہوگا کیخسرو نے کہا اس مین کیا بہتر ہے بس ہشام اُس طرف گیا گوسفند
کو لاکے ذبح کیا گوشت صاف کرکے کباب بنانے لگا اسی مین وارد ہی پہونچتی آ کر جب کباب تیار ہوگئے
ہشام نے کہا اے جوان کباب تیار ہین کیخسرو نے کہا شراب بھی آتی ہوگی ہشام نے کہا شراب آتی ہوگی

جب تک کسیقدر کباب نوش فرماؤ اگر سیر ہو جاؤ گے تو پھر لطف نہو گا کمخیز و نے چند کباب کھائے بہت لذت
کی یکایک غنودگی طاری ہوئی کمخیز و بیہوش ہو کے زمین پر گرا ہشام حرامزادے نے باواز بلند کہا وہ مارا
اور فوراً ہاتھ پانوں مضبوط باندھ کے پشت پر رکھ کر باہر لیگیا وہان جب بہرام صراحی شراب و جام بلوریں لیے
ہوئے آیا ہر چند کمخیز و کو تلاش کیا کہیں نشان نہ ملا زار زار روتا تھا اور کہتا تھا افسوس کمخیز و کو کوئی
عیار مکار گرفتار کر لیگیا کچھ عجب نہیں اگر ذی نواز کوئی عیار ہو اس حیلہ سے گرفتار کر لیگیا اس اثنا میں
شاپور شیر دل شہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہو کے امیر حمزۂ ثانی کے پاس جاتا تھا اس مقام پر
پہونچا جہاں بہرام کمخیز و کی تلاش میں گریان و نالان پھر رہا تھا بہرام کا حال خراب دیکھ کے کہا اے بہرام
کس فکر میں مبتلا ہو بہرام نے کمخیز و کے غائب ہو جانے کا حال بیان کیا شاپور شیر دل نے کہا اے
بہرام تیرا خیال صحیح ہے کہ وہ ذی نواز لشکر کفار کا عیار تھا اور مجکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہشام عیار تھا
اب تیرا کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا اگر سمت معلوم ہوتی تو ہشام کے تعاقب میں جاتا شاپور شیر دل نے کہا
ضرور تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ دونوں ہشام کے تعاقب میں روانہ ہوئے

اب خدنگ عیار مکار کا حال سماعت فرمائیے

کہ وہ ملعون بدیع الملک کی تلاش میں چلا کہ جہان افروز کے خیمہ میں پہونچا دیکھا بدیع الملک اندرون
خیمہ بلکہ جہان افروز کے پہلو میں بکمال اطمینان بیٹھا ہے دایہ وغیرہ خدنگ کے پاس آئیں اور اشارہ سے
کہا دیکھ یہ کیا سامان پیش نظر ہے خدنگ دایہ کو گوشہ میں لیگیا اور کہا بدیع الملک کس طرح پہونچا اسنے تمام حقیقت
گذشتہ بیان کی اور کہا اے خدنگ مجکو یہ نہ معلوم تھا کہ یہ دختر اسقدر بیحیا ہے خدنگ نے کہا اے دایہ تو صبر کر میں جاتا ہوں
ذوالخمار کو لیے آتا ہوں تاکہ وہ بھی یہ تماشا دیکھے دایہ نے کہا تجھے اختیار ہے خدنگ وہان سے ذوالخمار کے پاس آیا
وہ اسوقت نشۂ شراب سے بدمست ہو رہا تھا خدنگ نے ذوالخمار کے قریب آ کے کہا اے پہلوان دوران کس
خیال میں مبتلا ہو کچھ سلطنت کی بھی خبر ہے ذوالخمار نے کہا کون ہے اسنے کہا میں خدنگ تیرا خادم دیرینہ ذوالخمار
نے کہا کیا خبر تازہ لایا ہے خدنگ نے کہا خبر تازہ یہ ہے کہ ناموس شاہی کی خرابی کا سبب تو ہوا اگر تیرا یہی حال تھا تو
ہمراہی کی کیا ضرورت تھی ذوالخمار نے کہا کچھ تو کہہ کیا ناموس شاہی کی خرابی ہوئی خدنگ نے ہزارہا مغلظ گالیاں
دیں اور کہا تجھے کیا کام ہے تو میخواری میں اسی طرح مدہوش رہ ذوالخمار نے دست بستہ کہا اے خواجہ سچ کہہ کیا
واقعہ پیش آیا ہے خدنگ نے کہا میرے ساتھ چل تو میں تجھے تماشا دکھاؤں ذوالخمار اٹھ کھڑا ہوا مرکب پر سوار ہوا
اور اپنے ملازموں سے کہا تم سب بھی سوار ہو کے میرے ساتھ چلو اور خود خدنگ عیار کے ہمراہ روانہ ہوا جب
دروازہ خیمہ پر پہونچا مرکب سے اترا خدنگ نے کہا میں یہیں مقیم ہوں تو خیمہ میں جا کے تماشا دیکھ ذوالخمار نے مرکب
خدنگ کے حوالہ کیا اور بخود پردہ اٹھا کے خیمہ میں داخل ہوا شہزادہ بدیع الملک کو دیکھا کہ بلکہ جہان افروز
کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے اور ہنگامہ بوسہ بازی گرم ہے ذوالخمار نے تلوار علم کی اور جھپٹ کے بدیع الملک پر وار کیا
شاہزادہ نے چھپتی تمام اس وار کو رد کر کے اس زور سے اسکے کلہ پر طمانچہ مارا کہ ذوالخمار بیہوش ہو کے زمین پر
گر پڑا ایک گھڑی تک بیہوش اسی طرح پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی اپنی حالت کی طرف خیال کیا کہا ہار سے زندہ
ہوں اپنی اکڑ فوں پر ہاتھ پھیر النفس [illegible] دیکھ کے کہا آفرین آفرین بدیع الملک نے پوچھا سچ کہہ تو کیسا تھا ذوالخمار
نے کہا اے جوان خدا پرست قربان تیری قوت و ضرب دست و بازو کے واقعی تو نے ایک ہی طمانچہ میں میرا کام تمام کر دیا

اب مجھ میں طاقت اٹھنے کی نہیں نہیں ہی مقابلہ کیا کر سکتا ہوں شاہزادہ نے کہا اگر تجھمیں طاقت مقابلہ نہیں ہی تو پھر دین
اسلام قبول کرنے میں تجھے کیا عذر ہی اُسنے کہا مجکو کچھ عذر نہیں ہی شہزادہ نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا ذوالخمار بصفاے نیت مسلمان
ہوا اپ وہانسے مراجعت کی خدنگ دروازہ پر موجود تھا اُسنے کہا ای پہلوان زمان کس طرف کا قصد ہی اُسنے کہا میں
اپنے آدمیوں میں جاتا ہوں تاکہ اُنکو بھی مذہب اسلام تعلیم کروں خدنگ نے کہا یہ کیا بیہودہ حرکت ہی تو کس کام
کے واسطے اندرون خیمہ گیا تھا اور اب کیا نالائق خیال دلمیں سمایا ذوالخمار نے کہا بیہودہ و نالائق خیال تیرا ہی کہ دنیا
کیواسطے دین کو چھوڑے ہوئے ہی میں تجکو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ اس گمراہی سے باز آ اور شاہراہ مستقیم میں قدم رکھ نہیں
معلوم کس وقت اجل آجائیگی پھر بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا خدنگ نے کہا تیرا دماغ خراب ہوگیا ہی بس اب میں تیری
بات کے قابل نہیں ہوں ذوالخمار نے کہا تجکو خود تجھے بات کرنے میں کراہیت معلوم ہوتی ہی خدنگ نے کہا او نالائق
پرویز سُنیگا تو کیا تجپر نفرین کریگا اس خیال بیہودہ سے درگذر اور اپنے دین قدیم پر قائم ہو اُسنے کہا پرویز کیا بلا ہی اور تو کیا بلا ہی
خدنگ خاموش ہوا ذوالخمار نے ایک تیر چلہ کمان میں رکھا اور چاہتا تھا کہ خدنگ کیجانب ماکرے خدنگ سمجھا کہ مفت جان میری
ہلاک ہوگی اُسنے وہانسے گریز کی پرویز کے پاس پہونچا اسطرف ذوالخمار اپنے ملازموں کے پاس آیا اور کہا تم لوگ آگاہ ہو
کہ میں بت پرستی سے باز آیا دین اسلام اختیار کیا تم لوگ اگر میری رفاقت چاہتے ہو تو دین اسلام اختیار کرو ورنہ مجھے
دست بردار ہو سب نے کہا خداوند نعمت اگر دین اسلام کا حق ہونا ثابت ہوگیا ہی تو ہمکو اُس مذہب حق کے اختیار
کرنیمیں کچھ عذر نہیں ہی چنانچہ ذوالخمار نے ان سب کو بھی دائرہ اسلام میں داخل کیا اب وہانسے واپس آ کے لشکر
میں داخل ہوا اور شہزادہ کے روبرو مثل ملازمان خاص کے استادہ ہوا اُسطرف ہشام ملعون گٹھری کو پرویز کے روبرو
لایا اور تختہ پارہ زمین پر رکھا پرویز ہشام کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور کہا ای عیار طرار کیا کار نمایاں کیا کس کو گرفتار کر لایا
ہی ہشام ملعون نے کہا ای بادشاہ حمزہ تازی درہ نرگس زار میں مع یاران ہمراہی بیٹھا ہوا بدیع الملک کا انتظار
کر رہا ہی اور بدیع الملک ایک آہوے صحرائی کی تلاش میں گیا ہی اُسکا حال اسوقت دریافت نہیں ہوا یہ گٹھری میں
سعد ہی جسکو میں عیاری سے گرفتار کر لایا ہوں پرویز بہت خوش ہوا ہشام کو زر کثیر انعام میں دیا اُسکی عیاری کی بہت
تعریف کی اور کہا ای ہشام میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس خداپرست کو اسی وقت بیہوشی کی حالت میں ہلاک
کرو میں نے بیشتر دیکھا ہی کہ جب مسلمان عیاری سے گرفتار کیے گئے ہیں اور اُنکو ہوشیار کیا ہی فوراً کوئی نہ کوئی سبب رہائی
کا پیدا ہوگیا اگر گٹھری والے کو ہوشیار کیا اور رہا ہوگیا تو کمال افسوس ہوگا اور تجکو بھی ملال ہوگا کہ محنت ضایع ہوگئی ارغش
نے سر ہلایا مطلب اُسکا یہ تھا کہ یہ راے بالکل نامناسب ہی پرویز نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کیوں سر ہلاتا ہی ارغش
نے کہا ای بادشاہ یہ کچھ ضرور نہیں ہی کہ مسلمان ہوشیار ہو کے رہا ہو جاینگے بلکہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہوگیا ہی میرے
نزدیک مناسب ہی کہ اس جوان کو ہوشیار کیجیے دین بت پرستی کی ترغیب دیجاوے شاید قبول کرے نہیں معلوم دین
مذہب کے بارہ میں اُسکا کیا خیال ہی شاید میرا ہی خیال درست ہو پرویز نے بعد تامل بسیار کہا خیر یہی سہی بس اُسنے گٹھری
درست دیا کو خوب مضبوط باندھا فتیلہ دفع بیہوشی سے ہوشیار کیا گٹھری والے نے اپنے کو اس حالت خراب میں دیکھا
ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی اُنکو اسکے دیکھا تھا کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی پرویز نے کہا ای گٹھری والے ہمارا ارادہ تھا کہ تجکو
حالت بیہوشی میں ہلاک کریں مگر ارغش نے منع کیا تجکو ہوشیار کیا ہی اگر تو اپنی جان ہلاکت سے بچانا چاہتا ہی تو
دین بت پرستی کو بصدق دل بصفاے نیت قبول کر ورنہ یقین سمجھ لے کہ ہم ہرگز تجکو زندہ نہ چھوڑینگے گٹھری والے نے بت پرستی
کی نہایت مذمت کی اور بت پرستوں کو خوار گالیاں دیں پرویز ارغش پر بہت غصہ ہوا اور کہا ان گالیوں کا سبب

خاص یہی نالایق ہی اسکی راے پر مین نے عمل کیا جو یہ گالیان نہین ورنہ ابتک یہ خداپرست بیجان ہو گیا ہوتا لعل بھی
کنیز رو کی گالیون سے بہت برہم ہوا کہا جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا لعل نے کہا جلد اس خداپرست کو ہلاک کر
اور خون اسکا میرے واسطے لاکہ مین شراب مین آمیز کر کے پیونگا ملازمان پرویز نے شہزادہ کنیز رو کو زیر تیغ بٹھایا
پرویز نے کہا اے ہشام اگر تو حمزۂ ثانی یا بدیع الملک کو گرفتار کر لاتا تو مین ہرگز ایسا خوش نہوتا جیسا کہ کنیز رو کی گرفتاری
سے مین خوش ہوا ہون ہنوز یہ کلام اسکا ختم نہوا تھا کہ لستران جادو آئی اور کہا اے نظر کردہ خداوند لات مبارک ہو
مین نے بہت بڑا کام کیا ہے آج شب کو حمزۂ ثانی کے باطل السحر کو سفید مہرہ پر بند کر دیا ہے اور اب حمزۂ ثانی کو
بالکل یاد نہین ہے اب حمزۂ ثانی اور اسکی تمام فوج کا جلدی علاج ہو جاویگا ہشام نے کہا اگر ایسا بندوبست کر لیا ہے
تو پھر کیا ہے جاؤ حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی نرگس زار مین بیٹھا ہوا سیر و تفریح کر رہا ہے لستران نے کہا واقعی ہشام
نے کہا کیا مین تجھسے جھوٹ بولا کرتا ہون جادوگر نے لستران اسی وقت اٹھی اور چار جادوگر بلا کے انسے کہا کہ تم
سب جاؤ اور کوہ دویش پہاڑ کے نیچے ایسا کچھ بندوبست کرو کہ حمزۂ ثانی سلامت نہ جانے پاوے اسطرف بعد
کنیز رو کو ملازمان پرویز نے زیر تیغ بٹھایا اور پرویز نے حکم قتل کا دیا کنیز رو بہت گھبرا یا درگاہ باری مین دعا کی
کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ مین تیری راہ مین ساعی ہون اور اسوقت بجز تیری مدد کے کوئی حامی و مددگار نہین
رکھتا یکایک ایک ابر پیدا ہوا اس ابر مین سے ہاتھ ظاہر ہوا اور کنیز رو کو اٹھا لے گیا تمام کفار حیرت مین مبتلا ہو گئے
اب تو ہشام پر اور بھی زیادہ ملامت ہونا شروع ہوئی مگر وہ خاموش بیٹھا ہوا اس ملامت و نفرین کو سن رہا
تھا صلصال نے جادوگرون سے کہا تم سب کیا خاموش بیٹھے ہو سب نے کہا اے صلصال ہم طاقت رکھتے
ہین کہ اگر چاہین تو آسمان سے ستارہ کو زمین پر لے آوین صلصال نے کہا یہ فقط زبانی کہتے ہو یا کچھ عمل مین بھی
لا سکتے ہو آخر چار سو جادوگر ایک جا جمع ہوئے اور اپنے اپنے سحر و افسون کو صرف کیا کچھ فائدہ نہوا بلکہ اسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ اس ابر سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے پچاس جادوگر جل کے خاک سیاہ ہو گئے اور لشکرون کے کئی گھر بھی جل
گئے تمام کفار نے گھبرا کے چیخنا شروع کیا کہ اے خداوند لات و منات کس طرف ہو جلد ہماری مدد کرو تمہارے بندے
آسمانی آگ سے ہلاک ہوئے جاتے ہین اگر اسوقت مجبوری مین ہمکو مدد نہ پہنچیگی تو اور کون وقت آویگا ایسی
مصیبت و آفت ہم پر نازل نہوئی تھی لستران نے جادوگرون سے کہا تم سب جاؤ جلد حمزۂ ثانی کی گرفتاری
کی فکر کرو جبتک مین زندہ ہون حمزۂ ثانی کو باطل السحر یاد نہ آویگا کیونکہ سفید مہرہ میرے قبضہ مین ہے اس اثنا مین
ایک سوار گرد آلودہ پسینہ مین غرق ہانپتا ہوا آیا موقف عرض مین آ کے کھڑا ہوا اور کہا اے شاہ و شاہان
ہمراہی جادوگران بیشمار کل یہان پہونچینگے دو گھڑی رات گذری تھی کہ چار جادوگر آ کے ہر چہار جانب
پانی کے طشت لیے ہوئے تھے چار دیوون کو پانی مین تر کیا اور جانب آسمان پھونکنا شروع کیا اور افسون
و سحر پڑھتے جاتے تھے شب کو حمزۂ ثانی نے روشنی کا حکم دیا طرفہ عجائبات نظر سے گذرے شاہزادہ بدیع الملک
کا کمال انتظار رہا جب رات زیادہ گذری نور الدہر نے سرداران دست راست و دست چپ سے کہا کہ
اے جانبازان دین متین سبحانی اسوقت تک شہزادہ بدیع الملک کا پتہ نہ ملا ہمارے دلنے عرض کی یا حضرت اگر
تو شہزادہ بدیع الملک راہ بھول گیا کسی طرف نامعلوم مین سرگردان ہوگا نور الدہر نے کہا مین شہزادہ
کی طرف سے مطمئن ہون کیونکہ وہ شہزادہ والا تبار جہان ہے مجھے معلوم ہے لیکن کنیز رو کی جانب سے فکر کمال
تردد ہے ایک شخص نے کہا پہر دن باقی تھا جبتک بہرام عیار لشکر مین موجود تھا اب نہین معلوم کہان گیا

یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک جھونکا ہوا سے تند و سرد کا چلا جس قدر چراغ روشن تھے سب خاموش ہو گئے مارے جاڑے کے سب تھر تھر کانپنے لگے تھا۔ لبادہ جو کچھ جسکے پاس تھا اسنے اوڑھا آ پانی بھی زور شور سے برسنا شروع ہوا سرداران لشکر اسلام کو یقین ہو گیا کہ یہ بارش بھی سحر و افسون کا نتیجہ ہے امیر حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے قیاس کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایسا ہی واقعہ امیر والا توقیر پر زرد کوہ مین گذرا تھا امیر ثانی نے فرمایا شکر ہے کہ شہزادہ بدیع الملک یہان موجود نہین ہے البتہ اس کام کی فکر کرنا چاہیے اپنے ملازمون اور مصاحبون سے کہا کہ اس کے دفع کرنے مین کوشش کرو اور پھر افسوس کر کے کہا اصل امر یہ ہے کہ بدیع الملک ہی ایسے وقتون مین تدبیر بندوبست کرتا ہے سردارون نے کہا ای والا منزلت یہ وقت باطل السحر پڑھنے کا ہے امیر ثانی نے خیال کیا باطل السحر کو بالکل فراموش پایا تا دیر غور و فکر کرتے رہے آخر الامر کہا ای دلاور و غضب ہوا افسوس صد ہزار افسوس ساحران غدار افراسیاب نے باطل السحر مجھکو بھلا دیا صبح کو دیکھا کہ گرد و پیش برف کے پہاڑ ہین کوئی راستہ کھلا ہوا نہین ہے سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ وقت عبادت الٰہی کا ہے سب نے جانب قبلہ رخ کیا دونون ہاتھ سوے آسمان بلند کیے اور کہا ای دستگیر درماندگان وای مددگار بیچارگان و بیکسان اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ اسوقت مجبوری مین ہماری مدد کر بہرام عیار و شاپور کشمیر و کے حال سے بخوبی مطلع تھے اور لستمرن کا بھی حال خوب معلوم تھا سعد شہریار کے پاس پہونچے کشمیر و کا حال بیان کیا ایک اور شخص سعد شہریار کی خدمت مین حاضر ہوا اور حال سردارون کا بیان کیا سعد شہریار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور شاپور سے فرمایا جلد جا شہزادہ بدیع الملک کو اس حال سے مطلع کر شاپور فوراً روانہ ہوا بعد جستجو کے بسیار لشکر مین پہونچا وہان سے دروازہ خیمہ پر کیسا چند لمحہ وہان قیام کیا بعدہ اندرون خیمہ داخل ہوا بدیع الملک اور [illegible] کو موجود پایا بکمال ادب مجرا کیا بدیع الملک نے خیر و عافیت دریافت کی شاپور نے کشمیر و اور لستمرن جادو اور حمزہ ثانی کی حالت کو بہ تفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک کی آنکھون مین آنسو بھر آئے مہرافروز نے جو بدیع الملک کو رنجیدہ پایا بہت سمجھایا کہا آپ کیون مضطرب ہوتے ہین پروردگار حامی و مددگار ہے بدیع الملک ذوالفقار کی طرف متوجہ ہو کے کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسب جہان اپنا اسباب سفر درست کرو اور ملکہ مہرافروز کو لشکر مین پہونچاؤ بلکہ [illegible] کو بھی اپنے ہمراہ لیتے جاؤ ذوالفقار نے حسب الحکم شاہزادہ بدیع الملک ملکہ مہرافروز اور [illegible] کو لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ بدیع الملک شاپور کو ہمراہ لیکر پیاسے تلاش ساحران غدار جاتے ہین کہ ذکر اسکا اپنے وقت پر کیا جاوے گا۔

وہ کلمہ داستان جلالت عنوان شہنشاہ شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

راویان گوہر سخن فرماند ہاں شرح این داستان چنین کردند : ناظرین والا مقام و سامعین عالی افہام کو یاد ہو گا کہ جب طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر میدان کارزار سے طرف اپنے پڑاؤ کے گئے دو پہر [illegible]

بن مالک میدان مین آئے ہنر جنگ دکھائے شمائل خان کے ہاتھ سے نیزہ نکالا شمائل خان نے بقوت تمام وار گرز گران کا کیا کہ سر مالک کا زخمی ہوا فرنگیون نے جو یہ کیفیت دیکھی یلغار کرکے آپڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی تھوڑی دیر مین لاشون کے انبار میدان کارزار مین ہوگئے دریا سے خون روان ہوا سر مثل حباب نظر آنے لگے دھوان نکلا ابر چھا گیا برق شمشیر چمکنے لگی آواز ہزن و بگیر بلند ہوئی تا شام معرکہ کارزار گرم رہا جب آفتاب غروب ہوا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونون لشکر میدان سے پلٹے شہنشاہ جو اپنی بارگاہ مین آئے سب سے کہا کہ کل مین خود میدان جنگ مین جاونگا ہنر جرأت دکھاونگا سردارون نے جو آمادہ پایا عرض کی کہ جب تک غلامان جانباز زندہ ہین آپ کو میدان مین نہ جانے دینگے ہمارے بعد آپ کو اختیار ہی جو مزاج مین آئے کیجے گا شہنشاہ نے کہا کہ اگر صبح کو کوئی مجھے میدان کارزار مین برائے مقابلہ نہ جانے دیگا مین اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاونگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ حضور شہریار نے طبل جنگی بجوایا ہی شہنشاہ نے حکم دیا جواب مین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین شب بھر دونون لشکر مصروف سامان جنگ رہے جب شہنشاہ زرین پوش مشرق نے اسپ چرخ زبرجدی پر سوار ہوکے فوج ثوابت و سیار کو شکست دی اور اپنے نور سے عالم کو منور کیا لشکر میدان کو جانے لگے کہ ہرکارے روتے ہوئے سامنے بدیع الزمان کے آئے عرض کی حضور ایک ماجرائے عجیب و سانحہ غریب ہی بڑا غضب ہوا کوئی شب کو شہنشاہ کو بارگاہ سے سراچہ چاک کرکے چرا لیگیا بدیع الزمان نے جو یہ خبر پائی بدرجہ کمال متردد ہوئے فوراً اپنے مقام سے اٹھکر بارگاہ شہنشاہ مین آئے یہان جو آکے دیکھا تو پلنگ خالی پڑا ہی سراچہ بارگاہ کا چاک ہی انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار شاطر شب کو آیا اور شہنشاہ کو چرا لے گیا بدیع الزمان نے اسیوقت شاطران لشکر کو طلب کیا سب کیفیت بشرح کہی فرمایا کہ اسی وقت مین شہنشاہ کا پتہ لگاو حسب الحکم بدیع الزمان روانہ ہوئے بدیع الزمان میدان کارزار مین تشریف لائے شاہزادہ سکندر فرخ لقا رخصت ہوکے میدان مین آکے شہریار سے مقابلہ بڑی دیر تک رہا آخر کار دونون لشکرون نے اپنے یہان سے حرکت کی جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ دن بھی یون ہین تمام ہوا دونون لشکر اپنی اپنی طرف واپس ہوئے شاطرون نے آکے بدیع الزمان سے عرض کی کہ حضور خاطر مطمئن رکھین عنقریب شہنشاہ آپسے ملینگے یہ کام ہمسے کسی دشمن کا نہین معلوم ہوتا ہی بلکہ یہ گمان ہی کہ کوئی ساحرہ شہنشاہ پر عاشق ہوکے لے گئی بدیع الزمان تو اس فکر مین مبتلا ہوئے مگر اب حال شہنشاہ کا سنیے کہ شہنشاہ کی جو صبح کو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجلس پر تکلف مین پایا دیکھا چہار جانب نازنینان درد رگوش مرصع پوش جمع ہین جام شراب ارغوانی گردش مین ہی ایک نازنین حسین جمیل ایک تخت مرصع کار پر بیٹھی ہی انداز سے معلوم ہوتا ہی کہ وہی سب کی سردار ہی سب اسکی اطاعت کر رہی ہین شہنشاہ نے آنکھ جو کھولی اُس نازنین نے کہا اے شہنشاہ بیدار ہو بہت دن آگیا شہنشاہ حیران ہوکے اُٹھے خیال کر رہے ہین کہ مین خواب دیکھ رہا ہون یا کسی ساحرہ کے طلسم مین گرفتار ہوا ہون اسی حیرت مین اُٹھ کے بیٹھے اُس نازنین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین کہان ہون یا تو اپنے لشکر مین تھا یا یہ مجلس [illegible] نازنین نے مسکرا کے عرض کی کہ حضور [illegible]

فرمائیگا شہنشاہ نے پوچھا آخر تم کون ہو کیا نام ہے مجھے کیا کام ہے نازنین نے جواب دیا کہ نام میرا مہرناز پرور
ہے باپ میرا پریسا فرنگی ہے برائے زیارت والدین جاتی تھی آپ کی کیفیت سُنی اپنے عیار کو بھیجکر بلوا
منگوا لیا اب اس خیال پر سفر ادھر [illegible] میں موجود ہوں شہنشاہ نے مسکرا کے ارشاد کیا کہ جو کچھ تم نے کیا بہت
خوب کیا آخرکار مہرناز پرور کو مسلمان کیا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی مہرناز پرور نے عیار کو
سے حکم کیا آخر لشکر والا جلد لا کہ وہ لوگ کس کام میں مصروف ہیں عیار ادھر روانہ ہوا یہ لوگ یہاں
مصروف عیش ہیں مگر اب کیفیت لشکر اسلام تحریر کی جاتی ہے کہ جب بدیع الملک نے مہرجہان افروز
اور ہدہد کو ذوالفقار کے ہمراہ کیا اور کہا کہ انکو طرف لشکر کے لیجاؤ اور آپ مع شاپور استقبال ساحران [illegible]
ہوئے اور طرف درہ نرگس کے چلکر صاصال اور پرویز اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے صلاح کر
ہیں کہ [illegible] ہرکارہ نے خبر دی کہ صنعان شاہ و ضحاک شاہ آئے ہیں یہ دونوں برائے
استقبال آئے باعزاز تمام صنعان شاہ و ضحاک شاہ کو لے گئے ان دونوں نے مزاج پرسی کی
صاصال نے کہا کہ مشکل جنگ مسلمانان میں بہت پریشان ہیں ضحاک نے پوچھا اب کیا
کیفیت ہے صاصال نے کہا اہل اسلام کے پاس ایک جام ہے جسکے ذریعہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا وہ بارگاہ
سلیمانی میں موجود رہتا ہے صنعان نے کہا پہلے ایک ایلچی کو روانہ کرو پھر فکر جام ہے اندیشہ انجام ہو جائیگی
اسی وقت ایک نامہ لکھکر ایلچی کو دیا اور روانہ کیا اب یہ سب بارگاہ میں بیٹھے ہیں صلاحیں ہو رہی
ہیں خدنگ عیار شیروبہ آکر پہنچا اور تمام کیفیت مہرجہان افروز اور بدیع الملک وغیرہ کی بیان
کی پرویز کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا ازحد غش سے پوچھا خیر ہے پرویز نے تمام کیفیت بیان کی شیروبہ
نے کہا اے پرویز کیوں متفکر ہوتے ہو میں ابھی جاتا ہوں اور جب تک ان سب کی خبر اچھی طرح سے
نہ لونگا واپس نہ آؤنگا یہ کہکر شیروبہ اسی وقت روانہ ہوا اسکے عقب میں پرویز نے لشکر روانہ کیا
یہ تو راہ طے کرتا ہوا جاتا ہے مگر ملکہ مہرافروز جو بدیع الملک سے رخصت ہوکر ہمراہ ذوالفقار کے چلی
راہ میں ایک آہو نظر آیا ملکہ اس طرف متوجہ ہوئیں خیال آیا کہ اس آہو کو شکار کریں یہ سوچکر گھوڑا اسکے
پیچھے ڈالا ہرچند ذوالفقار نے منع کیا مگر ملکہ ایسی محو ہوئیں کہ کچھ سماعت نہ کی لیکن ساتھ ملکہ مہرافروز
کا ہدہد نے نہ چھوڑا ایسا تاک کہ ایک کوس ملکہ اور ہدہد نکل گئے آہو تو چوکڑی بھرکے ایک
طرف نکل گیا ملکہ تھک کے اسی مقام پر بیٹھ گئیں انتظار آمد ذوالفقار کر رہی ہیں کہ ایک طرف
سے گرد اڑی ملکہ ادھر متوجہ ہوئیں جب وہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا شیروبہ مع چند آدمیوں کے اس طرف
آتا ہے ملکہ نے ہدہد سے کہا کہ اب کیا ہوگا ہدہد نے کہا خدا مالک ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ
شیروبہ نے نعرہ کیا کہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا نعرہ کرکے تلوار کھینچی قریب ملکہ کے آیا
چاہتا تھا کہ وار تلوار کا سر ملکہ پر کرے کہ آسمان سے ایک پنجہ زرین پیدا ہوا اور ملکہ مہرافروز کو
اٹھا لے چلا ہدہد اس واقعہ کو دیکھکر بہت حیران و غمگین ہوا اور مضطربانہ دوڑا [illegible] میں آواز آئی کہ
ہدہد کچھ اندیشہ نکر میں دوست ہوں شاہزادہ بدیع الملک کا ملکہ [illegible] تمام تمکو ملینگی
میں ذوالفقار بھی قریب پہنچا شیروبہ نے جو ذوالفقار کو دیکھا للکارا ذوالفقار سے [illegible] جاتا ہے [illegible]
[illegible] نے کہا کہ ابھی

اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی اسکو قید رکھے شیرویہ جواب ذوالخمار لیکر چلا لیکن اب حال
شداد قیل زور کا سنیے کہ یہ جو نامہ لیکر اور ضحاک شاہ و صفعان شاہ سے رخصت ہو کر طرف لشکر
اسلام چلا راہ کو طی کرکے داخل لشکر ہوا دربارگاہ پر آیا لوگون سے کہا کہ مین نامہ ضحاک شاہ و
صفعان شاہ کا لایا ہون حاجی نے خبر سعد کو دی سعد نے نامہ دار کو اندر بلا لیا کرسی [illegible]
کی نامہ دار کرسی پر بیٹھا نامہ نذر دیا سعد نے مضمون نامہ پڑھکے نامہ کو چاک کیا اور نامہ دار
سے کہا کہ ضحاک سے کہدینا کہ جو تجھسے ہمارے واسطے ہوسکے دریغ اور توقف نکر نامہ دار نے
جو یہ کیفیت سنی خنجر کھینچکر طرف سعد کے چلا یہ کیفیت جو داراب بن داراب [illegible]
نے جو دیکھی اپنے ڈنگل سے کود کر قریب نامہ دار کے آئے گریبان مین نامہ دار کے ہاتھ ڈالا
اور خنجر ہاتھ سے چھین کے پھینک دیا اور ایک گھونسا سر نامہ دار پر اس زور سے مارا کہ سر اس خود سمیت
پارہ پارہ ہو گیا حاضرین مجلس کی زبان کلمات تحسین و آفرین مین لال ہوئی سعد نے ایک خلعت
داراب بن داراب کو دیا لاشہ اس ملعون کا لوگون نے باہر پھینکدیا سب لوگ داراب بن
داراب کی تعریف کرتے ہین کہ ہرکارے نے آکے سعد کو سلام کیا کل کیفیت بدیع الملک اور
ملکہ مہر افروز اور ذوالخمار کی بیان کی سعد نے افسوس کرکے کہا اے ہرکارہ ناموس [illegible] کا حال
نگہبان ہی اب بہتر یہ ہی کہ اسیوقت پاس بدیع الملک کے پہونچو اور یہ کیفیت بیان کرو کہ ضحاک
اور صفعان مستعد جنگ ہین ہرکارہ یہ سنکر اسی وقت سعد سے رخصت ہوا اور تلاش مین
شاہزادہ بدیع الملک کی چلا اب کیفیت بدیع الملک کی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو مع شاپور
طرف درہ نرگس کے روانہ ہوئے اور قریب درہ نرگس کے پہونچے دیکھا ایک پہاڑ برف کا
معلوم ہوتا ہی اسمین ایک طرف راستہ بنا ہی بدیع الملک حیران ہوئے کہ اب کیا کرون
شاپور نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاکر اسکے حالات دریافت کرون بدیع الملک نے کہا یہ مقام طرح
غدار کا ہی جو کام ہو وہ سمجھ کے کرنا چاہیے یہ کہہ رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہریار [illegible]
مدد ہی بدیع الملک نے جو نگاہ اٹھا کے دیکھا تو عجیب سامان نظر آیا دیکھا بہرام کو ایک ساحر
لیے جاتا ہی بدیع الملک نے قصد کیا کہ تیر مارین مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہو بہرام پر تیر پڑے
اور یہ زخمی ہو جاوے یہ سوچکر کھڑے ہوئے تھے کہ بہرام سامنے سے غائب ہوا اور ایک آواز غیب
آئی کہ اے بدیع الملک مین اسکو غار افراسیاب مین بٹھا کر قید کرونگا بدیع الملک نے
شاپور سے کہا کہ اے شاپور اب طرف غار افراسیاب کے چلنا مناسب ہی یہ راستہ جو معلوم
ہوتا ہی نام خدا لیکر اسی طرف چلو جو کچھ خدا دکھاویگا دیکھینگے یہ کہتے ہی بدیع الملک اسطرف
متوجہ ہوگئے اور تھوڑے ہی عرصہ مین تھوڑا راستہ طی کیا تھا دیکھا سب درخت اس پہاڑ پر بشکل انسان
ہاتھ مین حربے لیے ہوئے کھڑے ہین جو اس جگہ جاتا ہی وہ وار کرنے کا قصد کرتے ہین بدیع الملک
یہ حال دیکھ کے بہت پریشان ہوئے شاپور سے کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے شاپور نے عرض
کی کہ اے شہریار بازو بند سلیمانی کو کھول کے دیکھیے کیا امر ظاہر ہوتا ہی بدیع الملک نہایت خوش
ہوگئے اور وہان سے پلٹ کے ایک مقام پر آکے مصروف عبادت پروردگار ہوئے اور

یہ بیان سنکر اُسکا وظیفہ شروع کیا بعد ختم وظیفہ بازوبند کو کھولا نوشتہ پایا کہ مبارک ہو کہ غارا فراسیاب یا شہر صندل
پتھر سے ہاتھ سے فتح ہوگا ہنوز تجھکو اس درہ کوہ مین اپنے تئین داخل کر یہ درخت خوبصورت انسان ہین
اُن سے غرض نکرو سیدھے چلے جاؤ تھوڑی دور کے بعد ایک درہ جانب دست راست نظر آئیگا
تین درہ مین داخل ہونا ایک محل ملیگا دروازہ اس محل کا کھول کے اندر جانا صحن مین اسکے ایک چبوترہ
سنگین بنا ہی وہان فاتحہ پڑھکے نام پڑھنا ایک دہنہ نقب ظاہر ہوگا اپنے کو اس دہنہ مین داخل کر
پھر جو کچھ پیش آئے مناسب سمجھے اسکے کار بند ہونا بدیع الملک نے یہ تمام کیفیت شاپور سے بیان
کی اور اُس درہ مین نام خدا لیکر داخل ہوئے تھوڑی دور جاکے دست راست کی طرف ایک
درہ اور نظر آیا بدیع الملک اُسطرف چلے تھوڑی دور کے بعد دیکھا ایک باغ نہایت پر تکلف میوہ ہاے
گوناگون و شگوفہ ہاے بوقلمون سے مملو ہے بدیع الملک اس باغ مین آگے دیکھا ایک قصر عالیشان بنا ہی
شاہزادہ مع شاپور کے اُس قصر مین داخل ہوا چبوترہ سنگین نظر آیا بدیع الملک نے فاتحہ پڑھا
وہان سے آگے چلے تھے کہ آواز فریاد و زاری کان مین آئی بدیع الملک شاپور کیطرف متوجہ ہوئے
کہا اے شاپور یہ آواز دردناک کس آفت رسیدہ و ستم کشیدہ کی ہی شاپور نے کہا اے شہریار یہ مقام عجائب
و غرائب سے مملو ہی اسکا کچھ خیال نفرمائیے بدیع الملک نے کہا کہ مین جب تک اسکی تحقیق نکر لونگا
مجھے چین نہ آئیگا یہ کہکے اُس آواز کی طرف چلے تھوڑی دور بڑہکے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین
پری شمائل زہرہ خصائل ایک درخت مین بندھی ہوئی کھڑی ہی پاس اسکے ٹوٹی ہوئی لکڑیان
پڑی ہین بدیع الملک قریب اُس نازنین کے آکے پوچھا اے گرفتار رنج و مصیبت اپنا حال مجھ سے
بیان کر نازنین نے کہا اے شہریار مین اپنا حال تو ضرور بیان کرونگی لیکن پہلے حضور اپنی کیفیت سے کنیز کو آگاہ
فرمائیے بدیع الملک نے اپنے نام و نشان سے اُس نازنین کو آگاہ کیا نازنین نے آہ سرد بھری
کہا اے شہریار مین اپنا حال زار کیا اظہار کرون مین دختر بد اختر شاہ شہر فاختہ ہون اور اسم میرا
زیب نما تھی ایک مدت سے تیرے عشق مین اتفاقاً روزگار سے ایک روز اس مقام پر میرا گذر
ہوا اتفاقاً ایک دیو کسی کام سے جاتا تھا مجکو دیکھکر مائل ہوا مجھسے سوال وصل کیا مین نے جواب
سخت دیا اُس ملعون نے مجھے گرفتار کر لیا ہر صبح و شام وہ بد انجام میرے پاس آتا ہی سوال وصل
کرتا ہی جب جواب پاتا ہی اسی باغ سے ایک چوب تازہ کاٹ کر مجھے زد و کوب کرتا ہی آخرکار
تھک کے چلا جاتا ہی جب بدیع الملک نے یہ کیفیت سنی بہت متردد ہوئے لیکن خیال کیا کہ
ایسا نہو کہ کسی ساحر نے مکر کیا ہو اسی خیال سے درپے آزار ہوئے بدیع الملک نے بازوبند
سلیمانی کھولا دیکھا تو نوشتہ پایا کہ خبردار اس مکارہ کو رہا نہ کرنا نہین ابھی قتل کر ڈالیگی بلکہ اسکو
قتل کرو بدیع الملک نے تلوار میان سے نکال کے ایک وار مین اُس کے دو ٹکڑے
کیے تاریکی ہو گئی آوازین مہیب ہر چہار جانب سے آنے لگین تھوڑی دیر مین وہ تاریکی موقوف
ہوئی بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ قصر ہے نہ وہ باغ ہے نہ وہ کشتہ ہی ہوا ہی نہ وہ درخت
مین ایک صحراے وسیع مین کھڑا ہون متحیر ہوکے چارو طرف دیکھنے لگا اور دل مین اپنے
کہتا تھا کہ یہ کیا ماجراے عجیب و غریب ہوا شاپور سے کہنے لگا کہ اے شہریار والا تبار مین جو آپ سے

عرض کرتا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی اب میرا عرض کرنا آپ کو یقین آیا بدیع الملک نے بہت
تعجب کیا اور شاپور سے فرمایا کہ ای شاپور اب کیا کرنا چاہیے شاپور نے کہا ای شہریار
اب ایک طرف کو نام خدا لیکر چلیے بدیع الملک ایک جانب روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا
وقت اور موقع پر کیا جائیگا۔

اب کیفیت شہنشاہ گوہر کلاہ اور شہریار کی بیان کیجاتی ہی

کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ملکہ مہر ناز پرور نے چھڑوا منگوایا تھا اور عیار کو اسنے باپ کے
لشکر کی خبر لینے کو روانہ کیا تھا چلتے وقت عیار سے شہنشاہ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہمارے لشکر
کی بھی خبر لیتے آنا اور آپ ساتھ ملکہ مہر ناز پرور کے مصروف عیش و عشرت تھے عیار نے
آکے دونوں لشکروں کی کیفیت دریافت کی اور وہاں سے واپس گیا تھوڑی دیر مین ملکہ مہر
پرور کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کی کہ حضور بنام شہریار طبل جنگی بجایا ہی کل صبح کو برا مقابلہ شہریار
میدان مین آئیگا اور ای شہنشاہ آپ کے لشکر مین بڑا تردد ہی بدیع الزمان بہت گھبرا
مین شہنشاہ نے فرمایا کہ ای خجستہ تم جاکر سب کو تسکین دو مین بھی تمھارے عقب مین آؤنگا
خجستہ یہ سنکر رخصت ہوا پہلے لشکر بدیع الزمان مین آیا بارگاہ پرستان مین گیا دیکھا شہریار نشہ
شراب مین مانند فیل مست جھوم رہا ہی پرستان تعریفین کر رہا ہی تھوڑی دیر کے بعد شہریار پرستان
سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا بستر خواب پر جاکے سو رہا خجستہ نے جو کیفیت دیکھی سوچا اگر شہریار کو لیجاؤن تو شہنشاہ از حد
اور ملکہ بہت خوش ہونگے یہ سوچ کے تھوڑی دیر توقف کیا جب سب اپنے اپنے مقام پر سو گئے خجستہ پشت بارگاہ سے
چاک کرکے اندر آیا دیکھا شمع ہائے مومی و کافوری روشن ہین شہریار مانند شیر ایک پر سو رہا ہی خجستہ نے مشعل سے
دو بتا اٹھا کے دماغ مین بیہوشی پہونچائی شہریار کو چھینک آئی بیہوش ہوا خجستہ نے پشتارہ
باندھ لیا اور بسرعت تمام سفر کرتا ہوا تین کوس تک آیا ایک صحرا ملا خجستہ نے دل مین خیال کیا کہ
اب بہت دور نکل آیا ہون تھوڑی دیر دم لون یہ سوچ کے زیر نخل بیٹھا پشتارہ سامنے رکھا
رات زیادہ آچکی تھی ہوا کی ہوا سے سر دست خجستہ کو ایسی فرحت حاصل ہوئی کہ آنکھ اسکی
بند ہو گئی چونکہ رات قلیل باقی تھی تھوڑی دیر مین صبح ہو گئی قضا کار اُس صحرا مین ایک
دیوانہ رہتا تھا کہ نام اُسکا فیروزہ پشمینہ پوش تھا چھ ہزار دیوانے اسکے فرمانبردار تھے اتفاق
ٹہلتا ہوا دیوانہ اُس طرف آیا جہان خجستہ سو رہا تھا فیروزہ نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ ایک
آدمی سو رہا ہے اور ایک پشتارہ رکھا ہی اپنے دیوانون سے کہا دیکھو یہ کسیکا عیار ہی
کسی کو چرا کے لیے جاتا ہی یہ کہتا ہوا قریب خجستہ کے آیا خجستہ کو ہوشیار کرکے گرفتار
کر لیا اور پشتارے کو اُٹھا لیا پوچھا او عیار سچ سچ بتا کہ یہ کون ہی جسکو تو لیے جاتا ہے
اور کیون لیے جاتا ہے اگر ذرا بھی خلاف کہا تو ابھی تجھے قتل کر ڈالونگا خجستہ نے
بخوف جان کل کیفیت عشق ملکہ مہر ناز پرور کی بیان کی اور لیجانا شہنشاہ گوہر کلاہ کا دیوانے
سے بیان کیا دیوانے نے کہا اگر تو ایسا کام کریگا اور مین دیکھونگا تو تجھے قتل کر دونگا یہ
کہکے خجستہ کو رہا کیا خجستہ نے پشتارہ مانگا دیوانے نے کہا اپنی رہائی کو غنیمت جان

چلا جا اب یہاں تو اگر ٹھہرےگا تو سخت تکلیف اٹھائیگا اور از حد پریشان و خستہ ہوگا غرضکہ
وہاں سے بھاگا یہاں دیوانے نے شہریار کو ہوشیار کیا شہریار کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو عجیب مقام پر پایا حیران ہو کے دیوانے سے کہا کہ میں یہاں کیونکر آیا دیوانے نے
کل کیفیت مشرح جو کچھ تخت پر سے سُنی تھی حرف بحرف شہریار سے بیان کردی شہریار یہ
سنکر کانپنے لگا اور دیوانہ کی جانب مخاطب ہو کے کہا جہاں آپ نے مجکو اُس سے
چھین لیا تھا اُس عیار کو بھی قتل کیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ اے شہریار میں برا
نام بوجہ صحرانشینی کے دیوانہ مشہور ہوں عقل میری بہت سالم ہے اگر میں اُس عیار
کو قتل کر ڈالتا تمہاری بدنامی ہوتی اس وجہ سے میں نے اُسکو رہا کردیا شہریار نے
کہا کہ اے فیروزہ مجھے ایک مرکب منگادو میں چلونگا دیوانہ نے ایک مرکب اور کچھ سلاح
جنگ شہریار کو منگا دیئے شہریار نے سلاح کو ذات پر آراستہ کیا اور گھوڑے پر سوار
ہو کے طرف مہرناز پری زاد کے روانہ ہونا چاہتا ہے کہ دیوانے نے کہا اے شہریار اگر آپ طرف
ملکہ مہرناز پری زاد کے جائینگے بدنام ہو جائینگے شہریار نے کہا او دیوانے تجکو ہماری بات
میں کیا دخل ہے جو ہم اپنے حق میں مناسب سمجھیں گے وہ کرینگے دیوانے نے جو یہ کلمہ سُنا
اُسیوقت غصہ آگیا ایک چوبدست شہریار کے گھوڑے کے سر پر ماری کہ گھوڑے کا سر
پھٹ گیا شہریار کود پڑا دیوانہ لپٹ گیا بڑی دیر تک دونوں میں کشتی رہی آخر شہریار نے دیوانے
کو زیر کیا دیوانے نے اطاعت شہریار کی قبول کی اور اپنے سب دیوانوں کو بلا کر ایک جا
جمع کیا برائے شہریار اور گھوڑا منگایا سلاح بھی عمدہ لگانے کو دیئے شہریار پھر سلاح جسم
آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہوا اور دیوانے سے کہا کہ میں پہلے اب والد بزرگوار
شاہ لقا پریسیما کی خدمت میں جاؤں اور اُنسے یہ کل امور بیان کروں اُنکے ہمراہ لشکر
قتل شہنشاہ جاؤں دیوانے نے کہا آپکو اختیار ہے بندہ ہمراہ رکاب ہے شہریار مع اُن دیوانوں کے اپنے لشکر کی طرف چلا

اُنکو راہ میں چھوڑئیے اور کچھ حال پریسیما کی کا ملاحظہ فرمائیے

راوی لکھتا ہے کہ پریسیما جو صبح کو اٹھا لشکر کو تیار پایا شہریار کو نہ دیکھا خدمتگار سے کہا کہ دیکھ تو ابھی
تک شہریار بیدار نہیں ہوئے جا کے اُنکی بارگاہ سے خبر لا وہ خدمتگار روانہ ہوا بارگاہ
شہریار تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے چند آدمی روتے پیٹتے چلے آتے ہیں خدمتگار نے
کہا ارے خیر تو ہے انھوں نے جواب دیا کہ کوئی رات کو بارگاہ سے شہریار کو چرا لے گیا
خدمتگار بھی اُنکے ساتھ ہوا اور پاس پریسیما کے آکر تمام کیفیت بیان کی پریسیما نے
بہت افسوس کیا اور کہا یہ کام مسلمانوں کا تھا رات کو عیاروں کو بھیج کے چرا منگایا
یہ امر مردوں کو مشکل ہاں نہیں ہاں پریسیما سے یہ باتیں سُنکے منجموں نے کہا کہ
آپ خاطر جمع رکھیں دو تین روز میں شہریار آپ سے مل جائینگے مگر شمائیل خان میدان
میں آیا اور قریب قلعہ آکر آواز دی اے خدا پرستان تمنے شہریار کو چرا منگایا ہے اگر ایک
مو کے جسم شہریار پر صدمہ پہونچیگا تو اُسکا عوض سب سے لونگا مسلمانوں نے یہ خبر سُنکی

خدا کیا اچھی ہیں کیا یہ کام نہیں معلوم کسکا ہی خیر ایک دو روز تو امن رہیگی جب تک شہنشاہ بھی بعنایت الٰہی اچھا ہو
اُس روز بھی شمائل خان نے طبل جنگی بجوایا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا جہاں تورج ہوگا

اب دو کلمہ داستان بدیع الملک کا ملاحظہ فرمائیے

کہ یہ جو صحرا میں ایک طرف چلے تھوڑی دور چل کے ایک مقام فرح افزا و نواح دلکشا نظر آیا بدیع الملک
اُس طرف متوجہ ہوکے دیکھا عمارتہائے رفیع معلوم ہوتی ہیں سامنے ایک کوہ بلند ہے بدیع الملک
اُس طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک غول پریوں کا دامنہ کوہ سے پیدا ہوا بدیع الملک نے
جو اُنکا حسن و جمال دیکھا فریفتہ ہوگئے بیتابانہ اُنکی طرف چلے وہ سب اُسی دامنہ کوہ میں غائب
ہوگئیں بدیع الملک اُس دامنہ کے نیچے گئے دیکھا ایک نازنین ایک تخت زرنگار پر جلوہ افروز
تمام بیٹھی ہے بدیع الملک کو دیکھکر مسکرائی اور کہا اے جوان تو کون ہے بدیع الملک نے
اپنا حسب و نسب بیان کیا پھر نازنین سے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت بیان کرو نازنین نے کہا کہ
میں دختر سلان شاہ ہوں والد بزرگ میرے ملک قاف میں بادشاہ ہیں میں یہاں پر
سیر کو آئی ہوں اے شہریار تشریف لائیے بدیع الملک قریب گئے اُس نازنین نے تخت پر بٹھایا
اور ایک جام شراب بھر کے بدیع الملک کو دیا بدیع الملک چاہتے تھے کہ جام منہ سے لگائیں
کہ خیال آیا کہ یہ کوئی مکار نہو یہ سوچ کے بازو بند کو کھولا اور ملاحظہ کیا اُسمیں لکھا ہوا تھا کہ خبردار
اِس جام کو نہ پینا اور جو اسم کہ حاشیہ پر مرقوم ہے اسکو پڑھکر تلوار پر دم کرو اور وہی تلوار اس نازنین
کے مارو یہ ساحرہ بڑی مکار ہے قرنفل جادو اسکا نام ہے بدیع الملک نے اسم حاشیہ بازو بند
پڑھکے تلوار کا وار جو اُس مکار پر کیا دو ٹکڑے ہوگئے اُسکے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر
کے روشنی ہوئی بدیع الملک نے اپنے کو ایک کشتی پر پایا دیکھا کشتی تباہ ہو رہی ہے بدیع الملک
نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا تو لکھا ہوا تھا کہ اے سیاح عجائبات جب تو قریب گرداب پہونچیگا ایک
ہاتھ دریا میں سے پیدا ہوگا اور کشتی کو غرق کرنا چاہیگا تم اسم حاشیہ پڑھکر اُسپر بھی تلوار مارنا وہ
ہاتھ کٹ جائیگا پھر ایک سنگ سفید پیدا ہوگا وہ اٹھا لینا اور اُسی کو اُس نہنگ کے منہ میں
ڈال دینا بدیع الملک نے بازو بند کو الگ کیا کشتی گرداب کے پاس پہونچی ہاتھ پیدا ہوا
بدیع الملک نے اسم مذکور پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا وہ دست بخس قلم ہوکے گر پڑا اُسی وقت
ایک نہنگ سفید منہ کھولے ہوئے دریا میں ظاہر ہوا بدیع الملک نے اُسکو اُسکے منہ
میں گرادیا تھوڑے عرصہ میں پاؤں زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے جو آنکھ کھولی اپنے
کو میدان وسیع میں پایا دیکھا سامنے ایک دیو سیاہ کھڑا ہے اور قصد کرتا ہے کہ حملہ کرے بدیع الملک
نے پھر بازو بند کو ملاحظہ کیا اُسمیں لکھا ہوا پایا کہ قہرہ قہرود کو پڑھکے جو حاصل ہوا تھا وہ اسکو
دو اور کہو اے یلماق مجھے باغ طرب افزا میں پہونچا دے بدیع الملک نے ویسا ہی
کیا دیو بیٹھ گیا بدیع الملک اُس پر سوار ہوکے دیو بر روئے ہوا اُڑتا ہوا چلا تھوڑی دیر کے بعد
ایک قصر وسیع میں لاکے بدیع الملک کو اُس دیو نے اُتارا اور آپ غائب ہوگیا بدیع الملک
چاہتے تھے کہ آگے بڑھوں کہ ایک جادوگر اُنکے سامنے آیا اور پکار کے آواز دی او خدا پرست کہاں

جاتا ہے ٹھہر جا تجھے کون یہاں لایا ہے بدیع الملک نے جو اسکو آتے دیکھا نام خدا لیکر ایک گرز اُس
زور سے اُسکے سر پر مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا بدیع الملک اُس کو مار کے آگے بڑھے دیکھا
ایک مرد ضعیف بیلا کپڑے پہنے بیٹھا ہے بدیع الملک نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا
کہ اُس سے کہو کہ مجھے مقام جبر جوش پر پہونچا دے اور یہ بازو بند اسکے بدن سے مس کرو بدیع الملک
نے ویسا ہی کیا جیسے ہی بازو بند کو بدن سے اُس مرد کے مس کیا اُس مرد ضعیف نے آنکھیں کھولکر
بدیع الملک نے اُسکے قدم کو بوسہ دیا اور عرض کی ای شہریار آپ اپنا نام نامی تو بتلائیے بدیع الملک
نے اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا اور کہا مجھے مقام جبر جوش پر پہونچا دو وہ مرد ضعیف بدیع الملک
ہمراہ لیکر طرف مقام جبر جوش کے روانہ ہوا انکو تو راہ میں چھوڑیے اور چند کلمہ لشکر اسلام کے ملاحظہ
فرمائیے کہ پرویز اور لعل نے مشورت کرکے طبل جنگی بجوایا لشکر اسلام میں جو خبر ہوئی کہ لشکر
اسلام ساحرون کے مقابلے سے متردد ہوئے مجبوری تمام شب سامان جنگ میں مصروف
رہے صبح کو لشکر میدان کارزار میں آیا پرویز کی طرف سے ایک ساحر بدکردار موسوم
نہنگ اژدہا شکار سپہ سالار ضحاک میدان میں آیا لشکر اسلام سے فوروز خان بن
صلصال کہ اسکو امیر نے مسلمان کیا ہے سعد کی خدمت میں آیا اجازت طلب کی سعد
نے جام شفا کا پانی اسکو پلایا کہ سحر نہ تاثیر کرے فوروز خان میدان میں آیا کئی ساحر قتل
کیے آخرکار نہنگ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا فوروز خان جان بحق تسلیم ہوا اسکے بعد
اور عقب سے سردار لشکر اسلام سے مقابلہ میں نہنگ کے گئے اور سب مارے گئے جب
تو لشکر اسلام میں سب کو تردد ہوا نہنگ نے پکار کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان
کیا تم میں کوئی مرد باقی نہیں ہے جو میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز کان میں جرباس شیر دل
کے پہونچی یہ قید تھا فوراً جوش جرأت میں قید اپنی توڑ ڈالی اور میدان میں آکے نہنگ کو
مارا اُس وقت پرویز نے ضحاک سے کہا کہ تم سحر کرکے دیو کو گرفتار کرلو ضحاک نے سحر کیا
جرباس بیہوش زمین پر گرا لوگون نے اسکو گرفتار کرلیا آفتاب غروب ہو چکا تھا دونون
لشکر واپس آئے سعد نے براے جرباس بہت افسوس کیا مگر پرویز وغیرہ جو جرباس
کو قید کرکے لائے ارغش جرباس کے پاس گیا اور کہا ای پہلوان دوران تمنے آج بڑا
کارنمایاں کیا مگر افسوس ہے کہ بدذاتیون کی کہ جو تمکو ہماری قید سے رہا کبھی نہیں کرسکتے اور
مذہب ایسا اختیار کیا کہ جو بالکل بے بنیاد ہے ای جرباس تمہارے باپ کو بھی عہد نوشیروان
میں مسلمانون نے قتل کر ڈالا غرض کہ ایسی مکر کی باتیں جرباس سے کیں کہ قلب کو اسکے اپنی
طرف رجوع کیا آخر میں یہ کلمہ کہا کہ اگر تم دین اسلام کو ترک کرو اور ہمارے مذہب کو اختیار
کرو تو تمھیں اپنا سپہ سالار بنائیں اور عزت بڑھائیں جرباس نے منظور کیا پرویز وضحاک
نے اسکو آزاد کیا خلعت فاخرہ دیا اسکے نام پر طبل جنگی بجوایا ادہر خبر ہرکارون نے سعد کو پہونچائی
کہ حضور کل وہ دیو مقابلہ کو آئیگا سعد نے کہا پروردگار نے نہنگ کے لیے جرباس کو بھیجا تھا اب جرباس
کے لیے کوئی دوسری تدبیر کریگا اسی ذکر اذکار میں رات گذر گئی صبح ہوئی جرباس میدان میں آیا

پکار کے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم مین جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ مین آئے لشکر
اسلام کے سردارون نے توقف کیا سعد نے اپنے سلاح جنگ تیار کیے یہ [illegible] دیکھ کے لیے دارا
بن داراب سیم زہرہ نے اپنا مرکب بڑھایا تھوڑی دور آ کے گھوڑے سے کود پڑے خدمت
مین سعد کے آئے اجازت طلب ہوئے سعد نے بہت روکا مگر دارا نے قبول نہ کیا مجبور
ہو کے دارا کو سعد نے رخصت کیا دارا بن داراب سیم زہرہ میدان مین آ کے
جرپاس سے مقابلہ ہوا اسنے وار چوبدست کا کیا دارا بن داراب نے چاہا مین وار
وار کرون مگر دارا بن داراب نے مہلت ضرب نہ دی ایک ہاتھ تلوار کا خبردار کہکے اسکی
کمر پر لگایا کہ جرپاس کے دو ٹکڑے ہو گئے اسکے مرنے سے صدا تحسین و آفرین دونون لشکرون
سے بلند ہوئی لشکر پرویز نے جو یہ معرکہ دیکھا نرغہ کر کے لشکر اسلام پر سب جوان ٹوٹ پڑے
جنگ مغلوبہ ہونے لگی کافران غدار بیشمار تھے فوج اسلام کم تھی سرداران اسلام زخمی ہوچلے
قریب تھا کہ سب امان طلب کرین کہ سعد نے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کیے
ہاتھ اٹھا کے دعا کی ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز وقت مدد ہی تڑپ کے جو سعد نے دعا کی
قبول درگاہ خدا ہوئی دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار الماس پوش پیدا ہوا سب نے
دیکھا چالیس ہزار سوار اسکی پشت پر رواروی کرتا ہوا چلا آتا ہے قریب آ کے جو پہونچا لشکر کفار
پر لوٹ پڑا تا بہ شام خوب تلوار چلی جب رات ہوئی دونون لشکر میدان سے پلٹے نقابدار ہمراہ
لشکر اسلام آیا سعد نے اپنی بارگاہ مین نقابدار کو طلب کیا کیفیت دریافت کی نقابدار نے
کہا مین سمرق زن شیرویہ ہون سعد بہت خوش ہوا نقابدار کو باعزاز تمام رہنے کو جگہ دی
مگر پرویز وغیرہ جو واپس آ گئے تو نقل و صلصال نے ضحاک و صفوان سے کہا کچھ فکر جلد
کی کرنا ضرور ہے نستر نے کہا اسکی فکر مین ہم جاتے ہین جس طرح بن پڑیگا [illegible] لشکر صلصال
نے کہا کہ تم جاؤ مگر نستر نے قبول نہ کیا اور طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی کہ ذکر اسکا وقت پر
اور موقع کے ساتھ آویگا۔

اب چند کلمہ حال شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شہریار جو فیروزہ دیوانہ کو ہمراہ لیکر برائے اطلاع اپنے باپ کے پاس چلا راہ مین ایک
نقابدار سے سامنا ہوا شہریار نے اسکو گرفتار کیا شام نزدیک تھی وہین مقام کیا صبح کو نقابدار
گوہر پوش کو طلب کیا جب نقاب اسکے چہرۂ زیبا سے دور کی تو دیکھا کہ دختر [illegible] ہے شہریار
کی آنکھین جھپک گئین اظہار عشق کیا اس نازنین نے جواب دیا کہ ای افرنگی زادے [illegible]
مجال ہے کہ ہمارے سامنے اظہار عشق کرے شہریار نے کہا ای ملکہ اپنا نام نامی تو ارشاد فرمایئے
نازنین نے غمزہ و نزاکت سے کہا کہ مین ملکہ [illegible] دختر حمزہ ثانی [illegible] واسطے تیرے قید کے آئی ہون
سامنے گھوڑا شہریار کا کھڑا تھا اسپر جھپٹ کے سوار ہوئی اور کہا او فرنگی زادے [illegible]
ملے فیروزہ دیوانہ آنکھا قریب ملکہ آ کر حملہ ساطور کا کیا ملکہ نے ساطور چھین کے اسکو زخمی کیا
اتنے عرصہ مین فوج ملکہ کو بھی خبر ہوئی سب آکر موجود ہوئے ملکہ نے فیروزہ کو گرفتار کر کے فوج سے

جو اسکے کیا شہریار آگے بڑھا ملکہ سے اسکو بھی گرفتار کرکے ارابہ پر ڈالا اور یہ کلمہ کہا کہ اب ہم شمائل خان
وغیرہ کو بھی پکڑ لینگے یہ کہکر نقاب چہرہ پر ڈالی مع اپنے ہمراہیوں کے ایک جانب روانہ ہوئے یعنی
چند کلمہ عیار شہنشاہ کے عرض کیے جاتے ہیں کہ بعد گم ہونے شہنشاہ کے عیار انکا انکی تلاش میں چلا
دو روز تمام ڈھونڈھا جب پتہ نہ ملا تو تھک کے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا سے سرد آئی ہوئی
وسے رہی تھی از بسکہ تھکا ہوا تھا سو گیا قضاے الٰہی تخمینہ جو دیوانہ سے چھوٹ کے بھاگا روا روی گرتا
ہوا جاتا ہی راہ میں ایک نخل کے نیچے اسنے دیکھا کہ ایک عیار طرار قنطورہ ہاے زرین سے آراستہ سوتا
ہے تخمینہ نے چاہا اسکو قتل کروں اور سب مال و اسباب اسکے لیلوں پھر خیال کیا کہ اسکو گرفتار کرکے
ہوشیار کروں کیفیت اسکی دریافت کروں یہ سوچ کے اسکو کمند سے باندھکے ہوشیار کیا اسکی جو
آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دیکھا سامنے ایک عیار کھڑا ہے تخمینہ سے کہا اے شخص میں نے تیرا کیا گناہ
کیا تھا جو تو نے مجھکو گرفتار کیا تخمینہ نے جواب دیا کہ اب زیادہ باتیں نہ بنا کیفیت بتا عیار شہنشاہ
نے کہا کہ نام میرا لعل بن مرجان ہے شہنشاہ گوہر کلاہ کا عیار ہوں تخمینہ نے جو نام شہنشاہ کا
سنا جلدی سے اسکو کھول دیا اور کہا اے بھائی معاف کرنا میں بھی ملازم شہنشاہ ہوں اور کل کیفیت
شہریار کے لانے کی بیان کی لعل بن مرجان تخمینہ کے ہمراہ ہوا اور خدمت میں شہنشاہ کے آیا
دونوں عیاروں نے کیفیت بیان کی شہنشاہ نے قاطور رد البلد کو طلب کیا اور ملکہ کو انکے سپرد کرکے
مع تخمینہ کے روانہ کیا اور آپ بطلب شہریار چلے کہ ذکر انکا اپنے وقت پر کیا جائیگا

اب کیفیت معروف و شمائل خان و نقابدار کلاہ پوش کی ملاحظہ فرمائیے

کہ جب پیسپیا نے اپنے لشکر میں طبل جنگی کا حکم دیا اور طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکاروں نے یہ خبر
بدیع الزمان کو پہونچائی بدیع الزمان نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی طبل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں
بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکروں میں تو تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں مگر معروف بن اسد نے
اپنے قزاقوں کو ساتھ لیکے لشکر پیسپیا پر شبخون مارا پیسپیا تاب جنگ نہ لایا زخمی ہوکے بھاگا
برج کو شمائل خان نے اپنے ہاتھی کو خندق میں ڈالدیا اور قریب برج کے پہونچکر ایک گرز
برج پر مارا کہ برج ٹوٹا معروف بن اسد نے جو شمائل خان کو اس کیفیت میں پایا لشکر پیسپیا
پر چڑھ کے تلوار چلنے لگی شمائل خان نے جو یہ واقعہ دیکھا فیل کو خندق سے باہر نکال کے معروف
کا تعاقب کیا معروف نے راہ فرار کی لی اور ایک مقام پر ٹھہر کے ایک تیر شمائل کے ہاتھی کی پیشانی
پر ایسا مارا کہ ہاتھی گر پڑا شمائل خان لاچار وہاں سے ہٹا لشکر میں آکے پیسپیا کے علاج میں مشغول
ہوا لیکن نقابدار کے ہوش جو مع وزیر شہریار وغیرہ ہمراہ کے تلاش شمائل خان چلا تھا اگر دور سے ہوا
نے دیکھا کہ ارابہ شہریار زخمی اور ایک ارابہ پر ایک جوان قوی تن ایک نقابدار چالیس ہزار سوار
سے آتا ہے سب کے رنگ اڑ گئے اہل اسلام نے تخفیف جات پر اسے نقابدار روانہ کیے اور دروازہ
قلعہ کھول کے باہر آ سکے دن بہت طویل تھا تھوڑے عرصہ میں آفتاب غروب ہوگیا معروف بن
اسد نے قزاقوں سے کہا آج پھر لشکر پر شبخون کرنے کو جائینگے قزاق مستعد ہیں جب نصف
شب گذری قزاق ہتھیار دن سجا اور مکمل ہوکر تیار ہوئے معروف بن اسد پیسپیا

یہ خبر جو شمائل خان کو پہونچی ایک اسپ تیز رو منگا کر اسپر سوار ہوکے جیسے ہی معروف نے
شمائل کو دیکھا فزاقون کو اشارہ کیا سب بھاگے معروف نے بھی راہ فرار کی لی شمائل
نے معروف کا تعاقب کیا جب معروف بہت دور نکل گیا اور ساعت کم باقی رہی تو اسنے فزاقون
سے کہا کہ تم لوگ منتشر ہوجاؤ میں شمائل خان کا علاج کرونگا فزاق تو منتشر ہوگئے معروف
سیدھا چلا جب آفتاب عالمتاب نے دنیا کو اپنے نور سے منور کیا اور شمائل قریب معروف
پہونچا اسوقت معروف نے ہاتھ اٹھا کے بارگاہ خداوند تعالے میں بالحاح وزاری دعا کی
دیکھا سامنے سے گرد اڑی جب دامن گرد شگافتہ ہوا معروف نے دیکھا کہ لعل بن مرجان
شاداں اور خنداں رکاب سعادت انتساب شہنشاہ گوہر کلاہ پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہے
معروف نے اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا قریب شہنشاہ پہونچا سر اپنا قدم شہنشاہ پر رکھدیا عرض کی حضور آپ میری جان
بچائیے شہنشاہ نے تسکین دی معروف تو ایک طرف روانہ ہوا شمائل خان کی نگاہ جو
شہنشاہ پر پڑی نعرہ کیا کہ او شہنشاہ گوہر کلاہ تو کہاں روپوشی کرتا پھرتا ہے مردان عالم سے
آنکھ چار کر جو حربہ تو اپنے پاس رکھتا ہے اسکو لا شہنشاہ نے کہا ہمارا یہ دستور نہیں پہلے تو
اپنا وار کر جب خدا تیرے وار سے نجات دیگا ہم بھی وار کرینگے شمائل خان نے وار تیغ آبدار
کا شہنشاہ کے سر پر کیا شہنشاہ نے سپر کو چہرے سے لگا دیا تیغ شمائل کا سپر پر پڑ کے ٹوٹ
گیا شہنشاہ نے خبردار خبردار کہکے تلوار لگائی کہ سپر شمائل خان کو کاٹ کرتا دوابرو لگی
شمائل تھرتھرا کر زمین پر گرا لعل بن مرجان نے مشکیں باندھ کے اسکو اور شہنشاہ کو
تو اس مقام پر چھوڑا لعل بن مرجان طرف قلعہ کے روانہ ہوا یہاں آکے سب کو یہ خوشخبری
سنائی بدیع الزمان وغیرہ کو بہت خوشی ہوئی براے استقبال شہریار سب روانہ ہوکے بکمال
اعزاز و اکرام سے شہریار کو لائے پرسیسا کو یہ خبر ہرکاروں نے پہونچائی پرسیسا نے جنگ
کا سامان کیا یہاں شہنشاہ کو لوگوں نے بارگاہ میں اتارا شہنشاہ نے کل اپنی کیفیت بیان
کی بدیع الزمان نے نقابدار کو بیہوش کو تلاش کرایا کیفیت معلوم ہوئی کہ [illegible]
قید فیروزہ و شہریار جانب فروشیہ کو کوچ کیا شہنشاہ نے یہ خبر سنکے خود بھی کوچ کیا کہ ذکر
اسکا کیا جائیگا لیکن

اب ذکر داستان بدیع الملک کے بیان میں

کہ جب شاہزادہ بدیع الملک ہمراہ سہیل سیم افروز کے طرف مکان جرجوش جا کے
روانہ ہوئے راہ کو طے کرکے ایک پہاڑ پر پہونچے دیکھا ایک کنوئیں سے شعلہاے آتش
نکل رہے ہیں بدیع الملک نے بازوبند کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اس بازوبند کا
عکس کنوئیں پر ڈالو قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو بدیع الملک نے عکس بازوبند کو
پر ڈالا ایک دیو سفید اژدر آتشین ہاتھ میں لیے ہوئے اس کنوئیں سے پیدا ہوا
اور بدیع الملک پر حملہ کیا شاہزادے نے بازوبند کو ملاحظہ فرمایا یہ مضمون لکھا تھا کہ
اس دیو سے کچھ نہ بولو اپنے تئین کنوئیں میں داخل کردو بدیع الملک نام خدا لیکر کنوئیں

مین کود پڑے تھوڑی دیر کے بعد پانون زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے دیکھا کہ
ایک میدان وسیع مین کھڑا ہون پہلو مین سہیل بھی موجود ہے کہا ای سہیل اب کیا کرنا چاہیے
سہیل نے کہا بازو بند ملاحظہ فرمائیے شاہزادے نے بازو بند کو دیکھا لکھا تھا کہ جس مقام پر کھڑے
ہو یہان کھودو ایک دہنہ نقب ظاہر ہوگا بدیع الملک نے خنجر نکال کے کھودنا شروع کیا
دو ہاتھ زمین کھودی ہوگی کہ ایک دہنہ نقب پیدا ہوا دیکھا ایک میمون تیر بدست چلا آتا ہے
بدیع الملک نے بازو بند کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھ کے ایک گھونسا
اسکے مارو بدیع الملک نے اس حاشیہ کو پڑھا ایک گھونسا اس میمون کے مارا کہ پیٹ
اسکا پھٹ گیا زمین پر تڑپ کے جان دی سہیل نے کہا ای شہریار اب اسکے شکم کو چاک کیجے
بدیع الملک نے جو شکم اسکا چاک کیا لوح ہاتھ آئی بدیع الملک نے خوش ہو کے
لوح کو نکالا دیکھا تو لکھا تھا کہ اگر لوح اور میمون جان سے مارا جائے تو اسی دہنہ نقب مین
طلسم کشا جاوے بدیع الملک حسب ہدایت لوح اُسی دہنہ نقب مین داخل ہوئے
تھوڑی دور کے بعد ایک باغ نہایت پرفزا اور پرتکلف نظر آیا دیکھا سامنے سے ایک
سیہ فام نہایت بدشکل ایک خرس پر سوار چلا آتا ہے سہیل نے عرض کی حضور یہ چرچوس جادو
اسی کا نام ہے وہ ساحر آکے بدیع الزمان سے مبارز طلب ہوا اور ایک دستک دی ہزارہا
غلام زنگی پیدا ہوئے سہیل نے ایک دستک دی ہزار ہا عقاب پیدا ہو کے عقابون نے
جب غلام پر سایہ ڈالا وہ جل کے مر گیا بدیع الملک اس تماشہ کو دیکھنے لگے سہیل نے
کہا آپ اپنے کام مین مصروف ہوجیے بدیع الملک نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ چرچوس
کی پیشانی پر جو سفید داغ معلوم ہوتا ہے اسپر تیر مارو اگر داغ پر تیر لگیگا تو بڑی خرابی پیش آئیگی
بدیع الملک نے ترکش سے تیر نکالا کاندھے سے کمان لی اور تاک کے تیر پیشانی پر چرچوس
کے مارا تیر داغ پر پڑا چرچوس لڑکھڑا کر زمین پر گرا اسکے گرتے ہی تاریکی چھا گئی آوازین
مہیب آنے لگین سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام
چرچوس جادو بود اب روشنی جو ہوئی تو سہیل سحر آفرین نے عرض کی ای شہریار مبارک
ہو کہ غار افراسیاب آپ کے ہاتھ سے بفضل خدا فتح ہوا بدیع الملک بہت خوش
ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا ایک طرف سے شاپور اور بہرام چلے آتے ہین انہون
نے جھک کے بدیع الملک کو سلام کیا مبارکباد فتح دی بدیع الملک شاپور
سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ ای شاپور جاؤ اور سعد سے کیفیت میری بیان کرو مگر نہین معلوم
کہ امیر وغیرہ نے نجات پائی یا نہین تم جاؤ تو سب کیفیت معلوم ہو سہیل نے عرض کی آپ
جلدی فکر لینے کی چلیے کیونکہ ابھی دو افراسیاب کے باقی ہین یہ سنکر بدیع الملک واسطے
رہائی رستم ثانی و فضل بن رستم و ملک ایرج طرف شہر صندل کے ہمراہ سہیل
سحر آفرین کے جاتے ہین کہ حال انکا بعد اسکے اچھی طرح سے شرح بیان کیا جائیگا جہان پہ موقع
محل ہوگا تاکہ سننے والونکا دل محظوظ ہو مگر

اب چند کلمے داستان نستران جادو کے ملاحظہ فرمایئے

کہ نستران نے جو بعدہ جام لانے کا صلصال وغیرہ سے کیا تھا لشکر اسلام میں آکے سب کو اندر وسے سحر بیہوش کیا سعد کی بھی کیفیت دگرگون ہوئی مہروق نے کہا اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہے سعد نے کہا مجھے کچھ غنودگی معلوم ہوتی ہے مہروق نے کہا یہ آثار سحر معلوم ہوتے ہیں چاہا اسمہائے ردّ سحر پڑھوں کوئی اسم یاد نہ آیا مہروق بہت گھبرایا اسی فکر میں بیٹھا ہے کہ دربارگاہ سے نعرے کی آواز آئی منم نستران جادو بعدہ نستران بارگاہ کے اندر آئی سعد پر سحر کیا کہ سعد گر کے نستران نے خنجر سعد کے گلے پر رکھ دیا مہروق نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا اٹھوں مگر اٹھنے کی طاقت نہ پائی مجبور ہو کے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کیا اور عرض کی کہ اے چارہ ساز بیکسان و اے والی غریبان اس وقت میں سرور کو اس بلائے ناگہانی کو رد کر چونکہ خلوص نیت سے دعا کی تھی قبول درگاہ الٰہی ہوئی نعرہ ہوا یا حق اے کافرہ میں شاپور شیر دل ہوں نعرہ کرکے جھپٹ کے اس جلدی میں عقب سے مارا کہ یہ کافرہ سحر نہ کر سکے ایک ہی ضرب میں جہنم واصل ہوئے سعد کو جو ہوش آیا اپنے پاس ایک لاشہ پایا نگاہ جو اٹھائی شاپور نے جھک کے سلام کیا اور تمام کیفیت فتح خار افراسیاب وغیرہ کی سامنے سعد کے بیان کی سعد یہ سنکر بہت خوش ہوئے پوچھا اے شاپور اب شاہزادہ بدیع الملک کس طرف گئے شاپور نے عرض کی کہ اب برائے ثانی رستم ثانی وغیرہ فتح شہر ہمراہ سہیل سحر آفرین طرف شہر صندل کے تشریف لے گئے ہیں ہرکارے لشکر کفار کے یہ خبر سنکے روانہ ہوئے اور روبرو صلصال سے یہ کیفیت بیان کی کہ بدیع الملک نے طلسم افراسیاب کو فتح کیا اب جانب شہر صندل کے روانہ ہوئے ہیں یہ خبر جو صلصال نے سنی تاج سر سے پھینک دیا لعل نمکے ہوش اڑ گئے تمام بارگاہ میں تہلکہ پڑ گیا اور ضحاک جادو نے صلصال سے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہے صلصال نے کہا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں جائیں ضحاک نے قبول کیا اور چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا کہ شاپور جو بہرام کے بلانے کے بعد چلے تو عین وقت پر داخل لشکر اسلام ہوئے اور نستران جادو کو قتل کیا سعد سے رخصت ہوکر پھر طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے مگر بہرام جو قریب درہ تنگ کے پہنچے دیکھا برف کا ایک پہاڑ ہے بہرام نے چاہا میں پہاڑ پر چڑھ کے چلا جاؤں جب پہاڑ پر پہونچا تو سردی زیادہ معلوم ہونے لگی بہرام نے کہا کہ بدیع الملک نے اس طلسم کو فتح بھی کیا لیکن یہ برف دفع نہ ہوئی یہ خیال کر رہے تھے کہ ایک آواز انکے کان میں آئی کہ [illegible] قتل ہوا اور بدیع الملک برائے فتح شہر صندل روانہ ہوئے لیکن آج تک ہماری کچھ تدبیر نہ کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ حمزہ ثانی ہزار سال اسی طرح سے رہیں گے رہائی ممکن نہوگی بہرام اس آواز کی طرف متوجہ ہوا اور دل میں سوچا کہ یہ آواز کس طرف سے آئی ہے دیکھا تو ایک طرف سے شاہزادہ والا تبار گنبد سے اٹھے ہیں بہرام کو دیکھکر شہزادہ نے کہا اے بہرام یہاں کیا کرتے ہو بہرام خوش ہوگیا اور کہا کہ اے شہریار آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں کچھ فرمائیے تو سہی تاکہ تسکین ہو پھر جو بہرام نے دیکھا تو وہ لعنتا بد ارا یا قوت پوش وگوہر پوش دست راست پر یاقوت پوش

اور دست چپ پر گوہر لوش اور بہت سے پریزادان مرصع پوش اور دیوان قوی ہیکل
ہمراہ بہت سے آج تک بھی حاضر رکاب پرا کھڑے ہوئے ایک شخص تخت زبرجد پر سوار
بڑے جاہ وتجمل سے چلے آتے ہیں بہرام نے دیکھا کہ شیرویہ بن پرویز کو دیوون نے لا کے
سامنے کیخسرو کے اتارا اور قدم شاہزادہ کو بوسہ دیا کہ بہرام کی نگاہ ایک طرف پڑی دیکھا
چار جادوگر قوی تن بر صورت چلے آتے ہیں قصد یہ ہے کہ سحر کرین بہرام نے نعرہ کیا
کہ نقاب دار ون نے تین جادوگرون کو مارا ایک ساحر کو بہرام نے خنجر مارا لیکن امیر
ثانی کہ انکو چودہ روز زیر برف گذرے تھے جیسے ہی وہ ساحر قتل ہوئے جسقدر برف
تھی سب دور ہوئی امیر نے جو آنکھ کھولی دیکھا تمام سردار ہمارے موجود ہیں بہت
خوش ہوئے شاہزادہ کیخسرو نے جو امیر کو دیکھا جھٹ سے قریب امیر کے گئے
بہت جھک کے آداب وتسلیمات بجا لائے اور سب کیفیت بدیع الملک اور فتح کرنا
افراسیاب کا اور روانہ ہونا جانب شہر صندل سب بیان کیا پھر امیر نے
کیفیت نقاب دار ون کی دریافت کی کیخسرو نے جھک کے امیر کے کان میں کہا کہ نقاب دار
یاقوت پوش ملکہ آفاق فرشتہ ثانی ہیں اور مرصع پوش حرم محترم بدیع الملک
ملکہ جہان افروز دختر پرویز بن ہرمز ملکہ آفاق فرشتہ کو نقاب دار امیر نے اپنے
قریب بلایا کیخسرو نے شیرویہ اور ملکہ کے آنے کی بھی شرح اور مفصل کیفیت بیان
کی اور کہا میرا قصد ہے کہ مع ملکہ فرشتہ وغیرہ طرف شہر صندل کے براے مدد بدیع الملک
جاؤن کس واسطے کہ مین نے سنا ہے کہ صلصال نے ضحاک جادو کو چالیس ہزار سوار سے
براے مقابلہ شاہزادہ بدیع الملک روانہ کیا ہر وقت روانگی کے سب طرح سے
تنہا ایک کمی کردی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شاپور آکے پہونچا امیر ثانی کو سلام کیا
اور قدمون کو بوسہ دیا غرض حضور نے نسترن بن صلصال کو اس حال مین قتل کیا
کہ وہ ملعونہ اپنا کام کر چکی تھی سعد کے چھاتی پر خنجر تک بیٹھی تھی اور علاوہ اسکے بہت سے
حالات لشکر اسلام کے بیان کیے امیر بہت خوش ہوئے اور ایک سال کا خراج ہفت اقلیم
کا شاپور کو عطا فرمایا شاپور نے نصف خراج عمرو ثانی کے نذر کیا عمرو ثانی نے شاپور
کو دعاے خیر کی شاپور اسی وقت مع کیخسرو اور ملکہ کی طرف شہر صندل کے روانہ ہوا
اور امیر کل سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہان قتل نسترن
سے ساحرون مین صف ماتم بچھی رونا پیٹنا پڑا تھا جب فراغت پائی طبل جنگی بجوایا انکو میدان مین
دہشتان وغیرہ آئے اسطرف سے مہروق نے سحر شروع کیا دونون لشکر تماشہ دیکھنے لگے کہ لشکر کفار
سے زوبین میدان مین آیا پکار کے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان تم مین سے جسکو ہمت
مرگ کی ہو میرے سامنے آئے ادھر سے دارا بن داراب سمند پر رخصت لیکے مقابلہ زوبین
کو گیا بڑی دیر تک ردوبدل رہی آخر دارای بن داراب نے اسکو قتل کیا لشکرون سے آواز تحسین آفرین
بلند ہوئی لشکر کفار نے جو یہ کیفیت دیکھی سب یکبارگی آپڑے لشکر اسلام سے تلوار چلنے لگی

بڑی دیر تک لشکر اسلام سے تلوار چلی قریب تھا کہ لشکر اسلام کو شکست ہو کیونکہ انتہا کے کہ حملہ کرتے تھے
سب جرار تھے جب مجبور ہوئے سب نے دست دعا درگاہ کبریا میں بلند کئے یاک یک کے
دعائیں کرنے لگے کہ ناگاہ صحرا سے گرد اوڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی مع سرداران لاثانی گھوڑے
دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں سب امیر کو دیکھکر خوش ہوگئے صاحبقران ثانی قریب لشکر ظفر اثر آئے
سب نے جھک کے صاحبقران کو سلام کیا امیر جواب سلام دیکے مصروف جنگ ہوئے لڑتے
بھڑتے قریب صلصال کے پہونچے صلصال نے وار تلوار کا سر امیر پر کیا امیر نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا اور تلوار اُس پرکار کے ہاتھ سے چھین کے پھینک دی اُسنے چاہا امیر سے لپٹ جاؤں امیر نے
اُس بیدین کو قاش زین سے اُٹھا لیا قید کرکے حوالے ایک سردار کے کیا شام بھی ہوگئی تھی دونوں
لشکر میدان سے پلٹے بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے مہروق کو خلعت عنایت ہوا مہروق نے عرض
کی یا صاحبقران میں اجازت چاہتا ہوں کہ پاس بدیع الملک کے جاؤں اور مدد کروں امیر نے خوشی سے
اجازت دی اور کہا کہ میری طرف سے بدیع الملک کو دعا کہنا مہروق اجازت پاکر طرف شہر صندل
برائے مدد بدیع الملک کے روانہ ہوئے ہیں کہ ذکر اسکا وقت پر کیا جائیگا لیکن اب چند کلمے داستان
بدیع الملک کے بیان ہوتے ہیں کہ یہ جو ہمراہ سہیل سحر آفرین کے شہر صندل کی طرف روانہ
ہوئے تھوڑی دور تک راستہ طے کیا ہوگا کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی کچھ ابر بھی آسمان
پر دکھائی دیا ہوا بے تند چلنے لگی بدیع الملک سہیل سے مخاطب ہوئے کہا اے سہیل یہ کیا قصہ
ہے سہیل نے عرض کی اے شہریار کوئی ساحر آتا ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ غبار گردش گاف ہوا دیکھا
ایک ساحر قوی تن ایک گرگ پر سوار سانپ بچھو سر سے پاؤں تک لپٹے ہوئے دوشاہین
سیخ و سبز سر پر آگے آگے چلا آتا ہے پشت پر لاکھ ساحران غدار آہنین سحر آزمائیاں کرتے ہوئے
آتے ہیں بدیع الملک نے سہیل سے پوچھا اس ساحر کا کیا نام ہے سہیل نے عرض کی حضور اسکو
اکیاش جادو کہتے ہیں اتنے میں وہ ساحر بھی قریب آیا بقہر و غضب بدیع الملک کو دیکھا کلمات
طعن و تشنیع زبان پر جاری کیے گرگ کو آگے بڑھایا سحر کرنے کا قصد کیا بدیع الملک خاموش کھڑے
رہے اس نے دو چار سحر کیے جب بدیع الملک پر سحر نے تاثیر نہ کی وار ساطور کا شاہزادے پر کیا
بدیع الملک نے وار کو خالی دیکر تیغ آبدار بنام انتقام سے کھینچ خبردار خبردار کہکے وار کیا سر اکیاش زخمی
ہوا اس کے زخمی ہوتے ہی تمام فوج نے بدیع الملک پر حملہ کیا بدیع الملک نے خدا کو یاد کیا ایک
طرف گرد اوڑی بدیع الملک اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا شاہزادہ کیخسرو وغیرہ مع نقارہ و نشان
و نقارہ مرصع پوش و شاپور و بہرام بڑے جاہ و تجمل سے آتے ہیں پشت پر فوج دیوان بلند پیکر بدیع الملک
یہ کیفیت دیکھکر بہت خوش ہوئے شاہزادہ کیخسرو سے بغلگیر ہوئے کہ دیکھا ایک ابر آتش بار آسمان پر
پیدا ہوا قریب آکے وہ ابر شق ہوا بدیع الملک نے جو نگاہ کی مہروق نے وہیں سے سلام کیا قریب آکر امیر کی
طرف سے دعا کہی بدیع الملک سب سے ملکر مصروف جنگ ہوئے قریب اکیاش تو پہونچ چکے تھے
بلکہ ایک وار تلوار بھی کر چکے تھے کہ فوج نے اُس کی بدیع الملک کو گھیر لیا تھا اب جو اپنے سرداروں سے اس جادو

کیا پھر قریب اکیاش کے پہونچے اکیاش نے پھر وار سا اور کیا بدیع الملک اُس کے وار کو خالی دیکر
تیغہ آبدار اُس کے سر پر مارا کہ تا بکمرگاہ تیغہ اُتر آیا اکیاش گر کے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام
ہے اکیاش جادو وبعد اُس کے مرنے کی ایک نعرہ ہوا کہ ہم ضحاک شاہ جادو ہیں بدیع الملک نے جو دیکھا اُدھر
ضحاک لشکر گران ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے بدیع الملک بھی نعرہ کر کے جا پڑے دونوں لشکر آپس میں
ملکے جنگ مقابلہ ہونے لگی بدیع الملک نے بہتیرے جادوگر فوج کو قتل کیا چاہتے ہیں کہ قریب ضحاک کے
پہونچیں کہ پھر افسر سلطنت آگئے ضحاک نے جو یہ کیفیت دیکھی طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا بدیع الملک بھی
پس شہزادہ کیخسرو و نقابداران یاقوت پوش و مرصع پوش وغیرہ شادان و فرحان بیٹھے حکم دیا اُسی وقت بارگاہ
استادہ ہوئی بدیع الملک مع ہمراہیوں کے بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے شاہزادہ کیخسرو سے کہا کہ یہ نقابدار
کون ہیں کیخسرو نے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش ملکہ آفاق فرشتۂ ثانی ہیں اور نقابدار گوہر پوش ملکہ مہرجہان افروز
ہیں بدیع الملک نے فرشتۂ ثانی کو گلے سے لگایا مہرجہان افروز کو بصد شوق اپنے پاس بٹھایا شب بھر
محفل عیش آراستہ رہی صبح کو بدیع الملک نے کہا کہ اے مہرجہان افروز تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم جانب
شہر [illegible] روانہ ہوتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد فتح کر کے ملتے ہیں ملکہ نے منظور نہ کیا آخرکار مجبور و ناچار
بدیع الملک مع چار سرداروں کے ملکہ کو ساتھ لیکر طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت
پہونچنے کے تحریر ہوگا اب کیفیت رستم ثانی اور قفل [illegible] ایرج کی تحریر کی جاتی ہے کہ ان کو لستران جادو
نے قید کر کے زندانخانہ شہر صندل میں پہونچا دیا تھا جب لستران شاپور کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی
تو رستم ثانی نے شب کو زندانخانہ میں خواب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور فرماتے
ہیں کہ اے فلک لستران جادو قتل ہوئی تم اب تک زندانخانہ میں بیٹھے ہو جلد یہاں سے روانہ ہو کیونکہ فتح
شہر صندل کی تم پر موقوف ہے رستم جو یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے اٹھ کر در زندانخانہ پر آئے قفل در کو توڑا
ایرج وغیرہ نے جو یہ سیر دیکھا [illegible] قید سے نکلا ایک سمت تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا
ایک ساحر سامنے آتا ہے رستم نے چاہا کہ اسپر حملہ کریں مگر اُس ساحر نے نزدیک آکے سب کو سلام کیا
رستم نے کہا اے شخص تو کون ہے اُس نے عرض کی اے شہریار مجھکو نہیں پہچانا میرا نام شبرنگ ہے غلام شہریار رستم
نے کہا اے شبرنگ تم کہاں تھے شبرنگ نے عرض کی میں لشکر حمزۂ ثانی میں تھا رستم نے جواب دیا
اے شبرنگ بس اب زیادہ باتیں نہ کر [illegible] کہا کام تھا تیرا لشکر حمزہ میں کیوں گیا
کیا تجھے ان لوگوں کی پاسداری منظور ہے شبرنگ نے کہا اے شہریار آپ ناحق آزردہ ہوتے ہیں ہمیشہ
سے غلام آپ لوگوں کا رہا ہوں [illegible] شبرنگ نے تمام احوال از ابتدا
تا انتہا حمزۂ ثانی اور بدیع الملک وغیرہ کا بیان کیا ایرج [illegible] کیفیت بدیع الملک کی سنی خیال کیا اگر
میں جاتا ہوں تو خرابی ہو اگر نہیں جاتا ہوں تو قباحت ہے بدیع الملک سے جو ان لوگوں کی خبر پائی ہے اسکے
بالاتفاق چلے راہ طے کر کے پہونچے ایرج نے جو بدیع الملک کو آتے دیکھا مجبور ہو بھی آگے بڑھے بدیع الملک
گھوڑے سے کود کے بغلگیر ہوا آپس میں اصلاح ہوئی ایرج نے کہا اے بدیع الملک تمہارے دشمن سے عداوت اور دوست
سے محبت رکھتا ہوں بدیع الملک نے بھی اپنے کلامات سے آپس میں صفائی ہوگئی بدیع الملک نے
ایرج سے کہا کہ تمکو [illegible] جانا ضرور ہے ایرج نے کہا اگر تم [illegible] رستم جادو کے [illegible]

نکلنا اس سے بہتر ہے کہ لشکر کی طرف واپس چلو کیونکہ قلعہ لعل بن لوریج کے سوائے تمہارے کوئی نہیں
کر سکتا ہے بدیع الملک نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور مہروق کو ہمراہ لے مدد رستم روانہ کر کے
آپ جانب لشکر روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا اب چند کلمہ داستان شہریار اور نقابدار گوہر پوش
کے تحریر ہوتے ہیں کہ شہریار کے قید لیکر طرف خروسیہ کے روانہ ہوا تھا اور عقب میں اسکے شہزادہ
گوہر کلاہ بن بدیع الملک بھی روانہ ہوئے تھے نقابدار نے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے
گرد اوڑی نقابدار نے عیار سے کہا خبر تو لاؤ کہ یہ گرد کیسی ہے عیار گیا تھوڑی دیر میں آ کے نقابدار سے عرض
کی حضور کیمخت شاہ بادشاہ ملک سیاہ کیمخت مع ساٹھ ہزار لشکر کے اس تلاش میں آتا ہے کہ شہریار اور
مہر سیما کو گرفتار کر کے ملک فرنگ پر اپنا قبضہ کرے اور پھر اہل اسلام سے مقابلہ کرے مذہب
اسکا شجر پرستی ہے ایک پسر اسکا کہ نام اس کا بہرام شیر افگن ہے بڑا جوان قوی تن ہے اور ایک پہلوان قرطاس
بن افلاک بھی ہمراہ ہے ان دونوں پر اس کو بڑا ناز ہے ہمراہیان نقابدار نے کہا قرطاس بن افلاک واقعی
پہلوان زبردست ہے بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کیا ہے نقابدار نے کہا ہمارا خدا حافظ و معین ہے کوئی کیا کر سکتا ہے
نقابدار تو ادھر یہ باتیں کر رہا تھا ادھر کیمخت شاہ نے جو لشکر دیکھا ہرکاروں سے کہا خبر تو لاؤ یہ لشکر کس کا ہے
اور کہاں جاتا ہے ہرکارے یہ حکم پا کر روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعد آ کے عرض کی حضور یہ نقابدار گوہر پوش
ہے قید شہریار اور فیروزہ دیوانہ کی لیے ہوئے جاتا ہے کیمخت شاہ نے کہا نقابدار نے شہریار کو کیوں گرفتار
کیا ہے بہرام نے کہا اچھی خبر نقابدار کی لینا ضرور ہے کیمخت شاہ نے طبل جنگی بجوایا نقابدار نے بھی جواب میں طبل
جنگی بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ کے کیمخت شاہ نے نقابدار سے باواز بلند کہا اے نقابدار مجھے
تیری جوانی پر رحم آتا ہے بہتر اس میں ہے کہ شہریار اور فیروزہ کو ہمارے حوالہ کر اور مذہب شجر پرستی اختیار کر کے
ہمارا شریک ہو نقابدار نے جھنجلا کے جواب دیا او کمبخت واہ ہو تجھ کو تو مذہب شجر پرستی رکھتا ہے خیر تیرے
لیے اسی میں ہے کہ پلٹ جا میدان کارزار سے ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا کیمخت نے کہا بس اے نقابدار
زیادہ گوئی نہ کر نقابدار و کیمخت میں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں مگر شہریار نے نقابدار سے معرفت ایک ملازم
کے عرض کرائی کہ اے نقابدار بہادر اگر آپ کا حکم ہو تو میں آپ کی لڑائی کا تماشا دیکھوں نقابدار نے کہا
کیا مضائقہ ہے شہریار کو یہاں لے آؤ لوگ گئے شہریار کو مسلسل و مطوق ایک کنارے لاکھڑا کیا فیروزہ
گھوڑا کیا یہاں بہرام میدان میں آیا نقابدار سے مبارز طلب کیا نقابدار بھی مقابلہ بہرام میں آیا نیزہ بازی
ہونے لگی نقابدار نے نیزہ بہرام کا نکال لیا بہرام نے جھلا کے تلوار کھینچی وار سر نقابدار پر کیا نقابدار نے سپر
سر کی پناہ کیا مگر تیغہ بہرام سر تک پہونچ چکا تھا خود سر نقابدار کو کاٹ کے سر زخمی کیا نقابدار نے دستانہ
مار دیا تیغہ چھناکے نکل گیا شہریار نے جو یہ کیفیت دیکھی تڑپ گیا فیروزہ سے کہا اے فیروزہ بڑا ظلم
ہوا نقابدار زخمی ہو گیا نقابدار کے زخمی ہوتے ہی فوج نقابدار کو شکست بڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی بہرام کا اثر
جم کے تلوار چلی نقابدار چونکہ خوددار تھا باوجود مجروح ہوا ضعف بڑھا قریب تھا کہ گھوڑے سے زمین پر گرے کہ دفعۃً
ہاتھ نقابدار نے گھوڑے کی گردن میں ڈال دیے اور کہا اے مرکب اصیل اگر تجھ سے ہو سکے تو اس وقت میں مجھ کو
لے نکل یہ کہنا کہ نقابدار تو بیہوش ہوا گھوڑا نقابدار کو میدان سے لے نکلا فوج نقابدار نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ لوگ بھی
اپنی جانیں بچا کے ایک طرف روانہ ہوئے مگر شہریار نے جو نقابدار کو نہ پایا قید توڑ ڈالی اپنے سلاح منگا کر مقابلہ

بین بہرام کے آیا بہرام نے کہا مین تو اس امر کی تمنا رکھتا تھا بہرام اور شہریار سے تلوار چلنے لگی مین گرمی جنگ
مین ایک پنجہ آسمان سے اگر شہریار کو اٹھا لیگیا فیروزہ نے جو یہ ماجرا دیکھا بارادہ تلاش شہریار روانہ ہوا
بہرام وغیرہ پلٹ کے بارگاہ مین آئے صحبت عیش برپا کی وہ شب تو اوس مین بسر ہوئی صبح کو ہرکارون نے
کیمخت کو خبر دی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک برائے فتح شہر فرنگ جاتے ہین اور رفیق جمال خان
بن جدابل خان ساتھ ہین کیمخت نے کہا اب سفر کرنا طرف خروسیہ کے بہتر ہے لوگ تو جانب خروسیہ
روانہ ہوئے یہان لوگون نے خبر شہریار پر سیسا فرنگی کو پہونچائی پر سیسا بہت متردد ہوا منجمون نے کہا
آپ فکر نہ فرمائیے عنقریب شہریار لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر آئینگے آپ سے ملینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی
تھین مگر شہنشاہ گوہر کلاہ کی کیفیت عرض کی جاتی ہے کہ منزل بمنزل جاتے ہین ایک روز ایک صحرا کے
پر فضا مین پہونچے برائے شکار ایک طرف چند کس ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا
ایک مرکب کوہ کفل یا ساز مرصع کا ٹہل رہا ہے شہنشاہ اوس طرف متوجہ ہوکے دیکھا ایک درخت سایہ دار
کے نیچے ایک نقابدار پڑا تھا کاری زخمدار بیہوش پڑا ہے شہنشاہ قریب آئے اپنے اہل لشکر سے کہا نہین معلوم
اس بہادر کو کسنے زخمی کیا ہے اسکو یہان سے لیکے چلو ہمارے خیمے مین پہونچا دو لوگون نے کہا اگر حکم ہو تو نقاب اس کے
چہرے سے دور کرین شہنشاہ نے کہا یہ امر خلاف وضع شجاعت ہے جب ہوش مین آئیگا احوال معلوم ہو جائیگا
ملازمان شہنشاہ نے نقابدار کو لاکر بارگاہ شہنشاہ مین رکھا فوراً جراح طلب ہوا نقابدار کی زخم دوزی ہوئی شہنشاہ
بھی بارگاہ مین آکے جلوہ فرما ہوئے نقابدار کو ہوش آیا اپنے کو ایک بارگاہ مین پایا مثل اہل اسلام سلام کیا
شہنشاہ خوش ہوئے جواب سلام دیکے نقابدار کی تعظیم کی انھین برابر مکلل زرین پر بٹھایا کیفیت دریافت کی
نقابدار نے سب حال اپنی لڑائی کا اور گھوڑے کے نکال لانے کا شہنشاہ سے بیان کیا شہریار کا نام جو
شہنشاہ نے سنا کہا ای نقابدار شہریار کہان ہے نقابدار نے کہا میرے لشکر مین تھا اب نہین معلوم کیا ہوا ہو
شہنشاہ نے کہا ای نقابدار بہادر آپکے زخم اچھے ہوگئین تو یہان سے کوچ کیا جائیگا تھوڑے عرصے کے بعد نقابدار
کو صحت ہوئی شہنشاہ اپنی فوج مین آکے پہونچے یہان سب منتظر تھے شہنشاہ کو دیکھکے بہت خوش ہوئے
صحبت عیش آراستہ کی سب بیٹھے ہین ایک ہرکارے نے آکے شہنشاہ سے عرض کی کہ ایک نامہ دار در دولت
پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے شہنشاہ نے کہا بلالو نامہ دار اندر آیا شہنشاہ کو سلام کیا اور نامہ دیا شہنشاہ
نے جو نامے کے مضمون کو دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ کرتوس بن قربوس دولاکھ کا لشکر لیکے آیا ہے ملک ریاق کو تجھ سے مانگتا
ہے اسوقت تک باقبال حضور اوس سے مقابلہ کرتا رہا مگر اب حضور کا تشریف لانا ضرور ہے شہنشاہ نے بدیع الزمان
سے کہا آپ لشکرکشی کرکے جانب خروسیہ تشریف لے جائیے اور بہرام درخت پرست کو قتل کیجیے مین برائے
مقابلہ کرتوس جاتا ہون بدیع الزمان نے قبول کیا شہنشاہ نے لشکر درست کیا نقابدار نے کہا اب
مجھکو بھی رخصت مرحمت ہوتا اپنے لشکر کو جمع کرون اور مقابلہ بہرام مین جاؤن شہنشاہ نے نقابدار کو رخصت
کیا اور آپ برائے مقابلہ کرتوس روانہ ہوئے بدیع الزمان نے جانب خروسیہ سفر کیا بعد قطع منازل
وطی مراحل اوس وقت داخلہ بدیع الزمان کا طلسم فرنگیان پر ہوا کہ بہرام نے گھوڑا خندق مین ڈال دیا تھا قصہ
[illegible]

نے سرداروں سے فرمایا کہ پہلے میں بہرام وغیرہ سے جنگ آغاز ہونا مناسب جانتا ہوں بعد فرنگیوں سے
مقابلہ ہوگا سب نے قبول کیا اور اس فکر میں رات تمام بسر ہوئی کہ کس وقت میں کیا جائیگا کہ راوی دو کلمہ
داستان کیرتوس کے بیان ہوتے ہیں کہ جب صفاترک شاہ نے قلعہ کو بند کر لیا تو اس نے خندق کو
گھوڑا ڈال دیا اپنے کو قریب در قلعہ پہونچایا اور قلعہ کو گھیر لیا [illegible] صفاترک کو نظر [illegible] کر لیا یہ خبر
جو ملکہ آفاق نے سنی نہایت صدمہ ہوا قصد کیا کہ اپنی جان دیدوں لیکن خجستہ عیار نے اس وقت پہونچکر
فوراً اس نے گھوڑے طویلہ سے صفاترک کے تیار کرائے پشت قلعہ سے لاکر نکالا کیرتوس [illegible]
قریب محل پہونچا دربانوں نے کہا اب تمہارا جنگ [illegible] جلد کوتاہی کار ہو خجستہ عیار [illegible] لیکر گیا کیرتوس یہ
خبر سنکے بہت پریشان ہوا وہاں سے رنجیدہ واپس آیا [illegible] کو وہاں کا حاکم بنایا آپ جانب [illegible]
روانہ ہوا مگر شہنشاہ نے جو مع معروف بن اسد عیاران بازار کو ہمراہ لیکر [illegible] قلعہ
ہوسکے چلے آتے تھے راہ میں ایک ہرن نظر آیا شہنشاہ نے چاہا اس کو زندہ گرفتار کریں گھوڑا اس کے
پیچھے ڈالا عجب وہ ہرن کسی طرح ہاتھ نہ آیا لعل بن مرجان نے عرض کی یہ زندہ گرفتار نہ ہوگا شہنشاہ نے تیر
مارا آہو کے پہلو پر پڑا اور آر پار ہوگیا لعل نے اس کو ذبح کیا اور صاف کرکے [illegible] معروف
نے کہا میں یہاں ٹھہرتا ہوں شہنشاہ نے کہا ہم بھی یہیں ٹھہرینگے یہ کہکے ایک نخل سایہ دار کے نیچے ٹھہرے
ہوا جو لگی شہنشاہ ٹہلتے ہوئے دور نکل گئے لعل کو بھی اپنے پاس بلایا ارشاد فرمایا اس وقت پیاس کی
شدت ہے کہیں سے پانی لا لعل تو پیاسے تلاش آب روانہ ہوا شہنشاہ نے چاہا میں اس ہرن کے کباب
بناؤں یہ سوچ کے لکڑیاں فراہم کیں چقماق سے آگ نکالی کباب بنانا شروع کیا کہ سامنے سے ایک مرد درویش نے
آکے شہنشاہ کو سلام کیا شہنشاہ نے جواب سلام دیا پوچھا اے درویش تو کون ہے کہاں سے آتا ہے درویش نے
کہا آپ پہلے اپنی تشریف آوری کا سبب بیان فرمائیے شہنشاہ نے کل کیفیت بیان کی درویش نے کہا آپ
تکلیف نہ فرمائیے میں کباب آپ کے واسطے تیار کرتا ہوں ہر چند شہنشاہ نے منع کیا درویش نے نہ مانا اپنے پاس
سے نمک نکالا کباب تیار کرکے شہنشاہ کے پیش کش کیے شہنشاہ نے کہا اے درویش تم بھی شریک [illegible] درویش
نے عرض کی حضور نوش فرمائیں میں بعد کو کھالونگا شہنشاہ نے کباب نوش کیے کباب کھاتے ہی سر چکرایا [illegible]
ہوکے فرمایا اے درویش ان کبابوں میں کیا تو نے بیہوشی ملا دی مجھے کیفیت بیہوشی کی معلوم ہوتی ہے درویش نے
کہا ہاں میں قہرمان عیار شہریار بن [illegible] ہوں اے شہنشاہ اب کہاں بچ کے جائیگا شہنشاہ نے [illegible]
چاہا اٹھوں لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے قہرمان نے پشتارہ باندھا لیکر روانہ ہوا یہاں لعل بن مرجان
اور رضوان بن عمرو اور معروف بن اسد جو آئے شہنشاہ کو نہ پایا سب نے تعجب کیا آخر کار یہ رائے
قرار پائی کہ ایک شخص تو یہاں سے تلاش شہنشاہ جائے اور تمام کیرتوس کے مقابلے کیلیے روانہ ہوں لعل بن
مرجان نے کہا کہ میں تلاش شہنشاہ میں جاتا ہوں آپ لوگ جانب قلعہ روانہ ہوں یہ کہکے لعل تو تلاش شہنشاہ
میں روانہ ہوا اور معروف وغیرہ طرف قلعہ کے چلے تھوڑا راستہ معروف نے طے کیا ہوگا کہ دیکھا ایک عیار
[illegible] راستہ سے آوارہ روی کرتا چلا آتا ہے معروف نے کہا اس عیار کو ہمارے پاس لاؤ لوگ
گئے اور اس عیار کو پاس معروف کے لائے معروف نے کیفیت اس کی پوچھی عیار نے عرض کی پہلے آپ
اپنی کیفیت بیان کیجیے معروف نے سب کیفیت اپنی کہی عیار نے بھی [illegible] عرض کیا کہ میں شعلہ عیار ہوں کیرتوس

کا نامہ کرتوس ہی پر سیپا کے لیے جاتا ہوں معروف نے عیار سے نامہ طلب کیا عیار نے بجنسہ نامہ معروف
کو دیا معروف نے جو پڑھا لکھا تھا کہ میں لڑتا بھڑتا قلعہ پر پہونچا صفاترک کو قید کیا مگر خجستہ عیار ملکہ مہر افروز کو لیگیا
اب عنقریب میں اُس کی بھی فکر کرتا ہوں آپ خاطر جمع رکھیے آخر میں نام کرتوس کا لکھا تھا معروف یہ احوال
ملکہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور عیار سے ایسی باتیں پوچھنا شروع کیں کہ شعلہ المصدق مسلمان ہوا معروف نے کرتوس
کا حال دریافت کیا شعلہ نے عرض کی وہ قلعہ سے کوچ کر کے روانہ ہوگیا ہے شمشاد و قید صفاترک لیے ہوئے جاتا ہے
معروف یہ خبر پا کے خوش ہوا اور شعلہ سے کہا میں آج اُس کے لشکر میں شبخون مارونگا یہ کہکر سب لوگوں کو اطلاع
دی سامان شبخون درست ہونے لگا جب آفتاب غروب ہوا اور زلف لیلائے شب بھی کمر سے گذری معروف
نے لشکر شمشاد پر شبخون مار کے صفاترک کو رہا کیا صبح کو کہا کہ ای صفاترک اب طرف قلعہ کے روانہ ہونا کہ
تم کہا میرا جانا کیونکر ہو سکتا ہے نہ میرے پاس اسباب جنگ ہے نہ لشکر باقی ہے وہاں کافرون کا قبضہ ہے معروف
نے شعلہ سے کہا کہ میں اگر وہاں جاؤں اور اشکبوس قلعہ بند کرے تو عرصہ ہوگا شعلہ نے کہا مناسب یوں ہوگا
کہ آپ علم ہمارے فوج مانند نشان ہمارے لشکر کفار بنوا لیجے اور فوج کو بھیجیے جب کوئی دریافت کرے یہ بیان فرمایئے
کہ ہم براے مدد پر سیپا فرنگی جاتے ہیں وہ خود آپ کو قلعہ میں بلا لیگا معروف نے اس راے کو پسند
کیا فوراً نشان فوج تبدیل کیے نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے اتفاق سے اشکبوس اُس روز بیرون
قلعہ براے شکار آیا تھا اس نے جو آمد لشکر کا طور دیکھا عیار سے کہا جا کے دریافت تو کر یہ لشکر کس کا ہے عیار لشکر
معروف میں آیا لوگون سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہے یہاں معروف نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ جو کوئی ہمارا
نام و نشان پوچھے اُسے ہمارے پاس لے آو عیار نے جو حال دریافت کیا لوگ اُسے پاس معروف کے
لاے عیار نے معروف کو سلام کر کے عرض کی کہ ہمارے آقا نے دریافت کرایا ہے کہ حضور کی تشریف آوری
کا کیا سبب ہے اور اسم مبارک کیا ہے معروف نے نام اصلی بتایا آخر میں یہ بھی کہدیا کہ میں براے مدد پر سیپا جاتا ہوں
عیار یہ سنکر اشکبوس کے پاس آیا کل کیفیت بیان کی اشکبوس بہت خوش ہوا یہ معروف کے پاس آیا کہا
کہ امیدوار ہوں ایک روز اسی قلعہ میں استراحت فرمایئے جو ماحضر ممکن ہے قبول کیجیے معروف نے کہا کیا مضائقہ
ہمع اپنے لشکر کے اشکبوس کے ہمراہ ہوئے جب قریب خندق پہونچے اشکبوس نے کہا بہتر تو یہ ہوگا اور
سب لشکر کو یہیں چھوڑیے چند مصاحب خاص ہمراہ لیکر چلیے معروف نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے یہ کہکر کل
فوج کو اشارہ کیا سب قلعہ کے اندر چلے اشکبوس مانع ہو معروف نے نعرہ کیا اب تو اشکبوس کو
کیفیت معلوم ہوئی کہ یہ معروف بن اسد ہیں اشکبوس نے وار تلوار کا کیا معروف نے اُس کے وار کو خالی
دیکر تیغ برق تاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکے سر پر اشکبوس کے لگایا تلوار تا دو ابرو اُتر آئی اشکبوس
نے چاہا کہ اپنے تئیں گھوڑے سے گرا دوں مگر کچھ بن نہ پڑا داخل جہنم ہوا معروف لشکر کو لیکر داخل قلعہ ہوا
لٹیرے کے قلعہ چھین لیا صفاترک کو پھر حاکم قلعہ کیا آپ براے جنگ کرتوس روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت پر
کیا جائیگا مگر اب چند کلمہ ملکہ آفاق کے ملاحظہ فرمایئے کہ انھیں جو عیار خجستہ لیکر قلعہ سے نکلا تھوڑی دور چلا کہ
دیکھا ایک مرد فقیر ایک پشتارہ سر پر لیے ہوئے آتا ہے ملکہ نے خجستہ سے کہا اس فقیر کو میرے پاس لے آو خجستہ
جا کے فقیر سے کہا فقیر نے کہا میں ہرگز نہ جاونگا میں ایک مرد فقیر ہوں مجھے شہنشاہوں سے کیا کام ہے خجستہ نے پوچھا
یہ بار کیسا ہے فقیر نے کہا یہ لباس قلندری ہے [illegible] نے کہا اے قلندر ہمارے ساتھ چلو فقیر نے کہا بڑی عجیب باتیں

قاف قاف پر شمشاد نے یورش کیا ہے امیر تو مع عمر ثانی بدیع الملک سے رخصت ہو کر اسی دیو کی
پشت پر مع عمرو ثانی سوار ہو کے جانب قاف روانہ ہوئے بدیع الملک مقابلہ لعل مین فرو کش تھے
جب دوسرے روز جنگ آغاز ہوئی اہرچ میدان مین آئے زخمی ہوئے اہل اسلام نے کچھ رونق جہانت
لب کی لعل بن تورج مہلت دیکھ برائے شکار روانہ ہوا صحرا مین جاکے قریب ایک غار کے پہونچا ایک
بلند قامت پیدا ہوا لعل کو مع ہمراہیون کے اس غار مین ڈال دیا جو لوگ بچ گئے وہ فرار ہو کے
پہرے سے آکے کل کیفیت بیان کی ہیروپری نے بہت افسوس کیا صفیان اس غار کے قریب آیا گئی
ن لعل پر یہ شعر کہ گذرا کہ شمامہ جادو اس پر عاشق ہوئی ایک ساحر کو بھیج کے اٹھوا منگایا لعل نے
لے دیکھا ایک ساحرہ ایک تخت پر بیٹھی ہے گرد اسکے بہت سی جادوگرنیان ہاتھ باندھے ہوئے کھڑی ہین
لعل کو دیکھکے شمامہ نے اپنے پاس بٹھا لیا شراب وکباب کا چرچا ہوا آکر ایک ساحرہ نے آکے عرض کیا
ہو رہ صفیان شاہ برائے تلاش لعل کھڑے ہین شمامہ نے کہا جاکے کہدو کچھ اندیشہ نکرین ہم [illegible]
کے دوست ہین ساحرہ نے یہ آکے صفیان سے کہا صفیان خوشی خوشی چلا پیروپری سے آکے
بیان کی اس کو تسکین ہوئی وہان شمامہ لعل سے طالب وصل ہوئی اس نے بھی قبول کیا بعد وصل
کے کہا ای ملکہ مین چاہتا ہون کہ جام صفا مجھے لادو شمامہ ایک عقاب بنکر چلی قریب بارگاہ کے پہونچ
بہت اپنی ایک نقابدار کی بنائی بارگاہ بدیع الملک مین آئی سلام کرکے کہا مین آپکا دوست ہون
بدیع الملک نے کرسی عنایت کی کرسی پر بیٹھ کے شمامہ نے جام صفا کو پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے بدیع الملک
نے کل کیفیت بیان کی شمامہ نے کہا کہ ذرا مجھے عنایت فرمایئے دیکھا اسلی بہ بابت قریب سے کرون
بدیع الملک نے وہ جام دیا شمامہ نے جام ہاتھ مین لیکے نعرہ کیا باش او بدیع الملک مین شمامہ جادو
ہون عقاب بنکر اڑگئی فرشتہ ثانی نے بدیع الملک سے اجازت چاہی بدیع الملک نے بہت
عذر کیا آخر مجبور ہوکے روانہ کیا عقب مین خود بھی روانہ ہوئے مگر شمامہ جو چلی تو اپنے باغ مین آکے
پہونچی لعل کو جام دیا لعل بہت خوش ہوا جام کو دیکھ رہا ہے کہ فرشتہ ثانی نے پہونچ کے نعرہ کیا شمامہ نے
یا ساحر کرون مگر فرشتہ نے فرصت نہ دی وار تلوار کا کیا کہ شمامہ کے دو ٹکڑے ہوگئے لعل نے چاہا مین
مار کرون مگر فرشتہ نے اس کو بھی زخمی کیا چاہتا تھی کہ جام کو ہاتھ مین اٹھالے کہ آسمان سے نعرہ ہوا انا
شمالہ جادو خبردار جام کو نہ اٹھانا ادھر متوجہ ہوئی کہ بدیع الملک کا نعرہ ہوا مشالہ تو جام لیکر نکل گئی بدیع الملک
نے ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جب ساحرون کو قتل کر چکے فرشتہ ثانی سے پوچھا جام کہان ہے فرشتہ نے کہا
مین مصروف جنگ تھی نہین معلوم جام کیا ہوگیا بدیع الملک کو بہت صدمہ ہوا مجبور ہوکے اپنی بارگاہ
مین آکے جلوہ فرما ہوئے مگر شمالہ جو جام لیکر روانہ ہوئی پاس چہرہ وپیرہ کے پہونچی جام دیا اس نے چاہا توڑ
دون لوگون نے کہا یہ نادر زمانہ ہے اس مین چھوٹے بڑے تکلف ہین اول تو یہ کہ جب لشکر مین ہوگا ساحر
تاثیر نہ کریگا دوسرے اس مین اسم اعظم ہے اگر اسے پڑھین جام پانی سے مملو ہو جائے لشکر تمام [illegible] پانی پی
لے تو بھی پانی کم نہ ہو علاوہ اسکے اور بہت سے اوصاف بیان کیے پیروپیرہ نے کہا وہ اسم اعظم کیونکر
معلوم ہو لوگون نے کہا سوائے اولاد ابراہیم کے اور کوئی نہین اس کو پڑھ سکتا ہے یہ دیکھ نے کہا اولاد ابراہیم